طلسم ہوش رُبا

جلد سوم

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

तिलस्म होशरुबा खण्ड - 3

लेखक - सैय्यद मुहम्मद हुसैन
प्रकाशक - खुदा बक्स ओरियन्टल पब्लिक लाइब्रेरी
पटना

कीमत - 100/-

طلسم ہوشربا

جلد سوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006
مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی 110003
مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علیگڑھ 202001

اشاعت : ۱۹۸۸ء
قیمت : سَو روپے

برٹی آرٹس پریس (پروپرائٹر مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ) پٹودی ہاؤس نئی دہلی سے طبع ہوا

پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیرِ حمزہ کی جان ہے
اور، جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور، آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمرؔ نے فرمایا

——— طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۵/۱ 'خاتمۃ الطبع' از جانب مطبع/۹۶۲

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلہ کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا، جس کا محض نام ہی ہمیں ایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا استعمال کسی دوسری جگہ نہیں ملتا ——— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ) بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت، فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ——— لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے، اور اس لحاظ سے ہندستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ، جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستّاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی)، نے (اس سماعی روایت کو) اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو 'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں، غیر مطبوعہ، رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصّے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید 'بقیہ طلسم ہوشربا'

کی آئیں، اس طرح اس کی کُل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کے دسؔ یعنی ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصّے پر ہوشربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولین چار جلدیں لکھیں احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔ یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں، اور لکھ جانے کے بعد بھی سنائے جانے میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی کوئی اور تخیل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچتی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا تک، شعرا، ادبا تک (مرزا غالب بھی!)، سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کُل کی روایت کسی نہ کسی طور جاری رہی، اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروزپوری، ادنیٰ درجہ پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمہ کے درجہ پر تیرتھ رام فیروزپوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے! فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔ تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں پھر دلچسپ حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی —— اس سب کو دیکھنے کی خو تو تھی ہی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروزپوری کے اسرار دربار لندن اور گردش آفاق کا مترجم سلسلہ سہی! بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ حجم بھی سکڑتا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا'، اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنچالکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامہ کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے —— اور سرحد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام و کمال یا قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہندایرانی کلچر کی جو باقیات بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں ملن تھا۔ عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کرکے دنیا کے ایک شکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا۔ ہوشربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان، ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔



طلسمِ ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتہ سے فارسی داستانِ امیر حمزہ (= قصۂ امیر حمزہ = حمزہ صاحبقراں = حمزہ نامہ = رموزِ حمزہ = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا رہا ہے جو روایۃً فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جو واقعۃً فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اُسے مصوّر کرنے پر مقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصوّر حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) (مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کر فنِ مصوری نے جو شاہ کار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور، ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندانِ تیموریہ کا مصوّر نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ــــــــ یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنّف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندانِ تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں) اتنی اہمیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تغلق کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز ــــــــ تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ مچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں **زبدۃ الرموز** کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ــــــــ حیدر آباد پہنچ کر اسے عبد اللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ــــــــ لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جلال بلخی، اور سلطان حسین مشتاقی کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۳ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستانِ امیر حمزہ فارسی میں جو بھی ملتی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے[1]۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء)، ایک ہی حصہ میں آگئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبد اللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سیّد تصدق حسین

۱۔ رموزِ حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے 'قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ' بھی (مرتبہ جعفر شعار) معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق، تہران سے ۱۲۷۴ھ میں سات 'جلدوں' میں چھپا (خدا بخش کیٹلاگ ۱۸۱/۸) خدا بخش کیٹلاگر کو غلط فہمی ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات حصّے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنچ تنتر/کلیلہ و دمنہ/انوار سہیلی اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خواب خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں، اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا۔ تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستانیں سننے سنانے میں ایک محلّے یا ایک شہر تک ہی محدود رہتی! مطبع والوں نے اندازہ لگالیا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متنوع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا) تصنیف بھی (کہ واقعۃً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔



طلسم ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں! طلسم ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصّہ بتایا جاتا رہا ہے۔ ورنہ خود داستان ——— ایک قدیم تر فارسی قصّہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ——— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں، موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جاسکے ——— اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوشربا جس کا ترجمہ کہی جاسکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ——— اور طلسم ہوشربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور، کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصّے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمے کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گر کا حصّہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک تنہا اردو میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ، بلکہ فقہی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ــــــ لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر، جب ہی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہر حال بنی: اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشرووں کے پورے پورے افکار پس روا اپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربا ے باطن کے نام سے رام پور میں **مخطوطہ** کی صورت میں محفوظ ہے۔ **یعنی** اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، مطبوعہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے یا اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ' جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلیکشن کے 'قصہ فیلسوف' تک، جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا دالا قصہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں تھا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا۔ رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء – ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں، جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/ ۶۲۷) کہ مصنف اوّل احمد علی ہیں۔



وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہوگی جس میں ہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے، اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد... ۔

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو! (نام نیک رفتگاں ضائع مکن) شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچا لیں گے ("تا بماند نام نیکت برقرار")۔ اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام! بے نام ابدیت سے تو ہم بچ بھی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جا سکتے! نہ انہیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جا سکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو، کہ تمہارا نام وہاں آ جائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے، زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے ہمعصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی میں' اتنی فرصت تو نکالی! اور، شکر گزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا، جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار، کسی شہسوار، کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً، کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے؛ اس طور پر کہ پیشروؤں نے فن داستان گوئی پر، داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدا بخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے؛ اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلئے شکر گزاری کے ساتھ مقدمۂ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جا رہی ہیں۔



تہذیب، سماج اور زبان ــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کر لیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں؛ یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کر کے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواجِ عام اور اس کے توسط سے، ممکن حد تک، وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے بدل صورت میں ادب محفوظ رکھتا جانتا ہے! لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمۂ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

ــــ عابد رضا بیدار

پنجم حصہ تیسرا کون و مکان کا دفتر ماتم و آشوب کا

تیمین جمیرین کیری کان اور مکان کا و ستر ماتم نامہ ستان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر دہوش ربائے جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا السعی جلد سوم

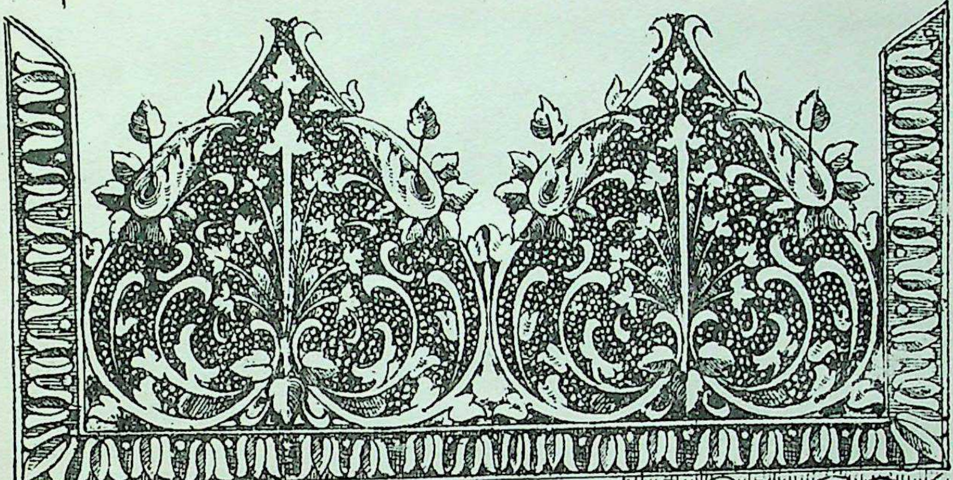
طلسم ہوشربا

ترجمۂ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوے شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل کمال سخنور بیمثال رفراگاہ سید محمد حسین جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلّی ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز جلد سوم طلسم ہوش ربا

اے قلم فرض ہی ثنائے الٰہ
ربّ اکبر کا کر ادا سجدا
اُسکی درگاہ بے نیازی مین
جو جہان مین ہی اُسکے کام یہ ہی
مالک الملک شریک لہ
کہ خدا جسکا خود ہوا طالب
سارے پیغمبرون کے سر کا تاج
زیب عرش بہر زینت ہے
سایۂ جسم اقدس و اعلیٰ
یہ بھی ہے میرا بے نظیر رسولؐ
برادر نبی ولی خدا
جسکو اپنی بنی نے دی دختر

حمد کا عزم ہے تو بسم اللہ
جس نے باغ جہان کیا آباد
دیکھو نرگس جھکاتی ہی آنکھین
ہے وہی بادشاہِ کون و مکان
وحدہ لا الٰہ الّا ہو
سرورِ انبیاؑ حبیب خدا
انبیاؑ اُس کے در کے ہین محتاج
سُنبلِ گیسو کا اُسکے ہے یہ کمال
اس لیے ربّ نے خلق تھا نہ کیا
مثل ہے اسکے گر تو بس ہی علیؓ
حاکم کار خدا نجات تھا
کب زبان سے ہو سکا وصف ادا

سر کو محراب حمد مین تو جھکا
دل بُلبُل کو گُل کی بخشی یاد
سرو آزاد اُسی کے نام یہ ہی
ہے وہی باغبان باغِ جہان
نور حق کا بھی وصف ہی واجب
خادم ادنےٰ ہے جبرئیلؑ اِسکا
اُسکے نعلین کی یہ عظمت ہے
چرخ پر بنگیا ہے شکل ہلال
یعنے واحد ہو نہین کرو یہ قبول
کہ برادر ہے اسکا اور وصی
ناصر دین نفس پیغمبرؐ
مرتبہ دان رسول فیق اُسکا

اب پڑھون مین رسول حق پہ درود
رات دن ہر گھڑی درود وسلام

ہے اسی مین مرے لیے بہبود
اسپر اور اسکی آل پر ہو مدام

التماس مؤلف بخدمت ناظرین

ناظرینان داستان فصیح
اس جگہ پر کیا ہے ختم کلام
اور مہرخ مقابل حیرت
ہین لقا پاس داخل لشکر
عمرو تو بیچ سے دلگیر جو خراش
جا لگے اُترے ہین ساتھ ہی لشکر
ہے جو افراسیاب کی وہ وزیر
لیکن اب پھر گئی ہے بے تکرار

سُنئین اس طرح یہ بیان صحیح
کہ عمرو طالب اعانت ہے
اپنے لشکر مین ہے بصد عظمت
حمزۂ نامور کی ساری فوج
چلے آئیرج ہین کرتے اسکی تلاش
سارے افراسیاب کے ہین کید
صنعت سحر ساز بے تدبیر
الغرض سب یہ حال بیش و کم

یعنے جلد دوم ہوئی جو تمام
ملک کوکب مین باصد عزت ہے
اور بلاؤ صبا رجادوگر
ہے مقابل ہین انکے باصد اوج
اور تو بیچ طلسم کے در پر
گنبد نور بہ اسد ہین قید
لڑنے آئی تھی پہلے وہ غدار
اپنی اپنی جگہ پہ ہوگا رقم

رہین اس سلسلے کے سب پابند
تاکہ ہون داستان سے فائدہ مند

آغاز داستان دلستان پہونچنا نامہ افراسیاب کا طاق حشم جادو کے پاس اور عذر کرنا اسکا کہ مین علیل ہون اور بھیجنا اسکا اپنے اُستاد حسام جادو کو اور مارنا برق کا حسام جادو کو پھر بغضب تمام آنا طاق حشم کا اور مہرخ وبہار کا شگوفہ دیوانہ بنانا آخر مارا جانا اسکا اور آنا صنعت سحر ساز کا اور لشکر مہرخ پر آفت لانا اور عین وقت پر عمرو کا طلسم کوکب سے مع لشکر کثیر آنا اور صنعت کو لڑکر شکست دینا لشکر مہرخ کا خوشنود آمد عمرو سے ہونا

ساقی نامہ مؤلف

مے توبہ شکن دے اے ساقی
عیش وعشرت کے کامرانی کے
ارے توبہ ابھی سے کی توبہ
بزم رندان کو جھلکے رونق دو
روح جمشید کی قسم تمکو

ابھی فصل بہار ہے باقی
یار ہم مشربان کا ہے یہ قول
واہ وا واہ کون مانے گا
تمکو پیر مغان کے سر کی قسم
اپنی امید کی قسم تمکو

ابھی باقی ہین دن جوانی کے
پڑھو اے جاہ جلد تر لاحول
لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
تم کو اس میکدے کے در کی قسم
آب آتش کی گرمیون کی قسم

دختر رز کی نرمیون کی قسم
سچ بتاؤ کہ مے سے کیون ہو خفا
تم سے بنت العنب کی حرمت ہے
دیکھو سنسان میکدہ ہے پڑا
ساغر مے بھی چشم پُر نم ہے
چلیے میخانہ کیجیے آباد
جھک گئے سننے لیے ہمارے قدم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
رند سجدے مین گر پڑے باہم
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
ہوگئی آج میکدے مین عید
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
وقت افسانہ گوئی پھر آیا

تمکو سوگند جان رندان کی
دختر رز سے کیا قصور ہوا
محتسب تم سے خوف کھاتا ہے
ہے یہ میخانہ یا کہ ہے صحرا
ہالۂ در گلو صراحی ہے
آپکے دم سے رند پھر ہون شاد
شیشے کرنے لگے مجھے تسلیم
مین نہین آیا دل لگی آئی
زہد و تقوی نے کی وہان سے گریز
رند نے مارے خوشی سے پھر نعرے
بیعت خم پہ سب ہوے راضی
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
جھک گئے جام خوب پی کر مے

بادہ خوارون کے دین و ایمان کی
تم سے پیر مغان کی عزت ہے
قاضی و دستار کو بچاتا ہے
انجمن ہے کہ بزم ماتم ہے
جس طرف دیکھو اک تباہی ہے
الغرض آئے میکدے مین ہم
گردنین خم ہوئین پے تعظیم
ہوے محراب خم مین سر پھر خم
رند بکنے لگے مے بیار و بریز
ہر طرف کو یہی گفت و شنید
آخر اٹھا عمامۂ قاضی
اپنے ساقی کو مہربان پایا
ہان اٹھاؤ قلم کہ وقت یہ ہے

بادہ خواران ساغر معنی | این حکایت کنند لاثانی

بادہ کشان رحیق مروق مصطبۂ خوش کلامی و جرعہ نوشان ساغر بادۂ حسن نظامی مستسقیان شراب حسن بیان و سرخوشان ساتگین میخانۂ داستان۔ ساغر دوائر حروف تحریر کو شراب کلام سے اس طرح لبریز فرماتے ہین اور انجمن قرطاس مین بسان بادہ خواران الفاظ مضامین کو یون بٹھاتے ہین کہ جب افراسیاب کو حال خراب بلاد صبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ دار کو بعد فکر بسیار جواب دیا کہ جاکر بلا کو میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ مین بہت جلد تمھاری مدد کرونگا تمھاری کمر سے باندھونگا اور لباس اعانت تمھین عنایت کرونگا گھبراؤ نہین اطمینان تمام رکھو جنگ مسلمانان و اعانت خداوند سے کام رکھو غرضکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ دار یہ باتین سنکر اور خلعت رخصت پاکر جس راہ آیا تھا اسی راہ پھر چلا اور بعد قطع راہ طلسم وارد بارگاہ لقا ہوا یہ مرتد تخت نکبت پر بیٹھا تھا کوہیون کا مجمع تھا بلا و صبا بھی حاضر دربار بذمت مدار بھے نشۂ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آکر ازرنگ بیان مین تصویر تقریر شاہ طلسم کھینچی جب سب کیفیت انھون نے سنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ اہل اسلام سے کرین پھر آپ ہی کہا کہ اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کرین پھر لڑین یہ کہکر تدبیر سہو کرانے اسم اعظم مین بارگاہ سے اٹھ کر غائب ہوگئے انکو تو اس فکر مین مبتلا رکھیے لیکن حال زبون خصال افراسیاب بد افعال سنیے کہ اُسنے دو بارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیجکر خیال کیا کہ حیرت فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہے کہ شکستین کھا چکی ہے اُسکی دلداری چلکر کرنا چاہیے

یہ سوچ کر اُٹھا وہ بیابان نرگس جہان یہ بیٹھا ہوا تھا نہایت پر بہار تھا فرحت آگین گلزار تھا گلہائے نرگس چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھین جوانان باغ سے لڑا رہے تھے زیر قدم بادشاہ بہار گلستان نے آنکھین بچھائی تھین یا دہر غدار نے بیوفائی سے لبغصہ آنکھین دکھائی تھین بادشاہ جیسے ہی اُٹھا ہوا نے سر دا اُس صحرا مین وزان ہوئی اور گوشہ ہائے صحرا سے بارہ سونا زنینان حور پیکر سیمبر بصد حسن وادا لباس جواہر دوز زیب جسم کیے زیور مرصع کا پہنے اپنی آن وادا پر نوجوانان چمنستان دہر کو لبھاتین زلفین ہر ایک کے چہرۂ بے نظیر پر بل کھاتین گیسو کا رخسار پر لہرانا کفر کا اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا یا ملک حلب پر تتاریون کا چڑھ آنا ظاہر تھا زلف خم در خم شکن در شکن تھی یا دلہائے عشاق کی ہمارے مسکن تھی حلقہائے زلف تھے یا حبشی نافہ ہائے غزال ختن لیے تھے ۔ بلکہ مشاطۂ بہار نے جعد سنبل کو پیچ دیے تھے ۔ پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگا یا حسن کا اُسی ماتھے پر ٹیکا پٹیان بنین در خوبی کی محرابین تھین ابرو کے قریب تل تھا فلک حسن پر اختر کامل تھا چشم سرمگین مین سرمہ کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست پائے خم سے لپٹا تھا نہین نہین محراب ابرو مین ہر آبادی میکدہ دعا کرتا تھا کہ

للمؤلفہ خداوند ا رہے پیر مغان شاد رہے یہ میکدہ تا حشر آباد چشم فتان کے اشارے انقلاب رنگ گلستان نگاہ کی گردش گردش آسمان رخسار نازک پر شمس و قمر صدقے اس آسمان حسن پر فلک تارے اُتارے بینی چشمۂ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بینی حسینان اُس جگہ منھ کی کھاتی واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی کہ **نظم**

کمان یا ہے محراب یا ماہ نو ہے
یہ نشتر ہی یا تیر مژگان ہے کیا ہے
یہ زنجیر یا مار یا دام عاشق
یہ لب ہے کہ لعل بدخشان ہی ہے کیا ہے

یہ ابرو ہے یا تیغ بران ہے کیا ہے
یہ ہے آئینہ یا ہے مہر درخشان
یہ سنبل ہے یا زلف پیچان ہے کیا ہے
صفا ایسی الماس مین کب ہے پیارے

یہ خنجر ہے جمدھر ہی یا تیر ناوک
یہ چہرہ ہے یا ماہ تابان ہے کیا ہے
عقیق یمن یا کہ مصری ہی یا قند
یہ سلک گہر یا کہ دندان ہے کیا ہے

یہ آفت ہے فتنہ ہے یا ہے قیامت
ترا قد ہے یا سرو بستان ہے کیا ہے

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سر جمشیدی کو جسپر رشک آئے گھڑے چاندی سونے کے رنگ سے بھرے کمر پر رکھے ہاتھون مین قمقمے لیے انگیا مین بھی گیند بلور کے چھپائے مسکراتین کمر اور کولے کا عالم دکھاتین سامنے شاہ طلسم کے آئین بہر تسلیم سب نے گردنین جھکائین شاہ عالی پائیگاہ تخت پر سوار ہوا گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت بزدر سحر دوش ہوا پر روانہ ہوا ایک ابر سُرخ سر پر آکر چھا گیا موتی برسنے لگے وہ پریزادین جو تخت لائی تھین رنگ کھیلنے لگین پچکاریان چلنے لگین مقیش اُڑانے لگین تارے ٹوٹتے نظر آتے تھے مقیش کے تار اس طرح جگمگاتے تھے صدائے دور باش سے گوش فلک کر تھا خلاصہ یہ کہ بڑا کرو فر تھا اسی طرح جانب **حیرت** بادشاہ بصد حشمت روان تھا اُدھر **حیرت** بارگاہ مین مقابلہ مہرخ اُتری ہوئی ہے اور تمام سردار سالار ساحران غدار حاضر دربار ہین اور اسی طرح بارگاہ لشکر عمر و مین بھی ساحر بیٹھے ہین لیکن بہار و نافرمان وغیرہ چند ساحرنیان مہرخ کے یہان کی اور گیسوین شہاب و

شکوہ زرین تاج وغیرہ جادوگرنیان حیرت کی میدان بھر رزم درست کرا رہی ہین غار بھرے
جاتے ہین درخت کٹتے ہین مورچے بندی ہو رہی ہے کس لیے کہ آمد ملکہ صنعت سحر سازنہ کی خبر لگی ہوئی دونون
طرف کی بارگاہون مین ناچ ہو رہا ہے پیالۂ شراب گردش مین ہے کہ یکایک سواری افراسیاب
کی پیدا ہوئی ابر سُرخ ظاہر ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سُنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران افسران
لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی اور بہر استقبال شاہ بداقبال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اُترا ملکہ مذکور
نے مجرا کیا اور کئی کشتیان زر و گوہر کی سر شاہ پر سے نثار کین بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا
ملکہ نے شانے سے پہلو اپنا ملا دیا دوش بدوش دونون روانہ ہوئے اسوقت صورت برج جوزا ظاہر
تھی سب کہتے تھے کہ سنیچر کہان سے آیا ہے قران النحسین ہوا ہے غرضکہ اسی طرح یہ دونون داخل بارگاہ
ہوئے پریزادان ہمراہ سواری تخت شاہی لیکر دربارگاہ پر ٹھہرین بعض عہدے ہاتھ مین لیے
شاہ کے ساتھ اندر آئین باقی انتظام ہوگیا کہ کوئی شخص اندر نہ جانے پائے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا
ملکہ پہلو مین اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ملکہ نے
حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہو کر بیان کیا بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے وا کیا اور تسکین آمیز
کلام کیے اور کہا کہ ابھی مین نے طاق چشم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہے وہ آکر سب باغیون کو غارت کر دیگا اور
مثل برگ خزان رسیدہ باغ عالم سے بصرصر فنا اُڑا دیگا حیرت یہ کلام سنکر بہت خوشنود ہوئی اور کہا
اے شہنشاہ مین حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہین سرکار یہ جبر و تعدی ان نمکحرامون کی اٹھاتے
ہین اور ان ساحرون کو نہین بلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ مخالفون کی سزادہی اور گوشمالی دینے پر آمادہ
ہوئے بادشاہ نے یہ سنکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیون صاحبو تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ جو
میرے پیر بھائی کا سامنا کر سکے سب نے متفق اللفظ جواب دیا کہ واقعی پیر بھائی کا حضور کے کوئی سامنا
نہین کر سکتا ہے وہ بڑے زبردست جادوگر ہین خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کر کے
مدح و ثنا مین طاق چشم کی تر زبان ہوے یہان تو یہ ذکر و تذکرہ ہے لیکن جواسیسان لشکر مہرخ جو قریب
بارگاہ آئے دیکھا تو یہان کے لشکری خوشی کر رہے ہین غلغلہ برپا ہے کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق چشم آگئے
ہین سب نمکحرامون کا کام تمام کرینگے یہ خبر ہرکارون نے جو سنی وہان سے پھر کر خدمت ملکہ مہرخ مین
حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف مین اس طرح کی خبر ہمنے سُنی ہے آمد طاق چشم
کی خوشی ہو رہی ہے ملکہ مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ اب تو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈھ
ڈھونڈھ کر بلائے گا خیر ہمارا بھی خدا مالک ہے یہ کہہ کر چُپ تو ہو رہی مگر رنگ چہرہ کا زرد ہو گیا برق عیار
حسب اتفاق دربار مین موجود تھا اُسنے جو رنگ چہرۂ ملکہ متغیر دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھ کر گویا ہوا کہ ذرا مین تو
جا کر اس طاق چشم کو دیکھ آؤن کہ اسکی کیسی صورت ہے مہرخ نے یہ بات سُنکر کہا کہ اے برق واسطے

خدا کا وہان جانے کا ارادہ نہ کرنا وہ مُواطاق حشیم اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق ہے زبردست جادوگر ہے افسون وسحر سے ماہر ہے مثل یہ اُسی پر صادق آتی ہے کہ اُسکے کاٹے کا منتر نہین وہ موا بڑا موذی ہے خدا کی مار اُس پر برق نے کہا ہمکو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ساحر ہمارا کیا کریگا یہ کہکر ہر چند ملکہ موصوف نے منع کیا اسنے نہ مانا اور روانہ ہوا جب قریب لشکر حیرت پہونچا دل سے مشورہ کیا کہ ابھی جس ساحر کی فکر مین تم آئے ہو وہ آیا نہین پس لازم ہے کہ کسی نہ کسی طرح بارگاہ مین حیرت کی اپنے تئین پہونچاؤ اور کسی سردار کی صورت بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکور آئے تو شمشیر ہاتھ صاف کرکہ راہ عدم اُسکو دکھاؤ یہ سوچ کر بہ صورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہونچ کر فکر کرنے لگا کہ کسی کو بیہوش کرکے اُسی کی ایسی صورت بنون اور اندر جاؤن یہی خیال مین تھا کہ وہان جو نازنینان ہمراہی شاہ طلسم دربارگاہ پر کھڑی تھین اُنمین سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اُسنے اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ بھینا مجھکو جائے ضرور پر جانے کی حاجت ہے کوئی چلتا ہے میرے ساتھ سب نے کہا تجھکو ہر بار ایسی ہی جگہ پر احتیاج ہوتی ہے بھلا یہ کون موقع ہے شہنشاہ آنے والے ہین نہ بی بی ہم مین سے کوئی نہ جائیگا یہ کیا تونے عادت سیکھی ہے کہ ایک تو آپ جاتی ہے اور دوسرے اور کو لیے جاتی ہے ایک عورت نے اُنمین سے کہا کہ یہ زنڈی اپنے پلیے چھڑے پر اتراتی ہے جانتی ہے مجھ سے بڑھکر کوئی خوبصورت نہین اُس نازنین نے کہ جسکو احتیاج تھی ان باتون کا جواب دیا کہ اوئی اتنا میرا پوچھنا کہ ساتھ چلتی ہو غضب ہو گیا ہزارون باتین تم نے مجھے کہ ڈالین اگر تم میرے ساتھ نہ جاؤگی تو مجھکو کوئی کھا نہ جائیگا یہ بکتی ہوئی وہان سے چلی اور لشکر سے نکلکر ایک گوشہ مین بہر رفع احتیاج بیٹھی برق اسکے ساتھ آیا تھا اور گھات مین تھا کہ اسکو بیہوش کرون پس ایک عورت کی قطع بنکے جہان وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جبتک وہ اُٹھے اُٹھے اُسنے کمند ماری وہ عورت دریائے نور کی رہنے والی کنیز شاہ جادوان عیارون کی مکاری کیا جانے کمند مین اُلجھ کر گری عیار مذکور نے خوب اُس کو بیہوش کرکے پیرہن اور زیور جسم سے اُتار لیا اور اُسکو وہین مٹی مین دبا دیا پھر آپ آئینہ سامنے رکھکر اُسی کی ایسی صورت بنا کیا قدرت نقاش ازل ومصوّر آفرینش نے اُس صورت نگار نیرنگ وعیاری کو عطا فرمائی تھی کہ **بیت** پل مارنے کی ہوئی نہ دیری ؛ سبحان اللہ شان تیری ۔ ہوا ہی گویا پھر گئی وہ برق ہی نہ تھا وہی نازنین خواص **افراسیاب** کی تھی زلف چلیپا اُس سبزہ رنگ کی تھی یا کشت حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگان دہر کے زلف کو دیکھکر رشک سے رخسارون پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس پڑا تھا واقعی پری کا سایہ ہوا تھا نہین بلکہ اُسی گیسو وجبین نے ہزارون کو پری زدہ بنا کر سودائی مشہور کرایا تھا ابرو تھے یا نخلبند قدرت نے نیا تماشا دکھایا تھا باغ رخسار کی نرگس مین تلوار کا پھل آیا تھا ترکان چشم نے تلوارون کی کوٹ بندی کی تھی قینچی باندھی تھی یا اُسکی جیٹی بھوین تھین ایک ایک اشارے پر سیکڑون کشور دل لوٹ لینے پر جھی تھین چشم مردم فریب نے فتنہ اُٹھاتی تھی لیل ونہار فتنہ زا کو آنکھین دکھاتی تھی نرگس مست پر چشمک زن تھی بڑی

پُرفن بھی رخسارہ نازک کو کس سے مثال دون لازم ہی کہ اُسکو لا مثال کہون سچ ہی وہ رخ لاجواب ہے مرقعہ دہر مین یہ تصویر انتخاب ہی دہن تنگ موہوم کہ صفت مین چُپ رہنا اچھا ہے اور کیونکر اُس عنقا ے اوج حسن کا وصف کرون مین نے کہان اُسکو دیکھا ہے غرضکہ از سر تا پا اُس بت پُرفن کا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

بلا وہ شوخی کی چال بھی ہی وبال کاکل کا جال بھی ہی | ادا سے دل پائمال بھی ہی قلق سے آشفتہ حال بھی ہی
نگہ فسون چشم عین جادو بال خم کمند گیسو | خدنگ مژگان کمان ابرو بلاے دل خط و خال بھی ہی
ہرن ہین صیاد چشم جادو قضا کے پھندے ہین دام گیسو | شکار گہ آئینہ کو کر تو کمند بھی ہے غزال بھی ہی
نہ کیون ہو ہر بات مین دورنگی دماغ رہتا ہی آسمان پر | وہ شوخ مستِ شباب بھی ہی غرور حسن و جمال بھی ہی
وہ گورا گورا ہے منھ تمھارا ایک ہی گال ماہ پارہ | قمر کی پتلی کا ہے وہ تارا سیاہ جو رخ پہ خال بھی ہی

اُس صورت دلفریب سے جب درست ہو کر بن سنور چکا اٹھلاتا ہوا پانی سے لوٹے کے کھیلتا ہوا چلا اور دربارگاہ پر اُسی گرد حسینان مین آملا جو تخت شاہی لیے کھڑی تھین اور گویا ہوا کہ بوا تم جو میرے ساتھ نہ گئین تو میرا کیا ہوا کوئی مجھے کھا نہ گیا یہ کہہ کر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جا کر دیکھون شہنشاہ کے چلنے مین کتنا عرصہ ہی غرضکہ اندر جا کر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہل دربار سے باتین کر رہا تھا جب اُسنے نگاہ اُدھر سے پھیری اسپر نظر پڑی ایسا حسن اُسکا اچھا معلوم دیا کہ فریفتہ ہو گیا مگر بمصداق اس مثل کے کہ۔ آن ہونی کی ہون کو تاکت ہین سب کوے ۔ ان ہونی ہونی نہین ہونی ہووے سو ہوے ۔ از بسکہ یہ عورتین خاص طلسم کی رہنے والی ہین جب برق نے اُس نازنین کو بیہوش کر کے صحرا مین چھوڑا فوراً ایک پنجہ پیدا ہو کر اسکو اُٹھا لیگیا اور دریاے نور پر اُسکو پہونچا کر بادشاہ طلسم کو بھی اُسنے اطلاع دی کہ عیار برق فرنگی نام اس طرح کنیز بنکر آتا ہی لیس اسوقت بادشاہ نے جو اُسکے حُسن پر نگاہ کی آگاہ تو ہو چکا تھا ہی دیکھتے ہی پہچان گیا اور جھٹ ہنسا برق سمجھا کہ یہ مجھپر مائل جو ہوا ہے سو جب سے ہنستا ہی یہ سمجھ کر اُسنے اور زیادہ تن کر اپنی گات کو دکھایا اور بناز و ادا مُسکرایا بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا شاہ نے بسبب اسکے کہ فرار نہو جائے بھلا وا دیا ہنس کر استفسار کیا کہ تو کیا کام کرتی رہتی ہے اُسنے آنکھین جھکا کے کچھ شرما کے جواب دیا کہ لونڈی سواری مین حضور کی حاضر رہتی ہے مورچھل ہلاتی ہی اور جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ بجالاتی ہے شاہ جادوان نے کہا ہمنے تیری نوکری معاف کی صرف پانون رات کو دبا نا اور کوئی کام نہ کرنا اُسنے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بادشاہ اسکی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہے اور دل سے اپنے کہہ رہا ہی کہ کمبخت عیار کیا بلا کے ہین معشوقون کے ناز کبھی اُنھون نے گرد کر دیا رنڈی کیا ایسی ادائین کریگی جو یہ کر رہا ہی فی الجملہ بادشاہ نے زیر لب کچھ افسون پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی فلک پر سے اُتر آئی بادشاہ نے برق سے کہا کہ تو تم اس چوکی پر بیٹھو یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ مسخرا میرے جبل مین پھنسا آج رات کو باغ سیب مین لیجا کر اپنے ساتھ سلائیگا مین بیہوش کر کے اُسکو راہ فنا دکھاؤنگا لبس خوشی خوشی کمر کو تین بل دیکر پتوری نزاکت سے چڑھا کر چوکی پر بیٹھا شاہ نے ہنس کر کہا اے جانی

اب تم کہین نہ جانا ہم تمھارے عاشق ہین عیار مذکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور غور جو کیا تو چوتڑ چوکی مین جم گئے ہین اور زمین سے چوکی اونچی ہوتی جاتی ہے عیار مسطور یہ حالی دیکھ کر گھبرایا اور بادشاہ طلسم حسبت کرکے تخت پر چوکی پر آیا اور کہا میان برق اچھی طرح رہے برق نے کہا مین آداب عرض کرتا ہون اور یہ کہہ کر بہت جھک کر تسلیم کی شاہ جادوان قہقہہ مار کر ہنسا برق نے کہا آپ ہنستے کیا ہین سوقت ہم نہ عیاری کو آئے تھے نہ لڑنے کو آئے تھے تمکو دیکھنے چلے آئے تھے ہماری عادت کمبخت ایسی بُری اور نکمی ہے کہ جہان کسی کو دو دن مین دیکھا بس محبت ہو گئی چنانچہ تمھین عرصہ سے دیکھا نہ تھا آج سُنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے کیا جانتے تھے کہ تم دغا ہمارے ساتھ کروگے افراسیاب نے کہا اے تو نے میری لونڈی کو غارت کیا ہوتا کہ خاک مین دبا دیا تھا وہ تو میرے سحر کا پنجہ اسکو دریائے نور پر لیگیا اب مجھے تو فقرہ دیتا ہے مین بغیر قتل کیے تجھے زندہ نہ چھوڑونگا برق نے کہا تمھارا فرمانا سچ ہے لیکن اے بادشاہ جو لونڈی کو نہ بیہوش کرتا تو آپ تک کیونکر پہونچتا اور یہین مار ڈالنے کا تمھین اختیار ہے مین جانتا ہون کہ تم زبردست ہو شہنشاہ ہو مالک ہو کوئی تمھارا سامنا نہین کرسکتا ہو جسکو چاہو مار ڈالو مجھے قتل کروگے تو کیا پاؤگے اگر چھوڑ دوگے تو تمھارا نام ہوگا شاہ جادوان یہ تقریر اسکی سُن کر بیسر رحم آیا اور چاہا کہ رہا کردون مگر ملکہ حیرت نے تیور بادشاہ کے پہچان کر کہا کہ اے شہنشاہ یہ موا دم دیتا ہے بھلا اسکی اور آپکی اُلفت اے یہ سر اسر جھوٹا ہے فیل باز اور مکار ہے جھوٹا تو آپکے پیر بھائی آنسو لے ہین اُنکا ناک مین دم کر دیگا اور علاوہ اسکے بموجب اس بیت کے بیت نیکی کرنا بدون سے ایسی ہے :: جیسے نیکو ان کی بدی تجھ سے :: اسکا رہا کرنا ہرگز نچاہیے شاہ نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مین اسکو دشمن سمجھکر اس طرح ہلاک کرتا ہون کہ بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے یہ کہکر ایک دانہ ماش کا چوکی پر سحر پڑھکر مارا کہ وہ چوکی اُڑکر جانب فلک گئی اور بردے ہوا جاکر معلق قائم ہو گئی اب جو برق نے دیکھا تو یار رہے نہ مددگار رہے نہ آب و دانہ ملنے کا ٹھکانا نہ کہین جانا نہ آنا جیسے کہ عالم برزخ مین آگیا دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیے آفتاب سر پر فلک دشمنی سے بنگاہ گرم دیدۂ مہر سے گھورتا یہ بیچارہ بآین آفت و خرابی بہزار ناچاری مہر خاموشی برلب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا سارا طلسم مثل نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی زمین کی طرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی تھی بیکسی حال بیکسی و تنہائی تھی طالع کیسے نے بلندی دکھائی تھی جب خیال اپنے دوستون کا آتا تو آہ کی نے بجاتا اور یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتا کہ

ابیات

مین وہ سوختہ دل ہون کہ مرگئے پر مری خاک سے دانہ شجر نہ ہوا
جو ہوا بھی تو ہوکے وہ جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
کہون کس سے ملال کا اب سبب وہی غم ہے سدا وہی رنج و تعب
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل مین ذرا بھی اثر نہ ہوا
کبھی دل کی ہوس بھی نہ نکلی ہوس رہا نالہ کنان مین برنگ جرس

رہے غم مین یہ مثل اسیر قفس کبھی قابل سیر سفر نہ ہوا

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ و بکا بردے ہر اہی مگر اب حال طاق حشیم مکار کا بیان ہوتا ہی کہ وہ مرض باطل
پرستی کا بیمار پردۂ ظلمات طلسم مین ایک ملک کا مالک ہے اپنے مقام پر کہ نام اس مقام کا کوہ لاجوردیہ ہے
سالک ہے جب نامۂ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اسکو پہونچا نامہ کو پڑھکر خاموش ہو رہا مگر فکر کرتا تھا کہ کیا عذر کرے دل
اور جنگ پر جانے سے باز رہون اسی فکر مین تھا کہ بیمار ہو گیا حسب اتفاق اسکا استاد حسام جادو اس کے
دیکھنے کو ایک دن آیا اسنے استقبال کر اکر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا ساقی مہر دیدار
و رقاصان پری رخسار کو طلب کر کے سامان عیش استاد کے لیے مہیا کرایا جلسۂ عشرت جما پیالۂ مے احمر گردش مین
آیا اسی ہنگامۂ نشاط مین دوسرا نامہ افراسیاب کا جو بیابان نرگس سے بھیجا گیا تھا اسکے پاس پہونچا نامہ پڑھ کر
افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجکو طلب فرماتے ہین دو نامے آچکے ہین مگر مین کیا کرون ناچار ہون کہ صاحب آزار
ہون اب کچھ بن نہین آتا ہے کیا جواب نامے کا لکھون نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن سخت مجبوری اسکے استاد
نے جو یہ تقریر سنی کہا اے فرزند تم مجکو کیسا ساحر جانتے ہو اسنے کہا اے استاد آپ یہ کیا پوچھتے ہین بھلا آپکے فرمانے کی
بات ہے اب آپکا ثانی اس طلسم مین کیا عالم مین نہین آپ ہی سے افراسیاب بڑھکر شاہ جادوان ہوا آپکا
ادنی غلام ایک مین ہون کہ کوئی میرا ہمسر نہین حضور نے خوب بات کہی کہ مین کیسا ہون واہ واہ واہ مین تو کہتا
ہون کہ خداوند سامری بھی ہونگے تو اتنے ہی ہونگے جیسے آپ ہین اب اور آگے مین کیا کہون استاد جی اسکی
تعریف پر بہت خوش ہوے اور پھول گئے اور بموجب ع خاصتین کہکے تھوڑے آتی ہین ٭ بے اختیار کھلکھلا کر
ہنسے اور کہا اے بیٹا تو مجکو اپنے عوض شاہ طلسم پاس بھیجدے مین آپ جاہتا تو چلا جاتا لیکن اس نالائق نے آجتک
مجکو پوچھا نہین مین اس سے ناراض تھا اب تیرے سبب سے بناچاری جاؤنگا سنا ہی کہ وہان کچھ ملازم بگڑ گئے
ہین شاہ طلسم انکو گوشمالی دینا چاہتا ہے اسنے کہا ہان اور کون لڑنے والا ہی ایسے لڑنے والے ہین کہ بادشاہ کسی
معزز کو انپر بھیجتے ننگ جانتا ہو حیرت زبردستی اپنی خوشی سے انکے مقابل جاکر اتری ہو ورنہ بادشاہ راضی
نہ تھا اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی جو مجکو بلایا نہین تو ابتک تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ کوکب کے
یہان سے کچھ فوج برائے اعانت مخالفان آگئی ہے اسلیے مجکو طلب کیا ہے حسام نے کہا سچ کہتے ہو اچھا
مجکو روانہ کر دو جو کوئی لڑیگا مین سمجھ لونگا طاق حشیم نے اسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلایا اور حکم کوچ
کا دیا پھر تو نفیر سحر بجی ساحرون مین کمر بندی ہوئی خیمہ و بارگاہ اژدہون پر لدگئی جادوگرنیان علم سحر سے ماہر
کیسے کیسے کالے کافر ساحر ہنس و فیل و اسپ آتشین پرند پر سوار ہوے چلنے پر تیار ہوے ابر کے ٹکڑے ہوا پر
چھا گئے سحر کے بادل آ گئے بجلیان چمکنے لگین تیغین لپکنے لگین ڈمرو کی صدا سے مہند چرخ گھبرایا جھانجھ اور نفیر کی
آواز سے آفتاب جھانجھ کی طرح تھرایا بانہ بلط و قرقرے جادو بھرے لگے ہائے ابر مین جاکر شور مچانے لگے جادوگر انپر سوار ہو کر
جے سامری کی پکارنے تھے تخت سحر پر حسام سوار ہوا منقل آتشناک کو سامنے رکھ لیا ہار جواہر کے گینڈون کے گلے

مین پہنا سارے جسم پر سیندور ملا بھبوت سے بدن رنگا تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا جھولا سحر کا گلے مین پڑا
ہوا اسب کے آگے چلا اپس پشت دو لاکھ ساحرون کا پرا ڈنکے اور گھنٹے بجتے ناقوس کی صدا سے دل لرزتے
جادوگرنیان سحر آزمائیان کرتی کوہ و دشت مین آگ لگاتی جلی جاتی تھین دن دہاڑے یہ اندھیر مچاتی تھین
کہ سحر سے رات دن کو بناتی تھین منہ سے رال کے شعلے اُڑاتی تھین کہ **نظم** ۔

چلی اس طرح فوج یہ بیشمار	کہ جلتی ہے جس طرح کوہ آبشار	برسنے لگی آگ شعلے اُٹھے
تو گردون کو اندیشے پیدا ہوے	گھبرا کے مین دلسے جاؤن بھاگ	کہ سقف فلک مین نہ لگ جائے آگ

اسی طرح جب چند منزل یہ باد ہوائی اُڑتا ہوا چلا ایک مقام پر اُتر کر شاہ جادوان کو نامہ لکھ بھیجا مضمون
یہ تھا کہ نامہ تمھارا بنابر طلب **طاق حتیم** آیا اُسنے وہ خط مجکو دکھایا اور کہا کہ مین نہایت رنجور ہون جانے سے
مجبور ہون مجکو اُسکے حال پر ترس آیا خود تکلیف سفر مین نے گوارا کی اُسکی عوض مین آتا ہون یہ لکھکر اپنا نام و
نشان لکھا اور پنجہ سحر کو دیکر کہا کہ جہان **افراسیاب** ہو وہان لیجا پنجہ نامہ لیکر بارگاہ **حیرت** مین آیا کیونکہ
شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہان آیا تھا اور سا منتظر آمد **طاق حتیم** کر رہا تھا کہ نامہ پنجہ نے دیا پڑھکر نہایت خوش
ہوا اور اہل دربار سے کہا کیون صاحبو تم **حسام جادو** کو جانتے ہو کہ کون ہے **ابرق** وزیر حاضر تھا ۔
اُسنے عرض کیا کہ حضور نے بھی کچھ کتابین اُس سے پڑھی ہین مع جناب شہنشاہ ہم سب کے وہ اُستاد ہین اور کون ہین
شاہ نے فرمایا کہ وہی تشریف لاتے ہین یہ کہکر بجواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض توام جناب سے اس خاکسار
کو جو خوشی حاصل ہوئی حد و حصر اُسکا زبان قلم سے ناممکن ہے لازم ہو کہ ذات والا صفات پر تو افگن عزت و جلال
سر پر اس احقر تلمذان کے ہو اور افتخار و اعزاز بخشے کہ **بیت** راہ توجہ راہ راست کہ از غایت تعظیم بند دریاے محیط
فلکش ہمچو حباب ست ز جواب پنجہ کو جب لکھکر دیا اُسنے لیجا کر **حسام** کو پہونچایا اُسنے حال مفہوم کرکے پھر نامہ لکھا کہ او
بادشاہ مین چلا تو آیا ہون لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہون کہ جب مین لشکر **حیرت** مین پہونچون تو جادو بیجا جو کچھ کہ امورات
جنگ مین کام کرون کوئی اس امر مین دخل نہ دے چنانچہ تمکو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضہ سحر تمھارے پاس بھیجتا
ہون اسکو زمین پر توڑ کر پھینکنا مجکو معلوم ہو جائیگا کہ تمنے میری شرط قبول کی اب نامہ نہ بھیجنا مین چلا آؤنگا اور
جو بیضہ نہ توڑو گے تو مین پھر جاؤنگا یہ لکھکر اور ایک بیضہ جھولے سے نکالکر ہمراہ نامہ پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر شاہ طلسم پاس
آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ جو وہ فرماتے ہین مجکو سب قبول ہے کسکی مجال ہے جو اُنکے مقدمہ مین دخل دیگا یہ کہکر وہ بیضہ
زمین پر توڑ دیا پنجہ جو نامہ لایا تھا غائب ہو گیا اور منظوری شرط مذکور کی خبر سحر نے **حسام** کو دی اُسنے پھر کوچ کیا یہان بادشاہ
نے **حیرت** سے کہا کہ اے ملکہ اس بیضہ توڑنے سے **حسام** کو منظوری شرط کی خبر ہو گئی ایسا زبردست وہ ساحر ہے اے ملکہ اسکا
سحر آب ہے کہ چھ مہینے آتش پرستی کرتا ہے اور چھ مہینے آب پرستی کرتا ہے مین اُسکے صفات بیان نہین کر سکتا ہون جس مرتبہ
کا وہ ساحر ہے اگر وہ اکیلا ایک طرف ہو اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہون جب بھی وہی سب پر غالب آئے میرے
دادا کی تلوار اُسکے پاس ہے کسی کو وہ دیتا نہین ہے آخر کو مین ہی جا کر لاؤنگا غرض یہ باتین کرکے بادشاہ دربارہ تعظیم

و تواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہو کر بحشم و خدم داخل باغ سیب رشک دہ گلزار ارم ہو کر مصروف عیش و تنعم ہوا اور یہان بعد قطع منازل و طے مراحل حسام بد انجام دریائے سحر سے پار اتر کر قریب لشکر حیرت نافرجام پہونچا ملکہ کو طائران سحر نے اسکے آنے سے مطلع کیا چونکہ یہ استاد بادشاہ کا ہو اسوجہ سے ملکہ مع ارکین سلطنت بہر استقبال روانہ ہوئی اور راہ مین جاکر اس سے ملی یہ بھی تخت پر سے اترا ملکہ نے تسلیم کی اسنے سر اسکا سینہ سے لگا یا دعائے خیر اپنے مذہب و مسلک کے طور پر دی ملکہ نے بارگاہ زربفتی نصب کرا رکھی تھی جملہ اسباب راحت سے آراستہ تھی پلنگ کرسی میز چھپر کھٹ شیشہ آلات فرش جملہ سامان مہیا تھا اسی مین اسکا اسباب رکھا گیا لشکر اسکا لشکر سے ملکر ملکہ کے اتر انگھا خیم ہونے لگی بازارین کھل گئین حسام بارگاہ مین ملکہ کے ہمراہ آیا اور شراب خواری مین مصروف ہوا اور سارا حال باغیون کا پوچھکر کہا کہ مین ابھی جا کر سبکو غارت کیے دیتا ہون ملکہ نے کہا آپکے مقدمہ مین کوئی دخل دے یہ مجال نہین لیکن آج طبل جنگ بجوا کر شب بھر آرام بھی فرمایئے اور دشمنون کو مہلت بھی دیجیے کہ عذر غفلت اٹھین باقی نہ رہے صبح سبکو شام فنا دکھا دیجیے گا اسنے یہ تقریر سنکر توقف کیا اور جب حسام مہر فلک ترک روزگار نے نیام مغرب مین رکھی اور ساحرہ شب تیرہ تاک آئینہ ماہ لیکر انجمن عالم مین آئی کہ بمقتضائے ابیات

گیا دن شام آتش بار آئی
بغل مین مجمر مہتاب لائی
قمر کو سلطنت حاصل ہمہ تن
ہمائے شب ہوا جب سایہ افگن

شام ہوتے ہی نفیر سحر بجی ملکہ مہرخ کو طائران سحر نے خبر دی اور بھی لقاء بالائے ہوا جادو کے لڑنے مرنے والے آگاہ ہوئے نامرد بزدل گھبرائے دربار برخاست ہوا سوار و ساحران ذلیو قار خیمون مین آکر درستی آلات کارزار مین مصروف ہوئے منتر ہر ایک زبان پر جاری کرتا دل سے یاد باری کرتا کہ خداوندا تو مشکل آسان کرنے والا ہے تیرے بحر کرم سے ہمارا بیڑا اس شورش قلزم فوج کے پار اترنے والا ہے غرضکہ ہر سمت سحر سازی تھی سب کو فکر جانبازی تھی رات وہ ایسی تاریک تھی کہ خوف سے دل ہلتے تھے بہادر تیغ کے گلے ملتے تھے دیدہ ساحرہ دنیا مین کاجل لگا تھا یا رات کا اندھیرا تھا سیرون کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحرون نے بلائی تھی تیغ تیز کی چمک روشنی مردمک دیدہ سواد شجاعت تھی جسنے لڑنے مرنے کی راہ دکھائی تھی سیرون پر پھول چڑھے تھے یا کالی کلکتے والی کے مندر پر پوجاری جمع تھے پھول مان منتا کے لیئے چڑھے تھے تلوارون کے سر پر وہ زبردست بیر چڑھا تھا کہ جان بھینٹ مین لیتا تھا مبارز انکو جھکیر سر سے کھیلتے تھے وہ بیر جسپر سایہ ڈالتا الغیر جان لیے نہ اترتا تھا محراب خم شمشیر مین منچلے نوجوان مرلومن والے سر چڑھانے پر تیار تھے گلہائے زخم کے ہار پہننے کی مراد تھی نام و ننگ کے طلبگار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آشکار تھے کہ نظم

کوئی جھکر دور پڑھتا پڑھنت
وہ جپتا تھا منتر گیا تھا جو بھول
کسی نے بنائے تھے تسمون کے سانپ
کوئی سامری کا بنا تھا مہنت
بنا یا کسی نے بجبر سحر سے
جنھین دیکھ ترک فلک جائے کانپ
کوئی لیکے اکیس لونگ اور پھول
کہ پھل جس مین تلوار کی شکل تھے
جب منشی قدرت نے لوح زبرجدی

چرخ سے نقاط انجم و اسطار کہکشان کو بہ آبداری مہر دھویا استاد ازل نے طفلک خورشید کو مدرسہ افلاک مین

بہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلا یا نظم

پڑی سامان ظلمت پر تباہی — دھوان ہو کر چلی شب کی سیاہی
مزاج شب مین پھیلی بدحواسی — جمال شمع پر آئی اداسی

ہنگام سحر استاد افراسیاب اٹھکر رزمگاہ کو چلا دو لاکھ جادوگران کا پرا ہمراہ ہوا حیرت بھی بڑے کروفر سے سحر کے بنگلہ مین سوار ہو کر چلی فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایک طرف سے مہرخ نے رخ اپنا جانب میدان کیا فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا ملکہ بہار معشوقہ طرحدار گلعذار تخت سحر پہ بہزاران زیب و زینت سوار تھی جانب رزمگاہ بسطرح روان ہوئی کہ گلستان لشکر مین نسیم بہار وزان ہوئی تخت بلوریں ملکہ مذکور جلوہ بخش نور اُس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جنان سے بیش و بیشی کا دعوی رکھتے دھرے تھے اُس بہار گلزار حسن کے جوبن پر بلبل دل عالم مرے ہوے تھے ماتھے پر وہ غیرت قمر افشان چُنے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوے لباس ارغوانی اُس قتالہ عالم کا برنگ لالہ خونین قبا عاشقونکو خونین کفن بناتا معشوقان گل رخسار کو لال لال اشک رشک سے رلاتا کالی گھٹا سرانور پر چھائی جیسے زلف سیاہ رخ پر نور پہ لہرا کر آئی اُس بدلی سے جانور فصل بہار کے مجو طاہر ہو کر زمزمہ سرائی کرتے دھانوان کو کلاوٹیر کویل پپیہا ہزار خوش الحانی تعریف اُس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ بموجب غزل

دعوی کرے وہ رخسے ترے آب و تاب کا — اتنا تو منہ نہین بخدا آفتاب کا
سمجھی ہے اُسکو پھول وہ شاید گلاب کا — بیوجہ تیرے رخسے نہین عشق عندلیب
تھا بسترش خاک پہ عشق کھاکے گر پڑے — رخسے اگر اٹھادے وہ پردہ حجاب کا
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اُٹھے — تمک مزا گیا تھا نہ آنکھون سے خواب کا

ایک طرف سے نافرمان کی نرالی آن بان طاؤس جواہر بند در سحر زیر ران دھانی جوڑا پہنے کشت حسن کو نانکی دسر سبزی دیے زمرد مین زیور سے جسم آراستہ حسن سبزہ رنگی کے جلوے ہرے نہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کمسن کہ بموجب مطلع

اداسے خوبی سے نازو عشوہ سے لطف جو میرے یار مین ہے — نہ ایک مین ہے نہ دو مین ہے نہ تین مین ہے نہ چار مین ہے
یہ کون آتا ہے خیر مقدم بغیر گلگشت باغ اس دم — کہ سرو سر در ریاض عالم اٹھائے سر انتظار مین ہے

ایک سمت سے ملکہ سرخمو بصد آبرو دابر سحر پر سوار زلفین کھولے بال بال موتی پروے بالون سے ستارے جھمجھم تیرہ شب تار مین جگنو چمکتے یا سپہر حسن پر تارے نکلے ہوے رخسارون پر سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا تارے کا قمر پاس ٹوٹنا نظر آتا تھا زلف پریشان کن خاطر عاشقان گیسو کا دامن تنگ پر اڑ کر آنا آوارہ چشمہ جستجو مین سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ بمقتضائے ابیات:

کیا تری زلف گرہگیر ہے اللہ اللہ — دلکو دیوانے کی زنجیر ہے اللہ اللہ
کیا ہی ظالم ہے بت بے پیر ہے اللہ اللہ — شور سے خلق مین بیداد کا اُسکے ہر سو

اسی طرح یہ گروہ حسینان سپہ سالار لشکر ناز و ادا بہزار زینت و حشمت دشت وغا مین پہونچا نظم

ہمہ نامداران باجاہ و آب — ہمہ بر سپہر خرد آفتاب — ہمہ کینہ جویان ہمہ نامدار
ہمہ نیزہ باران و خنجر گذار — ہمہ یکدل و یک زبان و سخن — ہمہ رزم جویان بجوئن ز تختن
بجنبید دریا و صحرا و کوہ — بجان آمدہ گاؤ ماہی ستوہ

اس فوج کے آنے سے گرد و غبار

چھایا ابر سحر اور ساحروں کے اُڑنے سے وہ اندھیرا تھا کہ خاک کسی کو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور بجتے تھے گوش فلک کر تھے عربدہ طرفین سے ہولکے جھونکے آئے خس و خاشاک میدان کا اُڑا لیگئے پھر گھٹا مین آئین ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوار بڑی چھڑ کاؤ کر کے ابر کے سقے بھی چلے گئے صفین آراستہ ہوئین نقیب کڑکیت چاؤش بشکر پکارے کہ کہان ہین ساحران کاشغر و کشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کانورو دیس کے نامی جادوگر اب نہ ضحاک ہے نہ شمامہ ہے نہ ساحر شمس ہے نہ نمرود ہے نہ فرعون ہے نہ ہزار شکل چرخ گردان ہے کسی کا نہ کچھ پتہ ہے نہ نشان ہے پس آج کون ایسا جادوگر ہے جو سامری و جمشید کا نام لیکر اس معرکہ جدال و قتال مین قدم آگے بڑھائے اور کچھ کر کے تب اپنی سحر و ساحری کا دکھلا کر نام اپنا کر جائے کہ اس خاکدان عالم مین وہی غار تاریک لحد آخر ٹھکانا ہے

نظم

کدھر آج ہے عدل نوشیروان | ہوا پر وہ تخت سلیمان کہان | کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہان ہے وہ دارا کا لشکر سب آج | کہان اب کیومرث کا نام ہے | کہان اب وہ جمشید کا جام ہے
نظر کن درین دیر بازیچہ رنگ | کہ بشکست چون طاق کسری السنگ |

اس نہیب دینے سے ساحروں کے حوصلے بڑھے ناریل نارنج اُچھلنے لگے بیرقین اور جھنڈیان اُڑنے لگین حسام بدانجام فوج کے پرے سے الگ ہو اجازت لینے کی عوض اُسنے حیرت کی جانب تنکر دیکھا حیرت نے پکار کر کہا کہ بول حسام اُستاد تیری صدا سے سارے لشکر مین جے جے کا غل ہوا اور ناکام آگے بڑھا فوج کی طرف مہرخ کے بنگاہ تیز و گرم دیکھ کر پکارا کہ اے فرخ نمک حرام تم سب مجکو جانتے ہو کہ مین کون ہون اور کس مرتبہ کا ساحر ہون اب بھی کچھ نہین گیا ہے اطاعت اہل اسلام چھوڑ کر حاضر خدمت شہنشاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو نہ بدنام ہو ورنہ سزا نیسے اپنے کنارمین دیکھو گے ادھر سے حیدا کہ وہ اُستاد ساحران ہے مگر بموجب مصرع جواب جاہلان باشد خموشی ۞ کسی نے اُسکی گفتگوے بے معنی و لاایعنی کا جواب نہ دیا اُسنے غصہ مین آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکریون کو دکھائے اُسوقت بہار نے تخت قریب تخت مہرخ لیجاکر آہستہ سے کہا کہ یہ ناریل جو اسنے نکالے ہین خاص سامری کے بنائے ہین اس سحر کا رد کسی سے نہ ہوسکیگا مناسب ہے کہ لشکر سے نکل چلو تاکہ اسکے شر سے محفوظ رہو مہرخ نے کہا لشکر کو اپنے آفت مصیبت مین چھوڑ کر جانا افسری سے بعید نظر آتا ہے بہرچہ باد اباد دیکھین خدا تعالی ہمکو کیا دکھاتا ہے کہ بیت منیم کہ تا کردگار جہان ۞ درین آشکارا چہ دارد نہان بہار ہنوز کچھ جواب نہ دینے پائی تھی کہ حسام نے نیام سحر سے تیغ انتقام کو کھینچا یعنی اُن ناریلون مین سے ایک کو زمین پر مارا اور دوسرے کو جانب آسمان اُچھالا یہ کرشمہ کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ ہر فلک تھرانے لگا خوف سے بخار چڑھ آیا گاؤ زمین کو غش آنے لگا ساحر چرخ گھبرا کر چرخ کھانے لگا جہان تک کہ لشکر مطیعان اسلام تھا وہانتک زمین شق ہوکر نشیب عدم اور غار قبر تیرہ و تار بنگئی ساحر دھسنے لگے مہرخ رونے لگی ساحران دشمن ہنسنے لگے آسمان کی طرف ناریل اُچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدہ دہر تاریک ہوگیا ایک چادر سیاہ بطور ابر کے لشکر مہرخ پر آکر چھاگئی اُسمین سے سیاہی کاجل کی طرح گر گر کے پھیلتی تھی دیدہ دہر سے اُس کاجل نے روشنی کھودی شامت ہر ایک کی آگئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب اُسی جا اکٹھا ہوکر آئی تھی نور وضیائے مہر انور کا نور اقبال ہما کی طرح رہی

دور خانۂ عالم مین اندھیرا چھاگیا تھا کہ چشم نور آگین اہل دنیا کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا بوم شوم کا سایہ نحوست اس لشکر
پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے گھیر لیا تھا ہر طرف بھگدڑ پڑی ہلچل ہوئی لیکن سوجھتا کچھ خاک نہ تھا سواد
شہر نور منزلون دور تھا عالم عالم مین تاریکی کا ظہور تھا بھاگ کر یہ سب کہان جاتے کدھر ٹھوکرین کھاتے اور سر ٹکراتے
جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے مین گرے اندھے راہ کہان پاتے ساحر جو نامی و نامور تھے وہ سحر پڑھکر پھونک دیتے
رد پڑھکر دم کرتے مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور جملہ سپاہ مع بادشاہ
زمین جو شق ہوئی اُسکے نشیب مین آگئی گویا زندہ در گور ہوئی سب زیب و زینت خاک مین مل گئی اُس وقت کی آفت
کہان قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے خامہ با چشم نمناک قطرات مداد سیاہ سے ماتمی پوشاک شاہد قرطاس کو پہناتا ہے
اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہے جو لفظ تحریر ہے سوگ نشین ماتمکدۂ کاغذ ہے صریر کلک سے آواز ہے ہے کی نکلتی سنتی ہے
ہوز ہے جیم دائرہ نشین غم ہے تو عین بعینہ چشم پرنم ہے دلے ای فلک غدار یہ کیا ستم ہے کہ گلزار یاسمن پیکر پر دوران صرصر الم ہے قطعہ

گلشن دہر ہے دلچسپ جدھر جائے نظر
سبزہ و ابر و ہوا لالۂ احمر اگل تر
قطرے باران کے ذرا دیکھ کر گیا عالم ہے
عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر
چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش
ملے بسی مین ہوا گر عشق تو ہین لاکھ ضرر

مے دے مطرب و ساقی شب ہے نور سحر
دیکھ صحرا کو کیا سبز و زمرد گون ہے
لوٹتے پھرتے ہین داماں صبا مین گوہر
لطف لاکھون ہین پر افسوس کہ ہے نقش بر آب
وہ دن آئیگا کہ غنچے کی نہ ہو مان کو خبر

جو کرتی ہے وہ ہے مرغوب بلبل سرو جوان
دیکھ دریا کو کہ ہے موجون سے زنجیر بپا
شاق ہے اسکی جدائی تو سبھی کو لیکن
آبشارین ہین عبد انوحہ گر اس گلشن پر
اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان الفت کیا

آخر الامر جب اس لشکر مین یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا کہ اے
گروہ گمراہان اب تمھارا مار ڈالنا کچھ بات نہین مگر ابتدا سے مزاج ہمایون شہنشاہ جادوان کا حال مین نے سنا ہے کہ
تمھاری پرورش پر مائل ہے بدین سبب آج کا اتنا دن اور یہ رات تمکو اس عالم مین چھوڑتا ہون اگر تمنے اطاعت بادشاہ
نہ کی تو جسطرح نشیب زمین مین سماگئے ہو اُسی طرح زمین کو حکم دونگا کہ تمھارے سر پر دوڑ آئیگی اور برابر ہو جائیگی زندہ دفن
ہو کر رہ جاؤ گے اور یہ سیاہی ظلمت عدم مین پھنسائیگی آگ تم پر برسائیگی نام و نشان تک تمھارا خاک مین ملائیگی یہ
کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر لشکریون نے ارادہ لوٹنے کا کیا حیرت مانع ہوئی کہ خبردار استاد کے مقدمہ مین کوئی دخل
نہ دے ورنہ جان سے مارا جائیگا ہر ایک ملکہ کے منع کرنے سے رکا اور جملہ افسران لشکر ہنستے باہم خوشی کرتے پھرے لشکر آکر
اپنے مقام پر اترا ملکہ مذکور استاد جی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئی شاہ طلسم نے بھی ہلکارے دم بدم کی خبر بھیجنے کیلیے
مقرر کئے تھے انھون نے یہ خبر فتح کی پہونچائی شاہ بہت خوشنود ہوا مصور و صورت نگار داخل باغ سیب ہوئے اُنکو
حال آمد حسام نہ معلوم تھا پوچھنے لگے کہ اے بادشاہ یہ سحر کیا آپنے کیا ہے بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی کے ماندے
ہو جانے کا اور اپنے استاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا پھر ایک خلعت اور کشتیان زر و جواہر بے بہا کی اور
تحفہ جات طلسم استاد کے لیے روانہ کیے اور عریضہ تحریر کیا کہ استاد آپ کے کرم سے میری سلطنت قائم ہوئی سب
ملک و مال بچگیا اب غلام بھی حاضر خدمت ہوگا حجاب کی وجہ سے مین سامنے نہ آیا تھا کہ آجتک قاصر خدمتگاری

رہا یہ عریضہ مع تحفون کے جب حیرت پاس پہونچا اُسنے اُستاد کو خلعت پہنایا اور جلسۂ عشرت جمایا اور کہا کل بعد قتل باغیان چالیس روز کا جشن کرونگی آج کے جلسۂ طرب کی سند نہیں غرضکہ تازہ پروردگان عہد دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت و لائق محفل بہجت جمع ہوے گلعذاروں نے بارگاہ کو رشک وہ گلزار جنان بنا دیا اپنے زمزمے اور ترنم کے سامنے بلبلوں کو شرما دیا ساقیوں نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو محظوظ و خوش کیا اور مغنیان خوش نوا نے بالحان دلکش اس غزل کو گایا اور رقاصوں نے اپنی ادائے دلفریب پر ہر ایک کو لبھایا۔ غزل

کنون کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود
ببوس غبغب ساقی بنغمۂ نے و رود
ز دست شاہد سیمین عذار عیسی دم
زمین اختر میمون و طالع مسعود

بنفشہ در قدم او نہاد سر بسجود
بباغ تازہ کن آئین دین زردشتی
شراب نوش در ہاکن حدیث عاد و ثمود
بدور گل منشین بے شراب و شاہد و چنگ

بنوش جام صبوحی بنالۂ دف و چنگ
کنون کہ لالہ برافروخت آتش نمرود
شد از فروغ ریاحین ہوا آسمان گلشن
کہ ہمچو دور بقا ہفتۂ بود معدود

غرضکہ شام تک یہی جلسۂ مسرت رہا جب لورویدۂ فلک سحر حسام شب سے دور ہوا اور جہرخ ستمگر نے انجمن عشرت مین ناہید فلک کو بلایا کہ نظم

ہوئی جب روشنی روز نابود
چراغوں نے چمک اپنی دکھائی

ہوئی پھر شام شب سے پہلے موجود

جو ناگہ یہ پری بن ٹھن کے آئی

حسام دن بھر کا تھکا ماندہ تھا بہر آرام اپنی بارگاہ مین جلسہ سے اٹھکر آیا پہلے کچھ غذائے لطیف زہر مار کی پھر سراچہ بارگاہ کے اُٹھوا دیے صحن خرگاہ مین پلنگڑی بچھوا کر لیٹا لطف شب ماہ دکھیا جاتا تھا سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت دکھاتا تھا اس خوشی مین تھا کہ نیند آتی تھی اُس طرف اہل اسلام کی دعا بصد نالہ و آہ تا بعرش کبریا جاتی تھی جب وہ زار زار اشکبار ہوتے تھے عشرت پذیران عالم کے ہوش کھوتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے کہ ابیات

یا رب ہے کریم نام تیرا
ہین تشنۂ خون دشمن جان
اپنی وحدانیت کا صدقا

ستار و رحیم نام تیرا
غالب ہوا کفر عاجز اسلام
دے ہمکو نجات اب خدایا

کفار لعین و تیرہ ایمان
یارب ہو ہمارا نیک انجام
یہ دعا مانگی درگاہ کبریا مین قبول

ہوئی مُراد دل حصول ہوئی یعنی اُستاد شاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا فلک پیر کو اُسکی اُستادی پر رشک آیا کہ مجھ سے بڑھکر یہ کیونکر پیدا ہوا اُسنے چشم زدن مین جاہ و جلال لشکر اسلام مٹایا بس گردون دون دشمن اسکا ہوا اور اُسنے برُے ہوا ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر مین قندیل لٹکائی ہی یا ستارہ ٹوٹکر کُرہ زمہریر پر جم گیا ہے حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہی آخر اس کو تہ بین نے دوربین سحر لگا کر دیکھا تو ایک چوب کی بلور کی نظر آئی کہ ماہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب درخشان نظر آتی ہو یہ دیکھکر اسکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی گو وہ سحر شاہ طلسم کا تھا کسی سے رد نہو سکتا لیکن یہ اُستاد بادشاہ ہی اسنے رد کر دیا وہ چوب کی جگر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی برق فرنگی اسپر دو روز کا بھوکا پیاسا اپنے حال پر روتا ہوا چپ بیٹھا تھا اور لشکر کے حال زبون کو بھی اسنے اُسی بلندی پر سے دیکھا تھا دل سے کہتا تھا کہ اب رہائی نہ ہوگی کیونکہ ہمراہی بھی اپنے سب خاک مین مل گئے اسی فکر مین تھا کہ چوب کی

نیچے اُترنے لگی اسنے بھی جھک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ مین ایک ساحر بیٹھا ہے اُسکے پاس یہ چکی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی گو دو روز مین بوجہ گرسنگی و تشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی ایسی بنائے تھا اسمین بھی کچھ کچھ تغیری ہو گئی تھی لیکن یہ بہت جلد اُترتے اُترتے درست ہو بیٹھا۔ وہ چکی جب زمین پر آئی اُستادجی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی دیکھا کہ ایک عورت قبول صورت بمشابہ شکل حور سراپا القعہ نور لباس و زیور سے آراستہ اُس چکی پر بیٹھی ہے ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمغہ کے لگی ہے اُسپر کھدا ہے کہ کنیز افراسیاب جادو اور بسبب شدت و تکلیف اسیری کے منھ اُسکا تمتمایا ہے کچھا کچھا مکھڑا ہے با سر عریان و مو پریشان ہے ہر ایک بال سیاہ اور دراز اُسکا افعی پیچان ہے یا شب ہجر عاشقان ہے ہوا کے سبب سے اس طرح لہرا رہا ہے کہ جیسے مار سیاہ بل کھا رہا ہے بالون کے گھن مین چہرۂ تابان اُسکا یون نظر آتا ہے جیسے بدلی سے چاند چمک جاتا ہے فوج غم و الم کی دل پر چڑھائی ہے رنگ رُخ زرد ہے منھ پر پھٹکی ہوائی ہے پوشاک بھی ملگجی ہو گئی ہے لیکن باین ہمہ رنج و الم وہ صورت زیبا رکھتی ہے کہ حسینان جہان پر ہنستی ہے یوسفؑ نے تو خواب مین بھی یہ صورت نپائی ہوگی وہ کونسی طبیعت ہے جو زلیخا اسکے عشق مین نہ بن آئی ہوگی کہ بموجب

ابیات

ناگہ اک چاند کے ٹکڑے پہ پڑی میری نگاہ
گلرخے سرو قدے نوش لبے غنچہ دہن
رات بھیگی عرق شرم مین وہ ڈوبے بال
سر پہ تعویذ مرصع کی بیان کیا ہو پھبن
رو کش اختر تابان ہی سنہری افشان

ہو گئین جلوۂ رخسار سے آنکھین روشن
قاتل خلق خدا جنبش تیغ ابرو
آنکھ سورج کی جھپک جائے وہ چہرہ روشن
طرۂ مقیش کا جوڑے پہ نیا طرہ ہے
نصف خورشید درخشان ہی جبین روشن

موہتی عشوہ گری آفت جانے شوخی
خرمن ہستی عاشق پہ نگاہ برق فگن
چاند سورج نے کیا شب کو ثریا مین طلوع
سانپ بیٹھا شب تاریک مین ہی ڈال کے من

حسام اُسکی صورت دیکھتے ہی دیوانہ ہوا ساری اُستادی اُس پرفن نے بھلا دی گھبرا کر پوچھا کہ اے ماہ پارہ تجکو کسنے یہ کاہش دی ہے اے پری تو کیون اُڑ رہی تھی ماتھے پر تمغہ لگا ہے شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہے برق نے شرما کے مسکرا کے کہا کہ اے جادوگر تو کیون دیوانہ ہوا ہی میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئیگا مجکو شہنشاہ نے قید کیا ہے اگر تو معزز ساحر ہے تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرا دے نہین تو مجکو بھگوا دے اُسنے کہا اے جانی و اے مایۂ زندگانی تجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی جو زہرہ منش ہو کر ہاروت وار چاہ عذاب مین لٹکی یا شمع قندیل ہے تو کہ بغیر لٹکے حسن نہین دیتی اُسنے جواب دیا کہ مردوے باتین نہ بنا جلدی بجکو بر فے ہوا پہونچا ارے آفت آجائیگی ابھی تو مین قید ہون پھر قتل کی جاؤنگی جس بادشاہ نے اتنے سے قصور پر کہ جام شراب لیے آتی تھی ٹھوکر لگی مین گری جام چھوٹ کر جو گرا ٹوٹ گیا یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ و آب قید کیا اب غیر مرد سے ہنستے دیکھیگا تو مار ہی ڈالیگا۔ اسنے یہ تقریر سنکر کہا کہ شاہ کو اُسوقت نشہ شراب ہوگا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم نہین مین تیری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر اپنے دل سے کہا کہ اے حسام تو نے اتنا بڑا کام کیا ہے کیا بادشاہ اس کنیز کو تجھے نہ دیگا نہین ضرور دیدیگا یہ سوچ کر اُس غارتگر جان سے پوچھا کہ اے نازنین سچ بتلا افراسیاب نے کبھی تجھکو ہاتھ تو نہین لگایا اسنے کہا قسم ہے سامری جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہین دیکھا اور کیونکر دیکھتے کہ مین مرد سے خوف کھاتی ہون میرا

کلیجہ ہاتھون مرد کی صورت دیکھ کر اُچھلنے لگتا ہے یہ کہکر اس طرح انگڑائی لی کہ بغلین اور سینہ اور پیٹ کھلگیا اُستاد جی کا تو جی لوٹ گیا کہ جیت انگڑائی لیکے اپنا جھپر جھمار ڈالا؛ کافر کی اس ادا نے مجکو تو مار ڈالا؛ بس شفیتہ ہو کر پکارا کہ مطلع جان کیا تمکو کہون مین جان ہی جانیکے لیے ہ؛ دل سمجھتا ہون کہ دل ہوتا ہے آنے کیلیے؛ اُس گلبدن نے بھی ہنسکر کہا کہ مین سچ کہون مجکو مرد کے نام سے نفرت ہے مگر تجکو دیکھکر میرے دل کا حال اور ہوگیا ہے یون تو ہزارون لاکھون جوان پریزاد جو رکے نیچے مین نے دیکھ ڈالے تجکو نہین معلوم کیا سبب جو دیکھتے ہی دل بیچین ہوگیا کہ فرد مطلع رسوا ہوا خراب ہوا ابتلا ہوا؛ کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا؛ حسام یہ پیاری پیاری باتین اُس ستمگر کی سنکر بہت خوش ہوا اور سحر پڑھا کہ چوکی جو یہ لپٹا ہوا تھا اور اُٹھ نہ سکتا تھا اُس حال سے اِسنے نجات پائی اُٹھ کر نیازو نیاز اُسکے پاس آیا اُسنے ایک رقعہ لکھ کر اس مضمون کا کہ اے شاہ جادوان مین نے تمھاری کنیز معتوب کو چوکی سے چھڑا لیا اور اپنی خدمت مین اُسکو لایا اطلاعاً تمھین لکھ بھیجا یہ تحریر اُسی چوکی پر رکھ کر سحر پڑھکر اوڑا دیا اور کہا اے چوکی جہان بادشاہ ہو وہین جا چوکی اُڑکر چلی برق نے جو یہ ماجرا دیکھا دل سے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ پاس کوئی دم مین جائیگی وہ تو میرے حال سے واقف ہو فوراً میرا رہا ہونا سنکر دوڑ آئیگا پس جلد کوئی تدبیر کرون یہ سوچ پاس اُسکے بیٹھ گیا وہ اسپر دست انداز ہوا اُسنے اور کچھ نا روا دانہ کیا مگر مسکی بھر کر کہا ٹھہرو مین بے قرینے ہوئی جاتی ہون چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین تمھارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہین سراپچے بارگاہ کے اُٹھے ہین کیا مجکو کوڑی کسبی خانگی سے بھی بدتر تمنے سمجھا ہے کسبیان بھی بیچ بازار مین مردوے کو لیکر نہین پڑتین یہ سنکر اُسنے سراپچے گرا دیے اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے نکال دیا اس اثنا مین عیار مذکور نے انگیا مین سے ایک گیند نکالا اور کہا دیکھو یہ کیا ہے اُستاد جی نے اُسکی بھولی باتون پر گلے سے لگایا اور کہا یہ گیندا ہے اور کیا ہے اس گلبدن نے کہا واہ یہی پہچانتے ہو یہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہے شہنشاہ گئے تھے تو کوئی لائے تھے ایک مجھے بھی دیا تھا دیکھو سونگھو کہ گلاب کی بو آتی ہے نہ اُسنے تعجب کرکے گیندا اس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہوگیا اُسنے فوراً خنجر کھینچکر سر اُسکا کاٹ ڈالا شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی آگ برسنے لگی آوازین مہیب آنے لگین کہ ارے ظالم غضب کیا تونے کہ اُستاد ساحران کو مارا ساحر غل سنکر دوڑے برق نعرہ کرکے اُسی ہنگامہ گیرودار مین جست و خیز کرکے نکل گیا اس عرصہ مین وہی چوکی شاہ طلسم پاس پہونچی وہ اُستاد کو عرضی تحریر کرکے باغ سیب بیابان لالہ زار مین واسطے سیر کے گیا تھا چوکی کے آتے ہی نامہ پڑھا اور پکارا کہ ارے یہ کیا غضب اُستاد نے کیا کہ اُس بلائے آسمانی کو اُتار لیا ملازمون نے پوچھا کہ حضور کیا ہوا اُس نے سب حقیقت عیار کے قید کرنے کی بیان کی اور ابرق وزیر سے کہا جلد جا اُستاد سے بعد آداب تسلیم حال عیار عرض کرنا اور کہنا اور کنیزین آپ کی خدمت کو حاضر ہین اُسکو جلد قتل فرمائیے وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ بیر حسام کے روتے پیٹتے آئے اور حال اُسکے مرنے کا معرض بیان مین لائے بادشاہ سنکر سُن ہوگیا بعد کچھ دیر کے ہاتھ ملکر گویا ہوا کہ خود کردہ را درمان چیست ہائے افسوس مین نے برق کو گرفتار جب

کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیئے تھا ناحق اُسکو قید کیا خیر مرضی سامری کی یہی تھی اے ابرلق تو جلد جا
لاش اُستاد کی طاق حشیم پاس بھجوا اور اُستاد کے مرنے سے جملہ نمک حرام رہا ہو گئے ہونگے ایسا ہو کہ
لشکر حیرت پر آکر گرین اور لشکر مذکور کو غفلت مین ضرر پہونچے وزیر حسب ارشاد بہت جلد چلا یہان
بعد مرگ حسام وہ چادر ظلمانی دور ہو کر زمین ہموار ہو گئی لشکر مہرخ نے نجات پائی سجدۂ شکر خدا ادا
کیا اور لشکر تو تیار دشت کارزار مین کھڑا تھا ہر ایک جانب لشکر حیرت چلا لیکن اتنے عرصہ مین
وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا اُسنے آتے ہی سحر کیا کہ سب لشکر حیرت مین روشنی ہو گئی اور اُسنے نہیب
دی کہ اے لشکریان خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کہ حریف کا لشکر آپہونچا سب لشکر مین مرگ حسام سے گھبراہٹ تو
ہو رہی تھی اسکے آواز دینے سے کمر بندی ہونے لگی حیرت بھی پا موسے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی مہرخ نے کہا کہ
اب جا نا لڑنے کو سوقت بیفائدہ ہے یون تو بہت لڑینگے وہ غفلت مین کار حریفان تمام کرنے کا لطف نہ ہا اب
پھر چلو یہ کہکر مع لشکر کے مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئی لشکری بھی آسودہ ہوے اب آج یہان جلسۂ عشرت جما
لشکر دشمن مین شور واویلا بلند تھا واہ رے انقلاب دہر گاہے چنین گاہے چنان المختصر ارباب نشاط حاضر ہوے جام مے سُرخ
گلفام کا دور چلنے لگا ہر ایک گلے ملنے لگا سامان شادی و جشن کیقبادی کی کیفیت کیا لکھی جائے اختصار منظور ہے
حاصل یہ کہ برق بھی بارگاہ مین آیا مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا جملہ کیفیت سُنکر خوشنود ہوئی یہ سب تو
بعشرت تمامتر یہان ٹھہرے اُدھر حسام کی لاش ساحران لشکر کے ہمراہ ابرلق نے طاق حشیم کے پاس بھیجی اور
آپ خدمت بادشاہ مین گیا شاہ طلسم بیابان لالہ زار مین متفکر بیٹھا تھا وہان کے مالک نے حاضر خدمت ہو کر نذر دی
اور عرض کی کہ شہنشاہ نصفت نشان آپ کچھ متردد معلوم دیتے ہین کتاب رخسار یعنی غم و ملال سے تحریر نظر آتی ہے
بادشاہ نے سارا حال اُستاد کا بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ مجکو حکم ہو مین جا کر کار زندگی اُن تمام کر دون میرا لشکر بہت آراستہ
و تیار ہے فوج بھی آپکے اقبال سے جرار ہے بادشاہ کو اُسکے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلا رے جادو نے عرضی
بھیجکر مدد مانگی تھی اُسکے پاس اسکو بھیجنا چاہیئے یہان لڑنے کو تو میرا بھائی میرا آئے ہی گا یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اے زہر
بن قاہر قہر حشیم جادو اگر تمھارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہے تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی
اعانت کرنا بہتر ہے تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور دشمنان خداوند کا استیصال کرو اسمین مین بھی خوش ہونگا اور خداوند
بھی راضی ہونگے دنیا اور آخرت تمھاری دونون بنجائینگی اُسنے یہ تقریر سُنکر عرض کیا کہ بہت مبارک انچہ مرضی
مولیٰ ازہمہ اولیٰ یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا شاہ نے خلعت دیا اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار و غدار
اپنے ہمراہ لیکر بعظم و شان تمام جانب لقا ئے بد انجام روانہ ہوا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب کچھ حال خجستہ
مآل شہزادۂ ایرج اور ضمناً شمۂ احوال دہنہ طلسم ہزار برج اور شہزادہ تورج بیان کیا جاتا ہے کہ اسکا
بیان ضرور تر ہے

داستان پہونچنا شہزادۂ تورج کے پاس ایرج کا اور تورج کا آہن بن فولاد کوہی سے

مقابلہ کرنا اور طلسم مین جانا للمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
سخن کی زمانہ مین خالی ہی شان
سخن کے طلبگار رہین عقلمند
زبان قلم سے بڑائی رہی
سخن کا صلہ یار دیتے رہے
سخن سنج اسکا طلبگار رہے
رہے جب تلک داستان سخن
تو لیسم سیکے قصۂ دلپذیر

پلا جلد مجکو شراب سخن
سخن ہی جہان مین ہی سبکو عزیز
سخن سے ہی نام نکویان بلند
سخن سے وہی شخص رکھتے ہین کام
جواہر صدا مول لیتے رہے
کہان رستم وگیو وافراسیاب
الٰہی رہین قدردان سخن

سخن کی کرین قدر سب نکتہ دان
یہ قول حسن ہی سن اے باتمیز
سخن سے سلف کی بھلائی رہی
جنھین چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا صدا گرم بازار رہے
سخن سے رہی یاد یہ نقل خواب
بیا ساقیا جام عشرت بگیر

مبارزان میدان تہوری۔ دقیقہ دان طلسم نیرنگ وجادوگری جانبازی سوار قلم کی دست نبردگاہ قرطاس مین اسطرح دکھاتے ہین کہ سرگوڑا کر اس معرکۂ تحریر مین قدم جماتے ہین۔ وہ یہ کہ شہزادۂ عالیشان نورج نوجوان جو دہنۂ طلسم ہزار برج پر ٹھہرے تھے اور قاصد تھے کہ جادت صانع طلسم عالم گرکے مشرف بہ بشارت غیبی ہون لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اٹھکر امتحاناً اس قلعہ کی طرف چلا جسمین ہزار برج بنے تھے چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہونچا دیکھا کہ زنجیر اسمین لگی ہے برج مقفل ہے شہزادے نے بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا کہ ہی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبہ تھے قدم پر شہزادے کے گرے کہ اے شہریار واسطہ خدا کا اپنی جان نہ دیجیے آفت برپا ہوگی یہ قیامت نہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ دفعۃً ایک تڑاقا ہوا اور اس درۂ کوہ سے ایک طاؤس زمردین بال پیدا ہوکر اڑا اور برج پر ہوا جاکر ٹھہرا اسکے منہ سے لڑی موتی کی نکلکر زمین تک آئی اور بہت سے مالے موتیون کے اسکے گلے مین پڑے تھے بس اس طاؤس نے پکار کر کہا کہ مین طاؤس جادو ہون اے شہزادے کیون اپنی جان کھوتا ہی آفت مین مبتلا ہوتا ہی غضب مین گرفتار ہوگا یہ قصر طلسم جمشید وسامری کے استاد کا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پھر جا نہین تو مین جاکر اپنے بادشاہ سے کہونگی وہ نہین معلوم کیا تمہارے ساتھ معاملہ کرے شہزادے نے جب یہ تقریر سنی کمان کیانی دوش پر سے اتار کر تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ شکستہ سوفار عقاب پر بہر کمان مین پیوستہ کرکے طاؤس کا نشانہ تاکا اسوقت وہ مور چلایا کہ اے تم بڑے زبردست دسترس علوم دیتے ہو کیا زلزلہ قاف اپنے تئین سمجھتے ہو یا انکے بیٹے پوتے ہو اچھا سمجھ لیا جائیگا تم یون نہ مانوگے یہ کہکر پھر درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا شہزادہ نے بعد اسکے غائب ہونیکے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا یاقوت وغیرہ کہ ہی جو ساتھ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضور کے لیے یہ امر بھی بیان ہو اگر طاؤس طلسمی سمجھا کر چلا گیا ورنہ کوئی یہان سے زندہ پھرا نہین اب آپ اسی مقام پر بارگاہ استاد کراکے تشریف فرما ہوجیے دیکھیے تو کیا ہوتا ہے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ لشکر جہان اترا ہو وہان سے کوچ کرکے تم لاؤ یہ قصر کئی منزل تک ہی کس لیے کہ اسمین ہزار برج ہین بس مین منزل دو منزل یہان سے بھی اور آگے جاکر اترونگا دیکھون کو کر اس اطراف مین کیا

انتظام ہی اول نو اح طلسم کا تسخیر ہو جانا بہت مناسب معلوم دیتا ہی کہ بعد میرے داخلہ کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے سب نے رائے بیضا ضیائے شہزادہ گرامی پر آفرین کہی اور وہان سے آکر لشکر مین طبل سفر بجوا کر کوچ کر کے اُسی پہاڑ کی داہگ کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار مین پہونچے اور منزل بھر آگے بڑھکر اُسی فقیر کے ایک برج پاس مقام کیا جب طلسم عالم سے قناع طلسم ظلمت شب برج مغرب مین گیا اور فلک زمردین ستارون سے بصورت بال طاؤس بنا نظم

بنا طاؤس کا یہ چرخ اخضر   ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر
کہ زاغ شب بھی ہے صورت بدلتا   یہ ہے نیرنگی عالم کا نقشہ

شہزادہ فتح کرنے پر طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ مین آکر پلنگ زری جواہر نگار پچھوا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بے قیاس اُس بارگاہ مین لگا تھا فرش و کرسی و تخت سے آراستہ اُسکو کیا تھا قنات مین ہر سمت کی گری تھین صحرائے طلسمی کی کیفیتین نظر آتی تھین چاندنی چھٹکی تھی کوڑیالا بھولا تھا سبزہ لہلہاتا تھا ہر درخت قامت یار کا جوبن دکھاتا تھا زلف جانان کی طرح اُلجھی ہوئی جھاڑیان نہر و نہین ٹھنڈا ٹھنڈا پانی روان چاند کا عکس چشمون مین پڑا تھا ہزارہا چاند زمین کے منہ کو لگا تھا اُدھر برج قصر طلسم کے در کھل گئے۔ اُمین پریان کھڑی تھین ساز ہاتھون مین لیے تھین زلفین رخسار پر لہراتی تھین سطرح کا ساز بجا کر گانا گاتی تھین کہ خاطر بیر فلک سے ترانہ زہرہ کا بھلاتی تھین پیشوازین ستارہ دار پہنے تھین کچھ بائین پر کچھ دہنے پر تھین شہزادہ جس طرف کروٹ لیتا تھا تماشائے عجیب ملاحظہ فرماتا اِس اثنا مین طرفہ تماشا نظر آتا کہ سامنے میدان مین کچھ طاؤس زرین بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور لوٹکر بشکل زنان خوبرو بن گئے ایک ایک اُنمین کا فرد ستمگر اعامست لشکر حسن غارتگر جان شیدائی سیمبر گل اندام دلربا تھی کسی کی زلف مشکین سواد ختن کو مول لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر کھینچکر ظلم پر آمادہ رہتے۔ آنکھون پر چشم غزالین قربان رہتی کسی کا رخسار نازک خانہ دلہائے عشاق مین آگ لگاتا۔ کسی کا لب معجز نما مردم چشم نظارگیان کو بیمار بناتا ہر ایک عشوہ گر گل سے زیادہ نازک چشم خمارین نرگس و غزال سے کہین بڑھکر بلکہ صاد دفتر ناز و غمزہ سے بہتر ایک ایک اُن مین مہرجبین ماہ مبین کرا ابیات

مُردے جی اُٹھتے ہین جسدم ہو تکلم کرتے   زندہ اعجاز مسیحا کو ہو پھر گم کرتے
پان اگر کھاتے تو لاکھون ہی کا خون کم کرتے   تیر چتون کے لہو تیغ تبسم کرتے
خاک مین روز ملا دیتے ہین مل مل کے مسّی   پان کھا کھا کے ہوے خون دل مردم کرتے
چنتے افشان جو وہ پیشانی نور افشان پر   صدقے گردون طبق گوہر انجم کرتے
آپ دکھلاتے جو سلک دُر دندان کی چمک   آب پامال حسد جلوۂ انجم کرتے

بس وہ سب نازنینان مہر تمثال اُچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آکر پکارین کہ اے ملکۂ عالم اپنے تشریف لائیے اُنکے پکارنے سے ایک خورشید طلعت اُس برج سے لبسان نیر اعظم طالع ہوئی جیسے برج حمل و اسد مین آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہی اسی طرح بصد شرف وہ ساطع الانوار ہوئی ہر تار زلف اُسکا سطر رقم طرازی صحیفۂ حسن و جوبن تھا ہر وجہ حسن تھا حلقہ ہائے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہون لوجباہی شکن گیسو کو چین پیشانی شاہان ختن و چین

کہوں تو روا ہے اُس صانع طلسم جہان کی قدرت پر مین فدا جسنے ایسا نقشہ بنایا سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جسکی پیشانی نورانی پر خوش قسمتانی ہر بلا چشم فتان پر غزالان ختن تیر خوردۂ خدنگ مژگان کان کی لو شمع بزم خوبی کے دل مین شعلہ عشق بھڑکا دے اسکی لو آگ لگا دے رخسار تابان کے روبرو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ مسیحا ے مردہ دلان نظم

قد اسکا طوبائے دلنشین ہو تو سلسبیل جان جبین ہے
جو زیر لب خال عنبرین ہو سو مردم چشم حور عین ہے

قد اسکا شمشاد دلنشین ہو وہ آنکھ نرگس سے سرمگین ہے
کمر رگ گل سے نازنین ہے بدن سے شرمندہ یاسمین ہے

ہے چشم جادو کی یاد الفت خیال قامت کا ہو قیامت
تصور زلف پر شرارت بلائے جان دل حزین ہے

تو ہے سلیمان پری سریرت ہو ملک خوبی کو تجھ سے زینت
جمال کی تجھ سے شان و شوکت تو خاتم حسن کا نگین ہے

پس وہ بحر حسن کی گوہر یکتا مثل طاؤس طناز بہزار حسن وادا خراماں بارگاہ شہزادہ ذیشان مین آئی اور کنیزان خوش آئین کو دربارگاہ پر چھوڑ کر آپ قریب پلنگ کے پہونچی شہزادہ اُس مسیحا کو بالین پر آتے دیکھکر بیمار محبت تو ہوا دل بیچین ہونے لگا لیکن صبر سے کام لیا جس طرح لیٹا تھا لیٹا رہا وہ راحت بخش پہلوے اُمید پائینتی آکر بیٹھ گئی اور لب معجز نما سے زندہ کن یہ دعا ہوئی کہ اے شہزادۂ عالی تبار آپ کو بڑا غرور اپنی جوانی پر ہے کہ میری جانب نگہ لطف ذرا بھی نہین خیر اسکی کچھ شکایت نہین مجکو آپ کی پرواہ بھی نہین لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے ہین لوگ دشمن کی بھی تواضع کرتے ہین نہ کہ دوست ذرا اُٹھکر بیٹھیے پھر لیٹ رہیے گا شہزادہ ہر چند کہ دل از کف دادہ ہو چکا تھا مگر ضبط کر کے صدف زبان سے گہرریز تکلم ہوا کہ مجکو غرور ذرا نہین آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہین اگر معلوم ہوتا تو سر کے بل بہر استقبال جاتا اور یون کسی کے گھر مین چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے اور مین جو آپ کو دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھتا تو خوشامدی ٹھہرتا اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حُسن بے نظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہین اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہین اتراتی پھرتی ہین پھر مجکو کیا غرض جو مین آپ کی تعظیم کرتا یہ حسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھسے اُمید خاطرداری نہ رکھیے جائیے اپنی راہ لیجیے اُس رشک قمر نے ہنس کر جواب دیا کہ اے شہزادہ کیون نہو آخر نبیرۂ حمزہ صاحبقران ہو سنہ واقعی اسوقت جو مجھپر تم فریفتہ ہوتے تو مین اپنے عشق مین تم کو دیوانہ بنا کر نہین معلوم کس آفت مین پھنساتی اے شہریار مین طاؤس جادو ہون مجکو یہی خدمت متعلق ہے کہ جو کوئی طلسم مین جانے کا ارادہ کرے اسکو منع کردون چنانچہ پہلے طاؤس بنکر تم کو منع کیا تھا اب حسب لیاقت تمھارے پھر سمجھاتی ہون کہ یہ مقام بہت سخت و صعب ہے یہان سے کوچ کر جائیے اپنے تئین بلا مین نہ پھنسائیے ہر چند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہین لیکن یہان کچھ نہو سکے گا اس طلسم مین ہزار برج ہین اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیے گا تو ہزار برس لڑنے کو چاہیئین پھر اتنی عمر کہان سے لائیے گا شہزادہ نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا کہ اب تو ہم یہان آچکے قدم بہر فتح طلسم اُٹھا چکے ہمارے منھ سے جو بات نکلجاتی ہے پھر جان جاتی رہے لیکن وہ بات نہین جانے پاتی ہے بیت عمل مردون کا نہین کام ادھورا کرنا منھ سے

جس بات کو کہنا اُسے پورا کرنا؛ اُس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صفحۂ پیشانی مین غلطی کی شکن نظر آئی شہزادہ اس ادا پر بیتاب ہو گیا مگر ساحرہ اُسکو سُن چکا تھا سُن ہو کر رہ گیا اور اُسنے بصد غصہ کہا کہ اے لو رج بن کچھ کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم مین جا سکے کیا سیدھا راستہ مقرر کیا ہے جو تو چلا جائے گا مجھکو تیری محبت ہو گئی ہے اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہین ہے ورنہ ابھی تجھکو مار ڈالتی شہزادہ نے فرمایا کہ جو تو میری بارگاہ مین بطور مہمانان نہ آتی تو مین بغیر قتل کیے تجھکو نہ چھوڑتا یہ سُننا تھا کہ وہ شعلۂ حسن بہت جلی اور غصہ مین آکر تھرا کر اُڑ گئی کنیزین بھی غائب ہو گئین پھر قریب اُسی برج کے کہ جہان سے یہ آئی تھی ظاہر ہو کر ٹھہری اور زمین پر دو ہتڑ مارا پھر تو آندھی تیرہ وتار آئی ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر جھونکا طوفان باد قوم عاد کا پتہ دیتا تھا لشکر شہزادہ کے خیمہ وغیرہ اُڑ گئے لشکر جلد تیار ہوا ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا پیادون نے غار مغاک مین پناہ لی شہزادے نے جلد اُٹھ کر ایک نشیب کی راہ لی مرکب سمیت غار مین اُتر گیا کچھ ہی عرصہ مین وہ تاریکی عالم مین پھیلی کہ شب دیجور ایسی ہزار راتین اُس سیاہی پر قربان تھین راہ ظلمات اُس کے سامنے تابان تھی آندھی کی ہیبتناک صدا مین زہرہ آب کیے دیتی تھین سائین سائین ہوا کے سناٹے خبر مرگ سُناتے تھے درختون کے جھکڑ کی مہیب آواز مین جان لیے لیتی تھین مرکب سمیت سوار نشیب غار سے نکل نکل کر اُڑے رہے تھے بارگاہین کہین تھین خیمہ کہین تھے شہزادۂ عالی تبار دعا ہائے صحائف انبیا علیہم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھسے نادانی ہوئی جو مع لشکر مین یہان آیا اکیلا مجکو یہان آنا چاہیے تھا غرضکہ اسی طوفان نے آخر گلہائے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل دشت عالم سے اُکھیڑ دیا زاغ شب ہلاک ہو گیا

نظم

ہوئی آندھی مین آخر آخری شب　ہوئے روپوش تارے چرخ سے سب
رخ مشرق شفق سے ہو گیا لال　ہمارے مہر نے چھائے پر و بال

ہنگام سحر بقدرت مالک خشک وتر نہ اُس آندھی کا پتہ تھا نہ ہوا کا سناٹا تھا نہ لشکر مین کچھ تباہی تھی اتنا تو البتہ فرق ہوا تھا کہ جہان سے کل کوچ ہوا تھا اُسی جگہ منزل پھر پہنچے لشکر ٹھہرا شہزادہ نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سیر زمین طلسم ہے بغیر اسکے کہ راہ طلسم معلوم نہ ہو جائے جانا اندر اس قصر کے دشوار ہے ابکی انشاء اللہ مین تنہا جاؤنگا نجم عیار اور خونریز وغیرہ گوسیون نے عرض کیا کہ ہم حضور کے ہمراہ چلین گے۔ شہزادہ نے فرمایا کہ اظلم کوہی کے لوگ میرے ہمراہ ہین اور عیار میرا باقی تم سب ٹھہر د کوہستان جو مین نے فتح کیا ہے اُس سے بھی خبردار رہنا یہ فرما کر عزم روانگی کیا تھا کہ بروے ہوا ایک ترڑاقا ہوا اور ابر سُرخ رنگ پیدا ہو کر تمام دشت پر چھایا رنگ صحرا و کوہ اُسکے عکس سے گلنار نظر آیا ہر ایک شجر لال کرتی کی پلٹن کا تمغا بنا یا قامت یار نے پیرہن سُرخ پہنا اُس ابر گلناری سے دس بارہ اژدہے شعلہ فشان ظاہر ہوئے جن پر بارگاہ وخیام بار تھے اور دو تین عورتین دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے چنانچہ وہ اژدر کچھ شعلہ منہ سے چھوڑ کر زمین سے اُتر آئے اُن زنگیون نے بارگاہ فلک فرسا مکلل بہ ستون جواہر استادہ کی غرش عمدہ سے

آراستہ کی بعد اس انتظام کے اُس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا جسپر ایک سفاکہ عالم لباس ارغوانی
اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پر تکلف پر بیٹھی تھی گرد تخت کے صدہا خواص حور پیکر تھی کہ بر فضے ہوا اُڑتی آتی
تھی اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل دہر مین آگ لگاتی تھی چہرہ بے نظیر کی صفا آئینہ آفتاب کو اندھا
بناتی تھی برق نظر کی وہ چل پھر کہ ابر سرخ مین بجلی کوندتی جاتی تھی جسم فتان بظاہر حیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز
محشر تھی کہ نظم

گر تمے چاند سے چہرے کے مقابل ہوجاے ‏ آئینہ جوش ضیا سے مہ کامل ہوجاے
زلف ہاروت ہی چشمان فسوں ساز ہیں سحر ‏ کیا عجب چاہ زنخدان چہ بابل ہوجاے

پس وہ غیرت قمر جیسے ستارہ ٹوٹتا ہے اس طرح تخت بارگاہ مین اُتار لائی
عاشقون کی جان حزین پر غضب خدا نازل ہوا جیسے برج فلک مین ماہ کامل داخل ہوا یون تخت سے اُتری اور
کرسی پر جواہر کی بیٹھی خواصین گرد و پیش باادب استادہ ہوگئین اُسنے ایک خواص سے حکم دیا کہ جاوہ نبیرہ حمزہ کھڑا
ہے میرے پاس بُلا لا خواص خدمت شہزادۂ فلک اساس مین آئی شہزادہ اس رنگ کا تماشا در بارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا
تھا کنیز نے تسلیم کرکے عرض کیا کہ حضور نے میری آپ کو بعد سلام شوق پیام دیا ہے کہ لمحہ بھر کے لیے یہان قدم رنجہ
فرمایئے دو باتین میری سُن جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم ساحرہ کے پاس جانے سے عار رکھتے ہین دشمن کو سرفراز
نہین کرتے ذلیل و خوار رکھتے ہین کنیز یہ سُنکر پھر گئی اور ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی اُسنے پھر اسکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپنے
سچ ارشاد فرمایا لیکن اس وقت تو ضرور قدم رنجہ فرمایئے ایک بار کنیز نوازی لازم ہے خواص نے آکر پھر پیام شہزادہ
کو دیا شہزادہ بمنت اُس کے بُلانے سے اُس کے پاس گیا ہمراہ شہزادہ عیار نجم و خونریز و اطلم وغیرہ تھے غرضکہ
ساحرہ حسینہ نے اُٹھکر تا در بارگاہ اُنکا استقبال کیا اور سامنے اپنے کرسی پر لاکر بٹھایا بعد خاطر و مدارات کے قفل دہن کو
وا کیا کہ اے شہزادے مین نے اس لیے تمکو تکلیف دی ہے کہ اس حوالی مین کوہ و دشت جسقدر ہین آپ کو اجازت
دیجاتی ہے کہ جہان آپ کے مزاج مین آئے شکار کھیلیے سیر کیجیے جو ملک پسند فرمایئے وہ فتح کیجیے اگر آپ شرح کرسکین
مین خالی کرادون اور جس تحفہ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوادون مگر آپ کی جوانی پر مجکو رحم آتا ہے واسطہ اپنے
دین و مذہب کا اس ارادہ فتح طلسم سے باز آیئے کیونکہ اس طلسم کا گیا ہوا جیتا نہین پھرتا ہے اگر ایک در بند سے
نکل گیا تو دوسرے پر ضرور رہ جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ عزم اپنا فسخ فرمایئے گھر پھر جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک
بات کو ہمین نصیحت کرنے آئین تھین اسوقت تم دفتر بند واکیے ہو اور اپنا یہ قول ہے کہ ع باطل ست انچہ
مدعی گوید + تم کیا ہمین ملک و مال دوگی ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہین اب اگر
تم کو اپنا طلسم بچانا ہے تو بادشاہ طلسم سے جاکر کہو کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم بلازمان شاہ اسلام
سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت مابدولت ہوکر عفو تقصیرات چاہے یہ تقریر
سُنکر وہ نازک مزاج چین بجبین ہوئی اور پکاری کہ اے لو کیج رات کو بھی مین ہی تجھکو سمجھانے آئی تھی حرف
فرق اتنا تھا کہ اُسوقت صورت اور بنائے تھی اور اس وقت دوسرے طور پر ہون مجکو بسبب تیری الفت

کے یہ سمجھانے مین کد ہے ورنہ مجکو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہین مثل مشہور ہے کہ جو جیسا کرے گا ویسا پائیگا تو تیج نے
کہا مین مقرر اس طلسم مین جاونگا تو روکھ کیے بین ایک سنو مگا یہ سنکر اسنے کہا منم طاؤس جادو لے تو تیج تو نے ہمکو
موم کا سمجھ لیا ہے کیا طلسم مین جانا سہل سمجھا ہے کیا مجال جو ایک قدم بھی اٹھا سکے مین نے تجکو جب سے دیکھا تھا
دل میرا تجھپر آگیا تھا اسلیے اتین بار آکر سمجھایا اب مین دیکھون تو کیونکر اپنی بارگاہ مین پھر کر تو جاتا ہے بھلا طلسم مین جانا
تو بڑی بات ہے شہزادے کو یہ تقریر سنکر غصہ آیا اور پکار اکہ او قحبہ تو گھر مین بلا کر واہیات کلام کرتی ہے دیکھ یہ سزا تیری ہے
یہ کہہ کر تیغہ کھینچا ایک ہاتھ مارا کہ اُسکے سر پر تیغہ پڑا مگر اُچٹ گیا ایک جھنناٹا ہوا جیسے گھن پڑا اور اُس ساحرہ نے اُٹھکر
دونون ہاتھ پکڑ لیے اور زبر دستی گرا دیا پھر کچھ ماش پڑھکر پھر ا ہون مرما ہے کہ وہ پتھر کے ہو گئے لشکر مین شہزادے کے کہ قریب
تھا یہ خبر گئی وہان کمر بندی ہونے لگی اسنے کچھ دانے سرسون کے اُدھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہو گیا جب یہ سنگدلی
دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی کہ اسی منہ پر دعوی طلسم مین جانیکا تھا دیکھا تو نے کہ دم بھر بھی تیری بربادی مین نہ گذرا اب
کہہ تو تجکو بھی پتھر کا بنا دون لیکن پھر تجھپر رحم کھاتی ہون اب ایسا ارادہ نہ کرنا یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادے
کے پھر اصلی صورت پر بنگئے جب نجم و اظلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا شاید ہم بھی پتھر کے بنگئے تھے ساحرہ نے کہا ہر چند
مین نے تمھارے مالک کو سمجھایا مگر اُنھون نے نہ مانا اُسوقت مین نے یہ حرکت کی ارے صاحبو یہ تو صاحبزادے ہین
مزاج مین انکے جہالت ہے تم لوگ تو دیرینہ ہو ان کو سمجھا کر پھیر لیجاؤ اور شہزادے سے دست بستہ ہو کر کہا مجھ سے
خطا ہوئی اب آپ تشریف لیجائیے شہزادے کو ہمراہیون نے بھی پاؤن پر گر کر سمجھایا کہ حضور یہان سے تو تشریف
لے چلیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ وہان سے آزردہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے کہا کہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون
اُسنے کہا کہو اسنے عرض کیا کہ شہزادہ تمھاری بارگاہ مین آیا تھا تم بھی شہزادہ کی بارگاہ مین چلو مین دعوت کرونگا
دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا شہزادے سے صفائی بھی ہو جائیگی ساحرہ یہ بیان سنکر راضی ہوئی کس لیے کہ منت سے دھمکا کے
خوشامد کر کے سب طرح اُسکو طلسم مین نجانے دینا منظور ہے اور فریفتہ جمال پری تمثال شہزادہ بھی ہو چکی ہے چنانچہ دو ایک رنگی اور
چند کنیزون کو ہمراہ لیکر شہزادے کی بارگاہ مین آئی نجم نے اسکو باعزاز تمام تر مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے باشارہ کہا
کہ آپ فرمائیے تو مین کام اسکا تمام کر دون شہزادے نے اُس کے کان مین کہا کہ گھر مین بحیلہ دعوت کسی کو بلا کر عداوت کرنا
شیوہ مسلمانان نہین ہے یہان کوئی برائی اسکے ساتھ نہ کرنا نجم خاموش ہو رہا اور شہزادے نے سامان عشرت حاضر ہونے کیلیے
حکم دیا ساقیان سیمین عذار و خنیاگران کبک رفتار حاضر ہوے ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ بہ محبت مجھ سے پیش آیا اب
یہ تجھپر فریفتہ ہے پس اگر یہ کام دل تجھ سے حاصل کریگا تو رنگی اور خواصین تیری سب اس حال سے ماہر ہونگے سارے
طلسم مین تو ہوا دار مسلمانان مشہور ہو جائیگی پس یہ سوچکر کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ تم مین سے دو ایک یہان ٹھہرین اور
خیمہ ایک رکھ لین باقی سب ہمراہی میرے مع بارگاہ طلسم مین جائین مین بھی جب فرصت ہوگی آؤنگی یہ حکم سنکر سب ہمراہی اسکے
روانہ ہو گئے اور یہ شریک جلسۂ عشرت ہوئی جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ساحرہ جب مست ہوئی دست ہوس
جانب شہزادہ بڑھانے لگی شہزادے نے فرمایا کہ اس ارادے سے باز رہو مین ساحرہ کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھتا

تمھارے یہان آنے سے مہمان جانکر مین تمھاری صحبت مین بھی مبیٹھا ہون طاؤس یہ باتین سُنکر بدمزہ ہوئی پھر سوچی
کہ یہ ناز معشوقانہ کرتا ہے اور مجھ سے کھینچتا ہے تو بھی یہان سے اُٹھ جا کشیدہ خاطری دکھلا یہ نوجوان دام شہوت کا
گرفتار آپ ہی تیری منت کر کے تجھے بلائیگا یہ سوچکر دو گھڑی اور بیٹھکر اُٹھی کہ اب مین جاتی ہون شہزادہ خاموش ہو رہا
یہ وہان سے اُٹھکر اُس خیمہ مین اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی بیٹھی اُدھر نجم عیار نے شہزادے
سے کہا کہ اب تو وہ ساحرہ آپکی مہمان نہین ہے مین مار ڈالون جا کر آپ ناراض تو نہ ہونگے شہزادے نے فرمایا اب تجکو اختیار
ہے نجم اجازت یاب ہو کر چلا اور ایک زمرد کا خاصدان لیکر گلوریان عطر بیہوشی کی بسی اُسمین رکھکر بڑے تکلفات
سے درست کر کے خیمۂ ساحرہ مین آیا وہ سمجھی کہ شاید شہزادے نے بلایا ہے یہ منانے کو آیا ہے بس بخاطر پیش آئی اسنے
وہ خاصدان پیشکش کیا اور کہا شہزادے نے آپکے لیے گلوریان بھیجی ہین ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اُس مغرور
حُسن و جمال کو بھی میرا خیال ہے بس وہ خاصدان لیکر کھولا گلوریان بہت پُر تکلف گنگا جمنی ورق لگی کتاؤ کی بنین اپنی
سُرخروئی کی آپ گواہی دے رہی تھین اسنے ایک ایک گلوری کنیزون کو دی اور دو آپ کھائین باقی لیے خاصدان
مین رکھ لین اور نجم کے خاصدان مین پانچ اشرفیان ڈالکر واپس کیا عیار مذکور ہنوز مراجعت نہ کرنے پایا تھا کہ وہان پیک
حلق سے نیچے اُتری اور بیہوشی نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزون کے بیہوش ہو گئی نجم تو اُسکے قتل کا بیڑا اُٹھا چکا تھا منھ کو
لہو لگا ہوا تھا ساحرہ کو روئین تن بزور سحر کرخت بدن دیکھکر سیسہ گرم کر کے پلا دیا اور ہمراہیون کے اُسکے سر
کاٹ ڈالے پیچیدہ گھیر لو تیرہ کیچڑ کی آوازین ہولناک آئین سیر سحر کے غل مچانے لگے اندھیرا ایسا ہو گیا کہ شب ہجر عاشقان
بھی ایسی تاریک نہ ہو گی عالم مین چادر سیاہ گھر گئی گویا رہزن روزگار نے دن دہاڑے دنیا پر کملی ڈالی نجم عیار وہان
سے بھاگ کر خدمت شہزادے مین آیا شہزادہ اس آفت آنے سے گھبرا کر باہر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت
تھے لیکن اس اندھیرے نے سب کے دم خفا کیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ اے خالق ظلمت و نور مالک لیل و نہار
یہ بلا ہم پر سے تو دفع کر دے اثر دعا ے نوریان نے آخر زمانہ روشن کیا وہ سیاہی دھوان ہو کر سمٹی اور بر دے
ہوا جا کر ٹھہری اور وہ قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہو گیا صرف ایک دیوار سیاہ منزلہا منزل تک کھنچی نظر آنے لگی بلندی
اُسکی تا چرخ برین تھی پس پشت اس دیوار کے صداے حزین تھی سر دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آکر
بیٹھا اور ہزار در دروازے پیدا ہو گئے بیچ مین پھاٹک جواہر آگین لگا تھا بس یہ تماشا دیکھکر شہزادہ حیران تھا کہ دفعتہً
وہ پھاٹک کھل گیا اور اُسمین سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشان موذی ایذا رسان نکلا اور اُس زہرناک مارنے
دُم اپنی زمین پر ماری زمین سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ ایک دریاے زخار و قہار ر لطمہ بیخ آفت خیز پیدا ہوا
اور اتنا جلد بڑھا کہ کاسۂ فلک بھی قلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو بلبلا تھا وہ دریا عالم کا پتا دیتا تھا نہنگان خون
آشام اُس مین سے سر بدر کیے تھے حباب بسان چشم قہرناک و خشمگین آنکھین دکھاتے تھے موجین دُنیا کے ڈبو دینے
کی چالین چلتی تھین ایک تلاطم برپا تھا آفت کا سامنا تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا شہزادے نے یہ
طغیانی اُس بحر طلسم کی دیکھکر کنارہ کرنا چاہا لیکن انکے لشکر کی سمت کو چھوڑ کر وہ دریا بہتا تھا یہ اسطرح سب

کھڑے تھے کہ سامنے وہ پہاڑ تک اور اژدہا تھا اور اُسکے پہلو مین وہ دریا بہتا تھا فی الجملہ شہزادے نے دیکھا کہ بعد
در ظاہر ہونیکے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو عورتین اُڑتی ہوئی سر دیوار پر آکر ٹھہرین پھر قریب اژدر
اُتر آئین ہر ایک اُنمین حسینہ و جمیلہ نہایت شکیلا تھی گوہر بحر خوبی و صدف قلزم محبوبی واقعی بے نظیر و بعید یلہ تھی حباب بحر طلسم
نہ تھے دریا بچشم حسرت اُنھین دیکھتا تھا موجون کا دل اُنکی رفتار نرم پر پیٹتا تھا انھین کے عشق مین یم بچشم پُرنم سر اپنا کنارے
پر ٹکراتا تھا گوہر اپنے بہزار رلاتا تھا پس وہ دونون نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھین کوس محبوبی
بجانے آئی تھین اُس نقارے کو اُنھون نے اژدہے کے سر پر رکھکر چوب بھی قریب نقارہ رکھدی اور قہقہہ مارکر
ہنسین اور شہزادہ تورج سے آنکھ ملاکر گویا ہوئین کہ اے فتاح طلسم اگر طلسمات کی سیر کرنا ہے آفت مین قدم دھرنا
ہے تو بسم اللہ اس نقارے پر آکر چوب لگائیے اس اژدہے کا منھ کھلیگا یہی دروازہ اس طلسم کا ہے دہن اژدر مین
تشریف لیجائیے شہزادے نے یہ کلمات سُنکر قدم ہمت آگے بڑھایا نجم عیار اور خونریز وغیرہ جملہ سردار قدم اقدس پر
گرے اور عرض کرنے لگے کہ اے شہریار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ و دانستہ دہن اژدر مین جانا بلا مین پھنسنا خلاف
رائے صواب اندیش عاقلان ہے خوف بربادی گوہر جان ہی برائے خدا یہ ارادہ نہ فرمائیے منھ مین اژدر
کے نہ جائیے شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نہ پایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم کی جانب سے گرد اُڑی اور اسلحے
کی چقاچاق سُنائی دی شہزادہ اُس طرف دیکھنے لگا جب دامن گرد شگافتہ ہوا ایک لشکر ساٹھ ہزار
سوار کا نظر آیا کہ مرکبہائے تازی نژاد سوارون کے زیر ران عرق دریائے آہن ہر ایک نوجوان برچھے
رکابون کے تسمون مین لگے پرچم اُنکے اُڑتے سردار لشکر بصد زیب و فر مرکب بحری پیکر کو گانٹھے آگے آگے
ہراول فوج علم کو جلوہ دیتا خلاصہ یہ کہ بڑے احتشام سے لشکر آیا یہ لشکر آہن کوہی کا ہے جو اس طلسم کے حوالی
مین سلطنت کرتا ہے اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہے شاہ طلسم نے اسکو تخت طاؤس جادو کے معین
کیا ہے کہ جو کوئی طلسم کے اندر آنیکا ارادہ کرے تو اسکو یہ رد کرے چنانچہ جب طاؤس مار ڈالی گئی اس بادشاہ نے
خبر سُنی کہ نبیرہ حمزہ نے آکر اطراف کوہستان تسخیر کیا ہے اور اب محافظ طلسم کو قتل کرکے اندر طلسم کے جایا چاہتا ہے
پس یہ سنتے ہی لشکر تیار کرا کر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اُسنے
صف کشی کی اور آگے بڑھکر نہیب دی کہ اے نبیرہ حمزہ تو نے سب کوہیون کو نامرد بنادیا اور ہر ایک کو اپنے دام
تزویر مین پھنسا لیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے شہزادہ یہ نعرۂ دلیرانہ سُنکر مرکب پر
سوار ہوا لشکر مین قرنا پھنکی جان نثار شہزادہ مرگ پر آمادہ ہو کر کمر کسنے لگے طرفۃ العین مین لشکر ہتھیار سجکر تیار ہوا سوار و
پیادہ ہر ایک آمادۂ رزم و پیکار ہوا طبل جنگی گڑگڑایا فوج مین وردی بجی پلٹن قواعد سے بڑھکر جمی رسالہ تیار ہوا شور و
نشور برپا ہوا کرنالے دم عدو کا بند کیا جھانجھ کف افسوس ملنے لگی نیزے جوانون کی طرح تننے لگے گرز سرکش بنگلے
نقیب للکارے بہادرون نے نعرے رعد کی طرح مارے آہن صف لشکر سے آگے بڑھا اور سلحشوری
دکھانے لگا بعد اسپ تازی اور چوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب دیکھکر للکارا کہ

بیت بیا تا بگردیم وکین آوریم ؛ بجنگ ابردان گرز چین آوریم ؛ تو لوچ یہ نعرہ سنکر گھوڑا ڈپٹ کر سامنے اسکے گیا اور ایک تگا وہ ایسی پڑی کہ مرکب اسکا سات قدم پیچھے ہٹا اور سمند چالاک شہزادہ تین قدم تھپیڑ کھا کر ہٹ گیا دونون رانون مین گھوڑے مسلتے ہوئے مقابل ہوئے

نظم

گرفتند پس آن عمود گران
یکے ابر پست از بر کار زار
ازان چاک چاکِ عمود گران
بدریاے شد اندرون باد خاست
گرفتند شمشیر ہندی بجنگ
خم آوردہ از خم شدہ ریز ریز

ہمے حملہ کرد آن برین این بران
تو گفتی شب آمد بر ایشان بروز
شد آہن بکردار چاچی کمان
تو گفتی کہ سنگ ست سر زیر ترگ
فرو ریخت آتش ز پولاد و سنگ
چو شد کام بے آب و پُر خاک سر

زمین گشت گردان و شد روز تار
نہان گشت خورشید گیتی فروز
بچرخ اندرون بانگ پولاد خاست
سیہ شد ز زخم یلان روے مرگ
ز نیرو ے گردن کشان تیغ تیز
گرفتند ہر دو دوال کمر

اسی طرح دونون لپٹے ہوئے زمین پر پشت زین سے آئے اور دامن گردان آ ہسر گرم کشتی لبعد در کشتی ہوئے دانون پیچ توڑ جوڑ بند شجاعت پسند ہونے لگے ایک بار وہ شہزادہ کو پکڑ لایا شہزادہ مثل برق جہندہ چمک کر نکلا اور اسکو پکڑ لایا اُسنے نیچے آکر زمین پکڑی لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور رتوڑہ زنجیر کمر کا تھام کر ہُکا دیکر اول زور مین تا بہ کمر لایا اور دو بارہ مین اُسکو سر سے بلند کرکے چرخ دیا وہ مکّار الامان پکارا شہزادہ ایمان پرورپر زبان پر لایا اُسنے اقرار کیا اسنے زمین پر اُتار دیا اور کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا وہ مکر سے کلمہ طوطے کی طرح پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ اُسکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامان جلسۂ عشرت مہیّا فرمایا اُسنے بمنّت تمام عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار یہ ملک یہان سے بہت قریب ہے حضور قلعہ مین تشریف لے چلیں اور تمام رعایا و اہالیان ملک کو ہدایت فرمائین اور قلعہ اسلام آباد کرین مسجدین وہان بنوائین سرداران شہزادہ نے بھی اسکے کلام کی تائید کی کہ اے شہریار بہتر تو ہے کہ اہل قلعہ بھی قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہین اور رہ دولت اسلام پاکر ہمیشہ محفوظ رہین شہزادے کو اُس طرف جانے کی اس لیے سب نے ترغیب دی کہ طلسم مین جانے سے باز رہے شہزادے کو بھی منظور رہا کہ حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہے پس عرض ہر ایک کی قبول فرمائی اور لشکر اپنا اُسی مقام پر چھوڑ کر مع جملہ سرداران کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعد طے کرنے چند فرسنخ راہ کے قریب قلعہ مذکور پہونچا شہر پناہ واقعی نزہتگاہ تھی دیوارین بلّور کی تھین سراسر نور کی تھین تیکار نگا ہین سُہمن بنی تھین شاہان جہان کی تصویرین کھچتین در قلعہ پر سواردن کی چھاؤنی ہر سمت گھماگھمی سر قلعہ پر توپین چڑھین سامان حرب وضرب مہیا پُل تختہ پڑا ہوا خندق پُر از آب مصفا گولنداز برق انداز جوانان شکیل جرأت مین عدیل ہر ایک نے اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی سلامی اُتری شہزادہ داخل شہر ہوا اُسکو بھی آباد پایا کوسون تک کی ہموار بستی رعیت خوشی سے بستی ہر سمت بازار عیش و نشاط گرم ہر شاہد بازاری کی رفتار زمرم لمک تھا کہ شہر حُسن دخوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پُر از انجم مسرت تھا نہین نہین فلک ستمگر اُس زمین سے بہت شاد تھا عمارات شہر نہایت بلند اور رفیع زمین وسعت آباد اور وسیع شہزادہ سیر وکیفیت دیکھتا دار الامارۃ مین تشریف لایا اس جگہ کو بھی پاکیزہ اور عمدہ پایا اکابرین شہر جمع تھے ارکان دولت پا بہ پا یہ تھے شہزادے نے آہن کو موافق اپنے آئین کے تخت پر بٹھایا آپ

دنگل پر بیٹھا آہن نے ارباب نشاط کو طلب کیا جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسنے شراب کباب مین نجم عیار کو دھوکا دیکر بیہوشی ملائی اور شہزادہ کو مع رفقا و عیار کے بیہوش کرکے گرفتار طوق و سلاسل کیا اور افسران لشکر کو اپنے بلاکر ظاہر کیا کہ مین نے بمصلحت اس مسلمان کی اطاعت کی تھی اب چلکر اسکے لشکر کو تاخت و تاراج کرنا چاہیے مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ اسکو تنہا قلعہ مین چھوڑ کر جانا نچاہیے اور نہ ہمراہ لیجانا مناسب ہے کیونکہ مددگار اسکے بلوہ کرکے اسکو رہا کرلین گے بس آج کی شب اسکو مقید رکھیے اور ہنگام سحر سب کو قتل کرکے لشکر پر چلیے لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکیگا شکست کھائیگا یہ راے اُسکو پسند آئی اور شہزادہ کو زندانخانہ مین بھیجا اور رات بھر بڑی ہوشیاری رکھی جسوقت کہ مہر فلک زندان شرق سے نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ سبیت برآمد ہوا شاہ سیارگان ؛ کیا نور سے اپنے روشن جہان ؛ ہنگام سحر اُس مفسد کوہی نے حکم تیاری لشکر دیا فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اُسکے رفیق کو عرادہ پر بٹھا کر یہ مرتد بداختر بیرون قلعہ لایا شہر مین غلغلہ برپا ہوا افسران لشکر صفین کھینچے کھڑے ہوے خلقت شہر کی جوق جوق آکر جمع ہوئی جلاد ان قوی بازو طلب ہوے چبوترے ریگ کے بنائے گئے۔ بوریے فلاکت آلودہ بچھائے گئے پروردگان مہد شجاعت و صدر نشینان مسند انجمن ریاست انپر بٹھائے گئے اہل شہر براہ دانشمندی افسوس کرنے لگے مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری تھی رحم دلون کو آہ و زاری تھی کہ بمقتضاے

خمسہ

مثال اخگر کے فرصت الم ملی نہ سوز نہان سے ہم کو
برا ہوا اس عمر بے بقا کا کہان یہ لائی کہان سے ہم کو
اٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر ہے یان سے ہم کو
رہا برنگ جرس سدا ربط سوز آہ و فغان سے ہم کو
سوائے اندوہ و یاس حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہم کو

ادھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے ادھر شہزادے سے سردار عرض کررہے تھے اے شمع شبستان صاحبقرانی و اے چراغ انجمن جہانبانی خدا نہ کرے کہ باد صرصر ظلم عدو سے آپکا چراغ ہستی گل اور زندگی جاوید ہمارے لیے ہے جو آپکے قدم اقدس پر ہم نثار ہوجائین ہمارے لیے زیادہ فروغ حاصل ہوجائے جوشل شمع سر کٹائین اور آپکی محبت مین مرگ سے لو لگائین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے بہادران مین تم سب کا کاروان سالار تھا سردار تھا قافلہ کے آگے مجکو چلنا زیبا تھا افسوس کہ میرے ہوتے تم سب قتل ہو اور رخت ہستی اس منزل سے پار کرو اور مین پیچھے رہ جاؤن واے صد واے اے برادران یہ اشعار میرے حسب حال ہین کہ

اشعار

یہ غمکدہ رہنے کا نہین جاے اقامت
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت

عالم ہے پریشان شد وادی غربت
اسباب لٹا راہ مین یان ہر سفری کا

سب راہ سفر چھوڑ کے جاتے ہین بحسرت
یہ کہہ کر وہ محراب خم تیغ کا ساجد

دست مناجات بلند کرکے درگاہ باری مین بصد زاری پکارا کہ

نظم

اے شہنشاہ عرب میر عجم عالی جناب
ہے یہی ورد زبان مجکو بعین اضطراب

تا بکے دنیا مین کھینچون مین عذاب بیحساب
یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب

مصطفےٰ کیواسطے میری مدد کیجیے شتاب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعا ہے مقتدی قبولیت آمین کہہ رہا ہے اُسطرف جلادان بے ایمان حکم قتل کر نیکا لے رہے ہین سنگ جسپاکر تیغون کو آب دے رہے ہین کہ بقدرت خالق جز و کل دامن صحرا پرغبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر روزگار صاف ہوا چہرہ

شہریار آشکار ہوا یعنی شہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش میں توریج ذیشان کے لشکر اسلام سے روان ہوا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا جلاد اُسکی آمد دیکھ کر ٹھٹکے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار پس پشت اُسکے سپاہ جرار جلتہ پوش جار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہے ترک فلک بھی اُسکی شوکت دیکھ کر خوف کھاتا ہے۔ خورشید اُسکے جلال کو خیال کرکے تھرا آتا ہے زلفین ابراہیمی سلسلۂ اسماعیلی کی گرد چہرۂ انور کے بل کھاتی ہین بلائین اس کے صدقے بلائین لیکر ہوئی جاتی ہین یا یہ شعر اُسکی زلفون کے حسب حال ہے **شعر**

حرارت ہوتی ہے سردار سے دونی سیاہی مین
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

اسلحہ کی چقاچاق بلند گردش آسمان اُسکے رفعت مراتب ارجمند پر بلا گردان جوان طرحدار شجاعت پسند اُس شیر بیشۂ شجاعت وجلادت نے مجمع فوج دیکھ کر نعرہ کیا کہ **نعرہ**

منم ایرج ذی حشم نامدار
منم پور فرزند صاحبقران
خدیو جہان خسرو کامگار
سپہدار افواج اسلامیان

یہ نعرہ کرکے تیغ آبدار قاتل کفار راس جرار نے نیام انتقام سے کھینچی گئی لاکھو تلوارین ساتھ کھنچین اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آگرے پھر تو یہ حال ہوا کہ **نظم**

کشیدہ از میان تیغ آبدار
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
کہ برہم نہ پیچند زان گونہ مار
برون مغز صدہا شدہ از تبر
بلیم اسپ ہر سو ہزاران ہزار

چنان کرد در عرصۂ کارزار
چنان نیزہ بازہ آویختند
شہان را چنین کی بود کارزار
چنان گرم گردید بازار جنگ
ہمیگشت در دشت چون بیقرار

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
سنان یک بدیگر در آویختند
شکستند صدہا بگو یال سر
کہ میسوخت پر ہائے تیر خدنگ

آہن نے جب یہ ماجرا دیکھا تیغہ کھینچکر اس ارادہ پر چلا کہ قیدیون کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادہ توریج پہونچا شہزادۂ مذکور نے غیظ مین کر قید آہن کو پارہ پارہ کر ڈالا رفیقون کو آکر ایرج نے رہا کیا ہر ایک دلاور نے ہتکڑی بیڑی پکڑ کر اُٹھا اور صدہا کو مار گرادیا سوارون کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضہ مین کرکے سوار ہوکر تہلکہ ڈال دیا اُسی گرمی جنگ مین آہن اور توریج سے مقابلہ ہوا اُسنے بقوت تمام تر تیغہ مارا شہزادے نے رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تلوار بیٹھ کر قاش زین سے گذر گئی خلعت ہستی اُسکے تن نجس سے اُتارا پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کہ العظمۃ للہ طائر جان شکار شہباز تیغ تھے لشکری عدو کے زیر تیغ بیدریغ تھے آخر سپاہ بے شاہ کی ہو چکی تھی بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اُٹھا لیا پھاٹک بند کر دیا بالائے قلعہ جا کر توپین جھکا کر گولے مارے مگر یہ دونون نہنگ بحر شجاعت شہزادۂ دودمان صاحبقرانی ہین ایسے قلعہ کو گھروندا جانتے ہین فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوئے قلعہ پر سے گولا مثل اولے کے پڑنے لگا ابر دھوئین کا بنکر تیار ہوا رنجک کی بجلی چمکی توپین کڑکین اور گرجین گولے برسانے لگین لیکن ان شہزادون کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریائے آتش کو شناوری کرنے لگے گولندازجو گرد کدورت کہ دل مین اپنے توپنے ہوسے بھی نکالنے لگے دستی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے یہ دونون اُٹھتے بیٹھتے گولون کو رد کرتے

قریب خندق پہونچے اور گرز جھولا دیکر پہلے اُس پار پھینکے پھر آپ جست کرکے خندق فرا گئے قلعہ پر سے ہنڈیان بارود کی حقہ ہاے نفطی پڑنے لگے تیر و زد بین دخشت کی مار ہوئی گرٹپ کے پولون مین آگ لگادی تیل کے کڑھاؤ کھولتے ہوے پھینکے ان سمندر مزاجان بحر آتش نے سپر منھ پر لیکر وہ آفت جھیلی اور گرز چاٹک پر بقوت تمام لگائے کیواڑ کھٹ آرڈا اڑاکر گرا پل تختہ خندق پر پڑ گیا فوج ظفر موج کا اُتارا ہوا پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی پرنالے خون کے بہنے لگے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے بازار اجل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا سر فروشی ہر ایک دوکاندار ملک جرات کا شعار تھا تیغ تیز اور خنجر ہنگام ستیز سرون کے مشتری تھے جان دہی کی تجارت مین بہادر بہتری جانتے تھے خلاصۂ کلام وہ سب مردود بدانجام تھوڑے ہی عرصہ مین رو بفرار لائے بہت سے واصل دار البوار ہوے بہت کنودن کھنتون مین گر گئے آخر طالب امان ہوکر قتل سے رستگار ہوے رعایاے شہر ہاتھ باندھکر خدمت شہزادگان نامور مین حاضر ہوئی شہزادون نے طبل امان بجوایا فوج قتل کرنے سے رُکی دونون کشورستان دار الامارۂ آہن بے ایمان مین تشریف لائے اور اُسکے محلون مین تلاش فرماکر ایک لڑکا بارہ برس کا پاکر اُسی کو وارث تاج و تخت قرار دیا کلاہ مہی وافسر شہی کو اُسکے سر پر رکھا خراج اُس سے مقرر فرمایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوے دیر بتکدے لقاپرستون کے کھدوا ڈالے مسجدین بنوائین موذنون نے نداہاے اللہ اکبر سنائین جب سارا ملک اسلام آباد ہوچکا بفتح و فیروزی وہان سے نہضت فرماکر دونون شہزادے قریب در طلسم آئے وہان وہی سامان طلسمی پائے اُسی طرح نقارہ سر اژدہا پر رکھا تھا دریاے طلسم موج مارتا تھا تورج نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور قدم بارادہ داخلہ طلسم آگے بڑھایا ایرج اور سب کوہی اور عیار مانع ہوے منت کرنے لگے شہزادۂ مذکور نے غور کیا کہ اسوقت یہ سب روکینگے اور منع کرینگے مناسب یہ ہے کہ کل صبح کو کچھ رات رہے سے کہ ہنوز کوئی سوکر بھی نہ اُٹھنے پائے داخلہ طلسم مین کرنا چاہیے یہ سوچکر داخل لشکر ہوا افسر شرائط تعظیم بجا لائے یہ بارگاہ مین مع ایرج ذیجاہ کے مسند پر جلوہ گر ہوکر داد عیش دینے لگا ناچ ہونے لگا ایرج نے گوہر کلام اُس زینت انجمن پر نثار فرماکے کہا کہ اے بھائی تم دادا جان صاحبقران عالیشان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کرکے شکار کھیلنے آئے تھے اتنا عرصہ ہوا کہ پھر کر نہ گئے امیر بہت ناراض ہوتے تھے اور فرط اُلفت سے یاد تمہاری کرکے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمہارا انتظار ہے تمہاری یاد مین ہر ایک بیقرار ہے لازم ہے کہ میرے ساتھ پھر چلو اور سبکو دیدار فرحت آثار دکھاکر تسلی و تسکین دو تورج نے کہا اے برادر فرمانا آپکا بجا ہے واقعی مجکو عرصہ ہوا کہ قدم جد امجد سے جدا رہا لیکن اتنے ملک فتح لیے یہ کہہ کر جو جو قلعہ کہ تسخیر فرمائے تھے اُنکا حال بیان کرکے کہا کہ مین اس طلسم مین ضرور جاؤنگا ایرج نے یہ سنکر ہر چند سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا ناچار وہ خاموش ہو رہا اور اُسنے ایک فرمان بنام حاکمان قلعہ جات کوہستان تحریر فرمایا مضمون یہ تھا کہ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادہ ایرج نوجوان تم سب مالکان قلعہ جات کا مالک و حاکم ہے ہر ایک اُن کی اطاعت کرے درصورت انحراف ورزی حکم شہزادۂ مذکور مین اُسکا دشمن ہون یہ نامہ قلعہ کی جانب روانہ کئے ایرج ان باتون سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم مین جائیگا آج کی رات تنہائی مین اسکو اور سمجھانا چاہیے آیندہ جو منظور خدا ہو

یہ سمجھکر مجلس عیش مین مبیٹھا رہا جب کہ شام سیہ فام بسان اژدرد ہان منھ کھولے دہر مین ظاہر ہوئی اور آفتاب تابان کو من کی طرح مار ظلمت نے نگلا

نظم

شفق سے تھا شہر اشام کا رنگ
زر گل رو برو تھا اسکے پاسنگ
ستارون سے ہوئی شب رشک ارژنگ
ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ

دربار برخاست کرکے دونون شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر ہوئے ایرج نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا اے برادر خلاف مرضی جد عالی وقار مناسب نہین کہ تم کوئی امر ظہور مین لاؤ تورج نے اب ان باتون کا کچھ جواب ندیا چپکا سُنا کیا آخر ناصح بھی خاموش ہورہا اور دونون آرام پذیر ہوئے جب دفتر انجم کو نقل دفتر پند پیر زال شب نے بند کیا اور شہریار مہر بارگاہ شرق سے نکلکر داخل طلسم سپہر ہوا کہ ہیبت دہن اژدر سحر سے مہرۂ ہوگئے ظاہر جلا بردئے سپہر شہزادہ شائق سیر طلسمات تورج خوش صفات بیدار ہوکر طاعت الٰہی مین مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت چست باندھکر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے تقاضے سے ناچار ہوکر دل نے نہ چاہا کہ بھائی کو سوتا چھوڑکر چلا جاؤن ایرج کو جگایا وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ بر روانگی دیکھکر سمجھا کہ اب یہ نہ رُکیگا بس بھائی سے بھائی لپٹ گیا اور سر شک گریہ سے دامن قبا کو دامن دریا بنادیا سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہوکر حاضر خدمت ہوے اور قدم پر سر رکھکر رونے لگے شہزادہ نے جواہر نہ واہر تسکین و تشفی سے اُنکے دامن بھرے اور فرمایا کہ فاتحہ خیر سے مجکو یاد کرنا اور خلاف حکم برادر معظم کے قدم نہ دھرنا غرضکہ ہر ایک سے رخصت ہوکر بہزار دشواری و بصد گریہ زاری یہ شہریار روانہ ہوا ہر شخص کنارے لشکر کے پہونچانے آیا آخر سبکو پھراکر آگے بڑھا اور قریب اُس اژدر کے جسپر نقارہ رکھا ہوا تھا پہونچکر چوب نقارے پر لگائی صدائے مہیب نقارے سے آئی اور منھ اژدہے کا کھلا قلاب آتشین اژدر نے چھوڑکر کمر گھسیٹا شہزادہ اُسکے منھ مین چلا گیا پہلے تو وہ اژدر اس اژدر کو نگل گیا پھر اُسنے اُگلا سب نے دیکھا کہ نصف جسم شہزادہ کا اسکے منھ سے نکلکر دریا مین گرا اور نصف تن زمین پر رہا یہ حال دیکھکر شہزادہ ایرج نے گریبان چاک کیا سردارون نے سر در آلودہ خاک کیا شور واویلا وافغان تا بہ سپہر پہونچا وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی پانی دریا کا ایسا بڑھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی نظر آتا تھا لشکر کے دانشمندون نے یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ ایرج سے کہا کہ بھائی آپکے زندہ ہین یہ مقدمۂ طلسم ہے ایسے ایسے نیرنگ اسمین بہت دکھائی دینگے آپنے بھی تو بہت طلسم فتح کیے ہین یہ کیفیتین ملاحظہ فرمائی ہونگی ایسے اضطراب کو دلمین راہ نہ دیجیے صبر کیجیے انشاءاللہ شہریار تھوڑے عرصہ مین بفتح و فیروزی آپ سے آکر ملاقی ہوگا یہ کہکر سمجھا کے شہزادہ کو بارگاہ مین لائے سرداران تورج خونریزہ و سر شار و مسمار وغیرہ بیقراری زیادہ تر کرنے لگے اُسوقت ایرج نے اپنے عیار شاپور اور بہجم سے کہا کہ ہر چند طلسم مین جاکر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے لیکن تم عیار ہو جسطرح ہوسکے میرے بھائی کی خبر لاؤ عیاران مذکور عرض پیرا ہوے کہ اے شہریار آپ خاطر جمع رکھیے غلامان جانثار جاتے ہین یہ کہکر دونون بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوے اور قریب اُس دریائے طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ پاٹ

اُس بحر زخار کا کوسون تک ہے عیار کنارے کنارے اُسکے صورتین بدلے روانہ ہوئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر
شاپور نے کلۂ فلاخن مین پتھر رکھکر دریا مین پھینکا وہ پتھر بیچ دریا مین گرکر ڈوب گیا اُسنے کہا کہ ایسا دھوکہ ہم
نہ کھائین گے دریا مین ڈوبنے نہ آئین گے یہ کہکر پھر آگے بڑھے یہ اسلیے کہ ہمارے گرفتار کرنے کو کوئی ساحر دریا سے
نکلے تو ہم اُسکے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائین فی الجملہ یہ تو اس فکر مین کنارے بحر کے روانہ ہین مگر حال شہزادۂ
توریج سنیے کہ اُنکو جو اژدرِ طلسم نے نگلا بظاہر تو سبنے دیکھا کہ دو ٹکڑے اُنکے جسم کے اُس اژدر نے اگلے لیکن یہ شعبدۂ طلسمی
تھا شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر مین غلطان و پیچان اسطرح چلا جیسے کوئی نشیب مین گرتا ہے اور
تاریکی از حد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم خفا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریان بدن سے اُڑنے لگین بھلی یسا
صاحب قوت تھا جو اُس گرمی کی تاب لاسکا دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہرہ آب ہوجاتا آخر کار خداوند غفار نے
اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھائی دی اور پانون زمین پر ٹِکا دیکھا کہ ایک صحراے ہول خیز و وادی پرآفت مین استادہ ہون
جو بگولا اُڑتا ہے دیو آتشین نظر آتا ہے اُلجھے ہوئے دل کی پھانسون کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہے آفتاب کی تمازت دھوپ
کی شدت دل جلون کے سوز سے کم نہ تھی وہ کونسی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے برہم نہ تھی زبان خار جھاڑ کا کانٹا بنکر پیچھے
پڑ رہتین ندیان حسرت آلودگرمی کے مارے کی طرح نگاہین کرتین چشمے بسان چشم بے مروتان ذرا بھی میل نہ رکھتے تھے چشم کور کی طرح سوکھے
تھے کہ ہیبت خجل اُس دشت سے صحراے محشر جہنم سے زیادہ تر وہ بدتر شہزادہ اُس منزل پرآفت کو طے فرماتا بھوکا
پیاسا چلا جاتا تھا سر کا پسینا پیر کو آتا تھا مالک خشک و تر کو یاد کرتا جاتا تا اینکہ چند فرسخ کے بعد اُس دشت سے
گذرا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی قریب اُسکے ایک کوٹھری بنی پائی سامنے کوٹھری کے ایک اژدہا بیٹھا تھا منھ
اُسکا مثل قعر بلاخیز کے کھلا تھا اژدر سے کچھ دور ہٹکر ایک درخت بلند درختان عالم سے ارجمند مثل سرو آزاد غلام اس
نونہال ریاض صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک پانون سے بہ رنگ دربانان استادہ تھا اور اُسکی ایک شاخ
مین کمان لٹکی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے تھے شہزادہ نے یہ نیا ماجرا دیکھکر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے
اس اژدر کی قضا ہے یہ سوچ کر آگے بڑھا اور دست حق پرست جانب کمان دراز فرمایا کمان پر قبضہ کرنا چاہا فوراً
ایک تڑاقا ہوا اور آواز آئی کہ ہان ہان اے اجل رسیدہ کیا کرتا ہے شہزادہ نے پھر کر جو دیکھا اُس کوٹھری کا دروازہ
کھلا پایا اور زن پریفن حسینہ و جمیلہ کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اُسکے ہاتھ مین روشن پایا حسن
اُسکا بہ از نور مہر انور ہے فروغ رخسار سے کوٹھری بُرج قمر ہے واقعی برج حمل مین داخل خورشید منور ہے بلکہ مشعل
آفتاب رشک سے اُسکے حسن جہانتاب کے جلتی ہے قمر کی رنگت اُس سے کہان ملتی ہے واقعی عجب حسن دلربا ہے نقشہ نظم

موسیٰ ابھی غش ہون دیکھ کے جلوہ حضور کا
پتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا

رخسار آتشین ہین کہ شعلہ ہے طور کا
دست حنائی پنجۂ مرجان سے بڑھ گیا

مانی سے کب کھنچے گا سراپا حضور کا
شک بازوؤن پہ ہوتا ہے شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے مسکرا کر گویا ہوئی کہ صاحب پرائے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہین وادی پرآفت
مین قدم دھرنا عاقل کو روا نہین مین آپ کی دوست ہون میرے پاس تشریف لائیے اس کرسی پر بیٹھیے مین

آپکو منزل مقصد پر پہونچا دونگی خاطر داری بدل کرونگی شہزادہ اُس زن پُرفن کی باتین سُنکر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی
شعبدۂ طلسمی ہے یہ سمجھ کر بجواب ان کلمات کے اُس عورت سے کہا کہ بیٹھی رہو مین آتا ہون یہ کہہ کر پھر پنجہ اپنا جانب
کمان بڑھایا اُس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھونا لئے شخص مبتلاے آفت نہ ہونا میرا کہا مان یہان آ
اس کرسی پر جلوہ گری فرما شہزادے نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا اور جانب کمان رخ کیا پھر وہ چلائی کہ اے
نشانۂ تیر اجل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہو اور کچھ بلا نہین ہے میرے پاس آ کرسی پر بیٹھ جا شہزادے
نے دل سے مشورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجکو بلاتی ہے ضرور کچھ اسمین فتور ہے اب وہ تمکو بلاتی ہے تو تم اُسکو اپنے پاس بلاؤ جیسا
وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو بس یہ تجویز کرکے جب اسنے اُنکو طلب کیا اُنھون نے کہا آپ ہی تشریف لائیے وہ
عورت کرسی پر سے اُٹھی شہزادہ سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے اس کے حُسن کی خوبی پر نہ آنا چاہیے
کیونکہ شاید طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہوگا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھاتے ہونگے پس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم
مین بھی فرق آئیگا قصر طلسم مین رخنہ پڑجائیگا بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھری سے نکلے گی یہ سوچ کر اُسکی جانب مخاطب
ہوا مگر وہ بھی دروازے تک آکر ٹھہر گئی اور پکاری کہ لے آئیے کچھ دور مین آئی کچھ دور آپ قدم رنجہ فرمائیے شہزادے
نے کہا واہ یہ ہونا ہی نہین جبتک آپ میرے پاس نہ آئیے گا میرا آنا دشوار ہے اے رونق قصر محبوبی مین تیرے
مکان عشرت کا مکین ہون تو مجکو پیشوائی کرکے لیجا باتین نہ بنا اُسنے ہنسکر کہا واہ یہ خوب بات ہے کہ اتنی دور سے تو
آپ چلے آئے یہان مجکو دیکھ کر پاؤن پھیلائے اب مین آؤن اور آپ کو گود مین اُٹھا کر لاؤن کیا آپ نام خدا سے
بچہ ہین اے صاحب آئیے باتین نہ بنائیے شہزادہ نے فرمایا کہ مجکو بھی ضد ہے جبتک تم باہر نہ آؤگی مین ہرگز نہ اندر آؤنگا
غرضکہ یہی تکرار اتنا دیر رہی آخر کار وہ زن ناہنجار ناچار باہر نکلی شہزادہ نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر لگاؤن پھر سوچا کہ شاید
یہ روئین بدن بزور سحر ہو تو وار خالی جائیگا پس گلا داب کر مارنا چاہیے یہ سوچکر تعریف کنان اُسکی جانب چلا اور قریب
پہونچ کر گردن اُسکی مضبوط پکڑ لی ہرچند وہ تڑپی مگر دست بلی سے نہ چھوٹی اور دہاڑ پہاڑی تو قریب تر اُس حجرہ کے تھی
ہی اُسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپ کر ہلاک ہو گئی شور و غوغا اُسکے مرنے سے بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا گوہ جادو
کو اُسکے مرتے ہی اُس اژدہے کے پہلو سے ایک بچہ کوڑا لیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور سے
مارا کہ ایسا صدمہ ضرب گرز کا بھی نہ پڑیگا اور وہ کوڑا مثل مار پیچان جسم شہزادے سے لپٹ کر اُڑا اور شہزادے کو
بھی لپیٹ کر لے گیا چشم عجائب بین اس سیّار سپہر طلسم کی تموج ہوا سے بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی تو ایک شہر مین اپنے تئین
پایا نہ وہ حجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ بچہ و تازیانہ کسی کا پتہ نہ تھا شہر مین آبادی بہت تھی عمارت ہر ایک پُر رفعت
و وسعت تھی گلی کوچے صاف سڑکین پختہ لب بان آئینہ شفاف قرینے بازارون کے سجنے کے ہر جگہ سے بہتر اشیاے
نفیسہ و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دُکاندار خوش خو و راست گفتار لین دین کا گرم بازار زینت کشور
روزگار وہ شہر نثار اُسپر سے خوبی دہر جو چیز چاہیے ہو وہان موجود اور ارزان نا پیسی اُس ملک مین گران بیش

حسن مین وہ شہر پرستان تھا	باغ رضوان بھی اُسپہ قربان تھا

یہ مشتری اشیاے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامان سواری نظر آیا ہٹو بچو کا شور مچا نقیب بولتے لیادل و چوبدار عصاہاے جواہر کار ہاتھون مین لیے ادب سے اور تفاوت سے کہتے نمودار ہوے پھر سوارون کے پرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن شجاعت سے غصہ مین بھرے خوبصورت خوبصورت پیادون کے جھرمٹ گذر گئے بھر سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لوٹنے طفلان ماہ طلعت لیئے نکلے غرضکہ سامان باد بہاری اور جلوس سواری کا بنظر طوالت کلام بیان کیا ہو بعد نکلنے اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پر بادشاہ پُر شوکت و جاہ سوار چتر سر پہ گردش مین تاج سر پر گوہر نگار مگس پرانی مین مصروف وزیر نامدار یہ سواری بصد جاہ و حشمت دار العمارۃ شہر کی جانب روانہ تھی شہزادہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جاتا تھا یہانتک کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا اور قصر پر ہزارہا عورتین قبول صورت و حسن کو استادہ پایا جب سواری وہان اُتری اندر سے اُس مشکوے خسروانی کے ایک عورت جوان حسین و طرحدار نکلی معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تابان حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اُسکے جوبن کی بیان ہو کیونکر عقل بشر اُسکا آئینہ رخسار دیکھکر نہ حیران ہو سنبلستان شب اُسکے گیسوے پر پیچ و سیاہ کے سامنے کیون نہ پریشان ہو پیشانی انور اُسکی داغ وہ سیماے قمر گردش شمس کو خالی از علت نہین قربان ہے اسیر۔ نظم

زلفین لہراتی نہین چاند سے رخسار پر
کیون نہ دوست کرین ہم کہ چکارے ہین اُن
غمزہ جنم غضب عشوہ ابرو آفت

آنکھ کی اک قسح شیر ہین دو ناگن
جسطرف رُخ کرین وہ ناوک مژگان سے راد
حسین فتنہ نگہ گرم قیامت چتون

چشم فتان سے نہ کیون آنکھ چرائے نرگس
دل مشبک ہون کلیجے ہین پڑین سو روزن

لباس و زیور سے آراستہ کئی سو نازنین گرد و پیش اہتمام کنان خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آکر اُس دلبر نے تعظیم دی اور مسکرا کر ہاتھ مین ہاتھ تھام کر اندر مکان کے لیچلی شہزادہ بھی ہمراہ سب کے داخل قصر مذکور ہوا وہان دیکھا تو کئی درجہ اُس قصر مین تعمیر ہین اور کئی ہزار آدمی اُسمین اسیر ہین زار و نالے کر رہے ہین شدت اسیری سے مر رہے ہین کوئی اُنمین بادشاہ زادہ ہے کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہے غرض جو ہے وہ مرنے پر آمادہ ہے دوسرے درجہ مین اُس مکان کے فرش مکلف بچھا ہے مسند مغرق آراستہ ہے اُس مسند پر آکر وہ بادشاہ جلوہ گستر ہوا وہ نازنین پہلو مین بیٹھی پانچسو عورت دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی پانچسو زنگی اونچی بنا ہوا با ادب استادہ ہوا اُسوقت شہزادے کیطرف کچھ لوگون نے دیکھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اے شہریار یہ جو سامنے حضور کے ہی بڑا چھوٹا دغاباز ہے کہ اسنے نعرے سے ملکہ کوہ جادو کو بلایا اور مارڈالا دہ بیچاری اسکی خاطر داری کرتی تھی وہ کیا جانتی تھی یہ مکار ہے اسکے دم مین آگئین وہ تو فیل مست جادو تھان سو جو تھے جو کمند ڈالکے اسکو پکڑ لائے ورنہ یہ قتل کرنے کے صاف نکلجاتا یہ تقریر سنکر بادشاہ نے کہا کہ اسیر ہے وہ کمند کھولکر سحر اُتارا شہزادہ نے دیکھا کہ اب میرے جسم مین بانو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوڑا لٹکا ہوا ہے اب معلوم ہوا کہ اندر اُس ایوان کے مین آپ سے نہین آیا ہی کوڑا لایا ہے غرضکہ ماہ عورت نے بنابر حکم شاہ تازیانہ جسم سے جدا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی زرنگار لاؤ عورتین کرسی لائین مصحح کو بادشاہ نے بخاطر تمام محبت سے اُس پر بٹھایا اور کہا آپ نے زبردست خدا پرست ہین کہ آپنے کوہ جادو کو مارڈالا یہ تجھے سمجھ لیجیے کہ کوئی یہان سے نکلنے گا نہین آپ کیون

اپنی جان دیتے ہین مال و اسباب کی طمع مین آفت مول لیتے ہین ابھی آپکا کیا سن ہے کیا زمانے مین آپ نے دیکھا کیا کھایا کیا
پیا جو زندگی دو بھر ہوئی جینے سے جی گھبرایا یہان آتے کچھ خوف نہ آیا اب بھی کچھ گیا نہین جسکو آپنے قتل کیا خیر کیا یہان سے
چلے جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ آپ اپنا اسم مبارک تو بتلائیے میرے تو بڑے شفیق آپ نکلے فرمانا بجا ہے حضور کا
مگر میرے باپ دادا تو سودائی ہین ویسی ہی جھک مجکو بھی ہے جو کہا وہ کہا جو کیا وہ کیا اُس بادشاہ نے کہا اے تورج
آپ ان قیدیون کو بھی دیکھ چکے یا نہین یہ سب شاہ و شہریار زادے اسی طمع مین فتاحی طلسم کی آئے تھے اب گرفتار بجیات
رہین گے یہی حال آپکا بھی ہوگا آیندہ آپکو اختیار ہے یہ امر تمھارے ہی واسطے ہے کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہے ورنہ جو کوئی
یہان آیا تا دور قیامت یہین رہا شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا لیکن میرا آنا آپ دور قیامت سمجھیے اب یہ انشاء اللہ یہان
نہ رہین گے اور آپنے اپنا نام نہ بتایا اب بتلائیے تو کہ آپ رفیق و اُلفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانے والے کیا
نام رکھتے ہین اُسنے کہا مجکو الوان جادو کہتے ہین اور آپ مجھپر طنز کرکے ہنستے ہین خیر تقدیر تمھاری جب شامت آتی ہے
تو ایسا ہی ہوتا ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے شہزادے نے تیغہ کھینچکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سحر پڑھا کہ انکے ہاتھ پاؤن کا دم
نکلگیا گر پڑے اُسوقت فرمایا کہ تم لوگ اسی بات پر بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور بڑے دغاباز ہو ایسی نامردی مین نے کسی قوم
مین نہین دیکھی اور مجکو جو سمجھایا تھا تو اکیلے مین لیجا کر سمجھایا ہوتا کہ کہا مان لیتا یہان سب کے سامنے اپنے ارادے سے باز آنا
اپنے تئین نامرد کہلانا تھا افسوس کہ حسرت میرے دل کی دل ہی مین رہی الوان نے یہ کلمے جو سُنے سمجھا کہ بیشک
یہ خداپرست صاحبان غیرت سے ہین انکو تنہائی مین فہمائش کرنا تھا مجمع کثیر مین ناحق کہا یہ سوچکر سامنے شاہزادے کے
ہاتھ باندھے کہ بیشک مجھسے خطا ہوئی آپ معاف فرمائین اور مین حضور کے مرتبہ سے آگاہ نہ تھا اب آپکو لشکر مین آپکے
پہونچائے دیتا ہون شہزادے نے فرمایا آپ کی مہربانی اُسنے سحر اُتار لیا مگر دل سے اپنے مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا
تورج طلسم مین مشہور ہی پھر جیسے تو ویسے تورج اسکو مارہی ڈالنا چاہیے ادھر تو یہ سوچ کر کچھ سکوت پذیر ہوا اُس طرف شہزادے
نے قصد کیا کہ اسکو الگ لیجا کر مار ڈالیے مگر اُسکو شہزادے کی خوشامد کرنا منظور تھی کہ یہ اُسکو فریب تو دیکا تھا ہی بس
اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلاؤ وہ سب طعام لذیذ سامنے لائے شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا پھر
اُسنے کہا کہ اے شہزادے آپ علیحدہ چلیے کہ مجکو کچھ عرض کرنا ہے شہزادہ یہ سنکر اُٹھا اور وہ ہمراہ ہوا اُس قصر کے
ایک گوشے کی طرف دونون چلے شہزادے کے ہاتھ مین رومال تھا اُسکو ہلاتا ہوا اس طرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا
چلتا ہے روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال اُسکی گردن مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ وہ گرا شہزادے نے ایک پاؤن
اُسکا اپنے پاؤن کے نیچے رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارکر مثل کرباس اُسکو چیر ڈالا یہ حال جو وہان نگہبان
تھے اُنھون نے دیکھا تیغے اور لٹھ پکڑ کر آ گرے ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ادھر لٹھ شہزادے پر پڑنے لگا اُسنے بھی
تیغہ آبدار نیام انتقام سے لیا اور قتل کرنا شروع کیا لاش پر لاش گرنے لگی اُس قصر مین اجل کی بادشاہت تھی
رقص بسمل ہوتا تھا ہرکارے روح کے ملک فنا کی خبر لینے کو بھیجے جاتے تھے ضرب گرز شہزادے سے جہنم مین پہنچے
جاتے تھے شاہ اجل فتاح طلسم جسد و جان کو گوشہ قبر مین سمجھانے کے لیے جاتا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

یکے داشت در سر ہوائے گریز
یکے مرگ را از خدا خواستہ
یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے بود بے پا و بے سر یکے
یکے راز پیکان جگر کاستہ
یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے

آخر کار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی وہ اندر قصر کے آئی اور کمندین شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگین شہزادہ اُلجھ کر گرا سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کر لیا پھر قید سخت مین گرفتار کر کے وہان سے کھینچلے شہر مین ایک غوغا کے عظیم برپا ہوا ہر ایک شخص تماشائی تھا غرضکہ اس قلعہ کے متصل اور ایک قلعہ تھا وہان شہزادے کو لائے وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا جو شخص تھا وہ دلشاد تھا بر سبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو وہان کے ایوان شاہی مین لائے دیکھا کہ تخت شاہی پہ ایک بادشاہ بصد حشمت و جاہ بیٹھا ہے ارکین سلطنت کا مجمع ہے کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہے نام اس بادشاہ کا کفل شاہ ہے فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اُسکے پہونچا اُسنے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بنکر آیا ہے ہر ایک نے کہا جی بجا ہے یہی فتح طلسم کو آیا ہے کفل شاہ مخاطب شہزادہ کی جانب ہوا اور کہا اے نبیرۂ حمزہ کیا تجکو آج کے دن کی خبر نہ تھی اب بتا کہ کس حال سے تجکو قتل کرون تورج نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو تمھاری غیرت جاتی رہی ہے ارے نامردازلی و ابدی بہادر بہادر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین جیسا تو نے کیا کہ ازروے بلوہ کے مجکو گرفتار کرایا اُسنے کہا اے شہزادے یہ فوج سحر بھی جانتی تھی لیکن تلوار سے اسلیے لڑی کہ تم نامرد ہمکو نہ سمجھو اب اگر تم کو یہ خیال ہی کہ وہ بہت تھے مین تنہا تھا تو اسکا بھی انتظام ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اگر تمکو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اُسکی کروگے شہزادے نے فرمایا کہ اطاعت کرنا کیسی غلامی کرینگے یہ سننا تھا کہ اُسنے حکم دیا بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو بمجرد حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لیکر آئے شہزادہ کیوان جاہ نے دیکھا کہ ایک زنگی ناپاک صورت کریہہ منظر و بد حقیقت ہے کہ بمقتضاے ابیات

مہیب و سیاہ نامہ و سخت دل
شکم فربہ از لقمہ ہائے حرام
زنا پاکی ابلیس از روے خجل
سرش خالی از عقل پر از احتشام

ایک زنجیر آہنی کمر سے باندھے جیٹ لنگوٹ کسے خم بجاتا چڑھے بیٹھا سامنے آیا بادشاہ نے شہزادے کو کمندون سے کھلوایا اکھاڑا درست کرا دیا دونون اکھاڑے مین کودے خم بجا کر سرگرم تلاش ہوے یہ لڑ رہے تھے کہ دربارگاہ پر غل مچا اور ملازمون نے آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ ہمام تشریف لاتی ہین سب کی نگاہ یہ خبر سنکر جانب در لگی اور ایک زن سیمین بدن غنچہ دہن اندر دار العمارہ کے آئی حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر معشوقی کے ہزارون دنگل جیتے ہوے سیکڑون زور آوران سر پنجۂ عشق کو چت کیے ہوے بہت شہزور اُسکے عشق مین لنگوٹ باندھ کر فقیر ہو گئے لاکھون نے جی ہار دیے طاق ابرو مین اُسکے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھاتے ناز و غمزہ دل کے اکھاڑے مین پانون جماتے زلف کو اُسکی بہت سے پیچ یاد چشم فتان بیک اشارہ چت کر دینے مین اُستاد تیر مژگان کے توڑ خدا کی پناہ شمس و قمر کا رخساروں سے جوڑ کہان ہو سکتا کہ ابیات

کمان کی بجلی سے ناخن بجگر ہے مہ نو
شوخی سے دیدۂ نرگس کیطرف چشمک ہے
خرمن ماہ پہ بالا ہے بلا برق فگن
رخ روشن مین ہے خورشید درخشان کا فروغ
ناز سے سوے گل تر بہ نظارے گگن
رو کش خط شعاعی ہے دوپٹے کی کرن

دُر دندان ہیں دریا موتیے کی کلیاں ہیں	لب ہیں ہر برگ گل تر غنچۂ گل تنگ دہن	بس وہ شہریار خوبی اکھاڑے کے

قریب آکر ٹھہری اور سیر کشتی لڑنے کی دیکھنے لگی شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی دل اُسکا گشتی کھا گیا زلف کے پیچ میں آ گئی بنظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی اور داؤں گھات اُسکے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا بظاہر پہلوان تھا اور بباطن ساحر زبردست تھا سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا بس ایک مقام پر شہزادے کو ریل لیجا اور ایک نازنین سے آنکھ ملا کر گویا ہوا کہ دیکھیے میں حمزہ کے پوتے کو ریلے لیئے جاتا ہوں اور وہ حمزہ کہ جسنے دیو دشمن دوں ہزار دست کو مارا یہ میرا ہی مرتبہ ہے کہ اُسکے پوتے کو ریل لیجاتا ہوں وہ نازنین از بسکہ عاشق ہو چکی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو جائیگا یہ سمجھکر اُس پہلوان نے جب فخر کیا بجواب کلمات تفاخر اُسنے کہا کہ اے پہلوان یہ شہزادہ اسوجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہے کہ یہ کہتا ہے میں آج نہ لڑونگا مجکو چھوڑے میں کل مقابلہ کرونگا پہلوان نے یہ سُنکر شہزادے سے پوچھا کہ کیوں یہ نازنین جو کہتی ہے سچ ہے شہزادہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اُس پری پیکر نے منع باشارہ کیا شہزادے نے کہا کہ ہاں میں آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہوں بیشک کل لڑونگا پہلوان نے یہ سُنکر چھوڑ دیا اور چلا گیا بادشاہ نے اُس ایوان شاہی میں شہزادہ کو تزک کے لیئے ایک کمرہ رہنے کو خالی کرا لیا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا مسند لگائی پلنگ مرصع جواہر نگار بچھوائی شہزادہ مذکور اُس کمرہ میں آکر تشریف فرما ہوا جب آفتاب عالم افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے میں جاکر آرام گیر ہوا اور عالم ضیائے ماہ سے پر تنویر ہوا نظم

بسر اوقات کی لڑ بھڑ کے دن بھر	چھپایا مہر نے جب روئے انور	ہوا تاریک عالم چھپ گئی راہ
اُٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ		

بادشاہ یعنی گُل شاہ اور تمام حاضران دربار اُس ایوان سے اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر گئے شہزادہ اُس کمرہ میں تنہا بیٹھا رہا جب برنگ زلف جانان شام شب نے بھی مانگ نکالی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور شق ہو گئی وہی گلبدن رشک چمن سبزہ منظر زمین سے پھولی شہزادہ یہ سرزمین پر از عجائبات و طلسمات جانتا تھا اُسکے نکلتے ہی دست بقبضہ ہوا کہ شاید کوئی اور شاخسانہ نکلا اُس گل باغ خوبی نے ہنسکر کہا کہ اے میاں ہوش میں آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اتراؤ دیکھو میں وہی تمھاری خیر خواہ ہوں جسنے کشتی لڑنے سے منع کیا تھا میں کمبخت ناچار تھی سیر اول تیر آ گیا تھا خیر نصیب آفت سے بچ کر دیا اب کچھ پرواہ نہیں بندی کو مستی تو چھائی نہیں ہی جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش ہو ہم جاتے ہیں شہزادے نے اپنے دل سے کہا بیشک اس سے کچھ مطلب نکل آئیگا محبت جتانا چاہیے یہ تجویز کرکے اُٹھا اور وہ جانے زبانی تھی کہ اسنے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے غنچہ دہن تیرے منہ پھیلا لینے سے میرا دل خون کر دیا اور طائر روح کو صیاد بے مہری نے تڑپایا خمسہ

یہ کہ عاشقوں میں محبت کہاں ہے	صدا ایک سی اُن کی اُلفت کہاں ہے
تجھے ویسے لوگوں سے صحبت کہاں ہے	ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے
تجھے بے مروت مروت کہاں ہے	

اُس غیرت گلزار نے ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے میں باہیں ڈالدیں اور کہا اے بیوفا خمسہ

گر چاہ عیب تجھے ہو اچھا نہ چاہیے
پر حق منصفی سے تو گذرا نہ چاہیے

ہمکو بھی آپکی نہین پروا نہ چاہیے
جو چاہیے آپکو تو اُسے کیا نہ چاہیے

انصاف کر کہ چاہیے اب یا نہ چاہیے!

یہ کہکر مسند پر آکر بیٹھی وہ عجب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی از اغیار پہلو مین محبوب گلعذار گیا اُس جلسہ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے اُس معشوقہ عاشق خصال کا اُلفت جتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گا ہے ٹھلانا پھر مسکرانا اور شرمانا اس فقرے سے کوئی آنجائے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اُسکا باتین سُنانا فرط خوف سے کبھی دوئی کر کے لپٹ جانا کبھی اقرار وصل کرنا اور کبھی نگر جانا غرضکہ اسی اختلاط و انبساط مین وہ زمانہ قریب آیا کہ شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کرنا چاہا اُسوقت اُس معشوقہ صادقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور بروقت جانے کے ایک انگوٹھی اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اُس پہلوان دیو صورت عفریت خصال کے باندھ لینے کی سند ہی یہ خاتم سامری کی پہننے کی ہی آپ پہن لیجیے اُس پہلوان کو اُٹھا لیجیے گا اور جب اُسکو اُٹھا لیجیے گا تو زمین پر نہ مار لیے گا اُس بادشاہ یعنی کفل شاہ کے تخت پر پٹک دیجیے گا فوراً آگ جسم شاہ مین لگے گی تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلین گے اور اس آتش مین سے سبز لو جگر باندھ کر پیدا ہوگی اور اندر سے لو کے نشیب سا ظاہر ہوگا وہ گڑھا نہین چاہ سبز ہے اُس مین آپ کود جائیے گا وہی راہ طلسم کی ہی اور یہ مقام جہان آپ بیٹھے ہین حوالی طلسم ہی ابھی تک آپکو اندر طلسم کے جانا نصیب نہین ہوا یہ سب ساحر جو مارے گئے وابستہ طلسم نہ تھے ورنہ بغیر کسی تحفہ طلسم کے ہلاک نہ ہوتے پس اُس چاہ سبز مین جب آپ کود جائیے گا تو ایک بیابان مین آپکا گذر ہوگا وہان ایک درخت سے مین بندھی کھڑی ہونگی مجکو کھول دیجیگا خبردار بھول نہ جائیے گا نہین بہت پچتائیے گا شہزادے نے فرمایا کہ اے نازنین مین تجکو یہان کا مالک کردونگا انشاءاللہ! تو ان مین آخر شب ہوئی وقت مہاجرت قریب آیا سحر نے فراق کی منہ دکھایا نسیم سحر آہ سرد تھی شمع محفل غم سے زرد تھی وہ نازنین کہتی تھی کہ

ابیات

کہ اتنی دیر کا آرام کیا تھا
دم رخصت قریب آیا ہی اے جان
بھر آئے آنکھ مین اُسکے بھی آنسو
جدائی ہے گلے سے میرے ملجا
رہے یہ حسن عالمتاب روشن
یہان پیدا کیا دل نے زبانہ
نہ وہ ساماں نہ وہ یاران نہ وہ محفل

فقط اک رنج دینا مدعا تھا
جگر پر داغ فرقت لے چلے ہم
کہ ہوتا تھا جدا یا ریری رد
مرے ہمدم مرے پیارے مری جان
الٰہی تا کہ ہے دُنیا کا گلشن
اُڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش
بجز چند آہ یا کچھ حسرت دل

سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
اسی کی میہمانی تھی یہ کچھ دم
اُٹھی وہ نازنین بولی ادھر آ
چلے ہم لے خدا تیرا نگہبان
ہوئی یہ کہہ کے وہ ظالم روانہ
بڑھین بیتابیان گھٹنے لگے جوش
صبح ہوتے ہی نقارہ دربار کا بجا

کفل شاہ تخت پر آکر بیٹھا پہلوان نے آکر اکھاڑے مین خم مارا اور پکارا کہ وہ مسلمان کہان ہی آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہو کر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی لپٹ پڑا المختصر کشتی اُنگی انگشتری کی وجہ سے کچھ سحر پہلوان کا نہ چلا

اور اُسنے کمر مین ہاتھ دیکر اُسکو اُٹھا کر قریب بادشاہ پہونچکے دے ٹپکا آئین نیرنگ طلسم یہی تھا کہ تخت اور بادشاہ
اور پہلوان سب مین آگ لگی ایک سنگدل تو دوسرا آئین بدن تھا رگڑ کھاتے ہی شعلۂ آتش نے نکلکر سوختہ کیا
اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان فنا ہی سب جلکر اندھیرا ہوگیا پھر جو دیکھا تو ملک قلعہ کچھ نہین ہے وہی جنگل ور پہاڑی ہے
جہان کوٹھری مین عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہے شہزادے نے ہر سمت غور کرکے دیکھا تو ایک مقام پر شعلۂ
آتش حلقہ باندھے تھا اور سبز لو اُٹھ رہی تھی بس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب اُسکے گیا اور دونون پاؤن جما کر بسم اللہ کہہ کر
کودا دیکھا تو واقعی مین کنوئین مین جا رہا اور آواز غرغر کی سُنائی دی پھر غلطان و پیچان چلا اور اُس صدمے سے بیہوش ہوگیا

داستان طاق چشم پیر بھائی کا افراسیاب کے مقابلہ مہرخ مین آکر مارے جانا اور افراسیاب کا غصہ کرکے خود لشکر کشی کرنا مہرخ پر اور آجانا صنعت سحر ساز کا بروقت مقابلہ اور سمجھا کر شاہ کو پھیر لے جانا پھر آپ مقابلہ کرکے شکست دینا لشکر مہرخ کو اور سرداران لشکر کو اسیر بلائے سحر کرنا اور آنا عمرو کا مع ماہی پریزاد طلسم نور افشان سے اور شکست دینا ملکہ صنعت کو اور جنگ عظیم ہونا اور پھر بُلا لینا کوکب کا عمرو کو اپنے طلسم مین اور تدبیر جنگ کرنا المولفہ

غصہ ترا ساقیا بُرا ہے
تیور ہین کچھ اور ڈھنگ ہین اور
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہے
کب اُنین بھری ہے بادۂ تیز
گردن جو صراحی کج ہے کرتی
کھسیانے ہوئے ہین جام ہنسی مین
ہو وقت غضب جو چہرہ کا حال
گلزار کی بھی ہوا ہے کچھ اور
نہرون مین ہے آب خجلت رو
کھسیانا ہے گل جو ہنس رہا ہے
غصہ سے ہے سرو بھی اکڑتا
افروختہ ہے برنگ دشمن
گو سوسن صد وہ زبان ہے ویکی

میخوارہ ترا تڑپ رہا ہے
میخانہ مین ہی غضب کا وہ جوش
کف غیظ مین منھ سے بہ رہا ہے
گردن نہین عجز سے جھکاتے
رندون سے ہوئی ہو آج ٹیڑھی
قلقل کی نہین صدا ہے دیتی
منھ رندون کا نشہ سے ہے یون لال
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہے
فوارون کے بہ رہے ہین آنسو
غصہ سے چنار جل رہا ہے
سُنبل مین غضب کا بل ہے پڑتا
غنچے ہین چمن مین یون جھڑکتے
شہرت سے زبان ہے ہاتھ بھر کی

ہے واہ کچھ آج رنگ ہین اور
غصہ سے ہین رند سارے بیہوش
ہین جوش غضب سے جام لبریز
شیشے ہین سرکشی دکھاتے
براتے ہین رند میکشی مین
ٹراتی ہے رند سے صراحی
میخانہ مین جو غضب کے ہین طور
باغ دنیا مین بیکلی ہے
غنچون نے بھی منھ پھلا لیا ہے
مرجان کف دست مل رہا ہے
سُرخی سے گلون کی سارا گلشن
جیسے دشمن جیاک کے بولے
پھولون کا چراغ جل رہا ہے

گلشن سارا چراغ پا ہے
گل اس طرح ہین چمن مین پھولے
رہتے ہین شریک ہر بد و نیک
ہم کو لڑنے سے واسطہ کیا
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر
نشہ میرا ابھی کم ہوا ہے
دے منھ سے مرے لگا پیالا
اے جاہ مکن چنین شکایت

مہندی کے بھی تلوؤن سے لگی ہے
دیدے کوئی جس طرح نکالے
خط ساغر کا ہے سبق یاد
ہم سے ساقی بگاڑنا کیا
احسان کرنے مین تو بھی ہے طاق
غصہ دل مین مرے بھرا ہے
وہ جام پلا کہ بات رہ جائے
مے نوش و نونیس این حکایت

نرگس آنکھین نکالتی ہے
ہم تم تو ہم ہین ساقیا ایک
ہم دونون کا ایک ہی ہے استاد
طاق نسیان پہ غیظ کو دھر
مہمان نوازی مین ہے مشتاق
کر دیر نہ ساقیا خدا را
میرا اور تیرا ساتھ رہ جائے
بزم آرایان قصۂ افسونگری و انجمن

پیرایان فسانۂ ساحری۔ مہمانان کاشانۂ ظفر و احتشام و میزبانان مشکوے کلام نصرت انجام بادۂ پرجوش سخن کو میکدۂ کلام سے ہم طرح مول لیتے ہین اور بسان ساغر شکستہ دلی نشۂ غرور کو یون شکست دیتے ہین کہ جب حسام ناکام و بدانجام ہاتھ سے برق عیار ذی احتشام کے مارا گیا لاش اُس بدمعاش کی ملازم اُسکے اُٹھا کر نالان و گریان جانب طاق چشم بے ایمان روانہ ہوے اور سامنے پہونچکر حال قتل حسام معرض بیان مین لاے۔ العیاذ باللہ حال سنتے ہی اُس ناری پردہ غصہ طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے انگارون پر لوٹا اور دود بدماغی دماغ کے پار نکلگیا بس اُسی وقت نفیر سحر کو دم دیا ایک لاکھ بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے طاق بھی سامان سحر سازی ہمراہ لیکر اژدر پہ سوار ہوا خلاصہ یہ کہ بٹے کروفر سے بسان موج ہوا لشکر نکبت فرین لیکر روان ہوا اُس طرف شاہ طلسم تے بھی جو کی کے پہونچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پھر کر گئے اور حال ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ بیر بھائی میرا آتا ہے یہ خبر سنکر حیرت کو اُسنے نامہ لکھا کہ اے ملکہ جسکا مین مدت سے طلب کرتا تھا وہ اب آتا ہے خبردار کوئی دقیقہ اُسکی تعظیم و خاطرداری مین فروگذاشت نہ کرنا یہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اُسنے ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو و گیسوے بن شہاب وغیرہ کو کئی منزل آگے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی کنارے تک لشکر کے آئی اُس طرف سے وہ مسافر بیداے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سرداران ملکہ پہونچا راہ مین ملاقات ہوئی ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا پھر کنارے لشکر کے آکر حیرت سے ملاقی ہوا اور کہا بھابھی صاحبہ آپنے کیون میرے لیے تکلیف فرمائی یہ کہکر بسبب اسکے کہ ملکہ شہزادی کل طلسم کی ہے اسنے نذر دی ملکہ اسکو بعظمت تمام بارگاہ مین لائی خلعت دیا مقام بہتر پر بٹھایا لشکر اُسکا اترا اب ایک سمت لشکر مصور کا ہے ایک جانب لشکر حیرت کا پڑا ہے تیسری سمت کو لشکر اسکا اترا اسانے مہرخ کی فوج اُتری ہی اس ربع مسکون مین چارطرف فوج ہی فوج تھی کثرت لشکر سے زمین دہلتی تھی فلک چکر مین تھا مریخ کی طبیعت گھبرائی تھی غرضکہ جب یہ داخل بارگاہ ہوا مصور جادو بھی اسکی ملاقات کو جادو خانہ سے اُٹھکر آیا یہ بنا بر تعظیم خداوند زادہ اُٹھا اور اُسکے قدم پر گرا اُسنے گلے لگا لیا اسنے کہا کہ ہمارے مذہب مین آپکے

قدم آنکھوں سے لگا نا پڑا تو اب ہی اُس خرس نے بھی اُسکی تعریف کرکے دعا دی سب بعیش و عشرت بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوئے جام مَے گردش مین آیا جلسۂ نشاط گرم ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے لشکر کی راہ لی اور خدمت ملکہ مہرخ مین آکر بصد ادب نیائش کنان آنا طاق چشم کا بیان کیا اور کہا اس نابکار کے ہمراہ جو فوج آئی ہے اُنکے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہے کہ مثل کوکب تابندہ کے چمکتا ہے۔ یہ عرض کرکے جاسوس تو چلے گئے لیکن مہرخ نے برائے طمانیت قلب سرداران فرمایا کہ یہ موڑی کاٹا طاق جو آیا ہے تو ہمارا کیا کرلیگا جب عمرو سا اُستاد اُسکا کچھ نہ کرسکا تو اُسکی کیا حقیقت ہے یہ لاف زنی کر رہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ عالم آج آپ بہت تیز در معلوم ہوتی ہین ملکہ نے کہا مدت سے مشتاق جنگ بھی ہم سب ہین خیر اب سمجھ لینگے لیکن اے بہار تم کیا کچھ طاق سے کم ہو بہار نے بھی اُسوقت جوش مین آکر کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مواد ہین بارگاہ مین اپنی دیوانہ ہوکر تنکے چُننے لگے یہ کلمہ زبان بہار سے سنکر سرداروں کو ایسا اطمینان حاصل ہوا کہ ہر ایک اپنی بڑائی کرنے لگا سر خمرو و طاؤس نافرمان وغیرہ سبنے کہا کہ ایسے گولے موئے کے مارینگے کہ یاد ہی تو کریگا اسی تقریر مین برق وغیرہ عیار آگئے اور کہا ہمکو حکم ہو تو جاکر اُسکا کام تمام کردین بہار نے جواب دیا کہ اے برق ابتو میرے منھ سے نکلگیا ہے کہ مین اُسکو تنکے چنواؤنگی۔ پس اسکے باپ یعنی اُستاد کو تمنے مارا وہ تمہارا حصہ تھا یہ میرا ہے جب مین نہون تو تمکو اختیار ہے یہ کہکر اپنی جگہ سے اُٹھی اور ملکہ مہرخ سے کہا آپ بھی آئیے مجکو کچھ مشورہ کرنا ہے ملکہ مذکور بھی اُٹھ کر علیحدہ صحنچی مین آئی وہان بحر سخن روان کیا کہ یہ ساحر واقعی بڑا زبردست ہے کیا تدبیر اسکی نسبت سوچی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ ایک دن مین دربار افراسیاب مین حاضر تھی اور بادشاہ مجھ سے بہت راضی تھا تو اُسنے ایک ناریل مجکو دیا اور کہا اس ناریل کو اگر پہاڑ پر مارو تو دریا پہاڑ سے پیدا ہوگا اُس بحر کا پانی اگر سامری بھی پی لین تو دیوانہ ہوجائین بس اے ملکہ حسن کی تم ثانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ ساکنان طلسم تمسے کمتر ہین مین نے وہ ناریل تسلیم کرکے لے لیا وہی میرے پاس اتبک ہے میرا ارادہ جنگ حسام مین اُس سے کام لینے کا تھا فی الجملہ اب اُسی سے کام لونگی یہ سُنکر بہار نے کہا بہتر ہے ایک سحر مجکو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہے تم اُس ناریل سے کام لو مین سحر کرون دیکھون کہ خدا کیا دکھاتا ہے یہ مشورہ کرکے پھر آکر تخت پر مہرخ جلوہ گر ہوئی اس عرصہ مین صنعت گردہر نے طاق نیلی رواق سپہر سے آئینۂ مہر اُٹھا کر طاقچۂ مغرب مین رکھا چشم خورشید کور ہوئی سواد ظلمت شب کا سُرمہ چشم ماہ مین لگا فلک طاق چشم بناکہ

بموجب ابیات

ہوئی کور جب چشم مہر فلک	ستارون مین ظاہر ہوئی جب چمک
ہوا نور کا چشم مہ مین ظہور	بڑھا دیدۂ نجم مین لبکہ نور

شام کو پہلے تو حیرت نے خاصہ طلب کیا دسترخوان شاہانہ آراستہ ہوا اسنے مع طاق چشم کھانا زہر مار کیا بعد فراغ اکل و شرب جلسۂ میخواری گرم رہا اُسوقت حالت مستی مین طاق چشم نے کہا کہ بھرجا بھی جان دیر کیون کیجیے کہ طبل جنگ بجے ملکہ نے کہا بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہین اُسنے کہا مجکو ایک گھڑی بھر اس جنگ مین گذریگی زیادہ کد نہ کرنا پڑیگی کہ سب کو غارت کردونگا کس لیے کہ میرے ساتھ

جتنی فوج ہو سب ستارہ پیشانی اور روئین تن ہو یہ فوج نہ کسی کے مارے مرے گی نہ کاٹے کٹے گی ملکہ نے کہا اسمین کیا شک ہے آپ ایسے ہی ہین یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی ہرکارون نے جا کر سمع ہمایون مہرخ مین یہ خبر پہونچائی ملکہ موصوفہ نے بھی قرنائے جنگی کو پھونکا ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی لیکن بہار نے چپکے سے کہا اے ملکہ مہرخ لشکر کے آراستہ کرنے سے کیا مطلب ہو تمکو جو سحر کہ تیار کرتا ہو وہ تنہائی کا ہے مہرخ نے یہ سنکر افسران لشکر کو اپنے طلب کر کے حکم دیا کہ تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو میدان مین لیجانے کا قصد نہ کرنا ہم کچھ دیر کے لیے دو کوس تک لشکر سے جاینگے اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر آئین گے جبدم تم دیکھنا کہ ہمپر وقت صعب ہے اُسوقت تم فوج لیکر آنا اور اعانت کرنا افسر لشکر یہ حکم سنکر گئے اور کاربند حکم مذکور ہوے دکھلانے کی راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہ ہوجائے ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا بیر دن کا غل رہا جھنڈے کھینچے گئے بھیٹین چڑھائی گئین ہتھیار صیقل ہوے باجے پلٹنون مین بجتے رہے جب بحر فلک مین ستارے ڈوبنے لگے اور زلف لیلائے شب تا بزانو پہونچی یعنی پچھلی رات رہی مہرخ اور بہار سوار ہو کر طاؤس پر لشکر سے چلین اور دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا اُس کے قریب آکر ٹھہرین مہرخ نے وہی نارئیل جسکا ذکر ادپر ہو چکا جھولی سے نکالا اور کچھ اور افسون پڑھکر پہاڑ کے درے پر مارا فوراً پانی درۂ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیون سے پانی بہنے لگا لمحہ بھر مین اُس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ سے تا لشکر حیرت مثل دریائے زخار کے موج زن ہوا ایک جانب لشکر حیرت تھا اور ایک طرف لشکر مہرخ بیچ مین یہ دریا لہرا رہا تھا اور پانی اُس بحر سحر کا ایسا شیرین و سرد تھا کہ جسے شیرین کبھی ایسی شیرین نہ ہوگی کار فرہاد گو کہن بھی اُس نارئیل کے سامنے گرد تھا موجین اُسکی رفتار معشوق کو شرماتین گردش فلک کو اپنی نیرنگی پر غیرت دلاتین آب گوہر کی آبرو مقابل اُسکی صفا کے بحر غیرت مین ڈوبی تھی ہر موج مصفا دیا کیزہ خاطرون کے ارادہ کی لہر تھی بلکہ رخسار شاہد محبوبی تھی بحر اخضر چرخ گردش کرتا تھا نہین نہین اُسی پر صدقے ہوتا تھا عکس فلک نیلوفری اُسمین پڑا تھا اور ستارہ ہائے چرخ کا اُسمین چمکتا معلوم ہوتا تھا کہ گلہائے نیلوفر کا تختہ کھلا تھا جسکو دیکھکر کنول دل کا کھلتا لہرین پیچ در پیچ تھین مردہ جیسے زلفین جانان کی پیچ کھاتین چشمۂ قمر سامنے اُسکے شرم سے عرق عرق شبنم مین غرق ہوجائے چشمۂ مہر تکو غیرت سے اُسی مین ڈوبا نظر آئے اُسی کو دیکھکر آتش رشک سے جلا کرے زبان پائے تو اُف اُف کیا کرے سچ ہے کہ

ابیات

جو دھوین تاریخ اک ابر تنک سا تھا جو رات وہ ڈوپٹا بادلے کا سا جو لہرایا کیا	برلب دریا عجائب سیر ہین دیکھا کیا یون لگا معلوم ہوتی ہین یہ دو پریان ہم	جھیل مین سے چادر مہتاب اُس پر برق کا ایک نے سایہ کہ گویا دوسرے پر تھا کیا

اُس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کی طرف یہ قلزم ساحری اور دو یم خوبی یعنی مہرخ و بہار آکر ٹھہرین اور حسب وعدہ بہار نے سحر پڑھکر دم کیا کہ کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریان جواہر کے پھولدار درختون کی نمودار ہوئین اُسوقت عجب بہار تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین پرن کو شرماتا تھا جو پھول تھا وہ تارا فلک اخضر کا نظر آتا تھا خسرو بہار کا فیض جاری تھا زر گل سے گنج باد اور گلشن رہا تھا مگر صبح کا وقت قریب تھا تو سجود مین تھے شاخین رکوع مین نخل قیام قعود مین تھمر دانہ ہائے

اثمار کی تسبیح موطفان چمن لیئے تھے مسجان گلستن دست چنار بہر دعائے فتح و ظفر ملکہ بہار اُٹھائے تھے شفق کنارے بحر کے پھولی تھی یا پھولی ہوئی سائونی تھی دوش شاہد ارض پر شالی رومال پڑا مگر کثرت سے گلون کے چار باغ کا تھا کہ اشعار

صبا کو حکم ہے فصل بہار آتی ہے
پری کیطرح نکلے سحاب بنے پر دیال
نہین حباب عیان عکس آتش گل سے
ادب سے مروحہ جنبان ہے موج باد شمال

چمن سے نکہت گل جائے بہر استقبال
ہے رشک سینۂ شہباز ابر سرخ چرخ
یہ بڑھ گئے ہین لب جویبار سے نہال
ہے جوش سبزہ و گل سے یہ رنگ پست و بلند

گلون سے صحن گلستان ہے رشک عارض حور
خجل کن دم طاؤس ہین گلون سے خیال
ہے خواب ناز مین سبزہ چمن کے دامن پر
کہ خاک دشت ہے سر سبز سبز خرد مین جبال

اُس چمنستان مین ایک چبوترہ بلوریہ پر دونون بہار باغ سحر بصد اداوزیبائش مسند بچھا کر جلوہ گستر ہوئین اُس وقت ملکہ بہار کا حُسن خزان بخش گلزار جنان غیرت دہ گلشن حُسن معشوقان تھا زلفین اُسکی یون لہراتی تھین کہ بحر حُسن مین موجین آتی تھین پیشانی کی شکن بحر نور مین مردم آبی غوطہ زن نہین عیسیٰ غواص چشمۂ حیوان ابرو کے روبرو فخر اطاق حُسن کیا طاقت جو سر اپنا اُٹھائے کمان لب سوفار سے یا صاحب قاب قوسین چلائے ادا دنی خطاب پائے مژہ سبزہ گلزار خوبی کو پائمال کرے تیر کو تسل معشوق چتکیون مین اُڑائے چشم فتان فلک شعبدہ بازی استاد ہزارون کرشمے اُسکو یاد گردش چشم گردش چرخ جلاد سرمہ دُنبالہ دار لگا ہوا فتنہ پردازی کی حد پر خط کھچا ہوا کہ اس سے بڑھکر کوئی کرشمہ ساز نہوگا ہر ایک غمزہ اُنکا جانستان نظر ترحم مسیحائے مرگ عاشقان بینی بام حُسن کی نردبان بلکہ الف وہ جو ہمزہ وصل کہلاتا ہے یا ماہین آفتاب و ماہ لکھا جاتا ہے رخسارہ سرچند کہ بحر نور سکر تا تیر مین پر چشمہ حیوان لذت بوسہ جان بخش عاشقان دہن تنگ کو کس سے مثال دون لازم ہے کہ کچھ نہ کہون بالکل بے نشان۔ نظم

ذکر گنجائش خندہ نہین تنگی کے سبب
کرتا ہون مطلع رنگین و مضامین روشن
سرمۂ دیدۂ بینش ہے سواد گیسو
چاہ نخشب مین ہے گویا مہ مقنع روشن
شمع روشن گا شعلہ ہے رُخ وہ ہے زلف
حلقہ طوق مرصع نہین زیب گردن

غنچہ سان جبین تبسم سے ہے لبریز دہن
عرق شرم مین تر ہین درخوش آب عدن
نور عینین کبصیرت ہے بیاض گردن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہے صفائی دیکھو
آنکھین بادام ہین لب پستہ ہے اور سیب ذقن

وصف آب در دندان و لب لعلین کے
ہے آتش رشک سے انکار ہے ہر لعل یمن
جلوہ گر گنج زنخدان مین نہین اختر خال
ہے گلگون کی گلابی ہے وہ گوری گردن
خرمن ماہ مین ہے دانہ انجم کی بہار

بس اس صورت سے یہ اعجوبۂ روزگار یار گلعذار وطرحدار کی صورت بنکر مع مہرخ نامور جب زینت طراز مسند بصد ادا ہو چکی۔ گفتگوئے الفت و محبت کرنے لگی مہرخ سے کہا آؤ ہم صبح قریب ہے ایک بازی چوسر کی کھیلین مہرخ بولی کہ اچھا تو ہم منگاؤ اُسنے کچھ سحر پڑھا کہ بُت گلستان روح پرور سے ایک زن رشک چمن غنچہ دہن چوسر لیے اُنکے سامنے آئی اور روبرو اُن کے بچھا کر آپ سر پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگی یہ دونون چوسر کھیلنے لگین اب بساط فلک نردین کواکب کی چلتی تھین زمین پر یہ چوسر بچھی تھی طاق چشم سے لڑنے کو مین کانے ہو رہے تھے بلکہ چھکے اور پوبارہ تھے اس عرصہ مین ملحرہ شب نے خسر روز سے بازی ہار دی نردین انجم کی گُھٹگئین خورشید اُٹھے بازے جانب مشرق پھیرا اور بساط فلک پر نمودار ہوا رنگ نور قمر بدرنگ ہوا کواکب سب گیارہ وہ تیرا ہوئے نظم

ظلمت شب بھی گم نور تڑھایون ان کا
یاسمن نا زمین جبین رنگ سہو برگ سوسن
زاہد خشک کے تقوی کا خدا حافظ ہے
نہ کہ رندان جگر سوختہ تر دامن

صبحدم سحر بہار آگین بہار سے اُس دریاے سحر مین عجب کیفیت پیدا ہوئی
کہ تیلہاے سحر گاذر بنکر کپڑے دہلونے لگے چہو اچہلو کی صدا بلند ہوئی بگلے قرقرے قازین مرغابیان سُرخاب کنارے
کنارے پہرنے لگے بین ڈبیان غوطے مارنے لگین مچہلیان رنگ برنگ کی تیرتین بطین خوش فعلیان کرتین لشکر
مین نوبت جو بجتی اُسکی ہنکور دل کو بے آرام کرتی بجر خاطر کو ہلو دیتی مندرون مین قلعہاے طلسمی کے گھنٹے بجتے لشکر
اسلام سے آواز موذن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی خفتگان خواب غفلت کو جگاتی چمن مین مور جھنگھاڑتے صحرا مین
جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پپیہے کوئل صدائین مستانہ سُناتے شفق سے در و دشت سرخ تھا
قباے عالم ارغوانی سورج کی کرن پھوٹتی تارون کی آبرو ڈوبتی فوجون مین صبح کی وردی بجتی قرمان لشکر اُٹھ کر اپنے
اپنے کام مین مصروف ہوتے کوئی براے رفع حاجت جاتا کوئی اشنان گیان دھیان کی فکر کرتا کوئی مصلا بچھا سجدہ خالق
لیل و نہار مین سر جھکاتا غرضکہ ہنگام سحر طاق خشم بد اختر جاگا ستارہ بخت سویا الہان نرو بساط خواب سے اُٹھا
اور قتل مہرخ کے داؤن گھات مین اسباب سحر سے درست ہو کر آیا نفیر سحر بجی ایک لاکھ بارہ ہزار روئین تن ستارہ
پیشانی تیار ہوا طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت پاس گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اسنے جا کر کہا بھابھی جان تمہین
میرے بھائی شاہ طلسم کے جان کی قسم کہ تم تکلیف میدان مین جانے کی نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو ناچ دیکھو مین دم بھر
مین سب کے سر کاٹے لاتا ہون سامری کی قسم میرا کہنا نمانو گی تو مجکو بڑا ملال ہوگا ملکہ مذکور اُسکی خاطر سے رُکی اور بارگاہ
مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگی کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھول ڈالی ادھر لشکر مہرخ بھی بموجب حکم اپنے پڑاؤ پر مسلح و مکمل ہو کر
ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا اس طرف سے یہ سرکش حیرت کو ٹھہرا کر چلا فوج کا انبوہ ساتھ وردی فوج کی نیلی تھی ساحرون
کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے سب پرا باندھ کر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر بہر ستمگری گردش پذیر ہوا ہے
یا رات نے دن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا ہے ساحرون کے ستارون کے نیچے قشقے کھنچے تھے ستارے دُنبالہ دار فلک
ظلم پر نکلے تھے یا کرۂ نار سے شرار جستی ہو کر جانب کرۂ زمہریر پر چلے تھے دیکھیے کیا حوادث پیدا ہون گے فی الجملہ ساحر
با زد بط اُڑاتے تو گل اور رال کے شعلہ چمکاتے جانب خیمہ گاہ جاتے تھے کہ ہرکارے اور جاؤش لشکر خبر لائے مہرخ
نے آج وادی نگاہ مین ایک دریا بزور سحر جاری کیا ہے اور آپ دو کوس پرا اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر ایک باغ مین
بیٹھی ہے اور جوسر کھیل رہی ہے طاق خشم یہ خبر سنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ اے واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہے کیا مین
اس دریا کے پار نجا سکونگا یہ کہکر اپنے افسران لشکر سے کہا کہ دریا کو بمدد سحر اُڑ کر طے کرین یا تیر کر جائین سب نے کہا حضور
دریا مین چلکر کود پڑے اور اُسکو بزور سحر سٹاتے ہوئے اُس لگاتہ پاس چلیے اور سر کاٹ لیجیے وہ بڑھیا عورت ہم
جوانون کا کیا مقابلہ کریگی اسکو بھی غرور از حد تھا یہی مشورہ پسند آیا اور اژدر اُڑا کر قریب ساحل پہونچا وہان
دریا کی کیفیت جو کچھ بیان ہوئی اسکو نظر آئی بے اختیار لہرا کر سواری پر سے اترا سب فوج اسکے ساتھ پیادہ ہوئی
اور دامن گردان پانی مین اُترا کچھ آگے بڑھا تھا کہ پانی کی لطافت دیکھکر اور سردی اسکی معلوم کر کے دل پر قابو نرہا

اُسنے ساتھیون سے کہا کہ دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے تھوڑا سا پانی پینا چاہیے سب نے کہا یہی ہمارا بھی جی چاہتا ہے آپ پئین
تو ہم سب بھی سیراب ہون فوراً دونون ہاتھ سے چلّو مین پانی لیا اور خوب کئی بار پیا سحر نے فرصت نہ دی نالے کرنیکی
نوبت آئی مہرخ کے چھینٹون مین آگیا وہ گرمی سب ٹھنڈی ہوئی سردمہری نسبت مہرخ کے کرتی تھی اب محبت مین گرم
ہوا ادھر اسکے لشکر نے بھی پانی پیکر آبِ رواںنی دی دریا کا باطل کرنا کیسا براہ راست پانی سمجھا کر کل لشکر پار اُترا اور
طاق حشیم سبکو ٹھہرا کر آگے بڑھا اُس گلشن سحر مین کہ جو مکور ہو چکا اُس غارتگر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہرخ دلشیان چوسر
کھیلتے پایا بیساختہ اندر چمنستان کے قدم زن ہوا یہ نہ سمجھا کہ ع اس باغ کی اور ہی ہوا ہے پس اس چمن مین جیسے
ہی قدم رکھا مہرخ نے کہا بہن بہار اُٹھو حریف آپہونچا بہار نے کہا بہن آنے دو ایک بازی تو اور کھیل لو یہ کہکر
اُسکی جانب آنکھ ملا کر کہا کہ اے طاق حشیم ہم ایک بازی اور کھیلین یہ نقدِ ہوش و حواس ہار چکا تھا بے تامل عرض رسا
ہوا کہ اے نیرنگ باز حسن مین تیرا غلام بیدام ہون بھلا میری مجال ہے جو تجھکو کھیلنے سے منع کرون اے جانی بیست
یہ چوسر کی بازی جواب کھیلئے ؛ میری جان کا داؤن بد دیجئے ؛ جب سکو اُن قمار بازان جادوگری نے لڑانے مین کچا پایا
بیٹھکر بازی کھیلنا شروع کیا اور مہرخ نے کہا داؤن ہے بہار نے کہا قبول ہے مہرخ نے کہا کس پر تے پر قبول ہے
جو کچھ تمہارے پاس تھا رات سے اسوقت تک ہار گئی ہو اب تم دوگی کہان سے بہار نے کہا ابھی تو میری بہن حیرت
موجود ہے بھائی میرا یعنی بہنوئی شاہ طلسم ہے میرے دینے کی بھلی کہی تم کھیلو تو تم تو جی ہارے دیتی ہو مہرخ نے کہا بہن
بڑا تمہارا زور کیا ہے اگر ایسے ہی تمکو دعوے ہے تو بہن کی جان بدو مگر اس شرط سے کہ پہلے اُسکو قید کرا لو جب ہارو تو فوراً
سر کاٹ دو اُسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر سر اُٹھایا اور طاق حشیم سے کہا بھلا میرے صاحب مین تمہاری کون
ہون اُسنے اس پوچھنے سے دل مین خیال کیا کہ اگر تو کہیگا مین عاشق ہون تو یہ کہیگی سر کاٹ دے بس تو کہہ کہ مین تیرا بھائی
ہون چنانچہ یہی اُسنے کہا کہ اے ملکہ تم میری بہن ہو مجھ سے ابھی کچھ واسطہ نہین پھر اولادِ آدم سب بھائی بہن ہین جب
کچھ اور تعلق ہوگا اسوقت یہ رشتہ بتانا ناز یبا ہے ملکہ موصوفہ نے ہنسکر کہا کہ میری طبیعت بھی تمھین پیار کرتی ہے اب مین
شش و پنج مین ہون کہ تمہاری جان کی بازی مین کیونکر بدون اسنے جواب دیا کہ مین غلام ہون جو حکم ہو
وہ بجا لاؤن اسنے کہا کہ میری حقیقی بہن حیرت مجھسے یعنی ہے اُسی کا سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کر لاؤ تم بھی زندہ رہو اور مین
چوسر بھی کھیلون بموجب ع یہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؛ یہ حکم سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی ورد لسے اپنے کہا خمسہ

جو عشق باز ہین وہ رہ دین پہ آ چکے واعظ برب کعبہ تجھے ہم جتا چکے	سر بازی وفا مین دیا گھر لُٹا چکے جو دل قمار خانے مین بت سے لگا چکے

وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

اے طاق اگر بازیگر نیرنگ حسن سے جفت ہونا چاہتا ہے تو حکم بردار ی مین اسکی تین پانچ نکر چوسر کیطرح بچھ جا
جو کہے بجا لا اپنا رنگ جما نہین لسان نرد کھر بہ گھر مارا مارا پھریگا مدت سے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہے اس کے
وصل کے داؤن گھات مین بادشاہ طلسم رہتا ہے مگر بازی نہین لیجاتا یہ دن تجھکو نصیب ہوا ہے کہ اُسنے تیری

محبت کا اقرار کیا ہے پس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ مین ابھی جا کر حیرت کو پکڑ کر لاتا ہون وہ بیٹھی ناچ دیکھ رہی ہے ملکہ نے کہا ہان بھائی جلدی لاؤ میرا داؤن لگا ہوا ہے یہ اُسی وقت پھرا اور اپنے لشکر کے پاس آکر کہا کہ تم میرے شریک ہو پادشاہ طلسم کے سب نے عرض کی کہ ہم بادشاہ کو کیا جانین مالک ہمارے آپ ہین یہ سب اسوجہ سے اقرار اطاعت پذیر ہوئے کہ بانی بحر سحر کا پی چکے تھے چنانچہ سب سے اقرار لیکر اسنے کہا کہ مین حیرت کو اسیر کرنے جاتا ہون تم سب جلکر اُسکے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے سمعنا و اطعنا کہا یہ اُلٹے پاؤن وہان سے پھرا اور دریا سے اُتر کر قریب لشکر حیرت آیا جو فوج کہ وہان مسلح تھی اُسنے بھی اسکو آتے دیکھکر نہ روکا کس لیے کہ سب کو معلوم ہے یہ طرفدار شاہ طلسم ہے پس اُسنے آتے ہی ناچ تیغ مارنا شروع کیے خیمون اور بارگاہون مین آگ لگی فوج مین غلغلہ ہوا ہلچل پڑ گئی جو فوج کہ غافل تھی وہ پامال و قتل ہونے لگی جو تیار تھی وہ لڑنے لگی یہ سب رویٔن تن اور ستارہ پیشانی ہین نہ کسی کا حربہ ان پر اثر کرتا ہے نہ جادو کچھ کام دیتا ہے پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو مین تمام دُنیا کو قتل کر ڈالون ان سب نے اُس لشکر کو زیر تیغ رکھ لیا خون کا دریا بہا دیا ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی طنابین کٹنے سے گری ملکہ مذکور گھبرا کر باہر نکلی اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی جملہ سردار سوار ہو کر لڑنے لگے مگر عیاذاً باللہ لاش پہ لاش گر رہی تھی نزد باز اجل نے جانون کی بازی بدی تھی سر چوسر کی طرح بچھ گئے تھے مقتولون کے سر گوٹین معلوم ہوتی تھین حیرت بازی ہار گئی تھی سحر کی آگ لگی تھی جان پر بنی تھی تلوار چل رہی تھی یہ آفت برپا تھی کہ ابیات

یکے تیر باران بکردند سخت
زمین از پئے پیل اطلس شدست
درخشیدن تیغ الماس گون
ستارہ دل مرد جنگی شدست
ز دشمن بسے نامور کشتہ شد

چو باد خزان بر جہد بر درخت
نہ بد ہیچ پرندہ را جایگاہ
بگرداز آتش بگرد اندرون
ز بس نیزہ دیگر ز و شمشیر تیز
زمانہ ہمی بر بدی گشتہ شد

تو گفتی ہوا پر ز کرگس شدست
ز تیر و ز گرز و دلیران سپاہ
تو گفتی زمین روے زنگی شدست
برآمد ہمی از جہان رستخیز

جب فوج حیرت نے یہ ماجرا دیکھا کہ ان ستارہ پیشانی مین کوئی نہین مارا جاتا ہے بس جی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی بہت دریا مین گر کر ساحلی مرگ سے کنار ہوئے بہت سے آتش سحر مین جلے کچھ جان سلامت لیگئے حیرت بھی اُفتان و خیزان جانب دریاے خونبار دوان بھاگی اور طاق پیچھے دوڑا اور للکارا کہ لینا اس لڑاکی کو جانے نہ دینا بڑا غرصہ ہوا مجکو لڑتے ہوئے ایسا نہو کہ ملکہ بہار بازی ہار گئی ہون فوج سکی اُسکا للکارنا سُنکر چار سمت سے گھٹا کیطرح گھر آئی ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑی جائے لیکن ساحرہ زبردست ہے لڑنے لگی اور بچنے لگی کبھی حربے سحر کے کرتی اور کبھی زمین مین سما جاتی کبھی پشت کی طرف لشکر کے نکلتی جب فوج ادھر دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بزد رہیحر چھوڑ کر آپ غائب ہو جاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی اسی طرح یہ تو اس آفت مین گھری ہے لیکن افراسیاب نے جب سُنا تھا کہ طاق خشم لڑنے گیا ہے تو اسنے پتلے پانچ سات مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی مجکو پہونچاتے رہین اُن پتلون نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوئے گئے شاہ جادوان باغ سیب مین ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہوگی کہ یکایک پتلے جاکر

پہونچے اور پکارے کہ اے بادشاہ غضب ہوا طاق چشم مارے ڈالتا ہے شاہ نے کہا پھر وہ قتل کو تو گیا تھا
ہی تپلون نے کہا ملکہ حیرت قتل ہوا چاہتی ہین شاہ نے کہا ارے خوشی مین ایسا گھبرا ے کہ مہرخ کا نام نہین لیتے اُلٹی
کہتے ہو تپلون نے کہا اے شہریار ہم سچ کہتے ہین مہرخ نے اسطرح دریا پیدا کرکے اور بہار نے باغ لگا کر چوپر پھیلا کر اسطرح
کا ہنگامہ ڈالدیا جملہ ماجرا مفصل بیان کیا شاہ کو بھی ناریل مہرخ کو دینا اور بہار کو سحر بتانا یاد آیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا
ارے بڑا غضب کیا ان دونون نے ہاے افسوس میرا لشکر میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا ایک لاکھ بارہ ہزار روئین تن مارا
جائیگا اگر مین جا کر انکو نہ قتل کرون تو وہ سب کو مار ڈالین گے یہ سحر اُنپر جو کیا گیا ہے رد ہوسکا ممکن نہین اگر مہرخ کی نواسی کو
مین بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ میرا ہی سحر اور مجھی پر ختم ہوتا ہے یہ کہہ کر اپنے مقام پر سے کڑکڑا کر اڑا اور طلسم کے
ایک جنگل مین آکر گرا وہان بالکل اندھیرا تھا اسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اُس تاریکی مین سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور
زمین سے بارہ ہزار تپلا روئین تن نکلا وہ ستارے اُن تپلون کی پیشانی پر چمکے جبین شاہد سحر پر افشان لگی اُن تپلون کو اپنے
ساتھ لیکر ایک طرف کو چلا اور اسی جنگل مین ایک مقام پر چند گنبد بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا اُنمین سے ایک گنبد
کو وا کیا وہان ایک تپلا پتھر کا کرسی پر ناریل ہاتھ مین لیے بیٹھا تھا اسنے اُس تپلے سے کہا کہ یہ ناریل اور کلید قلعہ طلسم مجھکو
دے کہ جنگ عظیم درپیش ہے تپلے نے ہنس کہا کیون دیوانہ ہوا ہے کہین فوج طلسمی لیجا کر لڑوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام
آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے گا اسنے تپلے سے کہا اسوقت مجکو فہمائش نہ کر جو مین کہتا ہون وہ بجالا تپلے نے ناچار
اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکال کر اسکو دیا اور وہ جو ہاتھ مین بے تھا حوالے کیا یہ وہ دونو اشیا لیکر وہان سے چلا وہ
بارہ ہزار تپلا روئین تن ساتھ تھا بس بعجلت تمام لشکر حیرت مین آیا حیرت بوقت تنگ تھا بھاگ بھاگ کر
اپنی جان بچا رہی تھی کہ اسنے آتے ہی کچھ سحر پڑھکر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر اُن
ستارہ پیشانیون کے ماتھے پر گرا جو ملکہ کو گھیرے ہوے تھے گویا وہ شیطان رجیم تھے کہ تیر شہاب اُن پر پڑے چنانچہ
ستارے ماتھے پر گرتے ہی مثل دیوار آتشبازی کے وہ سب چھوٹنے لگے اور خاکستر ہوگئے انکے جلنے سے دو پنج پیدا ہوکے
طاق چشم کو اٹھا کر علحدہ لے گئے شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو دوڑ کر گود مین اٹھا لیا دیکھا تو بہت مضطر و سراسیمہ ہے
دوپٹا سر سے گر گیا ہے سُرمہ آنکھون کا بہا ہوا ہے رنگ زرد دل مین قلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار جینا سکتے کا
سا ڈھنگ غم سے زرد رنگ تھر تھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی زلفین ہوا سے اڑتین بال پریشان نہایت
حیران تھی بادشاہ رومال سے پسینا پوچھا گلے سے لگائے بارگاہ مین آیا اسکو تخت پر بٹھایا جب وہ آفت ستارہ
پیشانیون کی ہٹی سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے مصور و صورت نگار و گیسوے بن شہاب وغیرہ سب
حاضر خدمت ہوکر آداب بجالائے بادشاہ نے سراچہ ہاے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہوگئے تھے درست کرائے
چار لاکھ ساحر میدان مین مرا پڑا تھا انکی لاشین اٹھوا کر میدان پاک و صاف کرایا اور آپ اٹھکر قریب اُس دریا کے
جو سحر مہرخ سے پیدا ہوا تھا گیا اور وہ ناریل جو تپلے سے مانگ کر لایا ہے اُس بحر پر مار کر پکارا کہ جہان سے آیا ہے
وہین جا دریا غرغرا کر پہاڑ کی طرف جا کر غائب ہوگیا چمنستان بہار خزان رسیدہ ہوے یعنی جلکر غائب ہوگئے مہرخ

وبہار سحر کی جو سر کھیل کر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے اپنے لشکر کو جو مسلح وقت کا منتظر تھا ہمراہ لیکر ایک مقام پکھڑی
تباہی و بربادی افواج حیرت دیکھ رہی تھیں جب بادشاہ نے آگروہ دریا مٹایا یہ دونون پھر کر داخل بارگاہ ہوئیں مگر
لشکر کو اسوقت حکم دیا کہ کمر نہ کھولے سب تیار رہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم فوج بھیجکر بدلا لے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ بادشاہ
کے سامنے سے ٹل گئیں بادشاہ بعد مٹانے دریاے سحر کے بارگاہ مین حیرت کے پاس آکر تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات
شفقت آیات اپنی بی بی سے براہ تسکین و دلداری کہہ کر حکم دیا کہ عیارہ بچیون کو بلواؤ ملازم گئے اور صرصر کو خیمہ سے
بلالائے ہرچند کہ عیار بچیان کوہ و دشت مین پھرا کرتی ہین لیکن لشکر مین بھی انکے رہنے کا مقام مقرر ہے اسوقت برباد
ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھین مگر شاہ کے آنے سے اپنے خیمہ مین آئین اور بیٹھی تھین کہ طلب کی گئین فی الجملہ
جب صرصر سامنے آئی شاہ نے فرمایا کہ تو جاکر مہرخ وبہار سے میرا پیام دے کہ بادشاہ نے کہا ہے مین تمھارے
مقابلہ مین طبل جنگ کیا بجواؤن تم کو اطلاع کرا دی کہ ہوشیار ہو جاؤ مین لڑنے آتا ہون جتنے سحر یاد ہون سب کرنا
دیکھون تم کیسی جادوگرنیان ہو یہ پیام صرصر شاہ کا لیکر روانہ لشکر مہرخ ناموری ہوئی اور بادشاہ نے پھر
سحر بڑھا کہ بیچ جو طاق حشم کو اُٹھانے گئے تھے وہ اُسکو لیکر سامنے آئے بادشاہ نے پانی پر کچھ افسون پڑھکر چھینٹا
اسکے منھ پر مارا وہ بیہوش تھا پانی پڑتے ہی ہوش مین آگیا دیکھا تو شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے اسنے فرط حیا و
خجلت سے سر جھکا لیا اور کہا اے بادشاہ اب بعد اُستاد آپ بجائے اُستاد ہین میری خطا کو معاف فرمایے بادشاہ
نے فرمایا کہ تمھاری کوئی خطا نہین تم آپ مین نہ تھے مسحور بہ سحر تھے اور وہ سحر بھی میرا بتایا ہوا تھا نہین تو کیا جان و
مجال کسی ساحر کی جو تم کو ذلیل و زبون کر سکے خیر انچہ گذشت گذشت اب تم ناچ دیکھو عیش کرو میرے لنگوٹیا یار ہو
کسی طرح کا رنج دل پر نہ لاؤ اے بھائی ہمکو تو وہ دن یاد آتے ہین جب تم ہم اور کوکب و دستور ظلماتی وغیرہ
مکتب خانہ مین جمع ہوتے تھے اور باہم دل لگی مذاق کرتے تھے اگر ہم تمھین برا کہتے تھے تو تم ہمکو گالی دیتے تھے کیون بھائی
وہ یارانہ کا ادھابڑا ہوا بھی یاد ہے افسوس ہے بیت اے مصحفی مین رودُن کیا پچھلی صحبتون کو بن بن کے کھیل ایسے لاکھون
بگڑ گئے ہین ؎ گو اب ہم تم وہی ہین اور بادشاہ وقت ہین مگر بموجب ع وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی ؏ وہ باتین
اب کہان میسر یہ کہکر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جما دور شراب
ناب آغاز ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی اُدھر صرصر لشکر مہرخ کے قریب پہونچی لشکر سے ضرغام آتا تھا اُسنے یہ دیکھ کر
پوچھا کہ اُستانی کہان چلین صرصر نے کہا اے ضرغام یہ وقت دل لگی کا نہین ہے شاہ طلسم بہ ارادۂ جنگ آیا ہے
بارہ ہزار رویین تن چیلا ساتھ لایا ہے مجھکو یہ پیام دے کر بھیجا ہے ضرغام بھی یہ ماجرا سنکر پریشان خاطر ہوا اور
عیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا عیارہ نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے کرسی بیٹھنے کو دی عیارہ نے پیام بادشاہ
حرف بحرف ادا کیا مہرخ پیغام سنکر لرز گئی مگر دل مضبوط کر کے گویا ہوئی کہ میری جانب سے عرض کر دینا لونڈی کو قابل
مقابلۂ حضور بلند اقبال نہین لیکن جو مرضی مبارک مین خیال جدال سمایا ہے تو یہان بھی انکار با فضال داد ر سہال
نہین خدا کی قدرت بہت بڑی ہے کیا عجب ہے جو ادھر سے بھی ہنگام جنگ کچھ کمی نہو اور یہ تو آپ نے

طلسم ہوشربا ۵۰ جلد سوم

بھی سنا ہوگا کہ ہیبت پشہ دے نمرود کو فاحش شکست ؛ باد صرصرے ہو قوم عاد پست ؛ پھر غرور کرنا بالکل نازیبا ہے اے صرصر کہہ دینا کہ یہان بھی ہر ایک مشتاق جنگ بیٹھا ہے جو کچھ آپ سے ہو سکے قصور کرنا اسمین نہین روا ہے صرصر یہ جواب پاکر وہان سے پھری اور مہرخ فرط خوف سے کانپنے لگی بہار نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مرنے سے ڈرنا کیا انسان کو نام رہ جانے کی کوشش چاہیے بات نہ جانے پائے جان جاوے پاپوش سے جائے دنیا سے آخر ایک روز جانا ہے پھر اُسکا کیا پچھتانا ہے دیکھو بڑے بڑے شاہان ذی مرتبت زیر خاک جاکر مقیم ہوئے آج اُنکا کون ذکر و تذکرہ کرتا ہے ہان جو اُنھون نے کارنامے کیے ہین اُنکا بیان ہوتا ہے اس بحر ہستی سے سب کو کنارہ کرنا ہے پھر گوہر نام نژاد ہاتھ سے کھو کر آبرو دینا کب زیادہ ہے

نظم

بزاد و بسنجتی و ناکام زیست
بدان زیستن زار باید گریست

دریغ آن دل دراے و آئین اوست
ہمہ مرگ راایم پیر و جوان

دل سنگ و سندان بترسد ز مرگ
رہائی نیابد از و بیخ و برگ

چہ بادشا و مانی چہ باد رد و رنج
چو دانی کہ ناچار باید برفت

سر انجام خاکست بالین اوست
کہ مرگست چون شیر و ما آہوان

نمانند اندر سرائے سپنج
ہمان بہ کہ کارے بسازی بہ بخت

اس سمجھانے سے مہرخ بھی قوی دل ہوئی لشکر تو مسلح تھا ہی سردارون کو ہمراہ لیکر سوار ہو کر جانب میدان بڑھی اسلیے کہ شاہ جادوان یکایک نہ آپڑے جو ہاتھ پانون ہلانے کی بھی مہلت نہ ملے غرضکہ یہ تو سمت جنگاہ چلی اُدھر صرصر خدمت شاہ طلسم مین پہونچی اور جو کچھ جواب سُن گئی تھی لفظ لفظ بیان کیا بادشاہ سُنتے ہی آگ ہوگیا اور دھوئین کی طرح پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اُسوقت چہرۂ شاہ سے وہ آثار غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نہ کرسکا اور بادشاہ دربارگاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا فرط غضب سے سارا جسم مثل آتش کے بھڑک اُٹھا چابک غضب ہاتھ مین لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجاے تازیانہ ہاتھ مین تھی تیوری چڑھی تھی تیغہ کمر مین خود بخود تڑپ رہا تھا اسی حالت مین صحرا کی طرف سے ہزارہا پرچھائیان گھوڑون کی پیدا ہوئین بادشاہ آگے بڑھا سردار اور ملکہ حیرت باادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے وہی ناسخ جو تپلے سے کلید قلعہ طلسم مانگ لایا ہے زمین پر مارا زمین شق ہوگئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی اسکی ٹکر کا نہو گا پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اُسکے تھے کہ دو طرف جاری جوئے شیر تھی پشت پر اُسکے جھل زربفتی پڑی زنجیرون کی نقرئی و طلائی ہر ایک کڑی دانتون پر چڑھے جواہر کار سونے کے چڑھے ریشمی اور سوتی رسے بندھے گردن پر فیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی آن بان سے بیٹھا تھا بھٹیان چارون ہاتھی کی پھٹکی مست و کنجل تھا چلتے مین لبسان سایہ سحاب و اشجار جنگل تھا

نظم

خامۂ مشکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت	زلف جانان کا خم و خم چشم عاشق کی تری	کان ایسے بلکہ میزان ہین حسین تول لو
کشور زنگ و حبش کا مال خشکی و تری	وہ نہانے کو جو اُترا شور دریا مین ہوا	مردم آبی کرین اب مشک کی سوداگری

اُس فیل گردون پیکر پر ایک ساحر مہیب صورت ذلیل تن سوار نکلے ہین اُسکے زرہ جواہر کار بازو دون پر جیغہ بند

باندھے گلے مین ناڑے ڈالے سر سے ماران سُرخ و سیاہ لپیٹے بیٹھا ایک علم خوک پیکر نشان لشکر کا ہاتھ مین تھا کہ اُس علم مین پھریرا سُرخ کئی سو گز کا لمبا بندھا تھا اور ستارے پھریرے مین شل کواکب درخشان تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سُرخ پہنے ہے طرفہ تماشا تھا گویا فلک کا رنگ سُرخ تھا شاید پیر گردون کو بھی غصہ آیا تھا اُسی سُرخی مین ستارون کا ہونا اوج لشکر اسلام دیکھ کر فلک کی آنکھ مین خون اُترا ہوا معلوم دیتا تھا پھریرا تو آسمان سُرخ تھا علم کے پنجہ پر ایک ماہتاب لگا تھا کہ ضیائے قمر فلک کو اپنی ضیا کے روبرو ماند بناتا تھا پس وہ نشان لشکر زمین سے نکلکر ایک مقام پر ٹھہرا پیچھے اُسکے اور بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے نقارہ ہائے طلائی اور نقرئی نقارے لدے تھے اور ساحر جو بین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے یہ بھی سب نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے اُنکے بعد ہزار ہا اژدہا آتش فشان شعلہ در دہان پیدا ہوا کہ اژدرون پر کاٹھے کسے تھے اور ساحران اژدہا صورت اُنپر سوار تھے ہاتھون مین اُنکے بجلئے تازیانہ مارتے تھے منہ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنون سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تھی تن اُنکے بسان چنار شرربار ترسول ہنسول برق کردار سنبھالے پیچھے فیل نشان کے آکر صف کشیدہ ہوئے پھر اور ساحرون کے پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب اور ہما اور بوتیمار و پلنگ و اسد وغیرہ پر سوار تھے طاؤس و عقاب وغیرہ منقار بسان خنجر و تلوار رکھتے تھے جب یہ فوجین زمین سے نکل چکین تو بارہ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک زسر تا پا سُرخ لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار گلون مین خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلوار و قرولی وغیرہ کے قبضہ بھی یاقوت کے تھے گویا گلستان شجاعت مین گل احمر پھولے تھے یا فلک لشکر مین ستارے نکلے تھے ہر ایک سوار بھی نوجوان و لالہ فام تھا قمر چہرہ و گل اندام تھا مرکب سواری کے ساز و یراق سُرخ رکھتے تھے اور کمیت و سُرنگ تھے رکابین یاقوت کی زین یاقوت نگار لگام و دوال وغیرہ ہر چیز یاقوت کا رکھوڑے نا کندہ پچھیرے ابلق پیل و نہار اُن پر سے صدقے سبزہ چرخ اُنکی چال کے آگے کج رفتار اور ہم صبا مقابل اُنکے لنگ اور بیکار

نظم

کیا صفت ہو مرکبونکی تھے وہ ایسے بے نظیر
اُنکے راکب کے اشارے پر ہے انکی تگ و دو

سامنے جنکے بجلی کو بھی ہے عذر پیچ
تازیانون کے برابر ہے انکے کھلین بانگ

وہ سب نوجوان اُن مرکبون کا سم سے سم اور دُم سے دُم ملائے دوش بدوش پرا باندھے عقب بادشاہ طلسم آکر ٹھہرے اُنکے آتے ہی ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکلا کہ ہر پایہ اُسکا پایہ مراتب شاہان ہفت کشور سے بہتر تھا اُس تخت کو کچھ ساحر اژدر صورت کاندھے پر اُٹھائے ہمراہ اُسکے جلوس شاہانہ ہزار ہا پیادل و چوبدار عصائے سرخ مرصع کا لیے سقے پانی کے عوض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے آگے چھڑکتے بخور مشک و عنبر طفلان مہر دیدار کرتے ایک طرف آکر ٹھہرے پھر ایک گھوڑا سمند صبا سے باتین کرتا بلکہ ہوا بھی سامنے اُسکے شرمسار ہو کر فرار ہوتی دوڑ کے چلتی تو گر پڑتی دم بند ہوتا جو دعویٰ تیز روی کرتی کہ بموجب اشعار

جب قدم رکھتا ہے وہ محبوب تب ہر گام پر
تک اوچک جائے عنان اُسکی تو فاش زین سے
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر تفنگ

صدقے کرتے ہین خرام ناز اپنا دلبران
اس طرح اُوڑ جائے جون چہرے سے رنگ عاشقان
ڈانٹیے اسکو تو پہونچے پیش از آواز ہان

پر غلط ہے یہ کوئی اُس کو دبا دے کس جگہ
صفحہ روئے زمین کا اس قدر عرصہ کہان

ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اُس کے غرب
تک اگر راکب کے اُس دقت اتنا بھی کہ ہان

پہونچنے پائے ہوا ے ہان نہ منھ سے لب تلک
پہونچے ہے یہ بادپیما یان سے دان اور دان سے یان

اُس مرکب پر زین جواہر کار کھنچا تھا بادشاہ اُسپر سوار ہوا اُسکے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیان ساحر دکھی
ایسی پیدا ہو کر وہ گھوڑے کی پرچھائیان جو صحرا سے آئی تھین اُنپر سوار ہوتین اور عقب شاہ جلبین ڈنکے ہزارہا
بجنے لگے بارہ ہزار رومین تن پُتلے دست چپ کی طرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست
کی طرف آگئے پیچھے وہ پرچھائیان ہمزاد کی طرح تھین اُنکے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار جملہ فوجین ہمراہ جلبین
اور ایک ہما لے زمین سے نکلکر سر بادشاہ پر اپنے پر دنکا سایہ کیا اسوقت کا جاہ وجلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت
دیکھکر ترک فلک خوف کھاتا تھا جسکا نہین ہی سرکشی چھوڑ کر عجز سے قدمبوس ہو لیجاہتا تھا تخت خالی ہمراہ دوان
تھا تاج طلسمی اُسپر رکھا تھا جسکا ہر ایک لعل مثل آفتاب تابان تھا لاکھون گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوا بجتے نقیب
اور لیبا دلی صدا مین ہیبت لگاتے تھے آگے آگے وہ فیل کہ جسپر نشان تھا پیچھے اُسکے سب جنگی سامان تھا کہ ابیات

چو آن لشکر کشن آراستند
درفش اژدر و دیو پیر استند
پس پشت گردان درفشان درفش

بگرد اندرون سرخ و زرد و بنفش
بلرزید گیتی ز بار گران
زلیس کوہ آہن گران تا گران

کے لشکر آمد ز پہلو بدشت
کہ از گرد اسپان ہوا تیرہ گشت
ز خشیدن خشت و ذوبین زگرد

چو آتش لبس پردہ لاجورد
تو گفتی کہ ابر سے برنگ آبنوس
بیامد بیار ید از جوستد روس

جہان را شب از روز پیدا نبود
تو گفتی سپہر و ثریا نبود
از میسان نشد تا بمیدان رسید

شدہ سنگ و خاک از جہان ناپدید

اُس طرف مہرخ و بہار اپنی فوج لیکر جو روانہ ہوئین تھین میدان مین
پہونچکر مقابل شاہ صف کشیدہ ہوئین مگر اس فوج طلسمی کو دیکھکر بغیر لڑے بھڑے ساحرون مین بھگدڑ پڑ گئی وہ
لوگ جو جان دینے پر آمادہ تھے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کر کے ٹھہرے رہے لیکن مثل مردے کے تھے لباس تن
مین کفن بن گیا تھا جسم خوف سے کانپتا تھا بہار ملکہ مہرخ سے کہہ رہی تھی کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم
کشا کے کوئی نہین لڑسکتا ہو آج بیشک ہم سب کی قضا ہو لازم ہو کہ رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرین
کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہمکو بچالے مہرخ نے کہا اچھا تو ہے یہ کہکر دونون مصروف دعا ہوئین کہا اے یاور زیردستان
واے دستگیر افتادگان چارہ ساز بیچارگان واسطہ نور شیر کبریا کا کہ بچہ اسد ظلم شاہ طلسم سے ہمکو بچالے اے رب سیر
ہمکو پناہ دے یہ دعا کی بارگاہ باری مین قبول ہوئی ہنوز شاہ طلسم لشکر آراستہ نہ کرچکا تھا صف جنگ ترتیب
پذیر ہو رہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر اُٹھا کہین سبز کہین سرخ کہین زرد اور جا بجا سے شعلہ آتش کے
بھڑکنے لگے لمحہ بھر مین یہ حال ہوا کہ کہین اژدر ہزار ہا معلوم دیتے کہین عقاب منھ کھولے تھے کسی طرف ہاتھیون
کے غول تھے اور ہزار ہا جانوران مردم درد بشار طائر آسمان و زمین سے ظاہر ہو کر اُس دشت مین قریب لشکر

بادشاہ آکر جمع ہوئے اور ابر جو ظاہر ہوئے تھے اُنمین بجلیاں کوندنے لگین اور ایک آواز مہیب آئی پھر ایک بیضہ ٹونگر مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا اسمین سے ایک تختی الماس کی نکلی اور از خود اُٹھکر دست بادشاہ مین آگئی بادشاہ نے اُسکو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود قدم رنجہ بہر تنبیہ مخالفان بدسگال فرمایا کیا لونڈی غلام سب مر گئے تھے جو آپ میدان مین نکلے واسطہ سامری کا تامل فرمائیے کنیز تیری صنعت سحر ساز حاضر ہوتی ہی شاہ نے یہ مضمون اُس تختی سے معلوم کر کے کہا کہ ابتک لونڈی کہاں تھی جو اب باتین بناتی ہوئی آئی ہی مین اپنا کام آپ کر دونگا اب کسی لونڈی غلام کی پرواہ نہین یہ کہکر وہ تختی پھینکدی اور مائل جنگ آوری ہوا تھا کہ چار لاکھ اژدر شعلہ فشان پھیلے ہوا سے زمین پر اُترے اُن پر ساحران مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژدہوں پر کسا ہوا اُسپر ایک عورت اَدھیڑ سن کی لباس شاہی اور زیب و فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصین اُسکے گرد و پیش سحر کے زور سے اُڑتی ہوئین ساتھ تھین پس وہ ساحرہ تخت سے اُتری اور بادشاہ کے گرد آکر پھرنے لگی اور کہا حضور میری فوج کو ملاحظہ کرین بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایک طرف دریائے قہار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا ایک طرف آگ لگی معلوم ہوتی تھی درخت جل رہے تھے شاہ نے کہا اس انبوہ سے کیا فائدہ ہی صنعت نے سر اپنا پیٹ لیا اور رونے لگی کہا اے بادشاہ اب یہ رتبہ آپکا ہوا کہ فوج قلیل لیکر مقابلہ ادنی ادنی ملازمون کے آنے لگے لونڈی اپنا گلا آج کاٹکر مر جائیگی اے بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہی کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہی مریخ ادنی دربان ہی تیرے ادنی نوکر شاہان ہفت کشور سے بہتر ہین مہ و خور سے فروغ مین بڑھکر ہین ہملوگ تیری آستانہ بوسی کر کے اس مرتبہ کو پہونچے کہ آج جاہین تو اپنے کمترین خادم کو بادشاہ روئے زمین بنا دین اے شہنشاہ تیرا یہ مرتبہ ہی کہ نظم

تن و جانت یزدان نگہدار باد	دلت شادمان بخت بیدار باد
برزم اندرون شیر پایندہ	ببزم اندرون شید تابندہ
تو شستی بشمشیر روئے زمین	بآرام بنشین در رامش گزین
ازین پس ہمہ نوبت ماست رزم	ترا جائے تخت ست و بگماز بزم

ان کلمات توصیف نے آب سرد بن کر آتش قہر گرم خوبی بادشاہ کو ٹھنڈا کیا بجز غضب جو نہایت جوش پر تھا کم ہوا اور طبل باز گشت بجنے لگا حکم دیا فوراً چونسٹھ ہزار نقارہ بڑے ہوا بجگیا اور وہ لشکر طلسمی اُسی جگہ کہ جہان زمین سے نکلا تھا آکر زیر زمین گیا بادشاہ نے اُن بارہ ہزار ستارہ چشمونکو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا اسطرف مہرخ سجدۂ شکر واحد القہار ادا کر کے اپنی بارگاہ مین آئی سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی اُدھر لشکر صنعت سحر ساز ساٹھ کوس تک کنارے کنارے دریائے خون رواں کے اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی بازارین لشکر مین آراستہ ہوگئین ساحر اُترے چہل پہل شروع ہوئی صنعت بارگاہ اپنی استادہ کر کے خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہوکر دنگل پر قریب تخت شاہی کے بیٹھی ناچ ہونے لگا دور شراب جلسۂ جنگ در باب آغاز ہوا یہان مہرخ

جب سر پر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو فوج کشی کرنے سے شاہ طلسم کے لشکر سے نکل گئے تھے اب داخل
بارگاہ ہوئے اور برق آکر کرسی زرین پر بیٹھا چہرخ نے اس سے کہا کہ اے برق آج تو خدا اتفاقی نے بڑا اپنا فضل و کرم
کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچا لیا اور بموجب ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد اگر صنعت بادشاہ کو پھیر نہ
لیجائے تو غضب ہو جائے برق نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ فقط آپکا خیال ہی خیال ہے کہ ہمکو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر
ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہمکو مار نہ سکتا میری دانست مین لڑائی ہو جاتی تو بہتر تھا کہ بادشاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دل سے
دغدغہ نکلجاتا اور فتح شکست خدا کے اختیار تھی چہرخ نے کہا ابھی لڑائی کچھ مٹ تھوڑی گئی ہے بادشاہ نہین
اُسکے وزیر سے مقابلہ سہی صنعت بہت بڑی ساحرہ ہے خدا اُسکی شر سے بچائے برق نے کہا جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی
اور صندوقچہ اسکا ہم لے آئے تھے اُسوقت سے ہم اُسکو پہچانتے ہین اور ہمسے اُس سے شناسائی بھی ہو گئی ہے آج دل مین
آتا ہے کہ جا کر اُسکا مزاج شریف پوچھ آئین یہ کہکر اُٹھا چہرخ نے کہا اے برق ایسا کام نہ کرنا کہ اس ساحرہ پر
عیاری کرنے جانا وہ بلا ہے بیدرمان اور آفت روزگار ہے شاہ طلسم اُسکی تعظیم کرتا ہے اور سحر مین مثل اپنے اُسکو سمجھتا ہے
ساحران طلسم اُس کے مکتب کے ادنی شاگرد ہین تم ہرگز وہان ارادہ جانیکا نہ کرنا برق نے کہا ہمکو غرور کرنا نہین زیبا ہی
ورنہ وہ کیا تعجب ہے ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است اور اے ملکہ تم دیکھو تو کیا خدا دکھاتا ہے مین ابھی آتا
ہون ذرا سیر کو جاتا ہون یہ کہکر ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا اور روانہ ہوا جب لشکر حیرت کے قریب پہونچا صورت ساحر
کی ایسی بنا کر داخل لشکر ہوا دیکھا کہ ہجوم سپاہ اور کثرت لشکر سے گاؤ زمین کا کلیجہ پھٹتا ہے جہان تک پیک نگاہ
جاتا ہے لشکر ہی لشکر نظر آتا ہے بازارین کھلی ہین ساحرون کے خیمے نصب ہین بستر لگے ہین ہجوم ہوتا ہے ڈفلیان
بجتی ہین بھجن ہوتے ہین ہر سمت گھما گھم ہے برق فکر مین پھرنے لگا اتفاقاً کنیزان صنعت بارگاہ مین حیرت کی ہی
بارگاہ سے آتی جاتی تھین یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھ کر اُسکے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ
کے ایک طرف بلایا کہ ادھر جا کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہے اور اس ساحر کو مخفی طور پر بلانے
بھیجا ہے پس اُسی سمت کو جدھر اُسنے بتایا چلی یہ بھی دوڑ کر پاس اسکے گیا اور مقام تنہا پا کر بیضہ بیہوشی اُسکے
منھ پر مارا وہ بیہوش ہو کر گر پڑی کپڑے اُسکا یہ پہن لیا اور اُسکو کسی جگہ چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر لباس
اُسکا پہنا آنکھون کو سرمہ کے ظلمت سے مجلی کیا رخسار کو زیور گلگونہ سے مزین فرمایا دست و پا کو رنگ حنا سے
سرخروئی دی مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبا اور طلعت جہان آرا ظاہر کی جو مرغوب دلہائے عاشق بیتاب
ہو فدا اُسپر سارا جہان ہو خال رخسار ہندوے متاع جان و ایمان تھا یہ نقشہ عیان تھا کہ نظم

وہ تیرے گیسو مین یار رہزن ہیگو ہر گوش سانپ کا من — وہ خال مشکین ہے دلکا دشمن بلائے جان زلف عنبرین ہے
وہ مانگ کا خط ہے کہکشان یا ن گہر مین مثل نجوم رخشان — وہ چہرہ ہے ماہتاب تابان سپہر افشان جبین ہے
پری کا کیا منھ جو ہو برابر کہ حسن مین حور سے ہے بہتر — جہان ہی پر تو سے تیرے انور تو مہر سے کہین حسین ہے

اس صورت سے درست ہو کر بارگاہ حیرت مین گیا اور قریب باکنیزان صنعت جا کر کھڑا ہوا وہ کنیزین بھی

ہاتھوں مین لیے کھڑی تھین کسی کے پاس پنکھا تھی کوئی چنگیر پھولونکا لیے تھی چنانچہ وہ کنیز جس کے پاس گلوریون کا خاصدان تھا اُسکو ضرورت پیشاب کی ہوئی اور وہ باندازِ ناز پائینچے کلائی پر ڈالے برائے رفعِ احتیاج چلی جب عیار مذکور کے پاس سے نکلی اسنے کہا موئی رنڈی تجھکو سوائے اترانے کے اور کچھ نہ آیا اب مٹکتی ہوئی نہین معلوم کدھر جاتی ہے کچھ بھی تجکو مالک کا خیال ہے اوس کنیز نے اسکو اپنے ساتھ کی سمجھ کے ہنسکر کہا کہ اے بی اترائی تم ہو کہ ہر بات مین نکالتی ہو کوئی پیشاب کو نجائے پھر کیا تیرے حلق مین موتے اسنے کہا جُروا تو بولا کیون گئی مین نے تیرے نفع کی بات کہی کہ تو جاتی ہے اور خاصدان بھی لیے جاتی ہے اگر ملکہ عالم گلوری مانگین تو کون دیگا پس نیکی برباد گنہ لازم تو مجھی کو قائل کرنے لگی اچھا تو جان اور تیرا کام جانے اس کنیز نے یہ تقریر سُنکر کہا کہ بیوی ہنسی مین کھسیانی کیون ہو گئین لو خاصدان لیے رہو اتنا کام میرا کرو کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم سے کسی اور مصالحہ کی ضرورت ہو تو سامنے صحنچی مین مقابہ حسن دان وغیرہ موجود ہے لے آنا اُسنے وہ خاصدان اُس سے لے لیا اور وہ چلی گئی کچھ دیر مین صنعت نے گلوری طلب کی اسنے خاصدان وا کرکے نیچے جو گھڑے مین دو تین الایچیان ساختہ بیہوشی رکھ کر خاصدان سامنے ملکہ مذکور کے پیش کیا اُسنے ایک گلوری شگوفہ نہیکی کیلون کو نکالکر کھائی اور چو گھڑا وا کرکے الائچی نکالی توڑکر وہ بھی نوش کی کھاتے ہی صورت برق کی از سر تا پا دیکھی اور کہا گلوری والی کہان گئی اسنے آنکھین نیچی کرکے شرماکر کہا بی مردوے بیٹھے ہین مین کیا کہون کہان گئین ہین جس بات سے بشر ناچار ہے وہان گئی ہین ساحرہ مذکور سمجھ گئی کہ پیشاب کو گئی ہے اور یہ عیار ہے پس اپنی زبردستی دکھانے کو اس سے کہا کہ گلوری والی نے کچھ ابھی گلوریان نہین بنائی تھین تو اپنے ہاتھ سے بنا لا عیار مذکور یہ حکم سنکر خوشی خوشی حسب نشان دہی کنیز صحنچی مین گیا وہان جو کی بچھی تھی زیر انداز مخملی پر پاندان طلائی مرصع کار رکھا تھا قفل اسمین ابجد کے طلسم کا لگا تھا اُسنے قفل حرفون کو برابر کرکے وا کیا اور چند گلوریان بنائین جز الایچی ناگیسر وغیرہ سب بیہوشی ڈالکر پاندان بند کرکے چلا یہان ساحرہ نے الایچی جو بیہوشی کی کھائی تھی اسکے دفع کرنے کو پانی منگا کر پیا اور ایک سحر پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیا کہ اب بیہوشی مجھپر اثر نہ کرے یہ تدبیر کرکے بیٹھی تھی کہ برق گلوریان لیکر آیا اس نے وہ گلوریان بھی کھائین اور کہا ساقی سے شراب لیکر مجکو پلا اے برق تو ابھی لونڈا ہے موتمی کاٹے دیکھون تو بیہوشی کتنی پلاتا ہے یہ سنکر برق نے چاہا بھاگ جاؤن صنعت نے کہا موئے ادھر آ کہان جاتا ہے عیار اُس کے پکارنے سے مسحور ہو کر پھرا اسوقت افراسیاب اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا او نا عیار تو قاتل میرے اُستاد کا ہے مین بھلا کب تجکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر عیار کو قریب تر بزور سحر طلب کرکے چاہا کہ ایک طمانچہ ماردون مگر صنعت ہان ہان کرکے اُٹھی اور عیار کے بیچ مین آگئی اور کہا او موئے چھوکرے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہم پر عیاری کرے ابھی کچھ دنون جا کر کچھ سیکھ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہے مین تیرے اُستاد کی تو حقیقت سمجھتی نہین جسنے عنطلی آباد کے ساحرون کو مارا ساحر شمشش کا سر اوتارا وہ آئے گا تو مین سمجھونگی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور برق کو اُٹھا کرلے گئے اُسنے کہا اسکو لیجا کر قریب اسکے لشکر کے چھوڑ دینا اور پکاری او نا عیار اب یہان

آنے کا قصد نہ کرنا پنجے حسب الحکم اُسکے قریب لشکر لا کر چھپڑ رہے گئے اودھر شاہ جادوان نے کہا اے ملکہ صنعت یہ تم نے کیا کیا کہ دشمن کو پاکر قتل نہ کرنے دیا رہا کرا دیا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ حضور ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین ملک جانب ظلمات طلسم تشریف لے جائین کنیز سمجھ لے گی شاہ طلسم نے اسکی خاطر سے کچھ نہ کہا اور سوار ہو کر جانب باغ سیب چلا گیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحۂ رنگین دھر مین رنگ ظلمت شب بھرا اور لوح دنیا پر گیسوے لیل کا موقلم پھیرا کہ نظم

کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر
ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ

چمک دینے لگے گردون سے اختر
چمک رستون مین تھی روشن ہوئی راہ

شام کو حیرت کی بارگاہ سے صنعت اوٹھ کر اپنی بارگاہ مین بہر آرام آئی یہ بارگاہ کئی کوس تک استادہ ہے اندر بارگاہ کے بارہ ہزار دنگل لگا ہے آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار رکھی ہے اور ایک تخت پر از جواہر الماس کا مقام صدر مین آراستہ ہے اُسپر اوقچہ موتی کے جال کا پڑا ہے سامنے بارگاہ کے ایک نمگیرہ کئی لاکھ روپیہ کی طیاری کا کھینچا ہے قالین گلدار کا فرش پیراستہ ہے ساحرہ مذکور تخت پر آکر بیٹھی شیشہ آلات روشن ہوا دورہ تمام سردارونکا بندھا کنیزان یاسمن پیکر سامنے دست بستہ استادہ ہوئین سراپچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیے ساٹھ کوس تک لشکر اُترا ہوا نظر آیا ملکہ کے سامنے ناچ ہونے لگا ادھر ملکہ حیرت نے کئی سو خوان طعام لذیذ سے درست کرا کر اور کئی ہزار کشتیان شراب و کباب و شیرینی سے تیار کرا کے مع فواکہات کی ڈالیون کے ہمراہ گیسوے بن شہاب روانہ کین وہ بصد احتیاط لیکر نہایت ہوشیاری سے بارگاہ صنعت مین آیا ملکہ مذکور تخت پر جلوہ گستر تھی اسنے تسلیم کر کے وہ سب کھانا اور ڈالیان وغیرہ پیشکش کین ملکہ نے اپنی خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہان سے آیا ہے اُسکو علیحدہ ایک صحنچی مین رکھوا دو اور گیسو سے کہا ملکہ حیرت سے میری تسلیم کہہ کر عرض کرنا کہ کنیز کا جی چاہتا ہے کہ حضور کے ساتھ کھانا کھائے امید کہ خاتون معظمہ شاہ جادوان یہان قدم رنجہ فرما کر آرزوے خاطر حقیرہ پوری کرین یہ کہہ کر خلعت فاخرہ دیکر اُسکو رخصت کیا گیسو خلعت پہنکر حیرت کے پاس گیا اور پیام ساحرہ مسطورہ دیا حیرت بنظر اسکے کہ وہ ہماری مہمان ہے سوار ہو کر مع چند مصاحبون کے اُسکی بارگاہ مین آئی اُسنے تا لب بارگاہ پیشوائی کر کے تخت پر لیجا کر بٹھایا اور آپ بادب علیحدہ بیٹھنے کا قصد کیا حیرت نے ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے بٹھایا یہ دونون تو اکل و شرب سے فارغ ہوئی ہین اور ناچ دیکھتی ہین مگر برق عیار کا ذکر سنیے کہ اسکو جو نیچے لشکر مین چھوڑ آئے تھے پس اُسنے اپنے دل سے کہا کہ اے برق ابھی سے کیا فائدہ ہوا کہ تم گئے اور خالی پھر آئے اب پھر چلو اور کوئی زک اوس ساحرہ کو دو یہ سوچ کر پھر روانہ ہوا اور صحرا مین آیا وہان زمین بفن عیاری بجا لایا اسلیے کہ قران جنگل مین رہتا ہے اُس سے ملاقات کر کے حال اپنے جانیکا بیان کرون چنانچہ ہر چند اس نے قران کو طلب کیا وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ نصب ہوئی ہے قران صحرا سے بارگاہ کی طرف نقب کھود رہا ہے اور تدبیر قتل ساحرہ مین ہے انشاء اللہ حال اسکا بیان ہوگا غرضکہ جب برق نے

ملازمان

قران کو نیا یا بنا چاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا راہ مین کچھ خدمتگار لشکر حیرت سے بارگاہ کی جانب
ساحرہ کی جاتے تھے اونسے اسنے پوچھا کہ بھائیو کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا ملکہ حیرت بارگاہ صنعت
مین گئی ہین ہم بھی وہان جاتے ہین اسنے کہا مین نے اسلیے پوچھا تھا کہ مین بھی وہان چلتا ہون میرا تمھارا ساتھ سہی
یہ کہہ کر اونکے ساتھ آکر داخل بارگاہ ہوا اور خدمتگار آپ بھی بنا ہوا تھا خدمتگارون ہی مین ملکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ
حیرت وصنعت کھانا کھا کر تخت پر آکر بیٹھی ہین شراب پی رہی ہین اور باہم باتین ہو رہی ہین انھین باتون
مین صنعت نے پوچھا کہ اے ملکہ شہنشاہ سے اور مہرخ سے جو لڑائی ہوتی ہے اُسکی اور شہنشاہ کی نسبت ہی
کیا مین یہ حیران ہون کہ فتح کیون نہین ہوتی حیرت نے کہا کیا کہون اے بوی فتح کیون نہین ہوتی یہانتک
تو ہوا کہ بازارین لٹ گئین خیمہ و بارگاہ جلے لشکر بھاگ گیا لیکن ان عیار مونڈی کاٹون کا ستیاناس جائے سامری
ان کو غارت کرے فتح کی شکست کرا دیتے ہین جو ساحر کہ لڑائی فتح کرتا ہے اُسی کو مار ڈالتے ہین یہ پانچ عیار موے
طلسم مین وہ غدر مچا رہے ہین کہ راتون کو ڈر بیم سے ساحر چونک چونک اُٹھتے ہین اُمنین سے جو سب کا اُستاد ہے
کوکب پاس گیا ہے اور چار یہان قیامت کر رہے ہین صنعت نام عیارونکا سنکر ہنسی اور کہا مین سمجھتی تھی کہ مہرخ کے پاس کوئی
فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہے وہ لڑائی فتح نہین کرنے دیتا ہے خیر عیارون کا تو حال مین جانتی ہون یہ
کہہ کر سامنے سحر کامل خواص کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھ کر قہقہہ مارا خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی قہقہہ
مار کر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھین وہ ہنسین گویا سب نے زعفران کا کھیت دیکھ لیا اتنی عورتون کا ایکبا
ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا پر از صدائے خندہ ہو گئی گنبد سما مین ندائے خندہ پیچیدہ ہوئی برق نے دلمین خیال کیا
کہ یہ تمھین دیکھ کر سب ہنسی ہین اور واقعی خیال اسکا ٹھیک تھا اسی کو پہچانکر یہ ساحرہ ہنسی تھی وہ بہت
زبردست جادوگرنی ہے جب عیارون کا ذکر ہوا جب ہی یہ پہچان گئی تھی کہ برق وہ خدمتگارون مین
ملا کھڑا ہوا ہے اس ساحر کی ایک بیٹی اور ایک بہن بھی ہے کہ انکو اسنے قید کیا ہے اپنے سے زیادہ ان کو
ساحرہ جانتی ہے اور ڈرتی ہے کہ وہ مجکو مار نہ ڈالین فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی بس یہانسے
آہستہ چلا کہ نکل جاؤن مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی اُسنے کہا تم تو ملکہ حیرت کے خدمتگار ہو کھڑے
کیون نہین رہتے اب چلے جب ہماری ملکہ نے پہچانا اے اب جاؤگے تو طوق و زنجیر مین جکڑ کر آؤگے کیا
دل لگی مقرر کی ہے کہ جب چاہا جب چلے آئے اور جب چاہا چلے گئے برق یہ گفتگو سنکر سوچا کہ بھاگے تو
بیشک پکڑے گئے اب کچھ فقرہ کر دیہ سوچ کر اوس عورت سے کہا اے بی تم اتنا چراغ پا کیون ہوئین کوئی
بے مطلب بھی کہین آتا ہے ہم آپ سے نہین آئے ہین ملکہ مہرخ کا نامہ لائے ہین ہمین کیا غرض تھی جو
بیکار کو اپنے پاؤن تھکاتے اور ایسی جگہ آتے اُس عورت نے یہ گفتگو جب سُنی کہا پھر نامہ ملکہ کو دیتے کیون
نہین اسنے کہا میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ سامنے ملکہ کے جاؤن اُس عورت نے کہا مین تمھارا حال ملکہ سے
کہے دیتی ہون یہ کہہ کر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا کہ عیار رکھتا ہے مین نامہ اپنے مالک کا لایا ہون

آپ سے تہین آیا ہون اُسنے کہا اچھا سامنے آئے برق فوراً سامنے گیا اور سلام کرکے ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر
بیٹھ گیا اور از بسکہ عیارون پاس نامہ ہر ایک سردار کے نام سے لکھے ہوے رہتے ہین اسلیے کہ نہین معلوم کسی وقت
کیا معاملہ پیش آئے پس اسنے ایک نامہ مہرخ کی طرف سے بنام صنعت لکھا رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا تھا کہ جب
یہ ساحرہ پہلے آئی تھی خلاصہ کلام اسنے وہی نامہ کمر سے نکال کر ساحرہ کو دیا اوسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ صنعت
سحر ساز ہمارے مقابلہ مین جو ساحر آیا زندہ نہ بچا مارا ہی گیا تمکو لازم ہے کہ یہان سے چلی جاؤ ورنہ ہمون آتش در کاسہ
تمھارا بچنا بھی محال ہے صنعت یہ مضمون پڑھکر بہت ہنسی اور کہا ہم تو چلے ہی جائین گے لیکن تم اے برق اب
یہان نہ آنا اگر اب یہان آئیگے یا اسوقت ٹھہروگے تو مار ہی ڈالون گی برق نے کہا اے ملکہ لعنت ہے اُس پر جو
اب یہان رہے ساحرہ نے کہا کیون یہ اُلٹے ہمین کو لعنتی دیتا ہے اسنے کہا مین اپنے تئین کہتا ہون آپکے کہنے پہ
کر یہان نہ ٹھہرنا آپ فرماتی ہین کہ مجکو کہتا ہے بموجب ؏ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ جو آپ سمجھین وہی سہی
صنعت نے کہا کیون شامتین آئی ہین جا یہان سے نہین مار ڈالون گی اسنے کہا خفا کیون ہوتی ہو ہم
چلے جائینگے تو لعنتی تم پر عائد ہوجائے گی ساحرہ اس کلمہ پہ ہنس پڑی اور کہا تم لوگ بڑے لسان اور ظریف ہو
برق نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا قدردانی آپکی ہین کس قابل ہون یہ سب آپکی خوبیان ہین ساحرہ نے کہا بس
باتین ہوچکین اب تشریف لیجائیے اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ آپکا کیا ہرج ہے لحمہ بھر ٹھہر کے ناچ دیکھ لین تو چلے
جائین گے صنعت تو یہ کلام سُنکر چپ ہو رہی مگر حیرت بولی کہ اس موئی کی باتون پر نہ آؤ نہین تو
یہ آفت برپا کریگا صنعت نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا کرلیگا حیرت بھی خاموش ہو رہی مگر چالبہ ساحر بہت ہوشیاری
سے وہان ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو یہ عیار کوئی فتور کرے برق یہ رنگ وہان کی خبرداری کا دیکھکر اُٹھا کہ ٹھہرنا یہان بیکار
ہے کچھ نہ ہوسکیگا پس ساحرہ سے کہا آپ خفا ہوتی ہین لیجیے مین جاتا ہون میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کی منتظر ہوگی
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور دل سے کہا کبھی ایسا ہوا نہین کہ تم عیاری کو آئے ہو اور بغیر کچھ لیے خالی پھر گئے ہو یہ سوچکر
پھر ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیون کے ہجوم مین پوشیدہ ہوکر ٹھہر اتنے عرصہ مین رات
زیادہ آچلی تھی ملکہ حیرت رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کی طرف گئی صنعت بھی تخت سے اُٹھکر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ مین
ایک مقام پر پلنگڑی جواہر کا نکلی تھی بچھونا نرم و نازک تر اُسپر تھا فرش گل سے آراستہ تھی اُس پر جاکر لیٹی سامنے آئینہ
سحر بارگاہ کی قنات مین لگا تھا لیٹ کر دہ آئینہ دیکھنے لگی اُس مین صورت اُس کی جو دکھائی دی اُس نے کہا
برق عیار تیری لشکر مین کھڑا ہے یہ کلمہ اپنے عکس سے سُن کر پر عکس پر اُسنے کمر باندھی اور مثل اپنے طالع معکوس کے
پھری کنیزین گیسو دراز و سحر کامل وغیرہ بہر خدمتگزاری حاضر تھین اُنسے کہا وہ موا عیار سامنے کھڑا ہے
میرے سحر سے بھاگ نہ سکیگا جاؤ پکڑ لاؤ گیسو دراز یہ حکم سُن کر جھپٹی اور برق کو پکڑ لائی اُس نے ہر چند
چاہا کہ بھاگ جاؤن قدم نہ اُٹھ سکا آخر کنیز ندکور اُس کو سامنے لائی ساحرہ اُٹھ بیٹھی اور بعتاب
حرف زن ہوئی کہ کیون او موے ناعیار پہلے تو نامہ دار بن کر تو آیا تھا اب کیون تو نے یہان قدم رکھا

برق نے کہا کچھ تو دیوانی ہوگئی ہے اری قحبہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا پوچھتی ہے ہم آئین نہین تو تیری
جان کیونکر جائے ساحرہ یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اُٹھکر آئی کہا چار طرف بند وبست کرو کہ کوئی
آنے نہ پائے مین اس موے کو بغیر مارے نہ چھوڑونگی برق نے کہا اے ملکہ اتنی سی بات پر خفا ہوگئین آپ تو ہمکو ظریف کہتی
تھین ظریف تو نہین معلوم کیا کچھ کہتے ہین اچھا ابکی ہمین چھوڑ دیجیے پھر نہ آئین گے اُسنے کہا قسم جمشید کی اب نہ چھوڑونگی
دو مرتبہ رہا کر دیا یہ تیسری بار ہے اب رہا ہونا تمھارا غیر ممکن ہے یہ کہکر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا پھر سحر پڑھکر دم کر
اور ایک طمانچہ مارکر سر اسکا اُڑجائے کنیز مذکور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کر اب بیشک قضا آئی پس بہ جمع قلب سے
دعا کرنے لگا کہ اے خالق جان وتن اس طمانچہ سے کہ طمانچۂ دست ملک الموت ہے مجکو بچالے دعا اُس کی قبول ہوئی
یعنی قران جو نقب کھود رہا تھا اُسنے نقب کا سر از زیر تخت صنعت آکر توڑا اور وقت کہ مین عیاری کے تھا کہ کیفیت
گرفتاری برق سب اُسنے تخت کے نیچے ٹھہر کر معلوم کی اور دل مین کہا اب توقف کرنے سے برق مارڈالا جائیگا
نکلکر بعدہ ساحرہ کے مارونگا پس یہ سوچکر اُسنے تخت صنعت دونون ہاتھون سے اُٹھایا صنعت گھبرائی کہ یہ
ماجرا کیا ہے اور وہ کنیز بھی طمانچہ مارنا بھولکر پکاری کہ بی بی بچا صنعت حیران ہوکر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو
تخت لیکر کھڑا ہوا نقب کا کنارہ پھٹا اور پائون اسکا گڑھے مین گیا اُسنے تخت ایک سمت پھینک دیا اُڑاڑا دھم
صنعت نیچے اور تخت اوپر اُدھر قران پھر سنبھلکر نقب سے نکلا اور کنیزون نے جو اس کی ڈراونی صورت دیکھی
کہ بلند قامت سیہ فام حبشی سر سے پائون تک خاک مین اٹا ہوا العبدہ گرانبار لیے نکلا ہے پس یہ دیکھکر دوڑی اسکر بھاگین
لیکن قران نے دوڑکر بعدہ گیسو دراز کے اس زور سے مارا کہ سر اُس کا پھٹ گیا غلغلہ گیرودار برپا ہوا اور صنعت
جو کروٹ کے بل گری تھی تو کولا اسکا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہونچا کہ بیہوش ہوگئی اور بارگاہ مین
اندھیر امرگ ساحرہ سے ہوگیا قران اور ایک آدھ ساحرہ کو اُس اندھیرے مین مارکر سمجھا کہ صنعت جو تخت
کے نیچے سے نکلے گی تو آفت برپا کردے گی پس یہان ٹھہرنا نہ چاہیے یہ سمجھکر ہنگامہ تو برپا تھا ہی برق سرانجیفر اکر
بھاگا اور یہ بھی نقب مین کود کر روانہ ہوا اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر گیر
گیر کہتے دوڑے اور کچھ کنیزون نے سحر سے روشنی کر کے تخت کے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگڑی پر لٹایا اسکو بیہوش پاکر
تیمارداری مین مصروف ہوئین اور باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا لینا کہتے نکلے تھے تو لشکر کے ساحر گھبرا کر مسلح ہونے لگے
تھے اور سحر سے مشعلین اسقدر روشن کی تھین کہ دن سے زیادہ وہ رات روشن تھی پس برق جو بھاگا گیسوئے ظلمات
جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر لیے طلایہ پھر رہا تھا اُسنے دیکھا کہ عیار سراسیمہ بھاگا چلا جاتا ہے
پس وہ مع جملہ ساحران ہمراہی کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق خندہ کے بارگاہون اور خیمون کی گردش
دیتا یہ جادو جا اس لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے پہونچا گیسوئے ظلمات نے دیکھا کہ عیار نکل جائیگا
اور تو ایسا بے حواس ہوا کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولکر پیچھے دوڑا اب سحر سے پکڑنے یہ تجویز کر کے ایک ساحر سے
کہا تو پنجہ بن کر اس عیار کو اُٹھا لا ساحر بموجب حکم چلا ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب پہونچا

دو چار مجدانہ سالار سردار جو بہرے پر تھے اسکے پیچھے دوڑے اور ترنج و نارنج سیدھے کیے کہ ساحر فرستادہ گیسو پنجہ بنکر جو گرا اسکو اُٹھا کرکے چلا برق سمجھا کہ گرفتار ہوے پس فوراً بہ مکاری پکار کہ لے پنجہ سحر مہرخ تو وقت پر آکر پہونچا نہین تو مین قید ہوچکا تھا یہ ساحر میرے قتل پر آمادہ ہین تو جلد مجکو نکال لے چل یہ عبارت جو ساحرون نے سنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست کا بھیجا ہوا ہے اسکو نکال لے جائیگا بس فوراً نارنج و ترنج پنجہ پر مارے کہ پنجہ جو ساحر کہنا ہے اُسکو مارلین عیار تو سحر جانتا نہین کہان جاسکیگا چنانچہ ایک نارنج اُس پنجہ بنے ہوے ساحر پر لگا کہ وہ جلتا ہوا زمین پر گرا برق اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر سیدھا ہوا کہ بھاگے ساحر اس پر آپڑے اور چاہا کہ گرفتار کرین اتنے عرصہ مین گیسو جو پیچھے آتا تھا اُس نے پہونچ کر اپنے بھیجے ہوے ساحر کو قتل ہوتے دیکھ کر ان سب ساحران حیرت کو ڈانٹا کہ لے نالائقان یہ تمنے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا یہ کہکر آمادۂ رزم ہوا ساحران حیرت اُسکی جانب مخاطب ہوئے برق بھاگ کر ایک نشیب کی طرف جاکر پوشیدہ ہوگیا ادھر گیسو ساحرون سے فقرہ دینا عیار کا سُنکر ہنسا کہ کیا برجستہ بات ان عیارون کو بنا لینا آتی ہے بس اون ساحرون کو چھوڑ سیدھا جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا کہ مین اوس عیار کو اُس کے لشکر سے پکڑ لاؤن یہ تو راہ طے نہ کر چکا تھا کہ قران نقب صحرا مین نکلا اور وہان سے سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایک طرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکلکر راہ کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان مہرخ و بہار آرامگاہ مین تھین لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہے اُسمین غلغلہ جو ہوا تو یہ دونون آرامگاہ سے نکلکر بارگاہ مین آئین اور از بسکہ اندیشہ ناگہان آمد صنعت سے ہو رہی ہین سب سردارون کو طلب کرکے مستعد بیٹھین بقین کہ ایسا نہو غفلت مین ہمکو کچھ گزند پہونچے فی الجملہ عیار جو بھاگ کر بارگاہ مین آئے دربار معمور پایا آئین سر برآرائی بدستور پایا اور مہرخ نے انکو دیکھ کر بخندہ پیشانی کہا کہ

بیت کہان سے آتے ہوئے مری جان مین تیرے سو جان سے آج قربان ٭ تمھاری رفتار فتنہ زا نے کیا کہان آج حشر بر پا ٭

عیارون نے اپنے مقام پر بیٹھکر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا یقین ہے کہ کولا اوس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہوگا اور اگر کولا نہ ٹوٹا ہوگا تو چوٹ ایسی لگی ہوگی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پُروا ہوا چلے گی جب درد کولے مین ہوگا اور ہمین وہ بید دیا کرے گی یہ حال سنکر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا اے ملکہ تخت کے اولٹنے سے فال صنعت کے لیے نگون بختی کی ہے گو وہ ساحرہ زبردست ہے لیکن ادبار آچکا ہے اب اُسکو انشاءاللہ تخت تابوت میسر ہوگا مہتر قران اوس شیطانیہ کے لیے فرشتہ عذاب خدا نے بھیجے ہین یہ کہکر ہر ایک سوار کے خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوے آئے اور عرض رسا ہوے کہ اے ملکہ دوران بادشاہ جہان

ابیات

شہا ملک و دولت رہے برقرار ٭ عدو ہو ترا خوار و بے اعتبار
تری فوج سے گیسوے رو سیاہ ٭ ہوا آکے اسوقت ہے کینہ خواہ
لیے ساتھ ہے اپنے بارہ ہزار ٭ سواران جنگی و مردان کار

جاسوس یہ خبر عرض کرکے گئے ہوے تھے ملکہ موصوفہ نے نفیر سحر بجائی جملہ سردار سالار بارگاہ سے نکلکر تخت و طائران سحر پر سوار ہوے تمام لشکر تیار ہو آمادہ رزم و پیکار ہر سردار ہوا ادھر بھی رات اہل اسلام جہاد کو بھی

بہتر از عبادت جانتے ہین ہر شخص کو شہادت کا شوق غزا کی مشتاقی شجاعت بھی مثل عقب زندہ دلان محراب شمشیر مین سر جھکائے تھی آیہ نصر من اللہ زبان پر لائی تھی زبان دعا کی صورت تھی یا تیر آہ مظلوم کی تاثیر رکھتی تھی کمانین مثل زاہدان چلہ کش گوشہ گیر تھین سنا نہا ہے نیزہ زبان پیر دستگیر تھین علم بسان حاجتمندان بو عا کو سر کھولے پھر پرونکی حاجت خواہون کی طرح دامن پھیلے کلہ ہاے عمود بصد تضرع منھ پھیلائے کہ اے نام حقیقی دشمن منھ کی کھائے لب سوفار ہلتے تھے یا قادر یا حافظ زیر لب ورد کرتے تھے اُس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو ہر طرف رات کا سناٹا تھا دلون مین بہادرون کے ہواے شجاعت ساحرون کے طائر سحر اوڑتے شعلہاے سحر فروزان سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا مین آگ لگی ہے یا دھر غدار و مفسد نے آتش افروزی کی ہے ابر کے لکے ہوا پر چھاے بیرون کا غوغا بلند باجے بجتے ہتیار چمکتے آگ پتھر برستے ناقوس پھنکتے ابیات

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا ⁂ کہ تھا بحر پر جوش قہر خدا
فسون ساز تھے ساحر ہمراہ ایسے ⁂ جنھیں کہتے ہین سب جادو کے تیلے

اس کروفر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو بد کار پہونچا اور نارنج تمرنج چلنے لگا گردون کا دل دہلنے لگا صدائین مہیب آنے لگین جانے لگین گولے فولادی پڑتے تھے آفت عظیم برپا تھی اسی ہنگامہ مین ایک گولا سحر کا ساحرۂ شب کے بھی لگا اور نارنج خورشید نے زنگ ظلمت لیل مٹا یا کہ ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا ⁂ دگرگون ہو گیا عالم قمر کا ⁂ فروغ روشنی پیدا ہوا جب ⁂ مٹائی مہر نے نیرنگی شب ⁂ صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی اُسنے بزور سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی وہان کولا ساحرہ مذکور کا بجھایا گیا اور اسکو ہوش آیا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر جنگ کہہ کر عرض کیا کہ جلد چلئے نہین تو گیسو شکست کھا چکا ہے لشکر حریف غالب آچکا ہے ملکہ مذکور نے یہ سُنکر چاہا کہ مع تمام لشکر کے چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زبردست تھی رمل افراسیاب اس کے ہاتھون مین بھی حال نیک و بد ساعت کا معلوم ہوتا ہے پس اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیرا جانا مناسب نہین مدد گیسو کیلئے کسی اور کو بھیجدے یہ دیکھ کر از بس کہ دو دمند بھی تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس و مصاحبون کی طرف نظر کی ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین و گل اندام فن سحر مین یکتا پاس بیٹھی تھی ناگاہ متفکری ملکہ کی پہچانکر عرض رسا ہوئی کہ خبر رزم سنکر حضور متردد ہین مجکو حکم ہو کہ مین جاکر زنگ حرامان شاہی کا کام تمام کرون صنعت نے ہنسکر کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ وہ گلبدن اجازت پاکر بسان بوے گل اٹھی اور تسلیم کر کے چلی باغ حُسن ایسا ہرا بھرا تھا کہ رفتار سے اسکی روش نسیم گلشن کا رنگ پیدا تھا مردم نگاہ اسکے چمن رخسار کی گلگشت کرین تو ہواے وصال مین اسکے گردش پذیر رہین تعشق گلہاے بوسہ مین شبنم نمط رو یا کرین وہ اسکا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن حسن کا بوٹا تھا قمری دل اسی سرو حسن پر لوٹا تھا غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن منھ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطرون کی طرح باغ باغ ہو جائے نازک برگ گل کہان سے یہ منھ لائے جو اسکے لبون پر نثار ہونے کے قابل کہلائے بیلا موتیا لاکھ اپنے تیئین بنائے مگر اُسکے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہان پائے کہ بموجب ابیات

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہے ⁂ فلک پر خوف سے ترک فلک کا دم نکلتا ہے
کوئی انداز ہو نام خدا تیر ضرب ہے

تمھاری ہر ادا مین یار اک عالم نکلتا ہے	مقدر میر از زلف مشکی برابر ہے زمانہ مین	نہ اسکا بل نکلتا ہے نہ اسکا خم نکلتا ہے

پہنچے سحر کرسے لگائے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت فرمائے اکڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی ادہر چتر زرنگار کہ
پہونچے صحرا کی طرف سے سترہ سو نازنین قمر سیما کم سن جوانی کے دن حسن مین یگانہ دہر لڑنے مین خدا کا قہر پیرہن سرخ پہنے چہوٹی
چھوٹی کمانین دوش پر لگائے برج قوس مین اختر آئے تیر سونے کے ترکشون مین جواہر کے رکھے سامنے آئین یہ سب اس
آراستہ سحر کی پتلیان بزور سحر بنائی ہوئی ہین جہان یہ جاتی ہے ساتھ یہ بھی جاتی ہین اور لشکر سے ہٹ کر صحرا مین ٹھہرتی
ہین جب یہ سحر سے انکو بلاتی ہے جب آتی ہین اس ساحرہ نے بڑی محنت کرکے مدت مین ان پتلیون کو بنایا ہے اور بغیر
قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیان نہ مٹینگی فی الجملہ جب یہ پتلیان بصورت نازنینان طائران سحر پر سوار حاضر خدمت
ہوئین آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیون نے طائران سواری کو اڑایا
تخت ساحرہ مذکور بیچ مین روان ہوا برے ہوا یہ گروہ حسینان سطح پر دوا کنان تھا گویا ماہ تابان لشکر سیارگان لیکر
اوترا آیا تھا یا جلال بر آفتاب تابان تھا ابر اوڑے اودے سر پر سایہ فگن تھے اور ان گل اندامون کے سرخ پیرہن تھے
یہ ظاہر تھا کہ بجلیان بدلی مین طپان ہین چھل بل سے ان کج ادائون کی بجلیان بھی حیران ہین کمانین دوش پر اک
کے ترکش برابر بغل کے لگے گویا طاؤس مست پر کھولے ہوے ہوائے سحر کے تھبنگے نقارے بجتے کچھ عجب کیفیت
دکھاتے تھے مختصر یہ کہ بڑی آن وادا سے یہ بہر رزم لڑنے والے سب جاتے تھے جب قریب جنگاہ یہ لشکر
پہونچا یہان گیسو سے ظلمات سے سحر کی مار ہو رہی تھی کہ ان ابرو کمانون نے تو سہاسے طلائی کندھون پر سے
اوتارین اور تیر ترکش سے نکال کر پھر کمان مین پیوستہ کرکے لگائے سترہ سو ناوک سحر ایک دفعہ سن سن کرکے چلا اور
لشکر مہرخ نشانہ خدنگ اجل بنا ایک تیر نے پانچ پانچ سات سات کے سینون کو توڑا پہلے ہی حملے مین ہزارہا
طائر روح شکار تیر قضا ہوا آراستہ سحر بروے ہوا تخت ٹھہرا کر قائم ہوئی اور کنیزین اسکی چارطرف پیرہن آراستہ کرکے
کھڑی ہوئین لشکر مہرخ سے بھی تاریخ و ترنج پڑھنے لگے مگر کنیزین سپر وغیرہ پر روک کر رد کردیتی تھین اور وہ پتلیان ہر بر
ناوک فگنی کر رہی تھین بڑے غضب کا سامنا تھا تیرون نے سناٹے تھے باد خزان اجل کے جھوکے گلزار لشکر پر آتے تھے
نخلہاے جسم بے برگ و بار تھے مرغ جان سم سحر کے شکار تھے دل دہر سے آہ ایسی نکلتی تھی کہ سینون کے تیر نکلجاتے تھے
یا کسی عاشق ابرو مژگان کے آہ کی یہ تاثیر آشکار تھی ساحرون نے بزور سحر سپرین پیدا کرکے آڑ کی تھین لیکن وہ
تیر کسی طرح نہ رکتے تھے ہزارہا لاش میدان مین پڑی تھی وہ بدلی سحر کی آئی تھی کہ تیرون کا مینہ برس رہا تھا ہر ایک
مبارز جان بچانے کو ترس رہا تھا تیرون کی کثرت بارش سے یہ ثابت تھا کہ روزگار غدار کے فرط خوف سے رو رہے
ہین نہین دنیاے بے وفا کے سینے سے ارمان ستمگاری نکل رہے ہین پر عقاب و طاؤس سے بنے ہوا پر تھا یا ہوا نے
بھی پر نکالے تھے موج ہوا مین سونے کے تیر آتش کے پرکالے تھے بحر اخضر رو ہے ہوا مین خلقت آبی کو خوف تلاطم تھا
تیرون کا دریا ہوا پر بہ رہا تھا سرداران لشکر بہار جادو گرنیان نذیر قار اور طلازنان مہرخ نامدار زمین مین بزور سحر سما جاتے
تھے تیر دکی زد سے ہٹ کر اپنی جان بچاتے تھے ادہر گیسو کو جو مہلت ملتی تھی تو اوسنے آفت برپا کردی تھی فوج مین بھگدر پڑا

چاہتی تھی شجاعت شعاران عالی گہر پاے ثبات گاڑے لیکن گور کے کنارے تھے یہ حال دیکھ کر مہرخ و بہار بزور سحر اُڑین اور تیرون سے بچتی ہوئین قریب تخت آراستہ سحر پہونچین چاہا کہ اسپر حملہ کرین اُسنے جوان کو قریب تخت پایا ایک بیضۂ طاؤس سواری سامری کا اسکے پاس تھا اُنکو زبردست جادوگرنیان جانکر جھولی سے نکالا اور سحر پڑھکر ان پر مارا بیضہ اُن کے قریب آکر شق ہوا اور اسمین سے ایسی بوے بد پیدا ہوئی کہ نتھنون مین تیر سنکر اُن دونون کے سمائی اس رایحہ نے نتھنون مین تیر چلائے یہ دونون تاب اُسکی نہ لاسکین بیہوش ہوئین اور قلابازیان کھاتی ہوئی زمین کی طرف چلین آراستہ سحر نے کنیزون کو حکم دیا کہ گرفتار کرلو کنیزین اُسکی چلین لیکن کچھ لشکر شعبدہ مین ان دونون کے بھی آیا تھا اُنمین سے چند جادوگرنیان جانبازی کرکے پنجہ بنکر جھپٹ کر جلد گرین اور ان دونون بیہوشان بیضۂ سحر کو زمین پر مثل مادہ کے نہ گرنے دیا اُٹھا لے گئین آراستہ سحر نے کہا لے جانے دو آخر کہان لیجائینگی مین سب کو دم بھر مین مارے لیتی ہون یہ کہکر متوجہ جانب ناوک اندازان سحر ہوئی اب تو مہرخ و بہار کے نہونے سے لشکر بے سردار کا ہوا اور فوج نے جھپٹ کھایا شکست ہوئی گیسو نے زیر تیغ رکھ لیا منچلے بہادر تو نہ بھاگے جان دینے کے ارادے زمین سینہ سپر کرکے دل تھام کے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے بلور چہار دست اور سرخمو ناز مان وغیرہ کائنات کے سحر کے تیرون سے جان بچاتے تھے اور گیسو کے سحر رد کرتے جاتے تھے تلوار سحر کی چل رہی تھی موت آچکی تھی زندگی جانے کے لیے جانب عدم محمل رہی تھی کہ بموجب

نظم

چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ
بسے بہش از رزم برگشتہ شد
مگر کردگار سپہر بلند
ویا نہ بدریلے آب اندریم
درآمد بغرّیدن کوس و نالے

خروشی برآمد بلند از سپاہ
چنین گفت لشکر ببانگ بلند
رہاند تن و جان ما زین گزند
یکے حملہ کردند ہر سو ہمہ
خروشیدن زنگ و سنہری درے

نہ سردار لشکر بسے کشتہ شد
کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند
دگرنہ بہ پر عقاب اندریم
چہ نخچیر از جاے شیر دژم

ہنوز یہ معرکہ انکا تھا کہ تیر تقدیر اسلامیان کمان قدرت قادر بیچون سے رہا ہو کر سینہ پر کینہ دشمن کے پار گذرا یعنی عیاران لشکر بھی شریک جنگ تھے جب شکست اپنی فوج کی دیکھی برق فرنگی چند ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر سے نکل گیا اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی بصنعت عیاری مثل صورت صنعت سحرساز بنائی قباے پُرزر لباس وزارت در بر کرکے دو دبّا زرتار اوڑھکر پاجامہ آب و تاب کا پہنکر زر و زیور سے آراستہ ہوا اور وہ صورت بنائی کہ ماں بھی صنعت کی نہ پہچان سکے اپنی دختر ہی سکو جانے پس اُن ساحرون سے کہا کہ ایک طاؤس سحر سے بناؤ اور تم کنیزان صنعت کی ایسی صورت بزور سحر بناؤ ساحر حسب ارشاد عمل مین لائے عیار بند کو طاؤس پر سوار ہوا کنیزین مصنوعی جلو مین چلین اس صورت پر طاؤس پر سوار ہو کر بعجلت تمام رزمگاہ مین برق آیا اور از بسکہ ہنگامۂ جدال و قتال گرم تھا کسی نے اسکی جانب خیال نہ کیا اُسنے قریب آراستہ سحر جب پہونچنے کی تدبیر نہ دیکھی ایک کنیز سے حکم دیا کہ بزور سحر بلند ہو کر پکارے کنیز بلند ہو کر موجب حکم صدا زن ہوئی کہ اے آراستہ سحر ملکہ عالم تشریف لائی ہین اور تعریفین تمھاری فرماتی ہین یہ صدا ساحرہ مذکور نے سنی اور سر اُٹھا کر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آگے پایا تخت

بڑھا کر چلی فوج تو رہ تی رہی اور یہ اودھر مخاطب ہوئی جب قریب تر پہونچی ملکہ مصنوعی نے کہا اے آراستہ واہ وا
کیا کہنا جیسا مین تمکو جانتی تھی اُس سے دہ چند پایا یہ تمھارے ہی واسطے تھا جو آن واحد مین ایسے لشکر سرکش کو پست
کر دیا ساحرہ نے یہ تعریف سُنکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی طبیعت بھی دشمنون کی ناساز تھی
پھر کاہے کو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا مین دم بھر مین ان سرکشان کے سر بہر نذر ملازمان سرکار
عالی قدر حاضر کر کے سر تفاخر اپنا تا بچرخ بازیگر پہونچاتی ملکہ مصنوعی نے یہ سنکر خندان خندان اپنے طاؤس کو قریب تخت
پہونچایا آراستہ سحر بنا بر تعظیم تخت پہ کھڑی ہو گئی اسنے کہا آ تو سہی کہ مین تجکو گلے سے لگاؤن میرا دل تجھپر نثار ہوا ہے کہ تو نے
بڑا کار نمایان کیا ہے یہ کہکر طاؤس تخت سے ملا کر تخت پر اُتر گیا اور ہاتھ دونون پھیلائے آراستہ سحر نہایت
ادب سے سر جھکا کر قدمون کی طرف چلی اسنے سر اُسکا اُٹھا کر اُسکو گلے سے لگا لیا اس ساحرہ کا حُسن و جمال مشتہر
مذکور ہو چکا ہے برق کو قتل کرنے مین تردد ہوا مگر خیال کیا کہ یہ انگبین پر از نیش زنبور ہے۔ اگر معشوق حسین ہے
تو بیوفا ضرور ہے حنظل کا پھل ہے اسکے قتل نہ کرنے سے اپنی زندگی مین خلل ہے یہ سوچکر اتنا تو کیا کہ جب اُس کو
گلے سے لگایا دو تین مچھیان جبین و رخسار کی لین پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا ساحرہ
حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے اسنے آذیب لات جو ماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اُسکی ہاتھ مین وہ زیر تخت آویزان اُسوقت
وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت نہین کوئی دشمن ہے بس سحر سے رہا ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اسنے اتنی
مہلت نہ دی خنجر کھینچکر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر اُسکے ہاتھ مین رہا اور دھڑ نیچے گرا اسکے مرنے کا غلغلہ
دار و گیر برپا ہوا آندھی پانی بڑے زور شور سے آیا اور وہ تخت جسپر ساحرہ مسطور سوار تھی جلنے لگا برق جست کر کے
اپنے طاؤس پر گیا کنیزین ساحرہ کی حربے سحر کے اسپر مارنے لگین اسکے ساتھ جو ساحرہ صنعت کی کنیز بنی ہوئے تھے
دہ سینہ سپر ہو کر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے اُدھر دہ سترہ سو پتلیان خوبصورت زنان خوبصورت
تیر مار رہی تھین ادھر ساحرہ کے مرتے ہی اُنکے جسم مین آگ لگی سترہ سو ہوائی ایکبار بر روئے ہوا چھوٹی وہ سب گلنار روش
ہنگام رزم شعلہ بھبھوکا ہو گئین آتشبازی کے دیو کی طرح وہ پریان چھوٹ رہی تھین تخت اور طاؤس وغیرہ اُنکی
سواری کے چرخی کی طرح چرخ مارتے پھرتے تھے چرخ شعلہ خو نے نیا چرخ اُن سب کو دیا تھا میدان ہوا کا
ہوائی ہوا تھا ہر سمت عجب گل لالہ پھولا تھا روئے ہوا آتشباز بلکہ آتش بہار تھا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین تیر و تبر
انداز ہر ایک فی النار تھا ادھر تو وہ ناوک افگن جلین ادھر ایک ساحر سے برق نے نیزہ لیکر سر آراستہ سحر کا سنان
پر رکھکر بلند کیا اور پکارا اے افسران لشکر مہرخ منم مہتر برق فرنگی ان مار لوان نابکارون کو افسر جو گیسوئے
ظلمات سے لڑ رہے تھے یہ نعرہ سُنکر خوش ہوئے اور بڑے گھمسان کی مار ہونے لگی ادھر وہ ساحرہ جو مہرخ
و بہار کو اُٹھا لیگئے تھے اور صحرا مین جا کر ٹھہرے تھے آراستہ سحر کے مرنے سے اُن دونون کو ہوش آگیا اور
بزور سحر سناٹا مار کر جو لشکر مین آئین گیسو کو لڑتے پایا اور برق طاؤس پر سوار نعرہ کرتے شاباش مہرخ بجلی
بنکر گری گیسو کا ٹکر زمین مین اُتر گئی شور اُس کے مرنیکا بلند ہوا فوج مہرخ جو بھاگی تھی پھر پڑی اور ہمراہیان

گیسو جو چند ہزار ساحر تھے انھین زیر تیغ رکھ لیا وہ ساحر اتنے بڑے لشکر سے لڑنے کی تاب نہ لاسکے بہت مایسے گئے اور بہت
ہزار دشواری جان سلامت لیگئے مہرخ خلیل فتح وظفر جو اکرپہری برق عیار پہ سے زر و گوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی
کہ ماشاء اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو مصاحب خاص صنعت کو اس کروفر سے سر میدان قتل کیا اور ہم سب کی
جان بچائی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ حاصل مرام دشت قتال سے لاشین اپنے مقتولون کی اٹھوا کر دفن
کرائین میدان پاک وصاف کرا کے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پایگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا سردار
بھی حاضر دربار ہو کر مصروف عیش وعشرت ہوئے اُس طرف کنیزان آراستہ سحر و فوج وغیرہ جو بھاگی
بارگاہ صنعت کے قریب پہونچی صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اس وجہ سے نہ معلوم تھی کہ لشکر اسکا بہت بڑا
ہے اور تین حصہ اس لشکر کے ہین جلد دوم مین حال اُسکا تحریر ہے چنانچہ ساحرہ مذکور میدان جنگاہ سے منزل بھر پرہے
اور ملکہ حیرت بھی اُسکے آنے سے متصل اُسی لشکر کے اُتری ہوئی ہے غرضکہ فوج ہزیمت خوردہ نے قریب بارگاہ
پہونچ کر شور فریاد والغیاث بلند کیا صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا اوسی کے درد مین مبتلا پلنگ پہ بیٹھی تھی کنیزین
مصروف خدمت تھین شور فریاد سُن کر اُسنے کنیزون کو سامنے بلوا کر حال کیفیت قتل آراستہ سحر معلوم کی اور
اس وجہ سے کہ میری شوکت مین فرق نہ آئے بظاہر تو ہنس کر کہا کہ اُس کنیز کو ناحق مین نے ہر رزم بھیجا اُسے کچھ سحر
آتا نہ تھا بظاہر تو یہ کہا مگر دلمین وہ غصہ آیا کہ ہونٹھ چبانے لگی اور کہا مین افراسیاب سے جا کر اچھی طرح مصمم طور پر
اجازت نسبت غارت کرنے ان باغیون کے لے لون تو ایک لمحہ مین سب کو فنا کردون یہ کہکر ہر چند کہ دردمند تھی
مگر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب باغ سیب روانہ ہوئی اس اثنا مین صنعت گر قدرت نے صفحہ دہر پر نقش سواد شب سے
بنائے ماہ و اختر ورق سپہر پر منقوش نظر آئے بموجب نظم

سوار چرخ نے مغرب کی لی راہ		ہوا دن سے طلوع اختر شام		عروج شب نمایان تھا سر شام
شاہ طلسم شام کو تخت حکومت سے اوٹھ کر آئینہ سحر مین گیا تھا مثل تصویر				عروس شب نے اوڑھی چادر ماہ

معلوم دیتا تھا تمام ساحر مثل باغبان قدرت و گلچین وابریق و سرمایہ وجنین وغیرہ پایہ بپایہ بیٹھے
کرسی و دنگل بچھے شیشہ آلات روشن تھا ایوان شاہی بہ برنگ عروس جوبن تھا بادشاہ آئینہ سے بھی جایا چاہتا
تھا کہ صنعت جا کر پہونچی اس باغ وایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہو چکی ہے ساحرہ مذکور سیر گلشن
دیکھتی ہوئی قریب ایوان جب پہونچی بادشاہ کو خبر سحر نے دی اوس نے ساحر اُس کے استقبال کو بھیجے
اور آپ آئینہ سے نکل آیا یہ الیاز بردست ساحر ہے کہ آئینہ مین جب جاتا ہے تو اس جگہ سے جہان آئینہ
رکھا ہوتا ہے منزلون یہ دور نکل جاتا ہے لیکن آئینہ مین بھی نظر آتا ہے اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکلکر ظاہر ہوتا ہے
ایسا کہ آجتک کسی نے اصلی افراسیاب کو نہین جانا کہ کون ہے مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور
صنعت نے سامنے آکر مجرا کیا اُسنے پایۂ تخت پہ بیٹھنے کی اجازت دی یہ تسلیم کر کے پایۂ چہارم پہ متمکن
ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر اعظم کچھ دردمند تو معلوم دیتی ہے اور فکرمندی بھی چہرے سے ظاہر ہے اپنے

جملہ کیفیت اپنے تخت اُٹھنے اور کولا لوٹنے کی بیان کر کے حال جنگ اور قتل آراستہ سحر عرض کیا اور کہا کنیز اس واسطے
حاضر خدمت ہوئی ہو کہ آپ اجازت بربادی لشکر نگہرامان عنایت فرمائین کس لیے کہ حضور اُنکے یکایک قتل کرنے سے رنجیدہ
ہوجاتے ہین مین جانتی ہون کہ جناب اُنکی پاسداری براہ پرورش فرماتے ہین شاہ نے کہا اے ملکہ جلدی کیا ہے مین
سمجھ لونگا ان سب کا مار ڈالنا ہی کیا انکا مارنا ایسا ہی کہ جیسے چیونٹی یا کھٹمل کو مل ڈالتے ہین صنعت نے عرض کیا
کہ اب مجکو تاب نہین ہی اگر حکم جنگ ملازمان شاہی نہ دینگے تو مین چلی جاؤنگی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی
ہون بادشاہ نے فرمایا اچھا تمکو قتل مخالفان کا اختیار ہی ابھی جاکر مار ڈالو ساحرہ یہ سُن کر اُٹھی شاہ نے خلعت
عنایت فرمایا اور استفسار کیا کہ اب پہلے لڑنے جاؤگی یا اپنی بارگاہ مین جاکر استراحت کروگی اسنے کہا کنیز پہلے بارگاہ
ملکہ حیرت ذیجاہ مین جائیگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آکر سحر پڑھا کہ چار سو کنیزین حسین خوش اندام تخت
لیکر حاضر ہوئین یہ سوار ہوکر دریائے سحر کے پار اُتری اور بارگاہ حیرت مین آئی اسنے بھی تعظیم کر کے بٹھایا جام
شراب اپنے ہاتھ سے دیا اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مثل شاہ جادوان تم بھی مالک ہو تم سے بھی اطلاع کرنا ضرور ہی بادشاہ
سے جاکر مین اجازت لے آئی کل لشکر نگہرامان مین برباد کرونگی تمھاری اس امر مین کیا مرضی ہی حیرت نے
کہا اندھا چاہے کیا ہے جب دو آنکھین پائے مین تو اپنے خدا سے چاہتی ہون کہ یہ باغی مارے جائین دیکھا چاہیے
کہ سامری وہ دن کب دکھاتے ہین جو یہ دشمن غارت ہونگے مجکو تو یہ اُمید نہین کہ کل تم سب کو ہلاک کرو صنعت
نے کہا اگر یہ امر ہی تو کل ذرا تکلیف فرماکر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشائے رقص بسملان عدو دیکھیے اے ملکہ
اُن سب کو اس حال خراب سے مارونگی کہ روح بھی اُنکی تا حشر مضطر و بیتاب ہوگی یہ کہکر وہان سے اپنے مقام پر آئی
اور از بسکہ رات زیادہ آگئی تھی طبل جنگ بجوانا مناسب نہ سمجھی اپنے ملازمون مین سے ایک ساحرہ عجائب جادو
نام کو طلب کر کے حکم فرماہوئی کہ اے عجائب تم جاکر لشکر مہرخ کی راہ روک دو اسلیے کہ صبح کو مین جب حملہ کرون
تو وہ بھاگ نہ سکین اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سے بیکار کر دینا کہ صرف سر کاٹ لینا باقی رہجائے اور کچھ زحمت لڑنے بھڑنے
کی مجکو نہ ہو۔ ساحرہ مذکور یہ حکم سنکر باہر بارگاہ کے نکلی اور چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لون پھر سوچی کہ لشکر ہمراہ لیجانے مین
دشمن ہوشیار ہوجائینگے تو اکیلی کیا کم ہی سبکو عین غفلت مین اندھا کر دے صبح کو ملکہ آکر سر کاٹ لیگی یہ تجویز کر کے
تنہا روانہ ہوئی اتفاقاً ضرغام عیار ساحر بنا ہوا بامر جاسوسی بارگاہ حیرت مین شام سے موجود تھا اسی کے سامنے صنعت
آئی اور حیرت سے اجازت حرب لیکر اپنی بارگاہ مین گئی چنانچہ جملہ بیان صنعت کا عیار مذکور نے سُنا اور جب وہ اپنی بارگاہ
کی طرف چلی یہ بھی اس کے ساتھ الگ الگ چلا وہ تو بارگاہ مین چلی گئی یہ نہ جا سکا گرد متصل بارگاہ پھیرتا رہا کہ دیکھون اب یہان سے
لشکر کی طرف لڑنے کو صنعت کیونکر جاتی ہی غرضکہ اسی فکر مین یہ ایک جگہ بطور مخفی کھڑا تھا کہ ملکہ عجائب جادو بارگاہ
سے نکلی یہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی اُسکے قریب آیا اور کہا اے ملکہ آپ دربار سے کیون چلی آئین کیا حضور نے آرام نہ کیا عجائب نے
کہا مجکو حکم راہ روکنے کا لشکر عدو کے ملا ہی اسوجہ سے مجکو اس طرف جانا ہو ضرغام نے یہ حال سنکر چاہا کہ اسکو کچھ فریب
دیکر قتل کرے لیکن وہ کچھ دور چلکر نظر سے غائب ہوگئی ضرغام سمجھا کہ تم اسکی تلاش مین اگر چلے اور لشکر کی تمھارے غافل

ہین انکو کچھ ضرر پہونچا تو بُرا ہے چلکر پہلے مہرخ کو اس حال سے اطلاع کرنا چاہیئے یہ سوچکر وہان سے بھاگا اور
بہت جلد لشکر مین آیا ملکہ مہرخ وغیرہ کو صنعت کے آنے سے تردد زیادہ رہتا ہی اس باعث سے دربار مین بہت
رہتی ہین چنانچہ شب کا دربار برخاست نہوا تھا کہ عیار مذکور پہونچا اور ملکہ موصوفہ سے جملہ کیفیت معرض بیان مین
لایا ملکہ نے فرمایا کہ خدا مالک ہی ہمارے دم مین جب تک دم ہی ہم بھی لڑتے جائینگے اس مین کوئی کیون نہو سب جانتے
ہین کہ صنعت کا ہم مقابلہ نہین کر سکتے لیکن خدا کے فضل پر بھروسا رکھتے ہین یہ تقریر سنکر برق عیار نے کہا کہ
اے ملکہ تم گھبراؤ نہین یقین ہی کہ خداے تعالی ہماری مدد بھیجے گا کوکب کے یہان سے کوئی سردار آئیگا اور ابھی
تو صحیح و سالم ہین فورا جاکر دیکھتے ہین کہ کون لڑنے آیا ہی مہرخ نے کہا کہین ایسا نکرنا جو عجائب کو ستانا ایسا نہو
صنعت غصہ مین آکر اسی وقت چڑھ آئے تو ٹھہرنا ہمین مشکل پڑجائے اُسنے کہا آخر ایکروز صنعت سے لڑنا پڑے
ہی گا پھر عجائب کو کیون چھوڑین یہ کہکر روانہ ہوا اور بیابہر بارگاہ کے نکلکر سوچا کہ ساحرہ مذکور پھر لشکر غارت کرنیکا
ارادہ رکھتی ہی پس اطراف لشکر کے صحرا و کوہ مین آئی ہوگی اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہیئے اسکے لشکر مین جانا بیکار ہی یہ سوچکر
قریب لشکر دشت و کوہ مین ہیئت مبدل پھرنے لگا اسطرف عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب لشکر اسلامیان ایک دُرّہ کوہ
مین آکر ٹھہری اور آگ روشن کرکے پانچ چار منقلین سحر کی جلائین اور سامنے رکھکر سحر پڑھنے لگی اور ماش رائی سرسون پھل
آگ دھتورے کے جلانے لگی دھوان اُن انگیٹھیون سے اُٹھنے لگا یہی دھوان بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان مین جاکر سب کو
اندھا کردیگا چنانچہ برق جو ڈھونڈھتا اس ساحرہ کو پھرتا تھا اُسنے پہاڑ کے نزدیک پہونچکر روشنی دیکھی دور سے ٹھہرکر
جو دیکھا تو ایک ساحرہ جوان حُسن ملیح و نمکین زیور جواہر نگار اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہی عیار
مذکور پہچان گیا کہ یہی عجائب جادو ہی پس اُسنے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی کہ منہ مین دانت ایک نہین گالون
پر جھریان پڑین سر ہلتا بڑے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ مین اس شکل سے اس درہ کی طرف
چلا اور بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار موے غارت ہوے اُڑتے نہین لو صاحب میری بچی کا کوٹا ٹوٹ گیا سامری ان عیارون کا
نام لیوا پانی دیوا نہ رکھیں میری لڑکی مارے درد کے کل سے تڑپ رہی ہی یہی بکتا جب درہ کی جانب سے ہوکر نکلا
عجائب نے اسکا بیان سُنکر پوچھا کہ بڑی بی کون تمہاری بچی تھی جسکا کوٹا ٹوٹ گیا بڑھیا نے کہا اے تو کون ہے
جو میری لڑکی کو نہین جانتی تمام طلسم تو اُسے جانتا ہی ملکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہی مین نے اُس کو
دودھ پلایا ہی عجائب نے کہا بڑی بی تم میری بی بی کی انّا ہو اور اس طرح جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو بڑھیا نے
کہا ارے تیری بیوی کون عجائب نے کہا ملکہ صنعت جس نے مجکو راہ مخالفان روکنے کے لیے بھیجا ہی بڑھیا نے
سارا احوال سنکر قریب آکر سر سے پاتک بلائین لین اور کہا اے بیوی مین دیوانی سڑن اپنی بچی کے غم مین مبتلا
ہوکر اپنی بلائی کے پاس نہین رہتی ہون مدت ہوئی کہ اس لشتہ رنگین حصار کے کوہستان مین ایک جھونپڑا
ڈال لیا ہی یہین پڑی رہتی ہون خدا میری بلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیجدیتی ہے اب تم جو لشکر
مہرخ برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میرے جھونپڑے کا خیال رکھنا اسپر کوئی آفت نہ آئے عجائب نے کہا

نہین بڈھی اماں یہ کیا بات ہے تم میری مالک کی اَنّا ہو میری بھی ماں ہو بڑھیا نے کہا بیٹی پھر یہاں سے میری جھونپڑی ہی
مین چل آگ پانی پان تماکو کا آرام ملےگا اور جو نہین چلتی ہے تو جو کچھ کہو یہین لادون اُسنے جواب دیا کہ نہین اماں
مین بہت دیر یہان نہین ٹھہرونگی کسی چیز کی مجکو ضرورت نہین ہے تم سے باتین نہ کرتی تو ابتک سحر کو زور دیکر اپنا
کام کر چکتی ہان چلتے وقت اتنا بھول گئی کہ کسی لونڈی سے پاندان لانے کو کہتی آتی اب گلوری کی البتہ خواہش ہے کہ جہا یہان
چلی آتی ہین اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہے بڑھیا نے کہا بیٹی تیرا جو رتبہ ہے اُس لائق تو پان نہین ہین اگر کہو تو پٹاری سے
دو تین پان بنا لاؤن ساحرہ نے کہا نہین تمکو تکلیف ہوگی بڑھیا اُٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک ہے
یہ کہکر چلی اور اُسکے سامنے سے ہٹ کر بسوت عیاری سے دو تین گلوریاں بیہوشی آمیز نکالکر کچھ دیر ٹھہر کر اُس کے پاس آئی اور کہا
لو بیوی یہ پان حاضر ہین اسنے اُسکے ہاتھ سے پان لیکر چاہا تھا کہ منھ مین رکھے یکایک ایک سمت سے صدا آئی کہ دیکھ
دھوکا نہ کھانا سمجھ بوجھ کر پان کھانا ادھر تو یہ آواز آئی اور ادھر عیار مذکور مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا
بھاگ کر درہ کوہ مین پوشیدہ ہوگیا ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ بڑھیا کدھر گئی اور یہ پان کھانے کو میرے سحر نے کیون منع کیا پھر سوچی
کہ بڑی خیریت گذری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عیار تھا پس اُسنے وہ پان پھینکدیے اور مشغول سحر خوانی ہوئی لیکن برق جو
درہ مین چھپ گیا تھا یہ کیفیت صنعت کو دیکھ رہا تھا پس اونھین مین ایک کنیز کی ایسی اپنی صورت بنائی سنہری
لباس پہنا چاندی کی بجلیاں اور چوڑیاں پہنکر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا کر اپنی چھب تختی دیکھتا اسطرح جست و خیز
کرتا چلا کہ معلوم ہوا اُڑتا ہوا آتا ہے غرضکہ قریب ساحرہ پہونچکر ہنس کے کہا کیون بیوی کیا مین نے وقت پر آواز
دی تھی نہین عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا آپ فریب مین آچکی تھین ساحرہ نے اسکی صورت دیکھکر کہا اے نازک سحر
تم کہان آئین برق سمجھا کہ جسکی صورت تم بنے ہو اُسکا نام نازک سحر ہے پس اسنے کہا کہ بی بی صنعت مینے
آئینہ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہے اور فریب دیا چاہتا ہے ملکہ عالم نے مجھ سے کہا کہ تو جا اور
عجائب کو اطلاع دے جبتک مین اوسوقت آکر پہونچی تھی کہ جب تم پان کھایا چاہتی تھین اور وہ آواز بھی مین نے
دی تھی پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی وہ تو نہین ملا مین نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہون اسکو لیجیے اور فرمایا ہے
حضور نے کہ اسکے اندر جو تحریر ہو اُسپر عمل کیجیے اب جو کوئی آئے نامہ مین دیکھکر حال اُسکا دریافت کرنا معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا وہ اسکو لیکر پڑھنے لگی وہ تو اودھر مشغول ہوئی برق نے پشت پر آکر کمند ماری مگر
وہ ساحرہ زبردست تھی کمند پڑتے ہی اُف جو منھ سے کرتی ہے کمند جلگئی اور برق بھر لبسان برق بھاگا لیکن
ساحرہ بھی پیچھے دوڑی اور درہ کوہ مین عیار پہونچا تھا کہ اسنے سحر سے پاؤن اُسکے بیکار کر دیے اور قریب جا کر قید کرکے
درہ سے باہر لائی اور کمر مین پنجہ دیکر چاہتی تھی کہ اُٹھائے اسلیے کہ کہتی آتی تھی اے موئے عیار مین تجکو پہاڑ پر سے نیچے
گرادونگی کہ تیری ہڈیاں ٹوٹ جائینگی غرضکہ جب اُسنے اُڑنے کا قصد کیا برق نے نعبت کہا کہ اے ملکہ آپ مجکو چھوڑ دیجیے
اب مین عیاری نہ کرونگا اُسنے جواب دیا کہ اے موئے ہی کاٹے تو لاکھ عاجزی کرے مگر مین تجکو کب چھوڑتی ہون -
برق نے پھر زاری و نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسی طرح منت کرنے کے حیلے سے ہاتھون کو بلند کیا اور اُسکی

ناک پکڑ کر جلدی جتکی مین ایسی تیز بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ مین اُسکے تیر سا لگا اور تڑاتڑ چھینکین آنے لگین آخر چیخ کھا کر گری برق اُسکے نیچے سے چھوٹ کر گرا مگر طاقت رفتار نہ تھی نیچے کا دھڑ مسحور تھا یہ گھبرایا کہ تو بھاگ نہین سکتا ہے اور بیرا اسکے ساحرہ ہین کہ آواز دے چکے ہین مبادا کوئی بیرا اسکو ہوشیار کردے یا اُٹھا لے جائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے بس اوسی گھبراہٹ مین ازبسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے اسنے ایک سنگ گران اُٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا سر پر اُسکے مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہوگیا بھیجا نتھنون کی راہ بہ گیا وہ تڑپ کر فوراً ہلاک ہوئی غلغلہ دارو گیر برپا ہوا آندھی نے تمام دنیا سیاہ کردی برق کے پانون کھلگئے یہ وہان سے بھاگا اور اُسکی لاش لونڈے اوڑا کر جانب بارگاہ صنعت لے گئے اور یہ سر دفتر عیاری قلم فطرت سے صفحۂ ہستی عجائب پر حرف لاکر بسان سمند کلک اُسی کے لشکر کی طرف روان ہوا کہ دیکھون اب صنعت جنگنامہ مین کیا سبق پڑھتی ہے لیکن اس عرصہ مین خامۂ نور سحر نے سطر کہکشان کاٹ دی شب مثل حرف غلط مٹگئی کہ ابیات

چو خورشید تابندہ بنمود چہر	چو برگنبد چرخ شد آفتاب
بسان یکے بادل پر زمہر	برآورد صنعت سر خود ز خواب

صنعت سیاہ نامہ درق بستر پر سے برنگ خط باطل اُٹھکر چوکی پر گئی اور بعد انفراغ کنیزون نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اسنے ہاتھ منھ دھو کر عزم کیا کہ سرکشون کے سر کاٹنے کو روانہ ہو مگر خیال کیا کہ کچھ ناشتا کر لینا چاہیئے کیونکہ تمام دن قتل و قمع مین بسر ہوگا چنانچہ اسنے طعام چاشت طلب کیا فی الفور دستر خوان بچھا قابین کباب کی ڈالیان میوونکی پلیٹین مٹھائیون کی طشتریان شیر برنج کی اور طعامہاے لذیذ دیگر اقسام کے چنے گئے اسنے مع اپنی ہمرازون کے قصد کھانے کا کیا نوالا اُٹھایا تھا کہ بروے ہوا صداے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نعش عجائب کی صحن بارگاہ مین آکر گری بیرون نے سحر کے آواز دی کہ اے ملکہ برق عیار نے کام اسکا تمام کیا یہ سُننا تھا کہ نوالا ہاتھ سے چھٹ کر گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا سیخ پر الم کے طائر دل بھنا پشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید کی طرح کانپنے لگی اور اسی غصہ مین کھانا چھوڑ کر شل خاطر برخاستہ اُٹھی نفیر سحر اُٹھا کر دم دی چونسٹھ لاکھ کا لشکر پڑا تھا اسکی نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ بوق درا در درا اور لشکر مین بجگئی برق جو خبر لینے آیا تھا یہ غلغلہ سُنکر اوسیٹے پانون پھرا اور دوڑتا ہوا لشکر مین آیا یہان مہرخ دم سحر سریر جہانبانی پر آکر جلوہ گستر ہوئی تھی کہ اسنے آکر خبر آمد لشکر دی ملکہ مذکورہ نے بھی نفیر سحر بجائی یہان بھی جلد جلد کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے نکلکر تخت سحر اوڑا کر چلی پیچھے کئی لاکھ فوج تھی بہار و نافرمان و زلزلہ و لرزان وغیرہ بڑی آن و بان سے طاؤسہاے زرین بال پر سوار ہر ایک ساحرہ طرحدار باجے ہزار رنگ کے بجتے دلاور تنتنے ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتے نئی نئی آفت ڈھاتے جاتے تھے کہ ابیات

چو بشنید مہرخ بزد کرنا ے	تو گفتی کہ دارد نگر خاک پاے
بغرّ مود تا مہد بر پشت پیل	بہ بستند و شد روے گیتی چو نیل
خروشیدن زنگ و ہندی دراے	ہمی دل بر آورد گفتی ز جاے

دلیس تخت پیروزہ بر پشت پیل
بچشم اندرون روشنائی نماند

در فشان بہ گرد اندر دریائے نیل
ہمان باردان آشنائی بماند

اس طرف سے تو یہ لشکر چلا اور ادہر سے چونسٹھ لاکھ کا لشکر جب صنعت لیکر چلی زمین دہلنے لگی گرد لشکر نے جہان کو تیرہ کیا چشمۂ مہر گندلا ہوا چشم خورشید فلک کو خیرہ کیا العظمۃ للہ گویا آسمان حشمت زمین پر پانون پیدا کر کے روان ہوا تھا ترسولون کی نوکین چمکتی تھین یا خیل انجم لیکر زدان کیوان تھا کثرت سپاہ بے اندازہ اور نیرنجات سحر تازہ طلسم عالم درہم نیرنگی افسون سے خاطر گیتی برہم کشتی ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی دنیا تہ و بالا ہوئی جاتی کہین سانپ پھنکارتے کسی جانب شیر نعرے مارتے کہین اژدہے آتش فشان کسی سمت زاغون کی صدا قان قان ہو رہی تھی بصد ہیبت چنگھاڑنا چیلون کا چلچلانا ساحران شیطان خصال و دیو صورت کا آگ برسانا سامری کی جے کی پکار اژدر انسبار پر صنعت سوار شعلہائے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلہ فگن ہر بن مو سے اس قحبہ کے آگ نکلتی غصہ مین آکر بکولانی ہوئی سر پر ابر سحر چھایا گردہ بھی آگ برساتا درود شت جلاتا اسی طرح یہ نار یہ روانہ تھی یہ حالت فوج بیکرانہ تھی کہ

نظم

جہان چون شب تیرہ دو پاس گشت
زمین شد بہ گرد اندر دریائے قیر
زگردان شمشیر زن صد ہزار
تو شو چار صد باز لشکر ہزار

ہمہ روئے گیتی چو الماس گشت
بیابان و تاریکی پیل و شیر
ز جادو گران لشکر بے شمار
بجوشید گفتی ہمہ ریگ و شخ

زپیکان و گرز و زرہ بین و تیر
چہ جادو چہ نراژدہائے دلیر
سپہ را کہ دانست کردن شمار
سراسر بیابان چو مور و ملخ

جب یہ لشکر دار و میدان ہوا ادہر سے لشکر گران مہرخ لیکر آئی رزم کا سامان ہوا صحرا صحرا اور کوہ کوہ لشکر سے بھر گیا ترک فلک ڈر گیا دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اُجڑا چرخ کہتا تھا کہ میرا قابو نہین ورنہ سر پر پانون رکھکر بھاگتا بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا برج حمل مین خوف سے چھپا تھا ہند وے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ برج دلو مین جا کر ڈانوان ڈول تھا ملک الموت حیران کار کہ کہان تک روح قبض کرون اہل امان حیران تھی کہ کدھر جاؤن وہ رن کا پڑنا برن کا ہونا ساحرون کے پیرون کا غل باجون کا شور ہوائے سحر کا زور گوش فلک کر واہ سے کر و فر دنیا کی ہوا بدلی ہوئی عرصۂ زیست تنگ دلون مین اُمنگ مرکب ہمت خوف سے لنگ شعلۂ تیغ کی گرمی خون کی بارش سرد مہری کی سردی رفصل ہی اور تھی کہ بمقتضائے

ابیات

ہوا کرّ و فر کا بجے ڈنکے مچا شور بہ
ہوائے سحر کا برپا تھا طوفان

دلونکا گھٹ گیا عبرت سے بس زور
زمین پر فوج سے ایسی تھی ہلچل

وہ آندھی تھی اڑے جاتے تھے انسان
کہ تھے لرزے مین سب کہسار و جنگل

المختصر دونون لشکر صف کشیدہ ہوئے اور نقیب نقابت کر کے ہٹے صنعت خود مثل بلائے بے درمان و بسان غول بیابان اس فوج کے جنگل سے بگولے کی طرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی نکلی و آتش زبانی دکھلانے لگی کہ اے مہرخ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو ملازمان حضرت سامری قدرت شہنشاہ جادوان کے مقابلہ مین آئے سچ ہے جو

فلک ذلت ہمین دکھلائے کہ ہمیت رنگ بزم دہر ایسا ہوگیا بے قاعدہ جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہین برابر بیٹھے اچھا اب آ میرے مقابلہ کو مہرخ نے جواب دیا کہ اے ملکہ صنعت جو کوئی مارنے آئیگا پھر وہ کہانتک ہاتھ پانون نہ ہلائیگا جو کچھ اُس سے ہوسکیگا قصور نہ کریگا شہنشاہ اگر اطاعت حمزہ نامور کرین تو کاہے کو ہم لوگ اُن کے منہ چڑھین ہر چند کہ ہم لائق مقابلہ شاہ نہین لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزہ ذیجاہ نہین ہم اونکے ملازم ہین شاہ سے لڑتے ہین ہم سے لڑنا نہین ہے بلکہ حمزہ سے ہے کیونکہ نواسہ اُنکا اور بیٹا اُنکا قید مین شاہ کے ہے وزیر اعظم حمزہ عمرو داخل طلسم ہے بس یہ مقابل زلازل قاف باطل کنندہ نیرنگ وافسون طلسمات سے ہے جنکو تم ایسون سے اپنے نوکرون کو لڑوا نا ننگ و عار ہے یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے نکلا یہ اُسپر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان جلوہ گر ہوے ہزار ہا نقارے اور ڈنکے بج گئے باجے کا شور تا بہ سما پہونچا ابر گرد گرد آیا اور تمام عالم پر آکر محیط ہوگیا اندھیرا چھاگیا اور اُسنے نعرہ مارا کہ اے مہرخ بھیج کسی کو میرے مقابل مین مہرخ یہ نہیب سنکر خود عازم میدان ہوئی مگر سرخ مو نے کہا اے ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کرے ہی گی پھر اول میرا ہی تماشا دیکھیے آپ نہ تکلیف فرمائیے یہ کہہ کر طاؤس اپنا اُڑایا اور ابر سحر پیدا کیا اوسمین سے آگ برساتی ستارے گراتی یہ بھی چلی کہ بموجب

نظم

زدریا نہنگے بجنگ آمدہ است	کہ جوشنش چرم پلنگ آمدہ است
یکے آتش آمد ز چرخ کبود	کرد ارض وغبر ابر اگند دود
برفتند چون بادگردان زجاے	خروش آمد و نالۂ کرناے

ہزارون گھنٹے اس لشکر مین بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہونچی وہ بہت ہنسی اور پکاری کہ لا حربہ دیکھون تیرا حوصلہ اسنے کہا مین کنیز مسلمانان ہون سبقت نہ کرونگی اسنے کہا مین قسم دیتی ہون اور خستاق تیرے وار کی ہون عجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہے وہ تو کر چکی یہ پیشدستی تو میرے اصرار سے ہے سرخ مو کو دھوکے مین وار کرنا منظور بھی تھا یہ اصرار کر رہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اسنے چھپا کر نکالا یہ نارنج مدت مین سحر کر کے اسنے بنایا ہے کہ توڑ اسکا نہین ہے جسپر پڑیگا بغیر جان لیے نرہیگا پس عذر کہتے کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہمشاہ طلسم ہے بڑی ساحرہ ہے اُس کے بیرون نے خبر دی کہ اے ملکہ بچنا وہ اس جلدی سے شیر پر سے اُڑ گئی اور نارنج آکر شیر پر پڑا کہ وہ جل گیا اور اندھیرا ہوگیا سرخ مونے جانا کہ صنعت پر نارنج پڑا بس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا صنعت نعرے ہوا سے پھر اُتری اور قہقہہ مار کر ہنسی کہ کس کو مارا تو نے اری بیوقوف دیکھ یون حربہ کرتے ہین یہ کہہ کر ایک گولا فولاد کا اُسنے بھی مارا یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آئی ہے کئی سو یون اور بیر ساتھ لائی ہے پس اُن بیرون نے اس گولے کو روکا مگر سب بیر جل گئے اور یہ فوراً طاؤس سے گر کر زمین مین سماگئی گولا طاؤس پر پڑ کر اُسکو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر مہرخ کے کھڑا تھا اوپر پڑا کہ وہ بھی سب جلے اور اُسکے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑا تھا اُنکا بھی خاتمہ ہوا اوسوقت وہ گولا سرد ہو کر گرا اس عرصہ مین سرخ مو زمین سے نکلی صنعت نے جیسے ہی اسکو زندہ دیکھا فرط غضب سے ایک تنکا اُٹھاکر

کچھ افسون پڑھا کہ وہ تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال و برق کردار بنا طول مین وہ تلوار چالیس گز کی تھی یہ وہ تیغ پکڑکر
سرخ مو پر جا پڑی اور ایک ہاتھ اُسپر لگایا اُسنے سحر پڑھا کئی سو سپر سحر کا اس تلوار سے لپٹ گیا اور ساٹھ ستر سپرین
سامنے آگئین لیکن خدا کی پناہ وہ شمشیر غضب رُکنے والی تھی سپرین بھی جلے اور سپرین بھی کٹین تیغہ تا دو ابرو سرخ مو کا سر
زخمی کرکے اُترا اور وہ بیہوش ہوگئی اُسنے چاہا کہ سر کاٹ لون اسوقت یاقوت سرخ چشم بہن کو سرخ مو کے تاب نہ
رہی سحر سے پنجہ بھیجا کہ سرخ مو کو وہ اُٹھا لے گیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچکر صنعت پر جا پڑی اسنے سحر پڑھا کہ سات
سو زنجیر سحر کی درمیان مین آکر حائل ہوگئین یہ بیچاری کس کس کو کاٹتی ناچار ہوئی اور صنعت نے وہ تنکے کا
تیغہ اسپر بھی تن کر لگایا اُسکو بچنا دشوار ہوا اوقت تمام بچی مگر زخمی ہو کر بیہوش ہوگئی پنجہ سحر اُسکو اُٹھا لیگیا اور
مہرخ کو یہ حال دیکھکر بیتابی ہوئی اور خون آنکھون مین اُتر آیا تخت پر سے کود دی اور للکاری کہ باش او قحبہ
تونے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا اُنکو بچائے یہ کہتی ہوئی جیسے ہی بڑھی تھی کہ صنعت پکاری مین تیرے
ہی تو انتظار مین تھی کہہ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ زمین شق ہوئی اور وہ بیڑیان نکلکر از خود پاؤن مین مہرخ کے
پڑگئین اور یہ پابگل ہو کر ایک جگہ رہگئی لاکھ لاکھ افسون پڑھے کچھ نہ ہوا اور صنعت تلوار کھینچکر چلی کہ سر کاٹ لون
اسوقت بہار تاب نہ لائی اور تخت اپنا آگے بڑھا کر پکاری کہ اے صنعت تیرے ہاتھ مین تلوار ہے یا پھولون کی
چھڑی ہے یہ کلمہ بہار کا پر از سحر تھا وہ تلوار پھولون کی چھڑی بن گئی اُسوقت صنعت نے کہا کہ اے بہار تو
شہنشاہ کی ملازم نہین بلکہ عزیز خاتون شاہ ہے اسوجہ سے یہ رتبہ تیرا ہے کہ تیرے سحر نے مجھپر اثر کیا خیر مہرخ کو
تو چھوڑے دیتی ہون تجھپر سحر کرتی ہون اے بہار تیری پھولون کی چھڑی میرے واسطے اور میری تلوار تیرے واسطے
میرے بدلے اس تیغ سے تو کام لے یہ کلمات اس کے بھی اثر دار تھے مہرخ کے تو پاؤن سے بیڑیان کٹ گئین اور
بہار کے ہاتھ مین وہی چالیس گز کی تلوار آگئی اور وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی یہ ماجرا عیارون نے
کہ لشکر مین مصروف بسکڑے تھے دیکھا اور برق نے دوڑ کر کمند ماری بہار اُلجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش
کیا اور کمند سے پر لاد کرلے بھاگا اور رزمگاہ سے خیمہ شکیل قریب تر تھا اُسی خیمہ مین لاکر ڈالدیا اور زیادہ تر بیہوش
کرکے آپ سمت میدان چلا اس عرصہ مین صنعت کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہو رہا تھا اُسکی جانب
اشارہ کیا ابر مین رعد گرجا اور برق چمکی پتھر برسنے لگے ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر مہرخ کو سختی پیش آئی
شیشہ دل سنگ ظلم سے چور ہوا ہر ایک رنجور ہوا جسکے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا نصیب پھوٹ گئے سنگ تفرقہ فلک
پھینکنے لگا لیکن اس آفت آسمانی سے عاشقان شاہد شجاعت کہان بچکر جاتے وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر
شوریدگان دشت رزم کے پھٹ رہے تھے عشق شیرین کارزار مین ہر ایک پر فرہاد کا عالم تھا دفتر عالم برہم تھا
نقشہ بگڑ گیا ہزار دن سحر پڑھے لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا یہانتک کہ اندھیرا ہو گیا گھنگھور گھٹا چھائی اور سنگباری
مثل ژالہ باری ہونے لگی مزرعہ فوج مہرخ پامال ہونے لگا کشت لشکر پر پالا پڑا عجب ظالم سے پالا پڑا خرمن زندگی
برباد نہال ہستی پامال سبزہ روندا گیا ہر سمت شور داد و بیداد کہ نظم

ز گردون لبسے سنگ بارید خشت   پراگندہ گردید لشکر بزشت
ز لشکر دو بہرہ شدہ تیرہ چشم   سر نامداران ازو پر زخشم

بر وے ہوا اس بت پرست نے مسلمانون کے لیے ابر کا احاطہ منزل تک کھینچ دیا کہ بھاگ نہ جائین اور آپ وہی
چالیس گز کی تلوار لیکر حملہ آور ہوئی برق کی طرح وہ تیغ سحر چمک چمک کر گرنے لگی صفین کی صفین قلم ہونے لگین
ساحران نامی سرداران گرامی سر پر سپر سحر کی آڑ کیے تھے مگر بچتے نہ تھے مہرخ و ما فرمان و دلبرزان و زلزلہ وغیرہ
سب کے سر پھٹ گئے تھے اور کئی سو سردار مع کئی ہزار فوج جرار کے جو بھاگے نہ تھے حملہ آور تھے اور بڑے ساکھے سے لڑ
رہے تھے ادھر صنعت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا تھا کفر و اسلام غٹ پٹ تھا تلوار چل رہی تھی بجلی گر رہی تھی ہزاروں
مارے گئے کشاکش نفس تھی رشتہ حیات قطع تار نفس کا جھولا پڑا موت کی محبت کے پینگ بڑھ گئے ہستی و مرگ کا اس
جھولے پر سامنا خوف یہ کہ ادھر ہوئے یا ادھر ہوئے ارض و سما ہر ایک کی نظر میں ہمہ ڑولا آخرت سے دنیا میں دنیا سے
آخرت میں آنا جانا حال زبون نوبت دگرگون سر پھٹا ہوا چہرہ پر خون بہا ہوا دامن چاک سر پر خاک پیراہن پرزے
پرزے اور ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ مصروف جنگ و قتال جینا محال امان کا راستہ بند نہ جائے گریز و فرار نہ طاقت
رفتن و ماندن نہ فتح و ظفر کا خیال منزلوں دور دل ناصبور لب پر فریاد و فغان زبان پر یہ کہ بچانا یا ایزد سبحان
عجب طرح کی کشمکش میں جان کر بموجب **ابیات**

ز بینی کرنے تاج باشد نہ جاہ
نہ گنج و سپاہ و نہ تخت و کلاہ
دریغ این دلیران و چندین سپاہ
کہ بگرفت زان لیے خورشید رنگ
سپہبد چنین گفت با سروران
بمردانگی لیس و رشتی کنید
توئی آفریننده آب و خاک
ہمن تازہ کن بخت شاہنشہی

نہ پیلان جنگی نہ تخت و کلاہ
تباراج بینی ہمہ زین سپس
کہ باکر و فر ند و با تاج گاہ
کشیدند شمشیر و گرز آن سران
کہ اے نامداران جنگ آوران
وزان پس بنالید بر خاک روے
بر این نرہ دیوان بے ترس و باک

نہ بر دحوان ماند اید نہ شاہ
نہ بر گرد از رزمگہ شاد کس
یکے گرد برخاست در دشت جنگ
برآمیخت با ہم سپاہ گمان
کہ امروز در کار سستی کنید
چنین گفت کاے داور راست گوے
مرا دہ تو فیروزی و فرہی

مہرخ بیچاری بصد خستہ حالی و بہزار تضرع و زاری درگاہ باری میں دعا کر رہی
ہے یقین ہے کہ کچھ دیر میں سب مارے جائین خدا ان کو بچائے اب انکو اس مصیبت مین چھوڑ دیے اور شمہ حال مبارز
میدان عیاری سنیے یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بران کے پاس ہین کبھی سیر طلسمات سے بسر اوقات کرتے ہین ور
گاہے ناچ دیکھتے اور شراب پیتے ہین دن عید رات شب برات ہے ہر وقت مزے رہتے ہین ایک روز اسی عیش و سرور
میں تھے ایک پتلا سونے کا شیر پر سوار رہے ہوا سے اتر کر سامنے بران کے آیا ملکہ موصوفہ نے اسکو بنگاہ دیکھا اسنے
ایک نامہ شاہ کوکب ملکہ کو دیا اور آپ چلا گیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند ہمنے بنفیہ غائب دیکھا تو معلوم ہوا کہ
صنعت سحر ساز خواجہ کے لشکر سے لڑنے آئی ہے بس وہ قحبہ بڑی زبردست ساحرہ ہے تمکو لازم ہے کہ

خواجہ سلامت کو لیکر باغ عیش مین آؤ کہ وہ راہ میرے ظلمات طلسم کی ہے اور اُس راہ سے ایک دن مین انسان طلسم ہوشربا مین پہونچ جاتا ہے چنانچہ اُس باغ مین مین بھی ملاقات خواجہ سے کرونگا اور رخصت بھی کرونگا یہ نامہ پڑھتے ہی فراق خواجہ یاد کر کے بران کی رنگت سفید ہوگئی خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ خیر تو ہے ملکہ نے مضمون نامہ سے آگاہی دی مخمور نے پوچھا کہ میرے بارے مین کیا حکم شاہ ہے ملکہ نے کہا تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کی جاؤگی یہ سنتے ہی مخمورہ ہر ایک سے ملنے لگی عمر ان و مجلس و اختر وغیرہ گلے مل کر رونے لگین ملکہ نے کہا صاحبو خواجہ اُس راہ سے بھیجے جاتے ہین کہ یقین ہے ہمیشہ آیا جایا کرین اب بادشاہ پاس تو جانے دو دیکھین کیونکر رخصت ملتی ہے یہ کہہ کر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر مع مخمور تنہا بزور سحر اوڑی اور کہا خواجہ سلامت گھبرایئے گا نہین مین آپ کو لیجاتی ہون خواجہ کی تموج ہوا سے آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ یہ گلزار مینو نشان ہے بلکہ غیرت وہ گلزار رضوان ہے گل ہر رنگ کے کھلے ہین نازپروردگان گلشن مہد شاخ مین جھولتے ہین دایہ بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کر سلایا ہے اطفال غنچہ کا آب تراوت سے منھ دھلایا ہے چشم نرگس مین سواد زلف سنبل کا سرمہ لگا ہے یا عکس سنبل نرگستان پر پڑا ہے دامن ابر بہاری کا سایہ بنات نبات کے سر پر لقصد رحمت تھا چنار سر بر نہالون کے ہاتھ رکھے بہ ہزار شفقت تھا بلبلون کا چہچہانا اور بیان دیگر کو دکان گلستان کو آرام کرانا ہزار داستان کا کہانی کہہ کر بہلانا کلیون کے کرتے بہت گل کے لیچوزے بھونرے تھے سوسن زبان دراز اشجار کو دیکھ کر پوچھتی کہ یہ کس کے نونہال ہین زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ اور زمین کے مائی کے لال ہین عروس چمن سہاگن بنی تھی اپنی آل اولاد سے پھولی پھلی تھی زر گل تصدق مین ہر صبح گلچین کو ملتا روز کیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا تھا شاخون کا جھومنا لڑکون کا مچلنا تھا باد صبا کا محبت سے پنکھا جھلنا تھا کہ

نظم

نہاد باد تراوت سے بسکہ ہے معمور
بری زدہ ہے بنائے جو کوئی گھوڑے فال
سمایا ارض کی طینت مین بسکہ جوہر جود
لٹا یا نقرہ و زر ہے ہزار ہا مثقال

پیئین نہ دودھ اگر ایک لمحہ بھی اطفال
نہ سمجھو نہر دہین یہ آب سیگون کا جوش
ضمیر خاک دفینون سے تھا جو مالا مال

طبیب بعض جو دیکھے جنون کرے تشخیص
چمن مین خرمن گلہائے تر کرد نہ خیال
بسان دست کریمان گنج گوہر بخش

عمر و گوہر ان سیر اُس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کے قریب لائی خواجہ نے اُس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو روبرو اپنے پست تر بناتا تھا دیوارون مین جواہر جڑا گیا تھا گنبد آسمان مینارون پر اُس کے بلاگردان تھا دالانون کے آگے چبوترے سنگ مرمر کے بنے سائبان زربفتی اون پر کھنچے اندر دالانون کے طاق محراب بین محراب بروان شاہدان قصر عالم کو شرماتین کہ بموجب

نظم

عظیم الشان گھر وہ اسقدر تھا
بہت اچھے بہت بہتر وہ سارے
گران قیمت طلائی کار کا فرش
ٹکے تھے ہر طرف گویا کہ اختر

نہین ہوگا زمانے مین اب ایسا
عجائب نقش بیتا رنگ ہر گام
کر ایسا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش
جسے دیکھا وہ تھا قیمت مین یکتا

پڑے تھے ریشمی دالان مین پردے
برابر ایک سا آغاز و انجام
جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
چمک کا حال اونکی مین کہون کیا

دھری تھیں فرش پر جو کرسیان اور
فزون تھا برق سے بھی انکا عالم
فراز تخت پر تھا جلوہ گر شاہ
کمر باندھے پے خدمت تھیں تیار

نہ اوپر کر سکے انسان کبھی غور
گران قیمت پھر اسکے بعد اک تخت
زہے شوکت زہے حشمت زہے جاہ

نظر پہلے دم دیدار ہر دم
میسر جسکو ہو اس کے زہے بخت
ہزارون نازنین ماہ رخسار

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھ کر سر بہر تسلیم خم کیا بادشاہ بھی تخت پر سے اتر کر بڑھا خواجہ لب بہر توصیف وا کرکے ہاتھ پھیلا کر بڑھے اور گوہر ثنا وصفت شہنشاہ پر نثار کرنے لگے کہ نظم

رہو با جاہ و دولت تم سلامت
بہت ہم نے یہان آرام پایا
تمھیں شاہنشہ دوران ہین کہتے

الٰہی تا قیامت تا قیامت
نہایت عادل و جرار ہے شاہ
تمھارے زیر سایہ سب ہین رہتے

تمھارے لطف نے بندہ بنایا
زمانہ خلق و ہمت سے ہے آگاہ
گو کہ نگے بھی زبان مدارات بیان سے

در فشانی فرمائی اور وصف خواجہ مین زبان وا کی کہا اے شہنشاہ عیاران عالم زہے احسان آپکے شکریہ پر حقیر کیا ادا کرے کہ نظم

وہ بولا مین فدائے لطف احسان
یہ دولت ہی بڑی بدلے مین کیا دون

ہوے جو آپ میرے گھر مین مہمان
مگر خدمت کرونگا گو ہون مجبور

عوض اسکا مین کر سکتا نہین ہون
جہانتک ہو سکیگا تا بہ مقدور

یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ دیکر لیجا کے تخت پر برابر اپنے بٹھایا تا دیر بڑی گرمجوشی سے دونون نے تپاک ظاہر کیا پھر بادشاہ نے اپنی دختر پران کی طرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا ملکہ مذکور اٹھکر اس ایوان مین ایک طرف گئی اور بعد لمحے کے کئی سو کنیزان بہشتی پیکر حور مثال کشتیان لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئین وہ کشتیان بادشاہ نے پیشکش کین ان کشتیون مین تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا اور عمدہ ایسے تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے تھے تاج اور مالے گوہر آبدار کے تھے کہ ابیات

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا
درم سے بڑھکے تھا ہر ایک گوہر
ریال اُنکے بہت کم عرض مین ہی
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہوتا
خواص اُسمین بھی تھے صدہا عین
وہ کچھ کافور کے دانے تھے یکجا
بہت سے تاج پر گوہر بہت خوب
نہین آتا تصور مین وہ لیکھا
اسی مین ایک تھی تصویر کندہ
بھلائے دار اُسکے سب کو رستے

زیادہ تھا گرہ بھر سے بھی دل کا
پھر اسکے بعد تھی اک سانپ کی کھال
نہایت خوب اور بہتر تھی وہ شے
مگر اک خشک لکڑی عود کی تھی
بدل خواہان جہان کے دوست دشمن
بظاہر سب وہ پستہ کے برابر
نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب
عقیق سرخ کا دل ایک انگشت
کہ جس کو دیکھ کر ہر دل ہو بندہ

بہت سے موتیون کی گرد جھالر
کہ اُسکے فلس کا مین کیا کہون حال
اثر اُسمین عجب انداز کا تھا
بیان کیا ہو سکے تعریف اسکی
اسی صورت سے جو تھا اور تحفہ
نہین فرق ایک سے تھا ایک ہمسر
سوا انکے پیالا ایک دیکھا
نہ آئے کھولکر باندھو اگر مشت
کمان و تیر اسکے ہاتھ مین تھے

یہ تحفہ جات خواجہ کے سپرد کرکے بادشاہ نے بہت کچھ عذر خواہی کی اور کہا آپ کو مین رخصت نہین کرتا ہون بلکہ ہمارے مقابلہ صنعت بھیجتا ہون اور آپ ایک دن مین اپنے لشکر مین پہونچ جائینگے وہان لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے ملاقات فرما کر ایک رات سے زیادہ نہ رہیے گا یہان چلے آیئے گا

اور مین دروازہ اپنے طلسم ظلمات کا کھلوائے دیتا ہون ہمیشہ اسی سے آمد و رفت رکھیے گا یہ مقام اور طلسم ہوشربا اس راہ سے ایک ہے اس راہ کو بڑے استحکام سے بانیان طلسم نے مسدود کیا ہے بغیر میری اجازت کوئی آمد و رفت نہین کر سکتا شاہ ہوشربا بھی اس راہ سے واقف ہے مگر آ نہین سکتا اب مین وہ راہ کھولے دیتا ہون لشکر دن کا آنا جانا اُسی راہ سے ہوا کریگا کنیز آپکی بران ہر وقت ہمراہ رکاب ہمیشگی مین بھی بمقابلہ شاہ جادوان آیا کرونگا اب آپ تشریف لے جائیے بسم اللہ دیر نہ فرمایئے وہان مقابلہ شروع ہو گیا ہوگا یہ کہہ کر بران سے حکم دیا کہ دروازہ ظلمات طلسم کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچا دو تم چلی آنا سرحد تک ساتھ جانا اور ماہی پریزاد اور سلیمان جادو کو لشکر دیکر بعید کردو فر اُنکے ساتھ کر دینا ملکہ نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ مخمولہ کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ جب راہ لشکر قریب ہو گئی اُنکا جی چاہے یہان رہین جی چاہے لشکر مین جائین ملکہ اس تقریر کو سنکر بہت شاد ہوئی اور ابیات

ملا خلعت ہوا رخصت وہان سے — مبارکباد نکلی ہر زبان سے
بہت راضی ہوا مسرور و خرم — کہا ممنون بدل ہین شاہ کے ہم
مناسب ہے نہو کم رسم باہم — بہر صورت رہے ہر وقت ہر دم
کہا شہ نے کہ اے عیار ذیجاہ — جو کچھ درکار ہو کرنا پھر آگاہ
کہ طرز دوستی جاری رہے روز — ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چکے بادشاہ نظر سے غائب ہو گیا اور بران خواجہ کو وہان لیکر چلی اُس باغ سے نکلکر جب یہ اور آگے بڑھی ایک دروازہ رفیع الشان و بلند برتر از باب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہان پہونچ کر سحر پڑھا کر آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق چمکی کہ آنکھین بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریاے زخار کے اپنے تئین پایا کہ پانی اُسکا لطافت و خوبی مین بہ از آب حیوان تھا صفا مین بسان چشمہ خورشید تابان تھا قریب اُس بحر عمیق دبے پایان کے ایک چار دیواری باغ کی تھی اُس باغ کی دیوار پر ایک پُتلا سونے کا بیٹھا تھا شست ہاتھ مین لیے تھا ایک سرا اُسکا دریا مین پڑا تھا ملکہ نے بزور سحر خواجہ کو اُس دیوار باغ پر برابر پتلے کے پہونچایا اور پتلے سے فرمایا کہ ارے موئے تجکو حکم تھا کہ جبتک ماہی پریزاد کو شکار نہ کر لینا بولنا نہین تو مجکو دیکھ کر ہنسا کیون ابھی جل جا اس کلمہ سے اس پتلے کے بدن مین آگ لگی جلکر خاک ہو گیا ملکہ نے وہ ڈور آب لیکر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اسکا پری اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا اسکی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اُسپر جان فدا کرے مردم چشمہ چشم دہر اسی کی یاد مین دریا اشکون کا بہاتا فلک برج سیمگین اُسپر سے تصدق اُتار کر دریا مین چھوڑتا سرطان کنارا رہنا ترک کر کے اُسی کے عشق مین پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا ملکہ مذکور نے اُس مچھلی کے نکلتے ہی دوڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ وہ مچھلی اونچی ہوئی اُسوقت دو پنجے پیدا ہوے کہ جام زمرد کا ہاتھ مین لیے تھے اُنھون نے اُس مچھلی کو لیکر جام مین رکھا اور مچھلی نے دم اژدر کی طرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا ایک پنجہ نے اس جام پہ سرپوش ڈھانک دیا مچھلی بند ہو گئی ملکہ وہ جام

ہاتھ مین لیکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اتری اور ایک جنگل مین آکر اتری کوسون تک وہ صحرا سبزہ زار نظر آتا تھا جناب خضر کا دل وہین رہنے کو چاہتا تھا ایک جدول آب اُس دشت مین تھی گویا صفحۂ دشت پر نقرئی جدول کھنچی تھی کنارے اُس غدیر کے سبزہ لگا تھا طغرائے خسرو بہار بنام مرومان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر سایہ فگن تھا مے کشون کی جان وہ بن تھا رندون کے لیئے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہو لب سردے پانی کا لہرانا زلف لیلی کا پیچ کھانا نظر آتا میخوار کا دل جسے دیکھکر لہراتا نظم

برسات کے دن تھے ابر کا جوش
وہ قوس قزح کا رنگ پانا
کہتے تھے پپیہے کھول کر جی
مینائے فلک سے دی مے ناب
سبزے سے زمین تھی پریان پوش
کوئل کی وہ کوک مور کا شور
ہر شاخ پر بیٹھکر وہ پی پی
آبادل کا ادھر اُدھر سے آنا
بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
ساقی سحاب نے بصد آب

ملکہ نے کنارے اُس نہر کے کھڑے ہوکر پکارا کہ اے سیلان جادو اے یاران جادو حکم شاہ کو لیب ہے کہ ہمراہ خواجہ عمرو دبر جنگ صنعت فزا اسباب جادو یہ صدا دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی وہ ابر زمین پر گرکر لوٹنے لگا اور پانی مین تلاطم ہوا ابر اور نہر دونون ساحر بن گئے ملکہ نے دو جام مچھلی کا اُنکے حوالہ کیا کہ وہ جام لیکر پھر زمین پر گرکر لوٹے اور ابر و نہر بن کر روان ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے بہتی ہوئی اُس پر ٹکڑا ابر کا چھایا ہوا ایک طرف چلا اُسکے نیچے نیچے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے یہانتک کہ ایک پہاڑ کے قریب پہونچے وہان ٹھہر کر ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے بحرین جادو جو کچھ تیاری سواری خواجہ ملکہ کی بموجب حکم بادشاہ تمنے کی ہو اُس جلوس کو مع لشکر کے لیکر جلد تر حاضر ہو یہ کہتا تھا کہ ورہ کوہ سے کئی سو ہاتھی پیدا ہوئے کہ سب جھلہائے زرین سے آراستہ فیلبان پگڑیان زنگار رنگ کی سر پر باندھے لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر علمدار علمون کو جلوہ دیتے آگے بڑھ گئے پھر کئی سو دمامے اور نقارے چاندی سونے کے شتر و فیل پر لدے نقارچی چوب انپر لگاتے ہمراہ اُنکے فوج کے باجے کوس شاہی کا غلغلہ چار دانگ عالم مین پھیلا ہوا دُنیا کا دل دہلا ہوا ہر اک بانقارہ و دہل پڑتی نقارہ چرخ کے شق ہوجانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی اسی دھوم دھام سے یہ بھی گذر گئے پھر ایک لاکھ اسی ہزار ساحرون کا اور جادوگرنیون کا لشکر پیدا ہوا کہ جادوگر دحیہ شکیل مرکبہائے پرند پر بعض سوار بعضون کے زیر ران شیر و پلنگان مردم آزار بعض اژدہے پر چڑھے غول ہر ایک جدا جدا باندھے ہوئے جھنڈے ہر گروہ کے نئے نئے رنگ کے تھے ساحرہ حسین و کمسن لباس زرتار پہنے ماتھے پہ قشقے صندل و سیندور کے لگائے چھچلیان بادلہ تار گلون مین ڈالے طاؤس و ہنس و عقاب پر سوار جدا جدا اُنکے جوبن کی بہار زر و زیور مین الدین جواہر کی تیلیان معلوم دیتین آپس مین چھیڑ چھاڑ کرتین طرفہ رنگ دکھاتین کنکری کو پہاڑ کرتین صحرائے پرخزان مین ظاہر بہار کرتین نکل گئین پھر باہی مرتب جلوس سواری سامان ترک اور بادبہاری پیدا ہوا پھر غول نقیبان خوش آواز کا نکلا اور ہزار ہا پسادل و جمعدار صدائے طرقوا دیتا گذر گیا پھر چالیس ہاتھی زنجیرہ بند کیئے ہوئے ہر ایک تخت گوہر آگین اور طاؤس ہر پایہ پر اُسکے جواہر کے بنے ہوئے ظاہر ہوئے ہمراہ اُن فیلان فلک شکوہ کے ساٹھ ہزار جوان سہراب وقت و اسفندیار زمانہ تھا کہ

ہتھیار ہر ایک تن چُست سجے اوجی بنے مرکب لئے تازی پر سوار اپنی چھلبل دکھاتے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہر ایک سے
نوک جھوک کی لیتے کڑیاں زرہوں کی کڑکتیں اسلحہ کی چقا چاق کا شور بلند ہر ایک باغ شجاعت نہال ارجمند سب
سامنے ملکہ کے پہونچکر ٹھہر گئے ملکہ بران نے لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ فرمایا تاج عطیۂ
شاہ کوکب سر پر رکھا کہ جس کا ہر ایک شاہجہان محتاج تھا قبائے خسروی کہ جسکا ہر تار خراج ہفت اقلیم
کہنا چاہیے جسم میں پہنائی لگے بازوؤں پر اور مالے گلے میں پہنائے اور یاد دلایا کہ ان تحفہ جات عنایتی شاہ موصوف
سے یہ کام لینا اور ایک رات سے زیادہ وہاں نہ رہنا چلے آنا اور جب آنے کا عزم کرنا ایک مرکب میں تمھیں دیتی ہوں
اس پر سوار ہوکر کہنا کہ مجھے طلسم نور افشاں میں لیچل وہ مرکب راہ طلسم سے آگاہ ہے تمھیں لے آئیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا
کہ ایک گھوڑا ساز و یراق مرصع سے آراستہ طرارے بھرتا خوش فعلیاں کرتا درہ کوہ سے ظاہر ہوا خرام ناز اپنا
معشوقان خوش رفتار اسیر سے تصدق کرتے بال کی بٹی ہوئی کاکل پر زلف پر خم کی پھانسی لگا کر مرتے کیا
کیا صفت اسپ جہان پیما کی بیان ہو سمند قلم عرصۂ مدحت طے کرنے میں لنگ ہے شبدیز زبان کا میدان
میں چلنے سے عرصہ تنگ ہے اُس مرکب کو ایک پُتلا سحر کا شاطر بنا ہوا اگلسا ر پر لگائے گھوڑا دہانے سے کھینچتا ہوا
قائزہ کئیے سامنے لایا ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیئے ایک پتلا
لایا اُسنے یہاں لشکر اور خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھکر ہوش اپنا کھویا پھر ملکہ کے گلے ملکر رخصت ہوئی ملکہ نے
خواجہ کو ہاتھ پکڑ کر ہاتھیوں کو بٹھلوا کر تخت طاؤسی پر سوار کیا اُنکے سوار ہوتے ہی ہزار ہا کرنا اور شہنا کو بم ملا تمام لشکر
کے باجے ایک بار بجے کہ گوش فلک کر ہوا تا قوس دھنڈھلے ساحروں میں بجے روح جمشید و سامری زیر زمین
کانپ گئی غلغلۂ محشر برپا ہوا سواری آگے بڑھی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم بحرین جادو واب جو دیکھا تو ایک
ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ وہ حباب ہاتھ میں لیئے تھی اُس کے آنے کے بعد بہر رونگا و لشکر پیدا
ہوکر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اژدہوں پر لدی خواجہ کے لیے آئی پھر شتر و فیل و عراد وں پر سنگین چوب خیام
لشکریان وغیرہ لیئے ہوئے آئے خواجہ کو قلب لشکر میں فوج نے کر لیا ڈنکا بجا اور یہ سامان بعظم و شان آگے بڑھا اُسوقت
باران جادو ابر بنا ہوا سر پر سایہ فگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا برابر اُس لشکر کے رواں تھا لشکر یہ
عجب طرح کا جوبن تھا ہر دلاور صف شکن تھا کہ

ابیات

فراز تخت پہ جب شاہ آیا تو
بجا نقارۂ رخصت برابر
گھٹا اُمڈی ہوئی تھی آسمان پر
کہیں آتش کے شعلوں کی لپک تھی

پئے تسلیم سب نے سر جھکایا
بڑھا جب وہ شہ ذیجاہ اک سو
سیاہی سی تھی رخسار جہان پر
چلا القصہ وہ لشکر بصد جاہ

سلامی کے لیئے توپیں ہوئیں سر
اُسی جانب کیا ہر خیل نے رد
گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی
ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بران نے بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا کہ اے مہر سپہر عیاری تمھیں خدائے کریم کے سپرد کیا اللہ یاور
مددگار رہے جائیے اور لڑائی فتح کیجیئے یہ کہکر نظر سے غائب ہوگئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چل کر

تاریکی مین گذر ہوا ظلمات طلسم کی راہ ملی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا چشم دہر بالکل بے نور روشنی وہان سے بالکل کافور لشکر اُس اندھیرے مین اس طرح روان تھا کہ جیسے روشنی مین چلتا تھا خواجہ کا مگر دم خفا ہوا بہت پریشان ہو کر ہر سمت آنکھین پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا کہ یار دکچھ سوجھتا نہین یہ بران نے مجکو کس مصیبت مین پھنسایا اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز تڑاقے کی آئی اور پردے ہوا ایک چاند طالع ہوا جسنے تمام دُنیا روشن کردی خواجہ نے دیکھا کہ اس چاند سے چہرہ نورانی ابن ماہ منیر آسمان ساحری فلک افسونگری کی مہر روشن یعنی بران شمشیر زن کا دکھائی دیا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم بران شمشیر زن خواجہ گھبرانا نہین مین آپکے ساتھ ہون یہ کہکر وہ چاند مثل ایک خط کے لبسان شعاع نیر اعظم ہو گیا اور وہ لکیر جدول آب نور ہو کر دور تک روان ہوئی پھر تو وہ راہ باسانی طے ہوئی اور کچھ دیر مین تاریکی سے نکلکر طلسم ہوشربا مین داخلہ ہوا اُسوقت وہ لکیر سمٹ کر پھر قمر کی صورت ہوئی اور اُسمین سے صدا آئی کہ خواجہ ابتک تو مین آپکے ساتھ تھی مگر اب رخصت ہوتی ہون خدا حافظ و ناصر یہ طلسم ہوشربا ہے آگے آپکا لشکر آپ کھیلیگا یہ کہہ کر وہ قمر بھی نظر سے نہان ہوا خواجہ کو شور و غوغا لڑنے والونکا سُنائی دیا کچھ دور اور جو بڑھے لشکر مہرخ نظر پڑا دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ پڑاؤ پر آکر فوج مسلمانان پہونچی ہے مگر یہان بھی کوئی صورت بچنے کی نہین ہے کُل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہے آسمان پر سے پتھر پڑ رہا ہے خیمہ و بارگاہ سب برباد ہین ہزار ہا لاش پڑی ہے فرش مُردونکا بچھا ہے جو لوگ کہ زندہ ہین اُنکو پیام مرگ پہونچ رہا ہے سر ہر ایک کا شق دلمین مرنے کا قلق ہے صنعت کی تلوار چل رہی ہے شعلہ تیغ سے خرمن ہستی جل رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب نہ رہی تخت اپنا آگے بڑھایا اُدھر مہرخ وغیرہ نے جو ابر سحر آتے دیکھا اور فیلان لشان لشکر پر جو نگاہ کی جان نکلگئی سمجھی کہ افراسیاب نے اور لشکر بھیجا بس ہر ایک گھبرا کر پکارا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بس اب خاتمہ ہے برق فرنگی نے کہا جنیک اب سب مارے گئے اے ملکہ ذرا تامل کرو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا اتنے عرصہ مین عمرو نے لشکر مین پہونچکر نعرہ کیا کہ انا عمرو بن امیہ ضمری برق نے جو یہ نعرہ اُستاد کا سُنا اور ردے زیبائے خواجہ دیکھا شادان و فرحان کلاہ اُچھالتا دوڑا اور ملکہ مہرخ سے کہا کہ مبارک ہو طلسم نور افشان سے خواجہ سلامت تشریف لائے یہ لشکر انھین کا ہے یہ سُنکر ہر ایک سردار کے جسم مین روح رفتہ پھر آئی اور بسبب ابر سحر کے فوج بھاگ نہ سکتی تھی ہر سمت جان بچاتی پھرتی تھی یہ مژدہ عیارون نے دوڑ دوڑ کر ہر ایک کو پہونچایا پھر تو جملہ فوج پھر پڑی اتنے عرصہ مین خواجہ نے ایک گوہر نکال کر جانب ابر سحر صنعت مارا کہ وہ ابر گرڈ گرڈا کر لشکر ملکہ مہرخ پر سے ہٹا اور صنعت کی فوج پر جا کر پتھر برسانے لگا ساحرہ مذکور گھبرائی اور سحر پڑھا کہ وہ ابر دھوان ہو کر جاتا رہا اور خواجہ نے اور ایک تحفہ کوکب کا دیا ہوا یعنی وہ چوب عود مثل نارنج چرخ دیکر صنعت پر ماری صنعت بہت جلد زمین مین غرق ہو گئی ورنہ سر اُڑ جاتا خواجہ نے مہرخ کو للکارا کہ ہان لینا اس قحبہ کو اس اثنا مین صنعت زمین سے نکلی فوج ایک لاکھ اسی ہزار تیغہائے سحر و حربہ ہائے دیگر پکڑ کر اُس پر چلی سب نے نعرہ کیا کہ منم غلامان خواجہ عمرو یہ نعرہ سُنکر عیارون اور مہرخ کے لشکریون کو جوش محبت ہوا ہر ایک پکارا کہ ہم غلام عمرو ہین جا دوگرنیون مین غل ہوا

کہ ہم عمرو کی کنیزین ہین یہ نعرہ کرکے ہر ایک جو صنعت پر گرا اوسنے ایک گولا فولادی تاک کر خواجہ پر مارا خواجہ نے وہ جام جسمین تصویر بنی ہوئی تھی نکال کر سامنے کردیا اوس تصویر نے اُف جو کی گولا سرد ہوکر گر پڑا اور فوج نے صنعت کو آلیا اُسکا لشکر بھی آگرا پھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ ابیات

بہم چلنے لگی شمشیر خونریز دکھا یا موت نے ہر فرد کو زور
لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس
صدا ے قتل نے ہر سو کیا شور ہوئی مشکل کشیدن چند انفاس

صنعت نے جوش غضب مین آکر زمین پر دو تین بار قطرہ مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر کریہہ منظر و سیہ فام زمین سے نکلا کہ ایک پولا خس کا ہاتھ مین لیے تھا صنعت نے اُسکو دیکھ کر ہاتھ اونچے کیے اوس ساحر نے وہ پولا اپنے مشعل آتشین سے جلا کر سامنے لشکر عمرو کے پھینکا اوسکے گرنے سے دریاے آتش جوشان و خروشان ظاہر ہوکر چلا لشکریان مہرخ لڑنے سے رُکے اور بپناہ بخالق ذوالجلال لیگئے موجین اس بحر کی تا بہ کرہ نار جاتی یقین فلک اپنے پورانے جھوپڑے کو بچانے کی فکر مین تھا شعاع آفتاب کے تنکے جلجاتے تو تعجب نہ تھا وہ کون سا اوس بحر کا شعلہ تھا جو پر غضب نہ تھا عمرو نے دیکھا اگر کوئی دم مین سارا لشکر میری جانب کا جل جائیگا پس اسی وقت اس نے بھی ہاتھ اونچے کئے فی الفور دو ساحر پیدا ہوے کہ ہاتھ مین کاسۂ زمردین رکھتے تھے اور سونٹا بھی لیے تھے ایک ساحر نے اس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی پر پھیرہ تڑپ کر نیچے گری اور مچھلی نے حباب منہ سے چھوڑے کہ وہ حباب پھوٹ کر پانی ہوے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریاے قہار بہنے لگا وہ مچھلی تڑپ کر اس بحر عمیق مین گئی پھر تو وہ دونون ساحر نعرہ کرکے کہ منم سیلان و باران جادو غائب ہوگئے اور دریا مین سے نعرہ ہوا کہ منم ماہی پرپیزاد اور آسمان سے پانی برسنے لگا زمین پر وہ بحر روان ہوا پھر تو دریاے آتش ساحرہ بجھنے لگا ہر چند وہ سحر کرتی تھی کچھ نہ ہوتا دونون بحر یعنی آتش و آب ملگئے تھے پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اُٹھتی تھی دریا بھی صنعت کی طرح شیخی بگھارتا تھا ابر چھایا ہوا تھا مینھ موسلا دھار برستا تھا اہل اسلام جو درگاہ خدا مین روئے تھے اُنھون کے اشکون کی طغیانی تھی کہ بیت

کون یہ روز ازل رویا تھا نالان ہوکر آپ کیا جانین حقیقت کو مرے رونے کی
المولف دیگر
اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہوکر حضرت نوح تھے کچھ دیدۂ تر سے واقف

دم بھر مین وہ طغیانی آب و باران ہوئی کہ طوفان جناب نوحؑ بھی ایسا نہوگا ملک بروبحر نے بمصداق دعاے نوحہ کنندگان لشکر کہ (رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا) کشتی جان ساحران صنعت غرق بحر فنا فرمائی اور بمقتضاے آیہ کریمہ (وفجرنا فیہا من العیون) زمین و آسمان کے پرنالے کھولدیے ایک ایک موج اس بحر سحر کی پہاڑ سے اونچی جانے لگی فلک اس قلزم عمیق کا ایک حباب تھا عالم عالم غرقاب تھا چشمۂ خورشید سے یقین تھا وہ یم بے پایان ملجائے ساکنان عالم بالا کو تلاش ہوئی کہ ناؤ اور جہاز آوے کے اُسوقت وہ دریاے آتش سب بجھ گیا اور تمام لشکر صنعت مین وہ پانی پہونچا ساحر غوطے کھانے لگے ہر چند سب نے سحر کیے لیکن پانی کم نہوا

صنعت

صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادوگر سر پر اُس کے سپرین سحر کی سایہ کیے تھے کہ اُسپر مینہ نہ پڑتا تھا مگر جب لشکر مین دریا کے بڑھنے سے تلاطم ہوا اور کسی طرح کنارہ نجات کا ساحرون کو نظر آیا جان بچا کر کنارے اُس بحر کے بھاگے اور ہزارون غرق دریاے سحر ہوے اُسوقت عمرو نے زیر تیغ رکھ لیا ایک دریا سحر کا جاری تھا دوسرا خون کا جاری ہوا ساحر تیغ کے گھاٹ اوترنے لگے دریا مین ڈوب ڈوب کر اُچھلتے تھے سوسں و مگر و نہنگ اوچھلتے معلوم دیتے تھے دریا بھی مینڈھے لڑا رہا تھا ہر سمت ایک تلاطم پڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا اب بھیگ کر ایسا دبا کہ بھیگی مرغی ہر ایک بشر ہوا وہ مار گھمسان کی ہوئی کہ ایک بھی لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا وہ برق کا کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا بیرون کا غل کرنا ناپخ ترسول و تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدا اے قہار ذکر کرنے سے اسوقت کے خوف ہوتا ہے ہنگامۂ قیامت بھی ایسا نہوگا تلوارون کی لہرین تھین سپرین سنگ پشت بن گئین تیرون کا مینھ برستا تھا ہر ایک جان بچانے کو ترستا تھا یہ حال تھا کہ بموجب ابیات

عجب سماں وحشت و ہیبت کا ہوا تھا
جسے دیکھنے سے رنگت سب کی اڑی تھی
نہ وہ جرأت نہ وہ ہمت نہ وہ زور

کہ جسمین اس طرح تھا قہر برپا
گھڑی وہ ہر طرف سے سب پہ یکبار
زمین و آسمان سے اک اُٹھا شور

اُٹھی تھی ہر طرف سے ایک بدلی
قدم اُٹھنا ہوا اُسوقت دشوار
غرض کہان تک عرض حال کردن

کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر برق گیا اور مہرخ کو لوگ بہشت تمام کھینچکر کہ اے ملکہ ایک دن کے سو ساٹھ دن ہین پھر سمجھ لیجیے گا میدان سے ہٹائے گئے یہ ہزیمت خوردہ نالان و گریان بھاگ کر جان بچا لیگئی لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے باقیماندہ لشکر پڑاؤ پر گیا برق و سب عیار اور مہرخ مع جملہ سردارون کے خدمت عمرو مین آئین تسلیم بجا لائین خواجہ بھی تخت پر سے اُترے ہر ایک کو گلے سے لگایا اپنے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا لشکر مہرخ سے ملحق ہو کر لشکر خواجہ کا اُترا وہ ایک ٹکڑا کر ایک تکیہ بنگیا اور دریا بھی چھوٹا ہو کر مثل نہر کے بہنے لگا ماہی پریزاد اوسی دریا مین رہی خواجہ کے لیے بارگاہ اوس لشکر مین جو ساتھ آیا ہے برپا ہوئی ملکہ مہرخ نے کہا قدیم لشکر مین تشریف لے چلیے وہان سب منتظر قدمبوسی ہین خواجہ نے کہا مجکو ابھی پھر کوکب پاس جانا ہے ایک رات کی مہلت ملی ہی مہرخ بجد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم مین آئے اور پہلے خیمہ شکیل مین جا کر ملکہ بہار کو بیہوش پا کر ساغر عطیہ شاہ کوکب مین پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ مذکور ہوش مین آئی اور خواجہ نامدار سے اُٹھ کر ملی پھر وہان سے بارگاہ شاہی مین آکر بیٹھے جلسہ جم گیا ہر ایک دیدار فیض آثار خواجہ نامدار سے مسرور و شاد تھا کاشانہ خاطر پریشان آباد تھا کچھ لمحہ یہان ٹھہر کر خواجہ اُٹھے اور سب سردارون کو ساتھ لیکر اُس بارگاہ کی طرف جو ساتھ لائے ہین روانہ ہوے یہان آکر جو دیکھا تو دریا سحر جاری ہے ماہی پریزاد غرق دریا ہے خیمہ و بارگاہ لشکریون نے آراستہ کیے ہین چار پانچ کوس تک لشکر اوترا ہوا ہے قناتین اور سراپردے جواہر دوز ہین ہر ایک لنگرے مین چہار سلک گوہر کی ہے خواجہ کے لیے جو بارگاہ نصب ہوئی ہے وہ بھی جواہر کی ہے اندر اوسکے ذنگل اور کرسیان یاقوت اور زمرد کی گسترده مین صحن بارگاہ مین جال موتیون کا منگیرہ کی طرح کھنچا ہے اُسکے نیچے تخت الماس کا لگا ہے کئی سو زینہ کا ہے سامنے بارگاہ

گے بازار کھلی ہے ایکطرف سنہری ایک سمت روپہلی ہے دوکانداراں لباس اوسی رنگ کا پہنے تھے چھڑکاؤ ہو رہا تھا دھوم دھام ہر طرح کا اہتمام تھا خواجہ مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ کو لیے داخل بارگاہ ہوا اور ہر ایک کو کرسیون پر بٹھایا مہرخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا عیار بھی ساتھ آئے ہین وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا خواجہ نے برق و قران و ضرغام و جانسوز کو خلعت دیا اور بہت کچھ تعریف اونکی فرمائی کہ مرحبا شاباش خوب خوب تم نے عیاران کین حقیقت مین یہ گھاتین مجھکو بھی نہ سوجھتین تم نے میری عزت رکھ لی حق تعالیٰ اگر شاگرد او رفرزند عنایت کرے تو مثل تمھارے مجھکو دمبدم کی خبر تمھاری پہونچتی تھی غرض بعد دلجوئی عیاران طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا بران کا خلق اور خاطرداری کرنا طلسمات کی سیر وہان کے عجائبات سب بیان کیے اسوقت مہرخ نے کہا خواجہ یہ سب کچھ ہے مگر افراسیاب بڑا زبردست جادوگر ہے ہماری تو خدا نے آجتک تمھارے تصدق سے عزت رکھی اب دیکھیے کیا ہو عمرو نے بجواب اسکے ہنس کر کہا کہ اے ملکہ شہنشاہ کوکب کے مقابل مین افراسیاب کی کچھ حقیقت نہین خراب بروقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہے مہرخ نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اب پروردگار اس صنعت حرامزادی کے شر سے تو ہمکو بچائے عمرو نے کہا اسکا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو کام تمام ہوجائیگا یہ کلمہ سنکر برق عیار نے عمرو نے اوسکے ہنسنے پر کہا اے فرزند ہم جانتے ہین کہ تم اس قحبہ صنعت کو مار ڈالو گے برق نے کہا یہ سب آپ ہی جوتیون کا تصدق ہے فی الجملہ یہان تو ہر طرح کا ذکر واذکار ہو رہا ہے ہر شخص داد عشرت دیتا ہے لیکن لشکر حیرت کا حال سنیئے کہ آمد خواجہ کی خبر اوس لشکر مین بھی منتشر ہوئی عیارہ بچیان صرصر اور صبا رفتار پہلے بھی ملا کر ڈانٹی گئی تھین کہ تم سے کچھ نہین ہوسکتا عیاران اسلام کارہاے نمایان کرتے ہین پس عتاب شاہ طلسم کا دیکھ کر عیارنیان فکر عیاری مین تھین اسوقت غلغلہ آمد خواجہ سنکر بہت فکرمند ہوئین کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہوگا لازم ہے کہ جلد کوئی عیاری کرکے غضب بادشاہ سے بچنا چاہیے پس صرصر اول تو دوڑ کر لشکر عمرو مین آئی وہان بہت ساحرہ افسر لشکر ہر مقام پر اوتری ہوئی تھین انمین سے ایک دو جادوگرنیون کی صورت صفحہ خیال پر منقوش کرکے اپنے خیمہ مین آئی اور رنگ روغن عیاری سے لگاکر اوس ساحرہ کی صورت پر اپنے تئین درست کیا یعنی مانگ مین سیندور بھر اقشقہ ماتھے پر کھینچا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک حسن پر فرمان خسرو انجم جاری ہوا ہے ٹیکا ماتھے پر لگا تھا یا حسن کا ٹیکا اوسی کے سر تھا کانون مین بالے ڈالے رخسار پر اونکے حلقے پڑے تھے چاند کے گرد ہالے تھے روے تابان غازہ گلگونہ لگاکر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک سا طبق بھر کر گوہر انجم ہر نثار لایا چشم فتان مین سرمہ کی تحریر شہر حسن پر آشوب فتنہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ اوس جلوہ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بے مثال کا بہت لاجواب ہے کہ

غزل

جامہ زیبی کی ادا سرو و صنوبر مین نہین
وہ جواہر ہی نہین جو تیرے جھومر مین نہین
جانتا ہے حسن نے جلوہ دیا اونکا پانی پی لیا

کون ایسی بات ہے جو حسن دلبر مین نہین
دھوم ہے اے یار تیرے حسن دہر آشوب کی
ایسی تیغ زنی تو اب سے حوض کوثر مین نہین

آب و تاب ایسی فلک کے کوئی اختر مین نہین
خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور مین نہین
نقش پائے یار کو تعویذ تربت کیجیے

آئینہ اس طرح کا گورِ سکندر میں نہیں
قدر کھوئیں گے جواہر کی لب و دندانِ یار
رنگ ایسا لعل میں اور آب گوہر میں نہیں

جب اس سج دھج سے آراستہ ہو چکی چار سو کنیزان گل پیرہن رشک چمن کو موافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ پرفن کے لباس و زیور سے درست کرا کر اپنے خیمہ سے نکلکر پہلے صحرا مین آئی پھر ایک ایک بطور مخفی متفرق ہو کر داخل لشکر عمرو ہوئین اور اسی طرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بنکر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہو کر لشکر مین آئی لشکر عظیم و شان و جاہ و جلال دیکھ کر ان کو بڑی حیرت ہوئی آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار در بارگاہ پر استادہ ہوئی یہان جو صاحب دربان تھے وہ سب طلسم کو کب سے آئے ہین کسی کو پہچانتے نہین وہ سمجھے کہ ملاقات کو خواجہ کی عمرو کے لشکر سے ساحرہ آئی ہین پس یہ سمجھ کر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع چار سو کنیز کے اندر بارگاہ کے آئی یہان سردارون کا ہجوم تھا مبارکباد کی دھوم خواجہ تخت الماس پر جلوہ گستر خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر و عظمت دیکھ کر اسکو حیرت ہوئی اور دل سے کہتی تھی کہ بیشک یہ طلسم فتح ہوگا ان عیارون کا بڑا رتبہ ہوگا اسی اندیشہ مین یہ ایک جگہ ٹھہر کر گھات مین لگی کہ خواجہ کو بن پڑے تو پکڑے جاؤن ادھر تو یہ فکر مین تھی اُس طرف خواجہ نے باتین کرتے کرتے جو گردن اٹھائی سامنے ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ کو مع چار سو نازنینان پری طلعت کے استادہ پایا ازبسکہ خواجہ بے نظیر عیار ہین بنگاہ اول یہ پہچان گئے کہ صرصر شمشیر زن ہے چنانچہ اُسکو پہچان کر اس طرح ادھر سے آنکھ چرائی گویا دیکھا ہی نہین عمرو سے مخاطب ہو کر باتین کرنے لگا اس عرصہ مین صرصر ادھر ادھر ٹہلکر کتراتی ہوئی پشت پر عمرو کے آئی عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا اب جو سامنے اُسکو نہ دیکھا پیچھے مڑ کر نگاہ کی صرصر نے اسکے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجکو یہ پہچان گیا پس راہ کترا کر فوراً مثل باد صرصر کے در بارگاہ پر پہونچی اور وہان ٹھہر کر سوچی کہ تجکو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کا غل پڑ جاتا معلوم ہوتا ہے کہ یونہین پھر کر اُسنے دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی یہ سوچ کر پھر کرسی احمد ذنگل کے پیچھے سے ہو کر پس پشت خواجہ آئی عمرو نے پرچھائین پھر دیکھی سمجھا کہ صرصر پھر آئی لیکن اب جو پھر کر تم نے دیکھا تو وہ بھاگ جائیگی بہتر یہ ہے کہ عیاری کرکے گرفتار کرو یہ تجویز کرکے بنظر خیال اوس جگہ کو خوب ذہن مین کر لیا کہ جس جگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا رہا اور ہزار جادوگر حاضر تھے اونکی جانب مخاطب ہوگیا اور ایک زانو تخت پر جو تکیہ لگا تھا اُسپر رکھ دیا اور ایک گھٹنا استادہ کرکے بیٹھا اس لیے کہ معلوم ہو خوب غافل ہے پس اس طرح کی غفلت دیکر بیٹھے بیٹھے جسم کو ہلکا کرکے پچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب ایسی جست کی کہ صرصر کے اوپر ہی آیا صرصر سنبھلکر چاہتی تھی کہ جست کرے اسنے کمند آصفہ باصفا ماری کہ حلقہ اسکے گردن و کمر مین صرصر کے پیچیدہ ہوئے اُسنے چاہا کہ جست کرکے حلقون سے نکلون اسنے جھٹکا مارا کہ وہ الجھ کر گری یہان تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر قران کرسی پر سے اُٹھ کر نہین معلوم کیا سوچا کہ دروازہ بارگاہ پر دوڑ گیا صبا رفتار کھڑی تھی اُسنے کچھ نہ کہا نہ سُنا آتے ہی کمند اوسکے ماری وہ صورت بدلے کھڑی تھی جانتی تھی کہ مجکو پہچانیگا کوئی نہین اسکے کمند مین اپنی غفلت کی وجہ سے الجھ کر گری اُسنے گود مین اٹھالیا اور اندر بارگاہ کے لایا یہان جب عمرو نے صرصر کو اسیر کمند کیا تو اوسکے ساتھ کی چار سو کنیزین کہ سب عیارہ اور ساحرہ تھین لینا لینا کہکر دوڑین لیکن یہان ہزارون ساحر تھا سب ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھ سب کو

اسیر کر لیا عمرو نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی تھی آج ہاتھ لگی یہ کہکر صرصر کو گود مین اُٹھایا اور رخسار پر
رخسار رکھکر کہا جانی میرے آنے کی خبر سُنکر مجکو دیکھنے آئی تھین صرصر نے کہا ارے موئے مین تجکو کہا آگ لگ
آتی اے عمرو واسطہ اپنے ایمان کا مجھ سے ایسی باتین نکرو مین شہنشاہ کے یہان سے نکالدی جاؤنگی اور اے
بے غیرت تجکو شرم نہین آتی کہ سب کے سامنے مجکو پیار کرتا ہے عمرو نے کہا اے پیاری عشق مین غیرت پانی پانی ہوکر
بہجاتی ہے کہ بیت عشق تا ناخام ست باشد بستہ زنجیر شرم چو پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست صرصر نے
کہا مین تیرے عشق پر جھاڑون پھیرون موئے خدا کرے تیرا منھ سڑ جائے جیسے تونے مجکو پیار کیا ہے عمرو نے کہا
اب مین یہان تو ایکہی رات رہونگا تجکو طلسم کوکب مین بھیجدیتا ہون کل مین بھی آؤنگا تیرے ساتھ مزے
اوڑاؤنگا پھر جب یہان آؤنگا تو ساتھ لیتا آؤنگا صرصر نے کہا تیرے مزے کو جھلسا کیا مین ناٹھی نگوڑی ہون جو
تو مجھکو وہان بھیجدیگا خدا میرے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت رکھے تیرا کیا منھ ہے جو تو مجکو بھیج سکے عمرو نے اسکو
گرفتار کرکے سامنے بٹھایا اور صبا رفتار کو مہتر قران لایا یہ دونون قید ہوکر بیٹھین اور عمرو نے ایک سردار
اپنے ہمراہیون مین سے تجویز کرکے حکم دیا کہ اے ہمارے خوش چشم جادو تم اس عیارہ کو طلسم نورافشان مین لے جاؤ
صرصر یہ حکم سُنکر گھبرائی اور گویا ہوئی کہ اے عمرو مین اوس طلسم مین جاکر وہ عیاریان کرونگی کہ تیرا سب کھیل
بگاڑدونگی شاہ کوکب تجکو نکالدیگا عمرو نے کہا تو مہلت کب پاویگی مین دن رات اپنے پہلو مین تجکو رکھونگا
میرے تیرے اقرار یہی تھا ایک دن مقابلہ ہوگا جو زیر ہوگا وہ اپنے غالب کی اطاعت کریگا اب مین تجکو زیر
کرچکا تجکو کنیز بناؤنگا صرصر گالیان دینے لگی عمرو مضحکہ کرنے لگا یہان تو یہ سامان عشرت ہے لیکن حال
افراسیاب سنیئے کہ صنعت کو اجازت حرب دیکر آپ بیابان نرگس وارسے باغ سیب مین گیا اور وہان سے
پانچ چار پتلے روانہ کیے کہ خبر جنگ مجکو لاکر دین پتلے آے اور صنعت نے جب شکست کھائی تو وہ پتلے خبر لے کر
شاہ طلسم پاس گئے اور پکارے کہ بڑا ستم ہوا وہ ماری گئین بادشاہ سمجھا کہ مہرخ کو یہ کہتے ہین کس لیے کہ پہلے
سے کہہ رہا تھا صنعت نے سب کو غارت کردیا ہوگا غرضکہ پتلون سے پوچھا ارے کون مارا گیا اُنھون نے
کہا حضور صنعت نے جاکر لڑائی فتح کی تھی مہرخ وبہار زخمی ہوئی تھین لشکر سارا تباہ و برباد ہوگیا تھا
بارگاہین جل رہی تھین کہ عمرو عیار طلسم کوکب سے آیا لشکر فراوان ساتھ لایا اسنے یقین ہے کہ صنعت کا
کام کیا ہوگا جب لشکر ملکہ مذکور کا برباد ہوچکا تھا اسوقت ہم چلے تھے یہ خبر سنتا تھا کہ شاہ طلسم برہم ہوا اور
کہا پتلے حرامزادے بھی لشکر حریف سے ملگئے ہین جب ہوتا ہے اُدھر ہی کی فتح بیان کرتے ہین مین ان سب کو
جلادونگا یہ کہکر باغبان وزیر ساتھ تھا اُس سے کہا ان پتلون کا بیان میری سمجھ مین نہین آیا تم مفصل دریافت
کرکے حضور مین عرض کرو باغبان پتلون کو علیحدہ لے گیا اور مفصلاً و مشرحاً جملہ کوالف جنگ دریافت کرکے
خدمت بادشاہ مین آکر عرض پیرا ہوا بادشاہ حال سُنکر آگ ہوگیا اور گویا ہوا کہ اس صحرائی کوکب کی قضا ہی
آگئی مین بڑا پاس کرتا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہے افسوس ہے کہ مجکو ایسے یار سے لڑنا پڑا دیکھو تو کیسا عذاب الیم سے

اوسکو ہلاک کرتا ہون خلاصہ یہ کہ شاہ طلسم لبان مجنون جری دیر تک بکا کیا آخر یہ تجویز کی کہ ایک نامہ لکھ کر کوکب کو سمجھاؤن بعد اسکے پھر اُس کے ملک پر فوج بھیجون یہ سوچ کر باغیان سے کہا ہرچند کوکب میرا دشمن صعب ہے لیکن مجکو حجت ختم کرلینا چاہیئے اور اایکی ایسے زبردست ساحر کو نامہ دار کرکے روانہ کرون کہ کوئی راہ مین اُسکو قتل نہ کرسکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ مین دے اور جواب صاف ہے نامہ سابق جو بدست قرطاس مین نے بھیجا تھا وہ اسکو پہونچا نہین یہ کہکر ایک بیضہ کمر سے نکالا اور زمین پر مارا زیر زمین طلسم ایک جادوگر طاق طوسطراق دندان جادو نام رہتا ہے واقعی ابلیس کا بچہ ہے یہ بیضہ سحر تہ زمین طلسم پر اُسی ساحر پاس پہونچا تخت اہر شیطان کا پانی پر رہتا ہے اُس طلسم کے زمین کے نیچے بھی طلسمات ہے دریا اور صحرا اور کوہستان ہے بڑا سامان ہے انشاءاللہ بروقت فتح طلسم اور داخلہ شہزادہ اسد مرحلہ جات طلسم پر بیان کیا جائیگا غرضکہ جب وہ بیضہ سحر اُس کے پاس پہونچا وہ سمجھ گیا کہ افراسیاب نے مجکو بلایا بس فوراً اپنی جگہ سے اونچا ہوا اور طبقہ زمین توڑ کر نکلا اژدر پر سوار گرز ہاتھ مین لیے تھا خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی ہر بن مو سے آگ نکلتی جسم کے رونگٹے تیر کی طرح کھڑے موے سر کرختگی مین ہیکلے کی طرح تھے منھ کالا قد بالا کریہہ منظر دب بھیت وجود سرا انتہا کا جاہل مست لولا العقل شرافت اُس سے منزلون دور تہذیب و ادب اُس سے نفور کہ موجب ابیات

اک انسان تیرہ رو اسمین سے نکلا
لب بالا فراز دوش پایا
وہ داغ ایسا کہ انگارہ سا روشن
زمین کیسی پہاڑون کے گلوگیر

زیادہ نخل سے قد طول مین تھا
بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
اسی صورت سے سب کیفیت تن

لب زیرین نے سینے کو چھپایا
گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے طوسطراق ہماری جانب سے نامہ لیکر بادشاہ طلسم نور افشان کے پاس تم جاؤ اور اوسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور کسی کو نہ دینا اور اُسکے ظلمات کی طرف سے جانا ہرگز کسی سے نہ دبنا اوسنے عرض کیا کہ سن لیجیے گا جس طرح مین جاؤنگا شاہ نے اوسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور اُسے حکم تحریر نامہ دیا مضمون تبلایا منشی بدائع نگار نے عنبر و مشک مداد مین حل کرکے تختۂ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختۂ گلزار بنایا واقعی باغ پر بہار لگایا

نامہ شاہ افراسیاب مشتمل بر مضامین جلالت آگین جانب کوکب روشن ضمیر خوش آئین و پر تمکین لمؤلفہ

اوصاف مین ساحری کے تقریر
جمشید کے لب پہ جیسے ساغر
بلونے دو سو کی ہے خدائی

کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر
کرتا ہے جو وصف یہ لقا کے
کب کفر سے سب کو ہے جدائی

یون کلک دوات کے ہے منھ پر
سرمست ہی کلک اسی صفت سے
ابلیس کے سب یہی ہین نائب

اللہ کی بندگی سے تائب
کیا ان کے بیان ہون اوصاف
اے ساحر ذی تبار و ذیشان
دُر خوش آب بحر شاہی
شاہنشہ برو بحر بر از جوش
خدمت مین ادا ہماری کرکے
جادو کے ہین جسمین مہر اور ماہ
وہ گل ہون کہ جسمین سحر کی بو
جادو ہی کی جسمین اٹھتی ہے لہر
کیا آئے گا دیو میرے آگے
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
کانپے خورشید میرے آگے
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جائے
افلاک پہ کب ہین اتنے تارے
بتلاؤن شمار فوج کس سے
ہر اک جرار وصف شکن ہے
زور و قوت مین سب یگانہ
آگے اب کیا لکھون بڑائی
لازم ہے غضب سے میرے ڈرنا
اور لوح طلسم نور افشان
غارت برباد ہو تمھارا
ان باتون کو سوچ کے سمجھ کے
جلدی بھجوا دو پاس میرے

جس نے معبودان کو جانا
اظہار ہے حال دل بس اب صاف
گلدستۂ بزم شہریاری
غواص محیط آشنائی
جو رسم ہے دوستی کے شایان
یہ لکھتے ہین تمکو دوستی سے
وہ باغ ہون جسمین سحر کے گل
وہ نخل ہون جس کے پھل مین جادو
غصہ مرا قہر ہے بلا ہے
میرے سائے سے بھوت بھاگے
غصہ مجھے کوہ پر اگر آئے
بہرام مری صدا سے بھاگے
کیا اپنی لکھون مین شان لشکر
اشجار زمین کہان ہین اتنے
وہ وہ ساحر ہے افسر فوج
سہراب توان و پیلتن ہے
اگلین دم جنگ ایسا وہ زہر
مین چاہون تو خود کرون خدائی
ہین میرے طلسم کے جو اسرار
معلوم ہے مجکو یار ذیشان
حجرے مرے پاس ہین بلا کے
لازم ہے کہ صلح کر لو ہم سے
بس ختم کلام ہے یہان پر

رسم جادوگری کو مانا
اے شاہ طلسم نور افشان
رونق دہ باغ کامگاری
فہمیدہ و عقیل و صاحب ہوش
ممکن نہین جس کا ہم سے پایان
وہ چرخ بلند ہو نمین اے شاہ
پھولے ہین ہزارون بے تامل
وہ بحر ہون جسکی موج ہے قہر
کب اوس سے کوئی بھلا بچا ہے
ہو جسکی طرف مرا اشارہ
دل کوہ کا آب آب ہو جائے
تیور پہ مرے کبھی جو بل آئے
شیران ژیان سگان لشکر
ذرے نہین اسقدر زمین کے
جمشید کا پست جنسے ہو اوج
ہین سحر مین نادر زمانہ
آئے نگلے اژدہون کو بھی لہر
کب چاہیے تمکو مجھ سے رونا
تم اُس سے نہین ہو کچھ خبردار
چاہون تو ابھی طلسم سارا
کب مٹ سکین وہ بھلا کسی سے
اوس دزد عمرو کو قید کرکے
اقبال سدا ہمارا یاور

یہ مضمون لکھکر مہر شاہی سے منقش کرکے طومطراق کے حوالہ کیا اور بادشاہ نے خلعت دیکر مرخص فرمایا وہ زادۂ ابلیس نامہ لیکر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار اژدرہم لیکر چالیس ہزار ساحر سے بحشم و خدم روانہ ہوا اژدرہم یہ کہ بطور نظر بندی کے ہر شخص کو دکھائی دین کہ اژدہے اس ساحر کے ساتھ ہین اور اصل مین کوئی اژدہا نہو غرضکہ بعد اس کے رخصت ہونے کے افراسیاب پاس دو پتلے خبر لیکر حاضر ہوے اور بعد بجالانے

دعا و ثنائے شاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ صرصر و صبا رفتار کو عمرو عیار نے گرفتار کیا ہے اور اُنکو طلسم نور افشان مین
بھیجا چاہتا ہے یہ سُننا تھا کہ غضب بادشاہ بطاری ہوا اور سوچا کہ عیار بچیان بھیجدی گئین تو بڑی ذلت ہوگی پس
اسی وقت سحر پڑھکر پکارا کہ اے ہنود جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر روئے ہوا سے اوتر کر سامنے آیا اس
ساحر کا یہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ بروئے ہوا اوڑتا رہتا ہے اور پرواز کے سناٹے مین ایک ہی مرتبہ کو سون نکلجاتا ہے
پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ بارگاہ عمرو مین صرصر و صبا رفتار قید ہین
اُن اوٹھا لاؤ یہ حکم سنکر ساحر مذکور سناٹا بھر کر روانہ ہوا اور آندھی کی طرح اوڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ مین قریب بارگاہ
خواجہ پہونچا یہان خواجہ عیارہ سے دل لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نور افشان اُنکو بھیجین اس اثنا مین
ایک آندھی تیز و تند آئی عمرو کمند آصفہ سے صرصر کو رہا کرکے حوالہ صبا کر چکا تھا کہ اُنکو لے جائے پس وہ آندھی
ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہوگیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر مین عیارینون کے پڑا کہ اُٹھا کرے چلا ساحران
ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی او رعیارنیون کو دیکھا کہ ایک ساحر اُٹھا کر اُنکو بلند ہوگیا ہے اور بڑی تیزی سے
جاتا ہے یہ دیکھکر یہان سے بھی ہزارہا ساحر پر پرواز پیدا کرکے اوڑا لیکن ہنود ساحر کو اوڑنے مین چیدہ و منتخب
کرکے شاہ طلسم نے بھیجا ہے اُس کے مقابلہ مین کوئی پرواز نہ کر سکا اور اسکی ہوا کو بھی نہ پہونچا مگر لینا لینا کا غلغلہ
عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر سحر خوان ہوے اور باران جادو جو ابر بنا ہوا دریا ہے ماہی پریزاد چھپایا ہوا تھا
وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پریزاد بھی خبردار ہوئی پس وہ دریا جو مثل نہر ایک طرف کو مختصر سا تھا اسقدر بڑھا
کہ جتنی دور تک ہنود گیا دریا بھی روان ہوا ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکلگیا ایک مقام پر اوترا
کس لیے کہ سناٹا بھرے جو آیا تو دم چڑھ گیا تھا پس جیسے ہی یہ زمین پر اُترا ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیاہ رو
سیاہ تاب پیشانی اسکے تعقب مین آتا تھا وہ پکارا کہ اے بحرین جادو یہ چھوٹا جانے نہ پائے یہ سنکر
ہنود نے پھر چاہا کہ مین اوڑ جاؤن لیکن ایک جانب سے بحرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب سے دریا
پر اوبھر آئی اور ماہی تیر کی طرح سیدھی جست کرکے چلی ہنود اُڑنے نہ پایا تھا کہ یہ اُسکے سینے پر لگ کر
پشت کے پار نکل گئی اور تڑپ کر پھر دریا مین گئی اودھر شور اُس کے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا ہنود جادو کو اندھیرا
ہوگیا لاش کے سر سے دھوان پیدا ہوا اوس تاریکی مین عیارنیان تو بھاگ کر درۂ پہاڑ مین چلی گئین اور وہ
دھوان لاش مین لپٹا اور اُٹھا کر جانب افراسیاب چلا دریا پھر اوسی طرح گھٹ گیا اور مار سیاہ نے خدمت
خواجہ مین آکر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیارنیان نکل گئین اور ہنود مارا گیا خواجہ خاموش ہو رہے لیکن لاش
ہنود دھوان لیے ہوے جاتا تھا کہ راہ مین صنعت نے اُسکو دیکھا کس لیے کہ یہ جو شکست کھا کر بھاگی تو
صحرا مین ٹھہری تھی اور کچھ بھگیلی فوج اُسکے پاس جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نعش مذکور کو جاتے دیکھکر اسنے سحر پڑھا
کہ وہ زمین پر اوتر آئی اور پیر سحر کے حال اسکے قتل کا معرض بیان مین لائے یہ جملہ حال سنکر لاش اپنے ہمراہ لیکر خدمت
افراسیاب مین گئی وہ بیابان نرگس سے اُٹھکر باغ سیب مین آیا تھا کہ یہ جا کر پہونچی اور حال قتل ہنود اور

اپنا شکست کھانا سب بیان کیا بادشاہ اس ساحرہ کے مارے جانے سے بہت غضبناک ہوا اور اُسی وقت اوٹھا کہ اس نا عیارہ عمرو مکار کو ابھی جا کر گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ ساحران نرکھا لیس بحالت غضب شعلہ بنکر چمکتا ہوا لشکر خواجہ کی طرف چلا یہ تو ادھر سے چلا اس طرف کا حال سنئیے کہ ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہوشربا مین پہونچا کر جو پھری تو اُسی راہ سے قلعۂ ہفت رنگ مین آکر مسند ناز پر بصد امتیاز بیٹھی مگر مفارقت خواجہ سے ملول نہ غمگین بھتی اور شاہ کوکب بعد خصرت عمرو سرمہ جہانبانی پردار المارۂ طلسم مین آکر رونق پذیر ہوا لیکن بجفیہ عقاب جمشید طلب کرکے حال خواجہ معائنہ کرنے لگا جملہ کیفیت تجمل سواری اور جنگ وغیرہ کی دیکھ کر خوشنود تھا یہان تک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اُسی بجفیہ مین دیکھا اور از بسکہ روشن ضمیر لقب رکھتا ہے یہ بھی بزور کہانت معلوم کیا کہ جب لاش ہنود کی افراسیاب پاس پہونچیگی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنے آئیگا لیس یہ دریافت کرکے فوراً سنے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہر عالم افروز سپہر عیاری و اے سپہر عظمت وکامگاری آپ مجھ سے وعدہ ایک روز کا فرما کر تشریف جانب لشکر لے گئے تھے گو وہ دن اور رات تمام نہین ہوئی مگر مناسب یہ ہے کہ بعد ملاحظہ نامۂ احقر جلد تر نہضت فرما اس جانب ہوجیئے وہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا ہے تو پھر چلے جائیگا دوسرے یہ کہ لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے مل چکے پھر وہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہے لازم ہے کہ اس نیاز کیش کو قدوم سعادت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمایئے زیادہ شوق ملاقات ولبس۔ یہ نامہ ایک بنجہ کو سحر کرکے دیا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کے پاس لے جا اور ایسا افسون پڑھا کہ پنجہ آن واحد مین عمرو کے پاس پہونچا اور نامہ دیا خواجہ نے مہر اُس پر کوکب کی دیکھی بصد شوق وا کرکے مضمون پر واقفیت پائی اور مہرخ وغیرہ سردارون سے کہا کہ خدا حافظ لو اب مین جاتا ہون شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جانکر مجھکو طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے یہ کہکر وہ مرکب جو بران نے کوتل ساتھ کردیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اس گھوڑے پر سوار ہوکر آنا یہ راہ ظلمات سے آگاہ ہے تمھین کچھ ہی دیر مین میرے پاس لے آئیگا لیس اوسی مرکب کو آراستہ کرا کر طلب فرمایا اس عرصہ مین سمند روز عرصۂ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور توسن گلگون خورشید دست سپہر طے کرکے مغرب کے تھان پر گیا کہ بموجب

ابیات

یکایک شتل بخت ناتوان مین
نگاہون سے چھپے سامان افلاک

ہوا خورشید پھر محتاج تسکین
روا سے شام پھیلی جانب خاک

شام ہوتے ہی خواجہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا کہ آخر تو آپ جاتے ہین ہم روک نہین سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گذرا کہ آپنے کھانا نہین نوش فرمایا اسوقت کچھ تناول کیجیئے خواجہ نے اُنکی خاطر سے توقف کیا اور مہرخ نے خاصہ طلب فرمایا بکاولون نے دسترخوان دیا و بریان پر اغذیہ لذیذ و طعام شیرین و نمکین کو بصد تمیز چنا خواجہ بہار وغیرہ کو لیکر دسترخوان پر آئے اوسطرف کوکب نے آمد خواجہ مین دیر ہونے سے پھر بجفیہ عقاب دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ کے آنے مین توقف کیا ہے اور افراسیاب اپنے مقام سے اُنکی گرفتاری کو روانہ ہوا ہے یہ معلوم کرکے اپنے سردارون سے کہ حاضر دربار تھے فرمایا کہ اے قیصر جادو

اے نسران جادو اے فلان و فلان تم مین سے کوئی ایسا ہے جو افراسیاب کو جا کر دے اور عمرو کو بچانے
کس لیے کہ عمرو قید ہوا چاہتا ہے اور اب کی اسیر ہوا تو مارا جائیگا یہ کلمہ جاضرین دربار سنکر عرض رسا ہوے کہ آپکے
ہم تابعدار ہین جان دینے مین ہمکو عذر نہین لیکن شاہ جادوان ہم سے رک نہ سکیگا کوکب نے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا
اور دستک دی کہ نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور مثل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کی طرف چلا لیکن افراسیاب مثل
شعلہ جوالہ پیچ و تاب کھاتا ہوا کنارہ لشکر عمرو کے پہونچکر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور آدھا پہاڑ
بنکر تیار ہوا اور آگے بڑھا پچھلا دھڑ جو مثل کوہ کے تھا ایسا بلند و گران تھا کہ جتنی بلندیان روے زمین کی تھین سب
اسکے نیچے تھین خیمہ و خرگاہ و چبوترہ و دکانات و بازار لشکر و نشیب و فراز سب کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے اس پہاڑ تلے
دب کر سرمہ سا ہوتے تھے ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم عالم اس کے عکس سے تاریک و سیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ
تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا بلیات دنیا نے جمع ہوکر اس صورت سے اپنے تئین نمودار کیا تھا یا یہ کہ آفتون کا وہ گھر تھا
دل کوہستان اوس سے آب آب کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھ کر اضطراب گاو زمین کی اس نگرانی سے کمر ٹوٹی جاتی
لنگر اٹھانے کی تاب لاتی قلہ کوہ خاطر آسمان کے پار ہوجاتا تو عجب تھا دل رمن دغبرا مین لسان خار غم یہ کوہ گرا
تھا پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا اور اوپر کا جسم چیتے کا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ دُرّہ کوہ سے چیتا نکل رہا ہے مگر وہ چیتا ہے
کہ جسکو دیکھ کے اسد چرخ چونکا اور چیتا ہے ضیغم چرخ چکرانا کیسا اُس کے سامنے سے مثل سگ دُم دبا کر بھاگا چاہتا تھا
گاؤ آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو اب ایک ہی نوالہ ہے فوج فلک کو خیال تھا کہ مین طعمہ بنا چاہتا ہون اس صورت مہیب
کو دیکھ کر لشکر خواجہ مین شیر دل گھبرائے پیلتنون کو غش آئے ہزبران بیشہ شجاعت تھرائے قوی پنجہ خوف سے وہ ضعیف
ہوے کہ مور بنگئے دہشت سے صاحب زور روباہ بنگئے دل ہر ایک کے دونیم تھے گرفتار رسن بیم تھے **نظم**

وہ پچھلا دھڑ تھا اُسکا کوہ آسا
مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
بشکل قصد آپہونچا وہ نزدیک

شب آسا ہوگئی تاریک دُنیا
بنا سر سے کمر تک تھا وہ چیتا
ستمگر تیرہ دل بدخو ستمگار

بشکل رنگ زنگی اسکو پایا
فلک گردیکھتا اُسکو نہ جیتا
بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک

جب اس صورت سے شاہ جادوان لشکر خواجہ مین در آیا لشکریان شیر توان
ساحران اژدر صورتان اُسپر لپٹا لپٹا کہکر چلے اُسنے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ژیان صحرا مین دُم دبا کر
کُتّے کی طرح کچھار سے رد لبوار لائے سیمرغ قلۂ قاف مین پھڑ پھڑا گیا نسر طائر سپہر کو آشیانۂ افلاک مین غش آگیا
جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہوکر فرش خاک ہوے دل سینون مین چاک ہوے لشکری تو بیہوش ہوے لیکن خفتگان
زمین قبرون مین چونک پڑے کہ صور قیامت پھونکا گیتی کو زلزلہ آیا اس نعرہ مارنے پر بھی باران جو ابر بنا
ہوا دریاے ماہی پر برا دیرہ چھایا تھا گرجتا گرجتا جانب شاہ جادوان چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی
چلی شاہ جادوان نے دوسرا نعرہ ایسا مارا کہ یقین تھا سقف گردون پھٹ پڑیگی ایوان جہان ڈھے جائیگا
باران کا زہرہ آب ہوجاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا مگر یہ لوگ وابستہ

طلسم نورافشان مین ان کے گرفتار کرنے کو اور تحفہ طلسم ہے کہ حال اسکا بیان ہوگا غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جادودان نے مارا تو ابرسمٹ کر مثل لکہ مختصر کے ہو کر کنارے ہو گیا اور دریا بھی گھٹ کر چقر کی طرح بنا افراسیاب نے دہن سے پنجہ پلنگانہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ مین کہ عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اسکا سراپچہ پنجہ سے پھاڑا اور پنجہ خواجہ پرڈالا مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سنکر بیہوش ہو گئی تھین کسی مین دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل تصاویر آذری و لعبتان حسن بیحس و حرکت تھین اور عمرو بوجہ تحفہ ہاے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ گلیم اوڑھ سکا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا پنجہ نے گردن پکڑ کھینچا اور باہر بارگاہ کے لاکر پھرا کہ جانب باغ سیب روانہ ہون مگر رُخ پھیرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پائین مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا برج اسد گویا لڑنے آیا تھا فلک ستمگار اپنا خونخوار ہوتا جاتا تھا کہ شیر بنکر زمین پر آیا تھا کہ ہیبت وہ آدھا جسم اُسکا آسمان تھا؛ فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا پس اوس شیر آسمان پیکر نے آتے ہی پلنگ کے طمانچہ مارا پلنگ نے پنجہ پر اُس تھپڑ کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے شعلہ جھپک کر شیر پر چلا شیر نے اوس شعلہ کا بھی خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا اُسکو پنجہ مین داب کر اس زور سے دھڑ کا مارا کہ آنچ لرز کر پھر زمین مین سما گئی پلنگ نے یہ دیکھ کر ایسی چیخ ماری کہ دنیا دہل گیا شیر نے بھی نعرہ جانستان کیا کہ ارض و غبرا مین زلزلہ پڑ گیا اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا طمانچون سے آگ نکلنے لگی نظم

کیا نعرہ قریب شیر جا کر
لبشکل مار اک کنچہ سا پیدا
ہزاروں رنگ کے دیو ستمگار
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ
لگا چلنے طمانچہ بھی برابر
بلائیں آئیں پھر چاروں طرف سے
ہوئے پیدا بھڑے آلیس مین اکبار
لپک مثل زبان اُس سے ہویدا
ہزاروں ابر چھائے اور برسے
بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ

غرض یہ ماجراے ہیبت اثر کہا تک بیان ہو کبھی آپس مین تلکوین چلین کبھی طمانچے چلے اوسی گرمی جنگ مین شاہ جادودان نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھول کر سامنے کوکب کے کی اُسنے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اکہ اوتار کر اُسکو دکھایا ادھر یہ جھوم کر چلا اور بیہوش ہو اُس طرف وہ بیخود ہو کر گرا یہ جو بیہوش ہوے زمین سے پریزادین افراسیاب کے نیے پیدا ہوئین اور دوسرے کے لیے سواران زرین پوش روے ہوا سے اُترے لیکن قران عیار صحرا مین ہمیشہ رہتا ہے اُسوقت غوغا سنکر لشکر مین آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہونے سے بچ رہا تھا وہ آیا اور افراسیاب کو بیہوش دیکھ کر خنجر کھینچ کر دونون چلے کہ مارڈالین مگر پریزادون نے پچکاری گلاب و کیوڑے کی بھری منھ پر شاہ جادودان کے ماری تو وہ اُٹھ بیٹھا عیار بھاگ کر ایک طرف چلے گئے اور کوکب سواران زرین لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے وہ عمرو کو لیکر روانہ ہو چکا تھا شاہ جادودان ہوش مین آیا کسی کو اُسنے نپایا پکارا کہ اس لشکر پاشکستہ کو جو میری ایک چیخ سے بیہوش ہوا ہے کیا ہلاک کرون یہ کہہ کر ایک قہقہہ مارا اور کہا وہ جنگلی میرے سامنے سے

بھاگ گیا ورنہ مارا جاتا غرضکہ بڑی دیر تک لاف وگزاف کرکے سحر خوان ہوا کہ ہوائے تند کے جھونکے آئے اور تمام لشکر
مہرخ و عمرو کا مع سردارون کے ہوشیار ہوا اور شاہ ہر ایک کو ہوشیار کرکے غائب ہوگیا ہر ایک لشکری سجدۂ شکر خدا
بجا لایا اور مہرخ سے قمران و برق نے آکر سارا ماجرا جنگ صنیم و پلنگ کا بیان کرکے کہا کہ مقرر وہ بجز شاہ
کوکب تھا جو خواجہ کو آکر رہا کر گیا یہ حال سنکر ہر ایک کو خواجہ کی جانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہین
پس ہر ایک بدستور قدیم آباد و شاد ہوکر قیام پذیر ہوا ادھر شاہ کوکب جو عمرو کو لے گیا تو وہ اس ہنگامے سے
بیہوش تھا شاہ مذکور اسکو لیے ہوئے اُس مکان مین آیا کہ جہان بران رہتی اور خواجہ بھی وہین رہتے تھے لیکن ہان
آکر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی انیسون کے بیہوش ہوگئی اور بادشاہ نے بارہ دری مین
آکر خواجہ کو ایک کمرے مین پہونچایا وہین خواجہ سویا کرتے تھے جبسے کہ یہان مہمان آئے تھے چنانچہ اُس کمرے مین پلنگڑی جواہر نگار
بچھی ہوئی تھی اُسپر خواجہ کو لٹاکر سحر اُن پر سے شاہ جادوان کا برطرف کیا اور آپ غائب ہوکر مقام پر چلا گیا دارالامارۃ
مین آکر تخت پر بیٹھا وہان بعد لمحہ کے بران جو اوٹھکر اندر اس کمرے کے آئی دیکھا کہ عمرو دوشالہ اوڑھے لیٹا ہے
حیران کار ہوکر قریب تر آئی اور دوشالہ اُٹھاکر جو دیکھا تو خواجہ کو پسینے پسینے پایا اُسنے ہاتھ تھام کر اُٹھایا عمرو نے
بھی ملکہ موصوف کو دیکھکر اور اپنی جائے سکونت کو دیکھکر استعجاب کیا کہ مین یہان کیونکر آیا ملکہ نے عمرو کو متعجب دیکھکر
کہا کہ اے شاہ عیاران آپ متفکر ہون ضرور آپ کو شاہ کوکب یہان لائے ہین خواجہ نے کہا مجکو افراسیاب
نے چیتا بنکر پنجے مین دبایا تھا مین بیہوش ہوگیا پھر مجکو نہین معلوم کیا ہوا ملکہ نے کہا مین آپسے سب کہدونگی اب
اس وقت چپ ہو رہیے یہ کہکر خوشی خوشی خواجہ کو لاکر زیر سائبان زرین مسند پر بٹھایا باغ کی روشنی اور بہار
گل و غنچہ دکھانے لگی جام مے ارغوانی پلانے لگی اس عرصہ مین سحر کا ایک پتلا اوڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کرکے
نامہ کوکب دیا ملکہ نے نامہ پڑھا اسمین کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانے کی لکھی تھی اسکو سنکر
عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہرخ وغیرہ سب خیریت سے ہین کیونکہ اسکو یہ فکر تھی کہ مجکو تو کوکب لے آیا ہے وہان
افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہوگا فی الجملہ اُس نامہ مین یہ بھی مضمون تھا کہ اے فرزند افراسیاب کا
ایلچی طومطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہے تم اُسکو بلواکر بموجب اس قول کے کہ ایلچی را زوال
نیست عزت اوسکی کرنا اور اگر وہ نامہ تمھین نہ دے تو زیادتی نہ کرنا میرے پاس بھیجدینا یہ مضمون فیض مشحون
نامہ خیر ختامہ بدر گرامی قدر پڑھکر ملکہ بہت خوشنود ہوئی پتلے کو رخصت کردیا اور بقیۂ شب حکم جمع ہونے جلسہ عشرت دیا
مرزان وزیر بھی حاضر ہوا ارباب نشاط گائنین خوش گلو زہرہ پیکر آکر ناچنے گانے لگین ہنگامہ انبساط گرم ہوا جام
شراب چلنے لگا اسی جلسہ مسرت مین وہ رات تمام کی اور ساغر زرین مہر انجمن افلاک پر ساقی قدرت نے گردش پذیر

فرمایا کہ بیت

بنے اختر حیاے چشم جانان	نظر آسا ہوے نظرون مین پنہان

صبح کو بعد فراغ طاعت آلہ خواجہ و ملکہ نے آرام فرمایا اُس ہنگام شب سے سحر تک شاہ افراسیاب سینہ آسا

بستر آتش غم پر جلا کیا اور صبح کو وہ دل کیطرح اُٹھ کر ظلمات مین جا کر بیٹھا دل سے سوچا کہ کوکب بچہ سے برابری کر گیا
جو حال تیرا ہوا وہی اسکا بھی ہو اب سحر ایسا کرنا چاہیئے کہ حریف ہلاک ہو چنانچہ اسی فکر مین یہ غرق ہے اب چند
کلمہ لشکر ظفر پیکر صاحبقران نامور کے بیان ہوتے ہین کہ امیر بارگاہ آسمان جاہ مین بعشرت تمام تر تشریف
فرما ہین۔ اور لقاے بے بقا راندۂ درگاہ خداوند زمرد شاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا دربار جمع ہے اور
صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہین بختیارک شیطنت کر رہا ہے چنانچہ صبا و بلا کو اُس شیطان نے پھر اغوا کیا یعنے
بیٹھے بیٹھے اٹھ کر چلا لقا نے پوچھا کہان جاتے ہو کہا رات بھر خدا پرستون کے نعرون سے نیند نہین آئی ہے اسوقت
کسی جنگل مین جا کر سو رہونگا یہ کلام سنکر صبا و بلا نے کہا ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہین اُسنے کہا تم ابھی ٹھہرو ایکہی
مرتبہ جنگل آباد کرنا چین سے پانون پھیلا کر خواب عدم مین سونا ساحر یہ کلمہ سنکر خفیف ہوے اور کہا ہم شاہ جادوان
کے مرد بھیجنے کا انتظار کر رہے تھے خیر اب طبل جنگ بجاؤ ہم آپ سمجھ لین یہ کہکر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دین کہ
ہرکارے خبر لیکر سامنے آئے اور بعد دعا و ثنا کے لقا عرض پیرا ہوے کہ ایک ساحر زہیر بن قہر نام فرستادہ
شاہ طلسم فوج کثیر سے آتا ہے واقعی بڑا پہلوان معلوم ہوتا ہے یہ کہکر ہرکارے چلے گئے اور لقا نے منصور
کو ہی وغیرہ چند سردارون کو بہر استقبال روانہ کیا یہ سردار گئے راہ مین ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی باعزاز تمام ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آئے لشکر اُسکا اترا اُسنے سامنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دیکر بلا گردان ہوا اور
دنگل پر بیٹھا بختیارک سے بھی ملا اوسنے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا تم طلسم ہوشربا مین بالکل بیکار تھے اس لیے
خداوند پر تیل ماش ہونے چلے آئے اُسنے کہا ملک جی گھبراتے کیون ہو آج میرے نام پر طبل رزم بجاؤ کل سر میدان
تماشا دیکھو ملک جی نے کہا جلدی کیون اڑتے ہو ایکدن تو جی بھر کے دیدار خداوند کا دیکھو پھر آخر تم کہان اور خداوند کہان
اُسنے کہا ملک جی یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین آخر فنا آخر فنا یہ کہکر حکم دیا کہ ساقی نے لاکر جام مے زہیر بن قہر کو دیا ناچ
ہونے لگا شام تک شغل بادہ خواری رہا جب آفتابی ساغر طاق مغرب پر رکھا گیا کہ ہیبت بہار شام نے پیدا کیا
رنگ + ہوئی کہ ظلمت لباس صاحب ننگ + شام ہوتے ہی طبل جنگ پر لشکر ساحران مین چوب پڑی ہرکارے
خبر لیکر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوے کہ ایک ساحر بارگاہ لقا مین تازہ وارد
ہوا ہے اُسکے نام پر طبل جنگ بجا ہے یہ خبر سنکر امیر نے حسب ایاے شاہ چالاک کو اشارہ کیا اوسنے جا کر
نقارخانہ سکندری مین طبل سکندر پر ڈوال دی تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم سحر لڑائی ہے معرکہ آرائی ہے پس ہر ایک تیاری کرنے
لگا پہر رات سے گئے امیر نے بھی دربار برخاست فرمایا گردن کشی شمشیر زن وصف شکن اپنی اپنی بارگاہ مین آئے
اکل وشرب سے فراغت کر کے اسلحہ کی درستی مین مصروف ہوے طول ہر مقام کا نہین اچھا ہے چار پہر رات ہر سمت
شور تیاری حرب رہا جب خنجر مہر کو ترک دہر نے سان پر چرخ کے چڑھایا کہ بیت ہوا پھر صبح کا شعلہ شرر بار ہے
اور انشعاعی صفت رنگ شب تار + امیر کشور گیر نماز سے فراغت کر کے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحے کا لاکر
سامنے رکھا آپ نے تمام تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرما کر باہر مسجد کے آکر خانہ زین اشقر

کو منور و روشن مثل آفتاب تابان فرمایا بہرام و لندھور وغیرہ نے آکر تسلیم کی آپ ہر ایک کو ہمراہ لیکر جلوخانہ بلوہ مین
شہنشاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے بہت جلد برآمد ہوے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا
حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوے ہزارہا فانوس مینا کار اور پنجشاخے دوشاخے روشن تھے عود سوز و عنبر سوز جلتے تھے
نرگس دانون پر عود برکی کا بکٹا جھنکتا ہوا بسم اللہ کی آواز بلند اسی طرح جب شاہ ارجمند بر آمد ہوے امیر نے آگے
بڑھکر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا سوار ہونیکا اشارہ فرمایا امیر سوار ہوے بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم تخت سے
آگے چلے اور تمام سردار تہمتن و گرزن مجرائی ہو کر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ ہوے اب تو
بڑے کر و فر سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیارون کے غول دھمدھمیان بجاتے شلنگین بھرتے
کمندون کے پھیچے باہم چلتے حقہ ہاے بیہوشی اوچھالتے جاتے تھے ایکجانب پیادہ پلٹنون میں مسلح جماے سوار
رسالون مین گھوڑے برابر ملاے چلے آتے تھے نوبت و نقارے بجتے سقے چھڑکاؤ کرتے نقیبون کا بولنا گھوڑون کے
ہنہنون کی صداسمون کے کھڑاکے کی آواز خوف سے ترک فلک کا مزاج ناساز غرضکہ بسبیل اختصار جا بنگاہ مصاف
پر یہ لشکر دلاوران پہونچا صفین جمنے لگین قلب لشکر مین سر پر شاہ زمان قائم ہوا بیلداردن نے زمین رن کی ہموار کی سقاؤن نے
جھاڑی جھنکڑی کاٹ دی میدان مثل آئینہ کے پاک و صاف نظر آیا روے شجاعت اوس آئینہ مین ہر بہادر نے
دیکھا اوسوقت دروازۂ قلعہ کوہ عقیق کا کھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی تخت ہاتھیون پر کھچا ہوا گرداون ہاتھیون
کے ساٹھ لاکھ کا لشکر دریاے آہن مین ڈوبا ہوا ظاہر ہو کر میدان مین آیا ایک طرف سے ساحرون نے پرا جمایا
بلاے جادو سحر کے شکنجہ مین سوار صبا پہلو مین دونون مرد شغل بوس و کنار ہمراہ فوج بے شمار لیے کوئی گروہ اژدر
سوارون کا کوئی غول بیر سوارون کا یہ سب ایک جانب کو آکر صف کشیدہ ہوے پھر زہر کی آمد ہوئی اوس کے
ساتھ کے ساحر صورتین ڈراؤنی بناے تھے بال ڈاڑھی مونچھ کے ایسے بڑے تھے کہ چہرے اونکے چھپے تھے بعض
اونمین جوگی بنے گیروے کرتے پہنے تہمد باندھے بال سر کے اولٹے کنگھے سر مین گھرسے لکڑیون پر جھولیان
لٹکاے تونبیان منہ سے لگائے تھے بعض تخت سحر پر سوار سامنے منقل سلگاے تنکی لکڑی کی بناے جوت کا دیا
جلائے تھے کسی کے ترسول مین فلیتہ روشن ترسول منہ مین اوترا ہوا حلق کے پار گذرا ہوا منہ سے تیل نکلکر اوپر
کو چڑھتا فتیلہ تیز ہو کر بھڑکتا اوسکی لو سے پتلا آتش کا نکلتا بھینٹ دے بھینٹ دے کہہ کر غائب ہو جاتا
غرضکہ بایں کر و فر وہ جملہ لشکر آمادہ بہ شور و شر ہوا میمنہ و میسرہ و ساقہ و کمینگاہ ادھر بھی درست ہو کر نقیب
جانبین سے نقابت نکلکر کر گئے اور زہر نے اپنا مرکب اوڑاکر سامنے لقا کے آکر سجدہ کیا اور اجازت طلب
کی اوس روسیاہ نے گڑگڑا کر فیل پر سے نہیب دی کہ اے بندۂ قدرت تجکو ید قدرت کے حوالہ کیا یہ سن
صدا کو سنکر شاد شاد پھر سوار ہو کر میدان مین آیا اور مثل مبارزان صف شکن سلحشوری دکھا کر مبارزطلبی کی اس
طرف تو ہم دمشقیون مین علمون کو جلوہ ملا اور شہزادۂ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اوڑاکر سامنے
تخت شاہ اسلامیان آکر مرکب سے کود پایہ تخت کو چوم کر اجازت میدانداری حاصل کی اور مرکب بادپیما ڈپٹا کر

قریب حریف جا کر طالب حرب ہوا اوسنے دفعتین تو کچھ افسون پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا اس بہادر نے سپر پر
اُس شمشیر آبدار کو روکا لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بیہوشی طاری ہوئی ساحر مذکور نے تلوار نیام مین کرکے ان کے
گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اس دلاور کو اُٹھا زمین پر مارا اور لشکریون کو اپنے پکارا کہ وہ آ کر باندھ لیگئے
پھر اُس ساحر خاسر نے آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان اور تم مین سے جسکی اجل نزدیک آئی ہو وہ آئے اس صدا
کو سنکر سرداران ملک دمشق مین تار بندھا یکے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لیکر مقابل آنے لگے لیکن جو آیا وہ گرفتار
صرصر حادثہ تیغ سحر ہوا مختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا ہو کر قید ظلم مین پھنسا اور بہت لوگ جان سے
مارے گئے اور از بسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت کرکے نکلتے تھے امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی آخر
وہ دن تمام ہوا شاہ خاور کا میدان سپہر مین کام ہوا کہ بیت اک ابر نیلگون مغرب سے آیا + فروغ مہر دامن
مین چھپایا + شام کو لشکر لقا مین طبل آسائش بجا لشکر جانب خوابگاہ پھرے لقا نہایت شادان و فرحان
ساحرون پر سے زر نثار کراتا پھرا بارگاہ اسکی نصب ہوئی لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر امیر رنجیدہ خاطر
مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے عیاران لشکر نے جو امیر کشور گیر کو اُداس دیکھا عرض کیا کہ جناب قدس و اعلی
کسی طرح دلگیر نہون غلامان جان نثار جاتے ہین اور اون نابکار ساحران غدار کا سر بن پڑتا ہے تو لاتے ہین -
امیر نے کچھ جواب نہ دیا عیار ایما پا کر روانہ ہوئے یہان کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے پھر دربار برخاست
فرما کر داخل شبستان ہوئے سردار خوابگاہ مین آئے طلایہ لشکر مین پھرنے لگا اودھر لقا نے ساحرون کے لیے
حکم اجتماع جلسہ عیش و مسرت دیا ہے گائنین خوش آواز بصد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئی ہین دور شراب
ناب ہے جلسہ چنگ و رباب ہے بلائے جادو تو محفل مین بیٹھا لیکن صبا غائب ہوگئی ہے کیونکہ وہ غائب
رہتی ہے زہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہے خوب ہی جلسہ جما ہے زہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوند کے
خیمہ زر بفتی استادہ ہوا ہے جملہ سامان راحت اسمین مہیا ہے کہ اس جگہ وہ بارگاہ سے آرام کریگا فی الجملہ
اس خیمہ کے آراستہ کرنے کا جنھین انتظام سپرد تھا عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار یعنی چالاک و ابو الفتح
صورتین فراشون کی ایسی بنا کر اونھین مین آ کر ملے اور حاضر رہے جب رات زیادہ گئی زہر بارگاہ خداوند
سے اُٹھ کر اوسی خیمہ مین بہر آرام آیا اور پہلے آکر مسند پر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا اتفاق زمانہ بلا
جو دربار سے اُٹھا وہ بھی آواز گانے کی سنکر اُسکے خیمہ مین آیا اوسنے تعظیم دیکر مسند پر بٹھایا یہ ظالم اظلم جو بیٹھا
ہر سمت بیک نظر دوڑانے لگا کس لیے کہ عیارون کی حرکات سے خوب آگاہ ہوچکا ہے پس اسنے دیکھا کہ کنول
بجھانے نے کو جو فراش آیا ہے یہ عیار ہے اور واقعی چالاک شمعون پر بیہوشی گل کترنے کے حیلے سے اور
گلاسون مین نے کے ذریعہ پہونچا رہا تھا اوسنے پہچانکر سحر پڑھا کہ پانون چالاک کے زمین نے پکڑ لیے
بلا نے ایک ساحر سے کہا کہ اس فراش کو پکڑ لاوہ ساحر اوٹھکر اسیر کرکے اُسکو سامنے لے گیا یہ ماجرا دیکھ کر
عیار ابو الفتح جلد خیمہ سے نکلگیا اور وہان زہر نے بلا سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہے جسکو تم نے گرفتار کر لایا

یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور کہا یہ وہ ہین جنھون نے گھر ساحرون کے اوجاڑ دیے بستیان ویران اور برباد کر دین خاندان ساحرون کے دودمان سامری پرستون کے باقی نہ رکھے عیار انکا نام ہے یہ وہ افعی ہین کہ انکی نگاہ زہرآلود سے کام ہمارا تمام ہے یہ کہہ کر اُس ساحر سے کہا کہ اسکو باہر خیمہ کے لے جا اور سر کاٹ کر لے آ یہ حکم سنکر وہ ساحر چالاک کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا اُسوقت ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے پہلے سے آچکا تھا یہ حال اپنے بھائی کا دیکھ کر جلد ایک ساحرہ کی صورت بنا اور بال پریشان کر کے زار زار روتا پٹیتا لاکھون کوسنے عیارون کو دیتا آیا ساحر جو چالاک کو قتل کرتا تھا اسنے اوسکو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے جو گریان و نالان چاک گریبان مثل ماتم زدگان ہے اوس ساحرہ نے اسکی بلائین لین اور خوب روئی اور کہا بیٹا مین مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہون اس موے نے کہ جسکو تو قتل کرتا ہے میرے کلیجے مین ناسور ڈال دیا ہے میرا جوان کڑیل بیٹا اسنے مار ڈالا ہے تو اگر مجھکو اس موذی کا لے ٹکو دے تو بوٹیان کاٹ کر کباب لگاؤن اور انواع عقوبت وعذاب سے مارون اوس نے اس ساحرہ کی گریہ وزاری پر رحم کر کے سحر اپنا دفع کر کے چالاک کو اُس کے حوالے کیا اور کہا جلد اس کو قتل کر کے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار مین ہین ساحرہ نے اُسکا بازو پکڑا اور لیکر چلی آگے بڑھ کر دونون نے نعرہ کیا اور چمک کر مثل برق سامنے سے نکل گئے ساحر نعرہ سنکر خفیف ہوکر خیمہ مین گیا اور بلا سے سارا حال کہا کہ اس طرح وہ عیار رہا ہوگیا بلا نے حال سنکر زہر سے کہا کہ بھائی بڑا غضب ہوا وہ ناعیار اب جیتا نہ چھوڑیگا مین یہان اب نہ ٹھہرونگا تم بھی بہت ہوشیار رہنا ورنہ مار ڈالے جاؤ گے یہ کہہ کر بزور سحر غائب ہوگیا زہر کے دماغ مین بوے کبر وغرور سمائی تھی عیارون سے کبھی سابقہ اُسے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اسکی سمجھ مین نہ آیا بعد اوس کے جانے کے رات تھوڑی باقی تھی دروازہ پر پہرا مقرر کر کے پلنگ پہ آکر لیٹا اور بغیر حصار سحر کیے بیخوف ہوکر سو رہا یہان دونون عیار جو بھاگ گئے ایک مقام پر ٹھہر کر صلاح پذیر ہوے کہ ابکی نقب دیکر اندر خیمہ ساحر کے چلین پھر دونون نے ہمراہیان بلا کی ایسی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے یہان جو چوکی پہرا دے رہے تھے اُنھون نے روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ مین اتنی رات گئے جاتے ہو اُنھون نے کہا ہمکو بلاے جادو نے بھیجا ہے وہ عیارون سے خوفناک ہین تو ہم سے فرما دیا ہے کہ تم اندر جا کر پلنگ کا میرے بھائی کے پہرا دو ایسا نہو کہ عیار آجائین پہرے دارون نے یہ مضمون سنکر ناچار اندر جانے کی اجازت دی یہ دونون جب اندر آئے دیکھا کہ شمعین روشن ہین زہر آرام مین ہے نفیر خواب بلند ہے یہ دیکھ کر اُنھون نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہونچکر نے مین بیہوشی رکھ کر اوس کے نتھنون سے ملا کر پھونکی کہ وہ بیہوش ہوا یہ چادر مین اُسکا پشتارہ باندھ کر سراپچہ پھاڑ کے پشت خیمہ کی طرف سے نکلے اور طلایہ دار لشکر سے بچتے اوٹھتے بیٹھتے لشکر سے باہر نکلکر جنگل مین آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیرہ سر کو لاد کر لیجانا کیا ضرور لازم ہے کہ سر اسکا کاٹ کر اپنا بوجھ ہلکا کرین اور اسکا بار ہستی بھی اوتر جائے گردن کا بوجھ جاے یہ سوچ کر زمین پر رکھ کر پشتارہ وا کیا اور خنجر تیز کر کے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا لیکن قضا اُسکی نہ تھی بروے ہوا صبا سے جادو رہتی ہے اتفاق سے اُسوقت رات جو ڈھلی تھی تو جنگل کی بہار لطف پر تھی وہ

کیفیت صحرا دیکھ رہی تھی عیارون کو خنجر مارتے دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا کہ باڑھ خنجر کی کند ہو گئی عیار حیران ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسوقت ایک آواز آئی کہ باشیداے تیرہ سران یہ آواز سُنتے ہی عیار زمین پر گر کر اسطرح چھپے کہ بالکل غائب ہو گئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غار و نشیب مین مخفی ہوے اور صبا روے ہوا سے نیچے اوتر آئی عیارون کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا اُس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا وہ اُٹھ کر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحراے ہولناک مین مجکو کون لایا صبا نے اُسکو بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اتنا تجکو پہلے سے سمجھایا تھا پھر بھی تو غافل ہو کر سو رہا اسوقت مین نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا غرضکہ زہر کے بھی اب کان ہوے اور وہان سے اپنے خیمہ مین آیا صبا پھر اوڑکر غائب ہو گئی عیار ناچار پھر آئے کیونکہ وہ رات تمام ہو چکی تھی یعنے شمع نور نے شبستان عالم مین روشنی بخشی کہ ہمیت کہ جب شب کا اُٹھا بستر جہان سے ؎ سحر نے منھ دکھایا آسمان سے ؎ دم سحر لقاے بد اختر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا زہر اور بلا بھی آکر دنگل پر بیٹھے اور صبا بھی آئی بختیارک کچھ تیور پہچان کر ہنسنے لگا اور کہا رات کا واقعہ ہمکو بھی معلوم ہے صبا نے اُسوقت سب حال عیارون کا بیان کیا شیطان نے کہا بڑی خیر گذری اب بچتے رہنا نہین کام تمام ہو جاے گا زہر نے جواب دیا کہ آج ہی مین لڑ کر فیصلہ کیے دیتا ہون یا مارا یا مر گئے عیار میرا کیا کرین گے یہ کہہ کر گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہے اسی وقت طبل جنگ بجوا کر لشکر تیار کرا کے مقابلہ کرنا چاہیئے یہ کیا ضرور ہے کہ رات کو طبل بجے اور صبح کو تل مقابلہ ہو رات کو طبل رزم اس لیے بجتا ہے کہ حریف ناتوان ہوشیار ہو کر درستی کر لے چنانچہ یہ حریف اس قابل ہین کہ ان کو ذرا بھی مہلت نہ دے یہ کہہ کر بکمال لاف و گزاف حکم نواختن نقارہ حرب دیا اوسی دم کوس جمشیدی لشکر لقا مین گڑگڑایا ساحرون نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی ادھر تو یہ سامان ہے ادھر چالاک و ابو الفتح بارگاہ سلیمانی مین آکے شاہ عالیجاہ اورنگ خلافت پر تشریف فرما تھے دربار معمور تھا کہ ان عیارون نے حال شبینہ عرض کیا اس اثنا مین جوڑی ہرکاسے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق مجرا گاہ پر آکر ٹھہری اور بعد دعاے دولت شاہ گردون پائیگاہ حال نقارہ زنی دشمنان معرض عرض مین لائے یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم تیاری لشکر دیا سردار اوسی وقت بارگاہ سے نکلکر مرکب طلب کر کے سوار ہوے بادشاہ بھی بر آمد ہوے طبل و نقارے بجے دلاور جلد جلد مسلح بکمل ہوے نظم

ز غرش سواران و اسپان ز دشت　　ز بانگ تبیرہ ہمی در گذشت
دل کوہ گفتی بدرد ہمی　　زمین با سواران بپرد ہمی
ز جوشش سواران ہر کشوری　　ز ہر مرز و ہر بوم ہر مہتری
یکے باد ابرے دران تیر دز　　بر آمد رخ ہور گیتی فروز
بپوشید روے زمین تیرہ گشت　　جہان دیدہ از تیرگی خیرہ گشت
وزان روے لشکر بکردار کوہ　　برفتند جوشان گروہا گروہ
برفتند پیلان نیزہ دران　　ہم از قلب لشکر سپاہ گران

همی آب گشت آہن و کوہ و سنگ | بدریا نہنگ و بہامون پلنگ
چو ہر دو سپہ اندر آمد ز جاے | تو گفتی کہ دارند دو دشت پاے
ز بس نالۂ بوق و بانگ سپاہ | ز گرز یلان اندر ان رزمگاہ
زمین پر ز جوش و ہوا پر خروش | ہزبر ژیان را بدرید گوش
سپاہ دو کشور کشیدند صف | ہمہ جنگ را ابر لب آورد کف

جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچ کر صف کشیدہ ہوے زہر نے سامنے لقا کے آکر عرض کیا کہ مین
ایک ایک سے کہان تک لڑونگا آج مین ان مسلمانون پر حملہ کرتا ہون اوس نامرد عرصہ نبرد نے حکم دیا کہ جلد جا اور
کام ان سب کا تمام کر یہ اجازت پا کر وہ خرس تیغہ گھسیٹ کر گیدڑ بھبکی دکھاتا گینڈا اڑاتا جانب لشکر اسلام چلا
اور پس پشت اوسکے ساحرون نے غول باندھ کر حملہ کیا اور ایک طرف سے کوہیون کا لشکر چلا اور ایک سمت سے
نجانی و باختری و مشتری حصاری جملہ لقا پرست حملہ آور ہوے اور ایک طرف سے فراہرز بن نوشیروان
نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا تمام ساسانی و گرگانی و کیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا فلاد و
لات اعلی منات معلی کہہ کر بڑھے اور لشکر اسلام کو چار جانب سے گھیر لیا اور زہر جو آگے چلا تھا اوسنے ایسا سحر پڑھا
کہ ہوا سرد دوان ہوئی اور اوس ہوا نے یہ تاثیر بخشی کہ اہل اسلام چپکے کھڑے اوسکو آتے دیکھ کر قصد رزم نہ کرتے تھے
اور اسکو روکنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے سواے امیر باتوقیر کے سب پر سحر اوسکا اثر پذیر ہوا تھا اور اوسنے صف لشکر پر
آکر قتل کرنا شروع کیا ازبسکہ اہل اسلام صاحبان زور و طاقت ہین آپ تو وار نہ کرتے تھے لیکن اسکی ضرب روکتے تھے
یہ معاملہ دیکھ کر امیر نے باواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اوٹھا کر ساحرون پر حملہ آور ہوئے اور آواز اسم اعظم سردارون کے
کان مین جو پہونچی سوتے سے جس طرح کوئی چونکتا ہے اس طرح ربودگی سے ہوشیار ہوے اور تیغہ و تبر و خنجر لے کر چلے
ایک طرف سے لندھور دوسری جانب سے مالک اژدر نعرہ بلند کر کے چلے پھر تو کرتبت سیر گردان نعمان
بن منظر منظر شاہ یمنی - عامر شاہ رود باری سیفی ذوالیدین - ابوالمعدن گرد - طوق حران گرد
بہرام گرد بن خاقان چین - علمشاہ - قاسم - نورالدہر - داراب کشور کشا - ہاشم نیشر زن
وغیرہ ہر سمت سے حملہ آور ہوے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھا تیغ تیز کی روانی کا وقت آیا دلاورون کی جانفشانی
کا ہنگام تھا خنجر گلگیر شجاعان ہو کر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر کو جواہر زیور پر فوق تھے زخم دامن دار
گلے کے ہار تھے پیکان تیر الماس نگار کلیجے کے پار تھے دھکدھکی بو زینت طرازان بزم شجاعت کے دم تھے موت
خلخال بنکر پانوؤن پڑی تھی حلقہ پارہ زرہ کی ہر ایک کڑی جوشن پوشون کے زیور خفتان و جوشن تھے مردان
شجاعت شعار زن تو نہ تھے مگر شمشیر زن تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی ادھر اپنی شوکت دکھانے کو زہر
تلوارین مارتا صفوف لشکر کے پار نکلجاتا تھا اور سحر پڑھ کر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور اس پار صف کے
جا کر پھر گینڈے کو اوڑاتا دوسری صف پر جاتا پھر وہان سے قریب فیل لقا اپنی تعریف کرانے آتا اس رزم کو دیکھ

بختیارک نے اوس سے کہا کہ یہ لڑائی تمھاری بیڈول ہے اب اس طریقہ کو موقوف کرو تم شوم دستی اسلامیان سے واقف نہین ہو اُسنے کہا ملک جی مردون کے ساتھ پھیرے ہوتے ہین یہ کہکر پھر گینڈے کو دابا اور تلوارین مارتا ہوا لشکر اسلام کے پس پشت جا نکلا امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے بھڑے ہوے تھے اسوجہ سے یہ زبردستی دکھا رہا تھا کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا غرضکہ یہ پشت لشکر سے جو پھرا ہندیون کی فوج مین آگرا اودھر جو فوج کا دباو پڑا اور بہادرون نے تبر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا یہ اودھر سے پھر کر قلب لشکر پر آیا یہان تخت شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے تاجدارون نے لینا لینا کا غل کیا اور اُسکو زیر تیغ رکھ لیا مگر یہ قتل و قمع کرتا سامنے تخت کے پہونچ گیا چوبدارون نے عصے مارنا شروع کیے کہ او بے ادب کہان آتا ہے یہ شہنشاہ عالم و عالمیان ہین چوبدارون کا اور اہل تزک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلوارین مارتے آگے جاتے تھے یہ شور سنکر پھر کھڑے ہوے اور دریاے فوج عدو کو شناوری کرکے قلب لشکر مین اپنے پہونچے اور ڈانٹا کہ او زُہر نابکار کدھر جاتا ہے وہ بادشاہ عالی تبار ہین اوسنے یہ نعرہ سُنکر گینڈا بڑھا کر للکارا کہ حمزہ میرا مقابلہ کون کر سکتا مین تجکو ڈھونڈھتا تھا بارے سامنا ہوگیا اب کہان تو بچ کر جا سکتا ہے یہ کہہ کر سحر پڑھ کر تلوار کا وار کیا امیر نے اسم اعظم پڑھ کر پھونکا اور تلوار کو اُسکی رد کرکے عقرب سلیمانی کا ہاتھ ماتھے پر مارا اُسنے سحر کی سپر چہرہ پر پناہ کی مگر شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر سر کو دوپارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو اجاڑ کے اوجھ جھوجھ کو کاٹ کر آخر گینڈے کے تنگ سے گذر گئی زمانہ تیرہ و تار ہوا شور اُسکے مرنے کا مچا ساحر اور زیادہ تر ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامۂ جدال گرم ہوا آب آہن سے جامۂ ہستی دھوگئے دریاے لشکر مین بہت سے گوہر جان کھوگئے ہواے تیغ کے سناٹے تھے ابر سپر کے بنکر کالے کالے بادل چھاے تھے کہ

نظم

دو لشکر بد انسان بہم آویختند
ز پرخاش خون اندر آمد بجوے
سر بے تنان و تن بے سران
ہمی جست خورشید راہ گریز
ہمہ رنگ خون و سر و دست و پاے
چو کرپاس آہار دادہ بخون

چنان شد کہ گفتی بر آمیختند
بیابان بکردار جیحون خون
جرنگیدن گرز ہاے گران
تو گفتی کہ ابرے بر آمد سیاہ
زمین را ہمی دل بر آمد ز جاے

چکا چاک برخاک از ہر دو روے
یکے بے سر و دیگرے سرنگون
ز رخشیدن خنجر و تیغ تیز
بپارید خون اندران رزمگاہ
ہمہ بوم و بر زیر نعل اندرون

ہر چند ساحران نابکار نے سحر و نیرنگ آشکار کرکے اہل اسلام کو مغلوب کرنا چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پسپا ہوے اور ہزارون مارے گئے آخر بھگدڑ پڑی لقا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلا گیا لشکر اسلام مین طبل فتح و ظفر بجا بہت مال غنیمت نصیب غازیان صف شکن ہوا امیر لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی دفن فرماکر داخل بارگاہ ہوے لشکر نے کمر کھولی سردار بارگاہ مین آکر داد عیش و نشاط دینے لگے اُس طرف لقا باغ مینا مین آکر تخت خدائی پر اپنے بیٹھا سردارون کی زخم دوزی ہونے لگی جو سامان کہ باہر قلعہ کے چھوٹ گیا تھا جو اسباب کہ لٹگیا اسکی درستی ہونے لگی بلا و صبا بھی آکر بیٹھے اور گویا ہوے کہ ہمسے غلطی ہوئی جو ہمنے پہلے اسم اعظم نہ بند کر لیا

خیر اب اسکی فکر کرتے ہین یہ کہکر ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ مدد جو آپنے بھیجی تھی چنانچہ زہر اسطرح مارا گیا مسلمان بڑے زبردست ہین اب آپ کسی بڑے زبردست کو برائے اعانت ہماری باہر بھیجئے یہ عرضی ساحران زہر کو دی کہ وہ روتے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوئے یہ تو اوس طرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہے ادھر شاہ جادوان فکر جنگ کو ملک مین ہمہ تن غرق ہے مہرخ جو لشکر عمرو کے ساتھ آئی تھی اُنکے افسرون کو لیکر بارگاہ مین مبیٹھی عیش کررہی ہے عمرو دوبارہ بران پاس پہونچ کر مصروف عشرت ہین ان سب کو اپنے اپنے مقام پہ چھوڑکر حال شہزادہ تورج وطلسم ہزار برج وایرج وغیرہ یہ ہیچمیرز مولف فسانہ لکھتا ہے

داستان رنگین و افسانہ دلفریب و دلنشین سیر سرزمین طلسم ہزار برج کرنا شہزادہ تورج نامدار کا اور قتل کرنا ساحران نابکار کا اور فتح کرنا بروج طلسم کا پھر حال داخل ہونیکا طلسم مذکور مین ایرج نامور کا اور مذکور نجم عیار و شاپور شیردل پھر کیفیت گرفتاری ماہی پریزاد جنگ صنعت سحر ساز و ماجراے نامہ داری طاق طومطراق و ندان المولفہ

الا اے خردمند و پاکیزہ راے
دکھا شب کو پھر جلوۂ آفتاب
جسے پیتے ہی دیدۂ دل ہو وا
کہ لطف سخن کی رہے ساتھ فوج
یہ رتبہ بھلا کب ہے لائق مرے
بلاغت مین تاج سر جبرئیل
بلندی مین طوبےٰ سے بڑھ کر بلند
بہار رخ حور جسپر نثار
کلام ایسے مضمون کا بس ساقیا
جتاتا ہے کچھ مجکو جادو کا فن
ہے اوس آسمان مین نیا آفتاب
کہ مہر سخن کا ہے جسنے خروج
یہ نیرنگ جس مے سے آئے نظر
طلسمی گرے دم مین سطے آسمان

مرے مہربان ساقی رہنماے
وہ دے ساغر بادۂ خوشگوار
نظر آئے عالم طلسمات کا
دیا رفصاحت کا ہون بادشا
تکلم مین ہے اب یہ دعویٰ مجھے
لطافت مین ہو مثل نہر جنان
متانت مین روح القدس سے دوچند
فصاحت کا مبدا بلاغت کا باب
مرے ہے صریر قلم کی صدا
بلند ایسی ہے میری طبع رسا
جسے دیکھ کر مہر ہو آب آب
نئی سیر ہے اور نئی بات ہے
اوسی مے سے دے ساقیا جام بھر
سپہر سخن پہ مرا راج ہو

اٹھا دختر رز کے رخ سے نقاب
جو ہو شکل مین صورت چشم یار
وہ ہو نشہ مین میرے مضمون کا موج
زمین سخن پر ہون فرمان روا
وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
صفائی مین مثل دل عارفان
وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار
معانی و مطلب مین جو انتخاب
بناتا مجھے ہے طلسم سخن کو
زمین سخن بن گئی ہے سما
ہزار اوس فلک مین بنے ہین برج
نیا دن ہے ساقی نئی رات ہے
براق قلم اس طرح ہو روان
مرے واسطے آج معراج ہو

بس اے جادہ شوریدہ سر یاوہ گو | خموش اب رہو ہرزہ گوئی نہ ہو | نویسی یکے داستانے عجیب
ہمین وفصیح و لطیف و غریب | بیا سامع داستان سخن | چنین قصہ نغز را گوش کن

فروغ افزایان آفتاب سپہر سخن و سیاران بروج افلاک صفا مین روشن - فرس راندگان مضمار پر عجائب طلسمات وطے کنندگان مراحل عرصۂ طلسم و نیرنگیات سمند گردون خرام قلم کو میدان مضمون غرائب مشحون طلسم مین اس طرح جولان فرماتے ہین اور نگاہ نیرنگ بین کو سیر اطراف دشت طلسمات مین یون دوڑاتے ہین کہ جب رہگرائے جادہ پر آفات طلسمات تو حید والاصفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان کو مار کر اُس چاہ سبز آتش مین کودا تو غلطان پیچان مثل حلقہ زلف معشوقان دور تک چلا گیا آخر پانون زمین سے آشنا ہوئے تو ایک دروازہ رفیع کے قریب اپنے تئین پایا وہ در مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا تھا یہ اندر اُسکے قدم زن ہوا جب اندر داخل ہوا کسی نے صدا دی کہ اے گرفتار طلسم اب تو روز قیامت تک یہین رہا ابتک تو بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص طلسم کا ہے جسمین تو داخل ہوا ہے شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نہ کیا اور آگے بڑھا دیکھا کہ دشت رنگین و پُر بہار ہے خوبی مین دامن گلچین و رخسار یار ہے نظم

داخل ہوا دشت مین جو وہ گل | رشک گل و جانفزائے سنبل | گل شاہد سرخ پیرہن تھا
دیکھا کہ بہار پر وہ بن تھا | نوخیز تھا ہر شجر وہان کا | میوہ ہر ایک قوت جان تھا
بلبل تھی وہان پہ یون غزلخوان | جیون زلف بتان مین دل ہو نالان | تھی بوے گلون سے عطر بیزی
شبنم بھی تھی گرم آبریزی

یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا اور آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا کہ اسمین چار دروازے لگے ہین اون دروازون پر آئینہ جڑے ہین باغ ہر صورت خوبی مین یکتا ہے آئینہ سہر سامنے اُن درہاے آئینہ دار کے شرمندہ ہے شہزادہ حیران کار جب قریب در پہونچا ایک دروازہ اُس باغ کا وا ہوا اور ایک پریزاد قامت مین رشک سرو و شمشاد باہر نکلی جس کے گل رخسار رو برو گل خورشید گلزار فلک باسی پھول رات کا سا معلوم دیتا تھا شب عشرت عالم مین پیدا ہوئی ہے یہ اُسی کی زلف عنبرین کا سایہ ہے لب لعلین پر اُس کے یاقوت معدن سے نکلکر تصدق ہونے آیا تھا نظم

گوری گوری ہے ہر اک گول کلائی ایسی | شمع کی جسکی صباحت نے جھکائی گردن | اوسکے ساعد سے مہ نو کی کلائی اوتری
پنجہ نے پھیر دیا پنجہ مہر روشن | شاخ گلدار کلائی کی ہے زیور سے بہار | چوڑیان مینے کی پہر کے کڑے اور کنگن
وہ بر و دوش کی خوبی وہ صفا سینے کی | گات پر نوک تو انگیا کا نرالا جوبن | ابھری ابھری سی وہ سخت نکیلی پستان
گدرا گدرا وہ شکم نرم وہ مخمل سا بدن

شہزادہ اُسکو دیکھ کر بیچین ہو گیا اور چاہا کہ قریب اُسکے جائے اُس جہوش نے فروغ حسن اپنا دکھا کر اسکو دیوانہ بنا کر سحاب حجاب مین اپنے تئین پوشیدہ کیا یعنی پھر در کے اندر چلی گئی یہ بھی سایہ سان عقب مین اُس پری کے اندرون باغ آیا کہین اسکا پتا نپایا لیکن باغ نہایت پُر فضا تھا نخل و ثمر سے بھرا تھا سیب اور انار کے درخت اُسمین بیشمار تھے شجر سیب اگر قامت یار گلعذار تھے تو سب پستان معشوقہ طناز تھے سیب زنخدان کو اس باغ کے دیکھنے کی چاہ تھی آسیب زدہ کو وہین پناہ تھی انار پختہ ہو کر جو کھل گئے خندہ دندان نما معشوق

سبز پوش و رنگین دہن کر رہے تھے کھلکھلا کر ہنس رہے تھے سلک گوہر دندانون پر نثار واقعی طرفہ بہار کہ ابیات

حیا سے ہین متبسم جھکائے سر غنچے
شگوفے ہین نکالے ہنسی مین دانت نہال

ہین عشق مین چاک گل ہنستے ہنستے مستانہ
ترانہ سنج تو بلبل ہے نغمہ خوان قمری

ہے تختہ زرچنبلی کا زعفران کی کشت
نسیم برگ کی جنبش سے دے رہی ہے تال

تورج نے اس باغ مین جب اوس رشک چمن کو نہ پایا ناچار کچھ سیب و انار توڑ کر نوشجان فرمائے اور بارہ دری
مین گیا وہان آبدارخانہ موجود تھا سبودان پر گھڑا رکھا تھا بجھرا ڈھکا تھا اُسنے پانی ساغر زرین مین بھر کر پیا جب آسودہ
ہوچکا قدم سیر کرنے کو اٹھایا بارہ دری مین جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف کو تخت جواہرنگار گسترده
دیکھا اسپر لقا مشرک خدا کو بیٹھے پایا یہ حیران تھا کہ لقا یہان کیونکر آیا پھر سمجھا کہ یہ پتلا کسی ساحر نے اُسکی
صورت کو پوجنے کو بنایا ہے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا منم لقا رب بقا اے تورج تو میری بہشت مین
جو رقدرت کے پیچھے آیا اب کیا کھڑا سوچتا ہے جلد مجکو سجدہ کر اور شکر میری عنایت فراوان و رحمت بے پایان کا کر کہ
پہلے تو ماہ پرستی کرتا تھا تجکو خدا پرستی کی مین نے توفیق رفیق فرمائی اب تجکو اپنی بہشت مین زندہ بلا کر دیدار اپنا دکھایا
اب تجکو تامل سجدہ کرنے مین زیبا نہین جلد گردن جھکا یہ کلمات سنکر شہزادہ ہنسا اور گویا ہوا کہ او مردود ازلی و ابدی
یہ منھ اور دعوی خدائی کا تو کوئی شیطان رجیم ہے جو اس پتلے مین در آیا ہے اور بھائی تیرا یعنے اصلی آقا بھی بچہ شیطان
کوہ عقیق مین بندگان رب العزت کو بہکاتا ہے اسی کی صورت کا ایسا پتلا کہ جسمین تو حلول کیے ہے کسی ساحر نے
بنایا ہے دیکھ تو اپنی سزا یہ کہکر تیغہ کھینچکر لپکا اوس پتلے نے کہا ہان ہان ارے کیا کرتا ہے جادۂ ادب سے قدم آگے
دھرتا ہے مین خدا ہون تجکو غارت کردونگا شہزادہ اولاد خلیل الرحمان نے اُسکا غل کرنا کچھ نہ سنا اور ہاتھ تلوار کا مارا
مگر تلوار اوچٹ گئی اور اُس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہونچا اور اُسنے شور مچایا کہ لے حوریان قدرت جلد دوڑو کہ اس بندۂ بے ادب
نے کام میرا تمام کیا وہ تو چیختا رہا شہزادۂ بت شکن نے گردن پکڑکر تخت پر سے کھینچکر ستون بارہ دری سے سر اُسکا
لڑا دیا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا شہزادے نے پھر اُسکو چور چور کرڈالا پس زمین
تھرائی اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ او بے رحم تو نے
ذرا بھی خداوند کے حال پر رحم نہ کیا کیسا کیسا وہ چیخے مگر تو نے اُنکو نہ چھوڑا اب دیکھ تو کہ کیا آفت تیرے اوپر
مین لاتی ہون شہزادہ یہ سنکر تیغ بکف اوسپر جھپٹا اوسنے بڑھکر دیوار پر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی
پیدا ہوئی اور شہزادہ بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا ایک میدان لق و دق مین آگیا ہون نہ وہ باغ ہے
نہ مکان ہے فقط اک دست میدان ہے مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی آگے جاتی ہے یہ دیکھ کر شہزادہ بھی
چلا لیکن وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہے اور اُسکا مطیع ایک دیو ہے کہ اس بیابان مین رہتا ہے
چنانچہ اس ساحرہ نے آپ تو شہزادے کا مقابلہ نہ کیا اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہوگا تو مجھے مار ڈالیگا دیو سے جاکر
کہہ دینے دھوکا جائے گا بس جاتے ہی اوس دیو سے کہا کہ ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر
کیا ہے وہ لقمہ لذیذ آیا ہے جلد اُٹھ اور نوشجان کرے یہ سنتے ہی دیو قلقاری مار کر دم اٹھائے اشلنگ کرتا اُٹھا

شہزادہ تو چلا ہی آتا تھا دیو کا سامنا ہوا اوس دیو نے اوسکو دیکھ کر ایک درخت عظیم الشان اوکھیڑ کر کاندھے پر
رکھا اور سامنے آکر ناچنے لگا پکارا کہ اب خوب ڈاڑھ گرم ہوگی اے انسان مین منھ کھولتا ہون تو میرے پیٹ مین
اوتر جا کہ تجھکو میرے دانتون کے چبانے کی تکلیف نہو شہزادے نے یہ کلمہ سُنکر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل
کوہ وغیرہ مین تہلکہ و زلزلہ پڑگیا دیو نے گھبرا کر وہی درخت پرچ دے کر مارا اس نہال حدیقہ صاحبقرانی نے پیترا بدلکر
خالی دیا دیو نے ایک چیخ ماری کہ اے تو بڑا زبردست ٹھہرا کہ میرے منھ مین کسی طرح نہین آیا رہ تو جا مین تجھکو
نوچ نوچ کر کھاؤنگا یہ کہکر دوڑا اور شہزادے کے لپٹ گیا اوسنے ایک ہاتھ اوسکا کہنی کے نیچے رکھکر دوسرے
ہاتھ پر جو پیچ باندھا دیو ارے کیا کرتا ہے ارے کیا کرتا ہے کہکر زمین پر گرا شہزادے نے اُسکے سینگ پکڑکر کھینچے
کہ وہ چت ہو گیا اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہے اچھا میری چھاتی پر سے اوتر کہ
مین سجدہ کرون شہزادہ نے فرمایا کہ استغفر اللہ مین ایک عبد ذلیل پروردگار عالم ہون پروردگار میرا وحدہ لاشریک
ہے تجھکو تو بھی سجدہ کر دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو زلزل قاف ہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین زلزل قاف کا پوتا تورج بن
بدیع میرا نام ہے دیو نے یہ سُنکر دانت نکال دیے اور چاپ چاپ کرنے لگا شہزادہ اُسکے سینے پر سے اوترا اوسنے
کلمہ پڑھکر اسلام بتصدیق دل اختیار کیا یہ تمام ماجرا اوس ساحرہ نے کہ جس نے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب
تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک انار آتش کا سحر پڑھکر مارا کہ شہزادہ بیحس و حرکت ہوا اُسنے آکر کمر مین ہاتھ دیکر
اُٹھایا کہ تجکو اوسی طرح پہاڑ پر سے نیچے گراکر مارونگی جس طرح تونے خداوند کو ٹکڑا کر چور کیا ہے یہ کہکر دیو کی جانب
بھی دانت پیستی بڑھی کہ موئے تو بھی اس لنگوٹے سے ملگیا دیو نے فقرہ کیا اور کہا اے ملکہ مجکو یہ مارے ڈالتا تھا
اگر مین منت اسکی نہ کرتا تو مارا جاتا مین اسکا دشمن صعب ہی ہون اسنے مجکو بڑی اذیت دی ہے مجکو دیجیے کہ اسکو
کھالون یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہونچتے ہی گردن اوسکی پکڑکر بزور تمام دھڑ سے کھینچ لی شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا
اور آواز آئی کہ افسوس مار زہر جادو کو اُسکے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا اور دیو کو گلے سے لگایا دیو نے کہا کہ
اے شہریار میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمایئے اُسکے ہمراہ شہزادہ ایک پہاڑ پر آیا وہان درخت میوہ دار
گنجان لگے چشمہ ہائے شیرین جاری تھے شہزادہ نے وہان میوہ کھایا پانی پیا آسودہ ہوکر سجدہ شکر خدا کا کیا پھر دیو سے
باتین کرنے لگا دیو نے عرض کیا کہ حضور یہان کیونکر تشریف لائے شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا اوسنے کہا
یہان سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جائے تو وہ راہ کہ جدھر سے آپ آئے ہین ملنا دشوار ہے اب تین دریا راہ مین
ملین گے ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا اور یہ دریا چار طرف اس طلسم کے ہین اگر آگے جانیکا قصد کوئی
کرے جب بھی یہ دریا ملین گے مگر محنت گوارا کیجے آپ کو کندھے پر سوار کرکے لے چلونگا اور آپکے لشکر مین پہونچا دونگا اور
وہان بھی حاضر رہونگا شہزادہ نے فرمایا اے رفیق شفیق مین راہ بھولکر نہین آیا ہون بلکہ بارادہ فتح طلسم عمداً داخل
طلسم ہوا ہون یہ میرا شیوہ نہین جو اپنے عزم سے باز آؤن اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤن دادا نے میرے دیو سمندون
ہزار دست کو مارا ہے مین اتنا بھی نہ کرون کہ اس طلسم کو توڑون اب تم یہان آرام کرو میرا خدا شریک ہوا انشاء اللہ

فتح کرکے مین تمسے پھر ملونگا دیو نے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیونکر جدا ہونے لگا اگر یہی ارادہ ہے تو میرے ساتھ چلیئے اور بادشاہ طلسم کو ماریئے مین بھی جانبازی کرونگا شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک رات اُس پہاڑ پر بسر کی شب بھر ذکر طلسم نیرنگ رہا جب دوسرے دن کو طلسمات خاور سے شاہ زرین کلاہ خور نے سر بلند کیا کہ بیت

فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف	بڑھا صحرا کو سلطان پر انصاف

شہزادہ نے کمر ہمت بعد ادائے فریضہ نماز باندھکر قصد روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ اے آقا تین روز مین ایک ایک دریا طے ہوگا آپ کچھ جانور شکار کرکے مجھپر لاد دیجیئے اور سوار ہوکر چلیئے اسی طلسم مین راہ برج جمشیدی کی بھی ہے اور پرستان کو بھی راستہ گیا ہے آپ اکیلے بھٹک کر اور سمت چلے جائینگے راہ طلسم نہ پائینگے شہزادہ نے اُسکے کہنے سے بہت سے گورہ گوزن و نیل گاؤ وغیرہ شکار کرکے پشت پر اُسکی بار کرکے آپ بھی سوار ہوا اور دیو اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کی ہوا خواہی مین بال شوق وا کرکے اوڑا شہزادہ نشیب و فراز عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز پہلے دریائے آب پر دیو لیکر پہونچا شہزادہ نے دیکھا کہ یہ دریا نہین قہر خدا کا نمونہ ہے جو حباب ہے وہ دماغ مین ہوائے ہمسری حباب فلک رکھتا ہے چشمۂ خورشید اُسکے نام سے جلتا ہے پاٹ اسکا آسیائے گردون کو پیس ڈالنا چاہتا گھاٹ اوسکا تیغ ظلم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا دھارے مین اوسکے وہ پانی کا توڑ کہ بلسبت اوس سے ہر صاحب زور کا توڑ جوڑ سمند عجب نہین جو اسکے خوف و بیم سے آب آب ہو اور گھٹ کر سمندر آتش بنے اور آگ مین رہنا اختیار کرے بحر اخضر ہوا کا زہرہ آب آب تھا طوفان نوح مقابل اوس کے شرم کے پسینے مین غرقاب تھا بیت

بڑھا ایسا کہ جون بیتابی دل	ہر اک لہر اوسکی موج تیغ قاتل

دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا شہزادہ اوسکے منھ مین وہی گوشت شکار کا دیدیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھا کر بسر کرتا آخر اُس بحر زخار کی سرحد سے گذرے اور کنارہ بحر آتش کے پہونچے دیکھا کہ یہان کوسون تک آگ کا میدان ہے شعلۂ شرار کی لپک سے پوشیدہ آسمان ہے فلک اوسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھا کر نیلا ہوگیا بلکہ دھوان بنگیا ہے چرخ اس نمط سے جھکا نظر آتا ہے جیسے دودی جہاز سمندر مین جاتا ہے جو شعلہ ہے وہان کا وہ شعلۂ آہ عاشقان کی طرح سر کشیدہ ہے ماہتاب وہین سے بھاگا ہے جو سریع السیر کہلاتا ہے العیاذ باللہ آگ اس طرح شعلہ ور ہوکر پیچ و تاب کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اوس سے شرمندہ نظر آتی تھی زبانہ اوسکا زبانہ جہنم پر زبان دراز بیتابی مین مثل مزاج عاشق ناساز شور سے اُسکے برق تڑپ کر منزلون بھاگے رعد کا دم بند مذکور اس بحر کا زبان قوم آتشی پر چھائے ڈالے کہ ہیبت ہوا تاریک مثل ابر گیسو + بسان شعلۂ خور جلتی تھی لو + کنارے اوس بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ تھی و رادی مین مثل عمر انتہا رسیدہ تھی دیو نے شہزادہ کو لیکر بڑی تیزی سے پرواز کی لیکن اُس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہوسکا اور حرارت آتش سے بیہوش ہونے لگا ناچار شہزادہ کو کنارے اوس بحر کے اوتار دیا اور آپ چلا گیا اطراف مین وہان کسی چشمۂ آب کو تلاش کرکے غوطہ لگا کر خوب اپنا جسم بھگو کر آیا اور شہزادہ کو لیکر پھر اوڑا مگر دیوار کو نہ پھاند سکا پھر اوتر آیا تیسری مرتبہ پھر پرواز کی ابکی اس تیزی سے اوڑا کہ اُس

دیوار مین ٹکر کھائی لو صدمہ سوزش سے بیہوشی طاری ہوئی جس طرح ہو سکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہونچایا اور آپ
بیہوش ہوگیا شہزادہ اوسکو اُٹھا کر ایک مقام سرسبز پر لایا کہ وہان اوسکو ہوش آیا عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار بڑی مشکل
ہوئی اس دریا کے پار مین نہ جا سکینگا شہزادے نے فرمایا کہ بھائی خدا تعالی مسبب الاسباب ہے وہ کوئی سبب
پیدا کرکے اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پار لگائیگا اب وسی کے کرم و فضل پر نظر رکھکر یہان ٹھہرو دیکھو تو کیا ظہور مین
آتا ہے یہ کہکر مصروف دعا ہوا ادھر اس دریا کے محافظ جو ساحر ہین انھون نے دیو کو کئی مرتبہ اوڑتے دیکھکر حال دریافت
کرکے اپنی مالکہ ملکہ شعلہ سان جادو کو جاکر خبر دی یہ ساحرہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اس حوالی مین حکومت کرتی ہے
اور اس دریا کو بزور سحر اسنے بنایا ہے ساحرون کو بہر حفاظت مقرر فرمایا ہے چنانچہ انھین محافظون نے حاضر ہوکر عرض کیا
کہ ایک دیو ایک انسان کو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے کئی مرتبہ اوڑا مگر دیوار کے پار نہ جا سکا گر پڑا آخر بیہوش ہوگیا اب کسی طرف
وہ آدمی اوسکو لے گیا ہے یہ خبر سنکر شعلہ سان ہنسی اور اپنے مصاحبون اور ملازمون سے کہا کہ یہ شخص جو پشت دیو پر
سوار ہوکر اس حوالی مین آیا ہے دعوی طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہیے خداوند زردہشت ساحری کیا کرتے ہین
یہ کہکر ایک اپنی انیس سے پوچھا کہ اے گرم خوے و شوخ چشم جادو ملکہ اخگر جادو کا بہت دنون سے پتا نہین وہ
کہان ہین انیس نے جواب دیا کہ لونڈی اونکے گھر جاکر دریافت کرتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور مقام اخگر پر آئی
اس بحر آتش کے اوس پار ایک بُرج اسی ہزار برجون طلسم مین سے ہے اور اس برج مین قلعہ بہت بڑا آباد ہے اوسی
قلعہ مین شعلہ حکومت کرتی ہے مکانات عمدہ تعمیر ہین چنانچہ وہین گھر اخگر کا ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے جو مقام
کفل شاہ پر شہزادہ کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دیکر بتلا گئی تھی کہ پہلوان کو تخت پر بادشاہ کے لیے گا آتش
سبز پیدا ہوگی انھین کو دیے گا چنانچہ شہزادے نے ایسا ہی کیا تھا اب وہ ساحرہ عاشق شہزادہ ہوکر اپنے گھر مین
آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہونچی اور گویا ہوئی کہ چلیے ملکہ عالم نے آپ کو بلایا ہے یہ اُس کے ہمراہ خدمت شعلہ مین آئی
اُسنے سب حال دیو اور طلسم کشا کے آنے کا کہکر اوس سے کہا کہ تو میری رکن سلطنت ہے جلد جاکر اوس طلسم کشا کو
گرفتار کر اور دریافت کرنا کہ وہ بندۂ جمشید و لقا ہے یا مسلمان ہے اگر ہمارے مذہب کا ہو تو کہنا کہ تم یہان رہو
کچھ سرکار سے تمھارا مقرر ہو جائیگا اور اگر مسلمان ہو تو فوراً ذبح کرکے کباب اسکے لگانا اور میرے واسطے لانا کہ بڑا
ثواب ہوگا اخگر یہ حکم سُنکر وہان سے روانہ ہوئی اور دریا پر آکر آب سحر ساتھ لائی تھی اوسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا
ہوئی یہ اوترکر اس پار آئی اور دیوار مین در پیدا کرکے کنارے پر جہان دیو اوڑتا تھا پہونچی اور ہر سمت ڈھونڈھکر
شہزادہ کے پاس پہونچی اور ہر چند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی ہے مگر یہ سمجھکر کہ محافظان بحر آتش بطور مخفی یہان موجود
ہین وہ میری محبت جتانا دیکھکر ملکہ سے کہین گے شہزادہ کے حق مین بھی بُرا ہوگا بس یہ سمجھکر دھمکانے کی راہ سے
ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھکر نعرہ کیا کہ اے موے تو اس مسلمان کے
ساتھ کیون دیوانہ ہوا تو تو لقا پرست تھا اب خداے نادیدہ کو پوجتا ہے دیو نے کہا مین لقا اور اس کے
باپ پر لعنت کرتا ہون اخگر نے ناریل دکھلانے کی راہ سے ہاتھ اُٹھا کر چاہا کہ مارون شہزادہ ہان ہان کرکے

دوڑا کہ کیا کرتی ہے اخگر تو مائل تھی ہی تاب ضبط نہ لائی قریب آکر کہا اے شہریار مجھکو آپ بھول گئے یہ کہکر سب پتہ اپنا
بتایا شہزادے نے خوش ہوکر چاہا کہ گلے سے لگاؤن اوسنے منع کیا اور کہا اے شہزادے یہان بڑی بڑی آفتین اور
مصیبتین ہین یہ کنیز حضور کو منزل مقصد پر پہونچائیگی اور اگر حکم ہو تو آپ کو لشکر مین آپکے لے چلے اور تمام عمر آپ کی
کنیزی کرے شہزادے نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہین جو بغیر فتح کیے طلسم کے جائین یہ کہکر اوس ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک
درہ کوہ مین شہزادہ آکر بیٹھا اخگر نے وہان تخلیہ پاکر حال اپنا بیان کیا کہ اے مایۂ ناز و سراپا انداز مین دختر خواندہ
یعنے لے پالک شعلہ سان کی ہون آپ پر عاشق ہوکر پہلے بھی مین نے آپکی مدد کی تھی وہ پہلوان اور بادشاہ
کو آپکے روکنے کیلئے میری مان ہی نے بھیجا تھا اب آپ دریا پر آئے ہین یہ مقام بھی ایسا ہے کہ اس پار دریا
کے کوئی نہین جاسکتا ہے اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم ہے اے شہریار رہا اس پار دریا کے
گیا پھر وہین مر گیا اودھر نہ آسکا آپ بھی اس ارادے سے باز آئیے شہزادے نے فرمایا اے ملکہ ہم طلسم فتح کرکے بجائے
شعلہ سان تمھین بادشاہ کرینگے اور انشاءاللہ اس ساحرہ کو مارینگے اخگر نے کہا کہ خدا ایسا ہی کرے مگر اس مقام
کو دربند آتش نگار کہتے ہین دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے میرے دل مین بڑا ہول و اندیشہ ہے اچھا اب مین جاتی ہون
شعلہ سے کہون گی کہ مجھکو طلسم کشا نہین ملا اور رات کو چھپ کر آپ پاس آؤنگی شراب کباب بھی حضور کیلیے لیتی آؤنگی
یہ کہکر چاہتی تھی کہ روانہ ہو مگر اسکو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا نہو کہ میری بیٹی مار ڈالی جائے بس اپنے
دربار مین چار سمت دیکھ کر ایک ساحرہ منقل جادو نام سامنے کھڑی تھی اُس سے کہا کہ جلد جا اور ہوسکے تو
طلسم کشا کو پکڑ لا اور نہین تو خبر دریافت کر آ مین آپ چلون منقل حسب الحکم آب سحر لیکر چلی اور دریا سے اوتر کر ہر سمت
ڈھونڈھتی ہوئی درہ کوہ کے قریب جب آئی دونون شیدائے یکدیگر کو سرگرم راز و نیاز دیکھ کر جل گئی غصہ سے رنگت
چہرہ بدل گئی پکاری کہ ارے موئی اس جوانی پیٹے موڈی کاٹے کو تو لیکر بیٹھی ہے اس نگوڑے کو گھڑی گور مین توپون
تیرے اوپر سے صبح شام صدقے اُتاردن اخگر یہ باتین سُنکر بیتاب ہوگئی اور پہلوے شہزادے سے اُٹھ کر قریب
اُسکے آکر بولی کہ بھلا بوا اسطرح نہ کہہ تیرا اُسنے کیا لیا ہے دیکھ تو کیسا کنور کنھیا ہے اور وہ تو کچھ بولتا نہین اسطرح تو نہ اسکو
کوس اُسنے یہ سنکر غصہ کہا کہ او شفتل شہکار ڈھکڑے کی سفارش مجھ سے کرتی ہے یہ کہکر ایک گولا فولادی سحر پڑھکر
شہزادے پر مارا اخگر بیچ مین آگئی اور سحر سے گولا رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچکر دوڑا منقل نے بہ غضب تمام ایک
طمانچہ اخگر کے دوڑ کر مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا اور شہزادہ پہ جھپٹی یہ معاملہ دیو نے جو دیکھا ہاتھ بڑھا کر گردن اوسکی
پکڑی وہ تڑپکر چاہتی تھی کہ نکلجائے شہزادہ قریب آچکا تھا ہاتھ جو شمشیر بُران کا مارتا ہے دو ٹکڑے اُس کے
ہوے غل و شور تاریکی ہوگئی آوازین مہیب آنے لگین کہ ہائے منقل جادو کو مارا پیر لاش اوسکی اُٹھا کر
سامنے شعلہ سان جادو کے لیگئے اور عرض کیا کہ اسطرح یہ قتل ہوئی یہ سُننا تھا کہ اُسپر غضب طاری ہوا آتش
رنج مین جل بھُنکر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہوکر مثل شعلہ پیچ و تاب کھاتی دریاے آتش کے پار اوتر کر
اُس جگہ تنہا آئی کہ جہان یہ دونون سوداے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہہ رہی تھی کہ اے یار شیرین طلعت مین تمکے

فرہاد وار نثار ہون اس کوہ مین اب نہ ٹھہریے وہ تحبہ شعلہ ساں آئے گی کوئی آفت مقرر لائیگی یہان سے
مجکو بھی لے چلیے اور جلد روانہ ہو جیسے یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ آگیہ للکاری باش و غیرہ سر تیرہ روزگار تونے
منقل کو مارا کہ جو روح رواں میری تھی یہ کہکر جانب شہزادہ چلی دیو نے پھر ہاتھ اپنا اسپر دراز کیا لیکن ایسی
زبردست ساحرہ ہے کہ ہاتھ اُسکا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم مین پیدا ہوگئی کہ دیو بیہوش ہوگیا اور یہ قریب
شہزادہ پہونچی شہزادہ نے چاہا کہ تیغہ مارون مگر دست و پا مین جنبش نہ پائی اور اسنے ایک طمانچہ شہزادہ کے
اور دوسرا اخگر کو مارا کہ یہ دونون بیہوش ہوگئے اسنے دونون کو پنجہ مین داب کر پرواز کی اور دیو کو چاہا کہ قتل
کر ڈالون پھر سوچی کہ جب طلسم کشا مرجائیگا یہ آپ مطیع ہوجائیگا اسکا مارنا صلاح نہین فی الجملہ دیو کو اُس جگہ پر
چھوڑ کر کچھ سحر پڑھا کہ ایک لکہ ابر سرخ ظاہر ہوکر قریب اسکے آیا اسنے شہزادہ اور اخگر کو اوسپر ڈال کر ہمراہ
اپنے لیے دار الامارة مین آئی سب نے اسکی تعظیم کی اسنے ابر پر سے ان دونون کو اُتار کر سامنے تخت کے ڈال دیا
اور کہا صاحبو اسی طلسم کشا کی دھوم تھی مین اسکو ایک طمانچہ مین پکڑ لائی ہون اس گیسو بریدہ کو مین نے بیہوش
کیا اسنے بھی اس مفتری بددین کا ساتھ دیا غرض ان دونون کو دیکھو تو مین کس طرح ہلاک کرتی ہون ہر ایک ساحر
حاضر دربار نے اسکی تعریف کی اور اسنے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاکر مطوق و مسلسل کردو یہ کہہ رہی تھی کہ اسکا ایک بیٹا ہیم
شرر بار جادو وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سنکر دربار مین آیا یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور ہمیشہ عیاشی
مین اپنی اوقات خراب رکھتا ہے اخگر کو بھی پیار کرتا ہے مگر ماں کے خوف سے اوسپر دست درازی نہ کر سکتا تھا
آج اس ارادے پر آیا ہو کہ معشوقہ مذکورہ پر بن پڑے تو قبضہ کرنا چاہیے غرضکہ یہ لطفہ شیطان پنجون کے بل چلتا تھا
ہوا جب سامنے آیا ماں کو سلام کیا ماں نے دعا دی کہ برخوردار عمر دراز ہو برابر تخت پر آکر بیٹھا اور شہزادہ اور ساحرہ
مقیدہ کو دیکھکر مستفسر حال ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا لائیے ان مجرمون کو میرے حوالے کیجیے رات کی رات
قید رکھکر صبح کو قتل کر ڈالونگا اسکی مادر نے کہا بہتر ہے اس کافر نے سحر سے زنجیر آتشین مین دونون کو باندھا اور ماران
آتشین دست و پا و گردن و کمر مین لپیٹکر اُنکو روکر سحر پڑھکر ہوشیار کیا جب شہزادہ ہوشیار ہوا دیکھا کہ ایک دربار کفر دار
مین ہم زنجیر مین بندھے ہین ساحران کریہ منظر و سیہ فام بد ہیئت و نا فرجام کرسی ہائے زرنگار پر بیٹھے ہین گوش و بینی سے
اُنکے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہین سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی اور تاج فرمانروائی پہنے بیٹھی پناہ خدا کی عجب
صورت ہیبتناک اس تحبہ کی ہے ہر بُن مو سے شرارے آگ کے نکل رہے ہین آنکھین ہین کہ دو فتیلے جل رہے ہین منھ کے باہر کچلیان
نکلی ہین زرد ہلدی کی گرہ ہو رہی ہین سر پر بالون کی جگہ آگ چھائی ہوئی ہے اُس آتش مین چہرہ سیاہ اُس
خالہ شیطان کا جو نظر آتا ہے دھوان معلوم ہوتا ہے پہلو مین اُس ابلیس طینت کی ایک ساحر نابکار بدکردار
زبون شعار منھ بھاڑ سا پھیلائے افعی و زبان سر سے لپیٹے بیٹھا ہے یہ دیکھکر شہزادہ نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ
ساحر بد سرشت پہلوئے مادر سے اُٹھکر سحر خوان ہوا کہ دو پنجے پیدا ہوے اور ملکہ و شہزادہ کو لیکر اُڑے یہ بھی مادر سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا اور کنارے اُسی بحر آتش کے ایک باغ اسنے سحر سے بنایا ہے اسمین ان دونون کو لایا اور ایک

برج مین اس باغ کی بارہ دری کے لاکر شہزادہ کو بند کردیا اور دوسرے برج مین اخگر کو رکھا اسلیے ساتھ قید نہ کیا کہ رات کو اس سے سوال وصل کرکے بہ منت او خوشامد راضی کرونگا غرضکہ دونون کو قید کرکے آپ باغ کے چبوترے پر بیٹھکر مصروف میخواری ہوا اُدھر جب اخگر اس برج مین قید ہوئی اور اُسنے جانب باغ نگاہ کی ازبسکہ شہزادہ سے جدا ہوئی تھی تو بہار باغ دیکھکر رونے لگی اشکونکی جھڑی باندھ دی زلف سنبل کو اپنے اُلجھے ہوے دلسے تشبیہ دیتی سوسن کو غم یار مین خموش کہتی سرو کو آزاد دیکھکر کہتی کہ گنہگاران عشق قید ہین قمری بھی طوق محبت در گلو ہے فوارون سے کہتی کہ تمکو رونے کی خو ہے بلبلون کو دیوانگان گلشن اُلفت خطاب کرتی شمشاد کا قد بالا دیکھکر تیر آہ عاشقان سمجھتی عنادل کا زمزمہ دل دکھاتا یاد گلعذار مین یہ نغمہ زبان پر آتا

مخمسہ

قلق سے دل کے بیان کرین کیا اُٹھاتے ہین ہم جو صدمہ تجھ بن
شب جدائی کی صبح کرتے ہین آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آتی ہے تیغ در کف نہ کاٹے کٹتے ہین ہجر کے دن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم سبھی ہین غمخوار اپنے لیکن
کسی سے کیا کہوین حال دل کا نہین ہے فرصت فغان سے ہمکو

نہ موت کی یاد کیونکر اپنا کرے دل اندوہگین ہمیشہ
لیے ہے نم آلودہ اشک حسرت نہ کس طرح آستین ہمیشہ
سبب اگر ہمسے پوچھتے ہو کہ کیون رہے تم حزین ہمیشہ
جہان ہے بد سرائے فانی یقین ہے رہنا نہین ہمیشہ
یہ غم ہے جانے کا بسکہ اُلفت یہان کے باشندگان سے ہمکو

فراق کی جب تلک تھی طاقت شکیب کا جب تلک تھا یارا
سہین ہزار دن جفائے ہجران نہ آہ کھینچی نہ دم ہی مارا
برا تو خود داری اپنے دلکو ہوئی ازبسکہ ناگوارا
دیار وحشت مین لے عزیزان ہے بے نشانی نشان ہمارا
نہ ننگ سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام نام و نشان ہے ہم کو

ہمارے اشکون کے قطرے تار ہوا مین موتی پرو گئے ہین
ہم اپنی بیتابیون سے دلکی مثال طاقت کے کھو گئے ہین
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہو رہے ہین
لحد مین ہمنے نہ چین سے تنکا لے بھی تو رو رو کے سو گئے ہین
خدا سے ڈر اے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

اسی طرح یہ فغان کش ہمسر عنادل مصروف شیون تھی کہ دود آہ بھی یاد گلعذار مین گلشن سینہ داغدار سے بہ بہار نکلا یعنی چمنستان عالم مین شام سوسنی رنگ کا تختہ پھولا کہ بموجب

نظم

قریب شام مہر عالم آرا
جو تھا دن بھر شریک کار دنیا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان
اندھیرے نے جمایا اپنا سامان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی دلمین آگ لگائی جان مضطر فرقت یار مین لب پر آئی وہ جانورون کا بسیرا لینا درختون پر سناٹا سا آجانا نہرونکا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہنا ماہتاب کا نمود ہونا پتونپر سبزونکا جوبن سبزیکا نرمی سے لہلہا جاتا گلونکا بزم گلشن مین مثل شمع روشن ہونا چاندنی مین غنچونکا مسکرانا دل مین یاد جلوۂ جانانہ زخم جگر کو خراش دل پاش پاش یہ مضطر اسیر سر پنجۂ تقدیر زنجیر آتش مین اسیر کاوش پر تقدیر سراسیمہ و گریہ گیر بیٹھی تھی ادھر شہزادہ

شراب خواری سے بدمست ہوا تھا غلیان مستی و جوش شہوت پرستی دل مین آیا اپنی جگہ سے اوٹھ کر اوس برج مین جہان یہ بیٹھی تھی پہونچا وہ عشق کی ہرو گن یاد مین اپنے دلدار کے رونے لگی اور کہا اے شخص جسکو پیار کرتے ہین اوسکو قید کرکے اسی طرح آزار دیتے ہین اور پھر آنکھ چار کرکے محبت کا اقرار کرتے ہین مجکو ایسے جیتر بازمردوے سے خوف آتا ہے ڈر ہے اُسکے دیدے سے نہین معلوم آگے بڑھکر وہ کیا روز بد دکھاتا ہے یہ سننا تھا کہ یہ موذی بر سر رحم ہوا اور دست گیر ہوکر اوس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے چھڑایا اور زبان پر لایا کہ بیت یہ کیا اس قسمت بدنے دکھایا + کہ میرے ہاتھ سے صدمہ اُٹھایا + اے جانی و اے مایہ عمر و زندگانی اس ظلم کا بدلا جو چاہنا سو لینا جیسی سزا چاہیے ہو مجکو دینا اب میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر اوس حریق آتش اشتیاق کو اپنے شہزادے کی جو یاد آئی بلبلا کر اُسکی منت پر رونے لگی اپنے سر قدمون پر رکھ دیا اُسنے کہا چلو ہٹو تم یہ خوشامد آبرو لینے کی کرتے ہو جب مطلب نکل جائیگا پھر جلادی کروگے اوسنے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی اسنے کہا اگر مجکو چاہتے ہو تو اس برج آتشین کے برباد ہونیکا راز بتاؤ اُسنے کہا تم اس بھید کو پوچھکر کیا کروگی ساحرہ نے جواب دیا کہ مین اُسکی بے پالک ہون کہ جس کے تم فرزند ہو میرے تمہارے دعوی برابری کا ہے تمکو اسنے سب کچھ تعلیم کیا اور شریک کاروبار مملکت فرمایا اور مجھکو دودھ کی ایسی مکھی نکال کر الگ پھینکا اسی سبب مارے غصہ کے مین شریک طلسم ہوگئی اور قسم کھائی ہو کہ جبتک مجھکو یہ راز نہ معلوم ہوگا کبھی تجھ سے نہ راضی ہونگی بیت کہ جیتے جی نہ دیکھون شکل تیری + بلا سے آئین جو حالت ہو میری + جب اس نابکار نے یہ حالت دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا کہ سُن اے جان جہان شکوہ تیرا بجا ہے وہ حال مین تجکو بتاتا ہون کہ جسکو کہنا کسی سے کیسا دل سے زبان پر بھی نہ لانا جو سامنے سرو کا درخت لگا ہے اسکی جڑ مین ایک کمان اور تیر رکھے ہین کہ جادو کے ہین انکو کوئی نکالے اور اس دریا کے کنارے جائے ایک برج آتشین وہان بنا ہے اوسپر پتلا ایک آتش کا کھڑا ہے اُس پتلے کے منھ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہے اور دریا اوسی آتش سے جاری ہے پس اُن تیرون سے اُس پتلہ کو نشانہ بنائے تو یہ دریائے آتش اور برج قلعہ طلسم سب غائب ہوجائے اور اس جگہ کی راکھ اُٹھا لائے تو شعلہ سان کو بھی جانب ملک عدم پہونچائے یہ کیفیت یہان کی ہے جو تجھ سے بیان کی اب تو مجھ سے تو راضی ہوئی اخگر یہ باتین سُنکر بظاہر ہنس پڑی اور اُٹھکر اُس کے ساتھ چلی اور باغ مین آکر چبوترہ پر زیر نگیرہ زرتار بیٹھی وہ اوس مہ پارہ کے آنے سے باغ باغ ہوکر کشتی شراب کی اُٹھا لایا اور جام بھر کر اُس کے منھ سے لگایا اُسنے جام لیکر بناز و تبختر منھ بنا کر پیا پھر آپ ساغر مے سرخ سے لبریز کیا اور از بسکہ شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی وہان آپ قید ہوکر آئی تو اسباب سحر کا جھولا پاس رکھتی ہے چنانچہ ساغر بھر کر ساحر سے کہا کہ وہ پھول گلاب کا چاندنی مین دیکھو کیا لطف دے رہا ہے وہ پھول کی طرف اُسکے کہے سے دیکھنے لگا اور اوسنے ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولے سے نکالکر شراب مین ملا دی پھر وہ پیمانہ اس پیمان شکن نے اُس بدباطن کے منھ سے لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سو جھنے سے رہ گیا اور مردہ صد سالہ ہوکر گرا اس مسیحا جلاد منش نے تیغ کھینچکر سر اوسکا جدا کیا شور و غل اوسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی چالیس مرتبہ

کسی نے آواز دی کہ مارا شربار جادو کو وہ باغ اور مکان اور برج سب جلکر برباد ہوے وہ برج جسمین توبرج قید تھا پھٹ گیا اور شہزادہ رہا ہو کر نکل آیا اس درخت سرو پر بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادے نے حسب نشاندہی اخگر وہ تیر و کمان لیے اور اخگر تخت بزور سحر بنا کر شہزادہ کو بٹھا کر یہان سے بھاگی اور کئی منزل پر جا کر ایک پہاڑ پر اتری یہ تو ادھر نکل آئی اور وہان مرگ شربار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آواز مہیب آئین کہ شعلہ سان محل مین آرام کرتی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی اور اُسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساکنان قلعہ دوڑ کر ایک مقام پر جمع ہو کر اوسی مقام پر آئے اس عرصہ مین حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی تاریکی شب کا بعد بشاشت روزگار بے مہر نے اپنے جسم پر سے اُتارا کہ بمقتضائے **ابیات**

گھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے ۔ ہٹے پرتو اسے شعلے جھلملائے
گر اُٹھا عکس زلف شب زمین سے ۔ فلک کے ناز خاطر نے اُٹھائے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اُس باغ مین آئی دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہے اور نعش شربار کی جھلسی ہوئی پڑی ہے بیٹے کی لاش دیکھ کر کلیجہ منھ کو آیا لاش پر گر پڑی اور لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میرے آس مراد والے ہے ہے میرے نازون کے پالے ہی ہی بیٹا اس مان سے منھ موڑ گئے ہی ہی مجھکو اکیلا چھوڑ گئے اے میرے بن بیاہے اے میرے کڑیل جوان یہ مان تجکو کہان پائے کون سے دیس ڈھونڈھنے جائے ہی ہی یہ کیا ہو گیا نوحہ

مین صدقے تجھپہ اور قربان ہی ہی ۔ مری جان میرے ارمان ہی ہی ۔ نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشہ
ابھی سے کھوئی تمنے جان ہی ہی ۔ اکیلی مین رہی جور فلک سے ۔ ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی

اسی صورت سے زار و نالے کر کے بڑی مصیبت سے لاش اُسکی اُٹھائی کفنی سیاہ گلے مین پہنی گریبان چاک کیا بعد جزع و فزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی اس درخت سرو کو اور تیر و کمان کو ڈھونڈھا کہین پتہ نہ لگا کہ وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لیگئی ہے غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی یہ خبر مرگ شربار کی دور دور منتشر ہوئی یہان سے آگے دریائے بہوا ہے اور اس دریا کے حوالی مین ایک ساحرہ نسیم جادو نام حکمران ہے چنانچہ وہ اپنے دارالامارہ مین اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی اوسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ قلعہ آتش نگار مین بڑا غلغلہ برپا ہے غدر ہو رہا ہے نسیم نے خبر سُنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور ہر سمت غدر دیکھ کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے اُسنے کہا ایک خدا پرست طلسم مین گھس آیا ہے اُسنے بشراکت اخگر شربار کو مارا ہے یہ حال دریافت کر کے وہ عورت پھر کر خدمت نسیم مین آئی ماجرائے شنیدہ زبان پر لائی اُسنے پوچھا کہ شربار کیا ماندہ تھا جو مر گیا اوس عورت نے کہا کہ اس طرح مارا گیا سب کیفیت سنکر برسم تعزیت جادو سوگنپو اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی اور شعلہ سان پاس آئی دیکھا کہ اسکی عجیب حالت ہے گرفتار رنج و غم مصیبت ہے گریبان چاک ہے سر پر خاک ہے زمین پر بیٹھی ہے نسیم نے فرش خاک پر سے اُٹھایا اور کہا اے بہن یہ کیا غضب ہو گیا اُسنے رو رو کر سب حال بیان کیا اسنے سمجھانا شروع کیا کہ اے بہن جو مرضی جمشید کی اس امر مین ناچاری ہی شاہ و گدا سب کو یہ دن نصیب ہوتا ہے اوسنے کہا یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہے

کاش اس نامراد کے قاتل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دلکو قرار آتا اب نہین معلوم وہ مردہ کدھر گیا نسیم نے اسیوقت ہزار ہا ساحر
بہر تفحص روانہ کیا اور شعلہ سے پوچھا کہ اس خداپرست کا نام کیا ہے اُسنے کہا تورج یہ سنتے ہی نسیم تھرا گئی اور کہا اے
بہن یہ نام شکنندۂ طلسم کا ہے ہم نے اپنے بزرگون سے سُنتے ہین کہ نام فتاح طلسم کا تورج ہوگا پھر تورج اور تورہ مین کیا
فرق ہے خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی مین بیٹھکر مشورہ کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ
کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچا کر کھایا چشمہ سے پانی پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختہ سنگ پر
دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بہر تجسس نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ و دشت چھانتے پھرتے تھے اونمین سے چند ساحر طائر
بنے ہوے اس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور دونون دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھکر عزم کیا کہ قید کرلے جائین پھر خائف
ہوے کہ وہ شخص بڑا زبردست ہے دست انداز نہوئے اُڑکر بہت جلد خدمت شعلہ مین آکر خبر دی وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی
ہوئی نسیم سے کہا بہن میرے گھر بار سے خبردار رہنا یہ کہکر ایسی دلکو لگی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی پیچھے اسکے نسیم نے فوج ساحران
روانہ کی لیکن یہ بہت جلد اوڑی ہوئی اوسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہہ رہا تھا کہ
اے نازنین نہین معلوم کہ بعد ہمارے ہمارے رفیق اُس دیو پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر نا تمام تھا کہ نعرہ
شعلہ بیان ہوا اے تیرہ سران کے گذارم کہ از دست من نجات یابی نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اُڑ گئے اور شہزادہ تیغ
کھینچکر جھپٹا اور للکارا کہ ٹھہر او قحبہ مین تیری جان کا ملک الموت آ پہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اسلیکہ
قضا اس ساحرہ کی اور طرح سے ہے شہزادہ پر غالب آئی اثر نارنج سحر سے شہزادہ بیحس و حرکت ہوگیا اسنے پھر سحر
پڑھکر دستک دی کہ اخگر بھی بیہوش ہوئی اُسنے دونون کو گرفتار کرکے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج فرستادہ نسیم پہونچی
اسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ بہن نسیم کے پاس انکو لیجاؤ کہنا مین آتی ہون تم اس مسلمان کو قتل کرنے
کو کنارہ بحر آتش کے لیچلو ساحر دونون کو لیکر پھرے اور یہ بھی پھری مگر اور طرف سے آتی ہے حال اسکا بیان ہوگا
لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اوسنے قید سخت مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ بحر آتش کے چبوترہ رنگ کے
بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے پس حسب حکم تیاری شروع ہوگئی اور شہزادے کو مع اخگر کے تخت
سحر پر بٹھا کر کنارے بحر مذکور کے روانہ کیا حسب اتفاق کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز
سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے کے پاس تھی یہ سمجھکر نہ چھینی تھی کہ سحر کے سامنے یہ کیا کریگا رہنے دو بروقت
قتل لے لینگے غرض جب شہزادہ کنارے بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جسکی قید مین یہان آیا ہے بمنت تمام اُسنے گویا ہوا
کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر میرے پاس ہے اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر پہنے ہے یہ سب تم کو دو گھڑی کے لیے
مجکو رہا کردو اور تم میرے ساتھ رہو افسران لشکر بہ لالچ مین آکر شہزادے پر سے قید سحر دفع کردی اور ساتھ
لیکر چلے شہزادہ کنارہ دریائے آتش کے تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا
اسنے اوس تیر و کمان سے کام لیا بقدرت قادر توانا نشانہ مراد پر تیر پہونچا وہ پتلا گرا اوس بحر آتشین مین
تلاطم ہوا شعلہای آتش اُڑکر جانب چرخ برین گئے اندھیرا ہوگیا شور سا تون دوزخون مین جیسے اوٹھتا

ہو ویسا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی ایک میدان منزلون تک کا تھا یہ جو افسران
لشکر نے دیکھا گھبرا کر رو بفرار لائے اور بعض حربہ ہائے سحر لیکر شہزادہ پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اُس
مقام کی جلد تر اُٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ سان شہزادہ کو قید کرکے جو روانہ ہوئی تھی تو اور راہون سے
اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اُس پار دریائے آتش کے آئی اُس وقت اُس بحر کو ناپدید ہوتے دیکھا بیقرار ہو کر
کہا ہائے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے چھپٹی مگر اُس پار دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا اور رہا تھا اور ہائے آقا ہائے
تورج کہہ رہا تھا اُسنے بھی جب دریا کو غائب ہوتے دیکھا بیتاب شہزادہ کے تجسس مین چلا راہ مین اُسکو نظر آیا کہ ایک ساحرہ
اُڑتی ہوئی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچکر گردن اُس کی بزور تھامی ازبسکہ وہ ساحرہ سحر سے روئین تن تھی گردن
دھڑ پہ سے اُکھڑ نہ سکی اور تڑپکر چاہا کہ رہا ہو جاؤن دیو نے مضبوط دبوچا اور اس کشمکش مین دونون زمین پر
اُتر آئے دیو نے چنگھاڑ کر در و دشت مین زلزلہ ڈالدیا ساحر جو شہزادہ پر حملہ آور تھے چیخ کے سننے سے بھاگے اخگر بھی
ساتھ شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرہ دیو سنتے ہی شہزادہ کو پنجہ مین دابکر وہان لائی کہ جہان دیو اور ساحرہ گتھے ہوئے
تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اُسپر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا دیو نے گردن اُسکی دھڑ سے کھینچ لی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوئی
شور عظیم اُسکے مرنے سے بلند ہوا پہاڑ ٹکرا کے درخت تھرایا آواز آئی کہ مارا شعلہ سان جادو کو قلعہ آتش نگار مین جو
مکانات اور باغ اور دوار لا مارت وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے لگے قلعہ مین بھگدڑ پڑی آوازین تڑاق تڑاق مکانو کے
اُڑنے کی بلند ہوئین نسیم شہزادہ کو بہر قتل بھیجکر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت
خوردہ قیدی کے ساتھ کی سامنے آئی سارا ماجرا اُسنے سُنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی ہلاکر
وہ کہان ہے اُسنے کہا کہ بی بی ضرور شعلہ سان ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے تورج کو طلسم کشا
سمجھ چکی تھی اُس وقت یقین ہوا کہ بیشک مین بھی ماری جاؤن گی پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ مین چلی گئی اور
ہوا کے دریا کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کرکے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کو پاس بٹھا کر
مشورہ کرنے لگی اور بیر سحر کے برائے دریافت حال شہزادہ جانب قلعہ آتش نگار روانہ کئے کہ ہر دم کی خبر افعال طلسم کشا کی
مجکو پہونچا ؤ مین یہان شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعہ آتش نگار مین آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا دہشت سے فرار تھی شہزادہ نے
ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دی گئی ہے سب آکر آباد ہون سب مردم شہر حاضر خدمت ہو کر مطیع ہوئے شہزادہ نے
اخگر کو تخت شاہی پر بٹھایا اسنے اپنے باغ پر بہار مین اس گل باغ شہریاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ
اُس سرو گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ پر زیر شامیانہ زرین بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان
مسرت مین ہوائے عیش و سرور وزان ہوئی زمزمہ رقاصان و مغنیان عنادل وار آغاز ہوا ساغر بہ رنگ ساغر
گل مل سے لبریز ہو کر چلنے لگے بادہ خوار بھول پیتے تھے یہ جملہ کیفیت سحر کے بیر دریافت کرکے خدمت نسیم مین گئے وہ
اپنے سردارون سے کہہ رہی تھی کہ بعد تسخیر قلعہ آتش نگار فاتح طلسم دریائے ہوا پر ضرور آئے گا پھر اُسوقت
اگر بھاگ کر بچے تو سوقت بچنا ممکن نہین اس سے لازم ہے کہ جا کر یا تو مقابلہ کرون یا اطاعت کر لون یہی گفتگو

تھی کہ بیرون نے حالات طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو جبار جادو غو
ہر ایک افسر نے صلاح دی کہ اے ملکہ یہی وقت ہے کہ طلسم کشا غافل ہے آپ اسکو گرفتار کر لیجیے اور نہیں تو مرحلہ چھوڑ کر
شاہ طلسم پاس چلیے ورنہ خرابی ہے اسنے کہا بہتر ہے چلو طلسم کشا کو پکڑ لیں یہ کہکر بہ غضب تمام تر مع چند افسر کے
روانہ ہوئی زیادہ فوج اسلیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائے گا غرضکہ بزور سحر اڑتی ہوئی قریب باغ پہونچی اور
زمین پر اتر کر اندر باغ کے چلی اور گلشن پر دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا اوسنے اسکو براہ مکر سلام کیا اس پیے کہ قریب آئے
تو گردن داب لوں ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے آگاہ ہو چکی تھی اسکے فقرے پر نہ چڑھی اور ایک پڑیا خاک سحر کی
نکال کر جھولی سے ماری کہ دیو بیحس و حرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی دیو نے چیخنا شروع کیا کہ اے آقائے شہزادے یہ مردار
قحبہ بدکار مجکو گرفتار کرکے آپکے آزار دینے کو آتی ہے باغ میں ہر چند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اس شور پر
بھی سبقت لیگئی شہزادہ نے آواز سنکر فرمایا کہ دیو چیختا ہے یہ کہکر تیغہ کھینچکر دوڑا ساحرہ اندر آ چکی تھی کہ اسنے کچھ
نہ پوچھا نہ سوچا ایک ہاتھ تلوار کا مارا اسوقت ہاں ہاں کرکے جبار جادو بیچ میں آگیا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی
نہ پڑھا شمشیر آبدار شہزادہ کی جبار جادو پر کارے کرکے زمین پر ٹھہری شور اسکے مرنے کا بلند ہوا نسیم سامنے سے
ہٹ گئی اور از بسکہ ساحرہ زبردست ہے سحر پڑھکر پکاری کہ او لوبیج تلوار پھینکدے یہ کلام اسکا پر اثر تھا شہزادہ
نے تلوار پھینکدی اسنے سحر سے بیحس و حرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آئی تھی اسنے ایک ناریل سحر کا مارا اسنے دستک
دی کہ ناریل الٹا پھر گیا اور از بسکہ یہ ساحرہ صاحب مرحلہ ہے اخگر اسکا سامنا کیا کر سکتی ہے اسنے دوبارہ
جو سحر کیا ایک ہوا سے سرد ایسی وزاں ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحرہ بیہوش ہو گئے اسنے در باغ سے دیو کو بھی اٹھوا
منگوایا اور سب کو ایکجا کرکے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کرکے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبوں
مشاہدہ کرکے روئیں جب شہزادہ کی آنکھ کھلی اجل بر سر قضا بر قفا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا شروع کیا اور بہ رجوع
قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے ادھر نسیم نے ہنس کر کہا کہ اے لوبیج اس روز کی
تجکو خبر نہ تھی اور اے اخگر تجکو شعلہ سان نے خاک سے پاک کیا بیٹی اپنی بنایا اور تو نے اوسکو قتل کرایا یہی
عوض نیکی کا تھا جو تو نے کیا اخگر نے کہا میں واقف بھی نہیں طلسم کشا سب کو ہلاک و غارت کرتے چلے آتے ہیں انھوں نے
اسکو بھی مار ڈالا انسے پوچھو شہزادہ نے فرمایا کہ بیشک میرا شیوہ یہی ہے ساحروں کا نام بھی دنیا سے باقی نہ رکھونگا اور اب
اے نسیم جو دم تمھارا کٹتا ہے وہ غنیمت سمجھو صرصر فنا باغ بقا پر تمھارے بھی چلا چاہتی ہے ٹھنڈے ٹھنڈے گلزار عدم کی
سیر کو جایا چاہتی ہو بالفرض مجکو تم مار بھی ڈالو جب بھی نہ بچوگی میں اکیلا یہاں نہیں آیا ہوں میرے وارث میرے ساتھ
آئے ہیں اور علاوہ اسکے ہم لوگ خدا پرست ہیں خدا تعالی ہماری مدد کو فرشتے بھیجتا ہے شعلہ سان کے لیے بھی خدا نے ایک
فرشتہ بھیجا تھا کہ اسنے آکر جہنم واصل کیا شہزادے نے تو یہ کلمات اسکے ڈرانے کو فرمائے اور اوسکو اصل میں خوف پیدا
ہوا کیونکہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی سوچی کہ شاید اسکے ساتھ فرزندان حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہوں اور
مجھ سے دعوی کون برادر گریں یہ سوچ کر اسنے بازو پر سے تختی جمشیدی کھولی اور اوسکو دیکھا اگر یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہے

لوح مین لکھا تھا کہ اسکے ساتھ طلسم مین کوئی نہین آیا ہے یہ بالکل جھوٹ کہتا ہے ہان دہنہ طلسم پر ایرج پوتا حمزہ
کا البتہ اوترا ہوا ہے تو اسکو جلد قتل کر ڈال ورنہ برائی ہے یہ تختی سے معلوم کرکے اسنے اور بھی زیادہ احتیاط کی یعنی
ماش کے آٹے کا ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھول کر خون اسپر چھڑکا وہ پتلا اوٹھ کھڑا ہوا آداب بجالایا اور اسکو حکم دیا
کہ اے پتلے تو اوڑکر چار دانگ طلسم مین جا اور ہر ایک نظر دوڑا جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ کر لا پتلا حسب الحکم
اوڑکر چلا اور قندیل فلک ہوگیا ہر سمت جویائے مردم مسلمان تھا ادھر حال سنیئے کہ نجم و شاپور دونون عیار خبر لینے
لعل رج کی چلے تھے اور بیان کیا گیا تھا کہ دریائے سحر کے کنارے کنارے روان تھے مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ
الگ چلنا چاہیئے کیونکہ مقام دشوار گذار ہے جو ایک مبتلائے بلا ہوجائے تو دوسرا اوسکی اعانت کو جاسکے چنانچہ
علیحدہ ہوکر دونون دو طرف ہوگئے اور صورتین بدلے ہوئے تھے فی الجملہ نجم عیار ایک ساحر کی صورت بنا ہوا تھا لیکن
بہت بوڑھا اپنے تئین بنایا تھا کہ بال کیا پلکین تک سفید تھین سر ہلتا تھا دست و پا مین بھی رعشہ تھا کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے
نکلا تھا لاٹھی ٹیکتا چلتا تھا پھر بھی ہر گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور عصائے آہ تھام لیتا تھا کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا کبھی اوٹھ کر
کراہتا جسم مین جھریان پڑین رگین تن کی نکلی ہوئین مرزائی گلے مین پہنے دھوتی باندھے قشقہ ماتھے پر کھینچا بت گلے مین پڑے مالا ہاتھ
مین لیے سامری سامری جپتا چلا جاتا تھا لیکن مسکن ساحران اس مقام کو سمجھ چکا تھا اس وجہ سے بہت سے بت کمر مین عیاری کرنے کیلئے
بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہ ہائے ناحق سے سارا جسم آراستہ کیے تھا کہ حال اسکا مذکور ہوگا چنانچہ پتلے نے اسکو جاتے دیکھا چونکہ وہ پتلا
سحر کا تھا اور حکم اسکو یہی تھا کہ مسلمان کو پکڑ لانا گو اسکی وضع ساحرون کی ایسی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ
پتلا جھپٹ کر جو گرا اسکو پنجہ مین داب کرکے اوڑا اور سامنے نسیم کے لاکر ڈال دیا اوسنے کہا اے موئے یہ تو ساحر کو کیون
پکڑ لایا اوسنے کہا پھر اور تو کوئی اس طلسم مین مجکو نہ ملا مین تو جانتا ہون کہ یہ مسلمان ہے ساحرہ نے کہا دیکھو معلوم ہوا
جاتا ہے یہ کہہ کر عیار کو متوجہ ہوا اسے بیہوش تھا اسکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو
اسیر و دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین پر تڑپتے پایا چند ساحرون کو بیچ قید سے بلکتے پایا سمجھا کہ تم بھی اسیر ہوکر آئے ہو یہ
سمجھ کر در مکاری وا کیا ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہوجاتا تو عجب تھا ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ اے آہ کیون کرتا ہے
اوسنے رو کر پہلے تو کچھ وصف اسکا بیان کیا دعا بہت کچھ دی پھر کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے دریائے سحر تو دہنہ
طلسم پہ ہے وہان میرے سات بیٹون کو اسنے ذبح کیا ہے اے ملکہ اس بڑھاپے مین اسنے وہ داغ مجکو دیے ہین
کہ جگر میرا زخمی ہے نسیم نے کہا اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اسکی بوٹیان کا ٹکر زاغ و زغن کو دے بڈھے نے کہا
اے ملکہ ہین ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر رخسار پر مسا جو نشان شناخت کا ہے وہ شہزادہ کو دکھلایا شہزادہ
مسا دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہے بس بہت خوش ہوا اور خاموش رہا نسیم نے پوچھا کہ بڑے میان تمھارا نام
نام کیا ہے عیار نے جواب دیا کہ مجکو بندہ جمشید کہتے ہین ساحرہ نے کہا تمھارے باپ کا کیا نام ہے اسنے عرض کیا بندہ جمشید
اور باپ پر کیا موقوف ہے دادا کا نام بھی بندۂ جمشید تھا ہمارے خاندان مین سب کے نام بندۂ جمشید ہین ہماری قوم
وہ ہے کہ خداوند جمشید کے یہان سے اسکو بھوگ عنایت ہوتا ہے پوریان اور دودھ اور کھانے کو آتا ہے اور ہمارا

دین وآئین تم سب ساحرون سے جدا ہے ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہین وہ ہم سے باتین کرتے ہین اور ہم بولتے ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہین گونگے کو نہین پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان رکھتے ہین اور ساتھ لیے لیے خداوند کو پھرتے ہین اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالین اور اوسنے باتین کرین نسیم کو بڑا التعجب ہوا کہ دیکھا چاہیئے کہ خداوند کیا کہتے ہین کیونکر بولتے ہین چنانچہ نہایت اشتیاق ظاہر کرکے مصر ہوئی کہ بولتے خداوند کو نکالو نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور دھوکا دینے کی چیزین بنا کر اپنے پاس رکھی تھین چنانچہ ایک بت اسنے اس طرح کا بنایا ہے کہ اُس کے سر مین سوراخ ہین اور جب اون سوراخون مین ہوا بھرتی ہے تو منھ سے اوس بُت کے آواز پیدا ہوتی ہے اس طرح سے کہ جیسے باجا بجتا ہے اور کبھی بعض سوراخ مین ہوا بھرنے سے ایسی آوازین آتی ہین کہ جیسے انسان باتین کرتا ہے لیکن کوئی بات سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہے غرضکہ وہی بُت اسنے کمر سے نکالکر ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا اسنے دیکھا کہ زمرد کا بُت ہی آنکھین یاقوت کی ہین ہیرے لعل اسکے جسم پر ہر جگہ جڑے ہین یہ دیکھ رہے تھے کہ اُسکے مخرجون مین ہوا بھری اور آواز اُنھین سے پیدا ہوئی نجم نے کہا خداوند فرماتے ہین جلد سجدہ کرو نسیم اور سب ساحرون نے اوسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہے کہ تیرے پاس دس دس ہزار بیس بیس ہزار روپیہ کے خرید خداوند ہین لیکن چون بھی نہین کرتا یہ بڑا تیسنی جمشید کا سیوک معلوم ہوتا ہے جو اسکے خداوند بولتے ہین یہ تو اسی سوچ مین تھی کہ نجم نے تیور اسکے دیکھ کر قیافہ سے پہچانا کہ اسکو اس بُت کے بولنے کا سوچ ہے پس یہ معلوم کرکے گویا ہوا کہ ارے ملکہ خداوند فرماتے ہین کہ نسیم دل مین کہتی ہے کہ بڑا تعجب ہے خداوند بولتے ہین مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا کہتے ہین تو اے ملکہ تم یہی سوچتی ہو یا کچھ اور ساحرہ کا اعتقاد اور زیادہ ہوا اور کہا واقعی مین یہی دھیان کر رہی تھی اسنے کہا اے ملکہ بشر کا کلام سمجھ مین نہین آتا ہے نہ کہ خداوند کا ایسی فہم ہماری کہان جو خداوند کی بات سمجھ سکین مین مدت تک خداوند کے پاس رہا ہون اس باعث سے کچھ سمجھ لیتا ہون اچھا اب پھر خداوند کو سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہین مین تم پر اپنی رحمت نازل کرون تاکہ تم بھی میری بات سمجھنے لگو سب ساحرہ یہ حکم سنکر سجدہ مین گر پڑے اور اسنے ایک تھیلی جسمین مٹھائی بیہوشی آمیز بھری تھی اس بُت کے ہاتھ مین دی اور ساحرون سے کہا کہ سر سجدہ سے اُٹھاؤ سب نے سر اوٹھایا اور اسنے اوس بُت مین کل رکھی تھی کہ جب اُسکی پیٹھ پر یہ ہاتھ رکھے وہ ہاتھ اپنا بلند کرے پس جب ساحر سجدہ سے اُٹھے اوسنے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا بُت نے ہاتھ اپنا بلند کیا اسنے کہا اے ملکہ خداوند یہ تھیلی تمکو عنایت کرتے ہین اسمین جو کچھ ہو وہ لیکر سب کو دو کہ کھائین اور تم بھی کھاؤ خداوند کی زبان سمجھ مین آگئی نسیم نے وہ تھیلی بُت کے ہاتھ سے لی اور مٹھائی نکال کر سب کو ایک ایک ڈلی دی آپ بھی نجم نے کہا کہ اے ملکہ یہ خداوند بڑے بھولے ہین میرا کہنا مانتے ہین اور خلاف مرضی میرے کچھ بات کرین تو خوب جوتیان لگاؤن اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے لگا بھی دیتا ہون نسیم نے کہا ارے بڈھے تیری شامت آئی ہے خبردار خداوند کی شان مین کچھ بیہودہ نہ کہنا نجم نے کہا او قحبہ مین تجھکو قتل کرنے کو جب کہتا ہون یہ بہت منع کرتا ہے پھر اُسکو جوتیان مار دون کیا کرون نسیم یہ گفتگو سنکر گھبرائی لیکن بیہوشی اثر کر چکی تھی زبان اینٹھ گئی کچھ جنبش نہ کر سکی۔

ہچکیان لیکر بیہوش ہوگئی اور اس کے ساتھیون کا بھی یہی حال ہوا سب بیہوش ہوگئے اُسوقت دیو پکارا کہ بھائی اس ساحرہ کو اُٹھا کر میرے منھ مین ڈال دے کہ مین چبا کر نوش کر جاؤن نجم نے نسیم کو گود مین اُٹھا یا دیو نے منھ پھیلایا اسنے اُسکے منھ مین ڈال دیا اوسنے جو چبایا ہڈیان کڑکڑ بولین اور دو قہقہہ واصل جہنم ہوئی شور تکبیر و بہ بند کا بلند ہوا آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی مارا نسیم جادو کو نجم نے جلد جلد اور ساحرون کے بھی سر کاٹ ملے دیو کے اور شہزادہ کے ہاتھ پانون کھلگئے اخگر کو بھی ہوش آیا شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی اخگر سے کہا یہ ہمارا عیار ہے اور بھائی ہے یہان تو یہ باتین خوشی کی ہین اُدھر مرگ نسیم سے وہ دریا ہے ہوا اور قلعہ و مکانات سحر سب برباد ہوگیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر مین طلسم کشا سب کو آکر قتل کریگا ہمشیا نسیم ماری گئی اب یہان ٹھہرنا نہ چاہیے یہ تجویز کرکے رہ بفرار لائے اُدھر سے شہزادہ مع عیار اور اخگر اور دیو کے روانہ ہو کر دریا ہے ہوا پر آیا اُس بحر کا کہین نشان نہ پایا قلعہ بھی خالی تھا اس شہریار عالی تبار نے اُس قلعہ مین مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے سامان عشرت مہیا کیا وہ جلسہ جو قلعہ آتش نگار مین برہم ہوگیا تھا یہان پھر برپا کیا دیر تک سرگرم عیش و عشرت رہے پھر اوس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور اون دونون قلعون کا اخگر کو حاکم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اخگر نے ساتھ نہ چھوڑا حکومت ترک کرکے ہمراہ ہوئی عیار اور دیو بھی ساتھ چلے فی الجملہ یہ مرد میدان شجاعت رہگرائے منزل مقصد ہوا اور کچھ دور بحر ہوا کی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان کف دست بیابان مین گذر ہوا دیکھا تو منزلون تک سایۂ اشجار اوس سے دور وحشت آباد آبادی اُس سے بدل نفور ہوے عمارات کیا چرند و پرند کسی کا نام نہ تھا اوس وادی ہول خیز مین قدم رکھنا کسی رستم دل کا کام نہ تھا ہر سمت سناٹا دھوپ کا تڑاقا عالم یاس قلب مضطر دل بد حواس یہ یکہ تاز عرصۂ جرأت قدم ہمت بڑھائے روان تھا ہمراہ رفیقون کا مجمع تھا بگولے کی طرح خاک اوڑاتا جب دور نکلگیا نیا تماشہ نظر آیا یعنی ہزارون قوس قزح کو سامنے نکلے پایا میدان سرخ و سبز اوسکے عکس سے بنا تھا گگا جمنی سطح غبرا تھا جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہے دونون کے عکس سے طرفہ تماشا ہے کہ یاقوت پر مرصع طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہے شاہد کوہ لالون لال ہے یاقوت سے چہرہ لال ہے لعل اور زمرد کی اوسی جا کان ہے جوہری قدرت کی دوکان ہے شل قلب سرور آگین روے کوہ بشاشت سے سرخ ہے سبزہ کوہ سرخ پر یون نظر آتا ہے کہ معشوق سرخپوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہے کوہ زمرد پر گلہاے سرخ کا جوبن زیور یاقوت کا جسم سبز رنگان پر دکھاتا ہے ہزار ہا گل دونون کوہ پر کھلے ہین یہ کیفیت دکھاتے ہین کہ بہار باغ عالم کو رد بروا اپنے شرماتے ہین

نظم

بہار کھیلتی ہوئی ہر دھوم سے ہی فصل
ہوا اڑاتی ہی ہر لحظہ رنگ گل سے رال
غبار کاکل سنبل پہ ہے عبیر فشان
درختون مین ہین یہ نارنگیان گر وشتہ پیا

ہزار رنگ کی لاتی ہی ساتھ اپنی سال
نہین ہی جوش شفق سے سپہر نیلی سرخ
بہار لالے کے چہرہ پہ مل رہی ہے گلال
نہین ہے قوس قزح آسمان پہ جلوہ نما

ہے دست شاخ پہ سوزان شگوفہ سے کافور
یہ رنگ سا مہر کی پچکاری نے دیا ہی ڈال
یہ قمقمے ہین بھرے رنگ ہی دھر بھر جو
یہ بیل ابر کی رنگی گئی ہے مثل گلال

سامنے اُن دو پہاڑون کے ایک دیوار بلور سفید کی منزلون تک کھینچی ہوئی تھی اُس سرخی اور سبزی مین سفیدی نئی بہار دکھاتی تھی آفتاب تابان کو فلک اخضر پر شرماتی تھی نور علی نور وہ مقام تھا نور طور لا کلام تھا اُس دیوار مین تین دروازے بنے تھے جنکی محرابون پر چاند سورج صدقے ہو رہے تھے پردے مخمل کاشانی کے دو دروازون پر پڑے تھے بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردہ پڑا تھا اس پردے کو اس رازدان طلسم نے بسم اللہ کہکر اُٹھایا اور قدم آگے بڑھایا سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند قہقہے چمک کر گرے اور ان سب کو اُٹھا کر لیگئے بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرائے نزہت انتما نظر آیا جسنے بہار شباب گلرخان کو دل سے بھلایا کوئی گلشن سبز و خرم بروئے دنیا پر شہزادے کی نظر سے ایسا نگذرا تھا کہ جیسا وہ جنگل فرحت افزا تھا نہرین لبالب حوصلۂ خاطر صاحبان جود و کرم روان تھین موجین خجل سمت گریبان تھین سرگرم اہتمام باد بہاری بہار پر تھی مستی اسجگہ طاری بید طبری شاخسانے نرگسی پر سایہ فگن گل و سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن کہ بموجب ابیات

وفور نشو و نما ہے یہ جوش نامیہ سے	اگر دانہ گرے ہی اگ شاخ ہو ہو فی الحال	نیام شاخ سے ہے تیغ برگ بید علم
کریگی فصل بہاران خزان کا استیصال	نہین لچکتی شگوفون کے بوجھ سے شاخین	کیا وہ کھینچنے کی مشق کرتے ہین نہال
نہین پہاڑ رستان و شقائق و نعمان	خزان کے خون سے رنگین ہوئی ہے تیغ جبال	اس وادی فرحناک مین ایک تالاب صد

آب و تاب تعمیر سراپا نور تسنیم حور کی تصویر گرد اگرد اُس تالاب کے سبزہ جہاز رحمت خدا کا بنا دیا لب گردان تالاب کو یاقوت سے بنایا تھا یہ نوجوان آبرو بخش دشت پُر بہار لب جوئبار پہونچکر ٹھہرے اور کچھ فرش بچھا کر بیٹھے اخگر اپنے ساتھ گلابیان شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا شغل بادہ نوشی شروع ہوا مگر دیو اس مقام پر نہ ٹھہرا سمجھا کہ سبز باغ ساحرون نے ہمین دکھا یا قید کرکے اس جگہ بلایا ہے بس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا زمانہ تیرہ و تار نظر آیا بالکل اندھیرا چار سمت پایا نہ مین آسمان کچھ نہ سوجھائی دیا گھبرا کر پھر آیا اور جتنا نہ پھر ایک سمت کو اُٹھکر پھر یہی منظر نظر آیا ناچار مراجعت کی شہزادہ نے اُسکو آتے جاتے دیکھکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو کس فکر مین ہو اسنے عرض کیا اے شہریار اس مقام کو سحر بند کرکے آپکو مقید کیا ہے مین گیا تھا کہ راہ پاؤن تو آگے لے چلون مگر آگے راستہ نہین ملتا ہے جدھر جاتا ہون اندھیرا نظر آتا ہے کچھ سوجھائی نہین دیتا ہے اخگر نے کہا شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہے یا کسی نے سحر بند کیا ہے یہ کہکر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہونچکر اخگر سحر خوان ہوئی ہر چند سحر کیا لیکن کچھ ہوا ناچار اُسی تالاب کے کنارے آکر مقام کیا اس اثنا مین طلسم گرد فلک ظلمت شب سے ناچار ہو کر کنار بحر مغرب آیا کہ بنیت زمین کے سایہ نے کی پردہ پوشی + مثی مہر فلک کی گرمجوشی سرشام کچھ عورتین روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف سے ہویدا ہوئین اور قریب ان وادی پیمایان طلسم کے آئین چند خوان پُر از طعام ساتھ لائی تھین وہ سب آگے اور دو تین کہرے دیو کے کھائے کو رکھکر چلی گئین اُن خوانون مین دو دو روٹیان اور پیالہ سالن کا تھا شہزادہ نے نہ کھایا باقی دیو اور اخگر نے کھایا اب سب کو یقین کامل ہوا کہ ہم قید مین غرضکہ وہ رات تو کنارہ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمہ خور روان ہوا کہ بیت دکھایا

صبح نے حسن جبین کو + کیا تابندہ رخسار زمین کو + صبح کو بھی کچھ زنان خوبرو با قد دلجو آب و طعام لیکر آئین اور دیکر چلی گئین نجم نے دیو سے کہا کہ شہزادے نے رات سے کچھ نوش نہین فرمایا ہے آج ایک بکرا تو کم کھا ہم اسکے کباب لگا کر شہزادہ کو کھلائین دیو نے کہا بہتر ہے شہزادہ نے عیار کو منع کیا کہ مین پرایا حصہ نہ کھاؤنگا تو کباب نہ لگا یہ سنکر عیار نے کچھ میوہ کسوت عیاری سے نکالکر شہزادہ کو کھلایا اسی طرح دو روز گذرے اب تو بھوک مین اس شہزادہ کو غصہ آیا مثل مشہور ہے کہ بھوکے بھلے مانس سے ڈرنا چاہیئے بس وہ عورتین کھانا لیکر جو پھر آئین شہزادہ نے انہین سے ایک کو فریب دیکر قریب بلایا اور چوٹی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ مالزادی ہمکو فاقہ مست تو نے مقرر کیا ہے جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے منہ گری شہزادہ جست کر کے اسکی پیٹھ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرائی کہ شہزادہ پر تو سحر نہ پڑھا پر پرواز پیدا کر کے اڑی کہ ایسا نہ ہو کہ رفیقان طلسم کشا مجکو مار ڈالین غرضکہ شہزادہ کو لیے اس ظلمت کو طے کر کے ایک باغ مین آئی شہزادہ کی آنکھ بند ہو گئی تھی جب آنکھ کھلی گلشن پر بہار دیکھا گل و لالہ و بلبل سے آباد وہ لالہ زار دیکھا اور اسنے شہزادہ کو اس جگہ پیٹھ پر سے گرا کر بزور سحر بجس و حرکت کر کے آپ جاکر ملکہ ظلمات سے کہا کہ آج طلسم کشا نے مجکو مار ڈالا ہوتا مین اسکو اڑا لائی ہون وہ مجھپر چڑھ بیٹھا تھا ظلمات نے کہا اری قحبہ آئین طلسم یہی ہے کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نہ کرنا چاہیئے قید رکھنا مناسب ہے چنانچہ مین نے اسکو قید کیا تھا تو یہان کیون لے آئی یہ کہکر اٹھی اور اسی بارہ دری مین باغ کی ایک صحنچی تھی کہ وہان آئی اسمین صندوق تھا اسکو وا کر کے کتاب آئین طلسم نکالی اور اس کتاب مین حال طلسم کشا دیکھا معلوم ہوا یہ بیشک طلسم کشا ہے اس پہلوان طلسم کو جو تیرے پاس ہے بلوا کر مقابلہ کرا اور شرط کر لے کہ اگر اس پہلوان کو زیر کرو تو مین اطاعت کر دون اور تم زیر ہوتا تو میرے مطیع ہو جانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اسکو چالیس لونڈیان خدمت کے لیے دینا اور اس باغ مین بہ آسائش رکھنا یہ کتاب مین دیکھکر کتاب تو بند کر کے صندوق مین رکھی اور آپ وہان سے سامنے شہزادہ کے آئی شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن مین ادھیڑ ہے مگر سبزہ رنگ خوبصورت چہرہ سے متانت اور دانش ہویدا ناصیہ سے رعب و جلال پیدا سراپا زیور زمرد و یاقوت پہنے بنی سنوری ہوئی مانگ موتیون سے بھری ہوئی غرض کہ اس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام کیا اور شرائط مذکور درمیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ پہلوان کے باپ سے ہم مقابلہ کرین اگر تم لوگ ساحرہ ہو تمہاری بات کا اعتبار کیا ہے مین پہلوان سے لڑونگا تم سحر کرو گی پھر میرا لڑنا بیکار ہے ساحرہ نے کہا اے شہریار مین اقرار نامہ لکھے دیتی ہون کہ سحر نہ کرونگی شہزادہ کو اسنے سحر کی قید سے رہا کر کے اقرار نامہ لکھدیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیجکر اس پہلوان کو بلایا وہ پہلوان کو بس کمین الملکی بجاتا رستم و سام و نریمان کو شاگرد اپنا بتاتا چٹ لنگوٹ باندھے بھبھوت ملے خم بجاتا آبنوس کا لندہ بنا ہوا باغ مین آیا اور اس دیو صورت نے شہزادہ کو للکارا شہزادہ بلند اقبال نے بھی رستمانہ اس کا مقابلہ کیا اس قوی تن درشت چنگال نے دستیان کھینچکر بغلیان ڈوب کر کشتی آغاز کی شہزادہ کے پاس وہ انگشتری اخگر کے پاس کی جو مقام کفل شاہ پر پہلوان کے رطنے

وقت ملی تھی اُس انگوٹھی کے سبب سے زور سحر پہلوان کا نہ چلا ہر چند کہ اُسنے ایسا زور کیا کہ کنپٹیاں شق ہوگئیں
اور اونگلیاں پھٹ گئیں آخر شہزادہ نے اُسکو اُٹھا کر چو بارا چارون شانے چت گرا یہ بہادر اُس کے سینہ پر چڑھا
اور سوال اسلام کیا اوسوقت ظلمات نے عرض کیا کہ اسکو چھوڑ دیجئے مین مسلمان ہوتی ہون شہزادہ اوسکے سینہ پر سے
اُٹھا ظلمات نے دوڑ کر سر قدم پر رکھدیا شہزادہ نے اسلام عرض کیا وہ بصدق دل مطیع اسلام ہوئی اوس
پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت مین دوڑ کر ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہوگیا شور مرنے سے
اسکے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لیکر بارہ دری کے چبوترہ پر لائی زیر نمگیرہ زرتار اسکو بٹھایا شہزادہ نے فرمایا کہ میرے
رفیق کنارہ تالاب کے بیٹھے ہین اونکو بلادو ساحرہ نے عرض کی کہ وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھین پس آپ رقعہ
لکھدیجیے شہزادہ نے ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرما کر دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور شہزادہ نے کھانا تناول سودہ ہو کر
کھایا کئی روز سے بھوکا تھا پھر شغل میخواری آغاز ہوا ناچ دیکھنے لگا یہ تو ہمہ آرام مین ہین لیکن جس قلعہ کی ظلمات حاکم ہے
وہان کی رعایا نے حال مطیع ہونے اپنے مالک کا جو سُنا ہر ایک گھبرایا اور فکرمند ہوا کہ اب ہم سب کو مسلمان ہونا پڑیگا
یا جان دینا ہوگا یا جلا وطن کرنا ہوگا پس ابھی سے فکر ہلاکت طلسم کشا لازم ہے غرضکہ چند اکابرین شہر یہان سے
بھاگ کر ایک قلعہ ہے اس جگہ سے دس کوس پر کہ مالک اوسکا ایک ساحر زہر چشم جادو نام ہے اُس کے پاس گئے
اور بزور سحر ایک آن مین قریب قلعہ پہونچکر صداے استغاثہ بلند کی ساحر مذکور نے انکو سامنے طلب کر کے جملہ کیفیت دریافت
کی اور سوچا کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہے چلکر اُسکو قتل کرنا چاہیے فی الجملہ اپنے مقام پر سے بزور سحر اُڑ کر
اور بہت جلد باغ پر آکر ٹھہرا یا شہزادہ غافل بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اسنے سحر سے بےحس و حرکت شہزادہ کو کر کے پنجہ
بنکر چوپڑا لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی اور کسی کی مجال نہوئی جو اُسکو
روکتا وہ تمام محفل درہم و برہم ہوئی رعایا سے قلعہ تو مدعی شہزادہ کی تھی کوئی خبر نہوا اور یہ شہزادہ کو لیکر اپنے قلعہ
مین آیا اور بارہ ہزار ساحران عدا کو حکم تیار ہونیکا دیا لشکر ساحران تیار ہوا یہ ہمراہ لشکر اپنے قلعہ سے باہر نکلا بارگاہ
استادہ کرائی اور شہزادہ کو قید سخت مین گرفتار کر کے ایک خیمہ مین رکھا اسلیے کہ بدم سحر اُسکو قتل کر دیگا پس خون مسلمان
اندر قلعہ کے نہ گرے کہ سبزہ رحمت خداوند سامری نہ اوگے گا چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا ادھر ظلمات دیو اور
عیار وغیرہ رفیقان شہزادہ کے پاس پہونچی اور رقعہ دیا ہر ایک پڑھکر شاد شاد ہوا اور اسکے ہمراہ سب روانہ ہوے
جب یہ یہان آئی ملازمون نے ماجراے شہزادہ سے آگاہی دی اسنے دیو سے حکم دیا کہ اعداے شہر کو گرفتار کر کے
کھانا شروع کرے اور آپ کو مع اخگر کے حفاظت دیو مین مصروف ہوئی کہ سحر سے اُسکو ضرر نہ پہونچانے اور علاوہ
حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی رعایا برایا بعد بیقراری لشکر نے امان چاہی اسنے ہر ایک سے یہی
سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمکو امان ملیگی لشکر کے افسر مطیع اسلام ہوے اسنے بھی لشکر چار پانچ بیس
ہزار ساحران نامدار کا درست کرا کر ہمراہ لیا اور سمت قلعہ زہر چشم کوچ کیا وہان ایک رات گذری تھی اور وہ وقت
تھا کہ شیم خورشید فلک سے سیاہی ظلمت شب کی دور ہوئی دنیا نور سے معمور ہوئی بیت کہ جب دھو گیا زمین سے سایۂ شب

نظر آیا جمال صبح مطلب + ہنگام سحر چبوترہ نکہت کا بنوا کر بوریائے فلاکت پر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا
گرد لشکر ساحران گھیرے تھا جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہونچی اور حملہ آور ہوئی جلاد تیغ پھینک کر
بھاگے کہ ایسا نہو ہم قتل ہو جائیں سیاہ زہر مائل رزم ہوئی زہر بھی اژدر دمان پر سوار ہو کر بڑھا ناقوس
اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے ابر سحر گرجا کڑکا چار سمت اندھیرا چھایا سحر کی مار بیرون کی یکبار شروع ہوئی نارنج ترنج ناریل
ہار مرچون کے چلنے لگے سحر کی بجلی چمکی جادو کے سانپ زہر اگلنے لگے منقار جادو سپہ سالار زہر کا نارنج مارتا آگے
بڑھا آتا تھا اس طرف سے اخگر اوسکے سحر کو رد کرتی جاتی تھی اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر جنگ تھا
لڑتا ہوا قریب منقار پہونچا اور اوسکو خنجر سے دھکا یا وہ تو اوسکی جانب مخاطب ہوا اخگر نے اس طرف سے تاک کر
ناریل جو مارا اسکے سر پر جو پڑا سر اڑ گیا غل اوسکے مرنے سے بلند ہوا ساحران عدد نجم کو سمجھے کہ یہی ساحر نے سپہ سالار کو مارا
سب اسپر ٹوٹ پڑے اخگر گروہ ساحران لیکر اوسکے بچانے کو جھپٹی رد سحر کرنے لگی اور اوسنے بھی لوٹ مار کر سیکڑون
کی ٹانگین کاٹین اسوقت زہر کو تاب نہ آئی آگے بڑھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی ہزار ساحر اس طرف کا
جلا نجم تو جست و خیز کرکے نکلگیا اور دیو چھپٹا کہ مین بھی عدد چار کو مارون ناگہان ایک حلقہ جو آکر لگا ہاتھ کا ایک تو تھ(ا) اگو(٫) تھا
کا کٹ گرا دیو اس زخم سے تڑپنے لگا مگر جی داری کرکے پھر آگے بڑھا پھر ایک تیر جو نشانہ پر آکر پڑا تو نشانہ ہوا تیر تو ڈکر
پار گزرا اس عرصہ مین زہر نے ظلمات سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اسکے جسم مین زہر پھیلنے لگا اور سوزش
ہوئی چھالے بدن پر پڑ گئے آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی زہر نے ایک نارنج مارا کہ تاریکی چھائی
ظلمات بھی ٹکرانے لگی راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤن راہ مین دیو زخمی پڑا تھا اسنے ڈانٹا کہ بھلا چھٹ کر کدھر
جاتا ہے اسنے تیغ کھینچکر چاہا کہ ایک ہاتھ مارون دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی مضبوط تھامی کہ آنکھیں
اوسکی نکل آئین ظلمات بھی پلٹی اور پکاری کہ اے دیو نہ چھوڑنا اسکو جلد لقمہ کر جا دیو نے فوراً اوسکو کھینچکر منہ مین ڈالا
اور چبا گیا پیٹ مین سے اسکے غل لیجیو پکڑ دینے کا بلند ہوا دیو گھبرایا اخگر مع فوج کے ساحرون سے بھری ہوئی تھی
اب ظلمات پر سے بھی سحر زہر کا اتر گیا یہ بھی آ کر گری اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے مرگ زہر سے اسمین
آگ لگی اور شہزادہ لعوریج پر سے سحر اتر گیا ہاتھ پانون مین طاقت آئی قید آہن توڑ کر اٹھا عیار نے تیغہ دوڑ کر
پہونچایا پھر تو دشت رنگین ہوا گلہائے زخم سے دامن میدان دامن گلچین ہوا تیغ کی جھنکار صدائے خندہ
گل تھی اسلحہ کی چقا چاق آواز نغمہ بلبل تھی خون کی نہرین جاری زخمون کے فوارے چھوٹتے ہوائے تیغ باد بہاری
تا دیر یہی ہنگامہ گرم رہا آخر لشکر عدو یعنی فرقہ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی شہزادہ نامدار سے بقیۃ السیف
نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہو کر شہزادہ کو قلعہ مین لائے دیکھا تو اس قلعہ مین سحر کے مکانات و باغات
سب نابود ہین رعایا فراری ہے شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی کرائی پھر دار الامارہ مین آکر قیام فرمایا حکم
آغاز جلسہ عشرت دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش برپا ہوئی بعد دو روز کے پھر وہان سے عزم روانگی فرمایا دیو نے
عرض کیا کہ اے شہریار آپ تو مجکو چھوڑ کر چلے جاتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے

دیونے کہا مجھے لیتے تو چلیے دیکھیے گا کہ مین کیونکر کھاؤنگا دشمنون کا سر چباؤنگا شہزادہ ہنسنے لگا اور نجم عیار نے
عرض کیا کہ جو آپ کی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو وہ کیجیے دیو کو کہنے دیجیے فی الجملہ دیو اور اخگر و عیار وغیرہ ایک
کو ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکلکر آگے کا راستہ پکڑا کئی کوس پہ ایک برج اور اوس برج پر جہاں سے طلسم مین سے نظر پڑا کہ
نہایت بلند و رفیع تھا شہزادہ ایک صحرا مین مع رفقا ٹھہرا اوس برج کا حاکم ایک ساحر غدار تاجدار گنبد نشین
جادو نام ہے - ہر چند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ شاہ طلسم جہاندار گنبد
جہان نشین کہلاتا ہی خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا قلعہ زہرہ کو فتح کرکے میرے برج کی جانب
آتا ہے پس یہ سنکر اسنے سحر کا پتلا بنایا اور اسکو بھیجا کہ دریافت کر آ طلسم کشا کہان ہے پتلا آکر شہزادہ کو
دیکھ گیا اور اس سے بیان کیا کہ وہ جو چار کوس جنگل اس برج سے ہے وہان مع اپنے رفیقون کے طلسم کشا ہے یہ معلوم کرکے
تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا یہان آگیا تو زیادہ تردد کرنا پڑیگا پھر وہان سے کہ جہان اب وہ ہے قید کرکے
مار ڈالنا چاہیے تمام طلسم اوسکے شر سے نجات پاویگا اور تیرا نام بھی ہوگا ایسا کچھ تجویز کرکے ایک برج آٹے کے
آٹے کا بنایا اور ایک چار دیواری بطور احاطہ کے اوسی آرد کی بنا کر ہاتھ پر رکھکر اسی برج آرد سے حکم دیا کہ
دیو جو ہمراہ فاتح طلسم ہے اسکو جاکر قید کرلے اور احاطہ سے کہا کہ فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جاکر محاصرہ کرلو
اشیا اُڑکر چلین یہان شہزادہ مع رفقا کے صحرا مین بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد بزرگ زیر گنبد فلک بروے ہوا اُڑتا
نظر آیا اور شل سرہوش کے دیو پر ڈھک گیا رنگ اوس برج کا بالکل سیاہ تھا اندر اوسکے دیو کا حال تباہ
تھا چیختا تھا کہ اے شہریار مجکو بچائیے اس تاریکی سے چھڑائیے شہزادہ اسکی جانب تیغ پکڑ کر جھپٹا تھا کہ وہ چار دیواری
اُڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیون کے محاصرہ پذیر ہوئی اوسوقت اخگر و ظلمات دونون بزور
سحر اوڑین لیکن جسقدر یہ بلند ہوئین دیوارین بھی اتنی ہی اونچی ہوگئین یہ نہ جا سکین اوتر آئین اور شہزادہ
فرط غضب سے ہونٹھ چبانے لگا اور بحالت ناچاری دعا درگاہ باری مین فرماتا تھا بیت چو عاجز رہانندہ
ذاتم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا + یہان تو سب دعا کررہے ہین لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا
کہ وہ اختر برج صاحبقرانی قید ہوچکا بس اپنے مصاحب ایک ساحر نگاہ جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور تو برج
و نجم کو میرے پاس اٹھا لاؤ اور باقی سب اسی طلسم کے لوگ ہین انکو وہین قید رکھو بلکہ قتل ان دو خدا پرستون
کے وہ خود مطیع ہوجائینگے ساحرہ مذکور حسب الحکم اسکے پرواز کنان اس احاطۂ سحر مین آئی شہزادے
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چنری اوڑھے مشجر کا لہنگا پہنے مانگ مین سیندور بھرا ماتھے پہ بندلی
لگا سر سے پانو تک جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوئے انداز سے منھ بنائے تیوری چڑھی سحر مین بہت بڑھی
چڑھی آئی ہے ظلمات نے بھی اسکو پہچانا اور اسنے قریب آکر کہا کہ اے ظلمات تھوک ہے تیری جنتی پر
اور تف تیری اوقات پر کہ تونے دین سامری و لقا کھو کر دین طلسم کشا کا قبول کیا اور خداوند لقا جو یہ دہ دنیا میں
موجود ہین اور ہمارے بانیے کو وہ خداوند عرش اعلی پر نہین رہے اُن کے دین کو ترک کیا یہ کہہ کر اخگر کی طرف

مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ بچھپے منہ لعنت خداوند تیرے ادپر کہ تو غیر مذہب الیکو دھگڑا بنا کر بیٹھی اور رغبر یہ باد کیا
شعلہ سان کو قتل کرایا اوسکے بیٹے کو ہلاک کیا وہ جو مثل ہے کہ لے بالک گھر گھالک وہ اصل ہے
اسی واسطے تجکو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا دھینگڑا کیا تھا اخگر نے یہ باتین سنکر کچھ اسکا کہنا پذیرانہ کیا
اور ایک نارنج مارا کہ اد فحبہ کیا تو نے ناحق مچائی شامت تیری آئی ہے لے اسکو اوسنے باتون کی دھن مین
پہلے تو خیال نہ کیا اب نارنج آتے دیکھکر چاہا کہ رد سحر پڑھون مگر ظلمات جو بجلی بنکر گری سنبھلنے بھی نہ دیا اسکو
کاٹ گئی غل و شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا جادوگرنیون نے شہزادہ سے کہا کہ بلا سے قید تو ہم ہو گئے ہین اب جو
آئیگا مارین گے ادھر نگاہ کو دیر ہوئی تاجدار نے بزور سحر معلوم کیا کہ اخگر نے مارلیا یہ معلوم کرکے اُسے بڑا غصہ آیا
اور ایک ساحر قہقہہ جادو نام اپنے رفیق سے حکم دیا کہ تو جا کر ہر ایک کو گرفتار کرکے قتل کر ڈال قہقہہ زمین مین غائب
ہوکر روانہ ہوا لیکن اس طرف نجم عیار نے تجویز کیا کہ ان دو جادوگرنیون نے ایک ساحرہ کو مارا بس مجکو بھی
لازم ہے کہ اب جو آئے اُسے قتل کرون یہ تجویز کرکے ایک حباب بیہوشی منہ پر شہزادہ کے مارا اور جادوگرنیون و
دیو کو بھی کچھ بیہوشی دیکر بیہوش کردیا اور آپ صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بناکر خنجر کھینچکر کھڑا تھا کہ زمین
تھرائی یعنی ساحر جو زمین مین غائب ہوکر چلا تھا یہان آکر پہونچا نجم نے جب زمین کو تزلزل دیکھا دوڑ کر سینہ شہزادہ پر
با خنجر برہنہ سوار ہوا اس اثنا مین قہقہہ زمین سے نکلا اور دیکھا کہ ساحرہ و دیو بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر طلسم کشا
کو ذبح کر رہا ہے اس ماجرے کو دیکھکر وہ متحیر ہوا اور اُس سے مستفسر ہوا کہ تو کون ہے اُسنے جواب دیا کہ مین نگاہ جادو کا
بھائی ہون اُسکا بدلا لینے آیا ہون یہ سنکر قہقہہ نے کہا کہ تیری بہن کو یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین اُنھون نے
مارا ہے تو اُنکا سر کاٹ مین اس مسلمان کو مارون نجم سینہ شہزادہ پر سے اوٹھا اور یہ شہزادہ کو قتل کرنے کے لیے کیا
نجم با خنجر برہنہ پاس تو کھڑا ہی تھا جھک کر ایک ہاتھ جو مارتا ہے سر اُسکا کٹ کر دور گرا صدائے گیرودار بلند ہوئی نجم
نے شہزادہ وغیرہ ہر ایک کو ہوشیار کردیا تورج نے حال سنکر اسکو گلے سے لگایا جادوگرون نے تعریف عیاری کی
کی ادھر تاجدار نے بزور سحر دریافت کیا کہ قہقہہ بھی مارا گیا بس اُسکو بہت غصہ آیا اور خود اُڑکر اُس حاطہ پر آکر
ٹھہرایا اور سحر سے ہر ایک کو بے طاقت کرکے پنجہ بنکر گرا شہزادہ اور نجم کو اُٹھالے گیا اور اسقدر بلند ہوا کہ قریب
کہکشان فلک پہونچا اور پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے ساحرون کو مارا ہے شرط کہ یہان سے تجکو نیچے گرادون کہ ہڈیان
سرمہ ہوجائین شہزادہ نے کچھ اسکی بات کا جواب نہ دیا لیکن خدا نے اسکے دل مین یہ خیال پیدا کردیا کہ سب کو اپنے
لے چلکر دوسکو مار ڈالے کیا کریگا چنانچہ ایسا سوچ کر اپنے باغ مین کہ نام اُسکا باغ پریزاد ہے اوترا اور انکو سحر بند کرکے
چھوڑ دیا جب انکی آنکھ کھلی باغ فرحت انتما مین اپنے تئین پایا کہ گل و ریحان کی خوشبو سے غل لباس عروس بسا
پھولون سے زیور دلھن کی طرح پہنے مرصع سب شاہ چمن کا گہنا تھا اور ساحر ایک سامنے کھڑا تھا اُسنے کہا کہ اے خیرہ سر
تم خدا پرست ہو خداوند لقا کی پرستش چھوڑکر خدائے نادیدہ کو پوجتے ہو مین تمکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا یہ سنکر نجم عیار بولا
اے تاجدار تو نے کیا کہا اے مین لقا پرست ہون اس خدا پرست نے بہت ساحر مارے ہین بندے لقا کے آگے میرا

کچھ بس نہ چلا ناچار مین ساتھ اُسکے ساتھ ہو لیا اور مین ہی تو اُسکو طلسم مین لگا کر لایا کہ یہان سے نکل نہ سکے مارڈالا
جائے اور اے بادشاہ اگر تو مجکو مارے تو لقا پرستون کے مذہب مین اُٹھا تا یہ کہکر لقا کی تصویر کمر سے نکالی اور کہا
دیکھو ہم اسکو خدا جانتے ہین تاجدار نے کہا سامنے رکھ مین سجدہ کرتا ہون اور جھک کر اُس تصویر کو سلام کیا نجم نے کہا
مجھپر سے بھی سحر اُتار لیجیے اکہ اس خداپرست کو مارڈالون اور خداوند کو سجدہ کرون اسنے اُسپر سے سحر اُتار لیا اسنے ایک
بیضۂ بیہوشی کمر سے نکالا اور کہا دیکھو یہی گولا اس خداپرست کو مارونگا یہ کہکر وہ بیضہ اُچھالنے لگا اور کہا دیکھو یون
مارتے ہین بس چرخ دیکر وہ بیضہ تاک کر تاجدار کے مارا کہ وہ ناک اپنی ملنے لگا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش
ہوگیا نجم نے دوڑ کر خنجر مارا مگر اس کے بدن پر سحر تھا خنجر اُچٹ گیا نجم نے دماغ پر بیہوشی کی چڑھا کر کپڑے اسکے
اُتار کر اُس کو توشکون مین چھپا دیا اور آپ رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور شہزادہ کو آکر
زمین سے اُٹھایا اور اس باغ کی بارہ دری مین لاکر ایک پلنگ پر لٹا کر آپ باہر باغ کے گیا اور پکارا کہ کوئی حاضر
ہے بیرون گلزار ملازم تاجدار موجود تھے حاضر حاضر کہکر سامنے آئے اُنکو ہمراہ لیکر یہ اندر باغ کے آکر تخت پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ سردارون کو ہمارے بلاؤ غرض سب سردار حاضر ہوکر آداب بجا لائے اور بیٹھے اسنے ہر ایک سے
پوچھا کہ یارو لوح تمکو معلوم ہے کہ کہان ہے کہین ایسا تو نہ ہو کہ کسی کے ہاتھ آجائے یہان خداپرست آئے ہین کچھ
پیچ نہ پڑ جائے مین سحر آنا ہے کہ طلسم کشا کو قید کرنا چاہتا ہون سب نے عرض کیا کہ لوح کی کیفیت ہمکو نہین معلوم
ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر پہونچی مالک قلعہ برانیہ ببران شیر سوار آپکی ملاقات کو آتے ہین اسنے حکم دیا کہ لوگ
بہر استقبال جائین سردار استقبال کر کے اُسکو باغ مین لائے اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیر سوار شیر کی ایسی صورت
بنائے لباس تاجداری سے آراستہ ہے اسنے تعظیم کر کے اُسکو تخت پر بٹھایا اور کہا شراب پیجیے دعوت کھائیے
باعث تشریف آوری بتلائیے اُسنے کہا کہ مین نے سُنا ہے کہ طلسم کشا کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسکو دیکھنے کو مین آیا ہون
اور شراب وغیرہ مین کچھ کھاؤن پیونگا نہین کہ تمھارے یہان عیار آئے ہوے ہین نجم نے کہا طلسم کشا وہ دیکھو پلنگ پر
پڑا ہے اسنے جا کر دیکھا اور کہا اسکو تاریخ سحر مار کر مع پلنگ پھونک دین ثواب عظیم ہوگا نجم نے کہا مین نے منت
مانی جمشید کی نذر کی ہو کر بعد مین عید کے اسکو قتل کرونگا اچھا اگر تمھاری یہی مرضی ہو تو مین جا کر اپنے گرد سے
پوچھ آؤن یہ کہکر تخت پر سے اُتر کر گوشہ باغ مین گیا اور وہان صورت اپنی مثل ایک مرد ضعیف کے بنائی کہ
سر ہلتا ہوا ڈاڑھیان پسلیان نکلی ہوئین منھ مین دو چار دانت باقی نداردا ایک کرتا پہنے پلکین سفید کیے اُن کیلون مین
کہ جہان تاجدار پڑا ہو اُسکو خیلہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا مین کیلون مین
برہنہ تن پڑا ہون اور ایک بڈھا سامنے کھڑا ہے یہ حالت دیکھکر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ ماجرا کیا ہے بڈھا
نے کہا کہ تجکو اپنی بھی خبر ہے مین کون ہون ارے بیوقوف تو بندہ خاص خداوند لقا آج سے ہوا تجکو نجم عیار نے
نقرہ دیکر بیہوش کیا تھا مجکو حکم ہوا کہ تو جا کر میرے بندے کو اُٹھا اور سب کیفیت اُسکو بتا چنانچہ حسب ارشاد خداوند
تجکو آگاہ کرتا ہون کہ عیار نے فریب دیکر ببران مالک قلعہ برانیہ کو بھی مسلمان کیا ہے اور قتل اخگر و ظلمات

وہ بھی شریک فتاح طلسم ہے وہ اب تیرے قلعہ مین آیا ہے اور تیرے مقام پر اسوقت بیٹھا ہے چاہتا ہے کہ تیرے سردار ملازمون کو دام تزویر مین پھانسے اور قلعہ تیرا چھین لے فی الجملہ حکم خداوند ہے کہ تو جاکر نہ اُس سے کچھ پوچھنا نہ کوئی بات کرنا مار ہی ڈالنا اگر کوئی بات کریگا تو فقرہ دیکر نکل جائیگا یہ حال سُن کر تاجدار قدم پر گر پڑا اور عرض پیرا ہوا کہ فرشتہ مقرب خداوند آپ نے میری جان بچائی مین یہان سے جاؤن تو آپکو پھر کہان پاؤن اُسنے فرمایا کہ تم جاکر ببران کو قتل کرو بعد فراغ مجکو پکارنا مین ظاہر ہونگا تاجدار یہ اقرار لیکر بسان شعلہ جوالہ جھپک کر بحالت خفگی روانہ ہوا جب بارہ دری مین پہونچا سب سردار بہ تعظیم کھڑے ہو گئے ببران نے بھی کہا آپنے تشریف لائیے اسکو تو مرشد کامل نے بخوبی پٹی پڑھا دی تھی تیوری چڑھا کر گھورنے لگا اور بزور سحر شیر بن کر ایسا طمانچہ ببران کے مارا کہ وہ تخت کے نیچے گرا اور ازبسکہ غافل اسکے ضرر پہونچانے سے تھا سحر بھی نہ پڑھ سکا اُسکو گراتے ہی پیٹ پھاڑ ڈالا شور وغوغا اُس کے مرنے کا بلند ہوا بعد شور و ہنگامہ کے تاجدار بیرون بارہ دری آیا اور سجدہ کرکے باادب تمام پکارا کہ اے ملک مقرب آئیے مین حکم عالی بجا لایا نجم ایک گوشہ باغ مین چھپا ہوا تھا اُسکو پکارتے ہی جست کرکے اس طرح سامنے اُسکے آیا کہ جیسے کوئی روئے ہوا سے اُترتا ہے غرضکہ تاجدار نے اُس کو لاکر تخت پر بٹھایا اور سب اہل دربار سے کہا اُن کو سجدہ کرو کہ اُنھون نے جان میری بچائی ہے سب نے سجدہ کیا اور دست و پا کو بوسہ دیا پھر تاجدار نے کہا کہ اے ملک مقرب مین حیران ہون کہ طلسم کشا کو پلنگ پر کسنے اُٹھا کر لٹا دیا اسنے کہا بعد تمہارے بیہوش ہوجانے کے ایک فرشتہ خداوند نے بھیجا تھا اُسنے طلسم کشا کے قلب پر ہاتھ پھیرا کہ دل اُسکا خداوند کے سجدے کو راغب ہوا اور اُسی ملک نے طلسم کشا کو پلنگ پر لٹایا اب تمکو لازم ہے کہ اسکو ہوشیار کر دو اور سحر اُسپر سے رد کرکے بعزت تمام پاس اپنے بٹھاؤ خاطر کرو کھانا کھلاؤ شراب پلاؤ وہ تمہاری طاعت کریگا اور تمہارا نام اس طلسم مین ہو گا یہ سُنکر اسکو بڑی خوشی ہوئی اور اُسی وقت وسحر پڑھکر توبیج کو ہوشیار کیا شہزادہ اُٹھ بیٹھا نجم نے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا خداوند کو سجدہ کر کہ تجھپر رحمت خداوندی نازل ہوئی ہے شہزادہ یہ سُنکر چاہتا تھا کہ کچھ جواب سخت و درشت دے نجم نے ستارہ خسار کا دکھایا پھر تو وہ سمجھ گیا کہ یہ میرا عیار ہے جو یہ کہے وہی کرنا چاہیے پس اُسکے کلام کا جواب دیا کہ مین کچھ سجدہ کرنے سے انکار رکھتا ہون عیار نے کہا اے تاجدار لو اُٹھو طلسم کشا کے گلے ملو اُسنے تمھاری اطاعت قبول کی اور ہم اب تمہارے سب کام کر چکے خداوند پاس جاتے ہین یہ سُنکر تاجدار تخت پر سے اُٹھا ادھر پلنگ پر سے شہزادہ ہاتھ پھیلا کر چلا دونون باہم بغلگیر ہوئے شہزادہ نے ایک ہاتھ گلے پر رکھ کر فشردہ کیا اور کوے مین اُسکو ایسا دبایا کہ ہڈیان ٹوٹنے کی کڑاکڑ صدا آئی اور گلا دبنے سے دم رکا سحر بھی نہ پڑھ سکا آخر پھڑک کر مر گیا ملازم جو حاضر دربار تھے وہ چھڑانے دوڑے لیکن ایک لمحہ مین فیصلہ ہو گیا کام تمام تھا شہزادہ لاش اُسکی آغوش سے گرا کر تیغ کھینچکر ساحرون پر چلا اور نجم نے بھی خنجر کھینچا ازبسکہ مرنے سے اوس کے اندھیرا ہو گیا باغ اور عمارت وغیرہ مین آگ لگی شور وغل برپا تھا اسی ہنگامہ مین شہزادہ و عیار نے تلوارین مارنا شروع کین بہت ساحر اوس گھبراہٹ مین مارے گئے اور بہت سے اُڑکر فوج کی چھاؤنی مین گئے

لشکر تیار کرا کر لائے لیکن مرگ تاجدار سے دیو اور اخگر و ظلمات وغیرہ رہا ہو گئے تھے اور کراوسی باغ کی طرف آئے کیونکہ غوغائے عظیم برپا تھا اوسی نشان پر راستہ ملا جب یہان پہونچے لشکر کو دیکھ کر دیو نے ہاتھ بڑھائے اور دشمن کو کھانا شروع کیا اور اخگر و ظلمات نے گوسے سحر کے مرچون کے مارنا نیچ ترنج ناریل کچے سوئیون کے اور پیکانون کے مارنا شروع کیے کبھی اخگر نے آگ برسائی کبھی ظلمات نے تاریکی عالم مین پھیلائی اوس آفت جنگ مین شہزادہ کی بن آئی شمشیر صاعقہ خصال چمکا کر خرمن فوج عدو پر بجلی گرائی ہر سمت لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرا پڑا تھا بڑا تہلکہ تھا آندھی کا شور بیرزن کا غل ہوا کا زور جان دینے مین نہ کسی کو دریغ نہ تامل لڑنے سے وہ لشکر عاری یہ اکیلا ہزارون پر بھاری تیغ کی روانی دشوار زندگانی کا مل تختہ تختہ بحر مرگ کی جوشش کوشش آب شمشیر کا پتہ دیتی کنارہ سلامتی کا نظر آتا دشوار بیڑا اپنا بیچ منجدھار کشتی حیات ڈگمگاتی یہ حالت نظر آتی کہ اب ڈوبی اب ڈوبی کاغذ کی ناؤ کہلاتی اس لشکر بے سردار کا یہ حال ہوا کہ بچنا محال ہوا بموجب نظم

بفرمود تا کوس در ان رزمگاہ — زمینش بلرزید خورشید و ماہ
بہ تیر و کمان و بہ شمشیر تیز — درافگند در سرکشان رستخیز
بس و پیش از لشکر جنگجوے — بروے اندر آوردہ بودند روے
زخون روے صحرا چو جوے روان — ز بانگ سواران جہان پر فغان
وران کین و آشوب و دارد بکش — نہ با اسپ زور و نا با مرد ہش

آخر شکست فاش سب نے کھائی اور جادوامان طلائی شہزادہ نے ہاتھ کو رو کا ہر ایک نے قدم اقدس کو آنکھون سے لگایا مطیع اسلام ہو کر شہزادہ کو اندر قلعہ کے لیگئے دار الامارۃ مین لا کر تخت پر بٹھانا چاہا شہزادہ نے اخگر کو تخت پر بٹھایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین تسلط ہو گیا جلسہ مسرت و جشن عشرت کی بنیاد ہوئی کئی روز تک داد عیش و نشاط یہ سب دیا کیے پھر شہزادہ فلک جاہ نے فرمایا کہ یہ طلسم نہایت ہیبتناک ہے زمین یہان کی پرہول ہے اب ٹھہرنا نہ چاہیے آگے بڑھ کر دیکھیے کیا در پیش آئے فی الجملہ جب طلسم خاور سے فتاح طلسم ظلمت نے عزم میدان افلاک کیا کہ بیت چھپا جب صبح کا نظرون سے تارا + ہوئی شکل سحر پھر آشکارا ایہ اختر آسمان شجاعت نماز سحر سے فارغ ہو کر مع رفقائے با حشمت کے اوس قلعہ سے نکلکر رہگرائے منزل مقصد ہوا دن بھر مثل خورشید سیار دشت طلسم رہا قریب شام جب اس نیک انجام نے نظر کی تو انقلاب دہر نے نئی صورت دکھائی یعنی وہی جگہ نظر آئی کہ جہان سے صبح کو قدم اٹھایا تھا حیرت نے پانون کاٹے تعجب کا غاشہ دل مین مسکن ہوا کہ الٰہی یہ کیا گردش بخت نافرجام ہے جہان سے چلا تھا شام کو پھر اوسی جا مقام ہے ناچار با خاطر ناصبور قیام کیا اور ہنگام سحر جب مہر منیر مقام طلوع ہر روزہ سے ساطع ہو کر طے منازل افلاک کرنے لگا اس وادی پیمائے صحرائے عجائبات نے ایک تیر کسی درخت کے تنہ پر برائے شناخت مقام لگایا اور آگے کو قدم بڑھایا دن بھر سرگردان و پریشان رہا سر شام پھر اوسی مقام پر آگیا کہ جہان سے چلا تھا تیر اپنا درخت مین لگا پایا اب تو بالکل یقین ہوا کہ زمین طلسم مجھ سے چالین کرتی ہے چرخ کی گردش چکر دیتی ہے مجبور پھر کھانا

کھا کر سو رہا اور صبح کو اُٹھ کر راستہ پکڑا شام کو پھر اوسی جگہ آ رہا اسی طرح کئی روز نصیبون کی گردش رہی ایک شب جب عابد نورانی چہرہ ماہ رشتہ کہکشان مین دانہ کواکب پرو کر سبحہ خوان ہوا کہ **نظم**

وہ جلوہ ماہ تابان نے دکھایا　　جہان کو نور کا عالم بنایا
ضیا سے اس طرح چمکے برابر　　ستارے بن گئے ذرے زمین پر

شہزادہ ایک تختہ سنگ پر چشمہ سے غسل کر کے مصلا بچھا کر بیٹھا اور درگاہ دادرس میں بصد تضرع و زاری بیقراری ظاہر کر کے دعا کرنے لگا کہ اے گردش دہ مہر و ماہ و اے چرخ دہ افلاک حاکم روز جزا تیرے کرم کا بڑا مجھکو آسرا ہے اس ہرزہ گردی سے تو مجھکو بچا راہ راست پر لگا کہ **ابیات**

تجھی سے ہے پناہ اوج و پستی　　عطا کی ہے ہمین تو نے ہی ہستی
تجھی نے روشنی آنکھون کو بخشی　　دکھائی تو نے ہمکو راہ سیدھی
کٹے یارب یہ صحرائے پر آفات　　نظر آئے ہمین راہ طلسمات

رات بھر اسی طرح درگاہ کبریا مین رویا کیا اور مصروف حمد و ثنا رہا قریب سحر دیدہ ظاہری بند ہوے اور چشم حقیقت بین باطنی کشادہ ہوئین خواب طاری ہوا اوسی عالم رویا مین دیکھا کہ دشت و در و کوہ سب نورانی ہین در ہائے آسمان کشادہ ہین ملائکہ طرفہ گویان ہین ہر سمت ندائے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح بلند ہے اور ایک تخت نورانی مربع پر ایک مقدس سوار ہین لیس اوس تخت نے بسان رحمت خدا نزول کیا اور وہ برگزیدہ خدا مقبول درگاہ کبریا تخت پر سے اوتر کر قریب اُسکے آئے اور دست حق پرست اپنا اُسکی پشت پر رکھ کر ارشاد کیا کہ اے فرزند امیر کیا چاہتا ہے ہس گم کردہ راہ بادیہ طلسمات نے اپنے حال کو رو کر عرض کیا اون بزرگ نے تسکین دیکر ارشاد فرمایا کہ دم سحر نماز پڑھکر یہ دعا جو تجھکو تعلیم کرتے ہین مع درود معظم پڑھ کر قدم بڑھانا اور سمت مشرق جانا خدا منزل مقصد پر پہونچائیگا مگر کسی کو ساتھ نہ لینا تنہا جانا وہ جامع المتفرقین بعد خلاصی دشت طلسم پھر تم سب کو ملا دیگا اور دشمنو پر فتح دیگا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے ناپدید ہوگئے اور آنکھ اس حقائق آگاہ کی وا ہوئی دیکھا تو وقت صبح صادق ہے رویائے صادقہ کا ہنگام ہے اور جسم میرا معنبر و معطر تمام ہے جانا خواب میرا سچا ہے جلد اُٹھکر وضو کیا نماز سحر برجوع قلب ادا کر کے وہ دعا جو عالم خواب مین بزرگ نے تعلیم فرمائی تھی اُسیر خیال جو کیا حرف بحرف یاد پائی مع درود معظم پڑھنے لگا جب زاہد صومعہ خاور نے سر سجدہ سے اُٹھایا اور دشت بسر مین آیا کہ **ابیات**

نظر شائق ہوئی نور سحر کی　　اجازت رات نے چاہی سفر کی
ردائے نور نے ڈھانکا زمین کو　　قدم گھسنے لگے اپنی جبین کو

صبحدم یہ نیر عالم افروز صاحبقران اعظم عبادتخانہ سے اُٹھ کر اپنے رفقا پاس آیا نجم نے قدم پر سر جھکا کر حال پوچھا شہزادہ نے بشارت یاب ہونا ظاہر فرمایا عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار مبارک ہو اب طلسم فتح ہوگا اچھا بسم اللہ کیجیے جائیے اور راہ مقصد پائیے یہ کلام سُنکر دیو پکارا کہ اے شہزادہ مجکو نہ چھوڑیئے گا مین کوسون اوڑا لے جاؤن گا

اور تیرے دشمنون کا سر کھائونگا شہزادہ نے اُسکو تسکین و دلاسا دیکر وہان چھوڑا اور یکہ و تنہا دعا پڑھتا سمت مشرق روانہ ہوا دیو اور نجم و اخگر و ظلمات کو اوسی مقام پر چھوڑا یہ سب ایک درہ مین کوہ کے جا بے تحفظ و آرام بیدار کر کے ساکن ہوے اب انکو تو اسی جگہ چھوڑ دیے اور شہزادہ کو مشرق جانے دیجیے لیکن اب چند کلمۂ افراسیاب کے سنیئے۔ مؤلف ہیچمدان ناظرین والا تمکین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ طوالت قصہ سے آپ لوگون کا سر پھیرے گا دم گھبرا جائیگا بدین لحاظ استعارات و کنایات شاعری جستہ جستہ کسی جگہ مین لکھتا ہون ہر جگہ لکھنا اس لیے ترک کیا ہے کہ فسانہ مین ہزارون باغ اور دریا اور کوہ اور لڑائی اور مجمع حسینان کا ذکر اور عیاریان اور صبح و شام ہین پس سب تصریح وار مع تعریف اگر لکھے جائین ممکن نہین کہ یہ دفتر بے پایان انتہا کو پہونچے کیونکہ ابھی مطلب بہت باقی ہے فالمامیری ہیچمدانی پر خردہ زنی سب صاحب نہ فرمائین بنظر سنجیدگی عرض میری قبول کر کے زبان طعن و تشنیع نہ کھولین آمدم برسر مطلب۔ سابق مین ذکر کیا گیا تھا کہ عمرو دوبارہ بران پاس پہونچ گیا اور مصروف عیش و عشرت ہوا یہان افراسیاب نے نامہ لکھکر طاق طومطراق کو سمت کوکب بھیجا اور صنعت و زیرد ہزیمت خوردہ اوسکے پاس آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی بادشاہ بعد بھیجنے ایلچی مذکور کے صنعت کو ہمراہ لیکر ایک بیابان مین طلسم کے کہ نام اوس صحرا کا بیابان لالہ زار ہے آیا وہان چمنستان طولانی لاثانی گلہائے خودرو کے بنے تھے نکہت سے پھولون کی دماغ بسے تھے ہر شجر خوبی مین قامت یار تھا ہر گل بہار افزا برنگ رخسار گلعذار تھا بیچ بیابان مین ایک نہر مصفا جاری کنارے اوس غدیر صاف و شیرین کے پختہ مقام سیرگاہ شاہان بنا بہت نایاب و عمدہ تھا شاہ نے اوس جگہ فرش آب روان بچھوایا اور مسند پر بیٹھا کچھ افسون زبان پر لایا اوس نہر سے ایک مچھلی باہر نکلی اور غلطک مار کر بصورت پری بنی بہت نازک سے درست چالاک و چست آنکھ نشیلی گات رسیلی رخسار پرنور ضیا مین رشک وہ شعلۂ طور شام فرقت اُسکی سواد زلف پر قربان آئینہ شمس و قمر اُس کے رخسارون کے روبرو حیران کہ۔

نظم

نہایت خوبصورت اور کم سن	مرادون کے بہار افزا تھے وہ دن
مثال ماہ تھی مطلوبۂ شاہ	خواصین گرد مثل نجم تھین واہ
وہ پہنے تھی جواہر اس طرح کا	نظر کا اُسپہ مشکل تھا ٹھہرنا
ہوئی اس جاہ و حشمت سے نمودار	کہ تھی ہر ایک رشک ماہ رخسار
خرامان کبک کی صورت بصد ناز	پریزادون مین تھی وہ جو ممتاز

پس وہ نازنین مع خواصان مہر تمکین کے قریب شاہ آئی تسلیم بجالائی شاہ نے مزاج پرسی فرمائی کہ اے ماہی برن مزاج اچھا ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتی ہون بادشاہ نے یہ سنکر اس نازنین کو ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور پھر کچھ پڑھا کہ اُس بیابان لالہ زار سے ستر ہزار عورت مقبول صورت زیور جواہر کے دریا مین غوطہ مارے لباس عمدہ سے مزین مانگ سنوارے ظاہر ہوئین اور لب نہر ایک تخت یاقوت کا گسترد کیا

گرد تخت سترہ شو کرسی جواہر جڑی بچھا دی بادشاہ اُس غیبی کو جو نہر سے نکلی تھی لیکر تخت پر بیٹھا اور وہ سب آئین عہدہ دار
کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور رقاصہ آکر ناچنے لگین جلترنگ بجنے لگا جام شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا صنعت
سر پر بادشاہ کے رومال جھلنے لگی بادشاہ نے فرمایا کہ عیار بچیون کو جو ساحر کر اٹھا کر لیے آتا تھا اُسکو کس نے مارا
وزیر نے عرض کیا کہ ماہی پریزاد و بحرین جو عمرو کے ساتھ آئی ہین اُنھون نے ہلاک کیا اور انھین دونون نے
دریاے قہر کو پیدا کرکے میرے لشکر کو ڈبویا اور غارت کیا بادشاہ یہ تقریر سُنکر ہنسا اور کہا مین چاہون تو
دن بھر مین ایسی ماہی پریزاد سیکڑون بنا کر چھوڑ دون اب میرا ایلچی اوس جنگلی کے پاس سے پھر آئے تو مزہ
چکھاؤن صنعت عرض پیرا ہوئی کہ اس ماہی پریزاد کو تو فی الحال سزا دینا ضرور چاہیے بادشاہ نے اوسوقت
اس نازنین سے جو پہلو مین بیٹھی تھی فرمایا کہ اے ملکہ کسی کو بھیجو کہ وہ ماہی پریزاد کو پکڑ لائے اس بحر محبوبی نے
ہنس کر کہا کہ اچھا اور آواز دی کہ اے نکہت جادو آؤ آواز کے دیتے ہی صحرا کی طرف سے ایک عورت
سانولے رنگ کی پوشاک نفیس سے پیراستہ جڑاؤ گہنا پہنے مانگ مین سیندور بھرے حسن مین یگانہ دہر آفت دہر
سامنے آئی آداب شاہ و ملکہ کو بجا لائی شاہ نے فرمایا کہ تمھین ماہی کے شکار کا شوق بہت ہے جاؤ اب ماہی پریزاد
کو پکڑ لاؤ اُسنے سلام کیا اور اس نہر کے کنارے جاکر چارہ اپنے ہاتھ سے کھود ا پھر دوڑ اور قردل لیکر کیٹیا ڈکن قسمت
وغیرہ جملہ سامان سے درست ہوکر روانہ ہوئی صنعت نے چاہا کہ مین بھی اسکے ساتھ جاؤن بادشاہ نے منع
کیا اور کہا وہ کون ایسا کام ہے جس کے لیے تم جاؤگی تم یہان ٹھہرو دعوت کھاؤ عیش کرو کچھ دیر مین وہ مچھلی پکڑ لیکر
آتی ہے صنعت کہنے سے شاہ کے رُکی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین تخت پر بیٹھی ہے وہ فوج جو خواجہ کے ساتھ
آئی ہے اوسکے افسر بھی حاضر ہین اور بحرین بھی دربار مین ہے لیکن ماہی پریزاد اسی طرح غرق دریا ہے ۔
باران و سیلان ابر سحر مین غائب ہین غرضکہ نکہت دریاے خون روان کے پار اُتری اور پہلے بارگاہ حیرت
مین آئی ملکہ نے اسکی حرمت کی کرسی بیٹھنے کو دی اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مذکور نے کہا جاؤ شکار ماہی تمھین
مبارک ہو یہ وہان سے پرواز کرکے کنارے اس بحر کے آئی کہ جسمین ماہی پریزاد بھی اور کٹیا مین چارہ لگا کر دو ڈور
دریا مین پھینکی اسوقت بحرین جو مہرخ پاس بیٹھا تھا اُسکو سحر نے اسکے آنے سے باخبر کیا اور اسنے کہا کہ اے مہرخ
افراسیاب نے نکہت کو بہر گرفتاری ماہی پریزاد بھیجا ہے وہ جمشیدی نہر کے کنارے سے چارہ لیکر آئی ہے
اوس چارہ سے یقینی ماہی مذکور پکڑ جائے گی مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے چلا اسکے جانے سے برق عیار
بارگاہ مین موجود تھا وہ بھی روانہ ہوا اور وہ کوہ مین قرب دریا جاکر چھپ رہا ادھر بحرین نے چلتے چلتے ایک سحر پڑھا
کہ دریا مین ڈور جو نکہت نے پھینکی تھی اُسکو ایک کچھوے نے کاٹ دیا کھٹکا ہوتے ہی نکہت بہت خوش تھی پکڑو
جو ڈور باسنے ڈور کھینچی دیکھا تو ڈور کٹ گئی تھی اُسکو بڑا غصہ آیا اور وہان سے ہٹ کر ایک جگہ پر اور کنارہ بحر کے
آئی اور زمین کھود دی کہ چارہ یہان کا خوب کام دیگا غرضکہ اس عرصہ مین بحرین آگے پہونچا اور للکارا کہ باش اے ڈشمن
بخت میرے ہوتے تو ماہی پریزاد کو کب لیجا سکتی ہے نکہت نے اسکا نعرہ سُنکر ایک نارنج جھولی سے نکالا اور لیا

سحر پڑھا کہ وہ نارنج آگ کا گولا بنگیا اسنے وہی کھینچ مارا ہر چند کہ بحرین نے سحر پڑھا اور رد کیا مگر اثر پذیر ہوا اور نارنج سینہ پر آکر گر گیا کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا تو وہ نارنج توڑ کر پشت کے پار نکلجاتا مگر اس کے پاس تحفہ جات عطیہ شاہ کوکب بہت تھے نارنج ہلاک تو نہ کر سکا مگر وہ بیہوش ہوگیا نکہت نے چاہا کہ سر کاٹ لون برق جو چھپا کھڑا تھا وہ جھپٹ کر آیا اور کاندھے پر لاد کر لے بھاگا نکہت حیران کہ یہ کون تھا تا دیر حسرتناک کھڑی رہی پھر چارہ کھونے مین مصروف ہوئی اور برق جو بحرین کو لے گیا تھا درہ پہاڑ مین لیجا کر رکھا اور لباس اوسکا لیکر اوسی کی ایسی صورت بنا اور وہان سے کنارہ بحر سحر کے آیا دیکھا تو نکہت چارہ ڈھونڈھتی ہوئی اُس پار اس دریا کے اوتر گئی ہے اسنے پکار کہا کہ اے ملکہ مجکو معلوم ہوا کہ شاہ جادوان بڑا زبردست ہی کوکب کی اوسکے سامنے کچھ حقیقت نہین بس مجکو تم خدمت بادشاہ مین لے چلو اور تقصیر میری معاف کرا دو مین ماہی پریزاد کو پکڑ وا دونگا اور ہمیشہ مطیع حکم تیرا رہونگا نکہت اس کلام سے بہت خوشنود ہوئی اور کہا اچھا میرے پاس آ برق حیران ہوا کہ اُس پار کیونکر جاؤن بس عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہون ایک چیز اپنی اس درہ مین بھول آیا ہون لے آؤن یہ کہکر چلا اور درہ مین آکر بحرین کو ہوشیار کرکے سب حال کہا اور پوچھا کہ اوس طرف دریا کے کیونکر جاؤن اُسنے ایک دانہ ماش کا دیا کہ اسکو دریا مین جاکر پھینکیو پنجہ پیدا ہوکر اوٹھا لے جائیگا یہ وہان سے دانہ لیکر کنارے بحر کے آیا اور دانہ کو دریا مین پھینکا ایک پنجہ دریا سے نکلا اور اوسکو اُٹھا کر اوس پار لے گیا نکہت نے کہا اب تجھ مین ایسا زور نہین رہا کہ پرواز کرے اسنے کہا اے ملکہ یہ تحفہ جات سحر پھر کس کام آئینگے مین انھین سے کام لیتا ہون آپ آرام سے رہتا ہون نکہت نے کہا میرا ارادہ ہے کہ ایک کانٹا سحر پڑھکر ایسا دریا مین ڈالون کہ ماہی پریزاد کا کلیجہ چھید جائے مگر تو آگیا مطیع ہوا ہے اس سبب سے خاموش ہون اسنے کہا اے ملکہ تم ماہی کو زندہ پکڑ لو اسی مین نام آوری ہے اچھا تم شکار کھیلو مین کچھ کھا لون کہ بھوکا ہون یہ کہکر میوہ بہت سا کمر سے نکالا اور کہا اگر مزاج مین آئے تو آپ بھی کھائیے اسنے کہا کہ اے بحرین یہ حرکت تونے ایسی سوقت کی کہ جیسے عیار کرتے ہین اونسے وہ میوہ اُٹھا کر دریا مین پھینکدیا اور کہا اے ملکہ دمبدم کی خبر کوکب کو پہونچتی ہے اب مین نہ ادھر کا رہا نہ اودھر کا رہا تمکو میری طرف سے مظنہ بدگذرا مین اب کسکا ہو کر رہونگا کوکب مجکو مار ڈالیگا گھر بار میرا غارت کردیگا اے ملکہ مین منع نہین کرتا ہون تم چاہو ماہی پریزاد کو مار دیا گرفتار کرد یا رہا کر دو میرا ٹھکانا کہین ہوجائے نکہت کو اُسکی عاجزی پر رحم آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہین یہ کہہ کر چارہ جمشیدی کنٹیا مین لگا کر دریا مین پھینکا مچھلی کی عادت ہے کہ چارہ پر بہت دوڑتی ہے یہ مچھلی اگر سحر کی ہے تو چارہ بھی جمشیدی ہے بس ماہی پریزاد نے آکر چارہ کھایا ساحرہ نے جھٹکا مارا کانٹا چھد گیا اور کھینچ آئی اونسے باہر نکالا دیکھا چہرہ پریزاد کا دھڑ مچھلی کا ہے چاندی کے تبر کی طرح چمکتی ہے یہ تو مچھلی کے نکالنے مین مصروف تھی برق نے کمند ماری کہ ساتون حلقے اس کے گردن کمر مین اوتر جاتے لیکن چند پنجہ پیدا ہوے اور کمند کو انھون نے رد کیا برق نے جست کی کہ کلیجا دون

ساحرہ نے گیر کہہ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ یہ اوندھے منھ گرا ساحرہ خنجر پکڑ کر دوڑی کہ سر کاٹ لون اسوقت آواز آئی کہ
باش یہ برق عیار ہے شہنشاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی مچھلی کے ساتھ میرے پاس لانا چھوڑنا نہین اسنے یہ نعرہ سنکر ہاتھ
کو روکا اور نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا تو ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ جھولا گلے مین ڈالے سانپ سر سے لپیٹے دھوتی تہمری باندھے
آتا ہے اسنے ہاتھ اُٹھایا ساحر نے بھی سلام کیا اور قریب آکر کہا کہ اے ملکہ جب سے تم آئی ہو افراسیاب کتاب سامری
دیکھ رہے ہین چنانچہ جب یہ عیار آیا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ ملکہ کو خبر کرو مجکو آنے مین عرصہ ہوا تمنے پکڑ لیا خیر اب لیچلو انتظار مین حضور
کو حضور منتظر ہین ساحرہ نے یہ سنکر دو رہ مین مچھلی کو لٹکایا اور پنجہ مین عیار کو دابا اور ریکر چاہا کہ اُڑ جاؤن اُسوقت ساحرہ
نے یہ کہا کہ لاؤ ایک گنہگار کو مجھے دو مین لے چلون اسنے کہا نہین مین لیے چلتی ہون ساحر نے کہا شہنشاہ کو تاب نہین ہے
دیکھو اودہر ایک ساحر کو بھیجا ہے وہ داہنی طرف نگاہ کرو اُڑتا ہوا آتا ہے نکہت اسکے کہنے سے اسی طرف دیکھنے لگی
اودہر اوس ساحر نے کہ اصل مین قران ہے چمک کر نعرہ مارا سر اوسکا پاش پاش ہو گیا بھیجا نکلکر دور گرا شور اُس کے
مرنے سے برپا ہوا قران نے نعرہ کیا کہ زدم وبست کردم بحکم خالق جملہ عالم ماہی پریزاد تڑپ کر دریا مین چلی گئی اور
برق بھی رہا ہوا قران نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے برق جس پہاڑ پر کہ مین رہتا ہون اس وقت
تم اوس جگہ میرے ساتھ چلو مین تمھین ایک تماشا دکھاؤن برق اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور درہ مین جب پہونچا کہا
خلیفہ صاحب بتلایئے یہ کونسا تماشا ہے جو آپ دکھلانے لائے ہین اوسنے کہا کہ یہ ساحرہ جو ہلاک ہوئی ہے اس کے
مرنے کی خبر سنکر شاہ طلسم ہماری فکر گرفتاری کریگا اور تم یہان سے لشکر مین جاتے مبادا گرفتار بلا ہو جاتے پس مین اسی
لحاظ سے یہان لے آیا کہ کچھ دیر ٹھہر کر جہان جی چاہے جانا برق کچھ دیر یہان ٹھہرا پھر ایک سمت کو روانہ ہوا۔
قران نے کہا ابھی لشکر مین نجانا ادہر ہی ادہر رہنا اوسنے کہا اچھا اور صحرا کی جانب چلا گیا اودہر لاش نکہت کی بیر
سحر سے اوٹھا کر افراسیاب پاس لیگئے اور حال عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے کام اسکا تمام کیا بادشاہ
نے کف افسوس ملکر فرمایا کہ ان عیارون کی کوئی تدبیر نہین ہوتی اور انھون نے سارا گھر میرا برباد کر دیا اچھا اے ملکہ
صنعت تم خود جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کر لاؤ مین ملکہ ماہی برن کو بھیجتا لیکن یہ حالات مکاری عیاران
سے بالکل نابلد ہین ایسا نہو دھوکا کھا کر جان دین مین انکا سحر تمھین تعلیم کیے دیتا ہون یہ جانتین تو یہی سحر کرتین جو
مین تمھین بتاتا ہون عیارون کے حال سے تم بخوبی آگاہ ہو نہایت ہوشیاری سے کام کرنا یہ کہکر سحر تعلیم کرنے لگا کہ
حال اسکا بیان ہوگا اب طومطراق ایلچی کی کیفیت سنئے کہ نامۂ شاہ طلسم لیکر اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحر
چیدہ و منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا جب دریاے خون رواں کے پار اوترا خیال مین اُسکے
آیا کہ یہ سب فتور برپا کیا ہوا مہرخ کا ہے اور وہی بادشاہ لشکر باغیان ہے اگر وہ قتل ہو جائے تو سب لشکر
مسلمانون کا برباد و تباہ ہو پس مناسب ہے کہ اُسکو پکڑ کے جانب طلسم نور افشان لے چل راہ مین کسی جگہ مار ڈالنا
یہ تجویز کر کے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو مین بھی آتا ہون لشکر تو کوچ کر گیا اور یہ اکیلا بزور سحر جانب لشکر
مہرخ روانہ ہوا اتفاق سے دن دوپہر آچکا تھا ملکہ مذکورہ دربار برخاست کر کے سو رہی تھی اسنے قریب بارگاہ

پہونچ کر حاجب و دربانون پر ایسا سحر پڑھ کر دم کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے یہ اندرون بارگاہ گیا اور مہرخ
کو حالت خواب مین خاک جمشید ڈال کر زیادہ تر بیہوش کرکے بغچہ مین داب کر اوڑ گیا اور سیدھا اپنے لشکر مین آیا
لشکر اسکا کئی منزل آگے بڑھ گیا تھا اور قریب ایک درۂ کوہ کے اوترا ہوا تھا کہ اسنے آکر ایک صندوق مین مہرخ کو
بند کیا اور قصد کیا کہ کچھ دور اور بڑھ کر اسکو قتل کرون غرض وہان سے بھی کوچ کر کے آگے چلا یہان تک کہ قریب
ایک قلعہ کے پہونچا کہ وہانکی مالک ملکہ زیور حشم جادو ہے جب اس قلعہ کی حوالی مین اوترا سیر صحرا و کوہ مین مصروف
ہوا چنانچہ ایک کنیز زیور کی بھی بیرون قلعہ آئی تھی اوسنے لشکر جو اوترے ہوے دیکھا لوگون سے دریافت کرکے
قلعہ مین گئی زیور سریر جہانبانی پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آمد لشکر کی خبر گذارش کی زیور نے جب سنا کہ طاق ایلچی
ہوکر کوکب پاس جاتا ہے بس بخیال حرمت ایلچی شاہ سامان دعوت مہیا کیا ہزار ہا خوان اغذیہ لطیف گوناگون
سے مملو کرکے تنگ ہاے شراب وشیرینی وغیرہ ہمراہ لیکر آپ زر وجواہر کی کشتیان تیار کرا کر گہنا اور لباس پر تکلف
سے آراستہ ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور کئی ہزار کنیزین اپنے ہمراہ لین بڑے تزک و احتشام سے قلعہ کے
باہر نکلکر اوسکے لشکر مین پہونچی اوسنے بھی خبر سنکر استقبال کرایا اور فرش تک لینے کو آیا مسند پر لیجا کر برابر اپنے بٹھایا
ملکہ نے سامان دعوت پیشکش کیا اوسنے بھی کشتیان شراب ارغوانی کی منگا کر ملکہ کو شراب پلائی پھر ملکہ نے کہا
اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے دو ایک روز آرام کیجیے پھر تشریف لے جائیے گا اوسنے کہا کہ مین قلعہ مین نہین
جاسکتا ہون اس لیے کہ مہرخ سردار لشکر عدو کو بغچہ مین لایا ہون ڈرتا ہون کہ وہ چھوٹ نہ جائے اوسکا سر کاٹ لون
تو مجکو اطمینان ہو زیور نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ مہرخ محرم افراسیاب کی ہے تمکو لازم نہین کہ بغیر اجازت شہنشاہ
سر اوسکا کاٹو بہتر یہ ہے کہ خدمت بادشاہ مین لیجاؤ وہ جو چاہے سو کرے اسے یا بخشے اوسکو اختیار ہے اسنے کہا اے ملکہ
راہ مین عیار دھوکا دیکر چھڑا لین گے اور ساحر لشکر عدو کے مقابلہ کرینگے پھر مین برسم ایلچی گری جاتا ہون لڑائی
مین عرصہ ہوگا اس سے یہی مناسب سمجھتا ہون کہ اسی جگہ کام اوس نمکحرامہ کا تمام کرون اور تم بیٹھی رہو مین تمھارے
سامنے اسکو قتل کرتا ہون یہ کہکر وہ صندوق جسمین مہرخ بند ہے اوٹھا لایا چاہا کہ باہر نکال کر اوسکو آزار دون
زیور کو خوف طاری ہوا کہ تیرے ملک مین یہ ایلچی قتل کرکے چلا جائیگا عیار لشکر مہرخ خاک اس قلعہ کی برباد فنا
اڑا دینگے علاوہ اسکے عمرو ملکہ کوکب سے مل گیا ہے بحران یہ خبر سنکر آفت برپا کرے گی اگر یہ کہا جائے کہ
افراسیاب حمایت کریگا تو وہ ان عیارون کا آجتک کچھ نہ کرسکا میری اعانت بھی نہ کرسکیگا آجتک تو نہ شاہ طلسم کی طرف
کسی نے لشکر عمرو سے کچھ مطلب تھا اب مفت خرابی آئیگی مناسب ہو کہ اسکو قتل مہرخ سے منع کرے یہ سوچ کر گویا ہوئی کہ اے
طاق مین اپنی عملداری مین مجرمہ شاہ کو قتل ہونے دونگی اسمین کچھ ہی کیون نہو اگر تمکو خوف عیارون ہی تو لاؤ اسکو مجھکو دو مین
قید رکھون جب نامہ داری کرکے تم پھرنا تو خدمت شاہ مین لیجانا اوسنے یہ گفتگو سنکر للکارا کہ اے اونمکحرامہ معلوم ہوا
کہ تو باغیون سے ملی ہوئی ہے اسکا قتل ہونا نہین چاہتی ہے پھر کیا مجکو کم ور سمجھا ہے جو قتل ہونے دیگی جادوگر
سو زیور سمجھی کہ یہ خبر افراسیاب کو پہونچے گی وہ بھی جانیگا کہ مہرخ سے تو ملگئی ہے بس وہ تجکو غارت کر دیگا

خیر ابتو بگڑ گئی پھر ایکطرف ہورہ اس سے مہرخ کو چھڑا لے بس اُسنے بھی ڈانٹا کہ او نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار تو بکتا ہی کیا ہے بڑا تجکو گھمنڈ ہو گیا ہے نے خبردار ہو جا یہ کہہ کر مثل برق جہندہ مسند پر سے اوٹھی اور نیمچہ صاعقہ کردار جو زیب کمر تھا کھینچکر ایک ہاتھ اُس کے ارادہ ساحر زبردست ہے ایک قلابہ آہنی سامنے از خود آگیا کہ نیمچہ اُسپر پڑا اور قلابہ کٹ گیا اس عرصہ مین اُسنے بھی اوٹھ کر تلوار کھینچی اور وار کیا اُسکے سامنے بھی قلابہ آہنی آگیا کہ تیغہ ہکارکا ابتو غلغلہ برپا ہوا کہ اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہے افسران لشکر ساحر کے دوڑے وہ کنیزین جو زیور کے ساتھ آئی تھین اُنھون نے سردارون کو روکا سحر کی مار ہونے لگی نارنج ترنج چلنے لگا اودھر تو یہ لڑائی آغاز ہوئی ادھر برابر شمشیر زنی طاق و زیور مین ہونے لگی جب یہ تلوار مارتی ہے سپر پیدا ہوتی ہے اور وار روکتی ہے جب تیغ لگاتا ہے ادھر بھی سپر ظاہر ہو کر آڑ ہو جاتی ہے اس لڑائی مین زیور سمجھی کہ یہ زبردست ہے تو مغلوب ہو جائیگی جلد کوئی تدبیر کریں بچا لالا کی لڑتے لڑتے اوس صندوق کے قریب آگئی کہ جسمین مہرخ بند تھی اور ایکبارگی اُسکا پڑا اوکیا پھر لڑنے لگی دوبارہ کڑکڑا کر جو گری پنجہ مین اُسکو داب کرکے اُوڑی طاق اُسکے تعقب مین اُڑا لیکن وہ تندیل نلک ہوگئی اور ایک ہی سانٹے مین اپنے قلعہ مین آگئی یہ اندر قلعہ کے اکیلے جانا مناسب نہ سمجھا پھر آیا اودھر کنیز ون اور ملازمون نے جو اپنی ملکہ کو نکلجاتے دیکھا یہ بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلی آئین طاق نے اپنی فوج درست کرا کر قلعہ پر یورش کرنیکا قصد کیا اوسکے ساتھ کے ساحر جو دانشمند تھے اوڈھون نے سمجھایا اسکو کہ انکا ملک ہے لڑائی بہت دنون تک ہوگی یہ خبر لشکر مہرخ مین جائیگی وہان سے فوج آئیگی مدت تک یہ لڑائی فتح نہوگی شہنشاہ بھی ناراض ہونگے کہ مین نے نامہ دیکر بھیجا خلاف حکم میرے کیون کیا چنانچہ لڑائی مدتون نمک حرامون سے ہو رہی ہے آپ حکم شاہ کیجئے اس مقدمہ مین دخل نہ دیجئے اس فہمائش سے یہ لڑائی موقوف کرکے اُس سرحد سے کوچ کرکے جانب منزل مقصد راہی ہوا ادھر لشکر مہرخ مین ملکہ مذکورہ کے غائب ہونیکا غلغلہ ہوا سردار سب بیدل ہوے رعایا وغیرہ اپنا اپنا انتظام کرنے لگے کہ شاہ طلسم نے ملکہ کو پکڑوا بلوایا مبادا کوئی آفت آجائے تو سب اسباب لُٹ جائیگا غفلت مین جان جائیگی اس سے مناسب ہے کہ اسباب ہٹا دین آپ ٹل بیٹھین پھر جس راجہ کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا غرض ایک کھلبلی پڑگئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ناچ دیکھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر دی ملکہ مہرخ لشکر سے غائب ہو گئی ہے کہین پتا ادس کا نہین ہے لشکر سارا تباہ ہوا چاہتا ہے حیرت نے یہ حال سنکر شاہ طلسم کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ایسے مین لشکر حریف بغیر سردار ہے عمرو بھی یہان نہین ہے اگر حکم ہو تو مین حملہ کرون طائر سحر نامہ لیکر بیابان لالہ زار مین بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ مہرخ ہمارے غضب مین گرفتار ہو گئی اور اب اے ملکہ یہ کام عاجزون کا ہے کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرین ہم کچھ عاجز نہین ہین جو ایسے وقت مین لشکر کشی کرین یہ جواب ملکہ مذکور کو بھیجکر سحر صنعت کو سکھانے لگا ادھر وہان جب لشکر تباہ ہونے لگا عیاریہان ضرغام و جانسوز موجود ہین آپسمین مشورہ پذیر ہوے بہار کو جلد تر بادشاہ کرنا چاہئے پس خدمت بہار مین آکر عرض کیا کہ اے ملکہ لشکر کو سنبھالیے ورنہ برباد ہو جائیگا آپ سلطنت کرین تو ہم ملکہ کو ڈھونڈھنے جائین

بہار نے کہا میری طبیعت آجکل علیل ہے مجھ سے جہانداری اس زمانہ مین نہ ہوسکے گی مجبور آئی ہوئی ہین اُنکو
بادشاہ کرو دونون عیار وہان سے پھرے اور فکر کرنے لگے آخر باہم خوشنود ہو کر پکارے کہ ایک تدبیر ذہن مین
آئی ہی دوسرے نے کہا بھائی ہم کہین گے نہین دیوار ہم گوش دارد غرضکہ ایک کاغذ پر لکھدیا دونون نے پڑھا
لکھا تھا کہ کسی ساحرہ غیر کو صورت مہرخ کی بنا کر تخت پر بٹھا دو یہ پڑھکر کاغذ چاک کر ڈالا اور دونون اسی فکر مین
روانہ ہوے اور جنگل مین پھرنے لگے اطراف مین یہ قریہ جو آباد ہین وہان کی ایک ساحرہ ادھیڑ کسی کام کو صحرا مین آئی تھی
اُسکو اُنھون نے سلام کیا اور کہا ہم فرشتے خداوند سامری کے ہین تمکو خداوند نے آج سے مہرخ بنایا اس عورت
نے کہا کہ میری صورت اُسکی ایسی کہان ہے اور نہ میرے ایسے نصیبہ مین اُنھون نے کہا ابھی ویسی ہی تم ہوئی جاتی ہو
یہ کہکر ایک حباب بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُنھون نے رنگ و روغن عیاری لگا کر بشکل مہرخ اُسکو بنا کر
ہوشیار کیا اور آئینہ دکھایا اُسنے صورت جو اپنی بدلی پائی بہت حیران ہوئی اُنھون نے کہا اب جاؤ بخوبی
سلطنت کرو خبردار کسی سے یہ راز نہ کہنا اور جو کوئی پوچھے تو اپنے تئین مہرخ بتانا اُس عورت کو کچھ سحر بھی
آتا تھا خوشی خوشی اُڑکر روانہ ہوئی اور لشکر مین آکر پہونچی غلغلہ ہوا کہ ملکہ عالم آئین سردار بہر استقبال دوڑے
اور اُسکو لاکر اورنگ حکومت پر جلوہ گر کیا طبل عشرت پر چوب پڑی سبنے نذرین دین اور پوچھا کہ حضور
کہان تشریف لے گئی تھین اسنے کہا مین سحر تیار کرنے صحرا مین گئی تھی فی الجملہ لشکر مین غدر جو برپا تھا موقوف ہوا
سب اطمینان سے ساکن ہوے ہلکارے حیرت کے سامنے گئے وہ نامہ بادشاہ پڑھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر عرض
کی اے ملکہ مہرخ داخل لشکر ہوئی اہل اسلام مین خوشی ہو رہی ہے حیرت یہ ماجرا سُنکر حیران ہوئی کہ شہنشاہ
نے لکھا ہے وہ میرے غضب مین گرفتار ہوئی ہے یہان وہ لشکر مین آگئی یہ کیا بھید ہے آخر اُسنے پھر نامہ لکھا اور
یہان کا حال سب تحریر کرکے بادشاہ پاس بھیجا بادشاہ پاس جب نامہ پہونچا اُسنے نامہ ملاحظہ کرکے کتاب سامری
منگائی اور مطالعہ فرمائی اسمین لکھا تھا کہ ایلچی تیرا مہرخ کو پکڑ لے گیا اُس سے زیور نے چھین لیا اب وہ
اُسی کے پاس ہے یہ مہرخ عیارون نے بنا کر تخت نشین کی ہے اصلی مہرخ کی قلعہ آراستہ مین دعوت ہو رہی
ہے یہ حال حقیقت کتاب سے معلوم کرکے حیرت کو لکھ بھیجی کہ یہ سانحہ اصلی مہرخ پر گذرا ہے یہ جو اب تخت پر
بیٹھی ہے نقلی ہے نامہ تو اُدھر بھیجا اور آپ کچھ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے مرگ جادو جلد حاضر ہو کچھ دیر مین
سبنے دیکھا کہ برق سے ہوا چمک ہوئی اور ستارہ ٹوٹا زمین پر وہ ستارہ آکر لوٹا اور ایک ساحر کی صورت بنا دھوتی
سُرخ ریشمی باندھے تھا چہرہ پر سیندور لگا تھا آنکھین لال لال چہرہ پر ہیبت و پُر جلال کمال بادشاہ کو اُسنے سلام کیا
شاہ نے یہ کلام کیا کہ تم قلعہ آراستہ پر جاؤ زیور و مہرخ کو پکڑ لاؤ یہ حکم سُنکر مجرا کرکے وہ روانہ ہوا بعد اسکے جانیکے
بادشاہ نے ملکہ ماہی برلن سے فرمایا کہ تم اپنے قلعہ سے ایک سردار کو فوج بیشمار ہمراہ کرکے جانب قلعہ آراستہ روانہ
کرو کہ سردار اُس قلعہ کو خاک سیاہ کر دے ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور سحر پڑھکر دستک دی صحرا کی طرف
سے آواز ناقوس و گھڑیال اور نقارے کی پیدا ہوئی اور آگے آگے ایک ساحر مہیب شکل اژدر پر سوار پیچھے اُس کے

اسی ہزار ساحران نابکار باز و لط و غیرہ طایران سحر پر سوار ظاہر ہوئے اس ساحر اژدر سوار نے ملکہ و بادشاہ کی تعظیم و تسلیم
کی ملکہ نے فرمایا کہ تم اے سرکش جادو بحکم شاہ ذیجاہ سمت قلعہ آراستہ جاؤ اور اس مقام کو برباد کر دو یہ ساحر حسب
ارشاد اسی شوکت و حشمت سے روانہ ہوا اب قلعہ آراستہ کی کیفیت سنئے کہ زیور جو مہرخ کو لیکر قلعہ مین آئی تو اپنے
مشکوے خسروی مین لاکر پلنگ پر اسکو لٹایا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوشیار ہوئی مگر وہ خاک جمشیدی سے بیہوش
ہوئی تھی کسی طرح ہوش مین نہ آئی اُسوقت یہ اُٹھکر نہر کی طرف چلی اسکی عملداری مین ایک نہر ہے کہ پانی اُسکا
خاک جمشیدی کی بیہوشی کو دفع کرتا ہے چنانچہ اُس نہر سے پانی لیکر آئی اور مہرخ پر چھڑکا کہ اُسکو ہوش آیا
جب آنکھ کھلی زیور کو سامنے دیکھکر خوفناک ہوئی کہ مین تو اپنے بستر پر سو رہی تھی یہان کیونکر آئی اور زیور
مجھ تک کیونکر پہونچی اُسکو حیران دیکھکر زیور نے کہا کہ اے ملکہ تم ششدر کیون ہو یہ معاملہ اس طرح گذرا کہ
طاق ایلچی ہو کر شاہ جادوان کی طرف سے سمت نور افشان جاتا تھا تمکو پکڑ لایا تھا مین نے جا کر اس سے
ملاقات کی کہ وہ تمکو قتل کرنے لگا مین نے سمجھایا کہ اسکو بادشاہ پاس لیجا یہان نہ مار وہ اس سمجھانے سے مجکو
مدعی سمجھکر لڑنے لگا مین تمکو لے آئی اب یہان تم رہو اور اس مکان کو اپنا کفش خانہ سمجھو ضیافت کھاؤ دل
بہلاؤ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر ہمراہ لائی اور دار الامارہ مین تخت پر برابر اپنے بٹھایا سامان دعوت کی تیاری کا حکم
دیا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو بہ آرام تمام اس جگہ ہے مگر مریخ کا حال بیان کیا جاتا
ہے کہ اس کے ستارے نے کیا برائی کی اور فلک خونخوار نے کیونکر بے اجل خنجر ظلم سے اُسکو ذبح کیا وہ یہ کہ برق جنید
قران کے پاس جو چلا از بسکہ لشکر مین تو جانا منظور نہ تھا ہر سمت پھر کر دوبارہ قران کے پاس آیا اُس وقت
قران اس درۂ کوہ سے اسکو اپنے ساتھ لیکر کئی کوس اور آگے گیا وہان بھی ایک کوہ سر بفلک کشیدہ تھا اور قلعہ
کوہ سے پائین کوہ تک ہزارہا اشجار گلہائے رنگارنگ کے لگے تھے طایران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے تھے
پہاڑ کی گھاٹی سے جھرنا جھڑتا تھا دامن کوہ مین غزال و آہو اور نیل گاؤ وغیرہ چرا کرتے تھے آسمان پر دھنک
نکلی تھی عجب کیفیت بہار آگین تھی اس کوہ کے درے مین شیر کی کھال مڑھی کی طرح تنی تھی اندر مڑھی کے بھی
پوست شیر کی بچھی تھی سامنے مڑھی کے کھپر سلگتا دھونی رمی تھی دسپنا کھپر مین گڑا ہوا کنڈا دبا ایکطرف
مڑھی مین پنجرے بلبل بیتے ڈھیر کے ٹنگے تھے دامن کوہ مین گھوڑا یا بونا سنے ہوئے چرتی پھرتی تھی قران وہان
پہونچکر فقیر کی صورت بنا لنگوٹا باندھکر بال فتیلہ فتیلہ بٹ کر لٹکائے منہ پر بھبھوت ملکر قشقہ کھینچکر کھنورہ بدن مین لگاکر
کنڈل کان مین ڈالکر بیٹھا برق سے کہا مین عیاری کرنے کو اس درۂ کوہ پر جاتا ہون کہ جو تمنے پہلے دیکھا تھا اور
آرام اس درۂ کوہ مین کرتا ہون اور یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ گلگونیہ اُسکو کہتے ہین مالک اُس قلعہ کی
ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا ملکہ گلعذار گلگون پوش جادو ہے وہ میری بہت معتقد ہے اور میرے لیے
کھانا مع نشہ پانی کے بھیجتی ہے اور مین نے کہدیا ہے کہ سیدھا شیرینی یا میوہ وغیرہ خشک میرے لیے آیا کرے
کس لیے کہ مین فقیر ہون میرا پنتھ یعنے مذہب و مسلک تم سب سے جدا ہے چنانچہ جو مین نے کہا ہے ویسا ہی ہوتا ہے

تم بھی صورت بدلکر یہان ٹھہرو اور تماشہ دیکھو برق نے فوراً صورت اپنی بالکون کی ایسی بنائی اور ٹھیک پاس جاکر حلیم گانجے کی باباجی کے لیے حمائی باتین اسی طرح کی کرنے لگا یاداتا یا معبود زبان پرجاری تھا اور ادھر مریخ گردش کا مارلجو روانہ ہوا تھا یہ ملکہ گلعذار کو پیار کرتا ہے اسوقت اسکے خیال مین آیا کہ لڑنے جاتے ہو جنگ دوسر دار سامری جانے زندہ پھرون یا کہ ہلاک ہو جاؤن پس مطلوب کو ایک نگاہ دیکھتے چلو یہ سوچکر سینچر جو سوار ہوا تو راہ کاٹکر قلعہ گلگونیہ مین آیا ملکہ کو جو خبر ہوئی بہ تعظیم تمام بلوایا بخاطر و مدارات پیش آئی اس عرصہ مین وہ دن کم باقی رہا اسکے آنے مین کھانا جو صبح کو باباجی یعنی **قران** کو جاتا تھا اوسکے جانے مین بہت دیر ہوئی دوپہر گذر کر پچھلا پہر دن باقی رہا اُسوقت **گلعذار** کو خیال آیا کہ کھانا سائین کو نہین گیا پس بہت جلد میوہ و شیرینی وغیرہ خوانون مین لگا کر دو کنیزین **نسترن و سمن** نام کے ہاتھ روانہ کی وہ دونون کنیزین باباجی پاس آئین باباجی سونٹا لیکر اُٹھے کہ اری او لنڈی خرد مندکی لیجا اپنا کھانا فقیر کچھ اسکا بھوکا نہین ہر کی دیا سے اور معبود کے صدقے سے یہان سب کچھ ہے اُٹھا جلد اپنا جھول جھال کہہ دینا اُس لنڈوری دُم کٹی سے کہ اب بہت کچھ تجکو غرور ہو گیا یہ کہہ کر دو دو سونٹے اون کے جوتڑ دن پر جمائے مگر اس زور سے نہین کہ وہ دردمند ہو جائین وہ کنیزین بہت خوبصورت اور نازک بدن تھین سونٹے کھانے سے تڑپ گئین مگر فرط عقائد سے آہ بھی نہ کی آنکھون مین آنسو بھر کر بادب تمام دست بستہ عرض پرداز ہوئین کہ سائین داتا آج ایک مہمان ہماری ملکہ پاس **مریخ** جادو نام آیا ہے اور وہ سطرح قلعہ آراستہ کی بربادی کو جاتا ہے یہ کہہ کر حملہ **جال ایلچی** اور **دھرخ** اور **زریور** کا جو پہلے مسطور ہو چکا اُنھون نے بیان کیا یہ ماجرا سُنکر فقیر صاحب کا غصہ کم ہوا وہ کھانا کھا لیا اور اپنے پاس سے تھوڑا میوہ نکال کر اون کنیزون کو دیا کہ لو تمنے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے یہ میوہ کھا لو تمھاری عمر بڑھ جائیگی اونھون نے وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گئین۔ **قران** نے **برق** سے کہا کہین تو کبھی عورت کی صورت بنتا نہین تم انہین سے ایک کی صورت بنو اور دوسری کو ہوشیار کرکے اُسکے ساتھ جاؤ اور جو ہوسکے وہ کرو **برق** نے اونمین سے **سمن** کے کپڑے اور گہنا اوتار لیا اور اُسکی ایسی صورت آپ بنا کس لیے کہ **سمن** بہت خوبصورت تھی اسی وجہ سے یہ اُسکی صورت بنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرے تابان اور اُسکا شمع بزم خوبی ہے یا گل باغ محبوبی ہی بلکہ جان گلہائے گلزار وجاہت اور سپر غش ہے سراپا وہ گلعذار پری تمثال ہے حور وش ہے ملاحت اسکو بہت عزیز رکھتی ہے صباحت اوسکی کنیز تھی اگر اسکا روے انور دیکھتا دیدۂ آفتاب بھی مثل چشم عاشق تر رہتا سیہ بالون مین مانگ نکلی تھی یا ظلمت مین خضر کو راہ ملی تھی یا ابر سے ماہ نو نمودار تھا یا شب تاریک مین کہکشان کا اظہار تھا یا ورق مشکین و عنبرین پر خط کافور کھنچا تھا نہین نہین شب زلف مین یہ خط استوا تھا کہ بموجب **نظم**

پُرنور جبین ہے غیرت بدر
جب تک نہو کلک شاخ آہو
رخسارہ وہ آفتاب پُرنور
طوبے پہ بہشت ہے نمایان

گیسوے سیاہ لیلۃ القدر
ابرو کہ ہلال عید ہے یہ
شبنم ہے جہان تجلی طور

ہرگز نہ لکھون مین وصف ابرو
بہر در دل کلید ہے یہ
دیکھو تو قد و عذار خندان

اس صورت سے بنکر اوس کنیز کو ایک غار مین چھپا دیا اور نسترن کو ہوشیار کیا

جب اوسکی آنکھ کھلی کہا بہن تو بیٹھی ہے مجھے تو نیند آگئی تھی اسنے کہا تیری عادت ہے کہ جہان باتی ہے پڑجاتی ہے
اب چل ملکہ راہ دیکھتی ہونگی کام کاج سب پڑا ہوگا نگوڑ مارا دنیا کا دھندھا ایسے ہی سر آپڑا ہے یہکر بکتی ہوئی
کنیز کے ہمراہ خوان لیکر روانہ ہوئی کچھ دور چلکر در قلعہ نظر آیا یہ اندر قلعہ کے آئین برق نے شہر آبادی و رونق سے
گلزار پایا نہایت قطعدار پایا حسینون کی بستی خرمی ہر سمت بستی رعایا سے شہر وجیہ و شکیل دکانداروں مین امانت و
اعتبار کی دلیل گلی کوچے صاف مکانات نہایت عمدہ شفاف یہ سیر دیکھتا ایوان شاہی مین آیا برتن سپرد داروغہ
باورچیخانہ کیے آپ کاروبار مین ہمراہ نسترن کے مصروف ہوا دیکھا تو اندر بارادری کے مریخ و گلعذار بیٹھے تھے یہ دونون
کام کے حیلہ سے اندر گئین اور برق نے اپنی گات کو تنکر دکھایا حسن نے اسکے مریخ کو دیوانہ بنایا تیر مژگان سینہ
کے پار ہوے آنکھون نے جادو کیے گھبرا کر اٹھا گلعذار نے کہا کدھر چلے اس نے کہا اے ملکہ مین کبھی
اکیلا سویا نہین یہ کہہ کر سمن کی طرف یہ شعر پڑھا شعر دل کو تم نے مرے چرایا ہے
لاؤ اچھی نہین ہنسی دل کی + گلعذار اس کنایہ سے سمجھ گئی کہ سمن پہ یہ فریفتہ ہوا ہے پس اسی وقت
کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ سامنے کمرے مین پلنگ آراستہ کرو سامان آرام و راحت مہیا کرو کنیزون نے جا کر پلنگ کی
پر بچھونا نرم و نازک تر کیا شراب کی بوتلین اور گزک کے لیے شیرینی میوہ وغیرہ وہان رکھدیا ہار پھول موجود
کردیے عود سوز عنبر سوز تخلخہ سے کمرہ بسا دیا عطر حنا سہاگ گل تکیون مین لگا دیا جب سب تیاری ہوچکی کمرہ بند کرکے
چلی آئین گلعذار نے مریخ سے کہا آپ کمرے مین جایئے مین مطلوبہ کو بھی بھیجتی ہون وہ وہان سے اوٹھ کر کمرے مین
آیا اور گلعذار نے سمن سے کہا کہ تو بھی کمرے مین جا جو کچھ مریخ کہے وہ کرنا یہ بھی بناز و ادا تیوری چڑھائے
منہ بنائے اٹھلاتی ہوئی کمرے مین آئی مریخ نے اوٹھکر اوسکو گود مین اوٹھا لیا یہ بھی غمزہ جتانے لگی ہاتھ جھٹک
جھٹک چھڑانے لگی اوسوقت حسب اتفاق کمر مین مریخ کے ایک رقعہ جمشیدی تھا وہ گر پڑا اسنے اٹھایا اور آنکھوں سے
لگایا اور چلتے وقت شاہ نے کہدیا تھا کہ عیارون سے بچتے رہنا اور جہان تمکو کچھ شبہ ہو فوراً اسسے حال دریافت
کرنا فی الجملہ رقعہ مذکور کے گرنے سے اسکو وسواس ہوا از بسکہ رقعہ تو ہاتھ مین تھا ہی اسنے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ
یہ جو پہلو مین تیرے بیٹھی ہے یہ برق عیار ہے جلد اسکا کام تمام کر یہ معلوم کرکے اسنے کہا کہ باش او ناعیار پہچانا
مین نے تجکو عیار بیچارہ وہان سے کہان جاتا جلد اسنے ایک بیضہ بیہوشی نکال کر اسکے منہ پر مارا اسنے کچھ سحر پڑھا کہ
پنجہ پیدا ہوا اور بیضہ اسنے روک لیا اور مریخ نے سحر سے اسکو بے حس و حرکت کرکے سحر پڑھا کہ چھت اس کمرے کی شگافتہ ہوئی
یہ برق کو لیکر اوڑا اور چھت سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوا اسکے خیال مین یہ گذرا کہ گلعذار بھی عیارون سے ملی ہوئی ہے
جب تو اسنے اپنے گھر مین عیار بٹھا رکھا ورنہ یہان عیار کیونکر آتا اب جو باہر کمرے کے اس عیار کو
لے جاؤنگا تو وہ مجھ سے لڑکر اس کو چھڑا لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ صحرا مین لے جا کر اس عیار کو پہلے مار ڈالون پھر
اس ملکہ سے آکر سمجھون غرضکہ جب یہ صحرا مین آیا سامنے پہاڑ دکھائی دیا اور مہر قران درۂ کوہ سے نکلکر
اسی طرح فقیر بنا ہوا پہاڑ پر آیا تھا اور سیر سبزہ زار کر رہا تھا کس لیے کہ دن بہت کم تھا قریب شام شفق پھولی تھی طائر

بسیرا لیے رہے تھے مور جھنگارتے تھے سہانا وقت تھا جنگل کی سیر قابل دید تھی بلبل و گل مین کچھ گفت و شنید تھی حاصل
مرام اسنے دیکھا کہ ایک ساحر پنجہ مین کسی کو دابے اُڑتا جاتا ہے یہ دیکھکر اسنے پکارا کہ ارے میان کہان جاتے ہو
آگے راستہ نہ ملے گا یہ جنگل مین نے سحر سے باندھا ہو یہ سُنکر مریخ نے چار سمت نگاہ کی چونکہ وقت شام کا تھا اور قاعدہ ہو
کہ سر شام اطراف عالم مین ایک غبار سا معلوم ہوتا ہے اور کہر اڑتا ہے وہی غبار جو اسنے دیکھا سمجھا کہ بیشک
یہ سحر اسی کا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ آگے جاؤ اور رد سحر کرنے مین وقت اُٹھاؤ اس عیار کو اسی پہاڑ پر مار ڈالوں
یہ سوچکر اس پہاڑ پر اُتر آیا قران نے برق کو اسیر دیکھا سمجھا کہ مریخ یہی ساحر ہے بس اس سے پوچھا کہ بھائی یہ
کون ہے جسکو تم لائے ہو اُسنے سب حقیقت اپنی بیان کی اسنے جملہ کیفیت سُنکر کہا کہ رقعہ جمشید مین اسکا حال تو تمنے
دیکھا مگر میرا حال نہ دیکھا کہ مین کون ہون اُسنے کہا کہ تم جمشید کے جوگی ہو اور ساحر ہو اور کون ہو اسنے کہا بھلا
میرا حال تو رقعہ مین دیکھو تو شاید مین کوئی عیار ہون اسنے اسکے اصرار سے رقعہ نکالا اور یہ اُس کے برابر جا کھڑا
ہوا جب وہ رقعہ پڑھنے لگا اسنے بغدہ اس زور سے اُسکے جھکے ہوئے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے سر اُڑ گیا
وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز ہائے ہیبت آئین زمانہ تاریک ہوا ابر دلن نے غل مچایا کہ مارا اور کام تمام کیا مریخ
جادو کی لاش اُسکے بگولے اُڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے برق نے ہائی ہائی قران بولا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا
لشکر مین جانے کا قصد ہی قران نے کہا ملکہ مہرخ کی کیفیت تو معلوم ہوئی کہ زلیور جادو پاس ہین چنانچہ آج رات
کو پہاڑ کے درے مین ہم تم رہین اور صبح کو جانب قلعہ آراستہ راہ لین برق یہ سُنکر خاموش ہو رہا قران اسکو اپنے
ساتھ لیکر درہ کوہ مین آیا اس اثنا مین مریخ فلک نے تیغ تیز اپنی سپر ظلمت شب پر رکھی اور تمام عالم مین ستارون
کی روشنی پھیلی کہ بمقتضاے ابیات تا دور دہ چاندنی کا عالم + مہتاب کا خود بھڑک گیا دم + کیا نور تھا دیکھیے
جدھر نور + آتی تھی نظر تجلی طور + رات کے ہونے سے ملکہ گلعذار نے ایک کنیز کو کمرے مین بھیجا کہ جا کر مریخ سے
کہے آئیے کھانا کھائیے کنیز جو کمرے مین گئی چھت اسکی شگافتہ پائی اور کسی کو وہان نہ دیکھا اُسنے آکر ملکہ موصوف سے
خبر دی یہ جو اسنے سُنا پہلے تو سمجھی کہ مریخ کنیز پر مائل تو تھا ہی اپنے ساتھ لے گیا پھر سمجھی کہ کنیز کو تو مین نے اسکو
دے ہی دیا تھا پھر اسکو چھپکر جانا کیا ضرور تھا بیشک کوئی پیچ پڑا حاصل مرام اسنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ مریخ مارا گیا اور یہ سانحہ گذرا یہ دریافت ہوتے ہی اُسکے حواس جاتے رہے اور سمجھی کہ افراسیاب
اگر سُنے گا تو یہی سمجھے گا کہ سازش کرکے گلعذار نے مروا ڈالا اب بہانا ایجاد کرنا چاہیئے اور یہان سے نکلجانا اچھا ہے
تو صحرا مین جاکر عیارون کو ڈھونڈھکر گرفتار کرکے شاہ طلسم کے پاس لیجانا چاہیئے یا قلعہ آراستہ مین زلیور پاس
چلنا بہتر ہے کہ ہم اور وہ ساتھ کھیلے ہین جو اُسکی لائے ہوگی وہ کرین گے پس یہی مشورہ دلکا اُسکو پسند آیا کیونکہ
غور کیا کہ عیارون کو بڑے بڑے نہین پکڑ سکتے تو بھلا اُنکو کب پائیگی ناحق تیری بھی جان جائیگی پس اسی وقت
سوا سو دیڑھ سو انیسین اور کنیزین اپنے ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ سے اپنے جواہر اور اسباب عمدہ
ساتھ لے لیا یہ تو ادھر سے چلی اور اُس طرف عقب مریخ شاہ طلسم نے سرکش کو بھی بھیجا تھا چنانچہ مریخ تو

قلعہ گلگونیہ پر آکر ٹھہر گیا مگر وہ سیدھا قلعہ آراستہ پر گیا اور قلعہ مذکور کو جاکر گھیر لیا یہ خبر زیور نے جب سُنی چالیس ہزار ساحران نامدار کو ہمراہ لے کر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ رفعت پناہ استاد کرائی لشکر بمقابلہ فوج عدو اُترا مہرخ بھی ساتھ آئی ہے چنانچہ جس رات کو کہ گلعذار اپنے قلعہ سے بھاگی ہے اور مہرخ سر شام مارا گیا اسی رات کو یہان سرکش نے طبل جنگ بجوایا ہے اور لشکر زیور مین بھی بجواب اُسکے نقارہ حرب گڑگڑایا ہے نفیر سحر کو دم ملا ہے تیاری جانبین مین ہو رہی ہے ڈمرو بجتا ہے ہوم ہو رہا ہے جھٹکے ہوتے ہین اگیار کیگئی ہے جوت کھڑی کی ہے بنگالی سحر کر رہا ہے وہین کالو روپس کے جوگی جاپ مین مصروف ہین سحر کی ہوا چل رہی ہے بیرون کے شور سے دنیا دہل رہی ہے یہ عالم ہر سمت ہے کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
پھیلی تھی ادھر اودھر سیاہی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
تھا گوش فلک مین پنبۂ ماہ
اِک سمت بہادران ذیجاہ
گردون پہ علم فراختہ تھے
القصہ کٹی وہ رات ساری
لڑنے کو ہر اک شتاب نکلا
آراستہ وہ تھی اسقدر فوج
بولی یہ ظفر کہ رب انصر

دیتا تھا نہ کچھ وہان دکھائی
ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی
سُنتا تھا کسی کی کون آواز
وہ شور اگر سُنے نہو فرق
ہتیارون کو صاف کرتے تھے واہ
دشمن ہو مقابل اونکے کس طور
پیدا ہوئی مہر کی سواری
میدان کی طرف بڑھے دلاور
وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج

ہوش اُڑتے تھے دیکھ کر سیاہی
ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
آوازین تھین وہ مہیب اسقدر
بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق
مریخ پہ تیغ آختہ تھے
آفاق مین پلٹنون کا تھا زور
تارے چھپے آفتاب نکلا
مہرخ کے تھی ساتھ ساتھ زیور
میدان مین جو پہونچے یہ بہادر

جب نہنگ فلک نے مہر کا پشت نیزہ خط شعاع مہر کی نذر کیا سرکش بھی اسّی ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ لیکر مقابل اس فوج جرار کے آیا صفین آراستہ ہوئین میدان پاک و صاف ہوا نقیب آوازین لگا کر ہٹ گئے اسوقت سرکش اژدر اُڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ اے زیور آجتک بادشاہ ساحران کی جاگیر دی ہوئی تو کھایا کی آسپر نمک حرامی کی ایلچی شاہ سے مہرخ نمک حرام کو چھین لیا اب بھیج کسی کو میرے سامنے زیور نے یہ سُنکر جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کیا خوب کیا دیکھ تیرا سرکوب بھیجتی ہون یہ کہہ کر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنس آتشین اوڑا کر سامنے اُس خیرہ سر کے گیا اسنے ایک گولا سحر کا مارا اس بہادر نے دستک دی کہ گولا اولٹا پلٹ گیا اوسوقت اُسنے غصہ مین آکر بروے ہوا کچھ پڑھ کر پھونکا کہ ایک ستارہ مثل شہاب ثاقب ٹوٹ کر گرا اور سر پر بیٹھ کر مع ہنس توڑ گیا اُسوقت اور ایک بہادر سامنے آیا اُسنے تاک کر ناریل اُس کے سینے پر لگایا کہ وہ بھی بیار گلزار عدم ہوا پھر تیسرے مرد میدان جرأت نے نکلکر مقابلہ کیا اوسنے ایک پیکان سحر سے اسکو بھی نشانہ خدنگ اجل بنایا اسوقت تو زیور کو تاب نہ آئی طاؤس اوڑا کر سامنے اسکے آئی لشکر مین نفیر بھی علم جلوہ پذیر ہوئے کڑکا ہوا اور ملکہ موصوف نے بڑھ کر

اوس نابکار کو للکارا اوسنے ایک نارنج ملکہ پر مارا اوسنے اونگلی سے ایک خط کھینچنے کا اشارہ کیا کہ نارنج دو ٹکڑے
ہوکر گرا اُسنے اور ایک گولا مارا اس آفت زمانہ نے تھپکی دینے کا اشارہ کیا گولا زمین پر گر کر سرد ہوگیا اُس روسیاہ
نے بیروے ہوا افسون پڑھکر کھینچا کہ ستارہ ٹوٹ کر گرا ملکہ نے ہاتھ اونچا کیا کہ سپر مثل ابر کے سر پر آگئی مگر
وہ ستارہ نہ رکا سپر کو توڑ کر سر کی طرف چلا اسوقت ایک پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھائے گیا اور ستارہ آکر مرکب پر گرا
کہ اُسکی پشت توڑ گیا ملکہ پھر زمین پر اُتری اور پکاری کہ تین وار تو کر چکا اب ایک وار میرا بھی روک یہ کہہ کر چاہتی تھی
کہ سحر کرے یہ تو اسکو جانتا ہے کہ اب یہ اپنا طوق یا کوئی گہنا کھینچ مارے گی اور ایک عورت گہنا پہنے پیدا ہوگی اُسکو
دیکھکر نقد ہوش تو کھو دیگا پس اُسنے بعجلت تمام ایک پڑیا خاک قبر جمشید کھینچ ماری کہ ملکہ اُسکے پڑنے سے بیہوش ہوگئی
یہ پنجہ بنکر جو گرا ملکہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچتا لیچلا اسوقت تو مہرخ بیقرار ہوئی اور للکاری کہ باش و غلام خیرہ سر کہاں
جاتا ہے یہ کہہ کر ترسول پکڑ کر آگری اُسنے ظاہر ہوکر ایک نارنج بجانب فلک مارا کہ اوسمین سے دھواں پیدا ہوا
اور تمام لشکر زیور پر چھا گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ مقام وہاں اژدر بنگیا چشم روزگار مثل
دیدہ اعمیٰ تھی دنیا سب بخیل کا دل نظر آئی کہ بیت جس سمت نگاہ کی اندھیرا + کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا + اُس
تاریکی مین ملکہ مہرخ یقین تھا کہ ہلاک ہوجاتی لیکن یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اس ساحر سے کیا زیر ہوتی جبکہ
شاہ طلسم سے دعویٰ مقابلہ کا رکھتی ہے فوراً سحر پڑھکر اپنے منھ پر اُسنے ہاتھ پھیرا کہ چہرہ اوسکا مثل آفتاب تاباں
روشن ہوگیا اور مثل بخت روشن اوس مقام کو اُسنے منور کردیا بسان صبح امید خورشید مقصد طالع ہوا کہ فرد روشن
ہوئی شمع بزم دولت + ظلمت کو ملی وہاں ہزیمت + روشنی ہوتے ہی سرکش برنگ شعلہ جوالہ چمکا کر قریب آیا
اور ہاتھ شمشیر سحر کا سر پر ملکہ کے لگایا تلوار سر پر ملکہ کے پڑکر اُچٹ گئی اور ملکہ نے بھی ایک نارنج مارا اوسنے
اونگلی سے اشارہ کیا نارنج کٹ گیا اب تو ملکہ کو غصہ آیا اور کچھ دانہ ماش کے سحر پڑھ کر مارے کہ ایک زنجیر آہنین
از خود پیدا ہوکر دست و پا مین سرکش کے پڑگئی اور ایک طوق آتشین گلے مین پڑگیا ملکہ نے اوس زنجیر
کو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ نابکار بندھا گرا ملکہ جست کر اُسکے سینے پر سوار ہوئی اور زیور کو اُسکے ہاتھ سے لیا اور
فرمایا کہ جلد ظلمت کو میرے لشکر پر سے دفع کر ورنہ تاریکی سواد ملک عدم دیکھے گا اوسنے ملکہ کے کہنے کو کچھ خیال
نہ کیا ملکہ نے خنجر براں اُسکے گلے پر رکھا اور کہا جہاں وہ خاک ہے وہاں تو بھی خاک ہے اسوقت اُسکو گرمی
معلوم ہوئی اور یقین تھا کہ جلکر خاک ہوجائے خوف جان سے وہ سحر ظلمت کا برطرف کیا روشنی ہوئی ہر ایک لشکری
نے دیکھا کہ ملکہ سینہ دشمن پر سوار ہے اور سرکش کو غیرت آئی مگر کیا کر سکتا تھا سوائے اسکے کہ منت پذیر ہوا کہا
اے ملکہ مین آپکا غلام ہوں اطاعت سے گردن تابی نہ کرونگا ملکہ اوسکے سینے پر سے اُتری اور سحر رد کیا کہ زنجیر و طوق
غائب ہوگیا اوسنے تہہ سے رہائی پاکر سر قدم پر رکھا ملکہ نے سر اوسکا اٹھاکر سرفراز فرمایا وہ براہ عناد مکاری
[illegible] لشکر مین طبل آسائش پر چوب پڑی اُسنے ملکہ کو بمنت اپنے ساتھ لیا زیور کو بھی ہوشیار کیا اور اپنی
بارگاہ مین دونوں کو لایا خاطر و مدارات کر کے رخصت کیا ادھر لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا یہ بھی ملکہ کی

بارگاہ مین آیا ملکہ نے اسکی دعوت کی دور شراب ناب رہا جلسۂ چنگ و رباب رہا یہ فکر مین رہا اور جب اپنے مقام پر آتا ایک پنجہ ماش کے آٹے کا بناتا یہانتک کہ چوبیس پنجہ اسنے بنائے یہ اسکا سحر کائنات کا ہے کہ رد اسکا ہونا ممکن نہین غرضکہ جب وہ پنجہ تیار ہو چکے اونکو غائب کرکے یہ لاگ رکھی کہ حسب المطلب پیدا ہو کر کام دین غرضکہ پنجون کو غائب کرکے بارگاہ ملکہ زیور مین آیا اُسنے بخاطر تمام بٹھایا اسنے ملکہ مہرخ سے کہا کہ مجکو کچھ کان مین آپکے عرض کرنا ہے ملکہ موصوفہ نے کان لگایا اسنے قریب گوش منھ لاکر ادف جو کیا ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑی یہ کیفیت جو زیور نے دیکھی پکاری کہ اے دغا باز یہ تو نے کیا کیا اور ایک ناریل مارا اسنے سحر پڑھا کہ ناریل زمین پر بسر دہ ہو کر گرا اور دو ہتڑ زمین پر مارا زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک پنجہ نے نکلکر زیور کو زیر زمین کھینچا یہ غرق زمین ہونے لگی اسنے ایک پڑیا خاک قبر جمشید مار کر اُسکو بیہوش کر دیا سردار حاضرین دربار تر سول پسول پکڑ کر آگے اسنے پھر دو ہتڑ مارا کہ چوبیس پنجے زمین سے حربہ ہائے آتشین گرز وغیرہ لیے پیدا ہوے اور سردارون پر گرے اور جس کے وہ حربہ پنجہ نے مارا اگر جسم سے چھو بھی گیا انسان بیہوش ہوا اور جس کے پوری ضرب پڑ گئی وہ جلکر خاک ہو گیا سردار بعض بیہوش ہوئے اور بعض بھاگ کر بارگاہ سے باہر آئے باہر لشکر پڑا تھا غلغلہ جو ہوا لشکر مین نفیر سحر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی اس عرصہ مین ادھر کا لشکر بھی کہ حکم ساحر مسطور تیاری کا دے آیا تھا اس فوج پر آگرا اور یہ بھی دونون ملکہ کو گرفتار کرکے بیرون بارگاہ آیا چوبیس پنجہ حربہ آتشین سے اوس فوج پر مثل برق گرنے لگے اور ہر ساحر بار سحر کی دینے لگا پھر تو قیامت کبریٰ برپا ہوئی دم بھر مین ہزار ہا لاش گر گئی تیغ تیز نے غلاف سے نکلکر مثل عروس زیبا گھونگھٹ سے جلوہ دکھایا ہزار ہا مشتاقون نے گلے لگایا اجل کا بازار گرم ہوا سنگ جسم بھی آہن تیغ سے نرم ہوا جوہر شمشیر پھندے دام مرگ کے بنے ہزارون طائر جان پھنسے صیاد اجل نے اُلٹی چڑیا پھانسی روح روان بھی بھاگنے نہ دی قفس تن مین پھڑ پھڑا کر رہی تیغ مثل سیماب بیتاب سیم جان جسکی تاب سے آب آب کشتہ ہر ایک زندہ دھوکنی ہر قالب بسمل زمین پر طپیدہ ترک فلک کو نہایت بیم دل جوزا کا خوف سے دو نیم سمند تیغ کی میدان مین روانی روح رستم و سہراب کو زیر زمین سرگردانی و پریشانی کہ

نظم

لکھون جو بیان ریزش خون
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
یہ شعلہ تودہ شرار مردہ
روحون کا گذر تھا اوسیہ بالکل

ق

شبرنگ قلم ابھی ہو گلگون
تلوار کو دان جو عزم کین تھا
خاکستر ابر مین فسردہ

تھا گرم وہان اجل کا بازار
دم خنجر برق مین نہین تھا
وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پل

آخر کار بہت جرار اُس لڑائی مین کام آئے اور بہت بھاگ کر اطراف مین جانب کوہ و صحرا گئے تمام لشکر تباہ و برباد ہو گیا سرکش نے قلعہ کی جانب رُخ کیا اہل قلعہ ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوے کہ ہم بے قصور ہین راہ عناد سے دور ہین اپنے گھوڑے کھڑے تمام قلعہ تسخیر کیا خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کرکے خزانہ قلعہ سے بار کرا کر زیور و مہرخ کو مطوق و مسلسل کرکے عرادہ پر بٹھا کر یہان سے کوچ کیا

یہ تو ادھر سے روانہ ہوا اُدھر جب ہنگام سحر ہوا تھا تو قران و برق بھی درۂ کوہ سے نکلکر قلعہ آراستہ کی طرف چلے تھے مگر علیحدہ علیحدہ روانہ ہوے تھے اور برق ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر چلا جاتا تھا کہ راہ مین اسکو ڈیرھ سو جادوگرنیان ملین اونمین ایک شہزادی تھی برق نے پہچانا کہ ملکہ گلعذار جادو ہے پس اوس کے قریب آیا اور کہا اے ملکہ سُنا ہے کہ قلعہ آراستہ پر بڑی لڑائی ہوئی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ مین بھی اُسی طرف سے چلی تھی مگر یہ خبر سُنکر کہ سرکش نے زیور و مہرخ کو پکڑ لیا ہے مین یہان ٹھہر گئی ہون اب سرکش کا حال اچھی طرح معلوم کرون تو آگے بڑھون برق یہ حال سُنکر اوس سے رخصت ہو کر آگے بڑھا اور لشکر سرکش ڈھونڈھتا ہوا چلا آخر ایک دامن کوہ مین فوج اُتری ہوئی پائی اسنے ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک ساحر ملازم حیرت کی ایسی بنائی اور ایک رقعہ لکھ کر کمر مین رکھ لیا اور داخل لشکر ہوا دیکھا تو بہت رونق ہے بازارین کھلی ہین جھنڈے کھڑے ہین کٹورا کھنکتا ہے سوار پیادے بستر جماتے ہین لین پڑی ہے گھوڑے شیسے بھرتے ہین کوتوالی چبوترہ بیچ مین ہے انتظام و بندوبست ہر طرح کا ہو رہا ہے سپاہیون کے بستر پر دائرہ بجتا ہے چکارہ جلترنگ ہے ہر سمت چہل پہل ہے خیمہ و بارگاہ نصب ہین بارگاہ بلند رتبہ سرکش کی آراستہ ہے سراپچے اُس کے اُٹھے ہین وہ سامنے تخت کے بیٹھا سیر لشکر کی دیکھ رہا ہے اُسنے اسکو دیکھ کر قریب جاکر سلام کیا اور رقعہ کمر سے نکال کر دیا کہا یہ میرے پاس سند ہے کہ مین اور میرا بھائی ملازم حیرت ہین چنانچہ مین سیر دوست ہون اب وہان نہ جاؤنگا اگر آپ نوکر رکھ لین تو آپ پاس رہون اُسنے یہ حال سُنکر کہا کہ اچھا رہو گھر ہے تمہارا جاؤ سامنے خیمہ مین کمر کھولو اور کسل راہ سے آسودہ ہو کل تمہاری تنخواہ تجویز کر کے مقرر ہو جائے گی برق سلام کر کے اوس خیمہ مین گیا وہان اور بھی ملازم سرکش تھے اُنھون نے حال سنکر اسکو بٹھایا اُسنے بستر اپنا لگایا جب دشت نوردِ سپہر نے بستر اپنا خیمۂ مغرب مین جمایا بیت اُٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی + ہوے مصروف راحت مرغ و ماہی اہل لشکر آب و خورش سے فارغ ہو کر آرام پذیر ہوے جب زیادہ رات گئی برق عازم ہوا کہ اب اوٹھکر خیمہ سرکش مین جاؤن اور اُسکو بیہوش کرون چنانچہ اس عزم پر اوٹھنے جو لگا نیچے کا دھڑ رہ گیا اُٹھا نہ گیا کس لیے کہ سرکش سحر کر کے سویا ہے کہ بارادۂ ضرر رسانی کوئی مجھ تک نہ آسکے برق نے رات بھر مین کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر اوٹھا نہ گیا ناچار سو رہا جب سمند کہنہ لنگ فلک نے گردش کر کے منزل شب تمام کی اور طفل خورشید نے رات کے پیٹ سے پاؤن نکالے کہ بیت نکلکر خیمۂ مشرق سے یکبار + ہوا مہر فلک بھی گرم رفتار + صبح کو سرکش اوٹھا اور سحر اوسنے برطرف کیا برق مین بھی قوت اٹھنے کی آئی سب ملازم اُٹھے یہ بھی اُٹھکر احتیاج سے فارغ ہو کر سلام کرنے سرکش کو گیا اور وہان ٹھہر کر تعریف صحرا و کوہ کرنے لگا کہ واہ کیا سبزہ زار ہے طرفہ بہار آشکار ہے جنگل قابل سیر و شکار ہے سرکش کو بھی اسکی باتون سے ہُوا لگی خواہش صید افگنی ہوئی تیر و کمان لیکر مرکب پر سوار ہوا نوکر اسکے شراب و کباب و فرش وغیرہ لیکر پیچھے چلے اور یہ دشت مین آکر تیر سے نخچیر کرنے لگا برق اسکو ایک درہ کوہ کی طرف لگا کر لایا اور ایک ہرن کے پیچھے پیدل دوڑا ہرن درہ مین بھاگ کر گیا اس نے

درہ مین جاکر کھال مادہ ہرن کی نکال کر پہنی اور آواز بھی ویسی ہی بنا کر بولی بولی آہو تھم گیا اور قریب اس کے
آیا اسنے ہاتھ اپنا اُس کھال سے نکال کر کمند ماری کہ ہرن پھنسا اسنے کھال اوتار کر اُسکو ذبح کیا اور پکارا کہ اے
شہریار آئیے مین نے شکار مارا سرکش گھوڑے سے اوتر کر اندر درے کے گیا اور اس سے بہت خوشنود ہوا کہ
اسنے پیدل ہرن کو کمند سے پکڑ لیا پس وہ ہرن اُٹھا کر باہر درے کے لایا اور فرش بچھوا کر بیٹھا برق نے ہرن کو
صاف کر کے کباب اُسکے لگائے اور تمام گوشت آغشتہ بدارو بیہوشی کر دیا اس اثنا مین ملازم اور رفیق بھی
سرکش کے آئے ہر ایک نے شراب پی اور وہ کباب آہو تعریف کر کے کھائے سرکش نے بھی دو کباب
اُٹھا کر کھانے کا قصد کیا اوسی وقت دو پنجے پیدا ہوئے اور ہاتھ سے کباب چھین لیگئے برق نے یہ دیکھ کر چاہا کہ
بھاگ جاؤن ساحر نے سحر کیا کہ یہ بیحس ہو گیا اوسنے پھر سحر پڑھ کر پوچھا کہ تو کون ہے برق پر جادو اثر کر چکا تھا
قبول دیا کہ مین برق عیار ہون سرکش نے کمند سحر سے اسکو باندھ دیا اور وہ ہرن پھنکوا دیا جو لوگ کباب
کھا کر بیہوش ہوئے تھے ان کو ہوشیار کیا اور شراب پینے اور کباب کھانے لگا جو شکار کر سامنے آتا اُسپر نشانہ تیر کا
لگاتا یہ تو اس شغل مین ہے لیکن گلعذار جو چلی آتی تھی مفصل حال زیور کا دریافت کر کے قلعہ آراستہ کی طرف
پھری اور سرکش کی طرف چلی کہ بن پڑے تو ادس کی منت خوشامد کر کے شاہ طلسم پاس جاؤن اور جان اپنی بچاؤن
عرض کرون کہ میری خطا کچھ نہ تھی عیارون نے مریخ کو قتل کیا اے بادشاہ آپ کتاب ساحری مین میرا حال دیکھیے
اگر میرا گناہ کتاب مذکور مین نکلے تو مجھکو سزا دیجیے پس شاہ طلسم کتاب سے حقیقت دریافت فرما کر قلم عفو جرائد گناہ پر
تیرے پھیریگا زندگی پر تیری حرف نہ آئیگا الغرض یہ تجویز کر کے عنان سمند عزم کو قلعہ آراستہ کی طرف سے منعطف
کر کے باغ سیب کی سمت روانہ ہوئی اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچی کہ اوس کوہ کے درہ سے راستہ تھا اور اُس
درہ کوہ کو شاہ طلسم نے سحر سے مسدود کر دیا ہے کہ دامن کوہ مین میری سیرگاہ سے ہر کس و ناکس کا آنا ادھر اچھا نہین
ملکہ مذکور نے جو اس درہ کو بند پایا سحر پڑھ کر راستہ پیدا کرنا چاہا از بسکہ وہ مسحور بسحر شاہ جادوان تھا کچھ ایک
کھُل نہ سکا اوس وقت اُسنے پوجے کا سامان منگایا وہ ایک سو ذبح کر کے پھر لہو اُسپر چھڑکا زمین پر چوکا دیا اپنے جسم پر
ملا اور لہنگا پہنا ساری اوڑھی ہنسلی جمشید کے نام کی گلے مین پہنی اور سحر خوان ہوئی بعد کچھ دیر کے اتنی تاثیر ہوئی
کہ ہمراہی تو اوسکے نکل نہ سکے لیکن یہ اکیلی اوس درہ سے نکلگئی اور خیال کیا کہ جب تو خدمت بادشاہ مین پہونچے
تو بادشاہ سے عرض کر کے ساتھیون کو بُلوا لینا فی الجملہ یہ تو اودھر سے چلی اور سرکش اُس طرف سے آتا تھا اس نے
چاہا کہ مین بہیئت گدائی لہنگا پہنے شکستہ حال ہون اُسکے لشکر مین جا کر تبدیل لباس کر کے شاہ پاس جاؤن
یہ اگر اس پریشانی سے دیکھ لیگا تو کچھ حجاب چندان نہین کہ تنہا ہے مگر دربار شاہی مین ہزارہا ساحر ہوگا وہان
بڑی ندامت ہوگی یہ سوچ کر اُسکے لشکر مین آئی ساحر مذکور در بارگاہ پر فرش بچھائے صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسکو
اس حیثیت سے دیکھ کر حیران ہوا مگر شناخت کر کے اوٹھا اور بتکریم تمام پاس اپنے بٹھایا جام شراب پیش کیا
اور حال اس پریشانی کا پوچھا گلعذار نے جملہ کیفیت بیان کی اسنے کہا اے ملکہ جس عیار نے کہ مریخ کو مارا ہے

اسکو مین نے گرفتار کیا ہے اسنے کہا پھر وہ موا برق کہان ہے اسنے حکم ساحرون کو دیا کہ وہ عیار مذکور کو
سامنے لائے اور اُسنے آکر دیکھا کہ ایک ساحرہ لہنگا پہنے خون جسم پر ملے بحالت خراب برابر سرکش کے
بیٹھی ہے برق کو اُسکی صورت دیکھکر عیاری سوجھی کہ اس ساحرہ کی صورت اسوقت اس قابل ہے کہ اُسکو متہم لغبکل
عیار کیا جائے تو زیبا ہے پس جب گلعذار نے اسکو ڈانٹا کہ کیون او ستیا ناس گئے مرتیخ کو تو نے ہی قتل
کیا اسنے ہنسکر کہا کہ کیا تم نہین جانتے میرے بھائی ایک ہین اونکے بعد سے داصل جہنم ہوا اور ابھی جس کام
کو تم آئے ہو جلدی اسکا انتظام کرو سنو دوست ہین تو ہزار دشمن ہین لیت و لعل لگانا اچھا نہین یہ کلمہ سنکر
سرکش کو کچھ مظنہ ہوا اور کہا او عیار یہ تو نے کیا کہا اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین وہ مقرر آوین پر آوین ملے سرکش
اب بچنا تمھارا مشکل ہے بھلا خدا کو دیکھا نہین تو عقل سے پہچانا ہے ملکہ گلعذار پر کیسا ہی وقت کیون نہ پڑتا مگر
اس طرح لہنگا پہنکر نہ آتی مثل مشہور ہے کہ ہاتھی لاکھ لٹے گا جب بھی سوا لاکھ کا یہ تقریر سنکر سرکش گھبرایا اور
اوسکے ملازم ساحر جو تھے اوسمین سے بھی ایک ساحر نے اُسکے کان مین کہا کہ یہ عیار سچ کہتا ہے حضور ہم بھی
آپکے پُرانے نوکر ہین نمک حلال ہین ضرور یہ کوئی عیار ہے جو گلعذار کی صورت بنکر آیا ہے اب سرکش
کو بالکل یقین ہوا کہ یہ ملکہ بیشک عیار ہے اور ایک گولا جھولے سے نکال کر گلعذار پر اس نے مارا
گلعذار ساحرہ زبردست ہے اوسنے اُف جو کیا گولا سرد ہو کر گر پڑا اور یہ خود غرق زمین ہوئی اور بعد لمحہ کے
جو زمین سے نکلی ایک بھال بنکر نکلی اور پیٹ مین سرکش کے سما گئی وہ ہر چند سنبھلا نہ بچ سکا تڑپ کر ہلاک ہو گیا
صداہاے مہیب گیرودار کی بلند ہوئین اور فوج کے لوگ دوڑے گلعذار نے نارنج و ترنج مارنا شروع کیے اور
مرنے سے ساحر مذکور کے ملکہ زیور و مہرخ بھی رہا ہو گئین اور لڑنے لگین بہت سے ساحر لشکر کے مارے گئے
آخر وہ لشکر بے سردار تھا کچھ لوگ بھاگ گئے اور کچھ طالب امان ہوے اُنکو امان دیکر ملازم اپنا کیا اور ملکہ گلعذار
سے زیور و مہرخ ملین اور کہا اب ہمین افراسیاب زندہ نہ رکھے گا کہ تم نے سرکش کو مارا ہے اب تم
ہماری شریک ہو جاؤ اوسنے منظور کیا اور زیور نے قسم اوس سے لی کہ اب کوئی دغا نہ کرنا پھر بارگاہ مین
سرکش کی یہ تینون داخل ہوئین اور جلسۂ عشرت منعقد کیا دو روز کے بعد کوچ کر کے لشکر مہرخ کی طرف روانہ
ہوئین یہ تو بحشم و خدم اپنے لشکر کو روانہ ہوئین لیکن خبر مرگ مرتیخ ہیون نے افراسیاب کو پہونچائی بعد اس خبر کے
لاش سرکش کی آئی بادشاہ فرط غضب سے کانپنے لگا اور ملکہ صنعت سے کہا کہ اب تم جلد جاؤ اور ماہی پریزاد
کو گرفتار کر دو مین ان نمک حرامون یعنی زیور وغیرہ کو قید کرا کر بلواتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت
احمر کی نکالی اور اُسکو وا کیا تو اوسمین کچھ ماش رکھے تھے پس ایک دانہ اوسمین سے لیکر زمین پر اسنے مارا کہ وہ دانہ غرق
زمین ہو گیا اور اوسی جگہ سے ایک شعلہ آتش کا پیدا ہوا کہ رنگ اوس شعلہ کا سبز تھا کچھ عرصہ مین ماش کے درخت
کی طرح وہ شعلہ پھل لایا اور پھلیان پختہ ہو کر خشک ہوئین شاہ نے صنعت سے فرمایا یہ پھلیان توڑ کر دانہ نکال لو
اور دریاے سحر ماہی کے کنارے جاؤ پہلے ایک دانہ دریا مین پھینکنا پانی مین جوش خروش پیدا ہوگا اسوقت چھ دانہ

اور پھینکنا یہ کہکر کچھ کان مین بھی کہا اور سحر کیا کہ ایک پنجہ سبز رنگ پیدا ہوا اوس پنجہ سے حکم دیا کہ حبیب صنعت
دریا سے ماہی کو نکالے اور اُسکی حمایت کو بحرین آئے تو شکو تم اُٹھا لانا یہ حکم سنکر پنجہ غائب ہوگیا اور صنعت دانے
ماش کے لیکر چلی بعد اوسکے جانے کے شاہ نے سحر پڑھا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا اُسنے حکم دیا کہ جاؤ ساحران
طلسم کو اطلاع دو کہ گلعذار و زیور و مہرخ اپنے لشکر مین آتی ہین اونکو روکین اور قید کرلین اور مجکو خبر دین یہ حکم
پاکروہ ساحر بھی غائب ہوگیا حال اُسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا صنعت بدطینت کا مذکور ہوتا ہے کہ یہ بدسرشت
کنارے اوس بحر کے پہونچی اور ایک دانہ ماش کا پہلے پھینکا دریا مین شور وغل اور تلاطم پیدا ہوا اور بحرین جادو
دریا مین تھا دانہ کے گرتے ہی تڑپ کر کنارے پر آیا اُسوقت ایک آواز کڑاکے کی آئی اور وہ پنجہ سبز جھپٹ کر
گرا اور اوسکو اُٹھا کر لے گیا پھر صنعت نے وہ چھ دانہ دریا مین مارے پانی اوس بحر کا روغن کی طرح جلنے لگا
اور دریا خشک ہوگیا ماہی پریزاد ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ ایک دانہ ماش کا مثل شعلہ کے چمکتا
ہوا جما تھا اور تین دانہ ایک پہلو مین جمے اور تین دوسرے پہلو مین جمے تھے مچھلی بالکل بیدست و پا اور بے قابو
تھی صنعت نے اُسکو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی لیکن دریا کے خشک ہونے سے لشکر جو کنارے بحر کے اُترا
ہوا تھا اُسکو خبر ہوئی اور ملکہ بہار نے بھی سُنا ضرغام عیار سے کہا کہ لشکر تیار کراؤ اور ماہی کو نہ لے جانے
دو عیار مذکور نے کہا یقین ہے کہ شاہ کو کب اُسکی تدبیر کرے تم خاموش ہو رہو بہار کو اسکے اس منع
کرنے سے تسکین نہوئی اور بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا آپ کیا غافل بیٹھی ہین ماہی پریزاد صنعت
پکڑے لیے جاتی ہے جلد لشکر درست کراکر چلیے مہرخ از بسکہ بنائی ہوئی عیارون کی ہے اصلی نہین ہے اسکو اتنی
جرأت کہان جو لڑنے جائے ملکہ بہار کی بات کاٹ کر اور کچھ باتین کہنے لگی اتنا تو کہا کہ اچھا سمجھ لون گی
بہار اس بے پروائی کو اسکی دیکھ کر ناراض ہوئی اور دل سے اپنے کہا کہ مجکو کیا مطلب ہے جو اکیلی لڑنے کو
جاؤں اور اپنی جان گنواؤں پس رنجیدہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھی اور اپنے خیمہ مین آکر بیٹھ رہی ادھر ملکہ حیرت
نے خبر سُنی کہ اس طرح ماہی گرفتار ہوئی اسنے اپنے سردارون شہاب وغیرہ سے کہا کہ فوج کو مسلح و مکمل
رکھو اسلیے کہ شاید بہار وغیرہ کچھ فساد کرین اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ اہل اسلام سے کوئی آمادہ نبرد نہین ہے
یہ خبر سُنکر اسنے بھی تامل کیا اور صنعت ماہی کو گرفتار کیے سامنے بادشاہ کے لائی شاہ کے پاس اوسوقت
باغبان و گلچین و وہم وغیرہ بہت سے ساحر حاضر تھے سبنے تعریف کی کہ آپکے سحر کا مثل و نظیر نہین ہے
اس اثنا مین پنجہ بھی بحرین کو لایا شاہ نے فرمایا کہ اے پنجہ سحر چھوڑ دے اسکو پنجہ نے چھوڑ دیا شاہ نے
کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ٹکڑا ابر آسمان پر ظاہر ہوا اور برستا ہوا نکلگیا وہ پانی جو بحرین پر پڑا
پانوٗن اُسکے زمین مین گڑ گئے اور ہاتھ مین ہری ہری شاخین اور کونپلین نکل آئین سبز سبز پتون سے تمام
جسم چھپ گیا سبز بختی پر خزان آگئی سیہ بختی نے یہ بہار دکھائی بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عورت اُڑتی
ہوئی آئی ہاتھ مین اُسکے ایک جام زرین تھا اور پانی سے لبریز تھا شاہ نے صنعت سے کہا کہ اس جام

مین ماہی کو ڈال دے اوسنے ماہی کو جام مین ڈال دیا مچھلی نے غوطہ مار اوہ ساتوں دانہ ماش کے جسم سے چھوٹکر
مثل گل لالہ کے ہوے اور اوپر کاسہ کے تیرنے لگے ماہی پریزاد غوطہ مارکر جو ابھری چاہا کہ جام سے
نکلجاؤن لیکن وہی پھول اسکو دام نظر آئے دیکھا تو جال آگ کا کاسہ پر پڑا ہے ہر چند ماہی نے زور کیا مگر نہ نکل سکی
اور بادشاہ نے للکارا کہ او مچھلی مجھکو کچھ میرا خوف نہ تھا کہ مین شاہ ساحران ہون تو مجھ سے مقابلہ کرنے آئی۔
ماہی نے کاسہ سے سر او بچا کرکے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم مطیع و منقاد بادشاہ کوکب ہین او رنمک حلال
ہین ہماری قضا اگر تیرے ہاتھ ہے تو ناچاری ہے شاہ نے فرمایا کہ مین اس مچھلی کے کباب کھاؤنگا اب
وہ نمکحرامہ مہرخ بھی پکڑے آئے تو اسکو ماروں یہ کہہ کر مصروف عیش و عشرت ہوا مگر اب حال ماہی پریزاد
کی رہائی کا سُنیئے کہ ایلچی یعنے طاق طومطراق جو قلعہ آراستہ پر سے نادم و خجل ہو کر روانہ ہوا تو اوسی
راہ سے جو بہت نزدیک کی ہے اور افراسیاب نے اوسکو بتلائی ہے یہ قریب ملک کوکب
پہونچا شاہ کوکب نے نامہ ملکہ بران کو لکھا کہ ایلچی افراسیاب کا پھر آتا ہے تمکو چاہیے کہ جاہ و جلال
اپنا ایلچی کو دکھاؤ اور خواجہ عمرو کا بھی رتبہ اُسکو دکھاؤ کہ شاہ ہوش ربا خبر سُنکر رشک کرے اور
ایلچی اگر نامہ چھین دے تو بڑھکر جواب جنگ کا دینا اور اگر مجکو نامہ دینے کو کہے تو میرے پاس اُسکو آنا
اور اب ہرزان وزیر کو فوج دیکر روانہ کرو کہ وہ پیشوائی کرکے ایلچی کو لائے یہ نامہ بڑھکر ملکہ نے وزیر مذکور
کو طلب کیا اور حکم بادشاہ سنایا وزیر آداب بجا لاکر چلا اور باہر آکر پانچہزار ساحر سواران جوہر پوش کو
اپنے ہمراہ لیکر مع تزک و احتشام کے روانہ ہوا نقیب اور ریسادل ہمراہ ڈنکا بجتا آبپاشی ہوتی بڑی
چمک دمک سے سپاہ کو بقتضا سے نظم

خدام و مصاحب و اراکین	پہنے ہوے جامہاے زرّین
شلک کی صدا وہ چرخ فرسا	گردون پہ اُچھل پڑے مسیحا
آئینۂ دل ہوا مصقل	آے جو نظر سوار و پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار	پیدل تھے روان نسیم کردار

باین تجمل و شوکت وزیر باحشمت دروازہ ظلمات طلسم سے باہر نکلا تو لشکر ایلچی کا ڈانڈے پر
اپنے طلسم کے آکر ٹھہرا تھا ایلچی سے ملاقات ہوئی اور وزیر نے عرض کیا کہ لشکر جو آپکے ہمراہ ہے اسکو
اسی مقام پر چھوڑیے اور آپ تشریف لے چلیے ایلچی نے غور کیا کہ لشکر سمیت جانے کی ہٹ کرنا فضول ہے
اس لیے کہ اگر اسنے راستہ نہ دیا تو لڑائی ہوگی اور لڑنیکا مجکو حکم نہیں ہے بس تنہا چلنا چاہیے کیونکہ مین قاصد ہون
اور قاصد کو کسی نے ضرر نہیں پہونچایا ہے ایسا کچھ تجویز کرکے ہمراہ وزیر روانہ ہوا اور وزیر اسکو لیکر اسطرف چلا کہ
جدھر بران نے حکم دیا یعنے کہہ دیا تھا کہ قلعہ ہفت رنگ سے نہ لانا باغ فولاد مین لانا فی الجملہ بعد کچھ عرصہ کے
وزیر اور ایلچی قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اور اوسکے درہ سے گذر کر ایک پھاٹک عظیم الشان سامنے

نظر آیا وزیر نے آگے بڑھ کر کچھ افسون پڑھا کہ وہ پھاٹک کھلگیا یہ مع ایلچی حبت اخل دروازہ ہوا دیکھا تو اب سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے رفعت بسے قلعہ کی چرخ بریں رشک کھاتا ہے وہان ہزارہا ساحرون کا پہرا ہے فوج اترتی ہے حصار قلعہ مستحکم بنا ہے وزیر ایلچی کو لیے ہوے داخل قلعہ ہوا ایلچی نے عجب ایک دیار یادگار روزگار دیکھا کہ جسکا نظیر پردہ دنیا پر کبھی چشم خیال نے بھی نہ دیکھا تھا ہر قصر رفیع کی دہلیز کے روبرو پست آسمان گنبد فلک ہر مکان کے قبہ پر بلاگردان جو دروازہ تھا وہ باب فیض جاوید تھا جو روزن تھا وہ حاجت روائے چشم امید تھا ہر در سے خوبان عالم کا برآمد ہونا گویا مطلع آفتاب انور وہ دروازہ ہر دکان جوش صفا سے غیرت بخش آغوش حور تماشائیون کی آنکھ مین جس کے نظارے سے نور خلقت کی کثرت راستون کی صفا سے نفاست ہر سڑک شرمندہ کن کہکشان فلک بازاریون کی پوشاک مین مثل انجم کے چمک نظم

ہر شخص کو شوق سیر بازار
صرافون کی بار بار چاندی
آراستہ ہر طرف دکانین
دلال سے لڑ پڑا خریدار
القصہ وزیر کی سواری
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
شوکت نے جو کی ادب سے درخواست
گوشے مین ہر اک غریب ٹھہرا

ہر ایک دوکان مین سو خریدار
ہر ایک دکان مین بھاری بھاری
دلالون کی اور ہی زبانین
ہر ایک دکان نئی نیا فرش
گلشن مین چلی ہوا بہاری
پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل
رہرو ہوے بیچ سے چپ و راست

زر سپید و بے شمار چاندی
پٹھا لچکا بنت کناری
سودے مین ذرا ہوئی جو تکرار
کمخواب کے تھان جابجا فرش
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکار رہی تھی صاف بلبل
بانی ہوا رعب سے جو زہرا

یہ تو اس طرح سے روانہ ہین لیکن ملکہ بران بعد روانہ کرنے وزیر کے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی اور اپنے مکان دلستان سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوئی یہان تک کہ قریب قصر دار الامارہ پہونچ کر ایک اور مکان مین آئی اس مکان مین ایک حجرہ مقفل تھا اُسکو وا کیا اندر جاکر جو دیکھا تو ایک کنوان پختہ بنا تھا لب چاہ یاقوت سرخ کا نظر آیا چار برج کنوئین پہ بنے تھے ہر ایک برج کو رشک برج دیو عمرو نے پایا ملکہ اوس کنوین مین خواجہ کا ہاتھ تھام کر کود پڑی تا دیر دونون غلطان و پیچان چلے گئے جب تہ سے پاؤن آشنا ہوے وہان اور دروازہ یاقوت احمر کا لگا تھا اسکو ملکہ نے کھولا اور قدم آگے بڑھایا خواجہ کو باغ جنت نظیر نظر آیا کہ چاردیواری اوس گلشن رشک فردوس کی فولادی ہے لیکن ایسا فولاد کو صاف کیا ہے کہ آئینہ سے بہتر مصفا ہے اشجار باغ اور طائر سب فولاد کے ہین پتے درختون کے اور پر طائرون کے برنگ مرآت صورت نما چمکتے ہین آنکھین جانورون کی یاقوت کی ہین اور منقارین مثل خنجر آبدار کے تیز اور دمکتی ہین ہر سمت جوش بہار ہے جو پھل ہے وہ فولاد کا ہے مگر قطعدار اور مزیدار ہے جو پھول ہے وہ خوشبودار اور پر بہار ہے روح سکندر کی خانہ اُن پھلون پر دیجائے تو بجا ہے گو پر اُسکے انھین پھولون کی چادر چڑھائی جائے تو روا ہے شاہد بہار کے سنگار کرنے کیلیے ہر شجر آئینہ دکھاتا تھا یا تیغہاے فولادی شاخسار کی لیکر ہمتن نوجوانان چمن خزان کا استیصال چاہتے سبزہ فولاد

ٹھلا دل کرنے پر آمادہ تھا کہ نظم

مثل دل عارفان کشادہ
بحث ارنی و لن ترانی
خورشید ہر ایک گل کا رخسار
جو چاہے وہ چہرہ دیکھے صاف
آراستہ اوسمین فرش دیبا
جس طرح کہ گرد چشم مژگان

وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز
گلزار بہشت سے زیادہ
خمیازۂ موج نہر کی موج
سنبل کو دماغ گیسوے یار
وہ قصر تھا جلوہ گر چمن مین
بنگلا تھا کہ نو عروس زیبا

جادو ثمر اور برگ اعجاز
وہ بلبل و گل مین خوش بیانی
طوبےٰ کا ہر ایک نخل مین اوج
ہر آئینہ رو روش وہ شفاف
جیسے دل صاف قصر تن مین
یون گرد تھین چلمنین نمایان

اوس قصر مین چار سو دنگل فولادی بچھا تھا اور ہر دنگل پر ایک ایک پہلوان فولاد بدن بیٹھا تھا جسم ہر ایک کا آئینہ کی طرح چمکتا تھا ہر ایک مسلح و مکمل اونچی بنا تھا مگر گروہ گناہ بالکل نقش دیوار ہر ایک فولاد کا پتلا تھا اور ناف باغ مین ایک چبوترہ فولاد کا بنا تھا اوسپر ایک سفینہ فولاد کا رکھا تھا اور پہلو مین چبوترہ کے ایک نہر رواں بہتی صفا مین بر از گوہر غلطان ملکہ خواجہ کو لیکر اوس حوض مین کود پڑی اور کئی غوطہ لگائے خواجہ نے دیکھا کہ میرا جسم بھی سب فولاد کا ہو گیا ہے اور ملکہ بھی فولاد کی ہو گئی ہے غرضکہ ملکہ نہر سے باہر اسکو لیکر نکلی اور اندر اوس قصر کے آئی وہان ایک تخت جواہر نگار گسترہ تھا اور طاقون پر ہزارہا شیشہ سبز و سرخ برنگ مختلف چنا تھا اُنمین سے ایک شیشہ ملکہ نے اوتارا اسمین آب سبز رنگ بھرا تھا اوس پانی کا چھینٹا سب پتلہاے فولادی پر ملکہ نے دیا کہ وہ سب مثل انسان بنے کھڑے ہو کر آداب بجا لائے اور سامنے باادب استادہ ہوے اور ملکہ اوس تخت پر جلوہ فرما ہوئی پہلو مین خواجہ کو بٹھایا اس عرصہ مین اوس قصر کے ایک گوشہ مین سے دو سو زنان مہر دیدار پیدا ہوئین کہ ہر ایک شیشہ دل کو سنگ ستمگری سے چور کرنے والی اداہر ایک کافر کیش کی نرالی چال متوالی زلفین ہر ایک کی کالی کالی زلف کا دوش پر لٹکنا طائر دل کا شکار کرنا صیاد کا دام بر دوش ہو کر چلنا چہرہ ہر ایک کا فروغ مین برق حیا کی تصویر از قدم تا فرق کہ نظم

غنچہ دہان لب شکرین و خاموش
پیراہن سرخ پر جواہر
ذرے تھے کہ سو چراغ روشن

مغرور جمال و مست بادہ
تارے ہوے تھے شفق مین ظاہر

ہر شاہد گلعذار و گلپوش
ابرو کہ در جنان کشادہ
افشان کی چمک سے باغ روشن

یہ سب نازنینان حور پیکر بھی فولاد بدن ہین سب ملکہ کو تسلیم کر کے اپنے اپنے مقام پر حسب رتبہ ٹھہرین اور بہت سی گلعذار جام بادۂ خوشگوار سے لبریز کر کے شراب پلانے لگین ملکہ نے حکم رقص ہونے کا دیا کہ اس اثنا مین ہرزان ایلچی کو سیر شہر کی دکھاتا اس باغ کے در پر لایا ایک دروازہ اس باغ کا اس شہر مین ہے اور دوسرا دروازہ کنوئین کے اندر ہے کہ جدھر سے ملکہ آئی ہے اور اس راہ سے کوئی سواے ملکہ کے آ بھی نہین سکتا ہے غرضکہ وزیر مسطور در باغ پر ایلچی کو ٹھہرا کر اندر آیا ملکہ کو تسلیم کر کے حال آمد ایلچی گذارش کیا حاضر ہونے کا شرف نفاذ پایا وزیر جا کر اندر باغ کے ایلچی کو لایا گلشن کے عجائبات دیکھ کر طائر ہوش ایلچی اوڑ گیا رنگ رخ غیرت سے مثل برگ خزان دیدۂ زرد ہوا السباب یر کد آہ سرد ہوا سواری سے اوتر بارہ دری مین آکر

ملکہ کے جاہ و جلال کو دیکھ کر اور زیادہ گھبرایا عمرو کو داہنی جانب برابر ملکہ کے بیٹھے پایا رعب و داب سے تامل نہ کر سکا سر نیاز بہر آداب جھکایا اور مثل خادم کمترین کھڑا رہا جب حیرت نے دامن چھوڑا اور حواس درست ہوئے اسوقت لب پر دعا و ثنائے بادشاہی اس طرح لایا کہ بمقتضائے قطعہ

حکم تو روان آفرینش
یک ریزہ زخوان نعمت است
ہر تیر کمان آفرینش

درگاہ سپہر احتشامت
ہر نعمت خوان آفرینش

اے جسم تو جان آفرینش
ملجاؤ مکان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند

ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا یہ باادب ایک ڈنگل پر بیٹھ گیا ملکہ نے حکم دیا کہ جام آب کوثر ایک ساقی عشوہ گر پیمان شکن یعنے زن جادو فن نے پیمانہ ہوشربا اسکو دیا اور گوشہ قصر سے کافر کیشان مست ادا رقصان مہر سیما دسیمین تن ظاہر ہو کر ناچنے گانے لگین ابیات

دل سے کہین ایک تھا کے ساتھ
گامین تو ہوا کا بند رستہ
بھوپالی ہو کا نہ راگ کا موڈ

کیا بین بجاتی تھین خوش آئین
موجود تھا راگ دست بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

طبلے پہ انھون نے جب رکھا ہاتھ
یارب تمہے دور چشم بد بین
ہر راگ روان تھا صورت رود
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

بعد کچھ دیر کے ملکہ زبان مدارات بیان سے یون دُرفشان ہوئی کہ لاؤ کسکا نامہ تم لائے ہو سناؤ کیا پیام سنانا چاہتے ہو ایلچی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ مجکو نامہ دینے مین کچھ عذر نہین مگر حکم میرے مالک کا شاہ عالیجاہ یعنی آپکے قبلہ گاہ کو نامہ دینے کا ہے ہر چند کہ آپ اونکی دختر نیک اختر ہین لیکن مجکو بجا آوری حکم اپنے مالک کی ضرور چاہیے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک پتلہ فولاد کا خدمت کو کب مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایلچی نامہ حاضر خدمت ہو کر دینا چاہتا ہے پتلا بادشاہ پاس گیا اور پیام ملکہ عرض کیا شاہ نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہو ایلچی کو ہمراہ وزیر میرے پاس بھیجدین اور آپ عمرو کو لیکر باغ عیش مین آئین پتلے نے یہی جواب آکر ملکہ کو دیا ملکہ نے ایلچی اور وزیر کو رخصت کیا اور آپ خواجہ کو ساتھ لیکر چلی مگر چلتے وقت ایک شیشہ طلب کر کے پانی سرخ رنگ اوسمین سے لیکر ان پہلوانون پر چھڑکا کہ وہ پھر بیہوش اور بیحس ہو گئے وہ مجمع سب برخاست ہوا ملکہ مع خواجہ اوس چبوترہ پر آئی کہ جس پر بیضہ رکھا تھا اور سحر پڑھ کر اوس بیضہ پر پھونکا کہ وہ بیضہ شق ہو گیا ملکہ مع خواجہ اوسمین سما گئی اور وہ بیضہ پھر برابر ہو گیا اور جانب فلک اوڑا خواجہ کو اوسوقت کچھ معلوم نہوتا تھا کہ مین کہان ہون عالم بیخودی تھا یہان تک کہ بعد کچھ دیر کے وہ بیضہ زمین پر اوترا ملکہ خواجہ کو لیکر اوسمین سے نکلی خواجہ نے دیکھا کہ ایک میدان سبزہ زار ہے صدہا فرسنگ تک پھولون کی بہار ہے ہر طرف جوش بہار شادمانی د بہار نظر آتی ہے یا بہار عالم جوانی کی کیفیت دکھاتی ہے سرمستان چمن محفل جمائے ہین چشم نرگس کے جام اوس بزم مین لگائے ہین سبزے کی بہار ہے نہرون کی سیر ہے فصل گل کا داخلہ مع الخیر ہے جام گل مین شبنم بھری ہے سرو کی صورت مینائی ہے بلبلون کی بن آئی ہے بے پردہ فروغ رخسار گل سے آنکھ لڑائی ہے ابر اٹھکھیلیان دکھلاتا ہے طاؤس مست رقص کر کے دل کو لبھاتا ہے نہرون کی موجین تار ساز رباب ہین جلترنگ کے پیالے حباب مین طرفہ بہار ہے شاہد گل سرشار ہے نظم

پتے ہین ہرے بھرے نمودار
رخسار پہ گیسوئے معنبر
ہے تختہ لالہ زیب مین طاق
محبوب کا ہے دہن مسی زیب

پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار
بےمثل ہین لاجواب ہین پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
نسرین دشمن بہار پر ہین

ہے صحن چمن ہین سنبل تر
مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
سرو قد نوخطان شجر ہین

جسقدر یہ سبزہ ہے زمرد کا ہے اور گز گز بھر کے فاصلے سے یاقوت رنگ کے گھانس کی تحریر دی ہوئی ہے اور نوک گھانس کے موتی پروئے ہین اور بیچ مین اس دشت فرحت آگین کے سات بنگلے اسطرح کے بنے ہین کہ ایک طرف کے بنگلون مین یاقوت کی گھونگھیان اور زمرد کے کھپرے اور دوسری جانب کے بنگلون مین زمرد کی گھونگھیان اور یاقوت کے کھپرے ہین اور ہر بنگلہ مین پردے مخمل سبز و سرخ کے پڑے ہین کہ مکلیخت جواہر دوز زربفتی ہین ہر ایک بنگلہ خرم و دلکشا کسرے کے محل سے کہین عمدہ فریدون او سکو اگر دیکھے غیرت سے پردہ خاک مین منھ چھپائے کرسی ہر بنگلہ کی کرسی فلک کو شرمائے چمک دمک مین ہر ایک رشک بیج قمر صفا مین دل عارف سے زیادہ صاف تر اونکی علوے رفعت کے روبرو چرخ مقرنس کا گنبد پست رواق آسمان بے رونق دبے بند وبست خوبی اون بنگلون کی کیا سحر ہے ہوالحق ابیات

وسعت کا حساب ہے نہ حد ہے
گردون مین ہو خم اسی سبب سے
در ہین کہ کھلے ہین باب رحمت

آنے کا یہان نہین جو سامان
حد ایک ازل ہے ایک ابد ہے
عیسیٰ اگر آتے اس زمین پر
دو پٹ ورق کتاب رحمت

ہین قاف ہین بقرار ریبان
جھک جھک کے ہو دیکھتا عجب ہے
پھر جاتے نہ چرخ چار مین پہ

ان بنگلون مین فرش رنگ برنگ کا نہایت صاف و ستھرا بچھا تھا چھتین زنگین عمدہ تر ہین مسند مکلف و زیبا قاقم و دیبا کا بچھا ملکہ نے قریب اُن بنگلون کے پہونچکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ہزار در ہزار پنجہ پیدا ہوا اور ان پردون کو باندھکر غائب ہوگیا اب دیکھا تو ہر بنگلے مین ایک ایک پلنگ جواہر کا بچھا ہے اس صورت سے کہ کسی پلنگ کا یاقوت سیردا ہے زمرد کی پٹیان اور موتیون کے پائے ہین اور کسی پلنگ کی پٹیان نیلم کی اور پکھراج کا سیروا ہے اور ہیرے کے پائے ہین اور ان پلنگون پر ایک ایک پریزاد حسن اُنکا خداداد دوپٹے آنچل پلو کے اوڑھے جوانی کی نیند مین غافل پڑی سوتی ہین اور گرد ہر پلنگ کے چالیس چالیس زنان یاسمین بدن آرام مین ہین پلنگ پہ جو لیٹی ہین وہ ملکہ ہین ان کی کنیزین ہین اور پلنگ کے نیچے جو آرام مین ہین وہ کنیزون کی کنیزین ہین القصہ جاہ و جلال ملکہ پر ان کا کہ جس کی کنیزون کی خدمت مین چالیس پرستارے ہین غرضکہ پردے جب بند ہوا لگتے ہی وہ نازے بیدار ہوئین اور بصد انداز پلنگون پر سے اٹھین انکی کنیزون نے انکا ہاتھ منھ دُھلایا چہرہ اُن کا چاند سا نکل آیا ایک ایک اُن مین قمر کو داغ غلامی دیتین شاہ حسن سے خراج لیتین دیار خوبی کی ہر ایک شہنشاہ کشور محبوبی کی پناہ عشاق اُنکے عشوہ کی شاگرد وبال انکے زلفون کی بلاگردان

نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور
رنگ رخ صبح جس سے کافور
شیرازہ ہے کتاب ہر ناز

فہرست جریدہ ہائے اعجاز
کیا خال نے بھی نمک دکھایا
یان رہ گئی مردمک کسی کی

دونون رخ صاف باغ امید
زنگی پے سیر باغ آیا

گویا ہے قران ماہ و خورشید
زلف آئی جو رخ تلک کسی کی

جب وہ نازک بدنان مہ جمال کنگھی چوٹی سے درست ہو چلیں بخدمت ملکہ بران مین حاضر ہوکر تسلیم بجا لائین اور عہدے ہاتھ مین لے کر ساتھ چلیں کوئی پنکھا ہاتھ مین لیے تھی کوئی مورچھل جھلتی کوئی اوگالدان کوئی مجمر سنبھالے کوئی دست پاک لیے ساتھ تھین اور ملکہ وہان سے آگے بڑھکر ایک بنگلہ کے قریب آئی کہ وہ سراسر ہیرے کا تھا اور فرش عمدہ سے سجا شیشہ آلات آراستہ ایک جانب کو تخت جواہر آگین گستردہ تھا ملکہ اوس تخت پر آکر متمکن ہوئی خواجہ کو پہلو مین بٹھایا رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جمایہ تو بعشرت تمام یہان بیٹھی اور وزیر ایلچی کو لے کر جب روانہ ہوا باغ فولاد سے نکلکر ایک سحر اوسنے پڑھا آندھی سیاہ آئی اوسی کی تاریکی مین نہ معلوم دیا کہ کہان جاتے ہین جب وہ آندھی موقوف ہوئی اوسی بیشہ مین کہ جو باغ عیش ہے ایلچی پہونچ گیا اور ملکہ سریر عشرت پر جلوہ گر ہوئی تھی کہ خبر آمد ایلچی ہوئی ملکہ نے طلب کراکر دنگل پر بٹھایا ایلچی حشمت و شوکت ملکہ دیکھ کر دنگ تھا سکتے کا سا رنگ تھا ملکہ نے یہان سے بھی خدمت بادشاہ مین ساحر بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایلچی حاضر ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ اے ملکہ ایلچی کو بارگاہ عیش مین ہمراہ وزیر بھیجو اور تم بھی مع خواجہ اسی جگہ پر آؤ یہ حکم سنکر ملکہ نے رومال اپنا ہلایا وہ سب لونڈیان اپنے اپنے بنگلون مین چلی گئین اور بیخبر پیدا ہوے پردے بدستور گرا دیے گئے ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو لے کر آگے بڑھے وزیر ایلچی کو لیکر وہان سے اور آگے بڑھا ملکہ خواجہ کو ساتھ لیکر اون بنگلون سے نکلکر کچھ دور گئی تھی کہ ایک پہاڑ نظر آیا سر اوسکا تا بچرخ برین بلند پایا اوسمین ایک درہ برنگ سیاہ تھا ملکہ اوسی درہ مین قدمزن ہوئی دیکھا اوس جگہ بالکل تاریکی ہے ملکہ نے اپنے پاس سے ایک تختی الماس کی نکالی اور اوسکو جو بلند کیا ایک آفتاب نکل آیا ایسی اوس لوح مین روشنی ظاہر ہوئی ملکہ اور خواجہ اوسکی روشنی مین روانہ ہوے اوس طرف ایلچی جو ہمراہ وزیر چلا اوسکو بھی ایک کوہ پر شکوہ نظر آیا وزیر کے ہمراہ جب داخل درہ ہوا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ معلوم دیا طبقہ زمین کا اولٹ گیا دنیا دہل گئی یہ صدا خواجہ اور ملکہ کو بھی اپنے درہ مین سنائی دی اور ہر ایک اپنی جگہ بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی ایک ناؤ پر اپنے تئین سوار پایا دریاے ذخار و قہار نظر آیا کہ ہر موج اوسکی دریاے اخضر فلک تک جاتی تھی کشتی دنیا بہ جانے کے خوف سے ڈگمگاتی تھی مینڈھے اوسکے مینڈھے لڑانے پر آمادہ نہنگ اوسکے نہنگ لاڈلے شوخی و شرارت بھرے کنارے پر افتادہ پانی اوسکا نہایت صاف اور ستھرا آب گوہر کو شرماتا اوس بحر مین ہزارہا بجرے تیرتے نظر آئے ایک پر ملکہ اور خواجہ سوار تھے دوسرے بجرے پر ایلچی اور وزیر بیٹھے تھے ایلچی کا دریا کو دیکھ کر دم نکل گیا دل مین کہتا ہے کہ کوکب اگر چاہے تو اس دریا مین تجکو غرق کردے کچھ تیرا بس نہ چل سکے غرض اسی طرح بیچ دریا مین جب پہونچے ایک دیوار

بلور کی دکھائی دی کہ سامنے اوسکے پانی پر چبوترہ بلورین بنا تھا اوسپر گلکاری زمرد کی تھی جھاڑ اور بوٹے اور بیل سب فیروزے کے تھے اور چار کونون پر نرگس دان جواہر کے دھرے تھے اور دہنی سمت کو ایک چمن جواہر کے درختون کا لگا تھا پھولون سے پُربہار اور خوشنما تھا نظم

یا نہر تھی سلسبیل و کوثر
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
پیاسون پہ سبیل آب حیوان
اوس تازہ چمن مین اک چمن ہے
کیا حسن فروش کا روان ہے

اُس بحر کی دیکھے جو تزئین
جس پہ تھا نثار حسرت گردون
تصویرین تھین جابجا وہ گلفام
خوبان جہان کی انجمن ہے
ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے

دریا تھا وہ مثل مہر انور
صدقے کرے جوے شیر شیرین
سرسبز نہ کیون ہو وہ گلستان
سانچے مین ڈھلے تھے اُنکے اندام
جلوہ مہ مصر کا عیان ہے
باد سحری مسیح دم ہے

اوس چبوترے کے کنارے قریب چمنستان ہزارے کے ہزارون فوارے چھوٹ رہے ہین اور کاسہ بلور کے دھرے ہین اونمین لالہ پھولا ہے کہان تک وصف اسکا تحریر ہو ملکہ بجرے سے اوترکر اوس چبوترے پر آئی اور مسند پر تکلف پر بیٹھی ایلچی بھی مع وزیر خوش تدبیر وہان حاضر ہوا بس بعد لمحہ کے ہواے سرد وزان ہوئی اور رنگ ابر کا دریا کے کنارے سے اٹھا اور محیط عالم ہوکر موتی برسانے لگا اون موتیون کے گرنے سے مچھلیان رنگ برنگ کی تمام دریا مین پیدا ہوکر اوچھلنے اور شناوری کرنے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر حسن معشوقان قلزم عالم مین جوش پیدا ہے یا محبوبان دہر کے طبیعت رنگین کا رنگ غمزہ و ناز و کرشمہ بنکر ظاہر ہوا ہے خاطر خود پسندان کے دل مین موج اُٹھی ہے تلون طبعی ظاہر کی ہے کہ بموجب ابیات

اوس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
تھی اوسپہ نثار نہر کوثر
پُرنور یہ شب کو بحر نایاب

صدقے کرے جوے شیر شیرین
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
ہے چادر آبشار مہتاب

وہ بحر تھا یا کہ مہر انور
جس پر صدقے ہو حوت گردون

الغرض ملکہ مع ایلچی کے اُس

چبوترہ پر بیٹھے یہ سیر و کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک طرف اوس دریا مین غلغلہ برپا ہوا اور ہزارہا کشتی اور مور پنکھی جواہر جڑی پیدا ہوئین جنکے چشم شمس و قمر جنپر شیدا ہوئین زورق نہ افلاک اُنپر ہزار جان سے قربان حوت چرخ کو نثار ہونے کا اُنپر ارمان اون کشتیون کے بیچ مین ایک مور پنکھی نہایت نایاب برنگ ہلال فلک با صد آب و تاب اسطرف آتی تھی اور اُسمین ایک بنگلہ زمرد کا بصد عز و شان بنا تھا گویا سب کشتیون کی جان تھا گرد بنگلہ کے چلمنین پڑی تھین جسکی تیلیان نزاکت مین تار نگاہ شوخ چشمان جہان تھین نہین نہین حوران جنان نے مشتاق دید ہوکر آنکھین لگائی تھین یہ اُنکے تار نظر کی تیلیان تھین ہر چلمن مین آویزے لعل و یاقوت و زمرد و گوہر کے آویزان تھے ستارے فلک کے اُنکی چمک دمک پر قربان تھے کہ نظم

محراب کی طرفہ عز و شان ہے
دیکھے تو ہو تانہ روح بہزاد

شرمندہ فلک یہ کہکشان ہے
گلدام نظر ہر ایک چلمن

وہ نقش و نگار زمین ہے ایجاد
ہے چشم پری ہر ایک روزن

ہر در مین عجب صفا کا تھا جوش
کھولے ہوے حور خلد آغوش
جسطرح کہ گرد چشم مژگان
یون گرد تھین چلمنین نمایان

گرد اس بنگلہ کے چار آفتاب نکلے ہوے تھے اور اندر بنگلہ کے بھی روشنی مثل آفتاب کے تھی ایکطرف اوس بنگلہ کے پتلی بلور کی کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی تھی اور دوسری جانب ایک آفتاب سبز رنگ نکلا ہوا تھا اور اوس آفتاب مین سے چہرہ پریزاد کا پیدا تھا کہ وہ ہنستا تھا اور بہنگام خندہ منھ سے مثل مہر تابان روشنی پیدا ہوتی تھی تیسری سمت بنگلہ کے ایک آفتاب سرخ رنگ بسان شمس ساطع الانوار تھا اور چوتھی جانب سوا سو پتلا طلاے احمر کا چنور ہاتھ مین لیے بنگلہ پر مروحہ جنبانی کرتا بس وہ کشتیان اور بنگلہ وغیرہ جب قریب چبوترہ کے آیا دو غنچہ پیدا ہوے اوس بنگلہ کا پردہ اٹھا یا سب نے دیکھا کہ ایک بقعہ نور تخت پر جلوہ گر ہے اور اسمین سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ عیاران مزاج آپکا اچھا ہے خواجہ و ملکہ نے بہر تسلیم گردن جھکائی اور عمرو نے عرض کی کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتا ہون یہ شوکت و شہامت کو کب کی دیکھکر ایلچی بیہوش ہوگیا اور اوس بجرے سے پھر صدا آئی کہ اے ملکہ اس ایلچی کو لیکر تم بارگاہ مین طلسم کی آو مجھکو ایک کام اس سے لینا ہے اس آواز کے آتے ہی وہ بنگلہ نگاہ سے غائب ہوگیا اور ملکہ و خواجہ وغیرہ کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا سیر دیکھتے طرفۃ العین مین کنارے اوس بحر کے پہونچے اور اتر کر آگے چلے وہ کشتیان غائب ہوگئین ملکہ نے آگے بڑھکر ایک کوہ پر شکوہ کے قریب اپنے تئین پہونچایا اور اسکے درے کو طے کیا جب اوس طرف پہونچے ایک میدان وسیع و سبزہ زار نظر آیا گلستان ارم سے اسکو بہتر پایا رضوان بھی اوس دشت مین آکر آثار سیر فردوس بھول جاتا اس جگہ کی بہار دیکھکر غش کھاتا اگر بھولے سے کبھی گلزار بہشت کو یاد کرتا تو ہر ایک غنچہ یہان کا چٹک کر باتین سُناتا پھر اُسکو خود فراموش کرتا خاموش اُسکا خروش کرتا صبا وہان کی دم مسیحا خضر وہان کا سبزہ خضر اغنچون کے شاخون سے ہر دم یہ اشارے کہ شاخ کہکشان ہم پر سے تارے صدقے اوتارے۔

نظم

ہر نخل کو نشۂ جوانی
مستی سے درخت جھومتے ہین
گل پھولے ہین جوش ہر طرف ہے
طوطی کا بھی بولتا ہے طوطی

ہے اوسکی بہار عاشق زار
شبنم ہے شراب ارغوانی
گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس
بلبل کا خروش ہر طرف ہی

ہے باغ بہشت صدقے ہر بار
ہین اوج پہ بخت جھومتے ہین
ہے افسر گل کہ تاج کاؤس
سر سبز ہے خوشنما ہے طوطی

اوس دشت پرفضا کو کہ بہتر از باغ حسن سبز رنگان زمانہ تھا ایسا آراستہ کیا کہ نہین معلوم کس گلرو اور غنچہ دہن کی سیرگاہ بنایا تھا بیچ مین اوس صحرا کے ایک بارگاہ رنگین ہزار زیب و زینت استادہ تھی بارہ سو ستون مکلل بجواہر اسکے تھے الماس کے استادے تھے رفعت مین اُس بارگاہ کے روبرو فلک پست دکھائی دیتا جناب مسیح کا یہان آکر پھر چرخ چارم پر جانے کو جی نہ چاہتا اوس بارگاہ کی نسبت یہ کہنا روا ہی کہ رواق کسریٰ کہان ایسا ہی سراپردے اُسکے جواہر و فند چمک دمک مین ہتھنات نوافروز کہ

ابیات

کرتے نہ کبھی بہشت کا غم
آئے اگر اس مکان مین آدم
وہ صحن جہان کہ چرخ ہو فرش

وسعت مین جواب ساحت عرش
پُرنور صفا سے اسقدر ہے
ممکن نہین سائبان ایسے
فرش اُسکا صفا جو اپنی دکھلائے
ہین پردہ چشم حور پردے
ہانڈی جو بلور کی عیان ہے

ہموار و مسطح و برابر
جب کھلگئی چشم دل سحر ہے
اوس خیمہ مین گر سکندر آئے
پاے نگہ تیان پھسل جاے
ہے جھاڑ ہر ایک نور آگین
قندیل حرم سے ہم زبان ہے

ایسا تو نہوگا صحن محشر
دیکھے نہ سنے مکان ایسے
آئینۂ دل تلک لگاے
زرریز تمام نور پروے
سو جان سے نثار عقد پروین

غرضکہ اُس بارگاہ کے قریب پہونچکر ملکہ ٹھہری تھی کہ بڑے ہوا صداے نوبت نقارہ پیدا ہوئی اور اسباب تزک و احتشام زمین پر ساحر لیکر اوترے دم بھر مین تمام صحرا انسانون سے معمور ہوگیا اب جو دیکھا تو ہزار ہا مرد عصاہاے طلائی جواہر کار لیے طرق و اطراف سے نمایان پیدا پھر طفلان قمر پیکر کا مجمع نکلنے لیے نکلا پھر کئی ہزار سوار زرین لباس سلحہ جواہر نگار تن پر آراستہ کیے ظاہر ہوا اُنکے بعد ہزارون غلامان حورصورت پوشاک رنگین وگرانمایہ سے پیراستہ عہدے لیے نکلگئے زان بعد ساحرین کے اور جادوگرنیون کے تخت پیدا ہوے کہ ایک ایک ساحرہ صورت مین بہتر از حور وغلمان زینت طرازی مین آرائش دہ زیبا لشکی جان زلف چلیپا اُنکی سوادبخش دماغ زاہدان رخسار تابان اُنکے فریب دہ خاطر عابدان و سبزہ کاران ہر ایک ساحرہ کے سر پر لکہ ابر چھایا ہوا بزور سحر وہ ابر موتی برساتا یہ گروہ بھی جب آچکا تو ایک تخت خوبی مین خوش قسمتون کا بخت ظاہر ہوا گرد اوس تخت کے افسران لشکر کا مجمع تھا مگر تخت پر کوئی سوار نہ تھا صرف ایک تاج رکھا تھا برابر اُس تخت کے مرکب بادرفتار پر شاہ گردون وقار سوار تھا لیکن افراط نور سے چہرہ اوس بادشاہ کا نظر نہ آتا تھا ایسا منور روشن تھا کہ آفتاب کی ضیا کو شرماتا تھا چتر زرین سر پر گردش پذیر سراپا وہ بادشاہ نور کی تصویر اسپ پری نژاد ایسا ہی زیر ران اسلحہ کا جواہر مثل مہر فروزان لباس کی عمدگی پر اطلس چرخ قربان کہ نظم

آئینۂ دل ہوا مصقل
بیدل تھے روان نسیم کردار
پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل
تارون مین فلک پہ ماہ دیکھا
تھا اسپ جو زیر ران فلک شان
چلنے مین صبا کو گرد کردے
تھی تاج مین شان شہریاری
ہمسایۂ رحمت الٰہی
وہ چتر محیط دو جہان تھا
وہ چتر تھا نور بخش اجرام

کچھ آئے نظر سوار پیدل
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکار رہی تھی صاف بلبل
سچ ہے کہ عیان وہ نور دیکھا
طائر سے زیادہ گرم پرواز
سیار برنگ نجم سیار
زیبا تھی اوسی کو تاجداری
مجرے کو نگون ہے تاج قیصر
سایہ مین اُسی کے آسمان تھا
تھی اس کے سبب بہار جاوید

راکب تھے تمام برق رفتار
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
اس مجمع مین ایک شاہ دیکھا
دل جس سے کہ چور چور دیکھا
سر آگے قدم پہ برق دھردے
مانند نگاہ تیز رفتار
کیا تاج تھا تاج بادشاہی
کرتا ہے سلام شاہ خاور
وہ چتر تھا سائبان ایام
تھا فصل ربیع کا وہ خورشید

خلاصہ مرام وہ بادشاہ ذی احتشام بارگاہ کے در پر اوتر کر داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا جلوخانہ مین ملازمان ہمراہی ٹھہرے سردار اندر بارگاہ کے کرسی و دنگل پر جلوہ گستر ہوے ملکہ بران خواجہ اور ایلچی کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ بارہ ہزار دنگل جواہر نگار لگا ہے ہر ایک پر سردار بیٹھے ہین سامنے تخت گستردہ ہے اسپر شاہ کوکب جلوہ فرما ہے اسوقت چہرہ روشن اسکا صاف دکھائی دیتا ہے کہ ایک جوان حسین نہایت خوبصورت ہے جبی بھوین ہین شکل مین ماہ طلعت ہے پیالہ شراب کا ہاتھ مین لبون پر ہنسی ہے رعب و داب ایسا ہے کہ رستم کا زہرہ آب ہو شوکت برستی ہے ملکہ نے بادب تمام تسلیم کی اور خواجہ نے مجرا کرکے یہ اشعار دعا و ثنا مین اس بادشاہ فریدون جاہ کے پڑھے کہ بموجب ابیات

اورنگ نشین بخت و اقبال
منشور شہامت و جلالت
فرمان مین جزو کل زمین ہے
خورشید تو چتر ہو فلک تخت

ہنگامہ فروز جاہ و اجلال
جم مرتبہ ہمسر سلیمان
فیروزۂ آسمان نگین ہے
جھک جاے زمانہ بہر تسلیم

طغراے مثال بخت و دولت
قیصر ہے غلام بندہ خاقان
ظاہر ہو فروغ اختر بخت
ہو زیر نگین تمام اقلیم

خواجہ کو اس ثنا خوانی کے عوض قریب تخت ایک تخت نور بچھوا کر بادشاہ نے متمکن فرمایا برابر ملکہ بران جلوہ گستر ہوئی پھر ایلچی کا مجرا وزیر نے ادا کرایا اسکو بھی دنگل زرین عنایت ہوا جب قاعد بھی بیٹھ چکا ناچ پریزادان طلسم کا شروع ہوا ایک ایک پریزاد حسین مہ جبین سامنے آکر ناچی فلک پیران کے عشق مین آج تک گردش کھاتا ہے بدر کامل انھین کے غم محبت مین گھٹ کر ہلال ہوا ہے کہ بمقتضاے ابیات

دیکھے جو وہان کا رنگ بلبل
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
آئینہ مین منھ تو ماہ دیکھے
دل لے گیئن ایک تھا کے ساتھ

اشکون سے بجھائے آتش گل
ہر عضو سے رنگ جان نمایان
تب سینہ کو اب نگاہ دیکھے
غش لوگ ہوے عجب بندھا رنگ

وہ آئینۂ صفا ہویدا
سب جسم لطیف صورت جان
طبلہ پر اُٹھا کے جب رکھا ہاتھ
گائین جو ذرا وہ گورسا رنگ

ساقیان مہر دیدار نے شراب ارغوانی پلانا شروع کی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایلچی نے بادب استادہ ہو کر عرض کیا کہ نامہ دار ہون پیام شاہ طلسم ہوش ربا نے دیا ہے کہا ہے شاہ ذیجاہ آپکی ہی پریزاد کو میری وزیرہ ملکہ صنعت نے ایک ادنی اسحر کرکے پکڑ لیا مناسب ہے کہ آپس مین فساد نہ کیجیے یہ نامۂ محبت شمامہ بھیجا اور داد اتحاد و وداد دیجیے یہ کہہ کر وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے منشی کو اپنے اشارہ فرمایا کہ اسنے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ مثل مضامین نامہاے سابق تھا کہ عمرو کو قید کرکے بھیجدو باہم رنج نہ کرو ورنہ مجکو لوح تمھارے طلسم کی معلوم ہے اور میرے طلسم کی لوح کسی کو نہین معلوم ہے علاوہ اسکے میرے قبضہ مین حجرۂ ہفت بلا ہے جسوقت مجکو غصہ آئے گا بنیاد تمھارے طلسم کی ڈھا دونگا اینٹ سے اینٹ بجا دونگا یہ مضمون نامہ سنکر ملک کوکب غضبناک ہوا اور خواجہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا آپنے کچھ سنا افراسیاب نے مجکو دھمکایا ہے تمھارا سر مانگا ہے خواجہ نے کہا اے بادشاہ مین حاضر ہون مناسب سمجھیے تو مجکو بھیجدیجیے بادشاہ ہنسا اور گویا ہوا کہ خواجہ ایک مچھلی کے پکڑ لینے سے

افراسیاب نے مجکو قید کر لیا ہے سب ملک میرا اُسنے چھین لیا ہے اب بھلا مجھ سے کیا ہوسکتا ہے جو کچھ تھی وہی مچھلی میرے پاس تھی خواجہ اور ملکہ یہ تقریر سنکر ہنسنے لگے اور بادشاہ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ نے ایلچی سے پوچھا کہ تو کیون ہمارے پاس آیا ہے اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون افراسیاب کا نامہ لیکر آیا تھا جواب مجھکو عنایت ہو کہ پھر جاؤن یہ عرض اسکی سنکر ملکہ قہقہہ مار کر ہنسی ساتھ ہی ہنسنے کے ایک لکہ ابر پیدا ہوکر برستا ہوا نکل گیا ہوا سے سرد ایسی چلی کہ جسم مین طاق کے سردی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ اے ایلچی تو کسکا غلام ہے اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مین آپکا غلام ہون اگر حکم ہو تو ابھی افراسیاب کا سر کاٹ لاؤن یہ سنکر بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا عمرو نے کہا سبحان اللہ حضور کا کیا کہنا قالب کو پلٹ دیتے اتنا جلد ہمنے کسی ساحر کو نہین دیکھا واہ وا بادشاہ نے ہنسکر پھر ایلچی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ آنکھین اپنی بند کر اُسنے آنکھین بند کین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ مین دریا مین غوطہ کھا رہا ہون گھبرا کر ایک طرف کو جو اُبھرا تو دیکھا ایک برج بلورین مین کھڑا ہون اور سامنے ایک پتلا بلور کا تخت پر بیٹھا ہے پس اُس پتلہ نے نعرہ کیا کہ منم کوکب ایلچی نے بہت جلد تسلیم کی اسوقت ایک اور پتلا زمین سے نکلا اس بلورین پتلے نے اُس پتلے سے کہا کہ دے ٹیکا اسکے ماتھے پر اور پتلے نے ایک ڈبیا اپنی کمر سے نکالی اسمین اُنیاری کی خاک تھی اسی کا ٹیکہ جبین ایلچی پر دیا اور پتلا بلور نے حکم دیا کہ اے ایلچی جلد جا اور ماہی پریزاد کو شاہ افراسیاب سے چھین لا اگر نہ آنے دے تو مار نا اس نابکار کو ایلچی نے یہ حکم سنکر سلام کیا اور اُس پتلے نے کہ جس نے ٹیکا دیا تھا اسکے کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑا ایک آن واحد مین اس راہ سے کہ جدھر سے خواجہ کوکب نے بھیجا تھا اسکو طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا یہ وہان سے شاہ جادوان کو گالیان دیتا سمت باغ سیب چلا اور پار دریاے خون رواں کے اوتر کر جہان بادشاہ ساحران بیٹھا تھا وہان آیا تمام ساحر حاضر دربار تھے اور ماہی پریزاد اسی طرح جال مین گرفتار تھی ملکہ صنعت بھی حاضر تھی کہ یہ جاکر پہونچا باغبان قدرت سمگین جادو وغیرہ ہر ایک نے دیکھا کہ طاق طمطراق تیوری چڑھائے آیا ہے نہ اسنے شاہ کو سلام کیا نہ جواب نامہ کا لایا ہے پس ایک ساحر پکارا کہ اے طاق شہنشاہ کو تسلیم کر بے ادبانہ قدم یہان نہ دھر اسنے جواب دیا کہ مین اس مسخرے افراسیاب کو تو جانتا بھی نہین کہ کس پالان کا گدھا ہے مین تو غلام شہنشاہ اعظم جناب کوکب روشنضمیر کا ہون اور اب ماہی پریزاد کو لینے آیا ہون بادشاہ جادوان افراسیاب کو یہ کلمات سنکر غضب طاری ہوا اور کہا او بے ادب تجکو کیا سودا ہوا ہے کہ ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتا ہے اُسنے کہا سودائی تو اور تیرا باپ بے ادب تو اور بیحیا تیری ماں کہ جس نے تجکو جنا اگر مجکو شہنشاہ کوکب کا حکم تیرے قتل کرنیکا ہوتا تو مین تیرا سر کاٹکر اُسکی خدمت مین لیجاتا مگر مجکو اتنا ہی حکم ہے کہ ماہی پریزاد کو لے آؤ اس سبب سے مجبور ہون شاہ جادوان کو یہ تقریر سنکر ظاہر ہوا کہ یہ سحر مین کوکب کے گرفتار ہے آپ مین نہین ہے پہلے تو اسکی بدزبانی سے قصد کیا تھا کہ مار ڈالون مگر پھر خیال کیا کہ کوکب کہیگا کہ میرا سحر برطرف ہو سکا اور مین نے اُسکے ہاتھ سے قتل کرا یا پس ایسا کچھ سوچ کر ایلچی سے کہا کہ اچھا تم ماہی پریزاد کو لیجاؤ مین منع نہین کرتا دیکھو وہ جام مین مچھلی ہے جا کر لے لو وہ

اسوقت جام کے پاس آیا اور شاہ جادوان سحر پڑھنے لگا جتنے ساحر یہان ہین دلمین کہتے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
غرضکہ طاق نے اُس جام مین ہاتھ ڈالا بیساختہ آپ تمام جسم سے اس جام مین جاتا رہا ماہی پریزاد کو تو پکڑ لیا
لیکن غوطہ کھا گیا اور تڑپ کر باہر جام کے آیا سحر کوکب کا غوطہ کھانے سے اتر گیا باہر آکر جو دیکھا افراسیاب کو سامنے بیٹھے
پایا نہایت خفیف ہوا اور شاہ نے پوچھا کہ بتا تو کسکا مطیع ہے اسنے کہا کہ مین آپکا غلام ہون مجکو کوکب نے مسحور کیا تھا
یہ کہہ کر قدم پر دوڑکر گرا اور گویا ہوا کہ اے بادشاہ میری خطا معاف فرمائیے بادشاہ نے ایک خنجر اپنے پاس سے
نکال کر اُسکو دیا اور کہا کہ اس مچھلی کو بحرین جو سامنے درخت بنا ہوا ہے لیجا اور سامنے اس مرد صحرائی کے
پہونچکر دونون کا سر کاٹ ڈالنا یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ بحرین درخت سے انسان بنا اور اسنے سحر سے اسکو بحیں و حرکت
کرکے کمر مین پنجہ دیا اور ماہی کو بھی مضبوط تھا نبا اور پر پرواز پیدا کرکے چلا اور دریاے سحر کے پار اُترکر پہلے بارگاہ
حیرت مین آیا اور ملکہ کو مجرا کیا اسنے بخاطر تمام بٹھایا جام شراب دیا اسنے اُن دونون قیدیون کو دکھا کر کہا کہ مین
سامنے کوکب کے لیجا کر اُنکو ذبح کرونگا یہ کہہ کر روانہ ہوا اثناے راہ مین سوچا کہ انکو پنجہ مین دابے تو کہانتک
جائیگا لازم ہے کہ کچھ لشکر ساتھ لے لے اس فکر مین پلٹنا چاہا تھا کہ وہ لشکر جو پہلے ہمراہ اپنے لے گیا تھا بھرا ہوا
ملک کوکب سے آتا تھا اسکو ملا کس لیے کہ یہ ہمراہ ہرزبان وزیر تنہا خدمت شاہ کوکب مین گیا
تھا ہمراہی اسکے در طلسم پر اُترے ہوے تھے بعد اس کے مسحور ہوکر پھر آنیکے بادشاہ مذکور نے لشکر کو بھی اس کے
صحراے طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا غرض اس لشکر مین یہ داخل ہوا بحرین و ماہی کو قید کردیا اور کوچ کرکے
بچشم و خدم چلا ادھر سے یہ چلا اور ادھر سے ملکہ مہرخ و زلور جادو و گلگون جادو مع لشکر کے اپنی فوج کی طرف
جو چلی آتی تھین اُسکو ملین ان کے لشکر سے کچھ ہٹ کر اسکا لشکر اوترا اسنے حال انکا دریافت کرکے دل سے غور
کیا کہ تجکو بادشاہ کوکب نے دیوانہ بنا کر سامنے تیرے مالک کے بھیجا تھا اور ذلیل کیا تھا اسوقت تو اسکا معاوضہ
کر یعنے عمرو خدمت کوکب مین موجود ہے اسکے لشکر کی بادشاہ مہرخ ہے تو اسکو دیوانی بنا کر مع
اسکے ساتھیون کے خدمت کوکب مین بھیجدے کہ یہ جا کر اُسکے طلسم مین غدر کرین اور ساحرون کو مارین یقین ہے
کہ کوکب ابھی اسکو قتل کرے اور عمرو کو بھی اپنے یہان سے نکالدے کہ تیرے ہمراہی مجھ سے لڑنے آئے ہین تو
بھی جا اور اگر نہ نکالیگا تو سمجھ ضرور جائیگا کہ ایلچی نے لینے مسحور ہونیکا بدلا لیا غلامان افراسیاب ایسے ہین بس یہ سوچ کر
آپ خیمہ سے اُٹھکر جانب بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور جب بازار لشکر ملکہ موصوفہ مین پہونچا ایسا سحر کیا کہ جس جادوگر نے
اسکو روکنا چاہا زبان اُسکی بند ہوگئی غلغلہ اسکی آمدکا برپا ہوا بارگاہ ملکہ مذکورہ مین بھی اسکی خبر گئی ملکہ بھی چپ ہو رہی اور
یہان برق عیار موجود تھا وہ یہ رنگ دیکھ کر سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہے جو آتا ہے مقرر کچھ آفت آئیگی تم نکلجاؤ
بس یہ بارگاہ سے نکلکر صحرا مین گیا اور ایلچی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ساحران نامی افسران گرامی دنگلون پہ بیٹھے
ہین یہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا اور باب تکلم وا کیا کہ اے مہرخ تم نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی اور تلوار کمر
پر باندھی مین طاق طمطراق غلام شہنشاہ ہون ماہی اور بحرین کو پکڑ کر لیجاتا ہون سامنے کوکب کے

ذبح کرڈالیگا تمکو لازم ہے کہ افراسیاب سے ملجاؤ ملکہ مسطورہ نے جواب دیا کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین وہ ہمارا دشمن ہے ہم اسکے مدعی ہین یہ سنکر ایلچی ہنسا اور سحر پڑھ کر تین دستکین دین اور پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ تم کس کی تابعدار ہوان سبنے جواب دیا کہ ہم تیرے مطیع اور کنیزین شاہ جادوان کی ہین آپ جو فرمایئے ہم بجالائین ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرادیجیے اسنے کہا تمھارا قصور معاف نہوگا مگر ایک طرح سے کہ تم مع فوج کے سوار ہوکر کوکب کے ملک پر چڑھ جاؤ اور افراسیاب کی طرف سے اس سے مقابلہ کرو کہ اسنے خداوند شاہ افراسیاب عالیجناب سے مقابلہ کیا ہے تم ہراول بنکر آگے چلو اور ملک کوکب کو لوٹ لو مین تقصیر تمھاری شاہنشاہ جادوان سے معاف کرادونگا ان سبنے عرض کیا کہ بہت بہتر اور اسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئین طاق طمطراق وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ان سبنے اسی وقت قرنائے جنگی کو بجا کر لشکر نصرت اثر تیار کرایا تو یہ حال ہوا کہ بموجب

نظم

آراستہ سب ہوے رسالے
ہتھیار سوارون نے سنبھالے
اراستہ اسقدر ہوئی فوج
وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج
آشوب سما گیا زمین مین
فتنہ کا تھا ہاتھ آستین مین
تمکین ہو نہ کیون شمار لشکر
ہے حد شمار سے یہ باہر

غرض حشم وخدم جانب ملک کوکب روانہ ہوئین اور اس طرف کہ جدھر سے عمرو کے لیے راہ مقرر کوکب نے کی ہے چلین اس لیے کہ جلد پہونچین اور بعد طی مسافت راہ قریب سرحد ملک بادشاہ مذکور پہونچ گئین کیونکہ اثنا راہ مین نہ رکین دوسرے یہ کہ درۂ کوہ جسکو افراسیاب نے بند کیا ہے اور پہلے بیان ہوا کہ ملکہ زیور مشکل سحر کرکے اس درّے سے نکلی تھی چنانچہ یہ سب سحر مین مدہوش اسی درّے سے روانہ ہوئین اور محافظ درّہ نے کہ نام اسکا آگے بیان ہوگا انکو روکا نہین اسلیے کہ یہ جا کر آفت مین مبتلا ہون حاصل کلام یہ کہ اس درّہ سے راہ بہت نزدیک تھی اور اسی وجہ سے شاہ طلسم نے بند کیا ہے یہ سب اسکو طی کرکے مقام مذکور کے جب قریب پہونچین وہان ایک دیوار کھچی تھی اور دو سو سوار بطور نگہبانون کے وہان شاہ کوکب کی طرف سے اُترے ہوے تھے یہ شہزادیان یعنی مہرخ وگلعذار وغیرہ فن سحر مین کامل وہ بیچارہ محافظ سحر وجادو کے علم سے انکے مقابل مین جاہل کیا اُنسے لڑ سکتے یہ تیغہاے سحر کھینچکر جا پڑین اور مارنا شروع کیا دو گھڑی کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ سب کو مار کر گرادیا ہنگامۂ شور وشر مچادیا سحر کی بجلی چمکی گھٹا گھنگھور گھر آئی سحر کی مار تیرون کی بوچھار ہوئی جب وہ نگہبان کام آئے یہ سب آگے بڑھنے لگے اسوقت زمین تھرّائی اور ایک پتلا یاقوت احمر کا سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا آنکھین مثل مشعل کے اسکی روشن تھین اور زمین سے نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ باشید اے خیرہ سران یہ کیا غضب تم نے کیا کہ ملازمان شاہ طلسم لوکلافشان کو قتل کیا یہ ڈانٹنا اسکا اس آواز مہیب سے تھا کہ سارے لشکر ملکہ مہرخ پر شور کی صدا چھاگئی گاؤ زمین تھرّا گئی اور اس پتلے نے دو ہتڑ زمین پر مارکر نعرہ کیا کہ اے زمین روک ان مسحورون کو یہ اسکا کہنا تھا کہ مرکبہاے فوج ملکہ کے پانوئن زمین مین دھنس گئے یہ سب سوارئین کو چھوڑ کر پیادہ ہوے اور آگے بڑھے پتلے نے پھر ایک دو ہتڑ مارا کہ اے زمین روک انکو اسکے پانوئن بھی زمین نے پکڑ لیے اور پتلا زمین مین غائب ہوگیا اور سامنے کوکب کے آیا شاہ موصوف اسی بارگاہ مین کہ جسمین ایلچی سے ملاقات کی تھی بیٹھا تھا خواجہ اور ملکہ بران

بھی تخت پر جلوہ گر تھے ناچ ہو رہا تھا جام مے گلفام چل رہا تھا کہ پُتلے نے آکر دعا بادشاہ کو دی اور خبر بغاوت ملکہ
مہرخ عرض کی بادشاہ یہ خبر سنکر کچھ کہنے نہ پایا تھا ایک پتلا اور اُڑتا ہوا آیا اور بادشاہ کو تسلیم کرکے عرض رسا ہوا
کہ طاق طمطراق ماہی پریزاد اور بحرین کو گرفتار کیے آپکے پاس آتا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ ان دونوں کو
سامنے بندگان دارا اور بان کے ذبح کرے یہ خبر سنکر بادشاہ نے رُخ جانب عمرو کیا اور کہا کچھ آپنے سنا کہ ملکہ
مہرخ لڑنے آئی ہے یہ کیسی آپ کی دوست اور آپکے لشکر کی بادشاہ ہے خواجہ نے یہ سنکر فرط خجالت سے گردن
جھکائی اور بادشاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی ایک لکہ ابر اسوقت برسنے ہوا پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک مورنی بزرگ
طاؤس آسمان نکلی اس کے پرون پر ایک کتاب جسمین نیرنگی طلسم مثل نیرنگ بازی فلک تحریر تھے رکھی ہوئی اور مورنی
بھی نہایت خوبصورت تھی پر دن پر اُسکے داغ مثل گلہائے گلزار پر بہار تھے یا داغ دلہائے عاشق بہار یار تھے چال
اسکی مثل معشوق طناز تھی پیاری صورت رشک شاہد عربدہ ساز تھی پس وہ مورنی خرام ناز دلبران کا رنگ دکھاتی
چھمان چھمان سامنے بادشاہ کے آئی بادشاہ نے وہ کتاب ڈنڈوت کرکے اسکی پیٹھ سے اُتاری اور نہایت ادب سے
چومی چاٹی اسوقت دو پتلے نظر آئے کہ اس کتاب کو مورچھل جھلتے تھے چنانچہ بادشاہ نے سوا سوا اشرفی انکو نذر دی
اور کتاب کو وا کیا اور حال مہرخ دیکھا کتاب مین لکھا تھا کہ ایلچی کو تونے مسحور کیا تھا اسنے عوض اسکا لیا کہ اس ملکہ
کو دیوانہ بنا کر تیرے اوپر بھیجا ہے یہ معلوم کرکے کتاب بند کی اور پشت پر مورنی کے رکھدی اور سحر پڑھا کہ مورنی اُڑ کر
ابر مین گئی اور ابر چھا گیا بادشاہ نے خواجہ سے کہا کہ آپ فکر نہ فرمایئے اور رنجیدہ نہ ہوجیے شکایت میری آپسے دربارۂ
انحراف مہرخ بیجا ہے اسلیے کہ وہ آپ مین نہین ہے ایلچی نے اسیر سحر کیا ہے اب جبتک کہ وہ ایلچی مارا نہ جائیگا ملکہ مسحور کا
ہوش مین آنا محال ہے خواجہ نے یہ کلمات مسنکر صفت بادشاہ مین زبان کھولی اور ندامت کے رفع ہونیسے قوی دل ہوکر
عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ ایلچی اتنا بڑا زبردست ساحر چیدہ کرکے افراسیاب نے آپ پاس بھیجا تھا کہ جسنے ملکہ مہرخ ایسے
ساحر کو مع اسکے لشکر ہمراہی کے مسحور کردیا پس ایسے ساحر کو دیوانہ بنانا آپ ہی کا کام تھا واہ واہ اب آپ ہی کا کرم حال پر
مجھ ضعیف و ناشکستہ کے بعد افضال خدا چاہیے کہ جملہ امور میرے تا درست انتظام پائین اور سب کام بنجائین کہ بموجب نظم

بیٹھے جو ترے وہ خاک در پر — جاتا رہے بخل کیمیا گر — دارائے جہان خدیو کیہان
دارا سے ہزار تیرے دربان — بخشا ہے خدا نے زور در دل — رستم بھی نہو سکے مقابل
یہ حُسن یہ زور یہ حکومت — یارب رہے تا ابد سلامت

بادشاہ یہ تعریف سنکر خوش ہوا اور فرمایا کہ ماہی کو جو گرفتار کیا تو یہ کمبخت بسیلان و باران کدھر مرگئے یہ کہہ کر ایک سحر پڑھا کہ جہان بسیلان وغیرہ
ہون جلد حاضر ہون یہ دونون ساحر لشکر ہمراہ خواجہ جو گیا تھا اسمین تھے سحر نے بادشاہ کے جب خبر دی ایک نے دوسرے سے
کہا کہ اب بڑا غضب ہوا بادشاہ نے ہمارے یاد کیا ہے ہم لڑکر مرجاتے تو اچھا تھا اب کچھ چارہ نہو سکیگی غرض حکم حاکم سے
ناچار ہو کر اسی وقت حاضر خدمت ہوئے بادشاہ نے انھین بہت کچھ لعنت ملامت کرکے فرمایا کہ اب تمھین لازم ہے جبتک اپنے
افسر ماہی پریزاد کو رہا نہ کرلاؤ اسوقت تک مجکو صورت نہ دکھاؤ جلد جاؤ اور ایلچی دشمن کو قتل کردو اور لشکر

جو خواجہ کے ساتھ گیا تھا اسکو ہمراہ اپنے لو یہ حکم سن کر دونون لشکر مین پھر آئے اور لشکریون کو حکم بادشاہ سنایا وہ فوج ظفر موج مسلح و مکمل ہو کر مثل دریا کے فنا و سیلاب بلا زم قضا روان ہوئی قرنا کا شور تا بہ گردون پہونچا ساحرون کے اژدرون سے منہ دہر کالا ہو گیا سم قاتل ماران سحر نے ہوا کو دنیا کی مسموم کر دیا باد مخالف بحر عالم مین چلنے لگی آتش سحر اُبلنے لگی کشتی حیات عدو تباہ نظر آتی تخت ہائے سحر بڑے ہوا دوان تھے ابر کے لکے سرون پر سائبان تھے جنگل آتش سحر سے جلتے سانپ زہر اگلتے بیر فعل کرتے بادلون سے آگ پتھر برستے ہتھیارون کی چکاچاک سے کر دیتی فلک پہ دہکتے کانون پہ ہاتھ دھرتے شورش آب تیغ و خنجر سے محیط خوف و خطر مین عالم غرق وقت فرق کردون دفرق

نظم

دستہ تھا ہر ایک برق سے تند
وہ تاب کہ جس سے سیم بھی آب
موجین اگر اس روش روان ہون

دیکھا نہین اس طرح کا لشکر
تلوار سے تیغ کوہ ہے کند
آئے جو چمک کے سوے سیلاب
قیمہ تہ آب مچھلیان ہون

تھا حد شمار سے وہ باہر
وہ آب کہ جس سے کشتہ سیماب
دو ہو کے بہے ادھر ادھر آب

چنانچہ یہ لشکر تو بڑے کرّ و فر سے برسم یلغار الچی پر روانہ ہے مگر پہلے حال برق فرنگی کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو لشکر سے بر وقت آمد الچی نکل گیا تھا صحرا مین پھر ا رہا جب شاہد روز نے مقنعہ سیاہ شب مین روے انور اپنا چھپایا اور صحرا مین شام کا سہانا وقت آیا

نظم

تارون کا ہجوم سے نکلنا

فانوسون مین یون تھی شمع روشن
صحرا مین ہوا ے سرد چلنا

شیشے مین پری کا جیسے مسکن

شام عیار ندکور نے ایک مقام تنہا مین ٹھہر کر صورت اپنی شکل ایک عورت کسی کے بنائی گیسوے سیاہ سر پر قریب جبین آراستہ کیے جنبش سے حلب کو فیض دیے آنکھ مین جادو نگاہی اور سحر کاری رخسار غیرت بخش فصل بہاری ہالہ قمر کی طرح عشاق اسکے گرد پھرے عشوۂ و ناز زیر نگاہ مشتاقان دیدار تصدق ہو بلائین لے بلکہ نگاہ جادو نگاہان شاگردی کرے غبغب و زنخدان طفل کی بازی کیلیے یہ گو وہ چوگان نہین نہین سیب فی قن ریاض حسن کی زیب تھا یا دریائے صفا کا گرداب بلا ریب تھا گردن وہ نازک اور اسکے قریب گوشہائے نرم کا ہونا صراحی و جام کا بزم حسن مین جمع ہونا تھا کان شوکت و شان لازم انکو کہنا تھا سینۂ انمول چھاتیان ہنگی گول سڈول بلغ خوبی کے دور نگترے رس بھرے باجگیو تر لقا کس بھرے یا دو لعابدار گش یا دو جہلم دار گون پر از بادۂ خوش الحاصل

نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور
فہرست جریدۂ ہائے اعجاز
دونون رخ صاف باغ امید
دیہان معجون ماہ کی صاف
پُر نور شکم ہے آئنہ صاف
نازک ہو یہ اس سے چشم بد دور
ہر گام پہ ہے یہ قول و قامت

رنگ رخ صبح جس سے کافور
صحبت مین جو بار یاب ہو جائے
گویا ہے قران ماہ و خورشید
کیا نور ابد ملا ازل مین
ہو چاہ ذقن کا عکس وہ ناف
توصیف ہو زانوؤن کی کیونکر
کل کیسی کہ آج ہی قیامت

شیرازہ ہے کتاب ہر ناز
آئینہ حیا سے آب ہو جائے
سینہ کے بیان کیا ہون اوصاف
سینہ ہے کہ آئینہ بغل مین
چھپنے کی کمر بہت ہے مشہور
دو دلیۂ حسن مین برابر
اس صورت زیبا سے درست

ہو کر جانب لشکر ایلچی چلا اور قریب لشکر جب پہونچا دیکھا کہ کمیدان رسالہ اور افسران لشکر خیمون کے دروازون
پر کرسیان مونڈھے بچھائے بیٹھے کسی طرف گھوڑون کی لین تھی کہین سپاہ مشغول آرام و چین تھی بازار لشکر مین
کھلا تھا کٹورا کھنکتا تھا سپاہیون کے بستر لگے تھے کڑھاؤ چڑھے تھے ہر سمت گھما گھم مردمان لشکر خوش فہم ان لشکریون
نے جو دیکھا کہ ایک معشوق گلبدن و گلپوش خندان لب شیرین سخن مگر خاموش بصد آن و ادا اٹھلاتی اس طرف آتی ہے
رفتار اسکی گردش بخت کو بھی چالین سکھاتی ہے زلفین دوش پر کھلی ہین شکار طائر ہوش کرتی ہین پیراہن جسم
مین رنگین و پیندر ہے شفق سرخ مین جلوہ اختر ہے اس طرح سرخ دوپٹے مین ٹنکا جواہر ہے اور بیت افشان کی چمک
سے دشت روشن + اور رخ پہ بھی مہر کا تھا جوبن + یہ دیکھتے ہی ہر ایک لشکری مفتون و فریفتہ ہوا مفلس کا تو کمر بند
ڈھیلا ہوا وہ تو گردن جھکا کر رہ گیا مالدارون نے سر بلند کیا نوجوان حسن جوانی اور دولت شباب سے مغرور تن کر اپنی
امنگ دکھانے لگے زردار تمکنت کا ڈھنگ دکھانے لگے جب وہ دولت بیدار قریب تر آئی عاشق مفتون نے
یہ بات سنائی کہ بیت بیمار محبت کو شفا ہو ابھی حاصل + کیون جی مجھے دامن کی ہوا کیون نہین دیتے + کوئی نوجوان
قریب آ کر پکارا کہ سے تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنیوالے + دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے۔ کوئی اُسکی
زلف پرخم کی تعریف کرتا اور کوئی رخسار انور کا دم بھرتا کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا کہ بیت جان دینے کا بھی ہے ترک وفا
کا پہلو + تم یہ سمجھو کہ جفا میری اُٹھائی نہ گئی + کوئی پکارا کہ اے جانی دلے مایۂ عمر زندگانی سے ذرا دم لے کہ تاہم
کچھ نگاہ یار مین ٹھہرے + نہین اتنی مروت اپنی بینائی مین پاتے ہین۔ یہ اشعار جو اس عیار دلدار نے سنے
اور زیادہ کمر کو بل دیا کولونکا عالم دکھایا کبھی مسکرائی کہین تیوری چڑھائی ڈوپٹے کو کاندھے پر سے ڈھلکایا
سینہ کھُل گیا تو کیلی پستانین برچھی کی انی بن کر جوانون کے سینہ مین پار ہوئین ایک خدمتگار سے ایک کمیدان
نے اشارہ کیا کہ لا اس نازنین کو میری خدمت کے لیئے خدمتگار اُٹھکر ساتھ ہوا اور ایک مقام تنہا پا کر
اس غنچہ دہن کو روکا اور کہا آپ طوائف ہین تو بیوی اپنا معمول بنایئے آپ کے سبب سے دو پیسے ہمین بھی
ملجا مین اس فتنہ گر نے ہنسکر کہا کہ کس کی طرف سے تو پوچھنے آیا ہے اسنے کہا بیوی ہمارے میان کمیدان صاحب
پانسو روپیہ کے ملازم ہین انسے تم سے رسم ہو جائیگی تو آج پر کیا ہے بہت کچھ فائدہ ہمیشہ ہوا کریگا اس پری وش نے
کہا مین پانچ اشرفی شب بھر کی لیتی ہون خدمتگار یہ سُن کر کمیدان پاس گیا اور اشرفیان اس ستمگر پاس لایا
اشرفیان دیکر اپنے حق کا طالب ہوا رنڈی نے کہا تو مجھکو میان پاس لیچل بہت کچھ دلا دونگی خدمتگار اُسکو
ہمراہ لیکر پشت خیمہ کمیدان مذکور کی طرف آیا اور سراپچہ اُٹھا کر اندر خیمہ کے اُسکو پہونچایا اور آپ آ کر میان
کو اشارہ کیا کہ جایئے مین لے آیا اندر خیمے کے وہ موجود ہے کمیدان برخاست کرکے اُٹھے اور اندر
خیمہ کے آئے یہان فرش مکلف بچھا تھا پلنگ ایک طرف آراستہ تھا نیچے پلنگ کے مسند بچھی تھی چنگیر
پھولون کی دھری گشتی شراب ناب کی آراستہ تھی کمیدان نے آتے ہی اُسکو آغوش محبت مین
کھینچا یہ تڑپکر علیحدہ ہوئی اور کہا صاحب نکلے بیٹھو مجکو یہ دھندا جو کرتی ہین بیچ کہون پھوٹے دیدون نہین بھاتی۔

گیا انگوڑا اس نوچا کھوچی ہی مین اخلاص رہگیا ہے کمیدان نے کہا اے آرام جان ہم بیتاب ہیں شوق بھرے ہوے ہین یا دل + ہو دل کا ابھی یہ جوش اول + اس عیار کو تو یہ منظور ہو کہ کسی طرح مین طاق ایلچی کے پاس پہونچون اور اس کو قتل کرون جب کمیدان کو جوش مستی مین پایا ہاتھا پائی کرنے لگا کبھی گود مین آبیٹھا کبھی مثل سیماب پہلو سے مضطرب ہو کر نکلا جیسے عاشق کا دل پر اضطراب بیقرار ہو یون پہلوے یار مین تھا کبھی سسکی بھرتا کبھی غمزۂ چشم ابرو سے بسمل کرتا کبھی ماتھا کوٹتا اور کہتا فریاد آیا ہو کہان سے مردبے ننگ + مین سخت ہون اس کے ہاتھ سے تنگ + اسی ہاتھا پائی دھینگا مشتی مین اسنے ایک جام شراب کا پیا اور چاہا کہ اب اس شوخ و چنچل کو اپنے ڈھنگ پر لاؤن اس عیار نے اس کے تیور پہچان کر اور اُسکی آغوش سے نکلکر در خیمہ پر اپنے تئین پہونچایا اور کہا دہائی ہے طاق بہادر کی اس موے کمیدان نے میری آبرو بھی لی اور میرا سارا گہنا اُتار لیا ہاے میرے چھڑے بڑے کڑے پین سے اُتار ے جیسے دتیاں بھی موس لین بالیان ٹالا بالا ابتا تحس نحس کین کیا اس کمبخت کے یہان روپیہ کا توڑا تھا جو میرا توڑا الیا سر کا چھپکا لیکر محتاج کر دیا ارے دوڑو میری فریاد کو پہونچو اہتو لشکر کے لوگ دوڑے کمیدان صاحب حیران سب مستی غائب کہ مفت مین بدنام بھی ہوے کہ بڑے یہ بدمعاش عیاش ہین اور چور بھی بنے لعنت بکار شیطان جو آتا ہو وہ دیکھتا ہو کہ اس عورت کے بال کھلے ہین بوسون کے نشان رخسار پر ہین پائنچے چڑھے ہین رانین پیٹکر اسنے لال کی ہین کمیدان چُپ سکتے کے عالم مین کھڑے ہین لنگی باندھ رہے ہین یہ حال دیکھکر بازاری آدمیون کی زبان کون روک سکتا ہے کوئی کہتا ہے کہ بھئی غریبون کا کیا ذکر امیرون کا یہ حال ہے کوئی کہتا اجی امیرون کی تو بن پڑی ہے وہ جانتے ہین ہمین کوئی کچھ نہ کہے گا اور اگر کہے گا بھی تو کوئی یقین نہ کریگا کوئی بولا ارے بھائی نام بڑا درشن تھوڑے مشہور تو کمیدان صاحب اور حرکتین یہ معقول کوئی پکارا کیون بیوی تم اس قزاق کے پالے کیونکر پڑین تمہارا گہنا قیمتی ہو گا رنڈی بولی کہ اے میان فقط ہیرے کے کڑے ہزارون کے تھے ایک بازاری نے سُنکر یہ جواب دیا کہ بھائی تف ہے ایسی عیاشی پر دوسرے نے کہا کہ کمیدان آخر کیونکر بنے یون ہی مال مار مار کر آخر موٹے ہو گئے کمیدان کے ملازمونکو یہ آوازے جو بُرے معلوم دیے سکو مارنے دوڑے کہ بدمعاشو تمکو کس نے انصاف چکانے بلایا ہو وہ سب پہلے تو متفرق ہو گئے مگر کہتے ہوے یہی تو ترکیب رکھی ہو کہ جو کوئی بولیگا تو اُسکو ڈانٹ لینگے لو صاحب پرایا مال چھین لین گے کہ بولو نہین یہ کہتے ہوے آگے بڑھے اور ہجوم کیا پھر خدمتگارون نے کمیدان کے للکارا چلو میان کیا بھیڑ لگائی ہے اس رنڈی نے دوڑ کر دو ایک کا دامن پکڑا اے میان تمہارے صدقے گئی میرا اسباب دلا دو ابتو انکو زیادہ تر بولنے کا موقعہ ہاتھ آیا رنڈی کے وارث بنگئے بولے ہم تو دم بھر مین انسان کی آبرو بگاڑ ڈالتے ہین اسمین اپنا سگا باپ کیون نہو یہ تو کمیدان ہی ہین کیا دل لگی ہے رنڈی کا مال ہضم کر لینا لے لائیے اسی مین خیر ہے کہ چپکے سے دلوا دیجیے نہین ساری کمیدانی معلوم کر دینگا کمیدان کو غصہ ان باتون سے آیا اور کہا جا ورنہ مار ڈالونگا ملازم تلوارین لیکر بڑھے بانکے لوگ رنڈی کے حمایتی یہ کہتے ہوے پیچھے ہٹے کہ اری آ ہم دیکھ ابھی انکا زبردستی بنا دکھائے دیتے ہین دیکھیو

ساری ہیکڑی نکلی جاتی ہے یہ کہکر رنڈی کا ہاتھ پکڑے سیدھے بارگاہ طاق کی طرف چلے اب پھران پر لوگون نے
آوازے کسنا شروع کیے کسی نے کہا کہ ٹٹی کے وارث ہین کوئی بولا بھائی خوب کمیدان پا من بھیجی کسی نے کہا اے میان
یہ پیشہ کب سے تم نے سیکھا اور اگر پیشہ بھی اختیار کیا تو ایسے ننگرون مال مردم خورون سے بچتے رہے ہوتے ان باتون کا جواب
یہ دیتے کہ یہ ہم پیشہ نہ کرتے تو مارے فاقون کے تم مرنہ جاتے پھر تمھاری بہنین روٹی کیونکر کھاتین غرضکہ خوب پھکڑ ہوتا غول
کے غول ساتھ شور قہقہون کا بلند قریب بارگاہ ایلچی پہونچے اسنے جو یہ ہنگامہ اور غوغا اندر بارگاہ کے سُنا گھبرا کر
سبنے سلام کرکے حال عرض کیا جملہ ماجرا سنکر رنڈی سے کہا رات کو میری بارگاہ مین چلکر رہ صبح کو کمیدان سے کہنا
بھی دلا دونگا اور مین بھی بہت کچھ سرافراز کرونگا رنڈی راضی ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی بانکے لوگ منھ دیکھ کر رہ گئے یارون
نے پھر کہا اے میان اپنا حق تو مانگ لو ایک بولا ابھی پہونچائی خوب دوسرے نے کہا اجی رات خیریت سے گذرے تو صبح
خیر صلاح پوچھنے آئین گے اسی وقت انعام بھی پائین گے غرضکہ یہ مجمع ہنستا بولتا تو ایک طرف روان ہوا اور طاق پھر بارگاہ مین
آیا رنڈی ایک کونے مین گوشہ فرش پر بیٹھی تھی اسنے اسکو صورت دار اور صاحب وضع دیکھ کر کمال پسند کیا اور خادم خدمتگار وغیرہ
کو اشارے سے کہا تم باہر جاؤ وہ سب چلے گئے تنہائی جب ہوئی یہ اس غارتگر جان کے پاس آیا اسنے بھی انگڑائی لیکر
اپنی گات دکھائی چھاتیون نے سرکشی جتائی یہ دوڑکر لپٹ گیا اسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا گود مین اسکو اٹھا کر مسند پر لایا
اسنے جلدی سے چھوٹے کپڑے ڈھانکے اور جوڑا بال کا سمیٹ کر باندھا منھ بنا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو دبا یا اور کہا
نگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین جیسا میرا گہنا موے نے اُتار لیا یا سامری ستیاناس کمبخت کا ہو جمشید اچھی طرح سے میرا مال نہ کھاسکے
سُنا میان مین نے بھی موے کی خوب بوٹیان نوچین ایسا کاٹا ہے کہ موڈی کاٹے کا پنڈا ہی جانتا ہوگا ایلچی نے یہ کوسنا
اور منھ بنانا دیکھ کر نقد ہوش کھویا اور گلے سے لگا لیا کہا مین ابھی گہنا تجکو دیتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک طرف کو اس
بارگاہ مین صندوق رکھے ہین انہین مین سے ایک صندوق وا کیا کہ اسمین کچھ زیور اور روپیہ رکھا تھا غرضکہ یہ تو صندوق
کھولنے مین مصروف تھا اس عیار نے کشتی شراب کی کھینچکر ایک گلابی سے شراب ساغر مین بھری اور اسمین بیہوشی
ملائی اتفاق سے اسوقت طاق نے بھی پھر کر دیکھا اس لیے کہ اس مہجبین کو پاس بلا کر گہنا دکھاؤن بس نگاہ اسکی
بیہوشی ملانے پر پڑی کہ اس عورت نے کچھ پڑیا سے نکال کر جام مین ڈالا یہ دیکھتے ہی اسکو گمان بد
ہوا اور عیار مذکور کی طرف گھورنے لگا عیار بھی اسکی نگاہ پہچان گیا اور دور تو بیٹھا ہی تھا غلطک
مار کر قریب سراچہ پہونچا طاق حیران تھا کہ یہ لوٹ کیون گئی اس عرصہ مین اسنے سراچہ اُٹھا بقوت
تمام اپنے تئین باہر پہونچایا اب تو طاق بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار تھا کس لیے کہ اس صحرا مین ایسی حسین
اور نامی رنڈی کا ہونا ممکن نہین اگر ہوگی بھی تو کوئی پردے مین دیہاتن ہوگی اور پھر اتنا تو زیور
اپنا بتلاتی تھی مگر ملازم کوئی ساتھ نہین پیادہ یہان تک آئی اور یہ فقرہ ہی کہ کمیدان نے مال میرا لے لیا
واقعی یہ عیار تھا بس یہ سوچ کر صحن بارگاہ مین آکر بزور سحر یہ بھی اُڑا اور تجسس مین برق کے علاوہ اتنے عرصہ
مین بہت دُور نکل گیا تھا اور صحرا مین آکر ٹھہرا تھا یہ اسکو ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرا اس عرصہ مین جسم خاہد شب سے

زیور انجم عیاش رعنہ زنے اُتار لیا اور سحر خندان خندان بارگاہ عالم مین آئی اور بادۂ آفتابی عیار سحر نے
ساحر شب کو پلائی بموجب نظم

غرض انجام شب نے منھ دکھایا
فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا
نگہبانوں کی آنکھیں ہوگئیں بند
اُٹھے واعظ برائے پورش وپند

صبح کو طاق پھر بارگاہ مین آیا اور
رقعہ جمشیدی منگا کر دیکھا کہ عیار جو عورت بن کر آیا تھا کہان ہے رقعہ مین معلوم ہوا کہ سامنے جو پہاڑ ہے اس کے
درہ مین بیٹھا ہے یہ معلوم کرکے اسنے پرواز کی اور بعد گرفتاری برق درۂ کوہ مذکور کے قریب پہونچا اس مقام پر
برق اس فکر مین تھا کہ اب کسی اور تدبیر سے جاکر کام اس ساحر کا تمام کردن اسی اندیشہ مین تھا کہ طاق جا پہونچا اور
للکارا کہ باش او نا عیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا برق یہ نعرہ سُنکر بھاگا مگر اسنے سحر ایسا پڑھا کہ پاؤن زمین
نے پکڑ لیے ساحر خوش ہوکر ڈانٹتا ہوا چلا کہ بغیر مار ڈالنے کے کب چھوڑونگا یہ تو اسطرح چلا ادھر برق نے جلوۂ شاہد مرگ
کو دیکھکر درگاہ رب العزت مین برجوع قلب استغاثہ کیا کہ اے چارہ ساز درماندگان میری مدد فرما کہ فرد زخم دل سینہ
در ہین تیرے + دلہائے شکستہ گھر ہین تیرے + ناوک دعا ہدف مراد پر بیٹھا یعنی مہتر قران جو اول بیان کیا تھا کہ برق
کے ساتھ ہے اور جوگی بنکر مرتخ کو اسنے مارا تھا فی الجملہ اسوقت وہ ساحر بنا ہوا اس ارادے سے کہ لشکر ایلچی کا حال چلکر
مین بھی دیکھون ادھر آتا تھا اسنے دور سے قید ہونا برق کا دیکھا از بسکہ ساحر تو بنا ہوا تھا ہی دوڑا اور پکارا کہ اے
بھائی طاق طمطراق ذرا ٹھہر تا مین بھی آلون تو اس نا عیار کو مارنا کہ میرے دل کی لگی بھی بجھ جائے طاق یہ آواز
سُنکر ٹھہرا اور پھر کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر جسکے ہر بن موسے شعلۂ آتش نکلتے ہین تہمد کھاردے کا باندھے جٹائین
سر پر سے زمین پر گھسٹتی ہوئین کانون مین کنڈل ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے اسطرف آتا ہے یہ دیکھ رہا تھا کہ قران قریب
آیا طاق نے پوچھا کہ اے برادر کہو کیا کہتے ہو قران نے کہا اے ایلچی صاحب اس پہاڑ کے ادھر میرا گھر ہے مین ایک کام
کو گیا تھا بیٹا میرا گھر مین تھا یہ کمبخت عیار وہان گیا اور میرے بیٹے کو بیہوش کرکے اسنے مارا اور گھر میرا لوٹ لیا تھا کہ مین
آگیا مجھکو دیکھکر یہ ایسا بھاگا کہ پتہ نہ لگا آج تمنے اسکو قید کیا مین تلاش مین پھرتا تھا اب تم صحرا کی طرف دیکھتے رہو کہ
کوئی حمایتی اسکا آنہ جائے مین سر کاٹ لون طاق اسکے کہنے سے مڑکر جنگل کیطرف دیکھنے لگا اسنے غدّارہ کمر سے کھینچکر کہا دیکھیے آخر وہ حمایتی
اسکے ادھر سے آگئے ساحر اس کہنے سے مڑکر دیکھنے لگا اور اسنے پہلو پر سے بغدہ بقوت تمام اسکے سر پر مارا کہ سر پھٹکر
بھیجا پاش پاش ہوگیا وہ تڑپکر واصل جہنم ہوا غلغلہ گیر ودار برپا ہوا آندھی آئی آگ پتھر برسنے بعد ہنگامہ عظیم
آواز آئی کہ مارا طمطراق طاق جادو ایلچی شاہ جادوان کو آفت جو برپا ہوئی لشکر ایلچی مین بھی خبر مرگ ساحر نذکور پہونچی
اور لشکر کے ساحر دوڑے برق رہا ہوکر تعریف عیاری قران کر رہا تھا کہ لشکر نے آکر ان دونو کو گھیر لیا یہی خنجر کھینچکر اس لشکر
پر جا پڑے اس فوج مین ساحر سب یہی یقین تھا کہ یہ گرفتار ہوجائین مگر بقدرت کردگار مرنے سے طاق کے ماہی پریزاد
اور بحرین جو قید تھے انپر سے سحر اُتر گیا اور رہا ہوگئے بس بحرین زمین پر گرکر دریا بنا اور مچھلی دریا مین کود گئی اور وہ دریا
موج مارکر چلا اور دم بھر مین قریب لشکر مخالف پہونچکر بڑھنے لگا لشکری بہت گھبرائے اور آگ برسانے لگے کہ شعلۂ آتش دریا کو
خشک کردین لیکن وہ دریا کب خشک ہوسکتا ہے کیونکہ صنعت کو جب بادشاہ ساحران نے سحر تعلیم کرکے

بھیجا تھا تو اُسنے بدقت تمام ماہی کو کہا تھا لشکری کب اُسکو گرفتار کر سکتے ہیں آخر دریا ایسا بڑھا کہ لوگ اُسمین غوطے کھانے لگے پانی کی طغیانی ہوئی بمشکل جان بچائی ہوئی یہ آفت تو تھی ہی طرہ اسپر یہ ہوا کہ سیلان و باران جو لشکر لیکر راہی تھے اسوقت یہان آکو پہونچے اور ہنگامہ رزم برپا دیکھکر لشکریون کو حکم دیا کہ لینا ان ان خیرہ سرون کا لشکر ہی سب تلوارین کھینچکر تارنج و تیغ بکف ٹوٹ پڑے اور سیلان زمین مین گر کر غائب ہوا اور سیلاب پیدا ہوئی اور باران برفئے ہوا جاکر ابر بنا اور برسنے لگا اعوذ باللہ العیاذ باللہ زمین سے دریا جاری اوپر سے آب سحر برستا لشکری سحر کی مار کرتے جب بوند پانی کی پڑتی جسم غربال ہوتا ایک طرف یہ مصیبت کہ لشکریون نے باران کو مارے تلوار کے تہلکہ ڈالدیا بھاگنے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی قدم اُٹھانا محال تھا صرف تلوار چلتی تھی تیغ کی روانی نے زندگی کا گھاٹ بند کر دیا تھا موت کا دریا بڑھا چڑھا تھا یا فسون پانی سحر کا اونچا تھا تلوار کی حباب سیلاب تھی کشتی حیات غرقاب تھی وہ لشکر جرّار عدو کا پیاسا تھا طاق کا لشکر حباب آسا تھا برق خنجر دشمن مین دم باقی نہ تھا اسطرح سحر کی بجلی چمکتی تھی کہ جرعہ کشان ساغر اجل کیلیئے ابر تھا دریا تھا مگر سوائے موت کے کوئی ساقی نہ تھا ادھر نکے گزر جانیکو تیغ آہنی بحر ہستی کی پل آہنی تھی شمشیر کی دھار دھار ابنکر رواں سر تیغ مین دشمنی جاتی تھی گرداب بلا تلوار کا گھاٹ اس بحر آہنی مین تو ٹوٹ کے بدلے غضب کا کاٹ تھا ڈورا حسام تیز کا ماہی گیر اجل ماہی جان کیلیئے جال اسکا پھل قضا سے کسی کو چارہ نہ تھا جوہر مردانی دکھلا نیکا صمصام دشمن کو یارا نہ تھا کہ بموجب

ابیات

تھا گرم وہاں اجل کا بازار
ہے تیغ قضا کی بھی کہیں ڈھال
دہشت تلوار کی جو چھائی
مانی کو ڈرا بوقت تصویر

تھے ایک کے دو دو کے تھے چار
کس طرح چلے نہ خصم سرکش
مشکل سے بدن مین روح آئی
اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے

لایا جو سر عدو پہ کیا مال
وہ تیغ تھی موج بحر آتش
یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر
تصویر پہ کھنچے تو رنگ کٹ جائے

تا دیر خوب لوہا برسا ہر ایک کافر جان بچانے کو ترسا آخر موت کے گھاٹ تیغ کی کشتی پر چڑھکر سب کے سب زندگی کے دریا پار اُتر گئے جو لشکر ہمراہ المجی تھا زندگی سے ہاتھ دھوکر پیام اجل سنکر جانب عدم گیا ایک متنفس نہ بچا دم بھر مین سب کا دم گیا جب میدان صاف ہوا سیلان و باران ظاہر ہوئے ہر ایک نے قران و برق کے قدم آنکھون سے لگائے ماہی بریزاد بھی دریا سے نکلی اور سیلان وغیرہ سے شاکی ہوئی کہ خوب تمنے ہماری خبر لی ان ساحرون نے بہت کچھ عذر کیا اور فرد فتح لیکر خدمت کوکب مین قصد چلنے کا کیا اس لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ اُترے اور ماہی پریزاد سے کہا کہ تم بارگاہ استاد کر اگر ٹھہرو اور ان عیارونکی دعوت کرو ہم خدمت شہنشاہ مین جا کر عرض حال کرتے ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ عمل مین آئیگا ماہی نے منظور کیا لشکر اُتارا بارگاہ استاد ہوئی ماہی اس بارگاہ مین حوض ایک سحر سے بنا کر شناوری کرنے لگی بحرین بارگاہ مین عیارونکو لیکر آیا عیار صورت بدلکر آرام تمام بیٹھے اور ساحر ندکور خدمت بادشاہ موصوف مین گئے لیکن مہرخ وغیرہ جو مسحور سحر المجی ہو کر کوکب پر چڑھ گئی تھین اسکے مرنے سے ہوشیار ہوکر آپسمین کہا کہ ہم تو یہ کہو ہم کس سے لڑنے آئے تھے افسوس کہ اپنے طرفدار شاہ کوکب سے ہم مقابلہ کرنے آئے اب لازم ہے کہ بھاگ جائین یہ کہکر عنان عزیمت منعطف کی اور جب طلسم ہوشربا کی جانب چلین

پاؤن انکے جو زمین نے پکڑ لیے تھے وہ چھوٹ گئے اور اُنھون نے رو بفرار رکھا ادھر وہی تیلا یاقوت سرخ کا جسنے پہلے انگور دکا تھا بادشاہ کے پاس گیا اور بعد تسلیم بصد تعظیم عرض رسا ہوا کہ مہرخ اپنے آنے سے منفعل ہو کر بھاگی ہے شاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ آپنے کچھ سنا جو ہمسے لڑنے آئی تھین وہ بھاگی ہین عمرو نے پھر تعریف کی کہ لے بادشاہ آپکے اقبال سے وہ یقین ہے کہ قتل ہو انکی جان تا چیز کی مجال ہے جو ملازمان حضور سے مقابلہ کرین اس گفتگو مین سیلان و باران حاضر خدمت ہو کر دعا و ثنا بادشاہی بجلائے اور حال قتل ایلچی عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے اسے مارا بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت تعریف و تحسین خواجہ کی کی کہ خواجہ صاحب آپکا اور آپ کے شاگردون کا مثل و نظیر نہین سبحان اللہ ابیات

دشمن کو ستم شعار ہین سب
خرمن سے کہین کہ ہو ہوا بھاگ
حیلہ جسے کہیے ذات ان کی
نیکی ہین وہ دین پناہ و دیندار
فرمان قضا مین نام انکا

بس فتنۂ روزگار ہین سب
تلبیس ہے ریشہ ریشہ انکا
تہمت جسے کہیے بات انکی
تعظیم و شرف مین کعبہ کردار
توقیع خرد کلام ان کا

بجلی کو صلاح دین لگا آگ
عیاری و مکر ہمیشہ انکا
یہ باتین ہین بہر قتل کفار
ویران کن سومنات و کفار

یہ تعریف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اب ہم بغیر دعوت کیے مہرخ کو جانے نہ دینگے آپ خواجہ صاحب تشریف لیجائین اور ان سب سے ملاقات کیجیے اور انکی دعوت بھی فرمایئے پھر رخصت کر دیجیے یہ خواجہ سے خطاب کر کے مخاطب بجانب ملکہ بران ہو کر فرمایا کہ اب فرزند خواجہ سلامت کو سمت ملک یاقوت رنگ روانہ کرو اور تم بھی عقب مین سامان مہمانداری درست کر کے جاؤ اور ملکہ موصوفہ کی خاطرداری مین مصروف ہو یہ ارشاد کر کے ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا اس کاغذ کو جام آب مین گھولنا ایک ساحر پیدا ہو گا جو حکم کیجیے وہ بجا لائیگا غرض کاغذ دیکر ساحرون کو حکم دیا کہ خواجہ کو ملک یاقوت رنگ مین لیجاؤ ساحر تخت پر سوار کر کے خواجہ کو لیچلے ایک حکمنامہ بنام حاکم قلعہ یاقوتیہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ خواجہ تشریف لاتے ہین اپنا حاکم انکو جاننا اور اطاعت مین انکی بدل سرگرم رہنا ورنہ معرض عتاب شاہی ہوگے یہ حکمنامہ قبل از پہونچنے عمرو کے حاکم قلعہ مذکور کو پہونچا اور اسکے بموجب کاربند ہوا اور عمرو کو ساحر لیکر چلے بعد انکے جانیکے ملکہ بران کو پھر حکم ہوا کہ اب تم سرحد پر ہمارے طلسم کے جہان مہرخ ہے ایک بارگاہ عالیشان بھجوا دو کہ جبتک خواجہ انکو بلائین وہ آرام سے رہین ملکہ مذکورہ یہ حکم سنکر اُٹھی اور شاہ کو تسلیم کر کے باہر دربار سے آئی اور تعمیل حکم کرنے لگی ادھر مہرخ جو بھاگی تھی اسنے دیکھا کہ ایک بیابان کوسون تک سبزہ زار ہے اور اس صحرائے لق و دق مین ایک دیوار دھوین کی نظر آئی اور آگے جانے کی راہ نہ پائی ناچار ایک جگہ ٹھہرین اسوقت ایک بارگاہ عالی اس بیابان مین استادہ دیکھی کہ کلس اسکے آسمان سے باتین کرتے ہین چار سو کلسیان یاقوت رمانی کی اسپر چڑھی ہین اور ہر کلس پر ایک ایک مور بیٹھا ہے منقار مین ان مورون کی موتیون کے دانے ہین بیچ مین قبہ بارگاہ پر بہت بڑا کلس چڑھا ہے جسپر سورج مکھی لگی ہے جو شمس سپہر کو بھی شرماتی ہے اور فرش شیشہ آلات وغیرہ سے وہ جائے دلکشا ایسی آراستہ ہے کہ جیسے بارگاہ زنگاری گردون کواکب سے پیراستہ ہے کہ بموجب نظم

کیا پیش نظر چھتین ہین رنگین
مہتاب ہے ناعبور کیا کیا
کرسی ہے ہر ایک عرش پایہ
آئے ابھی اُڑ کے تخت طاؤس
ہر جا پہ کنول ہین حد سے باہر

سب رشک نگار خانۂ چین
شطرنجیون مین جو خط عیان ہین
اللہ کا اُس جگہ پہ سایہ
زینت کی ہوئی یہ طرفہ تکمیل
گردون یہ کہان ہین اتنے اختر

ہین چاندنیون مین نور کیا کیا
ہم شکل خطوط آسمان ہین
دے کوچ جو رخصت قدمبوس
جو جھاڑ ہے عرش کی ہے قندیل

مہرخ حیران ہوکر قریب بارگاہ کھڑی تھی کہ چند ساحر معزدان طلسم مین سے قریب اسکے آئے قبا مین سب کے گلون مین عمامے سرون پر ہین ہر ایک مسن مہذبی کے سب کے دن انھون نے بادب سلام کرکے عرض کیا کہ یہ بارگاہ حضور ہی کیلئے شاہ کوکب نے بھیجی ہے اور یہ زمین بھی انھین کی عملداری مین ہے آپ بارگاہ مین تشریف لے چلین اور راحت و آرام کرین شاہ مذکور کے یہان آپکی دعوت ہے مہرخ نے کہا از خوردان خطا و از بزرگان عطا ہم قصوروار شرمندۂ احسان بادشاہ ہین کہ ہمنے انکے ملازمون کو تہ تیغ کیا اب کیا منھ لیکر بارگاہ مین جائین ساحرون نے کہا ان باتون کا ذکر نہ کیجیے ملازم شاہ آپکے ہاتھ سے نہین مارے گئے افراسیاب کے ہاتھ سے مارے گئے لڑائی مین ہوتا کیا ہے کیا یکی سہین خطا کیا ہی ایلچی کو ہمارے شاہ نے مسحور کیا اُسنے آپسے بدلا لیا الغرض ملکہ مسطورہ سردار و افسر کی سواری سے اُتر کر جانب بارگاہ چلی نقیب صدائے ادب تفاوت لگانے لگے ڈنکے بجے بڑی شان و شوکت سے ملکہ جلیجہ خانے مین پہونچی دیکھا دو رویہ قنائین پر از نقش و نگار کھنچی ہین بیچ مین سڑک ہی سرخی اُبھر گٹی ہے جواہر پڑا ہے دو طرفہ بازار لگا ہی ہر قسم کی اشیائے نفیس کا ڈھیر وانبار ہے ہر دوکان دار ساحرہ و ساحر جو دعدار ہے لیلی اگر اس بازار کو دیکھتی بازار محبت قیس کے چھوڑ دیتی دیار مصر کی عشق یوسف مین زلیخا خواہش نہ کرتی ہمیت لعل ایسے کہ جیسے سرخ بازار + یاقوت کے موتیون کے انبار + سامنے دروازہ بارگاہ کا باب خلد برین پر دے ہر ایک غیرت پردہ چشم حور العین سقے سڑک پہ گلاب و کیوڑا چھڑکتے کمر مین انکے کٹورے چاندی سونے کے کھڑکتے مہر و ماہ کی تعالی کو اپنے جوڑ کے برابر نہ سمجھتے ملکہ موصوفہ سیر دیکھتی داخل بارگاہ ہوئی صفت اسکی بیان ہوچکی لشکر گرد بارگاہ کے خیام استادہ تھے سہین اُترا کئی ہزار معزز ساحر ہمراہ ملکہ دنگل و کرسی پر اندر بارگاہ کے متمکن ہوا ملکہ تخت پر جلوہ گر ہوئی اسوقت کچھ تخت اُڑتے ہوے بارگاہ مین آکر اُترے جنپر نازنینان مہر طلعت سوار تھین سامان رقص ہمراہ رکھتی تھین چنانچہ وہ سامنے آکر ناچنے لگین پیمانۂ شراب گردش مین آیا ہی ہنگامہ مین جب ساغر دائرہ ماہ مین شراب نور ساقی قدرت نے معمور فرمائی آفتاب آفتاب کی ڈھلگئی دن گزرا رات آئی۔

نظم

تا دور دہ چاندنی کا عالم
بیٹھے جو وہان تمام ہمتا روز
مہتاب کا خود بھڑک گیا دم
تھا ماہ فلک پہ جلوہ افروز

سرشام کچھ ساحرون نے ایک صحنچی مین بارگاہ کے دسترخوان دیا بتکلف تمام بچھایا اور روشن جو کی بجتی ہوئی بڑے تکلف سے خاصہ آیا اور دسترخوان چُنا گیا پھر ملکہ کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور خاصہ الش فرما دین ملکہ اور سرداروں نے خاصہ نوش فرمایا اور سراپچہ بارگاہ کے اُٹھوا دیے پھر کیفیت صحرا کی سب دیکھنے لگے اور میخواری مین پھر اپنی جگہ پر آکر مصروف ہوئے ناچ ہونے لگا اب دو طرفہ تماشا ہوا کہ آندھی ایک سیاہ آئی دُنیا تاریک ہوگئی ہر ایک پر بیہوشی چھائی بعد لمحے کے جو ہوش آیا نہ وہ بارگاہ نہ وہ بازار کسی کا پتہ نہ پایا اور اپنے تئین ایک کرسی مرصع نگار ملکہ نے بیٹھے پایا اور سب سردار بھی کرسی زر کہ سادی طلائے احمر کی تھین بیٹھے تھے اور کرسیان سطح آب پر بچھی تھین نیچے انکے

دریاے ذخار موجزن تھا اسی بحر پر جوش پر فرش مصفا بچھا تھا ہر سمت مسندین عمدہ آراستہ تھین فرش پر ناچ ہو رہا تھا پانی بحر کا ایسا صاف تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بلور کی زمین لہرون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلور کو تراشا ہے اور نقش دار بنایا ہے دریا مین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی تھین چاند کی روشنی لہرون مین ملکر بلورین لیتی تھی ستارہاے فلک کا عکس جو پانی مین پڑا تھا ہزارہا کنول دریا مین تیرتا نظر آتا تھا چادر آب پر چادر مہتاب کا فرش عجب کیفیت دکھاتا تھا کہ ابیات

دریا تھا کہ غیرت چمن تھا
آتی تھی نظر تجلی طور

ایک نور کا بحر موجزن تھا
دریا کی وہ ہر طرف روانی

کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور
تھا آب حیات اسکا پانی

غرضکہ یہ سب تو محو حیرت ہو کر نیرنگی دیکھنے مین مصروف ہین لیکن اب حال مبارک فال مہر فلک عیاری سنیے کہ جو ہمراہ ساحران کے روانہ ہوے کچھ دیر کے بعد قریب ایک ملک کے پہونچے سواد شہر کے عوض آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی جب قریب تر پہونچے تو چاردیواری شہر کی یاقوت احمر کی پائی اور دروازہ بھی اسکا یاقوت کا ترشا ہوا تھا جسپر زمرد کا مینا کیا تھا ہزارہا ساحر یاقوتی لباس پہنے بعہدہ دربانی حاضر تھا سبنے خواجہ کو سلام کیا اور خواجہ ہنوز داخل شہر نہوے تھے کہ ڈنکا بجنے کی صدا آئی اور سواری کے اہتمام کرنے والے ظاہر ہوے یعنی اس ملک کا بادشاہ ملک لالان یاقوت پوش تخت یاقوت نگار پر سوار تاج یاقوت سر پر قباے قلمکار یاقوت احمر در بر چارقب شاہی سے آراستہ چتر سر گردش پذیر جلو مین ہزارہا امیر و وزیر مالہ ہاے مروارید سے گردن پیراستہ کئی ہزار یاقوت پوش سوار ہمراہ بان بردار برچھی دار خاص بردار عہدے ہاتھو مین لیے خادم خدمتگار سواری کی شوکت قابل داد خواہ خواجہ عالیجاہ کے استقبال کو آیا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھا کر اندر قلعہ کے لیچلا قلعہ کو جو خواجہ نے دیکھا تو عجب سامان آرائش نظر آیا ہر مکان یاقوت سرخ کا تعمیر پایا دوکانات مثل گلشن رنگین پر از نقش و نگار تزئین مین پیرایۂ یار ہے

نظم

ہر سمت ہجوم عام مردم
ساقی کا مشاکے بول بالا
جس طرح کہ ماہ برج واختر
پر نور مٹھائیون کے وہ تھال
بھوکون کی فدا تھی جن پہ جاین
اثمار بھی تازہ تازہ موجود
ڈلیان مصری کی جن سے بے آب

بھنگیلون کی کہین دوکانین
منھ سے کسی نے دھوان نکالا
بیٹھے ہوے اک طرف کبابی
خورشید کی ٹکیہ پڑے رال
بھٹیاری کی طرفہ آبداری
سیب اور بہی انار و امرود

دیکھا عجب اژدحام مردم
اڑتی ہوئی وان عجیب تانین
عالم وہ دوکان جوہری پر
آئے ہوے وان کئی شرابی
پر نور مٹھائی کی دوکانین
لیلے نے پکائی تھی نہاری
پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب

خواجہ عمرو اس شہر کی سیر دیکھتے دارالامارۃ شاہی مین آئے اور سریر حکومت پہ بادشاہ نے وہان کے بٹھایا آپ سرگرم اطاعت ہوا خواجہ نے اس شہر مین آکر اپنا لباس بھی سرخ کر لیا یاقوت پوشی اختیار کی پھر ہمراہ ملک لالان باغ یاقوت مین آیا حصار باغ جواہر سرخ کا پایا اس باغ کی کیا تعریف کی جائے طلسمات کا باغ نارنگیون سے بھرا ہر درخت یاقوت رمانی سے مندھا گلستان عالم مین یہ باغ ہر ایک گلزار سے سرخرو نہرون کی یہان کے نہرہاے بہشت سے زیادہ آبرو پھل ہر ایک لطیف و خوشگوار ہر ایک شاخ کو فرط برکت سے بار درخت موزون برنگ قامت یار سرخ پوش

ہر چمن مین بلبلون کا خروش جو نہال تھا وہ معشوق گلابی پوشش کا جوبن دکھاتا یہ عالم نظر آتا کہ نظم

پتے ہین ہرے ہرے نمودار
رخسار پہ گیسوے معنبر
ہے تختۂ لالہ زیب مین طاق
محبوب کا ہے دہن مسی زیب
آراستہ سب مکان وہ نایاب
گل تکیے ہین مہر و ماہ جیسے
دالانون مین فرش ہین جو خوشرنگ
پھولون کی سیج نزہت انگیز
شمعون کے زبان مین انا الشرق

پھولون کے بھرے بھرے ہین خسار
بے مثل ہین لاجواب ہین پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
تھے گرد چمن مکان بہ کثرت
پرنور بسان برج مہتاب
آراستہ ہر پلنگ زرین
پیدا ہے بہار نقش ارژنگ
دیوار مین نصب جو کنول ہے
شعلے سے بھی کم تجلی برق

ہے صحن چمن مین سنبل تر
مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
سوسن کو نہین خزان کا آسیب
جس طرح کہ قصر ہاے جنت
دیکھے نہین فرش روشن ایسے
پھولون کی چمن مین جیسے تزئین
ہر ایک طرف لگی ہے جو میز
روشن دل عارف ازل ہے

خواجہ عمرو بیچ مین باغ کے جو قصر عالی تھا اسمین فروکش ہو کر نظارہ گلہاے گلشن مین مصروف ہوے اور ایک جام مین پانی طلب کر کے کاغذ عطیہ کوکب اسمین گھولا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جسکی ناف سے پانی جاری تھا نکلا اور خواجہ کو تسلیم کر کے عرض پیرا ہوا کہ غلام کو گرداب جادو کہتے ہین اور فی الحال حسب الحکم شاہ عالی جاہ کوکب ملکہ مہرخ کو سیر دریائے سحر دکھا رہا ہون اگر آپکا حکم ہو تو ملکہ مذکور کو داخل باغ یاقوت کرون خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تجھکو اسی لیے بلایا تھا جلد ان سب کو یہان لے آ ساحر مذکور یہ حکم سنکر زمین پر گرا اور پانی ہو کر زمین مین جذب ہو گیا وہان مہرخ وغیرہ دریا مین کشتیون پر بیٹھی سیر دیکھ رہی تھین کہ دفعتہً ایک برق دریا مین چمکی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی پھر جو دیکھا تو اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا کہ دریا مین وہ کشتیان روان ہین یہان تک کہ بیچ دریا مین پہونچکر وہ کشتیان چکر کھا کر غرق ہوئین ان سب کی کچھ عرصہ کے بعد جو آنکھ کھلی تو دیکھا نہ وہ دریا ہے نہ کشتیان نہ وہ سامان آرائش و زیبایش ہے ہم سب ایک قلعہ سرخ کے قریب استادہ ہین حیران ہو کر آگے قدم بڑھایا اسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا اور اسنے کہا اے ملکہ مہرخ وغیرہ آپ سب کی دعوت خواجہ عمرو نے ملک یاقوت نگار مین دھوم سے کی اور منتظر آپکے ہین جلد تشریف لے چلیے ان سبنے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم بھی مشتاق ملازمت خواجہ ہین جلد انکی خدمت مین ہمکو لے چلو یہ کہنا تھا کہ تخت سحر کے آئے اور ان سب کو سوار کر کے لے چلے اور داخل قلعہ یاقوت کیا یہ سب سیر آبادی قلعہ مذکور کرتے ہوے جیسا کہ اوپر وصف اس شہر کا بیان ہوا قریب باغ یاقوت پہونچے اور باغ پر خواجہ کی طرف سے کچھ ساحران معزز برسم استقبال آئے اور ہر ایک کو خدمت خواجہ مین لیگئے انھون نے باغ کی بہار اور مکانات کی آرائش ویسی جیسا مذکور ہوا ملاحظہ فرمائی اور خواجہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت عنایت فرمایا مقام صدر پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ساقیون نے بادۂ ارغوانی سے دماغ اہل انجمن گرم کیا یہان تو یہ مصروف عشرت ہین اودھر شاہ کوکب نے سیلان و باران کو حکم دیا کہ تم جا کر ماہی پرنزاد کو معہ تمام لشکر کے میرے طلسم کی سرحد پر لے آؤ مین ہمراہ خواجہ اور لشکر کے بھیجونگا تم سے کچھ کار برآری حقا تبہ افراسیاب مین نہو سکی اب تم نگہبان در طلسم رہو اور عیارون کو رخصت کر دو یہ حکم سنکر دونون ساحر منفعل ہو کر روانہ ہوے

اور لشکر مین ہونچکر قران و برق کو رخصت کیا اور آپ معہ بحرین وغیرہ کوچ کرکے در طلسم پر آکر ٹھہرے یہان دورو زنکما خواجہ نے ملکہ مہرخ کی دعوت کی اس دعوت مین ملکہ بران بھی بحشم و خدم معہ کئی ہزار کنیزان زرین پوش کے تشریف لائین اور ہر ایک سے ملین ملک الالان نے نذر دی نذر اسکی معاف فرمائی پھر مہرخ سے بڑی گرمجوشی سے باتین رہین اور کئی ہزار کشتی جواہر کی ملکہ مذکور کو اس شاہزادی نے پیشکش کی اسی طرح دو روز مصروف عیش و نشاط رہے جب تیسرے دن مہمان فلک چہارم دسترخوان اطلس سبز چرخ پر آبیٹھا اور مطبخ عالم سے دھوان سواد شب کا دور ہوا کہ ابیات

وہ صبح کہ ہوش کو کرے گم	محبوب کا جس طرح تبسم
اعجاز مسیح پر گواہی	دیتی تھی نسیم صبح گاہی

صبح کو ساحران ذی تبار طلب ہوئے اور مہرخ کو تحتہائے سحر پر معہ تمام سرداروں کے سوار کراکر رخصت کیا ساحران کو راہ نزدیک سے سرحد طلسم ہوش ربا مین ہونچاگئے یہ سب لشکر اپنا ساتھ لیکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے ادھر سے تو یہ چلے اور اس طرف سے دونون عیار برق و قران آتے ہین اور بعد رخصت مہمانان ملکہ بران دعمر کو ہمراہ لیکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین آئی اور شاہ کوکب اپنے مقام پر جاکر مصروف عیش و آرام ہوا۔

داستان رنگین بیان خبریاب ہونا افراسیاب کا دعوت مہرخ اور قتل ایلچی سے اور غضبناک ہونا اسکا اور راہ روکنا مہرخ کی شیاطین جادو کا اور آنا ملکہ بران کا رہائی مہرخ کیلیے اور راہ کھولدینا پھر آنا باغبان وزیر کا برائے گرفتاری برق و قران اور پکڑ لینا قران کا باغبان کو اور منت کرکے چھڑانا گلچین زوجہ باغبان کا اپنے شوہر کو اور اقرار کرنا باغبان کا عیارون سے کہ عمر بھر مین برائی نہ کرونگا اور یہ خبر سنکر بدظن ہونا افراسیاب کا وزیر مذکور سے اور پھر شیاطین کا راہ روکنا مہرخ کی اور آنا ملکہ حنائے گلگون پوش معشوقہ کوکب کا بمقابلہ شیاطین اور گرفتار کرنا اسکو اور داخل ہونا مہرخ کا اپنے لشکر مین اور چلے جانا حیرت جادو کا اندر طلسم کے لمؤلفہ

ہر پہر کے ہمین تجھی سے ہے کام
جیسے پھرتے ہین دن کسی کے
میخانہ کا آج بند ہے در
مستی کیسی ہے فاقہ مستی
منھ باندھے صراحیان پڑی ہین
ہین جام بھی پھوٹ پھوٹ روتے
نفرت انھین مجھ سے ہوگئی ہے

ہان ساقیا پھر ہو دورہ جام
کیا گردش بخت کی شکایت
لو پھوٹ گیا مرا مقدر
ساغر کا بھی دل الم سے ہے خون
اور شیشون کی ہچکیان بندھی ہین
میخانے مین تھے جو رند سب یار
راحت مرے دل کی کھو گئی ہے

یون دور مین آئین جام تیرے
کیا جور فلک کی بس حکایت
کرتے نہین رند آج مستی
میخانے کا رنگ ہے دگرگون
ٹوٹے ہوے دل ہین شیشے سارے
وہ ہوگئے آج اپنے اغیار
مین نابلد رہ محبت

کیا جانون کہ کیا ہے راہ اُلفت
ہر وقت تھے جو کہ ساتھ رہتے
منھ پھیر کے دوست چلتے ہین راہ
بیچین بہت ہے رند تیرا
مجکو مرے اشک رو گئے ہین
کب دیکھیے عیش کے دن آئین
کب دیکھیے شام رنج جائے
شیشے ہین جو آہ آہ کرتے
غفار و رحیم ہے وہ واللہ
بس حکم کا انتظار ہے اب
پھر آتے ہین رند انجمن مین
امید کی لو ہُوا بھر آئی
پھر جمع ہین یار انجمن مین
ہان ساقیا دے شراب سرجوش
بھولا رہا راہ میکدہ آہ
سچ ہے یہی قول بے کم و کاست
کیون بھٹکے گا کاروان مطلب
از راہ رو رہ فصاحت

بیتاب ہون آج غم کے مارے
آتے نہین خواب مین بھی میرے
ساقی مرے درد کی دوا دے
ہے جور فلک سے غم نے گھیرا
بر آئین جو اپنے دل کے مطلب
میخانے مین میرے ہمسن آئین
کب دیکھیے میکدے مین ہو عید
کب دیکھین ہین قاہ قاہ کرتے
گر حکم کرے تو آب رحمت
آنے کو یہان بہا ہے اب
باب مطلب کی ہے خبر بھی
دیکھو تو ذرا گھٹا پھر آئی
ساقی کی نگاہ دیکھو بھولی
کھوئے ہوئے آئین پھر سے ہوش
ہے خضر کرم جو تیرا رہبر
ہے رند کو موج مے رہ راست
بس جادہ لکھو نیا فسانہ
کردند رقم چنین روایت

مین رات کو گن رہا ہون تارے
دشمن جو ہوا ہے چرخ جانکاہ
پیمانے کو منھ سے پھر لگا دے
رخصت مرے ہوش ہو گئے ہین
ساقی کے کرم ہون دیکھیے کب
کب صبح نشاط منھ دکھائے
کب ساقی مہ لقا کی ہو دید
اللہ پہ بس نظر رکھو جاہ
برسائے شراب عیش و عشرت
لو کھلتے ہین پھول اب چمن مین
لو کھل گیا میکدہ کا در بھی
ہے جلسۂ میکشی چمن مین
لو کھل گئی رنج و غم کی بدلی
زاہد نے کیا تھا مجکو گمراہ
بھٹکا یا ہوا آیا راستے پر
قلقل ہے صراحی کی جرس جب
صدقہ جسپر ہو اک زمانہ

محصوران حصار سحر و نیرنگ و سرگردانان کوہسار و بیابان پرخار و سنگ مسحوران جادۂ پرآفات و خطرناک و آوارگان بادیہ وہم و ادراک کشافان راہ سحر و افسونگری و قطع کنندگان منازل جادو پروری ساحران لشکر مضامین کو دشت قرطاس مین یون مسحور فرماتے ہین اور جادۂ ہنر و معانی گستری مین بیخوف ہوکر اسطرح قدم اٹھاتے ہین کہ شاہ جادوان بے ایمان افراسیاب سرگروہ متکبران بیابان طلسم سے اٹھکر باغ سیب مین پھر آیا تھا اور تخت نکبت پر بیٹھا تھا کہ چند طائر سحر لو بگولے لاش طاق الیجی کی اڑاتے ہوئے اس مقام پر آئے اور طائرون نے تمام ماجرا قتل الیجی کا بیان کیا کہ اسطرح برق رندی بنکر آیا اور یون قران نے لغدہ اسکے سر پر لگایا بادشاہ مذکور یہ حال سنکر آگ ہو گیا اور سامنے باغبان وزیر کھڑا تھا اس سے کہا کہ کیون اے وزیر خوش تدبیر ہو سکتا ہے کہ تو اس برق ناعیار کو گرفتار کرکے سامنے میرے لائے اور اس کالے قران کو برا کیفر کرداری پہونچائے سر اسکا کاٹ کر قلعہ طلسم کے کنگرہ پر چڑھائے وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اقبال حضور شریک حال چاہیے ابھی گیا اور ان دونون کو پکڑکے روبرو بندگان والاشان شہنشاہ لایا بادشاہ نے یہ سنکر خلعت رخصت عنایت فرمایا اور وزیر روانہ ہوا جب یہ چلنے لگا تو زوجہ اسکی

ملکہ گلچین جادو کہ حاضر دربار تھی بنگاہ حسرت منہ اسکا دیکھنے لگی یہ صورت جو بادشاہ نے دیکھی ہنسکر فرمایا کہ کیون اے
ملکہ تمھارے شوہر کو نہ بھیجین ساحرہ نے بادب تمام عرض کیا کہ مین کنیز شہنشاہ ہون اور شوہر میرا غلام ہی میری مجال ہی
جو اُسکو منع کرون ملکہ چاہتی ہون کہ مین بھی ہمراہ اس کے جاؤن بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمھین بغیر خاوند چین کہان
اچھا جاؤ یہ حکم پاکر عقب وزیر یہ بھی چلی اور بہت جلد اپنے باغ مین گئی ایک کنیز سے کہا جلد جاؤ وزیر اعظم صحر اسکے
باغ سیب کی حوالی کے قریب پہونچے ہونگے انکو میرے پاس بلا لا کہنا بیوی نے کہا ہی گھر مین ہوتے جاؤ ایک بات سن لو
پھر جانا کنیز حسب ارشاد ملکہ بعجیل عجیل اڑکر پاس وزیر مذکور کے پہونچی اور پیام وزیر کو دیا وزیر ناچار خفا ہوتا ہوا
کہ کام مین شہنشاہ کے دیر ہوگی انکو ایسے وقت مین کچھ نہ کچھ جھگڑا نکالنا آتا ہی گھر مین آیا زوجہ نے اُسکی اُدھک
اُسکا پکڑکر دلداری کرکے مسند پہ بٹھایا جام شراب پلایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا سنو صاحب مین نے اسلئے
تمکو بلایا ہی کہ جہانتک ہوسکے سمجھاؤن تم عیارون کو پکڑنے چلے ہو تو زندہ نہ بچوگے تمکو لازم نہین ہے کہ عیارون کے
مقابلہ مین دخل دو وزیر نے کہا صاحب مثل مشہور ہی کہ نوکری کیا ہی خالہ جی کا گھر ہے مالک نے جس کام کو فرمایا ملازم
کو بجا لانا اُسکا ضرور ہی اُسمین جان جائے یا رہے بی بی نے اسکی جواب دیا کہ مین آگ لگادون ایسی نوکری کو اور منگل اتوار
صدقے اُتار دون ہین تابعداری کو جسمین میرے وارث کے دشمنون مدعیون کہنے والی بندی کی جان پر بنے نہ صاحب مین
کبھی نہ جانے دونگی کیا مین میان شاہ از اسباب کی سلامتی مین رنڈا یا ہوکر بیٹھونگی اپنا راج سہاگ لٹواؤنگی وہ اچھی
نوکری یہ کر رکھین اس وزارت کے پیچھے مجکو تخمینی فنا منظور نہین ہی مثل کہتے نہین کہ پھٹ پڑے وہ سونا جس سے
ٹوٹین کان میرا وارث سلامت ہی تو ایسی پچیس ۲۵ نوکریان ہو رہین گی اور نہ ہوگی تو جوتی کی نوک سے پاپوش کے صدقے
سے ہم دونون میان بیوی بھیک مانگ کھائین کے دیس چھوڑی پردیس بھیک اور کسی ملک کو نکل جائینگے کیا ہمارا
طلسم ہوشربا مین تال گڑا ہی باغبان نے کہا سنو صاحب آپے سے باہر نہ ہو تمھاری تو مثل ہوئی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور
کڑوا کڑوا تھو جب تک گھر بیٹھی تنخواہ ملا کی وزارت کا کاروبار رہا جاگیر پائی منصب ملا انعام پایا اسوقت تک تو ہم
اچھے تم اچھے دنیا کا عیش چین کرتی رہین وزیر کی بی بی کہلائین اب جو سرکار دولتمدار کا کام پڑا ہی تو ایسی باتین
کرتی ہو تمھاری تو وہ مثل ہی کہ شعر کیا کرینگے نوکری رہینگے اپنے گھر یار کیتے رہے عاشقی اور خالا جی کا ڈر داہ دا
واہنگ حلال ایسے ہی ہوتے ہین اے بی بی جان و مال جو رو لڑکے اسوقت جو سرکار کے کام آئین ملازم کیلیئے دریغ
نہ کرنا چاہیئے اچھا رہکر فرو سا حق نمک آقا سے جان و آبرو دیکر ادا ہو یہی امر باعث نام آوری جہان مین اور سبب
خوشنودی خدا ہی گلچین نے یہ سنکر دامن جھٹک تیوری چڑھا کر کہا اے مردوے ہوش پکڑ حواس مین آ تو مجھ پانچ کی
تان کو سمجھانے آیا ہی مین کیا ایسی ننھی ہون جو دنیا کے اونچ نیچ نہین سمجھتی تو میرے صاحب بادشاہ کو کیا ایسی
کاڑھ پڑی ہے جو تمکو عیارون پر بھیجتا ہی کیا جانتا نہین کہ موئے عیار آفت کے پرکالے تمام دنیا کے جلساز مکار و دغاباز
ہین عورت بنین مرد بنین بھوت ہوکر لپٹین منت کرین ہیکڑی دکھائین ہر رنگ مین پانی ہو جائین اور پھر ہٹ جھپٹ
سنتیا ناس ہوگئے ایسے ساحر کو اس طرح مار ڈالتے ہین جیسے کوئی چیونٹی یا کھٹمل کو مارتا ہی انھین کمبختون پر بادشاہ

تمکو بہیجتا ہے یہ دشمنی نہین تو اور کیا ہی اب بادشاہ کا جی چاہتا ہے کہ یہ وزیر نہ رہے تو نہ رہے اسکے دشمن تو وہ جم رہے
وہ نہ ہین جو اسکا بُرا چیتے ہون ہان اس بادشاہ کی نوکری نہ کرینگے اس سرکار مین نہ رہینگے ایسی جگہ سے ہم خود
بھاگتے ہین وہ جو کہاوت ہے ندیا تو گھبراتی کیون ہے بندی پانوٗن ہی نہ دھرے گی باغبان نے کہا بس بس بان
رہو کو قسم ہے مجکو سامری کی کہ مین شہنشاہ کی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا اور انکے کام پر جان دونگا نمک حلالی کر جاؤنگا
نمکحرامی مجھسے کبھی نہوگی کہ مین حکم بادشاہ کا نہ مانون یہ سننا تھا کہ گلچین کھڑے ہوکر پیٹنے لگی لوگو دوڑو اس مردوے کو
سمجھاؤ یہ مجکو رانڈ بناتا ہے میرا راج لٹا جاتا ہے ارے بیویو میرا وارث مجھسے چھٹتا ہے باغبان گھبرا گیا اور سمجھانے
لگا کہ اجی ذرا آپ مین آؤ دیکھو سو دوست سو دشمن ہین کوئی شہنشاہ سے جا کر لگا دیگا مفت کی بدنامی ہوگی مین منھ
دکھانے کے قابل نہ رہونگا گلچین نے کہا لگا دے گا تو کوئی لگا دے میرا کیا کریگا جب نہین کہتی تھی تو اب کہتی ہون کہ یہ بادشاہ
ہمارا دشمن ہے اب وہ دیکھیے جلا جاتا ہے اسکے منھ کو سات جہیپڑ دلکا پھوس جو میرے وارث کو دیکھ کر خار رکھائے وہ موا نپے ہوتون
سوتون کو دیکھ سکے وزیر نے کہا تو دیوانی ہوگئی ہے مین جاتا ہون تو پانچ بچون کی مان ہوئی پچاس برس کا سن آیا مگر گدھی
رہی سوائے پیٹنے کوسنے کے اور کچھ نہ آیا قسم ہے جمشید کی مین ہی ایسا مرد تھا جو تیرے ساتھ نباہ کرتا رہا یہ کہکر اٹھا اور قصد چلنے
کا کیا بی بی نے اسکی دامن پکڑا اور کہا یہ تو مین جانتی ہون کہ جو تم کہتے ہو وہی کرتے ہو میرا کہنا نہ مانوگے اور افراسیاب کی رفاقت
مین میرا پہلو اجاڑوگے اس کہنے والی بندی کو اب دو دو آٹھ آٹھ آنسو رلاؤگے اپنی لاش مجکو دکھاؤگے یا سامری وہ دن نہ
دکھانا کہنے والی بندی دور پار شیطان کے کان بہرے یون ہو جایئن اور مین بیٹھی دیکھون بلکہ میری لاش پہلے نکلے وہ
بندی سہاگن مرے یہ کہہ کر گردن شوہر مین ہاتھ ڈال کر بولی کہ سنو تو بھلا یہ نہین ہو سکتا کہ یہان بیٹھے رہو اور ایسا
سحر کرو کہ موے عیار قید ہو جایئن تم بادشاہ سے کہدو کہ بھیجے مین آپکے نمک سے ادا ہوگیا وزیر مذکور نے کہا
تم ڈرتی کیون ہو مین بہت ہوشیاری سے رہونگا اور خبرداری اور کیا ہی چاہیے کہ اپنے پاس کسی کو نہ آنے دے اور
کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائے پیئے نہین مین جاتے ہی انکو گرفتار کرونگا اور اپنے بیگانے ساحر غیر ساحر جو بدلڑ کے
بھائی جس کسی کو آتے دیکھونگا عیار سمجھونگا اور اپنے قریب نہ آنے دونگا پھر بھلا انکی عیاری مجھسے کیا چلے گی یہ کہکر
بی بی کو تسکین و دلداری کرکے گھر مین بٹھایا اور آپ روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد زوجہ اسکی تا دیر نالان و گریان ہی
مثال شمع اشک ریزان رہی انیسین جلیسین سمجھانے لگین کہ بی بی بدشگونی نہ منایئے میان کے لیے دعا کیجیے کہ
دشمنون پر فتحیاب ہون انشاء ایکی سنی اور جذبۂ عشق مین یہ ترنگ آئی کہ تو بھی عقب شوہر چل اور دیکھ کہ اس سے
اور عیارون سے کیا معاملہ گزرتا ہی بس یہ سوچکر شوہر کے جانے سے پہر بھر کے بعد یہ بھی بزور سحر اڑی اور ڈھونڈھتی
ہوئی چلی اب ان زن و شوہر کو بتلاش عیارون کے جانے دیجیے شمہ حال مہرخ سنیے کہ یہ جمعہ زلول وغیرہ کے
لشکر لیکر روانہ ہوئی بعد قطع مسافت راہ قریب اسی درہ کوہ کے پہونچی کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا کہ افراسیاب
نے مسدود کیا ہے چنانچہ اس درہ کوہ کے قریب ایک ملک ہے کہ نام اس ملک کا ابلیسیہ ہے اور
اس سبب سے اسکو ابلیسیہ کہتے ہین کہ وہان بسنے ساحر رہتے ہین سب ابلیس پرست ہین شیطان کی

تصویر کو سجدہ کرتے ہین اور سوا ان کے اور ساحر طلسم کے سامری کو خدا کہتے ہین اور حاکم اس قلعہ کا شیاطین جادو
نام ایک ساحر زبردست ہے خراج گذار شاہ افراسیاب اور اسکو شاہ مذکور نے یہ درہ سپرد کیا ہے اور دروازہ اُس ملک کا
اسطرح رکھا ہے کہ یہ پہاڑ جسکا درہ مسدود ہے منزلہا منزل تک سے لمبا ایک مقام پر دامن کوہ کے نیچے غار عمیق ہے
اسی غار کو دروازہ قرار دیا ہے اور جب غار مین کوئی آتا ہے تو اندر اسکے پہلے جنگل ملتا ہے پھر ایک صحرائے سبزہ زار مین
گزرتا ہے کہ اسمین چشمہ جھیلین تالاب ہین اور باغ سیرگاہ شیاطین ہے پھر اسکے آگے قلعہ ابلیسیہ ہے ساحر مذکور اس صحرا مین قریب
غار بہت رہتا ہے اور یہان کئی سو کنیزین اسکی خدمت مین حاضر رہتی ہین انسے عیش بھی کرتا ہے اور محافظ درہ
بھی رہتا ہے فی الجملہ اپنے مقام پر یہ خاص شیطان پرست بیٹھا تھا کہ طائران سحر اڑتے ہوے آئے اور خبر آمد
ملکہ مہرخ بیان کی اسنے خبر سنکر درہ کوہ اور اس نواح کے صحرا کو سحر بند کیا اور آپ وہان سے بزور سحر جانب باغ سیب
چلا شاہ جادوان بعد روانہ کرنے باغبان کے غصہ مین بھرا بیٹھا تھا اور کسی کو بہر گرفتاری مہرخ بھیجا چاہتا
تھا کہ یہ شیطان پہونچا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ مہرخ مع لشکر کثیر میرے ملک کی طرف سے آتی ہے
آپ کا کیا حکم ہے آنے دون یا روکون افراسیاب نے کہا تمھارا کیا ارادہ ہے اُسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام عمر
اسی صحرا مین وہ باغیہ شکار کھیلا کرے باہر نہ نکلے افراسیاب جوابدہ ہوا کہ آگے تو یہ نمک حرامین
ہمارے تمھارے گھر چھیننے کا ارادہ کرتی تھین مگر اب تو مسلمانون کی شراکت کر کے معبد جمشید و سیرگاہ
جمشیدی لوح سامری باغ زرد ہشتی سب کے برباد کرنیکا قصد کیا ہے لہذا تم سے جو کچھ انکے لیے ہوسکے اُٹھا نہ رکھو
یہ سنکر شیطان لعین پھرا اور قریب اس درہ کوہ کے آکر ایک مقام پر تنہا بیٹھ کر سحر کرنے لگا کچھ عرصے مین حوالی
لشکر مہرخ مین ایک سمت دریا پیدا ہوا اور ایک سمت دیوار کھینچ گئی ایک طرف تو پہاڑ تھا ہی اور ایک
جانب کو بیابان سبزہ خرم ظاہر ہو گیا اس صحرا مین جانور سحر کے اسنے چھوڑ دیے یعنی کاغذ اور آرد ماش کے طائر اور
جانور جو قابل صید کرنے کے ہون چھوڑے اور آپ اپنے مقام پر چلا گیا یہان دوسرے روز مہرخ کوچ کر کے جب روانہ ہوئی
دیکھا کہ ایک طرف دریاے زخار تھا موجزن ہے موجین اسکی برابر کوہ کے اُٹھتی ہین اور دور ایک دیوار دودی نظر آتی ہے
کہ سر بفلک کشیدہ ہے عکس سے اسکے آسمان بلند بھی نیلا تھا یا اس مغاک دنیا کو چاہ بابل کہنا زیبا ہے دھوان تمام عالم مین
گھٹا ہے یا سر نگوں سے زوال دنیا مین پہونچا ہے کہ کسی نوجوان سے مکر کی گفتگو نہ کرے ملکہ اسی دیوار کی طرف روانہ ہوئی
کیونکہ راہ اسی طرف تھی دن بھر تمام لشکر رہروی کیا کیا جب دیوار سیاہ تاب شب معمار قدرت نے خاکدان عالم مین تعمیر فرمائی بیت
نظر خورشید آیا پھر لب بام + ہوئی داخل جہان مین تیرہ رو شام + شام ہونے سے مقام کیا گرد دیکھا تو جہان سے چلے تھے پھر
اسی جگہ آگئے ہین یہ سحر کیا ہے کہ زمین چرخ کھاتی ہے زیور چشم نے گلعذار جادو سے کہا کہ یہ وہی مقام ہے جہان سے
چلے تھے ملکہ مہرخ از بسکہ نہایت عاقلہ ہے وہ یہ صورت دیکھ کر خاموش ہے کہ تمام لشکر بیدل ہو جائے گا
الغرض اسی مقام پر پھر قیام کیا اور رات بھر اندیشہ مین بسر ہوئی جب دوسرے دن مسافر فلک نے مسوری ظلمت
سحر ساحرہ شب سے رہائی پائی [illegible] ہوئی جبدم جہان سے رخصت شب + نظر مہرخ کو آئی صبح مطلب +

دم سحر پھر وہان سے کوچ کر کے بعجلت تمام تر روانہ ہوئی زیور نے کہا اے ملکہ وہی دیوار پھر نظر آتی ہے مہرخ نے کہا مین ایسی نادان نہین ہون سب کچھ جانتی ہون معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سحر سے راستہ بند کیا ہے پھر ہماری تو وہ مثل ہے کہ اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر ہم تو یہی مرنے پر آمادہ پھرتے ہی ہین وہ البتہ نامرد ہے جس نے کہ چھپ کر سحر کیا رد برو مقابلہ نہ کر سکا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہہ کر فرمایا کہ چلنا بیکار ہے دن بھر سوائے پانون تھکانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا یہ کہہ کر ہر سمت پیک نگاہ دوڑانے لگی کہ مقام عمدہ اور پاکیزہ دیکھ کر خیمہ استادہ کردن اسی تجسس مین ناگاہ اس صحرائے سبزہ زار پر نگاہ اسکی پڑی کہ جسکو سحر سے شیاطین نے بنایا ہے دیکھا کہ زیر دامن کوہ لکہ ابر کے شامیانے کھچے ہین انکے نیچے فرش مخمل سبز کا بچھا ہے وہ سبزہ ایسا دل فریبندہ ہے کہ مردہ دل اسکو دیکھ کر زندہ ہے گلہائے زنگار رنگ جو ٹوٹ کر گرے ہین تو مسند مشجر پر بوٹے بنے ہین گلہائے بوقلمون سے تمام درخت لدے ہین گویا بزم چمن مین گلدستے دھرے ہین آمد شاہد بہار ہے گلون پر غضب کا جوبن اور نکھار ہے ابر سقائی کرتا ہے باد بہار فراش ہے بلبلون کو عشق گل مین خراش ہے ہزارہا چشمہ اور پھٹکا پوچارہی انجمن بہار کے جھاڑ ہر ایک جھاڑی کنارے چشمون کے مرغابی اور سرخاب اور قرقرے اور بوتیمار اور پنڈوبیان اور جانوران آبی پھرتے صحرا مین ہرن بارہ سنگھے چیتل غزال نیل گاؤ وغیرہ چرتے آہو تتائی مین سیر کرتے طاؤس مست سرگرم خرام ناز پہاڑ کے درون سے قہقہہ کبک دری کی آواز ہر نخل پر عالم نور سبزہ رحمت خدا کا ظہور کلیان مسکراتین تبسم شاہدان رنگین دہن کا رنگ دکھاتین ہر سمت طرفہ بہار عالم اظہار

دیکھا کہ ہے طرفہ دشت رنگین	پھولون سے چمن چمن ہے تزئین	کلیون کا وہ مسکرا کے کھلنا
پتون کا دلون کی طرح ہلنا	پھولون کی ہنسی نئی ادا کی	خود جان ہوا ہوئی ہوا کی
آئینہ بہار فیض جاوید	کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید	پھولون پہ وہ قطرہ ہائے شبنم
یاقوت پہ موتیون کا عالم	بلبل کسی گل پہ گرم فریاد	قمری بھی کہین فدائے شمشاد

انداز خرام کبک زیبا طاؤس کا رقص ایک تماشا مہرخ نے اس کیفیت و بہار صحرائے لالہ زار کو دیکھ کر حکم قیام لشکر دیا اور آپ ملکہ زیور سے فرمایا کہ یہ جنگل قابل صید افگنی ہے آؤ آج شکار کھیلکر دل بہلائین سب نے عرض کیا بہت بہتر اور سامان شکار درست کرا کر مرکبون پر سوار ہون لشکر سب قیام پذیر ہوا اور یہ سب صحرائے پر بہار مین پہونچ کر نخچیر زنی کرنے لگین بازان تیز پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا اور پر عقاب پیکان کو آہوان دشت پر کھولا یہ تو اب بادیہ پر فضائے پر رنگ مین مصروف صید افگنی ہین اور شیاطین اپنے مقام سے شادان و فرحان پھر خدمت شاہ جادوان مین آیا بادشاہ سریر عزت پہ متمکن تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور تمام ماجرا معرض بیان مین لایا اس طرح مہرخ مصروف شکار ہے اور دیوار سحر کے پار نہین جاسکتی اب جبتک اسکے لشکر مین غلہ وغیرہ ہے کھائے گی اور رہے گی جب غلہ ہو جائیگا مارے فاقون کے وہ دشت سے سر ٹکرا کر مر جائیگی لیکن میرے طور پر رہنے دیجیے آپ خبر نہو جیسے شاہ نے فرمایا کہ اچھا مین عیارون کی قید کی فکر کرتا ہون ساحر مذکور یہ سنکر پھر اپنے مقام پر آیا لیکن حال مہرخ پھر بیان ہوگا اب حال برق و قران بیان

کیا جاتا ہو کر یہ تازگی بخش گلشن عیاری و رنگ افزائے بہار بوستان مکاری جب ماہی پر یزاد سے رخصت ہو کر چلے
تو راہ لشکر بھولکر بتلاش لشکر مہرخ کئی روز تک آوارہ و سرگردان کوہ و بیابان مین رہے آخر ایک درۂ کوہ مین
تھک کر بیٹھے اور باہم مشورہ کیا کہ کئی روز سے ہم راہ غلط کرکے طلسم مین پھرتے ہین ایسا نہ ہو کہ اسیر دام تزویر
ساحران بے پیر ہون مناسب ہے کہ علحدہ علحدہ ڈھونڈے منزل مقصود ہون فی الجملہ برق نے صورت اپنی ساحر
ناپاک کی بنائی جھولی اسباب سحر کی گلے مین ڈالی چھاتی پر سیندور سے تصویر سامری کھینچی پانوٗن مین کھڑاوٗن پہنی
بالا آدمی کی ہڈی کا ہاتھ مین لیا جٹا سر پہ باندھی ترسول کاندھے پر رکھا اور درۂ کوہ سے نکلکر روانہ ہوا قران
اسی مقام پر ٹھہرا رہا اور اسنے بھی شکل اپنی اسی طرح ساحر کی بنائی غرضکہ جب برق روانہ ہوا اسنے دور سے ایک
ساحر کو دیکھا کہ بیک نگاہ ہر سمت دوڑا رہا ہے اور کسی کو ڈھونڈتا ہوا آتا ہے بس اسنے بنگاہ اول اسکو پہچانا
کہ یہ ساحر باغبان قدرت وزیر ہے کس لیے کہ وزیر مذکور جدھر روانہ ہوا تھا تو عیار دنکا جو یا حسب نشاندہی
بادشاہ اول اس مقام پر گیا کہ جہان ایلچی قتل ہوا تھا وہان سے ڈھونڈتا ہوا اپنے سحر سے نشان عیاران معلوم
کرتا ہوا اس دشت مین آیا چنانچہ برق اسکو دیکھکر قریب اسکے گیا وہ اپنی زوجہ سے کہہ آیا ہی کہ مین کسی کو اپنے پاس
نہ آنے دونگا اور ہوشیاری رکھونگا اس عیار کو دیکھتے ہی سحر سے معلوم کیا کہ برق ہو اور پکارا کہ بھائی صاحب تم کہان
پھرتے ہو ادھر آوٗ ہمارے یہان کھانا کھاوٗ دل بہلاوٗ پھر چلے جانا برق نے کہا ہم آپ ہی کا دیا کھاتے ہین سامری
آپکو بہت سا دین اسوقت مجکو بھوک نہین ہے اسنے کہا واہ واہ دو روز سے تم اور تمہارے بھائی پیاسے پریشان
و سرگردان پھرتے ہین مجکو بھوک نہین اچھا یہ بتاوٗ تمہارا گھر کہان ہے عیار نے جواب دیا کہ صاحب آپکو شبہ ہے کوئی
اور تباہ پھرتا ہوگا میرا مکان تو قدیم سے اسی جگہ ہے بلکہ دادا پر دادا سب یہین کے باشندے ہین باغبان اس
تقریر کو سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ ایسے عیار دتم بڑے آفت کے پرکالے ہو کہین چوکتے نہین برق یہ کلام سنکر
سمجھا کہ اسنے پہچانا مجکو بس قریب تو آچکا تھا ایک بیضۂ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا اور وزیر بہت ہوشیار تھا بیضہ سیدھا
اڑتا ہوا جانب آسمان چلا گیا اور اسنے جھک کر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اس سے کہا کہ جلد میرے پانوٗن پر گر پڑ عیار
دوڑکر پانوٗن پر گرا وزیر نے پھر زمین کی طرف اشارہ کیا کہ ایک زنجیر آہنی زمین سے نکلی اور عیار کے لپٹ گئی وزیر اسکو
کھینچتا ہوا لیکر چلا اس اثنا مین قران بھی درۂ کوہ سے نکلا تھا اسنے قید ہونا برق کا دیکھا اور صورت ساحر
کی تو بنے ہوئے تھا ہی دوڑکر جانب وزیر چلا ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کوئی پکارتا
ہے کہ اے باغبان خبردار باش ہوشیار باش قران یہ ساحر بنکر آیا ہے یہ سنکر پھرا اور وزیر نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون
تمنے غضب کیا جو قریب نہ آنے دیا مجکو کیا آگاہ کیا دشمن کو ہوشیار کر دیا یہ کہکر آگے بڑھا اور قران پھر ایک گوشہ مین
بھاگ کر آیا اور صورت اپنی مہنت کی وضع پر تبدیل کی بیراگی ہاتھ مین جام کا جوڑا سر پر گرٹے لوہے کے ہاتھون مین
پڑے کھنو چندن جسم مین اس صورت سے بنکر پھر سیلنے وزیر کے گیا اسنے اسکو آتے دیکھکر جھولے مین سحر کے ہاتھ ڈالا اور قران سمجھا
کہ یہ پھر مجھے پہچان گیا فوراً پکارا کہ میان ہمکو دیکھکر کیا جھولا ٹٹولتے ہو وہ کمند گردن مین پھنسائے دیتے ہین آنکو نہین دیتے

وزیر اس کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھنے لگا یہ سامنے سے جست کرکے پھر بھاگا کس لیے کہ یہ دھوکا اسنے اپنے بھاگنے کے لیے
دیا تھا اگر یہ نہ بھاگتا تو وہ بزور سحر پکڑ لیتا غرضکہ ایکی جو بھاگا دل سے مشورہ کیا کہ یہ وزیر اعظم شاہ جادوان ہے
جس صورت سے اسکے سامنے جاؤگے یہ پہچان لیگا اور سوائے قید ہو جانیکے اور کچھ نہ ہوگا ایک مقام پر ٹھہر کر فکر
بلیغ کرنا چاہیئے یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور گلشن عیاری کی سیر کرنے لگا چمنستان تفکر مین پھرتا تھا اور گلہائے حزم کو
سونگھتا تھا مگر کسی مین بوئے مطلب برآری نہ پاتا تھا گلبن خیال کا ہر غنچہ چٹک کر سوکھی سنا تا تھا آخر باد مراد نے
گلہائے آرزو شگفتہ فرمائے نسیم امید و کامرانی گلستان مین وزان ہوئی تازہ خیال نے گلدستہ مکاری باندھا فرط عشرت
سے برنگ گل خود کھلکھلا کر ہنس پڑا اور لباس بوئے گل اوڑھکر روانہ ہوا صبا کی طرح چلکر ایک کوس اس مقام سے آگے
نکل گیا لیکن راہ چلنے مین بھی یہ کام کرتا گیا کہ جو درخت گلدار پھولون سے صحرا مین لدا تھا اسکی ٹہنیان توڑتا ہوا چلا
گیا کئی سو رنگ کے پھول دم بھر مین جمع ہو گئے اسنے دامن کو دامن ایک مقام سبزہ زار دیکھکر ایک درخت ایسا تجویز کیا
جو اکیلا میدان مین لگا تھا اور مصور آفرینش بہار نے ہر پتی اسکی برابر قلم قدرت سے بنائی تھی باغبان ازل نے سر
تراشی اسکی فرمائی تھی چار طرف سے گول معشوق کی گات کی طرح سڈول قامت اسکا مثل قد نونہالان باغ خوبی
لوٹا سا یا البسان سہی بالائے صنوبر قدان قامت زیبا لیسے اس شاہد بہار کو مثل عروس شب اول زیور گلہائے رنگا رنگ سے
آراستہ فرمایا اور حلل گرانمایہ پہنا کر یا تو جوان چمن تھا اب عروس گلشن بنایا یعنی وہ پھول جو توڑتا لایا تھا درخت پر چڑھکر
ہر شاخ مین باندھے اور اسطرح پتون کے اندر انکی بندش کو چھپایا کہ درحقیقت یہ ظاہر تھا کہ اسی درخت کے یہ پھول ہین لیکن
اس نیرنگ طرار عیاری نے طرفہ شگوفہ کاری کلک فکر عالی سے فرمائی تھی کہ ہر شاخ مین دس طرح کی ڈالی لگائی تھی
کوئی پھول سرخ تھا کوئی زعفرانی تھا نگارخانہ اثر رنگ مانی و بہزاد سامنے اسکے گرد تھا ہر شاخ سے نیا شاخسانہ قدرت
گلدستہ بند آفرینش پتی پتی سے ہویدا اور نیا یہ تماشا کہ ایک پھول ببول کا تو دوسرا کھٹکیا کا تیسرا گولر یا لے کا
چوتھا کٹیلے کا اسی طرح تھوہڑ وغیرہ کے طرح طرح کے پھولون سے تمام شجر لدا تھا عروس نہال کا نیا گہنا مرصع طرار
عیاری نے بنایا تھا عجب بے نیرنگی ظاہر کر چکا کسوت عیاری سے کنٹر نکالکر عطر بیہوشی تمام درخت پر چھڑکا لباس تا بہ
سحر لبس جانا کیسا مشام باد صبا لبس گیا کوسون تک اس عطر کی لپٹ اڑا ور مہک گئی قسمت اس دشت کی چمک گئی گل مردہ
مزاج تھے انکو فرحت بھی پھر یہ کیفیت ہوئی کہ تنہ درخت کو طلائے احمر سے منڈھا اسپر سنگ یشب کی ایک تختی لگائی اور
اسپر یہ لکھدیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا نشیمن ہے کہ وہ چڑیا کے بدن مین ہوکر اسپر بیٹھتے ہین اور کڑیال کیا کرتے
ہین اپنے ہاتھ سے یہ شجر خداوند نے بویا ہے ہر پھول اسکا دافع رنج دیتا ہے اور عمر بڑھاتا ہے رکھنے والا اسکے پھول کا
خداوند کی محفل مین روز جاتا ہے فرشتہ مقرب کا مرتبہ پاتا ہے نیچے اس درخت کے جو تھالا بنا ہے وہ ہمین خداوند کا بیشاب بھرا ہوا
جو کوئی اسکو آنکھون سے لگائے وہ سب کو دیکھے کوئی اسکو نہ دیکھ پائے جو کوئی اس جمشید متبرک کو پیے سب پاپ اور دبدھا
دل کی اسکی دور ہو جائے یہ تختی مین لکھکر پتھر دامن کوہ سے لاکر تھالا درخت کا بنایا اور سنگ کو بھی سونے سے منڈھ دیا چشمہ سے پانی
لاکر تھالہ وہ بھر دیا اور پانی مین بیہوشی گھولدی اور ایک شیشہ کیوڑے گلاب کا اسمین لنڈھا دیا کہ وہ پانی بھی خوشبودار

ہوگیا پھر کچھ ہار گلہاے بیہوشی سے گندھے کسوت سے نکالکر تنۂ درخت مین سہرا باندھا ایک آدھ ہار اوپر درخت کے ڈالدیا اور دو ایک دونے مٹھائی کے تھالے کی جگت پر رکھدیے ابتو کوسون تک دشت مہک گیا دشت ختن اس صحرا پر صدقے تھا اسپر شاخ ہاے گلہاے پھولون کی وہ رنگینی خوشبو ہر سمت بھینی بھینی بوقلمونی سحر بہ بہار غیرت دہ نگارخانۂ چینی مشاطۂ نسیم و سحاب کیا آرائش و زیبائش خوش قامتان معشوقہ گلزار کر سکتے جو اسنے لمع سازی فکر و خرد سے یہ تزئین و آراستگی اسکی فرمائی تھی واقعی طرفہ بہار دکھائی تھی کہ ابیات

جادو ثمر اور برگ اعجاز
ہر شاخ شجر پہ عنادل
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم

تھا خوب شجر مین کار ہار یک
رفعت مین تھی برج شاہ منزل
ہر غنچۂ گل بہ زیب فرمان

وہ نخل کہ جسکو باغ سے ناز
نقشہ چمن بہشت کا ٹھیک
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
معشوق کا تکمۂ گریبان

یہ نخل عیار مذکور تیار کرکے بخوبی اپنا رنگ جما کر دہ کوہ مین کہ قریب تر نخل مذکور سے تھا وہان جاکر آپ چھپ رہا اس عرصہ مین وہ باغی یعنی وزیر برق کو گرفتار کیے قران کو ڈھونڈھتا ہوا جب اس صحرا کے قریب آیا خوشبوی عطر بیہوشی نے دماغ جان بسایا حیرتناک ہوکر چارسمت دیکھنے لگا نگاہ اس سحر پر جا پڑی تو عجب تماشا نظر آیا کہ ایک درخت مین ہزار رنگ کے پھول کھلے ہین گچھے کے گچھے پھولون کے لگے ہین زرد و سفید و سرخ اودے اور کپاسی و عباسی او دیجنی اور شفتالوی رنگ کے پھول کھلے ہین خوشبوئین آتی ہین جب اوپر سے شجر کے نگاہ ہٹی تنہ پر جو نظر گئی تختی لگی دیکھی بس عبارت پڑھتے ہی نعلین پاؤن سے اُتار کر گرد درخت کے چند بار پھرا اور تختی کا آکر بوسہ لیا دماغ تو پہلے ہی بیہوشی کے عطر سے بس گیا تھا تختی مین بھی عطر بیہوشی ملا ہوا تھا یہ بوسہ لیتے ہی چھینک مارکر بیہوش ہوگیا نہ پھول توڑنے پایا نہ جمشید منتر پڑھنے پایا اور برق کو بھی یہ زبردست لایا تھا ازبسکہ وہ زنجیر مین بندھا تھا سوجہ سے نقصو نہین وہ پھول یا پنبۂ دافع بیہوشی حسب قاعدہ عیاران رکھ سکا وہ بھی بیہوش ہوگیا قران دہ کوہ سے یہ دام بچھا کر مثل صیادون کے دیکھ رہا تھا کہ کب شکار پھنسے اور کب مین جاؤن انکو بیہوش ہوتے دیکھ کر ہنستا ہوا بغدہ تانے دوڑا ناک مین روئی دیے تھا بس قریب پہونچکر چاہتا تھا کہ سر باغیان پر بغدہ مارے کہ زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو جو عقب مین اسکے چلی آتی تھی آکر پہونچی اسنے دیکھا کہ شوہر میرا چپ پڑا ہی اور یہی کالیا عیار انتہا کا سفاک ہی بغدہ مارا چاہتا ہی یہ دیکھ کر بدحواس ہوگئی سحر بھی یاد نہ رہا پکاری کہ ارے واسطے تجھکو اپنے خدا کا کہ میرا بادشاہی تخت نہ الٹ میرے سر کا چھتر نہ اٹھا میرے وارث کو نہ مار اور مجھکو بیوہ نہ بنا مین کہتی تھی موے شامتی غارت گئے سے کہ عیارون سے لڑنے نہ جا نہ مانا کمبخت اب کیسے چپ انٹا غفیل پڑے ہین کوئی پوچھے کہ اب وہ ہوشیاری اور خبرداری کہان گئی یہ کہتی ہوئی جب زیر شجر آئی یہ بھی چھینک مارکر بیہوش ہوگئی لیکن یہ اپنے ساتھ پتلے سحر کے رکھتی ہے وہ پتلے زمین سے پیدا ہوئے اور انھون نے پچکاری منھ پر پانی کی ماری کہ اسکو ہوش آیا اسنے گھبراہٹ مین ہوش آتے ہی سحر پڑھا کہ قران کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے قران نے کہا رہ تو کمبخت مین تیرے خاوند کو تو مار ڈالون آخر تو پکڑا گیا ہون یہ کہکر پھر بغدہ تانا وہ سمجھی کہ جبتک مین سحر پڑھونگی منتر ختم نہوگا کہ یہ بھیجا پاش پاش کردیگا بس یہ سمجھکر قریب آئی اور ہاتھ جوڑتی ہوئی پاس آکر قران کو زمین سے نکالا اور کہا مجھ سے قصور ہوا تھا یہ کہتے کہتے پھر بیہوشی نے

تاثیر کی اور یہ پھر چرخ کھاکر چلی مگر کہتی ہوئی کہ اے عیار یہ کیا کیا تو نے کرتب رکھا ہے کہ باتین کرتے کرتے انسان بیہوش
ہوتا ہے یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی پھر تیلون نے ہوشیار کیا اب جو اُٹھی تو اس جگہ سے بھاگ کر الگ کھڑی ہوئی قران نے
تامل کیا کہ زوجہ اسکی منت پذیر ہے شاید یہ دونون مطیع اسلام ہوجاوین تو لشکر کو ہمارے بڑی تقویت حاصل
ہوگی غرضکہ اب جو ساحرہ اس درخت سے دور جاکر کھڑی ہوئی پھر اس خیال سے سحر قران پر کردیا کہ میرے شوہر کو مار نہ
ڈالے اور شوہر کو فرش خاک پر پڑے دیکھ کر جانتی تھی کہ اس عیار نے کوئی کرتب اسپر کیا اگر کچھ دیر یہ ہوش مین نہ آئیگا تو یقین
ہے کہ مرجائیگا لیکن کون ہوشیار کرے وہان گئی اور بیہوش ہوگئی فی الجملہ منت کرنے لگی کہ اے عیار مین تجھکو قید سے چھوڑ کر
قسم کھاتی ہون کہ حتی الامکان مین کبھی دغا نہ کرونگی مگر جہان کہین بمقابلہ ساحران طلسم تو اسیر ہوجاے گا تو افراسیاب جادو
سے چھپ کر تیرے پاس آؤنگی اور تیری مدد کرونگی اور ہمیشہ تیری پرستار باطن رہونگی اور موقع پاکر جان نثاری مین دریغ
نہ کرونگی تجکو واسطہ اپنے دین کا اور صدقہ اپنے پیر پیغمبر کا کہ میرے خاوند کو میرے حوالہ کر مگر بخوشی اور اپنا کرتب اس پر سے
اُتار کہ جسمین اسکو ہوش آئے اُٹھ کے بیٹھے کھلاے پیئے اپنے بیگانے کو پہچانے قران نے جو یہ خوشامد آمیز باتین سنین کہا
کہ تیرا نام کیا ہے اسنے کہا کہ تمھاری لونڈی ہون گلچین جادو مجھے کہتے ہین - قران نے کہا کہ تو نے اپنے خاوند کو
پہلے نہ سمجھایا کہ ہم لوگون کا مقابلہ نہ کرے اور اچھا آج ہم نے عاجزی سے چھوڑ دیا اور میرے بھائی بند مار ڈالین گے اور
یہ تو غرور نہ کرنا کہ مین نے قران عیار کو سحر سے قید کر لیا اُن مین نظر کردہ غالب کل مولانا مقتدانا مظہر العجائب والغرائب
مشکلکشاے عالم ہون مین ابھی کہہ تو سحر سے نکلجاؤن ساحرہ نے کہا اے میان سچ ہے قربان جاؤن انکے نام کے
مولا مشکلکشا تمھارے بڑے زبردست پیر ہین مین نے بھی انکا نام سُنا ہے اور یہ سحر تو مین نے اپنے میان کے بچانے کے
لیے کیا ہے تو مین ابھی اُتارلیتی ہون یہ کہہ کر سحر اپنا اُتار لیا قران نے کہا یہ جو بھائی ہمارا زنجیر سحر مین بندھا پڑا ہے اسپر سے
بھی سحر دور کر اسنے برق پر سے بھی سحر دور کیا قران نے فلیتہ رفع بیہوشی برق کو سنگھایا اور جب اسکو ہوش آیا کہا دماغ اپنا
بند کرو اسنے نتھنون مین روئی دی اور صنعتگری قران دیکھ کر عش عش کرنے لگا قران نے وہی فلیتہ دافع بیہوشی جلتا ہوا
لاکر گلچین کو دیا اور کہا ناک اپنی بند کرکے قریب اپنے شوہر کے جا اور فلیتہ سنگھا وہ اچھا ہوجائیگا اور کہدینا ہرگز لائق ہے
کہ کبھی ہمارا اور ہمارے اُستاد کا اور ہمارے بھائیون کا سامنا نہ کرے نہین تو اسکو گھر مین اسکے گھُسکر مار ڈالونگا اور تیری ناک
کاٹ ڈالونگا ساحرہ دوڑ کر قدم پر اسکے گری اور کہا اب کیا مجال جو غلام تمھارا تم سے بے ادبی کرے یہ کہہ کر شوہر کو ہوشیار
کرنے چلی یہ دونون عیار تو درہ کوہ مین جاکر چھپ رہے اور اسنے باغبان کو فلیتہ سنگھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی
اُسنے پوچھا اے بی بی یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تم اس جگہ سے ہٹ کر الگ آؤ تو مین بیان کرون وہ سایہ درخت سے
علیحدہ آیا اسنے کہا اے میان جو مین کہتی تھی وہی ہوا نہ تم اس طرح چت پڑے سے تھے اور ایک لحظہ مین اور نہ آتی تو کام
دشمنون کا تمام تھا باغبان نے کل ماجرا سُنکر اور وہ درخت دیکھ کر ہوش اُڑ گئے کہ کیا عیاری کی ہے اور کس صنعت سے
مجکو گرفتار کیا ہے کہ جیسا میرا نام باغبان تھا ویسے ہی درخت بنا کر مجکو اسیر کیا واہ واہ ان عیارون کے فطرت کا
کیا کہنا یہ تو شناخوان عیاران ہے زوجہ نے اسکی اسکے پاؤن پر سر رکھ دیا ہے اور سمجھانا آغاز کیا ہے کہ اے میان

واسطہ سامری جمشید کا کہ اب عیارون سے مقابلہ نہ کرنا میری ناک نہ کٹوانا سامری کی قسم وہ چلتے چلتے کہہ گئے ہین کہ مین ناک کاٹ لونگا اور مجکو بڑا خوف تمھاری جان کا ہے اُنھون نے کہا ہو کہ ہم اُنکی بغیر مار ڈالے نہ چھوڑینگے اے میان مین نے انکے سامنے قسم کھائی ہے اب تم بھی باز آؤ انکے مقابلہ سے ہاتھ اُٹھاؤ باغبان نے کہا یہ سب سچ ہے کہ وہ ایسے ہی عیار ہین لیکن مجھ سے نمکحرامی کبھی نہ ہوگی مین شہنشاہ افراسیاب سے کچھ ہی کیون نہو نہ پھرونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو مین زہر کھالونگی اپنا گلہ کاٹ کر مرجاؤنگی سنو صاحب شہنشاہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نئی جادوگرنیان پھر گئین اور مقابلہ کرتی ہین تو انکا شہنشاہ کچھ نہین بنا لیتے تمھارا کیا کرینگے اے میان اپنی جان ہے تو جہان ہے باغبان اس عیاری کو دیکھ کر عیارون کو مان تو گیا ہی ہے گھبرا کر گویا ہوا کہ اے ملکہ مین عجب طرح کے مخمصے مین گرفتار ہون کیا کرون کیا نہ کرون خیر اب دو چار روز کے بعد تمھین ان باتون کا جواب دونگا اور جیسا تم کہوگی سمجھونگا یہ کہہ رہا تھا کہ یکا یک آواز آئی اے باغبان جلد آؤ اسنے گھبرا کر کہا حاضر ہوا زوجہ نے اسکی پوچھا کہ کسنے پکارا اسنے کہا مجکو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ ساحران پکارتے ہین یہ کہہ کر بہت جلد بتیا بانہ اُڑا اور آن واحد مین باغ سیب مین آیا شاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا اور چیلے نے سحر کے سب گفتگو زن و شوہر کی سُنکر عرض حال کیا تھا اور یہ آواز بزور سحر اسی نے دی تھی جسکو باغبان نے اتنی دور سے سُنا تھا کہ اے وزیر آؤ غرضکہ وزیر مذکور خوف بادشاہ سے لرزان برگ بید لرزان بہت جلد بزور سحر سامنے شاہ طلسم کے آیا بادشاہ نے بطور تجاہل غصہ کو ضبط کرکے مسکرا کر فرمایا کہ کیون اے باغبان تم دو چار روز مین بی بی کلچھین کو کیا جواب دوگے باغبان نے یہ سُنکر تخت شاہی کو بوسہ دیا اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے شاہ مین آپکا بدل غلام ہون مجھ سے یہ امید نہ رکھیے گا کہ مین نمکحرامی کرونگا کیونکہ مین وہ شجر نہین ہون کہ جسکا ثمر حنظل ہو اور وہ گلشن نہین جو بوقت سیر جنگل ہو از بسکہ بی بی میری ناقص العقل بیوقوف عورت ہے اسکے بہلانے کو مین نے کہہ دیا تھا کہ چند روز مین جواب دونگا بس اے شہنشاہ جہان پناہ اگر یہ اقرار میرا باعث تکدر آئینہ مزاج ہمایون شاہ عالیجاہ ہو تو اُمید رکھتا ہون کہ خلعت عفو سے مین مجلی و مخلع کیا جاؤن ؎

ہم سے گناہ رحم ہے لائق حضور کو — کیجیے معاف ہم ہین گنہگار آپکے
اب آپ کیجیے ہو جو سزاوار آپکے — ہم سے گناہ جو کہ ہوا وہ تو ہو چکا

افراسیاب نے فرمایا کہ اے باغبان مین تجکو اپنا فوت بازو سمجھتا تھا اور ترقی خواہ سلطنت اور بڑا نمک حلال جانتا تھا مگر افسوس ہے کہ تیری زبان سے ایسا کلمہ نکلا کہ اب مین بشراکت نمکحرامان چار روز کے بعد جواب دونگا اس بات کا بیشک مجکو بڑا ملال ہے کس لیے کہ تجکو کہنا چاہیے تھا کہ مین ہزار بار مر کر زندہ ہونگا جب بھی شراکت ناعیاران نہ کرونگا سوقت خطا تیری تو معاف کی مگر آیندہ جو تیری زوجہ سے یا تجھ سے ایسا کوئی کلمہ سنونگا تو بڑے عذاب الیم سے تجکو مارونگا اور وہ آزار پہونچاؤنگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اور مردمان دنیا تجھپر افسوس کرین گے اور مجکو رحم نہ آئیگا وزیر یہ کلمات عتاب سنکر تھرایا اور تخت شاہی کے گرد پھر کر سات بار تصدق ہوا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک جاہ عورتون کی نسبت قول بزرگان ہو کہ سعدی علیہ الرحمۃ اگر نیکسا بودے سرانجام زن + زنا نرا مزن نام بودے نہ زن + واقعی میری زوجہ نے مجکو کہین کا نہ رکھا تھا آپکا کرم میرے آڑے آیا جو اس روسیاہی سے کونین کی میرے بچ گیا ورنہ دین بھی جاتا اور نمکحرام بھی کہلاتا اب مجکو دامن عاطفت خاوندی مین چھپا لیجیے اور میرے گناہ پر قلم عفو

پھیریے بادشاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ اسکو فی الحال دشمن بنانا مناسب نہین پس ہنسکر گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب خطا کے عوض اس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرنا اور مہرخ مسحور سبحر ہے یقین ہو کہ وہ اسکی رہائی کے لیے طلسم کو کب تک آئے اور ابتو وہ بار بار اس طلسم سے یہان آیا کرتا ہے کیونکہ اس ہیدین اور جنگلی نے راہ کھولکر آمد رفت سہل کر دی ہے اب تم جا کر عیارون کو گرفتار کرو وزیر حسب ارشاد شاہ تسلیم کر کے روانہ ہوا حال اسکا انشاء اللہ آیندہ بیان ہوگا اب مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ مقیدان سحر شیاطین ہر روز سوار ہو کر اسی صحرائے سبزہ زار مین جاتی اور شکار و سیر مین مصروف ہوتی ہین جب شام کو بارگاہ مین اپنی آتی ہین اسوقت اثر سحر کا ان کے دلون سے کم ہو جاتا ہے اور جانتی ہین کہ ہم مسحور ہین اور یہ اس لیے شیاطین نے بوقت سحر بہت کم ہونے کو مقرر کیا ہے کہ مقید اپنے حال پر آگاہ ہو کر اشک حسرت بہائین اور میرا نام ہو کہ باوجود آگاہی میری قید سے رہا نہین ہو سکتے فی الجملہ ایک روز جب شہباز روز نے بہ صید زاغ شب کا شانہ عالم سے پرواز کی اور صیاد لیل نے دام کہکشان مین دانہ انجم کا ڈالکر مرغ سوز آفتاب کو پھنسایا کہ بموجب

ابیات

بڑا میدان جھیلا آہوؤن نے — شکار خواب کھیلا آہوؤن نے
سیاہی شام کی گردون پہ چھائی — گیا دن مہر ڈوبا رات آئی

یہ سب صحرائے سحر ویز نگ سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آئین اور بعد فراغ اکل و شرب ہر ایک کو اپنی گرفتاری کا خیال آیا صدائے آہ و نالہ بلند کی اور خدمت مہرخ مین سب سردار آکر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ ہماری آخر ہم کبتک یہان اسیر رہین گے کوئی تدبیر کرنا آپ کو لازم ہے کس لیے کہ آپ ہم سب کی سردار ہین مہرخ نے فرمایا اگر کوئی سامنے آکر مجھپر سحر کرتا تو اس سے لڑ کر فیصلہ کرتی اب تو سوائے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ مین آگے کھڑی ہو کر درگاہ خدا مین فریاد کرون اور تم سب آمین کہو اس رات کو اسی طرح تضرع و نیاز بدرگاہ کریم کارساز کر کے بسر کرو شب غم یقین ہے کہ سحر عشرت سے بدل جائے اور نسیم تمنا گل مراد گلشن آرزو مین شگفتہ فرمائے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ کیجیے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے باہر ایک میدان مین آئی اور تاج سر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ احکم الحاکمین ہو کر روئے عجز بتضرع جانب قبلہ کر کے استادہ ہو گئی اور پس پشت ہمراہیون نے صف جمائی ملکہ نے دست بہر دعا بلند کیے اور گڑگڑا کر یہ کلمے زبان پر لائی کہ اے مسلمانون کے خدا واسطے اپنے خاصان درگاہ کا ہم کو اس بلا سے نجات دے الٰہی ہمنے زبانی عیارون کے تیری صفت سنی ہے تو ایسا خدا ہے

نظم

یوسف پہ رہی بہت تباہی — آخر کو ہوئی نصیب شاہی
موسے رہے تہ مین جو حیران — آخر ہوا ان پہ فضل یزدان
یونس رہے حوت کے شکم مین — چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین
ایوب کی کس نے کین دوائین — یعقوب کی کٹ گئین بلائین
قزاق ستم ہین نہ لوٹین — اس قید الم سے ہم بھی چھوٹین

یہ دعا انکی قبول ہوئی یعنی ملکہ بران جو عمرو کو لیکر اپنے مقام پر آئی تو اس شب کو اسے بھی یہ خیال آیا کہ آخر اسباب کو ہمارے متوسلین کا ذرا پاس نہین ہے ایسا نہو کہ مہرخ کو اسنے بعوض قتل الٰہی کسی آفت مین پھنسایا ہو بس مجھکو اسکی خبر لینا ضرور ہے یہ سوچ کر بہ ماہ تمام خواجہ سے بحیلۂ آرام رخصت ہو کر بالائے بام آئی خواجہ اپنے مقام پر آکر استراحت پذیر ہوئے اور ملکہ مذکور نے سب کنیزون کو حکم دیا کہ تم سب نیچے کوٹھے کے آج رہو مجکو ایک سحر تیار کرنا ہے خبردار یہان کسی کو نہ آنے دینا کنیزون حکم بجا لائین اور ملکہ نے تنہائی پا کر ایک سحر پڑھا کہ پردے ہوا سے نالہ

پیدا ہوا اور ایک ہنس جواہر کا مگر چاند اڑتا ہوا سامنے آیا زمین جواہر دوز اسپر کھنچا تھا گلے مین یاقوت کا مالا پڑا سراپا مثل معشوق زیبا آراستہ اور پیراستہ تھا ملکہ نے دوپٹے کی گاتی باندھی اور جست کرکے اسپر سوار ہوکر یکہ وتنہا جانب طلسم ہوشربا روانہ ہوئی اسوقت اس عنقاے اوج حسن کے جمال کی عجیب کیفیت تھی کہ ماہ تابان سپہر دوچندان حسن سے اسکے شرمندہ تھا اور رخ سے رخسار درخشان کے زہرہ کا حسن ضیا ماند ہوگیا تھا وہ چہرۂ مصفا کی چمک اور زیور کی پھبن وہ اسکا اٹھتا جوبن کبھی کاہے کو پیر فلک نے دیکھا تھا اپنے تارے اسپر صدقے اتارا چاہتا تھا اس چاندنی رات مین ایک چاند فلک پر اور ایک دے ہوا چمکتا جاتا تھا ہوا کا صحرا مین سناٹا تھا برسے ہوا اس بلقیس حشم کا چلنا تھا یا دل روزگار کا حوصلہ نکل رہا تھا سے ہوا کا رتبہ بڑھا تھا

نظم

بزم عالم مین شمع رخسار کی روشنی تھی

درپیش قیامتین بلائین　　اندازنئے نئی ادائین
گرسامنے اسکے بدر آیا　　عارض کی چمک سے داغ کھایا
کیفیت نشۂ جوانی　　انداز خمار وسرگرانی
کھایا جوکہین کمر نے لچکا　　پہونچادل دہر مین بھی دھکا

ہر صحراسے مثل ایام بہار گلدرتی ہوتی ہر کوہ سے برنگ طائر رنگ لالہ زار اڑتی ہوئی اپنے طلسم سے نکلکر رفتہ رفتہ اسی صحرا مین کہ جسمین مہرخ اسیر تھی رہائی کی دعا مانگ رہی تھین پہونچی وہ صحرا ازبسکہ مسحور ومسدود تھا اسوجہ سے ہنس اسکی سواری کا بھی رک گیا اور اسنے جانب صحرا جو دیکھا تو ایک لشکر کو اترے پایا اور مردان لشکر کو میدان مین جمع پایا یہ دیکھ ہنس اپنا زمین پر اتار لائی اور اس گروہ کے قریب آئی اور ہر ایک کو پہچان کر گویا ہوئی کہ ہائین تم لوگ یہان کہان مہرخ نے دعا موقوف کرکے تسلیم کی یہ ہر ایک سے گلے ملی اور بارگاہ مین ہمراہ ان کے آکر بیٹھی حال استفسار کیا مہرخ نے کیفیت بیان کیا کہ کسی ساحر نے چھپکر ہمکو روکا ہے اگر سامنے ہمارے آتا تو ہم مقابلہ کرتے اب بالکل مجبور ہین بران یہ ماجرا سنکر فرط غضب سے بسان آتش تند افروختہ ہوئی اور کہا اس افراسیاب نے تمھاری قضا گویا اپنے ہاتھ مین رکھی ہے مگر یہ نہین جانتا کہ میری موت اب قریب آئی ہی یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی برسے ہوا سناٹا پیدا ہوا اور وہ تخت اڑتے ہوئے زمین پر اتر آئے اپر دو عورتین پریزاد ہور چہرہ لباس پر تکلف اور زیور گرانمایہ سے آراستہ وپیراستہ سوار تھین انھون نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے انکو حکم دیا کہ اے نسیم تیز رو واے دختران صبا شتاب سرداران کو اور مہرخ کو اپنے تختون پر سوار کرکے اس صحراے مسدود سے نکال لے جاؤ نازنینان مہرپیکر حکم ملکہ بجا لائین اور سب کو سوار کرکے لیچلین اسوقت بران نے ایک نارنج سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ اے زمین بستہ کھلجا فوراً ایک آواز ایسی پیدا ہوئی اور بجلی چمکی زمین کو تزلزل ہوا یہ معلوم ہو کہ دنیا تہ وبالا ہوگئی مہد زمین ہنڈولا ہوگیا بعد کچھ عرصے کے راستہ کھلگیا دنیا ساکت ہوئی بران نے نہیب دی کہ اب جو کوئی مہرخ کا راستہ روکے گا تو طبقہ الٹ دونگی غرضکہ درہ کوہ ظاہر ہوا راستہ نظر آیا دریا اور صحراے سبزہ زار کا اب نشان نہ رہا وہ دونون جادوگرنیان نسیم وغیرہ تخت اڑا کر چلین لشکر مین بھی طبل سفر بجا ہر شخص کمر باندھ کر رہگزاے منزل مقصود ہوا اور ملکہ بران انکو رخصت کرکے ہنس پر سوار ہوکر پھری اسوجہ سے کہ خواجہ وغیرہ حبیب کو میرے حال سے مطلع نہون غرضکہ جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو وہ وقت تھا کہ سورہ شب کا حصار اسیران صحراے دنیا کے واسطے ٹوٹ چکا تھا در خاور کھلا تھا شاہ مہر تخت فلک پر سوار ہمراہ نسیم سحر آیا تھا کہ **نظم**

فلک دکھین دکھائے کیا یہان رنگ + کہ بدلا شب نے مثل آسمان رنگ + سحر بھر خنجر خورشید سے کہ کر
ہوئی ہے آشکارا آسمان پر + صبح ہوتے ہوتے ملکہ مہرخ کو لیکر وہ دونون جادوگرنیان درہ کوہ مسدود سے اور
صحرائے مسحور سے نکلگئین تھین اور ٹھہرین کہ لشکر بھی سب آکر جمع ہوا ملکہ داخل لشکر ظفر پیکر ہو کر رہرو راہ امید ہوئی براان
نے جادوگرنیونکو رخصت کردیا اور ملکہ براان قریب سحر اپنے کوٹھے پر پہونچکر آرام پذیر ہوئی ادھر مہرخ اپنی فوج لیکر روانہ ہوئی
لیکن افراسیاب بعد رخصت اعیان وزیر نہایت بدمزاج مکدر بیٹھا تھا کہ یکبرگی شور برپا ہوا نوبت ونقارے بجنے سنائی دیے اور تین
لاکھ ساحر برشے ہوا بادولط ہنس پر سوار نظر آئے آگے آگے تخت ہائے سحر پر ایک ساحر اور دو جادوگرنیان سوار تھین سب کی
سردار تھین لشکر مین ڈمرو بجتا تھا ناقوس اور گھنٹون کی آواز سے دل دہرہ دہلتا بڑے تزک واحتشام سے در باغ سیب
پر وہ لشکر اترا اور میدان باغ کے سامنے کا فرودگاہ سب نے مقرر کیا تینون سردار باغ مین آئے شاہ جادوان کو مجرا کیا
بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر تو وہی شیاطین جادو ہے اور جادوگرنیان ریحانہ جادو و نگار جادو دونون کنیزین مادر ملکہ
حیرت ہین انھون نے حیرت کو گود مین پالا ہے ملکہ مذکور انکو بجائے مان کے سمجھتی ہے اور سلام کرتی ہے چنانچہ یہ دونون
شہر ریحانہ اور نگارستان کی حکومت کرتی ہین یہ ملک انکو جاگیر مین ملے ہین اب جو انھون نے حال جنگ و جدال
سنا اپنی شہزادی کی مدد کو لاکھ لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئین اور بعد قطع منازل اسی درہ کے قریب پہونچین کہ جو مسحور
تھا ازبسکہ یہ حال طلسم کو جانکر درے کو چھوڑ کر قلعہ ابلیسیہ پر آئین شیاطین نے خبر آمد سنکر استقبال کرایا اور
در قلعہ تک خود لینے آیا کیونکہ خاتون بادشاہ انکی تعظیم کرتی ہے غرضکہ باغ مین اپنے لاکر ان کی دعوت کی اور
سبب آنیکا پوچھا انھون نے کہا ہم اپنی شہزادی حیرت پاس جاتے ہین چونکہ درہ کوہ ہمیشہ مسدود ہے اور
تم اس کے محافظ ہو اسوجہ سے تمہارے پاس آئے ہین کہ ہمین راستہ دو اسنے جواب دیا کہ مین نے مہرخ کو اس طرح بیرہ
گردان کیا اب اس کے مطیعون کو چاہتا ہون کہ جاکر قتل کردون اور بہار وغیرہ کو گرفتار کر کے حوالہ شاہ کردون
اچھا تمہارے ساتھ مین بھی چلتا ہون یہ کہکر ایک لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر انکے ساتھ بکروفر تمام تر روانہ ہوا اور اسوقت
آکر خدمت بادشاہ مین پہونچا الغرض بادشاہ نے انکو اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ تینون کرسیون پر متمکن ہوے اور بادشاہ
کو اس ساحر کی صورت دیکھکر مہرخ یاد آئی بس حسب آئین پوجا وغیرہ کر کے کتاب سامری منگائی اور اس مین
حال مہرخ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ براان نے آکر راہ کھولدی اور مہرخ رہا ہو کر اپنے لشکر کی طرف آتی ہے یہ دیکھکر
کتاب بندکی اور شیاطین کی طرف دیکھکر کہا کہ قیدی تو تمہارے چھوٹ گئے اسنے کہا اے شہنشاہ السیاکون تیرے سوا ہے جو تیرے
سحر کو توڑ کے ان نگہر امون کو نکالدیگا مین ایسی طاقت تو سوائے آپکے کسی مین نہین دیکھتا بادشاہ ازبسکہ اول سے رنجیدہ خاطر تھا
اسوقت اسکو گھرک بیٹھا کہ او بیہودہ ادھر سے ادھر تو ناچا پھر احفاظت تو تجھ سے نہو سکی اب یاوہ گوئی کرتا ہے لیک سے ایک
سامری نے بہتر بنایا ہی تو یہین جھک مار اکیا لے جاؤ سب چھوٹ گئے اسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ اگر وہ رہا ہو گئے تو مین جاکر انکو پھر
قید کرتا ہون کیا مجال انکی جو اب آگے بڑھ سکین بادشاہ نے کہا اب وہ سب اپنے لشکر کے قریب پہونچگئے ہین اب اسیر نہونگے کس لیے کہ انکے
لشکر کے عیار ہر سمت پھرا کرتے ہین اور ساحر کو منزل مقصود تک پہونچنے بھی نہین دیتے راستے ہی مین مار ڈالتے ہین اسنے عرض کیا کہ

مین عیارون کو پہلے ہی قید کرلونگا شاہ نے کہا بس زیادہ نہ بکو اب تم لشکر لیکر آئے ہو تو یہین ٹھہرو سمجھ لیا جائیگا
جلدی کیا ہے بادشاہ کے خفا ہونے سے یہ خاموش ہو رہا اور ریحانہ و نگار تا دیر حاضر دربار رہ کر عرض رسا
ہوئین کہ کنیزون کو حکم کیا ہوتا ہو کس لیئے کہ ہمارا ابھی یہی ارادہ تھا کہ اس نگھرام مہرخ کو جھونٹے پکڑ کے سامنے حضور
کے لے آئین وہ وہی ہی آپ شہنشاہ ہین آپکا مقابلہ وہ کیا کر سکے گی بادشاہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر ابتو ان
باغیون نے جمعیت پکڑی ہی تم اب ملکہ حیرت کے پاس جاؤ انسے ملو جب مہرخ اپنے لشکر مین آکر داخل ہوگی اُسوقت
مین حکم لڑنیکے لیئے بھیجدونگا یہ حکم سنکر دونون اُٹھین اور شاہ کو سلام کرکے روانہ ہوئین اسوقت شیاطین نے عرض کیا
کہ مین بھی انھین کے ساتھ خدمت حیرت مین جاتا ہون آپ جیسا ارشاد فرمائینگے بجالاؤنگا بادشاہ نے اسے
بھی رخصت کردیا اور یہ تینون شیاطین باغ سے باہر آکر سوار ہوے اور معہ تمام لشکر کے دریائے خونزدان سے اُترکر
قریب لشکر حیرت پہونچے ملکہ موصوفہ نے خبر آمد سنکر استقبال کیا لشکر انکا متصل اپنے لشکر کے اُتروادیا بارگاہین انکے
لیئے آراستہ ہوئین کئی کوس کے گرد مین تین لاکھ کا لشکر اُترا اور ریحانہ و نگار بارگاہ حیرت مین آئین ملکہ نے
انکو سلام کیا اُنھون نے دعا دی کہ بچی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہو بوڑھ سہاگن ہو وارث جیئے سہاگ بنا رہے
تیری اڑیہی دیکھکر میان تیر کسی کا منھ نہ دیکھے یہ دعا دیکر بلائین لین گرد پھرین پھر دنگلو نیر بیٹھین نلچ ہونے لگا جام
شراب بگردش مین آیا انکی آنیکی خبر طائران سحر نے ملکہ بہار کو پہونچائی یہان مہرخ بنائی ہوئی عیارہ ونکی سر پر حکومت کیئے
بیٹھی ہو اسنے بھی سُنا اور ضرغام عیار روانہ ہوا کہ مین جاکر ان ساحرونکو مارون ادھر ریحانہ و نگار ملکہ سے
رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئین اور نگار و ریحانہ سے بہت چھوٹی ہو اور یہ دونون حقیقی بہنین ہین ریحانہ چھوٹی
بہن کو بجائے دختر کے سمجھتی ہے اور جب سے شوہر اسکا مرگیا ہو یہ بہت دلجوئی اسکی کرتی ہو اور وہ ہمیشہ ایک ساحر
پر عاشق ہوکر غمگین رہتی ہو چنانچہ اسوقت جو بارگاہ مین دونون آئین نگار نے کہا باجی امان میرا تو دم گھبراتا ہے
مین تو سیر کو جاتی ہون ریحانہ نے کہا بیٹا یہ مقام پُرآشوب ہو دشمن سے مقابلہ پڑا ہو صدقے یہی کیا تمنے اپنا گھر بنا یا کہ جہان
پایا وہان ماری ماری پھرین اب یہان تو دو بیٹھو اسنے کہا ابھی تو لڑائی موقوف ہی مین خالی بیٹھکر کیا کرون ناصاحب میرا دم اُکتا کر
نکل جائیگا اور دشمن سے مقابلہ ہو تو کیا مین اسکے لشکر مین تھوڑے جاؤنگی جنگل مین پھر چلکر دو گھڑی دل بہلاؤنگی پھر چلی آؤنگی جنگل مین
کسی کا اجارہ ہے یہ سب طلسم میرے شہنشاہ کا ہے ریحانہ یہ گفتگو سنکر سمجھی کہ جائیگی یہ ضرور کیونکہ اسکی عادت ہی کہ ایک جگہ
تلوا نہین لگاتی ہے دل سے مشورہ کیا کہ میری بہن شوہر کے غم مین گھلی جاتی ہے تھوڑی مدت کے بعد یہان آئی ہے خیر پھر چل
آنے دو لیکن جنگل مین اسکا اکیلے پھرنا اچھا نہین عیارون کا بڑا خوف ہے بس بہتر ہے کہ لب دریا صحرائے سبزہ زار مین فرش بچھواکر
اسکو بٹھا دینا چاہیئے اور خاصہ ساقی اور کنیزین معین کرنا چاہئین کہ یہ اکیلی نہ رہے سب ملازم اسکے محافظ رہین بس یہ سوچکر اس سے کہا
کہ بیٹا ہوائی دیدہ تو ہمیشہ سے تم ہو اچھا اس شرط سے جانے دیتی ہون کہ لب دریا فرش بچھواکر جلسہ جاؤ ہر سمت دوڑتی نہ پھرو
میری جان مین تمھارے ہی بھلے کو کہتی ہون یہان نگوڑے عیار غضب کے ہین انسے مجکو خوف ہے بہن نے اسکی کہا اچھا باجی امان کیا
مضائقہ کہین نہ جاؤنگی ایک ہی جگہ پر بیٹھکر دل بہلاؤنگی یہ سنکر ریحانہ خوش ہوئی لشکر تو دور تک اُترا ہوا تھا اور قریب دریا

قاعدہ ہے لشکر کے اُترنے کا چنانچہ لشکر سے کوس دو کوس کے فاصلہ پر ایک دریا روان ہے کنارے اسکے صحرا رشک بوستان ہے متصل اسکے پہاڑ گلون سے غیرت دہ جنان ہے اسی صحرا مین کنارے دریا کے فرش ہونے کا حکم دیا گیا اور بسکہ یہ دونون اپنے ملک کی شہزادی ہین تمام سامان عیش و راحت انکے ہمراہ ہے بس ملازمون نے جملہ سامان مسرت و آرام وہان مہیا کیا اس بحر کے کنارے جنگل آراستہ ہونے سے دونا حسن ہو گیا ادھر تو فراش نے فرش زمردین سبزہ صحن دشت مین بچھایا تھا ادھر فرش قالین گلدار کا فراشون نے آراستہ کر کے سطح غبیرا کو لالہ زار بنایا ادھر مصور بہار نے تصاویر گلہاے بوقلمون سے صفحہ بیدا کو اثر رنگ مانی کیا تھا اس جانب نقاشی فرش رنگین گلکاری شیشہ و آلات پر تزئین سے ورق طبق ارض نگار خانہ چین ہوا تھا کنولہاے رنگین دریا مین چھوڑے گئے جو شب کو ستارون کی طرح چمک دکھائین قمقمے درختون مین لٹکا دیے جو صحراے خضر مین مثل انجم فلک زبرجدی شمع ماہ کو گھیرے ہین برج سنبلہ مین ستارے آئے ہوے نظر آئین لب ساحل کشتیان شراب ناب کی لگا دی گئین طعامے کے قہقہے اڑانیکا وقت قریب آیا گلدستے سامنے مسند کے رکھ دیے زیلندار پرچھے ان بڑی آن بان کے لگا دیے یہ سامان عیش و نشاط اس جگہ مہیا کر دیا جسکا یہ نقشہ تھا نظم

وہ دشت جو دشت دلکشا ہے
جس دشت مین خلد کی ہوا ہے
نخل و گل و بلبل و صبا چست
مے نوش ازل تھے جا بجا چست
ہر برگ ہے تازہ ہر شجر سبز
سبزے سے تمام دشت سبز
جو پھول ہین قدرت خدا ہے
جو سبزہ ہے خضر رہنما ہے
گل میکش بادۂ جوانی
کرتی تھی بہار باغبانی
دریا کی وہ ہر طرف روانی
تھا آب حیات یا کہ پانی
اس دشت مین واہ رہی وہ مجلس
تھا جس سے فروغ چشم نرگس
وہ صاف بچھا تھا فرش بلور
بیٹھے جو وہان نہ پھر اُٹھے حور
ہر ساغر بادہ ہمہ گل
تھی ہر بط مے جواب بلبل
شیشون کی چمک گلون کا جوبن
میخوارون کے گرد مرغ گلشن
خدام و مصاحب و اراکین
پہنے ہوے جامہاے رنگین
ارباب نشاط سب فراہم
باجون کو خوشی مین ساز باہم

القصہ جب یہ درستی ہو چکی کئی سو کنیزان انیسون اور جلیسون کو نگار اپنے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوئی اور اس مقام فرحناک پر آکر لب ساحل مسند پر جلوہ گر ہوئی اور سیر دریا اور صحرا کرنے لگی اسوقت مغنیان خوش نوا گوری کی تانین اُڑاتا پچھلا پہر دن کا باقی عجب سہانا وقت گرمی مجلس گرما گرم ساقی ہنگام غروب مہر صبح بنارس سے بہتر وہ سر پر وہ زرد دھوپ کا عالم جنگل مین کشت زعفران کا جوبن دکھاتا آفتاب براق سپہر کا کاخ مہر کی دیوار مین آئینہ لگا نظر آتا جانور بسیرا لیتے سر جھنکارتے چہچہے نغمے گاتے ایسے مقام فرحت بیز پر دور شراب ناب و جلسہ چنگ و رباب کا یہ عالم دکھاتا تھا کہ خاطر روزگار کو لبھاتا تھا نظم

تھا جام شراب مست کا ہاتھ
چلتی تھی ہوا شراب کے ساتھ
تھا خضر کہ سبزۂ گلستان
نہرون مین روان تھا آب حیوان
گانے کا تھا شغل بزم معمور
چھڑتے تھے قریب دوہرے طنبور
ہاتھون کو طیور چومتے تھے
مستی سے درخت جھومتے تھے

اس ہنگام فرحت و سرور مین وقت آیا کہ صحراے فلک مین قنادیل انجم کو فراش قدرت نے منور و روشن فرمایا اور بہر سبزہ زار سنبلہ فلک خسرو ماہ آیا زہرہ نے ترانہ خرمی سنانا چاہا کہ نظم

بہار شام آنکھون مین پھر آئی
ہر اک کے نیند پھر آنکھون مین آئی
نظر کی سوے صحرا خوش ہوا دل
جمی ساحل پہ میخوارون کی محفل

رات کو فراش مہتاب نے فرش چاندنی بزم عالم مین گسترده کیا ہر طرف پھولون کی خوشبو آنے لگی صحرا مین سناٹا ہوا ہواے سرد نے دلون مین جوش وحشت پیدا کیا یہ عالم ہوا ابیات

گل مست طیور بوستان مست
بلبل سے زیادہ باغبان مست
سب بزم نشین تھے نقش دیوار
شبنم سے تھے اشکبار اشجار
کیون مست نہو ہر اک صنوبر
دیتی تھی بہار لالہ ساغر
غنچون کے تھے شاخ سے اشارے
تو کاہکشان ہے ہم ستارے
اس بہار کی سیر مین نئی سیر سنیے

کہ بعد رہا کرنے باغبان وزیر کے قران و برق اپنے لشکر کی طرف چلے آتے تھے یہان تک کہ اس صحرا مین جہان جلسہ ہو رہا ہے پہونچے اور دور سے ٹھہر کر تمام کیفیت دیکھی پھر اپنے لشکر مین داخل کر ملکہ بہار وغیرہ سے ملاقات کر کے حال قتل ایلچی اور مہرخ وغیرہ بیان کیا بہار نے آثار ریحانہ و نگار کا انسے کہا برق نے حال لشکر کہا کہ اے ملکہ مین نے سبزہ زار مین جلسہ ساحرون کا دیکھا ہے یقین ہے کہ یہ وہی ساحرہ ہے جسکا ذکر تم نے کیا ہے پس جب یہ مقابلہ آپ سے کرینگی تو آپ کو زحمت ہوگی مین جا کر انکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اور کنارے دریا کے آیا ازبسکہ وہ دریا جس کے کنارے ساحرہ بیٹھی ہے بہت دور تک ہے ایسا کہ لشکریان مہرخ بھی بحر سے پانی لیتے ہین پس یہ عیار جب کنارے اسکے پہونچا میر بحر جو ملکہ بہار کی طرف سے مقرر ہے اس سے ایک مورنکھی طلب کر کے اپنی صورت ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی بالکل شہزادی مہر رخسار ذیوقار معلوم ہوتا تھا لعبتہ آفتاب دیدار تھا بلکہ خورشید کو شرماتا چہرہ حور اسکے جمال سے کیا آنکھ ملائے شرما کر نقاب سحر مین منھ چھپائے غیرت سے بحر مغرب مین ڈوب جائے اس روئے تابان کو دشمن جو دیکھے رعب حسن سے تھرائے اسکے عشق مین ہمیشہ سینہ سوزان رہے چشمہ چشم مین تری آجائے چہرۂ بے نظیر مین بالائے بینی الف ابرو لبان کمان کشیدہ جیسے تحریر مین الف آفتاب سر مد ہوتا ہے زلف چلیپا کے سامنے شب زلف کا سو لود ہوتا ہے رخسار پر اڑکر زلف کا آنا اور گیسو کا لہرانا قرص ماہ پر ابر کا چھا جاتا تھا جو ڑا تہ چھا بندھا تھا مشک نافہ تھا مانگ کا جوبن بالون مین یون ہویدا جیسے ظلمت مین راہ خضر پیدا نہین نہین پرین ماہ نو نمودار رات کو کہکشان کا اظہار حسین غیرت بخش بدر ماہ نو کی سامنے اسکے کیا قدر رخسار پر خال سیاہ کا جوبن یا میدان تاتار مین پڑا ہوا مشک نافہ ختن وصف دہن مین دہن کھولنا بیجا ہے یہ عقدہ بھلا کس سے حل ہوا ہی ہنگام تبسم اس نمک کا عالم مین شور ہی جسپر پیسا ہوا دل ہو رہا لب لعل یاقوت کی معجون خندہ قوت روح و دافع جنون غرضکہ سراپا اسکا بے نظیر یہ اسکی تصویر **نظم**

خورشید سے جیتنا ہے میدان
بالون کی صفت بہت ہے مشکل
جبتک کہ نہ منھ شگافتہ ہو دل
یہ شام کو خط استوا ہے
رکھی ہے سپر پہ تیغ عریان
یا یہ کہ سمجھیے مانگ کیا ہے
معنی بے صورت صفا ہے
دونون رخ صاف باغ امید
گویا ہے قران ماہ و خورشید
مضمون کہان ہین ایسے زیبا
آئینہ قدرت خدا ہے
کیا اسکا رقم کرون سراپا
نظارہ کرے جو چشم تحقیق
کس طرح سے آن بان لکھے
مقدور کہان کہ شان لکھے
تب میرے کلام کی ہو تصدیق
اس شکل و شمائل سے آراستہ ہوکر

بجرے پر فرش عمدہ بچھا کر شست ہاتھ مین لیکر سوار ہوا اور ایک ماہجن سے کہا کہ سحر سے صورت بدلکر مورپنکھی پر بیٹھے اور کھیتی ہوئی چلے ماہجن حسب ارشاد عمل مین لائی اور مورپنکھی روان ہوئی اس چاندنی رات مین ماہی کا شکار یہ تابان حسن کھیلتی روانہ تھی مورپنکھی ہوا کی طرح سن سن چلی جاتی تھی یہان تک اسی مقام پر پہنچی کہ جہان نگار لب ساحل جلسہ جمائے بیٹھی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک شہزادی مورپنکھی اڑائے جاتی ہے سمجھی کہ یہ طلسم تو بہت بڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعہ کی شہزادی سیر دریا کو نکلی ہے بس اسکو بلانا چاہیئے اور صورت بھی ایسی پیاری ہے کہ جس سے تیری محفل کو رونق ہو جائیگی ازبسکہ یہ ساحرہ حسن دوست بہت ہے تاب لا سکی کھڑی ہوگئی اور آگے بڑھکر پکارتی کہ بہن ذرا ٹھہرو اس یم خوبی نے کچھ جواب نہ دیا اس سے اسکا اور اشتیاق زیادہ ہوا اور پھر پکار کر کہا اللہ رے غرور آپکا اور غصہ ہم پکارتے ہین اور آپ جواب نہین دیتین اے صاحب ذرا ٹھہریے اپنے حسن پر مغرور نہ ہو جیے اے بوا ہم کوئی رذیل نہین ہین اپنی جگہ کی شہزادی ہین قربان آپکی بے اعتنائی کے ہم جانتے ہین کہ بجرا بھی آپکا ہے مانگنے کا نہین ہے آپ شہزادی ہین لیکن اتنا غرور سامری کو پسند نہین کہ منھ ہی سے نہین بولتے یہ خلاف انسانیت ہے ذرا ٹھہر جاؤ کیا ہرج ہوگا اس قلزم جمال نے اسکے بکنے پر بھی کچھ جواب نہ دیا جب تو اسکو غصہ آیا اور گھٹنون بھر پانی مین اتر گئی اور ماتھے پر ہاتھ برسم سلام رکھا۔

اس بحر حسن نے جواب سلام دیکر کہا کہ بہن مجھکو معاف کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون ورنہ تم سے ضرور ملاقات کرتی یہ کلام جو اسنے سنے اور زیادہ جسارت تکلم ہوئی بولی کہ رنڈی اتنی باتین نہ بناتی تو کیا ہوتا کیا تمھارے دشمن کسی کے نوکر ہین جو میان خفا ہون گے دیر کیا ہوتی ہے ایسی باتین مین بہت جانتی ہون تم مجھکو کیا چٹکیون مین اڑاؤگی مین تم ایسی دس کو راہ بتاؤن لو صاحب ہمارا تو اس پیار سے بلانا اور آپکا یہ اترانا جڑ دا تو ناک چوٹی مین گرفتار کیون ہے اتنا بھی روکھا آدمی مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا ذرا یہان آجا چاندنی کا جلسہ دیکھ کر اور دو ایک جام شراب کے ہم تم ساتھ پیئن گے ذرا ہنسین گے بولینگے اور ہمارا کیا کام ہے تجھ سے عیار نے یہ گفتگو سنکر تیوری چڑھا کر کہا اے بی ہوش مین آؤ حواس پکڑو عقل کے ناخن لو بھلا مجھ سے تم سے کہان کی جان پہچان ہے جو اتنا جلد پھسل پڑین میرے پیچھے بھوت ہو گئین بلا کی طرح چمٹ گئین واہ واہ واہ چلے کی خوبی بندگی خردی سب اس دریا مین ڈوبی نگوڑی مین کیا جانون کہ تم کون ہو تمھین میرے روکنے سے کیا مطلب مین اپنی راہ جاتی ہون تمھین کیا معلوم کوئی کس کام کو جاتا ہے کس کام کو نہین تم سے کوئی کیا بتائے تم تو لپٹ پڑین کہ یہان آؤ یہان آؤ اے بی ذرا تمیز سیکھو بوڑھی جورو بدتمیزی یہ کچھ نگار نے کہا ماشاء اللہ کیا کیا فر فر زبان چلتی ہے جھاڑ کا کانٹا ہو گئین ہماری تو یہ محبت اور عاجزی اور آپ کی یہ بے پروائی آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین آپ کو خود تمیز نہین ہے آدمی سے آدمی ملتا ہی ہے مین نے پکارا تو کیا قباحت ہوگئی اے بی آدمی کو آدمیت لازم ہے تمکو اتنی تو انسانیت نہ آئی کہ مین پانی مین تمھارے لیے اتر آئی اور تم نہ ٹھہرین ہان ہان سچ ہے تمھارا کوئی منتظر ہوگا اسکا پاس کروگی ہاے میرا سامری کی قسم مین نے اول جلول اور جلد باز رنڈی نہین دیکھی خیر اچھا ہے اپنے منتظر کی جہان اتنی دیر ہوئی شاق وہان لمحہ بھر اور سہی تمکو اپنے چاہنے والے کی قسم تمھین اپنے دیدون کی قسم ذرا ٹھہرتی جاؤ بھی آگے جائے تو دیدے ہی پھوٹین اس گوہر محیط خوبی نے جواب دیا کہ لے واہ تم تو خوب بنئیل لائین اے بی میرا منتظر تمکو ڑا کون ہوگا

یہ تم ہی ایسی ادماتی ہو کہ جنگل مین منگل کر رہی ہو یہ کہو کسی کے انتظار مین یہان آکر بیٹھی ہو مجکو بھی وہی راہ سکھا یا چاہتی ہو سو یہ میری جان بخیریت ہے بندی ایسے بھڑے مین نہین آنے کی یہان جمشید کی قسم میرا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے کبھی اتنی دور اکیلی کاہے کو آتی آج شامت جو آئی ادھر نکل آئی مین کمبخت کیا جانون اندھیرے او جانے نکلنا میرا دیدہ ایسا موٹا کاہے کو ہے کہ غیر جگہ اُتر پڑون اسوقت لکا حال سامری جانتے ہین بوٹی بوٹی میری کانپ رہی ہے جب گھر پہونچون تو زندگی دوبارہ ہو اسنے کہا لے بی یہ باتین نہ بناؤ یہان کوئی غیر نہین ہے ہم بھی ملازم شہنشاہ کے تم بھی انکی رعیت کسی آدمی کی اسکی طاقت نہین جو ہم سے آنکھ ملاے تم خوف نہ کھاؤ اُترآؤ ہماری جان کی قسم زیادہ نہ ٹھہرنا لحہ بھر مین چلی جانا مین کوئی باجی نہین ہون کوہ ریحانیہ دنگارستان کی شاہزادی ہون اسنے جواب دیا کہ تم سچ کہتی ہو لیکن بڑے بھیا کی طبیعت بہت خراب ہے وہ اگر سن لین گے تو مار ڈالین گے نگار نے کہا آؤ بھئی چلی بھی آؤ عیار کو تو اُترنا منظور رہتا ہی بعد تکرار بسیار مورنکھی سے اُتر اسنے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لیجا کر بٹھایا ساقی نے جام دیا اس نازنین نے شرما کر جام ہاتھ سے رکھدیا اور نیچی نگاہ کر کے بیٹھی نگار اسکا حسن وجمال دیکھ کر فریفتہ ہو رہی تھی اسکی گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ اے بہن تمھین شرم بہت آتی ہے تم یہان میدان مین بیٹھو میری باجی امان پاس یعنی ریحانہ کے پاس چلو اس عیار شوخ طرار نے جھجک کر کہا اے بی کیون مجکو دیوانہ بناتی ہو ناصاحب وہان مردانہ ہوگا کیا تم میری آبرو کے پیچھے پڑی ہو سامری کی قسم ابا جان تو خیر بڑے بھیا اگر یہان کا ٹھہرنا سن پائین تو میرے دھڑے اُڑا دین نہین معلوم میرا کیا حال کرین نگار نے یہ تقریر سنی اور چپ ہو رہی لیکن اسکو تاب کہان پھر بولی کہ لے بہن تم بہت آدمیون مین شرماتی ہو تو چلو وہ جو سامنے سبزہ زار ہے ہم تم چلکر بیٹھین یہ عیار اس کلام پر چپ رہا اور وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھی مگر مستفسر ہوئی کہ تمکو کچھ گانا بھی آتا ہے اسنے کہا گانا رونا سب کو آتا ہے بس یہ سنکر خاصون سے کہا کہ ستار اور بایان لیکر چند آدمی میرے ساتھ آؤ کنیزین یہ حکم عمل مین لائین اور یہ کچھ دور جلسہ کے مقام سے آکر لب ساحل بیٹھی اور کشتی شراب طلب کی اور اس نازنین سے کہا کہ مین بایان بجاتی ہون تم ستار چھیڑ دو گانے مین تم کو شرم آئیگی یہ تو ہاتھ کا کام ہے اسنے اسکے اصرار سے ستار کی طربین درست کر کے اس طرح بجایا کہ در و دخت کو مست بنایا کہ **نظم**

سنتے ہی وہ نغمہ تھی کہان تاب
ہونے لگا دل مین خود بخود درد
نکلی بھی تو لب سے واہ نکلی

ہر چشم پر آب جاہ سیماب
جامے سے ہوے سب اپنے باہر
پرواہ کے ساتھ آہ نکلی

ہوش اُڑ گئے چہرہ ہوگیا زرد
ہاتھ اُٹھ گئے ہلگیا کبھی سر
نگار محو ہو کر تعریف کرنے لگی کہ اور

جام شراب سے لبریز کر کے قسمین دینے لگی کہ تم بھی پیو اس عیار نے جام لیکر لبون سے لگایا اور منھ بنا کر کہا یہ شراب بہت تیز ہے میرے کام کی نہین مین اپنے نشہ کی چیز پاس اپنے رکھتی ہون یہ کہکر ایک قلم شراب کی کمر سے نکالی اور کہا دیکھو یہ شراب مین پیتی ہون پھر اس شراب دو گلابیون مین ملا کر ایک جام بھر کر نگار کو دیا وہ بے دسوا س پی گئی اسنے ایک ایک جام اور جو جو عورتین تھین انکو دیا کہ یہ سب پی گئین اور کچھ عرصہ مین معہ نگار ہر ایک بیہوش ہوگئی عیار نے خنجر نکالکر بے وسواس پہلے نگار کا سر جدا کیا پھر اورون کو قتل کرنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا ساحر جو الگ ٹھہرے ہوے تھے غل سن کر دوڑے اور ادھر ریحانہ کو بھی خیال آیا کہ بہن میری دیر سے

گئی ہے مین بھی جاکر دیکھون بس اُڑ کر چلی اور اسوقت آکر پہونچی کہ برق جادوگرنیون کو مار رہا تھا اسنے آتے ہی سحر پڑھا کہ برق بیحس و حرکت ہوگیا اور یہ زمین پر جو اُتری بہن کا اپنی سر جدا پایا بس اپنا گریبان پھاڑا اور نعرہ آہ مار کر پچھاڑ کھائی پھر لاشہ ہمشیر سے لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میری ناشاد و نامراد بہن ہائے مین کہتی تھی کہ تو سیر کو آگ لگا میرا کہنا نہ مانا اے بیٹا مجھے اکیلا کر گئین اے بھینا اپنی جنڈری پر یہ آفت تمنے لی میری کمر توڑ گئین ابھی تمنے دنیا کا کیا دیکھا تھا ہائے مجھ دکھیا کو موت نہ آئی اے بیٹا اپنی تجھکو کہی نہ میری سنی ہائے مجھ سے ایسی بیزار ہوئین کہ اب منہ سے نہین بولتین افسوس اب کسی بات سے تمھین مطلب نہین لے بیٹا سیر کرنے جاؤ اے فرزند اب مجھ سے ضد کر کے اٹھلا ؤ میری گود مین مچل جاؤ بھر چپکے چپکے مجھکو کوسو پھر روٹھ کر مجھ سے الگ جا کر بیٹھو ہائے اب تم نہ کچھ کروگی تمہارا یہ حال ہے کر نظم

تقویم کہن قوائے جانی
بیگانہ و آشنا برابر
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک
اک عالم بیکسی و غربت
تہ کردہ کتاب زندگانی
تربت پہ چڑھاؤ گل انھین کیا
تن خاک ہر ایک آرزو خاک
سو تخت کہ بوریا برابر
ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا
دنیا کی طمع نہ حرص دولت

الغرض رو پیٹ کر لاش بہن کی اُٹھوا کر برق کو گرفتار کیے اپنی بارگاہ مین آئی اس عرصہ مین خنجر آفتاب سے عیار روز نے سر ساحر شب کا جدا کیا اور نقش و نگار انجم کو ضیائے مہر نے مٹایا نظم

نظر جبدم پڑی نور سحر پر
ادھر مہ کو بھی داغ ہجر شب تھا
نظر آئے گریبان چاک کیسر
ادھر تو رنج و غم کا یہ سبب تھا

صبح کو تمام ساحر لشکر کے اور سردار وغیرہ حیرت کے اسکی بارگاہ مین جمع ہوئے اور بڑی دھوم سے لاش نگار کی اُٹھوائی رسم تعزیت ادا کی دن بھر اسی رنج و الم مین ہر ایک رہا جب فلک پر نبات النعش بصورت جنازہ ظاہر ہوا اور عالم سواد شب سے سیاہ پوش نظر آیا ابیات

اندھیرا چھا گیا نظر و دن مین کیسر
ہر ایک ساحر کا دل تھا رنج سے خون
کہ جب چمکا سرتابان فلک پر
سنو اب قتل ریحانہ کا مضمون

یعنی سر شام اسنے برق عیار کو قفس مین بند کر کے سامنے اپنے رکھ لیا اور بفرط غضب نفیر سحر کو حکم دیا لشکر مین اسکے طبل جنگ بجا اسنے کہا کہ تمام تمکو امونکا عوض مین اپنی بہن کے کام تمام کرونگی پھر اس عیار کو بڑے عذاب سے مارونگی الغرض جب اسکے لشکر مین نفیر سحر بجی جاسوسان سحر نے سامنے بہار وغیرہ کے جاکر خبر عرض کی ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی غلغلہ لشکر مین برپا ہوا تیاری حرب اور درستی آلات جدال ہونے لگی صدائے طبل رزم جب ضرغام عیار نے سُنی یہ برق سے بھی پہلے بہر عیاری روانہ ہوا القصہ بس اسوقت گھبرایا کہ تو دور دور سے پھر رہا ہے اور کچھ ہو نہین سکتا برق نے جاتے ہی فیصلہ کیا آج تو بھی صبح نہ ہونے دے کہ ساحرہ لڑ کر تیرے لشکر کو ریخ بہونچائے بس اسی فکر مین ساحر بنا ہوا لشکر حریف مین پھرنے لگا اتفاق روزگار سے کیفیت سنیئے کہ ملکہ حیرت نے اپنی وزیر زادی یاقوت جادو سے کہا کہ تم معہ چند سردار و بیگے کھانا لیکر ریحانہ کو میری طرف سے جاؤ اسنے کل سے غم ہمشیر مین کھانا نہین کھایا ہو سمجھا کر کھلاؤ یہ حکم سنکر یاقوت و سحر نگار و شیاطین وغیرہ چند سردار خوانہائے طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوئے حیرت نے صرصر عیارہ کو بلا کر فرمایا کہ تو بھی کھانے کے ساتھ جا ایسا نہو کہ کوئی عیار دست اندازی کرے عیارہ بھی عقب سرداران بانہ عیاری کے پہن کر روانہ ہوئی اور راہ مین

ضرغام نے ان سب کو جاتے دیکھا پہلے تو ساحرون کو دیکھکر چھپ رہا مگر کھانا وغیرہ جاتے دیکھکر سمجھا بیشک اسکے
ہمراہ کوئی عیارہ بھی ہوگی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ صرصر کو آتے دیکھا بس ایک مقام تنہا پر جب صرصر پہونچی یہ جھپٹ کر
قریب گیا اور کہا اُستانی جی بندگی صرصر نے ہر چند یہ صورت بدلے تھے تھا مگر پہچانا برا بھلا کہنے لگی کہ تیری اُستانی کے
منھ کو جھلسا اور تیرے اُستاد کو گھڑی گھڑی گورین تو یون نگوڑے تو اپنی بدذاتی سے باز نہین آتا ضرغام نے کہا اُستانی تم خفا
نہ ہو یہ بتاؤ کہ آج تم سست کیون ہو اسنے کہا تیری ایسی تیسی کی تو پھر وہی کہے جاتا ہے اُستانی جی تیری کون مالزادی فاحشہ ہے
اسنے کہا اچھا یہ بتاؤ اُستاد نے یہ عیاری کیسی کی عیارہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ شاید پھر طلسم کو کرب آگیا بس یہ سوچکر کہا وہ معلم اُستاد
تیر لگا یہان آیا اسنے کہا واہ آپ ایسی غافل ہین ورا آنکہ گود مین لیا چاہتے ہین پیچھے کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ اسنے گھبرا کر پیچھے کیطرف
دیکھا عیار نے کمند کا حلقہ گردن مین پہنایا وہ اسطرف پھری تھی کہ اسنے حباب بیہوشی مارا وہ چرخ کھا کر گرا چاہتی تھی کہ
اسنے چادر عیاری مین اسکو لپیٹا اور لیکر بھاگا اور جنگل مین لاکر ایک غار مین اسکو ڈالکر خوب بیہوش کرکے پیراہن اُسکا لے کر
آپ پہنا اور آپ اسی کی صورت بنا نیچہ تولتا ہوا اور کمند کے پیچھے دوش پر ڈالے جست و خیز کرتا روانہ ہوا اس عرصہ
مین یاقوت وغیرہ کھانا لیئے بارگاہ ریحانہ مین آپہونچی تھین کہ اسنے بھی لوگون سے دریافت کرکے بارگاہ مین اپنے تئین
پہونچایا یاقوت نے پوچھا کہ اے صرصر تم کہان ہو گئی تھین اسنے کہا رفع احتیاج کو ٹھہر گئی تھی یہ کہکر وہ لوگ جو کھانا لیکے آئے تھے
ملازم اور مزدور وغیرہ اُن سب کو باہر نکال دیا کہ مجھکو حکم ملکہ کا ہے حفاظت طعام ہے تم مین عیار نہ ملکر چلے آئین وہ سب
اسکے کہنے سے چلے گئے اور اسنے سب خوانون سے مہرین توڑ کر کھانا دیکھنا شروع کیا ادھر ریحانہ نے یاقوت و شیاطین وغیرہ
کی تعظیم کرکے صف ماتم پر لیجا کر بعزت تمام بٹھایا پہلے تو سب نے پرسا دیا پھر آخر ایک نے دوسرے کے منھ سے آنچل ہٹایا اور باب
نصیحت وا کیا کہ سنو میری جان ہمیشہ کوئی جیا نہین جس نے ماں کا بیٹا دیکھا اُسنے روئے گور ضرور دیکھا سوائے صبر کے
چارہ نہین اے ریحانہ ملکہ حیرت نے اپنے سر کی قسم دی ہے اور فرمایا ہے کہ مین بھی کھانا نہ کھاؤنگی اگر وہ نہ کھائیگی بس
مناسب ہے کہ اپنی شہزادی کا کہنا مانو کھانا نوش کرو ادھر تو یہ سب فہمائش مین مصروف ادھر عیار یعنی صرصر نقلی نے تمام
کھانے مین بیہوشی ملادی آخر ریحانہ کھانا کھانے پر راضی ہوئی اور یاقوت نے دسترخوان طلب کیا عیار مذکور نے
دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اور سب نے کھانا شروع کیا جب پانی طلب کیا چاہا اسی نے پانی بھی بیہوشی آمیز پلایا ریحانہ کی انیسین وغیرہ
بھی بسبب رنج اپنی مالکہ کے طعام ترک کیے ہوے تھین اُنھون نے بھی کھانا کھایا کھاتے ہی کھاتے ہر ایک بیہوش ہو گیا عیار
نے ملازمون کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ اندر نہ آنا اسوقت دربارگاہ کا تکمہ دیا اور خنجر کھینچکر پہلے ریحانہ کا سر جدا کیا اسکے مرتے ہی
برق جو قید تھا اُسپر سے سحر اتر گیا اور قفس کی کھڑکی توڑ کر وہ بھی نکلا اور چاہا صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی مگر اس جلدی
مین صورت کیا بدلی جائے اسنے دھوتی باندھ چادر منھ سے چھپا بدن پر زخم کے نشان بنا کپڑون پر خون چھڑک کر
انھین بیہوش شدہ لوگون مین اپنے تئین پہونچایا اور لیٹ رہا یہ اس لیئے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل مچا تھا تو
جانتا تھا کہ ساحر لشکر کے یہان ضرور آئینگے تب مین ٹھہر رہون اور کچھ کام کرون غرض ادھر تو مرگ ساحرہ
سے غلغلہ بلند ہوا ادھر عیار نے جلد جلد چند ساحرون کے سر کاٹے شور زیادہ بلند ہو ساحر جو

باہر تھے اُمنین جو بہادر تھے وہ تو بارگاہ کی طرف دوڑے اور باقی ملکہ حیرت پاس دوڑ گئے وہ منتظر ملکہ یاقوت کی بیٹھی
تھی کہ ساحروں نے آکر فریاد کی یعنی پکارے کہ اے ملکہ غضب ہوا وہاں سب مارے گئے ملکہ مذکور یہ خبر سنکر گھبرائی اور
بزور سحر اُڑکر چلی یہاں ضرغام نے سو ڈیڑھ سو مصاحبوں ریحانہ کے سر کاٹے تھے اور یاقوت دذیہ زادی کا سر کاٹ کر
شیاطین کے سینہ پر سوار ہوا تھا کہ ایک برق چمکی یہ سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس جست کرکے سراچہ فرار کر بھاگا اور وہ برق
آمد حیرت سے چمکی تھی چنانچہ وہ بارگاہ میں اُتری اسکے ساتھ چند خواصیں اور زمرد بہن یاقوت کی تھی اور باہر سے
جو ساحر کہ دوڑے تھے وہ بھی اندر بارگاہ کے آئے اور سب نے ایک سیل خون بہتے دیکھی صدہا ساحر کی گردن جدا جسم
سے پائی زمرد نے اپنی بہن کو مقتول دیکھکر گریبان چاک کیا اور بین کرتی ہوئی لاش سے دوڑ کر لپٹی کہ اے میری ماں
جائی اے میری ساتھ کھیلی تونے میری کمر توڑ دی ہائے اس بہن کو موت نہ آئی ہائے میں ناشاد تیرا مردہ دیکھنے کو
جیتی رہی افسوس یہ کیا غضب ہو گیا ہائے آج کلیجے کا ساتھ چھوٹ گیا غرض یہ تو بین کر رہی تھی کہ برق جو زخمی پڑا
تھا اسنے لیٹے لیٹے کمند ماری کہ حلقے اسکے گردن و کمر میں زمرد کے پیچیدہ ہوئے اور یہ گھبرا کر سحر پڑھنے لگی اور دھواں
بنکر کمند سے نکلی اور بھاگ کر فرط خوف سے الگ کھڑی ہوئی مارے ڈر کے گھگھی بندھ گئی ساحر کہتے ہوے کہ ارے کیا ہے
ارے کیا ہے پاس آئے برق سمجھا کہ اب تم پکڑ جاؤ گے بس لوٹ مار کر ایک قنات پاس پہونچا اور اسکو چاک کرکے پار نکل گیا یہاں
ہزارہا مشعلیں روشن ہو گئیں کون تھا کون تھا شور مچا حیرت نے باران سحر برسایا کہ جو ساحر قتل نہوے تھے انکو ہوش آیا
شیاطین بھی اُٹھا کیفیت سے واقف ہو کر گویا ہوا کہ اے ملکہ میں یہاں نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ میں آیا
اور طبل سفر اسی وقت بجواکر کوچ کر گیا اور کہتا گیا کہ میں اپنا عوض مہرخ سے لیتا ہوں کیونکہ عیاروں سے چھپکر اپنا کام کرنا
چاہیے غرضکہ لاکھ ساحر اپنے لیکر یہ تو چلا گیا اور حیرت لاشہ ریحانہ پر خوب روئی پھر سب لاشوں کو اٹھوایا اور ملکہ صورت نگار
بھی قتل ہونے سے بچ رہی تھی اسنے جاکر مصوروں سے یہ سب حال کہا اس مرد نے جواب دیا کہ میں سب تصویریں
عیاروں کی کھینچ چکا ہوں کچھ ہی کسر باقی ہے اب ان سب کو بازندگانی الجملہ ایسا ہی ہنگامہ برپا رہا حیرت روتی ہوئی لاشیں
اُٹھوا کر بارگاہ میں آئی ادھر عیاروں نے جاکر بہار وغیرہ کو جملہ حقیقت سنائی وہاں جو طبل جنگی بجا تھا تیاری ہو رہی
تھی وہ موقوف رہی دلاوروں نے کمر کھولڈالی اسی معرکہ میں شب نے بھی مثل روح تیرہ ساحران جسم عالم سے نکلکر راہ گریز
اختیار کی اور تیرگی بسان تیرگی سحر دنیا سے رواں ہوئی کہ بہیت کہ جب شب کی برہمی پیرانہ سالی و فروغ صبح نے کی بحالی
وقت سحر مہرخ نقلی دربار میں آئی سب سردار بھی زیب دہ کرسی دنگل ہوے اور جب سے کہ برق و قران آئے ہیں اور
حال مہرخ اصلی بیان کیا ہو کہ اس طرح ملک کوکب میں ملکہ مذکور گئی تھیں اب بخشم و خدم تشریف لایا چاہتی ہیں یہ حقیقت
سنکر سب سردار جانتے ہیں کہ یہ مہرخ اصلی نہیں ہو اور ادھر مہرخ جو سحر سے شیاطین کے رہا ہو کر روانہ ہوئی معہ تمام
لشکر کے آتے آتے اپنے لشکر کے قریب پہونچی ایک منزل پھر ادھر درۂ کوہ میں بارگاہ استاد کرائی اور لشکر کو حکم قیام
دیا اور آپ ایک شقہ بنام سرداران لشکر رقم لکھا یہ مضمون اس کا تھا کہ ما بدولت و اقبال بصد جاہ و
جلال مقام پر پہونچے ہیں اب داخل لشکر فیروزی اثر ہوا چاہتے ہیں چاہیئے کہ پھر دو دیکھتے شقہ خاص فیض

اختصاص کے تاج و تخت لیکر معہ اسباب تزک و جلوس شاہی چند سردار برسم استقبال حاضر بارگاہ عالی ہون اور مورد الطاف خسروانی اپنے تئین کرین یہ شقہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا یہان سب دربار مین بیٹھے تھے کہ طائر شقہ لیکر آیا ملکہ بہار نے وہ شقہ لیکر پڑھا اور مہرخ نقابی کی طرف دیکھ کر مسکرائی عیار بھی سب موجود تھے اُنکو وہ شقہ دیا انھون نے اسکو پڑھکر مہرخ نقلی سے کہا کہ یہ رقعہ ملک کو کتے نے ہمکو بھیجا ہے اسکے جواب دینے کیلیے آپ تنہائی مین کچھ مشورہ کرنا ہے الگ تشریف لائیے وہ سنکر ایک صحنچی مین علحدہ آئی عیارون نے اس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر چلی جاؤ سرکار سے تنخواہ تمھاسے بسر اوقات کو ملیگی یا اس لشکر مین شل اور سردارون کے رہو کس لیے کہ مالک سلطنت اب تشریف لاتی ہین یہ سنتا تھا کہ وہ بہت خفا ہوئی اور کہا کہ اے بے ادبان ہے شرط کہ تمکو اس گستاخی کی سزا دلواؤن تم نہین جانتے ہو کہ مین مالک لشکر ہون میری جناب مین ایسے بیہودہ کلام تم کرتے ہو عیار سمجھے کہ اسکو مزا سلطنت کا پڑگیا اور فرط عیش سے دماغ مین خلل آگیا ہے خیر ہمنے تو چاہا تھا کہ اسکو رتبہ عالی پر پہونچا دیا ہے اب اسکو آزار نہ پہونچے مگر ناچاری ہے بس یہ سمجھ کر اسکے منھ پر ایک بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام عیار نے تاج شاہی اور قباے فرمانروائی اسکے جسم سے اُتار کر اسکا وہی پرانا لباس جو وہ اول مین پہنے ہوے ملی تھی پہنا دیا اور پشتارہ مین لپیٹ کر لشکر سے دور تر صحرا مین لاکر پشتارہ سے کھول کر لٹا دیا اور پھول دافع بیہوشی ناک کے پاس رکھکر آپ لشکر مین چلا آیا وہان کچھ دیر کے بعد وہ ضعیفہ ہوشیار ہوئی آنکھ کھلتے ہی وہ خواب وحشتناک دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے جلد آنکھین بند کرلین دماغ بوے حکمرانی سے مملو تھا پکارنے لگی کہ کوئی حاضر ہے وہان جواب کون دے صحراے لق و دق اور بیابان وحشت زا اسنے پھر پکارا کہ اے بہار و مخمور و اے فلان فلان کیون تمھاری شامت آئی ہے کہ میرے کلام کا جواب نہین دیتے ہو ارے کوئی ہے لیجائے انکو اور سزا دے اس کہنے کی بھی کسی نے سماعت کی اسوقت پھر للکاری کہ اے ملازمان ما بدولت کچھ تمکو عتاب شاہی کا ہراس نہین جو تعمیل حکم مین فرق کرتے ہو غرض تادیر یہی صورت رہی کہ کبھی اُٹھ کر بیٹھتی اور آنکھین کھولتی تو درختان صحرا کو سواران لشکر اور سنتری سمجھتی اور سبزہ کو فرش سبز مخمل کا تصور کرتی ساقی کو پکارتی اور کبھی چلو منھ سے جام کی طرح لگاتی اور غٹ غٹ کی صدا بلند کرتی ابیات

روان اسما خواصون کے زبان پر
ابھی سے مجکو بھولین تم غضب ہے
مین مہرخ ہون ہمانکی بادشاہ ہون

جو یقین خدمتگذار سکی وہان پر
نہین معلوم کیا اسکا سبب ہے
سراپا نور ہون ظل خدا ہون

یہ کہتی تھی کہان ہو پاس آؤ
شہنشاہ زمان میرا لقب ہے

مجھے پھر صورتین اپنی دکھاؤ
مرے زیر نگین یہ ملک سب ہے

فی الجملہ یہ سوداے خام اور تصور ناتمام جب کچھ کم ہوا تو آنکھین پھاڑ کر چار طرف اسنے نظر کی تو سمجھی کہ عیار مجکو صحرا مین چھوڑ گئے ہین اب سر رجہانبانی پر بیٹھنا غیر ممکن ہے یہ سوچ کر اسنے ایک پتھر اُٹھا کر اپنے سر مین مارا کہ سر پھٹ گیا اور یہ تڑپ کر ہلاک ہوئی چلیے فرصت شد خس کم جہان پاک ادھر مہتر قران نے چند ساحر اپنے ہمراہ لیے اور دو تین پلٹنین اور رسالے بھی ساتھ چلے تاج شاہی تخت حکمرانی پر رکھ کر جلوس اور اسباب تزک لیکر مہرخ کے استقبال کو روانہ ہوے

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
ٹوپی مہ و مہر اوچھالتے تھے

بیدار تھے مردے زیر تربت
وہ تخت کہ مثل تخت جم تھا

جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
تسلیم کو آسمان بھی خم تھا

باجون کی تھی صدا مبارک
یہ تاج و نگین شہا مبارک
سحر چلے پلٹنین رسالے
تھے جان کے کافرون کو لالے

یہ تو اس طرف چلے اور مہرخ انتظار آمد جلوس مین اتری ہوئی کہ شیاطین جو کوچ کرکے چلا تھا اسنے درۂ کوہ مین اسکو اترے دیکھا کیونکہ منزل پر تو یہ اتری ہی ہوئی تھی اس کے راستہ مین اسکا لشکر پڑا غرضکہ ساحر مذکور نے اسکو دیکھکر قصد رزم کیا مگر کچھ سوچ کر لشکر اپنا اور راہ سے جانب لشکر الملیسہ روانہ کردیا اور آپ چھپکر سحر پڑھا کہ سامنے لشکر مہرخ کے دیوار پیدا ہوکر دور تک کھنچگئی اور اول مرتبہ کی طرح ایک طرف دریا ایک طرف صحرا ایسے سبزہ زار پیدا ہوگیا شیاطین جب یہ سحر کرچکا لشکر حیرت مین پھر آیا کہ یہ مقام قریب تر تھا ملکہ حیرت غم مین اپنی کھلائیون کے مبتلا تخت پر بیٹھی تھی کہ یہ آکر پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ غمگین ہون مین نے مہرخ کو اس طرح مقید کیا ہے اب جبتک کہ مین زندہ ہون کوئی اُسکو چھڑا نہین سکتا حیرت جواب دہ ہوئی کہ اسکے مددگار بہت ہین وہ مقید نہ رہیگی تم جاکر اسکو مارڈالو اسنے کہا اچھا مین شہنشاہ سے پوچھ لون تو جاکر مار ڈالون یہ کہکر وہان سے باغ سیب مین گیا اور بادشاہ کو مجرا کرکے تمام ماجرا عرض کیا کہ ملکہ کی رائے قتل مہرخ کو کرنے کی ہے آپ بھی اجازت دین بادشاہ بھی حال مرگ ریحانہ وغیرہ سنکر رنجیدہ بیٹھا تھا بے تامل گویا ہوا کہ اچھا زیور اور گلزار کو پہنے دینا مہرخ کو جاکر مار ڈال یہ حکم سنکر اُسنے تسلیم کی اور پھر چلا جب دریائے خونروان کے پار اُترا قضارا مہتر برق بالا دوی کو ادھر آیا تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر دلمین کہا یہ ملعون خیمہ مین ہمارے ہاتھ سے بچگیا اب بن پڑے تو مار ڈالو بس یہ بھی لبلو نمی پیچھے پیچھے اسکے چلا کچھ دور چلکر وہ اڑا عیار بھی اس طرف کہ جدھر وہ اڑا جاتا تھا نہایت تیز روی سے روانہ ہوا یہانتک کہ ساحر مذکور اسی دیوار کے قریب جو اسنے بنائی ہے پہونچا اور دیوار کے ادھر چلا گیا برق دیوار سے ہٹکر ایک جگہ چھپ رہا وہان مہرخ شقہ روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر عرض کیا اے ملکہ ایک دیوار سامنے لشکر کے کھنچی ہے دریا بھی ہے صحرا بھی ہے شاید ہم پھر مسحور ہوگئے یہ خبر سنکر ملکہ گھبرا کر باہر بارگاہ کے آئی دیکھا تو واقعی سیہ بختی نے بلندی پائی ہے دیوار سیاہ اُٹھائی ہے بنیاد ستم کسی ماجوج منش نے ڈالی ہے نئی آفت ڈھائی ہے دیوانہ وار مقابلہ نہین کرتا نامرد ہے جو پس دیوار چھپتا ہے نہایت درجہ مفسدہ و رخنہ پرداز ہے جو آزار دہی مین قصور نہین کرتا ہے غرضکہ ملکہ ایسا کچھ دلمین سوچ کر دوسرے سمت جو چلی اسطرف دیکھا تو ستارا قسمت کا برج آبی مین آگیا ایک دریائے زخار موج مار رہا ہر حباب بسان چشم دشمن آنکھین دکھا رہا ہی ملکہ ادھر سے جب تیسری جانب قدم زن ہوئی تو بیابان پر خار کو غیرت بخش بہار پایا فی الجملہ آفت و صعوبت نے منھ دکھایا لشکر مین تلاطم پڑگیا ہر سمت یہ ہنگامہ تھا کہ بمقتضائے ابیات

جوان ہر ایک غصہ مین بھرا تھا
برابر زخم ہر دل کا ہرا تھا
کوئی کہتا تھا بیشک اب ہارا
برا آیا ہے گردش مین ستارا
بلا شک رنج آئیگا کوئی پیش
چبھین گے پھول دلمین صورت نیش
کہان سے یہ بلا بیوقت آئی
بُری ساعت مقدر نے دکھائی

بعض ساحر جو زبردست تھے وہ پرواز پیدا کرکے اڑے اور دیوار سے ادھر نکلنا چاہا لیکن ممکن نہوا ٹکرا کر اسی طرف گرے یہ سب تو اس ہنگامہ مین ہین لیکن شیاطین جو دیوار بنا کر اس طرف آیا یہ صحرا دور تک ہے وہ ایک مقام تنہا

مین آکر بیٹھا اور راگیاری کرکے تا دیر سحر پڑھتا رہا یہان تک کہ مہرخ کے جتنے بیر جادو کے تھے اُنکو اپنے قبضہ مین کیا
ملکہ مذکور تو غافل کھڑی تھی کوئی سامنے ہوتا تو مقابلہ کرتی اسنے بخوبی کام اپنا کرکے پرواز کی اور سر ملکہ پر آکر تھپڑ ایسا
ملکہ کا لیان سے رہی تھی کہ وہ جھپک کر گرا اور کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا گلزار و زنورہ وغیرہ نے چند ساحرون کے لینا لینا کہکر
اُڑین اور نارنج و ترنج بھی لگائے مگر پہلے سے مسحور محصور یہ سب تھین اسپر کچھ ان کے افسون نے اثر نہ کیا اور نہ یہ
اسکے قریب پہونچ سکین اور وہ دیوار کے اسطرف نکل آیا لشکر مین پس دیوار غوغا عظیم برپا ہوا ایسا کہ ادھر برق
عیار جو بیٹھا ہوا تھا اسنے بھی سنا اور گھبرا کر جو اوپر دیکھا تو مہرخ کو پنجہ ستمگار مین پایا عیار مذکور نے اتنی دیر مین کہ جتنے عرصہ تک ساحر
ملکہ مذکور کو پکڑنے گیا تھا اپنی صورت مثل ایک سردار شیاطین کے بنائی تھی کیونکہ یہ اسکے سردارون کو دیکھ چکا تھا سوقت
امنین سے جس کسی کا نقشہ خوب یاد تھا اسکی ایسی صورت بنا اسلیے کہ ساحر مجکو دیکھ بھی لیگا تو یکایک مجکو گرفتار نکریگا المختصر
ملکہ کو اسیر سر پنجہ ظلم ساحر ستمگر جو اسنے دیکھا عقب ساحر مذکور یہ بھی چلا اور ساحر نے یہ سمجھ کر کہ یہان سے لشکر اسلامیان
قریب ہے مبادا اس مجرمہ کو مین قتل نہ کرسکون کوئی اسکا مددگار ساحر یا عیار آجائے یہ سوچکر سناٹا بھرے بعد قطع مسافت
راہ اپنی زمین حکومت مین آیا عیار مذکور بھی اسکے پیچھے پیچھے بطور خفی نہایت تیز روی سے چلکر ساتھ ہی پہونچا اور
الگ ٹھہر کر جو دیکھا تو اس ساحر کو ایک غار مین کودجاتے دیکھا یہ ٹھہرا رہا اور بعد لمحہ کے یہ بھی قریب اس غار کے آیا مگر
اسکو وہ غار نہ دکھائی دیا کس لیے کہ یہ غار دروازہ قلعہ ابلیسیہ ہے اور حال اسکا اول مین بیان ہوچکا بس جب کوئی ساکن
شہر آتا ہے غار ظاہر ہوتا ہے باقی ناپدید ہوجاتا ہے غرض عیار مذکور یہان کے ساکن شہر کی ایسی صورت تو بنے ہوے تھا
پکارا کہ اے محافظان غار کیا آج مجکو راستہ نملیگا یہ صدا دیتے ہی پھر وہ غار ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر اسمین کودگیا اور تادیر غلطان
و پیچان رہا آخر تہ پر پاؤن لگا تو دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہے ہر طرف پھولونکا انبار ہے ہزارہا چشمہ و چکا پو جاری
سرگرم اہتمام بہار بہاری ایک طرف باغ پر بہار رنگا نظر آتا ہے دم باد صبا کی زبانی اپنی سرسبزی کی خبر عالم مین پھیلاتا ہے
دشت مین بھی گلستان سے زیادہ لطف بہار ہے چوگلہ اور کلغہ طرحدار ہے ہزار در ہزار تختہ گلہاے خوشبودار کا لگا ہے
کہین نسترین کی جا یاسمن کسی کسی سمت پھیلا ہے سرخی گلون کی رنائی یاقوت ہے یا بہر قوت روح مجروح معجون یاقوت ہے
سبز شاخ مین سرخ پھول کا رنگ نیا جوبن دکھاتا زلف سنبل سے مانگ مین شاہد چمن کی سیندور بھرا نظر آتا ہے زمین وہان
کی ہمسر آسمان بھی کثرت گلہاے منور سے لیکھ راہون کی شاخ کہکشان برابر انجم درخشان تھی نالہاے بلبل پر گل
شوخی دکھاتے ہنسکر اسکو شرماتے غنچہ مہذب ظریف تھے چپکے چپکے مسکراتے داغہاے لالہ کی بہار داغ دل عاشقان
کی کیفیت ظاہر طرفہ تماشا کہ خزان مین بہار آشکار کہ بموجب **نظم**

ہر گل تھا چمن مین صاحب زر
چشمک زن لالہ نرگس مست
آرائش بوستان ہے سوسن
خیری سے تمام باغ کی سیر

ہر برگ زبان شکر دادر
ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی
طرار ہے وہ زبان ہے سوسن

ہے ایک سے ایک بڑھ کے تر دست
بو غنچون مین نافہ ختن کی
شبو کی بہار قابل سیر

اس دشت رنگین مین دوسری بہار یہ کہ لالہ رخان کا مجمع ہر سمت گل کھلا

صحرا نہ تھا رشک اندر کا اکھاڑا نظر آتا پریزادان سمن پیکر و گلفام مصروف عیش و نشاط ہر جانب گرم ہنگامہ انبساط لب ہر چشمہ فرش دیبا و پرنیان گستردہ مسندین آراستہ صدہا نازنین غرق دریاے جواہر برنگ اعجاز صحرا گلگون زیور سے لدی نیچے درختون کے گلون کی طرح شگفتہ خاطری دکھلاتین ہر ایک حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تنویر بلکہ حور کی تصویر ہر سمت بازی کنان پھرتین کوئی چھلی چھلیا کھیلتی کوئی دس گھر الجھاے بازی کر رہی کسی کو بیجیسی کا شوق کسی کو گنجفہ کا ذوق روح عاشقان انکے گنجفہ کھیلنے پر نثار بہ محبت یہ کہے ہر بار ع گنجفہ تم نے کھیل کے میر کیا غلام کو۔ ان خوش قامتون سے علیحدہ ایک نہر کے کنارے فرش مکلف پر مسند آراستہ تھی اور ایک نازنین حسینہ گوہر بحر خوبی و یم بیا یان حسن و محبوبی اس مسند پر جلوہ آرا تھی نہر بھی چشم حباب سے اسکی صورت دیکھتی ہر صدف گوہر اسپر سے نثار کرنے لاتی آفتاب اسکے رخسار کا پانی مین چمکتا ستارۂ قسمت مردمان آبی چمکا ہوا آفتاب فلک پانی مین ہلور لینا لیتا تھا یا اسکے عکس رخسار کے گرد پھر کر تصدق ہوتا تھا زلف مشکین اسکی سواد ملک ختن نہین نہین حبش ہے تسخیر دل ترکان عالم کا غش ہے سبزہ رنگ پہ زلف سیاہ کا ہونا واقعی سبزہ زار مین کالی گھٹا کا چھا جانا تھا پیشانی پر اس کے گدنا گدا تھا عنوان دفتر حسن لکھا ہوا تھا لوح جبین پر تصویر سامری گدی تھی پیشانی نویس افراد کائنات نے فرمان حسن پر بڑی خوش عنوانی سے نشانی بنائی تھی مابین دو ابرو ٹیکا سیندور کا دیا ہندی لگی دائرہ اطاعت مین خوبان عالم کو لانے کی ہوس سر چڑھی ہوئی آنکھین غزالان دشت ختن کو چوکڑی بھلائین شکار شیر دلون کا فرمائین طرفہ تماشا یہ سیاہی و سفیدی چشم کا گردش کرنا یہ بازیگری دکھاتا کہ جنبش کو تا تار بناتا اور تاتار کو جنبش کر دکھاتا انقلاب دہر سے لیل و نہار کا ساتھ گردش کرنا غرضکہ وہ رشک بتان سرتاپا حسن مین بے نظیر سراپا اسکی زیبائی کی نسبت تقریر نظم

ابرو کو کوئی کمان کہے کیا
قبضہ مین ہے ان کے جہان آفاق
سرمہ بگلو گر سخنور
زیبائش ہر رواق ابرو
القصہ وہ سر سے لیکے پا تک

یہ بل ہے اگر تو حسن دریا
آنکھون کی صفت مین ذہن قاصر
خود ساقی و خود شبیہ ساغر
کہیے اسے موج چشمۂ نور
اک شعلۂ حسن تھی بلا شک

شمشیر زنی مین دونون ہین طاق
اعجاز نما کہون کہ ساحر
بینی کہ ستون طاق ابرو
یا طور پہ ہے یہ شعلۂ طور

برق نے اس جلسہ کو دیکھ کر اپنے تئین مخفی کیا اور ایک طرف کو دیکھا کہ بہت سے ساحر ملازمان شیاطین آبدار خانہ اور مینخانہ و باورچی خانہ وغیرہ مین مصروف کاروبار ہین کس لیے کہ ساحر مذکور ہمیشہ اسی صحرا مین براے حفاظت درۂ کوہ مسدود دیکھتا ہے یہ جا اسکی سیرگاہ اور یہ نازنین جسکا ذکر بیان ہوا اسکی معشوقہ ہے مگر وصل سے اسکے انکار رکھتی ہے ملکہ خمار چشم جادو نام ہے یہ ساحر ہمیشہ اسکی خاطر داری مین مصروف رہتا ہے اور اسکو راضی کرنا چاہتا ہے برق راہ کترا کر باورچیخانہ کی طرف آیا ایک باورچی کو پکارا کہ اے میان ذرا یہان آنا باورچی نے کہا کیون اسنے کہا مین یہی جا کر کہے دیتا ہون کہ وہ کہتے ہین کیون یہ کہکر آگے بڑھا باورچی سمجھا کہ یہ کچھ پیام سرکار کا لایا ہے ایسا نہو کہ خفا ہو کر جائے اور سرکار کی خفگی مجھپر آئے یہ سمجھ کر دوڑا کہ ٹھہریے تو عیار کچھ دور جا کر تھم گیا جب یہ قریب گیا ہاتھ پکڑ کر کہا بھائی ادھر

اکیلے مین آؤ تو مین کہون تمھاری غلطی کسی نے کھائی ہو کہ کھانے مین تمنے زہر ملانیکا قصد کیا تھا باورچی گھبرا گیا ایک جھاڑی کے پیچھے عیار کا ہاتھ پکڑے لایا اور کہا صاف بیان کرو عیار نے نہ کچھ کہا نہ سنا ایک طمانچہ اُسکو مارا ہاتھ بیہوشی آلودہ تھا وہ طمانچہ کھا کر بیہوش ہوگیا اُسنے اُسکو تو جھاڑی مین چھپایا اور کپڑے اسکے لیکر اسی کے ایسے نقشے پر تیار ہو کر باورچی خانہ مین آیا اور مصروف کار ہوا ادھر شیاطین جو فرخ کو لیے یہان قریب اپنی معشوقہ کے ہوچکے ملکہ کو بیحس وحرکت کرکے کنارے نہر کے ڈالدیا اور آپ مطلوبہ پاس بیٹھا اسنے دو ایک جام شراب کے دیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُٹھا کہ فرخ کا سر کاٹکر شہنشاہ پاس لیجاؤن اسوقت معشوقہ اسکی بگڑی کہ واہ صاحب تمنے خوب مجھکو جنگلے مین لاکر ڈالدیا اور آپ دو دو دن غائب رہتے ہو لو صاحب ابھی آئے ابھی پھر چلے مین نے رات سے کھانا نہین کھایا ہو کچھ تمھین اسکا بھی خیال نہین ساحر نے یہ کلمات شفقت آیات جو محبوبہ سے سنے نہایت خوش ہو کر اُسکو گلے سے لگالیا اور کہا اے جانی ولے مایۂ زندگانی مین اس نگحرامہ کا سر کاٹ لون تو کھانا کھاؤن سر اسکا شہنشاہ پاس دینے نہ جاؤنگا کسی کے ہاتھ بھیجدونگا پھر باطمینان تمام بیٹھکر داد عشرت دونگا اس معشوقہ نے کہا کہ یہ مجرم لحہ بھر مین کہین بھاگ نہ جائیگی کھانا کھالو تو جب تمھارا جی چاہے وہ کرنا یہ سُنکر ساحر بخاطر یار رطرحدار ٹھہر گیا اور کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا برق نے تھوڑے سے کباب زہر آلودہ کیے اور ایک پلیٹ مین لگاکر سامنے لایا ساحر معشوقہ کے کھانا کھارہا تھا کنیزین مگس رانی کر رہی تھین کہ اس نے آکر عرض کیا حضور کباب مین نے بڑے تکلف سے تیار کیے ہین دیکھیے گرما گرم ہین نوش فرمایئے ساحر نے پلیٹ اس سے لیکر سامنے رکھی اور ایک کباب توڑکر کھانا چاہا اُسوقت کنارے نہر کے ایک تڑاقا ہوا برق تو تڑاقا ہوتے ہی پچھلے پاؤن ہٹا اور کنارے سے نہر کے ایک تیلی نکلی اور پکاری کہ اے شیاطین بغیر ہمارے تو کبھی کوئی چیز اچھی نہ کھاتے تھے آج یہ کباب اکیلے اکیلے کھانے لگے ہان سچ ہے ان کبابون مین زہر بھی تو ملا ہو مگر مثل چلی آتی ہے کہ دوست بغیر زہر کی چیز بھی نہین کھاتے یہ کہکر وہ تیلی تو غائب ہوگئی اور ساحر نے کباب پھینک کر کہا لینا اسکو جو یہ کباب لایا تھا برق پہلے ہی سے بھانپ چکا تھا دور کھڑا ہوا تھا اسکے نعرہ کرتے ہی سمجھا کہ یہ سب ساحر ہین تم بھاگ نہ سکوگے یہ سوچکر ایک نہر مین کود گیا اور غوطہ مارکر بہت دور نکلگیا وہان ملازمین شیاطین ہر سمت دوڑے کہین پتہ نہ پایا ناچار پھر آئے اور عیار ندکور نہر سے ایک مقام پر نکلا دیکھا یہان سناٹا ہے سوائے صحرا کے کچھ نہین اسنے وہان ٹھہر کر پھر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی دھوتی پانی سے بھگو کر باندھی اور بہت جلد قریب شیاطین آیا وہ کھانا کھاکر نوکر قتل فرخ مین تھا یہ بھی سامنے آکر کھڑا ہوا اسنے دیکھکر پوچھا تو کون ہو اسنے کہا آپکی رعیت اسی قلعہ مین رہتا ہون اسوقت ایک کام کو باہر قلعہ کے جاتا تھا ادھر سے غل سنا اور ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا مین سمجھا کہ یہ مجرم بادشاہ ہے پکڑلون بادشاہ سے جاکر انعام لون یہ سمجھکر مین اُسکے پیچھے دوڑا وہ پانی مین کود گیا مین بھی پانی مین کودا مگر نہین معلوم کہ وہ کیا ہوگیا ہر چند ڈھونڈھا اُسکو نہ پایا اُسوقت مین آپکا ساتھ اسی حسرت مین دیکھ رہا ہون کہ اگر اُس مجرم کو پاجاتا تو آپسے انعام بھی ملتا اور سرکار کے ملازمون مین داخل ہوتا یہ تقریر سن کر شیاطین نے اُسکو انعام مین بہت کچھ زر دیا اور کہا اچھا تم ٹھہرو

ہم لوکر رکھ لین گے برق سلام کرکے اسکے پشت پر آکھڑا ہوا اور اُسنے پھر بقصد قتل مہرخ کیا اسوقت برق گھبرایا کہ اب سر دست کیا تدبیر کرون چنانچہ وہان سے ہٹ کر الگ آکر ہر چند فکر کی کوئی تدبیر نہ بن پڑی لیس بنا بر قاعدہ اہل اسلام کہ وقت مشکل مین خدا تعالی سے مدد مانگتے ہین اسنے بھی استغاثہ کیا اور رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے صدا آئی کہ اے برق برُے پھنسے اور ناحق یہان آئے اسنے یہ صدا سنکر گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسکو تعجب ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو جو بولتے ہو اور نظر نہین آتے اسوقت ایک پتلا پہلو بدسے ظاہر ہوکر گویا ہوا کہ مین ملازم شہنشاہ کوکب ہون ایک وقت مین آپکو یاد ہوگا کہ آپ اور قران باغ بینا مین مہان بادشاہ ہوے تھے اور عمرو آپکی ملاقات کو آئے تھے چنانچہ اسی وقت سے شہنشاہ موصوف نے مجھکو آپ لوگون کی خبر گیری کیلیے مقرر کیا ہے سنو اے برق اب شہنشاہ ہمارا تم لوگون سے غافل نہین ہے افراسیاب اور ہمارے بادشاہ سے اب تو بگڑی اٹھی ہے انکو ہردم خیال ہے کہ ہمارے طرفدار کسی وجہ سے پریشان نہون برق نے یہ حال سنکر دل خرسند کیا اور اُسکو ڈانٹا کہ او پتلے تو باتین بناتا ہے یہ نہین کرتا کہ جلد ہماری خبر جاکر اپنے بادشاہ سے کرے یہ وقت باتین بنانیکا نہین پتلے نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر زمین مین سماکر غائب ہوگیا یہ تو ادھر گیا یہان برق پھر شیاطین کے قریب آیا وہ خنجر کھینچکر سر مہرخ جدا کیا چاہتا تھا کہ اسنے آتے ہی کہا ہان ہان یہ کیا غضب آپ کرتے ہین اسنے کہا کیون غضب کیسا اسنے کہا کہ مین تو آپکے سامنے کا بچہ ہون مجکو مذہب خداوند باشد الشیاطین کے مسائل کہان اتنے یاد ہین جسقدر کہ آپکو یاد ہونگے بھلا کتاب الملبیسی مین دیکھیے تو خداوند کیا لکھ گئے ہین اسنے یہ تقریر سنکر کہا مجکو اسوقت یاد نہین آتا تم بتاو کہ کیا لکھا ہے اسنے کہا خداوند نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کو قتل کرنیکا ارادہ کرے تو پہلے اسکو بہت کچھ سمجھاے اور دین خداوندی کی ترغیب دلائے جب نہ مانے تو قتل کرے مگر اس طرح سے کہ اسکا خون اپنے مقام مسکن اور جاے حکومت پر نہ گرنے دے اس لیے کہ جس زمین پر خون گریگا وہ جگہ کبھی آباد نہ ہوگی اور نہ سبزہ کبھی اوگے گا باران رحمت خداوندی نہ برسے گا اور رحمت خداوند کبھی وہان نازل نہوگی ساحر نے کہا پھر کیا کرون اسنے کہا پہلے تو اسکو سمجھائے جب نہ مانے تو مجکو اسے دیجیے کہ جاے ویران مین لیجا کر قتل کرون ساحر نے عیار کو کہا اے بھائی اس نمکحرامہ کو شہنشاہ ساحران نے بہت کچھ سمجھایا مگر اسنے نمانا اگر منظور کرتی تو اسکا وہ مرتبہ ہوتا اور تھا کہ ہم سب اسکے غلامونکی بھی برابری نہ کرسکتے تو اب سمجھانا اسکو بیکار ہے مگر ہان الگ لیجاکر قتل کرنا چاہیے عیار نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجیے کہ ایک مرتبہ مین بھی سمجھا کر اپنے دل کا حوصلہ نکال لون اسنے کہا کیا مضائقہ ہے عیار قریب ملکہ مجبرہ بہر نیدو دہما گس آیا اور ساحر اپنی معشوقہ پاس جاکر بیٹھا عیار موصوف نے یہ تدبیر اسلیے کی ہے کہ دیر ہو اور پتلا کوکب پاس پہونچ جائے غرض انکو تو اب اس کیفیت مین چھوڑیے اور حال اس پتلے کا سنیے کہ وہ پتلا کیا ہے سراسر جادو ہے بادشاہ کوکب کا بس جہان بادشاہ تھا وہین آیا بادشاہ موصوف کے طلسم مین ایک بیابان نگار رخا بند نام ہے کہ اسکی مالکہ ملکہ حناے گلگون پوش نام معشوقہ شاہ ذی احترام ہے اسی کی سیر کے لیے اس جنگل کو رشک باغ خلد بادشاہ نے بنوایا ہے اور ایک محل بھی اس نازنین کو دیا ہے بادشاہ اس گلبدن کو ایسا چاہتا ہے کہ اپنی بی بی ملکہ مروارید صدف چشم اور تبران سے بھی

رغبت ترک کردی ہے اور وہ ملکہ بھی بادشاہ سے لڑکر اپنے باپکے یہان ملی گئی ہے فی الجملہ اس بیابان کی جسکا نگار جنا نام ہے عجب بہار دلفزا اور فرحت بخش ہے ہر سمت مہندی کی روشین ہین جسکی شوخی خوبان عالم کے دلپر نقش ہے معشوقہ بادشاہ کی جو سیرگاہ ہے تو صحرا بھی مثل محبوبان دہر خوبصورت اور آراستہ ہے جو شجر ہے وہ قامت سرو قدان تر خط ہے اس صحرا کی بہارکے روبرو نام لینا بہار باغ شداد کا زبان خامہ سے القط ہے گل ایسے رنگارنگ و متلون ہین کہ رنگ نیرنگی ایام و تلون طبع دہر نافرجام بھی اس رنگ پر نہین پتے درختون کے ہرے ہرے جنکے سامنے بہار گلشن جو آئے تو یہی کہے کہ ہم ہرے ہرے پھلون کے رخسار بھرے بھرے غدار نو بادگان اسنے کیا ہمسری کرے غنچون کے غرور سے منھ پھولے ہوے گلون کے گالون مین جانول بھرے صحن چمن مین سنبل تر رشک فرماے گیسوے معنبر گلعذاران تختہ لالہ سینہ داغدار مشتاقان نہین نہین تشبیہ بجا ہے صحرا مثل فلک اخضر ہے داغ لالہ داغ سینۂ مہر و ماہ منور ہے سوسن نہ گل کی بہت منھ چڑھی تھی معشوقون کے وہان مسی آلودہ کو شرماتی غنچہ چٹک کر اگر ایک کہے تو وہ دس سنانے کو موجود ہو جاتی نرگس کی ہر چند کہ نگاہ بیباک تھی مگر معشوقان باحیا و پرشرم کی آنکھ کو شرم سکھاتی یعنی ایک طرف دیکھنے کے سوا کسی طرف نگاہ نہ فرماتی نافرمان کا فرمان مثل بادشاہان جاری بلبلون کو سواے زمزمۂ عشرت کے نفرت از نالہ و زاری مرغان خوش الحان کو دماغ باغبان غیرت بخش سبد گل ہر ایک کا آشیان کوچۂ باغ برنگ جادۂ کہکشان دماغ بہار پہونچا ہوا تا آسمان نہرین ہر سمت جاری خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری باد بہاری کا حکم جاری کہ

ابیات

تھا قہقہہ کبک کا دو چند ان
تھی عید غدیر اسکے گھر مین
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر
ہو گل کی چھڑی عصاے زاہد

طاؤس روش روش پہ رقصان
تھالے مین درخت کا یہ احوال
ہے گرد چمن فضاے کشمیر
ہر ایک چمن مین عالم نور

بوا در حباب ہو کے سر مین
پہنے ہوے نوعروس خلخال
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہر نخل پہ اک تجلی طور

اس دشت رشک گلزار مین شاہ کوکب اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے گلگشت کر رہا تھا عکس رخسار رنگین سے اس گل خوبی کے گلون مین رنگت دونی پیدا تھی زلف پرپیچ جو اسکی سنبلستان پر سایہ ڈالے تھی تو ہر شجر کی بلا دفع ہوئی تھی شامت سیہ بختی سر شاہد بہار سے دفع ہوئی تھی کلیون نے اسی کا مسکرانا یاد کیا تھا غنچہ لاکھ اسکے دہن کا طرز ادا کر منھ بناتا مگر منھ کی کھاتا زبان برگ سے یہی سنتا کہ جا اپنا منھ بنوا سیب اسکے زنخدان کو دیکھ کر آسیب مین گھرا تھا انار اسکے پستان کو دیکھ کر دانت حسرت سے نکالے تھا نارحسد مین جلکر سرخ انگارا تھا یہی کو اسکے گلت کی ایسی نہی کہان نصیب وہ گدرایا گول بدن دل عالم کا جیب نافرمانی جو ڑا اسکے گلے مین پڑا جوڑا بالون کا بندھا جسکو یہ کہنا زیبا کا فرون نے فوج کا لام باندھا یا یہ کہ خوشنویس نے دائرہ لام کا لکھا پیچھے کلائی پر شانے سے ڈالے تھی آگے پیڑو کا ابھار اپنا ناف کے اوپر شکم صاف کا عجب جوبن تھا الماس کی تختی پر ہاے ہوز کاتب قدرت نے لکھی تھی یا پیٹ کے نیچے ناف کی گنڈلی تھی ناف کے بعد وہ مقام نازک تر تھا جس کے بیان سے خامہ بھی بسان خرما کان سر جھکاے ہے بری بال کھوے بہر پرواز تھی رگ جان خواہش کی دمساز تھی برج حوت کا سب انداز نہین نہین اس چیز سے کہا ہی

ماہ و ماہی کو بھی آگاہی نہین منجم کہتے ہین کہ ستارہ دنبالہ دار ہے یا شکل دو ہلال آشکار ہے فی الجملہ وہ رنگ افزاے باغ نشاط ہمراہ بادشاہ خراماں ہر سمت رواں تھی اور بادشاہ اسکے لب لعلین اور رخسار رنگین کو بوسوں سے نیلم اور سوسن بناتا وہ کبھی شرماتی اور کبھی سر دوش پر رکھکر اٹھلاتی چلنے مین شور خلخال بلند ہوتا ہر ایک گھنگرو مسیحائی کا دم بھرتا اسی ہنگامہ گرم بازاری حسن و ہوس مین تیلا آکر پہونچا اور بادشاہ کے روبرو جملہ کیفیت ملکہ مہرخ و برق معرض بیان مین لایا بادشاہ نے حال سنکر قصد کیا کہ نامہ بران کو لکھکر اس حال سے آگاہ کرے اور کسی کو لڑنے بھجواے لیکن معشوقہ شاہ نے کہا آپ نامہ نہ لکھیے مجکو رخصت دیجیے کہ مین جاکر مہرخ کو رہا کرون شاہ نے فرمایا اچھا جاؤ اور شیاطین کو سزاے معقول دو یہ حکم سنکر اس رونق گلشن خوبی نے کچھ سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی موسم برسات کی ایسی چلنے لگی فلک پر کالی گھٹا چھائی اور گلابی جوڑے پہنے ہوے کئی سو کنیزین زیور یاقوت و زمردین لدی حاضر ہوئین اور چار پریزادین تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے آئین کہ وہ تخت مثل مسہری کے کٹہرے دار تھا مسند اسپر لگی تھی اور چار کونون پر اسکے چار ناندے یاقوت کے رکھے تھے اور انمین مہندی کے درخت لگے تھے اس رنگین ادا نے اس تخت پر جلوہ گستری فرمائی اور ان درختون مین سے مہندی کی پتیان توڑکر ہاتھ مین ملین ہاتھ مثل خون کے سرخ ہو گئے مہندی لگاتے ہی یہ عالم پیدا ہوا کہ ہر سمت موسم برسات کا نظر آتا تھا ساون کا وہ زمانہ تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

دہشت کا پیام سیر گلزار
شبنم کے نکل پڑے تھے آنسو
زیبا ہے نسیم مست اگر ہے
آئے ہوئے تھے چمن مین سحوار

کوئل کہین کوکتی تھی ہر بار
ہر سینے مین سوز الفت باغ
کرتا ہے سحاب بارش سے

قمری کی چمن مین سینے کوکو
لالے کا جگر تھا خود دہان داغ
بدلی تھی گھری ہوئی دھوان دھار

اسی عالم مین ہوا کی طرح تخت اس بہار باغ عشرت کا سن سن روانہ ہوا گھٹا بھی اسکے ساتھ چلی بہار عالم مین ہر جگہ آتی اور چلی جاتی یہ تو اس طرف سے روانہ ہوئی ادھر بران نے اپنے مقام پر سحر سے دریافت کیا کہ ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین پہونچی یا نہین سحر نے خبر دی کہ وہ پھر مسحور ہو گئی یہ معلوم کرکے آج اسنے خواجہ سے کہا کہ مین اس طرح مہرخ کو بیابان سحر سے چھڑا آئی تھی اب کی پھر اسی ساحر نے اسکو مسحور کیا ہے اور جو کچھ حال برق پر گزرا تھا بیان کیا عمرو ماجرا سن کر بیقرار ہوا بران نے کہا آپ گھبرائیے نہین میرے باپ نے اپنی معشوقہ کو بھیجا ہے وہ جاکر آپکے شاگرد کی اعانت کریگی عمرو نے کہا اے ملکہ اب تو آنا جانا اس جگہ سے طلسم ہوشربا مین سہل ہے مجکو آپ اجازت دین کہ اپنے لشکر سے جاکر ملون اور جلد چلا آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے لیکن ایک رات سے زیادہ نہ رہنا یہ کہکر ایک طاؤس سحر کا بناکر خواجہ کو سوار کیا اور اس طاؤس سے حکم دیا کہ قریب لشکر مہرخ انکو پہونچا دے طاؤس خواجہ کو لیکر اڑا آنکھ انکی بند ہو گئی لمحہ بھر مین طاؤس نے زمین پر اتار اخواجہ اسپر سے اترے وہ تو اڑکر چلا گیا خواجہ اپنے لشکر کی طرف چلے لیکن راہ مین سوچ کہ پہلے مہرخ جہان ہے اسطرف چلنا چاہیے یہ سوچکر قلعہ البیسہ کی طرف روانہ ہوے اور وہان برق اجازت شیاطین سے لیکر قریب مہرخ گیا اور سمجھانے لگا جب عرصہ زیادہ گذرا اسنے چپکے سے کہا اے ملکہ مین برق عیار ہون جو مین کہون آپ اسکو منظور فرمائین تاکہ یہ سلطرا آپکو رہا کرے پھر سمجھ لیجیے گا ملکہ نےکہا

یہ کلام سُنکر خوش ہوئی اور اشارہ کیا کہ مین ابلیس پرست ہوتی ہون عیار نے ساحر ہند کور سے کہا وہ بھی خوش ہوا اور چاہتا تھا کہ ملکہ کو رہا کرے اُسوقت زمین شق ہوئی اور وہی پتلی جو پہلے نکلی تھی اب بھی نکلی شیاطین اُس کو دیکھکر پکارا کہ اے ملکہ مہر جادو آییئے نہ وہ پتلی باہر نکل آئی اور عورت کی صورت بنکر گویا ہوئی کہ کیا خاک آؤن تم تو قریب مین اس عیار کے آکر اپنی جان دیا چاہتے ہو یہ کلمہ اسکی زبان سے جیسے ہی نکلا برق سمجھا کہ اب تم بھی پھنسے بس اسنے تیغہ کھینچکر شیاطین پر جھپٹ کر وار کیا وہ تو باتون مین اس ساحرہ کی مصروف تھا کچھ اسکا اُسنے تو خیال نہ کیا مگر اسی ساحرہ نے جو تلوار کی چمک دیکھی ہان ہان کرکے بیچ مین آگئی برق کا ہاتھ پورا اسپر پڑا کہ وہ وار کر چکا تھا بس سر اس ساحرہ کا کٹ گیا غل دار و گیر برپا ہوا کہ مار امہر جادو کو اس مقام پر بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ ملکہ خمار چشم معشوقہ شیاطین بیچ مین آجاتی ہے اور اُس کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہین بہرصورت بعد قتل ساحرہ شیاطین گھبرا کر اُٹھا اور ایسا سحر پڑھا کہ برق بےحس و حرکت ہو گیا اسنے اُسکو بھی قریب مہرخ بٹھایا اور تیغہ کھینچکر دونون کا سر جدا کرنا چاہا اُسوقت عیار اور ملکہ نے برجوع قلب احکم الحاکمین کو پکارا کہ اے رحمت فرمائے بر حال بیچارگان کر ابیات

کس سے کہین کون ہے ہمارا | ہے ہمکو فقط ترا سہارا | اک مرد غریب ہون مین غمناک
آزردہ دست جور افلاک | ہرچند ہم آج ہین گرفتار | راحم ہے تو اے خدائے غفار
توچاہے تو قید غم سے چھوٹین | دشمن یہ فلک ستم کے ٹوٹین

یہ دعا اُنکی درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی اس دشت مین ہوائے سرد وزان ہوئی اور گھٹا چھا گئی کچھ منہدی کی پتیان فلک کی طرف سے گرین شیاطین جو تیغہ کھینچکر چلا تھا ہوائے سرد کا جھونکا منہ پر کھاتے ہی حیران و ششدر ہوکر سمت صحرا دیکھنے لگا تیغہ ہاتھ سے پھینکدیا یہ عالم اسوقت نظر آیا کہ کالی گھٹائین پہاڑون سے اُٹھ کر اسقدر نیچی ہوئی تھین کہ سبزہ پر لوٹ رہی ہین صحرا مین درخت ساونی کا لگا ہے ساونی کے پھولنے سے جنگل گلابی پوش ہوا ہے منہدی کی روشین آراستہ ہین اسپر بیلین گلدار درختون کی چڑھی ہین پھولون سے چمن پیراستہ ہین برق دمبدم گھٹائین چمکتی ہے ہوا دوش ابر پر گنگا جل لاتی ہے بادل جو ادھر سے اودھر جاتے ہین متھرا سے کاشی مین آتے ہین درختان دشت اس طرح جو بن دکھاتے ہین کہ سروقدان گوکل جیسے اشنان کو جمنا پر جاتے ہین جہان سے یہ خبر اُڑتی ہوئی آتی ہے کہ تیرتھ کو بندے سحاب کی بدوش ہوا سواری جاتی ہے اُس گھٹا مین بارش پیدا ہوئی اور کوئل کے کوکنے کی صدا آنے لگی پپیہا پی کہان پی کہان سُنانے لگا گوبیون کا دل سرگشتہ کے درشنون کو ترسنے لگا درختون مین جھولے پڑے نظر آئے معشوقان برق صورت اسپر ملار گا رہے تھے درختون سے پانی ہوا کے جھکورے سے چھڑتا پیڑ ہر ایک ساد ودھن کی طرح جھکا جاتا فلک پر بدلی زمین پر آتش گل کا دھوان اُٹھتا نظر آتا شب دیجور زمین ابر کے خیمہ مین دن کو عالم مین قدم رکھا تھا ابر بھی مشکل سے چلتا تھا وہ اندھیرا گھپ ہو رہا تھا رعد برق کی مشعل جلائے تھا بجلی جدھر جاتی ادھر ہی رہ جاتی قلعہ ابر مین بھول بھلیان بنی تھی اسی برسات مین درختون کے نیچے مدھا د دکان

ساقیون کی لگی تھین گلابیان مُۓ سُرخ سے بھری دھری تھین ساقیین بنی ٹھنی بیٹھی تھین پیمانہ بھر بھر کے چھلک رہا تھا ہر چشمہ کو چشم تر کی طرح ڈھلکا لگا تھا کہ نظم

چھائی جو گھٹا غم و درد
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے
بجلی کی کڑک ہوا کا وہ زور
شاخ گل تر پہ جھولتی تھی
میخوار پکارتے تھے ہر سو
دور ساغر چلے دما دم
بحر صہبا مین رند پیرین

تخمیر بڑھی ہوا چلی سرد
کوئل کی صدا پپیہون کا شور
کوندے کی لپک ہوا کا وہ شور
طاؤس ملار گا رہے تھے
ساقی دُنیا ہو اور ہو تو
اودی اودی گھٹائین آئین
دیکھین کشتی پہ چڑھکے سیرین

مانند سرشک بادل اُمڈے
رقصان تھین چکورین بلبلین مور
بلبل گلشن مین پھولتی تھی
طوطے تانین اوڑا رہے تھے
ساقی برسات کا ہے موسم
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مین آئین

اس عالم برشگال کا ظاہر ہونا تھا کہ تمام ملازمان شیاطین خوش فعلیان کرتے اور ساون گاتے تالیان بجاتے اُن منہدی کی روشون مین پھرنے لگے کنیزان گل پیرہن جھولون پر جا بیٹھین بعضی مینھ مین نہانے لگین خمار چشم اور یہ شیاطین بھی نہر مین اُتر کر چھینٹے اڑانے لگے اور اثنا مین روے ہوا سے ایک تخت اُترا اور اسپر ایک معشوقہ گلابی پوش سوار تھی ہیرے کا تاج سر پر تھا جسپر بجلی کی تڑپ نثار تھی چار درخت منہدی کے کاسون مین یاقوت کے لگے سامنے رکھے تھے ہاتھون مین بھی منہدی رچی تھی شوخی مزاج گل رخان عالم انھین ہاتھون کی بلائین لیتی تھی پنجہ مرجان مرجانے پر رشک سے تیار صدقہ اُن ہاتھون کے پنجہ چنار اور عالم حسن اسکا اول بیان ہوچکا مکرر لکھنا طول سمجھا گیا ساحرون اور شیاطین نے جو اُسکا حسن زیبا دیکھا بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے اسکی جانب چلے گریبان اپنے چاک کیے اور یہ کہتے تھے غزل

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
ادھر تو آنکھ پھری دم ادھر روانہ ہوا
دکھائے زاہد مغرور کو صنم تو آنکھ
ہمین تو گوشۂ صحرا ابھی قیدخانہ ہوا
ہوا جو دن تو ہوا اُسکو پاس رسوائی

اُڑایا منہدی نے دل چور کا بہانہ ہوا
حنائی ہاتھون سے چوٹی کو کھولتا ہی یار
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
خدا کیواسطے کر یار چین ابرو دور
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
کہان سے پنجہ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھائے چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خانہ ہوا

جب دیوانہ وار یہ سب دوڑے اسوقت اس بہارستان حسن کی کنیزون نے پکار کر کہا کہ اے عاشقو ملکہ عالم فرماتی ہین کہ ہمارے لیے منہدی توڑو اور پھول چنکر گہنا بناؤ ہم تم سے خوشنود ہون گے یہ حکم سنکر ہر ایک منہدی توڑنے مین اور پھول چننے مین مصروف ہوا بعد لمحہ کے ایک کنیز پکاری کہ اے عاشقان ملکہ یہ جو شیاطین پھول چُن رہا ہے نہایت کام مین سستی کرتا ہے ملکہ فرماتی ہین کہ اسکی مشکین باندھکر میرے سامنے لاؤ یہ ارشاد سُنکر جملہ ملازم ساحر مذکور کے لپٹ گئے اور اُسکو باندھکر سامنے لائے ملکہ حنا نے قتل کرنا چاہا تھا کہ دو ساحر اُڑتے ہوے آئے اور دو نامہ ملکہ مذکور کو انھون نے دیے حنا نے ایک نامہ کو وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ آئینہ مین ہمنے سب سحر کرنا تمھارا دیکھا ماشاءاللہ کیا کہنا اب اس

شیاطین کو مسحور بسحر کردہ اور موسم برسات کا سحر موقوف کرکے اسکو یہ دوسرا نامہ دو کہ افراسیاب کے پاس لیجائیے مگر
سحر اس سے جو اسنے کہ لشکر مہرخ پر کیا ہے دفع کرا لینا اے جان من یہ زیادہ تر حریف کی ذلت ہے کہ اسکا سحر وہ
آپ اُتارے اور اپنے شاہ سے جاکر اپنا حال بیان کرے یہ مضمون حنا نے دریافت کرکے شیاطین تو بندھا
سامنے کھڑا تھا اسکی زبان مین سوزن دیا اور سب دیوانہ محبت ہو رہے تھے انکو اپنی کنیزون سے گرفتار کرا کر
سحر اپنا برطرف کیا کہ وہ عالم برسات کا اور وہ لطف سبزہ زار سب چشم زدن مین مٹ گیا پانی کھلا ابر چھٹا مطلع صاف نظر
آیا ہر شخص اپنے ہوش مین آیا لیکن اپنے تئین مقید پایا اور حنا نے خطاب فرمایا کہ اے شیاطین قسم ہے اپنے ایمان کی
کہ بڑے عذاب الیم سے تجکو قتل کرونگی نہین تو سحر اپنا لشکر پر سے مہرخ کے دفع کردے اسنے دیکھا کہ اب سوائے ہلاکت کے
کچھ چارہ نہین اور یہ بھی غور کیا کہ اگر لشکر اپنا طلب کرکے بعد رہائی اس سے مقابلہ کرتا ہون تو یہ سحر برسات کا سوا
شاہ طلسم کے اور کوئی رد نہ کرسکے گا سب لشکر بھی تباہ ہوجائیگا پس یہ سوچ کر اشارہ کیا کہ مجکو رہا کردو ملکہ نے
سوزن اسکی زبان سے نکال لیا اور ملکہ مہرخ اور برق کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا خاک جمشیدی جسم مین لگائی کہ
مہرخ کے پیر جو قابو مین نہ رہے تھے وہ پھر قبضہ مین آئے اور شیاطین نے ایک نارنج سحر پڑھ کر اسی طرف
مارا کہ جدھر وہ دیوار تھی وہان سب لشکر مصروف نالہ و بکا تھا کہ یکایک دیوار دھوان ہو کر جاتی رہی دریا مین
بھی تلاطم ہوا اور روغن کیطرح سے پانی اُڑ گیا راستہ کھلگیا شیاطین نے عرض کیا کہ راستہ مین نے کھول دیا
حنا نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ چل مین دیکھ لون کہ راستہ کھلا ہے تو رہائی تجکو دون اور یہ نامہ اسی وقت سامنے
اپنے بادشاہ کے لیجا اسنے یہ حکم سنکر بناچاری ہمراہی اختیار کی حنا نے مہرخ کو تخت پر برابر اپنے بٹھالیا برق نے
کہا مین پیدل چلونگا کیونکہ مین عیار ہون عیار کسی عالم صعب گذار مین سوار ہوتے ہین ورنہ کچھ ضرر نہین غرضکہ
شیاطین ان سب کو لیکر اُس غار سے باہر آیا دل سے کہتا تھا کہ جان بھی بچی اور ملک و مال بھی باقی رہا غرضکہ
جب غار سے باہر نکلے عمرو جو اسطرف آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی اور بڑے تپاک سے حنا اس سے ملی اور انکو
بھی ہمراہ لیکر مقام فرودگاہ لشکر پر آئی یہان دیکھا تو واقعی راستہ کھلا ہوا تھا لشکری آنے سے اپنی مالکہ کے خوش ہوکر
رسم استقبال بجالائے زیور و گلزار بھی حنا سے بغلگیر ہوئین مہرخ نے حکم دیا کہ طبل سفر پر چوب پڑے
سب نے قصد چلنے کا کیا خیمہ اور بارگاہ لدنے لگے اسوقت مہتر قران جو اسباب ترک ہو جلوس لیکر چلا تھا بسبب دیوار
سحر کے آ نہ سکتا تھا صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا دیوار موقوف ہونیسے مع جلوس حاضر ہوا جو سردار کہ ہمراہ استقبال آئے تھے
حنا سے ملے یہ سب ماجرا دیکھ کر شیاطین چلا گر کیا کر سکتا تھا نامہ لیکر جانب افراسیاب روانہ ہوا اور حنا بھی ملکہ سے
رخصت ہوئی کہ شاہ کوکب میرے منتظر ہون گے مین ٹھہر نہین سکتی کیونکہ میرے ہی گھر مین بادشاہ تشریف رکھتے
ہین ہرچند مہرخ نے دعوت کھانے کے لیے اصرار کیا مگر وہ نہ ٹھہری اور روانہ ہوئی بعد اسکی روانگی کے ڈنکے پر چوب پڑی
صدائے طرقوا بلند ہوئی ملکہ مہرخ پھر سوار ہوئی پلٹنین اور رسالے جلو مین ہمراہ ہوے ساحرون کے غول طائران و
جانوران سحر پر چڑھ کر ابر سحر سرون پہ سایہ فگن لشکر کی شان و آن بان ہر ایک جوان قلعہ شکن جب ملکہ مہرخ

سوار ہوئی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ تشریف لے چلیے مین پیدل سیر کرتا آتا ہون اسلیے کہ میرے آنے کا غلغلہ نہ مجکو ابھی شاہ کوکب نے رخصت نہین کیا ہے آپ چلا آیا ہون ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو کہ میری کسر شان ہوئی مین بڑی شان وشوکت سے رخصت کرتا یہ کہکر ملکہ کو چھوڑکر روانہ ہوا اُسکے ساتھ قرآن و برق بھی چلے کہ ہم بھی اُستاد کے ہمراہ آتے ہین آپ چلیے ملکہ موصوف یہ سنکر اس کرو فر سے روانہ ہوئی کہ رفعت مرتبت پر چرخ برین بھی چکر ایا تھا قرنا اور نقارون کی صدا نے زمین طلسم کو سر پہ اُٹھا لیا تھا سوارون کے پرے ہاتھیون کے غول رسالون کے جوان سجے سجائے جلو مین کوتل ہزار ہا گھوڑے خاص بردار خدمتگار بان بردار برچھی بردار غول کے غول ہمراہ کئی فیل زنجیر بند کسے ہوئے اُپر تخت ملکہ ذیجاہ آگے آگے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے راستہ صاف ہوتا جاتا سڑک بنتی جاتی جریب ہلتی جاتی کوس بجتا چلتا جال ادب کا چار سمت حلقہ نقیبون کی اور چاؤشان کی للکار اور دور باش سے خورشید فلک پر تھراتا تھا خوف سے بخار چڑھ آتا تھا اور ترک فلک بھی ادب سے پشت جھکائے رفعت وجاہ کا قدم بڑھ آیا تھا زمانہ ایسا دشمن سخت یار صادق اور محب واثق تھا ایسا موافق تھا عنقا نے اس مرتبہ کا حال سنکر شرم سے ایسا منہ چھپایا تھا کہ اپنے تئین مفقود الخبر بنایا تھا ہما نے آوارگی اختیار کی تھی بال بال کو اس کے ہوس مگس پرانی مین سرگردانی تھی خلاصہ یہ کہ سواری نہ تھی گویا آمد نوجوانی تھی نظم

خیل خدم اور گرد فر سے   شاہانہ چلی وہ دشت ودر سے   اُڑتے جو پرند اک طرف تھے
موجود در رند صف بصف تھے   اقبال تھا ساتھ دست بستہ   مانند کمان کمر شکستہ
آمد آمد کا مچ گیا غل   شاداں ہوئے دوست سب جزو کل   باین تجمل وشوکت وہ صاحب

حکمت وحشمت جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچی طبل داخلہ کے بجے جملہ سردار پیشوائی کو کنارے لشکر کے آئے ملکہ حیرت کو بھی خبر طائر سحر نے آمد ملکہ مذکور کی پہونچائی اسنے بھی باہر بارگاہ کے آکر سامان سواری دیکھا اور جملہ کیفیت لکھ کر شاہ طلسم کو نامہ بھیجا یہان ملکہ مہرخ اتر کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی لشکر ہمراہی اُترا بارگاہ مین زیور وگلزاری نصب ہوئین ملکہ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی سرداروں کی نذرین گذرین حکم جشن ہونے کا ہوا ساقی ورقاص حاضر ہوے ناچ ہونے لگا جام بادۂ ناب گردش مین آیا یہ حال ہوا نظم

دور قدح شراب آیا   جیسے کہ مین آفتاب آیا   تھا دور کہ گردش زمانہ
یا گردش چشم جادو وانہ   مست مے ناب جھومتے تھے   ہنسکر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز   میٹھی وہ دھنین سریلی آواز   یہ تو سب مصروف عیش وعشرت

ہین مگر طرفہ حال سنیے کہ ضرغام عیار نے جو صرصر عیارہ کو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا تھا اور آپ اسکی صورت بنکر ریحانہ کو قتل کرنے گیا تھا چنانچہ اُس دن جنگ موقوف رہی تھی ادھر حال مہرخ کا جو کچھ لکھا گیا اُسی روز کہ تھا یہان لشکر کے چند لڑکے کھیلتے ہوے صحرا مین نکل گئے از بسکہ وہ غار جسمین عیارہ پڑی ہوئی تھی لشکر کے قریب تر ہے لڑکے سب وہان پہونچکر دوڑ دھوپ مین مصروف ہوے اور کھیلنے لگے انہین سے ایک لڑکا قصاب کا کہ پندرہ برس کا

سن رکھتا تھا اور سب لڑکون سے بڑا تھا مگر پاجیون کے لڑکون کی طرح قد چھوٹا حقیر صورت اور کم رو لیکن سن بڑا
تو مڑی سا بنا ہوا مگر بموجب ع اصل بد از خطا خطا نکند + شیطان مجسم بنا ہوا آفت کا پرکالہ تھا وہ کھیلنے مین چور بنا
لڑکون کو ڈھونڈھتا ہوا غار مین اُترا وہان ایک عورت کو اُسنے پڑے ہوے دیکھا کہ سینہ سے لگا کر زانون تک ایک
کپڑا اسکے بندھا ہے اور باقی بالکل برہنہ ہے کیلیے کہ عیاران سلمان کو حکم صاحب قران ہے کہ عورت کو بیہوش کرکے
ستر پوشی اُسکی کر دینا اور اُسکی ستر کو ہرگز نہ دیکھنا عیار ایسا ہی کرتے ہین کہ ایک پرانا کپڑا باندھ دیتے ہین پس اس
عیارہ کو اس سبب سے اور زیادہ پردہ کر دیا تھا کہ معشوقہ اُستاد ہے فی الجملہ اس طفلک نطفہ حرام نے دیکھتے ہی عیارہ
کو غار سے باہر نکالا اور پانی چشمہ سے لاکر منھ پر چھڑکا عیارہ کو ہوش آیا چونک کر اُٹھی اپنے تئین برہنہ دیکھکر چاہا کہ نکل
جاؤن لڑکون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا عیارہ نے کہا تم ٹھہر جاؤ مین تم سے باتین کرونگی مگر کپڑے پہن لون لڑکون
نے کہا اچھا اسنے کسوت عیاری سے کپڑے اور نکالے کیونکہ ضرغام نے کسوت عیاری اسکی نہ لی تھی صرف پیراہن
برائے ضرورت لے لیا تھا اور یہی قاعدہ ہے کہ عیار کو عیار ہزار مرتبہ بیہوش کرتے ہین مگر کسوت عیاری نہین لیتے
کسوت جب لیتے ہین کہ جب باہم شرط ہو جاتی ہے کہ ہم تم مقابلہ کرتے ہین جو جسکو زیر کرے وہ اُسکی کسوت چھین لے
فی المرام جب عیارہ نے کپڑے پہنے چاہا کہ اپنا راستہ لون لڑکون نے کہا جان جہان کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو دیکھو
یہ کہکر ایک تو پس پشت آگیا اور ایک گلے سے لپٹ ایک نے آگے کی طرف دست درازی کی اور دست گستاخ سے
کچھ کام لینا چاہا عیارہ نے ایک حقہ داغکر مارا کہ وہ چھٹا جو لڑکے کہ قریب آگئے تھے بیہوش ہو کر گر پڑے اس حال کو
دیکھکر وہ لڑکا پسر قصاب کا کہ اب باپ اسکا سحر سیکھ کر فوج مین حیرت کی بھرتی ہوا ہے اور زہر جادو اپنا نام رکھا
ہے قصاب جادو کہنے سے بُرا مانتا ہے پس یہ لڑکا دو ایک سحر بھی جانتا ہے اسنے سحر پڑھا کہ صرصر کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے
جس طرح درخت ہوتا ہے یہ سرو خرامان بھی گڑگئی اب اس قصاب زادے نے بھی لپٹنے کا قصد کیا اور جیسے ہی ہاتھ پھیلا
قریب آیا صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور لونڈون نے جو یہ ماجرا دیکھا دامنونکی جھولی
بنا کر خاک سحر بھری اور اُسکے منھ پر پھینکے مارنے شروع کیے وہ بیچاری اس شیطانی لشکر مین گرفتار اور سخت ناچار
کیا کرے نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن آنکھین ملتی تھی مگر بھاگ نہ سکتی تھی اور لونڈے قصائی زادے کے ساتھ جو
رہتے تھے تو باتین بھی ویسی ہی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ؎ ادھر دیکھ تو کسکو اب تک رہی ہو + کلیجی ترے عشق
مین پک رہی ہے + کوئی یہ مضحک شعر پڑھتا تھا ؎ یہ اپنا ہی دل گردہ ہے تو نے جانا + کہ راس آیا ہم کو
محبت جتانا + ایک لونڈے نے کہا پھر اب راستہ کس کا تکتے ہو اُسکو اُٹھا کر گود مین وہ جوار ہر کا کھیت ہے وہان
لیچلو اور اپنا مزا کر دو دوسرا بولا ابھی وہان لیجانا کیا ضرور ہے ایک اسکو پچھاڑے ہم سب پہرہ پر کھڑے ہین بادشاہ
بھی آئیگا تو نہ آنے دینگے پس اسی طرح باری باری سے ہم سب سمجھ لینگے صرصر یہ باتین ان شیطانون کی سُن کر
گالیان دیتی ہو کہ ایسے کے تیسو کیون مجھے بے بس کرکے ستاتے ہو اور ناحق کو دق کرتے ہو اور اگر چھوٹ گئی اور تم
سبکو مین نے جان سے نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالنا اور مجکو صرصر عیارہ نہ کہنا لونڈے یہ سنتے تھے تو اور زیادہ خوش ہوتے تھے

تالیان بجاتے تھے منہ چڑھاتے تھے کوئی پاس آکر چٹکی لیتا تھا اور کوئی بھاگ کر دور کھڑا ہوتا تھا اور پیچھے سے
چپت مارتا اور کود کود کو الگ کھڑا ہو جاتا صرصر اپنا ہاتھ بڑھا کر لپکتی ہو مگر وہ بجلی کی طرح کوندرہے ہین اور جب کسی
لونڈے کو پکڑ پاتی ہے تو سب ملکر اُسکی آنکھون مین خاک جھونکتے ہین کہ یہ دونون ہاتھون سے آنکھین ملتی ہے وہ
لونڈا بھی چھوٹ کر ستاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے یہ بیچاری کبھی تو گالیان دیتی ہے کبھی کوستی ہے کہ سامری تمکو غارت
کرین اتنے ہی سے ناشاد و نامراد مرو تمکو اگلا سال دیکھنا نصیب نہ ہو تمھاری امان ہائے ہائے کر کے روئے تمھاری اُٹھتی
نکلے تمکو بھو کی بھوانی کھائے اس کوسنے کی بھی لونڈے سماعت نہین کرتے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہے بندر کی آشنائی
مشہور ہے لونڈون کے ہاتھ عنقا چیز ہاتھ آئی بوزنہ نے آئینہ پایا ہے کیا خوب اس حسینہ کے حسن کی قدر کی ہے کہ آئینۂ
رخسار کو خاک سے صیقل کیا ہے اس کدورت پر صفائی کی تمنا ہو سر پر خاک اسکے پڑی ہو کر زلف سیاہ پہ بلا آئی تمام
چہرہ وہ غبار آلودہ ہو کہ نقشہ کا خاکہ بگڑا ہوا ہو گویا غبار مین آفتاب دھندھلا ہے بھبھوت ملے جنگل مین جوگن
کا گذر ہوا ہے انگیا اور کرتی بھینگر مکڑے ٹکڑے اُڑ گئی ہو گھٹنا چپت عیارہ پہنتی ہین اسپر ہاتھ لونڈون کے پڑ کر کھسل
گئے ہین ورنہ وہ بھی ٹکڑے اُڑ جاتا لیکن خاک مین اٹ گیا ہو ڈھولیڈی مچادی ہے ہولی کے ہڑدنگی قطع صرصر کی
بنادی ہے جب کوئی لونڈا ادھر سے آیا اُسنے ہپک کر ہاتھ مارا کہ موئے تیری ایسی تیسی کی تو ناشاد مرے وہ لونڈا جھک
کر دوسری طرف نکلگیا ادھر سے پھر لیک نے حملہ کیا اسنے پھر ہپک کر ہاتھ مارا وہ پشت پر جا رہا ایک دھما چوکڑی مچادی
صرصر نے ناچار ہو کر کمند نکالکر جو ماری ایک لونڈے کی گردن پھنسی اسنے کھینچ لیا سب لڑکون نے کہا بھئی غضب ہوا
ایک گئیان ہمارا پھنس گیا آؤ اب دھاوا کو یہ کہکر یکبارگی سب نے خاک عیارہ کی آنکھون مین جھونکی اور سب ملکر لپٹ
گئے کمند بھی چھین لی اور بٹیہ بھی کمر سے کھول لیا اور زور کر کے پچھاڑنے لگے سوقت صرصر نے رجوع قلب سے دعا کی کہ اے عمر کے
خدا میری مدد فرما مین جانتی ہون کہ جب مسلمان تجکو پکارتے ہین تو انکی مدد کرتا ہے یہ دعا کر رہی تھی اتفاقاً عمر و قران جو بیدی کی
روانہ ہوے تھے اس طرف آنکلے اس ارادہ سے کہ چلو لشکر حیرت کو دیکھتے ہوے اپنے لشکر مین جائین فی الجملہ انھون نے
جو یہ ماجرا دیکھا کہ لڑکے ایک عورت سے لپٹے ہین للکارے کہ ہان ہان کیا کرتے ہو لونڈے عیارہ کو چھوڑ کر الگ ہوے
اُنھون نے پہلے تو بسبب گرد و غبار کے عیارہ کو پہچانا نہ تھا اب قریب آکر پہچانا اور از بسکہ یہ ساحرہ بنے ہوے تھے تو
صرصر نے نہ پہچانا تھا اب جو انھون نے کلام کیا تو اسنے بھی پہچانا اور فرط ندامت سے عرق عرق ہو گئی گردن جھکالی
کٹ کٹ گئی کہ ہاے بڑا غضب ہوا اپنے ہم پیشہ نے اس ذلت و خواری مین تجکو مبتلا دیکھا علی الخصوص عمر و ایسے عیار
کے سامنے یہ ذلت کہ جو تجکو اپنی معشوقہ کہتا ہے غرض قہر درویش بجان درویش چارہ ہی کیا تھا سر جھکائے کھڑی رہی ادھر
عیارون نے لونڈون سے پوچھا کہ ارے میان یہ کیا ماجرا ہے وہ بولے سنیئے صاحب ایک ہمارے ساتھ کا گئیان
اس عورت کو گڈھے سے نکال کر لایا اور عاشق اسکا ہوا اسنے اسکو بیہوش کر دیا اور دو تین ہمارے ساتھ کے جوان اس نے
توڑ دیئے وہ دیکھیے بیہوش پڑے ہین اب ہم اسکو اپنی جورو بنائین گے آپ اس مقدمہ مین نہ بولیئگا اس جان جہان کو جو کچھ ہو
ہم چھوڑینگے نہین عمرو نے کہا بھئی ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھین یہ کہکر پاس عیارہ کے گیا اور لونڈون سے کہا

ارے میاں یہ تو لونگ چڑے والے کی لونڈیا ہے تمنے نہیں دیکھا تھا لشکر میں لونگ چڑے کباب بیچا کرتی پھرتی تھی ابھی
کچھ دن ہوئے ہیں کہ یہ اپنے میاں کو زہر دیکر بھاگ گئی تھی آج تمہارے ہاتھ کیونکر لگ گئی صرصر یا تو گردن جھکائے کھڑی
تھی یہ باتیں سنکر تاب نہ رہی بولی کہ موئے ڈھی کاٹے ستیاناس گئے وہ تیری ہی جورو ہیں لونگ چڑے بیچتی ہونگی لو موا
آیا ہے شیخی بگھارنے مجھ سے جلی کٹی کرتا ہے عمرو نے چپکے سے کہا پیاری لونڈون کو پسند کیا تمسے یہ چرب بانگی یہ کہکر
لونڈون سے کہا بھائیو یہ بڑی چرب زبان عورت ہے اسکے فقرون پر نہ آنا ہم بھی تمہارے شریک ہیں چھوڑنا نہیں اسے
لونڈون نے پھر ستانا شروع کیا عیارہ پھر بگڑی گالیاں دینے قران نے کہا ارے لڑکو تمنے اسے ستایا ناحق وگرنہ یہ
لڑکون کی استانی ہے تمکو خود اپنے ساتھ لیجائیگی لونگ چڑے خوب کھلائیگی عیارہ نے کہا اسی کی جورو ڈالونگ چڑے
بیچتی ہے یہ جو تمسے کہتا ہے قران نے کہا دیکھو میں راضی کیے دیتا ہوں اچھا تم سب ہٹ جاؤ لونڈے دور
چلے گئے قران نے پاس آکر کہا کیون استانی یہ لونڈون سے بے حرمتی کراتی ہو ہو شرط کہ ناک کاٹ لون یہ ہمارے
استاد کے سامنے لونڈے تمہارے لپٹے ہوئے تھے صرصر نے کہا تیرے استاد کی اور تیری ایسی تیسی نگوڑے تجکو غیرت نہیں
آتی کہ میں اسطرح بے آبرو ہوتی ہوں اور تیرے استاد کی بھی غیرت اڑ گئی ہو کہ لونڈون سے ہنسواتا ہے تو کیا منہ لگا
تجکو استانی کہتا ہے یہ باتیں جو عمرو نے سنیں آگے بڑھکر گویا ہوا کہ کیوں پیاری اپنے وقت پر کیسا اسکو ابھارتی ہو اور غیرت
دلاتی ہو اچھا وعدہ کر دکہ بعد رہائی آج جو تم کہو گے وہ مان لینگے صرصر نے مصلحتہً انکار مناسب نہ جانا نہ بانسے تو اقرار نہ کیا
مگر گردن ہلائی کہ ہاں مانونگی عمرو نے کہا تو جھوٹی ہے یہ کہکر لونڈون کو پکارا کہ ارے میاں آؤ یہ راضی نہیں ہوتی اب تم
جانو تمہارا کام جانے لونڈے پھر دوڑ آئے اور عیارہ وہاں سے آگے بڑھی صرصر نے بڑی حسرت سے منہ عمرو کا دیکھا مگر
عمرو نے قران سے کہا آؤ بھی آؤ چلیں وہ بھی ساتھ ہوا اور یہ دونوں کچھ دور جاکر پوشیدہ ہوئے اور عمرو نے ایک گلدستہ
گلہائے بیہوشی آمیز کا زنبیل سے نکالکر صورت اپنی مثل باغبانوں کے بنائی جھولی کمر سے باندھ کر بہت سے پھول لیے بھر
اور ٹھکری کمر میں گھونس لی اور راہ کترا کر ادھری سے نکلا کہ جدھر لونڈے تھے انھوں نے جو گلدستہ گلہائے نایاب و خوش رنگ
دیکھا بیچین ہو گئے اور دوڑ کر قریب آئے کہا میاں باغبان یہ گلدستہ کس کے لیئے بنایا ہے ذرا ہم بھی دیکھیں اسنے کہا لو
لیکن خراب نہ کرنا ایک امیر نے بنوایا ہے یہ کہکر گلدستہ ایک لڑکے کو دیا اور تھوڑے تھوڑے پھول سب کو دیے کہ لو اس سے
کھیلو وہ پھول لیکر سب نے سونگھے اور بیہوش ہو گئے عمرو قریب صرصر آیا اور بے اختیار صرصر عیارہ کو گلے سے لگایا
اور صرصر نے ہاتھ پکڑ لیئے خواجہ کے جب ہاتھ دونوں رک گئے خواجہ نے زور کر کے ہاتھ چھڑائے اور بوسے لئے اور کہا
اے گل باغ کامرانی یہ رسوائیاں کرتی ہو میری چھاتی پر کودون دلتی ہو میں نے ہزار مرتبہ کہا کہ صاحب گھر میں
بیٹھو جو مجکو میسر ہے وہ کھاؤ اڑاؤ مگر تم نہیں مانتی ہو آج میں ناک کاٹے لیتا ہوں صرصر نے کہا اے عمرو تجکو واسطہ
اپنے دین و مذہب کا کہ پہلے تو مجکو رہا کر دے پھر تیرا جو جی چاہے وہ کر لینا ایسا کہ کوئی اور سردار طلسم میں سے آکر میرا حال
دیکھ لے عمرو نے کہا ہاتھ مار دو کر جھوٹ کر بے اعتنائی نہ کرینگے تمہارے ساتھ ہی رہینگے اور مطلب دلی بر لائینگے صرصر
نے یہ سن کر منہ چڑھا دیا اور انگوٹھا دکھا دیا کہ مرے تو اسی تمنا میں رہے گا خواجہ نے کہا کیوں ابھی سے یہ

باتین صرصر نے کہا ارے لو مرچاجن میرا مردہ دیکھے جو دیر لگائے ہمین کو روئے جو جلدی نہ چھڑائے خواجہ کو ان قسمون کے سننے سے تاب نہ آئی فوراً اس لپسر قصاب کو مارڈالا عیارہ بہ سبب سحر دفع ہو گیا طاقت رفتار آئی خواجہ نے کہا اب کہہ کیا ارادہ ہے عیارہ نے کہا ٹھہر جاؤ مین وعدہ وفا کرونگی خواجہ مجھے آج یہ مسلمان ہو گی اس وجہ سے الگ کھڑے ہوئے اور عیارہ نے سب لڑکون کا زیور جو کچھ کہ کپڑے بالے وغیرہ وہ پہنے تھے اُتار کر خواجہ کو دیا اور از بسکہ ایسی اُنسے رنجیدہ تھی کہ خنجر پکڑ کر سر کاٹنے ہر ایک کا چلی خواجہ نے فرمایا کہ ارے مین نے تو بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا لیکن تو رحم نہین کرتی اس عیارہ نے ایک نہ سُنا اور سب کو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے جست کر کے چلی خواجہ نے پکار کر کہا اری او بیوفا وعدہ وفا کرتی جا اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ جادو رہی ہو مو ہے یہ منہ اور ملیدہ تو اپنی صورت تو جیتی مین بیتاب کر کے دیکھ موا جیسے بن مانس یہ کہہ کر یہ جادوجا مثل برق چمک کر نکل گئی ادھر خواجہ اور قران اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد لشکر مین آکر شریک جلسۂ مسرت و انبساط ہوئے اور صرصر نے جا کر سارا حال اپنا ملکہ حیرت سے بیان کیا ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اب یہ تو نہ کہہ کہ مین نے لڑکون کو مارا ہے کس لیے کہ جنکے لڑکے قتل ہوے ہین وہ سب تیرے دشمن ہو جاوینگے یہ کہکر ایک نامہ ان سب کیفیتون کا تحریر کر کے شاہ جادوان کے پاس بھیجا ادھر لشکریون نے جب اپنے اپنے لڑکون کو تلاش کیا صحرا مین انکی لاشین ملین بعد گریہ و بکا اٹھا لین اور حیرت سے آکر استغاثہ کیا کہ آپ حاکم ہین ہماری داد دیجیے ملکہ مذکور نے حکم تحقیق کرنے کا دیا کہ قاتل تلاش کیا جا یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن افراسیاب نکبت انتساب باغ سیب مین تخت رفعت مآب پر جلوہ گستر تھا کہ شیاطین علیہ اللعن والعذاب نامۂ شاہ کوکب عالی جناب لیے حاضر خدمت ہوا اسوقت خدمت شاہ طلسم مین سترہ ہزار کنیز بعہدۂ خدمتگزاری موجود تھین اور حافظ ساحر نامی و نامور کرسیونپر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا جام شراب گردش مین تھا کہ شیاطین نے سامنے آکر رونا شروع کیا بادشاہ نے فرمایا کہ کیون خیر تو ہے اسنے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سر اپنا بادشاہ کے پاؤن پر رکھ دیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ مجھ سے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ خوف جان سے قیدیون کو آپ مین نے رہا کر دیا اے بادشاہ آپنے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ جمشید نے ایک سے ایک کو زبردست بنایا ہے اس طرح کوکب کی طرف سے ملکۂ حنا دست آئی اور برسات کا عالم ظاہر کر کے مجھکو گرفتار کیا اور نامہ اسکے بادشاہ کا آیا کہ اسکو مارو نہین پس اسنے مجھ سے میرا سحر رد کرایا اور نامہ دیا کہ اپنے بادشاہ پاس لیجا وہ نامہ لیکر آیا ہون نہایت شرمندہ ہون فلک کا ستایا ہون بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا کاخ دماغ مین دود غضب پیچ و تاب کھانے لگا اور ساحر مذکور سے نامہ لیکر لفافہ اسکا چاک کر کے کاغذ کو وا کیا کچھ اسمین لکھا نہ دیکھا ایک پتلا صندل سے اس قرطاس پر کھنچا تھا بادشاہ حیران ہو کر کاغذ کو دیکھنے لگا کہ یہ تصویر کس لیے مجھکو بھیجی ہے یہ تو متحیر تھا کہ وہ تصویر صندلین گویا ہوئی کہ اے بادشاہ مجھکو کیا دیکھتے ہین اور ہاتھ مین لیے بیٹھے ہین اگر زمین پر یہ کاغذ رکھ دیجیے تو مین آپسے باتین کرون بادشاہ اس تصویر کی گفتگو سنکر زیادہ تر حیرت مین آیا کہ نگارخانۂ آذری مین مصور قدرت نے جان ڈالدی ہے بڑی کاریگری دکھائی ہے لوگ مثل کہتے ہین کہ تصویر ایسی بنائی ہے جو منہ سے بولا چاہتی ہے یہان حافظی

یہ تصویر بولتی ہے غرضکہ حیرت مند ہو کر کاغذ ہاتھ سے رکھدیا وہ تصویر قہقہہ مارکر ہنسی اور گویا ہوئی کہ سُن اے بادشاہ میرے مالک شاہون کے شاہ جناب کوکب والاخطاب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہم کو دوست بنانا چاہتے ہو تو مناسب ہے کہ شاہزادہ اسد کا عقد ہمراہ مہجبین کر کے بصد ادب و عزت ہمارے پاس بھیجدو اور تم بھی طلسم کا خراج لیکر ہمراہ آؤ کہ مین تم کو آستانہ سلطان گردون سریر شہنشاہ با توقیر خدیو کیہان خداوند جہان چراغ لشکر اسلام و مومنان ذوالکرام یادگار نسل کیان شاہ فریدون فر معدلگستر سعد بن قباد والا نژاد دیر بیچلون اور خطا تمھاری معاف کراؤن اور اگر یہ امر تم نے منظور نہ کیا تو سزا اپنی اپنے کنارمین دیکھوگے بہت پچھتاؤگے جان اپنی مفت گنواؤگے یہ کلمات اس تصویر سے سنکر افراسیاب خود قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا اے پیکر بیجان اپنے بادشاہ سے جاکر کہدینا کہ اگر تجکو ملک و مال اپنا بچانا ہو تو یہ بیدینی چھوڑدے اور اُس دزد مکار عمرو عیار کو باندھکر میرے پاس بھیجدے ورنہ بپاس دین جمشیدی اُسیر لشکر کشی کرکے صفحۂ روزگار سے نام اسکا بسان حرف غلط مٹادونگا اس کی عمارت خاک مین ملادونگا کہدینا خبردار ہو رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا ان باتون کو جب اُس شبیہہ نے سُنا تو وہ ہنسی اور وقت خندہ زنی ایک آواز مہیب اسکے منھ سے پیدا ہوئی اور وہ کاغذ جسپر تصویر بنی ہوئی تھی جلکر دھوان ہوگیا اور وہ دود سمٹ کر مثل لکۂ ابر کے ایک طرف چلا گیا بعد اسکے جانے کے نامۂ حیرت کا بادشاہ کے پاس آیا اور اُس سے حال آمد مہرخ وغیرہ معلوم کرکے جواب لکھا کہ اے ملکہ اب تمکو لازم ہے کہ اندر طلسم کے چلی آؤ کسیلیے کہ عیارون کے ضرر سے بھی محفوظ رہوگی دنیز جب کوئی سردار لڑنے کو میری طرف آئیگا اُسکو بھی آسائش ملیگی اور تم بغیر کسی سردار کے آئے لڑتی نہین ہو پھر کیا ضرور ہے کہ سامنے حریف کے خیمہ زن رہو اب سامنا اس مرد صحرائی سے پڑا ہے بیٹھی اسکی قریب ہو کر لشکر لیکر آئے چنانچہ میدان مین ٹھہرنا مناسب نہین جیسا مین نے لکھا ہے ویسا ہی کرنا خلاف اس کے عمل مین نہ لانا یہ لکھکر نمیلہ کو دیا کہ وہ حیرت پاس لایا ملکہ نے بنا بر حکم شاہی سرداران لشکر کو ہمراہ لیکر جانب دریائے خون روان چلی اسکے جانے سے کل لشکر کمر باندھکر ہمراہ ہوا اور ملکہ نے دریا پر آکر ایک چھڑی ماری کہ پانی ادھر اُدھر ہٹ گیا بیچ مین دروازہ پیدا ہوا ملکہ اُس دروازہ مین داخل ہوئی اور اسی مقام پر پہونچی کہ جیسا سابق ہنگام آمد مختار جادو حال طلسم بیان کیا گیا تھا چنانچہ ظاہر مین تو شہر نا پرسان بہت دور نظر آتا ہے لیکن براہ طلسم وہ نیرنگ بہت قریب ہو ملکہ اسی شہر مین آکر گنبد نور پر ساکن ہوئی اور فوج کی چھاؤنی زیر دیوار شہر مذکور پڑی اب دریائے خون روان کے ادھر ایک دیوار سبز لون تک کھنچی نظر آتی تھی اور اُس دیوار پر کاخ و عمارت بنی تھی لوگ پھرتے چلتے نظر آتے تھے غرضکہ اس لشکر کے جانے سے غلغلہ جو ہوا لشکر مہرخ مین بھی خبر پہونچی عیار اور سردارون نے جو آکر دیکھا تو دریا کے اس طرف دیوار کو دیکھا لشکر حیرت کا پتہ نہ پایا یہ ناچار سب جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوے ادھر افراسیاب کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ تو نے نامے جتنے بھیجے سب ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور شاہ کوکب نے بجائے نامہ صندل کی تصویر بھیجی جو تقریر بہتر از تحریر کرتی تھی پس یہ اپنی شوکت اُس جنگلی نے تجکو دکھائی ہے اب لازم ہے کہ تو بھی اسی طرح ایک نامہ

اسکو بھیجکر اپنی اولوالعزمی دکھایہ سوچکر اپنے مقام سے بزور سحر غائب ہوگیا اور باغ سیب سے کچھ دور جاکر ظاہر ہوا اور پران پران سرحد طلسم کی طرف چلا اس ارادہ پر کہ دیوار نورافشان اور دریا جو عمل مین کوکب کے ہے اسکو خشک کر دے اور دیوار کو ڈھا دے اور ملکہ حنا دست کو اپنے قبضے مین لائے تا ایسا سحر کرے وہ اپنا گلا کاٹ کر آپ مر جائے چنانچہ کوکب کو اپنی دیوار طلسم کی خبر نہین ہے اور یہ جانتا ہے اور لوح طلسم نورافشان ہزار برج مین ہے اور بادشاہ طلسم ہزار برج مطیع و منقاد افراسیاب جادو ہے حال اسکا بیان کیا جائیگا فی الجملہ افراسیاب بحالت غضب و بجان ابتاب و پیچتاب کھاتا ہوا قریب سرحد طلسم پہونچا اور ایک پہاڑ پہ آکر اترا وہان ہزارون پتھر سنگ لشب و سماق کے پڑے تھے شاہ کے پہاڑ پر پہونچتے ہی زمین پشت کوہ شق ہوئی اور ایک پتلی پتھر کی نکلی صورت اس پتلی کی تپائی کی ایسی تھی بس وہ پتلی آکر بیٹھ گئی بادشاہ اسپر بیٹھا اور سحر پڑھا کر اس پتلی کی پیٹھ سے ایک پتلا بالشت بھر کا پتھر کا باہر نکلا اسکے ماتھے پر کچھ لکھا تھا بادشاہ نے اسکو پڑھا معلوم ہوا کہ پیشانی اس پتلے کی جمشیدی تختی ہے بادشاہ نے یہ نیت کی کہ مین سرحد طلسم نورافشان برباد و غارت کرنے جاؤن میرے حق مین بہتر ہے اس نیت کرنے سے پتلے کی پیشانی پر حرف ظاہر ہوے کہ بیوقوف ہے بغیر لوح اور بغیر طلسم کشا کہین مرحلہ طلسم باطل ہوا ہے جو تو یہ حملہ کرتا ہے خبردار اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ خطا پائیگا بہت پچھتائیگا یہ ارادہ اگر رکھتا ہے تو لوح طلسم نورافشان بہم پہونچا اور نسل حمزہ سے کوئی شہزادہ پیدا کر اس سے طلسم کوکب فتح کروا یہ حال معلوم کرکے بادشاہ نے ایک پتھر اس پہاڑ کا تجویز کرکے ایک تصویر اسپر نیل کے قلم سے کھینچی اور ایک دانہ ماش سحر پڑھکر مارا کروہ سل جسپر تصویر کھینچی تھی اڑکر سامنے آئی اس کو حکم دیا کہ اے شبیہ سحر تو جا طلسم نورافشان مین شاہ کوکب کے پاس اور اس سے پیام دے کہ خبردار رہنا کہ مین ہوشیار نہ تھا تمہارے طلسم کو اب مین غارت کرتا ہون کیونکہ لوح طلسم مجکو معلوم ہے کہ جہان ہے اور سوا اسکے مین مالک حجرۂ ہفت بلا ہون اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس ناعیار کو میرے پاس قید کرکے بھیجدو وہ پیکر بیجان یہ حکم بادشاہ ذیجاہ سنکر اس طرح روانہ ہوئی کہ وہ سل جسپر تصویر کشیدہ تھی بر روے ہوا اڑکر نظر سے غائب ہوگئی ادھر ملکہ حنا بعد رہائی مہرخ جو مراجعت فرما ہوئی اپنے مقام پر کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا پھر ناچ ہونے لگا ساغر بادۂ ارغوان کا دور شروع ہوا اس عرصہ مین وہ پتلا جو صندل کا دھوان بنکر چلا تھا آکر پہونچا اور حال اپنی پیام گذاری کا عرض کرکے غائب ہوگیا بعد کچھ عرصہ کے یہ سل اڑتی ہوئی اس جا پہونچی اور سامنے تخت بادشاہ کے جاکر بصورت راست استادہ ہوئی اسمین جو تصویر کھینچی تھی وہ پکاری کہ لے بادشاہ میری بھی تسلیم پہونچے اور لونڈی جو کچھ عرض کرے وہ بادشاہ بدل مخاطب ہوکر سنے شاہ نے فرمایا کہ بیان کر اسنے کہا کہ مالک ساحران شاہ جادوان عالیجناب والا خطاب بقیۂ نسل سامری چراغ دودمان ساحری و افسون گری مصباح انجمن فسون سازی مشعل پر ضیا خانہ عربدہ و نیرنگ پردازی حضرت مستطاب شہنشاہ افراسیاب نے آپ کو آگاہ کیا ہے اور طلسم کی بربادی کا آپکے زمانہ قریب آیا ہے ایسا کچھ بادشاہ نے فرمایا ہے شاہ کوکب جملہ بیان اس تصویر کی زبانی سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ اے شبیہ میری طرف سے کہہ دینا کہ لے بادشاہ واقعی تم ہر طرح مجھ سے زبردست ہو اور ملک

خزانہ و فوج سحر و نیرنگ ہم سے دو نا رکھتے ہو اور جانتے ہو ہم کبھی تمھارا مقابلہ نہ کرتے مگر کیا کرین مجبور ہین اس لیئے کہ ایک شخص ہمارے پاس منزلین طے کرکے بمصیبت تمام آیا اور اب ہمارے دامن مین چھپا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اُسکو نکال دین کسی مذہب و ملت مین یہ جائز نہین اور آدمیت سے بھی بعید ہو لہذا اب تمسے کہا جاتا ہے کہ ہرچہ بادا باد جو کچھ تم جاہو کرو ہم نہایت ہوشیار ہین خدا ئے ما بزرگ است بموجب مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است یہ فرماکر جانب زمین اشارہ کیا کہ ایک پتلا زمین سے موتیون کا مالا لیئے ہوئے نکلا اور بایمائے بادشاہ اس سل کو وہ مالا پہنا دیا ایک دہگدگی اس مالے مین گندہی تھی وہ سینہ پر تصویر کے آگئی اور سل وہان سے اُڑکر جانب کوہ مذکور چلی اور سامنے شاہ جادوان کے آکر گری اور تصویر نے پیام شاہ کوکب حرف بحرف عرض کیا اور سل پر سے غائب ہو گئی بادشاہ لوح طلسم کوکب ملنے کی فکر مین روانہ ہوا یہ تو تلاش لوح طلسم نور افشان مین جاتا ہے اور ملکہ حیرت داخل طلسم ہے خواجہ عمرو ایک شب کے لیے مہرخ پاس آئے تھے ہر ایک سے ملکر طاؤس سحر طلب فرماکر پھر ان کے پاس چلے گئے ادھر باغبان وزیر تلاش مین عمرو کے گیا ہے اس مقام پر صاحب دفتر نسیہ ایا کیا ہو کہ باغبان ایسا زبردست ساحر وزیر بادشاہ کا شریک عیاران ہوا اور شہزادہ اسد قید رہین یہ امر خلاف عظمت وزیر مذکور ہے پس بدین سبب داستان گو وزیر موصوف کو قریب رہائی شہزادہ اسد شریک مسلمانان کرتے ہین اور انھین کی تتبع یہ احقر خادم داستان گویان جاہ مؤلف فسانۂ ہذا بھی کرتا ہے و نیز یہ بھی اس کمترین نے اس قصہ کے لکھنے مین حبابت خلاف دفتر کی ہو کہ یہ داستان جو ٹکڑے ٹکڑے تھی اُسکو ایک ہی جگہ جمع کرکے لکھدیا چنانچہ داستان ریحان و نگار کی اسی طرح دفتر مین تھی کہ کچھ حال لشکر امیر کا اور کچھ حال طلسم ہزار برج کا اور کچھ کیفیت ان دونون جادوگرنیون کی تھی قس علی ہذا اکثر مقامات پر یہی صورت تھی اُسکو بنظر سلسل افسانہ ایک ہی مقام پر لکھا ہے تاکہ ناظرین با تمکین کتاب ہذا حظ وافی اور لطف کافی اُٹھائین اور ساہر دان فن داستان گوئی پس و پیش ہوجانے سے داستان کے انگشت اعتراض صفحہ حال اس سراپا تقصیر پہ نہ رکھین اور میری محنت کی داد دین آمدم بر سر مطلب یعنی حال افراسیاب اسی مقام پر کہ جیسا اوپر بیان ہوا ترک کرکے اب شمہ کیفیت لشکر ظفر پیکر امیر با اقبال و شہزادہ تورج وغیرہ مع کوائف لقائے بدخصال لکھی جاتی ہے وباللہ التوفیق

داستان دلستان آنا بہرمد و زمرد شاہ باختری آفت کوہی عنصر کوہی کے بھانجے کا اور عاشق ہونا اسپر صبا جادو کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے اور اسیر ہونا سرداران اسلام کا اور عیاریان کرنا عیار دنگی اور حال طلسم ہزار برج فتح کرنا مرحلات طلسم تورج کا پھر ساحران نامی بہرمد و لقا افراسیاب کا بھیجنا اور شہزادہ ایرج کا آکر انکو قتل کرنا پھر آنا سیماب بدن کا لقا کی مدد کو اور اُسکو آکر قتل کرنا شہزادہ تورج کا پھر حال شہزادہ قاسم

یعنی جانا شہزادۂ مذکور کا براے فتح طلسم کوہ کوہ لمولفہ

اے مرے ساقی مرے پیر مغان
وقت ہی اب عیش کے اجلاس کا
فوج کے سب مست سپاہی ہوے
تکیہ خم بادۂ گلنار رہے
شیش محل بن گئے جام شراب
مہرے ناب کے ہے نام کی
نقلین ہین شیشہ صہباے ناب
حجلہ مین سامان جلوس شہی
جسمین طبیعت کی روانی دکھاؤن
جادو نیرنگ ہے القصہ ہو

نشہ صفت کیون ہے نظر سے نہان
کشتی مے تخت شہی آج ہے
خم جو بجتے نقارۂ شاہی ہوے
فضل خدا ہے مے گلفام پر
نقل بنے سکۂ نام شراب
جام کا خط غیرت شمشیر ہے
گولیان صندوق کی ہین یا کباب
مجکو بچھا دے ملے اس عہد کی
جو ہر اعجاز بیانی دکھاؤن
جاہ بیا قصہ نادر نویس

عہد کیا وسوسہ و یاس کا
قیف نہین بادشہی تاج ہے
صافی مے مسند زر کا رہے
قبضہ ہو اسلطنت جام پر
بوند جو ہے بادۂ گلفام کی
سیخ جسے کہتے ہین وہ تیر ہے
بجتا ہے میخانہ مین کوس شہی
دے مے گلرنگ مجھے شہد کی
حال کہون وہ جو میرا حصہ ہو
آنکہ بود خوب و فصیح و سلیس

بلبلان نغمہ پرداز گلشن شجر نیرنگ و قمریان سرودستان کلام ہاے رنگارنگ و طوطیان شیوا زبان شکرستان شیرین زبانی و زمزمہ پیرایان حدیقۂ جادو طرازی و سحر زبانی + شاخ رنگین دیر بہار خامہ تحریر سے مضمون چمن قلمون کی گلفشانی اس طرح فرماتے ہین اور باغ پر بہار اسمار کی سیر یون دکھاتے ہین کہ بعد قتل مہتاب جادو و ماہ جادو ساحران بے ایمان یعنی صہباے جادو و بلاے جادو نے بمشورۂ بختیارک بے آبرو نامہ بنا بر طلب امداد بجانب افراسیاب بدنہاد روانہ کیا تھا چنانچہ اس ثانی شداد نے نامہ پڑھ کر زہر چشم کو بھیجا تھا حال اسکا طلسم ہزار برج مین بیان ہو چکا فی الجملہ اب مقابلہ و مجادلہ ساحران مذکور نے لشکر اسلام سے موقوف رکھا ہے اور انتظار آمد کمک کر رہے ہین چنانچہ ایک روز لقا راندۂ درگاہ کبریا تخت نکبت پر بارگاہ مین بصد عظم و شان بیٹھا تھا کوہی اور باختری سرداران لشکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے جام شراب ناب کا دور تھا ہر ایک مست و مخمور تھا کہ ہرکارے مجرا گاہ پر آکر حاضر ہوے اور بعد اداے دعا و ثنا عرض پیرا ہوے کہ عنصر کوہی کے بھانجے آفت کوہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے حضور کی امداد کو آتے ہین اور قریب پہونچ چکے ہین داخل لشکر خداوندی ہوا چاہتے ہین یہ خبر سنکر بختیارک مع چند سردار کے براے استقبال روانہ ہوا واضح ہو کہ خبر بھی حال آفت کوہی بیان ہو چکا ہے چنانچہ یہ وہ آفت نہین یہ بھانجا عنصر کوہی جو سپہ سالار سلیمان عنبر مو سے ہے اسکا ہو اور از بسکہ یہ سرزمین کوہستان ہے تو ہزار کوہی قلعجات متعدد کا مالک یہان رہتا ہے اسوجہ سے نام مین توارد واقع ہوتا ہے اور صاحب دفتر نے یہ سلسلہ رکھا ہے کہ جب تلک طلسم ہوشربا فتح ہو اس کوہستان اور اسکے اطراف کے طلسمات بھی فتح ہو جائین غرضکہ شیطان خداوند نے جا کر استقبال کوہی مذکور کیا

اور لشکر اسکا ملحق لشکر خداوند اُتر دیا یا بارگاہ اسکے لیئے استادہ ہوئے گمردہ پہلے بارگاہ مین سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا خداوند کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنے ماموں سے ملا اور دنگل زرین پر بیٹھا احال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے خوب نمک مرچ لگا کر بیان کیا کہ اس طرح فرزندان حمزہ خداوند کی بیٹیون کو نکال لے گئے اس کلام پر اتفاقاً خفا ہونے لگا اسی گفتگو مین صبائے جادو بھی دربار مین آئی اور اُسنے اس کوہی کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل دیو صورت قامت مین تاڑ جسامت مین پہاڑ پر غضب اور شہوت پرست مزاج مین حرص و آز کا مسکن خود پسندی پسند پانون مین بد چلنی کا چلن موچھین کھڑی کھڑی ڈاڑھی ساحرون کی ایسی نشۂ نخوت سے آنکھین لال بھبھیا کمال زود رنج نہفتہ دوست شرارت سے پر رگ و پوست دنگل پر بیٹھا تن رہا ہو آپ ہی آپ بن رہا ہی یہ لکا تہ دیکھتے ہی ایسے جوان قوی کو فریفتہ ہوئی اور دنگل پر اسی کے پہلو مین آکر بیٹھی اور از بسکہ یہ سحر سے صورت اپنی حسینہ بنائے ہوئے تھی اس کوہی نے بھی اسکی طمع گری پر نظر کی دیکھا کہ ایک زن جمیلہ سانولا رنگ گول بدن آنکھین غیرت بخش دیدۂ ہرن سینہ پر اُبھار سے نیا جوبن معشوقہ عاشق حقبال عربدہ سازی مین جسکو حاصل کمال بظاہر بہت خوبرو بہ باطن سیہ چہرہ و تند خو بیرزال فرہاد کش جان شیرین کی دشمن پر عیب مکار زمانیہ دبد چلن یہ بھی اسپر مائل ہوا اور ساحرہ نے جام شراب اپنے ہاتھ سے اُسکو دیا اسنے بھی شعر مستی مین عاشقانہ پڑھے بختیارک نے یہ رنگ جو دیکھا چپکے سے کان مین صبا کے کہا کہ اے ملکہ اپنے بھائی بلار جادو کو کیا جواب دوگی اس نے کہا وہ نگوڑا کیا میرا حاکم ہے میرا جی چاہتا ہے وہ مین کرتی ہون یہ کہکر آفت سے کہا اے جان ہم آج تیری بارگاہ مین آئینگے اسنے کہا مین جب تک ان خدا پرستون کو قتل نہ کر لونگا عیش و راحت مجھے حرام ہے ساحرہ نے کہا اچھا تم طبل جنگ بجواؤ ہم بھی تمھاری اعانت کرینگے اسنے کہا پہلے تو اپنے زور کے بھروسے لڑونگا پھر آگے سمجھ لونگا جب مین مغلوب ہو جاؤن اسوقت تم مدد کرنا یہ کہکر بختیارک سے کہا ملک جی طبل جنگ بجواؤ اسنے کہا اتنی جلدی نہ کرو موت بلانا اچھا نہین پر شتابی بیتابی روا نہین کوہی اسکی باتون پر ہنس پڑا انھین باتون مین آخر وہ وقت آیا کہ کوہی کوہ خاور نطے منازل کر کے بارگاہ مغرب مین آیا اور ساحرہ لیل نے ضیائے ماہ کا غازہ چہرہ پر مل کر دہر پر آفت کو لبھایا کر نظم

شب مہتاب نے جوبن دکھایا
چھپا جب اشہب گردون کا سوار
عروج ماہ کا پھر وقت آیا
پیادے بن گئے سب انجم دسیاہ
سر شام باصرار آفت باکام

لقانے نقارۂ رزمی بجوایا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کر کے اپنے تئین بارگاہ سلطانی مین پہونچایا اور زبان ادب سے صفت و ثنائے شاہ اسلام ادا کر کے خبر آمد کوہی اور بجوانا طبل جنگ کا عرض کیا بادشاہ عالم پناہ نے خیر لشکر جانب امیر نظر کی امیر نے حسب ایمائے بادشاہ حکم نواخت کوس حرب باجرار دون نے تعمیل حکم مین ذرا دیر نہ کی نقارۂ سلیمانی مین طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہل گئی مریخ کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا طاس فلک مین جھنا ٹا پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور اور بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگے تلوارین نیام سے نکلین خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین

رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتہ جان اور رشتہ تیغ سے رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلۂ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر براں نے گلے ملکر گردن کاٹنا چاہی زبان تیر نے سوکھی سنائی حلقہ خنجر طوق گلوگیر اجل تھے نخل تمنائے مردان مین تلواروں کے پھل تھے دونوں جانب کے لشکروں مین غلغلہ عظیم برپا تھا تیغوں کی جھنکار اور خنجروں کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ مین خوف سے پانی پانی ہوا جاتا قلزم زخار جدال و قتال مین طوفان عظیم تھا کفار کا جہاز خشکی مین ڈوبتا تھا کہاں تک عرض کروں رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا تلواریں سان پر چڑھیں دلاوران پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت منچلوں کے من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہوتے نیزے بہر پیکار تیز و تیار ہوتے گھوڑوں کا ساز و یراق درست ہوتا ہر بہادر چابک و چست ہوتا شور کرنا اور بوق سے گوش روزگار مین پنبہ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا ذرہ ذرہ لبان شیر غرا تا تھا اسی ہنگامہ مین آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی بقصد جانستانی فروغ افروز باہ سلاح شعاع مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر	جہان کرد از چہرہ خود پر زمہر	
پئے جنگ آمد ز لشکر خروش	زمین آمد از بانگ اسپان بجوش	وقت سحر دو طرف سے لشکر دار رد

میدان قتال ہوا امیر مسجد کے پاس سے بعد فراغ طاعت باری سلاح سنجوگ سے آراستہ ہو کر در دولت شاہی پر آئے سرداران ذیوقار بھی بامید ادائے آداب حاضر آستانہ شہنشاہی تھے کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان مسلمانان حضرت قدرت فخر الملوک السلاطین خدیو گیہان سعد بن قباد والا شان برآمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا شور از فرش تا لب عرش پہونچا امیر اور سب سرداران کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف جنگاہ کے اس عظم و شان سے روانہ ہوئی کہ ہزارہا رسالے اور فیل و اسپ اور پلٹنیں و شاہان ریئسے زمین مثل ملازمان ہمراہ تھے جان نثار و خیر خواہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اس طرح سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر پر بیچ چشم زمانہ پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت پر رعب نظم

یکے ابر بست از پئے گرد و سم	بر آمد خروشیدن گاو دم	شدہ جمع چندان سیاہ فام پیل
کہ روے زمین شد بکردار نیل	درفش و سنان را خود اندازہ نیست	خور از گرد بر آسمان تازہ نیست
اگر بشمری نیست اندازہ مر	ہمی از ستیزہ شدہ گوش کر	حاصل مرام بعد ردد موکب نبرد

آراستہ ترتیب صف محاربہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کرکے کنارے ہوئے آفت پرفتنہ اجازت حرب لقاسے لیکر وسط میدان مین آیا اور سلاح شوری دکھا کر نعرہ زن ہوا کہ ہاں کون زندگی سے بیزار ہے جو میرے سامنے آنا چاہتا ہے اس ہیبت کو سنکر لشکر اسلام سے شہزادہ صفدر و صف شکن خورشید بن ہاشم تیغ زن نے گھوڑے کی باگ لی کل صف دست چپ کے علم جلوہ گری برآئے سردار پاپیادہ ہو کر رکاب مین چلے شہزادہ نے ہر ایک کو تسکین دیکر رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے خلعت اجازت لیکر مرکب اڑاتا سامنے حریف کے آیا وہ تہیۂ نگاو رگیندا ابر بڑھا کر چلا باہم نگاور زنی ہوئی سات قدم گیندا اسکا اور پانچ قدم گھوڑا شہزادہ کا گھٹ بڑھ رہا دونوں نے مرکبوں کو انین

مسلکر سامنا کیا نیزہ زنی آغاز ہوئی سنان بر سنان اور بنان بر بنان بجنے لگی بعد ردو بدل ہونے چند طعن کے شہزادہ
نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اُسنے غصہ مین آکر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار خبردار کہکر سر پر شہزادہ کے لگایا
شہزادہ نے اپنی تلوار کی پشت پر تیغہ کو روکا کہ تیغہ اسکا چھنا کر دو ٹکڑے ہوا اور اس شمشیرزن نے ہوشیار باش کہکر
ہاتھ مارا اس روسیاہ نے سپر فراخ دامن کو چہرہ پر پناہ کیا لیکن اس تیغ کی روانی سے پناہ پانی مشکل ہوئی سپر کو
کاٹ کر تلوار خود پر آئی اُسوقت صبائے جادو برے ہوا اُڑ رہی تھی اور بزور سحر پوشیدہ تھی سمجھی کہ یہ تلوار
سپر کو کاٹ چکی ہی اب خود پر کاٹے کریگی پسران حمزہ بڑے شہ زور ہین جلد خبر لینا چاہیے ورنہ یہ بیچارہ کوہی ہلاک ہوجائیگا
یہ سوچکر بہت جلد اسنے سحر پڑھ کر تلوار کی دھار باندھی شمشیر شہزادہ خود و دو تلعہ زرہ ٹوپی چرقچین کاٹ کر تا بہ کاسہ
سر پہونچی تھی کہ کند ہوئی اور سا جٹ گئی چالاک اور ابو الفتح سیر جنگ دیکھنے کو آگے بڑھ آئے تھے یہ کیفیت
دیکھکر گویا ہوے کہ شاید یہ کوہی ساحر ہے غرضکہ شہزادے کے عیار نے اطلاع کی کہ ذرا خبردار رہنا یہ ساحر معلوم
ہوتا ہے اور ادھر شاہزادے نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا کوہی جست کرکے کفل کر گردن پر جا تارہا تلوار نے گیند یکا
نسل کیا کوہی جست کر کے زمین پر آیا اور شہزادے کے گھوڑے کو پے کرنا چاہا شہزادہ بھی زمین پر کود اوہ دوڑ
کر لپٹ گیا باہم سرگرم کشتی دونون ہوے دوپہر تک خوب کشمکش ریلا پیلی کے زور رہے جب شل ہوے صبا نے دیکھا کہ
اب معشوق تیر الخلخا نے لگا دم اسکا آگیا قریب ہے کہ حیت ہوجاے بس یہ دیکھکر اسنے سحر پڑھا کر شہزادے کے جسم سے
طاقت جاتی رہی کوہی نے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے حوالہ کیا اور پھر نہیب دی کہ اے سلمانان اور کسی کو بھیجو میرے مقابلہ
مین اُسوقت سرداران وست حبیب نے لشکر اسلام سے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا اسنے باعانت سحر ساحرہ گرفتار کر لیا شام
تک بیش چالیس اسیر ہوے غرض شام کو جب ساحر روز زرد پوش ہوا اور عالم سیہ پوش کر کے برج گونہ تا تیرہ خند جا بیٹھا
ہمیکو نہ بردشت ہر گونہ منشور + شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی لشکر خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لقا اپنی بارگاہ
مین شادان و فرحان آکر بیٹھا کوہی بھی آیا ساحرہ مذکورہ بھی آئی اور سرداران اسلام کو سحر کی قید مین مبتلا
کر کے اپنے ساحرون کے سپرد کیا کہ اُنھون نے مقید کیا اور آپ یار کے ساتھ بیٹھکر شراب الجواری کرنے لگی ادھر امیر بارگاہ
مین رنجیدہ خاطر بیٹھے چالاک نے آپکو غمگین خاطر دیکھکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار یہ کوہی نابکار ساحر غدار معلوم
ہوتا ہے یہ غلام جان نثار خبر اسکی لیتا ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے رفیق شفیق تم دو ایک روز سے کچھ کبیدہ خاطر
رہتے ہو بولو اسکا سبب بتاؤ پھر جہان مزاج مین آئے کیجانا عیار رند کور نے بالے امیر پر سر جھکا کر عرض کیا اب
میرا دل یہان رہنے سے گھبراتا ہے بے اختیار جی چاہتا ہو کہ شہنشاہ عیاران والد بزرگوار کی خدمت مین جاؤن
امیر نے یہ عرض سن کر فرمایا کہ اے فرزند قسم ہو مجکو یزدان پاک کی کہ خواجہ کو اپنے سے بہتر مین جانتا ہون میرا بھی دل اُنکی
خیریت سننے کو چاہتا ہے مین موقع و محل دیکھکر تمکو جانب طلسم رخصت کرونگا ابھی توقف کرو عیار یہ کلمات عنایت آیات
امیر سے سنکر باہر بارگاہ کے آیا وہان ابو الفتح موجود تھا اُسکو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بصورت مبدل لشکر لقا مین دونون
آئے بارگاہ کے پاس گبر کے خادم خدمتگار وغیرہ استادہ تھے اُنھون نے بفطرت جیسا اکثر بیان ہوا ہی دو خدمتگارونکو

الگ لیجا کر بیہوش کر کے غار میں چھپایا اور انکا لباس لیکر انھین کی ایسی صورت بنکر اندر بارگاہ کے داخلہ کیا یہان ناچ ہو رہا تھا شراب کا پیالہ چلتا تھا اور اتفاق سے بلائے جادو بھی بارگاہ مین آیا ہوا تھا صبا بخاطر اپنے برادر آشنائے دیرینہ کے کوہی سے ہٹ کر بیٹھی تھی مگر آشنا یہ ہو رہے تھے صحبت عیش برپا تھی یہ دونون عیار بھی ایک سمت کھڑے ہو کر سیر دیکھنے لگے لیکن صبا بہت دنون سے یہان آئی ہے حال عیاران کا جانتی ہے اسنے باحتیاط اسکے کہ عیار آکر صحبت برہم کرین سحر پڑھا کہ حال انکا معلوم ہوتا ہے چنانچہ سحر نے اسکو باخبر کیا کہ دو عیار یہان آئے ہین وہ حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی چالاک اسکی نگاہ متفکر دیکھ کر جہان کھڑا تھا وہان سے ٹہکر بختیارک کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور ابوالفتح سے اشارہ کیا کہ وہ باہر بارگاہ کے چلا گیا اس اثنا مین ساحرہ نے بغور ہر سمت نگاہ کی چالاک کو قریب شیطان استادہ دیکھا اور پہچانا اور شیطان سے کہا ملک جی مجکو تم سے کچھ کان مین کہنا ہے یہ کہکر باتین کرنے کے حیلے سے قریب آئی اور کلام کرنے کیلیے جانب شیطان جھکی لبس جھکتے ہی چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے جست کر کے ایک لات اس زور سے ماری کہ یہ تخت لقا پر جا گری اس سبب سے کہ عیار بیل ہاتھ مین رکھتے ہین جب کوئی ہاتھ انکا پکڑتا ہے وہ ہاتھ کو اسطرح کر دیتے ہین کہ وہ بیل ہاتھ مین ہاتھ پکڑنے والے کے آجاتا ہے اور انکا ہاتھ چھوٹ جاتا ہے گرفتار کرنے والا حیران ہو کر گنبد کو دیکھنے لگتا ہے کہ یہ کیا ہاتھ مین آگیا وہ عیار نکل جاتے ہین غرضکہ اسوقت عیار مذکور نے بیل عیاری کا تو ہاتھ مین ساحرہ کے دیا اور لات مار کر آپ بھاگا لوگ سب حیران کہ یہ کیا معاملہ گذرا ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے چالاک باہر بارگاہ کے نکل آیا ساحرہ کے چوٹ بہت لگی لوگون نے دوڑ کر اسکو اٹھایا بختیارک ناچتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب ساحرہ تمسخر کرنے لگا کہ آج تو آپ بھی نظر کردہ ہوئین لات اعلیٰ نے یہ رتبہ دیا کہ لات کھائی خیر یہ تو ان کی عنایت تھی کہ خنجر نہین مارا ورنہ سر اڑ جاتا اب انکی تعریف کے سوا کچھ اور کسی طرح کا کلام زبان سے نہ نکالنا کیونکہ وہ مرشد زادہ برحق ہین جتنے کام اُن سے ناحق ہین وہ سب حق ہین اور وہ یہان حضر تشریف رکھتے ہون گے ایکی جو برا کہتے سنین گے تو ناک کاٹ لین گے صبا نے اسکے کہنے سے کچھ برا بھلا عیارون کو نہ کہا جب سکوت مین آ کر بیٹھی اور لقا نے حکم دیا کہ یہان اب تخلیہ کیا جائے خدمتگار فراش سب باہر جائین اور پہرا بیٹھ جائے کہ کوئی اندر آنے نہ پائے حسب الحکم انتظام ہو گیا اور صبا نے بزور سحر خوب دریافت کر لیا کہ عیار اب بارگاہ مین نہین ہین فی الجملہ باطمینان تمام صحبت آرا ہوئی لیکن اتفاق سے ابوالفتح جو پہلے باہر بارگاہ کے آیا تھا اسنے دور سے کچھ کشتیان کہاریون کو لاتے دیکھین دیکھ کر آگے بڑھا اور دیکھا کہ آگے آگے ایک کوہی لباس پر زر پہنے کلاہ مروارید سر پر دیے ہاتھ مین گلابی شراب کی لیے کمر مین جام زرنگین رکھے آتا ہے اور پیچھے بہت سی خمین شراب کی چھکڑون پر بار ہین اور بہت سی کشتیان جنپر تورے پوش پڑے ہین۔ کہاریان سر پر رکھے ہین کشتیون مین قابین کباب کی اور میوہ مٹھائی بہرگزک رکھا ہے اور شیشہ بادہ ارغوانی کے چنے ہین جنکے منھ سوہے سے بندھے ہین وہ شخص جو آگے آگے آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ میخانہ ہے عیار مذکور یہ سامان دیکھ کر صورت کو بدلے ہی تھا قریب اس داروغہ کے گیا اور سلام کر کے

ہنسکر بولا کہ اخاہ آج داروغہ صاحب کہان اسنے کہا بھائی یہ میخانہ میرے مالک سلیمان عنبرین مو نے خداوند کے لیے بھیجا ہو مین پہونچانے آیا ہون اسنے جب سب حقیقت دریافت کرلی اس سے کہا اے برادر آپ وہان جاتے ہین تو مین کیا کہون خیر جانے دیجئے آپ معلوم ہو جائیگا مین نہ کہونگا داروغہ کو خلجان ہوا اور قریب آکر ہاتھ پکڑکر منت کرنے لگا کہ تمکو قسم ہے خداوند کے سر کی جو کچھ حال ہو ضرور بیان کرو کس لیئے کہ دربار سرکار کا مقدمہ ہو شاید مجھ میرے لیے قباحت ہو اسنے کہا خیر خاطر ہے آپ ادھر تشریف لائیے مین بتا دون واقعی مین آپکے فائدے کی بات یہ کہکر اسکو الگ تنہائی مین لایا اور کہنا سننا کیا تھا آتے ہی بیضہ منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے اُسکو خوب بیہوش کرکے گڈھے مین ڈالدیا اور اُسکے کپڑے لیکر بہت جلد اُسکی ایسی صورت بنکر قریب میخانہ آیا ملازمین کو ٹھہراکر کشتیان سب ایک جگہ رکھوالین لوگون سے کہا تم ہٹ جاؤ مجکو ایک خبر معلوم ہوئی ہی ایک ترکیب ایسی کرنا ہو کہ شراب عمدہ ہو جائے نوکر ماتحت داروغہ کے تھے حسب الحکم ہٹ گئے اسنے سب مین بیہوشی ملادی اور ایک دخم مین بھی بیہوشی نہ ملائی پھر وہان سے میخانہ لیکر دربارگاہ پر آیا یہان تھوڑے عرصہ مین صبا نے بختیارک سے کہا کہ ملک جی مین ایک پہلوان پہلے لڑوا چکی ہون ابکی اور ایک پہلوان بلواتی ہون کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر ایک بیتک دی کہ ایک پہلوان زمین سے نکلا قامت مین عوج بن عنق عقل مین احمق تھا سحر بند کیا ہوا تھا کہ کوئی حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور نہ کسی پہلوان زبردست سے زیر ہوتا واضح ہو کہ دو ایک لڑائیان اس پہلوان کی بھی داستان گو بیان کرتے ہین لیکن اس احقر کو بے سود داستان لکھنا طوالت غسانہ نظر آیا اس سبب سے مختصر حال اسکے مرنے کا بیان کیا جاتا ہو کہ اس پہلوان نے بھی مقابلہ کرکے کئی سو سرداران اسلامیان مثل آفت کے گرفتار کیے آخر اب جوذکر کیا گیا کہ عیار بارگاہ مین آئے اور ساحرہ کو ایک تو باہر بارگاہ کے نکلگیا اور دوسرے نے داروغہ کو میخانہ کے بیہوش کرکے دربارگاہ پر اپنے تئین پہونچایا فی الجملہ اس پہلوان کی لڑائی جو بیان کی جاتی ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ پہلوان بھی مثل اور دن کے دنگل پر بیٹھا مصروف میخواری تھا اور جو لڑائی اسکی نہ بیان کی جائے تو اُسوقت ساحرہ نے اُسکو بلایا اور دنگل پر بٹھایا غرضکہ خبر پہونچی کہ سلیمان کے یہان سے میخانہ لیکر داروغہ آیا ہے لقا نے حکم دیا کہ میخانہ حاضر کرو ملازم کشتیان وغیرہ بارگاہ مین للے ابوالفتح دربارگاہ پر ٹھہر رہا اس لیے اندر بارگاہ کے نہ گیا کہ ساحرہ پہچان جائیگی اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ کہاریون وغیرہ کو جو کہ کشتیان لیکر اندر گئین ساحرہ نے سحر سے دریافت کیا کہ انمین کوئی عیار تو نہین چنانچہ معلوم ہوا کہ کوئی عیار نہین پس ساقیون کو حکم دیا کہ اسی شراب کو پلاؤ جو دو ایک ساقی کہ وہان حاضر تھے اُنھون نے انھین گلابیون سے شراب ناب ساغر مین بھر بھر کر اہل انجمن کو دینا شروع کی از بسکہ تخلیہ تو پہلے ہی سے تھا مقرب سردار کئی سو حاضر دربار تھے لیکن خادم خدمتگار فراش وغیرہ کوئی نہ تھا عیارون کے خوف سے دو نیک ساقی اور گویے رکھ لیے تھے اور سب باہر تھے بس خم سے شراب نکالنے کی نوبت بھی نہ آئی گلابیون ہی کی شراب کا دور چلنا کافی ہو گیا یکایک بیہوشی نے تاثیر کی لقا تخت پر سے اُٹھا اور کہا خداوند نے اسوقت تقدیر ناچنے کی فرمائی ما بدولت بھی ناچتے ہین تم بھی سب ناچو یہ کہکر بھاؤ بتاتا ہوا اُٹھا سردار حاضران دربار بھی

مست و لایعقل ہو چکے تھے کسی نے کسی کے ڈھول لی ری تھی کسی کے مونچھ پر ہاتھ ڈالا تھا کہ میان رات کا وقت ہے کوا بسیرا لیتا ہے غرضکہ اسی دھول جھکڑ مین خداوند جو ناچتے ہوئے اُٹھے ہر ایک اہا ہا کرتا اور مٹکتا ہوا اُٹھا اور گت بھرنے لگا اس عرصہ مین ساقیون نے بھی اہل محفل کو خوشحال شراب کو عمدہ سمجھ کر آپ بھی دو جام پیے اور رقاصون کو بھی دیے پھر تو ایسی بُری گت ہوئی کہ سازندون نے سارنگی اُلٹی کرکے رتینا شروع کیا اس طرح جیسے گلے پہ چھری پھیرتے ہین اور رقاصہ نے پیشواز اُلٹ کر سر پر اوڑھ لی اور ہر ایک ساحر سردار چوتڑ پیٹتے اور راگ چھکتے بگر کو دکرتے تھے یہان تک کہ جب دماغ ماؤف ہوا بیہوش ہو کر ہر ایک گرا اور جب عرصہ کچھ گذرا عیار جو داروغہ بنا ہوا باہر کھڑا تھا سمجھا کہ اندر سب بیہوش ہوگئے ہون گے بس اندر جانیکا قصد کیا دربانون نے کہا داروغہ صاحب آپ تو ناحق اندر نہین جاتے آپ کیلئے ممانعت تھوڑی ہے اسنے کہا بھئی مین احتیاط کرتا ہون خیر تمھارے کہنے سے مین جاتا ہون خداوند کو سلام کر لونگا یہ کہکر کہارون اور اپنے ہمراہیون کو باہر چھوڑ کر آپ اندر بارگاہ کے آیا ادھر چالاک بھی ایک معز زکوہی کی صورت بنکر آیا اُسکو بھی کسی نے منع نہ کیا اب یہ دونون جب اندر پہونچے ہر ایک کو بیہوش پایا پس داروغہ مصنوعی پھر کر دروازے پر پھر آیا اور کہا خداوند فرماتے ہین کہ بارگاہ کے در پر بھی تنہائی کردو سب اپنے اپنے بستر پر جاؤ نوکری اسوقت کی معاف کی حاجب دربان یہ حکم سُنکر وہان سے چلے گئے اب بالکل تنہائی ہوئی چالاک نے پہلے بختیارک کو ہوشیار کیا جب اسکو ہوش آیا عیار کو خنجر بکف سر پہ دیکھ کر جلد کھڑا ہو گیا اور کہا اے مرشد برحق کے یادگار مجھکو تو اپنا غلام ہی آپ سمجھیے گا بلکہ غلامون کا آپکے مین غلام ہون اور خود ہمیشہ چاہتا ہون کہ اس لقاے بے ایمان کو آپ جوتیان لگائین لے آیے بسم اللہ کیجیے چالاک نے کہا ملک جی اگر ہمارے تم دوست ہو تو لو یہ استرہ اور خداوند کی داڑھی مونڈو اب تو شیطان گھبرایا اور عیار مذکور نے ڈانٹا کہ بات اے دو رنگی منافق اب ہم تجکو عورت بناکر عنصر کوہی کی بغل مین سلائین گے وہ یہ سنکر منت کرنے لگا کہ نہین مرشد زادے ایسا نہ کیجیے لیکن عیار نے نہ مانا اور ایک خرما بیہوشی آلود نکالکر اُسکو دیا کہ کھا اسکو جلدی ناچار اسنے کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اسکو بہت خوبصورت بنایا اور پیرہن بھی عمدہ پہنایا مسی منہدی کنگھی چوٹی سے درست کرکے پھر اسکو ہوشیار کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیا اسنے صورت اپنی آئینہ مین جو دیکھی خوب ہنسا اور اپنے دل سے کہتا تھا کہ کیا بلا کے یہ عیار ہین مجھ مین اور عورت مین کیا کچھ فرق نہین رکھا ہے خوب بنایا ہے کبھی سینہ پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا کہ واہ واہ کیا خوب سینہ بنایا ہے غرضکہ جتنی دیر مین اسکو چالاک نے عورت بنایا ابوالفتح نے مع لقا سب کی ڈاڑھیان مونچھین بھوین مونڈین چار ابرو کا صفایا کرکے پیرہن ہر ایک کا اُتارا اور منہ نصف سیاہ نصف سرخ ان پر سفیدی کے ٹیکے اور گلے مین جوتیان ہار کی طرح ڈور مین باندھ کر پہنادین ہاتھ مین بھی جوتی پہنادی منہ سب کے کالے کر دیے اور بعض کو قنات سے بارگاہ کی تکیہ دیکر بٹھادیا اور انکو ایک ڈفلی ہاتھ مین دیدی اور ماتھے پر شعر لکھ دیے کہ وہ فحش کے سبب لکھے نہین گئے پھر عنصر کوہی کی بغل مین ملک بختیارک کو لیجا کر لٹا دیا اور لقا کے ہاتھ مین ڈگڈگی دیکر آفت کوہی کو خرس کی صورت بنا کر پٹا گلے مین ڈال کر رسی اُسمین باندھ کر

لقا کے ہاتھ مین دیدی اور لقا کی ڈاڑھی مین دو بال چھوڑ دیے تھے جمین گھنگرو باندھ دیے اور ایک رقعہ
بھی باندھ دیا جسمین یہ لکھا تھا کہ اے خرس بادیۂ ضلالت یہ کام مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کا ہے جب یہ
حالت سب کی کر چکے خنجر کھینچکر بلا صبا ساحرون کا سر کاٹنا چاہا مگر صبا نے دو پتلے سحر کے بنائے ہین کہ وہ
اسکی حفاظت کرتے ہین اسوقت بھی کھڑے ہوا سے دو پتلے پچکاری ہاتھ مین لیے اُترے عیار دونون انکو دیکھتے ہی
بارگاہ سے نکل گئے اور پتلون نے پچکاری کہ جسمین آب سحر بھرا تھا ساحرہ کے منھ پر ماری کہ وہ ہوشیار ہوئی اور
بارگاہ کا حال دیکھ کر کچھ سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلی لکہ ابر برستا ہوا نکلگیا اسکی تاثیر سے ہر ایک ہوشیار ہوا اور اُٹھنے کا
جو ارادہ کیا تو گردن مین ایسا جھٹکا لگا کہ آہ کرکے پھر لیٹ گیا اور جس نے گھبرا کر منھ پر ہاتھ پھیرا جوتی منھ پر لگی دھر
لقا جو اُٹھا اور اُٹھنے سے اسکے ہاتھ کو جنبش ہوئی ڈگڈگی بجنے لگی اسنے جھنجھلا کر دوسرے ہاتھ سے ڈگڈگی کو دور
کرنا چاہا رسی اس ہاتھ مین بندھی تھی وہ کھنچی اس کے ساتھ آفت بھی کھنچتا چلا کیونکہ پٹا اسکے گلے مین تھا ایک طرف
عنصر کوہی کو جو ہوش آیا زنڈی جوان قبول صورت کو پہلو مین پایا سمجھا کہ خداوند لقا نے مجکو حور عنایت فرمائی
ہے بس یہ سمجھ کر بختیارک سے لپٹا اور جان جہان کہہ کر پستان پر ہاتھ ڈالا اور شیطان بھی ددی کہہ کے ہنسے
لپٹا اور پھر بکا یک اُسکو چھوڑ کر بھاگا وہ اُٹھ کر برہنہ اسکے پیچھے دوڑا شیطان دوڑ کے لقا پاس آیا کہ
یا خداوند مجکو عورت سے مرد بنا دے ہر چند کہ لقا اس مضحکہ مین گرفتار تھا مگر شیطان کی یہ صورت دیکھ کر ہنسا
اور کہا ابکی نوروز کو تجھے مرد بنا دیگا اسنے کہا تو میری آبرو اس کوہی کے ہاتھ سے بچا لقا نے عنصر کو گھڑکا کہ کہان
ننگا دوڑتا پھرتا ہے اسنے خداوند کی آواز پہچانی اور بالکل اسکو شناخت نہ کیا اور کہا اگر تو لقا ہے تو مجکو
کیا ڈانٹتا ہے خود تو آپ ننگا کھڑا ہے اور عجیب اسوقت تیری برزخ اور قطع ہے یہ سنکر خداوند شرمایا اور
ڈاڑھی کو جو ہاتھ سے دیکھا رقعہ بال مین بندھا تھا اسکو نوچ لیا ساحرہ نے مشعل سحر تو پہلے سے جلائی تھی روشنی
بہت تھی اس رقعہ کو پڑھکر معلوم کیا کہ یہ ذلت ہمکو عیارون نے دی ہے پس ہر شخص کو لعنت کے پھندون سے
رہا کیا اور ہر ایک علیحدہ اُٹھ کر گیا تبدیل لباس کیا لقا نے بھی پوشاک عمدہ زیب بر کرکے تخت پر جلوس کیا
منھ پر ڈھاٹا باندھ لیا غرضکہ سب پرستار اسکے کپڑے بدل کر منھ چھپا کر دربار مین آئے بختیارک اسی طرح
عورت بنا ہوا ہر ایک کو چھیڑنے لگا اور خداوند سے کہتا تھا کہ آپ مجکو پہچانتے ہین مین کون ہون وہ خرس بے تمیزی
کی راہ سے ہنسا آخر پکارا کہ منم وزیر اعظم درگاہ خداوند دیکھ مجھ مین یہ صفت ہے کبھی عورت بنتا ہون کبھی مرد بنتا
ہون یہ کہہ کر پانی منگا کر منھ ہاتھ دھویا رنگ روغن چھوٹ گیا یا تو صاحب حسن وجمال تھا اب پھر وہی شیطان
مجسم بن گیا اور اسی طرح ہر شخص کا منھ آب گرم سے دھلایا کہ وہ روسیاہی ظاہر کی دفع ہوئی اُسوقت
لقا نے ہر ایک سے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر کئی دن پیشتر سے کر رکھی تھی کہ بندگان مغضوب آجکی شب قدرت سے
دل لگی آکر کرینگے اُسوقت خداوند کو تمھارے جہل سوجھی تھی سب نے کہا برحق اگر تو نہ چاہتا تو عیار ہمارا یہ حال
نہ کرتے اسنے کہا دیکھو میری رحمت کہ تم سب کے ساتھ اپنا بھی حال ایسا بنوا لیا یہ اسلیے کہ تم لوگونکی دلشکنی نہو

غرضکہ ایسی کچھ باتین بنا کر چاہا کہ رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست کرے بختیارک نے کہا اس رات کو جاگ کر بسر کرنا صلاح ہے عیار ذکر بین ہین ضرور دو ایک کے ماتھے جائینگی صبا نے کہا اگر آج مین پہرہ دونگی ہشیاری کرونگی خداوند کو آرام کرنے دو میہ کہکر آفت کو ہی اور اپنے پہلوان سحر بند کو بارگاہ مین پنہے لائی لقا عیش خانہ مین جاکر آرام پذیر ہوا ہر سردار دربار سے ڈاڑھی مونچھ نذر کرکے اپنے اپنے مقام پر گیا ادھر عیار جوان سب کی بیت بنا کر بھاگ گئے لشکر کے باہر نہ گئے اور باہم صلاح کی کہ بغیر قتل کیے ایک دو ساحر کے جانا نہ چاہیے پس ابو الفتح نے ایک مقام تنہا تجویز کرکے غار کو دیکھ کر خنجر سے اس غار کو گہرا کرکے صحرا سے لکڑیان جمع کرکے اسمین بھرین اور آگ دہکائی اور آپ چھپ رہا اور چالاک ایک مہیب ساحر کی شکل بنا ماتھے پر نگینہ الماس کا جڑا کہ ستارے کی طرح چمکتا تھا اور ایک تاج یاقوت احمر کا سر پر رکھا تھا جسمین چار چہرے جو رکے بنے تھے ایک اژدہر کمر مین لپیٹی ایک تھالی ہاتھ مین لی کہ اسمین چوکھ جلتی تھی اور دو رقعہ بخط طلسم لکھے ہوئے اسمین رکھے تھے اور کان آنکھ منھ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے معلوم ہوتے تھے پس اس صورت پر درست ہوکر قریب پشت بارگاہ صبا کے آیا اور جانتا تھا کہ رات زیادہ آئی ہے ہر شخص دربار سے اپنی جگہ پر آیا ہوگا چنانچہ پشت کی طرف سے پہلوے بارگاہ پر آکر ایسی جست کی کہ جیسے کوئی اڑتا ہوا آتا ہے بیچ بارگاہ کے صحن مین یہ اُترا صبا اسکو دیکھ کر کھڑی ہوگئی اسنے سلام کیا اور نامہ تھالی مین سے اُٹھا کر ہاتھ مین دیا اسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ آج خداوند سامری نے اپنی قدرت سے بچا لیا ورنہ عیار کام تمام کر چکے تھے اب ذرا سمجھ کے مسلمانون سے مقابلہ کرنا اور ایک ہار ہمنے بھیجا ہے وہ ہار اپنے پہلوان کو پہنا دینا وہ سب کو گرفتار کردیگا اور دوسرا نامہ ہمنے پہلوان کو لکھا ہے اسکو تم نہ پڑھنا انھین کو دینا کہ وہ آپ پڑھین صبا نے یہ حال پڑھ کر دوسرا نامہ اور ہار طلب کیا عیار نے آگے بڑھ کر ایک ہار پہلوان کے گلے مین پہنا دیا اور اسی کے ہاتھ مین نامہ دیا اور آپ جست کرکے سر اپنے فرا کر باہر بارگاہ کے پہونچا صبا سمجھی کہ نام دیکر یہ ساحر جانب طلسم گیا بیشک یہ فرستادہ شاہ جادوان تھا ادھر پہلوان نے جو لفافہ پر نام کی نظر کی لکھا دیکھا کہ اس نامہ کو ایسے مقام پر پڑھنا کہ جہان آدمی کے نام سے تمھاری پرچھائین بھی نہو بس یہ دیکھ کر وہ اُٹھا صبا نے کہا کہاں جاتے ہو کہا ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا ساحرہ سمجھی کہ رفع احتیاج کو گیا فی الجملہ یہ تو آفت لیئے استراحت کرنے لگی وہان پہلوان نے نامہ وا کیا ایک الائچی اسمین سے نکلی اور عبارت یہ لکھی تھی کہ اے پہلوان یہ الائچی کو کھا کر جانب مشرق سو قدم گن کر اٹھانا ایک نور تم کو اس طرف روشن نظر آئیگا بصدق عبادت قدم عقیدت جلد جلد بڑھاتے اس نور کی طرف آنا ایک غار پر پہونچ گئے کہ اسمین سے مثل آتش کے نور شعلہ فگن ہے بس اپنی آنکھین بند کرکے کنارے غار کھڑے ہونا ہم آکر تمکو اپنا نظر کردہ کرینگے اور بڑی دولت تمکو نصیب ہوگی کہ آج تک نہ کسی کو ملی ہے نہ ملے گی یہ مضمون پڑھ کر پہلوان نے الائچی کھائی اور سو قدم گن کر آگے بڑھا وہ غار جو ابو الفتح نے روشن کر رکھا ہے اسکی روشنی دکھائی دی نہایت اعتقاد سے تعریف سامری پڑھتا ہوا سر غار پر آیا اور آنکھین بند کرکے کھڑا ہوا ابو الفتح تو وہان چھپا ہوا تھا آہستہ آہستہ قریب اسکے آیا اُسنے آہٹ جو قدم کی سنی سمجھا کہ

شاہ جادوان نظر کردہ کرنے آئے اُسی طرح آنکھین بند کئے کھڑا رہا عیار نے پشت پر پہونچکر ہاتھ جو ترڑون مین دیکر
اس زور سے ڈھکیلا کہ منہ کے بھل وہ اُس غار مین گرا گویا قعر جہنم مین زندہ پہونچگیا گرتے ہی جلکر خاکستر ہوا اور
شور اُسکے جلنے کا بلند ہوا اُدھر بختیارک کو نوخون عیار دنکا لگا ہوا تھا ہی اپنے خیمہ سے اُٹھکر بارگاہ مین آیا
اور صبا سے پوچھا پہلوان کہان گئے ہین اُسنے حال نامہ آنے کا بیان کیا اور کہا وہ باہر گئے ہین اس شیطان نے
حال سُنکر کہا ہائے مارڈالا ارے تم غافل بیٹھی ہو جلد خبر لو وہ پہلوان ملک عدم کو پہونچے ہونگے ساحرہ یہ سُنکر گھبرائی
اور ہمراہ شیطان باہر آئی دربان جو دروازے پر تھے انسے پوچھا کہ پہلوان کدھر گئے اُنھون نے کہا یہان سے سو قدم
گن کر آگے بڑھے تھے پھر ہمین نہین معلوم کدھر گئے بختیارک یہ سُن کر ناک پر اُنگلی رکھکر ناچنے لگا اور ساحرہ
مع آفت کے پہلے بارگاہ لقا مین آئی شیطان نے اُس گبر کو بیدار کیا اور ساحرہ نے رو رو کر کہا خداوند بتلایئے
پہلوان میرا کدھر گیا مارا گیا یا زندہ ہے لقا نے جواب دیا کہ یون ہے یا دون ہے قدرت تو سوئے ہے تھے تقدیر مین بھی
شور ہی تھین اسوقت قدرت بتائینگے نہین ہر چند کہ جانتے ہین مگر موقع نہین ساحرہ وہان سے ناچار ہمراہ
بختیارک و آفت اسی طرف ڈھونڈھتی ہوئی چلی کہ جدھر پہلوان گیا تھا اُسکو بھی روشنی دکھائی دی پس
سر غار پر یہ بھی آئی وہان بیر غل مچا رہے تھے اُسکو یقین ہوا کہ پہلوان اسی گڈھے مین گرا دیا گیا ہے بس رونے لگی
اور عیار جو بطور مخفی وہان حاضر تھے اُنھون نے اسکی صدا سُن کر دور سے نعرہ کئے کہ باش اولکا نہ ہمنے اس تیرے پہلوان
کو واصل جہنم کیا اور انشاء اللہ جب تک سرداران لشکر اسلام قید ہین یوہین آکر ہم تجکو زک دینگے اور بن پڑے گا تو
تجھے بھی تیرے پہلوان کے پاس بھیجدینگے یہ نعرہ سُن کر بختیارک نے کہا کہ یہان نہ ٹھہرو ورنہ جان کی خیر نہین ہے
وہان سے واپس ہو کر بارگاہ مین آئی بختیارک نے کہا مین تو جاتا ہون تم عیارون سے خبردار رہنا مقرر وہ
اپنے سردارون کی رہائی کو آئینگے اسنے یہ باتین سُنکر بظاہر تو کہا ملک جی ان مونڈی کاٹون کی کیا مجال ہے
جو میری جانب بنگاہ کج دیکھ سکین شیطان تو ایسے کلمات سُنکر چلا گیا اور ساحرہ نے بظاہر تو لاف زنی کی تھی
مگر بباطن عیارون کا خوف پیدا ہوا کیونکہ عیار کہہ بھی گئے تھے کہ ہم برائے رہائی سرداران آئینگے چنانچہ اپنے
فرط خوف سے زندان خانہ مین جاکر جتنے سردار کہ اپنی قید مین رکھے تھے اور پہلوان پکڑ لایا تھا اُنکو قید سے رہا
کر دیا وہ سب رہا ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلے اس عرصہ مین شعلۂ آفتاب نے غار مشرق سے سربلندی کی اور
جسم ساحر کو جلا کر ظلمت عالم کو مٹایا بیت کہ بعد از شب ہوئی جب صبح روشن ؛؛ زمین آئی نظر پاکیزہ دامن
صبح کو بادشاہ لشکر اسلام تخت سلیمانی پر جلوہ گستر ہوئے دربارگاہ پر نقارہ بجا مجرائی آنے لگے سرداران تہمتن
بھی زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے اسوقت سرداران رہا شدہ بھی آکر بارگاہ مین پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا
امیر بھی مسجد سے تشریف لائے انکے قدم سب نے آنکھون سے لگائے اس اثنا مین عیارون نے آکر حال کیفیت
قتل پہلوان اور رئیس لقا خدمت امیر مین عرض کی سب یہ حال وشمن سُن کر خندہ زن ہوئے اور آنے سے
سرداران مقید کے بزم عیش ترتیب دی اس طرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین سریر آرا ہوا جماعہ کفاران

حاضر دربار ہوئے مگر آفت کا اعتقاد عیارون کی ڈاڑھی مونڈنے سے خداوند کی طرف سے جاتا رہا یہ جو سوار ہوا دربار لقا مین نہ گیا اپنے افسران لشکر سے کہا کہ مین خدمت بادشاہ اسلام مین جاتا ہون جسکو آنا ہو میرے ہمراہ آئے بہت سردار اور کئی ہزار کو ہی مسلح و مکمل ہو کر جانب لشکر اسلام چلے جب قریب لشکر مذکور پہونچے ہرکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ آفت کو ہی بارادہ اطاعت آتا ہے امیر نے کچھ سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ پیشوائی کرکے اسکو لائے لشکر اُسکا اُترا اُسنے آکر امیر کے قدم کو بوسہ دیا بادشاہ کے گرد پھر انذر وہی امیر نے سر اسکا چھاتی سے لگایا ذنگل سردارون مین عنایت فرمایا خطاب و خلعت سے سرفراز ہوا پھر حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب حاضر ہوئے رقاصون نے بزم کو بزم کیقبادی بنا دیا راجہ اندر کا جلسہ نظر سے پریون کے گر گیا محفل جمشیدی کا رنگ بگڑ گیا یہان تو یہ سامان ہے اودھر ہرکارون نے یہ خبر لقا سے جاکر عرض کی اسنے کہا وہ بد عتقاد جب سے آیا تھا قدرت کو عیار ستاتے تھے خوب ہوا جو چلا گیا اسنے تو یہ کہا مگر صبا کا رنگ رخ زرد ہو گیا کیونکہ یہ کو ہی مذکور کو پیار کرتی تھی آخر بصلاح بختیارک نے پھر نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ جادوان یہان کمک بھیجیے کہ مسلمانون نے ہم کو پریشان کیا ہے یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھ کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا کر لے گیا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب امیر کشورگیر مصروف راحت ہین لقا کو انتظار کمک آنے کا ہے ساحرہ وغیرہ فکر اسم اعظم بند کرنے کے لیے کرتی ہین ان کو اس حال مین چھوڑ کر اور حال سنیئے

حال شاہزادہ توریج و طلسم ہزار بُرج و تتمہ کیفیت شاہزادہ ایرج اور بند ہونا اسم اعظم امیر کا اور آنا ایرج کا موکلہ

آب انگور ہے ہر شیخ و برہمن کو عزیز
دل مرا گو بیون کی طرح ہے ساقی بیکل
مے رنگین ہے مجھے جلد چھکا دے ساقی
آیئن نیرنگی مضمون کے گھر کر بادل

آب زمزم یہ سمجھتے ہین تو وہ گنگا جل
میکدہ مین مجھے آتا ہے بڑا ہی تیرتھ
لالی آنکھون مین مرے نشہ کی ہوئے کاجل
جاۂ مضمون کو نہ دو طول لکھو افسانہ

مجھکو بھی آج دکھا دختر رز کا درشن
جسم طرح شیخ کا دل چاہے کہ کعبہ کو چل
کس لیے دیکھنا ہی مجھکو طلسمات کی سیر
ہے طلسمات کی دیکھو ابھی منزل اول

نظارگیان نیرنگ طلسمات و سیاران منازل دشت عجائبات میدان قرطاس کو یون مضامین افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامہ تحریر سے طلسم بیان کو اس طرح فتح فرماتے ہین کہ وہ آسمان شجاعت کا سورج یعنی شہزادہ توریج ایک ایسے مقام پر طلسم ہزار برج مین وارد ہوا تھا کہ دن بھر بسان مہر تابان طے منازل دشت طلسم فرماتا اور شام کو پھر جہان سے چلتا وہین پہونچ جاتا رجوع بطرف صانع طلسم عالم کر کے بشارت یاب ہوا کہ یکہ و تنہا جانب مشرق روانہ ہوا چنانچہ حسب ہدایت ہاتف غیب وہ مہر سپہر صاحبقرانی اپنے رفقا کو چھوڑ کر رہگرائے منزل مقصود ہوا اور تین شبانہ روز برابر رہرو جادہ پر آفات طلسمات رہا کہین صحرائے پرخار نظر آیا اور کسی مقام کو سبزہ زار رشک گلزار پایا کبھی دریائے زخار پہ گذر ہوا کبھی درہ کوہ بلند اس مسافر کا گھر ہوا اسی طرح صحرا و

بیابان ہوشربا نے کے مکان طے کرتا ہوا چلا تھے روز جب مسافر دشت چرخ چہارم فلک اخضر کے میدان مین آیا اسکا بھی گذر ایک بیشۂ فرحناک ووادی خس وخاشاک مین ہوا لطافت چشمہائے آب پاکیزہ دامنون کو تردامن بناتی تھی نزہت وتراوت گیاہ جناب خضرؑ کا دل لبھاتی تھی جو پھول تھا وہ اپنی سرسبزی پہ پھولا تھا جو درخت تھا وہ اکڑ کر شاہ بہار کے بھروسہ پر پھولا ہوا تھا مختصر یہ کہ ایسا اس صفحۂ دشت رشک بہشت کا نقشہ تھا کہ نظم

تھی ساری زمین بہشت تزئین ہو دامن یار جیسے رنگین پھولے ہوئے پھول مختلف رنگ
گلزار ہو جسکو دیکھکر دنگ بوباس گلونکی وحشت انگیز اور سبزۂ دشت سب جنون خیز
سرسبز درخت لہکتے تھے مرغان چمن کے چہچہے تھے

اس دشت رنگین مین ایک خیمہ سرخ بصد عظمت وشان استادہ تھا بارگاہ فلک کو اپنے روبرو دست بستہ رکھتا تھا سر لئے اس خیمہ کے ہر طرف سے اٹھے تھے اندر شیشہ آلات سجا تھا مسند زرنگار آراستہ تھی صحن خیمہ مین کرسی ودنگل لگے تھے شہزادہ مسافرت کشیدہ تھا عازم ہوا کہ اس خیمہ مین چلکر آرام پذیر ہوں اسی فکر مین چند قدم بڑھا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کے تند کا آیا اسنے پھر کر جو دیکھا قریب خیمہ اژدر دہان ایک بیٹھے پایا اور کوہ ودار کو دیکھکر دم کھینچا اسنے لنگر مارا اور بہت جلد قریب اس موذی کے ہو نخچکر اس زور سے تیغہ مارا کہ اسکو دو ٹکڑے کیا اور چند تلوارین مار کر پانچ چار ٹکڑے اسکے کیے مگر منہ کی طرف کا ٹکڑا نہ کٹا جیسا تھا ویسا ہی رہا شہزادہ اسکو مار کر خیمہ کی طرف پھر اکہ معلوم ہوتا ہے مقدمہ سحر وافسون ہے اندر جانا زبون ہے غرضکہ یہان سے پھر کر قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا تھا کہ خیمہ کی طرف سے ایک زن حسینہ لباس وزیور سے درست نہایت چالاق وچست پیدا ہوئی اور شہزادہ کو سلام کیا اور یون آہستہ سے گویا ہوئی کہ اے فتح کنندۂ طلسم اس بیابان کی مالکہ ملکہ ابلق جادو سامنے خیمہ زن ہے اور آپکی طالب ہے بر فنی ہے حضور خیمہ مین قدمرنجہ ہون اور ساحرہ مذکورہ سے ہم سخن ہون شہزادہ کو تو جانا منظور ہی تھا اسکے ہمراہ اندر خیمہ کے آیا یہان راجہ اندر کا اکھاڑا جمع پایا کئی سونا زنینان کمسن خورشید مثال حور تمثال جنکا مثل ہونا ناممکن عہدے ہاتھون مین لیے استادہ تھین نازو دلبری پر آمادہ تھین ہر ایک شوخ دیدہ پردۂ ناموس ان سے دریدہ نہایت گرما گرم چنچل اور بے شرم زلف سیاہ انکی چشم مشتاق کی روشنی مانگ عشاق کی باعث خاطر شکنی ابرو کا رخ خوبی کی طاق بلکہ دلبری مین طاق جتی بھوین خوبی سے جفت دل لینے پر جٹی ہوئین چہرہ بے نظیر خورشید تنویر چشم فتان مین سرمہ کی تحریر یا غبار عاشق سیہ بخت ودلگیر انھین سنگدلان کا فرکیش کے بیچ مین ایک سیمتن غنچہ دہن نازک بدن کبک رفتار شیرین گفتار مسند ناز پر بصد تمکین وانداز جلوہ فرما تھی ہرادا اسکی دلربا تھی جو طلعتان مہوش اس کے ہر ناخن پا پر نثار بلائین تمام عالم کی اسکی زلف چلیپا کی فرمانبردار چشم سرگین کی گردش پر تصدق لیل ونہار چہرۂ تابندہ کی چمک سے زمین کے منھ کو چار چاند لگے تھے دونون رخسار کے دو عکس اس طرح پڑتے تھے نظم

آئے جو نظر وہ روئے انور ہو دیدۂ آفتاب بھی تر گیسوے سیہ جو خم بہ خم ہے
جو وصف کرین ہم اسکا کم ہے جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے زنجیر فسون سامری ہے

ہے مار سیہ سے بڑھ کے کاکل
یہ دام بلا ہے حسن صیاد
دے موج ہوا ذرا جو جنبش

یہ زہر کہان سے لائے سنبل
چسپان دل عاشقان پر غم
اس پر ہے ہو دلون کی بارش

کیونکر کوئی مرغ دل ہو آزاد
سنبل پہ پڑی ہو جیسے شبنم
شہزادہ اس غارتگر جان و دل کو

دیکھکر حیران رہ گیا اور اُس دلفریب نے اُٹھکر تعظیم دی اور ایک کرسی زرین پر بٹھایا سامنے آپ بیٹھی اور درج دہن سے گہرفشان ہوئی کہ اے طلسم کشا زہے نصیب تیرے جو مقام تک تیرا گذر ہوا یہ وہ جگہ ہے کہ پریون کا گذر نا مشکل ہے پر جلتے ہین جنون کا سایہ بھی یہان نہین پڑ سکتا دیوون کی جان ہوا ہوتی ہے یہان آتے ڈرتے ہین اب اس طلسم کی جو سرحد پسندہ وہ تو قبضے مین کر اور طلسم شکنی سے ہاتھ اُٹھا اور اگر جمشید کو سجدہ کرے تو مجھ ایسی معشوقہ تیری ہمیشہ صحبت مین رہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین جمشید پر لاکھ بار لعنت کرتا ہون اور اُسکے پرستارون پر کرور کرور اور ایک سرحد پسند کو مجھکو کیا احتیاج ہے بحول و قوت الٰہی سارا طلسم قبضہ مین لاؤنگا اور تم ساحرون کو راہ ملک فنا دکھاؤنگا یہ کلمات سُنتے ہی اس شعبدہ گرنے لبون کو جنبش دی یہ سمجھا کہ اُسنے سحر آغاز کیا ہے جلد اسکا کام تمام کر اسکے حسن و جمال پر نظر کرکے فریفتہ نہو بس یہ سوچتے ہی تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اسکو مارا لیکن تلوار اسکے سر پر پڑکر اُچٹ گئی اور اُسنے قہقہہ مارا اور کرسی پر سے اُٹھکر کمر مین شہزادہ کے ہاتھ دیکر اوٹھا لیا اور چرخ دیکر وہ اژدر جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اور شہزادے نے اسکے ٹکڑے کیے تھے پس اسکے منھ مین ڈال دیا اور از بسکہ یہ واقف نہ تھی کہ اس اژدر کے شہزادہ ٹکڑے کر چکا ہی اس باعث سے شہزادہ کو خیمہ کے اندر ہی سے چرخ دیکر پھینکا اور بنا بر آئین طلسم شہزادہ دہن اژدر طلسمی مین پہونچا اور وہ شہزادہ کو پھینک کر سحر خوان ہوئی کہ آندھی آئی خیمہ وغیرہ سب غائب ہوگیا اور یہ ساحرہ خدمت طلسم بادشاہ مین گئی اور شاہ مذکور کو مبارکباد دی کہ مین نے اسطرح فتاح طلسم کو اژدر طلسمی کے منھ مین ڈال دیا بادشاہ نے اسکو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور ازانجا کہ وہ حسن و جمال ساحرہ بیان ہو چکا ہے یہ بادشاہ اسپر مائل ہے آج اپنے پہلو مین اسکو بٹھایا اور شراب خواری مین مصروف ہوا ادھر برکت اسمائے الٰہی سے شہزادہ اژدر کے ٹکڑے کر ہی چکا تھا منھ مین اسکے گرتے ہی پیٹ قبض سے سینہ اسکا چاک کرکے باہر نکلا مگر تمام پوشاک و سر و منھ آلائش مین بھر گیا اس فکر مین تھا کہ کوئی چشمہ ملے تو کپڑے پاک کرون وہان یا تو صحرائے سبزہ زار تھا ہزار در ہزار چشمہ جاری تھے اب سوائے خارستان و بیابان وحشتناک کے اور کچھ نہ تھا یہ صاحب آبرو تلاش آب مین ایک سمت چلا جب کئی کوس راستہ طے کیا ایک جھیل میدان مین لہراتی نظر آئی کہ کنارے اسکے سبزہ لگا تھا اور بیلین کنول گٹے اور کوکا بیلی کی اسمین پڑی تھین شہزادے نے کنارے اس جھیل کے ہاتھ منھ دھوکر لباس اپنا پاک کیا اسوقت ایک پھول کوکا بیلی کا بہتا ہوا قریب آیا اور سامنے آکر کھل گیا اسمین سے ایک چہرہ پری کا پیدا ہوا اور کھل کھلا کر ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شہزادہ تو یہ دنیا بھی مثل طلسم کے ہے پس ہر چیز کا یہ حال سمجھنا چاہیے کہ ع اگر اندشبے ماند شبے دیگر نمی ماند یہ کہکر وہ پھول اور چہرہ غائب ہوگیا اور شہزادہ جھک کر کلی کرنے لگا ہاتھ مین سوار دریا کی لپٹ گئی اور کسی نے ایسا جھٹکا مارا کہ شہزادہ جھیل مین گر کر ڈوب گیا اور ہر چند چاہا کہ سنبھلون لیکن نہوا اور غلطان پیچان تہ کی طرف

چلا بعد کچھ دیر کے جو پاؤن زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ نہ وہ میدان ہے نہ جھیل ہے اور ایک سرحد ہے کہ جسکے سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے شہزادہ بے اختیار ڈرتا ہوا اس قلعہ کی طرف چلا اب جو غور کرکے دیکھا تو ایک رسی بہت باریک میرے ہاتھ مین لپٹی ہے اور کوئی قلعہ کی طرف اس رسن کو کھینچ رہا ہے غرضکہ یہ کھنچتا ہوا جب اس قلعہ کے قریب پہونچا آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک برج تنگ و تاریک مین کھڑا ہون کہ اس برج مین پانچ چار دراڑین پڑی ہین انھین دراڑون سے روشنی کچھ نظر آتی ہے ورنہ بالکل اندھیرا ہے شہزادہ کا دم اُس تاریکی مین خفا ہوا اور دعا پڑھنے لگا اسوقت وہ برج پھٹا اور نیچے سے برج کے چار زنگیان سیہ رو آدم وخوار پیدا ہوئے کہ ہر ایک قوی ہیکل اور درشت چنگال صورت مین کریہ و بدخصال تھا لیس اُن زنگیون نے آتے ہی ہاتھ پاؤن شہزادے کے پکڑے اور اُٹھا کر جانب نشیب چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس برج کے نیچے تہ خانہ ہے آنکھین شہزادے کی پھر بند ہوگئین بعد کچھ عرصہ کے جو دیدہ طلسم مین وا ہوا ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا کہ روش اور پٹری سے آراستہ کنوین پختہ چارون کونون پر بنے ہر یوسف حسن کا دل جنکی چاہ مین باؤلا رہے لب گردان چاہ یاقوت فام کملی کے لال لیے نیل گاؤ گاڑ پہ بین جتے باغبانیان لہنگے کمر سے گٹھے گاتیان باندھے پانی کے بردھے درختون کے چمنون مین بناتین اپنے جوبن کے پھلنے پھولنے پر اِتراتین درخت سب سرسبز وشاداب تھالون مین بھرا ہوا بجاے آب وگلاب پھل ہر ایک اُس باغ مین لطیف شریفون سے زیادہ کون شریف کہ بموجب نظم

پانی سے بھرا ہر ایک تھالا
ہر سمت کھلا چمن مین لالا
بیٹھین باداے خوب و دلکش

ہر ایک روش پر ایک مہوش
کرتین چمنون مین باغبانی
تھا جوش مین نشہ جوانی

ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ
پھل پھول لطیف اور خوشرنگ
بارہ دری ایک مختصر سی

اس باغ کے بیچ مین بنی تھی

وہ بارہ دری عجیب و تحسیب عمارت تھی در و دیوار صفا آئینہ مین نصب تمام مکان مثل قلب روشنضمیران جگمگاتا پردے مخمل کاشانی کے پڑے تھے لیکن بندھے ہوئے بیچ دالان مین تخت طلائی گسترده تھا اس پر ایک زنگن نوجوان زنگ رخسارہ سیاہ مگر با حسن و جوبن جسن اسکا سانولا نمکین پیچ در پیچ موے مشکین چہرے کا رنگ ہمرنگ گل اور سینہ پر اُبھار اُٹھتا جوبن سامنے اُسکے ناچ ہو رہا تھا کئی سو نازنینان حور طلعت کا گرد و پیش مجمع تھا زنگیون نے شاہزادہ کو سامنے اس تخت نشین کے پہونچا یا اسنے شہزادہ سے خطاب کیا کہ اے تونے یہ جسارت کی کہ جھیل پر چلا آیا منم ظلمانہ جادو میرے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم جھیل پر کیا آئے تمام طلسم مین پھرتے ہین خدا ہمارا امدگار ہے دشمن کیا نا بکا ہے ساحرہ نے کہا کہ تو بیچ یہ زبردستی کسی کی ہر جگہ چلی نہین اور یہ وہ مقام ہے کہ آجتک جہان سے کوئی زندہ بچ کر نہین گیا اب تجکو لازم ہے کہ طلسم سے نکلجا اور یا سجدہ خداوند جمشید کو کر ورنہ بُرے حال سے ہلاک ہوگا شہزادے نے جمشید کو تو بُرا بھلا کہا ساحرہ نے کہا تونے مجکو بھی بن ظلمات جادو بنایا کہ اُنکو تونے اپنا کرلیا اور اس گیسو بریدہ اخگر جادو نے کچھ پاس و لحاظ ہم لوگون کا نہ کیا انگوٹھی دیکر تجکو یہانتک پہونچایا خیر اب بھی ہماری طاعت تو

کرے تو اُسکا نکاح تیرے ساتھ ہو جاے ورنہ اُسکو اور تجکو بڑے عذاب سے مارونگی یہ کہکر شہزادے کو ایک ستون سے
بزور سحر چپکا دیا اور چند پنجے سحر کے بھیجے کہ شہزادے کے رفیق بیابان مین سرگردان ہین اُنکو اٹھالاؤ چنانچہ پنجہ
اخگر و نجم و گلزار وغیرہ کو اُٹھالاے جب پنجون نے اُنکو اٹھایا بسبب اثر طلسمات کے سب بیہوش ہو گئے کیونکہ
اُسی صحرا مین یہ سب تھے جہان دن بھر انسان چلے اور شام کو وہین آجاے کہ جس جگہ سے صبح چلا تھا غرضکہ سامنے
ظلمانہ کے پہونچکر سب کو ہوش آیا اور اخگر نے جو اُسکو دیکھا خالہ جان کہہ کر سلام کرکے گلے سے دوڑ کر لپٹ گئی اسلیے
کہ یہ شعلہ ساان کی بے پالک تھی اور ظلمانہ اسکو بہن کہتی تھی حاصل مطلب یہ کہ جب اخگر گلے سے لپٹی
اُسنے بھی بلائین لین پاس بٹھا کر سمجھایا کہ اری تو نے یہ کیا غضب کیا جو اس مسلمان پر فریفتہ ہو کر شعلہ کو قتل
کرایا اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ دربدر خاک اُڑاتی پھرتی ہے اخگر نے کہا خالہ جان آپنے کیا آئین طلسم کی
کتاب مین نہین دیکھا کہ طلسم کشا کا نام تو یہ ہوگا پھر جیسے تو دیسے تو برج یہ بیشک فاتح طلسم ہے آپ بھی اسکی
شریک ہو جایئے اُسنے یہ باتین سُنکر دل سے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے اور خوف پیدا ہوا مگر بادشاہ طلسم کے ڈر سے
بظاہر تو شریک نہوئی باطن مین شراکت قبول کی اور اخگر سے کہا اسکو علیحدہ ایک مکان مین لے جاؤ وہان
پند و نصائح کرکے دین جمشیدی قبول کرا تاکہ تیرا نکاح اسکے ساتھ کردون یہ کہہ کر شہزادے پر سے سحر دفع کرکے اسکے
حوالے کیا اور سب رفیقان شہزادہ کو اسی باغ مین ایک مکان رہنے کو دیا دس بیس لونڈیان خدمت کو مقرر
کردین سامان راحت و آرام مہیا کردیا ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ یہ مطیع ہوگئی سب با طمینان تمام سکونت پذیر
ہوے ادھر بہت کنیزین ہمراہ اخگر کرکے ایک صحرا مین شہزادہ کو بھیجدیا کہ اس جنگل مین ایک بارہ دری
یاقوت کی بنی تھی سراسر وہ طلسمی تھی سامنے اُس بارہ دری کے کوسون تک صحراے پر بہار تھا رنگ رنگ کے
گل کھلے تھے جو غنچۂ خاطر کو شگفتہ فرماتے تھے روح کو ریحان سے تازگی حاصل پہاڑون کی دانگ سیر کے قابل
پانی کا آبشار گھاٹیون سے ہوتا دامن کوہ مین ہزارہا جانور چرند پرند پھرتا خوش فعلیان اور کلیل کرتا کہ ابیات

موزون سایہ دار اشجار
زیبا لب نہر سرد دل جو
تھا شیشۂ عطر ہر گل تر
تھی ایسی سجی کہ دل ہو مفتون
فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز

ایسی کہ ہو نظمہ گرانبارہ
نسرین و سمن گل و شقائق
ہو جس سے دماغ جان معطر
بیٹھی وہ پری اسی مین جاکر
موجود ہو سب سرود کا ساز

جاری چمنون مین نہر ہر سو
ایک ایک سے نازکی مین فائق
بارہ دری رشک قصر گردون
اور ساری کنیزون کو بلا کر
حسب الحکم اخگر سامان عشرت مہیا

ہوا شہزادہ کو وہ سرمایۂ نازنین پہلو مین لیکر بصد عیش وہان بزم آرا ہوئی اور کہا اے شہریار یہ ساحرہ ضرور
ہماری شریک ہوئی ہے اب چندے اس مقام پر رہ کر آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادے نے فرمایا کہ مجکو یہ قرار
کہان جو بیٹھا رہون اگر آرام کرتا تو گھر سے نہ نکلتا یہ میدان جو سامنے نظر آتا ہے مین وہان جاکر تلاش منزل مقصد
کرتا ہون اخگر نے کہا یہ میدان سحر بند کیا ہوا ہے جبتک ظلمانہ اجازت نہ دے گی راہ نہ ملے گی شہزادہ یہ سنکر

خاموش ہو رہا اور ناچ ہونے لگا جام بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو یہاں مصروف عیش و عشرت ہیں لیکن
حال افراسیاب اس مقام پر لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ شاہ مذکور جو تلاش لوح طلسم زیر افشان میں روانہ ہوا تھا
اپنے طلسم کے ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا اور وہاں کچھ افسون ورد زبان کیا کہ آندھی آئی اور بعد آندھی پانی کے کئی سو
پریزادین قامت انکے باغ دلبری کے شمشاد لباس جواہر و زیور زیب تن کیے جواہر کے دریا میں گویا غوطہ مارے
گھے ہیں لدی حسن بازار ماہ و مشتری سامنے شاہ کے آکر استادہ ہوئین پھر چار پریزادین ایک تخت زمردنگار لیکر حاضر
ہوئین اور دو پریان صندوق جسمین پیرہن خسروانی بند تھا لیکر آئین بادشاہ نے تاج یاقوت کا سر پر رکھا قبای
زرانداز زیب بر کیا نور تن بازو پر باندھے مالے گوہر آبدار کے گلے میں پہنے اور تخت پر سوار ہوا وہ پریاں دونوں
پہلو کی طرف آکھڑی ہوئین انکے کاندھے پر ہاتھ دھر دیے کئی سو پریان آگے پیچھے ہوکر ہمراہ چلیں اب تو گھنٹے اور
ناقوس بجنے لگے ابر کے لکہ سر پر آکر چھا گئے اور موتی برسانے لگے درخت صحرائی جھومنے لگے جانوران صحرا
یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو پکارنے لگے تخت بادشاہ بروے ہوا بدوش پریزادان روانہ ہوا
آفتاب تابان بھی پریزادوں کے رخسار سے شرمندہ تھا فلک پر ایک خورشید بروے ہوا سیکڑوں سورج چمکتا تھا
لباس انکے رنگہائے مختلف یہ پتہ دیتے تھے کہ نیرنگی روزگار کے ایسے آثار ہوتے ہیں صداے طرفو اہر سمت بلند تھی
پریزادین سمہیا بادشاہ کے مردہ جنبانی کرتین اور دو پریان جو دلبری میں طاق حسن دیگانہ دہر و شہرۂ آفاق تھیں
وہ جام سے گلفام بادشاہ کو دیتیں اور بادشاہ سرخوش اور مست ہوکر ان کے لب شیرین کو گزک بناتا بوسہ
نقل دہن کے لیکر کام جان کو شیرین فرماتا فی الجملہ اسی جاہ و تجمل سے بعد عیش و سرور روانہ تھا نظم

چلا اس طرح شاہ آسمان جاہ	لیے غول پریزادان کو ہمراہ	ہر اک ایسا شرر انداز خاطر
وہ مہ پارہ کہ جسکا نام ساحر	بصد آن وادا خدمت میں حاضر	زبان ہے وصف میں ان سب کے قاصر
اسی صورت سے وہ شاہ طلسمات	بڑھائے تخت جاتا تھا خوش اوقات	پہنچا تا کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم ہزار

برج میں پہنچا بادشاہ طلسم مذکور ایک برج میں اپنے قلعے کے بیٹھا تھا دربار جمع تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے
لگی پھول سونے کے برسنے لگے طشتوں کی آواز سنائی دیتی تھی درخت جھومنے لگے یہ بادشاہ جلد اٹھ کھڑا ہوا کہ شہنشاہ
تشریف لاتے ہیں سب تمام ارکان سلطنت کے سوار ہو کر بڑھا اور راہ میں آکر استقبال کیا پھر تسلیم سر جھکایا اور
کہا ہاکہ زہے فخر میرے لیے کہ تجھ ایسا ہو شاہ گردون بارگاہ میرے گھر میں تشریف فرما ہو کہ موجب نظم

زیبائش افسر حکومت	پیرائش مسند ریاست	سلطان ستارہ فوج ذیشان
اے شاہ جہان و شاہ شاہان	کیا کہئے جو افتخار پایا	تو قیر ملی وقار پایا
خاطر ہے مجھے بہت ہماری	تم کو بھی ہے قصد جان نثاری	یہ ملک رہے یہ کشور آباد
پہ تخت رہے یہ افسر آباد		

شاہ جادوان اس کلمات سے بہت خوش ہوا اور اسکے ہمراہ سواری
سے اتر کر برج میں آکر مسند پر بیٹھا طلسم ہزار برج کے بادشاہ نے طائفے بلوائے ناچ ہونے لگا شراب کا جام

اپنے ہاتھ سے شاہ جادوان کو دیا بعد کچھ عرصہ کے جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا افراسیاب نے کہا کہ لوح طلسم
کوکب تمھارے طلسم مین ہے اور مین اُسکو لینے آیا ہون تمھین مناسب ہے کہ اس لوح کو جلد منگا دو تاجدار نے
عرض کیا کہ فرمان قضا جریان شہنشاہ ذیشان کا ٹالنا بندگان احقر کی مجال نہین لیکن میرے طلسم مین فی الحال طلسم کشا آیا
ہوا ہے کئی مرحلے ٹوٹ چکے ہین مین نہایت متردد ہون اس باعث سے لوح مذکور نہین منگا سکتا ورنہ حاضر کرتا اور
علاوہ برین بانیان طلسم نورافشان سے اور میرے بزرگون سے ایسا ہی رسم تھا کہ اس طلسم کی لوح یہان رکھی گئی وہ لوح
دینا مجکو مناسب نہین افراسیاب نے کہا اب تجکو کوکب کا ذرا بھی پاس کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ بیدین ہو گیا ہے
یہ کہکر سارا قصہ کوکب اور عمرو کا بیان کیا اور پوچھا کہ تیرے طلسم مین جو فاتح طلسم آیا ہے اُسکا کیا نام ہے اُسنے بیان
کیا کہ شہزادہ لوح فرزند شہزادہ بدیع بن حمزہ ہے یہ سنکر پھر تاکید براے احضار لوح حکم دیا تاجدار نے پھر بہت
کچھ عذر کیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ لوح طلسم نورافشان لیکر کیا کیجیے گا کیونکہ بغیر طلسم کشا لوح بیکار ہے اور طلسم کشا
بغیر نسل پیغمبران ہو نہین سکتا پس وہ خاندان صاحبقران ہے جنسے آپکا مقابلہ ہو رہا ہے طلسم نورافشان کا
توڑنا بہت مشکل ہے کیونکہ پسران حمزہ شراکت کوکب کرینگے نہ کہ اُسکے طلسم کو برباد کرنا چاہین گے شاہ جادوان نے
یہ باتین سنکر بغضب تمام خطاب کیا کہ تو مجکو کیا سمجھتا ہے کیا مین یہ امر سب نہین جانتا ہون مین نے تجھسے ایکچیز
طلب کی تو نے اسمین یہ تقریر بیہودہ کرنا شروع کی پس معلوم ہوا کہ تو بھی باغی ہے خیر فہمیدہ خواہد شد یہ کہکر منغص ہوکر
اُٹھا تاجدار گنبد نشین پاؤن پر گر پڑا کہ حضور ناراض ہوتے ہین مین منگائے دیتا ہون یہ کہکر بادشاہ کو بمنت
تمام بٹھایا اور کچھ منتر پڑھکر دستک دی کہ ایک پنجہ گلاب کے پھولون کا ایک گلدستہ لیے ہوے آسمان سے اُترکر سامنے
آیا وہ گلدستہ اُس سے لیکر شاہ مذکور نے سامنے رکھا اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتارکر پنجہ کو دی کہ عقاب
بیر براد کے منھ مین دیدینا اور عقاب سے لوح طلسم نورافشان لیکر حاضر ہونا پنجہ وہ انگوٹھی لیکر روانہ ہوا یہ تو ادھر سے
چلا ادھر شاہ کوکب جو سنگھاسن پر بیٹھا تھا اُسکو یکایک یہ خیال آیا کہ افراسیاب نے تصویر سیل پھینکر مجکو بھیجی تھی
کہ مین تمھارے طلسم مین دیوار اور دریاے زخار تیار کیے دیتا ہون ہوشیار رہونا پس اُسکو عرصہ ہو گیا پھر کسی نے
کچھ نہ پوچھا کیا اُسکو چاہیے تھا دشمن سے غافل نہ رہتا نہ کہ اسنے خبر بھی نہ لی اور وہ غافل بیٹھا ہے اس غفلت مین
دشمن اپنا کام کر جاے تو کیا ہو سکے سواے پشیمانی کے اور نہ کچھ حاصل ہو پس یہ سوچکر اپنے جوڑے سے ایک پتلا بلور
کا نکالا اور اپنی انگلی کاٹکر خون اُسکے منھ مین لگایا وہ پتلا گویا ہوا کہ اے بادشاہ آپ کیا چاہتے ہین اُسنے یہ کہا کہ بتاؤ کہ
افراسیاب کس فکر مین ہے اور کہان گیا ہے اسنے کہا کہ آپ غافل بیٹھے ہین اور دشمن طلسم ہزار برج مین آپکے طلسم کی
لوح مانگ رہا ہے یہ سنتا تھا کہ بادشاہ نے پتلا اُٹھا کر تو جوڑے مین رکھا اور آپ علملک مارکر بصورت آفتاب بادل
بنا اور روانہ ہوا اور پہلے قریب قلعہ ہفت رنگ پہونچکر چمکا اور پکار کر کہا کہ اے فرزند ملکہ بُران مین جانب طلسم ہزار برج
جاتا ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ روانہ ہوا یہ آواز ملکہ مذکورہ نے جو سنی رقعہ جمشیدی نکالکر ملاحظہ کیا اسمین حال لوح
طلسم پر آفت آنے کا معلوم کرکے خواجہ سے کہا کہ اسطرح ہمارے طلسم کی لوح افراسیاب نے حاصل کرنا چاہی ہے بذریعہ گو

لڑنے گئے ہین مین بھی جاتی ہون خواجہ نے کہا اے ملکہ مجکو بھی آپ ہمراہ لیتے چلیئے سرحد طلسم مذکور مین پہونچکر تخت سحر
سے اُتار دیجیئے گا مین بھی بہت کام آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے خواجہ کو سوار کر کے
روانہ ہوئی اسکے روانہ ہونے سے کنیزین بھی اس کی آگاہ ہوئین اور نسرین اور شگوفہ سحر وغیرہ بھی بعجلت چلین
چنانچہ یہ تو یکے بعد دیگرے جاتی ہین اور شاہ کو کب پہلے چلا ہے لیکن اتفاق زمانہ کی کیفیت سنیئے کہ شہزادہ تورج
جو اپنی معشوقہ کو لیے اس بارہ دری مین بیٹھا تھا تو گھبرایا تھا اور کنیزین اسکا دل بہلا رہی تھین یہ بھی اُنسے کہہ رہا
تھا کہ تمنے ہماری خدمت بہت کی ہو تمہارا اس طلسم مین بڑا رتبہ ہوگا قلعہ جات طلسم متعدد مین ایک ایک کو
حاکم کر دونگا کنیزین یہ مژدہ سُن کر بہت خوش ہوئین اور طرح طرح کی باتین طلسم کی بیان کرنے لگین اور اٹھلا اٹھلا کے
اپنی ادائین دکھاتی تھین اسی کیفیت مین ایک کنیز نے کہا قربان جاؤن اے شہزادے مجھ نگوڑی کو تو کچھ حال طلسم
معلوم نہین لیکن اتنا جانتی ہون کہ اس بارہ دری کے پہلو مین ایک تہ خانہ ہے اس مین کچھ تحفۂ طلسم رکھا ہے شہزادہ
یہ کلام سنتے ہی اُٹھا اور ہمراہ کنیز اس تہ خانہ کے پاس آیا دیکھا کہ پہلوئے بارہ دری مین ایک حجرہ بنا ہے قفل اسمین
برابر ران شتر کے لگا تھا شہزادہ نے قفل بزور نسل صاحبقرانی وا کیا یعنی توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر اندر گیا تو ایک پتھر
زمین مین نصب دیکھا اسنے بقوت تمام اُس پتھر کو بھی اُٹھایا تہ خانہ ظاہر ہوا سیڑھیان پختہ بنی تھین اور تاریکی بھی
اس کنیز نے سحر سے روشنی کی اور سر تہ خانہ پر ٹھہری رہی شہزادہ بلند ہمت پستی کی طرف متوجہ ہوا تہ خانہ مین اُترا
وہان ایک پرچھائین عورت کے جسم کی دیکھی اور اُس پرچھائین نے اس عکس فتح و نصرت کو سلام کیا اور کہا اے
شہزادے فلک جاہ مین آپکی منتظر اس نشیب مین پڑی تھی اپنی امانت لیجیے اب میرا وقت بھی آخر ہو چکا ہے یہ
کہکر زمین پر لوٹ کر عورت کا جسم پیدا کیا اور شہزادے سے کہا مجھپر اپنا سایہ نہ ڈالیے گا بچتے ہوئے جدھر مین چلون
آپ بھی آیئے گا یہ کہکر آگے بڑھی شہزادہ اپنا سایہ اُسپر سے بچاتا ہوا اُسکے پیچھے چلا اس تہ خانہ مین ایک چھتا
پٹا ہوا تھا اُسکو طے کر کے ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ باغ لگا ہوا تھا آسمان نظر آتا تھا اس باغ کی بہار اور
وصف سرسبزی اگر بیان ہو طول داستان ہو مختصر یہ کہ اُس بوستان کی بارہ دری مین ایک صندوق رکھا تھا
اس عورت نے اُسکو وا کیا شہزادہ اس اشتیاق مین کہ دیکھون اسمین کیا رکھا ہے قریب اسکے آیا عکس تن انور
شہزادہ والا گہر جو اُسپر پڑا اسی سے اُس عورت کے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئی آواز
آئی کہ اے شہزادے مار اخیال جادو کو شہزادہ کو اسکے مرنیکا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اور اسمین دیکھا
تو ایک کمان اور تین تیر رکھے تھے اُس کمان کو اُٹھا کر دیکھا تو قبضہ اسکا جواہر کار تھا اسکی خوبی دیکھکر برج قوس
تصدق اور نثار تھا فلک نے خم ہو کر اسکی صورت بننا چاہا مگر بن نہ آیا گوشۂ کمان بیت الشرف مریخ یا مسکن
مشتری تھا ابرو کمانو نکی بھوون کو خم اسکا کاواک بتاتا لب سوفار قوس حاجی کو باتین سناتا چلہ اسکا عاشقان
شاہد شجاعت کو اپنے عشق مین چلے بٹھاتا زاغ کمان گلستان جرات کا بلبل تھا یا قمری باغ جلادت بے بابل تھا
گوشۂ کمان پر لکھا تھا کہ جو اس اسم کو پڑھے اُس سے یہ کمان چھمکیگی شہزادہ نے وہ اسم پڑھکر جو گوشہ پر لکھا تھا کمان پر قبضہ کیا

اور تیرون کو بھی لیا تیرون مین گانسیان تین پہلو کی لگی تھین سر پان جواہر نگار تھین پر عقاب کے جڑے تھے موتی ہیرے
جڑے تھے اور ایک طرف قبضہ پر لکھا تھا کہ یہ اسم جو قبضہ کے دوسری جانب لکھا ہی اگر تیر پر دم کرکے لگائے تو عقاب
پریزاد کو نشانہ بنائے شہزادہ حیران ہوا کہ یہ عقاب پریزاد کون ہی مگر اُس کمان کو لیکر اسی راہ سے تہ خانہ کے باہر
آیا اور میدان مین بارہ دری سے نکلکر بیٹھا اُدھر وہ پنجہ انگشتر تاجدار لیکر بڑھے ہوا پہونچا ہیچ طلسم مین ایک
عقاب اُڑ رہا ہی کہ ہُما کی خصلت رکھتا ہی نیچے کا دھڑ بالکل بصورت عقاب ہی چہرہ لبان پری ہی سینہ اُبھرا ہوا
ہے شانون پر دو پر ہین لگے ہین بجائے ہیکل لوح طلسم نور افشان پڑی ہی پنجہ نے آتے ہی انگوٹھی اس پری کے منھ مین
دی اور آواز پیدا ہوئی کہ لے عقاب پریزاد بادشاہ پاس مع لوح جلد جاکر حاضر ہو پریزاد یہ سُنکر اُڑتی ہوئی
جانب بادشاہ مذکور روانہ ہوئی اور کمند اجل اُسکو کھینچتی ہوئی نشانہ تیر قضا بنانے کو اسی طرف لائی کہ جدھر
شاہزادہ تورج تیر و کمان سے لیس بیٹھا تھا اُسنے سنّاٹا جو بال عقاب کا سُنا دیکھا کہ ایک پری جسکا نصف جسم
عقاب کا ہی اُڑی جاتی ہی پس یہ دیکھکر سمجھا کہ عقاب پریزاد جسکا حال قبضہ کمان پر لکھا ہی شاید یہی ہی پس اُسکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر تیر بہر کمان پیوستہ کیا لیکن وہ گلدستہ جو پنجہ سے لیکر تاجدار نے سامنے رکھ لیا تھا وہ اسواسطے
بانیان طلسم نور افشان نے بنایا ہی کہ عقاب پریزاد جب کوئی آفت آنیکا موقع ہو تو یہ گلدستہ مرجھا جائے اور
جب پریزاد مرجائے تو گلدستہ مین فوراً آگ لگے اور جلجائے چنانچہ جب شہزادہ نے کمان تہ خانہ سے پائی وہ گلدستہ
مرجھا گیا تاجدار نے کف افسوس ملکر افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ ضرور عقاب پریزاد پر کوئی آفت آئی افراسیاب نے
کہا مین خود اسکی حفاظت اور خبر گیری کو جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر معلوم کرکے کہ پریزاد مذکور کہان ہے سنّاٹا بھرے اسی جا
آیا کہ جہان شہزادہ مذکور تیر لگایا چاہتا تھا چنانچہ ادھر تو یہ اس جگہ پہونچا اُدھر سے شہنشاہ کوکب آفتاب بنا ہوا آگیا
اور اسنے افراسیاب کو للکارا کہ اے باتش او خیرہ روزگار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب یہ نعرہ سنکر ڈانٹتا ہوا
اسکی طرف چلا اس عرصہ مین شہزادہ تورج نے بسم اللہ کہکر تیر مارا از بسکہ وہ تیر اور کمان اسکی قضا بانیان طلسم نے بنائی
ہے تیر بقدرت قادر توانا ہدف مراد پر پڑا یعنی سینۂ پریزاد مذکور پر لگ کر پشت کے پار نکلگیا اور جسم پریزاد مین
آگ لگی کہ جلکر راکھ زمین پر گری اور لوح بھی پیچ کھاتی ہوئی جانب نشیب چلی افراسیاب نے جو لوح کو چکر کھاتے
جاتے دیکھا از بسکہ مصروف جنگ کوکب سے تھا اتنی مہلت نہ پائی جو لوح کو روک لیتا پس اس جلدی مین ایک
سحر پڑھا کہ ایک شیطان منجملہ اُن شیطانون کے جو اسکے قابو مین ہین فوراً سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ روک
لوح کو وہ شیطان چونکہ کفار جن مین سے ہے ہاتھ تو لوح پر نہ ڈال سکا مگر ایک تختہ سنگ صاف بنکر زیر لوح
آگیا کہ لوح اُسپر آکر ٹکگئی واضح ہو کہ لوح طلسم باطل کنندہ سحر ہے اسوجہ سے افراسیاب بزور سحر پنجہ وغیرہ سے
اُسکو روک نہ سکا اور جن کی قسم سے شیطان ہین گو ببرکت اسمائے الٰہی اسپر ہاتھ نہین ڈال سکتے مگر مثل اسکے کہ
جیسے ساحر ہاتھ سے لوح اُٹھا سکتا ہے ویسے ہی شیطان بھی اُٹھا سکتے ہین ہان سحر لوح پر کسی کا البتہ
نہین چل سکتا فی الجملہ جب لوح سطح سنگ پر ٹکگئی کوکب نے چاہا مین لیلون اور افراسیاب نے چاہا مین لیلون

دونون نے دو طرف سے حملہ کیا بیچ مین اُس تختہ سنگ کو رکھ لیا اور ایک دوسرے کو روکنے لگا آپس مین سحر چلنے لگے جب افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اُٹھا لون کوکب نے سحر کیا کہ ہاتھ کو پنجہ نے پیدا ہو کر روک لیا اسنے سحر کیا کہ پنجہ جلگیا اور اسنے جب ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے سحر کیا کہ برچھا ئین ظاہر ہو کر ہاتھ مین لپٹ گئی اسنے افسون دم کرکے پرچھائین کو مٹا دیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی بڑی زور سے پیدا ہو کر اشجار روئے زمین کو اُکھاڑنے لگی افراسیاب نے جادو کیا کہ کوہستان سے ایک لکۂ ابر کا سیاہ اُٹھتا ہوا آیا اور تمام عالم پر محیط ہو کر وہ کالی گھٹا بن کر چھایا کہ دُنیا تاریک ہو گئی اور گھٹا سے سیاہی برسنے لگی یعنے کا جل جھڑنے لگا جسنے یہ تاثیر اُلٹی عجنشی کہ چشم جہان یعنے دیدۂ آفتاب کو کالا کر دیا بالکل نور مردمک جاتا رہا ہر سمت اندھیر الگھپ ہو گیا اس اندھیرے مین نئی نئی شعبدہ بازی اور سحر سامری دونون بادشاہون مین آغاز ہوئی کبھی کبھی دونون نے نعرون کی آواز آجاتی تھی ورنہ کچھ نظر نہ آتا تھا خدا کی پناہ تمام دُنیا تاریک تھی اور اُس اندھیرے مین صدا ہائے مہیب کا آنا شعلو نکا چمک جانا عالم کا دل آب کیے دیتا تھا افراسیاب کبھی مار سیاہ بنکر اس سے لپٹتا وہ بھی افعی دو زبان بنتا باہم کفچہ چلتا پھنکار سے چراغ ہستی اہل دُنیا بجھنے کا گمان تھا کبھی شیر و پلنگ بنکر دونون مقابلہ کرتے ڈھکارون سے اسد چرخ اور فوج فلک دونون ڈرنے برج اسد برج حمل کا اسلیے دہشت بنا تھا کہ مریخ یعنی ترک فلک کے بیتون مین خوف سے چھپتا تھا افتاب ہندوے چرخ یعنی زحل سے کہتا کہ تو سحر کرکے مجکو بچا لینا افراسیاب یا شیر بنا تھا یکایک بجلی بنکر سر کوکب پر چمکا وہ جلد اپنی صورت کا پتلا چھوڑ کر بزور سحر نظر سے غائب ہو گیا یہ برق بنا ہوا اسی پتلی پر جو گرا تو اسکا بھر لیصورت اصلی ظاہر ہوا اُسوقت کوکب بجلی بنکر اسکے سر پر پہونچا اسنے بھی اپنا ہم شبیہ چھوڑ کر اور آپ نگاہ سے پنہان ہوا تا دیر اس طرح بجلیان گرا کین خرمن جہان و دہر کو جلنے کی دہشت تھی ساکنان بحر و بر کو وحشت تھی جب بجلی کڑکتی گاو زمین کی چھاتی تہ ارض دہل جاتی اسی آفت مین افراسیاب نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر کھینچ مارا کہ وہ کمند بن کر سر و گردن و کمر مین کوکب کے پیچیدہ ہوا اسنے فوراً سحر پڑھا کہ ایک پتلا مقراض سحر لیئے پیدا ہوا اور کمند کے حلقون کو اسنے کاٹ دیا ابکی کوکب نے اپنے سر کے بال نوچکر جو پھینکے وہ ہزار ہا مار سیاہ زہریلے سانپ جنکے کاٹے کا منتر نہین خدا کی پناہ بنکر جانب افراسیاب گمراہ چلے اسنے جلد سحر دم کیا کہ روے ہوا سے چند طاؤسون نے پیدا ہو کر اُن سانپون کو کھا لیا اسی طرح تا دیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی کہ

نظم

کبھی رعد آسا گرجتا تھا وہ
مٹا دیتا ظلمات افراسیاب

تو جادووان بنکے مار سیاہ
اسی طرح سے کوکب خوش صفات
بہم نور و ظلمت تھے یون بھڑ گئے

ہوا تھا عدو بنکے کبھی کینہ خواہ
لڑائی مین تھا سو چلا اپنی گھات
یہ کہیے کہ ہین روز و شب لڑ رہے

کبھی بنکے بجلی چمکتا تھا وہ
کبھی بنکے سورج لقب آفتاب

فی الجملہ یہ تو دونون باہم لڑ رہے ہین لیکن بران جو عمر و کو لیکر چلی تھی قریب اس مقام کے آکر اُسنے تخت زمین پر اُتار کر عمرو کو اُتار دیا اور آپ برائے اعانت بدر زنانہ ہوئی اور آتے ہی اختر سحر کو جوڑے سے نکالکر ہاتھ پر رکھکر لوبن کاٹنے لگی اور وہ لوبن تیر شہاب بن کر جانب افراسیاب چلین اسنے جلد سحر دم کیا

کہ چند پُتلے قرولی ہاتھون مین لیے پیدا ہوے اور تیرون کو کاٹنے لگے اور افراسیاب نے پہلے سحر کرکے اندھیرا کردیا تھا
اسکو کوکب نے سورج بنکر دفع کیا تھا اب پھر اُسنے سحر کرکے برسے ہوا دیکھا لکہ ابر پیدا ہوکر کا جل چھڑنے لگا برّان نے چاہا
کہ اس بادل کو مین ٹکڑے ٹکڑے کرکے سر عدو پر گرا دون چنانچہ پر پرواز پیدا کرکے جانب ابر چلی لیکن عمرو کو جواسنے
تخت سے اُتار دیا تھا وہ بھی قریب اُس لڑائی کے آکر تماشا دیکھ رہا تھا کہ برسے ہوا ایک سل معلق جمی ہے اور اس پر
ایک لوح چمک رہی ہے گرد اس سل کے لڑائی ہو رہی ہے پس یہ دیکھکر سوچا کہ لوح طلسم کوکب یہی ہے اور اسی
کے لیے یہ لڑائی ہو رہی ہے اسکو لینا چاہیے چنانچہ اسی فکر مین فرغول اور باد مہرے حضرت جبرئیل کے دیے ہوئے نکالکر
پانون مین باندھے صفت انکی یہ ہے کہ زمین سے جسقدر چاہے انکو باندھکر انسان اونچا ہو جاے غرضکہ خواجہ
اپنی تدبیر سے درست ہوکر گھات مین تھے کہ یکایک سحر افراسیاب سے اندھیرا ہوا اور برّان اسکے دفع کرنے کو
چلی مگر ہنوز وہ ابر تک نہ پہونچنے پائی تھی کہ خواجہ نے اس اندھیرے مین جست کی اور باعجاز باد مہرہ اونچے
ہوکر قریب تختہ سنگ پہونچکر جال الیاسی مارا کہ مع اُس شیطان کے جو سل بنا ہوا تھا لوح کو کھینچ لیا وہ
شیطان بہت حیران کہ مین کس بلا کے پھندے مین پھنسا اور جال مین آتے ہی سل کی طرح تو نہ رہا بصورت
اصل ہو گیا اور تڑپا کہ اس پھندے سے نکل جاؤن عمرو نے کہا بس خیریت اسی مین ہے کہ چپکے پھنسے رہو وہ
بنظر حسرت خواجہ کی صورت دیکھنے لگا آپنے فرمایا کہ بھئی کیسا مزاج ہے خوب چپکے پھر بنے ٹھہرے ہوے تھے اُسنے
کہا اجی حضرت لوح آپ لے لیجیے لیکن مجکو تو چھوڑ دیجیے خواجہ نے کہا بھئی مین کیا جانتا تھا کہ تم پتھر بنے ہوے ہو
اور خیر پھنس گئے ہو تو کچھ قباحت نہین ہے سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جلد تر زنبیل مین اُسکو ڈالکر زمین پر اُتر آئے اور
الگ جا کر کھڑے ہوے اس عرصہ مین برّان اُس ابر کے قریب پہونچی اور اختر مردار یدا ایسا مارا کہ وہ ابر
پھٹکر ٹکڑے ہوکر افراسیاب کی طرف چلا اور آواز مثل صور اسرافیل کے پیدا ہوئی قیامت تازہ برپا ہوئی
شہ جادوان گھبرا کر زمین پر اُتر آیا اور غائب ہو گیا وہ ابر کوہ پر جا کر گرا اُجالا ہو گیا دامن صحاب سحر کے چاک
چاک ہونے سے شمع نور مہر فانوس ظلمت سے باہر نکلی افراسیاب پھر ظاہر ہوا شاہ کوکب بھی زمین پر اُترا یا
اور ایک طرف سے برّان اور ایک جانب سے اپنے افراسیاب پر حملہ کیا اس عرصہ مین شاہ طلسم ہزار برج لڑائی کی
خبر سنکر فوج اپنی لیکر برلے مدد افراسیاب کئی ہزار ساحرون کی جمعیت سے آپہونچا ادھر برّان کی خواصین
جو چلی تھین آکر داخل ہوئین اور دونون طرف سے جنگ عظیم ہونا آغاز ہوئی یہ معاملہ جو شہزادہ تورج نے دیکھا
تیغہ کھینچکر یہ بھی چلا اور اخگر وغیرہ بھی لڑنے لگین اور اتفاق سے ملکہ حیرت جو داخل طلسم ہوئی تھی تو اُسنے
اپنے رفیقون سے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ شہنشاہ پاس جاؤن رفقا نے عرض کی کہ دریافت
تو فرمایئے شہنشاہ کہان ہین اُسنے رقعہ دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم ہزار برج مین لڑ رہے ہین یہ معلوم کرکے اپنی
انیسون سے کہا اے بی میرے مردوے کو بھی انتہا کا غصہ ہے آگ ہی کا بنا ہوا ہے ساحری نہ کرین جو انکو بھی
غصہ آئے اب یہ دل تو دیکھو اکیلے طلسم ہزار برج مین گئے ہین اور دشمنون نے انکو گھیرا ہے جب ہی مین کہتی ہون

که میرا دل کیون گھبراتا ہے یہ کیا جانتی تھی کہ میرے وارث پر ایسی کچھ بنی ہے خوب جانتی ہون کہ وہ آفت مین ایسی
طرح گھسکر ایک دن مجکو بے آبرو بنا مین گے انیسون نے کہا بی بی ساڈھی نہ کرے تم کیا اپنے منھ سے فال بد نکالتی ہو
شہنشاہ سب کو مارین گے انکا رونا یہان بھی میرا نہ ہوگا دشمن نگوڑے غارت ہون گے اسنے کہا یہ تو سب کچھ ہے مگر مجکو
جانا چاہیے یہ کہہ کر کئی ہزار ساحر تیار کرا کر طاؤس سحر پر بیٹھ کر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی مگر جبتک یہ پہونچے پہونچے وہان
افراسیاب نے روشنی ہونے سے دیکھا کہ لوح مع تختہ سنگ ندارد ہے حیران ہوا کہ لوح اگر کوئی لیتا تو ہو سکتا ہے لیکن وہ
تختہ سنگ تو اصل مین شیطان ہے اسکو کسنے لیا اور اگر یہ کہیے کہ وہ خود لوح لے گیا تو وہ لیجا نہ سکتا تھا پس جبکہ کسی نے
اس شیطان کو قید کیا کاہے کر وہ خیر دریافت ہو جائیگا اب لڑنا بیکار ہے یہ سوچ کر اپنے بازو پر سے اکھولکر کوکب کو
دکھایا کوکب نے اسکو اکھولتے دیکھ کر سحر پڑھا کہ ایک پریزاد آئینہ لیکر آئی ادھر اسنے اکہ دکھایا پری نے آئینہ دکھایا
ادھر اسکو غش آیا اُدھر اُسکو غش طاری ہوا اور دونون زمین پر گرنے لگے یکایک پردے ہوا سے سواران زرین پوش پیدا
ہوے اور زمین سے ایک مچھلی نے کہ زمرد رنگ تھی سر نکالا سوارون نے آکر شاہ کوکب کو اٹھایا اور تخت پر ڈال کر
جانب طلسم چلے ادھر ماہی زمرد رنگ نے اژدر کی طرح دم کھینچکر افراسیاب کو نگلا اور زمین مین غائب ہوکر
اندر ہی اندر روانہ ہوئی جب شاہ افراسیاب اور کوکب جا چکے اخگر سمجھی کہ اب تاجدار اور لوبرج سے
سامنا ہوگا پس وہ بادشاہ طلسم ہے یہ شہزادہ لوح نہین رکھتا ہے گرفتار ہو جاویگا یہ سوچ کر چاہا کہ لوبرج کو
جنگ سے منع کردن مگر یہ فرزندان حمزہ ہین جنگ سے پھرنا نہین جانتے چنانچہ اخگر نے ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیہوش
ہو گیا یہ عقاب بنکر جو گری پنجہ مین داب کر اٹھا لیگئی اور درہ کوہ مین جا کر ٹھہری اب بُران نے بھی پھرنا چاہا مگر
اسوقت حیرت جو روانہ ہوئی تھی آکر پہونچی اور فوجون کو جمع دیکھ کر بے اختیار حملہ آور ہوئی ملکہ بُران نے اس سے
مقابلہ کیا سحر کی چوٹین چلنے لگین دوبارہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہوا کئی ہزار کنیزان بُران لشکریان حیرت
پر جا پڑین سحر و تیر تفنگ آغاز ہوا نارنج و ترنج کی بوچھار تھی دنیا دھوان دھار تھی کبھی آگ برستی خلقت جان بچانے کو
ترستی کبھی پتھرون کی بارش ہوتی گیتی گرانباری سے رو رو دیتی مینھ موسلا دھار برستا قیامت کبری برپا دونون
شاہزادیان آستینین گھیتی ہوئی کبھی وہ اختر مروارید کی لوین کاٹتی اسکی روشنی ایسی پھیلتی کہ حیرت اندھی ہو جاتی جلد سرمۂ
سحر آنکھون مین لگاتی اور اپنے گیسوے مشکین کو پراگندہ کرتی کہ تاریکی چھا جاتی بلا سر دشمن پر لاتی بُران پھر اختر چمکاتی
کہ دھوپ نکل آتی فروغ مدعیہ مٹاتی اور ایسا سحر کرتی کہ حیرت دیوانہ وار بکنے لگتی پھر حواس درست کرکے کمند سحر
اسیر لگاتی وہ منھ سے اُن کے کمند جلاتی ادھر لشکر مین ہنگامہ برپا کوس و بوق کی صدا سے سپہر دوار کا سر پھرتا
لاشین میدان مین گرتی جاتین پیرون کے غل سے آندھیان آتین حیرت زوجہ شاہ جادوان ہی آجتک اپنا ہمسر
کسی کو نہ سمجھکر اچھی طرح نہ لڑی اسوقت بُران کو اپنے برابر کا سمجھ کر کائنات کے سحر کرنے لگی بُران بھی جان لڑا رہی تھی دونون
مین کوئی غالب و مغلوب نہوا کہ یکایک یوم آندھی چلی اور برفباری اور سنگباری ہونے لگی بعد اس آفت کے ایک ساحرہ تخت پر سوار
نظر آئی کہ نہایت پیر و کہن سال تھی سر پہ جوڑا اتنا بڑا تھا کہ جیسے مٹکا اوندھا لیا تھا وہ جوڑا مٹی سے لتوپا ہوا کچھ

جٹیں خاکستری زمین پر لٹکتی تھیں رخساروں پر جھریاں پڑی تھیں سر پر نیا نقابہ بندھا تھا چادر مجودی اوڑھے تھی صورت
ایسی ڈراونی دکھتی تھی کہ واقعی بلا ہے درباں تھی کان آنکھ ناک سے شعلے نکلتے تھے آنکھیں سرخ جیسے دو طاؤس پر خون دست و
پا بدقوی نہایت زبون چار پتلیاں سونیکی تخت اسکا اٹھائے ہوئے اور بہت سی پتلیاں سونے کی گرد و پیش تخت کے
عہدے ہاتھوں میں لیے ناقوس بجاتا سر پر اس ضعیفہ کے چھوٹا ہوتا چار ہاتھ اسکے دو دراز اور دو ہاتھ مثل انسانوں کے
لیس جیسے ہی وہ لکا تہ آئی آمد سے سبکی یہ اثر ظاہر ہوا کہ ہر سحر بھول گیا اور ملکہ حیرت نے دوڑ کر تسلیم کی اور عرض کیا دادی جان
دیکھیے یہ چھوکری میرے منہ چڑھتی ہے وہ ساحرہ کہ نام اسکا آفات چہار دست جادو ہے افراسیاب کی دادی
ہے حیرت کی یہ فریاد سنکر بہران کی طرف مخاطب ہوئی ملکہ نگوار نے بھی جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بچی جیتی
سلامت رہو نصیب کھلے سونے کا سہرہ بندھے بیاہ ہو کہو میرے بچے کوکب کا مزاج کیسا ہے اسنے کہا جی دعا
کرتے ہیں اچھی طرح ہیں اسنے کہا اے چھوکری ادھر آ ذرا میری چھاتی سے لگ جا بیٹا تو بڑی سیر دت ہے بہران سر
جھکا کر قریب گئی اسنے سر سینہ سے لگایا اور کہا کیوں ری اب تو بڑی لڑاکا ہو گئی ہے اے فرزند تو میرے آگے کی کیڑا
ارے تجھکو سحر کسنے بتایا تجھکو کرتے سے اپنا ناک پوچھنا یاد نہ رہا تیرا زچہ خانہ کیا تیرے باپ کے زچہ خانہ میں جاگی
ہوں اور قسم ہے سامری کی جو بہت دن تجھکو نہیں دیکھتی ہوں تو میرا دل لگا رہتا ہے بیٹا کوئی آپس میں فساد کرتا
ہے میرے نزدیک جیسے افراسیاب ویسے تیرا باپ یہ کہکر حیرت کو قریب بلا کر بلائیں لیں اور دعا دی کہ بیٹی پھلو
پھولو اپنی جوانی کا سکھ دیکھو یا تک کوکھ سے ٹھنڈی رہو تمکو بھی آپس کا پاس چاہیے لڑائی موقوف کرو میں جانتی
ہوں کہ تجھ ایسے لوگ آگئے ہیں کہ باہم صفائی ہونا مشکل ہے لیکن جہانتک ہو سکے فساد نہو تو بہتر ہے تم بس جاؤ
اپنے اپنے مقام پر آرام کرو دونوں کو رخصت کیا حیرت فوج لیکر اپنے طلسم کی طرف چلی اور آفات بھی سمجھا کر سحر خوان
ہوئی کہ تخت اسکا دفعتہ قندیل فلک ہو گیا بہران نے چاہا کہ ڈانڈے پر طلسم کے شہزادہ ایرج ہے اس سے ملاقات
کرتی چلوں لیکن خواجہ عمرو ساتھ آئے تھے انکو تنہا جانب طلسم روانہ کرنا مناسب نہ سمجھی اور نہ سامنے انکے ملاقات
کرنا بہتر جانا پس خواجہ کو کہ لوح لیکر مخفی ہو گئے تھے تلاش کر کے تخت پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئی مگر خواجہ
نے مطلق لوح لینے کا ذکر ملکہ سے نہ کیا ملکہ نے ہر چند پوچھا کہ لوح کا حال کچھ آپکو معلوم ہے انھوں نے جواب دیا کہ میں نہیں
جانتا غرضکہ یہ تو اپنے مقام پر پہونچکر مصروف عشرت ہوئے کوکب بھی ہوشیار ہو کر اپنے قلعہ کوکبیہ میں آئے ادھر
ماہی نے ظلمات طلسم ہوشربا میں پہونچکر افراسیاب کو اگلا جب وہ ہوشیار ہوا بہت کچھ اسکو سمجھایا آخر
شاہ جادوان اس سے رخصت ہو کر اس فکر میں چلا کہ جس طرح ہو سکے کوئی طلسم کشا ہم پہونچا کر طلسم نور افشان
توڑ ڈالوں فی الجملہ اسی فکر میں جانب کوہ نیلم روانہ ہوا اصبح ہو کر یہاں سے حال جہانگیر بن امیر حمزہ کہ حالت کفر
میں ہے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ جادوان اسکو لاکر طلسم نور افشان کے توڑنے کو بھیجتا ہے مگر یہ احقر مترجم پہلے عرض
کر چکا ہے کہ تسلسل فسانہ کا میں خیال رکھتا ہوں لیس یہ حال تو ہیچ ہے بیان میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا بدین سبب
اول طلسم ہزار برج کی داستان بیان کیجاتی ہے پھر انشاء اللہ کیفیت جہانگیر بیان کرونگا ۵

کنون باز گویم ہما داستان | شنیدید وگشتید مشتاق آن

افسانہ خوانان جرائد طلسمات نیرنگی تحریر اس طرح دکھاتے ہین کہ جب سب افسر ولشکر اس بادیہ طلسم سے
لڑ بھڑ کر چلے گئے تاجدار بھی اپنے مقام پر آیا اور اپنے طلسم کے بچانے کی فکر کرنے لگا مگر اخگہ جو شہزادہ تورج کو
لے کر پوشیدہ ہو گئی تھی بعد میدان صاف ہونے کے ظاہر ہوئی اور شہزادہ کو ہوشیار کیا اور سب حقیقت معروض
بیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ اب مین یہان نہین ٹھہرونگا برائے فتح طلسم جاؤنگا اخگے نے عرض کیا اچھا آپ ادھر
تشریف لے جائیے مین فقیرنی بنکر پھرونگی جب خدا تعالی آپکو امیر اس طلسم کا کریگا مین بھی مل رہونگی ہزاران ہزار
گریہ وزاری اس سیاح دشت محبت کو رخصت کرکے آپ فقیرانہ لباس کیا چہرۂ انور کو خاک آلودہ کرکے گویا چاند
پر خاک ڈالی مطلب کی فقیری اختیار کی لباس گروا رنگا گیسوون کو بالکیان مقرر کیا بال بھی مٹی سے بھر لیے
کفنی گلے مین پہنی جھولی گلے مین ڈالی بستر کے لیے مرگ چھالا لیا اور صحرا صحرا پھرنا آغاز کیا ادھر شہزادہ جو روانہ
ہوا طے منازل طلسم فرمانے لگا کس لیے کہ یا تو یہ صحرا طلسم بند تھا مگر مرنے سے عقاب پری کے راستہ کھل گیا
شاید اسکی حفاظت کے لیے صحرا کو باندھا تھا غرضکہ یہ رہرو بادیہ طلسمات کوہ وبیابان طے کرتا ایک کوہ زمردنگار کے
قریب پہونچا دیکھا کہ اس جگہ طرفہ بہار ہے پہاڑ کا رنگ بھی سبز اور دامن کوہ مین سبزہ زار درختون کا لباس اور سر کوہ
پر آسمان اخضر سایہ فگن دور تک رحمت خدا جوش زن پہاڑ نہ تھا ایوان بہار تھا جو گل تھا شمع شبستان بہار تھا فلک
زمردی اسیر تصدق ہر بار تھا عکس کوہ سے افتخار ارض وغیرہ جو چند سبزۂ خفتہ کا بخت بیدار وبلند جو کوئی اس جگہ آتا
پھر اسکے عشق مین زہر کھاتا ہر درخت سبز رنگان باغ عالم کا نصیب تھا ہر برگ شاہ بہار کا رفیق وحبیب تھا
زمین سب اطلس سبز کا لباس پہنے درخت ہر سمت سایہ دار گھنے گھنے ایک طرف اس پہاڑ کے دامن مین جھیل جیسے
بہشت مین نہر سلسبیل گلہائے سرخ سے یاقوت زمرد پر مینا یا شاہد بہار سبز پوش کا یاقوت نگین گہنا سبزہ جوش
بہار سے اس طرح زمین سے اُگ رہا تھا کہ صفحۂ دشت رخسار نوخطان سبزۂ آغاز بنا تھا کہ نظم

گل تازہ چمن نیا نیا رنگ | ایام پھرے بدل گیا رنگ | صحرا مین وہ جوش گل تھا ہر سو
پھولون کی چھڑی تھی شاخ آہو | خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز | تھی صبح بلند صبح نوروز

یہ سرسبزی اس کوہ کی ملاحظہ فرماتا شہزادہ ایک طرف بڑھا تھا کہ ایک مکان دامن کوہ مین بنا ہوا نظر پڑا
ایک ڈال زمرد کو تراش کر گویا بنا تھا اس طرح زمرد اسمین بچھ گیا ہوا تھا شہزادہ جب اندر اس قصر کے گیا طاق
وایوان وصحن ودر وطاق ہر ایک کو زمرد کا پایا لیکن کوئی ساکن اسمین نظر نہ آیا ہان یہ دیکھا کہ صحن مکان مین
چار سو اسی گھوڑا زمرد سبز کا ترشا ہوا بندھا ہے تھان انکے درست ہین گھاس کے گٹھے سامنے کھلے ہین
دہانے انکے منہ سے اترے ہوئے ہین وہ گھاس کھا رہے ہین پشت پر انکے زین زمرد رنگ اور زمرد دوز
کسے ہین رکابین بھی زمرد کی ہین ٹھونبر یا کمرین زمردین پڑی ہین اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک سوار زمرد کا
پتلا بیٹھا ہے دراصل اس اصطبل مین وہ وہ سبزہ ہے کہ سبزۂ فلک جسکے سامنے شرمندہ اور سرفگندہ ہے سم انکے

بدر سے کہین بہتر خورشید فلک سے ہزار درجہ منور ومدو سمون کو دیکھ کر ہر چشم حیران رہے پیش نظر قیلیون کا تماشا ہو
نیرنگ نمایان رہے دُم انکی طرۂ گیسوے پری ذوذنب کی صورت اگر خاصیت مین سعد اکبر مثل مشتری کفل پر
نگاہ پھسلتی دو کوہ بلند نظر آئے نگاہ مردم پھسلجاتی اُسکا ماتھا آئینہ جگر گردن ہلال سپہر جلد کی باریکی مثل برگ گل
گویا جسکو حرکت صرصر کان خوشنویس کے بنائے ہوئے قلم یا آبدار سنان نہین نہین مثل پیکان یہ بھی نہین بلکہ
سنان مژگان معشوقان دہانہ ایسا چھوٹا کہ دہان معشوق تنگ دہان یا غنچہ بوستان آنکھین چشم غزالان ختن
واقعی چیتے کی کمر اور آنکھین مثل دیدۂ ہرن کہ نظم

طاؤس کی طرح دم تھی رنگین
زرریز تھی مہر کی طرح زین
شیشہ کا گلا کہ پرچم دم
تھے جام شراب حسن مین ہم
ہے مشک پہ یال سب کے طرا
خجلت دہ گیسوے چلیپا
کنگھی چوٹی بلا غضب کی
جس طرح عروس پہلی شب کی

شہزادہ یہ کیفیت دیکھ کر متحیر تھا کہ اتنے
سے ایک پتلا بولا اے طلسم کشا ہم سب آپ کے نوکر ہین مگر ابھی نہین جب آپ لوح طلسم پایئے گا اسوقت ہین اپنے
جلو مین در لایئے گا شہزادہ یہ کلام سنکر سمجھا کہ پتلا سچ کہتا ہے مقدمہ طلسم کا ہے تم بھی خبر ہوا کر یہان سے آگے بڑھو یہ سمجھ کر
عنان عزم کو اس طرف سے منعطف کرکے اُس قصر کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا یہان دیکھا تو اور ماجرا
نظر آیا یعنی ایک پہاڑ یاقوت احمر کا سُرخ بالکل دیکھا زمین بھی سُرخ درخت بھی سُرخ عکس کوہ سے روے ہوا سرخ
آفتاب کی تمازت اور دھوپ جو عکس کوہ مین شامل ہوگئی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے فلک تک آگ بھری ہے
گلہاے سُرخ سے تمام درخت مملو شاہد بہار کا نام گلرو درخت ہر ایک لالون کے لال یاقوت اور زر سرخ سے مالا مال
تھا لالہ ہر درخت کا کان یاقوت وطلا عکس کوہ سے ہر چشمہ آب مطلع آہوان دشت تک اس جگہ سرخ فام سنگریزے
زمین کے ماہ تمام زمین وزمان سب سرخ روز لف سنبل مین حنا ہو بخلاف اسکے حمزہ کا لال یہ حال دیکھتا وہان سے
چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بنگلہ یاقوت رُمانی کا بنا ہوا نظر پڑا وصف مین اس بنگلہ کے زبان لال ہے واقعی
بے مثال ہے شہزادہ جب اس بنگلہ مین آیا میز کرسی دنگل شیشہ آلات سے اُسکو سجا ہوا پایا لیکن ہر چیز سرخ رنگ
دیکھی عقل اپنی دنگ تھی کہ یہ کیا اسرار ہے یہان کا مالک کون ہے کسکا دربار ہے سوچ مین تھا کہ ایکطرف صحن
مین بنگلہ کے درخت لالہ کے مگر جواہر یاقوت کا سرخ رنگ کا اُسکے نیچے صندلی بھی اسپر ایک بجلی تڑپ رہی تھی شہزادہ
کس سے پوچھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے چپکا کھڑا دیکھتا رہا آخر دل مین آیا کہ لاؤ وہ انگوٹھی جو اخگر نے دی تھی دیکھون
اُسمین شاید اسکا کچھ حال لکھا ہو یہ سوچ کر انگوٹھی کے نگینہ پر نگاہ کی لکھا دیکھا کہ یہ سب مقام طلسم کشا کے لیے ہے
وہ جہان چاہے بیٹھے شہزادہ یہ دیکھ کر ایک کرسی یاقوت نگار پر اس بنگلہ مین بیٹھا بیٹھتے ہی بنگلہ کی چھت چرچرائی
اور تڑا قا ہوا ستون بنگلے کے پھٹے یہ گھبرا کر اُٹھا تھا کہ بنگلہ سر پر آیا شہزادہ نے ہاتھون پر روک کر بازو اپنے ستون
بنائے لنگر مار کر پاؤن قائم کرکے بنگلہ کو ایک طرف پھینکا بنگلہ تو ایکطرف گر گیا مگر لنگر مارنے سے پاؤن زمین
مین دھنس گئے شہزادہ فلک وقار بزور صاحبقرانی پاؤن زمین سے نکال کر الگ استادہ ہوا اسوقت ایک

آواز آئی کہ ہاے مارے ڈالتا ہے اور کوئی نہین سنتا ہے ساکنان طلسم ہماری فریاد کو پہونچو یہ آواز آتے ہی
از خود ہر گوشہ دشت و در سے شور و غوغا بلند ہوا کہ لیجیو گھیریو پکڑ لینا مارنا یہ غل سنکر شہزادہ گھبرایا اور انگشتری پر
نگاہ کی اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم یہ جو سامنے کرسی بچھی ہے اسکو اُٹھا اسکے نیچے ایک تختہ سنگ ہے اسکو
ہٹانا دہانہ نقب کا ظاہر ہوگا اسمین چلے جانا اگر اس کام مین ذرا بھی تامل ہوا تو مورد صد آفات و بلا ہوگا اجل
کا سامنا ہوگا شہزادہ نے فوراً کرسی کو اُٹھا تختہ سنگ کو سرکایا پھر تو وہ غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا کہ رستم بھی
ہوتا تو زہرہ فرط خوف سے آب آب ہوجاتا خاکدان عالم بالکل ظلمت سرا تھا چار سمت اندھیرا تھا شہزادہ نے کچھ
خوف و خطر نہ کیا بے تامل اندر نقب کے قدم رکھا یہ معلوم دیا کہ آتشکدہ مین کسی نے ڈال دیا سارے جسم مین آگ لگی
اور تڑاقا ہوا شہزادہ تاب لا سکا بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی تو ایک دریاے ذخار مین اپنے تئین پایا کہ بہتا
ہوا جاتا ہون اس ماجرے سے بہت حیران تھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا غرض دریا مین ہاتھ پاؤن مارتا
شناوری کرتا چلا مگر دم چڑھ گیا دست و پا شل ہوے اسوقت یقین ہوا کہ زندگی حباب آسا ہے یہ خراب آباد دہر سراب
آسا ہے کشتی حیات تباہ ہوا چاہتی ہے ساحل نجات کو سون کیا منزلون دور اب مرنا ضرور ہے لبس آیدبدہ ہوکر یہ شعر
زبان پر لایا کہ بیت

اتنا تو پوچھا ہوتا بس اے ساحل نجات		کشتی یہ کس کی تھی جو تباہی مین رہ گئی	

غرض نظر بفضل مالک بر و بحر کرکے کہ وہی بیڑا پار لگانے والا ہے چند قدم آگے بہا تھا کہ ایک ٹیکرا نظر آیا اور اسپر
ایک ملاح کو بیٹھے پایا کہ ڈور دریا مین پھینک کر مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہے شہزادہ غوطہ مارکر اس ٹیکرے کے قریب
گیا اور جب غوطہ سے اُبھرا ملاح پکارا کہ اے نوجوان اگر تو ڈوبتا ہے تو یہ ڈور تھام لے کس لیے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
بہت ہوتا ہے شہزادہ نے ڈور تو نہ تھامی مگر انگشتری دیکھنا چاہی فوراً تلاطم آب ہوا و موجون کے طمانچے منھ پر پڑنے
لگے پانی کے چھینٹے آنکھین بند کیے دیتے تھے ناچار ہوجب کہنے ملاح کے اس ڈور کو پکڑا اور ملاح نے کھینچا یہ نہنگ
بحر شجاعت اسکے سہارے سے باہر نکلا ملاح نے کہا کہ تم ڈوب جاتے اگر مین نہ نکالتا یہ احسان میرا مانو اور جو مین
کہون وہ کرو سنو ارادۂ طلسم شکنی سے باز آؤ طلسم مین کچھ مال و متاع نہین صرف بندگان سامری و جمشید رہتے ہین اور
انھین غریبون کی آہین روٹی ہے تم مسلمانون کے لیے سارا عالم چھوڑ دیا ہے یہ کونا بندگان سامری و جمشید نے
لیا ہے انکو ستانا اچھا نہین شہزادے نے فرمایا کہ او بیہودہ تو کیا جھک مارتا ہے مین سامری پرستون کا نام تو دفتر عالم
مین رکھونگا نہین سب کو غرق قلزم فنا کرونگا ملاح یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او خیرہ سر طلسم ہزار برج ہے
کوئی ایسا ویسا مقام نہین تو کیا توڑ سکے گا اچھا اب اس دریا سے دیکھون تو کیونکر نکلتا ہے یہ کہکر اُٹھا اور
ایک طرف چلا اور پھر کر کہا کہ اب بھی میرا کہنا مان اور میرے ساتھ آ شہزادے نے اسوقت انگشتری کو دیکھا معلوم ہوا کہ ہر چند
زبردستی نہ چلے گی اسکے ساتھ تمکو جانا ہوگا شہزادہ یہ دیکھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ وہ ملاح زمین پر گرا اور تڑپ کر
شیر غران بنا اور اس اسد بیشۂ شجاعت پر حملہ آور ہوا یہ اسکے ہمہمہ کو روک نہ سکا گر پڑا اپنے منھ مین داب کر جو

اچھالا یہ پشت پر اُسکی پہونچا دہ پیٹھ پر لاد کر اس دریا مین کودا اور شناوری کرکے آن واحد مین پار پہونچا دیکھا اس
پار دریا کے صحرا ہے ویران و ہول خیز ہے نہایت وحشت انگیز ہے غول بیابانی شعلہ فگن ہین اژدرون کے
غار ہین شیرون کے مسکن ہین جناب عبداللہ بیابانی جو وہان آئین یقین ہے کہ خوف کھائین اور خوف و دہشت
سے قدم نہ رکھین حضرت خضرؑ دعاے حفظ و صحت دم کرین جو درخت تھا مثل مرد مفلس پریشان جو برگ تھا زنگ
دیوانگان آئینہ وار حیران وحشت کی گھٹا چھائی غیرت و آفت برستی آفتاب دیدہ وحشت ناک کی طرح آنکھ
پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہر بگولا دیو سیاہ نظر آتا مختصر یہ کہ اُس صحرا مین ایک منڈھی سرکی کی بڑی ہوئی وہ بھی نہ
سرکی نہ بیر کی مثل عاشق شوریدہ سر جھاڑ اسمین ایک جوگی بیٹھا ہوا لیکن سر جھاڑ منہ پھاڑ موٹا خنگا نہایت
و بنگا از سر تا پا ننگا بال جٹا دھاری زمین پر گھسٹتے چلتے تونبہ نکلی ہوئی ہاتھ مین دو دلگڑ جلتے لیئے ماتھے پہ صندل سے
ایک سورج بنا ہوا پنجہ ترسول چھاتی پر سیندور سے چھپا ہوا اکھڑا اوڑھن پہننے کی آگے دھرے سرخ سرخ آنکھین
حلقہ چشم سے باہر نکلی پڑتین بیراگی ٹیڑھی بغل کے نیچے تکیہ کئے بیٹھا تھا شہزادہ کو اس شیر نے سامنے اسکے لاکر
ڈالدیا اور آپ مثل انسان بنکر پکارا کہ اُستاد یہ مقید طلسم حاضر ہے جوگی یہ سُن کر شہزادہ سے گویا ہوا کہ لے
تو بچ تجکو یہانتک آنا مناسب نہ تھا یہ طلسم ٹوٹنا نہایت محال ہے تجکو لازم ہے کہ اُٹھ اور خداوند سامری کو سجدہ
کر شہزادہ کو اس گفتگو سے بہت غصہ آیا اور کہا اے تیرہ روزگار تم مین سے ایک کو بھی مین انشاءاللہ زندہ نہ چھوڑون گا
سنگ طلسم سے سر توڑ دونگا جوگی نے کہا اب تیری قضا ہی آگئی یہ کہکر ایک خنجر بورے کے نیچے سے نکالا اور اُٹھکر جانب
شہزادہ چلا شہزادہ نے بھی حملہ کرنے کا ارادہ کیا دیکھا تو وہ ڈور جو دریا مین سے پکڑی تھی سیرے باد دیر بندھی ہے ہاتھ
قابو مین نہین ہین یہ دیکھکر چاہا کہ انگشتری کو دیکھون اس عرصہ مین اُس جوگی نے خنجر مارا شہزادہ انگشتری پہنے تھا اسکی
برکت سے خنجر اُچٹ گیا اور جسم صحیح و سالم رہا اور اُسنے انگشتری کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اس اسم کو پڑھکر بازو پر دم کر مشکین
کھلجائین گی اسنے اسم ورد زبان کیا اُدھر جوگی نے خیال کیا کہ اسپر خنجر نے اثر نہ کیا شاید یہ بھی ساحر ہے یہ سمجھکر گویا ہوا کہ
اے طلسم کشا مسلمانون کو سُنا تھا کہ ساحر نہین ہوتے ہین مگر تو ساحر بھی ہے شہزادہ نے اسم تو بازو پر دم کیا کہ وہ ڈور جل گئی
جب اس بند سے رہائی پائی جوگی سے کہا ہم ساحر ہین تو اپنے لیئے نہین ہین تو اپنے لیئے تو اپنی سزا اپنی کنار مین دیکھ
جوگی نے اُسکو ڈور سے چھوٹتے ہی دیکھا تھا سمجھا کہ یہ مقرر طلسم کشا ہے اس سے آشتی کرنا چاہیئے یہ سوچکر کہا اے
شہریار معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہین اچھا مین سحر آپ پر سے دفع کیے دیتا ہون آپ بیٹھیے اور جو کچھ مین کہون
اُسکا جواب دیجیے یہ عرض کرکے رد سحر پڑھا کہ شہزادہ پر بالکل اثر سحر باقی نہ رہا یہ کیفیت دیکھکر وہ ملاح جو شیر بن کر
اس ضیغم نیستان جلادت کو یہان لایا تھا گھبرایا اور رود لغزار لایا یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک اور ساحر رہتا ہے کہ نام
اسکا فیلان جادو ہے اُس سے جا کر اُسنے سب کیفیت بیان کی وہ حال سُنکر غضبناک ہوا کہ یہ اس جوگی نے کیا کیا
مسلمان سے ملگیا دین و دنیا دونون کو کھو بیٹھا اب مجکو لازم آیا کہ اُسکو سزا دون اور ابھی سویرا ہے وہین قدم
کی طرف اسکو پھیر دون یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور زمین پر لوٹکر ایک مست ہاتھی بنا کہ چارون پھیان چمکتی تھین

انجلی بن خود نظر آتا تھا قد اتنا بڑا تھا کہ کوہ معلوم ہوتا تھا بلکہ فیل فلک اس سے خوفناک ہوا اسد چرخ کو ٹھوکر دن مین
اُڑانے کا ارادہ رکھتا تھا دو دانت فیل قامت اوج بن عنق منہ سے باہر نکلے ہوے گور کن قضا کے معلوم دیتے اس
ہیئت سے بنکر روانہ ہوا اور سامنے جوگی کے پہونچا وہ جوگی تو سچ کو منڈھی مین لیکر بیٹھا تھا اور مناظرہ اپنے دین
کے آیئن کا کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور للکارا کہ او بیحیا و بیدین یہ کیا تونے غضب کیا کہ متاع ایمان کو مع نقد جنس تو
کھو بیٹھا اپنی ایمانداری سے بجز بے ایمانی مین ہاتھ دھو بیٹھا اب تجکو لازم ہے کہ تجکو سزاے معقول دون اس جوگی نے
کہ نام اسکا بیابانی فیل پیکر جادو تھا یہ گفتگو جوسنی غصہ ناک ہوا کہ یہ نالائق میرے مقابلہ مین آیا ہو اور بے سمجھے مجکو
بے ایمان بناتا ہو اور اپنا داؤ پیچ دکھاتا ہو حالانکہ مین ابھی شریک طلسم کشا نہین ہوا پس للغضب تمام تر اپنی جگہ
سے اٹھا شہزادہ نے کہا کہ تم تامل کرو مین اس سے سمجھ لیتا ہون اُسنے کہا نہین آپ تماشا دیکھیے اس نالائق کی بھی حقیقت
ہو کہ میرے مقابلہ مین آیا ہو یہ کہکر منڈھی سے نکلکر لوٹنے لگا اور ہاتھی مست بنکر اسپر جھپٹا یہ بھی ایسا فیل دہابت
شکوہ بنا کہ گاو زمین کو بار اٹھانا مشکل ہوا طبقہ زمین مین زلزلہ آیا کشتی ارض ڈگمگانے لگی مالک بر و بحر کو کفیل حال
سمجھ کر دنیا پناہ چاہنے لگی اور یہ اٹھکر اس فیل سے مقابل ہوا باہم دھڑا کا ٹکمہ کا چلنے لگا زمین و زمان ہلنے لگا۔
خرطوم کے گھونسے پڑنے لگے بھسونڈے سے بھسونڈے لڑنے لگے تا دیر باہم لڑ رہے ہوے آخر دونون کے سر پھٹے اور
شرارے نکلے اسکے سر کا شرر اسپر اور اسکے سر کا اسپر پڑا دونون مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگے اور ایک شرر آکر اس
ملاح پر بھی پڑا کہ وہ بھی جلنے لگا آخر یہ تینون شیاطین فی النار و بئس المستقر ہوے اور جلکر خاکستر ہوے شہزادہ یہ
قدرت خداے تعالیٰ دیکھکر ششدر تھا کہ اس دافع البلیات نے ان بلاؤن کو کیا بطور آسان دفع فرمایا اور مجکو بچایا
غرض شاد ان و فرحان وہان سے آگے روانہ ہوا اور اُس صحراے وحشتناک کو طے کرکے ایک ایسے بیابان مین پہونچا کہ
سر اسر منور و روشن تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزار ہا آفتاب نکلا ہوا ہے فلک سے نور برستا تھا ابر کے سفید لکے چھاے
جو چمک مہر تابان کی رکھتے تھے شاہد روزگار کس خوبروئی سے لباس نورانی زیب قامت کیے چہرۂ عارفان
بسان قلب روشنضمیران زمین و زمان روشن ہر چشمہ آب کی موج برق پر چشمک زن ہر شجر نہال وادی ایمن ہر
شاخ بسان شاخ بلور ہر سنگ جگ مین بہ از رخسار حور شہزادہ اس وادی نور کو ملاحظہ فرماتا ہوا جب کچھ آگے چلا
سامنے ایک قلعہ سنگ سے بنا ہوا نظر پڑا کہ سنگ مرمر اسکو دیکھکر غیرت سے مر جاے یشب کا فوری رشک سے
پہیر اکھاے ہر دیوار اسکی صفائی مین روے تابان معشوق سے بہتر ہر کنگرہ اسکا رفعت مین فلک کا ہمسر شہزادہ
قریب قلعہ آیا دروازہ بھی سنگ سفید کا پایا کہ مثل چشم جناب یعقوبؑ انتظار مین کسی یوسفؑ لقا کے کھلا ہوا اور
سفید ہو گیا تھا اور قلعہ پر ہزار ہا ساحر بعہدۂ دربانی بیٹھا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوا کسینے منع کیا جب
اندر آیا نور کی کسی زینت نظر افروز عشرت سے ہنستی دیکھی دوکانات ہر قسم کی اشیا رنگین سے معمور ہر شخص فارغ البال اور مرفہ حال
سیکڑون بجنو رجدہر دیکھیے سامان عشرت فراہم کٹورہ بجتا ہنگامہ نشاط برپا نہایت گھما گھم کہ بمقتضاے ابیات

بازار ہین یون سڑک صفا خیز	جس طرح کہ نہر آب لبریز	
		سُرخی ہوئی روح کے لیے قوت

کوٹے ہوے اُسپہ لعل و یاقوت
تھے جمع کسی طرف فسون گر
مین دار یہ ہون جواب منصور
پوری سے گرسنگی کو دوری
یان جسکے ہوس مین آئے آدم

سرخی سے عجیب عالم نور
بنجاتے تھے دم مین پرکبوتر
تیار کہین جو نان دہلوا
بھوکون کی ہوئی مراد پوری

یا مانگ مین مہوشون کی سیندور
نٹ بانس یہ کر کہا تھا مذکور
اُترا تھا فلک سے من و سلوی
وہ گرم کچوریون کا عالم

شہزادہ فلک جاہ یہ کیفیت شہر کی دیکھ کر بہت محظوظ ہوا اور ازبسکہ
تشنہ و گرسنہ تھا ایک دوکان کے قریب گیا اور جیب سے خست زر و جواہر نکالکر دوکاندار کو دیا اسنے ایک خوان مین
مٹھائی طرح طرح کی نکال کر اپنی دوکان کے ایک گوشہ مین بچھوائی اور قالین بچھوادیا شہزادہ وہان جاکر بیٹھا اور
مٹھائی کو اُٹھا کر قریب دہن لایا تھا کہ ایسی بوے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوا گھبرا کر مٹھائی کو جو دیکھا بھیجا سڑا ہوا
کسی جانور کا نظر آیا اسنے اسکو پھینک کر پھر دوسری ڈلی اُٹھائی ویسی ہی بو آئی اب دیکھا تو گوشت سڑا ہوا ہے
شہزادہ نے وہ سب خوان اُٹھا کر قریب حلوائی آکر اُسکے منہ پر مارا اور کہا او بیحیا ڈھٹ بندی کر کے مٹھائی کے عوض
سڑا ہوا گوشت بیچتا ہے حلوائی عذر کرنے لگا اس سے حجت کر رہا تھا کہ اُس حلوائی کا باپ آیا اور اسنے پوچھا یہ کیا
تکرار ہے حلوائی نے سارا ماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت سُنکر معلوم کیا کہ یہ شہزادہ شکنندۂ طلسم ہے لہذا اسنے شہزادے کے
سامنے ہاتھ باندھے اور روپیہ جو کچھ لسنے لیا تھا وہ سامنے حاضر کیا اور عرض پیرا ہوا کہ آپکے قابل یہ مٹھائی نہین ہے
اور کہین لے لیجیے شہزادہ لئے دام تو واپس لینا خلاف شان سمجھا اور آگے بڑھا ادھر حلوائی کا باپ اس شہر کے
حاکم پاس گیا حاکم کا یہان کے قیصر جادو نام ہے چنانچہ وہ دارالامارۃ شاہی مین اورنگ خلافت پر بیٹھا تھا کہ اسنے
اطلاع کرائی کہ یہ احقر آپکے فائدے کی بات تخلیہ مین عرض کریگا شاہ نے اُسکو تخلیہ مین طلب کیا اُسنے عرض کیا
کہ اے بادشاہ عالیجاہ آپکا ہم رعایا سے حکم تھا کہ جب کوئی ایسا شخص آئے کہ اُسکے ہاتھ مین مٹھائی یا روٹی یا بوٹی ہو جائے
تو اُسکی ہمسے خبر کرنا پس آج وہ شخص آیا ہے اور یہ ماجرا گذرا ہے بادشاہ نے جب تمام ماجرا سُنا حلوائی کو تو
انعام دیکر رخصت کیا اور کوتوال کو شہر کے بلا کر حکم دیا کہ پانچ چار سو پیادے ہمراہ لیجا کر طلسم کشا آیا ہے اسکو
پکڑ لا کوتوال حسب ارشاد بادشاہ کوتوالی مین آیا اور پیادون کو حکم سنایا تہی بھگی پیادون نے کمر کسی وہ تیار
ہوئی توڑے شیر ہوے تیر و کمان سنبھالے تلوارین پر تلون مین ڈالین ساز سنگرہ لگا یا جنگ پر آمادہ ہو کر
ہر ایک پیادہ چلا اتنے عرصہ مین شہزادہ تورج نے نانبائی کی دوکان سے کھانا مول لیا اور بدستور اول جب
کھانے بیٹھا خون کی بو آئی دیکھا تو روٹی سڑی بوٹی ہے شہزادہ نے وہ پھینک کر حلوائی اور نانبائی سب کو
گالیان دینا شروع کین نانبائی کے یہان سے پانچ چار رکیرے کفگیرین پکڑ کر دوکان پر سے کودے اور پکارے
کہ رہ تو جا ہم ابھی تیرا خمیر بگاڑے دیتے ہین قسم دانیال کی جواب تو نے ہمارے مالک کو کچھ کہا تو مارتے مارتے
قورما کر دینگے شہزادے کو اُن کے کلمات بیہودہ سُنکر زیادہ غصہ آیا دو ایک کا سر ٹکرا کر بھیجا پھاڑ دیا اور آتش غضب
تنور سینہ مین جو زیادہ مشتعل ہوئی دو تین کو جان سے مار ڈالا اور دیکھا کہ چند خوان کھانے کے تیار کسی امیر کے یہان

بھیجنے کو نانبائی نے الگ رکھے ہین اُنکو دیکھ کر سمجھا کہ مجکو مسلمان سمجھ کر یہ بیچا ایسا کچھ کرشمہ کرتے ہین ان خوانون کا کھانا
اچھا ہوگا پس یہ سمجھ کر نانبائی کو تو مار کر دُکان سے بھگا دیا اور وہ خوان اپنے قبضہ مین کیے نانبائی اور ملازم اُس کے
آسیائے ظلم سے مثل دانہ گندم پسے ہوے دُہائی دیتے جانب کوتوالی روانہ ہوے کہتے جلتے تھے کہ ایک زبردست
ایسا آیا ہے کہ اُسنے مادر شیر مال ہمارا سمجھا ہے اور ہمکو مار کر دل و جگر ہمارا قلیہ کیا ہے عقلیہ یہ ہے کہ وہ طلسم کا توڑنے والا آگیا
یہ تو سب دوہائی دیتے اُدھر چلے ہین ادھر شہزادہ نے خوان کھول کر کھانا کھانیکا قصد کیا تھا کہ کوتوال پیادے لیے آپہونچا
شہزادہ انکو دیکھ کر دکان پر سے مثل شیر غضبناک کے کودا اور تیغ تیز کھینچکر اُنپر جا پڑا شمشیر بران بھی تشنہ خون و گرسنہ جان دشمن
تھی دانایان ہنر جنگ کے لیے گلخن تھی جسمین نے سرون کے پڑے تنور مرگ مین لگا دیے پیادے پیادے شطرنج کے بنا دیے
لاش پر لاش گرنے لگی شہر مین ہلچل پڑگئی دوکانین جلدی جلدی دوکانداروں نے بند کین بعض دکان چھوڑ کر بھاگے
دروازے گھرون کے بند ہونے رعایا بھاگنے لگی بدمعاش اُچکون کی بن پڑی کسی نے تمہارا تم نے اسکا گھر لوٹ لیا
تمام شہر مین غدر مچ گیا کوتوال اُن پیادون کو اس فیل تن سے کیا لڑا سکتا آخر زخ ہو کر رو بفرار لایا اسپ
ہمت میدان نامردی مین دوڑایا مات ہو کر رخ جانب در دولت بادشاہ پھیرا جنگ کا مُہرہ نہ رکھ سکا بادشاہ
نے جب یہ حال کوتوال کا دیکھا اپنے بساط مین جسقدر لشکر رکھتا تھا اسکو تیار ہونیکا حکم دیا دس ہزار سوار اور
پانچہزار پیادے تیار ہو کر اُسکے ساتھ چلے قرنائے جنگی پھنکی طبل و بوق کی صدا نے دنیا دہلا دی سپاہی تلوارین
چمکاتے ساحر سحر کی نیرنگی دکھاتے روانہ ہوئے آگے سب کے بادشاہ مرکب اژدر دہان کو بنائے تیغ سر پر ہتھیار
جسم پر لگائے اسباب سحر سازی دھر بہ جوگی ساتھ لیے بڑے کر و فر سے شہزادہ نامور کے قریب آکر پہونچا شہزادہ
بیخوف و خطر اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا اب تو چار طرف سے سحر کی مار اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی کسی طرف
سے نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ برستے تھے کسی جانب سے تیر و تلوار و خنجر و نیزہ پڑتے تھے سحر کے اژدر قلاب آتشین
چھوڑتے منھ پھیلا کر دوڑتے ساحر سحر سے آگ و پتھر برساتے لیکن بسبب انگشتری شہزادے کا کچھ نہ کر سکتے اور
حربہ ہائے تیر و گرز کو یہ بہادر ہمہ تن چشم بنکر روکتا اور وہ ایک کو بار کر مرکب حاصل کرکے سوار ہوتا تھا
تیغ دو دم نے اس بہادر کے عدو کا دم بند کیا تھا اس شہر مین تلوار کا رواج تھا متاع جان کی گرم بازاری تھی
امان کو ہر ایک محتاج تھا شمشیر کا خم محراب دکان نظر آتا جوہر کا جواہر جسمین تکتا ہر ایک پاتا دلال اجل ہر مرد
جوان کی جان کا ایک ہی نرخ بتاتا کاخ تن سے مکین یعنی روح فراری مرگ مفاجات کی بستی زندگی دیار
جسد مین ایمان کے کال ہونے سے عاری شہزادہ نے دم بھر مین سرون کے کنگرے اور دست و پا کے ستون
بنا دیے جسد عدو مسمار کرکے سینون کے چبوترے درست کیے لاشون کے ڈھیر لگا دیے کہ لفظم

زمین گرد سرخ آن دلاور بجنگ
چو برگ خزان سر فرو ریختے
اگر بر زدی بر سر آن سر فراز

یکے گرزۂ گاؤ پیکر بچنگ
بہ شمشیر بران چو بگذشت دست
بد و نیمہ کردش با اسپ ساز

بہر سو کہ مرکب برانگیختے
بہر سر فرازان ہمیگر دبست
چو شمشیر بر گردن افراختی

چو کوہ از سواران سر انداختی | ز خون دلیران بدشت اندرون | چو دریا زمین موج زن شد ز خون

اور از بسکہ یکہ و تنہا اتنی بہادری سے لڑ رہا تھا تو پلٹنوں رسالون مین قتل و قمع کرتا ہوا لشکر شقاوت اثر کے
ریلون کو روکتا قریب بادشاہ پہونچا اس فکر مین کہ جبتک بادشاہ گرفتار یا قتل نہوگا فتح ہونا دشوار ہے تم اکیلے
کہان تک قتل کروگے سو رما جیا بھاڑ نہین پھوڑتا یقین ہے کہ مارڈالے یا گرفتار ہو جاؤ چنانچہ جب قریب قیصر پہونچا
اسنے ایک سحر کا نارنج سینہ بے رنج شہزادہ پر مارا مگر بوجہ انگشتری کچھ نہ رنج پہونچا نارنج اُچٹ گیا بادشاہ سمجھا کہ طلسم کشا
ہے جنگ مین زیر نہوگا اس سے مکر کرنا چاہیئے اسی اندیشہ مین تھا کہ شہزادے نے گھوڑا اڑدے سے اُسکے ملا کر کمر زنجیر
مین اسکی پنجہ یلی اپنا دیکر زور کیا اور ہاتھ پر اُسکو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر چو رنگ ہوائی کاٹون لیکن وہ دغا باز
پکارا کہ اے شہریار غلام طالب امان ہے شہزادہ نے اسکو زمین پر اُتارا اُسنے لشکر کو اپنے جنگ سے منع کیا اور رکاب
ظفر انتساب شہزادہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا حضور میرے کلبہ احزان کو اپنے قدم سعادت توام سے شبستان عشرت
بنائین مجکو اور تمام ارکین سلطنت کو مطیع اسلام کرکے سر چشمہ ہدایت پر پہونچائین کہ آپکا بمقتضائے بیت

آداز قدم دم مسیحا | نقش کف پا چراغ موسے

یہ انکسار جو شہریار عالی تبار نے اُس مکار غدار کا دیکھا چشم مروت جانب پشت پا جھکائین اور عنان مرکب
کو اُسکے خانہ پر نیرنگ کی طرف منعطف فرمایا وہ ننگ خاندان لشکر بقیۃ السیف کو جلو مین لیے ڈنکے بجواتا بعظم و شان
تمام اس دار الاقتدار کو اپنے گھر لایا اور دار الامارۃ مین پہونچکر عرض پیرا ہوا کہ یہ بدبخت و تاج حاضر ہے شہزادہ نے
اُسکو تاج بخشی فرما کر تخت پر بٹھایا ارکان دولت نے نذرین شہزادہ کو دین اور اُسنے اطاعت اسلام کا جب اقرار کیا اُسوقت
اس سپہر حشم نے خاصہ طلب فرما کر نوش فرمایا پھر سے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا ساقیان حور شمائل و طوائفان زہرہ مثال
و پری خصائل حاضر ہو کر داد عیش و مسرت دینے لگین جام خندہ زن ہوئے مسرور اہل انجمن ہوئے کما بیات

جادو نگہان و سحر کاران | غارتگر ہوش ہوشیاران | گل پیرہنان نازک اندام

بس لے گئے دل سے چین و آرام | دن بھر اسی طرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ہر ایک فرط شوق سے
بے شرم رہا جب ساحر شب کے قلب | مین مثل نور اسلام نور قمر ضیا افروز جلوہ گستر ہوا اور آفتاب نے مطیع الاسلام ہو کر
سر بسجدہ مغرب رکھا کہ بمقتضائے نظم | جو کین خورشید نے طے منزلین چار | گیا دن آئی شام روشنی بار
ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر | زمین پر چاندنی چھٹکی برابر | بادشاہ نے ایک قصر عالی رفعت

اس صاحب منزلت کیلیے بہر آرام خالی کرا کر پلنگ کرسی میز فرش سے آراستہ کرایا اور جملہ سامان راحت وہان
مہیا کرکے عرض کی کہ آپ کسل راہ رکھتے ہین جا کر آرام فرمایئے شہزادہ اُسکے کہنے سے مکان مذکور مین بہر آرام
آیا اور وہ اُٹھکر اپنے شبستان مین گیا اس بادشاہ کی ایک دختر ہے کہ نام اُسکا موسے جادو ہے اتنی بڑی ساحرہ
ہے کہ بال بال مین اُسکے ساحری ہے رگ رگ مین مکاری بھری ہے چنانچہ اسوقت محل مین وہ سیر خیابانی کر رہی کتنی
سامنے صحن مکان مین چمنستان لگے ہین سیر بھی دیکھتی جاتی ہین یہ بادشاہ اُسکے پاس آیا اُسنے براہ تعظیم سر جھکایا

تسلیم پدر بجالائی لیکن صورت باپ کی متفکرا سنے پائی حال ملال استفسار کیا بادشاہ نے جملہ کیفیت آمد طلسم کشا اور اپنا بمکر اطاعت کرنا بیان کرکے کہا کہ کوئی صورت آئینہ خیال مین جلوہ گر نہین ہوتی کہ اس مسلمان کو اسیر کرون اُس لکاتہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ گھبراے نہین مجکو بزور سحر حال اسکا معلوم ہے اس شہزادہ پر ایک ساحرہ کے فریفتہ ہوکر انگوٹھی طلسمی اُسکو دی ہے جس کے باعث سے وہ ہر جگہ غالب ہوتا ہے پس حضور غافل پاکر اُس کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اُتارلین وہ قید ہوجائیگا پھر کچھ زور نہ چلیگا یہ کلام اس دختر نافرجام کا سُنکر بادشاہ شاد کام ہوا اور بزور سحر اُڑکر اُسی مقام پر آیا کہ جہان شہزادہ آرام مین تھا یہ قریب پلنگ کے بیٹھ گیا شہزادہ ازبسکہ خستہ راہ بہت تھا بدیں وجہ غافل سو رہا تھا اُسنے دست حق پرست سے اُسکی انگوٹھی کو اتارا ہاتھ کا تکان جو ہوئی اس ثانی سلیمان کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا تو قیصر عفریت خصال میرے ہاتھ سے کچھ اُتارتا تھا غور جو کیا تو انگوٹھی کو نہ پایا بس فوراً اُٹھ بیٹھا **قیصر** اسکے اُٹھنے سے ایسا گھبرایا کہ سحر کرنا بھولا اور رو بفرار لایا شہزادہ اُسکے پیچھے دوڑا چنانچہ وہ ساحر زبردست تھا اُسنے پرواز کی اور اُڑتا ہوا اندر شبستان کے چلا گیا شہزادہ اُسکے عقب مکان آرامگاہ سے نکلکر تا بقصر شاہی آیا لیکن جب وہ نظر سے نہان ہوا یہ زیر دیوار قصر ٹھہر گیا اور فکر کرنے لگا کہ اندر ایوان کے جاکر اُس دیو سیرت کو تلاش کرون یہ تو اس سوچ مین ہین اُدھر وہ بدسیر اپنی دختر پاس آیا اور انگشتری دیکر اُس سے کہا کہ اب اس مشتری کو قید کر اس گیسو بریدہ نے انگشتری لیکر اپنے گلے کی ہیکل مین باندھکر ہیکل گلے مین پہنکر انگوٹھی چھوٹے کپڑے مین رکھ لی اور ایک ناریخ پر سحر دم کرکے اس مکان کی دیوار پر مارا یہان شہزادہ موصوف جس دیوار کے نیچے کھڑا تھا اُسمین سے ایک طوق اور زنجیر آہنی نکلکر گردن و کمر مین پڑگئی اور چار بجے روے ہوا سے بسان برق چمک کر گرے اور شہزادہ کو اُٹھا لے گئے اور سامنے اُسی مکارہ کے لائے شہزادہ نے دیکھا کہ ایک رواق یہ ازطاق کسرے و خورنق بہرام تعمیر ہے حسن و خوبی مین سراسر پری کی تصویر ہے سامنے ایوان کے باغ لگا ہے باغ خاطر شاعران سے بھی رنگین زیادہ ہے بیچ مین اُس گلشن کے چبوترہ نادر کا بنا ہے اسپر مجھکو بیجون نے لاکر بٹھادیا ہے زنجیر کمر مین ہے طوق گلے مین پڑا ہے یہ دیکھکر خاموش تھا کہ سامنے سے **ہوے جادو** بنے باپ کو لیے ظاہر ہوئی اور قریب اس شہزادہ پری جمال کے آکر قصد آزار رسانی کیا مگر چہرہ بے نظیر سراپا تنویر کو اس ماہ منیر کے دیکھکر یقین تھا کہ غش کر جائے اُسیر طرہ زلف گرہ گیر ہوئی گولا سحر کا مارنا چاہتی تھی عشق کا گولا خود چھاتی پر کھایا لشکر عشق نے ملک دل تاراج کردیا ہجوم غم و ہم نے گھیر لیا سیاہ رنج کے الم پر پا نظر آئے الم کے نشان ہویدا ہوے مورچہ صبر و ضبط کا ٹوٹ گیا اس معرکہ مین جی چھوٹ گیا رنگ رخ سفید جینے سے نا امید آنکھین ڈبڈبا گئین آئین ہوش و حواس نے رخصت طلب کی جامہ شکیبائی پر زرے پُرزے ہوا آہون نے سربلندیان چاہین اس جوان زیبا شمائل فرشتہ خصائل حور صورت ماہ طلعت کو دیکھا جنکے دیکھنے سے پریون کو عشق ایسے جن کا سایہ ہوجاے بہار باغ رخسار دیکھکر حورون کا دل گلزار جنان مین رہنے کو نہ چاہے کہ بموجب **نظم**

گیسوے سیہ جو خم بخم ہے	جو وصف کرین ہم اُسکا کم ہے
جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے	

زنجیر فسون سامری ہے
صانع ہے خط جبین سے محفوظ
سوجھا اسے کچھ بھی پھر نہ زنہار
اُڑنے لگے جسم سے شرارے
آنکھیں لگیں زار زار رونے

شہباز نگاہ بے تامل
زیبا ہے کہین جو لوح محفوظ
مژگان نظر آگئے پر ایسا
آہون کے شرر بنے ستارے

مژگان کو جو دیکھیے تو چنچل
ہر چند خرابیان تھین اظہار
ابرو کی کجی پہ کھائی شمشیر
کچھ درد لگا جو دل مین ہونے

اپنے باپ سے کہا اب آپ تشریف لیجایئے کنیز اُسکا سر کاٹ کر آپکی خدمت مین حاضر ہوگی باپ اُسکا اُسکے چہرہ کو دیکھ کر پہچان گیا کہ یہ اس نوجوان پر فریفتہ ہوئی بس بغور اسکے سراپا کو دیکھنے لگا اس عرصہ مین وہ چبوترے کے اوپر آکر شہزادہ کی صورت دیکھنے مین محو تھی باپ نے اُسکے یہ دیکھ کر کہا کہ اے چھوکری تو کیون فریب دیتی ہے معلوم ہوا کہ تو اس مسلمان پر عاشق ہوئی ہے خیر جو تو سمجھ وہ کر مگر انگوٹھی میرے حوالے کر یہ کہکر اسکے سینہ پر ہاتھ ڈالا اسلیے کہ انگوٹھی لیلون لیکن قضا کا نیا حیلہ سُنیے وہ ساحرہ بہر قتل شہزادہ ایک سانگ بہت تیز لیکر آئی تھی وہ سانگ اسکی بغل مین دبی تھی باپ نے سینہ پر جو اُسکے ہاتھ ڈالا از بسکہ وہ اُسکی دختر ہے اور سینہ مقام حیا عورت کا مقرر ہے ایک تو بسبب شرم کے اور دوسرے اُسکو انگشتری دینا بھی منظور نہ تھی بس اسکے ہاتھ ڈالتے ہی وہ جھجک کر پیچھے ہٹی یہ اُس سے دو قدم بے تحاشا لپٹا سانگ کچھ بغل مین دبی تھی باقی سب آگے نکلی ہوئی تھی اُسکے لپٹنے سے وہ سینہ پر جو پڑی تو توڑ کر پیٹھ کے پار نکلگئی اور وہ تڑپا اور آہ کہکے چبوترے کے نیچے گرا اُس کے گرنے سے جھٹکا ایسا پڑا کہ سانگ تو بغل سے نکلگئی مگر ساحرہ بھی آگے کھنچ گئی اور باپ پر یہ سانحہ گذرنے سے گھبرا کر نیچے چبوترہ کے اُترنا بھی چاہتی تھی بس کھنچنے سے اس اضطرابی مین پانون اُسکا بھی پھسلا اور باپ کے اوپر گری سانگ اُسکے پیٹ سے دار کی طرح نکلی ہوئی استادہ تھی یہ جو پہلو کے بھل گری کوکھ مین سانگ درآئی اور دوسری طرف نکلگئی اُسوقت یہ پدر اور دختر بصورت برج جوزا نظر آتے تھے خط توام کی شان دکھاتے تھے عطارد ان دونون پر بھاری تھا قران النحسین اس باغ مین گویا برج سنبلہ مین واقع ہوا تھا غرضکہ دونون تڑپ کر ہلاک ہوے صدائے گیرودار بلند ہوئی آندھی پانی کے بعد صدا آئی کہ مارے گئے رقیصہ اور رموے جادو اُنکے جہنم رسیدہ ہونے سے شہزادہ رہا ہوگیا سحر اُسکے رفع ہوگیا چبوترے پر سے اُتر کر انگشتری قریب ساحرہ پڑی تھی اُٹھائی کیونکہ مرگ کے وقت تڑپی تھی تو انگوٹھی گر پڑی تھی فی الجملہ مرگ ہر دو ساحران سے غل و شور جو برپا ہوا تھا دربان محل بیتابانہ دوڑے شہزادہ نے تیغہ کھینچکر نعرہ شیر آسا بلند کیا کوئی ہیبت سے ہل ولادر کے آگے نہ بڑھ سکا اور یہ بہادر اُس مکان سے دروازہ تلاش کرکے باہر نکلا اسی اثنا مین وہ وقت آیا کہ شعاع آفتاب کی سانگ نے شکم ساحر شب کا چاک کیا اور فروغ عطارد و ماہ گلیم شب مین لپیٹا نظم

پس ہر شب ہے آسمان لشکر صبح
ہوا کاشانہ عالم منور

ضیاؤن سے بھرا تھا کشور صبح

جو پھر خورشید نکلا آگ ہوکر

شہزادہ دار الامارہ شاہی مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے گروہ ساحران آگاہ ہو کہ کل بادشاہ یہان کا میرا مطیع ہوا تھا مگر رات کو اُسنے دغا کرنا چاہی آخر اپنے کردار بد کی سزا پائی مع اپنے دختر نحس اختر کے جانب سقر گیا اب تم مین سے اگر کوئی ارادہ فاسد براہ مرتدی رکھتا ہو تو وہ آئے میرے

مقابلے مین افسران لشکر ارکان سلطنت جو حاضر دربار تھے عرض پیرا ہوے کہ ہمنے آپ کی غلامی بدل قبول کی ہے
اور ہزار جان سے آپکے تابع فرمان مین شہزادہ نے ایک وزیر کو مالک تخت وتاج کیا اور اب انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا
اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم اس قلعۂ سفید کے آگے ملک لوح داران طلسم پڑیگا چنانچہ لوح پاکر ایسی غفلت نہ کرنا
کہ جیسے آپ انگوٹھی سے غافل ہوگئے تھے اس انگشتری کا اب یہ حکم آخری ہے آگے اس سے کچھ ظاہر نہوگا تجکو چاہیے کہ
اس قلعہ سے باہر نکلکر جانب شمال روانہ ہو ایک میدان مین تیرا گذر ہوگا وہان ٹھہرنا ایک گھوڑا زمرد کا با ساز
ویراق زمرد نگار تیرے پاس آئیگا اُسپر سوار ہو تا وہ تجکو جانب منزل مقصد لیجائیگا یہ کیفیت انگشتری سے دریافت
کرکے وزیر کو برائے عدل وداد اور رعیت پروری تاکید اکید فرمائی اور قلعہ مین منادی کرادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت
نہ کریگا گردن مارا جائیگا غرضکہ سب انتظام مملکت فرماکر وہان سے رخصت ہوکر باہر قلعہ کے آیا وزیر مع کو ہمراہ
رکاب پہونچانے آیا تھا اُسکو وداع کرکے پیادہ پا جانب شمال قدم بڑھایا اور بعد قطع چند منازل ایک مرغزار
روح پرور جانفزا مین پہونچا ہوائے بہارین لئے گلہائے بوقلمون کھلا کر روئے شاہد دشت رنگین فرمایا تھا دامن صحرا
مین سنجاف لگانے دامن ابر سرخ لبصد تزئین آیا تھا مختصر یہ کہ عنقائے اوج صاحبقرانی وہان بانتظار مرکب طلسمی استادہ
ہوا ابھی کچھ دیر کے سامنے سے گرد اُڑی اور ایک سمند بادرفتار گلگون صرصر قدم صبا دم پیدا ہوا دہانہ رفتگاں وہ ہلال
منھ پر اُسکے چڑھا اس زمانے سے وہ کھیلتا ہوا کان دو نون قلم کیے دم اپنی علم کیے کلائیان شیر کی طرح مارتا زین جواہر
آگین بہزار زیب وتزئین اُسپر آراستہ حلقہ رکاب پر حلقہ مہر وہالہ ماہ تصدق رو بہ رو اُسکے شرمندہ تو ہے شبدیز
بادپیما وخنگ بارگی جہان فرسا کہ تیز روی مین یون تیز دم کہ عرصہ کونین دو قدم سرعت مین صورت نظر جانے مین
منزلون بسان خبر حد جہان سے ہر گام باہر تعریف مین اُسکی امکان قاصر فی الحقیقت وہ ایسا ہی شاطر تھا نظم

اسوار نہ ہان کبھی کہنے پانے
یون آتا ہے جیسے طبع مشتاق

یہ چارون طرف مین آ جائے
تیزی مین برنگ عقل دانا

یون جاتا ہے جیسے ہوش عشاق
ہمت سے بھی بڑھ کے تھا توانا

شہزادہ نے اس مرکب بینظر کو چمکارا وہ قریب آکر گردن ڈال کر استادہ ہوا اس شہسوار توسن جلادت
نے دامن گردان کر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھ کر حلقۂ رکاب کو مشرق خورشید کف پا
بنایا اور خانہ زین کو رشک کاشانہ سپہر برین فرمایا وہ شبدیز بادپیما اپنی پشت کو راکب سے آباد دیکھ شاد
ہوا اور اُچھل کود کرتا ہوا کی طرح صحرائے طلسمات کو طے کرتا ہوا کچھ دیر مین اس بیشہ فرحت آگین سے
گذر کر ایک دشت غیرت گلزار بہشت مین پہونچا کہ انواع واقسام کے گل اُسمین کھلے تھے اشجار وہ نونہال
جو دایہ بہار کی نازون کے پلے تھے خار مژگان یار کا یاد دیتے تھے کہ ابیات

تھے جو گرے تھے جھڑ کے ہر جا
ہر نخل وہان کا خوان نعمت
ہر گل تھا وہان کا صاحب زر

جنگل مین بچھا تھا فرش دیبا
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
ہر برگ زبان شکر دادر

اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر پھول نے جان تازہ پائی
ہیچ ہین اس وادی نزہت ہمانے

ایک نہال سر سبز زرگل سے مالا مال لگا تھا اس طرح اکیلا تھا جیسے باغ عالم کی ہوا و ہوس سے کوئی آزاد آزاد ہو نہ فریاد بلبل سے کچھ مطلب نہ زمزمہ مرغ خوش الحان سے شاد ہو قامت مین وہ درخت رشک سہی و شمشاد زبان برگ کو نقرے موزون و رنگین بہت سے یاد بہشت طلسم کا وہ طوبیٰ تھا شاخون کی ہوا کا جھونکا دم عیسیٰ تھا نیچے اُس شجر کے چبوترہ مربع ہشت پہل کا زمرد اخضر کو تراش کر بنایا تھا گویا بہر جلوس شاہ بہار اریکہ فیروزہ رنگ زمردنگار گسترده تھا لوح چرخ اخضری و زبرجدی کو اپنی رفعت شان کے روبرو شرماتا تھا تخت ایسا کاوس و جمشید نے کہان پایا بلکہ سریر فلک کے سوا یہ خورشید نے کہان پایا نظم

جھک جھک کے ہے یہ نکتہ عجب سے
پھر جاتے نہ چرخ چار زمین پر
گردوں نہیں ہے خم اسی سبب سے
عیسیٰ اگر آتے اس زمین پر

اس چبوترہ عالیشان بحت سبز رنگان جہان پر ایک کٹورا سونیکا پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا طرفہ تماشا تھا کہ سبو چہ مہر زرین مین بھی پانی نظر آتا تھا ایک آبخورہ یاقوت احمر کا اُسپر ڈھکا تھا جو ساغر ماہتاب کو شرماتا تھا یہ سامان دیکھکر شہزادہ متحیر تھا کہ الٰہی اس دشت مین کیا خضر نے سبیل رکھی ہے بہر کار دانی دلیل رکھی ہے یہ اسی سوچ مین عازم ہوا کہ آگے بڑھون مگر وہ سمند چالاک قریب چبوترہ آکر ٹھہر گیا ہر چند اس سوار عرصہ طلسم نے مہمیز کیا اسنے قدم نہ اٹھایا ناچار اس عالی ہمت نے لبسان رحمت خدا زمین پر نزول فرمایا اور جس طرح کسی سبز رنگ پر دل آ لے اس طرح جو چبوترہ پر آیا وہ گلگون خوش قدم مجسم بنگیا اور آنکھون کی نظر سے کافور ہوا یہ صاحب حشمت چبوترے پر بیٹھا تھا کہ ایک سمت سے اُس دشت کے چند نازنینان گل بر مین ظاہر ہوئین کہ آن داد آئین یگانہ آفت زمانہ تھین انکے ہمراہ بہت سی کنیزان خوش رو زیور سے آراستہ موبمو فرش و پلنگ اسباب راحت لیے بعض کے سرون پر کشتیان نقل و شراب نو اکہات کی بعض خوانہائے طعام لذیذ اٹھائے سلفچی آفتابہ لیے ادھر آتی تھین جب وہ قریب تر آئین شہزادہ نے اُن کنیزون کی مالکون کو جو دیکھا وہ صورتین اُنکی پائین کہ کبھی اس مرقع دہر بوقلمون مین ایسی تصویرین اور یہ نقش نگاہ سے نہ گذرے تھے زلف شبگون اُنکی بہت شب دیجور شاگرد جسکی خاطر مکار و پُر زور ہر حلقہ سیکڑون پیچ جانتا بلاؤن کو اپنا مطیع فرمان بناتا دلہائے عشاق کو اُلجھن سکھاتا پیشانی پر اُنکے وہ وفور نور سراسر قدرت رب اکبر کا ظہور چشم فتان فتنہ انگیز عشوہ و کرشمہ اُنکا غلام گردش بخت سے زیادہ چال باز ابرو خنجر سے زیادہ تیز رخسار تابان آئینہ مہر و ماہ کو اندھا بناتے شعلہ طور کو خجل فرماتے گردش چشم کے اشارے نیرنگی لیل و نہار یہ دکھاتے کہ کسی کو امیر اور کسی کو فقیر بنائے کہ نظم

وہ آئینہ صفا ہو پیدا
دریائے صفا کی موج آغوش
ہے صاف شکم وہ تختۂ سیم
وہ آب بقا تو ناف گرداب
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا
گردن کی بیاض صفحۂ سیم
دے آئینہ کو صفا مین تعلیم
سانچے مین ڈھلے ہوئے بر و دوش
خورشید و قمر کو لوح تسلیم
کیون اُس سے نہ خضر دل ہو بیتاب

پریزادان طلسم تھین انکا سراپا کیا لکھا جائے ناحق کلام کو کیون طول دیا جائے اسیقدر کافی ہے چنانچہ اُن شہریاران کشور خوبی نے حسن کی طرح گردن جھکا کر

شہزادہ کو تسلیم کی اور اسباب وغیرہ جو ہمراہ لائین تھین اسکو علیحدہ رکھکہ اُس چبوترہ پر فرش عمدہ وصاف گسترده مسند تکیئے لگا دیئے ایک طرف پلنگڑی جواہر کار گسترده کرکے بچھونا نرم ونازک تر اُسپر بچھا دیا پھر ایک چوکی قریب چبوترہ بچھاکر کشتیان شراب ناب کی چن دین اور شہزادہ سے بناز دبتختر ہنسکر کہا اے وارد میدان طلسمات واے رہرو بیابان پر آفات آج تو بعیش وعشرت بسر کرے صبح ہم کہان اور تو کہان شہزادہ اُنپر ایسا مائل اور فریفتہ تھا کہ اُنسے کچھ کلام نکرتا تھا اُسوقت سمجھا کہ یہ جادوگرنیان نہین ہین کچھ اور ہی اسرار طلسمی ہین اچھا یہ جو ہین وہی کرو دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہو یہ سمجھکر چبوترہ پر گیا اور مسند زرین پر بیٹھا اس عرصہ مین چبوترہ فلک پر بھی مسند کمخواب بوتہ دار انجم کی بچھی اور سبوچہ زرین مہر اُٹھا لیا گیا کہ نظم

نہایا تھا جو دان خلوت کا اسباب	جلائی شام نے بھی شمع مہتاب
ستارون سے لیا دنیا رکا کام	پھر آئی زرفشان شاہانہ شام

شام کو اُس صحرائے طلسمی مین ہر گل مثل گوہر شب چراغ فروزان نظر آیا چاندنی نے چھٹکر کچھ اور ہی لطف دکھایا وہ ہوائے سرد کا چلنا جانورونکا بسیرا لینا بزم کواکب کو چبوترہ فلک پر ترتیب پذیر ہوتا صحرا کا سناٹا نہرون کا بہنا ولولۂ دل بڑھاتا اسی عالم مین اُن گل اندامون نے شہزادہ کی خاطر کرنا شروع کین سامان رقص وغنا مہیا کیا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ بموجب نظم

گلون سے نکلے سرآواز کیسا تھ	لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ	کہ اتنے مین اُٹھی اک اور گلفام
مئے خوشرنگ کا چھلکا ہوا جام	ملا لب سے کہا پی اسکو جانی	کہ حاصل کچھ ہو لطف نوجوانی
بہار عمر ہے معشوق وساغر	یہ خالق نے دیئے تجکو برابر	غنیمت جان لطف زندگی کو
نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو	لب گلگون کا بوسہ اک ہمین سے	کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے
چلو لیٹو چھپرکھٹ پر بہ آرام	بتا دو کس طرف سے آئے کیا نام	طعام عمدہ و دسترخوان شفاف
بشکل حسن جانان پاک اور صاف	بچھایا سب نے کھاتے کھائے باہم	پھر اُسکے بعد تھا لطف اور ہمدم
شراب لالہ گون کے جام چھلکے	چھلکے شیشے بہا ساغر اُبل کے	ذرا پیدا ہو گرمی آرزو مین
بڑھے لذت مذاق گفتگو مین	لب نازک ملائے سب کے لب سے	ارادے بڑھکے آئے اور ڈھب سے
سحر تک عیش وراحت مین بسر کی	رہی صحبت بہم زیر وزبر کی	طلوع مہر کا ہونا تھا جو ہنگام
نئی پوشاک پہنی بعد حمام		

جسوقت چبوترہ فلک زمردین پر شہسوار مشرق آیا شہزادہ نے فریضہ نماز سحر بعد غسل ادا فرمایا دیکھا تو وہ جنگل پریزادان مع اسباب وسامان غائب ہوگیا اب خواب تھا کہ صبح آنکھ کھلنے ہی کچھ نہ تھا اس رہرو جادہ عجائبات نے کمر باندھکر آگے چلنے کا ارادہ کیا مگر شب کا جلسہ جو آنکھون کے نیچے پھرتا تھا تو قدم اُس جگہ سے اُٹھانا مشکل ہوا تھا جی آگے جانے کو نہ چاہتا تھا اُسی ارمان وحسرت مین استادہ تھا کہ ایک طرف ایک کنیز نازک اندام پیدا ہوکر قریب آئی اور کہا اگر آپکا جانیکو جی نہ چاہے تو ہمیشہ اُس جگہ تشریف رکھیئے آگے نجایئے ہر شب جلسہ گذشتہ سے بہتر جلسہ رہیگا بجائے عیش وعشرت میسر آئیگا زندگی بھر چین سے گذرے گی۔

فلک بے رحم نہ ستائیگا شہزادہ کو اسکے کہنے سے لالچ آیا ہوس غالب ہوئی حرص و آز رونے دامن پکڑا چاہا کہ ٹھہر جاؤن پھر خیال آیا کہ نیرنگی طلسم ہر رنگ نیرنگ بازی دیتا ہے جو آہین پھنسا تمام عمر قید ہوا ہوس کے زندان مین رہا اور جو اسکو چھوڑ کر آزاد ہوا نعمائے بہشت سے آخر کامیاب ہو کر شاد ہوا یہ سوچکر اس کنیز سے فرمایا کہ او بیہودہ مجکو اپنے گھر کا آرام کم تھا جو یہان بیٹھ رہون مین تیرے بہکانے پر کبھی نہ آؤنگا سیر گلزار طلسم فرماؤنگا اسنے کہا آگے آگے بڑی مصیبتین ہین شہزادہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ بعد ان مصیبتون کے راحتین ہین یہ فرما کر اُس چبوترے سے نیچے اُترا اور مثل تارک الدنیا راستہائے فانی دنیا پر لات مار کر براہ مردانگی قدم آگے بڑھایا وہ کنیز جو بصورت مال و متاع دہر سامنے آئی تھی اور نفس امارہ کو قلب باصفا پر غالب کیا چاہتی تھی مثل شیطان رہزن ہوئی تھی جب اس قدر نفس امارہ کو فریب نہ دے سکی غائب ہوگئی اور شہزادہ قید تعلقات ہوس سے آزاد ہو کر جیسے ہی آگے بڑھا یہ اشعار جناب مولانا مقتدانا مفتی میر عباس صاحب دام فیوضہ کے پڑھتا جاتا تھا کہ نظم

وابکن از خواب نوشین چشم کے خواب راحت بر سر پل خوب نیست	خفتہ اند بسیار نشین اند کے داعی حق چون رسد بودن کجا	بگذار از عالم تا پل خوب نیست جہان کفہا بہم سودن بجا

غرض چند گام اُس مقام سے آگے بڑھا تو بلا گرد کا پیدا ہوا اور وہی اسپ جو جنگل کی منزل مین زیر ران تھا سامنے آیا شہزادہ فلک رفعت نے اسکو مرکب بنایا وہ لیکر روان ہوا دن بھر مثل قمر سریع السیر منازل دشت طلسم رہا جب وہ زمانہ آیا کہ منازل افلاک کو طلسم کشائے ظلمت طے فرما کر جانب قلعہ مغرب گیا کہ

سیاہی رات کی عالم مین پھیلی	نکل محمل سے بن مین آئی لیلی

سر شام اس سیاح وادی پر آفات و نیرنگ کو ایک قلعہ یاقوت رنگ نظر آیا اور قریب در اُس قصر کے ہو جگر گھوڑے نے قدم نہ اٹھایا یہ سمجھ گیا کہ منزل تمام ہوئی فوراً پشت فرس خوش خرام سے اُتر کر جانب قلعہ چلا توسن ایک جانب بن سے نکلکر غائب ہوگیا یہ مکین کاشانۂ عجائبات اُس قلعہ کے اندر قدم زن ہوا ہر مکان اسکا برنگ رخسار خوش مزاجان سرخ دیکھا ہزار دو ہزار برج اُسمین بنا تھا گویا فلک چہارم طارم احمر کا تھا یا مسکن مریخ اُسکو کہنا روا تھا وصف مین اُس کی زبان عاجز و خامہ قاصر ہے پہ بیان مختصر یہی کہ نظم

وہ قصر کہ رشک قصر گردون	شمس رہو جو دیکھ لے فریدون	ہے طرفہ بہار و تازہ نزہت
کہیے اُسے قصر باغ جنت ہو	ہے برج قمر بھی ضیا مین	مثل دل عارفان صفا مین
رفعت سے زمین بھی آسمان ہو	کونین مین ایک یہ مکان ہے	ہے مہر کو ناز اگر بجا ہے
گلدستۂ قصر دل کشا ہے	رخشان ہے جو گنبد طلا کار	سونے کا پہاڑ ہے نمودار
پتھر کے مکان وہ چشم بد دور	فرہاد ہے جسکا ایک مزدور	اندر اُس قصر دلکشا کے کسی کو سان

نہ پایا مگر برج پر جانے کا زینہ نظر آیا اس رفیع المنزلت مسافر دشت حیرت نے خیال کیا کہ دیکھو ان برجون پر کیا نظر آتا ہے خالق طلسم ظلمت دور دیکھیے کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر مثل بخت بلند اوج گرائے بام ہوا

برج مکان موصوف پر آکر ہر برج کو بستان عروس نو آراستہ پایا شیشہ آلات سے وہ مقام برج بیت الشرف کوکب نظر آیا پلنگ مرصع کار بچھے مسندین آراستہ فرش شجر و کمخواب سے زمین زرین پوش میز و کرسی سے پیراستہ ہر طرح کا سامان راحت مہیا چنگیرین پھولون کی دھرین طاقون پر گلدستہ چن قرابے گلاب کیوڑے بید مشک وغیرہ کے ہوا کے رخ پر منھ کھلے ہوئے رکھے کشتیان شراب سرخ کی ایک سمت چنی ہوئین خوان الوان نعمت سے پر ایک طرف لگے مگر کوئی مکین اُس کاشانۂ غیرت مین نہین یہ غریب الدیار ایسی جائے آرام و دلکش پا کر ایک برج مین لبسان مہر جلوہ فگن ہوا مسند پر بیٹھ کر سیر وادی پر بہار طلسم کرنے لگا وہ سرخی قلعۂ یاقوت کی اور آمد شام کی سیاہی سے او دا بن دہان مسی زیب محبوب سبز رنگ کی کیفیت دکھاتا تھا شاہد عالم نے مسی لگا کر لالی جمائی تھی کہ عکس قلعہ سرخ مین جو شامل ہوئی تھی تو زمین و آسمان سب سرخ تھا پیر فلک نے ڈاڑھی مین مہندی لگائی تھی نہین نہین زال دنیا سبز رنگ بارنے اپنی سرخروئی جتانے آئی تھی شہزادہ فلک جاہ صنعت خلاق کون و مکان دیکھ کر دنگ تھا کہ یکایک چھت اس برج کی کہ جبین متمکن تھا شگافتہ ہوئی اور ایک پریزاد پیدا ہوئی چھت نہ تھی افق خورشید انور تھا جبین سے یہ مہر فلک حسن طالع ہوا شہزادہ سمجھا کہ آفتاب برج عروج مین آیا وہ مہ لقا چھت سے نکلکر خرامان خرامان قریب آئی اور رنگیا پھولون کی اُسکے دست نازک مین تھی وہ از راہ ہوا خواہی جھلنے لگی شہزادہ ہنوز اُس سے کچھ پوچھنے نہ پایا تھا کہ اندر سے قلعہ کے روشن چوکی بجتی ہوئی سنائی دی اور ایک گروہ حور پیکران و خیل پریزادان خاص لیے بعنوان شایستہ و باداب شاہانہ اُس برج مین آیا اور بدستور شب گذشتہ ہاتھ منھ اس مسافر کا دھلا کر خاصہ کھلایا اُسنے اُنسے حقیقت استفسار کی کہ تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ خاصہ نوش فرمائین صاحب خانہ بھی مشتاق ملاقات ہین خود آئینگی اور جملہ کیفیت بیان فرمائینگی یہ کہکر بعد کھانا کھلانے کے سامان رقص و سرود ہر ایک مہیا کیا اور شراب پلانے لگین اُسوقت قلعہ کے اندر کی سمت سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو آگے آگے کچھ کنول بردار نیان فانوسہائے مینا کار روشن کیے اور چپ و راست کنیزان یاسمن بو عہدے ہاتھون مین لیے بیچ مین اُنکے ایک آفتاب محشر جلوہ کنان بصد ناز دلربا جہان جہان اسطرف آتی ہے قیامت دامن سے لپٹی ہے مگر پیچھے رہی جاتی ہے ایسی رفتار فتنہ ناز سے وہ ماہ تمام اُس برج پر آئی اور شہزادہ نے اُسکے حسن یگانہ آفاق سے آنکھ لڑائی مثل کلیم اللہ غش کر گیا قدرت خدا نظر آئی خواصون نے گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر جو آنکھ کھلی یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف علیا اُس شہنشاہ خوبان کی تا بہ کمر چھوٹی ہوئی ہے عشاق کو جادۂ ملک عدم کا پتہ دیتی تھی خوبی مین حلقہ حلقہ دیدۂ پری مار سیاہ جادو گری رخسار تابان چرخ حسن کی خورشید خال جبین نگاہ امید چہرہ کتابی مصحف کی شان سورۂ نور کے معنی عیان آئینہ قدرت خدا الکتاب ناز و حسن کا دفتر کھلا ہوا جبین عزت مبین فہرست خط و خال خوبی جریدۂ بیمثالی و محبوبی کہ بموجب ابیات

ہے گرچہ مریض چشم جادو
ہے مطلع آفتاب صولت
کھینچے ہے گو کمان ابرو
مصداق طلوع صبح دولت
وہ ترک کہ قابل نظارہ

کھنچے ہوئے خنجر اشارہ
مژگان کو جو دیکھیے تو ترکش
تیغین ہین کھنچی ہوئی برابر
کس دل پہ چڑھا نہین یہ خنجر
ہر تیر پہ جسکے مرغ جان غش
القصہ وہ سر سے لیکے تا پا
فتراک نگاہ خون سے ہے تر
انسان کا دل بچے تو کیونکر
محبوبہ تھی بے نظیر دیکتا

اُس معشوق لاثانی کو دیکھکر شہزادہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُسنے آتے ہی دل کی طرح پہلو مین جگہ لی اور سرگرم اختلاط ہوئی کبھی گدگدایا کبھی منھ بنایا کبھی ہنسکر دل بیتاب کو شاد کیا کبھی آزردہ ہوکر خانمان حسرت و امید برباد کیا گاہے تسلی بخش خاطر مضطر تھی گاہے نگاہ ناز سے تیر انداز دل و جگر تھی کہ

نظم

کبھی پہلو مین تھی گاہے بہ آغوش
بھرے کچھ جام کج کرکے سبو کو
ہنسا وہ اور پیے دو جام لبریز
دلون نے حوصلے اپنے نکالے
دفور جوش مستی مین جو آئے
ہوا آخر فلک کو یہ نہ مرغوب
وہ چمکی صبح رخصت ہوتے ہین ہم
نئی شوخی کی کہائین ہین بے جوش
ملائے لب سے اور بولی کہ کیون جی
ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز
کبھی کرتی تھی آنکھون سے اشارا
کہون کیا جو مزے دل نے اٹھائے
جگایا اُسکو جو بولی کہ اے جان
کیا اس چرخ نے آرام برہم
سمجھ کر دل کی اُسنے آرزو کو
نہین اب بھی تمھارا چاہتا جی
گلے مین اُس پری نے ہاتھ ڈالے
کیا اُف اُف کبھی زانو کو پیٹا
غرض دونون بہم سوئے کیے خوب
اُٹھو پیش نظر ہے اور سامان
جب آغوش شب سے شاہد ماہ جدا ہوا

اور پہلوے سحر مین مثل معشوق آفتاب جلوہ آرا ہوا شہزادہ نے اٹھکر بعد طہارت فرض باری تعالیٰ ادا کیا اور قصد روانگی فرمایا اُس زہرہ جبین نے آہ سرد بھرکر یہ سنایا کہ اے بیمروت اتنا جلد بار فراق سر پر دھر تا غم ہجر مین دوسرے کو ہلاک کرنا زیبا نہین محبت کا یہ شیوہ نہین شہزادہ نے فرمایا تا وقتیکہ مین کماحقہ تمھارے حال سے آگاہ نہونگا ہرگز قیام نہ کرونگا اُس شاہد پرفن نے یہ کلام سنکر اُنکو علیحدہ لیجا کر پردۂ اسرار طلسم یون اُٹھایا صندق دہن کو کلید زبان سے وا کیا کہ اے شہریار یہ مقام ہوا و ہوس بانیان طلسم نے مقرر کیا ہے یہان ہم پریزادین اگر فتاح طلسم کو ذائقہ وصلت چکھا کر دیوانہ اپنے حسن و جمال کا بناتے ہین اگر وہ ہمپر شیدا ہوکر اس جگہ رہ گیا تو فتح ہونے سے طلسم محفوظ رہا لیکن اسمین شرط یہ بھی ہے کہ کوئی پری طلسم کشا پر فریفتہ نہو اور یہ راز بیان نہ کرے فاتح طلسم آپ یہان رہ جائے اب خلاف آئین طلسم یہ امر وقوع مین آیا کہ میرے دل کو آپنے کمند الفت مین پھنسایا آپ اس جگہ تشریف رکھیے مین خدمت گذاری کرونگی اور رازہاے طلسم سے آگاہی دونگی ہم سب کی حفاظت کے لیے بادشاہ طلسم نے ایک ساحرہ کو مقرر کیا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی اس قلعہ مین آتی ہے کیونکہ ہم پریزادین تو مسلمان مقرر کردہ بانیان طلسم ہین اور بادشاہ ساحر ہے اسوجہ سے ہمکو اپنے قبضہ مین رکھا ہے شہزادہ یہ کلام اُس کے سُنکر از بسکہ فریفتۂ جمال اُسکا تھا رہنے پر راضی ہوا اور اُسکو آغوش مین لیکر آرامگاہ پر آیا دور شراب آغاز ہوا یار دلنواز سے ہمساغر ہوا اب اُنکو تو چندے مائل عیش و راحت رکھیے کیونکہ راہ طلسم طے کرتے کرتے تھک گئے ہین مگر اب کیفیت لشکر حمزہ صاحبقران جسکے ضمن مین حال شہزادہ ایرج بیان ہوگا سنیے ؎

مضامین حسن معشوقی دکھائین ۔۔۔ زبان پر اس طرح الفاظ آئین

عالیان صحف بلاغت و محرران دفتر فصاحت توسن خامہ کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین کہ شیر بیشۂ معرکستان شکنندۂ کمان رستم دستان جناب حمزہ صاحبقران اپنے لشکر ظفر پیکر مین جلوہ فرما ہین اور لقائے بے ایمان کے یہان بلا و صبا متفکر و پراگندہ ہین انتظار کمک آنے کا کر رہے ہین ایک دن جو وہ دونون بدطین بارگاہ مین خداوندی کی آئے بختیارک نے کلمات طعن و تشنیع سے کلیجے انکے غربال بنائے یعنی کہا کہ اے ساحران جو کچھ آدمی سے ہو سکے وہ کرے پڑے بھروسے پر نہ رہے جبتک تم انتظار کمک کروگے بندگان خوابی بارگاہ خداوندی مین گھس آئینگے اگر تمکو جان کا اپنی خوف تھا پھر ناحق طلسم سے یہان آئے بموجب بیت

مجھے نہ یہان کہ ہے کمین گاہ ۔۔۔ پوشیدہ ہین راہزن سر راہ

بیکار اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈالی اور اب بھی کچھ نہین بگڑا ہے بھاگ کر جانب طلسم چلے جاؤ یہی نہ کہ کوئی نامرد کہیگا پھر بلا سے جان کا ر و نا تو نہوگا یہ کلمات سن شیطان نے اسطرح نمک مرچ لگا کر کہے کہ ساحر افروختہ خاطر ہوے اور انتظار مدد آنیکا بھی نکیا بارگاہ سے اٹھکر جنگل مین آئے لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ تھا اسکے درہ مین آکر ٹھہرے اور بزور سحر ایک مکان وہان بنایا اور نیچے اس کوہ کے ایک غار عمیق تجویز کرکے نذر افسونگری تہ خانہ غار مذکور کو قرار دیا اور اپنے لشکر سے چند زنگیان آدمخوار تیرہ رو و تیرہ درون قوی ہیکل طلب کرکے اس تہ خانہ کا محافظ بنایا اور کہدیا کہ جس کسی کو ہم تمھارے سپرد کرین اس تہ خانہ مین قید کرنا اور سحر سے یہ مقام پوشیدہ رکھنا اور تم بھی پوشیدہ رہنا کوئی سحر گر تمکو نہ دیکھے وہ زنگی حسب الحکم سر غار پر ایک مکان رہنے کا بنا کر سکونت پذیر ہوے اور ان دونون ناہنجار و نابکارون نے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ وہ نارنج زمین مین سما گیا اور زمین سے دھوان اسقدر نکلکر پھیلا کہ درہ پہاڑ کا بالکل نظر آنے سے موقوف ہوگیا بلکہ دور تک سوائے تاریکی کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا جب یہ تدبیر کرچکے اسوقت تھالیان برنجی اور پھول کی سرخ و سفید سامنے رکھے اور لونگ اور کافور و سپند و روغیرہ قدرے قدرے آگ پر ڈالا اور سحر کرنا شروع کیا اکبارگی کرکے جوت کھڑی کی اور آرد ماش کا کئی سو پتلا بنایا ہر ایک کے قالب مین سحر کا بٹھایا کہ ہر ایک پتلا سحر کا جاندار تیار ہوا گر چاہے تو نیچہ بنجائے چاہے نظر سے غائب ہوجائے اور کوئی کیسا ہی حربہ آنپر لگائے کچھ انکو ضرر نہ پہونچا سکے نہ وہ مارے سے مرین نہ کاٹے سے کٹین نہ جلائے سے جلین بس ان پتلون کو بنا کر منتظر وقت ہوئے جب دن تمام ہوکر وہ ہنگام آیا کہ ساحر شب نے پتلہ ہائے بہرام و زحل و ناہید کو مرقع خانۂ افلاک مین صورت پذیر فرمایا کہ بموجب ابیات

زرگل روبرو تھا اسکے باسنگ ۔۔۔ زر خورشید کا بھی زرد تھا رنگ
شفق سے تھا سنہرا شام کا رنگ ۔۔۔ ستارون سے ہوئی شب رشک ارژنگ

امیر کشورگیر سریر حکومت پر بادشاہ خوش تدبیر مع سرداران باتوقیر کے بارگاہ ونیخیمہ مین جمع تھے جبکہ وقت برخاست آیا شاہ عالم پناہ داخل شبستان ہوے سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر آرام کنان ہوے ایسے وقت مین ان

دونون ساحران بیحیا یعنی بلاو صبا نے پتلہ ہاے سحر کو حکم دیا کہ یہ تصویرین ہم تمکو دیتے ہین اس صورت کے آدمی ہمارے دشمن ہین جہان تک ہو سکے انھین گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کہہ کر تصاویر سرداران امیر اُنکے حوالہ کین اور وہ پتلے اُڑکر اوزنگاہ سے غائب ہو کر روانہ ہوے یہان سرداران موصوف اپنی اپنی بارگاہ مین آکر مسند و پلنگ پر لیٹے بیٹھے ہین منجملہ اُن کے شہزادہ علم شاہ نوجوان زیب و زینت بارگاہ سلیمان خلف الرشید امیر صاحبقران بارگاہ فرنگستانی مین آکر مسند پر بصد عز و شان جلوہ کنان تھے اور گرد بارگاہ کے یکبٹ گھر اٹھا گوردن کا گارد اُترا ہوا تھا کرچین اُپی ہوئی ننگی ہاتھون مین گوے لیے ہر سمت ٹہلتے تھے برگیڈیر کرسی پر بیٹھا تھا کوٹ ہتھیارون کا بندھا سیارہ رومی غول عیارون کا ساتھ لیے بانہ عیاری کے جسم پر لگائے بارگاہ کے چارطرف پھرتا تھا اور علاوہ اسکے لشکر مین جب سردار کا طلایہ تھا وہ ساٹھ ہزار سوار اپنے ساتھ مسلح و کمل لیے رونر پھرتا نرسنگا پھونکتا ڈُبے کی چوکیان مقرر جو مشعلین اور رن مہتا بین روشن بیدار باش و ناظر باش کی صیدا لمند ہوشیار رہو سردار ارجمند ہر خیمہ مین ہنگامہ عشرت برپا کوئی سپاہی بستر پر اپنی رنڈی سے جگت بولتا کوئی گلہ و شکوہ کرتے کرتے لڑنے لگتا کوئی اختلاط مین سرگرم کہین گانے بجانے کا چرچا آراستگی بزم کہین چوسر ہوتی گنجفہ مین خلال دینے کی شدت قہقہے پڑتے ہین داستان ہوتی کوئی شاہنامہ پڑھ رہا کوئی اپنے گھر کا ذکر کرتا کوئی آگے کی فکر کرتا کہ مجکو ایسا کچھ کرنا ہے ایسی ہوشیاری اور زمانہ بیداری مین ایک پتلا پیچ بارگاہ مین شہزادہ علم شاہ کے آکر اُترا اور قریب شہزادہ آکر پنجہ اُسنے دراز کیا شہزادے نے قصد اٹھنے کا اور اُسکو گرفتار کرنے کا کیا تھا کہ عکس جسم پتلہ مذکور سے بیہوشی طاری ہوئی اور پتلا شہزادہ کو اُٹھاکر نظر مردم سے پنہان ہو کر اُڑا باہر سب نے دیکھا کہ شہزادہ علم شاہ اُڑے جاتے ہین سب نے لینا لینا کا غل کیا تیراندازون نے خدنگ بجر کمان مین پیوستہ کیے لیکن نشانہ کس کو بناتے کس پیے کہ سواے شہزادہ مذکور کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا ناچار پیچھے پیچھے دور تک دوڑے مگر پتلا قندیل فلک ہو گیا کچھ دکھائی نہ دیا پھر آئے اسی طرح بارگاہ سے اور سردارون کے بھی غلغلہ بلند ہوا اور اُس رات کو ساٹھ ستر سردار ذی وقار مالک اختر و لندھور و بہرام و نور الدہر و قاسم و داراب و ہاشم وغیرہ بستر خواب سے اُٹھ گئے لشکر اسلام مین چارطرف شور و غل برپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ دیو طلسمات مین جو بھاگ کر ساکن ہین اور فرزندان امیر کے دشمن ہین وہ اُٹھالے گئے ہین کوئی کہتا تھا کہ افراسیاب نے طلسم سے ساحر بھیجکر سردارون کو اُٹھا منگایا ہے کہین حالت ظلم و تعدی ہونے اور گزند پہونچنے پر سردارون کے لوگ تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا رفیق و مونس ملازمان سرداران ڈاڑھین مار مار کر روتے تھے منہ اشکون سے دھوتے تھے غلغلہ شیون و شین سے یہ غمکدۂ دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دیدۂ ثوابت کو رولایا تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پر اداس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ لبسوزے تھے صحرا مین باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگ ہاے خزان دیدہ زمین پر گر گر کر بچھونا ہوے تھے یا ہوا صف ماتم

بچھائی تھی بازارین لشکر کی رونق سے بیزار فلک پرقمر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار خیمون کے پردے اُٹھے ہوے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے قناتین نقاہتین دکھاتین ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین ہوائے غم کے جھونکے سے ٹیڑھی ہوئی جاتین پر فرط رنج سے سر ٹکراتین طنابین وابستۂ اندوہ و ملال میخ ہر ایک رنج مین ڈوبکر زمین مین گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اُٹھاتی مرکبان لشکر مثل زن سوگوار بال یال کے پریشان کیے تیغین ندامت سے جھکی ہوئین علم مثل مصیبت زدگان سر کھولے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ غانہ ترکش تنگ غم مین مبتلا ہر سوار و پیادہ عورات محلات سر کشادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سے گم

نظم

کہین آنکھون کو حیرانی یہ کیا ہے	ابھی طوفان جوش چشم تر تھا	کبھی اُمڈا ہوا دود جگر تھا
کہان تک اشک تر دامن بنین گے	کہین وحشت کہ اب آتی بلا ہے	کسی کو فکر یہ کیونکر جئین گے
کوئی ممنون احسان مقدر	کسی لب پر ہجوم آہ و فریاد	کہین نالون کے غل سے خانہ آباد
	کہین کچھ خندۂ حسرت فلک پر	

امیر جو مصروف طاعت رب قدیر تھے شور و اویلا سنکر اسم اعظم پڑھتے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ سردار بارگاہ سلیمانی مین چلے آئین لیکن ہر سردار ماتحت کئی کئی سو سردار ہے اُنکو مبتلاے آفت و بلا رکھنا اور آپ راحت سے رہنا خلاف شان سرداری ہر بہادر سمجھا اور بارگاہ سلیمانی مین جانا گوارا نہ کیا خدمت امیر مین عرض رسا ہوے کہ جو ہمارے متعلقین دوستون کا حال ہوگا وہی ہمارا ابھی ہم بارگاہ مین نہ جائین گے امیر خاموش ہو کر عبادتگاہ مین آئے اور درگاہ خداے تعالیٰ مین استغاثہ کرنے لگے کہ اے دافع البلیات و کافی المہمات ہمیر سے یہ بلا دفع کردے غرض اسی غم و اندوہ والم مین وہ شب بسر ہوئی ہر گل تر باغ عالم مین اشک شبنم سے تر رخسار نظر آیا سحر نے بھی گریبان چاک کیا نسیم آہ سرد بھرنے لگی کہ

نظم

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد	بسان قصد شاعر اُڑ گیا جلد
قدم لینے فلک سے مہر آیا	ظہور صبح نے بستر جمایا

صبحدم بادشاہ عالم پناہ اورنگ شہی پر جلوہ فرما ہوے امیر اور بقیہ سردار بھی دربار مین آئے اخبار غم آثار شبینہ سنکر بہت متفکر ہوے عیار بھی اس جگہ حاضر تھے اُنمین سے چالاک بن عمرو نے کہا کہ یہ کام میری دانست مین بلا و صبا نے کیا ہے غلامان جانباز جاتے ہین اور پتا لگاتے ہین یہ عرض کرکے عزم چلنے کا کیا مگر اُدھر ساحران مذکور کا حال بیان ہوتا ہے کہ جب پتلے سردارون کو سامنے اُنکے بچاؤن کے لائے اُنھون نے سحر پڑھا کہ زنگیان بدخصال حاضر ہوے اور سردارون کو زنجیر سحر مین باندھ کر تہخانہ مین لے گئے اُنھون نے چلتے وقت اُن سے کہہ دیا کہ یک مشت نخود اور ایک کوزہ آب ہر مسلمان کو دینا اور زندانخانہ نظر سے مخفی رکھنا عیار نہ آنے پائین بہت ہوشیار رہنا غرضکہ تہخانے مین پہونچکر جو ہر سردار کی آنکھ کھلی اپنے تئین لحد تیرہ و تنگ مین جیتے جی پایا کہ بقتضاے

ابیات

کچھ دیو نژاد تھے نگہبان	جلاد کی آنکھ سخت ہر بات	دیکھا تو عجب خراب زندان
رخسار سیہ مہیب اشکال	جیسے کہ ہمارے زشت اعمال	بیرحم ستم شعار بدذات
		قسمت نے سیہ مکان دکھایا

نہ خانہ گور رہا د آیا	نہ فرش نہ بیٹھنے کو تھا تخت	چھائی ہوئی تھی سیاہی بخت
جس سمت نگاہ کی اندھیرا	کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا	

جب بارگاہ مشرق سے شاہ سیارگان آکر زندان فلک مین زنجیر شعاع سے باندھا گیا دونون اژدر سحر پر سوار ہوکر بارگاہ لقا مین آئے لقا کو بھی خبر بار دی اسلامیان پہونچی تھی بہت خوش تھا اور ہر ایک سے کہ رہا تھا کہ اے بندگان قدرت میرے غضب سے ڈرتے رہو دیکھو رات کو بندگان مغضوب کیسا میرے غضب مین مبتلا ہوئے اسی طرح مین جسکو چاہون غارت و برباد کر دون سب کہہ رہے تھے کہ یا خداوند سچ ہے تو ایسی ہی قدرت رکھتا ہے اسی گفت و شنید مین بلا صبا نے آکر سجدہ کیا کہ یا خداوند تیرے غضب کا کہان ٹھکانا ہے تو جسے چاہے غارت کر دے خداوند نے بھی کہا کہ جو طاقت قدرت نے تمکو عنایت فرمائی ہے کب کسی کو وہ مرحمت ہوئی ہے تمھارا درگاہ مین میری بڑا مرتبہ ہے ان ساحرون نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض رسا ہوسکہ یا خداوند ہمنے کچھ بندگان مغضوب کو گرفتار کیا ہے اگر ارشاد ہو تو قتل کر ڈالین اس گبر نے جواب دیا کہ حمزہ کو لکھ بھیجو کہ آکر سجدہ کرے ورنہ تمام سب لشکر اسی طرح تباہ و برباد کر دونگا یہ حکم سنکر اُن ساحرون نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندگان مغضوب اب تم پر غضب خداوندی نازل ہوا ہے لازم ہے کہ اپنے کردار و سرکشی سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ آکے کرو ورنہ وہ روز دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ لکھکر وسواس کو دیا کہ وہ خدمت امیر مین لایا امیر نے عیار ندکو سامنے طلب کرکے نامہ پڑھا اور چالاک سے فرمایا تم سچ کہتے تھے یہ کام انھین ساحر دنکا ہے یہ کہکر جواب نامہ تحریر فرمایا کہ اے ساحران جو کچھ تم سے ہو سکے قصور نہ کرو تا ہی نکرو خدائے ما بزرگ ست نامہ کا جواب وسواس لیکر روانہ ہوا اور چالاک نے خدمت امیر مین عرض کیا کہ آپ اسم اعظم سے ہوشیار رہیئے گا اور سردار اگر بار کا دسلیمانی مین نہین ساکن ہوتے ہین تو انکو لشکر ہی مین رہنے دیجیے بلکہ اسم اعظم بھی گرد بارگاہ دلشکر نہ کر لیجئے ہم جاکر تدبیر کرتے ہین اگر ہمسے کچھ نہ ہو سکے تو پھر جو مزاج ہمایون مین آئے کیجیے گا امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور عیار چالاک و ابو الفتح و تیز رک خطائی و سرہنگ مصری وغیرہ روانہ ہوئے اور بارگاہ لقا مین صورت بدلکر گئے دیکھا کہ ساحر دونون دنگلون پر بیٹھے ہین جلسہ عشرت جمع ہے تذکرہ گرفتاری سرداران اسلام ہو رہا ہے عیار سب کیفیت سنا کیے ساحرون نے اپنا مسکن تو نہ بتایا اور سب حال بیان کیا پھر لقا نے خاصہ طلب کیا اور ہمراہ ساحران کھانا تناول فرمایا بعد ازان ساحر وہان سے اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئے عیاران اسلام بھی پیچھے اُنکے روانہ ہوئے لیکن جب قریب مسکن کو سواری ساحرونکی پہونچی عیارونکی آنکھون مین اندھیرا آیا سوجھنے سے جاتا رہا سوائے سیاہی کے دور تک کچھ اور نہ دکھا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ سواری ساحرونکی کدھر گئی انھون نے بہت کچھ تفحص و جستجو کی کہین پتہ نہ لگا ناچار پھر کر اپنے لشکر مین آئے اسی اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا فروغ شمع کا وقت آیا چشم و پہلو کو مائل خواب و راحت پایا کہ بیت

اسی عالم مین تھے جو گم ہوا روز	گیا گھر اپنے مہر عالم افروز

رات کو امیر نے ہر سردار سے کہا کہ بھائی اپنے اپنے گھر آرام فرما ہوئے لشکر مین رہ گذشتہ سے

آج شنو جستہ بڑھکر نگاہبانی اور ہوشیاری ہو ہر بارگاہ و خیام کے گرد پھرا کئے کئی سو عیار سر ہنگ کا مقرر
ہے لیکن کیا ہو سکتا ہے بدستور اول تیلے آئے اور سردارون کو اُٹھا لیگئے لشکر مین غلغلہ برپا ہوا عیار چار
سمت دوڑتے پھرے رات بھر وہی شیون دشمین برپا رہا ہر ایک متردد بچین رہا آخر وہ شب مقرر اور ہو کر
رو بفرار لائی اور آفتاب لرزتا ہوا دریچہ مشرق سے باہر نکلا بیت | آنکھے سوئے ہوے بستر سے اکیا
ہر اک خیمہ سے پیدا غم کے آثار | آج بادشاہ اسلامیان سے ہلکارون نے خبر عرض کی کہ چار ہزار سردار
بستر خواب سے غائب ہو گئے ہین بادشاہ صبر کے کلمات زبان پر لائے امیر نے فرمایا کہ جو رضی میرے رب اکبر
کی شکر ہے اسکا یہان تو بے اعتباری دنیا کا افسانہ ورد زبان ہو اُدھر عیارون مین چالاک وغیرہ نے
زمین و آسمان ایک کیا ہے مگر کہین نشان ساحران زشت کردار نہین پایا مگر ذکر کرنا کیا ضرور تین چار
راتون مین جتنے بیٹے پوتے اور رفیق جان نثار حمزہ تا مدار کے تھے گرفتار بلا ہوے صرف امیر اور بادشاہ اور شہزادہ
کرب برحرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر عرب اور چند سردار اور بچ رہے ہے ایکدن جب تیرگی غم سے یہ خاکدان
عالم ظلمت سرا ہوا یعنی شب بلباس ماتم زدگان سیہ پوش نظر آئی بیت | کہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم
ہوا سامان تاریکی فراہم | عیاران اسلام تو ہر گمشب شب و روز پھرتے ہی تھے چنانچہ اس شب صحرا
مین پھر رہے تھے کہ یہ دے ہو اسناٹا ہوا انھون نے دیکھا کہ تیلے اُڑتے ہوے جاتے ہین سب نے کہا دیکھو یہی
تیلے سردارون کو اُٹھا لیجاتے ہین یہان دکھائی دیے لشکر مین تو نظر بھی نہین آتے ہین اسوقت چالاک نے
باہم مشورہ کیا کہ بھائیو آخر یہ تیلے تو سردارون کو ہمارے اُٹھا لیگئے ہین اور ساحر ہم سے پوشیدہ ہین پس
ہمکو بھی لازم ہے کہ لشکر لقا مین جا کر جسکو پائین مار ڈالین یہ صلاح سب کو پسند آئی اور چالاک نے صورت
اپنی جمعدار چوکیداران کی ایسی بنائی پگڑی سُرخ سر پہ باندھکر گھٹنا چست پہنا تیر کمان ہاتھ مین لیکر ہتھیار
جسم پر آراستہ کرکے چلنے پر آمادہ ہوا اور عیار سات آٹھ پاسبان کی قطع پر بنے یعنی گھٹنون تک دھوتی باندھکر
مرزائی پہنکر تیر سنبھالے لیکر اُسکے ساتھ ہوے اور قریب لشکر پہونچکر پہلے تو ایک ایک علحدہ ہوکے داخل سپاہ عدو کے
گمراہ ہوکر پھر ایک جگہ پہ مجتمع ہوکر ہر سیل اور ہر خیمہ و بارگاہ کے گرد جاگو جاگو کہکر پھرنا شروع کیا اسطرح پھرتے
پھرتے ایک خیمہ کے قریب پہونچے وہان چند سردار لشکر بزم آراستہ کئے بیٹھے تھے اُنکو دیکھکر کہا جمعدار ہنسکر
یہان کی رونق ہے عیار تو یہان کے سب افسرون کو پہچانتے ہین چنانچہ چالاک نے کہا غالب جنگ کے یہان کی افسرون
نے کہا آؤ آئیے جمعدار صاحب حقہ پیجئے یہ عیار وہان ٹھہرے افسرون نے حقہ ان کو دیا عیارون نے پیکر کہا یہ تو چلگیا
ہمارے پاس تمباکو ہی ہم بھر بھرتے ہین یہ کہکر چلم مین بہت سی بیہوشی شریک تمباکو کرکے بھری اور ان سب کو
پلائی وہ سب بیہوش ہوے انھون نے سب کے سر کاٹ ڈالے اور رقعہ لکھکر ڈال دیا کہ یہ کام عیاران لشکر اسلام
کا ہے پھر وہان سے آگے بڑھے جس خیمہ مین سناٹا دیکھا کہ سب سو رہے ہین بس کچھ عیار تو اس خیمہ کے در پر کھڑے رہے اور کچھ
پشت پر سے سراچہ چاک کرکے اندر خیمہ کے گئے ساکنان خیمہ کو بیہوش کرکے قتل کیا اور رقعہ لکھکر ڈال دیا اور آگے بڑھے

اور متفرق ہو گئے کوئی حلوائی بنا کوئی فقیر بنا کوئی لونگ چڑے والا بنا اسی طرح ہیئت بدلکر پلٹنوں رسالوں مین
پھرنا شروع کیا جو حلوائی بنا تھا تھال ہاتھ مین لیے مونڈھیا بغل مین دالے پتے گرمے گھڑے سے تھال کے کنارے
چراغ جلتا ہر طرف پھرتا پلٹن والے بلاتے مٹھائی چکھاتے بہت ارزان قیمت بتاتا لاکھون اگر لوگ مول لیتے
جب کھاتے بیہوش ہو جاتے پس انکے جدا کرتا جو فقیر بنا تھا وہ کشکول گدائی ہاتھ مین لیے تہمد باندھے رومال چھڑی
سنبھالے صدا کہتا جاتا تھا جو کوئی کچھ دینے کو بلاتا یہ وہان کچھ کرامات کی باتین بگھارتا وہ معتقد ہو کر بٹھاتے حقہ تیار کیے
پلاتے یہ بیہوش کرکے مار ڈالتا اسی طرح اور عیار کو ہیونگی شکل بنے پھر رہے تھے جس جگہ دس پانچ آدمیون کو کھانا پکاتے
دیکھتے قریب آتے اور کہتے کیون بھائی ہمکو بھی کھلاؤ گے وہ کہتے ہان یہ جواب دیتے کہ ہم منگتے نہین ہین اگر ہمکو بھی کھلاؤ
تو لو یہ روغن آج ہمنے خرید کیا ہی بہت عمدہ ہی کھانے مین صرف کرو وہ روغن لیکر انکا رد اصرار لیکر داخل طعام
کرتے اور کھا کر بیہوش ہوتے یہ انکو طعمۂ دہان گور بناتے پس اسطرح لونگ چڑے والے نے طائر روح بہت لوگون
کے سیخ مکاری پر کباب کیے تھے رات بھر مین کئی سو آدمی رہرو ملک فنا ہوئے آخر وہ رات بھی راہی دیار عدم
ہوئی اور برنگ تیرگی جان کافران تیرگی شب مٹی کربت سحر نے خور کا آئینہ دکھایا ہر اک کافر کو بھبوکا بنایا
ہنگام سحر عیاران خوش سیر تو لشکر شقاوت اثر سے نکل گئے اور کافر بستر خواب سے اُٹھکر احوال سے ماہر ہوئے
ہر ایک کا عزیز و فرزند راحت جان جگر بند خواب مرگ مین مبتلا نظر آیا پھر تو کہرام یہان بھی پڑ گیا دنیا ماتم سرا
تھی ہر سمت بلند نالہ و آہ کی صدا اُٹھی لقاے بے بقا تخت پر آکر بیٹھا تھا درباری آتے جاتے تھے کہ یکایک غلغلۂ شیون
سُنائی دیا یہ بر سرداری کی گرفتاری سے بہت خوشنود تھا اور حکم دیا تھا کہ ناچ کا جلسہ مرتب ہو اسوقت شور گریہ
سُنکر گویا ہوا کہ شاید اہل اسلام اسقدر زور سے روتے ہین کہ یہانتک اُنکے رونے کی صدا آتی ہی جو لوگ کہ واقف حال
نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خداوندا ابھی کیا روتے ہین اب آگے وہ بندے تیرے رونگے یہ ذکر تھا کہ بختیارک جیب غم
سے دربار مین آنے لگا راہ مین لشکریون کو گریان و نالہ دیکھا مستفسر حال ہوا لشکریون نے لاشہاے مقتولان
دکھائین اور شیطان کے ساتھ بارگاہ خداوندی مین آئے پہلے شیطان خچر پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور لقا کو
مجرا کیا رقیبہ سر سے اپنے اُتار کر ناچنے لگا اور کلمہ پڑھتا جاتا تھا اور خداوند کو بُرا کہتا جاتا تھا اور کہتا کہ خداوند
وہ جو بہشت آپکی ہی وہ آباد ہوتی جاتی ہی لقا نے کہا آخر کہہ تو کیا ہوا کہا رات کو بہشت خداوندی بندگان
خاص سے معمور ہوئی لقا بولا کہ بندگان خرابی بھی میرے ہی بندے ہین اور تم سب کا بھی مین خالق ہون ہمیں مین
دونون طرح کے بندے کی طرف ہوتا کبھی انکو غالب کر دیتا ہون کبھی انکو بندون کو چاہیے کہ آپس مین سمجھ لین
میرے اوپر نہ رہین مین ایسا رحیم ہون کہ آپ بھاگتا پھرتا ہون یہ کہہ رہا تھا کہ کچھ افسر نا اللہ و گریان وہ رقعہ جو چھپا
لکھکر ڈال گئے تھے لیے ہوے بارگاہ مین آئے شیطان نے وہ کاغذ اُنسے لیکر آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا
لقا نے پوچھا کہ یہ کیا ہی شیطان نے جواب دیا کہ وہی ہی اور کیا ہی لقا سمجھا کہ شاید عمرو آ گیا اُسنے یہ کاغذ بھیجا ہی یہ
سمجھکر گویا ہوا کہ کیا بندۂ خاص طلسم سے آیا شیطان نے کہا اے تیرے منہ بقول شخصے چندین مدت خدائی

گردی ہنوز گاؤخر رانشناختی اے اوگیدی یہ فرمان واجب الاذعان فرزند شہنشاہ عیاران مرشد زادہ برحق حضرت جناب چالاک بن عمرو کا ہے یہ کہکر اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ او شیطان تو نے امیر باتوقیر کے مزاج ہمایون کو ذرا بھی مثل آئینہ مکدر کیا اور سردار اسلام کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو ساری خداوندی خاک مین ملادینگے خیمہ کو مین تجکو سادہ دینگے اور او بختیارک یہ سب حرمزدگی تیری ہے اگر اپنی شیطنت سے باز نہ آیا تو ہر یہ تیر اپکا یا جائیگا یہ مضمون پڑھکر شیطان کانپنے لگا کہ ایسا نہو عیار مجکو مار ڈالین اسوقت لقا نے کہا اے شیطان تو گھبرا نہین میری اور تیری موت نہین ہے اس کلمہ سے شیطان کو تسکین کب ہوتی ہے غرضکہ یہ تو خائف و ترسان قرار پر ہوا اور لقا نے لاش مقتولان کو دفن کرنیکا حکم دیا اہل لشکر بصد گریہ وزاری لاشین اُٹھانے مین مشغول ہوے دن بھر اسی کاٹنے والے مین بسر ہوئی جب ظلمت شب نے مثل تیرگی لحد آغوش کھولی اور آفتاب غار مغرب مین جاکر دفن ہوا کہ

	بڑھا یا ہر طرف ظلمت نے دامن		گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن

رات کو لشکر اسلام وسپاہ کفار دونون فوجون مین جاگنے کی ہوشیاری وبیداری ہوئی ہر جگہ چوکی و پہرا مقرر ہوا لیکن ساحرونکی طرف سے بتلے اور مسلمانونکی طرف سے عیار روانہ ہوے اور آج چالاک نے نسیم بن عمرو وقسیم بن عمرو وسمک بلطاقی وسمک خیبری وقاسم کستوری وقاسم تنک رواحلی و یزک سرہنگ والولفتح و کلباد وگلباد وغیرہ مین سو عیار اپنے ہمراہ لیے اور لشکر دشمن مین آکر کسی نے کسی سردار کی رنڈی کو بیہوش کیا اور اسکی صورت بن کر گیا اور کام اُس سردار کا تمام کیا اور کسی کے خدمتگار کی ایسی صورت بنا اور اپنا کام اُسنے کیا کسی نے کسی کو راستہ مین مار ڈالا کوئی کسی خیمہ مین کمند مار کر گیا اور قتل کر آیا غرضکہ اگر فرداً فرداً عیاری ہر ایک کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا آج چار ہزار سردار ونکے سر کاٹکر یہ عیار اپنے لشکر مین آئے بڑے بڑے سردار کو ہی مارے گئے جب ناخن بہر سے سحر پُر غم نے چہرہ خراشی کی اور زمانہ مین وہ اندھیر تھا کہ فلک پر تے چراغ خورشید اپنے جھونپڑے مین جلا پاکہ بیت قریب ختم حسن روئے شب ہے * یہ غفلت ہوش والون کو غضب ہے صبحدم وہ شور فریاد لشکر لقا مین برپا ہوا کہ شور محشر بھی اُسکے سامنے شرمندہ تھا کوئی بسر کے لیے خاک اُڑاتا کوئی بسر پہ پچھاڑین کھاتا ہر جگہ یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک خیمہ سے اُٹھا شور فریاد
یقین تھا دم نکلجائے وہین پر
بشکل شوق اُبلے لوگ غم سے
اندھیر اچھا گیا ہر بام و در پہ

یہی غل مچا کہ ہم ہوگئے ہین برباد
ہر اک نے مثل گل سینہ کیا چاک
ہوے ممنون گردون کے ستم سے

ہر اک نے سر کو دے ٹپکا زمین پر
ہوا غل ہر طرف اُڑنے لگی خاک
گذرگاہین ہوئین سونی برابر

فی الجملہ لاشین ہر سمت اُٹھنے لگین وہ کاغذ جو آجکی شب عیار ڈال گئے تھے اُسمین یہ مضمون ہے کہ آجکی رات جو آتی ہے اس رات کو خداوند لقا مع اپنے شیطان اور پرستش کرنے والون کے بہشت مین اپنی جائینگے وہ کاغذ مردمان لشکر بارگاہ خداوندی مین لیکر آئے شیطان نے جو اُسکو پڑھا لرزنے لگا اور لقا سے کہا اے اوگیدی مسخرے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے

تو اپنے اُن ایسے تیسے ساحرون سے کہکر مسلمانون کو چھڑوائے اور آیندہ ایسی حرکتین کرینکے لیے اُنکو منع کرے لقا بھی اتنے سرداران لشکر کے مرنے سے گھبرایا تھا شیطان سے کہا تو سچ کہتا ہے اچھا پھر ساحرون کو بلانا چاہیئے شیطان اُٹھا کہ مین جا کر کسی طرح اُن کو بُلاؤن مگر آج تیسرا دن تھا اور سرداران اسلام بہت قید ہو چکے تھے ساحرون نے خود یہ قصد کیا کہ خداوند سے کہہ کر مسلمانون کو قتل کرائین پس وہ دونون اژدر سحر پر سوار ہوکر خدمت خداوند مین آئے شیطان نے وہ نامہ اُنکو دکھایا اور کہا جلد سرداران مغضوب کو رہا کردو کیون خداوند کی جان کے پیچھے پڑے ہو آج ہرشہ زادہ لکھتے ہین کہ مع خداوند سب کا خاتمہ ہے بلاو صبا جملہ کیفیت معلوم کرکے گویا ہوے کہ ملک جی تم گھبراؤ نہین آج ہم لشکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتے ہین یہ کہہ کر اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالا اور کہا دیکھو ملک جی یہ سحر ہم نے تمام محنت کرکے تیار کیا ہے آج تک ہم نے یہ سحر نہ کیا تھا طرح دیتے چلے آتے تھے ہماری زندگی بھر کی مشقت ہے غرضکہ بہت کچھ صفت اُس سحر کی کرکے وہ نارنج زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہو کر ایک جگہ اکٹھا ہوا اور ایک پتلا چینی کا بنگیا اُس پتلے نے ساحرون کو سلام کیا اور کہا مجھکو کس لیے یاد فرمایا ہے انھون نے حکم دیا کہ جاؤ اسم اعظم حمزہ بھلا دو پتلا سلام کرکے رخصت ہوا اور اُسی طرح دھوان بنکر بلند ہو کر نگاہ سے ناپدید ہوا جب دو پہر بجی اور جناب حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے اُٹھکر برائے نماز پیشین جانب مسجد کر باس روانہ ہوے راہ مین ایک سمت سے دھوان پیدا ہو کر گرد امیر گردش پذیر ہوا اور بہت دور تک تاریکی ہو گئی اسم اعظم الٰہی لوح سینہ سے محو یک ہو گیا آپکو حالت غشی طاری ہوئی بیہوش ہو کر گر پڑے ملازمان ہمراہی گھبرائے نالان و گریان اُٹھاکر بارگاہ سلیمانی مین لائے دعاہاے صحائف ابراہیمی پڑھکر پھونکی کہ ببرکت کلام ربانی و تاثیر سایہ بارگاہ سلیمانی ہوش تو آگیا لیکن ربودگی مزاج ہمایون پر طاری ہوئی عقل و دانش گم صم و بکم ہو گئے چپ اور سن جہان لٹا دیا پڑے ہین انکا تو یہ حال ہے غم سے بادشاہ کا دل نڈھال ہے ماہ تابان صاحبقرانی کو زوال ہے اُدھر وہ دھوان پھر بارگاہ لقا مین آیا اور مجتمع ہو کر چینی کا پتلا بنکر ساحران مذکور سے اُسنے عرض کیا کہ مین حسب ارشاد حضور اپنا کام کر آیا ساحرون نے یہ سنکر ایک شیشہ اپنے جھولے سے نکالا اور اُس پتلے کو دکھایا وہ سحر کا جن دھوان بنکر اُس شیشہ مین اُتر آیا اُنھون نے منہ شیشے کا سحر پڑھکر موم سے بند کیا اور کہدیا کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم حمزہ کا نہ چھوٹے جب یہ تدبیر کر چکے انکی ملازم ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا مہر جادو ہے اور وہ طلسم ہزار برج کی رہنے والی ہے پس اُس ساحرہ کو وہ شیشہ اُنھون نے سپرد کیا کہ لیجا کر طلسم ہزار برج مین اپنے مقام سکونت پر رکھے یا یہ کہ خدمت افراسیاب مین لے جاے اور وہ اسکو بہت حفاظت سے رکھے غرض ساحرہ مذکورہ وہ شیشہ لیکر بر درسحر تخت پر بیٹھکر روانہ ہوئی حال اُسکا معرض بیان مین آئیگا اب ان ساحرون نے بعد جانے ساحرہ کے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ چند پتلے دو صندوق سر پر اُٹھائے روے ہوا سے نیچے اُتر آئے یہ صندوق ہین کہ جنپر سوار ہو کر یہ دونون ساحر طلسم سے یہان آئے تھے حال انکا جلد دوم مین لکھا گیا ہے کہ ان صندوقون کو انھون نے کھولا تھا اور کئی ہزار پتلا بالشت بالشت بھر کا نکلا تھا اور بڑھکر مثل انسان قد آور ہوا تھا اور ہر پتلا مرکب پر سوار تھا وہ گھوڑا بھی جسیم ہوا تھا حاصل مرام اسوقت جب پتلے وہ صندوق لائے انھون نے واکر کے تین ہزار پتلا انمین سے روئین تن اور فولاد بدن

نکالا کہ وہ نکلتے ہی سب قامت پیدا کرکے سوار ہنگئے اور باہر بارگاہ کے جاکر انکا پڑا وپڑا اُنھون نے صندوق بند
کرکے پتلون سے کہا جہان سے لائے ہو وہین لے جاؤ پتلے صندوقون کو لیکر غائب ہوے اور یہ دونون ساحر بارگاہ
سے اُٹھ کر کنارۂ لشکر کے آئے اور ایک ناریل اپنے جوڑے سے اونکال کر جانب صحرا مارا کہ وہ شق ہوا اور زمین
سے شعلہاے آتش نکلنے لگے اور روے ہوا سے بھی آگ برسنے لگی اور اسقدر سحر آتش کی طغیانی ہوئی کہ گرداگرد
لشکر نحوست اثر حصار آتشین کھنچ گیا چادرین آگ کی فلک کی طرف سے گر کر حصن حصین آتشین گرد لشکر ہو گئین
ان ناریون نے راہ دریافت لشکر کے اندر کی بند کردی اسلیے عیار جو اندر لشکر کے آئے ہون وہ اپنے لشکر مین جا
نہ سکین اور اپنے مقام سے یہان قیام گاہ عسکر شقاوت پیکر مین آ نہ سکین جب یہ انتظام کر چکے بارگاہ مین آکر بیٹھے
اور شراب پینے لگے یہان تک کہ حرارت آتش مہر کم ہوئی اور گرم بازاری رونق گم ہوئی اور زر طلاے احمر خورشید
گو زرگر دہر نے بوتۂ مغرب مین رکھا اور کورۂ آہنگر فلک مین اخگر نجم تابندہ ہوے کہ نظم

کہ اُس دن کے قدم اُٹھے وہان سے ہوا سامان رخصت اس جہان سے
ہجوم شام کا اک ابر آیا فروغ مہر نے دامن اُٹھایا

سر شام ان ساحران بد انجام نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر لقا مین بھی طبل
جنگ پر چوب پڑی فوج کو ہیان وساحران ولقا پرستان مین نہایت خوشی ہوئی کہ اب انتقام مسلمانون سے
اپنے عزیزان مقتول کا لین گے عیاران لشکر اسلام جو بارادۂ اخلۂ سیاہ عدو سے ہمراہ کنارۂ لشکر بداختر پہونچے
حصار آتش گرد لشکر پایا ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگے اس اثنا مین شور حرب کوس گوشزد ہوا غلغلہ سپاہ کینہ خواہ سے
گوش روزگار کر ہوا مضطربانہ ان عیارون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے تئین پہونچایا یہان عجب ہنگامۂ
رنج وغم برپا تھا دنگلون پر سردارون کے غاشیہ پڑے تھے بادشاہ اکیلے تخت پر بیٹھے تھے امیر ایک صحنچی مین بحالت
دیوانگی پڑے تھے وہ لوگ جو مجرے کو بھی باریاب نہو سکتے تھے آج براے زینت بارگاہ حاضر دربار تھے بادشاہ
زانوے غم پر سر جھکائے تھے محلات سے رونے کی عورتون کی صدا آتی تھی فرط قلق سے سینہ شق تھا رنگ رونق پر
اندوہ کی چھائی تھی کہ بیت

جہان تھا رنج سے آنکھون مین اندھیر فقط رونے سے دل ہوتا نہ تھا سیر

اسی رنج وملال مین عیار مجراگاہ پر آکر ٹھہرے اور بہزار ادب تسلیم کرکے دعا وثنا بادشاہ دیجاہ بجا لائے کہ ابیات

سرو قد خسرو خوش انجام منصور نشان فوج اسلام دیکھی ہے جو تیری تیغ خوش آب
چکر مین ہے بحر مثل گرداب آئینہ تیغ برق تمثال دعواے اجل کا صورت حال
گردون سے بلند ہے ترا دور گلدستۂ عرش تیرہ افسر آمادۂ جنگ سب ہین کفار
سامان جدال سب ہے تیار نقارۂ حرب سپاہ دشمن مین بجا ہے اور حصار آتش گرد لشکر ساحرون نے

سحر سے کھینچا ہے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا کہ یہ کافران بے حیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے
ہین کہ جب ہم ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین وزمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرما کر جوش شجاعت مین آکر حکم دیا

کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خداے قدیر طبل رزمی پر دوالی بجائے بجرد اصداے حکم محکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری وحسامی پر چوب پڑی صداے طبل سے لشکر مین اور زیادہ بدحواسی ہوئی کیونکہ جملہ سردار گرفتار امیر بوجہ فراموشی اسم اعظم مجبور وناچار لیکن شجاعان روزگار نیچلے تیغ وسپر کے سایہ مین پلے جلادت شعار دم تہوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے تیغ بران بار ہمت اس رات کو غم ندامت سے گویا سر در گریبان خنجر گلوگیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط رنج سے خجل ہوکر دانت نکالتے تیر ہر ایک آہ دل وردمند تیز دن مین فکر دورد راز کے بند کمان مین بسان خاطر کبیدہ کشیدہ کباد ہ ایک غبار الم کا تودہ کمندران کو دل عاشق کی طرح الجھن حلقہ حلقہ پریشان بزنگ گیسوے جانان پُرفن ہرچند کہ آثار غم وہم سے سرہنگان لشکر کا دل خون تھا مگر جان دینے کا سودا لڑنے مرنے کا جنون تھا آب آہن کا قلزم زخار بار عد پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دیکر اُتارنا بہادر چاہتے کشتی شجاعت مین سلسلہ ارتعاش ہبان کا لنگر تھا باد بان حوصلہ شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش بحر دلیری برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست دوست سے گلے ملتا نصیحت اور وصیت کیا کرنا کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے ہلال بوق پل مین مبارز کی صدا سناتے پلٹنین اور رسالے مسلح مکمل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سوار دن کسے ہیں بھرتے دلاور ہیمے شیرانہ کیے آمادہ مرگ مردان نبرد شر کردون جنکے مقابل گرد برد وہ تھا ہم اُس شب کو بیشہ شیران با شجاعت گا ئیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
آواز سے شق ہو جب دل کوہ
دیکھو دم تیغ اور جوہر
روحون کا گذر تھا اُنسے بالکل
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ

بیدار تھے مردے زیر تربت
تھا ترک فلک کو بیم اُس شب
تھا ایک تو شعلہ سو سمندر
شہرہ تھا یہ چار حد مین ہر سو
تھا گوش فلک مین ہنبراہ

رہتا ہے کہان عدو کا انبوہ
جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
تلوارین تھین یا کہ آہنین پل
تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو
اسی تردد اور تیاری حرب مین

سرہنگ مہرجان پر تکیل کرد اور گاہ فلک مین آیا اور روزگار غدار نے مثل شہریار زرہ طلائی صباے خورشید کی پہنی کہ نظم

ہوئی جب صبح روشن آشکارا
ہوئی پیدا سحر اتنے مین ناگاہ
فلک پر صبح کا چمکا ستارا
ستارون نے بھی لی سوے عدم راہ
لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہوکر

جانب جنگاہ چلا بلادو صبا اژدر سحر پر سوار پیچھے اُنکے جوق جوق ساحران نابکار طائران سحر واژدر افسونگری پر چڑھ کر روانہ ہوے نہایت بیرحم و بددین وستم شعار تھے کہ ابیات

دیکھو تو یہ کس بلا سے کم ہین
نیش اُنکا روان تھا شکل کژدم
پیاسے کو پلاتے ہین وہ خونریز
مثل دم اژدر اُنکے دم ہین
انسان کی شکل دیو کردار
آب دم تیغ و خنجر تیز
کہتے ہین سیاہ دل یہ مردم
یاجوج کی طرح آدمی خوار
علاوہ ان ساحران بدطینت

کے وہ تین ہزار تیلے رویین تن وفولادبدن ہتیار جسم پر لگائے حصار آتش سے گذر کر میدان نبرد مین آے

لقا بھی اُسی کر و فر و عظمت سے فیلان جنگی کو زنجیرہ بند کرا کے تخت اُن پر کھچوا کر سوار ہوا تھا اور کئی لاکھ کوہی اور باختری ہمراہ لیکر وارد دشت قتال تھا اس طرف بادشاہ دین پناہ نے لباس خسروی دور کر کے زرہ و چار آئینہ و خود جسم پر آراستہ کیے شبستان سے برآمد ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے جلو مین کمیدان و رسالہ دار ہوے فوج گروہ گروہ و انبوہ انبوہ موج دریا کی طرح روان ہوئی شجاعت اُنکی ہمت پر آئینہ دار حیران ہوئی لشکر پر برنگ شمع سحری اُداسی چھائی تھی ہواے خزان نے اُس گلستان کی بربادی چاہی تھی ہر نونہال گلشن ارجمند ہمرنگ گل خزان رسیدہ خمول و پژمردہ بظاہر سرسبز مگر دل مردہ آمد سے لشکر کے گرد اُڑی تھی یا گرد کدورت دلون کی اکٹھا ہوئی تھی زمانے کے دل مین غبار جو کبھی کا بھرا تھا وہ اُسوقت نکلا تھا طبل و بوق کا بھی قلب ہول سے خالی تھا جر و نکے نظری ہونیکا زمانہ آیا تھا گم سامان بجالی تھا گلستان جلادت مین عنادل دار زمزمۂ عشرت کے عوض نالہ و شیون برپا بہادرو کو موت کا کھٹکا لگا ہوا صیاد اجل کا مرغ جان کو [illegible] کا نسیم سحری مژدۂ مرگ سناتی شمع حیات جھلملاتی گل ہوئی جاتی صحرا مین بسان خانۂ ویران سناٹا زمین مین سائین سائین کی صدا طائر روح قفس تن مین مثل مرغ بسمل و مائل پرواز ہوا مزاج کے مخالف نہایت ناساز اس عالم مین بھی شہنشاہ عالم کا وہی بہادری کا عالم وہی تیور وہی تیکھی چتون شیرانہ نظر کوہ کا اس صاحب حشمت و شکوہ کی حالت سکیبی دیکھ کر سینہ شق ہوتا مگر لعل دل سنگ سے نکال کر اس حمزہ کے لال پر نچھاور کرتا ملک ہر چند کہ مخالف اور دشمن تھا لیکن بہر اطاعت جھکائے گردن تھا زمین ہر چند کہ پانون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مگر رعب و داب بادشاہ ذیجاہ سے دبی ہوئی تھی وہ لشکرون کا بن بن کے چلنا جوانون کا تن تن کے اکڑنا ڈنکون کا بجنا صداے نصر من اللہ نقیبون کا بلند کرنا ہتیارون کا کڑکنا نظم

کب دھیان مین ہے جہاد اصغر | تھا سہل اُنھیں جہاد اکبر | عاجز ہین حساب مین محاسب
اتنا نہین لشکر کا اکب | دیوار حصار شہریاری | تھا حصن حصین ملک داری
فوج ایسی ہو شہریار ایسا | مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا |

اسی رفعت و منزلت سے جب میدان قتال مین پہونچے پرے جم گئے بیلدار زمین ہموار کرتے ہٹے سقے آبپاشی کر کے تھم گئے صفین ترتیب پذیر ہوئین میمنہ نے معین ہونیکا دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پاے ہمت گاڑ دیے جناح نے بازوے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے چودہ صفین جب آراستہ ہوچکین نقیبون نے نعرے مارے کڑکیت کڑکا کہکر کنارے ہوے بھلا اژدر بڑھا کر سامنے لقا کے آیا اور اجازت حرب طلب کی اُس بھیانے کہا کہ تجھکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر وہ ساحر اپنے لشکر مین آکر ٹھہرا اور اُن تیلھاے رویین تن سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو بمجرد حکم وہ پتلے کہ سواران فولاد بدن ہین مثل اسفندیار تیغین کھینچکر صف لشکر اسلام پر آگرے اس طرف سے بھی بہادران روز ہیجا ہزار در ہزار شیرانہ حملہ آور ہوے شمشیر صاعقہ خصال کھینچی زندگی کا جھگڑا بہت دنون سے پھیلا ہوا تھا دم بھر مین فیصلہ پانے لگا قافلہ ملک عدم کو جانے لگا گوشہ مرگ مین بعافیت ہر ایک آرام پذیر ہوا ہنگامہ دار و گیر ہوا ہر سمت سے ابر سیاہ نے بارش آب تیغ و تیر کی یہ تدبیر کی کہ ابیات

ز بس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ
بزہر آب دادہ پرند آوران
بلند آسمان چون زمین شد زخاک
کہ از کشتگان گشت ہامون چو کوہ

تو گفتی ہوا ژالہ بارد ز میغ
زکشتہ ہمہ دشت آوردگاہ
لبے گردن و بر شدہ چاک چاک

برفتند ازان روی کند آوران
تن بود دشت و سر بود و ترگ و کلاہ
چنین گفت لشکر ہمہ ہمگروہ

ہر چند کہ دلاور جانبازی کر رہے تھے مگر وہ پتلے سحر کے تھے کسی کا حربہ اُن پر اثر نہ کرتا تھا تلوارین اُنکے تن پر اُچٹ جاتی تھین اور اُنھون نے زیر شمشیر آبدار رکھ لیا تھا منچلے مر رہے تھے دم محبت اسلام کا دم بھر رہے تھے جو کوئی مسلمان مر کر گرتا تھا کلمہ شہادت پڑھتا تھا گرم بازاری مرگ کا ہنگامہ تھا مقام عبرت و جائے تاسف تھی کہ وہ سر جو دعوی چتر و افسر رکھتے تھے ٹھوکرین کھاتے تھے وہ جسم جب بازو زرہ بکتر رکھتے تھے بار ہستی سے سبکدوش نظر آتے تھے پتلون نے منہہائے انسان خاکی بنیان کے نقشے مٹا دیے تھے لاشون کے ڈھیر لگا دیے تھے خون مسلمانان کے دریا بہا دیے تھے زمین ارغوان پوش تھی رات بھر کے جاگے نوشاہ عروس مرگ سے ہم آغوش خون کی دھارین چہرے پر سہرے کی لڑیان جسم پر ضرب اسلحہ کی دھجیان نظر آتین دست و پا عوض حنا کے خون سے رنگین حوصلون سے برچھیان تھین نظم

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر
وو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
یون بلبل و فاختہ کی فریاد

خاموش برنگ بزم تصویر
ارمانون کے بند در برابر
وہ گل ہین کہان کہان وہ شمشاد

سو بیٹھے منہ ایک بھی نہ کھولے
سب خواب مین بیخبر برابر

یہ ماجرائے جنگ جب شہزادہ کرب داماد امیر عرب نے دیکھا قریب بادشاہ عالیجاہ آکر عرض کیا کہ یا ظل اللہ اسوقت جو غلام عرض کرے وہ حضور پذیرا فرمائین بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ حق بین پہ رکھی شہزادہ مذکور نے عرض کیا کہ سپاہ دشمن سے کوئی بار انہین جاتا اور یقین ہی کہ نصیب اولیائے دولت قاہرہ خدانکردہ شکست ہو پس ایسے ہنگام مین ناموس صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی قبضہ کفار مین آجائیگی یا نہ صاحبقرانی بھی ہاتھ سے جائینگے بڑی رسوائی ہوگی پس مناسب ہی کہ بقیہ فوج کو جناب ظفر رکاب ہمراہ لیکر دامن کوہستان مین تشریف لیجائین اور قلعہ کوہ کو ماوا و ملجا اپنا بنائین بادشاہ نے فرمایا کہ اے کرب عرض تمہاری قبول و منظور ہی اب جو کچھ مین کہون وہ رد نہ کیجیو کرب نے عرض کیا کہ منت بجان لازم جو ارشاد عالی ہو شاہ نے فرمایا کہ ہمارے سر کی قسم تم ناموس امیر و سرداران و جملہ حرم محترم کو سوار کراکر قلعہ کوہ پر لیجاؤ مجکو رہنے دو مین کبھی اُن کافرون کے مقابلہ سے قدم ہمت نہ ہٹاؤنگا جب اپنی جان دے لونگا اسوقت ع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد کرب قسم دینے سے اس دلاور کے ناچار ہو گیا اور جنگ گاہ سے پھر کر دروازہ پر خاتون معظمہ امیر کے آیا ملکہ گردیا بانو اپنی ساس کو تسلیم عرض کر بھیجی اور کہا جلد تمام مخدرات عصمت و طہارت کو سوار کرائیے کہ مقدمہ جنگ دگرگون ہے ملکہ مذکور نے بہت جلد انتظام کیا اور سکھپال فنس چوپہلے وغیرہ پر تمام پردگیان محترمات سوار ہوکر ہمراہ کرب دلاور روانہ ہوئین کئی ہزار سوار محافون کو گھیرے نواب ناظر خواجہ سرا اپنے کانے کہاریان وغیرہ ساتھ بڑے انتظام سے بتعجلت تمام جانب کوہستان چلے شہزادہ کرب نے بارگاہ سلیمانی کو ساتھ نہین لیا اس

سبب سے کہ بارگاہ اٹھارہ سو شتر و قاطر دعراده پر بار ہوتی ہے اسکے لدوانے مین عرصہ بہت ہوتا بس خیال کیا کہ
ناموس امیر گرفتار ہو جائینگی انکو پہونچا کر جائے محفوظ پر پھر بارگاہ لیجاؤنگا فی الجملہ امیر کو باہر بارگاہ سے ساتھ لیا ہی
اور جب باہر بارگاہ سے نکلے اثر سے جادو کے بیہوش ہو گئے انکو ہوادار پر ڈالکر ہمراہ اپنے راہی ہوا اور کوہ سفید کے
قریب پہونچکر کچھ لوگ درۂ کوہ مین پنہان ہوے اور کمر بستہ گھاٹیان کوہ کی طے کر کے قلعہ کوہ پر تمام عورات کو
پہونچایا اور امیر کو سبزہ زار مقام پر کچھ بچھا کر لٹا دیا پھر شہزادہ موصوف کی غیرت مقتضی نہوئی کہ شاہ اسلام کو زغۂ
اعدا مین محصور چھوڑ کر آپ تنہا بیٹھے رہے بس محلات کو سپرد خدا ئے حافظ و نگہبان کر کے آپ پشت مرکب پر بیٹھا پھر
روانہ ہوا یہان اتنے عرصہ مین لشکر اسلام نے شکست پائی تھی بدین وجہ کہ ساحرون نے سحر کر کے دست و پا ہر
ایک کے بیحس و حرکت کر دیے تھے بیدلے قتل کرتے تھے لشکری ہاتھ بھی نہ ہلا سکتے تھے ناچار جنپر سحر کا اثر نہونے پایا تھا وہ
رو بفرار لائے اور بادشاہ دیکھا اس جنگ مین بہت زخمی ہوے تھے عیاران لشکر انکو بھی بحالت زخمداری
کہ خلیل اللہ پر غش طاری تھا ہوادار پر ڈالکر بھاگے کفاران نابکار و ساحران غدار پڑاؤ پر آ کر گرے اہل اسلام
بادشاہ کو لیکر وہان سے بھی بھاگے دشمنون نے تعاقب کیا اسوقت شہزادہ کہ ریب آ کر معین و ناصر ہوا اور لڑتا بھڑتا
جنگ رستمانہ کرتا بادشاہ کو گروہ دشمنان سے نکالکر کوہ سفید کے قریب لایا اور اس جنگ مین کہ شہزادہ دلاور تنہا تھا زخمی
ہو گیا لیکن جرات کر کے شاہ عالم پناہ کو قلعہ پہاڑ پر پہونچا کر برابر امیر کے لٹا یا اپنے زخمون کو باندھکر انتظام مین
مصروف ہوا تیر انداز اور سنگ انداز گھاٹیون کو روک کر استادہ ہوے عیار پتھر گوپھن مین رکھکر مرگ پر آمادہ
شعاب جبال مین استادہ ہوے لیکن بعنایت رب العزت لشکریان فوج شقاوت و عداوت جو اہل اسلام کے
عقب زود گشت کرتے آتے تھے مسلمانونکے نکلجانے سے اس لالچ مین آ کر پھرے کہ خیامگاہ مسلمانان چلکر لوٹین چنانچہ
ایسا ہی کیا کہ بازارین اور خیمہ لوٹنے لگے اسدم بختیار کے لقا سے کہا کہ یہ خیمہ و بارگاہ و سراپردہ جو فرزندان حمزہ
اور اسکے سرداران ذیشان نے طلسمات فتح کر کے بہم پہونچائے ہین اس قابل نہین کہ لٹ جائین یا جانے دیجئے جان
خداوندان تحفۂ اشیا کو اپنے قبضہ مین فرمائیں اور لشکریون کو غارت کرنے سے منع کرین لقا نے اسکے کہنے سے ساحرون
کو پاس بلا کر حکم دیا کہ لشکر تاخت و تاراج کرنے سے رد کو ساحرون نے بزور سحر منادی کرائی کہ ہرگز لوٹنے کا نام
مسلمانان کے ارادہ نکرے لشکر کے لوگ دست کشیدہ ہوے اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ سرہنگ شب نے سونا
آفتاب کا لوٹنا چاہا وہ متاع جان اور پونجی اپنی بچا لے گیا اور غار مغرب مین جا کر پوشیدہ ہوا ؎ **نظم**

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
چشم اعمیٰ بخیل کا دل
دیتا نہ تھا کچھ بھی وہان دکھائی
تاریکی شب تھی ایسی حائل

شام کو ہی لشکر ضلالت اترے تھی کمر کھولی بارگاہ سلیمانی اور تمام
خیام و خرگاہ اہل اسلام قبضۂ دشمن نافرجام مین آئے لقا اتر کر تخت فیلان سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا
مقام سلیمان دیو کو ملا خزانہ پر پاسبان بیٹھا لیکن بارگاہ مذکور مین ساحر نہین آسکتے ہین اس سبب سے یہ
گمراہ بھی) اس جگہ نہ ٹھہرا کہ بغیر ہمنشینون کے لطف صحبت نملیگا بس بارگاہ سامی مین تخت نکبت آثار

بچھوا کر متمکن ہوا ساحران نابکار بھی وہان آکر کرسی زرنگار پر متمکن ہوے اور صندوق ساحری طلب کرکے بلاد صبا
نے سوارون کو پتلے بنا کر بند کیا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین اس مضمون کی لکھکر روانہ کی کہ لے شاہ
ساحران ہم نے باقبال شہنشاہی کل مسلمانون کو تباہ و برباد کیا اسم اعظم حمزہ بھلا دیا چند پا شکستہ ہمارے ہاتھ سے
بچ کر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہین اور جملہ سردار حمزہ کے ہمارے قید مین ہین اب بہت جلد ہم فتح کامل حاصل کرکے آپ
خداوند کو تخت خدائی پر تمام عالم کی قائم کرینگے اور خداوند سے طرہ پیغمبری لیکر حاضر خدمت بادشاہ جادوگرا
ہونگے اس عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اٹھا لے گیا بعد بھیجنے عرضی کے وہ مسلمان
جو اس جنگ مین بحبس وحرکت ہوے تھے انکو اسیر کرکے زندانخانہ مین بھیجا بازارین مسلمانون کی نہبو کین رعایا
فرار ہوگئی تھی اپنے لشکر کی بازارین وہان کھلوا دین اور حکم دیا کہ رات بھر بازارین کھلی رہین دکانین کھلی رہین
ہر سمت ہنگامہ عیش ونشاط برپا رہے یہ انتظام کرکے آپ بھی جشن کیا ارباب نشاط کو بلایا ساقی گلبدن و
سیمتن حاضر ہوے جلسہ عشرت جمع ہوا وہ سامان انبساط اس شب کو مہیا تھا کہ فلک زر آفتاب وسیم طلا کو اس انجمن پر
نثار کرتا تو بجا تھا زر گل گلشن عالم کا گلزر خون کے حصہ مین آیا تھا غنچہ خاطر کا فران بخیل بھی تنگدست تھا شگفتہ ہو کر فراخ حوصلگی
دکھاتا تھا دولت نشاط سے ہر ایک مالامال گریان وہان سے رنج وملال زنان پری پیکر کا بناؤ جوبن کی بہار
غضب کا نکھار ساقیان مہر دیدار کی پکار کہ ادھر آؤ شراب خرمی پی جاؤ نازک اندام رقاص اس رعایتی
دستعار خوشی کو دیکھ کر یہ شعر حسب حال گاتے تھے شعر

کٹے خوشی سے تو ہے عمر خضر بھی تھوڑی
وگرنہ یکدم نفس بھی بہت ہے جینے کو

اس جلسہ نشاط بیدنیان کی کیا تعریف بیان کی جائے اسیقدر صفت کافی ہے اب کیفیت نامہ پہونچنے کی شاہ
جادوان پاس بیان کی جاتی ہے کہ شاہ مذکور طلسم ہزار برج سے جو بغیظ وغضب تمام اس فکر مین روانہ ہوا
تھا کہ طلسم نور افشان کسی طلسم کشا کو پیدا کرکے توڑ ڈالون چنانچہ اسی فکر مین کوہ نیلم چلا کوہ مذکور کا راستہ ظلمات طلسم سے ہے
پہلے یہ ظلمات مین آیا اور اس مقام پر ایک صحرائے طلسمی گلون اور درختون سے پربہار تھا بادشاہ وہان ٹھہر کر سیر
کرکے غم دل کو اپنے بہلائیگا اسی اثنا مین پہلے پنجہ نے نامہ لا کر دیا کہ اسمین مضمون مدد مانگنے کا تھا شاہ نے نامہ پڑھکر
سحر پڑھا اور دستک دی کہ جنگل کے ایک گوشہ کی طرف سے گرد اڑی اور زنجیر کی جھنکار سنائی دی اور ایک ساحر
بال منھ پر بکھراے لنگوٹ باندھے زنجیر پانون مین پڑی سامنے آیا بالکل دیوانہ مزاج تھا سارا جسم مٹی مین بھرا
پایان تھنا ناک کا فقرا تا یہ اشعار جنون خیز زبان پر لایا کہ بمقتضاے نظم

میدان جنون کے مرد کم ہین
ڈھونڈھیگا ہمین غبار صحرا

سجادہ نشین قیس ہم ہین
ہے ہم سے جنون کا گرم بازار

ہم پر ہے فقط مدار صحرا
جب ہم نہوے کہان یہ دربار

غرض اس وحشی صحراے انسو نگری نے بادشاہ کو پانون اٹھا کر بجاے تسلیم تلوا دکھایا پھر اپنا سر اپنے ہی پیر
پر جھکا کر ایک قلقاری ماری اور ہر سمت دوڑتا پھرا جب جوش وخروش کم ہوا اسوقت سامنے آکر ٹھہرا

بادشاہ نے فرمایا کہ اے مجنون جادو ہم ایسے مقام پر تمھین روانہ کرین کہ تمھاری نجات ہو جائے اُسنے کہا کیا
خداوند لقا پاس بھیجیے گا شاہ نے فرمایا کہ ہان اُسنے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور خوب ہنسا اور کہا آج رات کو
خداوند میرے پاس آ رہے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چل شاہ جادوان یہ تقریر استماع کرکے سمجھا کہ اس نے
خواب مین خداوند کی زیارت کی بس اُس دیوانہ کے گرد پھرنے لگا وہ اسکے گھومنے سے آپ بھی چکر لگاتا تھا غرض
بعد اس گردش کے ہنوز کچھ اور ہمکلام ہوے تھے کہ نیچہ عرضی مشتملبر مضمون فتح لیکر آیا بادشاہ پڑھکر شاد کام ہوا اور
دل سے کہا کہ جب اتنا بڑا لشکر حمزہ کا دو ساحرون نے برباد کردیا تو ایسا اسد کی کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے
کہ خداوند لقا اب تقدیر زبردست کرتے ہین اور اُنکو بربادی بندگان مغضوب کی اب منظور ہے یہ دل سے
تجویز کرکے ساحر دیوانہ سے کہا کہ تو تمھارے بھیجنے کی نیت ایسی مبارک ہوئی کہ بلا و صبا نے تمام لشکر مسلمانون کا
غارت کردیا چند مسلمان ایک پہاڑ پر چھپے ہین اُنکو جاکر تم گرفتار کرو اور سرداران لشکر اسلام مقید ہین اُن کے
سر کاٹو لیکن بلا و صبا سے لڑنا نہین اُنکی اطاعت مین رہنا زیادہ دیوانہ پن نہ کرنا اسنے عرض کیا کہ غلام جاتا ہے
اور جیسا ارشاد ہوا بجا لاتا ہے میرا دیوانہ پن بھی خدمت خداوند مین جاتا رہے گا اور نام بھی میرا ہوگا کہ لڑائی
فتح کی یہ کہکر ناچتا ہوا اور خاک اُڑاتا اپنے مقام پر آیا اور وہ مقام جہان یہ رہتا ہے ایک درہ ہے اور
اُس دامن کوہ مین کئی ہزار دیوانہ اُسکا مطیع و منقاد رہتا ہے اُسنے آتے ہی ایک چنگھاڑ دیو کی طرح لگائی کہ وہ
سب دیوانہ اُسکے سامنے جمع ہوکر آئے اُسنے اُن کو حکم روانگی دیا اب وہ سب دیوانے بیابان مین چکر لگانے
لگے دیوانگی جتانے لگے کوئی ہنستا کوئی روتا کوئی یہ شعر مجنونانہ پڑھکر جنگل سے وداع ہوتا

آوارہ پھرے ہے گرد ہر سو
چھالون کو کرینگے یاد کانٹے
بربادی وسعت بیابان
چلائینگے نعرے مارینگے غول

دکھلائین کس کو آنکھین آہو
دیکھے گا اُٹھا کے سر بگولا
ویرانی سایۂ مغیلان

ہوجائینگے نامراد کانٹے
اس دشت کے کیا ہوے وہ شیدا
ہے کون کسے پکارینگے غول

یہ اشعار پڑھکر کبھی خار دشت سے رخصت ہوے اور کبھی جھاڑیون کے گرد
پھرے اسی جوش و خروش مین تھے کہ مجنون جادو نے پھر ایک چیخ ماری اُسکے چیختے ہی گوشہ صحرا سے ہزار پتلے
غولہاے بیابانی کی گردن پر سوار ہاتھون مین جھنڈیان لیے نفیرین منھ سے لگاے پیدا ہوے اُس جگہ پہونچتے ہی
نفیرون کو اُنھون نے دم دیا پھر کیا تھا دیوانہ کو ہوبہت ہے نہ کہ نفیر کی آواز بس ہر ایک دیوانہ زمین پر گرکر لوٹا بعض
اُنمین ناپدید ہوکر غبار زمین بنا اور ریگولے کی طرح پیچتاب کھاتا اُٹھا اور بعض شعلہ بنکر زمین پر چمکا اور اگیا بیتال
ہوکر جابجا روشنی دکھانے لگا اسی طرح کوئی بونڈ لا بنکر چکر کھاتا اور کوئی اگیا بیتال بنا ہوا روانہ ہوا پتلے نفیر بجاتے
جھنڈیان سرخ ہلاتے آگے بڑھے مجنون نے پھر تیسری چیخ ماری ایکی مرتبہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی مین یہ دیوانہ
بھی لپیٹ کر یعنی ایک بلاے سیاہ بنکر روانہ ہوا اب تو نفیرون کو دم ملنا دیوانون کے قلقاریون کی صدا آندھی کا شور
اگیا بیتالون کا بھق بھق آگ روشن کرنا پناہ بخدا عجب طرح کا ہنگامہ آفت خیز برپا تھا کہ چرخ پر خورشید بھی خوف سے

تھرا تا تھا زمانہ پر از بلیات نظر آتا تھا چرخ جتنی بلائین کہ نازل ہونے کو تھین ایکبار اُتر کر اس جگہ اکٹھا ہوئی تھین اور مسلمانون پر چلی تھین خدا تعالیٰ اہل اسلام کا محافظ و نگہبان ہے یہ بلائین اُن پر جاتی ہین دیکھیے کیا آفت لاتی ہین ادھر لقا بارگاہ حشامی مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اور مسلمان پہاڑ پر پناہ گزین ہین لیکن چالاک اور ابو الفتح کو فرط رنج سے قرار نہین ہے یہ پہاڑ پر سب کو چھوڑ کر اس فکر مین جانب عدو چلے کہ حصار آتشین سے باہر لشکر مسلمانان کے مقام لقا اُترا ہوا ہے بن پڑے تو ساحرون کو مار ڈالیے یا اور کافرون سے جو کوئی ملے اُسکی جان لیجیے غرض اسی فکر مین صورت خدمتگاران دشمن کی ایسی بنا کر بارگاہ حشامی مین داخل ہوے دیکھا تو ہنگامہ عشرت ہے جلسہ عیش و سرور ہے یہ تو ٹھہر کر تدبیر کرنے لگے لیکن سحر بلخی اور کلباد عراقی اور یزک وغیرہ چند عیار ملکر اسی فکر مین یہان آئے تھے انمین دو تین عیار تو آبدار خانے کے پاس آئے اور ملازم جو صراحیان برف مین جھل رہے تھے پانی کا انتظام کر رہے تھے اُنکو مکر سے پاس اپنے بلایا اور تنہائی مین لیجا کر اُنکو بیہوش کر کے مار ڈالا اور پیراہن اُنکا اُتار کر اُنکی ایسی صورت بنکر آپ آبدار خانہ کا انتظام کرنے لگے اور سرہنگ قریب بارگاہ آکر پھرنے لگا اتفاقاً ایک کنیز صبا کی باہر کسی کام کو آئی حقیقت مین صاحب حسن و جمال تھی کنیز نہ تھی مالک خوبان اور دولت حسن سے مالا مال تھی زلف پُر شکن اُسکی دام دلہاے عشاق چیتون اُسکی دلبری مین چاق ابرو اُسکے محبوبی سے جفت خوبی مین طاق چشم فتنہ زا کے کے اشارے کہ دل عاشقون کے ہم سے ہارے گوشہ چشم مین قیامت نہان شوخی و شرارت سو رہ گریبان کر

ہم ایسے کہان رخسار پر اُس کے ملاحت قربان نظم

ہر موے مژہ وہ عربدہ ساز	خونریز لبسان ناخن باز	وہ ترک کہ وقت ترکتازی
ہے مرگ قتیل تیغ بازی	دانتون کا دہن مین ہے وہ عالم	غنچہ مین ہین قطرہ ہاے شبنم
حسن اُسکا فروغ جاودانی	لیتی تھی بلائین خود جوانی	عیار مذکور نے جو اس سراپا حسن کو

دیکھا صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُسکے گیا اور کہا اے صاحب حسن مین اپنی بی بی کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہون چنانچہ اسوقت وہ خیمہ مین تنہا ہے اور نہین معلوم کہ کیا عارضہ اُسکو ہوا ہے جو اسوقت لوٹ رہی ہے اور کہتی ہے کہ کسی عورت کو بُلا دو تا اُس سے اپنا حال بیان کرون مرد سے وہ عارضہ قابل اظہار نہین تو واسطے سامری کا میرے حال پر آپ رحم فرما کر میرے خیمہ مین تشریف لے چلیین بعد لمحہ کے چلی آئیے گا کنیز ترس کھا کر اُسکے ساتھ ہوئی یہ اُسکو راہ کترا کر اکیلے مین لایا اور حجاب مار کر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی غار مین چھپا کر کپڑے اُسکے پہن کر بارگاہ مین آیا اور سامنے بلا کے استادہ ہوا اس اثنا مین بلا کو پیاس معلوم ہوئی اُسنے سر بلند کر کے ملازمان کی جانب دیکھا اور کہا کوئی پانی پلاے چالاک جو پہلے سے یہان موجود تھا اُسکے سر اُٹھانے سے دو ایک ساحرون کی آڑ مین ہو گیا کہ مجکو شناخت نہ کرے اُدھر آبدار خانہ مین جو عیار منتظم تھے اُنمین سے ایک گلاس بھالی جوڑ مین لگا کر پانی بیہوشی آلود سامنے ساحر مردود کے لایا اُسنے پانی پیا لیکن نگاہ اُسکی کنیز مصنوعی یعنی سرہنگ پر پڑی ایک تو وہ کنیز تھی ہی خوبصورت دوسرے اس عیار کی بناوٹ دیکھتے ہی

طائر دل اسکا اسکے دام زلف مین اسیر ہوا اور اپنی بہن سے کہا کہ اس کنیز سے ہمبستر ہونا چاہتا ہون تم اجازت
دو اُسنے کنیز کو بُلا کر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے ساتھ جا اور جو کہین بجا لا یہ کہکر برادر کو اشارہ کیا کہ جائیے اور بگہ
یہ درّہ کوہ مین جا کر مقیم ہوئے اور خیمہ بارگاہ اُنکا لشکر تھا مین ہے یہان کہان کنیز کو یہ ساحر لیجانا لیس اُسنے
اُٹھکر آبدارخانہ مین جانے کا قصد کیا پردہ چھوڑ دیے اور کنیز کو ہاتھ پکڑ کے چلا چونکہ پانی مین بیہوشی پی چکا تھا
بیہوش ہونے لگا عیار اُسکو بغلون مین ہاتھ دیکر سمیٹتا ہوا اندر آبدارخانے کے لایا وہان سب عیارون ہی کا
انتظام ہے ساحر کو بیہوش ہو جانے دیا اور صلاح کی کہ قتل کر ڈالین لیکن یہ خوف طاری ہوا کہ اسکے مرنے سے
غصہ مین آکر صبا سرداران اسلام کو نہ ضرر پہونچاے لیس یہان سے لیجا کر قید کرنا چاہیے یہ صلاح کرکے
پشتارے مین باندھا اور کہا نقب دیکر لے چلنا چاہیے یون تمام ساحر جمع ہین لیجانا مشکل ہوگا غرضکہ نقب کھودنا
چاہا ایسین ایک عیار نے کہا یہ بارگاہ حشامی ہے خواجہ عمرو اور ہم عیارون نے جا بجا کنوئین اور سرنگین
کھود رکھی ہین اسی دن کے لیے کہ اگر بارگاہ مین کبھی ہم گھرجائین تو براہ نقب نکلجائین چنانچہ اس مقام پہ
بھی ایک نقب ہے مین اُسکا دہنہ کھولتا ہون تم سب اُسی راہ سے چلو عیار یہ کلام سنکر خوش ہوے اور
خنجر سے ایک جگہ زمین کھودی دہنہ نقب ظاہر ہوا یہ سب اُتر کر روانہ ہوے بلا کا پشتارہ سرہنگ نے لادا
اور بہت خوش ہو کر جلد قدم زن ہوے لیکن بارگاہ مین صبا کا دم گھبرایا اور بنجتیا رکس سے کہا مین نے سنا کہ
بھیّا بڑی دیر سے ہمراہ کنیز گئے ہین ابھی تک آئے نہین شاید وہین سو رہے تو صاحب مین نے کنیز کو اس لیے
تو دیا نہین جو ہر وقت اس سے کام لیا کرین اور وہ کمبخت بند و ڈھیری سوت ہنکر بیٹھے مین نے اسلیے اُسکو دیا ہے
کہ خیر بھی اُنکو پسند ہے کبھی کبھی اُسکو بلا لیا کرین کیونکہ اچھی چیز سب ہی کو پسند ہوتی ہے بنجتیا رک نے یہ تقریر سنکر
جواب دیا کہ اے ملکہ اس بھروسے نہ رہنا کہ وہ کنیز کے پاس آرام کرتے ہین ذرا خبر تو لو کہین عیار نہ فقرہ دین اور
کام اُنکا تمام کرین ساحرہ یہ سنکر چیتا بانہ اُٹھی شیطان بھی ہمراہ ہو لیا کہ ایسا نہو تنہا جانے سے یہ بھی مبتلاے بلا ہو
غرضکہ آبدارخانہ مین دونون آئے یہان دو ایک آبدارون کے سر کٹے پڑے تھے گھڑے پانی کے غیرت سے پانی
پانی تھے جام ہنسنے کے عوض رونا چاہتے تھے دہنہ نقب کھلا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا شیطان نے کہا بڑا غضب ہوا
مین نہ کہتا تھا کہ اس کنیز مین کچھ نہ کچھ فتور ہے اب عیار چلے ہوے ہین بغیر مار ڈالے نہ رہین گے بلا کی جان مفت گئی
ساحرہ نے یہ سنکر اُسی وقت اپنے کان پہ ہاتھ ڈالا اور اُس کے کان مین جو بالا پڑا ہے اُسین بجاے جھومرے
ایک مگر جواہر کا لٹکا ہے چنانچہ اس مگر کو اُسنے بالے سے نکال کر زمین پہ پھینکا اور سحر پڑھ کر پکاری کہ ہان لینا عیارون
کو جہان کہین میرے بھائی کو لے گئے ہین جلد گرفتار وہان جا کر کرنا مگر یہ صدا سنتے ہی لوٹا اور اصلی مگر دریائی
بنکر مثل اژدر نقب مین در آیا عیار دوسرے سرے پر نقب کے پہونچے تھے ہنوز باہر نہ نکلے تھے کہ مگر نے جالیا اور
اژدہے کی طرح دم کھینچا کچھ عیار تو کود پھاند کر باہر نقب کے نکل گئے اور بھاگے لیکن سرہنگ جو پشتارہ لیے تھا
ہر چند بھاگا مگر بھاگ نہ سکا مگر مع پشتارہ اُسکو اور ایک عیار اور جو اُسکے پیچھے تھا ان دونون کو نگلکر پھرا اور آبدارخانہ مین

آکر نکلا ساحرہ منتظر کھڑی تھی اُسکے پھر آنے سے اپنے مقام پر آئی یہان ساحر کی گرفتاری سے غلغلہ برپا تھا جلسۂ عشرت درہم برہم ہوا تھا لقا کو بڑا تردد تھا کہ اگر ساحر کو عیارون نے مارا تو سردار چھوٹ جاینگے اور یہان آکر آفت ڈھاینگے پھر بھاگنا پڑیگا اسی فکر مین ناچ راگ سب موقوف تھا کہ ساحرہ آئی اور دنگل پر بیٹھ کر مکر سے کہا جنکو تو نگلگیا ہے اُگل دے مکر نے دونون عیارون کو مع لشتارے کے اُگل دیا اور آپ اسی طرح چھوٹا ہو کر جواہر کا بنگیا ساحرہ نے اُٹھا کر بالے مین ڈال لیا بختیارک نے یہ سحر دیکھ کر بڑی تعریف کی کہا اے ملکہ سامری بھی کہتے تو اتنا ہی سحر اُن سے ہوتا جیسا تمنے جادو کیا واہ کیا کہنا لقا نے کہا قدرت نے یہ تقدیر ساحرہ اسلیے فرمائی تھی کہ اس بندی قدرت کا مرتبہ ظاہر ہو ہماری خاص بندی ہے ہمنے بڑا تجکو رتبہ دیا ہے ہاتھی کی طرح تجھکو اپنا زور خود نہین معلوم ہے ساحرہ نے یہ سنکر سجدۂ خداوندکو کیا اور لشتارہ سے پلا کو کھول کر ہوشیار کیا عیار بھی دہن مکر مین جا کر بیہوش ہو گئے اُن کو باندھ کر ہوشیار کیا یہ سب کیفیت چالاک و ابوالفتح نے جو یہان موجود تھے دیکھی از بسکہ ملازم بنے ہوے تھے مشکین باندھنے کے حیلے سے قریب عیاران آئے اور موقع پا کر اُنکے کان مین کہا کہ یہ بارگاہ ہم لوگون کی سمجھی ہوئی ہے سمین برابر آبریز کے بھی ایک نقب ہے تم جس طرح ہو سکے اُسی مقام پر جا کر بیٹھنا ہم باہر جا کر اندر نقب کے آئینگے اور تم کو کمند مار کر کھینچ لینگے وہان سے بھاگ چلنا یہ سمجھا کر اُنکو باندھ کر کسی حیلے سے آپ باہر بارگاہ کے نکل گئے اور جس جگہ دہنۂ نقب باہر بارگاہ کے تھا وہان پہونچکر اُسکا وا کر کے اندر آئے یہان سر سنگ پرزک جو بندھے کھڑے تھے ساحرہ سے گویا ہوے کہ اری دیوانی تو نے ہمکو ناحق گرفتار کیا ہے ہماری قضا کسی طرح نہین ہے اگر تجکو اعتبار نہو تو برابر آبریز کے سحر اُتار کر ہمکو بٹھوا دے پھر ہمارے کہنے کا امتحان کر لے شیطان نے یہ تقریر سنکر کہا تم تو ایسی باتین کرتے ہو جیسے کہ قید ہی نہین ہو کہا آبریز کے پاس جا کر چلے جاؤگے عیارون نے کہا کچھ اسمین شک بھی ہے ہم کو روک کون سکتا ہے ہم جب چاہین چلے جائین اسوقت بھی برابر آبریز کے پہونچے اور گئے ساحرہ کو یہ باتین سُنکر غصہ آیا اور کہا اسی مقام پر کہ جہان تمھاری خواہش ہے بٹھلائے دیتی ہون اور سحر بھی اُتار لیتی ہون دیکھون تو کہ تم کیونکر چلے جاتے ہو عیارون نے کہا ازین چہ بہتر نیکی کا کیا پوچھنا ساحرہ ایسا تیہے مین آئی کہ جادوگرون کو حکم دیا ان عیارون کو جہان یہ کہین بٹھا دو ساحرون نے انکو اُٹھا کر اُسی جگہ حسب خواہش عیاران بٹھا دیا عیارون کو جو مقام کہ چالاک نے بتایا گیا معلوم تھا وہی پسند کر کے بیٹھے بختیارک ساحرہ کو بہت مانع آیا کہ یہ عیار جو کہتے ہین سچ ہے بیشک یہ چلے جاینگے اے ملکہ تم کو غصہ دلاتے ہین اور فریب دیتے ہین انکے مکر مین نہ آؤ ساحرہ نے کہنا شیطان کا پذیرانہ کیا غرضکہ جب عیار برابر آبریز کے بیٹھ چکے چالاک نے صدا اُنکی نقب مین سُنی اور طبقۂ زمین کو خنجر سے کاٹکر دہنۂ نقب پیدا کیا جیسے ہی زمین کھدی عیارون نے کہا اے صبا ہم جاتے مین اُسنے کہا واہ دیکھا نہین ہنوز یہ کلمہ دردہان تھا کہ چالاک نے نقب کے اندر سے کمند ماری عیارون پر سے ساحرہ از بسکہ سحر اُتار چکی تھی فقط بندھے تھے کمند مین اُلجھا کر اُسنے کھینچ لیا بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ وہ گئے وہ گئے صبا گھبرا کر اُٹھی اور اُسی طرف دوڑی صبا تو گھبرائی ہوئی تھی مگر بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جلدی مکر کو چھوڑ و اُسنے جلدی سکان سے بالا اُتار کر مکر کو نکالا اور زمین پر پھینک کر سحر پڑھا کہ وہ اصلی مکر بنا اسکو حکم دیا کہ اس

نقب مین دشمن ہین اُنکو پکڑا اگر تڑپ کر اندر نقب کے چلا چالاک عیارون کو کھینچکر مشکین اُنکی کھول رہا تھا تنے مین مگر اندر نقب کے کود اُسنے سنبھلکر کمند مگر پر بھی لگائی مگر کی کمر مین جو حلقہ کمند کے جال کی طرح لپٹے انہین سے نکلنے کے لیے جو تڑپا حلقہ کمند تو ٹوٹ گئے لیکن وہ اس زور سے تڑپا تھا کہ نقب کے باہر نکل آیا دہنہ نقب پر ساحرہ وغیرہ تماشہ دیکھنے کھڑے تھے مگر مین وہ زور سحر کا تھا کہ کمند کو توڑا اور اس طرح پر باہر نکلا کہ چند ساحرون کے سینے توڑ کر دور جا کر گرا وہ ساحر تو فی النار والسقر ہوئے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ساحرہ مگر کے پیچھے دوڑی کہ مبادا ادرون کو ضرر پہونچائے اُدھر چالاک نے مشکین عیارون کی کھولدین وہ سب بھاگ کر دوسری طرف سے نقب کے باہر نکل گئے ساحرہ نے جا کر مگر کو پھر اُٹھا کر بدستور سابق بالے مین ڈال لیا لیکن طائر ہوش پران تھا کہ بلا کے عیار ہین کہ میرے سحر کو بھی رد کر دیا شاید وہ بھی ساحر زبردست ہین غرض پھر کر اپنے مقام پر آئی یہان ہنگامہ برپا تھا بیرغل کر رہے تھے اندھیرا تھا ہر شخص بد حواس تھا کہ یہ کیا آفت آئی لقا کا عیش منغص و تلخ تھا رقاص بھاگ کر الگ چھپے مطرب کہین سیاقی کہین تھے جام انجام کے سوچ مین یہ نیرنگی دیکھ کر سرنگون شیشون مین شراب سرخ نہ تھی خوف سے دل خون گویے کھڑا اگ مین بم کے پھنسے ہوے رامشگر بھاگ بھاگ کر تیتا ناچ ناچتے شب عشرت کم رہی تھی تو بہاگ گاتے اُدھر بختیارک کھڑا ناچ ناچ رہا تھا کہ واہ واہ کیا نئی اُپج کی بی ہے اب کوئی دم مین مرلیا باجا چاہتی ہے ہم کہتے تھے کہ عیارون کے کہنے مین نہ آؤ نہ مانا ویسی ہی سزا پائی ساحرہ یہ باتین سنکر خفیف تھی اور گردن جھکائے بیٹھی تھی مختصر یہ کہ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا لقا نے ساحرون کو مکدر دیکھ کر کہا اے بندگان قدرت تم نے میری نیرنگی قدرت کا تماشا دیکھا یہ میری قدرت کے ادنی کھیل ہین اور بائین ہاتھ کے کرتب ہین کبھی دشمن کو قوت عطا کر کے تماشا دیکھتا ہون کبھی تم بندون کو زور عطا کرتا ہون اب تم گھبراؤ نہین ابکی ایسی تقدیر کرونگا کہ عیار سب گرفتار ہو جائین ساحرون نے یہ عنایت خداوندی دیکھ کر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند ہم تیرے بندے گندے ہین تجھکو ہماری فکر نہو گی تو کسے ہوگی ہمکو ان عیارون نے ذلیل بہت کیا ہے ہم صبح کو ان مسلمانون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دین گے ملک خدم انکی روحون سے بسا دینگے لقا بولا کہ یہ تقدیر مین نوے ہزار برس پیشتر سے کر چکا ہون کہ صبح کو سب مسلمان تمھارے ہاتھ سے مارے جائینگے اچھا اب تم شراب پیو ناچ دیکھو اور داد عیش و نشاط دو یہ کہکر دوبارہ جلسہ عشرت مرتب فرمایا رات گذر چکی تھی کافرون کو دم بھر بھی عشرت نصیب نہوئی کہ نہنگ بحر اخضر فلک سینہ خاور توڑ کر غار مشرق سے باہر آیا اور صباء سحر کو سناٹا ہوا کہ **نظم**

چو خورشید تابان زبرج بره
بیاراست روئے زمین یکسره
یلان برنہادند زآہن کلاہ
جہان شد پر آوائے بوق و سپاه

ہنگام سحر بعد فراغ احتیاجات ضروری ساحران نابکار سوار ہوئے پتلہا بے رویئن تن اپنے ہمراہ لیے لقا سے گمراہ بھی فیلان زنجیر بند پر تخت نشین بصد فر و تمکین ہوا ساحر اور کوہی اور سنجابی باختری مشتری حصاری ساباطی اور ساسانی گرگانی بیشدادی کیانی شیدادی تمام قومین مثل مور و ملخ کے جانب کوہ برائے قتل مسلمانان روانہ ہوئین ساحرون کے سحر سے آفتاب ہزارون نکلتے اور غروب ہو جاتے اژدر رسن اور تسمون کے بنتے زہر اُگلتے مثل ہوا کے سن سناتے جاتے ایک طرف سیاہ عدو سے گمراہ

گھٹا کی طرح اُمڈی ہوئی سواروں کے گھوڑے ہنہناتے اسلحہ کی چقاچاق گنبد سما اور جوف دنیا میں گونجتی گیتی تمام لرزتی گرد و غبار کا تتق بلند ہوا دہر درہم

نظم

زلشکر ہر آنکس کہ بد پیش رو — برانگیختند اسپ و برخاست غو — غو طبل بر کوہ و زمین نخاست
ورفتش سپہ را بر آورد راست — برفتند شمشیر و ژوپین بکف — کشیدہ سپہ بر سہ فرسنگ صف
سپہ اندر آمد ہمی فوج فوج — برانسان کہ برخیزد از آب موج — اقبیر اندر اندودہ چہر سپہر
کسی را نہ بُد بر تن خویش مہر

یہ ساحران بیحیا آمادۂ جفا بارادۂ قتل و قمع مسلمانان القیار روانہ ہیں انکو تو راہ میں چھوڑ دیے اب انکے سرکوب کا حال مبارک فال سنیے بیت کنون من کہن داستان نو کنم ہمی یاد خسرو کنم سابق میں بیان کیا گیا تھا کہ شہزادہ ایرج۔ تورج پاس دمہ طلسم ہزار برج پر پہونچے تھے اور تورج کو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ طلسم میں نجائیں مگر اُنھوں نے آخر کار داخلہ طلسم مذکور میں کیا اور ایرج نے اُنکی خبر کے لیے عیارونکو بھیجا چنانچہ وہ حال اسب ترقیم ہوگا حاصل مرام جب شما اور ضرغام بھی داخل طلسم ہو چکے اور پھر کر نہ آئے ایرج عالیمقام نے لشکر اسلام کی طرف پھر آنا مناسب نہ سمجھا فوج کو میان کو اپنے ہمراہ لیکر آپ بھی جانب طلسم ہزار برج چلا اور از بسکہ راہ سے نابلد تھا اُسطرف کہ جدھر تورج طلسم فتح کرتا ہوا گیا ہے بھولکر نکل گیا اور سمت کوہ کاکی طلسم کے رُخ اٹھ گیا یہانتک کہ بعد قطع منازل و مراحل ایک قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ طلسم ہزار برج کے گرد کوہستان ہے اور ساحران زبردست اور کوہیان سرکش بستے ہیں یہ شہزادہ موصوف خارج از طلسم اس قلعہ کے نزدیک پہونچا یہ قلعہ جات برائے حفاظت طلسمات ہیں اسی سبب سے بادشاہان طلسم نے ساحروں کو خارج از طلسم بھی قلعہ عنایت کرکے حاکم بنایا ہے غرضکہ شہزادۂ مذکور نے اس حصن حصین کو بہت مستحکم و استوار پایا خندق گرد قلعہ کے مثل دریائے زخار بھی تھی بلند دروازہ کی ہر ایک کیلی پایدار تھی پل پختہ پڑا تھا اور قلعہ وا تھا ہزارہا ساحر اُترا ہوا تھا برج ہائے لنگوڑے فصیلیں قلعہ کی بہت مضبوطی سے آراستہ جھنڈیاں کٹی رندے نسب تھے ہر برج پر ساحران غدار اُترے ہوے ہجوم کرتے اُس عمارت کا یہ نقشہ تھا

نظم

چو کوہ بلند آن در حصن بود — بر آوردہ سر تا بچرخ کبود — یکے جائے دار و سر اندر سحاب
ز خارا بر آوردہ از قعر آب — اگر گرد حصن دریا بود جائے او — کسے نگسلاندرین پایۂ او

شہزادہ اُس قلعہ کو دیکھکر وہان سے کچھ دور ہٹکر قیام پذیر ہوا لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بارگاہ برپا کرائی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا شہزادہ بھی داخل بارگاہ ہوکر آرام فرمانے لگا لیکن اُس قلعہ کے جاسوس اس لشکر کے آنیکی خبر مفصل دریافت کرکے مع نام و نشان شہزادہ سامنے حاکم قلعہ کے گئے حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ ہے کہ نام اسکا ملکہ شہدا جادو ہے چنانچہ دار الامارۃ میں وہ سریر فرمانروائی پر جلوہ گستر تھی کہ ہرکارے سامنے آئے دعا و ثنا زبان پر لائے پھر عرض پیرا ہوے کہ نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران یعنی شہزادہ ایرج نوجوان مع لشکر فراوان کے زیر قلعہ آکر اُترا ہے ہم غلامون کو نہین معلوم کہ کیا ارادہ رکھتا ہے اور کیون آیا ہے یہ خبر سُنکر ساحرہ کا طائر رنگ رخ پرواز کر گیا مگر دل مضبوط کرکے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوئی اور ایک سردار سے کہا کہ تم دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ شہزادہ کسواسطے آیا ہے

سردار حسب ارشاد باہر آکر سوار ہوا اور دو تین سو سوار اپنے ہمراہ لیکر بڑے کر و فر سے لباس پر تکلف پہنے اسلحہ سے آراستہ جانب شہزادہ چلا اور قلعہ سے باہر نکلکر جب قریب لشکر فیروزی اثر شہزادہ نامور پہونچا اُسکو بھی اُسکے آنیکی ہرکاروں نے خبر دی اُسنے ایک سردار بھیجکر اپنے پاس باحزاز تمام بلایا اور مقام برتر و بالیدہ پر بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب یا حبب ولمغ اُس سردار کا بادہ ناب سے گرم ہوا شہزادہ سے باعث تشریف آوری پوچھا شہزادہ نے شبدیز کلام عرصہ بیان میں یون جولان کیا کہ نام و نسب تو ہمارا اظہر من الشمس ہے کچھ اظہار کی اسکی ضرورت نہین اور آنا ہمارا ابھی ادھر راہ بھولنے کا باعث ہوا ہم اپنے ملک سے کہین جانب طلسم ہزار برج جاتے تھے راہ دو اور رہبری کر کے راہ پر ہمین لگا دو ہمکو کچھ تمھارے ملک و مال سے مطلب نہین یہ کہہ کر اُس سردار کو موافق رتبہ کے خلعت عنایت فرما کر رخصت کیا وہ پھر سامنے حاکم قلعہ کے آیا اور اوصاف حمیدہ شہزادہ بیان کر کے درخواست شہزادہ کا اظہار کیا ساحرہ از بسکہ بد دین اور سیہ قلب تھی تعریف شہزادہ کی سُنکر گویا ہوئی کہ مسلمان اسیطرح خلق ظاہر کر کے لوگونکو بندۂ بے دِرم بناتے ہین یہ کہکر ایک اپنی کنیز سے کہا کہ تو جا کر اُس مسلمان کو میری جانب سے پیام دے کہ ہملوگ جادوگر ہین تم مسلمانونکی پرچھائین سے بھاگتے ہین بہتر یہ ہو کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ ذلت اُٹھاؤ گے اگر بڑھاؤ گے تو منہ کی کھاؤ گے کنیز یہ پیام سُن ناکام کا سُنکر از بسکہ ساحرہ تھی پرواز کر کے بارگاہ شہزادہ عالیمقام مین آئی اور پیام اپنی مالکہ کا حرف بحرف ادا کیا اس شہزادہ ذی وقار کو گفتار ناسزا اُس کنیز بدکردار کی ناگوار معلوم ہوئی اپنے سردارونکو اشارہ کیا کہ یہ ساحرہ ہے نکل جانے نہ پائے بحیلہ گرفتار کر لو تاکہ اپنے تقریر نالائق کی سزا پائے سردار اُٹھکر ہر سمت سے یکایک ٹوٹ پڑے اور کسی نے گردن پکڑ لی کسی نے گلا دبایا کہ سحر نہ کر سکے غرضکہ مشکین باندھکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور منہ مین کپڑا ٹھونس کر بحکم شہزادہ خوب پاپوش کاری کی اور ناک کان کاٹکر چھوڑ دیا وہ کنیز بے تمیز باہر بارگاہ کے نکلکر نالان و گریان کپڑا منہ سے نکالکر آمادہ ہوئی کہ سحر سے کچھ عوض اپنا لے مگر مسلمانون سے بغیر اپنی مالکہ کی فساد کرنے سے خائف ہو کر بزور سحر اُڑ کر سامنے ہوشیار بدسیر کے آئی اور اپنا حال زار دکھا کر گویا ہوئی کہ بی بی وہ موئے بڑے ہیکڑ ہین کسی کی نہین سنتے آپکو تو گالیان دین اور مجھکو باندھکر ناک کان کاٹکر جوتیان لگائین یہ کیفیت سُنکر ملکہ کو اُسکے کان ہوئے کہ معاملہ دگرگون ہے لیکن کنیز کی حالت دیکھکر غضب طاری ہوا اور لشکر کے سردارونکو حکم آراستگی لشکر دیا مگر اسکی ایک شہزادی دختر خواندہ ہے کہ نام اُسکا محبوب نازک اندام جادو ہے وہ شہزادی ملک حسن کی شہنشاہ ہے بہتر از مہر و ماہ ہے کہ حال اُسکے حسن خداداد کا آگے بیان ہوگا اسوقت اُسکے پاس بیٹھی تھی جب حکم تیاری فوج کا دیا اس ترک ستمگر نے منع کیا اور کہا اے والدہ مہربان یہ کنیز ناچیز اُس شہزادہ کی خدمت مین جا کر کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لائی ہوگی چونکہ شریف اور نجیب ان باتونکا متحمل نہین ہوتا ہو خدا کیسا ہی قریب ہوکر بموجب بیت سُنی نہین کبھی گالی کہ آشنا ہوکان :: ذرا بگار کے پھر کیسے مہربان کیا گیا :: بس جب شریف مفلس کا یہ حال ہو تو وہ شہزادہ ہے کوئی باجی نہین اُسکو تاب نہ آئی آپنے اور مرتبہ سردار کو بھیجا تھا اُسنے گفت گو معقول کی شہزادہ موصوف نے دیکھیے اُسکو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جواب بھی عجز آمیز آپکے کلام کا کہلا بھیجا انی الجملہ

مناسب نہین کہ اس لونڈی کی ذلت ہونے پر نبیرۂ حمزہ سے فساد کیجیے یہ لوگ برباد کن خانمان ساحران جہان
ہین جہانتک ممکن ہو انسے آشتی ہی کرنا جان بچنے کے سامان ہین ہوشدار اسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی
اور یہ غارتگر ہوش و خرد خود اُٹھی کہ اے مادر مین جاکر اُس مسلمان صاحب فر کو یہان سے رخصت کرائے دیتی
ہون یہ کہکر بصد زیب و زینت مع چند کنیزان ماہ طلعت کے ہوادار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی چنانچہ سواری
اُس گل بوستان رعنائی کی برنگ باد بہاری قریب بارگاہ گلچین باغ حُسن و خوبی کے پہونچی شہزادہ منزلچہ بارگاہ
کو اُٹھوائے سیر دشت فرما رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان سپہر حُسن مکمن صحرا سے ساطع انوار ہوا جس کے
ضیائے رخسار نے دشت و در کو منور و روشن کردیا صحرا کو وادی ایمن کردیا ہین چار سو عہدہ مین خوبصورت مثل
نجم فلک گرد بیچ مین وہ ماہ منیر مقابل جسکے مہتاب گرد ہوادار پر سوار ایک کنیز چتر جواہر نگار سر پر لگائے ایک چنور
سر پر جھلتی کچھ نازنین عہدے اُٹھون مین پہلودن مین کسی کے ہاتھ مین گڑگڑی جواہر کی کوئی پنکھیا لیے ہوئی
لیے کسی نے ہوا خواہی ظاہر کی کوئی دور باش سناتی گڑگڑی والی برابر ہوادار کے حقہ پلاتی وہ گلفام دل عاشق
کے دھوئین اُڑاتی آتی غرضکہ وہ قمر پیکر در بارگاہ پر آکر ہوادار پر سے اُتری اور بہزاران ناز و انداز اندر آئی
شہزادہ نے قریب سے جو اُسکے حسن زیبا پر نظر کی دل لوٹ ہوا یہ وہ عشق کا عقل و خرد کو ملیئے اور ٹہوا دیکھا کہ زلف چلیپا
اُسکی سود ابخش بیدلان و ہوشیار کاروان کاروان یوسف دل کو اُسکی خریداری کا ارمان آفتاب تابان کیا
دل ہر پیر و جوان اُسکے رخسار پہ قربان آفتاب جاروب شعاع سے ہر سحر اُسکے در کی آستانہ روبی اس اُمید پر
کرے سکہ دامن اُسکا عکس رخسار سے پر از نور کرکے مجھ ذرۂ خاکسار کو عوض حُسن خدمت کے بام نہ دھرے مثل قمر کمین داغی
کا دھیا نہ لگے فلک نے مہر اسقدر جو چلیپا لگا رہا ہے اُسکا دل اس پردہ پوش عصمت و شرم کے دیکھنے سے نہین ہوا ہی شمع
نے جو اُس شعلہ رخسار سے لو لگائی اسقدر روشنی ہاتھ آئی نہین نہین یہ چرب زبانی لطف نہین دیتی شمع روشن
اُسکے حُسن جہان تاب کا ایک پرتو ہے اور مہر تابان مین اُسکے عارض درخشان کی قوت ہے کیا اُسکا سراپا لکھون کہ بموجب نظم

سراپا حُسن و خوبی تھی وہ مہرو
قبائے نور معنی کو ملی ہے
کبھی غنچہ بشکل گل دہان پر
دل عاشق کتان کیطرح پارہ

فسان غمزہ پر تھی تیغ ابرو
وہ چشم مست و مخمور سے ناز
کبھی لب بستہ جون غنچہ دہان پر
لباس حُسن اور وہ قد بالا

حبب اُسکی مدح خامے نے لکھی ہے
لیے صید غزالان ناوک و انداز
جدھر کرتی تھی وہ مہرو اشارہ
عرض خوبی مین وہ سب سے دوبالا

اُس قامت قیامت خیز کو خم کرکے سامنے شہزادہ ذی حشم کو سلام کیا شہزادہ دلدادہ ہو چکا تھا الیقین تھا کہ
غش کر جائے مگر ساحرہ سمجھکر دل قابو مین رہا اور پکارا کہ بہت تم آئے تو زندہ ہو گئے ہم ہو مردہ دل تھے تم مسیحا
وہ گلبدن مسکرائی شہزادہ نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اس بادشاہ حسن نے بھی شہزادہ کے حُسن جمال بمثال اور شوکت
و اقبال کو دیکھکر غش غش کیا یعنے صورت مین بےنظیر بشکل مہر چہرۂ نورانی سے آئینہ کو حیرانی زلف عنبرین سے سنبل
کو پریشانی گلہائے بوستان عالم کا اُسکے عارض سے رنگ کو دیکھکر رنگ اُڑ جائے یہ حُسن پہ چمک یہ نمک تازگی اِس

پائین آنکھین نرگس شہلا اور آہوے ختن کو جنگلی اور وحشی بتائین نرگس کے پھول کمھلائین اور ہرن اُن کے رو برو بیچارہ ہو جائین مصرعے باتک حسن خدا داد قامت رشک شمشاد نظم

نہال گلشن خوبی و آرام
غضب تھا کاکل خوبین جیسے چالاک
وہ رشک مہ پری طلعت گل اندام
دل عشاق کے لیتے ہین بیباک

غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر
طلب مین نافہ آہو سراسر
جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا
پریشانون کو سودا زلف کا تھا

وہ نازنین بھی آئینہ رخ کو دیکھ کر حیران رہ گئی مگر غرور حسن سے آپکو سنبھالا اور درج دہن سے یون گوہر فشان ہوئی کہ اے شہریار عالی آپ زبردستان روزگار سے ہین لونڈی امید رکھتی ہے کہ عرض میری بدرجۂ اجابت پہونچے گی اور وہ التماس کرنا یہ ہے کہ یہان کی مالک سخت بیمروت ہے ہر چند کہ مجھکو اپنی دختر اُسنے بنایا ہے مگر بیمہری کا سودا سر مین سمایا ہے آپ یہان سے کوچ کر جائیے سرحد ملک پر ایک کوہ ہے اُسکے دامن مین مقام کیجیے کیا ضرور ہے جو زیادہ طول کھینچے شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا فرمانا مین بسر و چشم بجا لاؤنگا فوراً یہان سے چلا جاؤنگا مگر اے شاہ کشور خوبی مقام غور ہے کہ جو کوئی کسی کے یہان آتا ہے اُسکو اسی طرح نکالتے ہین ہم تو تمھارے نہ کھانے مین نہ پینے مین نہ مالک ہے غرض نہ مال سے مطالب رکھتے تھے نہ بر سر فساد ہوے اور تمنے بے اعتنائی بھی کی اُسکو بھی مصلحت پر محمول کرکے خاموش ہو رہے اب ایک شب یا دو شب اس سرزمین پر پڑے رہتے پھر آپ ہی چلے جاتے اُسکے لیے تم لوگون نے یہ قیامت برپا کی بلے بے تمھاری بیمروتی خیر اچھا صاحب مین کوچ کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ طبل سفر کے بجنے کا حکم دے محبوب تو اسکی ادا پر دیوانی ہو چکی تھی ہوش و خرد سے بیگانی ہو چکی تھی یہ کلمات سنکر تاب مہاجرت نہ لا سکی گویا ہوئی کہ آپ تشریف فرما رہیے مین قلعہ مین جاتی ہون اور امی جان کو سمجھاتی ہون اور سامان دعوت ہمراہ لاتی ہون یہ کہکر تجمل سواری بھی اسی جگہ چھوڑا اور تخت سحر پر بیٹھ کر دو کنیزین ساتھ لیکر پاس اپنی مادر کے آئی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ اے مادر گرامی قدر اُس شہزادۂ والا قدر نے تو ایسی باتین کی ہین کہ مین بہت محجوب ہوئی ہون یہ کہکر جو کچھ شہزادہ نے کہا تھا من و عن بیان کیا اور کہا سچ تو یہ ہے کوئی گھر آئے کیسے کو بھی نہین نکالتا دوسرے یہ کہ صحبت بزرگان مسافر بجان برور ندو کہ نام نکو شان بعالم برند ۔ آپکو یہ بے اعتنائی اُس شہزادہ ذیشان کی نسبت زیبا نہین لازم ہے کہ اُسکی خاطر مدارات فرمایئے وہ اسوقت جاتا تھا مین روک آئی اس تقریر کو سنکر ہوشدار تو پہلے ہی سے غصہ مین بھری ہوئی تھی اُسکے سمجھانے سے بغضب تمام گویا ہوئی کہ اے کنواری کنیان ننگ خاندان تو اس مسلمان کو دیکھکر پسیج گئی اسیواسطے گئی تھی وہ موے تو ہمسے زیادہ ساحر ہین ایسا جادو کرتے ہین موہ لیتے ہین کہ اُنکے پھندے سے انسان تمام عمر نہین نکلتا معلوم ہوا کہ تو اُسپر فریفتہ ہوکر آئی ہے اور دھگڑے کی طرف سے سفارش کرتی ہے مجکو بھی کوئی گنگلی تونے مقرر کیا ہو جاؤ ورنہ اس مقدمہ مین دخل نہ دے محبوب نے یہ غصہ دیکھکر کہا اے واہ آپ تو خوب مجکو جب ہوتا ہے جب باتین سنا لیتی ہین ہر ایک کو یار دھگڑا بنا لیتی ہین تو بی بی کیا مین نے برا کہا جو آپ اتنی گرم ہوئین ہوشدار کو اسکے گرم ہونے سے اور زیادہ غصہ آیا اور چوٹی پکڑ کے ایک طمانچہ اسکے مارا کہا اری او ستیاناس گئی مجھا نان پٹی تیرے دھگڑے کی مین خاطر داری ہرگز نہ کرونگی اور تجکو بھی گر سلار سمجھونگی تو اس مقدمہ مین نہ بول نہین مین اپنی

اور تیری جان ایک کرونگی محبوب نے دلمین کہا کہ نہین دھگڑا اتھا تو اب سہی اور وہان سے جپکی اُلٹے پانون پھری باہر دارالامارۃ کے آکر سحر کرکے شہزادہ ایرج پاس آئی اسوقت فرط رنج سے اور راہ کی تکان سے جسم مین پسینا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ رنگ رونق ظاہر آثار قلق جوش محبت یار عقل مصلحت سنج سے اور عشق سے غافل دلمین تکرار شہزادہ نے جو اُسکو اس کیفیت سے دیکھا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے مایۂ ناز تیرے بگڑنے مین بھی لاکھو بناؤ ہین کہ بیت

پسینے مین تمھارے رنگ ہے سونیکے پانی کا
کہ شبنم کا دوپٹہ بنگیا ہے کامدانی کا

اُس صاحب حسن نے یہ سنکر پیچ دل کا اظہار کیا کہ میان دھگڑے ہم تمھارے واسطے خوب ذلیل ہوے اب آپ بیٹھے کیا کرتے ہو یہان سے کوچ کرکے سامنے پہاڑ کے دامن مین جا کر قیام کرو اور یہ کنجی مجھسے لو درّۂ کوہ مذکور مین تہخانہ ہے اسمین تین ہزار تیلا میرے سحر کا بنایا ہوا بند ہے جو کوئی آپ کو وہان سے بھی آکر ٹھہرنے کو منع کرے آپ اس تہخانہ کو کھولدیجیے گا پھر کیفیت ملاحظہ کیجیے گا شہزادہ موصوف کو اُٹھنا مقام قیامگاہ سے ننگ تھا مگر اس مدد غیبی کے ملنے سے خوشنود ہوکر لشکر کو حکم پہاڑ کی طرف کوچ کرنے کا دیا ملکہ محبوب نے کنجی حوالہ کرکے کہا کہ مین قلعہ مین جاتی ہون جو فوج کہ ذاتی میری ملازم ہے اُس کو لےکر بمدد آتی ہون یہ کہکر جانب قلعہ روانہ ہوئی اور شہزادہ کوچ کرکے دامن کوہ مین آکر مقیم ہوا اور درّۂ کوہ مین جا کر دیکھا تو حقیقت مین تہخانہ پایا قفل اُس مین مثل ران شتر کے لگا تھا وہان سے پھر کر بارگاہ مین آکر آرام فرمایا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ ساحر آفتاب نے عزم سفر جہان دیگر کیا اور کوہ مغرب مین جا کر قیام فرمایا کہ بیت کہ عکس ماہ مثل حسن جانان کو نگاہ چشم سے دست گریبان رات کو محبوب نے اپنے ملازمون کو بلایا اور ہر ایک کو انعام وافر عطا فرما کر سرفراز کیا پھر اپنا راز دل سب سے کہا کہ مین مطیع نبیرۂ حمزہ ہون تم لوگ میرا ساتھ دو تو اپنی مادر سے لڑکر ملک شال لون پس جب مین حاکم ہونگی تو تمھارا بڑا مرتبہ کرونگی افسران لشکر رضامند ہوئے اور ہر ایک نے اطاعت کا اقرار کیا اس طرف ہوشدار نے اپنی فوج کے افسران سے کہا کہ یہان جو مسلمان آئے ہین اُنسے ہرچند چلے جانے کو کہا مگر وہ نہ گئے اب لڑنا ہی مناسب ہے کیونکہ خداوند لقا اگر سنین گے کہ ہمارے دشمنون کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا تو بہت ناراض ہون گے افسرون نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے ہم سب جانبازی کو حاضر ہین جو فرمایئےگا اسمین قصور نہ کرینگے حاصل کلام یہ سب انتظام کرکے آرام پذیر ہوئی جب رخ شمع براداسی آئی اور خاطر شب مین بدحواسی کہ بیت کھلی سرخی کنارون سے فلک کے اُٹھے ہر آنکھ سے پردے پلک کے ہنگام سحر ہوشدار بدسیر اسباب سحر سے درست ہوکر اژدر پر سوار ہوئی ہمراہ بارہ ہزار ساحر کی فوج نابکار ہوئی ناقوس کی صدا نے ہندوے فلک کو گھبرادیا کرنا کے شور نے دل ترس روزگار کا دہلا دیا اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوگئی گیتی رنجور و مغموم ہوگئی ہواے سحر نے اپنی ہوا باندھی ہر سمت سے سیاہ آئی آندھی شعلہاے افسون نیرنگ نے خراب آباد دہر کو کورۂ آہنگر بنایا تھا اُس پرانے گھر کو جلانے کا طور رچایا تھا نیزۂ علم تھے خنجر و تیغ آمادۂ ظلم و ستم تھے کہ ابیات

چو او بست بر کوہۂ پیل کوس
ہمہ انگشت از گرد چون آبنوس
بتیرہ زنان پیش پیلان بپاے

بہر سو خروشیدن کرنائے	سیہ داغ دل شاہ باہائے ہوئے	سوئے کوہ ایرج نہاد ندر وے
سپہر در سپر یافتہ دشت و زاغ	درخشیدن تیغہا چون چراغ	جہان سر بسر گشتہ دریائے قار
بر افروختہ شمع از دو ہزار		

اسی کرّ و فر سے قلعہ سے نکلکر جانب شہزادہ نامور چلی مگر محبوب نے رات ہی سے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ فوج کو متفرق کر کے قلعہ کے باہر بھیجدیا تھا وہ سب کوہ و دشت مین اکر بطور مخفی جمع تھی دم سحر محبوب باد فا اکیلی سوار ہوکر باہر قلعہ کے آئی اور اپنے لشکر مین جاکر ٹھہری اور اسوقت کی منتظر ہوئی کہ جب ہوشدار لشکر شہزادہ نامدار سے جاکر بھڑ جائے اور جنگ آغاز ہو اسوقت عقب سے جاکر پشت پر گردن پیر تو اپس فکر مین ٹھہری ہوئی اسطرف ایرج صبح کی نماز پڑھکر باہر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا سیر دیکھ رہا تھا کہ یکایک قلعہ کیطرف گرد اڑتے دکھائی دی لکہ ابر سحر بھی نظر آئے گھوڑون کے ہمہمے اور بانگ یلان سے دشت گونجنے لگا شہزادہ لاد سمجھا کہ یہ علامت آمد فوج عدو ہے بس فوراً حکم آراستگی اپنے لشکر کو دیا دلاوروں نے طبل جنگ بجایا اور جلد جلد کمر بندی ہوئی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو گیا شہزادہ دوڑ کر اندر کوہ کے درہ مین آیا کلید سے تہ خانہ کا قفل وا کیا دروازہ کھلگیا اندر سے تین ہزار ریلا مسلح بالشت بالشت بھر کا فولاد بدن گھوڑون پر سوار باہر نکلا اور بڑھکر مثل قامت انسان قدید اکر کے آگے بڑھا اتنے عرصہ مین ہوشدار نامہنجار کا لشکر فوج شہزادہ پر آپڑا دلاورون نے تیغ و گرز و خنجر سے کام لیا ساحرون نے نارنج و ترنج و نارجل مارنا آغاز کیا مگر سپاہ مسلمانان سے ہنوز کچھ لگ کام نہ آئے تھے کہ تیلہائے روئین تن پہاڑ کی طرف سے آکر سپاہ ہوشدار پر گرے اور قیامت کبری برپا ہوئی تلوار کی باڑھ جادۂ راہ فنا ہوئی مسلمان جو سحر سے مغلوب اور عاجز تھے وہ بھی بڑھ بڑھکر تلواریں لگانے لگے شجاعت دکھانے لگے ساحران تیلون سے ایسا گھبرائے کہ سحر بھی یاد نہ آئے کلوا کو پکارا تو پھیرون نا حیا نظر آیا تیتا کو طلب کیا تو دم خسینا نے دم دبا کر پیٹھ دکھائے لوتا جارہی تو سب تیلے پڑی آئی مردار پیزار بٹی کے خوف سے دور کھڑی تھی پر شفقت کی گھنٹ پر نہ آتی تھی ایک طرف سے شیران بیشہ جلادت بپھرے ہوئے تھے ساحرو نکو زیر تیغ رکھ لیا تھا مختصر سب گرو تھا بڑے بڑے سوتھرون کے بیگار ہے تھے جنگجو انون نے ساتھ پشت کے مردے اکھاڑ دیئے تھے سحاب شجاعت سے لوہا برس رہا تھا تلوارون مین عدو کے دندانے پڑے تھے یا جوہر تیغ کھسیانی ہنسی ہنس رہا تھا نقشہ تھا کہ **نظم**

تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ	چنین نعرہ زد ایرج نامدار	ز نالیدن بوق و بانگ سپاہ
بگفت این راز جائے بر کردنش	بزخمی سواری ہمی کرد بخش	بگوشید یاران درین کارزار
زمینے فرو رفتہ مغفر سپہر	بیکا یک ربودی سواران زین	بیے راگرفتے زدے بر دگر
بہ نیر دمید اختی شان ز وسعت	سر و گردن و پشت شان می شکست	بسر پنجہ در زدی بر زمین

ایک طرف تیلہائے روئین تن نے تلاطم عظیم برپا کیا تھا کیونکہ انپر نہ سحر اثر کرتا تھا نہ حربہ ہتھیار کا کارگر ہوتا تھا ساحرہ سحر سے اپنی جان بچاتے تھے اور بھاگ بھاگ جاتے تھے اسی گیرودار مین پشت لشکر پر کئی ہزار ساحر اور سوار سے محبوب چھا گئی پھر تو یہ حال ہوا کہ کشتی ارض ڈگمگانے لگی موج بحر آہن تا بفلک جاتی تھی چمک شمشیر آبدار کی اور سہارے زخار قلزم فنا تھی رگ جان سا کنان غبرا نے بقا تھی معاذ اللہ لو ہی کی جھنکار

تیرون کی بوچھار نیزہ ہاے ستم ہر لشیت یار زندگی مستعار بالکل ہیکار دم آیا نہ آیا سانس کا شمار یہ عالم اظہار کو نظم

برآمد یکے ابر پرّان تیر
نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پاے
ز خون خاک میدان کین گشت سیر

سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر
سپر لوکسا نیزہ ستارہ ببرد
ز شمشیر شیران نیر ست شیر

دو لشکر برآمد ز یک ہم بجاے
سپر تیغ تاب از شرارہ ببرد

اُسی گرمی جنگ مین ہوشدار نابکار ہر سمت سے گھر گئی کچھ لشکر تو اُسکا کام آیا اور کچھ رو بفرار لایا لیکن وہ ساحرۂ غدار بھاگ نہ سکی تیلون سنے ہر سمت ہر طرف گھیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر شہزادہ فیجاہ مین طبل فتح پر چوب پڑی اور جانب قلعہ رخ کیا جب قریب قلعہ پہونچے رعایا برایا اکابرین شہر ہاتھ باندھکر حاضر خدمت والانعمت شہزادۂ فلک مرتبت ہوے اور عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ بے قصور ہین رعایاے حضور ہین ہماری جان بخشی فرمایئے شہزادہ نے سب کو مطیع الاسلام کر کے سرفراز فرمایا پھر مع ملکہ محبوب دارالامارۂ شاہی مین تشریف فرما ہو کر ملکۂ موصوفہ کو سریر حکومت پر بٹھایا شہر مین منادی نے امان کی ندا دی اکابرین شہر نے نذرین جلسۂ عشرت و مسرت شروع ہوا ساقی مطرب قاص اپنی آن دادا دکھاتے اہل انجمن کے ہوش وحواس نذرانہ مین لیجاتے محبوب نے پتلہاے رویئین تن کو بھینٹ دیکر درۂ کوہ مین پھر بند کر دیا اور آپ انتظام ملک مین مصروف ہوئی یہان تو ہنگامہ انبساط گرم ہے لیکن ہوشدار کی فوج کہ رو بفرار لائی وہ جانب قلعہ صندلیہ گئی یہ قلعہ بارہ کوس کے فاصلہ پر اس قلعہ سے آباد ہے ملک زرخیز ہے رعایا دلشاد ہے حاکم قلعۂ مذکور ایک ساحر صندل بدن رویئین تن جادو نام ہے نہایت غیور و شجاع و ذی احترام ہے فی الجملہ افسران فوج ہزیمت خوردہ قریب اس قلعہ کے جب پہونچے حاکم قلعۂ مسطور کو خبر ہوئی افسرون کو سامنے اپنے بلایا اور تمام حال بربادی قلعہ و قتل ہوشدار اور شرارت محبوب گلعذار سُنکر غصہ مین آیا اور کہا ہوا کہ مجھکو قسم ہے جمشید و سامری کی کہ جاکر جبتک اُس مسلمان کے ٹکڑے نہ اُڑا دونگا چین نہ لونگا اور اُس چھوکری محبوب کو وہ روز بد دکھاؤنگا کہ کبھی اُسکے دشمنون کو بھی وہ دن پیش نہ آیا ہوگا غرضکہ بہت کچھ لاف و گزاف کر کے حکم تیاری اپنے لشکر کو دیا بارہ ہزار ساحران نابکار چیدۂ روزگار مسلح ہو کر طائران سحر پر سوار ہوے جلو مین حاکم مذکور کے بارہ ہزار ساحران آزمودہ کار ہوے شور بوق و دہل تا بہ فلک چہارم گیا مہر تابان لرزنے لگا کہ اب دم گیا دنیا گرد سواران سے گرد بود نظر آئی گرمی بازاری مریخ سرد نظر آئی طائران سحر بروے ہوا چھاے ساحران غود سر دل دہر مین آگ لگاتے شور مچاتے جاتے تھے سوارون کے نیزے بجلی کی تڑپ دکھاتے تھے صندل تیغ رویئین شگاف اپنی کمر سے لگائے مرکب پر سوار رواں تھا تیغہ اسکا چشمۂ سحر سامری مین بجھا ہوا تھا حاصل کلام بعد طے مسافت راہ سامنے قلعہ ہوشدار کے پہونچا اور میدان ہر جنگ درمیان مین چھوڑ کر لشکر اُتروایا آپ داخل بارگاہ ہو کر ایک نامہ اس مضمون کا شہزادہ فلک جاہ کو لکھا کہ اے ایمیرج نوجوان تجھے لائق و لازم ہے کہ بفور دیکھنے نامہ کے قلعہ چھوڑ کر اپنے دادا کے لشکر کی طرف چلے جاؤ اور اُس چھوکری محبوب شوخ دیدہ کو باندھکر میرے پاس بھیجدو کہ اُسکو سزاے معقول دون اُسنے گھر سارا برباد کر دیا اگر اسکے خلاف تم نے کیا تو یقین جاننا کہ لیئے گور دیکھو گے جسم اپنا طعمۂ کرم و مور دیکھوگے یہ لکھکر ایک ساحر زبردست کو دیا کہ وہ لیکر

حد قلعہ پر آیا شہزادہ مجلس عشرت مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے پہلے خبر آمد لشکر بیان کی پھر آمد نامہ دار کی اطلاع دی
شہزادہ نے ساحر ایلچی کو روبرو طلب کرکے مضمون کو دریافت فرماکر جواب لکھا کہ اے ساحر نابکار و غدار تو سخت دیوانہ
ہے عقل و خرد سے بیگانہ کہ بیرا ہے گھر چڑھ کر آیا ہے اور خیر اگر آیا ہے تو جو کچھ تجھ سے ہو سکے اسمین قصور کرنا سراسر حماقت ہو
ہم کو قادر و توانا کے عنایت کی بڑی قوت ہے یہ لکھکر حوالہ ایلچی بدسیر کیا وہ اپنے مالک کی طرف گیا اور آپ لشکر با ہر
قلعہ کے تشریف فرما ہوا بارگاہ قلب لشکر مین نصب ہوئی فوج ظفر موج بمقابلہ لشکر دشمن اُتری محجوب نے جاکر درہ کوہ مین
تہخانہ وا کیا تین ہزار سپاہ رویین تن ملکر لشکر مین شہزادہ کے آیا دن بھر آراستگی لشکر رہی جب نقشہ کہکشان پیشانی
ہندوے شب پر نظر آیا اور صندل سفیدہ سحر کا جسم ترک روزگار سے دور ہوا کہ **بیت** چو خورشید بابان ز گنبد بگشت
بکردار آہن بتفسید دشت ٭ زرہ آہنی سیاہی شب سرہنگ دہر نے پہنی **صندل** نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا
طائران سحر محجوب خبر لیکر سامنے اپنی مالکہ کے آئے اور حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان مین لائے شہزادہ
نے باخبر ہوکر اپنے یہان بھی کوس حرب پر چوب دلوائی ساحران دلاور آگاہ ہوے حربہ سحر کے درست ہونے لگے
سپاہی چاق و چست ہونے لگے کسی نے آتش جدال و قتال گرم و افروختہ کرنے کو اگیار کی کسی نے تیغ سنگ سے لڑا کر
شعلہ بار کی کسی نے کمان کا چلہ درست کیا کسی نے چلہ بھر کا منترات بھر مین پڑھا کوئی جوت گھڑی کرتا کوئی بیر
بلانے کو آہت دیتا خنجر کی زبان کلیجہ کاٹ افسون پڑھتی تیغ کی زبان پھل دو ٹکڑے ہوجاتی جیسے تیر دہن زخم کا منھ
کیلنا چاہتے تھے لب سوفار جی لینا مناتے تھے شمشیر دودم کے جوہر آلت سیفی کا اثر رکھتے نیزے زبان سنان سے
جگر توڑنے کی دعا کرتے تیر ہر ایک اسم مین تجنیس بیراسن اسن چلنے مین پون یا آسیب جان گیر نقیب لشکر فتنہ ہائے
خفتہ کی طرح اپنا سحر جگاتے یہ منتر زبان پر لاتے کہ تھم رہیے رن چڑھے بھاگ بھاگ مین پت ہو سو رہا
غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ دونون جانب برپا رہا جب زاغ شب کو ساحر روز نے بھینٹ چڑھا دیا اور
ساحر سحر نے آفتاب کی اگیاری پر اسپند انجم فلک ڈالا کہ **نظم**

برانگہ کہ بیدار گردد خروس
شدہ دامن تیرہ شب ناپدید
بکردار کوہ از دو رویہ سپاہ
ز نیزہ ہوا جسم بجوشن نماند
ستارہ سنان بود خورشید تیغ
ز ترک و سنان آسمان آہنین
باسودہ اسپ اندر آورد پای

ز درگاہ برخاست آشوب کوس
ز آواز شیپور و بوق و درای
از آہن بسر بر نہادہ کلاہ
از آوازہ اسپان و گرد سیاہ
از آہن زمین بود و زگرد میغ
سپہدار آن ایرج شیر دل
یلان را بہر سو ہمی ساخت جای

سپیدہ چو از کوہ سر بر دمید
تو گفتی بر آید ہمی دل زجای
ز گرد سپہ روز روشن نماند
بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
بترسید از آواز گردان زمین
کز آتش ستاند بشمشیر دل
یعنی سپاہ ہر دو سو میدان جنگگاہ

مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئی ساحرون نے روے گیتی آندھی سے سیاہ کردیا مبارزون نے برق تیغ سے زمین
زمان شعلہ بار بنایا **صندل** اژدہے پر سوار ہوکر آمادہ پرخاش میدان مین آیا آفت افسون و نیرنگ سے

دھانے لگا بعد اسلحہ ورزی حریف کو بلانے لگا ایرج دلاور نے قصد جنگاہ کیا تھا کہ محبوب بیشقدمی کرکے روبرو اسکے گئی
اور گویا ہوئی کہ اے بیجیا شہزادہ ہمارا سحر نہین جانتا ساحر سے ساحر ہی لڑتا ہی مین دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہے اسنے
یہ کلمات سنکر ایک نارنج سحر کا اُس ماہ وش پر مارا اسنے پرواز کرکے خالی دیا اور زمین پر اُتر کر ناریل اُسکے سینہ پر پھینکا یا
اسنے بھی رد کیا اور غصہ مین آکر ایک بھال پر افسون دم کرکے اس سنان حمزہ و ناز پر مارا اُس نے رد سحر پڑھکر
دستک دی مگر بھال نہ رکا آخر یہ اُڑ گئی اُڑتے مین بھال نے پاؤن کو زخمی کیا اسنے زخم کھا کر بغضب تمام تر اپنے
روئین تن پتلون کو للکارا کہ ہان لینا اس ساحر بیحیا کو تیلے نعرہ مار کر شنکر لیان شند اسکندر چار طرف سے گھر آئے
صندل بھی روئین تن ہو اور تیغہ روئین شگاف چشمہ سامری کا بجھا ہوا رکھتا ہو بس وہی تیغہ کھینچکر پتلون
پر آگرا اور اسکی فوج نے بھی حملہ کیا پھر تو شہزادہ ایرج نے بھی گھوڑا اُٹھایا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تیغ تیز
نے روانی دکھائی خنجر برآن نے جانفشانی دکھائی تیر نقش جان کے لیے تکبیر ظاہر تعویذ بغض کی تاثیر پیکان جدنگ
سہ شعبہ بصورت ہندسہ نقش ہستی کا گھڑا ہوا نقشہ بھال مثلث کی تعویذ صورت مربع نشین صدر شجاعت کی ہیبت
بدلنے پر آمادہ طلسم نویس ورق رخیر کلک شمشیر اجل و اشکر سوار و پیادہ سیف کے الف پر گرہ تیر کا جو آجاتا نیمچہ
پندرہ کا ہندسہ بنکر نقش حوا کا نقشہ دکھا جاتا عناصر آب و خاک و آتش و باد نہ کوہ عال شمشیر بناتا خاکی
نژاد آتش خوئی دکھا کر نقش حیات بباد فنا اُڑاتے آب تیغ مین تعویذ جان ڈوب جاتے سخت آسیب
بہر جان مبارزان تھا آفت کا سامنا زیب گلو بسان تعویذ خنجر جانستان **نظم**

چنان تیرہ گون شد زگرد آفتاب	تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب	درخشان بگرد اندرون تیغ تیز
تو گفتی برآمد ہمے رست وخیز	بپوشید روئے ہوا را بہ تیر	بخورشید گفتی برآمد دقیر
بہر سو کہ ایرج برافگندہ رخش	سران سواران ہمی کرد بخش	بجنگ اندرون گرزہ گاو سار
عنان ہیون زگسستہ جہلم	زقلب اندر آمد بگرد ار گرگ	پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ

فوج محبوب بہت تھی سیاہ دشمن پر چیرہ دست ہوئی صندل نے ہر چند شعلہائے روئین تن کو دیکھ بنی سحر
ابتی قتل کرنا چاہا لیکن وہ تین ہزار یہ تنہا مرد عرصہ کارزار کہان تک اُنکو دفع کرتا آخر تاب نہ لاسکا اور دل سے
مشورہ پذیر ہوا کہ صحرا مین چلکر ایک سحر ایسا تیار کرکے تیلے محبوب ایرج کو میرے طرفدار ہو کر پکڑ لائین غرضکہ یہ
سوچکر گھوڑا اپنا جانب دشت روان کیا یہ جو اسکی فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا بھاگا پس تمام لشکر بھی ہار کر
رہ فرار لایا فوج محبوب نے دور تک تعاقب کیا پھر خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب اُنکا لوٹ لیا لشکر مین طبل فتح
و ظفر پر چوب پڑی سب نے خوشنود ہوکر گھر کھولی ملکہ مذکور نے شہزادہ سے کہا اندر قلعہ کے چلیے اس بیادر نے
جواب دیا کہ حریف زندہ بچکر نکل گیا ہی یقین ہو کہ پھر آئیگا اس سے مناسب ہے کہ آجکی شب اسی جا رہیے یہ فرماکر بارگاہ مین
تشریف فرما ہوا لشکر مین بھی بازار میں جھلکا مین ہر خیمہ مین ناچ ہونے لگا ہنگامہ عیش و عشرت گرم ہوا اس اثنا مین
سوار زرین لگام شبدیز فلک عرصہ عالم سے رہ فرار لایا اور محبوبہ نے شب بارگاہ عالم مین مع شہزادہ ماہ منزل داخلہ کیا

چو بنمود شب جعد زلف سیاہ	از اندیشہ خم شدہ پشت ماہ
بہ پاسے وبہ اندیشہ نو شدند	خرامان بدرگاہ خسرو شدند

رات کو لشکر مین طلایا پھرنے لگا یہان تو یہ انتظام تھا مگر صندل جو روبگریز
لایا ایک دامن کوہ مین جا کر ٹھہرا اسکے پیچھے جو فوج کہ بھاگی ہوئی آتی تھی وہ بھی اُس سے ملی اسنے حکم دیا کہ اسی جگہ
سب جمع ہوکر قیام کرین لوگون نے عرض کیا کہ اے شہریار آپکی طرح دینے سے بڑی شکست ہوئی اُسنے جواب دیا کہ
اُن لوگون کی یہ مجال نہ تھی جو مجکو بھگا دیتے مگر روئین تن تیلے باعث شکست ہوے خیر اب تم سیر دیکھنا مین آج ایسا
سحر تیار کرتا ہون کہ وہ تیلے مطیع ہو کر اپنی مالکہ کو پکڑ لائین یہ کہہ کر لشکر کو قرار دیکر کے آپ اسباب ساحری ہمراہ لیا
یعنی ایک پھول کی تھالی لیکر اسمین سیندور ماش کا آٹا انڈے لونگین گوگل لوبان کچھ پھل خوشبودار دو تین کلاوے
نارے سیاہ مرچین چار پانچ کیلین لوہے کی رکھ کر چلا اور بطور تخفی اس صحرا مین جہان لشکر ایرج اُترا ہوا ہے
آیا اور درۂ کوہ مین جا کر اس طرف کوہ کے نکلا ایک چشمہ کے کنارے جگہ معقول تجویز کر کے چبوترہ بنایا اور اسکو لیپ کر
خوب صاف کرکے چشمہ کا پانی لیکر سحر پڑھنے بیٹھا اس چشمہ کے کنارے ایک طرف کو آک کا جنگل لگا تھا اور بانس
کی بانسواڑی تھی یہ سحر پڑھتا جاتا ہے اور روباہ بازی ضیغم دہر سے بیخبر بیٹھا ہے بموجب ہمیت ہر بیشہ گمان مبر کہ
خالیست ؛ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ؛ اُسکو تو اس حال مین چھوڑے لیکن کیفیت شہزادۂ ایرج سنیے کہ یہ جو
بارگاہ مین بیٹھے ناچ دیکھنے لگے معشوقہ گلفام کے ساتھ میخواری کرنے لگے کیونکہ وہ محبوبہ اظہار اطاعت کر چکی تھی پہلو
مین بیٹھی تھی باہم لذت بوس کنار حاصل تھی زیادہ رات گئی ناچ موقوف کرا کر تخلیہ کرایا تھا سراچہ بارگاہ اُٹھے تھے
صحرا مین طرفہ بہار تھی وزان نسیم مشکبار تھی ایسی فرحت مین شہزادہ کو خیال آیا کہ ہم تلاش مین شہزادہ تورج کے
چلے تھے نہ اُنکا پتا ملا نہ اپنے لشکر مین جانا ہوا پس مفارقت اعزا و دوستان یاد کر کے آنسو آنکھون مین بھر لایا
اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچی محبوبہ عاشق و دلدادہ تھی آئینہ رخسار مطلوب مکدر دیکھ کر سیماب وار بیقرار ہو گئی
اپنے آنچل سے گوہر اشک پاک کیے اور کہا اے دلدار محبوب خوش کردار تیرے دشمنون کو رُلائے کیون اس وقت
تونے آنسو بہائے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک بھائی ہمارا طلسم ہزار برج مین جا کر مفقود الخبر ہو گیا ہے اسی کو اسوقت
مین نے یاد کیا ہے اُسنے کہا اے شہریار طلسم ہزار برج کے اطراف مین یہ قلعے واقع ہین بعد فراغ جنگ مین آپکو جانب طلسم
لے چلونگی یہ کہکر دلاسا دیکر چھپر کھٹ مین لا کر لٹایا اور بہت کچھ سمجھایا آخر گلے مین ہاتھ ڈال کر اُس محبوبہ نے آرام فرمایا شہزادہ
کو اُسوقت جنون زیادہ تھا اُسکے پہلو سے آہستہ اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا کچھ عجب رنگ صحرا کا پایا کہ سوتا سنسار جاگتا پاک
پروردگار چاندنی کھلی ہوئی تھی دشت و در چاندی کا تھا شاہد چار کو مشاطہ شب آئینہ ماہ دکھاتی شہزادہ کو وہ صحرا
پر فضا بہت پسند آیا اور چاہا کہ سیر کرتا ہوا دور تک جاؤن لیں کمان دوش سے لٹکا کر چند تیر ترکش مین ڈال کر تیغہ ہاتھ مین
لیکر آگے بڑھا اور لشکر سے نکلکر دامن کوہ مین آیا طلایہ دارنے تنہا جاتے دیکھ قصد ہمراہی کیا اُسکو منع فرمایا اور چاندنی
کی بہار دیکھتا اور آگے بڑھا دیکھا رات کا سناٹا میدان تمام سفید ہو رہا ہے جانور اپنے اپنے مسکن مین بیٹھے ہوے
کبھی جو ہوا کے جھونکے سے کوئی درخت کھڑکتا ایک آدھ ہرن خرگوش جست کر کے جھاڑی سے نکل آتا ادھر ادھر

دیکھ کر پھر چوکڑی مارتا جھاڑیوں سے ہرن باڑھے چیتل نیل گاؤ سر نکالے جھیلوں کا یہ عالم کہ جیسے خانۂ زین میں آئینہ جڑے ہوئے کنارے کنارے بگلے قازین سرخاب پروں میں منہ ڈالے ایک پاؤں سے کھڑے ہوئے دامن کوہ میں کوڑیالا کھلا ہوا نرگستان کو اکب کو شرماتا ؎ نظم

سارہ بارہ نہیں فیض چمن سے بیکار
ریزۂ شیشہ ہے جوہر تیغ کہسار

سایۂ لالہ بیداغ سویدائے بہار
کوہ صحرا ہمہ معموری شوق بلبل

مستی باد صبا ہے لب مرض سبزہ
راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا درہ کوہ میں در آیا اور اسطرف نکلکر بانسواڑی کے قریب ٹھہر کر جھیل کی سیر دیکھتا تھا یہاں صندل اپنے چبوترہ پر بیٹھا پانی تونبے میں بھرے سحر پڑھتا اور پانی بہاتا جاتا تھا چنانچہ اس تونبے کا پانی ہو گیا یہ چبوترہ پر سے اٹھکر جھیل سے پانی لینے آیا ان جھاڑیوں سے اندھیر اتھا پیڑ درختوں کے پانی پر جھکے تھے جائے خوفناک تھی یہ تو ساحر ہے بیخوف و خطر وہاں سے پانی بھرنے لگا وہاں ترائی کے سبب سے شیر غران سو رہا تھا اُسنے جو آہٹ اسکی پائی اٹھ کھڑا ہوا اور انسان کی بو پاکر جھاڑی سے انگڑائی لیکر باہر نکلا اس اثنا میں یہ بھی پانی بھر کر پھرا جیسے ہی اُس مقام تاریک سے باہر نکلا شیر نے اسکو اور اسنے شیر کو دیکھا بدحواس ہو کر سحر بھی یاد نہ رہا اور شیر نے غرا کر اُس پر حملہ کیا آتے ہی دوہتڑ مار کر اسکو گرا دیا از بسکہ یہ روئین تن تھا اسکے دوہتڑ سے ہلاک نہوا کوئی اور ہوتا تو مر جاتا فی الجملہ شیر نے اسکو گرا کر ہمہمہ کیا اور پیٹ پھاڑنا چاہا بانسواڑی کے قریب شہزادہ ایرج بھی تھا اُسنے غرض شیر کی آواز سنی جھپٹ کر اسی طرف آیا دیکھا ایک آدمی کو شیر ہلاک کیے ڈالتا ہے خیال میں آیا کہ نہیں معلوم یہ خدا پرست ہے یا پرستار لقا چھڑانا بیفائدہ پھر سوچا کوئی ہے مگر بندۂ خدا ہے یہ سوچکر ایک تیر چوڑ کر کمان میں لگا کر شیر کے مارا جو ماتھے پر اسکے پڑا استخوان توڑکر پار نکل گیا ٹیک کی چوٹ کھانے سے شیر الٹ کر گرا اور تڑپ کر اُچھلا آخر سرد ہو گیا شہزادہ نے صندل کو اُٹھایا وہ بیہوش تھا پانی اُسکے منہ پر چھڑکا دامن کی ہوا دی کہ اُسکو ہوش آیا جب اُسنے آنکھ کھولی دیکھا ایک آدمی سرہانے کھڑا ہے شیر مرا پڑا ہے وہ شہریار شیر صولت میرے جسم سے خاک پاک کر رہا ہے یہ دیکھ کر دل سے کہا اسی نے شیر کو مارا ہی ہو وقت میرے لیے اُسکو خداوند سامری نے فرشتہ بنا دیا ہے یہ سوچ اُٹھکر شہزادہ کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا میں تیرا غلام ہوں اے شخص خداوند لقا تجکو سلامت رکھیں کہ تونے میری جان بچائی شہزادہ نے فرمایا کہ میں لقا گمراہ پر لعنت کرتا ہوں خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جانتا ہوں اے عزیز تجکو شیر مارے ڈالتا تھا میں نے چھڑا دیا خیر آدمی کے آدمی کام آتا ہے اب تو چلا جا ساحر نے جب یہ کلمات سُنے پوچھا کہ اے محسن میرے آپ کون ہیں شہزادہ نے فرمایا کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں ایرج میرا نام ہے ہوشدار کو میں نے قتل کیا ہے یہ سُنکر عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذی تبار میں آپکو ایسا صاحب خلق و مروت نہ جانتا تھا میں آپکا حریف صندل روئین تن ہوں یہاں سحر کرنے کو آیا تھا کہ اس آفت میں مبتلا ہوا زندگی میری تھی جو خدا نے آپکو بھیجدیا اب میں بندۂ بیدام ہوں ادنیٰ آپکا غلام ہوں یہ کہکر قدم پر شہزادہ کے سر رکھا اس بہادر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا اُسنے بصدق دل اطاعت اسلام اختیار کی اور جملہ حقیقت اپنے بھاگنے اور سحر تیار کرنے آنا سب کہکر عرض کیا کہ آپ تشریف اپنے لشکر میں لیجائیے میں فوج اپنی لیکر

حاضر خدمت ہونگا شہزادہ پیشنگر باہر دۂ کوہ کے آیا اور اُسکو رخصت کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا یہان بعد
جانے شہزادہ کے محبوب کی آنکھ کھلی تھی پہلو خالی از دلدار پاکر بیقرار ہوئی تھی اور بارگاہ سے نکلکر ڈھونڈھتی
پھرتی تھی کہ شہزادہ آگر پہونچا اسنے دوڑ کر گردن مین ہاتھ حمائل کردیا اور کہا اے جان من باعث زندگانی مجھ حرمان
نصیب کو کہان چھوڑ گئے تھے بانے بموجب ع کھلی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم ✽ کہ پھر ملاقات میسر آئی یہ کہکر
بارگاہ مین مطلوب کو لائی سرداران خوابگاہون سے بیقراری ملکہ کے سبب نکل آئے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہوئے
شہزادہ نے اس راہ سے کہ ایک شیر کا مارنا کیا ایسا بڑا کام ہو مطلق کچھ ذکر ساحر کے چھڑانے کا نہ کیا وہ باقی رات
عیش و نشاط مین بسر کی آخر مالک برج اسد نے پنجۂ تیز سے سینۂ ساحر شب فگار کیا اور فسونگر نسیم صبح دم
نے صندل سحر کو دہر مین پھیلایا بیت چو از کوہ خاور سپیدہ دمید ✽ فروغ ستارہ شدہ ناپدید ✽ صبح دم
شہزادہ عالم طاعت خلاق دو عالم سے فارغ ہوکر صدر نشین دربار تھا سرداران وغیرہ سے مجمع حضار تھا
کہ یکایک سامنے سے رائچہ جو اُٹھے تھے اودھر سے گرد اُٹھتی نظر آئی محبوب سمجھی کہ فوج غنیم سر آئی اسنے حکم تیاری
لشکر دیا جابجا کمربندی ہوئی شہزادہ نے منع بھی کیا کہ تم دخل نہ دو کہ عورت ہو مین سمجھ لونگا مگر اُس نے
نہ مانا لیکن اس عرصہ مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور صندل کا مرکب نظر آیا ملکہ گھبرا کر اُٹھی کہ اے شہزادہ وہ حریف آگیا
شہزادہ نے فرمایا کہ بیٹھی رہو آتا ہے تو آنے دو یہ گفتگو تھی کہ ساحر گھوڑے پر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا شہزادہ
کو نذر دی اور ملکہ موصوف سے کہا اے بہن میری خطا کو معاف فرما ملکہ نے بھی اسکو سرفراز فرمایا مگر بہت حیرت
زدہ تھی کہ یہ کیونکر بغیر کچھ کہے سُنے یکایک مطیع ہوگیا غرضکہ اسکے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا کہ ملحق لشکر شہزادہ نامور
اُترا رونق بے اندازہ حاصل ہوئی شہزادہ نے ساحر مذکور کو خلعت سرداری سے مخلع فرماکر دست راست مین
بٹھایا پھر ساقی مہ لقا نے جام شراب ہوش ربا پلایا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ملکہ نے ہدایت پانے کا
اُسکے سبب استفسار کیا اُسنے شیر کی کیفیت اور شہزادہ کی شجاعت اپنے حال پر عنایت فرمانیکی حقیقت بیان
کی ملکہ جرأت و جلادت پر شہزادہ کی مصولت کی آفرین خوان ہوئی پھر قلعہ مین سب نے داخلہ کیا دونون ملک
اسلام آباد ہوئے دو ایک دن یہان جلسہ رہا پھر ملکہ کو قلعہ ہوشدار کا حاکم کرکے رخصت مطلب کی ملکہ نے
کہا اے شہریار اس قلعہ مین چار کوٹھے مال و خزانہ کے ہین وہ آپ ہمراہ لیجیے اور میرے پتلے روئین تن ساتھ
لیکر کوچ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ کوٹھے کس اسباب کے ہین ملکہ نے کہا ایک مین روپیہ ایک مین اشرفی ایک
کوٹھا پُر از جواہر ہے ایک مین ہتھیار اور ہر طرح کا اسباب نادر ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ گنج و زر تم اپنے قبضہ مین
رکھو کہ تم عورت ہو مین سپاہی ہون میرے ساتھ پتلے البتہ کردو ملکہ نے سواران سحر کو ہمراہ کیا لیکن عرض یہ ہوئی
کہ مین غم جدائی مین مرجاؤنگی آپ جہان سے اپنے لشکر مین جائیے اور اپنے دادا سے اجازت لیکر مجکو وہین بلوائیے
پھر آپکو اختیار ہو طلسم ہزار برج مین جا بسے جائیے خواہ وہین تشریف رکھیے اسکے کہنے سے شہزادہ نے عزم فتح
طلسم فسخ کیا اور بخشم و خدم مع پتلہائے روئین تن اور کئی لاکھ سپاہ صف شکن اور ساحران فسون ساز دفن کے کوچ کیا

اور اول قلعہ صندلیہ مین آیا دو دن وہان قیام فرمایا صندل نے دعوت و ضیافت کی پھر اپنے نائب کو اپنی جگہ پر حاکم کرکے شہزادہ کی رفاقت چاہی تیغہ زمین شگاف زیب کمر کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا یہ شہریار پر تمکین دو قار بڑے عظم و شان سے روانہ ہوا کہ ابیات

ممکن نہین کلک سے ہو تحریر
جیسے مہ نو قریب اختر
وہ اسپ کہ صورت پری تھا
حاسد کے لیے گجک ہے یا گرز
ہمراہ تھا سب یہ ساز و سامان

سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر
وہ چاٹتی تھی ہر ایک کا خون
طالع مین بلند اختری تھا
وہ پلٹنین اور وہ رسالے
شوکت تھی نثار فتح قربان

تھی زیب کمر وہ برق پیکر
ہو گا وہ زمین کہ شیر گردن
وہ فیل کہ مثل کوہ البرز
جیسے کہ عدو کی جان کے لالے
اسی طرح بعد قطع منازل طے

مراحل جب لشکر اسلام دو منزل رہگیا تو ایک دامن کوہ مین اس کوہ وقار نے مقام کیا یہ تو ادھر سے آتے ہین لیکن لشکر اسلام کا حال بیان ہو چکا کہ اہل اسلام پہاڑ پر پناہ گزین ہین ساحر اُنپر چڑھکر جاتے ہین چنانچہ تمام فوجین لقا و ربلا و صبا کی قریب کوہ ہو گئین اور کوہ محصور کرکے بتانے پکارے کہ دیکھو ان کو للکار اگر پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور ہمارے دشمنون کے سر لاؤ تیلے تمہارے سحر لیکر چلے اور گھاٹیون کو طے کرنے لگے پیچھے انکے تمام لشکر حملہ آور ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا بلا بھی سحر پڑھتا آگے بڑھا اُسوقت عیارون نے سنگباری کرنا شروع کی اور تیر برسانے لگے شہزادہ کرب لبان شیر زبان گھاٹی پر راہ لشکر دشمنان روک کر کھڑا ہوا کہ اور پہاڑ کے ناموس امیر ہے اگر یہ کافر چڑھ آئے تو بڑی سحر مستی ہوگی بس اپنی جان دیدینا چاہیے اور تا حیات اپنی دشمنون کو آگے بڑھنے دینا نہین لازم ہے شورش سپاہ اور بانگ اسپان سے بادشاہ جو زخمی اور بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے اور جرأت ذاتی سے سنبھلکر اُٹھے قلعہ کوہ پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا تو بازار موت کا گرم پایا ہنگامہ گیر و دار نظر آیا جب تیلے آگے بڑھتے ادھر کے لوگ سینہ سپر کرکے گردن زیر تیغ و خنجر دھرتے پہاڑ پر سے سر کٹکر نیچے گرتے ایک فریاد و رستو میشے ایک جان شیرین اور لاکھ اندیشے کلمہ شہادت مسلمانون کے ورد زبان دامن کوہ خون سے برنگ لعل گھاٹیون سے آبشار کے بدلے خون رواں رگ ابر کے لیے نشتر شمشیر خون فشان برق شمشیر آبدار کی چمک سے موج بحر مرگ و غدر غونا مین غرق خرد دستگر ایک طرف سے تیلے شورش کنان ایک سمت سے ساحر سحر خوان آندھی سیاہ آئی ہوئی تاریکی چھائی ہوئی لقا حالت تباہ اسلامیان پر قہقہہ ہنستا اور کہتا جاتا کہ اے بندگان قدرت دیکھو میرے غضب کو کہ ان بندگان مقہور کو آج پناہ نہین ملتی بلا جو قتل عام کرتا پہاڑ پر چڑھتا جاتا تھا تو لقا فرط عشرت سے نعرہ مارتا اور کہتا کہ دیکھو میرا شیر جنگی آج بپھرا ہوا ہے الحاصل جب قلعہ کوہ قریب رہگیا مسلمانون میں بھگدڑ پڑی گھاٹیان طے کرکے جا بالکل جائین مگر یہ ملنا دشوار تھی اسلیے کہ سب طرف سے پہاڑ گھرا ہوا تھا پر جان دینا گوارا کیا مر کر گرنے لگے اجل پروردگان عہد شجاعت کو آغوش مین اُٹھانے لگی خواب مرگ مین سلانے لگی جو پہلوان کہ مثل اطفال مچلکر زمین پر لوٹتا اسکو تھپک کر گہوارہ لحد مین آرام کراتی دہن تیغ سے پنکھا جھلتی زبان خنجر سے لوری سناتی ناموس امیر حرم محترم فرزندان امیر بال کھولے

نالان وگریان گرد امیر جمع تھے اور امیر بیہوش پڑے ہوئے بصورت مردگان تھے بادشاہ ذیشان جب جھپٹ کر قلعہ کوہ سے آگے بڑھتے زخم پھٹ جاتے یہ بیہوش ہوتے عورتین پیٹ رہی تھین کوئی کہتی کہ خداوندا میرے وارث کو بچالے کوئی پکارتی کہ یا خدا مجھکو دنیا سے اٹھالے کسی کی فریاد تھی کہ مجکو میرے وارثون کا مردہ نہ دکھانا اے کریم ان کے غم مین نہ رولانا کوئی گود پھیلا کر دعا کرتی ماتھا زمین پر رگڑتی کوئی بالون سے جھاڑو دیتی کسی نے بیڑا یکا ایک سپیہ اٹھایا کہ ابکا ایک میری مراد آئے کسی نے اسی پیادہ سوسوار کو مانا تھا کہ ہمیرے یہ بلا رد ہوے کوئی ترت پھرت کی نذر مانتی کہ ہماری مدد غیب سے آئے کسی نے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کیے تھے کسی نے پیر دیدار کے کونڈے مانے تھے کوئی کہتی کہ مین کھڑے پیر کا روزہ رکھونگی اور میری تمنا پوری ہوگی تو کھڑا اودنا دونگی وہ وہ نازنینان گل پیرہن جنکے اوپر بلبل دل فریفتہ ہو نالان وگریان بسان عندلیب قفس اسیر پاس وحرمان تھین صاحبان عصمت و شرم موئے شکین و زلف عنبر جن کھولے تھین کہ بہار کو سنبلستان کہنا بجا تھا یا دخزان نے انکے رخسار رشک گلستان کو برنگ غنچہ کملا دیا تھا رخسار رنگ جو رشک قمر تھے وہ خاک پر جانب قبلہ رکھتی تھین مٹی گالون مین بھرنے سے چاند پر خاک پڑی نظر آتی آفتاب حسن کو تیرگی رنج سے گہن لگا تھا نہ وہ رنگ تھا نہ وہ نقشہ تھا لیکن با این سنج و اندوہ بھی عجب خوبی ہو دیا وہ سراسیمگی سے چہرون کا رنگ فق فق گل یاسمن کو شرماتا وہ انکے ناز و انداز کا عالم کہ آشوب دہر بھی تصدق ہوا جاتا کوئی حیران ہو کر ماتھا کوٹ لیتی تو پنجہ دست نگارین پنجہ آفتاب سپہر حسن پر نظر آتا بال جو رخ پر بکھرے تھے تو پنجہ دست رنگین شب زلف مین ماہتاب کی چمک دکھاتا کوئی جو چیخ کر بات کرتی تو دوسری انگشت مابین ہر دو لب رکھ کر چپ ہونے کا اشارہ فرماتی گویا پیغمبر حسن تھی کہ معجزہ شق القمر دکھاتی نہین سر میم پر الف امید تحریر فرماتی کوئی اس سوچ مین سر در گریبان کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کسی کا سر آئینہ زانو پر بصد حیرانی رکھا ہوا کہ خدا جانے کیا صورت ہو دیکھین کیا نقشہ یہ فلک پیر دکھاتا ہے آخر ملکہ مہر نگار تاج دار سردار حسینان روزگار جو کل بیبیون کے امیر کے افسر تھی بال کھول کر گود پھیلا کر جانب کعبہ اکرم رخ کر کے مصروف دعا ہوئی سب بیکسون نے پشت پر آمین کہنا شروع کی اور کہنے یہ استغاثہ کیا کہ اے کارساز حقیقی میرے حال پر رحم فرما کہ نظم

جو غم کے حزن مین مبتلا ہے
اسکو تیرا آسرا دوا ہے

مشہور ہے بعد رنج ہے گنج
مفلس ہے بشر کبھی تو نگر

جسکو کہ کوئی مرض ہوا ہے
آخر اُسے ایک دن شفا ہے

راحم ہے تو اے خدائے غفار
کیا راز ہے تیرے کوئی آگاہ

اسوقت مین کون ہے ہمارا
ہے تیرے کرم کا بس سہارا

ہوجاتا ہے دور ہو کوئی رنج
جاتے ہین کسی کے دن برابر

ہر چند ہم آج ہین دل افگار
کوئی تو نکال دیگا تو راہ

آخر تیر دعا آماجگاہ قبول پر ان مستمندون کا پہنچا یعنی لشکر اسلام مین جو بھلدڑ پڑی تھی تو جو عیار کہ زیر کوہ راہ ہی سے ہر عیار ہی تھے وہ وہان بھاگ کر صحرا مین اسلیے گئے کہ ہم اپنے لشکر کا تباہ ہونا اور اپنے مالکون کا مارے جانا اپنی آنکھون سے نہ دیکھین چنانچہ کلہیا دو عیار تو صحرا مین بھی نہ ٹھہرے بہت دور نکل گئے اور ایک درہ کوہ سے جو انھون نے سر بلند کر کے

قدم آگے بڑھایا دامن کوہ مین کئی لاکھ کا لشکر اُترے پایا نشان جو کھلے تھے حمد و نعت خدا و رسول سے مزین نظر آئے عیار خوش ہو کر اندر لشکر کے گئے دیکھا کہ ایک بارگاہ کے سامنے میدان پڑا ہی اُس میدان مین ایک جوان مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا ہی اُنھون نے پہچانا کہ یہ شہزادہ ایرج والا قدر ہمارا آقا ہی پس دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئے اور چالاکی کرنے سے شہزادہ مرکب سے کود پڑا اُنکو گلے سے لگایا اور کہا خیر تو ہی کیا رنج تمکو پہونچا ہے اُنھون نے امیر کا اسم اعظم بھولنا سرداروں کا قید ہونا لشکر کی تباہی بہار پر حملہ ساحران کی حقیقت سب کہہ سُنائی شہزادہ نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی رو دیا اور کہا حال جدو الاتبار ہائے افسوس اس مرتبہ تباہ ہوا یہ کہکر اُسی وقت طبل سفر بجوایا اور بر سم یلغار ہر ایک کو حکم چلنے کا دیکر آپ سب سے پہلے مسلح و مکمل ہو کر گھوڑا اُڑایا افسران لشکر بھی اتنا جلد چلے کہ بہار پر لوگ دعا کر رہے تھے کہ پہونچ گئے بلا ہنوز بالائے کوہ نہ پہونچا تھا وقت اسیری اسلامیان تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد نے برخاست غبار کا سر سقف آسمان سے لگا ہوا اور بادلون زمین سے سیاہ ہوا اسبان شعلہ جوالہ ہر ذرہ بیتاب کھاتا چمک دمک کی لشکر کے گواہی دیتا جاتا کہ شعر

پدید آمد از دور گرد سیاہ | غو دیدبان آمد از دیدہ گاہ | کہ آمد ز ایرج سپاہے پدید

ہا رسیدہ گردشان بر رسید

دل گردوں سے علمہائے بادلہ نگار ہاتھیوں پر جلوہ دکھاتے دکھائی دیے بعد تیر اُنکے جواہر دوز تعریف خدا و رسول سے بہرہ اندوز بعد انکے دمامے شتری فیلی نہچے زمین و زمان لرزاتے پھر سامان جلوس سواری پلٹنین اور رسالے وہ جنگی صولت سے بہرام فلک پر خوف طاری ظاہر ہوئے بعد ازان ساحرطالی سحر پر سوار جادوگرنیان بیشمار رنگا تیان باندھے سُرخ سُرخ جھنڈیان ہاتھون مین لیے طاؤس و ہنس آراستہ سحر کی نیرنگی دکھاتے آئین لشکر کی چمک دمک پر اور عظم و شان پر دل مہر و سپہر ہزار جان قربان زیر سایۂ علم شیر پیکر شہزادہ ایرج نوجوان کہ بموجب نظم

فرد کوخت بہ بابل روئینہ خم
زمین را تو گفتی بر از رود نیل
بجنگ اندرون گرز و دل پر زکین
بسیجیدہ جنگ و شیر زبان
رسیدند لشکر گروہا گروہ

دمیدند شیپور با گاؤدم
ہوا شد سیاہ زمین نیل رنگ
چو دریائے جوشان زگردان زمین
ابا زنگ زرین و گوپال و تیغ
زمین شد ز گردان بکردار کوہ

بر دہرہ در جام پشت پیل
دلیران لشکر بسان پلنگ
دلیران گردش کش انہ کوہیان
خروشان بکردار غرندہ میغ

جب اس شان و شوکت سے وہ لشکر آئے دیکھا بختیارک خواصی مین فیل پر کھڑے ہو کر پکارا اشہد ان لا الہ الا اللہ دیکھیے وہ ساحرون کے سرکوب آپہونچے لقانے کہا اے شیطان کیون بکتا ہو آج قدرت نے تقدیر اپنی شکست ہونیکی نہین فرمائی شیطان نے کہا تو قدرت کی آج شامت بھی اچھی طرح سے آئی یہ وہ کہہ چکا تھا کہ شہزادہ نامدار رہوار چمکا کر اور تیغہ علم کر کے فوج کفار پر جو زیر کوہ صف کشیدہ تھی آپڑا کئی لاکھ ہاتھ تلوار کا ایک بار جو بلند ہو کر پڑا لاکھون بجلیان دفعتہً زیر نگاہ چمک گئین آنکھین جھپک گئین معاذ اللہ تلوار کی آنچ کیا سو کہا سب جلا ہزارون سر دم بھر مین کٹکر گر پڑا ابلایا تو بالائے کوہ جاتا تھا یہ حال دیکھکر پھر اادر تیلہائے روئین تن سے حکم مقابلہ دیا وہ لشکر شہزادہ پر گرے

شہزادے کے ساتھ کے تیلے اُنسے بھڑ گئے چوٹ برابر کی چلنے لگی جو یہ اُنکے حربے سے کٹتے ہیں تو اُنکے ہاتھ سے وہ بھی مرتے ہیں ایک سمت ساحر سے ساحر لڑنے لگا نارنج اور ترنج اُچھلنے لگا بیر شور کرنے لگے دریا سحر کے بڑھنے لگے شعلہ باری برف باری سے جان عاری گیتی کو زلزلہ فلک تک غبار کدورت خاطر کا اثر پہنچا دود سحر نے سقف سپہر کو دھواں دیا زہر ماران سحر نے چرخ کو سبز رنگ بنا دیا اُس وقت کا ایک بھبھوکا رنگ کر گیا ہی جو برج عقرب کہلاتا ہے پناہ بخدا کسی ساحر نے اپنا گلا اُلٹی چھری سے کاٹا دشمن کا گلا کٹ گیا کسی نے پان کھا کر سامنے تھوکا فوراً حریف نے خون تھوکا بیرے کلیجہ کا لہو جاتا سوئیوں کے گچھے چلتے تھے ملک عدم کے ناکے سوئیوں کے ناکے میں نظر آتے تھے ادھر تو یہ گیر و دار کا ہنگامہ تھا اُدھر بہادران روزگار نے عدو کو زیر تیغ رکھ لیا تھا تیر جوشن میں جاتے تھے مژدہ آمد شاہد مرگ کی خبر دشمن کو سناتے تھے نیزے جو نیزوں سے ملتے تھے مدت کے بچھڑے بغلگیر ہوتے تھے مگر مجرم سرکار عشق رزم جوئی ٹھہرائے گئے تھے کہ بند بند باندھے ہوئے تھے زبان سنان طعن ہر مبارز پر کرتی کہ واہ کچھ ننگ نبرد نہیں دل میں زخم کا ورد نہیں شمشیر کا جوہر حرف دفتر الفت عروس اجل سے گلے ملنے کی جا یہ ہمت جوانمردی دست و بغل تیغ کی جھنکار مبارکباد مرگ تو گاتی دہان زخم کی ہنسی پسند آتی سر و تن کی جدائی حیات ابدی کی خوشخبری دیتی شجاعت جان بیچ کر نیک نامی مول لیتی کہاں تک یہ ہنگامہ گذارش ہو کہ

ابیات

دہان خشک و غرقہ شدہ تن در آب
یکی ابر بست از بر تیرہ خاک
چو پیلان ہمہ دست بر یکدگر

ہاسپان جنگی سواران جنگ
زرنج دو تا بیدان آفتاب
ہوا سر بسر گشت زنگار گون
فگندہ ز تنہا جدا کردہ سر

نگینہ کشیدند چون سنگ سنگ
ہمہ گرز ہا بر کشیدند پاک
زمین شد گرد و از دریاے خون

ایک طرف صندل تلہائے رویین تن ہم گرا ہوا تھا اسکا تیغہ چشمہ سامری میں بجھا ہوا تھا تیلوں کے سر قلم کرتا جاتا تھا اُسی گرمی جنگ میں بلا جادو للکارتا ہوا اُسکے مقابلہ میں آیا ہر چند کہ یہ بھی رویین تن ہیں لیکن اسکا تیغہ سامری کے چشمہ کی آبداری رکھتا تھا اس ساحر پر رو کر کے اُسنے جو ہاتھ مارا کمر پر پڑا خیارہ کی طرح دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ برپا ہوا کہ مارا بلا جادو کو یہ معرکہ جو صبا نے دیکھا بیقرار ہو کر رونے لگی مگر خیال آیا کہ جانی بھیا کے مرنے سے سرداران اسلام جو درہ کوہ میں قید ہیں رہا ہو جائیں انکو چلکر روکنا چاہیے یہ سوچکر بزور سحر اُڑکر روانہ ہوئی فوج ساحران اسکا جانا دیکھکر سمجھی کہ مالکہ ہماری بھاگی بس جملہ لشکر رو بفرار لایا اور بلا کے مرنے سے تلہائے سحر بھی جلگئے شہزادہ ایرج قتل کرتا ہوا جانب فیل لقا چلا لشکر لقا پرستان تو مسلمانوں کا لوہا مانے ہوا تھا ساحروں کے بھاگنے سے ہر ایک لشکری گریزاں ہوا بختیارک نے فیلبان کی پگڑی اُچھالی اور پکارا کہ یا خداوند ابجلدی تقدیر گریز کرد نواسا تمہارا بگڑا ہوا ہے لقا نے کہا ہر چند کہ تقدیر فرار قدرت کو منظور نہیں مگر نواسے کی خاطر ہے اچھا بھاگو فیلبان نے ہاتھیوں کو بہت جلد بھگایا شہزادہ ایرج نے تعاقب کیا زیر تیغ رکھ لیا ایکطرف سے کرب تجلی نقیب فوج اسلامیان لیکر اُتر آیا تھا ہزارہا ساحر و لقا پرست مارا گیا دشت لاشوں سے بھر گیا اہل اسلام

قتل کرتے ہوئے جہان تک کہ حصار آتش کا بلا نے کھینچا تھا آئے وہ حصار بھی بلا کے مرنے سے مٹ گیا تھا لقا
اپنے لشکر کے پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرا اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا اسیوقت شہزادہ کرب نے کہا اے ایرج بس بھاگے کا
تعاقب کرنا شیوۂ خاندان حمزہ نہین شہزادۂ موصوف یہ سنکر پھرا میدان سے لاشہاے مسلمانان اُٹھنے کا حکم دیا عیارون
نے آکر قدم اقدس شہزادہ کو بوسہ دیا شہزادہ نے چالاک ابو الفتح سے کہا کہ تم جاکر بادشاہ اسلام کو اور ہمراہیان کو
لشکر اسلام مین لاؤ بارگاہ سلیمانی و جملہ اسباب کافران سے خالی ہے عیاران مذکور خدمت شاہ جمجاہ مین پہاڑ
پر آئے اور عرض کی کہ مبارک ہو دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا شہزادۂ ایرج انتظام لشکر آرائی مین ہین ورنہ حاضر ہوتے
حضور خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہون بادشاہ ذیشان یہ سنکر ہوادار پر سوار ہوکر چلے شہزادہ کرب سے
فرمایا کہ امیر اور خواتین معظمہ کو سوار کرکے لاؤ یہ فرماکر پہاڑ سے اُترے تھے کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے خواجہ سیاوش
سامنے آئے اور کہا اے بادشاہ عالم پناہ بہتر نہین کہ چند روز آپ یہان سے تشریف لیجائین اسلیے کہ لشکر مسلمانان
پر سے ہنوز قران صعب دفع نہین ہوا ہے بڑی مصیبت کا خدا نکردہ سامنا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نہ جاؤن گا
تو لشکر تباہ شدہ جمع نہوگا دوسرے یہ کہ ابتو مین روانہ ہوچکا پھر جانا میرا دستور نہین اچھا کچھ عیار رجائین اور شہزادۂ
کرب سے نسبت لانے ناموس و امیر کے ممانعت کرین عیار حسب ارشاد گئے اور شہزادۂ موصوف کو روکا ادھر شاہ گردون
بارگاہ قریب لشکر پہونچے ایرج نے استقبال کیا اور بارگاہ سلیمانی مین لاکر تخت پر جلوہ گر فرمایا لشکر مین بازارین
کھلین رعایا آباد ہونے لگی لشکری جو فرار ہوے تھے آنے لگے عیارون نے کوتوالی چبوترہ کا بندوبست کیا یہان تو یہ کیفیت ہے
مگر صبا جو اُڑکر دریا مین گئی سحر سے سرداران اسلام کو زیادہ تر مسحور کرکے اُس مقام کو بدستور اول سحر سے نابدید کرکے
غم برادر مین نالان و گریان اُڑکر قلعہ کوہ عقیق مین آئی یہان لقا بدحواس دار الامارہ مین بیٹھا تھا کوہی وغیرہ شکستہ
خاطر حاضر دربار تھے کہ یہ مردار پہونچی سب دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے رنگ چہرہ کا زرد ہے دل غمگین دیر در دہے
غرض اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور روکر کہا کہ ہاے میرا بازو بھی ٹوٹ گیا اور مانگ بھی اُجڑ گئی یا خداوند یہ کیسی آپنے
تقدیر فرمائی لقا نے کہا اے بندی میری تیرے بھائی نے مجکو راضی بہت کیا ہے مین نے خوش ہوکر اُس کو داخل
اپنی بہشت مین کردیا ہے اب اگر تجکو اُسکا رنج بہت ہے تو مین بروز نوروز اُسکو زندہ کردونگا بختیارک بولا کہ اے
صبا دنیا ہیچ ہے کوئی کسی کا نہین جیتے جی سب رشتہ ناتا ہے مرنے پر کوئی نہین پوچھتا اے جان من اب کیون
اپنے جانی بھیا کی عقبیٰ برباد کرنا چاہتی ہو جو کچھ گذرا وہ گذرا اب تم اپنے بھائی کا عوض ان خدا پرستون سے لو
سب کو قتل کرو بھائی کی روح بھی خوش ہوگی اور ثواب بھی ہوگا خداوند بھی خوش ہون گے تمھاری عاقبت
بھی درست ہوگی بہشت مین تمکو بھیا ملین گے ساحرہ کو مرگ آشنا و برادر سے غم و غصہ بہت تھا کہنا شیطان کا
منظور کیا اور کہا کہ ابھی مین جاتی ہون جو سرداران اسلامیان میری قید مین ہین اُنکو مارے ڈالتی ہون پھر اور
مسلمانون کی بھی تدبیر کرونگی شیطان نے کہا بہت اچھا سوچین تم خود عاقلہ ہو تمھین کوئی کیا سمجھائے اب دیر
نہ کرو جلد جاؤ کار خیر مین تاخیر مناسب نہین مگر اپنے رہنے کا ٹھکانا مجھکو بھی بتلاتی جاؤ کہ مین بھی جب چاہون

وہان چلا آؤن کس لیے کہ مسلمان مرنا جانتے نہین اُنکے قتل کرتے وقت عیار تمکو آ کر زک نہ دین ساحرہ تو اُسکے قول کو آزما چکی ہی کہا اچھا مین دو ساحر چھوڑے جاتی ہون جب تم میرے پاس آنا چاہوگے اُنسے کہنا وہ میرے پاس لے آئینگے یا مجکو خبر کرینگے مین بلا لونگی یہ کہکر جادوگر بارگاہ مین چھوڑ کر جانب درۂ کوہ روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی اُدھر جب بادشاہ اسلام بارگاہ مین آچکے اور آبادی لشکر کا سامان ہو چکا عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک ساحرہ صبا جادو جو باقی ہو اُسی کے سبب سے سردار ہمارے کبھی قید ہین اور امیر بھی اپنے حواس مین نہین پس چاہیے کہ اُسکو بھی کسی طرح واصل جہنم کرکے سردارون کو رہا کرین تا کہ لشکر بدستور قدیم آباد ہو غرضکہ یہ مشورہ کرکے چالاک نے تجویز کیا کہ ساحرہ بہر ملاقات لقا اپنے مقام سے قلعہ مین ضرور جائیگی اور وہان سے پھر کر اپنے مسکن مین آئیگی چنانچہ اثنائے راہ مین اُس سے براہ عیاری ملاقات کرکے اُسی کے ہمراہ اُسکے مقام سکونت پر چلنا چاہیے یون جاتے ہین تو راستہ نہین ملتا فی الجملہ ایک عیار کوتاہ قامت کو اپنے عیارون مین سے تجویز کرکے طلب کیا اور کہا ایک لڑکے کی صورت بن آؤ وہ عیار کہ نام اُسکا تجل کوتاہ قامت ہی طفل نابالغ کی صورت بنا ہاتھ پاؤن نازک نازک چہرہ بھولا ناک بہتی کرتا گلے مین آستین سے ناک پونچھتا گال پھولے پھولے لیکن مسری کے سبب سے جا بجا سے شق ہوکر دیکھے پڑے ہوے کرتے کی گھنڈی کھلی ہوئی دامن چاک بسر اُڑسی ہوئی تتلا کر اٹھلا کر باتین کرتا ہاتھ مین کرے چاندی کے پتلے پتلے پڑے شوخی و شرارت چتون سے ظاہر اس صورت سے جب بن چکا چالاک ایک بڑھیا کی صورت بنا چادر گاڑھے کی اوڑھی سر کے بال سفید سوسی کا پائجامہ پہنے پٹاری پان کی بغل مین دابے بہت پرانہ سال نہین اوسط درجہ کی ضعیفہ بنکر اُس طفل کو ہمراہ لیا اور لشکر سے ایک غریب شخص کو بلا کر کہا کہ تیری لڑکی آٹھ نو برس کی ہو کچھ دیر کے لیے ہمکو دے ہم دو روز مین لڑکی بھی تجکو دینگے اور یہ مال اُسکے عوض مین اسوقت تجکو دیتے ہین اُسنے کہا بہتر صاحب قتل ساحران کی تدبیر کرنے مین ہم اپنے اہل و عیال کے ساتھ حاضر ہین چاہے لڑکی مار ڈالی جائے خواہ زندہ رہے آپ لے جایئے مال کی احتیاج نہین غرض اس مرد دیندار نے اپنی دختر نیک اختر حوالۂ عیار خوش سیر کی اُسنے مینڈھیان اُسکی گوندھین کچھ گہنا پہنایا اور ان دونون کو ساتھ لیکر جانب کوہستان گیا اور راستہ مین ایک مقام پر ٹھہر کر دونون کو گود سے اُتار دیا اور بیٹھکر رونے لگا وہ عیار جو لڑکا بنا تھا اُس لڑکی کے ساتھ کھیلنے لگا دونون نے بالو سمیٹ کر گھروندا بنایا اور اڑوں گھروں پاؤن پھیلا کر کھیلنے لگے اس اثنا مین ساحرہ جو قلعہ سے چلی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی چاند کی ایسی صورت اُسکے گلے مین آستینون کی کرتی پہنے اور اوڑھنی سر سے ڈھلکی ہوئی چوٹی پیچھے چھوٹی سی پڑی ہوئی۔ مینڈھیان گندھین گورا گورا بدن ایک لڑکے کے ساتھ پاؤن پھیلائے کھیلتی ہے وہ لڑکا بھی قبول صورت بھولا بھولا ہے دور ایک بڑھیا پٹاری سامنے رکھے ٹولی کترتی جاتی ہے اور روتی ہے یہ دیکھکر ساحرہ نے سواری ٹھہرائی اور ضعیفہ سے پوچھا کہ بڑی بی تم کون ہو اور یہ بچے کس کے ہین اتنا سنتے ہی بڑھیا چیخ مار کر رونے لگی اور اُٹھکر ساحرہ کی بلائین لین اور کہا مین صدقے مین نثار گئی ان بچون کمبختون کا حال بیان کرون

ماں باپ دونوں مرگئے مجھ بڑھیا نانی کے سوا کوئی باقی نہیں رہا سو میرا بھی کیا بھروسہ بوڑھا دم آیا آیا نہ آیا
آیا کوئی دن کی مہمان ہوں اسی واسطے روتی ہوں کہ ہائے انکا کوئی نہیں صبا کو بھائی کا غم تھا ہاں میں ہاں
ملانے لگی کہ بڑی بی سچ کہتی ہو تم بوڑھی ہو یہاں جوانوں کا بھروسہ نہیں کیا موت کو کہیں لینے جانا ہے ہمارے
جانی بھیا ابھی جوان تھے جو مارے گئے اے ضعیفہ اگر اپنے بچوں کو لیکر ہمارے پاس رہو تو ہم وارثی کرینگے بڑھیا
نے دعائیں دیں اور کہا واری تم وارثی نہ کروگی تو اور کون کریگا میرا مزاج خفقانی ہو گھبرا کر جنگل میں نکل آتی
ہوں روتی ہوں دل بہلاتی ہوں بھڑاس دلکی نکل جاتی ہے ورنہ ترک کر مرجاؤں ساحرہ نے کہا تمھیں اختیار ہے
جہاں جا رہنا جانا آنا مجکو تو ان بچوں سے مطلب ہے کہ انکی بھولی باتوں سے غم میرا غلط ہوگا عیار مذکور کو تو ساتھ
جانا منظور ہی تھا بعد اقرار و انکار ساحرہ کے ہمراہ ہوئی اسنے دونوں بچوں کو ہوا دار کے آگے بٹھالیا اور بڑھیا
کو بھی ایک طاؤس پر سحر کے بٹھا کر داخل درہ کوہ ہوئی درہ کوہ میں گھر بنانے کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے جا بجا
اُسی مقام پر ایک صحنچی بزور سحر اور بنا دی اور بڑھیا کو اسمیں فروکش کیا بچوں کو اپنے مقام پر لیجا کر رکھا وہ سامنے
کھیلنے لگے چالاک نے اتنے دنوں میں بدقت تمام یہاں رسائی پیدا کی اور قصد کیا کہ اب کام اسکا تمام کر دوں کیونکہ
یہ غم میں اندھی ہو رہی ہے پہلے جو یہاں آنا چاہتے تھے تو اندھے ہو جاتے تھے غرضکہ یہ تو اس فکر میں ہے اُدھر
بختیارک کی رگ شیطنت بھڑکی دم گھبرایا ان ساحروں سے کہا میں صبا کے پاس جانا چاہتا ہوں ساحر
وہاں سے اُڑ کر ساحرہ کے پاس آئے اور کہا ملکجی یہاں آنا چاہتے ہیں ساحرہ نے چند جادوگر اور بھیجے کہ جاکر
ملکجی کو لے آؤ ساحر شیطان کے پاس آئے اور کہا چلیے آپکو بلایا ہے شیطان نے براہ احتیاط کہ یہ ساحر کوئی عیار نہ ہوں
جو میرے ساتھ مقام ساحرہ تک پہونچ جائیں اُنکا منھ گرم پانی سے دھلوایا اور کچھ باتیں امتحاناً پوچھکر سوار ہو
روانہ ہوا راہ میں بھی اُنکے باپ دادے کا نام پوچھتا جاتا تھا جب درہ کوہ میں پہونچا صبا استقبال کر کے لیگئی اور
مقام بہتر پر بٹھایا اور کہا کیونکر تشریف لائے اُسنے کہا میرا دم گھبرایا جی میں آیا کہ قتل مسلمانان کا چلکر تماشہ دیکھوں
ساحرہ نے کہا آپ نے بہت مناسب کیا شیطان بولا کہ بیجر دیر کیا ہے جلد بازار موت گرم کرو ساحرہ نے پیوند
دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا ایک عورت پیدا ہوئی کہ ہر بُن مو سے اُسکے شرارہ آتش نکلتے تھے سر پر کالرا آتش نے
اس قحبہ کو تسلیم کی اُسنے اُسکی جانب خطاب کیا کہ اے زنار قہرناک آتش مدار تم جا کر تہخانہ کا دروازہ کھولو اور
قیدیوں کو باہر نکالو ہم بھی آتے ہیں اُس نار یہ نے عرض کیا کہ جب سے آپکے بھائی صاحب خداوند کی بہشت میں گئے
اُسدن سے قیدی میرے سپرد حضور نے اگر کئے ہیں کیونکہ وہ زنجی اُنکے مرتے ہی مرگئے تھے جو کہ محافظ زندان تھے جناب
اب اسیر میرے قبضہ میں تو ہیں مگر اسقدر میرا اختیار نہیں کہ تہ خانہ سے باہر نکالوں ہاں آپ اپنا سحر اُنپر سے رد کیجیے
تو بالکل میری قید میں رہ جائیں اس طرح کہ اگر مجکو کوئی ہلاک کرے تو وہ رہا ہو جائیں اور جب تک میں زندہ ہوں
وہ چھوٹ نہ سکیں ساحرہ نے کہا میں تمکو رد سحر کا طریقہ سکھائے دیتی ہوں یہاں سے رد سحر کی ضرورت نہیں یہ کہکر کچھ
اسکو تعلیم کیا وہ سحر یاد کر کے روانہ ہوئی مجمل عیار جو قرطہ کا بنا ہوا یہاں کھیل رہا تھا اُسنے من و عن تمام ماجرا سُنا

اور دوڑ کر بڑھیا یعنی چالاک پاس بجلۂ لہو ولعب گیا اور اس سے سب حقیقت بیان کرکے پھر سامنے ساحرہ کے
آکر کھیلنے لگا اور چالاک جملہ کیفیت سے آگاہ ہو کر سوچا کہ اس زنار کو مار ڈالون کہ یہی محافظ سرداران ہے
خیال کیا کہ اُسکے مارنے سے سردار رہا ہونگے کیونکہ سُن چکے ہو کہ صبا نے ردسحر نہین کیا پس مناسب ہی کہ اس کے
ساتھ چلو جب یہ ردسحر کر چکے جب مار ڈالو یہ تجویز کرکے اپنے مقام پر سے اُٹھ کر سامنے صحن مین ٹہلنے لگا زنار جیسے ہی
ساحرہ کے پاس سے چلی اسنے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ وہ اُسی طرف آئی اسنے کہا تم اسوقت ملکہ کے کام کو جاتی ہو ٹھہرو نہین
مین تمھارے ساتھ چلتی ہون راہ مین جو کہنا ہوگا کہونگی یہ سُنکر وہ اسکی خاطر سے غائب ہو کر نہ گئی باتین کرتی پیادہ پا چلی
چنانچہ مکان قیدیون کے رہنے کا بیان ہو چکا کہ دوسرا ہی یہ دونون اُس مکان سے باہر نکلین بڑھیا نے باہر آتے ہی کہا
کہ بی بی پالے کی محبت بھی بڑی ہوتی ہے تم تو چھوٹی تھین مجکو کیا پہچانوگی مین نے تمھاری مان کو پالا تھا تم اُسی کی
نشانی ہو آؤ میرے گلے سے تو لگجاؤ وہ سر جھکا کر سینے سے لگ گئی اسنے بلائین لین کہا اے بچی تو موئی مٹی کی نشانی
ہے مین اور تیری مان ایک ہی جگہ رہتی تھی کچھ ایسا تفرقہ ہوا کہ اب تیری صورت دیکھنا دشوار ہو گیا اے بیٹی ایک امانت
بھی تمھاری مان کی میرے پاس ہے مین تم کو دونگی اور وہ ایسی چیز ہے کہ تم مالامال ہو جاؤگی تمھاری بیزار پھر کسی کی نوکری
کروگی اور اے فرزند مجکو اب مال واسباب کیا کرنا ہے آج مری کل دوسرا دن ہان تمھارے کھانے پہننے کے دن ہین
ابھی تم میرے دیدون مین خاک ہو نہار ہو ساحرہ یہ باتین سُنکر سمجھی کہ یہ مقام صبا نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا ہے ایسی
ہی معتمد اور قدیمی ہوگی جب تو اسکو یہان رکھا ہی پس جو کچھ یہ کہتی ہے بیشک سچ ہے بس یہ سمجھکر نانی جان کہہ کر باتین کرنے
لگی اور مال ملنے کے نام سے زیادہ تر خوشنود ہو کر بعجز تمام ترہم سخن رہی تا اینکہ دونون در زندان پر پہونچین یہان دیکھا تو زمین دوز تہخانہ بنا ہے
قفل اسکا ایک شیر زبان منھ مین ڈالے بیٹھا ہے زنار نے وہان پہونچتے ہی سحر پڑھکر دستک دی ایک قفل اور تہخانہ سے نکلا اور ماہتاب
کی طرح چمک کر جانب ہوا گیا اور وہان سے چو برق بنکر گرا اس شیر کے منھ کو کاٹ کر زمین مین اُتر گیا دروازہ کھل گیا یہ دونون اُس تہخانے
مین اُترے دیکھا تو زمین مین ایک اور دروازہ لگا تھا اُسکے قریب دو دیو گرز پکڑے بیٹھے تھے اسنے چار دانے ماش کے افسون پڑھ کر جو مارے وہ دیو
بھی جلگئے وہ دروازہ بھی کھلا اب مکان بنا ہوا ظاہر ہوا اور سرداران اسلام زنجیر آتشین مین بندھے نظر آئے کہ ماران سحر اُنکے
جسم پر لپٹے تھے ساحرہ نے اُنکے جسم پر سے بھی وہ قید دور کرکے اپنے سحر سے انکو بےحس وحرکت کر دیا اس عرصہ مین صبا و نجیبا اگر
بھی سامنے سے آتے نظر آئے اسوجہ سے کہ جب وہ شیر اور دیو دفع ہوئے تو تہخانہ بھی کھل گیا تھا کہ سحر سے ساحرہ کے بنا تھا
اور اُسی نے ردسحر اسکو بتایا تھا فی الجملہ چالاک نے جوان دونون کو آتے دیکھا سمجھا کہ اب شیطان تجکو آکر پوچھے گا کہ یہ کون
اور تیرا حال سُنکر ضرور پہچان لیگا ساری محنت تیری برباد ہوگی اب جلد اپنا کام کر یہ سوچ کر کمر سے ایک لعل بدخشانی نکالکر
پکارا کہ اے زنار اب یہان صبا آتی ہین اُنکے سامنے مین تجھے نہ دے سکونگی تو یہ لعل بےبہا تمھاری مان کی امانت ہی
جلد لے لو کہ کوئی دیکھے نہین زنار لعل کو دیکھتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا اور دوڑ کر
قریب آئی عیار نے وہی لعل منھ پر مارا کہ ناک پر پڑا وہ حیران کہ یہ اس نے کیا کیا اسی حیرت

مین تھی کہ وہ لعل حباب کی طرح ناک پر پڑتے ہی پھوٹ گیا تھا اور بیہوشی دماغ مین پہونچتے ہی یہ بیہوش ہوگئی عیار نے
فوراً سر اُسکا جدا تن سے کر ڈالا پھر تو غلغلہ آفت خیز برپا ہوا دُنیا سیاہ ہوئی آواز آئی کہ مارا زنار کو وہ مکان
کہ اُسکی حفاظت مین تھا نابود ہو گیا سرداران اسلام رہا ہو چکے تھے وہ زنجیر وغیرہ بھی رفع ہو چکی تھی چھوٹ کر
استادہ ہوگئے ادھر بختیارک پکارا کہ اے ملکہ یہ کیا ہوا جلد سحر پڑھو ساحرہ بیتاب ہو کر دوڑی تھی کہ وہ عیار
جو لڑکا بنا ہوا تھا اسکے آنے سے وہ بھی پیچھے اسکے آیا تھا جو وہ حلقہ کمند کے گانٹھ کر جو مارتا ہی صبا کی گردن و کمر
مین پیچیدہ ہوے اور الجھکر وہ گری اور میدان تو ہو چکا تھا ہی چالاک نے دوڑ کر بختیارک کا گلا دابا غین غین
کرنے لگا اور رحیل نے خنجر نکالکر صبا کو قتل کرنا چاہا مگر وہ نیچہ سحر محافظ رکھتی تھی جیسے ہی خنجر چاہا کہ مارین وہ نیچہ مثل
برق چمک کر گرے اور انکو اُٹھا لیگئے عیار سمجھے کہ ایسا نہو یہان ٹھہرنے سے کوئی آفت آئے پس بختیارک کو چھوڑ کر
اُس لڑکی کو کہ جسے ساتھ لائے تھے ڈھونڈھنے چلے وہ لڑکی جب مکان سکونت صبا خالی رہا تھا تو دروازہ سے باہر
نکلکر درہ کوہ کے ایک غار مین مارے ڈر کے چھپ رہی تھی چالاک نے پکارا کہ بتا کہان ہو وہ انکی آواز پہچانکر اس سے آکر
لپٹ گئی یہ اسکو وہین لیکر بھاگا اُدھر بختیارک بھی فرار ہو کر جانب قلعہ کوہ عقیق گیا اور جملہ سرداران اسلام رہا
ہو کر اپنے لشکر مین آئے عیارون نے اُس دختر کو اُسکے باپ پاس پہونچایا اور کئی ہزار روپیہ دیکر کہا کہ اس کی
شادی کر دینا فی الجملہ جب سردار بارگاہ سلیمانی مین پہونچے بادشاہ اسلام کو تسلیم کر کے اپنی اپنی جگہ کور دنی بخشی
اور حال امیر خوش تدبیر پوچھا شاہ اور ایرج نے سب حقیقت بیان کی ہر ایک نے کہا ہم وہان جا کر قدمبوس ہونگے
اور سب جمع ہو کر روانہ ہوے جب دامن کوہ مین پہونچے شہزادہ گرب نے مستورات حرم سلطانی کو قلعہ کوہ سے اُتارا
خیام وسراپردہ مین بٹھایا تھا اور امیر کو الگ خیمہ مین رکھا تھا امیر مرنے سے بلا کے ہوشیار ہوگئے تھے کیونکہ
اُسکا سحر اُنپر سے اُتر چکا تھا صرف اسم اعظم بھولے ہوے تھے اسوجہ سے خاموش تھے کہ سرداران ذی تبار خدمت
اقدس مین حاضر ہو کر رسم نیازمندی بجا لائے ہر ایک تصدق اور بلا گردان ہوا اور کہا اے شہریار لشکر آگیے
ہمارا جی بارگاہ مین نہ لگیگا حضور تشریف لیچلین آپنے فرمایا کہ چلتا ہون اور اُٹھکر خیمہ سے باہر آئے چاہا کہ
سوار ہون ہرکارون نے خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ مجاہر راہ خدا آتے ہین بادشاہ نے خواجہ دریادل کو بلا کر فرمایا
کہ دیکھو تو قران صعب دفع ہوا یا نہین خواجہ موصوف نے قرعہ پھینک کر کہا کہ ابھی زمانہ نحوست کا باقی ہی بہتر
ہے کہ امیر یہان نہ آئین بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خود جا کر امیر کو یہان سے منع کیجیے خواجہ زادہ وہان سے سوار
ہو کر دامن کوہ مین آئے قاسم و علمشاہ سے کہا کہ ہم اور آپ خیر خواہ امیر مین سے ہین بہتر یہ ہی کہ چندے بلکہ
امیر کو قلعہ کوہ پر لیجا کر رکھیے سردارون نے کہا فرمانا آپکا بدل قبول ہے یہ کہکر امیر سے کہا کہ ہم اسیر سے ہین
اب یہ چاہتے ہین کہ صحرا مین رہکر کیفیت سبزہ زار دیکھین امیر اُنکے کہنے سے رُکے اور اُسی جگہ فروکش ہوے محال
مین نذرین نیازین ہونے لگین یہان تو یہ حال ہے لیکن بختیارک جو بھاگ کر قلعہ مین آیا لقا تخت پر
بیٹھا تھا اُس سے آکر کہا کہ سب بندے تیرے بہشت مین چلے گئے اُس گبر نے کہا مین نے یہی تقدیر

کی تھی شیطان نے کہا بندگان مقہور چھوٹ گئے اور عیار رہ گئے ہین کہ ہم لقا کو بانس پر چڑھائین گے ایک ایک
بوٹی کاٹ ڈالین گے پھر ایک بوٹی خداوند کی لنگئی تو وہ میری کاٹی جائیگی خداوند تو خدا ہین انکو تو کچھ ایذا نہوگی
میری جان تکا بوٹی ہو جائیگی یہ کلمہ سُنکر کو ہیون نے کہا ملک جی تم خداوند کو ہمارے سامنے ایسا کچھ بے ادبانہ
کہتے ہو لقا نے کہا جو یہ کہتا ہے اسکے معنے ہم خوب سمجھتے ہین ہماری قدرتون کے راز سے یہ خوب آگاہ ہے یہ
باتین ہو رہی تھین کہ صبا جادو رُوے ہوا سے یہان اُتری اور خداوند کو سجدہ کرکے اپنی جگہ پر بیٹھی لقا نے کہا
اے بندی قدرت یہ ہماری رحمت تھی کہ عیارون کے ہاتھ سے بچگئی ہمارے فرشتگان رحمت تیرے محافظ تھے
ورنہ عیار مار ڈالتے ساحرہ نے یہ سنکر پھر سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوئی کہ اب تو ایسی تقدیر کر کہ مین ان مسلمانون کو
غارت کر دون یہ کہ رہی تھی کہ فلک پر بجلی چمکی اور صدا سے نفیر پیدا ہوئی لقا نے کہا دیکھ قدرت نے اپنی خاص فوج
طلب کی تیری دعا قبول فرمائی ساحرہ جانب فلک نگران ہوئی دیکھا تو اگیا بتیال اور بگولے آنے لگے تیلے جھنڈیان
ہلاتے ظاہر ہوے شیطان نے اُٹھ کر دار الامارۃ سے باہر آ کر اُس فوج کو ٹھہرایا اندر دار الامارۃ کے ایک ساحر ژولیدہ مو
بدہیئت اور سیہ رو آیا آتے ہی تخت خداوند کے سامنے لوٹ گیا پھر اوندھا ہو اخداوند پکارا کہ اے بندۂ رحمت
اختصاص بس عبادت تیری قبول ہوئی وہ ساحر سیدھا ہو کر قلقاریان مارنے لگا آخر الامر دنگل پر شیطان نے
بٹھایا اور صبا سے کہا لو تمھاری دلگی آئی اُسنے کہا ملک جی یہ موا دیوانہ ہے شیطان نے مجنون سے کہا کہ یہ عورت
تم کو پسند کرتی ہے ذرا ہوش کی باتین کرو تو جوڑا لگا دیا جائے وہ یہ سنکر کچھ سمجھ کر ہنسا اور صبا سے اختلاط کی باتین کرنے
لگا باتین کرتے کرتے اُٹھا اور ہنسکر گویا ہوا کہ آؤ ملک جی ہم تم گلے ملین شیطان یہ سُنکر اُسکے گلے ملا اُسنے خوب اسکو
دابا اور گال اسکا دانتون سے پکڑ لیا یہ چیخنے لگا کہ او دیوانہ نامعقول کیا کرتا ہے میری جان جاتی ہے چھوڑ دے ارے
تو نے منھ چومتے ہی گال کاٹا اسکے چیخنے سے صبا نے اُٹھ کر اُس سے کہا کہ اے مجنون یہ وزیر اعظم خداوند شیطان درگاہ
قدرت ہے تم اسکے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے ہو ہاتھ جوڑ دو دیوانے سے اُسکے سمجھانے سے چھوڑا اور کہا کچھ عجب اس حرامزادے
کی قطع ہے ساحرہ نے کہا نہ ایسا نہ کہو شیطان نے کہا ہمسے اور کسی سے گالی گلوچ کی ہنسی جو ہوتی ہے تو ہم دوست
زیادہ تر اُسکو جانتے ہین تم اسکو منع نہ کرو مین سمجھ لونگا ساحرہ خاموش ہو گئی اور دیوانہ نے کچھ سحر پڑھ کر
قلقاری ماری کہ کئی سو تھیلا روے ہوا سے اُترا کشتیان زر و گوہر کی لیے تھا وہ کشتیان دیوانہ نے خداوند کے نذر کین
خداوند نے خلعت دیا وہ خلعت اُسنے چاہا کہ چاک کرکے پُرزے پُرزے اڑا دے شیطان نے وہ اُسکے ہاتھ سے لے لیا
الحاصل اُسکو کرسی پر بٹھلایا اور شیطان نے اہل اسلام سے لڑوانا چاہا الیس آئینہ بارگاہ مین قد آدم لگے ہین ایک آئینہ کے دیوانہ
کو دکھلایا اُسنے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی شیطان سے کہا یہ میرا بھائی کہان رہتا ہے شیطان نے جواب دیا کہ دیکھتے
نہین اس گھیرے مین یہ قید ہے خدا پرستون نے مقید کیا ہے یہ سنتے ہی دیوانہ چیخ مار کر رویا اور اُسی وقت نفیر کو اُسنے
بجایا لشکر دیوانگان مین خبر ہوئی وہان بھی نفیر بجی دیوانہ دار الامارۃ سے باہر آیا لشکر اسکا تیار ہو کر اسکے ساتھ ہوا اُسوقت
تو صبا جادو بھی اپنے ساحر لیکر چلی پھر تو کوہی وغیرہ خداوند کو اپنے لیکر باہر قلعہ کے آئے اور مقابلہ اسلامیان لشکر

آراستہ کیا خیمہ و بارگاہ نصب ہوئے دن بھر اسی سامان میں اوقات بسر ہوئی آخر جوش صفرا مزاج دہر سے کم ہوا اور حرارت مہر کم ہوکر سر روز میں سودائے سواد شب کا خلل نظر آیا کہ بیت کھلا پھر قلعۂ افلاک کا در ہ نظر آنے لگا انجم کا لشکر سر شام بحکم لقا ہو نافرجام طبل رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر کے باہر آنے سے خبر لینے فوج اسلام سے چلے آئے تھے جملہ حقیقت دریافت کرکے سامنے بادشاہ فدوی الاقتدام اسلام کے آئے اور بعد دعا ثنا کے آنا دیوانہ اور سکندر الشان کا قلعہ سے اور بجنا طبل جنگ کا معرض بیان میں لائے شاہ جہجاہ نے ہرچند کہ زخمی ہیں لیکن جرأت کو کام فرمایا کہ حکم نواخت طبل جنگ دیا ادھر بھی نقارہ حربی گڑگڑایا لشکر اسلام تو خستہ و شکستہ تھا لیکن منچلاپن کرکے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحروں میں سحر خوانی ہونے لگی صرف با ذخران شمشیر گلشن جوانی ہونے لگی ایک طرف تیز تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کلوا بھیر دن نارسنگھ کی پکار شجاعوں کے سر میں سودائے شجاعت عروس مرگ کے دیوانہ الفت لیکن ان دیوانوں کو نام و ننگ اور کار نامردی سے عار آمادہ کارزار نہ پروائے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلواروں کی جھنکاران سودا زدوں کے حق میں دیوانہ کے لیے ہو وحشت کا جوش ناموری ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن صحرائے کارزار میں پھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیاں اڑاتے سر بجیتر کو نوک خار بیدائے جلادت سمجھ کر پادل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاہد تہوری کے عشق میں جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی کہ نیزہ لبسان دیوانگان صحرائے نبرد سر کھوئے تھے تلواریں پیرہن غلاف و نیام اتار کر عریانی پسند تیر وحشت میں آکر بھاگنے پر آمادہ خلش اُنکی علاج دل دردمند سپر میں برنگ خیمں سودائیان سیاہ گرزوں کو سر پر بیابان ضرب رکھنے کی چاہ لب سوفار چلا کر بڑھ مارنا چاہتے گوشہ کمان سے خدنگ نکلکر دو نعرہ لگاتے کمند میں دل کی الجھن کا پتا دیتیں زرہیں حلقۂ زنجیر دیوانگان تھیں ہر سمت شورش بپا ہنگامہ تھا نظم

مشہور ہے وحشت جوانی
پر کچھ نہیں سوجھتا تھا نہ نہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار
دل ہو گیا مثل سبزہ پامال

آفت ہے طبیعت جوانی
مرنے کی ادا پسند خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار
بھایا زخموں کا مسکرانا

ہرچند خرابیاں تھیں اظہار
جینے سے قضا پسند خاطر
تیغوں کی پسند آگئی چال
دم عشق میں حرب کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر دہر سے کم ہوا اور بیخبری نوم سے ہر غافل چونکا کہ ابیات

وہ بھی تھی اک سیاہی سی نمود
اک نگار آتشین رخ سر کھلا
لاکے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبح کو رازمہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب رو سحر
رکھدیا ہے ایک جام زر کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر
بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
صبحدم جو سردار کا امیر نامدار

پاس چلنے گئے تھے خبر طبل جنگ کی سمجھے کہ لشکر رات سے یہاں آئے اور دردولت شہنشاہ پر صولت پر حاضر ہوئے ایک طرف سے اپیج فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آیا بادشاہ لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوئے ہر ایک نے مجرا کیا کہ ابیات

تاج زرین مہر تابان سے سوا
اسب فریب طغرل و سنجر کھلا
پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام

خسرو آفاق کے منھ پر کھلا
مہر کا پنا چرخ جسکر کھا گیا
اُسکے سرہنگون کا جب دفتر کھلا

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا
ایسے شاہ گردون اساس کو ہر ایک

جرات شناس قلب لشکر مین رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ جانب رزم گاہ روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے آواز نصر من اللہ آئی جب عرصۂ کارزار مین شجاعان روزگار پہونچے ترتیب صفوف مین مصروف ہوئے اُس طرف سے لقا فوج کوہیان وغیرہ لیکر فیلان جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا ایک طرف اُسکے صبا رجادو دوسری جانب مجنون جادو اژدہون پر سوار تھے دیوانہ کے ہمراہ سردار فوج دیوانگان مثل احمر جادو واستر جادو وغیرہ بیشمار تھے چنانچہ صفوف کارزار جب آراستہ ہوچکین نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون مین نارنج ترنج اچھلنے لگے شور بوق وکوس بلند ہوا استر جادو تلقاری مار کر خداوند سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور کچھ دیوانہ بن بن کر طالب مرد مبارز ہوا اس طرف سے صندل گھوڑا اُڑا کر بادشاہ کے سامنے آیا اور مرکب سے کود کر عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ ساحر سے ساحر ہی اگر لڑے تو بہت موزون و زیبا ہے مجکو رخصت ملے تو بہت اچھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی یہ بہادر اجازت یاب ہوکر سامنے حریف کے آیا استر نے اُسپر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اس دلاور نے سحر سے ٹھکور دفع کیا اور ایک گولا مارا کہ اُس بیچارے نے ہرچند چاہا کہ رد کرے ممکن نہوا سینہ اُسکا گولا توڑ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا یہ ماجرا جو مجنون نے دیکھا خود ایک چیخ مار کر صندل پر جھپٹا اور ایک ناریل جرخ دیکر مارا صندل مرکب پر سے پرواز کر گیا ناریل گھوڑے پر پڑا کہ وہ اُڑ گیا دیوانہ نے پھر ایک چیخ ماری جتنے دیوانہ کے ساتھ تھے زمین پر گر کر غائب ہوگئے اور پرچھائیان بنکر صندل کے چار طرف سے لپٹنے لگے اس کے پاس تیغہ آب چشمہ سامری کا بجھا ہوا ہی وہ اسنے کھینچکر چرخ دینا شروع کیا کہ اُس کے عکس سے پرچھائیان دور ہٹ گئین اُسوقت مجنون اُسکے مقابل آیا اور ایک تصویر اپنی کمر سے نکالکر اُسکو دکھا کر پکارا کہ لے ساحر ترو لیدہ مو توکیسا انسان ہی کہ جو اس شبیہ کو دیکھکر اس تصویر کے عشق مین دیوانہ نہین ہوتا عقل و خرد سے بیگانہ نہین ہوتا جلد دشت نورد بادہ محبت ہو یہ سننا تھا اور اس پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب کا دیکھنا تھا کہ صندل گھوڑے پر سے اُترا اور لباس اپنے جسم سے نوچ کر پھینکا پھر شعر عاشقانہ پڑھتا دیوانہ وار بکتا جانب صحرا چلا اُسکے جانے کے بعد سرداران اسلام یکے بعد دیگرے مقابل اُس دیوانہ جاہل کے آنے لگے اور تصویر دیکھ کر دیوانہ ہوکر جانب کوہ و دشت جانے لگے عجب طرح کا غلغلہ برپا ہوا صدہا آدمی دیوانہ وار بکتا جنگل کیطرف چلا ہو جب نظم

اے طالع واژگون مبارک
پیغام جنون بر ابر آے
کانٹون پہ ہے لوٹ پھر دیدہ ان
عقل آئے اگر اُسے نکالو

ہے آمد غم جنون مبارک
پھر ہونے لگی جنون کی تاثیر
پھر چاک ہوا امر اگر یبان
آمادہ زبان خروش پر ہے

ایام بہار سر پر آئے
پھر موج ہوا ہے شکل زنجیر
پھرتا ہے جنون کہان بلالو
وحشت کی بہار جوش پر ہے

جب لشکر اسلام میں تفرقہ پڑا صبا جادو نے سحر پڑھکر دستک دی چند پتلے صندوق بلور کاندھے پر رکھے حاضر
ہوئے اس نے اس صندوق کو وا کیا ہزارہا پتلا روئین تن بھرا اُس میں سے نکلا اور بڑھکر مثل انسان قد آور ہوا
ساحرہ نے انکو حکم دیا کہ جاؤ اور کام دشمن کا تمام کرو وہ پتلے تیغ و خنجر پکڑ کر لشکر اسلام پر چلے ادھر سے ایرج نے
اپنے پتلون کو للکارا اب پتلے سے پتلا بھڑ گیا فوج لقا بھی حریف کو مغلوب دیکھکر یورش کرکے چلی مسلمان بھی نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر آگے پتلہائے روئین تن کو سر پنجہ فولادی دراز کرکے پکڑتے اور بقوت تمام تر چیر کر پھینک دیتے تلوار
گھمسان کی چلنے لگی مگر مجنون دوڑ دوڑ کر تصویر دکھاتا اور لشکریان اسلام کو دیوانہ بناتا لشکر کم ہوتا جاتا اور یہ
کیفیت دیکھکر لشکرین اور رسالے جی ہارے دیتے پاؤن اُٹھے جاتے لشکر ساحران اور کوہیان غالب آنے لگا جو سردار
کہ دیوانہ ہونے سے بچے وہ زخمی ہوگئے آخر یہ ہنگامہ ہوا کہ ہر بہادر چمنستان جنگ میں بلفیق باد بہاری تیغ برنگ
نخل گلشن گلہائے زخم سے ارغوان پوش نظر آیا آب آہن کی آبیاری نے نو رسیدگان باغ جلادت کو مراد پر
پہونچایا نام و ننگ کا ثمرہ حاصل ہوا ہر چند کہ شجر حیات کٹ گیا لیکن پھلنے پھولنے کے قابل ہوا ایسا ہی جان
لڑانے لگے نامرد پیٹھ دکھانے لگے جوہر شجاعت کھلے دلاور دٹ گئے بھاگے بزدلے کھیت پڑے کی کسانی سے
میدان رزم عرصۂ جوانی ہی تھوڑ دستگاہ سینہ سپر کرکے داد شجاعت دینے لگے جان دیکر ناموری مول لینے لگے تلوار
کا سکہ بڑا جوہر تیغ و خنجر کا مثل سکہ زر چلن ہوا گرم بازار آہن ہوا کانٹ چھانٹ کی وضع رہا یارے فوج نے
اختیار کی شمشیر کی چال پسند آئی تراش خراش خنجر و زخم نے نئی نکالی نازک مزاجی ایسی بڑھی کہ نیچا بانی
ہر ایک کے حصہ میں آئی قتل و قمع کا حکم شہنشاہ جلادت کی بارگاہ سے جاری فرط نازکی سے جان سبکو بھاری
نیزہ کا جھنڈا گڑا ہوا سرفروشان بازار شجاعت کو جان دینے کا سودا زبان خنجر و سنان لسان مشتری و خریدار
گفتگوے جانستانی کرتی متاع جان نامردان کا سد جا نکر نام دھرتی ہر سمت آشفت برپا یہ حال تھا کہ نظم

بگرد از باران از ابر سیاہ
چو ابرے کہ باران او تیر و تیغ
ز بس کشتگان اندران رزمگاہ
برآمد ہمی موج دریائے خون

ببارید تیر اندران رزمگاہ
زمین آہنی گرد اسپان بجل
بریدہ سران شان فگندہ براہ

جہان چون شب بہمن از تیرہ میغ
بہ دو دست گردان بخون گشتہ لعل
زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون

بادشاہ اسلام کے ساتھ داراب خورشید و علمشاہ و قاسم وغیرہ
سب سردار جان لڑا رہے تھے فوج بھاگی تھی مگر سردار بھاگنا کیا جانیں لڑ رہے تھے اور زخمی ہوتے جاتے تھے
اور اس خیال سے کہ ناموس امیر دامن کوہ میں اُترے ہوئے ہیں لشکر دشمن یورش کرکے اُدھر نہ جا پڑے پسپا ہوتے
جاتے تھے اور جانب کوہستان ہٹتے آتے تھے مجنون نعرہ مارتا تھا کہ ان مسلمانون کو جانے نہ دینا گھیر کر قتل کرنا فوج
لقا مثل بحر فنا طغیانی پر تھی بختیارک ہنسکر کہتا تھا کہ اے مجنون بس اب کل سمجھ لینا وہ جواب دیتا تھا کہ میں کل اور
آج کچھ نہیں جانتا ہوں شیطان کہتا تھا کہ زیادہ حد سے نہ بڑھو ورنہ خداوند کو بھاگنے میں تکلیف ہوگی دیوانہ
اپنی دھن میں کسی کی نہ سنتا تھا بڑھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ لشکر مسلمان قریب دامن کوہ پہونچ گیا اور

قول حکیم زادون کا ظاہر ہوا کہ شاہزادہ کرب کو پھر قلعہ کوہ پر ناموس شاہی کو لیجانا پڑا لیکن سرداران اسلام
نے پائے شجاعت گاڑے وہان پہونچکر پیچھے ہٹنا ننگ و عار سمجھے گھمسان کی مار ہونے لگی حرم محترم امیر مین پھر
وہی قیامت شور و شیون کی برپا ہوئی ان کو اس حال مین مبتلا دیکھکر حال دوسرا مذکور ہوتا ہے یعنی شہزادہ نور برج
طلسم ہزار برج مین اندر قلعۂ یاقوت نگار کے مقیم ہے اور پریزاد طلسم نے بہت اطاعت کی ہے ہر وقت دلجوئی اور
خاطرداری مین مصروف رہتی ہے مزاج ہوتا ہے پیمانۂ شراب سرخ گردش کرتا ہے اسی ہنگامۂ عشرت نشاط مین ایکدن
وہ ساحرہ جسکو پریزاد نے محافظ قلعۂ بادشاہ طلسم کی جانب سے بیان کیا تھا آئی اور جہان شہزادہ برج پر مقیم ہے
وہان کرسی بچھا کر بیٹھی اور شہزادہ کو سمجھانے لگی کہ اے طلسم کشا یہ پریزاد آپ خدمت مین اپنی رکھیے اور تین ہزار
نازنین اس قلعہ مین ہین جسکو آپ پسند فرمائیے وہ حاضر خدمت ہو اور تمام عمر اسی مقام پر بعشرت تمام بسر کیجیے
شہزادہ نے ہنوز اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا تھا کہ پریدے ہوا سناٹا ہوا اور ایک تخت زمین پر اترا یہ ساحرہ
جو شہزادہ سے ہمکلام تھی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس تخت پر بھی ایک جادوگرنی سوار تھی اسکی تعظیم دی وہ بھی
تخت سے اتر کر بغلگیر ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ اس جادوگرنی کے گلے مین جھولی بادلہ نگار پڑی ہے ماتھے پر بندی
لگی ہے قشقہ سیندور کا کھنچا ہے ماتھا فیل کی مستک کی طرح رنگا ہے صندل اور چندن سے تمام جسم رنگین ہے ماران سیاہ
سے گردن کو تزئین ہے رنگ رخ سیاہ نقشہ بھونڈا گدہی پر جوڑا پڑا سا بندھا گند تا ٹھڈی پر کدا منہ بھاڑ سا کھلا اس
ہیبت سے وہ بدسرشت دوسری کرسی پر آکر بیٹھی نام اسکا مہر جادو ہے اور وہ جو پہلے سے یہان آئی تھی گاؤ سر جادو نام
رکھتی ہے خلاصہ یہ کہ گاؤ سر نے سبب آنے کا اس سے استفسار کیا اور کہا آج کیا تھا جو ادھر بھول پڑین آہ بہن
ساحری قسم تم بڑی بے مروت ہو میری آنکھین تمھین دیکھنے کو ترستی ہین اور تم کبھی ادھر جھانکتی بھی نہین مہر جادو نے
جواب دیا کہ بوا تمھارا گلا میرے سر آنکھون پر مگر تمنے یہ بھی نہ جانا کہ مین کس حال مین تھی جو تم تک نہ آئی یہ کہکر صبا جادو
کا لقا پاس جانا اور حال جنگ سلطانی اور بند ہونا اسم اعظم کا بیان کر کے کہا اب مین وہ شیشہ جسمین اسم اعظم قید ہے
طلسم ہوشربا مین لیے جاتی تھی تمہارے دیکھنے کو اس طرف چلی آئی۔ گاؤ سر نے کہا اے بوا ذرا مین تو دیکھون کہ وہ شیشہ
کیسا ہے اسنے جھولی سے نکالکر وہ شیشہ دکھایا شہزادہ نور برج وہان بیٹھا ہی تھا یہ ماجرا اسنے بھی سنا اور ساحرہ تو ساحرہ
سے باتون مین مشغول تھی اسکا خیال نہ رکھتی تھی اسنے تیر کمان مین جوڑ کر جیسے ہی شیشہ اسنے دکھایا ساتھ ہی تیر شہزادہ نے
لگایا کہ شیشہ کو توڑ کر تیر مہرۂ پشت ساحرہ سے پار گذرا وہ تڑپ کر کرسی سے نیچے گری اور سرد ہوئی شور اسکے
مرنے کا بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا مہر جادو کو یہ ماجرا جو گاؤ سر نے دیکھا پہلے آئینہ وار حیران رہی پھر برق کیطرح تڑپی
اور پنجہ بنکر شہزادہ پر گری اور اٹھا کر لے اڑی پکاری کہ ارے ظالم تو نے بڑا غضب کیا جو میری بہن کو مار ڈالا
ادھر تو یہ شہزادہ کو لیکر اڑی ادھر وہ پریزاد بیقرار ہو مثل سیماب کے اٹھی اور بروئے ہوا پہونچکر ساحرہ سے لپٹی اسنے ایک
ہاتھ سے تو شہزادہ کو سنبھالا دوسرے ہاتھ سے اسکے بال پکڑے اسنے اسکے چھوٹنے لیے اور جس ہاتھ سے وہ شہزادہ کو لیتی تھی اسنے
اس ہاتھ کو کاٹنا اور نوچنا شروع کیا اور بالونکو اسکے خوب نچا وہ ساحرہ سمجھی کہ یہ پری طلسم کی ہے قتل نہو سکیگی پس ہاتھ جو

کاٹنے سے زخمی ہوا شہزادہ کو چھوڑ دیا پری نے شہزادہ کو روکا اور اُسکے بال چھوڑے اُسنے بھی اسکو چھوڑا اور
پرواز کر کے جانب بادشاہ طلسم روانہ ہوئی پری شہزادہ کو چھین کر قلعہ مین لائی اور مصروف راحت و آرام ہوئی
لیکن یہ قید سحر کی تھی کہ جب تک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ بلائے جادو بھی مر چکا تھا اسوقت جو شیشہ ٹوٹا
وہان اسم اعظم امیر کو یاد آگیا لشکر لقا قتل و غارت کرتا جیسا اور بیابان ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب خیام فدوی الله حضرت امام
پہونچ گیا اور شور دار و گیر قیامت خیز برپا تھا امیر کے اسم اعظم یاد آتے ہی ہوش بر جا ہوے اور معلوم کیا کہ ساحرون
نے ہنگامہ جدال و آتش قتال کو مشتعل کیا ہے بس یہ جانتے ہی لسان شیر غضبناک اسم اعظم بر لب و عمر بسلیمانی در دست
خیمہ سے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا کہ بیت امیر عرب شیر دل پہلوان: فتد لرزہ از تیغ من در جہان
نعرہ بلند کرتے ہی دشت و کوہ گونج گیا جو سٹھ کوس تک صدا گئی فوج بھاگی ہوئی نعرہ سنکر پھر پڑی چار سمت سے
صدائے الله اکبر بلند ہوئی مجنون اُس صدا کو امیر کی سُن کر دوڑا اور رفقا قاریان مارتا سامنے آکر تصویر دکھانے
لگا امیر نے اسم اعظم پڑھکر جو دم کیا وہ تصویر جلگئی دیوانہ دانت نکالکر دوڑا اور چاہا کہ لپٹ جائے امیر نے سر کو
تبلا کر کمر پر جو عقرب کا ہاتھ مارا کھیرے کی طرح دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا فوج دیوانہ امیر پیا پڑی
آپ بھی اس دریائے لشکر مین غوطہ مار گئے اُسوقت شمشیر برق کردار کا اُس مجاہد کی یہ حال تھا نظم

چلنے مین وہ تھی زبان طرار	کھنچنے مین صاف دامن یار	جانسوز لسان تار رفت
خون ریز بہ رنگ تیغ اُلفت	دیوانون کے دل مین تھا گھر اُسکا	مژگان پری تھا جوہر اس کا
اک دم ہو جو اس سے صحبت قیس	لیلی سے ہو قطع اُلفت قیس	دارہ در کرے کلید بن کر
قفل در فتح ہفت کشور		

بجنت ارک اٹھی پر پھر اناج رہا تھا اور کہتا تھا قربان اس نعرے کے اور
صدقے اس ضرب دست کے یا خداوند بھاگے سپہ سالار کا غصہ برا ہے الٰہی سب لقد برین خاک مین ملا دیگا قدرت
کو گور مین سلا دیگا لقا فوراً از دل غبار لایا اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا پڑا ڈیرا آکر لشکر لقا ٹھہرا اور طبل امان بجوایا
امیر بھی پھرے بادشاہ زر نثار کرتے سر امیر پر سے داخل بارگاہ ہوے سرداروں نے کمر کھولی وہ فوج جو تصویر دیوانہ
کی دیکھکر سودائی ہوکر صحرا کو گئی تھی مرگ دیوانہ سے ہوش مین آکر داخل لشکر ہوئی لشکر کی آرائش و زیبائش از سر نو
ہوئی کرب و لا و حرم سلطانی کو سوار کرا کے دامن کوہ سے لشکر مین لایا امیر پر سے ہزار ہا روپیہ کا تصدق اُترنے لگا بارگاہ سلطانی
مین سردار اپنی اپنی جگہ پر جلوہ فرما ہوے جام بادۂ ناب گردش پذیر ہوا یہان تو ہنگامہ عشرت ہے مگر لقا جو اپنی بارگاہ
مین آیا نہایت رنجور و آزردہ خاطر تھا صبا جادو نعرہ امیر سُنکر سب سے پہلے بھاگ گئی تھی اسوقت بارگاہ مین آئی
بختیارک نے باعزاز تمام بٹھایا اور کہا اے ملکہ یہ اسم اعظم تمنے اور تمہارے بھائی نے کیسا بند کیا تھا جو چھوٹ گیا ساحرہ نے کہا
جب تقدیر بگڑتی ہے ایسا ہی ہوتا ہے لقا بولا کہ ہم یہ تماشا مدت سے دیکھتے چلے آتے ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی بھگاتے ہین یہ رنج کھیل
بندون کو دکھاتے ہین ساحرہ نے کہا سچ ہے تو چاہتا تو بیشک سچ ہو جاتی یہ کہکر دوسرا نامہ شاہ جادوان کو تحریر کیا
جسمین حال قتل مجنون و بلا درج تھا چنانچہ نامہ لشکریان مجنون جو قتل ہونے سے بچ رہے اور بھاگ کر طلسم مین جا لگے اُنکو

دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئے افراسیاب بعد روانگی فوج دیوانگان جانب کوہ نیلم جانیوالا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے ایک پریزاد پیدا ہوئی نہایت حسینہ وجمیلہ تھی اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے بادہ خوار بادیہ پیمائے جادو کدھر چلین اُسنے عرض کیا کہ اس کنیز نے خبر تشریف آوری حضور سُنی حاضر ہوئی شہنشاہ براہ نوازش میرے مقام سکونت پر قدم رنجہ فرماکر مجکو برتبۂ اعلیٰ پہونچائین تو نہایت کنیز نوازی ہی بادشاہ حسب استدعا اُسکے ہمراہ ہوا اور بعد کچھ دور کے ایک باغ رنگین مین پہونچا درختون کو سرسبزی سے پر تزئین پایا شہ گل کو تخت چمن پر بصد فروتمکین پایا مختصر یہ کہ وسط گلشن مین چبوترہ پر زیر شگیرۂ زرتار مسند گوہر نگار بچھی تھی بادشاہ نامدار بیٹھا اُس ساحرہ نے اسباب مہیا کیا مصروف بادہ پیمائی ہوا اور کئی روز تک اُسی مقام پر داد عیش دیتا رہا ہنوز وہان سے روانہ نہوا تھا کہ ملازمان مجنون نامہ لیکر پہونچے اور اُسی باغ مین آکر بادشاہ کو نامہ دیا شاہ مضمون سے واقف ہوکر بہت متردد ہوا اور سوچا کہ ابکی مرتبہ دیوانے کے بیٹے یعنی جنون بن مجنون کو خداوند پاس بھیجنا چاہیے کس لیے کہ اس صحرا مین نزدیک تر اور کوئی ساحر زبردست نہین ہی اور وہ بقصاص پدر خود لڑیگا بھی خوب یہ تجویز کرکے کچھ اسما سحر کے پڑھکر جانب صحرا دم کیے روے ہوا پر جھنکار زنجیر کی پیدا ہوئی اور ایک دیوانہ نامعقول عقل سے مجہول زمین پر آترا بالکل برہنہ تھا موے زہار لٹکے ہوے دانت منہ مین سیاہ تھے جھولا گلے مین پڑا کان آنکھ ناک منہ سے شعلہ نکلتا دم بدم قلقاری مارتا اور وحشت آمیز کلام کرتا کہ بموجب ابیات

بھیجا ہے بلانے پیک غم کو آئے ہین پیام طوق و زنجیر	زنجیر بلا رہی ہے ہم کو محنت سے یہان کسے خطر ہے	اب دشت کہان کہان یہ دلگیر آفت ہو بلا تو اسکا گھر ہے

غرضکہ اُس ننگ عقل و نامور جنون نے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جنون تم خداوند لقا پاس جاؤ اور اُنکے شریک ہوکر کار خداپرستان تمام کرو اور تمہارا باپ خداوند کی بہشت مین سیر کر رہا ہی یہ سننا تھا کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری اور بہت رویا پھر آپ ہی آپ ہنسنے لگا شاہ نے پوچھا کہ کیا ہنسے کہا جاتے ہی مسلمانون کو خداوند کی جہنم مین ڈال دونگا اور اسلیئے اور بھی ہنسا کہ باپ میرا بہشت مین عزوقدرت کے ساتھ سیر کرتا ہوگا اگر میرا وہان جانا ہوا تو مین بھی اسی طرح سیر کرونگا بادشاہ اس کلمہ سے بہت ہنسا اور اُسکو تسکین دیکر رخصت کیا دیوانہ اپنے مقام پر آیا اس جنگل مین اسکا باپ رہتا تھا اور اُس کے متصل جو صحرا ہو اُسمین یہ ساکن ہی اور یہی مقام خالی کھوکر رہنے کی جانبائی ہی کئی ہزار دیوانہ اسکے ساتھ کا وہان رہتا ہی چنانچہ اسنے اُٹھکر ایک چیخ ماری وہ سب دیوانہ اپنے مغاک سے نکلکر سامنے آئے اسنے حکم روانگی ہر ایک کو دیا پھر تو صحرا مین آندھیان آئین بگولون نے سرکشی کی غول ہاے بیابانی شعلے چھوڑنے لگے دیوانہ اژدر پر چڑھکر با فوج گران روانہ ہوا اور بعد چند روز کے قریب کوہ عقیق پہونچا یہان بارگاہ لقا مین صبا پرور آتی اور نکر قتل مسلمانان کرتی ہی شب کو خوف عیاران سے غائب ہو جاتی ہی چنانچہ اکثر دربار لقا گرم تھا کہ آسمان پر شعلہ چمکے علامت سحر پیدا ہوئی لقا نے کہا ہمارا بندۂ خاص آتا ہو یہ کہہ رہا تھا کہ دیوانہ فلک کی طرف سے اترا اور خداوند کے گرد پھرنے لگا اُس کبر نے شیطان کو اشارہ کیا اُسنے اُٹھکر تسکین دیکر قریب صبا اسکو بٹھایا اور بارگاہ سے جاکر

دیو افگان اژدر یا دیوانہ نے تمام ماجرا جنگ پدر کا اپنے زبان شیطان سے سنکر گرما کر چاہا کہ نفیر سحر بجاے شیطان نے روکا اور شام ہونیکا انتظار کیا جب بزم عالم میں چراغان انجم ہوا اور نور مشعل مہر گم کہ نظم

سیاہ شب تیرہ بر دست و راغ	یکے فرش افگندہ چون پر زاغ	چو پولاد زنگار خوردہ سپہر
توگفتی بقیر اندر آمد دو چہر		

سر شام طبل جنگ بحکم لقاے نافرجام بجا ہر کا بے لشکر اسلام کے خدمت شاہ عالیمقام میں حاضر ہو کر بعد ادب دعا و ثنا زبان پر لاے اسکہ نظم

یہ تخت یہ تاج ہو مبارک	کشور کا خراج ہو مبارک	لائے پے چرخ گردان
خورشید کی اشرفی درخشان	جاری رہے حکم بادشاہی	اجراے اوامر و نواہی

لشکر دشمن میں ایک دیوانہ ساحرا دیا ہے اسکے بھروسے پر لقا نے نقارہ حرب بجایا ہے یہ عرض کر کے کنا لے ہوے شاہ جمجاہ نے بھی حکم نواخت کوس رزم دیا چالاک نے حکم کی تعمیل کی طبل اسکندری کی صداسے دنیا دہلی تیاری طرفین میں شروع ہوئی دربار سے سردار اٹھکر اپنے اپنے مقام پر آے سلح خانے کھلے ہتیار رسید ہونے لگے تلوارین دو دونو باگین کسنے لگیں کمانین ٹیڑھی سیدھی جلا کر سنانے کو او کسنے لگیں خنجرون کی جھنکار سے آواز اقتلو آتی لب خانے والے نیاسے کی سنائی زبان سنان سید فراج کے آدمی کی صفت ڈوکٹرے بات زبان پر لائی وہان تیغ و تبرنے لگی لپٹی نہ رکھی بہادرون کو جان دینے کی خبر دی نظم

چنین گفت لشکر بہ بانگ بلند	کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند	دہ سیدار بگزرو بزد و بین نوید
سران را و خون تاج بر سر نہید	ندیدہ کسے بال اسپ و عنان	زنگی بچشم اندر آمد سنان
زجوشن توگفتی بہ بار اندر اند	زماری بدریاے قار اندر اند	اُس طرف ساحرون میں ہو م جلاکہ

منترون کی جاپ رہی آگیاری لگی بیرون کا غل رہا رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ تھا جب تیر خطوط شعاع سے ترک مہر نے سینہ سرہنگ شب غربال کیا اور آتشبازی آہن آفتاب سے روے ہوا لال ہوا کہ نظم

پدید آمد آن خنجر تابناک	بگردار یاقوت شد روے خاک	سپاہ دو لشکر بر آمد بجوش
بچرخ بلند اندر آمد خروش	ہمی لرز لرزان شدہ دشت و کوہ	زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ازان روے لندھور بر میمنہ	پس پشت او ژندہ پیل و بنہ	سوی میسرہ مالک دیو بند
زرہ دار در جنگ ہمی پر ند	بقلب اندرون جاے بہرام چین	شدہ آسمان تار و جنبان زمین
شہ صف شکن سعد با جاہ و مال	بر آمد روان گشت سوے قتال	سپہدار لشکر با قبال و جاہ
شہ نامور حمزۂ دین پناہ	ہمی بر خروشید چون پیل مست	یکے گرزۂ گاؤ پیکر بدست

اسی کروفر سے بادشاہ لشکر اسلام کو حمزۂ ذوی الاحتشام مع سرداران نیک انجام کے لیکر وارد میدان قتال ہوے اُس طرف سے مجنون کا بیٹا ایک اژدر بزرگ پر سوار فوج ساحران ہمراہ اسکے بیشمار دشت نبرد میں آیا لقا ہاتھیوں پر تخت رکھوا کر چلا خواصی میں بختیارک ہوا کئی لاکھ فوج کا پرا غرضکہ جب لشکر دشت کین میں آچکے دلاوران صفین جماچکے نقیب بولنے لگے جوہر شجاعت میزان سخن میں تولنے لگے اُنکے ہٹنے کے بعد

جنون اژدر اڑا کر میدان مین آکر قلقاریان مارنے لگا ہر طرف سے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر شہزادہ کامک مغرب لیسر خواندۂ امیر فراہر زعاد مغربی اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے اژدر پہ سے کود کر سحر پڑھا کہ اژدہا قلابہ آتشین چھوڑنے لگا شہزادہ نے کمان کو دوش پر سے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدر نے دم کھینچا یہ بہادر مع مرکب کھنچکر چلا اور جب قریب اژدر پہونچا چند ہاتھ تلوار کے بھی اژدر پر لگائے مگر کچھ اثر نہوا اور اژدر نگل گیا غرض لشکر اسلام مین ہمہما ہوا مغربیون کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور سرداران شہزادہ نامور اجازت شاہ سے لیکر یکے بعد دیگرے جانے لگے اور طعمہ اژدر ہونے لگے آخر دست راست کے سردارون مین لگا لگا اُنمین سے بھی ساٹھ ستر سردارون کو اژدر نے نگلا اب کئی سو سردار دہن اژدر مین گئے اور دیوانہ مجہول نے کئی سو اژدہے آرد ماش کے بنا کر میدان مین چھوڑے اور پکارا کہ اے بندگان مغضوب خداوند مین سوائے حمزہ کے اور تم سب سے کہتا ہون کہ تلو سنو دو دو سو ملکر ایکبار آؤ اور حملہ کرو دیکھون تو کہ تم کیسے زبردست ہو یہ نہیب سنکر ہر سمت سے سردار آ کر اژدہون پر ٹوٹے مگر خدا کی مار اُن موذیون پر کہ مسلمانون کو نگلنے لگے ہر طرف زہر اُگلنے لگے ہوا مسموم ہوئی فوج اسلام مغموم ہوئی کئی ہزار سوار اژدر کی خوراک ہوا اثر زہر سے زہرۂ ترک روزگار آب تھا تریاک اسلامی نایاب تھا امیر نے یہ حال ملاحظہ فرما کر قصد کیا کہ مین اس دیوانہ کے مقابلہ مین جاؤن لیکن اژدر شب سرہنگ روز کو نگلنے کے لیے منہ کھولے نظر آیا وہ دن آخر پایا کہ بیت ستارہ دران وحشت نظارہ بود ٭ کہ این لشکر از جنگ بیچارہ بود ٭ علاوہ شام ہونے کے بختیارک ملا امیر جنگاہ مین دیکھ کر پریشان ہوا کہ اسم اعظم پڑھکر امیر فتح کی شکست کر دینگے پس اُسنے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ خاطر پھر کر بارگاہ مین آئے اسطرف لقا دیوانہ پر سے زر نثار کراتا ہوا داخل خرگاہ ہوا لشکر دن نے کمر کھولی اور بختیارک نے دیوانہ سے کہا آج کی رات تم عیارون سے اپنی حفاظت کرو اور اسم اعظم حمزہ بھولانے کی تدبیر کرو ورنہ ہستی تمہاری خاک مین ملجائیگی دیوانے نے یہ سنکر ایک بارگاہ اپنے لیے لشکر سے علیحدہ برپا کرائی اور اژدہے جو میدان جنگ مین بنائے تھے اُنکو بلا کر بزور سحر سردارون کو اُگلوایا اور سحر سے بیحس و حرکت کر کے اُس بارگاہ کے قریب خیمہ استادہ کرا کر قید کیا اور اُن اژدہون کو سحر پڑھکر گرد بارگاہ بٹھایا کہ جو کوئی یہان آئے اُسکو نگل جائے انتظام کر کے آپ اندر بارگاہ کے تنہا جا کر بیٹھا اور مصروف سحر ہوا ادھر عیاران لشکر اسلام اس فکر مین داخل لشکر لقا ہوئے کہ موقع پائین تو ساحر مذکور کو قتل کر کے سردارون کو چھوڑائین چنانچہ بصورت مبدل ہر سمت پھر کر پتا لگایا کہ لشکر سے علیحدہ ایک بارگاہ مین دیوانہ ہے اور اسی جگہ خیمہ ہے کہ اُسمین سرداران اسلام مقید ہین یہ حال معلوم کر کے عیار اُسی طرف آئے اور میدان فطرت مین سب نے ہیون مکاری دوڑائے لیکن جو قریب بارگاہ و خیمہ گیا اژدہا اُس کو نگل لیا عورت مرد خدمتگار فراش جس صورت پر اُسنے حوصلہ جانیکا کیا حوصلہ خاطر کیطرح قالب اژدر مین سمایا کئی سو عیار رات بھر مین طعمۂ اژدر سحر ہوا یہان تک کہ کالبد ظلمت سے نور سحر ساطع ہوا کہ بیت کھلا اژدر شب کا جو دم دہن ٭ تو پیدا ہوا مہر تابان کا من ٭ صبح کو دیوانہ نے اژدرون سے عیارون کو اُگلوا کر قید سحر بنائی اور پہلو سے سرداران اسیر شدہ مین جگہ دی صاحب دفتر کا بیان ہے کہ کئی روز اسنے مقابلہ اہل اسلام سے کیا اُس طرح سے کہ دن کو تو نفیر سحر بجا کر لشکر تیار کرا کر مسلمانون پر چڑھ جاتا ہے اسطرف سے امیر بھی خبر سنکر مقابلہ مین

مع لشکر آتے ہین یہ پکارتا ہے کہ مین امیر سے لڑنا نہین چاہتا ہون سوا اُن کے جسکا جی چاہے سامنے آئے چنانچہ قاعدۂ مسلمانان یہی ہے کہ حسب خواہش دشمن مقابلہ کرتے ہین اور جو شرط حریف کرتا ہے اُسکو پورا کرتے ہین پس سردار اُسکے کہنے کے بموجب ہر روز لڑنے نکلے اور اژدہون کی خوراک ہوئے اور امیر جو جب اسکے منع کرنے کے سامنے نہ آئے تاکہ سحر اسکا باطل کرتے یہ ہر روز فتحیاب ہوا اور شب کو بارگاہ مین تنہا بیٹھا کہ منتر کا چلہ پورا ہو جائے تو ہم اعظم خاطر شریف حمزہ سے بھولا کر انکو بھی اسیر کرلون اس منتر کے پورا کرنے مین ہر شب عیار اسکے قتل کرنے کو گئے اور اژدہون کے شکم مین سمائے کچھ چند روز مین کئی ہزار عیار و سردار اسیر سر پنجہ تقدیر ہوئے مین نے بخیال اختصار و بخوف طوالت قصہ جنگ ہر روز نہین لکھی کہ ایک ہی طور کا بیان لڑائی اور عیاری کا تھا خلاصہ یہ کہ جب سرداران نامی و پہلوانان گرامی لشکر اسلام کے مقید ہوئے اور عیاران ذیشان بھی بہت سے گرفتار ہو چکے چالاک عیار سفاک بہت گھبرایا غم یاران و برادران سے کلیجہ منھ کو آیا بحر ناپیدا کنار فطرت مین غوطہ لگا کر گوہر مراد حاصل کیا ایک روز جب دیوانہ بکار خویش ہشیار لڑنے سے فارغ ہوکر بارگاہ مین گیا یعنی وہ وقت تھا کہ سیاہ شام نے ترک روز پر غلبہ پایا فرد زمانہ گردون گردان بجائے شدہ سست خورشید راوست دپائے ۔ چالاک نے اُس شب کو ایک رقعہ اُس دیوانہ کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ اے فخر سامری کیشان والے شرف جمشید پرستان بیت ستائش ترے سحر کی کیا کرین ۔ یہ تعریف حد کی ہے جو چپ رہین ۔ بعد اس قول کے کہ ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ۔ معلوم ہو کہ یہان بڑے بڑے ساحران نامور آئے سحر اپنے ہم پلہ سامری جتائے مگر ہمارے ہاتھ سے جانب ملک عدم گئے تو تم کیا ہو تمہارے باپ ابھی کل کا ذکر ہے کہ واصل جہنم ہوا لقا ہوئے سوائے تمہارے کسی کو اس طرح کی نصرت میسر نہین ہوئی ہم سمجھے کہ ہمارے لیے ادبار ہے زمانہ آجکل تم سے یاری ہے لیس اطاعت صاحب تخت کی سب کو لازم ہے مجھکو تم سے باتین تخلیے مین پوچھنا ہین تنہائی مین طلب کرو تو مین آکر اطاعت کرون اور سمجھا کر امیر کو بھی مطیع کرا دون یہ رقعہ ایک اسلام زمان تھا مین سے خدمتگار کو دیا کہ دیوانہ پاس لیجائے اور اُسکے صلہ مین بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا خدمتگار مذکور نامہ دیوانہ کے پاس لیگیا اُسنے پڑھ کر خوش ہوکر اجازت لکھی اے عیار طرار تم میرے پاس آؤ اور جو کچھ چاہو پوچھو تم سے کوئی اژدہ نہ بولیگا یہ جواب خدمتگار نے لاکر عیار موصوف کو دیا اُسنے بانہ عیاری جسم پر لگائے فلاخن سر سے لپٹی ہوئی کمندون کے پیچھے بازوبن بر پڑے ہوئے توبڑا پتھر کا شانہ مین لٹکا ہوا ترکش مثل دم طاؤس کے چتر پہلو پر کیے کمان شانے پر لٹکی ہوئی قنطورے زربفتی اور بیادے سقرلاتی سے آراستہ حقہائے نفتی گھائیون مین دبے توڑے شیر کیے ہوئے حباب بیہوشی ہاتھون مین لیے حیلہ ہائے ناحق سے چست ہوکر ایک لٹیا برنجی اس طرح سے تیار کی کہ کنارون پر اُس کے کنڈے لگے اور اُنہین زنجیرین بندھین اور سب طرف سے زنجیرین ملکر ایک زنجیر اوپر گرفت کرنے کی جو تھی اُسمین اٹکی ہوئی مثل اسکے کہ جیسی انگیٹھی لوہے کی زنجیر دار ہوتی ہے اور اہل کشمیر گلے مین زیر طرہ سے ڈال لیتے ہین پس اُس لٹیا مین نیچے ایک مخزن ایسا بنایا کہ آگ اُسمین دہکتی تھی اور اوپر اسکے سیماب اور روغن مثل تیزاب کے جرخ کھاتا نظر آتا تھا اُس لٹیا کی زنجیر پکڑ کر گوپھن کی طرح جب یہ گھماتا تھا تو سیماب اُسمین سے گرتا نہ تھا ایک شعلہ جرخ کھاتا نظر آتا تھا فی الجملہ اس ہیئت سے درست ہوکر یہ عیار دلاور روانہ ہوا ۔ ادھر دیوانہ نے جب خبر اُس کے

آنے کی جنبی سحر پڑھا کہ کسی اژدہے سے اُسکو ضرر نہ پہونچا اور یہ داخل بارگاہ ہوا دیوانہ نے دیکھا کہ عیار بانون سے آراستہ نہایت چاق و چست ایک شعلۂ آتش کو گردش دیتا آرہا ہے اور اُس شعلہ کو چکر کھاتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بانہ عیاری کا ہے یہ سمجھکر خوب قلقاریان مار کر ہنسا عیار نے قریب ہوکر نہ کچھ کہا نہ سُنا وہی لٹّیا چرخ دیکر اس ترکیب سے اُسکے منھ پر ماری کہ روغن اور سیماب جلتا جلتا منھ پر پڑا اور کان آنکھ منھ ناک سب مخرجون مین بار اسرایت کر گیا منھ بھی جھلس گیا اور براہ دہان دمبدم سیماب گلو مین پہونچا بلکہ تا جگر نفوذ کر گیا فوراً آدہ چیخ بھی نہ سکا تڑپ کر رہ گیا موت آنے کے لیے یہ سیماب بقرار بھی جہنم کو پہونچا اُسکا نا گوار تھا اور عیار نے گو رنے بھی یہی تدبیر سوچی تھی کہ دفعتہً یہ ساحر ہلاک ہو تو بہتر ہے اس لیے کہ جناب اگر بیہوش کرنا یہ احتمال رکھتا تھا کہ ساحر زبردست ہے نہ بیہوش ہوگا یا یہ کہ نسخہ اُسنے لگا رکھا ہوگا وہ اُٹھا لیجائیگا یا کوئی سحر کر رکھا ہوگا کہ وہ مجکو قتل نہ کرنے دیگا کیونکہ جانتا ہے کہ عیار کی ملاقات مین دغا ہے لہذا ایک ہی وار ایسا کیا کہ نہ وہ سحر پڑھ سکا نہ منھ سے بول سکا اور جیکے جانب دوزخ روانہ ہوا شور اُسکے مرجانیکے بعد بیرون نے مچایا کہ افسوس مارا مجنون جادو گر آندھی پانی وغیرہ سے دُنیا مین شورش ہوئی بازو سحر کے بانی ہوکر بہ گئے ساحر جو قریب تر لشکر مین تھے یہ ہنگامہ دیکھکر جانب بارگاہ دوڑے یہان جتنے سردار اور عیار کہ قید تھے چھوٹ گئے اور تیغ پکڑ کر نعرے بلند کرکے آگے بڑھے ساحر اس آفت آنیسے بدحواس ہوے کہ نعرۂ دلاوران سُن کر بھاگے یہ لاور آگے جاکر لشکر لقا پر گرے بارگاہ لقا مین تعریف دیوانہ کی ہو رہی تھی کہ یکایک نعرۂ شیر بیشگان اسلام کی صدا آئی بختیارک پکارا کہ وہ مارا ہمت تیرے دیوانے کی ایسی تیسی صلوٰۃ صلوٰۃ صلوٰۃ یا خداوند قہیر اور تمہاری تقدیر پر لعنت جلد بھاگو نہین تو آفت آئی لقا نے کہا تقدیر پر قدرت نہین کرینگے صبا ہماری بندی جاکر مسلمانونکو کے شیطان تھا اب قدرت اس بندی کی بھی جان کے پیچھے پڑے ہین یہ بندی کیا کریگی حمزہ شور و غوغا سنکر آپڑیگا بچنا اسکا دشوار ہوگا صبا یہ بیان سنکر گھبرائی اور اُٹھکر بڑھے ہوا چلی گئی لڑنے نہ آئی یہان شمشیر زنی کرکے تہلکہ مسلمانون نے ڈالا اُس شب تار مین شمع حیات لقائیان گل کر دی مشعل تیغ کی روشنی تیز تھی جادۂ ملک فنا صاف نظر آتی کاروان ارواح کے لئے اسلحہ کی چقا چاق بانگ جرس تھی بند راہ آمد و شد نفس تھی دلیل قافلہ مرگ کی دلیل جھنکار تیغ و خنجر کی صدا لے دنگ ٹھہر فنا کیطرف لیجانیکو کفیل سر و تن مین جدائی غضب کی جسم و روح مین لڑائی لقا مع سرداران کے باہر بارگاہ سے نکل آیا تھا ارن ہتھا مین جھنک رہی تھین مشعلین جلتی تھین عیار جو قید سے چھوٹے تھے انھون نے حصہ مفتی مار کر خیام بارگاہ مین آگ لگائی دلاوران نے شعلۂ شمشیر سے خرمن ہستی دشمن جلائی مع ایک عیار دو ون کر خدمت امیر کشور گیر مین آئے اور خبر قتل دیوانہ معرض بیان مین لائے امیر از بسکہ شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین اس باعث سے سوار نہوے اور سطرف لشکر لقا بھی بے انتہا ہو سرداران اسلام اکجانب سے قتل و غارت کرتے ہوے دوسرے کونے پر لشکر کے نکل گئے اور وہان سے اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے یہان اس ہنگامہ آرائی سے لشکر مین بیداری و ہوشیاری تھی سردار ہر ایک ہیکلے اور خیام و بارگاہ مین آسودہ ہوے جب کوہ سیاہ شب سے سفیدۂ سحری آشکار ہوا کہ بیت چو خورشید تابان برآمد درفش ٭ درفشان شدہ روے چرخ بنفش ٭ سحرگاہ تمام کرکے

سردار خدمت شہنشاہ ذی تبار مین آئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ پائے بزم عشرت آراستہ ہوئی داد عیش و نشاط بصد کامرانی دینے لگے۔ ادھر لقانے لاشین مقتولان شبنہ کی اُٹھوائین صبا بھی سحر کو آئی شیطان کی صلاح سے نامہ بھی افراسیاب کو تحریر کیا اور اس خیال سے کہ جلد تر نامہ پہونچے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ اُٹھانے گیا دیوانہ کی فوج بھی بھاگ کر جانب طلسم گئی اُدھر شام کو طلسم بادہ خوار کے باغ سے رخصت ہو کر پھر جانب کوہ نیلم روانہ ہوا تھا اور اثنائے راہ مین مالکان دربند طلسم کے مقام پر اس لیے ٹھہر تا جاتا تھا کہ شاید کہین کوئی طلسم کشا ملجائے تو اپنے دام کر مین اُسکو اسیر کر کے بعد شکست طلسم انور افشان روانہ کردن فی الجملہ قریب دربند سیمابیہ پہونچا تھا کہ پنجہ نے نامہ خداوند لقا لا کر دیا اُسمین حال قتل جنون لکھا تھا اور کمک کی طلب خداوند نے کی تھی یہ مضمون پڑھ کر شاہ بہت پریشان ہوا اور سوچا کہ ایکی ایسے شخص کو خدمت خداوند مین بھیجون جو نہ مارے سے مرے نہ کاٹے سے کٹے عیار اُسکو بیہوش نہ کر سکین کوئی حربہ اُسکے جسم پر اثر نہ کرے پس یہ سوچکر دربند سیمابیہ کے اندر چلا اور قریب قلعہ پہونچا جو سیماب کا بنا تھا دیوارین قلعہ کی ہوا کے جھونکے سے لہرا کر جھک جاتی تھین اور سیدھی ہو جاتی تھین برج قلعہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے نیچے قلعہ کے ایک خندق گرداگرد تھی اُسمین سیماب جوش مارتا تھا جب بادشاہ وہان پہونچا سحر پڑھا کہ پُل تختہ گرا پھاٹک قلعہ کا کھلا بادشاہ اندر نہضت فرما ہوا سحر بڑھا کیا دفعتہً تمام قلعہ مثل دریا کے لہرانے لگا اور جوش و خروش ہر طرف پیدا ہوا بعد شور و غل کے ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ تاج و قبائے شاہی سے آراستہ ساحر بیعدیل و بے نظیر عجیب الخلقت صورت مین ماہ منیر سیاہ قلب پر از مکر و تزویر باہر قلعہ کے بہر استقبال شہنشاہ جادوان آیا سارا جسم اُسکا پارہ کا تھا اور یہ طرفہ ہیئت تھی کہ کبھی پارہ کی طرح سر الگ دھڑ الگ دست و پا الگ الگ اعضا تمام جدا ہو جاتے اور کبھی لہرا کر ملجاتے اور وہ مجسم ہو جاتا غرضکہ اس بیقرار نے اکٹھا ہو کر بادشاہ طلسم کو سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ فرد بر دبوم تا برتو فرخندہ باد + دل و چشم بدخواہ تو کندہ باد اے شہنشاہ ذیجاہ اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے اور ہما کی طرح ظل عاطفت ہم پر ڈالیے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ مجکو ایک کام ضروری ہے اور جانب کوہ نیلم جانا ہے اور تم سے یہ کہنا ہی کہ جانب کوہ عقیق تم جاؤ وہان مسلمانون نے خداوند لقا کو ستایا ہے تم خداوند کی طرف سے مقابلہ کر کے اُنکے مخالفون کو تباہ و برباد کردو لیکن عیارون کے شر سے بچتے رہنا اور لشکر مسلمانان مین فرزندان حمزہ بڑے طاقتدار ہین اُنسے اپنے تئین بچانا ساحر مذکور کہ نام اُسکا سیماب تن جادو ہے اس تقریر کو سنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ عیار میرا کیا بنالین گے اور اہل زور میرا کیا بگاڑینگے جسم میرا تیر و تبر سے اگر پارہ پارہ کردینگے تو مین خود ٹوٹ جاتا ہون اور پھر بنتا ہون عیار مجکو بیہوش کرینگے تو قتل نہ کر سکین گے مین باقبال شہنشاہ

نظم

نہ حمزہ بماند دران دشت کین
سر ایشان ببرم بشمشیر پست
کسے را کہ ہستند از ایشان سران
فرستم بہ نزدیک افراسیاب
نہ ایرج نہ لندھور و خاقان چین
بسوزیم ہم خاک ایشان بباد
کنم پائے آنان بہ بند گران
زلشکر ہر آنکس کہ آید بدست
نگیرم ازان بوم و بر ہیچ داد
نہ آرام جویم نہ بینم بر زخواب

اب شہنشاہ باقبال و جاہ برائے ایک لحظہ قلعہ مین تشریف فرما ہون بعدہ رخصت حضور معلے مین کوچ کرونگا شاہ طلسم اُسکے منت و اصرار سے ناچار ہو کر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا دیکھا

نظم

بر آن بارہ ورثہ نہ پرد عقاب
ببالا و پہنائے برتاب تیر

نہ بنید کسے آن بلندی بخواب
یکے کنگرہ بودش بسان بہشت

بہر گوشہ چشمہ آب گیر
گلش مشک سارا بدو زو بہ خشت

بادشاہ عمارات عمدہ و رونق شہر و آبادی رعایا ملاحظہ فرماتا داخل دارالامارہ ہوا اور تخت طلائی پر بیٹھا ارکان دولت نے نذرین دین قدمبوسی حاصل کی سیماب نے سامان دعوت وغیرہ حاضر کیا ناچ گانے کا چرچا ہوا جام مے گلفام کا دور چلنے لگا یہ عالم تھا کہ بموجب

ابیات

کمر بستہ در پیش سالار بار
یکے جام یاقوت پر مے بچنگ
گل و مجلس و رطل و افراسیاب

مے اندر قدح چون عقیق یمن
دل و گوش دادہ بآوائے چنگ

ہمہ برنگہ پر ز رنگ و نگار
بہ پیش اندرون دستۂ نسترن
مے و گلشن و بانگ چنگ و رباب

اس قلعہ مین ایک روز شاہ طلسم بہجت اندوز رہا آخر رخصت ہو کر تلاش طلسم کشا بہر فتح طلسم نور افشان جانب کوہ نیلم روانہ ہوا بعد تشریف بری شاہ سیماب گمراہ نے بارہ ہزار ساحر برائے حفاظت ملک و مال قلعہ مین چھوڑے اور بارہ ہزار جادوگر چیدہ و منتخب ہمراہ لیے ساحرون کو حکم روانگی دیا اور زمین پر گر کر پارے کی طرح بہہ کر نہر کی صورت چلا جوے سیماب روان تھی فوج طائران سحر پر اڑ کر چلی تھی رال و گوگل کے شعلے اڑتے جھانجھ اور نفیر و ناقوس بجتے تھے ہر قسم رنگ برنگ کی جلوہ دکھاتی تھین بدلیان چھائی تھین جے جے سامری کی پکار تھی واقع مین کو اٹھا رکھی ساحرونکی صورتین نرالی کالی کالی بعض زرد زرد بعض کے رخ زشت پیکر بہ سیندور کی لالی کہ بموجب

نظم

گروے سران چون سر گاومیش
یکے سر چو گور و تنش چون نہنگ

ہمہ مردم و مو بہا چون کمند
دو دست از پس پشت بد پائے پیش
یکے را سر خوک و تن چون برہ

ہمہ تن پر از پشم چون گوسفند
یکے تن چو ماہی و سر چون پلنگ
ہمہ فوج از ینہا بدی یکسرہ

غرضکہ یہ فوج زبون شعار و نا ہنجار بعد قطع راہ طلسم سے باہر نکلی اور لشکر لقاے گمراہ کے نزدیک پہونچی بارگاہ مین لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ آتشبازی ہونے لگی شعلہ لسان تیر شہاب روے ہوا سے گرنے لگے معلوم ہوا کہ کوئی شیطان آتا ہے خداوند باطل گویا ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی اور چشمہ پارہ کا پیدا ہوا اور مجسم بشکل انسان ہو کر خداوند کے سجدہ مین گرا اور اعضا اعضا اسکے جدا ہو گئے پھر مجتمع ہوا اہل بارگاہ کو دیکھ کر تعجب گھبرا اور پکارے کہ زہے قدرت خداوند باختر شیطان نے اٹھ ساحر مذکور کو زمین سے اٹھایا اور باعزاز تمام قریب تخت خداوندگی پر بٹھایا باہر جا کر لشکر کو اتروایا پھر جلسۂ عشرت آغاز ہوا دور شراب ناب چلنے لگا ساحر نے تمام ماجرا مسلمانون کا زبانی شیطان سنا اور گرما کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا شیطان نے کہا جلدی نہ کرو ورنہ مارے جاؤ گے ساحر نے ہنسکر ویسا ہی وصف اپنا جیسا شاہ طلسم کے واسطے بیان کیا تھا بیان کیا شیطان نے کہا اچھا آج کا دن توقف کرو کل سمجھ لینا ساحر اسکے کہنے سے رکا اور مصروف عیش و نشاط ہوا یہ تدبیر جنگ جبتک کرے اسوقت تک کرے اسوقت تک حال سعادت اشتمال شہزادہ توریج خوش خصال بیان ہوتا ہے

داستان لوح پانا شہزادہ توریج کا اور شکست کرنا طلسم ہزار برج کا اور مطیع ہونا بادشاہ

طلسم مذکور کا اور قصد کرنا شہزادیکا کہ طلسم ہوش رُبا مین برائے رہائی پدر جاؤن اور بیان کرنا اس عزم کا بادشاہ طلسم سے مانع آنا اُسکا اور حال آمد سیماب لشکر پھیرنا شہزادہ کا جانب لشکر اسلام یہان سیماب کا لڑنا اور سرداران اسلام کو کشتۂ سحر کرنا حال لشکر اسلام ابتر ہونا عین حالت اضطرار مین پہونچنا توریج کا لشکر مین پھر جانا شہزادہ قاسم کا جانب طلسم گوہر اول بطور تمہید گریۂ مؤلف غم اولاد مین و تعریف جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ وخطاب بساقی و آغاز فسانہ لمؤلفہ

مین اک شب غم و رنج سے بیقرار
سیہ دیو تھا منہ کو کھولے ہوئے
ہر اک سو سیاہی تھی اُمڈی ہوئی
نظر آتا تھا صاف کالا پہاڑ
فلک میرا دشمن تھا ایسا ہوا
تو برساتا تھا تیر غم بے گمان
شب تیرہ اور اشکباری مری
بلاؤن کا تھا سامنا دمبدم
اندھیرا نہ کیون آئے مجکو نظر
توانائی و تاب دلمین کہان
مرے قرۃ العین و لخت جگر
طپان دل تھا سیماب ماہی مثال
مری بعد فرزند دختر مری
وہ دل بے سکون جسمین ہو اضطراب
کہان تک لکھون آہ جور فلک
نہین نخل مین آہ کوئی ثمر
شب آرزو کے مرے دو چراغ
وہ طوطی و مینا کا پڑھنا غضب
تھے القصہ رو دشن مرے دل کے داغ

پڑا اک گوشہ مین روتا تھا زار
ہر اک سمت تھا بحر ظلمت کا جوش
بلا جمع ہو کر وہ بنجاتی تھی
نہ آواز انسان نہ شور جرس
کہ تھا دیدۂ انجم سے گھورتا
غم مرگ اولاد سے بے قرار
لگائی تھی کالی گھٹا نے جھڑی
زیادہ اندھیرے کا یہ تھا سبب
جو کھوئے گئے دو ہون نور نظر
مری چشم دل کی گئی روشنی
مرے دل کے آرام تو ہے کدھر
کبھی دل کو رویا جگر کو کبھی
اکیلا مجھے آہ وہ کر گئی
یہی نالہ کش بلبل زار ہے
کہ ہو ورد سے دلمین اُٹھتی چمک
جہان میری نظرون مین اندھیر ہے
بجھے ایسے دل ہو گیا داغ داغ
تڑپتا تھا ہجران سے اُنکے کمال
نہ جنت نہ فلک پہ نہ گھر مین چراغ

ڈراتا تھا دیو شب غم مجھے
دو دد مرغ و انسان وہ ماہی خموش
جدھر دیکھتا تھا مین آنکھون کو پھاڑ
فقط نوم مردم سے بانگ نفس
جھڑکتا تھا جو گردون بشکل کمان
مین گریان تھا مانند ابر بہار
شب تار و تاریکی رنج و غم
کہ گھر بیچراغ ہو گیا ہے یہ اب
بجز غم خوشی آب و گل مین کہان
مری آرزو خاک مین ملگئی
یہ اس شب کو تھا درد کا دلکے حال
کبھی دختر کو پسر کو کبھی
وہ شب تیرہ ہے جب نہو ماہتاب
جہان گل نہین بلبل بیکار ہے
نہین میرے گلشن مین کوئی شجر
مرے اختر بد کا کچھ پھیر ہے
وہ تتلا کے باتون کا کرنا غضب
دکھاتے نہین خواب مین بھی جمال
نہ تھا کوئی اُس شب کو میرا انیس

عمرو ریح دونون کا بس تھا جلیس
جو دیکھا تو ہے شاہ خوش جمال
کہ سو جان سے صدقہ ہو مہر فلک
لب نازک اُسکے ہین جون برگ گل
غرض وہ قریب آکے کہنے لگا
ہوئے طرب سے ہو دل باغ باغ
کہ پھر نام روشن ہوا اندر جہان
بتا کون ہے نام کیا ہے ترا
جو ہر وقت مین تیرا مونس رہا
جوان و جوان بخت و فرخ نہاد
ہر اک ہے جو اُس کے ایما سے حل
پیو جام مے داد عشرت کی دو
لیا بر مین اُس ماہ تمثال کو
ہوا مست پھر کھلگیا یون ذہن
مرتب ہو پھر عیش کی انجمن
ادھر مہر نشہ کرے پھر طلوع
مجھے یاد آتا ہے سعدی کا قول

یکایک ہوئی اک طرف روشنی
بھوین جسکی دونون ہین رشک ہلال
شب تیرہ ہے اُسکی زلف دراز
لیے دست رنگین مین اک جام مُل
کہ اے جاہ جانے دو یہ رنج و غم
بجھا دو ذرا داغ دل کے چراغ
کہا مین نے اے یار دمساز من
تو گویا ہوا مجھ سے وہ مہ لقا
نہین جانتا اُسکو اے خوش مقال
بجز نیکوی کچھ نہین جس کو یاد
ہے ظل ہما جسکا ظل کرم
بنام مبارک فسانہ لکھو
لیا ہاتھ سے جام مے اور پیا
کیا اس طرح سے تمر رنج سخن
شب غم گئی دے مجھے پھر شراب
اُدھر کہ ہو تصنیف تازہ شروع
بدہ ساقیا آب آتش لباس

چمک مثل مہتاب پیدا ہوئی
یہ ہے اُسکے چہرہ مین پیدا چمک
دہن اُسکا پوشیدہ مانند راز
اُسی کے یہ تھی حسن کی بس ضیا
مے جام عشرت پیو دم بدم
کرو شمع روشن اُٹھو میری جان
شب تیرہ مین خلوت راز من
کرمین فیض ہون تیرے ممدوح کا
وہ ہے مرتبہ دان اہل کمال
نکلجائین گے صاف قسمت کے بل
وہ نام نول اور کشور بہم
سنا جب یہ مژدہ تو خوش حال ہو
مرا فیض ممدوح کا مل گیا
کہ مہر ہے تو اے ساقی گلبدن
دکھا صبح عشرت کا پھر آفتاب
اُٹھاؤن شب غم مین کیا تاب مین حل
کہ مستی کند اہل دل التماس

عشرت اندوزان شب خلوت فیض دلدار و خلوت گزینان انجمن عشرت آثار وصال یار یہ فروغ افزایان شمع جمال شاہد کلام۔ و رونق دہندگان محفل بیان فصاحت التیام۔ کاشانہ خاطر غم دیدہ کو اسطرح خالی فرماتے ہین اور منزل قرطاس مین اولاد مضامین کو آباد کرکے بیان داستان رنگین قلب سامعین پر یون حالی فرماتے ہین کہ وہ خاک خاندان حمزہ کا سورج یعنی شہزادہ تورج برج یاقوت نگار قلعہ طلسمی مین ہمراہ پریزاد طلسم کے عیش گزین تھا اور ستارہ کر مہر جادو کو مارا تھا گاوسر جادو کے پنجہ سے چھٹکر اُسی برج مین پھر بعشرت صدر نشین تھا پریزاد ہرچند کہ ساحرہ سے چھین لائی تھی خوفناک ہوئی کہ یہ تمام طلسم ہے گاوسر شاہ طلسم پاس جاکر فریاد کریگی وہ ضرور یہان آئیگا آفت لائے گا یہ سوچ کر شاہزادہ کو بیہوش کرکے کمر مین پنجہ دیکر اُڑی اور اک بیابان مین آکر اُتری وہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب تھا لائق سیر و گلگشت احباب تھا گلہائے زنگارنگ کھلے درخت ہرے بھرے نہرون مین جابجا کنول کی پتیان نیلوفر اور کوکا بیلی داغ دل عشاق کا پتہ دیتے کنول کے پھول رنگین رخسار معشوق کو چھپا دیتے۔ پریزاد نے ایک نہر کے کنارے فرش سبزہ پر شہزادہ سبزہ رنگ کو لٹا کر ہوشیار کیا اور آپ پانون دبانے لگی اُس نہال حدیقۂ شجاعت کی نرگس نیم مست

جب وا ہوئی اپنے تئین دشت مین دیکھکر پریزاد سے مستفسر حال ہوا اُسنے سر قدم پر رکھکر بمنت و عجز کہا کر لے یار لنون
دسرایا ناز لے باعث زندگانی اے میرے دلدار جانی اس طلسم مین تیری جان نازنین کے ہزارہا دشمن ہین بڑے
بڑے ساحران پُرفن ہین پس ارادہ طلسم کشائی سے باز آ اور مجھ ایسی پریزاد کو ہمراہ لیکر اپنے دادا کے لشکر مین چل
پاؤن پھیلا کر زیادہ نہ چل اپنی جوانی پر رحم فرما میرے حال زار پر ترس کھا ورنہ بہت دربیش ہو ذلت ذرافی
مردون سے بھری ہو خاک یان کی + شہزادہ نے بجواب اس نصیحت کے شمشیر زبان سے کام لیا جوہر شجاعت کا اظہار
کیا کہ مین باہر جانے کے لیئے اندر طلسم کے نہین آیا ہون بغیر حصول گنج مقصود ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا پاؤن سمت راہ
گم ہمتی نہ بڑھاؤنگا اور بموجب فردا یہ مرگ ہی عمر جاودانی + حقا ہے یہ موت زندگانی + پریزاد نے کہا طلسم مین
مال و دولت ملنے کا جو لالچ تجکو ہے مین باہر طلسم کے سونے اور جواہر کے گھر تجکو بتادونگی بادشاہ ہفت اقلیم کرونگی دولت
لازوال دلادونگی ۔ اس گفتگو کا سبب بھی سنیے ازبسکہ اثر طلسم کا یہ ہے کہ جو کوئی مقام ہوا و ہوس کے راز سے آگاہ
ہوکر پریزاد کا فریب نہ کھائے بلکہ پری خود عاشق ہو جائے تو موت اس پری کی آئے اور فاتح طلسم بہر فتح طلسم روانہ
ہو چنانچہ نتیجہ تاثیر طلسم یہ ہوا کہ کج بحثی شروع ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ مال و دولت ملے یا نہ ملے مین بغیر فتح طلسم کیے
نجاؤنگا پریزاد کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا اے شہزادہ مین تیرے ساتھ بدنام ہوئی یہی رسوائی میرے لیے کیا کم ہو کہ اس
طلسم مین اور میری بہنین رہتی ہین انکو تیرے ہاتھ سے قتل کرادون چنانچہ ابتک تو تیری مین دوست تھی مگر اب ہست
قسم مجکو حضرت سلیمان کی کہ دشمن ہوئی اب تیری جان کی + یہ کہکر کچھ پڑھکر پھونکا کر دست دیا کا شہزادے کے دم نکلگیا
شہزادہ بھی جبتک اندر قلعہ طلسم کے تھا اس پری پہ شیفتہ و فریفتہ رہا اب اُسکی صورت سے نفرت ہوئی اسیر ہوتے ہی سوچا
کہ کچھ مکر کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے غنچہ دہن ذرا سی بات مین تم ہمکو ستانے لگین بیوفائی
دکھانے لگین ہم تمہارے بلبل نطق عاشق و شیدا تھے یہ کلام سنکر وہ پری تو عاشق تھی ہی جلد سحر دفع کرکے گویا ہوئی کہ اے
جان من اگر میرا کہنا مان تو مین تیری کنیز ناچیز ہون شہزادہ آنسو آنکھون مین بھر لایا وہ آنچل سے ڈوپٹے کے اشک پاک
کرنے لگی شہزادہ نے ہاتھ پھیلا دیئے وہ گلے سے لپٹ گئی اُسنے ایک ہاتھ منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا اور ایسا زور
کیا کہ مرغ روح قفس تن سے اُسکے پرواز کرگیا غلغلہ دارو گیر برپا ہوا لاش اُسکی اُڑکر جانب فلک گئی شہزادہ نے
اپنی راہ لی اس صحرائے سبزہ زار کو طے کیا جب کئی فرسخ آگے چلا ایک بیابان ریگ کا ملا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو
ریگ بھری ہو دریا ریگ کے لہراتے ہین دنیا سرابگاہ ہی واقع مین اس بیوفا کا یہی نقشہ ہو جدھر دیکھا ریگ کے ٹیلے
اور ٹیکرے بندھے تھے ایک طرف پہاڑون کے پتھر شرر ریز تھے کوسون تک چٹیل میدان تھا نہ انسان تھا نہ وان
حیوان تھا فقط اک لق و دق ستمیدان تھا + درندے بھوکے پیاسے پھرتے اژدرون کے منہ غار کی طرح کھلے مسلون شجر
کا نام نہین درخت امرت پر طائر عنقا ہے جب جنگل مین سایہ کو وہان کچھ کام نہین ہو رسایہ کیسا اپنا سایہ خود بھاگتا جو پری
کا سایہ بھی سر پر نہ ہو تاو خوبگو مثل دیوانگان عریانی سے عار نہین تعلقات سے آزاد و بار برگ بار نہین کہ بمقتضائے ابیات

اس دشت مین لے گیا مقدر	گم خضر جہان ہین ہو کے رہبر	ہر چند بھی چلے تو پاؤن بھی جلے

کیا دخل جو وہم بھی گذر جائے	گرمی کی وہ فصل دوپہر ٹھیک	منزل ہوئی سخت راہ تاریک
وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم	کپڑے ہوئے تر عرق مین پیہم	رہ دور و دراز کوس کالے
کانٹے کف پا مین اور چھالے		

ایک آدھ سوکھے درخت مین ٹنڈ نکلا ہو اسپر چیل جو بیٹھ جاتی ہو پانون جلنے لگتا ہے چلچلا کر منڈل مارتی ہے آخر تھک کر گرتی ہے اور ریگ گرم مین کھپ جاتی ہے شہزادہ کے حواس گم ہین پیاس سے زبان منہ کے باہر ہے آبلے پانون مین پڑ گئے ہین کانٹے گڑ گئے ہین تلوون کی کھال اُڑ گئی ہے ریت زخمون مین سمائی گرمی ایسی ہے کہ آگ تلوون سے جو لگی ہو سر کو آئی بیتاب ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور دلکو سمجھاتا ہے کہ ارے تو لے تو حمزہ کا پوتا ہو کر گھبراتا ہے ہمت ہارا جاتا ہے چل اس بیابان آفت خیز سے نکل یہ باتین دل سے کر کے پھر روانہ ہوا آخر خدا خدا کر کے اُس وادی گرم کو طے کر کے قریب ایک دروازہ کے پہونچا اور آواز کسی کے نالون کی کان مین آئی یہ بیتابانہ اور آگے گیا کہ شاید پانی بھرا جاتا ہو جب وہ سے سر نکالا تو ایک سمت کنوان پختہ بنا پایا پُر اُسمین چلتا تھا جو ڑی ترگاو کی جتی تھی کنوئین کے نیچے نالی پانی سے بہتی تھی اور پانی بہکر سامنے ایک باغ پُر فضا لگا ہوا اُسمین جاتا تھا دروازہ باغ کا کھلا تھا نالی کے کنارے کنارے سبزہ نو ساختہ لہلہا رہا ہے شہزادہ اُس سبزہ کو دیکھنے لگا تا کہ تشنگی کم ہو ہری ہری گھانس آنکھون مین تراوت اور قلب مین خنکی دینے لگی لیکن عجب تاثیر ظاہر ہوئی کہ پیاس بھی بجھ گئی اور گھانس مین پانی نالی سے چھلک کر آ گیا تھا اُسمین پانون بھیگے بس سارے زخم اور چھالے وغیرہ سب اچھے ہو گئے کھال نئی پیدا ہو گئی طاقت بھی آ گئی بشاش اور فرحناک ہو کر جانب باغ قدم زن ہوا اور بعد بشاشت اندر اُس گلشن کے آیا یہ نقشہ اُسکا پایا کہ لعل مین اُس گلزار کی سُرخی گلہائے خوش رنگ دیکھ کر رشک سے ہیرا کھاتا سنگ مرمر گل یاسمن کے عشق مین مر مر جاتا وہ اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کی قطار ہوائے سرد کا چلنا درختونکا جھومکر مثل معشوقان بچلنا فوارونکا برنگ دل بیقرار عاشق اُچھلنا نہرون کا لبیان خاطر شاعر روان ہونا پانی کا مثل شوریدگان اُلفت شور کرنا کلیونکا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتون کا ہلنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا اُس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدۂ دلتنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا کہ ابیات

تھا داغ جگر نصیب لالہ	مملوے عشق سے پیالہ	سوسن کا لباس تھا سیہ فام
سودائیون مین لکھا ہوا نام	خندان تھے چمن چمن وہان گل	گلشن مین چہک رہا تھا بلبل
ہر غنچہ دہان شکر رب تھا	ہر برگ زبان شکر رب تھا	دلگیر بہت تھا غنچۂ گل
گل ہو کے منہسا تھا بے تامل		

یہ گل باغ ارجمندی سیر کرتا بارہ دری کی طرف اُس گلستان پُر خوبی کے بڑھا تھا کہ یکایک گوشۂ چمن رنگین کی جانب سے ایک نازنین جسکی زلفین دام دلہائے عاشق حزین تھین آشکار ہوئی رخسار پُر بہار سے اُسکے اُس گلبن کی دونی بہار ہوئی آنکھین اُسکی نرگس مست کو کیا شرماتین بلکہ ہر پھول اُسکے تمنائے دید مین گل نرگس بنا تھا لالہ اُسکے رخسار سُرخ پہ داغ کھاتا سرو گلشن عشق قامت

مین باجگل قربان اُسیر گلون کا دل اگر شمشاد اُس سرو قامت سے دعوی ہمسری کرتا تو الف قد کو یاد صرصر نون نفی بناتی گل اُسکے منھ اگر چڑھتا اور خوبی جتاتا تو ہوا طمانچے لگاتی شاخ گل اُسکے دست رنگین کے عشق مین گل کھانے پر تیار ہوا محبت سے سنبل حلقہ بگوش خاطر تار تار زار نزار کہ

نظم

دیا خون دل دلدادگان تھا
لباس اُس ماہ کا تھا سرخ یکسر
یہ کہتا تھا کرونگا قتل عالم

زبان اُسکی برنگ برگ گل تھی
شفق پھولی ہے گرد ماہ نور

لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا
سخن سے جان جاتی بلبلون کی
لبون سے مسکرانا اُسکا پیہم

اُس گلعذار سراپا بہار نے لب رنگین سے گلفشانی فرمائی کہ صاحب کوئی بھی بغیر اجازت ہمارے بنگلے مین چلا آتا ہے جو آپ درانہ چلے آئے شہزادہ نے فرمایا کہ بہت کوچہ یار مین مشتاق رخ و قد آئے ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی

اُس گلبدن نے کہا ہمارا احسان یاد کیجیے کہ آپکے پاؤن کیسے اچھے کر دیے شہزادہ نے کہا آپکا نام نامی کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ بندی کو لعل جادو کہتے ہین اس بارہ دری مین آپ نہ جائیے میرے ساتھ آئیے ورنہ گرفتار بلا ہو جیے گا یہ کہکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور دست نگارین سے ہاتھ شہزادہ کا تھام کر ایک طرف روانہ ہوئی اور اُس باغ مین ایک بنگلہ بہت عمدہ بنا تھا نہایت آراستہ تھا فرش و کرسی و شیشہ آلات سے سجا تھا اس بنگلہ مین مسند پر تکلف پر شہزادہ کو بٹھایا جام مے ارغوانی سے بھر کر دیا شہزادہ نے جام تو لے لیا مگر پیا نہین باتون مین اُس ماہ پیکر کو لگایا پوچھا کہ ملکہ اس طلسم کا کوئی اور بھی راستہ ہے اُسنے کہا اے شہزادہ اس بارہ دری مین ایک چھتا ہے جسمین ایوان بنا ہے اُس ایوان مین ایک تلوار لٹکتی ہے جو کوئی ساحر یا غیر ساحر جاتا ہے اُسکے دو ٹکڑے وہ تیغ آبدار کرتی ہے پس اے شہر یار مین تمپر فریفتہ ہون اسی لیے بارہ دری مین تمکو نہین جانے دیا اب مجھ سے دارو مدار کرو وصل کا اقرار کرو تمام جہان نہین مجھ سا معشوق باوفا چراغ لے کر ڈھونڈھو گے تو نہ ملیگا شہزادہ نے فرمایا کہ سوائے اُس بارہ دری کے اور بھی کوئی راستہ طلسمات کا ہے وہ قمر طلعت گویا ہوئی کہ ہان ایک راستہ اور بھی ہے لیکن کوئی نہین جاسکتا ہے بڑا پرخطر رستہ ہے ہم تم ایک ہو سے اگر وصل ہمارا منظور کروگے ہمارے پاس ہمیشہ رہو گے تو سب راہین بتا دینگے شہزادہ نے کہا سب مطلب سازی کرتے ہین اپنے کام کے وقت محبت جتلاتے ہین پھر ٹالا بالا بتاتے ہین تم مجکو کیا راستہ بتاؤگی مین خود تم ایسی کو چالین سکھا دونگا اگر تمکو راہ بتانی ہے تو ابھی بتاؤ ورنہ جاؤ ہوا کھاؤ مین آپ چلا جاؤنگا کیا تمھارے بتانے سے مین یہان تک آیا ہون ایسے فقرے مین بہت جانتا ہون جب وصل ہو جائیگا پھر کون کسی کو بتائیگا مطلب تو نکلجائیگا علاوہ اسکے راہ بتانے کا لالچ دیتی ہو راہ تم خود نہین جانتی ہو یہ بھی ایک عاشقی کی راہ ہے سراسر فریب کھلا ہوا ہے اُس پری کو یہ طنز آمیز کلام سنکر تہا آیا اور کہا چلیے میرا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے شہزادہ نے کہا اچھا چلیے غرض دونون اُٹھکر روانہ ہوے اور وہ معشوقہ نیرنگ نما اس اہل تمنا کو اُس بنگلہ سے ایک کوٹھری کے پاس لائی کہ وہ کوٹھری اُسی بارہ دری کے ایک گوشہ مین تھی شہزادہ نے دیکھا کہ بارہ دری نہایت آراستہ ہے چھت پردے چلمنون سے پیراستہ ہے اور اندر کے ایوان مین ایک تلوار برق کردار آویزان ہے اُس زن پرفن نے کہا دیکھیے یہی شمشیر طلسمی ہے جو کوئی اُس ایوان مین قدم رکھتا ہے دو ٹکڑے کرتی ہے یہ کہکر اُس کوٹھری کا دروازہ وا کیا اور اندر آئی ایک غار عمیق تھا بالکل اندھیرا تھا

گور جہود کا نقشہ تھا وہ غار ظلمت عالم کا مخزن تھا بلاؤن کا مسکن تھا چاہ بابل کا سر اس اندازہ مثل طول امل دراز بحر ظلمت کا منبع تمام دنیا کی تاریکیون کا وہان مجمع بے نور وہان عقل کی شمع کہ ابیات

آسیب جو اسمین آئے ڈر جائے
چشم اعمیٰ بخیل کا دل
دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے
وہ پست زمین نہ تھی کنوان تھی
تاریکی و تنگی اسمین حاصل
گرد اسمین اگر اڑی دھوان تھی

شہزادہ اُس غار کو دیکھ کر تلاوت سورہ کہف کرنے لگا دلمین ڈرنے لگا اور اُس زن ماہ سیمانے مشعل سحر جلا کر شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر اُس غار کے اُتری شہزادہ نے دیکھا کہ پہلو مین اُس غار کے ایک کھڑکی ہے اور اُس کھڑکی کے پہلو مین دو طاق بنے ہین ایک طاق مین شمع روشن ہے اور دوسرے مین بلور کا بیضہ رکھا ہے۔ اب حالت تاثیر طلسمی سنیے یہ ساحرہ ایک تیلی طلسم کی ہے اور بانیان طلسم نے یہ راہ مقرر کی ہے کہ طلسم کشا کو یہ تیلی اپنے حسن پر فریفتہ کرے اور طلسم مین نہ جانے دے اور اگر طلسم کشائی اُسکے نصیب مین ہے تو فریفتہ جمال عدیم المثال اُسکی تیلی کا نہوگا اور اُسکو اُبھار کرکے اس غار مین لائیگا چنانچہ اُس غار مین طاق پر جو بیضہ رکھا ہے اُسپر کچھ لکھا ہے وہ اُس شمع کی روشنی مین پڑھے گا اور اپنا کام کریگا فی الجملہ موافق تاثیر طلسم شہزادہ یہان آیا اور بیضہ مذکور کو طاق پر سے اُٹھایا اس تیلی کو اوپر کچھ لکھا نظر نہ آتا جب آکر یہان دیکھتی تھی بلور کا گول بٹا دکھائی دیتا تھا شہزادہ نے جو اُسکو اُٹھایا اُسپر لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم واے بنیدہ عجائبات غریبہ جو شخص کہ تجکو اس مقام پر لایا ہے اسی کے سر پر یہ بیضہ کھینچ مارنا سر اُسکا پھٹ جائیگا اور بال و پر جسم مین نکل آئین گے تو اُس طائر عجیب الخلقت سے لپٹ جانا وہ تجکو یہ دریچہ وا کرکے اندر لے جائیگا اور منزل طلسم پر پہونچائیگا یہ مضمون اُس بیضہ سے پیدا کرکے لعل تو پاس کھڑی ہی تھی اُس کے سر پر مارا اسی وقت سر اُسکا شق ہوا اور خون مین اپنے گر کر لوٹی فوراً تمام جسم مین پر نکل آئے اور کھڑی ہوئی چاہتی تھی کہ اُڑ جائے شہزادہ اُس سے لپٹ گیا اُسنے پر اپنا کھڑکی پر مارا وہ کھلی اور طاق کی شمع روشن بجھ گئی وہ طائر طلسمی کھڑکی سے جو باہر اُدھر کو نکلا شہزادہ نے یہان بھی اندھیرا دیکھا اور تیلی ٹھہری نہین شہزادہ کو سنبھال کرکے اُڑی شہزادہ حبب اوج گراے افلاک طلسم ہوا شدت ہوا سے آنکھین بند ہوگئین بعد کچھ دیر کے وہ تیلی یعنی طائر طلسمی زمین پر اُترا شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک بیابان سبز و خرم مین اپنے تئین پایا پشت طائر پر سے کود کر زمین پر آیا وہ طائر زمین پر گر کر تڑپا تمام جسم سے شعلۂ آتش نکلا اور جلا کر خاکستر کیا صداے دار و گیر برپا ہوئی وہ طلسم باغ اور غار اور صحراے ریگستان سب ٹوٹ گیا صرف وہ بارہ دری اور تلوار باقی رہگئی حال اُس تلوار کا بیان کیا جائیگا غرضکہ شہزادہ فتح طلسم پر آمادہ بعد جلنے اُس تیلی کے آگے بڑھا جب کچھ دور راہ طے کی ایک قلعہ کے قریب گذر ہوا سر قلعہ تا فلک رسیدہ تھا برج صد ہا تھا دربان دروازہ پر ہراسان تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا شہر نہایت آباد دیکھا رعایا کو دلشاد دیکھا مگر عجیب تماشہ نظر آیا کہ کاغذ کے آدمی چلتے پھرتے تھے دوکاندار اور خریدار سب کاغذ کے تھے مکانات عمدہ بنے تھے کاخ و ایوان شاہانہ آراستہ تھے دوکانین رنگین بنی ہوئی تھین ہر ایک مین تختے ... جملہ اسباب تجمل کا آئین آراستہ تھا تماشا ہر طرح کا سیر کون پر ہوتا تھا یہ نقشہ تھا کہ طلسم

نظارہ برانداز سے دل شاد
ضحاک کا دل تھا جیسے شدید
بازار مین قصہ گو بھی آکر
جادو کی ہر ایک سخن مین تاثیر
وہ گرم کباب سیخ پر کے

معشوق کا جیسے قد آزاد
لہراتے تھے سانپ یون سڑک پر
دل سے کوئی داستان بنا کر
ہر کہانی کبوتری تھی
یا ٹکڑے سر مژہ جگر کے

ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کرہ و ذنب فلک پر
کرتا تھا دل زمانہ تسخیر
پردا زمین صورت پری تھی

شہزادے نے ایک مردم شہر سے پوچھا کہ بھئی مزاج اچھا ہے اُسنے جواب دیا کہ کھانے پوچھنے سے ہکو رنج ہوتا ہے اور بات کرنا ناگوار گذرتا ہے ہمسے کچھ بولو نہین اپنا کام کرو شہزادہ اُس کاغذی انسان کی گفتگو سنکر بہت ہنسا اور دل سے کہا کہ بہت نقش فریادی ہے کسکی شوخی تحریر کا ۔ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا ۔ کیا حکمت بالغہ وقدرت کاملہ خلاق طلسم ارض وسماکی ہے کہ ایک ایک حکیم کو اُسنے یہ طاقت عنایت فرمائی ہے کہ کاغذی پتلے مثل انسان بنائے ہین غرضکہ حمد وثنائے باری زبان پر جاری کرتا بیچ چوک مین شہر کے آیا اور اس مقام پر ایک بنگلہ جواہر کا بنا پایا کوئی اسمین ساکن نہ تھا یسان آغوش عاشق مہجور خالی عمارت کی خوبی نرالی چلمنین طلائی نقرئی پتلیون کی پڑی تھین دیوارون مین خوبصورت تصویرین جڑی تھین فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ تھا شہزادہ اندر اسکے آکر ٹھہرا اس اثنا مین کاغذ دفتر روز فلکی قدرت نے تہ کیا اور شہزادہ ماہتاب کو قلعہ افلاک مین تنہا ئے انجم چلتے پھرتے نظر آئے کہ نظم

ہوئی کچھ روشنی پھر آشکارا
کرے خالق طلسمی ہین یہ سامان

شب مہتاب کا چمکا ستارا

دل تشنہ کو تھی سبب حیرت فراوان

تمام کو سب دکاندار دکانون پر سے گر پڑے اور رہائے شہر سب مردہ ہوگئے کاغذی تصویرین پڑی تھین نہ حس وحرکت تن مین نہ منہ سے بولتی تھین شہزادہ بنگلہ سے بازار مین گیا اور مٹھائی ایک دکان سے اُٹھائی کس لیے کہ گرسنہ تھا غرض چاہا کہ وہ شیرینی نوش کرے غور کرکے جو دیکھا تو کاغذ کی وہ بھی ہے استغفر اللہ کہہ کر مٹھائی تو وہین رکھدی اور آپ بنگلہ مین آبیٹھا اور یاد خدا تعالے کرنے لگا کہ اہل دل کیلیے یاد اللہ کی غذائے روح ہے اور طعام ظاہری قوت نفس ہے اسی لیے خاصان خدا کا کھانا قدر قوت لایموت پسند کرتے تھے اور فاقہ کشی زیادہ فرماتے تھے فی الجملہ طاعت الٰہی مین وہ شب شہزادہ نے بسر فرمائی اور بمصداق یخرج الحی من المیت پتلے خاکی اس طلسم دُنیا مین مرگ خواب سے پھر زندہ ہوئے اور انسان اپنے کو شمار کرنے لگے کہ نظم

ہوا خورشید عالمتاب پیدا

ہوئی روشن فلک پر مشعل روز
ہوا عالم مین نور اسکا ہویدا

ہی لیے نور وہ شمع شب افروز

شہزادہ نماز پڑھکر بنگلہ کے باہر نکلا دیکھا کہ سب پتلے کاروبار کرتے ہین دکاندار بیٹھے ہین شہزادے نے دو آدمیون کو شہر کے باہر بلایا وہ قریب آئے شہزادہ نے بنگلہ مین لاکر انکو بٹھایا اور کہا یہ تمہین رات کو کیا ہوا تھا جو اونڈھے منہ گر پڑے تھے پتلے بولے اے مسافر گذر یہ حال ساری ساری کرو ہم تو جیسے دن کو ویسے ہی رات کو ہمکو حکم ہے مٹی کا بنا ہے ہکو کاغذ کا بنا یا ہے شہزادہ نے کہا ابھی رات بھر تم کاغذ کی تصویر مین بنے تھے

بالکل مردہ تھے اور ہمسے کہتے ہو کہ کفر نہ بولو پتلون نے کہا کیون طوفان بپا کرتے ہو دروغ گویم بر روے تو تم تو مردہ تھے
تم آپ مرے پڑے رہے ہو شہزادہ بولا کہ اچھا یونہی سہی لیکن کچھ کھانا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک پتلا وہان سے گیا اور
دو روٹیان لیکر آیا شہزادے سے کہا لیجیے نوش کیجیے شہزادہ نے جو دیکھا روٹیان ہین کاغذ کی تھین بس اُنسے کہا ارے
میان کاغذ کی روٹیان لائے ہو پتلے نے کہا لائیے لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہے یہ کہکر ہاتھ سے لین اور
توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ منہ اور منھ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ بتاتے ہین
شہزادہ نے حیران ہوکر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذ کی تھی شہزادہ نے کہا دیکھو تو اندھے یہ آٹا
ہے یا کاغذ پتلے نے کہا چلو بھئی یہ بڑا دغاباز ہے یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادہ نے روٹیان پھینک دین اور آپ
بنگلہ مین جا بیٹھا جب طباخ دہر نے نان آفتاب تنور مغرب مین لگائی کہ بہت بھا گردون پہ دستر خوان انجم
ہوئی نان صنیاے مہر گم شام کو وہ پتلے پھر تصویر کاغذی ہوے شہزادہ نے اُٹھکر چاہا کہ ان سب کو جلاکر
جلا دون پس ایک پتلے کو باغ سے زمین جا کر اُٹھانا چاہا جیسے ہی ہاتھ لگا پتلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا ابے
تو بھی جیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سب مکار و محیل ہیں پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر نگذری
تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قمر پیکر یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اور کسی خوان میوون کے ہمراہ
لائین شہزادہ کو آداب بجا لاکر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالکہ ہین اور اُنکا نام
صولت کش جادو ہے یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور از بسکہ ملکہ صاحبہ واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہان کا کھانا نہین
کھاتے ہین پس میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہے آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا فرد
خاصے کے خوان آتے ہین شاہ و وزیر کو + بستر پہ بھیجدیتا ہے ٹکڑا فقیر کو + غرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا پانی
اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر پیا اور جب آسودہ ہوا اُن عورتون نے کہا یہ جو بنگلہ ہے اسکے پشت پر ایک دیوار ہے اُس
دیوار کے پیچھے تمھاری قضا ہے لہذا ہماری بی بی نے کہا ہے کہ اے شہزادے آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہو جیے گا اور
اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو میرے پاس دو امانتین طلسم کی ہین ایک سمند گھوڑا اور دوسرا طائر طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت
مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہے تو طائر پر سوار ہو جیے گا اور اگر طلسم کے اندر جانا مرکوز خاطر ہے تو مرکب
پر سوار ہو جیے گا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جواب دیا کہ جب وہ سواریان آئینگی سبقت عنان عزم جسطرف منعطف
ہوگی سمجھ لیا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد کچھ عرصے کے ایک طائر خوش رنگ مثل سیمرغ کے اُڑکر سامنے آیا اور ایک جانب سے سمند خوش رفتار
خوش فعلیان کرتا اطرائے بھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا تھا کہ سبزۂ فلک نے بھی ایسا اسپ تیز رو برق صبا رفتار نہ دیکھا ہوگا کہ اہا

ہے دامن زین سے تند و سرکش	دامن سے بھڑک اٹھی ہے آتش	سرعت مین یہ صورت نظر ہے
جانے مین یہ منزلون خبر ہے	اُڑنے مین ہوا کی اسمین تاثیر	کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر
کیا خوب رکاب کیا عنان ہے	وہ ہے مہ تو یہ کہکشان ہے	شہزادہ نے چاہا توسن چالاک مرکب پر

سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا بس قریب مرکب جاکر دامن گردان بسم اللہ کہکر خانہ زین مرکب طلسم کو

منور فرمایا اور وہ باد پا لیکر روانہ ہوا شہزادہ کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا بیرون شہر مذکور آیا اُس جگہ وہ گھوڑا ابر پیدا کر کے اُڑا شہزادہ کی آنکھیں بند ہو گئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک اور قلعہ فلک فرسا کا دروازہ نظر آیا اور اُس دروازہ مین کئی سو آدمی دیوانہ مثال سر برہنہ گریبان چاک ننگے پاؤن استادہ تھا گھوڑا اس شہسوار کو لیے دروازہ مین داخل ہوا جب قریب اُن دیوانون کے پہونچا وہ سب دوڑ کے ہر طرف سے لپٹ گئے شہزادہ کیا جانتا تھا کہ یہ آمادہ پرخاش مین غفلت مین سب نے لپٹ کر مرکب سے اُسکو جدا کیا شہزادہ نے بھی گھونسے اور لاتین مارین دو چار کو اُٹھا کر دے مارا دس پانچ کا سر آپسمین ٹکرا دیا مگر وہ مردمان طلسمی باز نہ آئے اور بموجب قول ع دو ایک کی دو ہین اور دو کی چار شہزادہ کا اسلحہ سب چھینکر اشارہ کیا کہ کئی سو دیوانہ قلعہ مین گیا بعد کچھ عرصہ کے ہزارہا آدمی ڈھول گلے مین ڈالے پیدا ہوا اور بجانے لگا یا جمشید کی صدا بلند ہوئی پھر ایک قفس آہنی لاکر اس ہمائے اوج شجاعت کو بند کیا اور اندر قلعہ کے لیکر چلے کچھ دور نہ گئے تھے کہ ساحر سیاہ فام اسباب ساحری تخت سحر پر رکھے گلے مین ایک لوح بہت بڑی پہنے منقل آتشین پر ہوم جلاتا بڑے تزک سے قریب دیوانگان آیا اُن سب نے اُسکو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے مالک ہمارے اس طلسم کے برباد کنندہ کو ہم آپکی خدمت مین لے چلے تھے آپ اسی جگہ آگئے اب کیا اس کے لیے آپ حکم دیتے ہین یہ عرض انکی سنکر اُس ساحر نے لوح اپنے گلے سے اُتاری اور اُسکو منقل کا دھوان دیکر بصد ادب دعا سامری سے مانگکر کہا کہ مجکو جو مناسب ہو وہ حال بنسبت طلسم کشا کے معلوم ہو اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ اسکو باہر قلعہ کے لیجاؤ جو پہاڑ بانی طلسم نے بنایا ہے اور کوہ ظلمت کہلاتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک سل بہت بڑی یاقوت کی پڑی ہے پس اس سل پر اُسکو بٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اسکے اُڑادے اور وہان لے جانے کی شرط اسی لیے ہے کہ اُس یاقوت کی سل پر کچھ لکھا ہے کہ وہ سوائے طلسم کشا کے اور کوئی پڑھ نہین سکتا ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو اُن حرفون کو پڑھیگا تمہین بھی حال معلوم ہوگا پس اسی جگہ لیجانا مصلحت ہے یہ اُس تختی سے معلوم کر کے اُس ساحر نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور سب دیوانون سے کہا اس مسلمان کو میرے ساتھ لے آؤ غرضکہ آگے یہ اور پیچھے سب ساحر شہزادہ کو لیے قلعہ سے باہر نکلے اور ایک کوہ پرشکوہ پر لائے اُس پہاڑ پر چشمہ جاری میوہ اور گلون کے درخت بیشمار فیض باد بہاری بیچ مین کوہ کے قلعہ پر ایک سنگ سرخ نصب زمرد کے حرف اُسمین کچھ کیے ہو طغرائے بہار انگیز خط بہار تھا دیوانون نے اس ہوشیار کو اُس پتھر پر بٹھایا اور در پے آزار ہوے لیکن اُن ساحرون سے تو حرف اُس پتھر کے پڑھے نہ جاتے تھے اس رازدان طلسم سے پڑھے گئے لکھا تھا کہ یہ طلسم ہم نے مسلمانون کیلیے بنایا ہے ہم بھی حکیم اہل اسلام مین سے تھے اور جانتے تھے کہ بعد ہمارے قبضہ ساحرون کا طلسم پر ہو جائیگا اور تمام طلسم کفر آباد ہو کر کفرستان کہلائیگا آخر کو طلسم کشا مسلمان آئیگا پس شکنندہ طلسم اگر اس مقام پر آئے اور سل پر بٹھایا جائے تو یہ اسم پڑھے قید سحر سے نجات پائیگا اور قید ظاہری بھی دور ہو جائیگی پھر دوسرا اسم جو قریب اسم اول لکھا ہے اُسکو پڑھکر دستک دے تو جملہ ساحران بیہوش ہو جائین گے پھر تیسرا اسم جو حاشیۂ سنگ پر لکھا ہے پڑھے زمین سے ایک عورت قبول صورت پیدا ہوگی اُسکے حسن بے نظیر پر فریفتہ نہو اور اُسکو پکڑ کر اس سل پر بٹھائے یہ سل شق ہو کر

اُڑ جائیگی اور بروے ہوا جا کر معلق ٹنگے گی اور وہ عورت منت بہت کرے گی کہ مجھکو اُتار لو چنانچہ جب وہ از حد منت کرے تو اسم چہارم پڑھ کر دم کرے یہ سل اُتر آیگی آگے پھر اس پتھر مین جو کچھ لکھا جائے اُسپر عمل کرے شہزادہ نے یہ مضمون جو پڑھا نہایت خوش ہوا اور اول فاتحہ بروح حکما ربانی طلسم پڑھی پھر اسم اول کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا مشکین کھلکھلین دست دیا مین قوت آئی اُٹھ کر ساحرون پر چلا وہ سب لپٹنے کو دوڑے اور غلغلہ برپا ہوا کہ لینا گھیر نا یہ بھی ساحر ہے جانے نہ پائے اسنے دوسرا اسم پڑھ کر دستک دی یکا یک ایسی ہوا غیب سے چلی کہ سب ساحران نابکار مثل مردہ صد سالہ زمین پر گر کر بیہوش ہو گئے اس بہادر نے سب کے سر کاٹ ڈالے شور آفت خیز اور ہنگامہ قیامت انگیز برپا ہوا شہزادہ نے اسم سوم ورد زبان کیا دفعتہً زمین شق ہوئی اور گنجینہ حسن ظاہر ہوا وہ زن خوبرو باحسن نیکو پیدا ہوئی کہ مشاطہ فلک اشرفی طلاے مہر اور گنجینہ اختر اُسکے رخ و دندان پر سے نثار کرتی زلف اُسکی یون زمین سے نکلی کہ مار گنج پر سے باہر آیا گات نے اُسکی درج جواہر کو شرمایا کمر نے اُسکی تار طلائی شعاع مہر کا عالم دکھایا سرین کو سبوچہ نقرئی پایا از سر تا پا وہ زور رقم طرفہ تو م تھی حسن کی اس کے دھوم تھی نظم

غضب تھی زلف مشکین اُسکے رخ پر
ہوا خواہ اُس سمن بر کی تھی بلبل
پریشا نون کو سودا زلف کا تھا

حلب مین نافہ آہو سراسر
غضب تھی عطر کی فتنہ کی خوشبو
جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا

لباس اُسکا معطر صورت گل
کہ فتنہ خیز تھی وہ ماہ ہر سو
بس وہ گوہر گنجینہ اسرار پہلوے

شہزادہ ذی تبار مین آکر آبرو بخش ہوئی اور لب سے یون دُرفشانی فرمائی کہ سامری قسم تم بڑے بیمروت ہو ہم تم کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین نادیدہ فریفتہ تمپر ہوے ہین اور تم آنکھ بھی نہین ملاتے ہو ہمکو ہجر مین تڑپاتے ہو شہزادہ نے اُسکی صورت نو زیبا کو بدتر از آسیب سمجھ کر مکر کی راہ سے محبت جتائی اور آغوش مین لینے کا ارادہ کیا وہ بھی لپٹ گئی اسنے اُسکو اُٹھا کر اُس سل پر بٹھا دیا وہ سل پھٹی اور تڑاقا ہوا ایکبارگی سل جانب فلک بلند ہوئی اور بروے ہوا جا کر ٹھہری وہ زن رسیا پکاری کہ اے صاحب واسطہ اپنے دین و مذہب کا مجکو اُتار لیجیے دیکھیے اپنی بیمروتی نہ کیجیے کسی کو یون بیچ ادھر مین نہین چھوڑتے رشتہ اُلفت نہین توڑتے ہاے جمشید کیسی میری جان آفت مین پھنسی ہاے مین غضب مین گھر گئی یہ کہتی تھی اور ہاتھ باندھتی تھی جب منت و زاری اُسکی حد سے زیادہ ہوئی شہزادہ نے اسم چہارم پڑھا کہ وہ سل اُتر آئی اُسوقت پہاڑ کے ایک گوشہ کی جانب سے ایک ساحر غدار پیدا ہوا کہ سر پہاڑ سا تھا مکار فریب تلبیس تھا آتے ہی اُس زن پرفن کو اُسنے ڈانٹا کہ اری او قحبہ تو اس مسلمان سے ملگئی رہ تو جا تیری سزا تیرے کتا رمین رکھتا ہون یہ کہکر نارنج جھولی سے نکال کر مارا اُس عورت نے سحر پڑھ کر نارنج رد کیا اور وہی سل کہ جسپر اُڑ گئی تھی اُٹھا کر بزور سحر ساحر پر ماری کہ ہر چند وہ بچا لیکن بچ نسکا سر پر جو پڑی تو ٹکڑے ٹکڑے سر کے ہوے غل اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور آسمان کی طرف سے شعلہ چمک کر زمین پر گرا غلطاک مار کر صورت عورت کی بنا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عورت مثل بلاے ناگہانی سیہ رو سیہ دندان سیہ قلب بیحیا کی ایسی ڈرادنی کالی بھوانی شیطان کی سگی نانی ہے غارتگر راحت و آرام باعث صد ہزار پریشانی ہے پس وہ کفر تیہ جنگ چھاڑی کہ اری دھگڑے باز تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا

اور میرے منئے دولھا ارمان نوشاہ کو عروس مرگ سے ہم آغوش کیا میرے بیاہ کو ابھی چند روز گذرے تھے کہ
تونے مجھے رانڈ کردیا مین جاکر بادشاہ طلسم ہزار برج سے فریاد کرونگی اور جسطرح میرے دلمین لگی ہو ویسے ہی تجکو بھی
آتش عذاب مین جلوائونگی اُس نازنین نے یہ بیان اُسکا سُنکر اُسکو للکارا کہ جا بال زادی ایک فریاد نہین اٹھا رہ
نالشین میری کر وہ تیرا بادشاہ میرا کیا کریگا اور شہزادہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھ یہ میرا بادشاہ ہو یہ میرا کنور کنہیا ہو
یہ میرا سانولا سلونا ہو یہ میرا کھیلونا ہے تجکو او فاحشہ کبھی ایسا مرد ملا تھا یا کبھی خواب مین بھی تونے دیکھا تھا اب جلد یہان سے گذر جا
ورنہ اپنے دھگڑے کے پاس تو بھی جائے گی یہ سن کر طیش مین آکر وہ ساحرہ ایک طرف شعلہ بنکر اُڑ گئی بعد اُسکے
جانیکے اُس گلبدن نے ہاتھ اپنے گردن مین شمشاد باغ صاحبقرانی کے ہار کیے اور کہا اے گل بوستان بیوفائی ہم جیلہ
کر تجھ مین رنگ وفا نہین مگر ہم اپنی سی اُلفت جتائے دیتے ہین لوح طلسم بتائے دیتے ہین سنو اے پیارے
نام میرا آرائش جادو ہو اور بہت مدت سے شیفتہ اور فریفتہ ہون مین نے کتاب آئین طلسم مین پڑھا تھا کہ طلسم کشا اس
پہاڑ پر آئیگا جو کوئی اُسکی رفاقت کریگا زندہ رہیگا رتبہ اعلیٰ پر پہونچیگا اور جو کوئی اس سے بغاوت کریگا مارا جائیگا
یہ مضمون کتاب مذکور سے پڑھکر منتظر آپکی تھی اور اس پہاڑ کی حفاظت کرتی تھی آج طالع یاور ہے اور بخت رسا نے آپکی
خدمت مین پہونچایا اب میرے ساتھ آپ چلیے مین لوح طلسم جہان ہو اُس راہ پر لگا دون آپکو منزل مقصد پر پہونچا دون
یہ کہکر بزور سحر تخت تیار کیا اور شہزادہ کو لیکر سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد کچھ عرصہ کے ایک بیابان مین آکر اتری وہ جنگل
نہ تھا زمین پر طبقہ بہشت اُتر آیا تھا بلکہ اُس صحرا کو دیکھکر دل کا بہشت مین جانے کو جی نچاہتا تھا ہر قسم کے درخت
اُس جنگل مین لگے تھے یا مسافران عدم جو بہشت کو جاتے تھے یہان کی سیر دیکھنے ٹھہر گئے تھے زمین وہ صاف و شفاف بلور کی
طرح چمکتی تھی سراسر نور کی معلوم دیتی تھی اُس سفیدی مین درختونکی سبزی اور گلون کی سرخی سے الماس پر زمرد یاقوت جڑا نظر
آتا تھا زیور مرصع کار شاہدان گلعذار کا رنگ دکھاتا تھا ہوا لے سرد اور غالیہ بیز ہر سمت دوڑان تھی مشام اہل انجمن
روز گار بساتی تھی نہرونکی لطافت و تراوت پاکیزگان دہر کی جان جاتی دلمین ٹھنڈک بڑھاتی تھی یہ کیفیت نظر آتی تھی

نظم

جنت سے تھا بڑھکے وہ بیابان
گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا
ہر چشمہ ہے مثل چشمۂ خور

کیونکر نہ فدا ہو اسپہ رضوان
ہین منتظر بہار اشجار
بہتے ہین ستارونکی طرح دُر

پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا
باندھے ہوے ہین قطار اشجار

شہزادہ اُس بیابان مین تخت پر سے اُترا
وہ معشوقہ با وفا ہاتھ پکڑ کر خراماں خراماں چلی اور ایک نخل سرسبز کے نیچے آکر ٹھہری ایک نخل کی ایک شاخ جانب زمین
جھکی تھی مثل عابد پاک طینت سر بسجدہ باغبان قدرت تھی ایک چھینکا اُسمین بندھا تھا وہ بھی کلابتو نکا تھا چھینکے
مین ایک پتھر یاقوت احمر کا رکھا تھا اُس غنچہ دہن نے مسکرا کر کہا کہ اے نہال باغ ارجمندی اس سنگ مین کچھ لکھا ہو
اور جو کچھ تحریر ہو مین اُسکو پڑھ نہین سکتی آپ طلسم کشا ہین پڑھکر اُسی طریقہ پر عمل کیجیے کیونکہ اُسپر لکھا ہوا پتھر کی لکیر
ہے بہر طلسم کشائی یہ پتھر اکسیر ہی شہزادہ نے اُس سنگ کو اُٹھایا ہشت پہل یاقوت کا تراشا ہوا نگینہ پایا نگاہ اُسپر ٹھہرنا
محال تھی آفتاب کی جوت کی طرح سرخی اُسکی آنکھونمین اُتری جاتی تھی خوب شہزادہ نے غور کر کے جو پڑھا

لکھا دیکھا کہ اس درخت کا نگہبان ایک اژدہا ہے جب وہ آئے تو اسپر بھی پتھر لگائے کہ وہ ہلاک ہوجائے اُسکے مرنے سے درخت گل حیات ملکہ ہوا اور جادو ظاہر ہوگا اور اُس پھول پر بھی کچھ لکھا ہوگا یہ مضمون ہنوز پڑھ چکا تھا کہ آواز سائیں سائیں کی آئی نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا ایک اژدر مہیب کو آتے پایا کہ کنکر پتھر ٹکیے جنگل کے اُس کے سینے کے نیچے سرمہ ہوتے تھے آنکھیں مشعل کی طرح روشن تھیں منہ پھاڑ کی طرح کھلا تھا عقرب فلک کا سامنے اُس کے زہرہ آب ہوتا تھا حوت زمین کا ایک ہی نوالا کرنے والا تھا غرضکہ وہ بلائے ناگہانی بہت جلد قریب شہزادہ پہونچ گیا اور شعلہ منہ سے چھوڑ کر قلّہ اُسنے کھینچا شہزادہ تو سرعت اور پھرتی رکھتا تھا جست کرکے اُس درخت کی آڑ مین جا رہا مگر وہ نازنین دم اژدر مین بندھ گئی اور قریب تو تھی ہی بہت جلد کھنچکر منھ مین اُسکے پہونچی شہزادہ نے اس عرصہ مین لنگر قائم کرکے وہی پتھر اُس موذی پر کھینچ مارا پتھر جو سر پر پڑا اژدر بیتاب ہو کر بہا آندھی پانی ظاہر ہوا طوفان عظیم برپا ہوا تمام جنگل آتش بہار ہوا جدھر دیکھا شعلہ اُٹھتے نظر آئے بعد کچھ دیر کے اندھیرا ہوگیا اور آوازین مہیب آنے لگین کہ الٰہی غضب کیا اس مسلمان نے جو اس دشت مین آیا

نظم

گرے سینے سے سو من کے لبس سنگ
گھٹا دم جسم مین رخصت ہوئے ہوش
زمین پر آپ کو بیہوش پایا

اندھیرا سامنے آنکھون کے آیا
بڑھی خود رفتگی مانند مے نوش

صدا کے ساتھ اُٹھا اک ابر بدرنگ
وہ ابر تیرہ اُس جنگل مین چھایا
سنبھالے سے نہ سنبھلا دل غش آیا

بعد کچھ دیر کے جو ہوش شہزادہ کو آیا دیکھا کہ نہ وہ بیابان ہے نہ وہ آشوب کا سامان ہے مگر ایک اور صحرا ہے کہ مثل فرد مفلس کے پریشان ہے نہ کوئی شجر ہے نہ دریا ہے نہ انسان ہے نہ حیوان ہے صرف کفدست میدان ہے مگر وسط صحرا مین ایک درخت بہت مختصر طول مین ہمرنگ قامت یار بہت پر بہار لگا تھا ہر برگ اُسکا مثل زمرد اخضر چمکتا تھا تنہ درخت کا یاقوت احمر کا تھا شاخین نیلم کی تھین اور مثل دست رنگین معشوق نزاکت سے بھری تھین اور نشۂ بادہ بہار سے جھومتی تھین درخت کی چوٹی پر ایک پھول جواہر کا لگا ہے جان گلہائے زمانہ ہے چمنستان دہر مین یگانہ ہے پنکھڑیان اُسکی لب نازک معشوقان عالم کو شرماتین خوشبوئین طرح طرح کی اُسمین آتین دماغ گل پیرہنان دہر بساتین شہزادہ کا گل باغ خاطر اُس پھول کو دیکھ کر شگفتہ ہوا اور چشم نرگسی سے ٹکٹکی اُسی کی جانب باندھی اُسوقت اُس درخت کے پاس زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نکلی کہ بالکل خبیثہ تھی غول بیابانی اُس سے خوف کھاتا چڑیلون کو اُسکے سایۂ نحس کا آسیب ہوجاتا اُس زشت کردار نے ابن سعید کو گھورا اور کہا تو کیا تک رہا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ پھول مجکو بہت پسند ہے تو مجکو توڑ دے اُس عفریتہ خصائل نے گھُرک کر کہا کہ موئے ڈیکرے تیری نظر کو چھپائین پھوٹین تو نگوڑے یہ حوصلہ رکھتا ہے کہ پھول توڑے ارے تجکو خاک مین ملاؤن اس پھول کے تاکنے والے کو صدقہ اُتارون جا دور بھی ہو یہان سے شہزادہ نے کہا تم جو کچھ چاہو کہو مین بغیر پھول لیے نجاؤنگا یہ کہہ کر قریب درخت آ کر زمین پر لوٹ گیا اور پاؤن پھیلا کر بیٹھا وہ خبیثہ ہنستی ہوئی اسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ اے واہ تم تو خوب راڑھ لانے چلکر پاؤن پھیلائے کیون تیری شامت آئی ہے موت نے گھیرا ہے اے اجل رسیدہ جلد اس شجر کے پاس سے ہوا ہو یہ کہہ کر شہزادہ کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ کر اُٹھا دون ازبسکہ قریب تو آ استادہ ہی تھی اُسنے دونون ہاتھ سے پاؤن

اُسکے پکڑ کر جھٹکا جو دیا منہ کے بل وہ گری اسنے تصور کیا کہ یہ ساحرہ ہے سحر پڑھ کر چھوٹ جائیگی پس وہ تدبیر کرو کہ
سحر نہ پڑھنے پائے چنانچہ گراتے ہی اُسکو زمین سے اُٹھ کر پائوں تو پکڑے ہی تھا اُسکو گھمانا شروع کیا چکر ایسے دیے کہ
ساحرہ کی عقل چکر مین آئی متوجہ ہوا سے بیہوشی چھائی اسنے خوب گھما کر ایک پتھر پر سر کے بل دے ٹپکا سر اُسکا پھٹگیا
سانس بھی اُسنے نہ لی واصل جہنم ہوئی پھر غلغلہ دارو گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا بیاہان جادو کو اُس کے
مرتے ہی اُس درخت مین آگ لگی اور سب درخت جلتے جلتے جب اُس پھول کے پاس آگ پہونچی وہ ٹوٹ کر زمین
پر گرا شہزادے نے جلدی اُٹھا لیا اور غور سے دیکھا تو جواہر کا پھول کنول کا ہے بلور کی ڈنڈی لگی ہے اُس ڈنڈی پر
لکھا ہے کہ اے شکنندہ طلسم جس کے پاس طلسم کی لوح ہے وہ اس پھول کی عاشق ہے اور اسکی جان یہی پھول ہے
کسی کو یہ راہین طلسم کی کاہے کو ملتین جو یہان تک آتا اور ان جادوگرون کو مارتا تو بہت صاحب نصیب ہے جو یہ
پھول تیرے ہاتھ آیا اب اس گل کو لیکر بہت ہوشیاری سے آگے روانہ ہو ایک ملک مین پہنچیگا اُس ملک مین جو
کوئی کہ تجھ سے یہ پھول طلب کرے جاننا کہ لوح کا محافظ یہی ہے آگے عقل کا کام ہے العاقل یکفیہ الاشارۃ یہ
مضمون اس پھول پر تحریر دیکھ کر شہزادہ نے پھول تو کمر سے باندھا اور دعاے توریہ اور آیہ وغیرہ صحائف الٰہیہ
کی اپنے اوپر دم کین اور وہان سے آگے بڑھا سیر طلسمات کرتا چند منزل طے کر کے ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا کہ
حصار شہر پر مصقلہ سونے کا کیا ہے آفتاب کی جوت سے ہر سمت آفتاب نکلا نظر آتا ہے دیوار و در جگمگاتا ہے
دروازہ مین تمام جواہر پچی کاری کیا ہے آیندہ و روند کا رستہ ہے مردم کم ہین ہزارہا زن خوبرو حور شمائل کا پہرا ہے شہزادہ
اندرون شہر قدم زن ہوا اندر آکر جو دیکھا ہر سمت عورتون ہی کا انتظام پایا ہر بالا رعنا بازار نظر آیا اوصاف اُس شہر
کی توصیف مین مقطوع اللسان خامۂ تحریر کی قاصر زبان ہر طرف راز و نیاز کی گرم بازاری خوبرویون کی طرحداری
زلف کا سودا ہر خاطر پریشان ارزان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان ہر مکان رفعت مین فلک کیوان طاق ہر ایک
رشک ابروے پری رخان محراب کے خم ہلال عید دسہرا ایک دیدہ و شنیدہ ستون ہر ایک سایہ نور غیرت دہ ساعد حور بام پر
خدا کی قدرت کا ظہور چبوترہ مکان کے آیئنے مصفا آئینہ سکندر کا نقشہ دکانون مین سرمایۂ عمدہ دلبدیع دکاندار کی
شان رفیع کہین تمبولن اپنی سرخروئی جتاتی کہین ساقن دل عشاق کے دھوئین اُڑاتی تمبولن کی دکان پر ہر ایک کو
دعوی جان سپاری دل خون ہوجانیکا بیڑا اُٹھاتا عاشق کے خون تھوکنے کی تیاری اُگال اُسکا یاقوت یا ہر جان عشاق قوت
سامنے تمبولن کے آئینہ لگا اِدھر اُدھر آئینہ کے سونے چاندی کے مرتبان جنمین عنبر و معطر کتھا چونا پانون کی سامنے
کھلی ہوئی ڈھولیان سرمایہ نقد و ہوش ڈھولیتی تھی حسن پر اپنے موہ لیتی تھی کہ بیت سرخی لب کے وصف مین جسنے
ایک مصرع کہا تو خون تھوکا ✤ وہ لب رنگین پر اُسکے مسی کی دھڑی اور اُسپر پان کا لکھوٹا شب دیجور مین شفق
کا تماشا نظر آتا بلکہ ۵ مسی مالیدہ لب پہ رنگ پان ہے ✤ تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے ✤ پیک جہان
وہ تھوکتی زمین کان یاقوت بنتی زبان اُسکے وصف مین لال ہے ساقن کے حسن کا بھی یہی حال ہے کہ دم اُسکا
بھی غنیمت تھا حقہ لعل اُسکا دہن پہ نزاکت تھا زلف پیچان پر اُسکے دود آہ عاشق کا گمان تھا رخسار آتشین پہ

اُسکے خال سیاہ عیان تھا یا سویداے خاطر عاشقان تھا وہ میزون پہ قرینے سے پیچوان دھرے پینے والون کے دماغ خوشبو سے تماکو کے بسے اور بھرے فرشی حقون کی تمنا مین لب فرش خریدار کھڑے ساقن کے رخ کا پسینہ عرق بہار سمجھ کرنے جان کو اُس سے بساتے وارومدار پہ اُسنے ہوتے جاتے کہ دم بغیر ہم نہ محروم بغیر ین تیرے عشق مین اے گل یہان جل جل کر مرین جب دم حقہ پہ لگاتے سرور آنکھون مین آتا اُسوقت جھوم کر یہ سُناتے کہ بموجب **نظم**

بزم توحیدست تماکوے ما ✤ بوے وحدت مید ہد ہر توے ما

اولش الله و آخر ہو کشند ✤ ان جوانانے کہ تماکو کشند

کوئی نوجوان عشق مین سافن کے دل جلا بال و دولت سلفا کیے یہ اشعار پڑھتا کہ **اشعار**

بتوان آموخت آداب محبت را زد ✤ حقہ نے مجلس نواز و دلفریب و دلبری

سر نمی پیچد اگر بر سر نہندش اخگری ✤ تا نپرسندش نگوید حرف بیش و کمی

کسی طرف بزازہ گلبدن دکان لگائے بیٹھی اطلس فلک اول اپنے کپڑے کے سامنے داغہاے انجم سے مشجری بناتی جس خریدار نے اُسکے پان جانی لوٹ اُسپر دل ہوا الٰہی الٰہی خیر وہ دل ہوا شفق کی اطلس سرخ نظر مین ناپسند ٹھہری قباے گل گلزار بالکل بری ہکلی کف افسوس کمل کر آخر جان دی نین سکھ اُسی بزاز کو دیکھ کر پاتی سودے مین عریانی تنزیب نظر آتی مرطلعون کا دل اُسکے حسن کو دیکھ کر کتان کی طرح پارہ پارہ عاشقون کو کمخواب آتا دل اُسی کا یار گاڑھا اسی طرح ایک سمت شیرینی فروش یعنی حلوائن تلخکامی خریداران کھویا کرتی جب مٹھائی تھالون مین بھری دُکان اُسکی کیا کھلتی در بہشت کا دا ہوتا شیرۂ جان عاشقان کا قوام بگڑتا لب شیرین پر اُسکے اگر مکھی بیٹھ جاتی تو یہ بات عاشقون کو یاد آتی کہ **فرد**

بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند ✤ بات مشکل تھی دلے تو نے یہ حل کی مکھی ✤

تھال اُسکی دکان کے مہرو ماہ کے تھالون کو شرماتے جلیبیون اور امرتیون کے پیچ دل کو پیچ مین لانے برفی پہ برائی کا شک کرنا سراسر تلخکامی ہے شکر پارون کو اختر چرخ کہنا بدنامی ہے کہان تک وصف اُسکا بیان ہو بہتر یہ ہے کہ توصیف صرافہ مین خامہ روان ہو کہ وہ صرافہ نوجوان عاشق کو کوڑیون کے مول لیتی فلک کا سینہ اخترون سے بھرا ہے یا وہ پیسہ کا داغ دیتی اشرفی کو اُس سیمتن نے بھیری سے دیکھا ہے جب تو زردروئی نصیب ہی سیم سادہ نے جو اُسکے تن صاف سے دعویٰ ہمبدنی کیا تو سکہ کی ضرب کھائی گلی گلی ماری پھری آوارگی کا چلن ہوا دکان پر ہر ایک طرف اشرفیون کا ڈھیر دوسری جانب روپیون کا انبار پیسے تھے یا داغ خاطر عاشق زار محک امتحان مین ہر ایک سنجیدہ نظر سنجیدگی تول لیتی گانٹھ گرہ کا اُسکی زلف رسا کھول لیتی دولت ہوش وحواس جان و دل مول لیتی عاشق تن سگہ دل وہان بھناتے یہ شعر زبان پر لاتے کہ **بیت**

طالب نہین دولت دنیا کا دل مرا ✤ اس سیمتن کا وصل ہی تحصیل زر مجھے ✤

ایک طرف گندھن رشک چمن گل پیرہن دماغ جان خریداران خوشبو سے بساتی قرابۂ دلمین گلرخساری اُسکی برنگ عطر گل بھری جاتی پسینہ اُسکا گلاب سے کہین بہتر مجموعہ کا عطر پریشان خاطرون کے لیے بہت خوشتر دمبدم فتنہ سازی کرتی دل بلبل کو آگ پر دھرتی جب گلاب کشیدہ کرتی جو کوئی صندل مول لینے جاتا اُسکو دیکھ کر زرداران و دردسر خریدن کا نقشہ نظر آتا پھول ٹوکری مین بھرے دکان مین دھرے تھے دیار گلشن چھوڑ کر اُسی کے کوچہ مین آ بسے تھے اُسکی بتیان سوز دروں کا پتا دیتین جلنے اور

دل جلانے کی راہین لیسا دیتین شمعین سر کے بل ٹنگی مگر بزبان بیزبانی یہ کہہ رہی تھین کہ فرو لازم ہے سوز عشق کا
شعلہ عیان نہو ٭ جل بجھیے اس طرح سے کہ مطلق دھوان نہو ٭ غرض کون ایسا تھا جسکو اُسکا سہا آن تھا شہزادہ
یہ سیر دیکھتا جب آگے بڑھا سامنے جوہری بازار نظر پڑا ایک ایک جوہری کی کان جواہر دکان کو بنائے بیٹھی تھی
جواہر کے دریا مین خود بھی ڈوبی ہوئی تھی اگر جوہر اُنکے کان کا عقد ثریا پر پرتو افگن ہوتا تو اُسکا ستارۂ قسمت پھر جاتا
بالا اُنکے کان کا ہالہ مہر وماہ سے بالا عاشقون کو بتاتی وہ ٹالا بالا نورتن اُنکے ستارہ سحری سے زیادہ روشنی گوہر
دندان سے مملو اُنکا دہن لب اُنکے یاقوت رمانی کو شرماتے عاشق اُنکے چہرۂ زیبا کو دیکھ کر یہ شعر زبان پر لاتے کہ شعر
کیا یاقوت موتی کو جو کھایا پان اُس گل نے ٭ کلی مسّی تو نیلم کر دیا لعل بدخشان کو ٭ وہ جواہر اُنکی دُکانون مین تھا
کہ ایسا کاہے کو کانون مین تھا اگر جوہری فلک اپنے جواہر کواکب کو اُنکے سامنے لاتا تو داغی نگینہ مہر وماہ ٹھہرایا جاتا
چرخ فیروزون کے سامنے فیروزی بنا تا رنگ بدل بدل کر مقابلہ کرنا چاہتا تھا جواہر پوش معشوقون کا کیا وصف بیان
ہو نظارہ باز خیال نیرنگی حسن کو اُنکی طلسم جانتا کیونکہ لب یاقوت رنگ کے عکس سے کبھی گوہر دندان پارہ لعل و
عقیق مین بنجاتے اور لب لعلین کا ہے عکس دُر دندان سے ہمسلک گوہر نظر آنے عاشق بار بار یہ شعر زبان پر لاتے شعر
اُس جواہر پوش کے دیکھے ہین وہ یاقوت لب ٭ جسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے ٭ بلکہ بموجب بیت
بہ آبداری لعل لبش نخواہد بود ٭ اگر ہزار عقیق از یمن شود پیدا ٭ شہزادہ تا دیر اُس بازار مین ٹھہر کر مصروف تماشا رہا
اور دامن نظارہ کو جواہر حسن سے بھر لیا پھر آگے بڑھا تو قسم قسم کی دُکانین نظر آئین کہین میوہ فروش کہین ترہ فروش
اپنی خوبی حسن کی سرسبزی دکھاتین کہین انگیا مین کوے چھپائین عاشق تن دولت عشق سے نہال شجر محبت سے باغ دل
بھرے ثمر الفت سے لالا ل نگترے رس بھرے عاشق چاشنی اُنکی چکھنے کو کھڑے پیمانۂ صحر مین شفق سرخ فلک نے بھری تھی یا
ٹوکری مین نارنگی دھری تھی شریفہ پسند خاطر وضیع وشریف تھا میٹھا بہت لطیف تھا خریدار اکھٹا تے تھے آبلہ ہائے دل کو خوشۂ
انگور سے عاشق لڑاتے خوشی خوشی آتے اور ترشروئی سنگترنی کی اُٹھاتے شیرین کامی مول لیجاتے میوہ فروشی بیچے ذقن حسن
بربادا چشم سے صاد کیے تھے میوۂ جات عاشقان برباد کیے تھے سرو قد پستہ دہن تھی معشوقہ زیبا رشک صد بہار چمن تھی
پستان اُسکے انار وہی عاشق کو اُسکے عشق مین جان دہی انناس پسند خاطر عوام الناس لیکن پستان کا لاناس اور تو کیا
کہون لیکن پناہ من شر الوسواس الخناس سیب ذقن عاشقون کے لیے بلا ریب آسیب جان مضطر ناشکیب شفتالو کو دیکھ کر
لب نازک کا بوسہ لینے کو جی چاہتا آیہ ولسانا وشفتین زبان پر لاتا فی الجملہ بیت دُکان پر اُسکے جو آگیا ٭ آئے نہال
آرزو مین بار آئے ٭ شہزادہ تعریف سرسبزی شہر فرماتا جاتا تھا کہین کنجڑن کسی جا حلوائن کسی مقام پر بھٹیاریون کی طرفہ
آبداری پاتا تھا کہ حسن نمکین اُنکا دلمین شور محبت ڈالتا تھا ماہ طلعتون کا دل شعلۂ حسن پر اُنکے کباب ہر گردۂ نان اُنکی
دُکان کا آفتاب سنبوسون مین دہان معشوق کے بوسون کا مزا کلیجہ وہ اچھا کہ جسکو کل چاہین کھانے والے قوت پائین
خطائی کبابون کو نا پسند خاطر کرنا خطا تھا زرد رنگ کے عشق مین زرد یکہ گلگرویون کو سودا کیسا یرقان ہوا تھا کہ جدھر دیکھو
زرد ہی زرد نظر آتا تھا طباخ فلک آفتاب وماہ کے دو پڑے لیے صبح وشام پھرتا ہے مگر آٹا گیلا رہتا ہے اُس کے

پریون سے کب مقابل کر سکتا ہے حسن بھی اُنکا نمک پاش زخم جگر دلسوز غم مین کباب ہے بدتر نظم
ملاحت اُنکے رخ پر بھی نمودار
صباحت کا ہوا تھا گرم بازار
جو وہ شیرین دہن کرتین تبسم
تو خوش آتا تھا اُس جا شور مردم

اُنہین کلال کی دکان تھی گلعذارن نشۂ حسن سے مخمور بیٹھی تھی پیمانہ چشم سے شراب غمزہ و ناز دیتی تھی بادہ کشون کا اُس جا جماؤ ہر ایک کی زبان پیلاؤ پلاؤ گلابیان شراب ارغوانی و زعفرانی کی میزون پر چُنی ہوئین میخوارون کی نگاہین اُسپر جمی ہوئین کوئی عالم مستی مین یہ شعر زبان پر لاتا کہ بیت زمینۂ چشم یار مین سُرخی ہے نشہ کی ✦ کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے ✦ کوئی کہتا تھا کہ شعر وہ صراحی تو ساقیا ڈھلکا ✦ کاگ اُڑتا ہے جس سے بوتل کا ✦ شہزادہ اس شہر پنو نژاد کو دیکھکر بہت محظوظ و مسرور ہوا اور قریب دار الامارۂ شاہی سیر کنان پہونچا یہان طرفہ ماجرا دیکھا کہ قصر شاہی سے بہت دور تک ہزارہا الن غنچہ دہن ٹوکریان پھولون سے بھرے بیٹھی ہین ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنا رہی ہین چھیڑیون مین گہنا گوندھکر لگا رہی ہین گلہر سبد کی شوخ رنگی دکھا رہی ہین ایک ایک اُنمین حور بہشت برین ہے لباس انکا نہایت پر تزئین ہے اگر وہ مالنین پھولون کو رشتہ مین نہ گوندھتین تو ہر پھول بیقرار ہو کر شب کو جگنو بنکر باغ عالم سے اُڑ جاتا فرط غم سے صورت داغ جگر عاشق بنجاتا غنچہ اپنی گرہ نہ زر خرچ کرکے اُن مالنون پاس آیا تھا بہار نے در پردہ گل اشرفی کا خزانہ اُنپر سے لٹا دیا تھا لالہ انکا داغی غلام تھا عندلیب سفید انکی طرح ہزار دل سے اُن گلرخسارون کے عشق مین بدنام تھا سوسن انکی ادنی کنیز تھی سیدھے مُنہ بات کرین یہی آرزو رکھتی ہمہ تن زبان ہو کر خاموش ہو کر بصد تمیز تھی جو یہی چہرہ ہے وہ ان البیلون پر نثار تھی چنپا چنپا کا بنکر گلے کا ہار تھی غنچہ اُن کے دہان تنگ کے روبرو خاموش نرگس کو انکی چشم حیا پوش کے دیکھنے کا دل مین جوش گل اُنکے سامنے کیا دعویٰ نزاکت کرتا جبکا یہ حال تھا کہ بیت نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے ✦ بدھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے ✦ شہزادہ نے اُن گلرخسارون کا باغ لگا ہوا دیکھکر غنچہ خاطر شگفتہ فرمایا اور اُنسے پوچھا کہ اے گلعذاران سراپا بہار یہان تم کس گل کی ہوا سے صحبت مین جمع ہو اُنھون نے جواب دیا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو نو وارد ہے یہانکا آئین نہین جانتا ہے اس شہر کی ملکہ ہوا دار جادو جسکو پھول بادشاہ زادی بھی کہتے ہین اُسکو ایک پھول کی خواہش ہے اسی کی تلاش مین ہر روز یہان آتی ہے اور تمام بازار کے پھول خریدے جاتی ہے اور ہم سے تاکید فرماتی ہے کہ دور دور کے باغون اور صحراؤن سے ہر روز پھول لاؤ ہم اُسکی خاطر سے بڑی بڑی دور سے پھول لاتے لاتے ہین اور اُسکے لیے گہنا بناتے ہین یہ سب اُسی کے دم کا مجمع ہے ابھی تک تو جس پھول کی اُسکو تمنا ہے وہ دستیاب نہین ہوا ہے شہزادہ نے یہ ماجرا جو سُنا دل سے کہا اُسی پھول کی یہ شہزادی عاشق ہے جو تجکو ملا ہے تو بھی اپنا پھول ہاتھ مین لیکر اس بازار مین کھڑا رہ دیکھ تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے بس یہ سوچ کر کمر سے وہ پھول طلسمی نکالا اور ہتیلی کی چنگیر پر رکھکر ایک سمت اُس بازار مین کھڑا ہوا جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور گل آفتاب زرد ہونے لگا کہ بموجب شعر بہار شام طرفہ رنگ لائی ✦ گل خورشید پر آئی تباہی ✦ سہانا وقت ہوتے ہی اُس بازار مین سقینان بھی نوجوان حسینہ و جمیلہ تھین دست نگارین اُنکے حنا آلود جوڑے اُنکے ترچھے بندھے بادہ گلگا

لنگیان کندھے پر ڈالے آڑے تسمہ گلے مین پڑے سونے کے کانٹے لگے وہ اٹھلا اترا کر چلنا قمقمون مین انگیا کے واشگون گلاس کا عالم لبون پر مسی کی دھڑی اسپر لالی جمی کالی گھٹا مین بجلی چمک رہی کانون مین بجلیونکا تڑپنا دلپر بجلی گرانا دست رنگین کا ہر چھلا عاشقون کو گل کھلواتا پائے نازک مین کڑے پڑے نرم دل عشاق کو کڑا پن دکھاتے پامال ہونیکی ہوس بڑھاتے اُن رنگین اداؤن نے تمام بازار مین چھڑکاؤ کیا اور سڑک کو ہمشکل آئینہ سکندر بنادیا گھر جیسے گلاب کیوڑے سے لباد یا بعد کچھ دیر کے اہتمام سواری کا ہوتا نظر آیا آگے آگے صد ہا نازنین کو منظم پایا پھر ترکنین حبشنین قلماقنیان اُردا بیگنیان اُزبکنیان ترکستانیان بندوقین کاندھون پر رکھے گذرین اُنکے بعد کئی سو چوبدار زنیان عصا ہائے طلائی و نقرئی لیے وہ ہلبل کی طرح چہکتین آوازین طرقوا کی دیتین ہٹو بچو کا شور بلند بڑھے عمر و دولت شہنشاہ ارجمند بکارتین چاوشنیان کیطرح للکارتین نکلتین ایک ایک اُن مین پری رخسار تھی حسن کے جوش جوانی کی بہار تھی وہ اُنکا اٹھلا کر پانون دھرنا دوسرے قدمون کا جھکنا مچھلیونکا ہلنا عکس اُن مچھلیونکا آئینہ رخسار مین اُنکے جھڑتا تو بحر حسن مین ماہیون کا تیرنا معلوم دیتا اُنکے گذر جانے کے بعد ہزار ہا کنیزان ہمرید ارلباس ارغوانی و زعفرانی زیب جسم کیے زیور جواہر آگین پہنے مرکھبائے بادرفتار پر سوار پیدا ہوئین کلغیان مرکھونکی چوٹیون پر رنگین زین جواہر دو در کسا پاکھر پر تکلف پٹھون پر پڑین دہانے زرنگار ہلال جڑے کندہ کیے ہوئے قطعہ

کیا کیجیے وصف راہ وار ہوا ر
گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا
ہر کھیک برنگ نغمہ دتار
سرعت مین ہوا سے تھے کہین فزون
زیور سے لدا ہر ایک گھوڑا
زیور سے تھے گنج باد آورد

وہ نازنین شمشاد قامتان چہچہے کرتی آپس مین کرتی جاتین کوئی اپنے عاشق کو کڑا پن دکھاتی کوئی آنکھ سے آنکھ لڑاتی کوئی شرماجاتی تنکر جوبن کا عالم دکھاتی اسی طرح یہ مجمع بھی گذر گیا پھر سامان بادبہاری اور جلوس سواری پیدا ہوا اول تماشائیون کا جسپر شیدا ہوا اس پہول بازار مین جو رکروار دونکا جمع ہونا گلزار بہشت کا رنگ نظر آتا تھا عود و عنبر کے لخلخون پر مشک ختن صدقہ ہوا جاتا تھا مشام دہر معطر تھا فروغ حسن مہر طلعتان سے کاشانۂ عالم منور تھا مغنیون کی صدا نغمۂ بلبل گلزار عدن کی آواز صدائے خندۂ گل حسین انتظار گیا ن سواری کے اشتیاق و دید مین برابر لگی تھین نرگستان باغ فردوس کا رنگ دکھلاتی تھین آئینہ رویون کا برابر صف باندھکر چلنا چشمۂ صفا کا لہراتا تھا یا روح سکندر کو تڑپاتا تھا آئینہ خانۂ عالم مین حیرت کا عالم نظر آتا تھا لب بہر محبوب کے مستی زیب تھے تختہ سوسن کا پھولا تھا خوش خرامی پر اُنکی کبک چال بھولا تھا نواب ناظر اور خواجہ سرا غلمان پیکر سرگرم اہتمام ہٹو بچو کا غل نہایت دھوم دھام کہاریون کی صورتین پیاری مچھلیان سرون پر رنگین لہنگے پانون مین بھاری ہر ایک اپنے جوبن مین اتراتی ہنستی کھلکھلاتی تھی کہ بموجب نظم

سواری سے ہوئی پہلے نمودار
ہزار اک تخت تھے ہمراہ سردار
علم ہاتھون مین تلوارین برابر
بہت آراستہ افواج جرار
لباس اُنکے بدن پر زعفرانی
سرکان اُٹھ کر [illegible] آگے
پھر اُسکے اردلی کے خاص بردار
بھرا پہلون مین تھا سونیکا پانی
عقب خواجہ سراؤن کا تھا علغہ

ترک انکا زمانہ سے جدا تھا | قباؤن مین وہ انکے صرف کمخواب | خجل تھا اشرفی بوٹی سے مہتاب
مرصع تھا یراق و ساز زرکار | یہ سب خواجہ سرا گھوڑون پہ اسوار | گروہ انکے عقب پھر عورتون کا
ہر اک خورشید اور مہتاب سیما | جوان ہر ایک کمسن رو کش حور | سراپا پیرہن جسمون پہ پرنور
ہر اک پہنے مرصع کار زیور | مقابل انکے ذرہ مہر انور | عیان ناز و ادا کرشمے تھے غضب کے
فرین برچھیان ہاتھوں مین سب کے | پیادہ پا خرامان تھین زمین پر | یہ نکلین آگے دو کان کے برابر
پری تھی ایک اس حلقہ کے اندر | خجل تھا جس کے رخ سے مہر انور | یعنے ایک سراپا ناز عربدہ ساز

ہوادار پر سوار گرد اسکے پریون کی قطار ظاہر ہوئی شہزادہ نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی تھی دراصل وہ زینت فزائے انجمن رونق کاشانہ جان و تن روح روان عاشقان جان جہان سردار محبوبان زمان گل باغ شرم و حیا گلدستہ بزم جفا غارتگر کشور دل کاروان اضطراب کی منزل ترک ستمگر لشکر غمزہ و ناز کی افسر خوش رو خوشخو گل اندام باعث صبر و آرام سرو گلزار رعنائی شمشاد گلستان زیبائی دلدار و دلبر گلفام و سمنبر۔ بلکہ ادھر دنیا بھر کی خوبیان اسمین تھین کرشمہ و ناز و ادا کی لوٹ دل اسیر لوٹ بہار گلشن وصل زمانہ حسن کی فصل نظم

وہ تھی ایسی حسین و خوبصورت | قمر کے دل مین ہے داغ کدورت | نہین ہے قاف مین اب اسکا ثانی
خجل ہے آفتاب آسمانی | بلاشک قوم مین آدم کے تھی فرد | کہ چہرہ شرم سے ہے حور کا زرد
ہوئی پیدا نہ ایسی اور نہ ہوگی | نظر آتی تھی اک قدرت خدا کی | اس حسن خداداد پر نزاکت اس رشک

حور کی ایسی تھی کہ ہوا کے جھونکے سے مرجھاتی تھی مگر اس گل کی وہ ہری ہوئی جاتی تھی پس اس نازک بدن نے تمام باغ مین پھر کر جتنے گلروش بیٹھے تھے سب پھول جھول لیے اور پھرتی ہوئی قریب شہزادہ آئی طرفہ ماجرا دیکھا کہ ایک گل باغ نوجوانی شہزادہ حسن مین لاثانی روح قالب حور بلا ایک فریب چشم حسن کا نور رخسار جس کہ ساحر زلف کے افسون سے تہ دام جادو نگاہون مین اسکا افسر نام لب جان بخش کا اسکے مسیحا تشنہ خضر چاہ زنخدان پر آب صفا کا پیاسا دہن غنچہ باغ لطافت آتش نمرود نخوتان کیلیے گلزار ابراہیمی اسکا رخسار پر نزاکت لیلی اسکی مجنون مشتری مشتری حسن ہزاروں جان مفتون قامت اسکا قیامت سرو بادہ آفت سر آمد خسروان زمن شیرین سخن عنقائے اوج رعنائی ہمایون طاوس چمن زیبائی دافع حزن دل رنجیدہ سراپا ابتہاج دستور خوبی مین خوبی تقدیر چین کی صورت راحت کی تصویر کہ نظم

ملے پاؤن تک ہین مجھ سے مشکین | فدا ہین نافہائے آہوئے چین | عجب ان بالون کو دیتا ہے وہ گل تاب
ملے ہے خوشہ انگور کو آب | عجب بالون مین پیشانی تھی پرنور | میان ابر تیرہ جلوہ گر ہو نور
ہوا ہے صبح کی وہ لوح ہو صاف | وہ آئینہ جلا جیسے شفاف | یہ آنکھین ہین ایسی چشم بد دور
بھرا ہے آفتاب سحر کا نور | پس وہ شہی بالا ایک لعل ہاتھ پلکے گرتا ہو خوشے جو دیتا ادھی

پھول پایا کہ جو اپنی زندگی کے باغ کا ہے پھول تو باعث حیات ہو گر پھول والا سبب ممات ہو دیکھتے ہی ہوائے عشق نے گھما ہے جس ریاض دل مین گلاے یادو ہوئے گلستان صبر قرار تاراج فرمایا

بیتاب ہوکے نقد ہوش وحواس کھو کے اپنی کنیزون سے کہا کہ جس پھول کی مین تمنا مین تھی وہ آج نظر آیا گل مراد بوستان
اُمید مین باغبان قدرت نے شگفتہ فرمایا تم جلد یہان سے جاؤ اس جوان رعنا کو جو پھول لیے کھڑا ہے میرے پاس بُلا لاؤ یہ حکم
سُنکر محکم جادو نام ایک انیس مع چند کنیزان بآئین سلیس روانہ ہوئی اور بصد انداز شہزادہ کے پاس آکر گلفشانی کی کہا اے
میان مسافر چلو ہماری ملکہ نے تمھین بُلایا ہے شہزادہ کا بھی اُس آئینہ رو کو دیکھ کر سکتے کا عالم تھا گریبان تا بدامن دریدہ تیغ الم
سے سر عشرت بریدہ درود رمان سے بہتر سینہ یا دردے مصفا مین آئینہ تابان سے بڑھکر ؎ بیت ترے جلوہ کا وہ عالم
ہے کہ گر کیجیے خیال ✤ دیدۂ دل کو زیارتگاہ حیرانی کرے ✤ اُن کنیزون کے کلام کا اس حیران نے مطلق جواب دیا پھر تو وہ
قہقہہ مارکر ہنسین اور گویا ہوئین کہ خدانخواستہ کیا حضور کے دشمن بہرے ہین اے صاحب ہم غریبون کی طرف نظر رحمت فرمایے
ملکہ صاحب نے بلایا ہے تشریف لے چلیے شہزادہ نے ابھی لبون سے سخن کو آشنا نہ کیا ایک کنیز نے انمین سے کہا اے بوا اس مردوے
کو بڑا غرور ہے اپنے ٹھسے مین کسی سے آنکھ نہین ملاتا ہے دوسری نے کہا بہن نہین ایسا تو نہ کہو یہ تو ہنستی پیشانی نظر آتا ہے
چہرہ اُسکا روتون کو ہنساتا ہے تیسری بولی کہ مجھے اپنے دیدون کی قسم اتنا اغماض بھی بھوٹے دیدون نہین بھاتا چوتھی نے
شہزادہ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا اے میرے اللہ آپکو مارے غرور کے بات کرنا بھی دشوار ہے ذرا تو منھ سے بولیے سب سے کیلیے کیا
ہم سب کو آپنے کوڑا سمجھ لیا ہے یا دیوانہ بنایا ہی شہزادہ نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ ہمارے چشم نمناک ہی دل وحشت منزل صد چاک
ہے جامہ ہستی باندام شوق پہ تنگ جینے سے ہمکو ننگ دل پھوڑے کی طرح تپکتا ہے کچھ خون بدن کا خشک ہوتا ہے کچھ آنکھون سے
ٹپکتا ہے زبان ناطقہ لال ہی تمھین کیا بتاؤن کہ کیا حال ہے ؎ بیت وہ بدخو اور میری داستان عشق طولانی ✤ عبارت مختصر
قاصد بھی گھبرا جاے ہے مجھ سے ✤ یہ جملہ سنکر وہ گل اندام پھر کھلکھلا کر ہنسین اور آپسمین کہا اے بوا میر امردہ دیکھے کچھ بھی تیری
سمجھ مین اُس مردوے کا کہنا آیا اُسنے جواب دیا کہ بہن مین تو خاک بھی نہین سمجھی یہ کہکر تیسری کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا اے
بھینا سچ کہنا کچھ تیری سمجھ مین آیا کہ اسنے کیا کہا اُسنے جواب دیا کہ اپنی جان جوانی کی قسم جو ذرا بھی میرے خیال مین ان کی بات آئی ہو
اب اس سے دوبارہ مین پھر پوچھتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور شہزادہ سے گویا ہوئی کہ حضور کو ملکہ صاحبہ بلاتی ہین
وہان قدم رنجہ فرمانے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین شہزادہ نے بجواب اسکے کلام کے یہ اشعار پڑھے کہ اشعار

ہوے ہین پانون ہی پہلے نبرد عشق مین زخمی	نہ بھاگا جاے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جاے ہی مجھ سے
سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے	کہ داماں خیال یار چھوٹا جاے ہی مجھ سے
اُدھر وہ بدگمانی ہے اِدھر یہ ناتوانی ہے	نہ پوچھا جاے ہے اُس سے نہ بولا جاے ہی مجھ سے

اُن نازنینون نے کہا اے بہن واسطہ ساہری کا جلد یہان سے چلو نہین تو دق کا عارضہ ہو جاے گا دم گھبرا کر
لب پہ آگیا مین تو سودائن ہو جاؤنگی اس انجمن کی کب تاب لاؤنگی انمین مین سے ایک بولی کہ نوج بیوی
ایسا کون مفتون مردوا مین نے نہین دیکھا اور نہ یہ تین سیپارون کا سبق آتو نے مجھکو پڑھایا پھر واہ
اے صاحب بھلا ان سے کون مغز پچی کرے گا ہان ہان چلو ملکہ صاحب جانین اور انکا کام جانے بلکہ
سب وہان سے پھرین اور آکر بنا دکھاتی ہین ...

معلوم کیا پڑھتا ہے جمشید قسم کچھ ہم نگوڑیون کو سمجھائی نہین دیا اور نہ کچھ اُسنے ہماری بات کا جواب دا کیا کچھ عشق عشق بکنے لگا ملکہ یہ سنکر سمجھی کہ یہ شخص کسی پر فریفتہ ہے جب ہی اس طرح حیران کھڑا ہے تو خود چلکر اس مریض عشق کی عیادت کرے یہ سوچکر ہوا دار کو بڑھا کر قریب تر شہزادہ شوریدہ سر کے آئی اور اُتر کر زمین پر کھڑی ہوئی شہزادہ نے دیکھا کہ سا مردمان بھی اُسپر بار ہے نازکی سے کھڑا ہونا دشوار ہے شہزادہ ہزار جان سے اُسپر فریفتہ ہوا اور اس نازنین کے پانچے سنبھالکر کلائی پر ڈالے کنیزون کے کندھے پر ہاتھ رکھکر بہت آہستہ سے لبون کو جنبش دی اور ہولے کلام نے گلہاے بیان کی خوشبو مشام شہزادہ مین پہونچائی یعنی وہ پری یہ سخن زبان پر لائی کہ ابیات

کرے ہو قتل لگاوٹ مین تیر ابرو دینا
تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آپ تو دے
دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر ہم کو
نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہین جواب تو دے

اے گلچین باغ محبت اپنا نام بتا یہان آنے کا کام بتا شہزادہ نے یہ گلفشانی کی گلرو کی دیکھ کر فرمایا کہ نظم

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے
جلا ہے جسم جہان دل بھی جلگیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے
رگون مین دوڑتے پھرنے کے ہم نہین قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے

اس سمن اندام نے یہ اشعار سنکر خیال کیا کہ اس صحرا نورد اُلفت کو اپنے گھر لے چلنا چاہیے وہان یہ پھول دستیاب ہو جائیگا اور اپنا حال یہ بتائیگا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے ہی گلزار رخسار کا بلبل ہے تجھی پر مائل ہے پس یہ سوچکر ہنستی ہوئی آگے بڑھی اور شہزادہ کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی کہ آئیے آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غریب خانہ کو اپنے قدم سے کاشانہ شاہی بنائیے دعوت نوش فرمائیے۔ شہزادہ اس رشک صد بہار پر ہزار جان سے نثار ہو چکا تھا کچھ عذر چلنے مین نہ کیا اور اس ماہوش نے ایک شبدیز باد پیما پر سوار کرایا تمام بازار مین ایک غلغلہ برپا ہوا کہ آجتک اس مہر سیما نے کسی کو بنظر مہر نہ دیکھا تھا اس شخص کا نیر اقبال تابان ہوا جو اس آسمان حسن نے پسند فرمایا غرضکہ ہر ایک اہل حرفہ نے اپنی اپنی متاع عمدہ کو اُس مشتری خصائل پر سے نثار کیا ملکہ موصوفہ نے بھی زر و گوہر بہت کچھ لٹایا کہ ہر ایک حاجتمند نے گوہر و جواہر پایا اور سواری بڑے تزک و احتشام سے جانب دولتخانہ شاہی روانہ ہوئی اور تھوڑی دور کے گئے سے قصر زرنگار نظر آیا شہزادہ نے اس کاخ کو طاق فیروزہ فام آسمان سے بہتر پایا کہ مثل انجم کے تمام دیوارون مین جواہر تابندہ تھا کہ ابیات

ہے قصر فلک رواق اُسکا
در تھے کہ کھلے تھے باب رحمت
دو بیٹ و رق کتاب رحمت
ہے عرش بھی پیش طاق اُسکا
کھولی تھی جہان نے چشم امید
وہ باب تھا باب فیض جاوید

ملکہ اُس قصر کے دروازے پر اُتری سامان تزک اور ملازم سب اپنے مقام پر گئے کنیزین ہمراہ ہوئین شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر ملکہ نے اندر قدم رکھا بیساول و حاجب و چلدار نے مجرا کیا جب اندر داخل ہوے باغ پر بہار لگا پایا بارہ دری کا جوبن عروس سے بہتر تھا اُس بہار کی گلریزی کی توصیف مین فرمایا نظم

پھر اس انداز سے بہار آئی
کہ ہوے مہر و مہ تماشائی
دیکھو اے ساکنان خطہ خاک
اسکو کہتے ہین عالم آرائی
کہ زمین ہو گئی ہے سر تا سر
روکش سطح چرخ مینائی

سبزہ کو جب کہیں جگہ نہ ملی | بنگیا روے آب پر کائی | سبزہ وگل کے دیکھنے کے لیے
چشم نرگس کو دی ہے بینائی

شہزادہ اُس باغ کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہ ہر روش اسکی برنگ خط گلزار یا بسان کہکشان پر انوار تھی ہر تختے میں طرح طرح کے درخت لگے چشم دل کو ٹھنڈک بخشتے سُہانا سُہانا سایہ ایسا دلکش کہ یہاں اُسکے سایہ میں دم لینے کی آرزو کریں فرشتے باغ جنان چھوڑکر اُسی کی جستجو کریں بلبل شوریدہ کا شور چمن چمن رقصان مور چاندنی رات میں زینت افزاے گلشن گل و لالہ نافرمان وصد برگ پر جوبن وہ سر دناز شہزادہ کو سیر دکھاتی بارہ دری میں آئی اُس جگہ کے وصف میں یہ کافی ہے

نظم

جو درجہ ہے منزل قمر ہے | لائے گا کوئی کہاں سے یہ ظرف | کیا نور فزا ہر ایک گھر ہے
پھولے کئی موتیون کے انبار | چھونے کو کیا تب اُسکے تیار | انگیٹھیان ہین طلا و نقرہ کی صرف
ہر چھت مین ٹکے ہین لعل وگوہر | گر دیکھتے اُن چھتون کی پریان | ایوان مین ہے فرش سنگ مرمر
گلرنگ ہے فرش جس مکان کا | وہ قطعہ ہے گلشن جنان کا | بلقیس کو چھوڑتے سلیمان
گویا وہ زمردین ہے ایوان | | جس گھر مین ہے سبز سارا سامان

ملکہ نے شہزادہ کو مسند زرکار پر بٹھایا کنیزان نازک اندام نے کشتیان شراب ناب کی حاضر کین رقاصون نے اور مطربون نے آکر ساز ملایا ملکہ نے جام مے سُرخ سے بھر کر شہزادہ کو دیا ملت و مذہب کا جھگڑا شہزادہ درمیان مین لایا کہ اے بت ستمگر خدا کو تو پرستش کر تو مین تجھ سے رام ہون ملکہ نے کہا آپ نام نامی اپنا بتایئے یہان آنیکا سبب ارشاد فرمایئے شہزادہ نے کہا نام میرا الوالج بن بدیع بن حمزہ ہے اور طلسم ہزار برج فتح کرنے کو آیا ہون ملکہ نے فرمایا کہ یہ پھول تم کہان سے لائے ہو شہزادہ نے کہا ایک جنگل مین تھا توڑ کر لایا ہون اور جانتا ہون کہ ملکہ ہوادار جادو کی یہ پھول جان ہے ملکہ یہ کلام سنکر سُن ہوگئی اور دل سے کہا اے میرے نصیبون کی شامت کہ اُس شخص پر بھی تاثیر اس پھول کی ظاہر ہے اس شہزادی کی ایک دایہ ہے کہ نام اُسکا مہو جادو ہے اُسنے چپکے سے کان مین کہا کہ اے شہزادی علیحدہ چلو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ الگ اُسکے ساتھ آئی اُسنے کہا کہ نام اس شخص کا جو مین نے سُنا تو طلسم کشا کے نام سے ملتا ہے سنتے آتے ہین کہ طلسم کشا کا نام تورج ہوگا بس یہ بیشک فتاح طلسم ہے تم اُسکو مار ڈالو ملکہ نے یہ سنکر اپنا منھ پیٹ لیا اور کہا اے انا آج تمھاری عقل کدھر ہے کیون میری جان کے پیچھے پڑی ہو بھلا سنو تو سہی مین اُس پر ذرا کچھ زیادتی کرون اور وہ پھول کو مل ڈالے تو پھر کہو کیسی بنے بس مین منت خوشامد کرکے پھول لے لون تو مار ڈالون دایہ یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ پھر شہزادہ پاس آئی اور وہ پچھلا دن تو تمام ہو چکا تھا ہی ناہید ماہ بزم آرائے کاخ فلک تھے کہ سمیت پری بنکر پھر آئی شام دلخواہ ہوا شائع جہان مین جلوۂ ماہ ملکہ نے آکر پہلوے شہزادہ مین زینت بخشی تمام باغ اور ایوان مین فراشون نے روشنی کی ملکہ نے سوال اسلام اختیار کرنے کے جواب مین شہزادہ سے کہا کہ اے شہزادہ معلوم ہے کہ آپ مسلمان ہین اور بارادۂ طلسم شکنی یہان تشریف لائے ہین اب میرا حال سنیے کہ مین دختر بادشاہ طلسم ہون جب میرے باپ نے قضا کی تو یہ بادشاہ جواب تاجدار ہے اس نے سلطنت بزور حاصل کی اور یہ پھول سحر کا میرے [illegible] سر مین لگا کر بیابان حیرت مین درخت

بھجوادیا اُس روز سے مین خائف ہوئی اور بادشاہ مذکور کی مین نے اطاعت اختیار کی اُسنے چند ساحر میرے
نگہبان مقرر کیے اور میری دایہ کو مع ان کنیزون اور انیسون کے اس قلعہ مین رہنے دیا اور اژدر سوار جادو نام ایک
ساحر کو یہان کا حاکم کرکے میرا محافظ کیا مین خراج اس قلعہ کا اژدر سوار پاس بھیجتی ہون اور مین نے اپنے بزرگون
سے سُنا تھا کہ گل حیات میرا بنوایا جائیگا اور اسکو کوئی شخص نہ پہنچنے لائیگا چنانچہ اُسکی تلاش مین ہر روز مین پھول
لینے بازار مین جاتی تھی اب یہ حقیقت سنیے کہ بادشاہ طلسم نے اُس پھول کو بنوا کر مجکو قتل کیون نکیا باعث اسکا یہ
تھا کہ میرے باپ کے عہد مین حکیم خردمند زندہ تھے اور لوح طلسم اُنھون نے والد کو بتادی تھی اور والد نے وہ میرے
حوالہ فرمائی تھی چنانچہ وہ میرے قبضہ مین ابتک ہے پس اسی خوف سے بادشاہ طلسم میرا کچھ نہ کرسکا اور یہ بادشاہ ملازمان
افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مین سے ہے اور اُسی کی اعانت سے اس طلسم پر سلطنت کرتا ہے یہ میرا حال ہے
جو آپ سے بیان کیا اب کنیز کو آپ سرفراز فرماکر براہ عنایت یہ پھول مرحمت فرمایئے اور جو کچھ قیمت اسکی کہیے وہ حاضر
کی جائے شہزادہ نے یہ تقریر سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ ہمکو حق تعالے نے طلسم کشا کیا ہے اور وہ زور دیا ہے کہ جسنے میرا مقابلہ
کیا مارا گیا اب تمھین بھی لازم ہے کہ ادیان باطلہ کو ترک کرکے خدائے لایزال کو سجدہ کرو اور اگر یہ پھول مجھ سے
طلب کرتی ہو تو میری جان تک تمپر نثار اور قربان ہے وہی پھول بہتر جو تمھارے سر چڑھے آپ یہ گل مجھ سے لیجیے لیکن
اے جان عالم میرا کہنا مانیے دین خدا پرستی اختیار کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اے بانی صد جور وجفا اگر تو میرا عاشق
ہوتا تو پہلے ہی یہ پھول مجکو دیتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہے میرا دل تجھپر آچکا ہے لا یہ پھول میرے حوالہ کر پھر جو تو کہے گا
مین منظور کرونگی شہزادہ نے پھول ہاتھ پر رکھکر سامنے نذر کیا اور کہا یہ مین جانتا ہون کہ یہ مقام طلسم ہے اور میری
جان کے سب دشمن ہین اور لوح تمھارے پاس ہے اور تم مجکو فریب دے رہی ہو مگر حضرت عشق نے مجکو ناچار کردیا ہے
بحر محبت مین ڈوب چکا ہون طبیعت پر کچھ بس نہین چلتا ہے اب تمنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا ہے یہ گل حاضر ہے لیجیے
اور جو میرے حق مین بہتر ہو وہ کیجیے کیونکہ تیرے ہاتھ سے مارا جانا بھی عین زندگی ہے یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ
بھی اسپر فریفتہ ہوچکی تھی ان باتون سے اور زیادہ آتش محبت شعلہ ور ہوئی پھول تو ہاتھ پر سے شہزادہ کے اٹھالیا
اور کہا اس بنگلہ مین جو نہر کے کنارے بنا ہے تشریف لیچلیے مین بھی آتی ہون شہزادہ اسکے کہنے سے اُٹھکر بنگلہ کی
جانب چلا کنیزین چند ہمراہ ہوئین یہ حال اُسکی دایہ مہوچا جادو نے جو دیکھا پکاری کہ اے گنواری تو گور سے در گور ہو
تیرا ستیاناس جائے اب تو مسلمان ہوکر اس مردوے کے پہلو مین بیٹھے گی ملکہ نے کہا دایہ امان مین نے محبت جتا کر
پھول اپنا اس سے لے لیا دایہ نے کہا او چھوکری تیری تو وہ مثل ہوئی کہ جن جائے اُنھین لیجائے کیون مجکو دم دیتی
ہے مین ننھی بھولی نہین ساٹھ برس کی جورو تو میرے آگے کی چھوکری کیا مین تیرے فقرے جانتی نہین ملکہ نے یہ
کلام سُنکر دایہ کو گھرکا کہ جادو رہ مردار جو میرے حق مین آئیگا کرونگی یہ سنتے ہی دایہ سر پٹکنے لگی کہ اے تیرا ستیاناس
جائے تو نے مجکو مردار کہا ارے مین نے تیئیس دھار کا تجکو دودھ پلایا گیلے مین آپ سوئی سوکھے مین تجکو سلایا اور تو نے
او جھنبیسی مجکو مردار بنایا تجھے کیا [illegible] الہی کی تیسی یہ کہکر دو ہتڑ اُٹھا کر جانب ملکہ چلی ملکہ نے

دونون ہاتھ پکڑ کر ڈھکیل دیا پھر تو اور بھی قیامت ہوئی دائی تو پیٹنے لگی اور کنیزین جو دایہ سے جلتی تھین باتین سنانے
لگین ایک بولی انّاجی قصور معاف جوان لڑکی کے منہ پر ہر وقت تم چڑھی جاتی ہو دوسری بولی ہان بی سچ تو ہے
ہر وقت کی نصیحت بھی نہین اچھی ہوتی ملکہ ہی کا مین سچ کہون جگرا ہے جو ہر ان سے تو ان نہین کرتین بھلا اور کوئی
کاہے کو یہ بولیان اُٹھاتا تیسری بولی ملکہ ایسی نیک کوکھ کی لڑکی ہے ساہری اُسکی مان کی کوکھ ٹھنڈی رکھے مگر
صاحب پھر کہانتک آدمی ہے بندہ بشر ہے مچھلی کے بھی پتّا ہوتا ہے کبتک چپ رہے چوتھی نے کہا صاحب مثل چلی
آتی ہے کہ رکھیت رکھایت انّاجی نے وہ زور باندھا ہے کہ شہزادی کا ناک مین دم کر دیا ہے اور نہین معلوم یہ
دونتر کاہے پر ہے جمشید انکا دونتر ڈھائین یہ محل سے نکلین تو روز کی دانتا کلکل جائے پانچوین گویا ہوئی کہ
شہزادی کا روز کی تالنس مین خون خشک ہوگیا آدھی نہین رہی وہ ایسی بے زبان ہے کہ دودھ پیتے بچہ کے بھی
زبان ہے اور اُسکے زبان نہین پھر لوگو یہ ہین کون جو ہر دم حلق کی دربان جان پر تعین مالک مختار بن بیٹھین دودھ
کیا پلایا کہ مول لے لیا چھٹی بڑبڑانے لگی کہ اوئی نوج درگور چھائین پھوئین اس انا کے برابر بھی کوئی جھاڑ کا کانٹا
نہو یہ تو بلا ہے سوکھی بڑھیا ہے ڈاین جیسکے لپٹ پڑی ہے پیچھا چھڑانا اُسکو مشکل ہوتا ہے دایہ نے یہ باتین سن کر
کہا ارے ستیاناس کیون موئی باندیو تم کیون میری جان کھانے لگین لونڈیون نے کہا انّاجی ہم کہے دیتے
ہین تم ہمارے منہ نہ لگنا یہ ملکہ صاحب ہی ایسی گیگلی ہین جو تمھاری اُٹھاتی ہین ہم ایسی حرّافون کو ٹھیک بنا دیتے
ہین دایہ ان باتون سے کانپتی ہوئی اُٹھی کہ لو موئی باندیون کو بھی دن لگے خدا کی شان رہ تو جاؤ مارے جوتون
کے چندیا گنجی کر دونگی کنیزین دایہ کے اُٹھتے ہی اُسپر جا پڑین کسی نے بال نوچے کسی نے منہ پکڑ کر ملدیا کوئی سر پر
جوتی مارنے لگی کوئی کپڑے پھاڑنے لگی غرض خوب مار پیٹ ہوئی دائی نے بھی مارا اور بس نہ چلا تو کاٹ کاٹ
کھایا آخر روتی پیٹتی دائی تو باغ سے نکلگئی اور ملکہ ہنستی ہوئی بنگلہ مین آئی شہزادہ کے پہلو مین بیٹھی لیکن تکیہ بیچ
مین رکھ لیا اور کہا اے میان جاؤ ہوا کھاؤ پھول مجکو چاہیے تھا وہ مین نے لے لیا اب تم کون ہو مین کون شہزادہ نے
کہا مین تمکو غنچہ دل دے چکا ہون اے پیاری اب اُس پھول کا کیا ذکر ہے اتنے مین حسب بیت غنچہ ناشگفتہ کو دور سے
مست دکھا کہ یون ؎ بوسہ کو پوچھتا ہون مین منہ سے مجھے بتا کہ یون ؎ ملکہ کھلکھلا کر ہنسی اور شہزادہ نے دست
آرزو بڑھا کر گود مین کھینچکر بٹھا لیا پھر تو عجب سمان بندھا ملکہ نے اطاعت اسلام قبول کی دور جام مے رنگین
چلنے لگا گائنین خوش گلو زہرہ جبین تانین لگانے لگین وہ چاندنی رات لب نہر مقام مینھ اران پانی کی
لہرون پر دل بصد فرحت لہرانا گلو کا کھلنا ہوا سرو چلنا یہ عالم تھا کہ گل گانا سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے
جام لالہ رنگین سے جدا نالان چمن بیہوش تھے غنچہ گلشن برنگ زنگولہ پائے رقاص نرگس ٹکٹکی باندھے ہمہ تن بصورت
یاس سوسن زبان درازی بھولکر عالم محویت مین خاموش سنبل پریشان از خود فراموش بلبل شوریدہ کا حال دگرگون
قمریون کو نوبت مجنون وہ رقص معشوقان وہ انکا پاکیزہ الاپنا وہ مغنیون کا غزل عاشقانہ گانا کہ مقتضائے غزل

نہ پوچھو عشق کے صدمہ اُٹھائے ہین کیا کیا | شب فراق مین ہم تلملائے ہین کیا کیا

ذرا تو دیکھ کہ صناع دست قدرت نے
مین اُس کے حُسن کے عالم کی کیا کرون تعریف
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکلکے اے بے مہر
کوئی ٹپکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے
ذرا تو آن کے آب رواں کی سیر تو دیکھ
نگاہ غور سے ٹک مصحفی کی جانب دیکھ

طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیسا کیسا
نپوچھ مجھ سے کہ عالم دکھائے ہین کیسا کیسا
کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیسا کیسا
ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیسا کیسا
ہماری چشم نے چشمے بہائے ہین کیسا کیسا
جگر پہ آنکنے ترے زخم کھائے ہین کیسا کیسا

اس ہنگامۂ عشرت مین بعد تناول طعام تخلیہ ہوا اب آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اختلاط کا بازار گرم ہوا شہزادہ نے کبھی اُس راحت جان کو دل کی طرح پہلو مین بٹھایا کبھی لپٹ چوسی کبھی گدگدایا کبھی زانو مساک کر دلشاد کیا خانۂ شرم و حیا برباد کیا ملکہ کبھی سہمی کبھی جھجکی کبھی ڈر جانے کے حیلے سے لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا کبھی تیوری چڑھا کر عاشق کو رلا دیا کبھی مسکرا کر سینہ سے منھ ملا دیا مہربان ہو کر عاشق کو ہنسا دیا اسی اختلاط اور گرمجوشی مین شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کیا اور جلوۂ عروس سحر سے ہیاوے روز گرم ہوا نظم

شب وصل اسطرح الفت مین گذری
وصال یار و لطف زندگانی
بنی رونق وہ آغوش محبوب
سحر پیدا ہوئی وہ ڈھنگ بدلا

کہ جیسے غم کی شب عشرت مین گذری
ترقی پر تھا ہر دم رنگ الفت
اُڑائے شہ نے جسمانی مزے خوب

چلی باہم شراب ارغوانی
دل شہ مین اُگا تخم محبت
عروس شب نے آخر رنگ بدلا

رات ہی سے دایہ نے جا کر غل مچایا تھا ہنگام سحر اژدر سوار جادو نے دایہ کو سامنے بلایا اُسنے سارا حال کہہ سُنایا کہ یون بھول لیکر ایک نوجوان آیا ملکہ اب اُس سے گرفتار ہے باہم الفت ہے دارومدار ہے وصل کا اقرار ہے اژدر بادشاہ طلسم کی طرف سے ملکہ کا محافظ ہے تمام ماجرا پھول لانے کا سُنکر گھبرایا اور سوار ہو کر مع دایہ ملکہ کے مکان مین آیا یہان شہزادہ بعد فراغ نماز سحر ملکہ کے پہلو مین بیٹھا تھا بیوجی ڈھل رہی تھی کہ اژدر پہونچا شہزادہ نے اُسکو دیکھکر ملکہ کو گلے سے لگایا زانو پر اپنے بٹھایا ملکہ جھجک کر الگ ہوئی کہ صاحب تمسے نہ کچھ واسطہ نہ غرض کیون مجکو بدنام کرتے ہو شہزادہ نے ہر چند وہ تڑپی مگر نہ چھوڑا اژدر یہ کیفیت دیکھکر جلگیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکالکر سحر دم کر کے شہزادہ پر مارا ملکہ نے بہت جلد ہاتھ اونچے کیے گولا سر دھو کر زمین پر گر پڑا مجو جادو دایہ تالی بجا کر آگے بڑھی کہ ارے اپنے دھگڑے کو تیغ کر کے بچاتی ہے کنیز ان ملکہ نے کہا دور بھی ہو مالزادی سوئی جھبتو تجکو کاہے کی جلن پڑ گئی نگوڑی شیطان کی خالہ کہان سے ملکہ کی سوت پیدا ہو گئی کنیزین تو یہ کہ رہی تھین کہ اژدر نے اور ایک ناریل مارا ملکہ شہزادہ کو لیکر اُڑ گئی اور کہا اے شہزادہ اب مجکو بھول رہجانا غرض بالائے ہوا جا کر اپنے کان سے جگر اتار کر مارا کہ وہ خنجر بنکر جو گرا اناجی جو ہاتھ مٹکا کر لڑ رہی تھین اُسی ہاتھ کو قلم کر گیا اناتو نگوڑے مارا بھاڑ مین جائے کہتی ہوئی بھاگی ادھر ملکہ پھر زمین پر اُتر آئی اژدر نے اُترتے وقت دور کر تیغہ مارا اپنے ہاتھ پر مارا سات سپرین سر پر اژدر جادو آگئیین مگر تیغہ اژدر کا سپرین کاٹ گیا اور ملکہ کے سر مین زخم دو انگل کا

آیا ملکہ نے جھلا کر زمین پر وہ پتھر مارا اور کہا جب مین قتل ہو جاؤنگی جب اے بلور تو آئیگی یہ کہنا تھا کہ زمین سے آواز
آئی بلور صدقے بلور قربان لونڈی اپنی شہزادی پر نثار مین حاضر ہون ہیوی جو مانگو سو دون ملکہ نے کہا لوح طلسمی
چاہتی ہون یہ کہتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک پتلی بلور کی نکلی گلے مین اُسکے ہیکل پڑی تھی ملکہ نے جلد وہ ہیکل اتار
لی اُس ہیکل پر کئی غلاف چڑھے تھے اُنکو جو دور کیا ایک تختی الماس کی بیچ مین اور گرد اُسکے انگوٹھیان تختیان وغیرہ
جواہر کی تھین ملکہ نے وہ ہیکل گلے مین شہزادہ کے پہنا کر کہا اسکے بیچ کی تختی لوح اس طلسم کی ہے آپ ماریے اس ساحر
نابکار کو اور دایہ غدار کو شہزادہ ہیکل پا کر اُس دیو قوی ہیکل کے مقابل آیا اور نعرۂ شیراز بلند کیا اُس ساحر نے ایک
نارنج سحر پڑھکر لگایا شہزادہ کے جسم پر پڑا اثر پذیر نہوا اچیٹا ہو کر گر پڑا اور اس بہادر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اژدر سوار
کو بیم جان نے ٹھہرنے نہ دیا رو بفرار لایا لوح سے شہزادہ نے معلوم کیا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر اور مجھ سے خبردار غفلت نکرنا
شہزادہ نے اسم لوح پڑھکر جو دم کیا اژدر سوار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اُسنے تیغہ قریب ہونچکر جو لگایا سر پر پڑکر
ٹانگون کی طرف سے نکلگیا شور و غل برپا ہوا آندھی پانی آیا آواز آئی مارا اژدر سوار جادو کو اس ہنگامہ مین دایہ
اُڑکر مضطرب اور بدحواس بھاگی اور جانب بادشاہ طلسم گئی قلعہ مین تمام ساحرون کے جی چھوٹ گئے جو ساحر کچھ
بادشاہ زادی سے تعلق رکھتے تھے وہ تو رہگئے اور باقی بھاگ گئے تمام قلعہ مین عملداری شہزادے کے ذریعہ سے
ملکہ کی ہوئی اب پھر شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو ملکہ کہے اُسپر عمل کرنا اور ابھی طلسم فتح نہین ہوا ملکہ پاس ٹھہر کر
برائے فتح طلسم جانا شہزادہ یہ معلوم کر کے ملکہ کی طرف مخاطب ہوا ملکہ نے لاش تو اژدر جادو کی پھنکوا دی اور شہزادہ کو
لیکر بارہ دری مین آئی مجلس عشرت منعقد فرمائی جام شراب چلنے لگا اُسی عشرت مین ملکہ نے آہ سرد بھر کر شہزادہ سے کہا
کہ اے دلبر بیوفا تم کہتے تھے کہ ہم عاشق ہین اب بتاؤ ہم عاشق نکلے یا کہ تم ہمنے تمھاری محبت مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا
خیر اب جسطرح مجھ پر عاشق ہوئے تھے اسیطرح اور پر عاشق ہو کر لوح طلسمی نہ دے دینا ورنہ تمام عمر قید الم سے نہ چھوٹو گے
کل تم یہان سے جانا آگے ایک دریا ملیگا کہ نام اُس دریا کا بادھنو ہے دمبدم لوح دیکھتے جانا آگے دریا کے بیابان خارستان
ملیگا پھر ایک بیابان آتش مین گذر ہوگا غرض ہر مقام پر لوح سے غافل نہ رہنا شہزادہ مادر اُس ماہ سیما سے صحبت
آرا رہا پھر لوح طلسم لیکر ملکہ باوفا سے رخصت ہوا اور اُس باغ سے نکلکر درود معظم پڑھکر لوح طلسم کو دیکھا حمد خدا و نعت
رسول دوسرے کے بعد ظاہر ہوا کہ سمت مشرق یہ اسمائے آتشی پڑھتا ہوا روانہ ہو کیونکہ مشرق منسوب بہ شمس و آتش
ہے پہلے اسی سمت کو فتح کر شہزادہ نے خیال جو کیا قدرت خالق طلسم اربع عناصر سے یہ دن بھی یکشنبہ کا پایا جو آفتاب سے
متعلق ہے بس مجموعہ حرف آتشی (اہطمفشذ) ورد زبان فرماتا سمت مشرق روانہ ہوا اور بعد جانے شہزادہ کے ملکہ ہوا دار
بھی اپنی کنیزون اور ملازمون کو لیکر کسی مقام پر گئی اور چھپ رہی حال اسکا مذکور ہوگا مگر اول اس مسافر صحرائی
نیرنگ طلسم کا حال سنیئے کہ اسمائے آتش پڑھتا روان تھا گرمی شوق دشت نوردی سے لب پر دھوان تھا ہونٹھ خشک
پائے آبلہ دار جسم سے روان پسینہ تھا بعد قطع منازل ایک بیابان خارستان مین گذر ہوا وہ وادی ہولناک اور
بیابان پر از خس و خاشاک تھا کہ خوف سے دیو سفید کا جگر اُس جگہ چاک تھا صحرائے لق و دق رستم و سام

کا ہول سے وہان رنگ وفق سہراب وبرزو و اسفندیار کو جابجا قلق درخت خار دار بڑے بڑے جھاڑ جھنکار اُسمین گنتھے ہوے کھڑے جیسے رہزن راہ روکے ہوے مسافر دلی پگڑی اُتارتے دامن دگریبان کانٹے پھاڑتے ہر خار مثل سگ ودربان خانۂ امیر کہ بموجب مصرع این گریبان گرفت وآن دامن ۔ زبان خار مثل زبان جاہل اُلجھنے پر ہر وقت مائل پتون پر درختون کے کانٹے اُگے ہوے فصاد ہتیلی پر نشتر دھرے ہوے سودائیون کا خون پینے پر تنے ہوے ہوا جب چلتی معلوم ہوتا کہ بدن پر برچھی تیر پڑتی سانس دھونکنی کی طرح شدت گرما سے چلتی زمین پر بجائے سبزہ خار اُگے ہوے کا دش خار حسرت سے کہین بڑھی ہوئی میدان مین گوکھروبچھا ہوا پاے آبلہ دار کا مزا زیادہ ہوتا کسی چہہ یا چقر مین پانی نظر بھی آیا تو چشم کور کو پر از اشک پایا جو کوئی گھونٹ اسمین سے پی لیا تو اُسنے فوراً ہچی لیا از قوم کا پھل جہنم مین اہل عصیان کو ملا پانی حلق مین گیا یہ پہونچا کہ سر مین بھیجا پکنے لگا اور جو نیچے حلق کے اترا کلیجہ کٹ گیا تیغ اجل مین یہ پانی کہان خنجر ظلم فلک مین بسا ہی دانی کہان ہیات

جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا
کانٹے پڑے مچھلی کی زبان مین
ذرے سو لیج کی آنچ پا کے

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
اولے پہ سماق کا گمان تھا
سب خشک تھے ندی اور نالے
آبل بن گئے چشم نقش پا کے

چنگاریان اُڑتی تھین بدن سے
خشکی تھی یہ قلزم روان مین
سینے پہ حباب تھے کہ چھالے

وہ دشت پر خار ایسا تھا کہ طائر بھی مثل مرغ خار رکھتے تھے پرون پر کانٹے نکلے ہوے تھے جو مرغ نغمہ خوان تھا ققنس کا ہمزبان تھا ہر جانور مرغ آتشخوار کا انشان تھا شہزادہ نے ایسے مقام آتشی پر بہت جلد لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ ان اسما کو جو مشتری سے متعلق ہین تیرہ مرتبہ پڑھکر دستک دے ایک پتلی زمین سے نکلیگی جسکا نیچے کا بدن گھوڑیکا اور اوپر کا آدمی کا ہوگا وہ پتلی تیر کمان مین جوڑے ہوگی اور ازبسکہ مشتری قاضی فلک ہی تو وہ پتلی تم سے قسم لے گی تم قسم کھا کر اس سے تیر و کمان لے لینا اور غور کرنا کہ ساعت اسوقت کس ستارے کی ہی چنانچہ اگر ساعت مشتری ہو تو حرف منسوب مشتری ورد زبان کرنا شہزادہ نے یہ معلوم کرکے غور کیا تو اسوقت مشتری ہی کی ساعت تھی پس حرف متعلق مشتری جسکا مجموعہ (ھوبح) ہی معہ اسما راعوان وموا کیل اس طرح ورد زبان کیے (عزمت علیکم و اقسمت بکم یا صاحب التاج ملک خارشاد یا نحراو یا ارواح العلویۃ والسفلیۃ و یاموا کیل ھذا الحرف والعطاء الرفعۃ والحشمۃ واضعاف المناصب العالیۃ العجل العجل العجل) چنانچہ تیرہ مرتبہ اس عزیمت کا پڑھنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اُسی طرح کی جیسا اوپر بیان ہوا پتلی نکلی واضح ہو کہ عزیمت سیارگان بہت طول رکھتی ہین مین نے مثالاً ایک مقام پر مختصر کرکے یہ عزیمت لکھدی ہے کیونکہ ناظرین علم عملیات کے بیان مشرح سے لطف فسانہ خوانی نہ پاتے فی الجملہ جب وہ پتلی زمین سے نکلی پکاری کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو مجکو نہ مارے اور قسم اپنے داد العینی حمزہ کے سر کی کھائے تو مین یہ تیر و کمان تجکو دون شہزادہ لوح سے معلوم کرچکا تھا کہ قسم کھانا کچھ ضرر نہ بخشیگا لیکن سر امیر کی قسم کھائی پتلی نے تیر و کمان دیکر چاہا کہ غائب ہو جاؤن عزیمت نے بتاثیر بخشی سر از خود شق ہو گیا خانۂ تن مین اُسکے آگ لگی جلکر راکھ ہو گئی آندھی سیاہ آئی بعد کچھ عرصہ کے

جب روشنی ہوئی شہزادہ نے لوح ملاحظہ فرمائی کہ خارستان زحل سے نسبت رکھتا ہے تم حرف منسوب زحل پڑھو اسکی تاثیر سے ایک اژدہا پیدا ہوگا تم نے تو کیا مار فلک نے بھی ایسا اژدر نہ دیکھا ہوگا سہم نکانا یہی تیر جو تیلی سے ملا ہے اُسکے منھ پر لگانا یہ معلوم کرکے حرف زحل کہ جنکا مجموعہ (ابجد) ہے اس ابجد خوان دیو انگندہ طلسم نے ورد زبان کیے ایک طرف اُس جنگل میں سناٹا ہوا اور ایک اژدہا پیدا ہوا کہ تمام جسم پر اُسکے کانٹے تھے ساہی کی طرح خاردار بدن رکھتا تھا اور سر پر ایک خار مثل سلاخ آہن تھا یا شاخ سرکر گدن تھا برچھی کی صورت نہایت تیز اور تمام خار مثل نیشتر مگر شرر انگیز منھ سے بھی شعلہ چھوڑتا قامت درازہ اُسکا لبسان کوہ البرز ہر ایک ہاتھ مانند گرزہ کفچہ دہن کا بھی ہزار گز سے زیادہ آسمان طلسم زہر برسانے پر آمادہ دم اُسکی راس و ذنب کو چکر میں لاتی اُلٹی چال خوف سے چلتے ایسا دہ لو کھلاتے جب سانس وہ لیتا کرہ باد کھلجاتا طوفان قوم عاد دوبارہ آتا زحل اُسکے خوف سے چرخ ہفتم پر گیا مریخ کو وہ ہول ہوا کہ برج عقرب میں رہنا اختیار کیا حاصل مرام اُس موذی نے شہزادہ کو دیکھکر منھ پھیلایا اسنے تیر کمان میں جوڑ الب سوفار چلائے کہ بجنا تیر گوشہ کمان سے رہا ہوتے ہی اسکے دہن پر پڑا جگر تک توڑ گیا نشانہ کا ہدف مراد پر پڑنا تھا کہ جنگل سارا خاک کا تودہ ہوا وہ موذی اچھل کر کئی گز اونچا ہوکر زمین پر گرا دنیا تاریک ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک سانپ اور پیدا ہوا اور کفچہ پر باد کر کے چلا شہزادہ نے سر اُسکا بھی کچلا آواز گیر و دار پیدا ہوئی او صدا آئی کہ مارا اژدر جادو کو غرض اس ہنگامہ کے بعد جو نگاہ کی وہ خارستان نظر نہ آیا عوض اُسکے صحرائے سبزہ زار پایا نہرین اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری شہزادہ نے ایک چشمہ پر جاکر پانی پیا وضو کیا صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ اے سیار این عجائبات آگے روانہ ہو ایک دریا ملیگا کہ نام اُسکا باندھو ہے وہان پھر لوح کو دیکھنا شہزادہ وہان سے آگے چلا ایک درہ کوہ سے مرور کیا تھا کہ دریائے زخار ملا بحر اخضر فلک اُسکا حباب تھا گردش فلک اُسکا گرداب تھا سفینۂ زمین و آسمان اُس سے کنارہ کش زورق عالم خوف سے ڈگمگاتی جان ہر ذیحیات کی نام سے اُسکے غش شہزادہ نے وہان ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ اسمائے قمر بساعت قمر اٹھائیس ۲۸ مرتبہ پڑھکر پانی پر دم کر ایک سرطان اُبھر کر کنارے آئیگا جسکی پیٹھ مثل کشتی ہوگی تو جست کرکے اُسپر سوار ہونا وہ اُس پار تجکو پہونچائیگا شہزادہ نے حرف منسوب قمر کہ مجموعہ اُم نکار صطغ ہے بتعداد مذکورہ ساعت قمر میں پڑھے سرطان کنارے پر آیا اُسکو مثل کشتی سرطان چہرہ کے پایا یہ نہنگ بحر جرأت پشت پر اُسکی سوار ہوا اور وہ زورق طلسمی بہکر چلی شہزادہ کو آب نے اسقدر بلند کیا کہ دنیا کا کنارہ نظر آئے لگا کشتی چڑھا و پر چڑھکر بہاو پر اُتری لجہ و لطمہ و گرداب نے جان بخشی کی یعنی ناو کنارے پر لگی بیڑا پار ہوا یہ آشنائے قلزم خرد و رکنار ہوا ساحل پر پہونچکر نام خالق بحر ارض بجالایا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو پانی میں غوطہ دیکر ہاتھون پر رکھکر بلند کر ایک چاند روئے ہوا سے تڑپکر دریا میں گریگا اور ایسی آواز مہیب آئیگی کہ صور اسرافیل کو کچھ رتبہ اس کے سامنے نہین دل قوی رکھنا ڈر نجانا چاند کے گرنے سے دریا کا پانی روغن کی طرح اُڑجائے گا پھر چشمہ مہر مین تری پائیگا اور دریا میں تری نہ پائیگا یہ معلوم کرکے شہزادہ نے لوح کو غوطہ دیکر ہاتھون

پر رکھکر اونچا کیا ماہ طلسمی تڑپ کر پانی پر گرا وہ صداے ہیبتناک آئی کہ یقین تھا کہ وہ باہم ٹکرا جاینگے فلک پھٹ پڑے ساکن ارض تہ زمین مین سما جائینگے شہزادہ نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سکتہ سا ہوگیا سناٹے مین کھڑا رہا وہ دریا ناپدید ہوگیا بعد کچھ دیر کے جب ہوش فالح طلسم برجا ہوے بیشتر قدم بڑھایا اور اسماء الٰہی پڑھتا منازل طے کرتا جاتا تھا کہ یکایک ہواے گرم آنے لگی لون جسم جلانے لگی کچھ ہی دور آگے بڑھا تھا کہ بیابان آتش نظر پڑا الحفیظ والامان ہوا آگ کی لپٹ کو شرماتی تھی زمین سے آسمان تک آگ بھری نظر آتی تھی جو ٹیلہ اور ریگ کا تھا آگ کا انگارہ معلوم ہوتا تھا جو درخت سوکھا تھا جہنم کا کندہ مفہوم ہوتا تھا پہاڑ سرخ تھے پتھرون سے شرر نکلکر تا بہ فلک جاتے تھے تالاب جھیلین جوش مارتی تھین لہرون مین چنگاریان بہتی دکھائی دیتی تھین جلتے جلتے زمین کی چربی نکل آتی تھی حباب دریا نہ تھے آبلے پڑے تھے دھوئین کی گھٹا چھائی تھی درخت جل رہے تھے گرمی سے تلملا کر ہاتھ مل رہے تھے آگ درخت سے جھڑتی تھی گرمی دل جلا نیکا وار و مدار کرتی تھی آگ کے درخت کا نام بار تھا آگ کا اسی جگہ قرار و مدار تھا زمین سرخ تھی عجب طرح کی حالت شہزادہ کی ہوئی از بسکہ صاحب لوح تھا نہین تو جلجاتا گھبرا کر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ حرف آفتاب کے پڑھکر دم کرا ایک لکہ ابر پیدا ہوگا اور بڑھکر کالی گھٹا ہوکر تمام دشت پر برسے گا تمام دشت نمونہ گلزار خلیل نظر آئیگا شہزادہ نے حرف آفتاب کہ مجموعہ انکا (نسع) ہے ورد زبان فرمائے اور جانب فلک دم کیے ایک لکہ ابر پیدا ہوکر تمام عالم پر محیط ہوا ہر طرف اندھیرا چھایا آنکھون مین ٹھنڈھک ہونچی یہ عالم نظر آیا کہ بموجب

ابیات

وہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع	گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل
ابر کبھی جل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہے	برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل

اس گھٹا سے پانی ایسا برسا کہ دم بھر مین جل تھل بھر دیے وہ حرارت وہ تابش سب دفع ہوئی سبزہ لہلہایا بہار نے جوبن دکھایا ہوا مین قوت نامیہ ایسی تھی کہ دم کے دم مین نو رسیدگان چمن کی طرح شجرہاے کہنہ سرسبز و نہال ہوگئے کہ

بیت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست ٭ بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست ٭ ہوا سرد چلنے لگی پھول ہر سمت شگفتہ نظر آئے مرغان چمن چہچہاے ہوا کے جھکولے سے پانی مین شرابور ہوکر نہال جھکے تھے جانور خوش رنگ ان پر پھریریان لے رہے تھے شاہزادہ نے اس تمازت مہر سے جو نجات پائی یہ بہار دیکھ کر ملکہ ہوادار کی یاد آئی مستانہ وار ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر گیا دیار مین یہ اشعار زبان پر لایا کہ

اشعار

چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا	نسبت اس دست نگارین کو نہین کچھ اس سے	خار دامن سے الجھتے ہین بہار آئی ہے
باغ سنسان نکر انکو پکڑ کر صیاد	بعد مدت ہوئے ہین مرغ خوش الحان پیدا	یہ کلائی کو کرے پنجۂ مرجان پیدا
کر چکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا	اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد	رو کے آنکھون سے نکالون مین بخار دلکو
		مجکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

غرض بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا یہ نکلا کہ یہان سے دست راست کی طرف چل اسی سمت یہ رہ بادیہ طلسم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ ایک میدان مین پہونچا کہ وہان ایک دروازہ لگا تھا اس شکنندۂ حصار طلسم نے اس در مین قدم رکھا فوراً نعرہ مہیب کسی نے لگایا پھر کر جو دیکھا تو دیو نے ہیکل کو آمادہ بہ شر و فساد پایا کہ چقماق

چادر گران سنگ کا مانند سیہ ابر کے منہ تعر پر بلا کی طرح کھڑا تھا وہی چقماق چلو چرخ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے رد کرکے تیغہ خارا شگاف
لگایا جسم دیو پر ذرا بھی اثر نہوا اُسوقت اُسنے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ حروف جو متعلق بہ مربع ہین پڑھ کر دیو کی طرف پھونک اور
تیغہ پر بھی دم کرکے پھر دیو نابکار کو قلم کر شہزادہ نے حروف منسوبہ مربع کہ مجموعہ اُنکا (طلیکل) ہے پڑھکر دم کیا اور تیغہ پر دم کرکے سر دیو کو
بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ دیو زخم کاری کھا کر زمین پر گرا اور پکارا کہ اے تو لوح مین تو مار آگیا لیکن تیری بھی خیر نہین کیونکہ تیرے دادا کے
لشکر پر سیماب تن جو اس مرحلہ طلسم کا مالک تھا بادشاہ طلسم ہوشربا کے حکم سے گیا ہے اور وہ بغیر تیغہ طلسمی کے مارا نہ جائیگا
سب مسلمانون کو قتل کرکے آئیگا اور طلسم تو بھی فتح نہ کر سکیگا بعتاب سکو نہ اریگا پھر تو یہان وہ وہان بادشاہ طلسم تجکو مار ڈالیگا
یہ کہہ کر ایڑیان رگڑ کر دیو تو واصل جہنم ہوا اور شہزادہ نے لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ جو دیو نے کہا ہے سچ ہے بغیر مارے جانے ساحران
مذکور کے آئین طلسم مین فرق نہ آئیگا فی الجملہ تم سے کچھ غفلت نہین ہوئی اس سبب سے خدا تعالی رحم فرمائیگا یہ اسماء مقدسہ الہی
کئی سو مرتبہ مع درود معظم اُس جگہ بیٹھ کر پڑھو اور منتظر فضل خدا رہو یہ معلوم کرکے شہزادہ نے وضو کیا اور ایک مقام
پاکیزہ پر بیٹھ کر اسماء الہی پڑھنے لگا یہ تو مصروف اسماء خوانی ہین لیکن دایہ اور ساحرہ وغیرہ بھاگ کر جو بادشاہ طلسم کے
پاس گئے شاہ مذکور قلعہ ہزار برج مین سریر جہانبانی پر جلوہ گستر تھا کہ ان لوگون کا بدحواس آنا دیکھ کر زیادہ منتشر
مزاج ہوا کیونکہ پہلے سے فکر کر رہا تھا کہ سارا طلسم فتح ہوا جاتا ہے کوئی ساحر طلسم کشا پر فتح نہین پاتا مجھے بھی خود
چلنا چاہیئے اسی فکر مین دایہ سے لوح پانا فاتح طلسم کا سنکر تخت پر سے اُٹھا اور اُسکے اُستاد نے ایک رقعہ لکھ کر اسے
دیا ہے وہ اسکے سرہانے خوابگاہ مین رہتا ہے وقت مشکل اُسی کے لکھنے کے بموجب عمل کرتا ہے اسوقت بھی اُسی کو جا کر
ملاحظہ کیا ہر چند کہ وہ پرچہ قرطاس مختصر سا ہے لیکن اُسکی نیت کے موافق حرف اسمین ظاہر ہوتے تھے غرضکہ اب جو شاہ نے
یہ نیت کرکے رقعہ مذکور دیکھا کہ مین فتاح طلسم سے لڑنے جاؤن یا نہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے لڑنا چاہیے عمر طلسم
بسر ہو چکی یہ طلسم کیا وہ طلسم کہ جس کے بادشاہ کا تو مطیع ہے یعنی طلسم ہوشربا چند روز مین برباد ہو جائیگا اور جو شریک
افراسیاب ہوگا وہ مارا جائیگا تجکو لازم ہے کہ شریک طلسم کشا ہو کر جان اپنی بچا اور اگر فرض کریں اس شہزادہ کو قتل بھی کیا
تو حمزہ اور اُسکے فرزند ہر ایک طلسم کشا ہین جان بچانا نہایت مشکل ہوگی غرضکہ سب طرح بہتر یہی ہے کہ اطاعت طلسم کشا
اختیار کر یہ معلوم کرکے شاہ طلسم نے جملہ سردارون کو بلایا اور کہا میرا ارادہ طلسم کشا کی اطاعت کرنے کا ہے سب نے عرض
کیا کہ ہم مطیع فرمان ہین سراسر بندۂ احسان ہین جسکے آپ مطیع ہون ہم اُسکے خاک پا ہو جائین اور جس سے آپ لڑین
اُسکے لیے تیغ جفا ہو جائین بادشاہ نے یہ سنکر کئی لاکھ ساحران دمبازان کو حکم تیاری دیا اور چند ساحرون کو مع لبنے
نامہ کے ظلمات جادو پاس بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہم نے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم رفیقان شہزادہ موصوف
کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر اپنے کے یہان آؤ یہ نامہ جب ساحرہ کو پہنچا انجم عیار اور اخگر جادو اور یاقوت وغیرہ کل رفیقان
شہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور بیان کیا گیا تھا کہ شاپور عیار بھی ہمراہ انجم برائے تلاش لوح روانہ ہوا تھا پس
انجم کو تو ساحرہ نے اُٹھوا منگوایا اور اس ساحرہ کو بولتا ہوا بت دکھا کر اس عیار نے مار ڈالا تھا پس یہ تو اندر طلسم کے
آگیا اور شاپور نے ہر چند تردد کیا اندر طلسم کے نہ پہنچا لاچار ایک مقام پر بیٹھ رہا اور بعض داستان گو نے بیان کیا ہے

کی خدمت ایسے برج مین چھپ کر گیا غرض جیسی روایت ہے کہ عیار مذکور طلسم مین ہے تو اخگر نے ساحرون کو بھیجکر اُسے
بھی بلوایا اور تمام ساحر مع اپنی فوج کے بحشم وخدم روانہ ہوئے ادھر ملکہ ہوادار جو مخفی ہوگئی تھی چنانچہ ایک درۂ کوہ
مین ٹھیری ہوئی تھی اور طائران سحر جو خبر گیری روانہ کیے تھے وہ طائر جو مرحلہ فتح ہوتا تھا ملکہ کو مبارکباد دیتے تھے اسوقت
بھی خبر فتح انھون نے پہونچائی ملکہ مذکور شادان و فرحان اپنے قلعہ مین آئی اور لشکر اپنا تیار کراکر بڑے تجمل و شان سے
سمت شہزادہ روانہ ہوئی اس طرف سے بادشاہ طلسم جہاندار گنبد نشین جادو بجمعیت کثیر ساحران نامی روانہ ہوا
اور اُسی میدان مین جس کے درمیان مین شہزادہ عمل خوانی کر رہا ہے آیا شاہزادہ نے جو سامنے میدان مین لشکر کا
جماؤ دیکھا لوح طلسم کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمل اپنا بغیر تمام کیے یہان سے نہ اُٹھنا شہزادہ اسی طرح پڑھتا رہا ادھر
بادشاہ طلسم تخت پر سے اُترکر مع چند امرا و اکابر طلسم کے نذر لیکر بڑھا اور قریب دروازہ پہونچکر ٹھہرا شہزادہ جبتک
پڑھتے گیا یہ ٹھہرا رہا جب عمل تمام ہوا عامل نے اسکی جانب بنظر لطف دیکھا بادشاہ نے تسلیم کی اور نذر دی اور
عرض کیا کہ مین اطاعت حضور کی قبول کی اب بقیہ طلسم فتح کرنے سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی مین تشریف فرما ہو جیسے
مال طلسم لیجیے حکومت کیجیے شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا کہ پہلے اس سے مطیع اسلام ہونے کا اقرار لینا چاہیے پھر
اسکے ہمراہ جانا مناسب ہے شہزادہ نے یہ دیکھ کر سوال اطاعت اسلام کیا بادشاہ طلسم بصدق ارادت مطیع الاسلام
ہوا اور شہزادہ کو تخت پر برابر اپنے سوار کرکے جانب قلعہ طلسم چلا پھر تو ڈنکا بجا طائران طلسم نے سر پر سایہ کیا کئی لاکھ ساحر
جلو مین صدائے طرفہ بلند بڑی شوکت سے سواری روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین عمارت قلعہ طلسم دکھائی دی شہزادہ
نے ہزار برج کا ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا در و دیوار کی صفا پر آئینہ دل شیدا پایا خندق گرد اُس کے کھدی تھی
کلس جواہر کے چڑھے تھے ہر برج مین ہزار طرح کی خوبی بھری تھی شہزادہ کے پہونچتے ہی علامت طلسم برپا ہوئی برج کے
در کھلنے پر یان رقص کرنے لگین فصیلہائے قلعہ پر غول منہ سے قرنا لگائے ظاہر ہوئے اور قرنا کو دم دیا اسی وقت
خندق کا پانی جوش کھانے لگا بخارات زمین سے نکلکر دھوان بنا ہوا جانب فلک گیا اور ابر بنکر موتی برسانے لگا طائر طلسم
پکارے کہ طلسم کشا آیا ہزارہا ساحر انکی آواز سے اُڑ کر بھر دیا طلسم کشا آیا اس طرف سے تخت بادشاہ نے بڑھایا
در قلعہ کھلگیا اور ہزارون ستارے برجون سے نکلکر اُس تخت کے گرد پھرنے لگے اور خندق مین جاکر ڈوب گئے گویا
اہل طلسم نے ہی آسمان و تارے سر پر سے تالے صدقے اُتارے خندق سے ماہیان و نہنگ اُچھلنے لگے اسی دھوم
سے سواری اندر قلعہ کے داخل ہوئی یہان جتنے ساکنان طلسم مین سواری دیکھنے کے اشتیاق مین در و بام پر ایستادہ
تھے خلقت کا جماؤ دکانداروں کا بناؤ لائق دید تھا ہر سمت سامان نشاط و عید تھا عمارات عالی کی صفائی بازار میں
تمام رنگین نہایت آرائش و تزئین جادوگریان حسین و مہ جمال دریچون سے سرگرم نظارہ کمسن اور مہ پارہ جیسے
بروج فلک مین ہجوم سیارگان خلاصہ یہ کہ بڑے تزک سے سواری روان آتے آتے دار الامارہ مین پہونچی وہ مکان
سر اسر طلسم تھا دروازہ پر امیر الامرا طلسم جمع تھے شہزادہ کو اُتار کر اندر کاخ شاہی کے لائے تخت کئی سو زینہ کا گسترده
تھا جا بجا کہ اُسپر جلوس شہزادہ کیجیے شہزادہ نے تخت نشینی سے انکار کرکے بادشاہ سے کہا کہ ملکہ ہوادار جادو

وارث اس سلطنت کی ہے مگر وہ عورت ہے بدین سبب تم اُسکے عوض کاروبار سلطنت کرو مین نے طلسم ظاہر کی حکومت
تمام ملکہ اخگر جادو معین کی اور طلسم باطن کی حکومت ملکہ ہوادار کو دی اور اخگر کو بھی مطیع ہوادار کیا تم دونون
شہزادیون کی طرف سے نائب مقرر کیے گئے اسی گفتگو مین شہزادہ تھا کہ ظلمات مع سب رفیقان شہزادہ کے آئی اور ملکہ
ہوادار بھی تشریف فرما ہوئی بادشاہ طلسم نے مع چند سردارون کے استقبال کیا امیران طلسم نے اپنی شہزادی کو دیکھکر
خوشی کی اور نذر دی پھر عہدنامہ بشرائط مذکورہ بالا تحریر ہوا شہزادہ نے مہر اپنی پیشانی پر کی بعد طے ان مراتب کے
شہزادہ کی دعوت کا جلسہ آغاز ہوا مغنیان خوش گلو و رقاصان زہرہ جبین وخوبرو ناچنے گانے لگین اپنی آن و ادا
دکھانے لگین ساقیون نے دماغ بادہ ناب سے گرم کیا اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے طلسم ہوشربا
مین جاؤن اور بدیع بزرگوار قید ہین اُنکو چھڑاؤن بادشاہ طلسم نے بجواب اسکے عرض کیا کہ جس مقام پر آپ بیٹھے عمل
پڑھ رہے تھے وہی راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا ہے مگر راستہ مسدود ہے اسلیے کہ آگے اُس راستے مین دربند
سیمابیہ پڑتا ہے بغیر اُس دربند کے طے کیے جانا طلسم مین ہو نہین سکتا اور اُس دربند کا مالک افراسیاب کی طرف سے
سیماب ہے اور وہ آپکے دادا سے لڑنے گیا ہے پس جبتک وہ مارا نہ جائیگا راستہ دربند سے نہ ملیگا لہذا مناسب حال
یہ ہے کہ حضور اپنے دادا پاس جائین انکی اعانت بھی فرض ہے کیونکہ وہ ساحر کسی سے مارا نہ جائیگا اور لشکر اسلام کو
بہت ضرر اُس سے پہونچیگا آپکے جانے سے دو فائدے ہین ایک تو لشکر اسلام آفت سے بچیگا دوسرے راستہ طلسم
کھل جائیگا شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اُسکے قتل کرنے کا تیغہ کہان ہے اور یہان کسقدر طلسم ہے کہ وہ شکست ہونے سے
باقی رہا ہے بادشاہ گویا ہوا کہ یہ قلعہ ہزار برج باقی ہے اور یہی اصلی طلسم ہے اسکے دو چار برج کے مرحلہ جو یہان تک
آنے مین سنگ راہ تھے آپنے فتح فرمائے باقی اسی طرح ہین مگر اُن مرحلون کے ساحر سب مطیع الاسلام ہوئے جو حکم کیجیے وہ
بجا لائین اور اِس قلعہ کا اثر طلسم سے یہ حال ہے کہ سرحد کوہستان سے دکھائی دیتا ہے اور جسقدر کوہ و دشت و قلعہ وغیرہ آپنے
طے فرمائے ہین سب اسی قلعہ مین ہین مگر راستہ اُنکا بانیان طلسم نے اسی طرح مقرر فرمایا ہے جیسا آپنے ملاحظہ کیا اور ایک
میدان اس قلعہ مین اسی طرح کا اور ہے کہ جیسے آپنے راہ طلسم ہوش ربا کا میدان ملاحظہ فرمایا وہان بھی دروازہ
لگا ہے اور اُس طرف سے راستہ طلسم نور افشان کا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میر الشکر یعنی جو کوہی وغیرہ مطیع ہوے
تھے نہین معلوم کدھر گئے بادشاہ نے یہ سنکر طائر سحر بہر خبر لشکر روانہ کیے کچھ عرصہ مین وہ خبر لیکر آئے کہ سب لشکر آپکا ہمراہ
شہزادۂ ایرج جانب لشکر اسلام گیا شہزادہ نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم حاضر کرو اور لشکر مسلح و مکمل کرو مین بھی
جانب کوہ عقیق جاؤنگا اور میرے برادر اور بدیع وغیرہ نے اکثر بادشاہان طلسم کو مطیع فرمایا ہے تو طلسم اُنکا شکست
نہین کیا اُسی حال پر رکھا ہے پس مین نے بھی اس قلعہ طلسمی کو برقرار رکھا اب جلد تیاری کرو بادشاہ یہ حکم محکم
شہزادۂ عالی ہمم سنکر اُٹھا اور شہزادہ کو ہمراہ لیکر پشت دار الامارہ کی طرف آیا وہان ایک خانہ باغ تعمیر تھا اُس باغ مین
دونون داخل ہوے سرو سنبل ریحان و ضیمران و گل و بلبل سے وہ گلشن معمور فرحت و بہار کا سراسر دستور نظارت و طراوت
کاظہور شہزادہ سیر کنان بارہ دری مین آیا بادشاہ طلسم نے وہان ایک حجرہ مقفل کو وا کیا اندر اُسکے بالکل اندھیرا

تھا شہزادہ نے لوح کو بند کیا روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو اُس حجرہ مین دہنہ نقب ہے یہ دونون مثل دفینۂ زر اُس نقب
مین سمائے اور غلطان و پیچان دیر تک چلے گئے جب تہ سے پانون آشنا ہوے ایک قصر رفیع و عالی مین گذر ہوا
اُس قصر مین صندوق پر از مال طلسم تھے شہزادہ نے فرمایا کہ انکو نکلواؤ بادشاہ نے کچھ افسون پڑھا کہ ہزارہا ساحر محافظ
اس مال کا گوشہ ہاے قصر سے پیدا ہوا اور تمام مال طلسم اُٹھا اُٹھا کر باہر لے جانے لگا بیس ہزار عرادہ زر سُرخ و سفید کے
اور پچیس ہزار صندوق جواہر کے اور پچاس ہزار صندوق ظروف ہاے طلا و نقرہ کے اور چالیس ہزار خفتان مرصع کار
اور دنگل ہاے زرنگار اور کرسیان مذہب و مطلا اور ساز و یراق اسپان وغیرہ اُسمین سے نکلا وہ سب ساحرون نے
تختہاے سحر پر لاد کے دارالامارہ مین پہونچایا اور بادشاہ طلسم شہزادہ کو لیکر باہر قصر کے آیا اور تخت سحر پر بٹھا کر روانہ
ہوا البسبب شکست ہوجانے مرحلہ جات طلسم کے راہ نزدیک ہوگئی تھی شاہ اُسی باغ مین کہ جسکی بارہ دری مین تلوار
برق کردار لٹکتی ہے اور پاس آنے والے کے ڈونگٹے کرتی ہے شہزادہ کو لایا اور کہا بادشاہ طلسم نور افشان کی ایک امانت
اس طلسم مین لوح رکھی تھی اور شہنشاہ طلسمات **افراسیاب جادو** کی یہ تلوار امانت ہے اور اسی وجہ سے راہ تیرے
طلسم کی تہخانہ سے مقرر کیگئی تھی کہ جس راہ سے حضور گئے تھے فی الجملہ اسی تلوار سے قضا سیماب کی ہے آپ لوح مین
ملاحظہ فرمایئے جس طرح یہ تلوار ملسکے حاصل کیجیے اور اس نابکار کو مارئیے شہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ
یہ اسماء الٰہی پڑھ کر دم کرو تلوار اُتر آئیگی شہزادہ نے اسماء مقدسہ پڑھ کر تلوار صاعقہ خصال سقف سے چھوٹ کر
گر پڑی شہزادہ نے یاعلی مدد کہہ کر اُسپر قبضہ کیا کبھی ایسا تیغہ نگاہ سے نہ گذرا تھا نظر کا اسپر ٹھہرنا دشوار تھا
دار اُسکا اجل کا دار تھا ہزارون معرکے مارے ہوے وارے نیارے کیے ہوے **نظم**

ہم پلۂ برق عالم افروز
اس تیغ کے واسطے فسان ہے

وہ برق کہ خرمن عدو سوز
ڈورا ہے کہ تار دام صیاد

گردش مین جو روز آسمان ہے
ہو جس سے نہ مرغ روح آزاد

شہزادہ اُس تلوار کو پاکر نہایت خوشنود ہوا اور ہمراہ بادشاہ طلسم پھر کر دارالامارہ مین آیا اور مال طلسم بار کرایا
کئی لاکھ کا لشکر ہمراہ لیا مرکب تازی نژاد پر سوار ہوا تیغہ طلسمی غلاف پُر زر مین کر کے زیب کمر کیا بادشاہان طلسم
اور شہزادیان ہمراہ رکاب ہوئین اور طلسم کی حد تک پہونچانے آئین یہ بہ شوکت و جاہ بڑی حشمت و رفعت
منزل سے چلا کہ آگے آگے فیلان فلک شکوہ کی قور اور شتران بغدادی کا انبوہ بلبلانے کا شور اسپان تازی
و عراقی وغیرہ پر جوانان رستم شوکت سوار بعد اُن کے پیادون کی قطار ساحر تختہاے سحر پر اور طائر و فیل و
اژدر پر روان قرناے جنگی کا شور ترسانندہ جان یہ کیفیت نمایان کہ **ابیات**

درو دشت و کوہ و بیابان سنان
ابا جوشن و تیر آہن گذار
وفش خجستہ میان سپاہ
گرانمایہ اسپان و تخت و کلاہ

عنان تافتہ سربسر و رعنا ن
پس پشت شان زندہ پیلان کوہ
زکوہ ہر درخشان بگرد ار ماہ
تبو فید شہر و آمد خروش

ہمیدون پیادہ پس نیزہ دار
زمین از پے پیل گشتہ ستوہ
زدیگر گرگوی سلیح و سپاہ
تو گفتی ہمی کرشد از نفرہ گوش

چنان تیرہ گون شد زگرد آفتاب | تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب
سوئے فوج اسلام بگرفت راہ | روان گشت تو بج باین فر و جاہ

یہ شہزادۂ کیوان کلاہ تو رو براہ ہر گز تسمہ حقیقت سیماب کفر پناہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز لشکر لقا میں ٹھہر کر جب دوسرے روز وہ وقت آیا کہ سیماب روز تمازت آفتاب سے اڑ گیا اور بہوس دہر نے سیماب مہر کا کشتہ بنایا آئینہ ماہ پر پارا چڑھا قطعہ

ستاروں کا جو پہنا شب نے زیور | دکھایا مہ نے آئینہ پھر آ کر
کیا رستہ سیاہی نے عدم کا | ستارہ کہکشان کا خوب چمکا

شام کے ہوتے ہی سیماب نے طبل جنگ بجوایا ہر کارے لشکر اسلام کے جو بھیس بدل اس جگہ حاضر تھے قاصد ہوے کہ خبر طبل جنگ بجنے کی امیر سے جا کر عرض کریں مگر بختیارک کی باتیں سننے کو ٹھہر گئے کس لیے کہ وہ سیماب سے کہہ رہا تھا کہ آج تک میں نے روک کر تمکو زندہ رکھا اب آج کی رات تمہاری ہی ہے عیاران لشکر اسلام مار ڈالینگے اور اگر رات کو بچ گئے تو صبح کو حمزہ زیر تیغ کریگا یہ کلمات سنکر سیماب نے جواب دیا کہ ملک جی میری قضا ہی خدائے باختر نے پیدا نہیں کی یہکر اپنے منہ پر دو ہتڑ مارا اگر منہ پاش پاش ہو کر پارہ کی طرح ڈھلک کر پھیل گیا اسنے کہا جا ہے کوئی ہزار بار مجھکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن کچھ ضرر مجکو نہ پہونچے شیطان حقیقت اس بے ایمان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عیاران اسلام بہت ترسندہ اور غمگین ہو کر وہاں سے روانہ ہوے اور سامنے بادشاہ عالیجاہ کے استادہ ہو کر بعجز ادب یہ قطعہ دعا و ثنا میں زبان پر لائے قطعہ

وارث ملک جانتے ہیں تجھے | گیو و گودرز بیژن و رہام
برق کوندے رہا ہے کیا الزام | تیرے فیل گران جسد کی صدا | رعد کا کر رہی ہے کیا دم بند
فن صورتگری میں تیرا اگر | گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام | تیرے رخش سبک عنان کا خرام
کیوں نمایاں ہو صورت اوہام | آ سکے مضروب کے سر و تن سے

ایک ساحر اس طرح کا آیا ہے کہ جب اسکو قتل کرو تو پارے کی طرح ملجاتا ہے آج اسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ کہکر کنارہ ہوے اور بادشاہ نے جانب امیر دیکھا آپنے مہتر بن فتح چالاک بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خدائے مابزرگ ست ہمارے لشکر میں بھی طبل سندی پر چوب پڑے چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ اے آقا نامی خدائے عزوجل جب اس ساحر پر مظفر و منصور فرمائے تو مجکو رخصت طلسم ہوشربا میں جانیکی دیجیے گا کہ میرا دل پدر بزرگوار کی خدمت میں جانے کو بہت چاہتا ہے امیر نے فرمایا کہ میرا بھی دل لگا ہوا ہے محبت نامہ اپنے دوست کو لکھدونگا اچھا بعد فتح اس جنگ کے خواجہ پاس جانا بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ جب جنگ دو کو چالاک نے مارا اسوقت امیر سے رخصت طلسم مذکور میں جانے کے لیے مانگی امیر نے خلعت عنایت کیا محبت نامہ بنام خواجہ لکھا کہ عرصہ سے تمہاری خیریت نہیں سنی دلکو تردد ہے خدا تعالی کفاران طلسم پر جلد تمکو فیروزی عنایت فرمائے کہ زمانہ مہاجرت بسر ہو تمہارا قدم یہاں آئے چالاک یہ نامہ تعویذ شما لیکر چلا مگر چونکہ طلسم میں جانیکا راستہ ڈھونڈھا نہ ملا ناچار واپس آیا اور فکر کرنے لگا کہ کسی ساحر کے ہمراہ جاؤں حال اسکے جانے کا سیاق کیا جائیگا [illegible] ہے یہ کہ جلد عمرو کے بیٹنے کی

بارگاہ سلیمانی میں ہوا اور عمرو اسکو اپنا قائم مقام کرکے اُس کرسی پر بٹھا گیا اب اُسنے کہا نجے کو خواجہ کے یعنی
ابو الفتح اصفہانی کو اس جگہ قائم مقام کیا ہو گر ابھی تک آپ لشکر میں موجود ہو چنانچہ آج حسب الارشاد مہر نقار
خانہ میں ابو الفتح کہ جانشین ہو چکا ہے آیا اور کوس حربی بجایا داروغہ نقارخانہ نے جو نذر دی وہ خواجہ عمرو کیلیے جمع کرادی
خلاصہ کلام جب صدائے طبل حرب بلند ہوئی دلاوران عرصۂ شجاعت و شہامت خبردار ہوے بادشاہ نے دربار
برخاست فرمایا سردار اپنی اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے سلسل درسل نقیبوں کی صدا بلند ہوئی آئینہ تیغ پر صیقل
دوچند ہوئی صدائے فرمائے جنگی مرآت خاطر شجاعان کیلیے گویا قلعی تھی کہ ہمت جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ
خانۂ آرزو میں عروس جلادت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد دلاوری میں ہر ایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح
کا ہر ایک کو انتظار کہ کہیں زنگ ظلمت شب آئینہ سحر سے دور ہو صبح کا نور ہو تو آئینہ شمشیر میں جلوۂ عروس ظفر
نظر آئے بہادر و نامرد کی قلعی کھل جائے جوہر آئینہ آئین شجاعت ملکیں چشم شاہد ہمت کے اٹھا لیے دیکھیں کہ کون
مرآت تیغ کے روبرو منہ بناتا ہو اور کون ہنس ہنس کر گلے ملتا ہو القصہ درست فرماتا ہو کس کے آئین تیغ میں صفائی ہو روح
اسکندر کس پر آفرین خوان آئی ہو کون فولاد دل ہو آئینہ شمشیر سے بشاش ہو کر کون مقابل ہو کل مقدمہ نام و ننگ ہے
کھلے گا ضمیر صفائی ہو کسکے چہرہ پر گرد کدورت کا زنگ ہو غرض آئینہ تیغ و خنجر کو جلا ملنے لگی نامردوں کو جو عارضی ہوئی تو
غیرت نفرین منہ در منہ کرنے لگی تیغے مثل شاہد طناز و کرشمہ سنج آئینہ خانہ عالم میں تننے لگے تیر زہر اُگلنے لگے چہرہ
لیے نامردوں کا منہ چڑھایا بر رو بغیرت دیکھا بنایا سپر میں آئینہ تیغ خنجر سامنے رکھکر بالیاں اپنی سنوارنے لگیں پھول
اپنے دیکھنے بھالنے لگیں جوہر تلوار مصفا کہ سپر پہ بہادر نے رکھدی آئینہ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ میں ملک زنگ تھا
اب وہ جلب ہوا کہ طرفہ ماجرا ہوا مقام تعجب ہے حلیاں حلقہ حلقہ صورت جنگ سواروں کو حیرت ہے ننگ آئینہ خیال ہے
صاف رنگ کہانتک گذارش ہو چار پہر رات بھی القصہ یہ عجب مرقعہ دہر سے صدق شب اُٹھا صورت دہری نظر
آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب روانی دکھائی نظم

اس ہنگامہ میں مطلع صاف آیا | سحر کا آئینہ شفاف پایا
سفیدی چھا گئی روئے زمین پر | موذن نے کہا اللہ اکبر

امیر طاعت رب قدیر میں مصروف تھے کہ سپاہ اسلام دل کے دل بادل کے بادل انبوہ انبوہ تختم بیرق بیرق خدام عدم بخش
سنج طائفہ طائفہ جانب میدان جنگ روان ہوئی سردار افواج کو روانہ کرکے در دولت باشوکت سلطان باکرم پر آئے
ابو الفتح نے بیست اقدس امیر ذیشان پر پہونچکر ہنگام دعا آمین کہی امیر نے سجادہ سمیٹا اور جبہ و اسلحہ طلب کرکے تبرک
انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہو کر پشت اشقر کو خانہ منور اور افق شاہ خاور بنایا جلو خانہ میں عیش محل
کے تشریف لانے سرعت سواب عرض کرکے الگ ٹھہرے بیکایک پہرہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھچا جلوس سواری کا
نکلنے لگا کنولہائے بلورین کنول بردارنیوں سے کنول برداروں نے لیے طلائی نقرئی بخت اخر کھنکنے لگے عود و عنبر
لوٹنے کنیزان محل سے سلفچیان بھر دیار لیکر آگئے بڑھے نواب ناظر خواجہ سرا اہتمام کنان نکلے کہاریاں جوبن میں بھری
اترانیاں ہوادار کاندھے پر لیے ظاہر ہوئیں حضور عالم کہ اج تخت لیے استادہ تھے اس سریر منظیر پہ ہوادار

اُتر آئے اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی امیر اور تمام سردار مجرا گاہ پر جا کھڑے ہوئے مردہا پکار انظم

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ — مظہر ذو الجلال والاکرام
نوبہار حدیقۂ اسلام — شہسوار طریقۂ انصاف

امیر دوران صاحبقران زمان نگاہ روبرو بادشاہ کے بنظر الطاف

اُدھر دیکھا امیر نے مجرا کیا آنکھوں سے سلام لیکر اشارہ سوار ہونے کا فرمایا پھر تو حملہ سرداروں کا مجرا ہوا اور تخت ظل اللہ کو قلب میں رکھکر آگے بڑھے ڈنکا ہو النقیب منقبت خوانی کرنے لگے ایک طرف سے ہاتھیوں کا قور جلو میں آگے بڑھی آمد تھی سیاہ اُمڈی یا کوہسار ہمراہ رکاب چلے وہ فیل بلند رواں تھا کہ ہر ایک پر کوہ البرز کا گمان تھا زنجیرین کھنکتین گھنٹیان بجتین جھولین زرکارترین نظم

سیندور جبین پہ رنگ لایا — گردون پہ شفق کا رنگ اُڑایا — فیلوں پہ تھے فیلبان نمایان
یا گنبد ہفتمین پہ کیوان — صندل کا شجر ہر ایک دندان — خرطوم تھی اُس پہ مار پیچان
کرتے تھے دلوں میں راہ گھنٹے — تھے خیرت مہر و ماہ گھنٹے — ایک طرف ہزار ہا گھوڑے سوار ایسے

بڑھتے سرداروں کے زیر ران کہ بدریان کرتے کرمہ جیب نظم

آہو صفت و عقاب پرواز — نسرین فلک کو تھے وہ شہباز — ہر چشم رکاب گوش محبوب
تسمہ ہے کہ زلف دوش محبوب — زیور سے ہر ایک لدا تھا ایسا — گلبن ہو چمن میں جیسے زیبا
نرمی تھی خرام کی نمایان — تھے تار نظر پہ گرم جولان — نوجوان سنجالین دکھاتے جاتے

دورباش کی صدا لگانے لشکر کی آہ پرشوکت گھوڑوں کے تھے باجوں کی صدا ہتھیاروں کے رگڑنے کی صدا تلواروں کی چمک صحرا میں پھولوں کی مہک بہادروں کے دلمین اُمنگ نشۂ شجاعت کی ترنگ کرنا کی صدا سے گوش کرہ بیان کر خلاصہ یہ کہ بڑا کر وفر نظم

ابا صد ہزاراز گزیدہ سران — ہمہ پہلوانان و کندآوران — ابا پیل و با کوس و با فیرہی
ابا تاج و با تخت شاہنشہی — سیاہ و سپید بر فتن گرفت — زمین سم اسپان نہفتن گرفت
تو گفتی کہ خورشید گردان بجائے — باندازنہیب سواران بجائے — اہی جاہ و کشت سے پہ شادی سپاہ

وارد جنگاہ ہوا اسطرف سے لقا نے کمراہ تخت ہاتھیوں پر کچھ اے گو میوں کو ہمراہ لیے آیا ایک جانب برق و باران پیدا ہوا اور اژدروں پر تخت کھنچا سیماب شہپر لہراتا ہوا انیس پشت گئی ہزار ساحران غدار نشنگ چہرہ و سنگ پیکر و مردم آزار اسباب ساحری ہمراہ لیے منقلین آتشین سلگانے تھالیان برنجی آگے رکھے ماتھے پہ ٹیکا لگائے جسا ترتی کی پکارتے آئے دھر دکی صدا ابر پر پھیلنے لگے ڈفلی بجے دف کھنکائے جادوگرنیوں نے ناش پڑھکر سپاہ و ردکی صف گشتی کی نقابت نقیب کرکے ہٹنے پر سے بند گئے قشون قشون خیل خیل الگ الگ غول باندھکر کھڑے ہو بعد آمد سب کی میدان کارزار کا ہوا ساحروں نے جھنڈیاں ہلائیں ہر لعین بالا ئین ہر آمین سیماب نے خداوند کو اپنے سجدہ کیا اور لعبارت خواہ ہوں شہنشاہ کہا میں نے تحفہ اپنا نذر کردہ کیا اور اپنے قدر کو تماشا دیکھا دیکھیات سنکر ہنستا ہوا جھک کر بایاد

وسط میدان میں آیا اور للکارا کہ اے فرد مغضوب درگاہ خداوندی آؤ اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے
پیو اس نصیب کو سنکر بادشاہ کی نگاہ صف دست چپ کی جانب اٹھ گئی اس صف سے شہزادہ رستم پیلتن و
پیلگن کشندۂ قوی و دو دل ہندی قاتل کپتان فرنگی ابن حمزۂ صاحبقران زیب و زینت بارگاہ سلیمان علمشاہ نوجوان
نے فوراً اشقر بلا کو بو دکو پرے سے نکالا اور سامنے بادشاہ کے مرکب سے اترکر اجازت جانبازی طلب کی بادشاہ
نے جام کلہ عزیت مرحمت فرما خلعت دیا فی حفظ اللہ کہکر رخصت کیا شہزادۂ موصوف جست کر کے پشت باد پا پر
اپنے پہونچا اور گھوڑا اڑا کر چلا فرنگیوں نے ارگن بجا یا سرداران شہزادہ نے ہمراہ رکاب چلنا چاہا ہر ایک کو تشفی
دیکر یہ روکا اور آپ سامنے اس تیرہ دل دشمن حریف کثیف کے آیا اور طالب ضرب ہوا اس ملعون نے بغیر سحر
لیے سبکے دکھانے کو ایک ہاتھ تلوار کا شہزادے پر مارا اس بہادر نے رد کر کے تیغہ کپتان نیام سے لیکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا
کہ اس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن بدستور سابق جسم جڑ کا پھر ملگیا اور مجسم ہو کر کچھ اسنے پڑھکر ہاتھ اونچا کیا
ایک بجلی تڑپکر گری دونوں لشکر کے لوگوں کی آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ شہزادہ علمشاہ کے دو
ٹکڑے پڑے ہیں یہ دیکھکر امیر بیتاب ہوے بادشاہ نے اشک حسرت بہائے سردار سب تھامے بے اختیار یہ نہ
زبان پر لائے کہ افسوس قطعہ

کوئی محفوظ ہوتا ہے جو یکدم
نہیں رہتا کبھی قالب کسی کا
عزیز و اقربا سب سے جدائی

نہیں دنیائے فانی گھر کسی کا
تونگر ہوں کہ برابر کا دوش غم [?]
وہی دو گز کفن اور گوشۂ خاک
فقط کنج لحد سے آشنائی

بدلتا ہے سدا یاں رنگ جی کا
زمان مرگ ادنیٰ ہو کہ اعلیٰ
سوا اسکے نہ دولت اور نہ ادراک [?]

جب لشکر میں زیادہ کہرام ہوا
امیر مانع ہوے اور فرمایا ہنگام جہاد صبر لازم ہے جزع و فزع سے کفار زیادہ تر شاد ہونگے اسی گفتگو میں سیماب
نے پھر مبارز طلبی کی ابکی شہزادہ قاسم نے گھوڑے کی باگ لی اور بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے ساحر کو گئے مگر
ہنگام ضرب ساحر دو ٹکڑے ہوکر ملگیا اور بجلی گری اگر اس شہزادہ کے بھی دو ٹکڑے کیے غرض لشکر اسلام میں برپا
ہوا اور بڑے نامی منصب سرداران روم و فرنگ و خاور کہ ماتحت شہزادگان دلاور تھے یکے بعد دیگرے سامنے اس
بد باطن کے جانے لگے مگر ظفر یاب نہوئے سب اسی طرح دو ٹکڑے ہوکر گئے امیر نے خود قصد مقابلہ کا کیا لیکن خواجہ
بزرجمہر کے لڑکے جنگ گاہ میں آکر منت پذیر ہوے کہ یا امیر آپ بھی لڑنے جائیگا تو یہی حال ہوگا اسلیے کہ یہ طلسم
بینی ہے اگر سحر ہوتا تو اسم اعظم سے باطل ہو جاتا اسم اعظم پڑھکر کوئی طلسم درہم اور شکست نہیں کر سکتا امیر انکی
منت کرنے سے ٹھہر جاتے ہیں عزیزوں کا رنج و غم کھاتے ہیں اس مقام پر بھی صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ سیماب
شام تک لڑکر طبل بازگشت بجوا کر پھر جاتا ہے اور دوسرے روز پھر لڑتا ہے پانچ چار روز کی میدان داری میں
بہت سے سردار الفاظ مارے جاتے ہیں چنانچہ اس احقر نے جنگ ہر روزہ کی تصریح وار نہیں لکھی لیکن اکا سطور کا
مضمون تھا داستان گویوں کو اختیار ہے فرد اشان جتنی چاہے بیان کریں آمدم بر سر مطلب آج کی جنگ میں فرزندان
حمزہ قتل ہوے ہیں بختیارک نہایت خوش ہے کہ ہمیشہ بلند [illegible] دیکھو واسطے [?] کے کا لیا نہوکہ بالاسے چھپکر الزبست [illegible]

ہو جائے آج لشکر بندگان مغضوب کا خاتمہ ہے لقا بھی قہقہے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ما بدولت کو آج ہی تو غصہ آیا ہی
اب آقدیران بندوں کے غارت کرنے کی بہت مستحکم کی ہے اور سنگ غضب کے نیچے دبی ہے یہ کسی طرح نہ بلٹے گی ادھر
اہل اسلام بیچارے خستہ دل جب مقابلہ ساحرین آتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں مگر ہمت نہیں ہارتے برابر لڑنے آتے ہیں اور
نقد جان دیتے ہیں رات بھر کے جاگے وہ دولہا عروس مرگ سے ہمکنار پڑے سوتے ہیں جسم ننگے خاک و خون میں بھرے پوشاک
شہانا زیب جسم کیے فلک کی گردش سے جہنبان یا بشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح اپنے پیسا ہے خاک
بسر درخت بنلی پوش سراسر نخل غم برگ لشکل کف افسوس اہل ماتم لشکر اسلام میں تلاطم جھنڈے لبان زن سوگوار
بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے سینے بھرتے پلٹنیں رسالے
بے افسران کے بھاگنے پر آمادہ محلات مخدرات میں اس خبر کے پہونچنے سے عورتوں کا پیٹنا کوئی فراق شوہر میں ہی ہے
میرا وارث کہکر بال نوچتی کوئی یاد بیٹے میں ہائے میرا بچا کہا منہ پر طمانچے لگاتی ہزارہا عورتوں کا حلقہ باندھ کر بال کھولنا
اور نوحہ وزاری کرنا کہ ابیات

کوئی بولی چھٹے ہم سے اے ماہ
جہان کس کو دے گا روح سلطان
غضب کیسا ہوا کیا پیش آیا

کوئی بولی کہ آ پیارے کہاں ہے
کہاں ڈھونڈھوں کدھر جاؤں میں ہائے
حجاب خاک میں تم سوے دلدار
جو لے رب انکو دنیا سے اٹھایا

مری آنکھوں سے کیوں اب تک نہاں ہو
پکارے گی یہ مادر کس کو اے جان
لحد تیری کرین ہم آہ تیار

جب فرزندان حکیم بزرجمہر نے یہ
تلاطم دیکھا سمجھے کہ ہم کب تک امیر با توقیر کو مانع ہونگے یقین ہے کہ امیر بھی لڑنے جائیں اور اسی آفت میں گھریں اب قافلہ
گم کردہ راہ ہوا جاتا ہے یہ باغ دست برد خزان سے تباہ ہوا جاتا ہے پس مضطر ہو کر زائچہ کشی پر مائل ہوئے اور قرعہ
پھینک کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سردار جو قتل ہوئے ہیں کشتہ سحر ہیں وہ بجلی چمکتی ہے اور آنکھ جھپکتی ہے اتنے ہی
عرصہ میں سردار کو ساحر اٹھا لیتے ہیں اور کاغذ کا پتلا ڈال دیتے ہیں جو سحر کی وجہ سے انکی شکل نظر آتا ہے اصلی سردار
قید ہو جاتا ہے البتہ ماننہ فتح ہونے لڑائی کا بجانب مسلمانان قریب ہے کفار کا لشکر شکست نصیب ہو زائچہ سے معلوم
کر کے خدمت امیر میں آئے اور جملہ کوائف معرض بیان میں لائے امیر نے شہزادہ کرب کو کہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہے
محلات میں بھیجا کہ شہزادہ مذکور نے ہر ایک بی بی کو تسلی دیکر وہ نوحہ و شیون موقوف کرایا اور یہاں بادشاہ اسلام نے تاج
اتار کر جانب قبلہ رخ کیا اور محتاج بدرگاہ کبریا ہو کر بصد تضرع و نیاز استغاثہ کیا کہ اے خلاق ارض و سما ہمکو اس
بلا سے بچا کہ بموجب نظم

کہ اے برتر از دانش و ہوش و رائے
بہ بیچارگی داد خواہ تو ایم
تو باشی بہ بیچارگی دستگیر
ندارتیم جز تو کسے را بکس

سپہدار گردن کشان آنزمان
نہ از جائے دو رو نہ ہر جا بجائے
ز افسون و از جادوے برتری
توانا برابر آتش و زمہریر

گرفتند زاری سوے آسمان
ہمہ بندہ پر گناہ تو ایم
جہاندار و بردا دران دادرے
ازین سختی با مالتو فریادرس

سہام استغاثہ نشانہ مراد پر پہونچے یعنی دشت کی جانب گرد اڑی ایسی گرد تیرہ
تھی کہ کاخ افلاک تک نزد بان گلی لگی تھی روئے مہر چھپ گیا اعیان لشکر اسلام خبر لینے دوڑے اور بجتیار ک

ہاتھی پر کھڑے ہو کر پکارا کہ ہاے زمین درد ہونے لگا یا خداوند تقدیر پلٹا کھایا چاہتی ہے ذرا دیکھیے تو یہ گرد کیسی اڑتی آتی ہے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور کئی سو فیلان جنگی پٹے جنگی سونڈون مین بندھے ہوے ظاہر ہوے لشکر نشان کئی لاکھ فوج کے آنکی پشت پر کھلے ہوے پیچھے اُن کے ساحران نامی طاؤس دھنس پر سوار جادو گریان وضعدار بیشمار پیدا ہوئین پھر سقے آبپاشی کرتے گرد وغبار بٹھانے رسالے کے سوار گھوڑے اڑاتے پیادے اپنا عظم و شان دکھاتے نکلے لشکر کا آنا اور اسکا کروفر کیا بیان کیا جاے دم تحریر کمیت قلم کا پا لنگ ہے کثرت مضامین سے عرصۂ قرطاس نہایت تنگ ہے یہ شوکت و شان تھی کہ عظمت اُسپر قربان تھی نظم

کسے از یلان خویشتن راندید
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
ہمہ طوق زرین و زرین کمر
سیہ بود چندان کہ دریاے روم
دگرگونہ جوشن دگرگون کلاہ
پر از خاک شد چشم کام و سپہر
درخشان بکردار دریاے نیل

دباناس تیرہ زمین و سپہر
کہ اندر جہان آن ندید ست کس
ہمان چتر کز دم طاؤس نر
از ایشان نمودی چو یک مہرہ موم
چغانی و چینی و سقلاب ہند
تو گفتی بقیر اندر اندود چہر
نشستہ بر آن تورج نامدار

جہان گشتہ گرد اندرون ناپدید
بلرزید وا زیشان بسر برید مہر
ہمان افسر پہلوانان بزر
بر و بافتہ چند گونہ گہر
کشانی و شگنی و ہری سپاہ
کہانی و نہری و رومی و سند
ز لبس تخت فیروزہ بر پشت پیل
بدست اندرون تیغ آہن گذار

اس سپاہ نے قریب جنگاہ آکر ایک طرف صف کھینچی اور شہزادہ تورج مرکب پر سوار ہو کر بڑھا امیر اور بادشاہ کو مجرا کیا چاہا تھا کہ قریب تر جاے سوقت نہیب مبارز طلبی سیماب کو شنود ہوئی ہر چند کہ آمد شہزادہ دلاور دیکھ کر بختیارک نے لڑنے سے منع کیا کہ ضرور اسمین کچھ بھید ہی جب تو نبیرۂ حمزہ وقت پر پہونچا ہے مگر سیماب کا بحر غضب جوش مین تھا اُسنے کہنا شیطان کا نہ سنا اور مسلمانون کو طلب کیا شہزادہ دلاور مرکب اٹھا کر روبرو اسکے پہونچا اُسنے بظاہر ترسول شہزادہ پر مارا اس دلاور نے رد کر کے تیغۂ طلسمی نیام سے لیا اس تلوار کو دیکھ کر یہ گبر بھی گھبرایا مگر شہزادہ تیغہ علم کر چکا تھا سر کو بچا کر کمر پر جو ہاتھ مارا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ عکس تیغہ پڑتے ہی وہ چوپارہ کی طرح سارا جسم اسکا معلوم ہوتا تھا وہ باقی نرہا آتش تیغ طلسمی نے پارہ کے غول کو جسم پہ سے اڑا دیا اصلی جسم بسان قیر سیاہ ظاہر ہوا سب پکارے کہ مار سیاہ کینچلی سے باہر نکلا تیغہ تو کمر پر شہزادہ کا پڑ چکا تھا مثل چنار سال خوردہ کے جسد ناپاک کے دو ٹکڑے ہوے اور غلغلہ قیامت جز بلند ہوا بیرون نے غل مچایا کہ مارا سیماب جادو کو آندھی سیاہ آئی پتھر ٹکڑے اُسکے تن نجس کے بہم ہوے اور روح و تن مین جدائی ہوئی فوج ساحران یہ حال دیکھ کر شہزادہ پر ٹوٹ پڑی اسطرف بختیارک نے ایک دو ہتڑ لقا پر مارا کر مسخرے مین کہتا تھا لقد مری کو سنبھالے رکھنا کیا بوجھ تھا جو تجھ سے رکا نہ کیا تقدیر کو الٹا ہو جانے دیا حالانا پاے داری بگر یز لقانے غصہ مین آکر فوج کو اپنی للکارا سنجانی باختری کوہی وغیرہ تیغین کھینچکر چلے پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوے عقرب سلیمانی کھینچکر اخضر کو اوچا کر چلے تو ساحر مذکور کے مرنے سے سرداران اسلام جو مقید ہوے تھے اور لشکر ساحران مین اندر خیمہ کے قید سے چھوٹ گئے اور قید آہن توڑ کر باہر نکلے نگاہبان مرنے سے ساحر کے ایسے بدحواس تھے کہ رد بوار لائے اور

افسران تہمتن نعرۂ رعد آسا بلند کرکے سلطنتہ اشد اکبر جگر سے کھینچکر ایک طرف آ گرگئے ابتو ساحرہ سے ساحر بڑھکر بھڑ گیا اور دلاور سے دلاور نارنج ترنج ناریل کی ہرسمت بوچھار ہوئی کلوا بھیڑان کی پکار ہوئی بیرون کے غل نے رعد کا دم بند کیا تیغون کی برق صفت چمک نے دیدۂ دل کو بند کیا عاجز و مستمند کیا دلاورون نے آب تیغ کی روانی دکھا دی زورق ہستی دشمن بہا دی ہاے ہوے دلیران و بانگ سپاہ فلک چارم سے گذری بہرام کو دہشت طاری ہوئی کہین گرز کسی جا تیر کہین نیزے کہین خنجر کسی سمت شمشیر چلنے لگی صداے فشا فاش بر تیران و چقا چاق شمشیران بلند ہوئی تیغ کے جوہر کھلے مرد و نامرد کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگی تہ ہوئی خامۂ اجل نے بعض کے چہرہ پر صاد کیا بعض کو نقطہ بنایا قرطاس حیات مین جز حرف فنا کچھ اور لکھا نپایا اجزاے پریشان اعضاے تن نظر آئے مجموعہ ہوش و خرد ابتر تھے اوراق حیات مثل ورق گل باد خزانی تیغ سے برباد ترک بے ترک صفحہ ہستی ترتیب سے آزاد کلک شمشیر نے مضمون زندگی باطل و مہمل سمجھ کر مثل حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند فنا نے رشتہ جان توڑ کر دفتر ہستی کا جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی پر حرف آیا لوح قسمت تقدیر پر مٹا تھا بد منوجہ سطار کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گذارش کیا جائے دم بھر مین خون کے دریا بہ گئے دشت لاشون سے پٹ گئے تیغ و خنجر کی جھنکار گوش کیوان و مریخ کے پار ہوئی تلوار مسلمانون کی لسان شہباز دشمن شکار ہوئی مبارزون نے جان لڑا دی یہ نوبت پہنچی **نظم**

برآمد ز ہر سوے لشکر خروش
ہمی سیل رازان بدرید گوش
ہمی لرز لرزان شدہ دشت و کوہ
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ہوا ہمچو ابر بہاران شدہ
بہم این چنین تیرباران شدہ
زگرد سواران درخشم تبر
نشاید کہ داند کس از پاے و سر
مبارز ہمہ زیر خاک اندرون
کفن جوشن و ترک شستہ بخون
ہمیرفت تورج میان دو صف
یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
نہ با جنگ او کوہ را جاے بود
نہ با خشم او پیل را پاے بود
ہرانگہ کہ خنجر برانداختی
ہمہ دشت بے تن سر انداختی
بیک زخم صد نیزہ کردی قلم
خروشان و جوشان چو شیر دژم

امیر دلاور نے قلب لشکر مین پہونچکر علم ضلالت شمیم لقا سرنگون کیا فوج کفار مین بھلدڑ پڑی ساحر بہت مارے گئے باقی جانب طلسم بھاگ گئے صبا کے جادو تماشاے جنگ دیکھنے آئی تھی وہ طریقہ رزم مسلمانان جانتی ہے سیماب کے مرتے ہی رد فرار الائی لقا جانب کوہ عقیق بھاگا مسلمانون نے زیر قلعہ تک تعاقب نہ چھوڑا ہر تیغ بے دریغ رکھ لیا خیام و بارگاہ کافران مین آگ لگا دی مال و خزانہ و بازار لشکر سب لوٹ لیا ہزارہا کافر بھاگتے وقت بھی مارا گیا آخر کو بہی و سنجانی وغیرہ بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہو کر متواری ہوے لقا اُفتان و خیزان اندر قلعہ عقیق کوہ مع بختیارک آیا کافرون نے در قلعہ بند کیا فیلبند دروازے سے توپ ماری امیر نامور زیر قلعہ پہونچکر رکے سب دلاور شکار کے نکل جانے سے بگڑے جابجا خندق فراکرد قلعہ توڑین مگر امیر مراجعت فرما ہوے شہزادہ تورج کو بیچ مین لشکر کے رکھکر زر نثار فرماتے ہوے بارگاہ مین آئے سپاہ نے کمر کھولی تورج سے ہر ایک بہادر ملاقی ہوا محل مین سرداران کے زندہ آنے سے خوشی ہوئی شاہ لشکر اسلام نے شہزادۂ مذکور کے آنے کی خوشی مین اور فتح جنگ کی عشرت مین حکم جشن ہونیکا دیا اس عرصہ مین سپاہ ضیاے خورشید بھی برد افراز ان شاہ خاور فتح و فیروزی داخل بارگاہ دعالم ہوا کر **نظم**

بڑھی نخوت سے لہراتی ہوئی شام
فدا ہونے کو ہر پروانہ آیا
ہوا خورشید پر احسان آرام
دلون مین آرزوؤن نے کیا جوش
فروغ شمع نے منہ چہرہ دکھایا
ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

یعنے سرداران ذی ہوش حمام کرکے بارگاہ سلیمانی مین زیب دہ کرسی وزنگل ہوئے رقاصان زہرہ پیکر و ساقیان سیمبر ہوش وخرد سے بیگانہ بنانے لگے ناچ کی چھل بل دکھانے شراب کی بوتل لنڈھانے لگے لشکر مین ہر سمت چراغان کی بہار ہر دمان لشکر کا نکھار آپس کی چہلین ہر خیمہ پسان عروس آراستہ ہر مقام پر جلسۂ عشرت جما ہوا محلات مین خوشی کی دھوم دھام گائنون کا اژدہام بارگاہ سلیمانی مین سرداردن کی مے پرستی باہم مذاق کرنا رقاصون کا حسن بالربا کوئی لب جام کے بوسے لیتا کوئی ساقی کو دعائین دیتا یہ جلسہ تھا کہ **نظم**

بہار فصل گل ساقی پھر آئی
کیا احسان مینا پیر مغان پر
بنے تسبیح اب موج مے ناب
ہوے حاضر وہ ساز رقص لیکر
دل توبہ گزین نے منہ کی کھائی
اٹھا کر رکھ دیا ایمان سر طاق
کرون شیشون کو جاے سجدہ آداب
سمان وہ رقص نے باندھا ہا پنر
لگا یا بے تامل لب سے ساغر
کہ خوش ہو شیخ باگذیے ایسے شاق
جو نو کر طائفے بھے جو ریسکر
کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر

یہان تو یہ جلسۂ عشرت بصد مسرت ہے ادھر لقا کو ہزار طرح کی کدورت ہے باغ مینا مین بھاگ کر آیا ہے نہ ناچ نہ شراب ہے نہ گانا ہے ہر ایک کو ہی جیب اور سُن بیٹھا ہے قلعہ مین مرگ عزیزان سے ہر سمت نوحہ گری ہے جھیلی فوج کوہ و دشت سے آتی جاتی ہے ہر سمت سے آواز ہائے کی آتی ہے لقا نہایت شرمندہ اور خفیف بیٹھا ہے کہ صبا ے جادو کا داخلہ ہوا اور اُس قحبہ نے آتے ہی خداوند کی بلائین لین اور کہا مین صدقے مزاج خداوند کس لیے رنجیدہ ہے ایسے ایسے بندہ بترے ہزارون تیرے اوپر سے فدا ہو جائین گے مین پھر شاہ جادوان کو نامہ لکھتی ہون خداوند کی بلا رنج کرے ایکی ایسی فوج طلسم سے آئیگی کہ بندگان خوابی کو زندہ نہ چھوڑے کی وہ خرس اسکی باتون سے خوش ہوا اور پکارا کہ خداوند نے یہی تقدیر کی تھی کہ سیماب کو اپنے مرنے کا ڈر نہ تھا غرور کرتا تھا بس وہ مارا جائے اور طلسم سے اور کوئی ساحر زبردست آئے غرض بصلاح بختیارک نامہ لکھا گیا مضمون یہ تھا کہ یہان سیماب بھی آکر مشتاق سیر بہشت خداوندی ہوے اب کسی ساحر زبردست کو ہماری مدد کیلیے اے شاہ طلسم روانہ فرمائیے یہ لکھ کر رات ہی کو پہاڑ پر لکھو کر نقارہ بجوایا کہ پنجہ نامہ لیگیا پنجہ تو نامہ کو لیکر گیا ساحرہ اور سلیمان وغیرہ نے بارگاہ دخیام پھر لشکر درست کر لیے فوج کو ترتیب پذیر کیا خداوند کیلیے شراب کباب سامان راحت مہیا کیا لشکر اسلام مین شب بھر جلسۂ عشرت رہا آخر وہ وقت آیا کہ شاہ دہر نے گنجینۂ گوہر آخر شب خوشنود ہو کر لٹا یا اور خورشید جہانتاب دنیاے زر سے مالا مال نظر آیا روے سحر خندان دکھائی دیا **نظم**

جو نکلا شہسوار اسپ افلاک
جلائی دہر نے پھر شعل روز
اُڑے نالون سے نالے صوت خنک
ہوا روشن چراغ عالم افروز
ہنگام سحر بادشاہ عالم پناہ دربار مین

جلوہ فرما ہوئے اور قصد کیا انتظام لشکر کیلیے آج کا دربار موقوف کیا جاے تاکہ سردار وسپاہ شب بھر کی جاگی ہوئی آرام کرے ہنوز کوئی حکم نہ دیا تھا کہ جوڑی سرکار دربار کی گردمین آلودہ پسینہ مین غرق صحراگاہ پر حاضر ہو کر آداب

بجا لائی اور عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ صبح کو غلامان جانباز بالا دہی کے لیے کوہ و دشت کی جانب گئے تو یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا مین گذر ہوا کبھی ایسا مشہر فرحت آگین اور وادی نزہت آمین غلامون کی نظر سے نہ گذرا تھا ایک پہاڑ کے دامن مین طرح طرح کے گل شگفتہ ہین اور چشمے جاری ہین پہاڑیان رنگین و منقش گلہائے بوقلمون نظر آتی ہین جانوران خوش الحان چشمون کے کنارے درختون پر نغمہ خوان ہین نہر و نکے کنارے اگلے منڈ و بیان سرخاب لطف زرے بیٹھے کلیلین کر رہے ہین پہاڑ کی گھاٹیان سنگ سرخ و سبز کی پر ہیبو نکی طرح بنی ہین جھرنا جھرتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ مقام کسی بادشاہ کی سیرگاہ ہو ٹمنے وہان سے ہٹکر جو اُس بیشہ کا نام دریافت کیا تو لوگون نے بتایا کہ بیشہ حیرت اس مقام کو کہتے ہین غلامان جانباز کی نگاہ حیرت انتما سے ایسا صحرائے پر فضا کبھی نہ گذرا تھا ظاہرا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ کچھ اسرار ہے باقی حال غیب سے آگاہ پروردگار ہے یہ کیفیت عرض کر کے ہر کارے کنارے ہو گئے اور امیر والا تدبیر نے بزبان ہدایت ترجمان از راہ پند و نصائح گلشن کلام کو یون پُر از گلہائے سخن فرمایا کہ نو جوانان تیغ شجاعت ہین ضعیف کا کہنا اگوش ہوش سے سنین کہ حوالی مین اس کوہستان کی نیرنج و طلسمات و ساحران پر فن کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا ہے جو کوئی جائیگا آفت مین ہر گز مبتلا ہوگا دیکھیے شہزادہ بدیع شکار کو گئے تھے آج تک آفت مین مبتلا ہین فی الحال اتفاق بد خصال بھاگ کر قلعہ مین گیا ہے لڑائی موقوف ہے کوئی صاحب قدم لشکر سے باہر نہ رکھے خیمون مین آج دیکھین آفت مین گھر نہ ہر ایک سردار کلمات ہدایت آیات امیر والا تدبیر سنکر خاموش تھا بعضون نے بجا و درست کہا لیکن شہزادہ ملک قاسم لعل خفقان خونریز خاور سیاہ دل و جان حمزہ عالیجاہ اپنے مقام پر سے اُٹھ کر سامنے جد ہدایت پناہ کے آیا اور دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ اے قبلۂ دو جہان

نظم

اے شہنشاہ فلک منظر و بے مثل و نظیر
اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل

تیرا اندازِ سخن شانۂ زلف الہام
تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل

تا ترے وقت مین ہو عیش و طرب کی توفیر
تا ترے عہد مین ہو رنج و الم کی تقلیل

ماہ نے چھوڑ دیا نور سے جانا باہر
زہرہ نے ترک کیا عود سے کرنا تحویل

آپ دل صفا منزل مین اپنے کہین گے کہ ابھی مین جس امر کا مانع ہوا اس گستاخ نے وہی تذکرہ مجھ سے کیا اور قدم حد ادب سے باہر دھرا مین قسم خدائے پاک کی کھاتا ہون کہ میرا عزم مشبت سے شکار پر جانے کے لیے آپ سے اجازت لینے کا تھا کس لیے کہ بغیر عم نامدار بدیع الزمان ذی تبار لشکر مین رہنا مجکو ناگوار ہے اب لعنایت بزرگانہ امید وار ہون کہ برائے چند روز اجازت یاب بہر صید افگنی ہون وگرنہ ترک عمر کر ایسا ہو کہ مین قدم جانب بادیۂ ممات بڑھاؤن جم اپنا خاطر اقدس پر دھر جاؤن امیر نے یہ عرض شہزادہ ذی توقیر کی سنکر پھر بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نمانا اور اصرار از حد کیا اور کہا کہ مجھ خندہ زن ہون گے کہ قاسم کو ایسا بودا امیر سمجھے کہ صحرا مین جانے نہ دیا امیر نے ناچار ہو کر فرمایا کہ تم رستم وقت ہو تمکو کیا کوئی ہنسے گا ہر چند کہ دل میرا اجازت دینے کو نہین چاہتا مگر تمھاری ہٹ نے مجبور کر دیا اچھا اے فرزند جو منظور خدا ہے سپرد کار عالم ہمکو کیا لیکن بہت دور نجانا اسی اطراف مین شکار کھیلکر جلد چلے آنا ہے تمکو کیا سپرد خدائے جلیل کے وہ ہر حال مین تمھارا وہی ہو کفیل دیا شہزادہ اس اجازت ملنے سے مثل گل شگفتہ خاطر ہوا اور دربار سے اُٹھکر بارگاہ مین اپنی آیا سرداران

صف شکن کو انہے یاد فرمایا سلیم شیر و سالم شیر شکارہ و مالک ترک سفید جامہ و ترک توسن بلطاقی و معظم خان بن بہرام اخی سہمان و کنارہ بن اخی سہمان جمشیر و ذر دکمی سو سردار اور مامون شہزادہ کے قیاس خان خاوری و حسن خان خاوری و فیروز خان خاوری وغیرہ سامنے آنے اور سامان رہنمائی کرنے لگے سیارہ بن عمرو نے پیش خیمہ اشتر و فاطر پر بار کرایا بارگاہ طلسم افراسیابی یار ہوئی چالیس ہزار سوار چیدہ روزگار سات لاکھ کے لشکر سے بہر ہمراہی منتخب ہوئے قراول پہلے سیر شکار کو زبانی جانوران شکاری لیکر اسی وقت کوچ کر گئے بازدار ہاتھ پر بٹھائے دردولت پر حاضر ہوئے بحری ترمتی باشہ جرہ لگڑ جھگڑ پسند ہونے لگے موسیٰ نیمال کی جو بنگلیان ہمراہ لیجانے کا حکم ہوا جانوران چرند کے شکار کو چیتوں کی کھٹولیان تاملون رنگین سگان تازی کی جوڑیان ڈور لیے لیکر صحرا کو چلے دلم دار و دام بر دوش چرمار فرمان گوش بھینکی کمیا درست کیے دھوکے کی ٹٹیان کندھے پر لادے روانہ ہوئے ہاتھی جو شیر کو ٹھکر مار ڈالیں انیر جاں خانہ کھینچ گئے ہودج زرین رکھے گئے لباس حریری فیلبانون نے پہنے دن بھر یہی سامان رہا جب صیدگاہ عالم میں ہونے لگی سیہ ظلمت شب کی لیکر صیاد فلک چکر لگانے لگا اور مرغ زرین بال ہر طرف سے صحرائے فلک چھوڑکر بھاگا کہ ابیات

کہ اس عرصے میں سلطان کواکب
نظر آنے لگی کیفیت شام

ضیا سے جسکی ہو شان کواکب
رات کو لگا دل اور جھاڑ ساز اور

قدم فرسا ہوا پھر بہ آرام

باغبان جو صحرا کو بہ از گلشن جنان کر دیتے ہیں آرائش خیام و مقام روانہ کیے گئے جنھوں نے پانچ پانچ کوس پر خیمہ آراستہ کرکے نہر و چشمہ ہائے دشت کے کنارے گلشن نگار بنا دیا فرش پر تکلف بچھا دیا دیگین چڑھ گئیں طعام لذیذ تیار ہونے لگا یہاں شاہزادے نے سلح خانہ کھلوایا تیر عمدہ چھانٹے گئے تیغین جو رنگ جو خوب کاٹتی تھیں پسند خاطر ہوئیں شمشیر دودم ہندی زیب کمر کی وہ وہ تلوار جو دم شکار گینڈے کی پشت مثل خیار تر کاٹے سنگ پشت کا جگر میں ہو جائے پسند خاطر دلاوران ہوئیں آپس میں چہلیں رہیں کوئی کہتا کہ جھاڑ میں شیرون کا مسکن ہے اسی طرف ہمارا گذر ہو دان توسن ہو بندہ تو شیرون ہی کا شکار ہمیشہ کرتا ہے واللہ جو للکار کر بنام اسد اللہ الغالب شیر کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا بعض کا مقولہ تھا کہ شیر سے تیندوا حرامزادہ ہوتا ہی میں تو اسی کو ڈھونڈ کر ماروں گا غرضکہ وہ رات انھی حرف و حکایات میں بسر ہوئی جھاڑیوں کا ذکر رہا کہ یہ جھاڑی موجب بہت قلب ہی کوئی کہتا کہ پہاڑ کی گھاٹی میں جانے سے روح دلاوران سلب ہے اسی چہچہون قہقہوں میں وہ زمانہ آیا کہ شہباز سحر نے پنجہ کھولا اور خطوط شعاع سے دلم بردوش صیاد مہر صحرائے فلک میں آیا نظم

بہ گلچین فلک پھر رنگ لایا
ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربا
نسیم صبح کا جھونکا پھر آیا
اڑا عنقا صفت رنگ شب تار

صبح ہوتے ہی مہر سپہر صاحبقرانی بلکہ بارگاہ سے طالع ہوا اور رخ زرین کو مرکب سبز رنگ زمرد جبین کے منور و روشن فرمایا سرداران مثل خطوط شعاع گرد اس نیر تابان کے روان چالیس ہزار سواران حلقہ پوش ہمراہ جوڑیان نقارہائے نقرہ و طلائی بجتین بہ علم و شان کہ ابیات

ہزار و چہل مرد شمشیر داشت
ہزار و صد و شصت خسرو پرست
کہ در باز بالا زرہ زیر داشت
پیادہ ہمہ رفت ترہ بین بدست
پس اندر روان شصد با زدار

چہ باباشہ و چرغ و شاہین کار
بزنجیر ہفتاد شیر و پلنگ
بزنجیر زرین دہان و دست

وزان پس برفتند سی صد سوار
بدیبائے چینی اندرون بستہ تنگ
قلادہ بزر ہشت صد بود سگ

پس بازداران ہمہ بوزدار
پلنگان و شیران آموختہ
کہ در دشت آہو گرفتی بتگ

فی الجملہ جب صحرائے سبزہ زار مین پہونچے جانوران شکاری کو صید پر چھوڑا شکار کا لطف مرغزار کی کیفیت چشمون کی تراوت اور لہراتے سبزہ زار کی نزارت دیکھتے روانہ تھے کبھی چیتون کو ہرن پر چھوڑا کبھی شیر ببر کو پھیرا کہین پار ٹھا انشانہ تیر ہوا کبھی آہو بچا لاکی کمندن اسیر ہوا شہزادہ اسی طرح اس بیشہ کی طرف کہ جسکا ہر کارون کی زبانی حال سنا تھا چلا اور بیشہ حیرت پوچھتا ہوا آخر اسی وادی مین پہونچا دیکھا تو واقع مین ہر کاروان کی بیان سے اُس جگہ کو دو چند عمدہ پایا قدرت کردگار غیبی کا جلوہ چشم تقدیر نے دکھایا دامن کوہ کے نیچے نہرین جاری اترانی بھرتی بادبہاری جھونکا جھڑتا فرہاد کی روح کا حوصلہ نکلتا دامن کوہ پھولون سے بھرا یا آغوش پر تمنائے عاشق مین معشوق رنگین ادا نہر کے کنارے فوارے چھوٹتے جسکو دیکھکر روح محزون مزاجان دردد رشیدے فضائے گلزار سراپا بہار سو جان سے اُس جنگل پر نثار طبقۂ ارض پر بہار بر ننگ دامن قبائے دلدار ہر طرح کے پھول اور ہر قسم کا میوہ فصل و غیر فصل کا نہال پُر ثمر و بار آور سبز رنگان وہر سے کہین بہشت شاخ بے شاخ بروش مستانہ یا برنگ مشتاق جانانہ عشق پیچان کی طرح باہم دست دگر سیان کہین جھاڑی مثل زلف شکن در شکن مہوشان برپیچ جسکے سامنے جڑی سنبلہ چہرہ خضری کی ہیچ صبائے بہارین کا مستانہ پھرنا وہم لطف رفتار قد قدمان کے خرام پر جان خوش رفتار ان بیدم کوئل کوکتی پپیہے کے بولنے پر سودا زدگان محبت کی زبان لہو تھوکتی طاؤسون کا رقص عجب طرح کا جھمکڑا برسات کی آمد کرمی کا جا با ہر جگہ چشمہ ہائے سبزہ کا لہرانا زمین پر فرش زمردین بچھا ہر شجر پر بلبلونکا غنچہ رعنا ان اسیر دام الفت دہان کا میکر مثل طائر پھڑکتا نغمہ سنج مرغان خوش الحان کی طرح کا زمزمہ خوشبو سے گلونکی دشت مہکتا بلبل چہکتا مسافر خیال کا قدم بہکتا کبھی بجلی گھر آتی کبھی بجلی چمک جاتی بہار ہر سمت دکھی نظم

کو گوئی کہ آمد مہ فروردین
ہمہ کوہ و ہامون پر از لالہ گشت
بزرگان ببازی بہ باغ آمدند
نشاد دردان را بیار استند

بہار است گلبرگ رفتے زمین
ہمہ زاغہا بد چو پشت پلنگ
ہمہ میش و آہو بر لب آمدند

سر سنگ سرا بر چون زاگشت
زمین ہمچو دیبائے رومی برنگ
نشستند و بر سبزہ مے خواستند

شہزادہ نے لب نہر بارگاہ آراستہ ہونیکا حکم دیا خیام وغیرہ تو پہلے ہی سے آراستہ تھے شہزادہ گھوڑا اُٹھا امیرون مین آکر ٹھہرا وہان جھولے پڑگئے ستار چھڑ گئے باہمن کی کمک نے ناہید فلک کو ہیکارہ بنایا معشوقان گل اندام پہلو مین آکر بیٹھ گئے محبت کے مینگ بڑھے رندبان جو سرداروں کی ملازم تھین عمد ہر ایک کے ہمراہ جھولا جھولنے لگین عجب طرح کا سماں بندھا اُسوقت ٹھیک دوپہر کا وقت آگیا تھا مگر وہ زمانہ بھی خالی از لطف نہ تھا بگولے بن مین بن بنکر اُٹھے تھے قامت یار شوخ طرار نظر آئے تھے جھونکے ہوائے گرم کے گرما گرمی معشوق کا رنگ دکھاتے تھے جو ہران جیت کر گیا کسی خوش چشم کا رم کرنا یاد آ گیا دشت مین دھوپ کا تھرانا تھا

با مشاطہ فلک عروس عنبر آلود آئینہ مصفا دکھاتا تھا سطحۂ ارض حرکت میں مراۃ رخسار جانان تھا ذرہ دن کی چمک سے ماتھا شاہد زمین کا ہر افشان تھا شہزادہ مصروف عیش و عشرت تھا کہ خاطر پر کدورت دہر کا غبار نکلا انیا ماجرا پیدا ہوا یعنی در قرقوہ کی جانب سے گرد اڑی جب دامن گرد سپید بزلف صبا سے چاک ہوا دیکھا کہ کئی ہزار زنگیان آدم خوار مسلح و مکمل گینڈون پر سوار آتے ہیں اور آگے سب کے ایک حبشی سیاہ قلب و تیرہ رو بالکل اتو جاہل و بدخو بے ایمان نطفہ شیطان مردم آزار خدا ناترس کاہل و ذلیل بدشعار کہیا تھا

گنهگار ریزدانی و ناسپاس
که چشم خرد دوخت آن دیو کور
چراغ خرد پیش مغزش بمرد
کر او در جهان دشمن ایزدست

تن اندر رنگوهش دل اندر هراس
جهان کرده بینی و خوابیده چشم
ز جان و دلش روشنائی ببرد

ستمگاره دیو سیرت باشم و زرد
دل آکنده دارد تو گوئی بخشم
بدیده ببینی مرادر بد است

وہ حبشی بھی کرگدن پر سوار اژدہ پشت نہنگ گران وزن باندھے اور ہمراہی اسکا جلادی اور ستمگری پر کمر کسے ایک ایک دیو خصلت چہرہ سے قزاقی ظاہر بیحیائی انسے اور وہ بیزاری سے خوب ماہر قامت جنکے دراز بیج ہے کہ ہیبر نبی کی عمر دراز باتھا و ذات ہمت کی طرف سے کوتاہ ملا حرص و ہوس کیطرف گردن بڑھا ہوا لیانوں عرصہ ہمت و نامردی میں سر گرم رفتار ایک سمت کو سوار اور پیدل ہوے کیطرح ہنستے بیگن ہنسے ہوے چہرے انکے نظر آتے برچھے تمنوں میں لگے سنانیں چمکتیں ترکش ہے کے پردار تیر دق سے بومون کسو تم لگی پا سینچ اور زنبکا قران عجنکی سی شوکت و شان سے روان تھے اور پیچھے ان بدشعاروں کے کبھی سو عورتیں بے مقنع و چادر شتران برہنہ سوار بحالت سوگوار بیٹھیں چھوٹے چھوٹے بچے آگے انکے بیٹھے بال ان بیکسوں کے سر کھلے ہوے پیشانیاں انکی خاک میں بھری پیٹھ تازیانوں کی ضرب سے زخمی ہر ایک زن ماہ سیما و مہر طلعت آلودہ غبار رنج مصیبت ہجوم یاس و بیکسی ہمراہ اسکے لب بر نالہ جانکاہ کسی نے طمانچوں سے منہ اپنا نیلا کیا تھا گل کو سوسن بنا دیا تھا کوئی نسبان گل گریبان چاک کیے ہیں سر پر خاک غم سے ہر ایک نوحہ گر

نظم

غرض یکسان نہیں یہ دور افلاک
نہیں رہتی کسی کی نوجوانی
جو بلبل ہے تو وہ بھی نعرہ زن ہے
یہاں کے عیش کا انجام ماتم

بشر کو ایک دن جانا تہ خاک
اگر گل ہے تو کھٹکا ہے خزان کا
کہ یہ گلشن ہی نہیں جاے وطن ہے
جسے دیکھا ذرا بھی خرم و شاد

عبث ہے یہ جہان ملک فانی
بھروسا کیا یہان کے میہمان کا
بشکل زلف یان ہوتا ہے برہم
کیا اس آسمان نے خانہ برباد

وہ بیچاریاں آفت کی ماریاں تو شرم سے سر در گریبان تھیں مگر نئے بچے سہمے ہوے ماؤن کے کلیجوں سے لپٹے اور پانی مانگتے حرامیان لعین انکے رونے پر ہنستے اور پانی نہ دیتے ان سب بیکسوں کے آگے ایک زن خوبرو اشتر سوار تھی کہ بال اسکے رخسار پر کھلے تھے و جہر اسنبلستان نظر آتا تھا یا عبیر کا فردن کا دھواں تھا یا ملک حلب زنگیوں کے قبضہ میں آیا تھا آنکھوں سے جو سے اشک اسکے جاری تھی یا مشاطہ حسن برنگ باغبان گلستان رخ کیلیے مصروف آبیاری گریبان اسکا چاک تھا یا آفتاب ظلم نے قرص ماہ کو تحت شعاع کیا تھا ایک لڑکا پانچ برس کا سن بھولی صورت امید دنکے دن گلاب کی پتی اسکے رنگ و رخ کے روبرو شرمندہ چہرہ کمھلایا ہوا سر برہنہ کرتا پھٹا سہما ہوا آگے اس زن مسما

کے بیٹھا تھا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری برنگ ابر بہار گریہ وزاری کرتی اور یہ نوحہ پڑھتی نظم

که قسمت کا برا ہو گیا دکھایا
غریبون سے عوض اسطرح لیگا
فلک کے شکر سے لب آشنا تھے
فریب آسمان چکر مین لایا
نہ قدرت ہے کہ مرجائین بصد غم
ندامت خیر سلے مدعا تھے
نہ سمجھے تھے فلک یون داغ دیگا
ملین اس سے بشکل لفظ باہم

شہزادۂ قاسم نے جو اس لشکر ظلم پناہ اور بندیان خستہ جگر کو ملاحظہ فرمایا تاب ضبط نہ رہی بزم عشرت سے اٹھ کر بپشت توسن پر آیا اور سردار بھی جلد جلد چوبون پر سے اتر کر سوار ہوے شہزادہ موصوف آگے بڑھ کر اس زنگی خیرہ سر کا سد راہ ہوا اور للکارا کہ باش او ظالم بیحیا اجل تیری قریب پہونچی لے اب سنبھل اس زنگی نے جو روے زیباے شہزادہ پر نظر کی قہقہہ مارا اور کہا اے طفل شوخ چشم تو ابھی منھ چومنے کے لائق ہے میرے ہمراہ چل کہ تجکو ساقی محفل بناؤنگا شہزادہ نے فرمایا کہ او یاوہ گو ساقی مرگ تجکو ساغر بادۂ فنا پلائیگا زبان بند کر دست نامردی بڑھا دلیرون کے منھ پر آتا منھ چومنے کا مزہ دیکھ بیہودہ گوئی سے کیا حاصل ہے جب یہ کلمات اس بانی جفا نے سنے نیزہ پکڑ کر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بند صاحبقرانی باندھ کر چند ہی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے ہوائی کیا وہ کافر کئی نیزہ آب ندامت مین ڈوبا کہ نظم

گرآمد یکے دیو چون پیل مست
جہا بجوے برجاے بفشرد پاے
بزد تیغ شہزادہ بر گردنش
کمندے بفتراک و نیزہ بدست
چو نیزہ نیامد بہ پیروکار گر
کہ تا سینہ ببرید جنگے تنش
چو زنگی بہ نیزہ درآمد زجاے
بروے اندر آورد زنگے سپر

جب اس نابکار کا نیزہ ہوائی ہوا شہزادہ نے تیغ لگائی کہ سر پر بیٹھ کر جگر مین درآئی وہ آہ کر کے گینڈے سے گرا فوج نے اسکی یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ پر حملہ کیا اس طرف سے جوانان رستم شعار تیغہاے شرربار کھینچکر جا پڑے آب نور و ظلمت یکجا ہوے دو لشکر بہم بھڑ گئے شب تاریک روز روشن پر چھائی کفر و اسلام مین لڑائی تھی رخ زنگی پر تیغ تیز کا پڑنا سپر پر شمشیر کا رکھنا نظر آتا تھا خون سرخ رنگ سیاہیون کے جسم پر نیا لطف دکھاتا تھا آبنوس کے کندے دھڑ دھڑ جلتے دکھائی دیتے تھے نشتر ظلم روزگار سے فصد سودازدگان کھل گئی تھی جوے خون جاری تھی لخلخے خون کے تن سیاہ زنگیان پر جمے تھے یا سنگ حدید پر ٹکڑے عقیق جگری کے جڑے تھے دھولے بازار قتل وقمع ہوتا تھا یہ حال تھا۔ نظم

نگہ کرد قاسم بران رزمگاہ
ہمان زخم شمشیر و گرز گران
یکے حملہ برزد از انسان کہ کوہ
سپہر روان خون خرد شد ہمی
ازان زنگیان کشتہ شد لشکری
جہاں دید یکسر ز لشکر سیاہ
کہ گفتی زمین گشت دگردان سپہر
برید از آواز قاسم گروہ
ز بس کشتہ اندر میان سپاہ
ہر آنکس کہ بد زان دلیران سرے
چکا چاک برخاست وبانگ سران
کہ از تیغ ہا تیرہ شد روے مہر
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہمے
بماندند بر جاے و بربست راہ

تا دیر ہنگامہ گیر و دار بپا رہا جسقدر کہ سرداران نامور اس لشکر خودسر کے تھے طعمۂ شہباز اجل ہوے راہی ملک عدم سوار و پیدل ہوے لبقیۃ السیف گریزان جانب جنگل ہوے شہزادہ نے بعد قتل و غارت لشکر بندیان عفیفہ کو پشتر ون سے اتارا اور خیام

بارگاہ جو اپنے یہان کے استادہ تھے وہان بھیجا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ طعام عمدہ اور میوہ ہاے لطیف خوانون مین لگاکر در بارگاہ پر لے جائین اور وہ عورت جو سب عورتون کی سردار اور افسر تھی اُسکے لیے کنیزین جو ہمراہ خدمت اپنے ہمراہ لایا تھا بھیجین غرضکہ جب وہ سکینین آب و طعام سے آسودہ و سیراب ہوچکین شہزادہ در بارگاہ پر گیا اور اپنے آنے کی خبر بھیجی وہ عورت جو سب کی ملکہ تھی اُسنے اندر بلا بھیجا جب شہزادہ بارگاہ مین آیا اُسنے جسم اپنا سر تا بپا چادر سے چھپا کر تسلیم کی اور فرزند نجسبالہ کو بھی بہر آداب خم کرایا شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہوا اور وہ لڑکے کو لے کر گاوٴ کی آڑ مین بیٹھی شہزادہ نے فرمایا تم اپنی کیفیت سے مجکو ماہر کرو مین تمھارے خانمان تک باآبروے تمام تمھین پہونچا دونگا اور جو کوئی تمھارا دشمن ہوگا اُسکو سزا دونگا وہ زن نیک سیرت یہ کلمات شفقت سُنکر عرض سا ہوئی کہ اے وارث غریبان خضر راہ گم کردگان تیری ذات ستودہ صفات ہم لوگون کی حیات کا باعث ہے مجھ شوریدہ بخت کی یہ حقیقت ہے کہ شوہر میرا الملک سلطان تاج بخش نام کوہ ارم کا حاکم ہے قلعہ کوہ مذکور مین ساٹھ ہزار فوج جرار اور سرداران نامدار رہتے یہ لڑکا بھی اُسی بادشاہ کا میرے بطن سے ہے میرے جہیز مین ایک لونڈی آئی تھی تو سنگ زردرو نام کہ قوم کی زنگن تھی اُسی کا یہ زنگی کہ جسکو آپنے قتل کیا ہے بیٹا تھا چنانچہ یہ حبشی خیرہ سر از بسکہ گھر کا خانہ زاد تھا اس سبب سے گھر مین آتا تھا اور اُسکا نام مین نے شمشاد رکھا تھا اس بیحیا نے میرے اوپر نگاہ بد ڈالی اور بیہودہ ہنسی ہنسنے لگا ایک روز اکیلے مین میرے قدم پر گرا اور منت کرکے کہا کہ اے شہزادی میری جان تجھپر جاتی ہے واسطہ اپنے دین و مذہب کا اپنے وصل سے مجھکو شاد کر وہ مین اُسوقت اکیلی تھی اس خوف سے کہ یہ مجھکو ہلاک نہ کرے گویا ہوئی کہ اچھا مین آج نہین اور کسی دن تجھکو اپنے ساتھ سلاونگی وہ بیحیا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجھکو اس فعل شنیع پر راضی سمجھ کر پیار کرنے کا ارادہ کیا مین اس مقام تنہا سے ہنستی ہوئی بھاگ کر جہان اور لوگ تھے چلی آئی اور وہ روسیاہ سمجھا کہ ناز معشوقانہ کرتی ہے خیر آج نہین پھر اور کسی دن سہی یہ سمجھکر باہر محل سے چلا گیا اور جہان باورچی فراش نائی درزی وغیرہ ایسے پیشے کے لوگ جو رذیل کہلاتے تھے بیٹھے تھے اور انھین لوگون سے اُس سے یارانہ تھا وہان بیٹھ کر شیخی بگھارنے لگا یعنی درزی سے مخاطب ہوکر بولا کہ خلیفہ اب ہمنے بھی ایسی کتر بیونت لگائی ہے کہ کچھ دنو مین قطع ہی اور ہوجائیگی نائی بولا کہ اے میان وہ جو تم ہمسے ذکر کرتے تھے وہ ہی معاملہ ہے اُسنے کہا ہان وہی نائی قہقہہ کر ہنسا کہ واہ یار لانا ہاتھ اب کیا پوچھنا ہے مگر یار کہیں ایسا نہ کرنا کہ جو سر منڈاتے ہی اولے پڑین بھئی اب اور کسی سے ذکر نہ کرنا واہ کیا معقول یار ہین اور کتنی فصاحت آمیز اور مہذب گفتگو ہے اور پردہ داری کا راز کس قدر ہے کہ ایک جلسہ عوام مین اُسکا ذکر بیبا کانہ ہورہا ہے غرضکہ اُسی طرح باورچی نے بھی اپنے اڑھائی چانول کھلاے کہ میان تم بھی صاحب قسمت ہو وہان اپنا ہانڈی مین ساجھا کیا ہے کہ جہان فرشتے کی بھی دال نہ گلتی تھی اب کیا ہے بڑھ بڑھ کے ہتھے مارو پانچون گھی مین سر تمھارا کڑاہی مین فراش بولا کہ اے میان چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ ابھی تو وہ اُنکی ایسی مطیع ہوگی کہ سامنے بچھ جائیگی انھین یہ چاہیے کہ فرش نہو جائین اُسپر چھا گئے ہین جب تو وہ ان پر قناعت کرے گی نہین تو اور کسی کو تاکے گی پردہ مین زردا لگانا انھین بمیوادُن کا کام ہے۔

حبشی بولا کہ اب تو اپنا خیمہ ڈیرہ پڑ گیا پھر سمجھ لین گے جیسا ہوگا غرضکہ یہ تو اپنا فخر بیٹھا بیان کر رہا ہے ادھر مین نے خواجہ سرا کو بھیجکر سلطان کو بلا بھیجا بادشاہ محل مین آئے مین نے تعظیم کر کے مسند پر بٹھایا اور صاف صاف تو اپنے حال کا اظہار نہ کیا باب سخن اس طرح کھولا کہ سنو صاحب مین آمین تو ہون نہین کہ اپنی پارسائی جتاؤن اور کہون کہ لوگ میرے دامن پر نماز پڑھین میرا منھ اس قابل کہان سو خرابون کی خراب ہان خاک چاٹ کے کہتی ہون اور خداوند بڑا بول نہین بولتی ہون جہان مجھ نگوڑی کو کوئی پارسا نہ کہے گا تو بدکار بھی نہ کہے گا اور مجھ مین ایسی خوبصورتی بھی نہین لیکن اگر اچھی نہین تو اب اُتارنے جوگا بھی نہین خیر جو ستو ہے بُری تو دشمن سے اچھی ہون لے میرے خالق تیرے صدقہ جاؤن تو نے ناک نقشہ درست بنایا بولا لنگڑا کانا کھدرا نہین پیدا کیا اے بادشاہ اس گئے حال پر اتنا جانتی ہون کہ تمھارے کنبے مین جو شہزادیان ہین انمین بیٹھون تو یہ کوئی نہ کہیگا کہ انمین یہ ملتی نہین بلکہ میرا ہی پیلا چمڑا ان کے حسن سے کہ جو خوبصورتین کہلاتی ہین اچھا معلوم ہوگا بادشاہ نے یہ باتین سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ ہو وقت پارسائی اور حسن کا کیا ذکر ہے واللہ تم پری سے بہتر ہو اور اگر تم بدصورت بھی ہوتین تو میرے نزدیک حور تھین کیونکہ عورت کو پارسا ہونا اور رضا جوئی شوہر کرنا ہزار حسن سے بہتر ہے آخر کہو کسی نے تمکو بُرا کہا ہے یا عیب لگایا ہے کیا ماجرا ہے مین نے کہا حال تو کچھ نہین مگر جوان جہان ہون یہ موا حبشی شمشاد محل مین نہ آیا کرے دیکھو صاحب کل کو تمھین مجکو بدراہ کہنے لگو گے مین سچ کہون حبشی موا بدنظر ہے آج مجھ سے دل لگی کرتا تھا بادشاہ نے جو یہ سُنا آگ ہو گئے اور فرمایا کہ لوگ جا کر اُس کو پکڑ لائین ملازم جبتک جائین جائین مان تمھاری جو محل مین موجود تھی بیٹ پکڑے باہر گئی اور مقام عملہ پر جا کر جہان بیٹا اُسکا ڈینگ مار رہا تھا پہونچی وہان اور اتفاق سنیئے کہ حبشی اپنے یارون مین باتین کر رہا تھا اور کمرہ قطع کرانے اور خط نائی سے بنوانے دو ایک شاہی ملازم بھی آئے تھے انھون نے بھی یہ حال سُنا اور سمجھے کہ کسی کا ذکر ہوگا انھین باتون مین نائی کہہ بیٹھا کہ بھائی اب تم سے ڈرنا چاہیئے کہ آدھی گدی کے تم بھی مالک ہوئے بادشاہ سے آدھم ساجھا کیا یہ سننا تھا کہ اُن شریفون کے ذہن مین آیا کہ یہ شہزادی کا ذکر ہے بس پھر تو جوتا پاؤن سے اُتار کر ہت تیرے خلیفہ کی ایسی تیسی آؤ دیکھا نہ تاؤ تڑاتڑ کی صدا آنے لگی ایک اور دو اور تین پھر گنتا کون ہے نائی کو آشنائی حبشی کی خوش نہ آئی چندیا گنجی ہو گئی کہ باورچی کا قورمہ کر دیا فراش کو مارے جوتیون کے فرش کر دیا درزی کی قطع بگاڑ دی سر مین بخیہ کی حاجت ہوئی ایک غلغلہ ہوا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی سوائے اسکے کہ کیون بے پھر کہے گا اے حرامزادے اور کچھ لیگا اور تیری نائی کی ایسی کی تیسی تیرے باورچی کی ایسی کی تیسی تڑاتڑ پڑاق پڑاق لوگ اور طرف سے آ گئے ہین وہ سمجھاتے ہین ارے بھئی جانے دو ارے میان کیا ہوا اُن سے ذرا بھی کچھ اشارہ اس حال کا کسی نے کر دیا وہ لوگ بھی مارنے لگے غرضکہ حبشی کے یار تو خوب پٹے اور اسی ہنگامہ مین **توسنگ زردرو** پہونچی اور بیٹے کے ایک دو تھپڑ مارا کہ اسے بادشاہ نے تیرے قید کرنے کا حکم دیا ہے شہزادی نے تیرا ماجرا بادشاہ سے کہا ہے یہ سنتے ہی زنگی کا منھ سفید ہوا وہ سرخی بشاشت کی کافور ہوئی مع اپنی مادر زردرو کے وہ سیاہ رو گریزان ہوا اور یہ دونون سبز قدم بھاگ کر قلعہ سے باہر نکل گئے اور روپوش ہوئے ادھر بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ بھاگ گیا بادشاہ خاموش ہو رہے

اور اہل عملہ جو اس کے رفیق تھے گھر بار اُنکا ضبط کرکے حکم جلا وطنی دیا اور میری پاکدامنی کا یقین زیادہ ہوا اُنھین دنون مین نخل آرزو بارور ہوا اور خدا ئیتعالی نے یہ فرزند مجکو عطا فرمایا شجر تمنا ثمر لایا بڑے دھوم سے اسکی چھٹی کی اور سلطان جہان بخش بن سلطان تاج بخش اس فرزند کا نام رکھا پرورش سے اسکی شب و روز کام رکھا جب یہ فرزند تین سال کا ہوا بادشاہ ایک دن شکار کو گئے جانوران پرند کا شکار کھیلکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا اور لشکر سے جدا ہو کر بہت دور نکل گئے اب اُس زنگی کا حال سُنیے کہ وہ قلعہ سے ہمراہ ما در جب نکلا کئی منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ کوہ بارہ ہزار سوار سے ایک زنگی فولاد قوی بازو نام اسکی حکومت کرتا ہے چنانچہ یہ اُسی کے قلعہ مین گیا اور حاکم قلعہ مذکور نے اسکو اپنا ہمقوم پاکر اپنے پاس رکھا بعد چندے اسکی ماں کا محل کر لیا اب وہ بادشاہ کا بیٹا کہلانے لگا اور سلطان پر لشکر کشی کرنا چاہی لیکن باپ اسکا جو بنا تھا وہ سلطان سے مغلوب ہو چکا تھا اور خراج دیتا تھا سو جہ سے کچھ بس نہ چلا اور رہرکارے مقرر کیے کہ سلطان کے افعال کی خبر مجکو دیتے رہیں چنانچہ شکار پر جانے کی خبر سنکر وہ بھی سوار ہو کر چلا کہ اگر بن پڑے تو شاہ مذکور کو بن مین شکار کرون چنانچہ جب ہرن کے پیچھے بادشاہ میر سے چلے یہ بھی فوج کو اپنی چھوڑ کر ساتھ چلا اور ایک درہ کوہ کے قریب جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا کہ دھوکے مین بادشاہ کو مارون اتفاقاً بادشاہ اُسی جھاڑی کے قریب پہونچے کہ جہان وہ موذی چھپا بیٹھا تھا اور وہان پہونچکر ہرن کو بادشاہ نے مارا گھوڑے سے اوتر کر ذبح کیا چاہتے تھے بقدرت کردگار پہلو پر اُس جھاڑی کے ایک اور جھاڑی تھی اُسمین سے شیر ہرن کے خون کی بو پاکر نکلا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا بادشاہ نے اُسکے تیغہ مارا مگر اُسنے جست کرکے ایسا سہمہ کیا کہ بادشاہ اُسکی ڈپٹ مین آکر گر پڑے یقین تھا کہ وہ شیر ہلاک کر ڈالے اُسوقت بمصداق اس مثل کے کہ جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے یہ حبشی جو در پے قتل جھاڑی مین پوشیدہ تھا بادشاہ کا یہ حال دیکھکر خوش ہو رہا تھا کہ بغیر میرے مارے یہ آپ ہلاک ہو رہا ہے اسی خوشی مین اُسکے دل کو مقلب القلوب نے پھیرا اور یہ اُسکے دلمین خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کو ایسی آفت سے بچانا چاہیے جب یہ اس مصیبت سے بچیگا تو تجکو اپنا جان بخش سمجھ کر خطاے گذشتہ سے درگذر یگا اور ملک و مال دیگا تیری رسائی اُسکے ملک مین ہو گی کسی وقت موقع پاکر اُسکو مار ڈالنا اور اسکے ملک پر قبضہ کرنا اُسکی بیگم بھی ملیگی اور سلطنت بھی ہاتھ آئیگی بس یہ سوچکر جیسے ہی شیر بادشاہ کے طمانچہ مارنے کو پنجہ اُٹھا کر چلا یہ جھاڑی سے نکلا اور ڈپٹ کر نعرہ زن ہوا کہ باش او سگ صحرائی کیا کرتا ہے شیر اُسکی جانب نعرہ سنکر چلا تھا کہ اسنے ارہ پشت نہنگ اس زور سے مارا کہ شیر زخمی ہو کر گرا بادشاہ بھی سنبھلکر اُٹھے اور تلوار ماری کہ کام شیر کا تمام ہوا اُسوقت زنگی قدم پر گرا اور عرض کی کہ حضور لامع النور کا مین خانہ زاد ہون جو کچھ کہ میری جانب ملکۂ دوران کا گمان ہے ایسا کبھی مجھ سے ظہور مین نہ آئیگا امیدوار ہون کہ ظل اللہ میری خطا معاف فرمائین شاہ نے فرمایا کہ اے شخص تونے اسوقت میری جان بچائی ہے اچھا مین نے قصور تیرا معاف کیا یہ سُنکر وہ ہمراہ ہوا اور بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا اور آپ رکاب پکڑ کر چلا بادشاہ بہت خوشنود ہوے اور قسم دیکے اُسکو بھی سوار کرایا مختصر یہ کہ داخل لشکر ہوے اور بحشم و خدم قلعہ مین آکر اُسکو اپنے لشکر کی سپہسالاری کا خلعت دیا

اور خطاب اسد جنگ عنایت کیا تمام قلعہ مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ آج بادشاہ کی جان شیر سے بچ گئی محل مین صدقہ
سیلے اُترنے لگے سرداران کا بر شہر تصدق لائے شہر مین روشنی ہوئی جلسہ عشرت کئی دن رہا مین نے سجدہ شکر کیا کہ
خالق نے میرا افسر و سر تاج دوبارہ دیا فی الجملہ وہ زنگی خدمت بادشاہ مین رہنے لگا اور افسران لشکر کو وعدہ وعید عطیہ
دولت و جاگیر دیکے اپنا یار و معاون اُسنے بنایا جب بخوبی انتظام کر چکا تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ یہان سے کچھ
دور ایک جنگل ہے کہ تمام اُسکا بیشہ حیرت ہے اس بیشہ مین ایک پہاڑ ہے کہ تعریف اُسکی زبان سے ہو نہین سکتی آپ
دیکھیے گا تو معلوم ہوگا اُس کوہ پر جو کوئی جاتا ہے سیر طلسمات کرتا ہے عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے بادشاہ یہ حال
سنکر مشتاق ہوا اور اُسکے ہمراہ سوار ہو کر مع چند رفیق و ملازم کے اس کوہ پر آیا اطراف قلعہ کوہ کی سیر کرتا ہوا ایک سمت گیا تھا
وہان ایک دروازہ بلند نظر آیا اور حصار سنگ رخام کا کھنچا دیکھا دروازہ کھلا تھا اندر اُسکے قدم بڑھایا حبشی ہمراہ
نہ گیا بادشاہ سے کہا حضور سیر دیکھ آئین مین اس جگہ حاضر ہون شاہ مذکور بھی مشتاق تماشا تھے کچھ اندیشہ نہ فرمایا
اور اندر رہ گئے اُسوقت ایک صدائے مہیب آئی اور دروازہ بند ہوگیا پھر نہین معلوم کہ بادشاہ پر کیا حادثہ گذرا اور
خدا جانے کہ حصار طلسم روح و جسد اُنکا باقی رہا یا شکست ہوگیا غرضکہ وہ زنگی جب یہ نرد دغا شاہ کے ساتھ
کھیل چکا اور بازی لیگیا اس سے پہلے کہ بادشاہ کو طلسم مین بھیجے اُسنے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ اپنے پدر جدید کے قلعہ سے
بارہ ہزار زنگی کا لشکر بلوا کر دشت و جبل مین پنہان کر رکھا تھا پس اُس فوج کو اپنی لیکر بادشاہ موصوف کے ملک پر
آگرا یہان افسران لشکر تو اُس سے ساز کر چکے تھے لڑتا کون وہ لوگ جو خیر خواہ سلطنت اور نمک حلال تھے وہ
جان دینے پر تیار ہوے تا دیر اُنسے خوب تلوار چلی خون بیگناہان سے زمین رنگین ہوئی فلک بیرحم ظلم تازہ پردے
کار لایا کہ دلاوران نیک خواہ کو خون و خاک مین ملایا ظالم کو فتحیاب فرمایا النظم

تن بے سران بد ہمہ دشت کین ❊ چو دریا شد از خون گردان زمین
خروشے بد اندر میان سپاہ ❊ کسے ماند بند بہ سر کلاہ
ہمہ مہتران زار و گریان شدند ❊ ز بخت بد خویش بریان شدند
روان خستہ از اختر و تن بہ تیر ❊ زن و کودک شہر گشتہ اسیر

جب وہ سپاہ بھی قتل ہوگئی قلعہ لٹ گیا رعایا فرار ہوئی زنگی روسیاہ نے
قصر شاہی کا محاصرہ کر لیا اور مجھ شوریدہ بخت سے کہلا بھیجا کہ اے زن پُرفن اب مجکو منظور نکریگی تو اس حال خراب سے
تجکو قتل کرونگا کہ فلک غدار و روزگار آزار کو تجھپر رحم آئیگا اور مین ترس نہ کھاؤنگا مین نے کہلا بھیجا کہ تم اژدر
زہر آلود ستم سے کہدو کہ خزانہ حسن میرا تیرے لیے نہین اور میرے بوستان جمال مین زاغ و بوم شوم کا گذر نا محال ہر خبیث
کو میرے وارث رہے نہین مگر ؎ کس نیاید بزیر سایۂ بوم ❊ ور ہما از جہان شود معدوم ❊ یہ کلام جو اُس بدانجام
نے سُنے کچھ فوج لیکر محل مین در آیا اُسوقت عجب طرح کا تلاطم مشکوے خسروی مین برپا ہوا بحر غم گویا جوش مین تھا نواب ناظر
خواجہ سرا اور قلماقنیان ترکنین آردہ بیگنیان کنیزان یاسمن پیکر لاٹھیان اور تلوارین وغیرہ جو کچھ حربہ کہ اُنکو دستیاب
ہوا لیکر اُس خیرہ سر کے مقابل ہوے لیکن یہ پریزاد اُس دیو قوی ہیکل کا سامنا کیا کرتے قتل ہوتے تھے مگر جھپٹ کر اُسکو
گھیرتے تھے اور چار سمت سے تیغ و سنگ و چوب لگاتے تھے مگر وہ جب ادھر اُدھر پھیری تا رہا دس دس گر کر تڑپنے لگتے

جب وہ قبضۂ شمشیر لگاتا سر پھٹ جاتے جب کہنیان ہوں کے گھماتا آدمی پر آدمی گرتا ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا جوان عورتین تو لڑکر زخمی ہوتین اور جان دیتین بڑھیان گودھبیلا کر کوستین کہاں تیرا زور گھٹے جائے خدا تجھے غارت کرے موے مرنے جوگے تجکو آج ہی ہیضہ آئے میرے قدبرابر بجلی کڑکتی تجھپر گرے ایک طرف خواصون کا زیور لٹ رہا تھا ایک سمت زخمی عورتین کراہ رہی تھین محل مین لاشین نازنینان گل اندام کی پڑی تھین بعض عورتین خوف سے کنوئین مین گری تھین بعض کوٹھون پر سے پھاندی تھین بعض تہخانون مین چھپی تھین میرا یہ حال تھا کہ انگشتری الماس کی بچلکر پھانکنا چاہتی تھی مگر دایہ اور کھلائی وغیرہ میری انیسین ہاتھ پکڑ لیتی تھین کہ اے شہزادی دیکھو تو کیا ہوتا ہے دنیا مین کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے یکسان زمانہ نہین رہتا ہے پلک مارنے مین حال دگرگون ہے جان دینا زبون ہے غرض سب نیقان نمکخوار میرے بھی قتل و آوارہ و زخمی ہوچلے وہ زنگی میرے قریب آیا اور مجکو بیحرمت کرنا چاہا مین نے کہا مین اپنی جان دونگی مگر تیری آرزو نہ پوری کرونگی وہ موذی سمجھا کہ اسکو اسیر کرکے تکلیف شاقہ پہونچاؤن آپہی راضی ہوجائیگی یا یہ کہ اس مصیبت مین جان دیگی پس اُسنے مع اُن عورتون کے جو آپنے میرے ساتھ دیکھی ہین مجکو اسیر کیا اور شترون پر سوار کرکے لے چلا قلعہ مین اسوقت ماتم و شیون برپا تھا دوست بادشاہ کے میرے حال پر روتے غم سے جان کھوتے تھے کہ بموجب

ابیات

پس پردہ ہا کود کس و مرد و زن بہر بر زنے ماتم شاہ بود	بکوے و بہ بازار و بر انجمن سران سر نہادند یکسر بخاک	خروشیدن نالہ و آہ بود ہمہ جا مہا کردہ زین درد چاک

غرضکہ وہ زنگی زشت کردار ہم سب کو لیکر اپنے باپ کے ملک کی طرف جاتا تھا کہ آپنے اس دشت مین کام اس شقی نافرجام کا تمام کیا اب باپ اُسکا میرا زندہ رہنا سنکر میرے ملک پر یقین ہے کہ آئے اور وہی روز بد پھر دکھائے دوسرے یہ کہ ملک بھی میرا قبضہ مین میرے نہین اب مین کدھر جاؤن اور کیا کرون بہتر یہ ہے کہ مر جاؤن شہزادہ **قاسم** نے جب یہ سرگذشت اُس نیکبخت کی سُنی بے اختیار رو دیا اور زبان تسکین بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے ہمشیرہ عصمت مآب و عظمت قباب وہ سانحہ عظیم کہ جو تمپر گذر گیا خواہش تقدیر و مرضی خدا تھی کیا اُس سے بشر کو چارہ ہے مجکو یہ حال سنکر بہت رنج ہوا اب فرزند سلطان امیر فرزند دلبند ہی مین اُس طلسم مین جاکر تمھارے شوہر کو بھی لاؤنگا اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس زنگی کے باپ کو بھی واصل جہنم کرکے تُمکی مادر کو سزا دلواؤنگا یہ کہہ کر اُس لڑکے کو گود مین لیا اور پیار کیا اور تا دیر بطریق اہل اسلام دست مرحمت اُسکے سر پر پھیرا پھر وہان سے اُٹھ کر باہر تشریف لایا اپنے افسران لشکر کو یاد فرمایا وہ سب جان نثار حاضر ہوے اُنمین سے اپنے ماموں **قیماس خان خاوری** کو حکم دیا کہ آپ بارہ ہزار سوار لیکر یہان سے جائیے چند منزل پر ایک قلعہ ہے اور اُسکا حاکم فولاد زنگی نام ہے خود سر بد انجام ہے اسکو اسیر کیجیے یا اسکا سر لائیے اور رعایا قلعہ کو مسلمان کرکے افسران لشکر کو مشرف بہ اسلام فرمائیے اگر وہ لوگ کچھ تامل یزدان شناسی مین کرین تو قلعہ کو بادفنا مین اڑا دینا اور ہر ایک کو قتل و غارت کرکے بخوبی سزا دینا اور حاکم قلعہ مذکور کے محل مین تو سنگ زرد رو نام ایک حبشن سیاہ فام ہے

اُسکو اسیر کرکے حاضر لاتا ہون یہان سے کچھ دور پر ایک شہر ہے وہان کی شہزادی کو اس ملک مین آباد کرانے کیلئے جاتا ہون تم بھی اسی جگہ آنا اور جو خط پیام وغیرہ بھیجنا اسی مقام پر بھیجنا قیماس نیک اساس یہ کلمات سنکر اسی وقت بارہ ہزار سواران جرار حلیہ پوش اپنے ہمراہ لیکر بصد جوش وخروش روانہ ہوے کہ بمقتضائے نظم

بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت	زمین از پے پیل چون کوہ گشت	سر لشکر روم شد با سپاہ ان
برفتند گردان ہم اندر زمان	برفتند کار آزمودہ سوار	پس پشت اسلامیان دہ ہزار
ز رومی و مصری و از بربری	سواران شایستہ و لشکری	گزین کرد آن شہ دہ و دو ہزار
ہمہ رزم جوی و ہمہ نامدار	برفتند زان دشت چندان سپاہ	کز او نیزہ بر باد بر بست راہ

یہ سپاہ فولاد پوشان تو فولاد بر روانہ ہے مگر شہزادہ قاسم عالیشان نے اُس شہزادی کو زیور و لباس سے آراستہ کرکر مع اُسکی ہمراہی عورات کو محافون اور پالکیون مین سوار کرایا اور سپاہ باقیماندہ کو درست فرماکر بجاہ و حشم اُسکے ملک کی طرف کوچ کیا اور بعد قطع مسافت راہ قریب تر اُس ملک کے پہونچا وہان جو لوگ نمک خواہ زنگی رو سیاہ تھے وہی حکومت کرتے تھے اور جو لوگ کہ بادشاہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے چھپے ہوے تھے ظلم کا بازار گرم تھا کبھی کوئی حاکم بنتا کبھی کوئی بنتا جولاہہ بنتا تو نائی بنتا قصائی ذبح لوگون کو کرتا تو درزی قباے شاہی پہنتا ازبسکہ دو تین ہی روز اس زنگی کو گئے ہوے گذرے تھے اسوجہ سے کوئی حاکم باستقلال نہ تھا افسران لشکر زنگی کا دست ان چھوٹی اُمت والون کو جاتے تھے بدین سبب اُنکی حکومت اُٹھاتے تھے خلاصہ کلام جب لشکر ظفر پیکر شہزادہ قاسم نامور وہان پہونچا اور طبل جنگی کے کڑکڑانے کی صدا دوستان زنگی کے کان مین پہونچی درزی تو ایسا گھبرایا کہ سوئی سوزن مین چھبنے لگا نائی کو سواے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی یہ سب رذیل رو بفرار لائے اور افسران لشکر جو زنگی سے ساز رکھتے تھے اُنکو بھی اپنی جان کا خوف پیدا ہوا سمجھے کہ بادشاہ بیگم ہم سب کو جانتی ہے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگی پس یہ جانکر وہ سب بھی بھاگئے باقی رعایا اور بے سردارون کی فوج کیا لڑتی بلکہ ہر ایک خوشنود ہوا کہ ہماری بادشاہ بیگم اور شہزادہ مالک تخت و تاج تشریف لایا یہ سب دست ادب باندھکر قلعہ سے باہر نکلے اور سامنے قاسم کے آئے قدم اقدس شہزادہ موصوف آنکھون سے لگائے شہزادے نے سب کو شرف بسلام کیا ہر ایک کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر بڑے عظم وشان سے تمام فوج اپنی بادشاہ بیگم اور قاسم اور شہزادہ کو لیکر اندر شہر کے داخل ہوئی قاسم نے سلطان کے فرزند کو تخت پر بٹھایا ہر ایک اکابر شہر نے نذر دی منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا تمام شہر مین دوست شاد دشمن پامال ہوے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی دیر یہ بتکدے کھدگئے مسجدین مدرسے بنگئے بانگ صلواۃ بلند ہوئی محل مین ملکہ جاکر اپنی جگہ پر مقیم ہوئی زنان رفیق و ہمدمی کے رتبے بلند ہوے بعد اس انتظام کے شہزادہ قاسم محل مین آئے ملکہ نے استقبال کرکے مسند پر لاکر بٹھایا شہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تم دردمند تھین مین نے سوال اسلام تمسے نہین کیا اور اب بھی یہ تصور نہ کرنا کہ مین نے تمھاری حمایت جو کی ہے اس وجہ سے تمکو مسلمان کرتا ہون نہین بلکہ ہدایت تمھین خدا تعالی میری وجہ سے نصیب کرے

اور تم دین اسلام ملت بیضا قبول کرو اور اگر دین اسلام قبول کرو تو مین بہر رہائی سلطان طلسم جاؤن اور اگر تمھین
انکار ہو تو حمایت کفار ہمارے مذہب مین حرام ہو لیس خوف خدا کر کے پنجۂ ظالم سے تمکو چھڑا دیا یہی کافی ہی آگے کچھ اُمید
مجھ سے نرکھنا اتنا ہی احسان غیر محض پروانی ہو شہزادی نے جب یہ کلمات ہدایت آیات سُنے عرض کیا کہ اے محسن ہمارے
جو آپکے دین مین آئے گیا کہے مین نے بخوشی خاطر اپنے آپکا کیش و آئین قبول کیا آپ جاہین طلسم مین جائین یا نجائین
مین کنیز ناچیز آپ کی ہون یہ آپکی عنایت ہو جو بہت مجکو آپ فرماتے ہین شہزادہ نے یہ سُنکر کلمۂ طیبہ اُسکو پڑھایا
ملکہ مع تمام اپنے متعلقین کے بخوشی خاطر مسلمان ہوئی شہزادہ نے خوش ہو کر بہت کچھ جواہر زیور طلا گو برشتہ
برادر ملکہ کو دیا اور فرمایا کہ ماموں میرے فولاد زنگی کی لڑائی فتح کر کے آلین تو مین طلسم مین جاؤن غرضکہ بعشرت
تمام اس مقام پر ساکن ہوا اور انتظار اپنے ماموں کا فرمانے لگا۔ ادھر قیماس خان خاوری قطع منازل و مراحل
کرتا آخر قریب قلعۂ زنگی مذکور پہونچا اور دریا پشت پر رکھکر سامنے قلعہ کے لشکر نے ورود اقبال فرمایا بوق ترکی
و نائے رومی و طبل خاوری بجی زمین و زمان دہلے فولاد کے پاس لاش شمشاد لیکر فوج زنگیان پہلے سے آئی
تھی مان اُس زنگی مقتول کی روئی پیٹی چلائی تھی فولاد براہ کبر و نخوت عازم تھا کہ بدلا لینے جاؤن چنانچہ ترتیب
فوج مین مصروف تھا کہ ہرکاروں نے اُسکے خبر نزول عسکر فیروزی اثر پہونچائی اس خیرہ سر کو خبر سُنکر تاب آئی
فوراً در قلعہ کھلوایا اور فوج سیاہان لیکر باہر آیا خیمے و بارگاہ سامنے لشکر اسلامیان نصب ہوئے پشت پر قلعہ
رکھکر میدان بہر رزم چھوڑ کر اُترا دن بھر لشکر کے انتظام مین رہا جب شاہ زرین کلاہ خاوری عرصۂ نیلا سطے فرماکر
روبرو سے قلعۂ مغرب پر ظلمت پرواز دو نازل ہوا اور قلعۂ زنگبار شب کا دروازہ زنگی لیل نے کھولا اگر بموجب نظم

چو از باختر تیرہ شد روی مہر	بپوشید دیبائے مشکین سپہر	یکے کوس بودش ز چرم ہژبر
کہ آواز او بر گذشتی ز ابر	برآمد دم بوق و آو ملئے کوس	زمین آہنین شد ہوا آبنوش
ز ساز و ز گردان ہر دو گروہ	زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ	ز خفتان و از خنجر ہندوان
ز اسپ و ز آلات و بر گستوان	تو گفتی زمین کوہ جنگی شدہ ست	ز گرد آسمان روے زنگی شدہ ست

رات ہوتے ہی دونوں لشکروں مین طبل جنگی بجا اور دلاوران روز ہیجا نے تیغ تیز کو بہر ستیز صیقل فرمایا چمک نے
خنجر و سنان کی تاریکی روے زنگی شب کو روشن فرمایا اس رات کو نقیبوں کا بولنا اسلحہ کی جھنکار گھوڑون کے ٹہے
کرنا کا شور طبل و بوق کا گڑگڑانا یا پناہ بنات خدا دل سنگ و کوہ دہشت سے آب تھا نجات پانا نایاب تھا کہ بیت

غو پاسبان خواست چون ولولہ	ہمی شد چو آواز شیر یلہ

اُسی ہنگام و لشکر آرائی مین آخر وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے اس تیرہ رو خاکدان عالم مین رخ روشن اپنا دکھایا کہ نظم

چو زرین سپر برگرفت آفتاب	سر جنگجویان برآمد ز خواب	چو قیماس بشنید کامد سیاہ
بزد کوس و آورد لشکر براہ	بیامد خروشان و زان دست جنگ	بجنگ اندرون گرزہ گاو رنگ
خروش آمد و گرد رزم از دو روے	برفتند گردان پرخاش جوے	فولاد بنہاد سیاہ زنگیان پر

عناد کو لیکر سامنے صف آرا ہوا اور آپ گینڈے پر سوار گرانبار گرز کاندھے پر سنبھالے صفوف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ جب میدان رزم بیلدارون اور سقون نے لبسان آئینہ صاف کرکے دکھا دیا نقیب نقابت کر کے ہٹے بہزاد سپہ سالار لشکر فولاد نے مرکب اپنا اڑایا اور وسط میدان مین آکر مبارزخواہ ہوا اسطرف سے قیماس نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا یہ وہ ترک زبردست ہے کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم سے اور شہزادہ علمشاہ سے عشق ہوا اسی زمانہ مین امیر نے ترکستان مین جاکر اُسکو زیر کیا اور یہ مسلمان ہوا شجاعت و شہامت مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا ہے نہانت تنومند و درشت چنگال ہے اسوقت سامنے بہزاد کے مرکب اُڑا کر جو آیا اُسنے اُسکو پہلوان یگانہ دیکھ کر گرز کا وسرخ دیکھ لگایا اس بہادر نے گرز کو شمشیر سے قلم کرکے جھک کر تورہ مین کمربند کے ہاتھ ڈالا اور زور تہمتنی سے اُسکو خانہ زین سے بدر کیا اور بر سرے ہوا اُچھالدیا جب وہ نیچے گرنے لگا کمر پر تیغہ اس زور سے لگایا کہ مثل ہیزم کرم خوردہ کے دو ٹکڑے کیا غریو فوج زنگیان سے پیدا ہوا اور سپہ سالار کا چہرہ رنگ ہوائی کٹنا دیکھ کر فولاد کی آنکھونمین خون اُتر آیا گینڈے کو بجلی مار کر نیزہ سینہ قیماس پر مارا اُسنے سینہ کو ذرا جو کن دیا نیزہ وہان سے ہٹ کر جانب بغل آیا بغل کو اُسنے وا کردیا نیزہ زیر بغل ہو بچا دلاور نے داب لیا نیزہ کی بنان فولاد کے سینے پاس تھی رُک جانے سے نیزہ کے بنان سینہ پر پڑی قیماس نے ہلہ دیا زنگی نے بہت جلد تیغہ کھینچکر ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی آپ ہی قلم کیا اُسپر بھی چار آئینہ ٹوٹ چکا تھا ذرا تامل ہوتا تو سینہ ٹوٹتا پس تیغہ تو کھینچ ہی چکا تھا غصہ مین آکر وہی تلوار قیماس کے زیر بغل راست رکھکر سر پر لگائی اس شجاع نے گھوڑا ایڑن پر ڈالا اور دست راست کی طرف سے بائین جانب آگیا وہ خیرہ سر اُسکے زیر بغل ہوا اور تلوار جو اُسکی خالی گئی تو جھونک مین اُسکے لنگر سے سنبھل نہ سکا تھا کہ اس بہادر نے تیغہ کھینچکر سر پر ہاتھ مارا کہ خود دوبلغہ زرہ ٹوپ عرق چین کا ٹکڑ تلوار کاسہ سر مین دلآئی اُسنے چاہا کہ داستانہ مار کر تلوار سر سے نکال دون مگر شمشیر خاراشگاف اس زور مین جاتی تھی کہ داستانہ جو مارے وہ بھی قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئین اور حسام آبدار کاسہ سر سے گذر کر کلہ جبڑہ کاٹ کر صراحی گردن سے برنگ قطرہ آب روان ہو کر صندوق سینہ سے متاع جان لیتی ہوئی اوجھ جھوجھ کو پاک کرکے شرمگاہ کے پھانک سے نکلی دو ٹکڑے ہو کر زنگی کے گرے یہ حال دیکھ کر فوج زنگیان بسان عد خروشان ہو کر گھٹا کی طرح ابر آفتاب خاوری پر آجھکی پھر تو نیام لشکر اسلام سے تلوارین نکلین گویا مشرق نیام سے ہزارہا آفتاب براے دفع ظلمت نیل زنگیان ساطع الانوار ہوا روز و شب بہم دست و گریبان غٹ پٹ زنگیان و سلامیان دار و عطف مابین مین گرز و خنجر ادھر خیرا اور ادھر شر چشم و ہر ظلم پسند تھی سیاہ و سفید دونون گردش مین تھے مگر سفیدی سیاہی پر دوڑتی جاتی تھی زنگیون کو دُنیا اندھی نظر آتی تھی

نظم

چو قیماس پیش آمدہ حملہ برد
زگردان شمشیر زن بس نماند
وزان جاتگہ شد سوے میمنہ

عنان را باسپ تگاور سپرد
بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ
بیاورد جنگی سلیح و بنہ

بہ پیش صف زنگیان کس نماند
پراگندہ گردان سپاہ بزرگ
ہمہ لشکر زنگ برہم درید

کسے از یلان خویشتن را ندید
بکشتند چندان ز زنگی سیاہ

دلیران خاور بگردار شیر
کہ گل شد ز خون خاک آوردگاہ

ہمی تاختند از پس آن دلیر
آخر لقبیۃ السیف رو بفرار لائے

دلاوروں نے طبل فتح بجائے خیام و اسباب عدو لوٹ لیا اور قیماس نے سرسواری جانب قلعہ رخ کیا رعایائے شہر بعض فرار ہوئی تھی اور جو باقی تھی وہ ہاتھ باندھ کر باہر نکل آئی اور منت کر کے جان بچائی اس بہادر نے سب کو سرچشمہ ہدایت پر پہونچا کر گوہر اسلام سے آبرو بخشی پھر قلعہ مین تشریف لایا تو سنگ زردرو کو گرفتار کر کے تمام قلعہ کو اسلام آباد فرمایا اور ایک شخص کا بزرگان شہر مین سے تجویز کر کے حاکم قلعہ کیا ایک روز ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم رکھا جب دوسرے دن شہزادۂ خاور سیاہ قلعۂ افلاک مین آیا کہ بیت دگر روز چون آسمان گشت زرد ✤ برآمیخت خورشید تیغ نبرد ✤ تو سنگ کو ایک عرابہ پر بٹھا کر اور مال غنیمت بار کر کے وہان سے کوچ کیا اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہزادہ قاسم کے پاس مع لشکر پہونچا مال غنیمت نذر دیا اور تو سنگ کو حوالہ کیا شہزادہ موصوف بہت خوش ہوا اور اُس زنگین کو محل مین لیکر سامنے بادشاہ بیگم کے آیا اُسنے شکوہ دار پر چڑھایا اور تیر باران فرمایا پھر کئی روز تک جلسۂ مسرت رہا آخر الامر شہزادۂ قاسم نے ملکہ سے رخصت طلسم مین جانے کی چاہی ملکہ نے منع کیا جب شہزادہ نے نہ مانا ملکہ بھی سوار ہوئی اور تمام لشکر نے کوچ کیا یہانتک کہ بیشۂ حیرت مین آکر اُترے دن بھر وہان کی سیر کی جب دوسرے دن چادر سیاہ زمانے نے سر سے اُتاری اور ردائے نور فروغ مہر سے چشم کو زینت دی کہ بیت سحر گہ چو از خواب برخاستند ✤ بران آرزو رفتن آراستند ✤ شہزادۂ قاسم ہر ایک سے رخصت ہوا اسوقت ہر شخص دست دعا بلند کیے تھا اور شہزادہ کے قدم پر گرنے آتا تھا شہزادہ گلے سے لگاتا تھا غرض تمام سردار تو اُسی دشت مین ٹھہرے مگر سیارہ عیار نے ساتھ نچھوڑا شہزادہ کے ہمراہ ہوا شہزادہ مرکب اُٹھا کر روانہ ہوا اور کہتا گیا کہ چالیس روز میرا رستہ دیکھنا پھر تم لشکر امیر مین چلے جانا حاصل کلام سرداران نیک انجام تو اُسی مقام پر ساکن ہوے اور ہمایون بن شداد بادشاہ بیگم کو ہمراہ لیکر اُسکے ملک مین گیا مگر شہزادۂ قاسم جو روانہ ہوے سیارہ عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار بالاے کوہ جو دروازہ اور حصار ہے اُس طرف سے جانا بیکار ہے کیونکہ طلسم مین خلاف راہون سے جانا بہت مناسب ہے آپ اطراف کوہ مین پھر کر دیکھیے کہ کیا طریقہ اس طلسم کا ہے بلکہ ایک مقام پر ٹھہر کر عبادت کیجیے اور درگاہ کبریا سے اجازت داخلۂ طلسم لیجیے شہزادہ نے التماس اسکا پذیرا کیا اور سیر کنان پشت کوہ پر آیا یہان طرفہ تماشا دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بنا ہے کئی سو برج اس قلعہ کا ہے اور ہر برج مین دروازہ سونے کا لگا ہے اور کھلا ہوا ہے اندر برج کے کرسیان یاقوت سُرخ کی بچھی ہین اور اُنپر عورتین گلبدن نازک تن بہزاران ناز و انداز بیٹھی ہین جیسے وہ قلعہ سپہر حسن ہے اور وہ شاہدان زہرہ جبین سیارے ہین کہ بروج فلک مین داخل ہین بلکہ ستارے بھی روبرو اُنکے حسن زیبا کے مثل صبح کاذب باطل ہین بیچ مین قلعہ کے جو دروازہ عالیشان لگا ہے سراسر نیلم کا ہے یا دربیچ بھی برج منقش و رنگین بنا ہے اور دروازہ اُسکا زمرد سبز کا ہے اُسمین بھی کرسی بچھی زمرد کی ترشی ہوئی ہے یاقوت کی پچی کاری کی ہے سورج کی کرن اُس یاقوت کی پر نثار ہے تا نگاہ سیمتنان کا رنگ اخبار ہی اور اُس کرسی پر کہ جسکی حاجت مدح پرسی نہین جسکا کہ ایسا کچھ

نقش ونگار رہے اُسپر جلوہ فرما رونق صد بہار گلزار ہو یعنی ایک نازکبدن جان بلبل و گلشن شہنشاہ خوبان عالم بانی
جور و ستم بیٹھی تھی دل و جان عاشقان ایک ایک ادا پر لیتی تھی گیسوے سیاہ کا ہر بال پر پیچ و خم دار عقدہ کشاے
مشکل رنج و فراق پیشانی اُسکی طبا شیر دافع خفقان خاطر عشاق ابروئے روبروے ہلال فلک سرنگون ہر قتل عاشق دو خنجر
آبگون مژگان جیسے خاطر عاشقان مین خلش ہجران چشم فتان فتنہ انگیز زمانہ منقلب فرماے حال دنیا گردش اُنکی گردش
بخت مہجوران رخسار تابان آفتاب سے چھیتے ہوے میدان آفتاب کا یہ منھ کہان کیا حسن کا اُسکے بیان ہو ایسا نہو کہ طول
داستان ہو ورنہ وہ غیرت ماہ و مشتری گوہر بحر دلبری سرو رواں لہلہے پر غم دافع رنج و الم شیدا جسپر دل عالم سراپا تمکین حرکات
اُسکی شیرین حسن تمکین طرحدار گرما گرم شوخ و طرار با شرم بیمار دن کی مسیحا صورت اُسکی بر آرندہ ہزار تمنا جان عالم اُسپر فدا کہ نظم

نگردیدش آفتاب بلند
همی آید از دو لبش بوے شیر
بدیدار چرخش خرد بگذرد
چو او در زمانه ندید ست کس

شود تیره از روے آن ارجمند
بنازد اگر گشاید دهن
همی داستان راخرد پر درد

کمندست گیسوش همرنگ قیر
درافشان کند چون سرآید سخن
چو خامش بود جان شرم ست و بس

شہزادہ اُس غارتگر صبر و شکیب کو دیکھ کر دل از کف دادہ ہوا تھا بیان جتانے پر
آمادہ ہوا مگر عقدہ طلسم و نیرنگ سمجھ کر خاموش رہا بادہ الفت سے بیہوش رہا پھر جو سنبھلا دیکھا کہ قلعہ کے برجون مین تو یہ تماشا ہے مگر
برجون کے کونگورے پر غول اور پریان قرنا سے منھ لگائے استادہ ہین اور دروازہ پر قلعہ کے گھنٹہ ٹنگا ہے اور ایک ہی موگری پاس
اُسکے استادہ ہے اور سامنے اس قلعہ کے جو میدان ہے وہ غیرت بخش صد گلستان ہے انواع و اقسام کے درخت اور پھول
اُسمین لگے ہین پھوے پھلے ہین بادام اور الائچی اور ناگیسر وغیرہ کے شجر بہت سے ہین وہ دشت نہ تھا شاہد بہار کے پان چھانیکا
حسن دان تھا رنگین ہمہ رنگ نگین ہیان تھا بادام درختون مین لگے تھے یا دفتر بہار پر منشی قدرت نے جابجا صاد کیے تھے جو
پھول تھا وہ سرتاج گلزار خان تھا جو برگ تھا وہ لب گلبرگ معشوقان تھا سوسن کی پھولدار شاخ جو قریب درق گل آگئی
تھی تو دہان معشوق کو مسی بھا گئی تھی یا لب لعلین پر لکھوٹا جما یا تھا جوہری بہار نے یاقوت کو نیلم کر دکھایا تھا دیدۂ نرگس شہلا
مین عکس گل سوسن پڑا تھا یا رنگ اُسکا آنکھون مین کھپا تھا عروس چمن نے گہرا گہرا سرمہ چشم فتان مین لگایا تھا
کہین لالہ اپنی بہار کے روبرو لالہ رخون کو شرماتا گل اندامون کو داغی بناتا پھولون کا عکس جو نہرون مین پڑا تھا
گوش شاہد آبی مین کرن پھول بنا تھا سرو جو یبار کا اکڑنا اور عکس اُسکا پانی مین پڑنا آئینہ خانہ مین معشوق خوش
قامت کا آکر بننا نظر آتا گویا قرطاس نہر پہ الف کھنچا تھا گل زنبق کی طرف بدہ نوق بھی سیلطی دافع خفقان بنفشہ زار کا سودا
کھوتی سنبل جعد گیسوی یار بالکل ہو تیا مرد سخندان کی طرح موتی سلک نظم بہار مین پروتا جو اسکو ایکبار دیکھ لیتا گوہر
اشک سے تا تمام عمر ہوا ے وید مین جان کھوتا کسی جگہ نافرمان کا تختہ لگا تھا کہین کثرت گل سے فرش پھولدار سبز کا بچھا تھا
گرد اسکے بابونہ کا حاشیہ تھا ہر شاخ نہال پر ہما و تر کہ کلادھر بد ابلبل ہزار داستان طوطی بتارک جمع اہر کے جانور ہزار در ہزار
بیٹھے تھے اور عجیب بیرنگ تھا کہ وہ جواہر سے طائر خوش نوائی اور نغمہ سنجی کرتے تھے طائران بہشت کو اپنے زمزمون
کے سامنے ہنستے تھے کہ نظم

نغمہ جو طیور گا رہے تھے
لہجہ اپنی سی سب سنا رہے تھے

پہونچی تھی بہار آسمان تک | تھا کوچہ باغ کہکشان تک | غیرت دہ بزم بوستان تھا
گل مثل چراغ گلفشان تھا | مستی تھی صبا مین پائی جاتی | چلتی تھی روش پہ لڑکھڑاتی
سبزے سے چمن کا تھا یہ انداز | معشوق ہو جیسے سبزہ آغاز | نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر
تھی گرد چمن فضائے کشمیر

بیچ مین اُس مرغزار فرحت آگین کے ایک نہر آب بصد آب و تاب جو تبار عالم مین نایاب رواں یہ نہر قلعہ کی پشت تک بہتی ہوئی نمایان تھی لطافت مین روح رواں پاکیزہ نفسان سے بہتر صفائی مین آبداری گوہر دندان یار سے بڑھ کر چشمۂ خضر کوئی پوچھے کہ کیون نہان ہے اسی نہر سے شرمندہ ہو کر پنہان ہے کنارے اس رشک شبنم نعیم کے بھی ہزارہا جانور کلنگ وقازو بوتیمار و سرخاب و مرغابی و قرقرے جا بجا ہر کے بیٹھے تھے خوش فعلیان کرتے غوطے لگاتے اور اُڑتے تھے نہر مین لہرین آہستہ آہستہ اس طرح رواں تھین کہ رفتار جانان کی خوش خرامی کا نشان تھین لہرون سے یہ ثابت تھا کہ بلور کو بہشت پہل تراشا ہے اور اُسمین فروغ آفتاب کا ملنا دھوپ کا پڑنا زرگر قدرت نے بلور پر کندن چڑھایا ہے برسے ہوا اُس سلسبیل پر ایک ابر سوسنی رنگ کا چھایا بلور اور کندن مین عکس سے اسکے یہ ظاہر کہ نیلم بھی ملا یا تھا بجلی ابر مین چمک جاتی تھی شاہد ہوا کی رُدائی سوسنی سنہری پچکے کی نظر آتی تھی شہزادہ اس بہار نیرنج و طلسمات کو دیکھ کر دنگ تھا مگر صاحب فرہنگ تھا سیارہ سے گویا ہوا کہ چلو اس نہر کے کنارے چلکر ٹھہرین اور وضو کرکے عبادت خدا کرین عیارنے عرض کیا کہ ابھی اس دشت رشک بہشت کی سیر فرمایئے قریب شام عبادت کیجیے گا شہزادہ خاموش ہو کر گلگشت فرمانے لگا جب چشمہ خورشید اس نہر طلسمی کے روبرو بے آب ٹھہرا تو فرط غیرت سے بحر مغرب مین سما کر روپوش ہوا عالم مین ہلکی ہلکی سیاہی سوسنی رنگ کی پھیلی **نظم**

پھر آیا جوش پر جب قلزم شام | بنی پھر چادر مہ غیرت دام
ہر اک انجم پہ مچھلی کا گمان تھا | بچھا تھا جال ہر سو کہکشان کا

سر شام خاور سیاہ اس نہر کے کنارے آیا اُسکے آتے ہی وہ ابر سوسنی رنگ نیچے جھک گیا اور پانی نہر کا بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہنے لگا شہزادہ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور ہاتھ پانی مین ڈالا ہاتھ کا پڑنا تھا کہ ابر سے آواز رعد گرجنے کی آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ ارے بڑا غضب کیا اس مسلمان نے سارے نہر کا پانی نجس کر دیا اب تو وہ پانی آگ کا شعلہ ہو گیا اور ایسا گرم ہوا کہ شہزادہ نے ہاتھ نکال لیا اسوقت قلعہ کے برجون مین کرسیون پر سے پریان اُٹھ کھڑی ہوئین اور غولون نے قرنا بجائین اور اُس پری نے جو موگری لیے دروازے پر استادہ تھی گھنٹہ بجایا اور اس ابر سوسنی رنگ سے ایک شعلہ چمک کر برابر آیا اور چاند بنگیا اس مہتاب کی چاندنی تمام جنگل مین چھٹکی اور نہر مین ہزارون مچھلیان سرخ سبز زرد رنگ برنگ کی شناوری اُبھر کر گرنے لگین پھر غوطہ مار کر سب نیچے گر لیے اور دُم مین اُٹھا دین اور دُم مین ہر ایک کی ایسی چوڑی تھین کہ ایک ایک کنول اُنپر از خود روشن نظر آیا اور تمام جانوران دریا کنارے کنارے ناچنے لگے اور طائران صحرا نغمہ سرائی کرتے تھے اور جنبش ہوا سے پتے جو ہلتے تھے لحن دلکش کی صدا آتی تھی روح مردہ دل بھی تازگی پاتی تھی پھول درختون کی شاخون مین مثل گوہر شب چراغ فروزان و درخشان تھے آویزۂ گوش معشوقان بہ غن تھے دریا سپہر خوبی تھا اور کنول مچھلیون کی دمون پر ستارے تھے

بلکہ ستارے برج حوت مین مالک برو بحر نے اُتارے تھے ابر سوسنی اس چاندنی مین عجب کیفیت دیتا تھا سفیدی اور اُداہٹ سے سہانا پن دل لبھائے لیتا تھا برج قلعہ پر پریان ناچتی تھین عجب سماتھا شہزادہ قاسم کنارے نہر کے محو بیٹھا تھا دنیا و مافیہا سب فراموش تھا طلسم مین بیہوش تھا کہ اور نیا ماجرا نظر آیا دیوانہ بننے کا زیادہ سامان پایا یعنی اُس نہر مین پشت قلعہ کی طرف سے ایک مورپنکھی بہتی ہوئی نظر آئی کئی سو قندیل اُسپر روشن ہزاران جوبن تھی گلر خون کے مجمع سے وہ مورپنکھی رشک گلشن تھی جلتر نگ اسپر بجتی تھی مورپنکھی کے مور منھ مین موتیون کے ہار لیے تھے مسند زرنگار اندر اُسکے بچھی تھی جب وہ کشتی طاؤس پیکر قریب آئی تقدیر نے اور ہی صورت دکھائی یہ معلوم ہوا کہ خوبی تقدیر مجسم ہو کر سامنے آئی یعنی ایک نازنین کمسن مسند پر جلوہ گر پائی وہ زرق لبان صدف تھی اور نازنین اسمین گوہر بحر شرافت تھی کئی سو کنیز گرد اسکے حلقہ فگن اور بیچ مین وہ گلبدن رشک چمن جو برج قلعہ پر جلوہ فگن تھی اس محبوبۂ پرفن کے مقابل بدصورت تھی عجب اُسکی زیبا طلعت تھی کہ گیسوئے مشکبار غیرت دہ صد ختن و تا تار زلف رسا اطال اللہ طولہ مثل عمر خضر دراز سنبلہ فلک کی چوٹی پر اُسکو نازہر تار زلف آئینۂ رخ حور کے جوہر پیشانی منور آئینۂ مہر و نور طور سے بہتر عرق شرم جو پیشانی پر آکر گیسو کو تر کرے زلف شب مین رات کے بھیگنے کو شبنم گرے چہرہ روشن جو کبھی بے نقاب ہو تو آفتاب کی آنکھ جھپک جائے ایسا اُسکو حجاب ہو سر پر تعویز مرصع کا رنگا تھا چاند سورج آمین بنے تھے طرفہ تماشا تھا کہ زلف شب مین شمس و قمر نے ثریا کے ساتھ قران کیا تھا جبین پر افشان کے قرین ابرو کا ہونا برج قوس مین ستارون کا مجمع تھا چشم فتان کی نگاہ گرم نے غمزہ غمزہ کاران دہر کا دل تیر مژگان سے مشبک کیا تھا کان کی بجلیان اگر ماہ دیکھے ناخن بجگر ہے بلکہ خرمن ماہ پر بجلی گر اکرے لب لعلین برگ گل کو گھانس سمجھ کر بے حقیقت سمجھے موتیون کی آبرو ورو دندان کچھ نہ جانے دہن تنگ ایسا کہ گنجائش کلام نہین اسی سبب سے مشہور اُسکا نام نہین سواد گیسو سرمۂ دیدۂ بینش اولی الابصار بیاض گردن نور عینین خرد پروران روزگار چاہ ذقن پر خال کا ہونا ماہ نخشبی کا طلوع کرنا تھا یا یہ نکتہ صفحۂ رخسار کے آخر مین منشی قدرت نے دیا تھا اشارہ اُس سے یہ کیا تھا کہ خال خال ایسے چہرہ قلم قدرت سے ترقیم ہوتے ہین پری وش کے وصف مین سرور بلبل ہون کہ کیا کہون نہ بان قاصر ہو جب رہون نگات اُسکی گول اُبھری اُبھری سخت نکیلی چھاتیان پردہ پردہ مین دل حجرِ البجا تیان آگے عضو کا بیان نظم مین عیان ہے نظم

جلوہ گر پیٹ پہ وہ آب روان کی گرتی — جس طرح چاند پہ ہوا بر تنک سایہ فگن

چھلکے گرتی سے جو چمکا شکم صاف کا نور — چاند نے منھ پہ لیا ابر تنک کا دامن

وصف مین ناف و شکم کے وہ لکھون مطلع صاف — دیکھکر جسکو بھڑک جائے ہر ایک اہل سخن

مثل آئینہ شکم صاف ہے شفاف بدن — ناف ہے جوہر آئینہ و یا عکس ذقن

چشم حیران کو ملا موے میان کا نہ سراغ — موشگافی یہ کمر باندھی بصر نے ہمہ تن

قوت واہمہ نے گرچہ بدقت نشو یار — کیا انگشت فرہ سے یہ اشارہ بتین

آگے اب جوش حیا سے نہین یارائے کلام — صفت ناف ہوئی مہر خموشی بدہن

بند شلوار مین لچھون کا نہین ہے جلوہ
بند شلوار نہین زیر کمر جلوہ نما
ساق یا شمع سر طور ہین یا مشعل نور
زیب یا ایسی ہے لعلون کی جڑا ؤ یا زیب
حسن تمثیل ہے ہر عضو ہے نک سک سے درست

دونو نب مین ہین یہ دو عقد ثریا روشن
ہے سر گنج نہان مار دو سر کا مسکن
ید بیضا کی طرح دونون کف پا روشن
کہ نہ ہو جسکی بہا حاصل بحر و معدن
سر سے پا تک ہے ڈھلا نور کے سانچے مین بدن

شہزادہ اُس سراپا خوبی کو دیکھکر آئینہ نمط حیران ہوا اور دل مضطر بیقابو نہ رہا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوا تاراج گھر صبر و خرد کا
کیے حاضر پیادے آہ و غم نے
وہ رن مہتاب تھی یا آہ سوزان

نہ تھا کچھ پاس دل کو نیک و بد کا
رسالہ اشک گلگون نے جمایا
جلایا جسنے سب راحت کا سامان

دکھایا جائزہ فوج الم نے
علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
پس مہتاب ہو کر پکارا اگر بیت

قہر ہوا بابا ہو جو کچھ ہو ۔ کا شعلے تم مرے لیے ہوتے ۔ اس قلزم حسن نے جو صدا اپنے عاشق مضطر کی سنی نظر اُلفت اُسکے چہرۂ پریشان پر کی دیکھا کہ ایک بازار ہرو اُلفت کا سودائی دشت محبت کا سودا زدہ رہرو کوے رسوائی کنارہ بحر کے جان سے ہاتھ دھوئے عرق دریا نام و ننگ کیے آبرو ڈبوئے بیٹھا ہے یہ اُسکا نقشہ ہے کہ گیسوؤن سے آشفتگی ہویدا ہے آنکھون سے مونہی پیدا ہے پیشانی پر پیش آئی جان جانی لکھا ہے آنکھون سے صاد دفتر عشق پر کیے ہوئے آہوے رم خوردہ صحراے حسن کو دام مین لیے ہوئے روے زیبا سے ثابت تھا کہ چہرہ عاشقی کے دفتر مین لکھوائے ہے سطر کہ محبت مین قدم جمائے ہے سلطان خوش شرو خسرو نیکو مشتاقون کا آرام جان بادشاہ خوبان جہان مجسم شرح خلوت مین ہیں دہ ہمدم بہشت سے بہتر آسمان حسن کا نیر فلک بارگاہ انجم سپاہ ماہ لقا مہر ضیا رافع صدرت الکل جس سے دلونکو آرام تسلی دینے والا دل سب کا لینے والا ہزار جان سے ہر ایک کا پیارا محبوبون کی آنکھ کا تارا نظم

طبیعت اُسکی خود بینی سے ہے پاک
پسینے ہین شرم سے لعل بدخشان
کلام اُسکا فصیح و پر کرامات

اگر ہے دیوار گلشن سرو ان تاک
عجب دلکش ہے وہ آواز شیرین
نہ نکلے خضر سے بھی رو برو بات

لب گلرنگ پر مرتے ہین مرجان
نظر مین تلخ ہے انداز شیرین

وہ گوہر محیط حسن اس صورت زیبا کو دیکھکر غش کر گئی گویا زبان حال سے یہ کہتی کہ بیت جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن ۔ بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوئے ۔ ایک بڑھیا ابلیس کی نانی تلبیس مین آفت نامہ ساحرہ مکارہ اُسی نازنین کی دایہ پاس بیٹھی تھی نیلا لقا بہ نیز باندھے تھی اُسنے گلاب منہ پر چھڑکا کہ وہ گلبدن ہوشیار ہوئی اُس ضعیفہ نے موج تکیلی جلد کنارہ پر پہونچائی اور شہزادہ سے آنکھ ملاکر گویا ہوئی کہ اے شہزادہ اگر آپ مشتاق ملاقات ملکہ خوش صفات ہین تو یہان تشریف لائیے سیر دریا فرمائیے باتین کیجیے اپنی کہیے اور کی سنیے پھر چلے جائیے گا شہزادہ یہ سنکر عازم روانگی ہوا سیارہ عیار نے ہرچند منع کیا کہ آقا یہ مین آپ کہان جاتے ہین یہ مقام طلسم ہے ذرا غور کیجیے یہان کا رنگ بیڈھنگا ہے واسطہ خدا کا ذرا تامل کیجیے سنو سمجھ لیجیے شہزادہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ سنا اور جست کرکے اپنے تئین کشتی پر پہونچایا اور پاس اُس بحر خوبی کے اگر مسند پر پہلو مین بیٹھا دل مضطر کو

قرار آیا وہ مونس پنکھی پاس گوہر غربی کو پاکر مثل باد صرصر کے سن سن روانہ ہوئی ستارہ بیچارہ قلزم چشم سے اشک بہاتا رہگیا یہانتک کہ بیچ دریامین پہونچکر مونس پنکھی نے جا رکھا یا قاسم ایسا محو نظارہ جمال یار تھا کہ کچھ دھیان نہ آیا وہ مونس پنکھی چکر کھاکر دریامین آخر بیٹھ گئی ستارہ دیکھا کیا اور جانتا تھا کہ یہ نا دُبھرا بھرے گی لیکن بیت سنتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین ❊ ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین ❊ الحاصل جب کچھ پتہ اپنے گوہر نایاب کا اُسنے نہ پایا رات بھر جنگل مین پھر آکیا جسوقت بحر نور سحر عالم مین موجزن ہوا اور سدر ہے ظلمت نے کنارہ کیا فروغ ماہ قلزم نور مہر مین ڈوبا نظم

	کہ وہ شب صورت فرہاد عشاق رو لئے نورھیلی آسمان سے	ہوئی یکبارگی رخصت کی مشتاق ہوئی ظلمات شب رخصت جہان سے	

ستارہ نالان وگریان لبان سحر چاک گریبان پشت کوہ سے لشکر شہزادہ ذیجاہ مین آیا اور سرداروں سے حال شہزادہ سُنایا اور کہا مین پہاڑ پرجاتا ہوں وہان جو دروازہ لگا ہو جس راہ سے کہ سلطان گیا ہو مین بھی داخل طلسم ہوتا ہوں کہین تو اپنے آقا لے نامدار کو پاونگا یہ کہکر ہر ایک سے رخصت ہونے لگا چنانچہ یہ عیار تو طلسم مین جاتا ہو اور شہزادہ قاسم کو وہ نازنین لیگئی ہان دونون کا حال آیندہ انشاءاللہ بیان ہوگا اب تمہ حال افراسیاب بیان کیجاتا ہو اور ضمناً حال کوکب روشن ضمیر

داستان بوستان پہونچنا افراسیاب کا کوہ عقیق پر اور دیکھنا دوربین سحر لگاکر لشکر لقا کو اور ساطراف طلسم کو نظر کرنا اور دیکھنا دربند اتر دریائے متصل جنگ فتح کرتے جہانگیر بن صاحبقران کو اور معلوم کرنا کہ یہ پہلوان فرزند حمزہ ہو مگر اپنی نسل سے بیخبر ہے اب فرزند خورشید جادو کہاتا ہو غرض پھر آنا شاہ جادوان کا باغ سیب مین اور بھیجنا نامہ خورشید جادو کے پاس واسطے شراکت کرنے جہانگیر بن امیر کے

المولفہ

کہان ہی اے مرے ساقی کہان ہی
متاع صبر کوئی لوٹتا ہے
یہی کہتی ہو لانا جام لانا
لحاظ توبہ اے تو بہ کہان ہے
مزا دیتا ہے زاہد کا کھچانا
اُٹھانا جھک کا شیشے کی گردن
نگاہ مہر کو گردش ذرا دے
مزا دونا ہوتا لطف سخن کا
شراب ناب یہ دل ڈھونڈھتا ہی
چلن ہو دور جام مے کا جاری
کرم ساقی کا جب تک ہے خدا ہی
وسیلہ ہی جو لطف داستان کا

مے رنگین جو ہو باقی کہان ہے
مزون کے ولولے حسرت کی کاہش
بہانا کچھ نہ اے ساقی بنانا
ہوس شرنگ جام مے ہو تمتی
وہ اُسکا مے پرست ہکو بنانا
کہان تک صبر اب ہے بیقراری
جھلک ساغر کی پھر ہمکو دکھا دے
ابھی کچھ دل کا مطلب رہگیا ہے
عوض ساغر کے لب پر یہ دعا ہی
بہار جام رنگین جب تلک ہے
شراب سُرخ مین جبتک مزا ہے
مرے ساقی نے پھر کی مہربانی

لبِ تشنہ ترا بدن سب ٹوٹتا ہے
تمنی آرزو کی دل کی خواہش
وفور شوق پھر منت کنان ہے
نظر مین شکل مینا ہے جھلکتی
خدارا ابتو اے ساقی پُرفن
صراحی کی طرح ہو اشکباری
مے گلگون کے پیمانہ کو جھلکا
ابھی باقی بہت کچھ مدعا ہے
ہی جب تک دل کو تیرے کی بیقراری
مے گلگون کے ساغر کی جھلک ہے
بھلا ہو یا خدا پیر مغان کا
پھر آیا جادہ وقت قصہ خوانی

کنون رنگین نویسم داستانم	ز مشتاقان و تحسین ستانم	دوربینان خرد پژوہ انجام کار

و نظر بازان اطراف طلسم روزگار۔ گرم سازان معرکہ دولا۔ وسر بازان میدان وفا مدہوشان بادہ تمنائے نصرت و
یاوری۔ خلعت پوشان طبع کسی اعانت ووفاداری مجمعان عرصہ جنگ وجدال ومستمعان اخبار نام وننگ معرکہ
قتال۔ کوہ مضامین کی بلندی پر سے برائے تلاش فتاح طلسم معانی دلکش اسطرح بیک نظر دوڑاتے ہین اور دوربین
فکر دیدہ خیال پر لگا کر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہین کہ افراسیاب با دل بیتاب جویائے طلسم کشا رفتہ رفتہ
آخر کوہ نیلم پر پہونچا یہ کوہ پرشکوہ تمام کوہستان طلسم سے بلند ہی نہایت ارجمند ہی اطراف مین اس پہاڑ کے بہت سے
ملک آباد ہین ساحر ساکن بادل شاد ہین شاہ جادوان جب چاہتا ہی دم بھر مین یہان آتا ہی اسوقت
متلاشی طلسم کشا جو آیا ہی اس سبب سے صحرا و کوہ وقلعہ جات طلسم مین پھرتا اور جابجا ٹھہرتا ہوا دیر مین اس جگہ
پہونچا ہی بادشاہ اس کوہ کے قلعہ جات کا شہنشاہ نیلم جادو نام ہی مدبر وساحر خود کام ہے دار الامارہ اسکا دریائے نیل
مین ہے وہین اسکا مقام ہی بادشاہ طلسم سے دعوی برابری کا رکھتا ہی اور شاہ جادوان بھی اُسکو اپنا برابر والا
جانکر خراج باج نہین لیتا ہے اسوقت افراسیاب کو اُسکے پاس تو جانا منظور نہ تھا پس کوہ مذکور پر جب پہونچا قلعہ
دار کوہ نیلم جادو کو طائران سحر نے خبر اُسکے آنیکی پہونچائی وہ نذر لیکر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اس پہاڑ پر
ایک قصر مین نے بنوایا ہی سیر وشکار کے وقت جائے سکونت وآرام مقرر فرمایا ہی حضور وہان تشریف لیچلین اور کچھ
دیر آرام کرین بادشاہ نے فرمایا کہ مین پھر آؤنگا تو آرام سے بیٹھونگا اسوقت اور ضرورت رکھتا ہون یہ کہکر حکم فرما
ہوا کہ اسی مقام پر فرش کیا جائے نیلم نے ایک میدان وسیع وپرفضا سبزہ زار دیکھکر فرش زرین اور مسند جواہر نگار
آراستہ وپیراستہ کیے کرسیان طلا کار بچھا کے آئین نمگیرے جواہر دوز سلک گوہر سے آراستہ استادہ ہوے بادشاہ
ایک کرسی مقام بلند پر بچھوا کر بیٹھا ساقی مہوش اداجام شراب ہوش ربا دینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اور
کسل راہ سفر دور ہوا اُسنے سحر ورد زبان کیا یکایک ہوا تند چلی اور ایک پری زیور زمردین پہنے لباس سبز سے آراستہ
صندوقچہ ہاتھون پر لیے اُڑتی ہوئی آئی اور زمین پر پہونچکر بادشاہ کو آداب بجا لائی بادشاہ نے وہ صندوقچہ لیکر کچھ اسم
پڑھا کہ وہ صندوقچہ کھلا اُسمین دوربین سحر کی رکھی تھی واقع مین اُصطرلاب جاماسپ تھی تمام عالم اُسمین نظر آتا تھا
آئینہ سارا ماجرا ہوجاتا تھا گاؤدم مثل صراحی کے بنی تھی دوطرف اُسپر شیشے سحر کے چڑھے تھے جواہر کی پچی کاری تھی خیال
دور اندیش جہان نہ جاسکے وہان نگاہ اُسکے لگانے سے جاتی فکر رسا کی جہان رسائی نہ ہو وہان نظر کو پہونچاتی فرد
جس طرح فکر منجم ہو فلک کی سیار + اسطرح پیش نظر سارا جہان آئینہ دار + بادشاہ طلسم نے وہ دوربین آنکھ پر لگا کر
سیر اطراف طلسم کرنا آغاز کی یہ تجسس اسنے اسلیے کیا ہی کہ کتاب آئین طلسم مین لکھا دیکھا ہے کہ فلان زمانے مین طلسم
نور افشان کا توڑنے والا پیدا ہوگا چنانچہ وہ زمانہ جو اسنے غور کیا ہے تو یہی پایا ہی پس چاہتا ہی کہ اس طلسم کشا کو
مین پیدا کے نام اپنا کرون اور کوکب کو زیر کرکے مطیع اپنا بناؤن اور کوکب جو شریک عمرو ہوا ہی جب اُسکے گھر پر
آفت نہ آئیگی تو اُسکے بچانے مین مصروف رہیگا شراکت عمرو کی کیا کریگا غرض جب دوربین لگا کر دیکھا اور اطراف مین نظر کی

دربند اژدریہ جو آخر دربند طلسم ہوش ربا کا ہے اسکے بعد اور طلسمات اور کوہستان وغیرہ ہین مثل اسکے کہ جیسے کوہ عقیق اس دربند کے متصل ہے اور شہزادہ بدیع الزمان بھی اسی مقام پر قید ہین کیونکہ دریائے نیل کا زندانخانہ یہی دربند اژدریہ ہے حاصل کلام کوہستان کی جانب بقدرت سمیع و بصیر جو اسنے بغور دیکھا ایک قلعہ نظر آیا کہ سامان حرب سے آراستہ توپین لچھڑ گچھ برنجی اور آہنی ڈھلی ہوئی جہا نکیون مین لگی ہین گولا انداز برق انداز النگ النگ مستعد بجنگ ٹہل رہے ہین کرپ کے انبوہ ڈھیر ہین پرانے پرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین تیر انداز فصیل قلعہ پر لیس بیٹھے ہین اور سامنے قلعہ کے ایک میدان وسیع ہے اس میدان مین دو دریا کے لشکر موج زن ہین صفوف بستہ مبارزان تیغزن ہین علم سربلند ہین عمود آہنی گرزدن سے مملو سرداران صف شکن ارجمند ہین اور دو مبارز بیچ میدان مین مصروف کارزار ہین نیام سے باہر تیغ و خنجر آبدار ہین بادشاہ بغور اس جنگ کو دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ جو قلعہ کو پشت پر لیے فوج صف کشیدہ تھی اسکی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ رو خونخوار و تند خو قامت دراز نیسان کو البرز زبردست تیر جنگ قوی ہیکل نظم

همہ جسم او بود چون پر زاغ | سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ | تنآور بقامت بسان درسند
برہنہ بد وسفت و بالا بلند

جھوٹی سحری گلے مین ڈالے ایک اژدر پر سوار میدان مین ہوا اور دوسری جانب جو لشکر کہ آراستہ ہے اس لشکر سے اس دیو کے مقابلہ مین ایک شہزادہ حور نژاد قمر پیکر شیر صولت گردون شہامت فلک بارگاہ کیوان کلاہ سلیمان حشم ظفر مجسم جہاندار کشورستان نصرت و شوکت اسکی جبین با تمکین و مبین سے عیان آیا ہے اسکی تنومندی اور زور بازو کی یہ کیفیت کہ عیاران راہ بیان نظم

به بالا بسرو سهی برترست | ز مشک سیہ بر سرش افسرست | رخش را توان گر دنسبت بماه
اگر ماه دارد دو زلف سیاه | هنرها و دانش ز دیدار بیش | خرد را پرستار دارد به پیش
فرو بستہ از ترک رومی زره | زده بر زره بر فراوان گره | یکے گرزہ گاو پیکر بجنگ
زده بر کمر چار تیر خدنگ | ببازو کمان و بزین بر کمند | میان را بر زین کمر کردہ بند

چنانچہ اس شہریار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز و خنجر سب حربے اسکے رد کرکے بند دست اسکا ہنگام تیغ افگنی پکڑا اسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون زمین پر اتر آئے مرکب چھوڑ دیے کشتی بصد درشتی آغاز ہوئی دو گھڑی کی کشتی مین اس نوجوان نے اکھیڑ کر جو مارا چار دن شانے چت اس خبیث کو کیا اور سوال اپنے دین مین آنے کا کرکے وقت انکار پایا تو ان پکڑ ملکر زیر پا دبا کر مثل کرایس لوسیدہ چیر ڈالا فوج اسطرف کی لئیا الٹیا کہکر چلی اس شہریار نے گرد کر پشت مرکب پر اپنے تئین پہونچایا اور تیغ بکف زغہ فوج دشمن مین در آیا اور یہ حال کیا کہ نظم

اسی رفت از ان گونہ بر شان شیر | ز فوج عدو ان چندان بکشت | کہ گفتی جہان تیغ دارد بہشت
ہمی تاخت بر شان شمشیر زبان | نہنگے بجنگ اژدہائے بزرم | چنین تا ملنگ گہ دشمنان
 | زمین شد ز دشمن چو دریائے خون | جہان جوی را تیغ بد رہنمون

وہ فوج رو بفرار لائی اور بھاگ کر اندر قلعے کے گئی پل تختہ اٹھا لیا فصیلبند دروازہ بند کر لیا قلعہ پر سے توپ چڑھنے لگی

فوج جو قتل کرتی آتی تھی وہ رُکی لیکن شہزادہ فلک جاہ لبسان شیر غضبناک توپون سے بھی نہ رکا اور گرز سے گولے
رد کرتا جانب قلعہ چلا اسوقت تمام میدان آتشین تھا دشت سب خون مقتولان سے رنگین تھا دھوان
ابر کی طرح چھایا تھا برق رنجک کی چمکتی تھی گولہ اولہ کی طرح برس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یہ پیش نظر جو آسمان ہے
گویا کہ ہین رات کو ستارے

بیشک یہ نہین توپون کا دھوان ہے
آواز اگر سنے نہو فرق

پیدا جو دھوئین مین ہین شرارے
بجلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق

شہزادہ اُٹھتا بیٹھتا گولے سے بچتا قریب خندق پہونچا اسوقت نفط کے حقہ قارورہ آتش تیر و خشت وغیرہ پڑنے
لگے اُسنے سپر فراخ دامن مغفر پر رکھ کر سب آفتین جھیلین اور گرز جھولا دیکر خندق کے اُس پار پھینکا پھر آپ مرکب سے
اُتر خندق فرا گیا قلعہ پر توپ بند ہوگئی مگر بُرجون نے چھپرون مین آگ دیکے تیل کے کڑھاؤ اونڈیلے گئے اس دلاور نے
بڑھ کر پھاٹک توڑا گرز پڑتے ہی پھاٹک گرا اتنے توپ بند ہو چکی تھی فوج اس بہادر کی خندق پاٹ کر اُتر آئی قلعہ مین
بھگدڑ پڑی ساحران قلعہ نے سحر بھی ہر طرح کے کیے لیکن کچھ اثر نہوا سرکشان قلعہ مارے گئے بعضے اسیر ہوے رعایا نے
چادر امان ہلائی اندر قلعہ کے کچھ دیر کشت و خون رہا آخر اُس مرد جنگی نے سرسواری قلعہ تسخیر کر لیا یہ ماجرا جو افراسیاب نے
دوربین سحر مین دیکھا حیران ہو کر نیلم جادو سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے بیرون طلسم قریب دربند آخر طلسم کون سا قلعہ ہے
اور مین نے ابھی دوربین مین یہ ماجرا دیکھا ہے اس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے یا کوئی تمھارے ملک مین وقفیت
رکھتا ہے اُسنے یہ سنکر خود دوربین بادشاہ سے لیکر اُس قلعہ کو دیکھا اور اُس دلاور اور اُسکی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا
کہ یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے اُسکو قلعہ زرد کوہ کہتے ہین اور حاکم اُسکا زردمان اژدر سوار تھا جسکو آپنے دیکھا کہ اس بہادر
نے چیر ڈالا یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش مالک قلعہ کوہ خورشید کا فرزند ہے اور نام اسکا جہانگیر بن خورشید ہے
اور اسکا ایک بھائی اور ہے کہ اُسکو پہلوانی نہین آتی ہے مگر عیار بے بدل ہے اور نام اُسکا مہتر چابک تیز رفتار ہے
ملک خورشید ساحر زبردست ہے اُسنے ایک تختی طلسم بند کر کے اس شہزادہ کے گلے مین ڈالی ہے جسکی وجہ سے سحر اس لڑکے
پر تاثیر نہین کرتا ہے اور اکثر قلعہ اُسنے تسخیر کیے ہین زور و طاقت مین رستم و سام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہے واقع مین نظیر
نہین رکھتا ہے سنتے ہین کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہین پائے تھے از بسکہ لا ولد تھا اپنے لڑکے مشہور کر کے پالا ہے لیکن
تحقیق نہین معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ دونون لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت و عار رکھتے ہین ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہے
اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہے یہ ماجرا جو افراسیاب نے اسکی زبانی سُنا بہت خوش ہوا اور دوربین مین صورت
شہزادہ مذکور کی دیکھ چکا تھا خال سبز اور رگ ہاشمی چہرۂ انور پر نمایان تھے گیسوان خلیلی اور کلالۂ سلسلۂ اسمعیلی دوش
پر چھوٹے ہوے تھے بس سمجھا کہ بیشک یہ نسل حمزہ سے ہے اور ساحرون سے ملا ہوا ہے ضرور تیری اطاعت کریگا اب
یہان سے چلکر ملک خورشید کو طلسم مین بلا اور دوستی کا برتاؤ کر کے طلسم کو کسب پر اُس شہزادہ کو روانہ کر غرضکہ یہ سوچکر
دوربین سحر صندوقچہ مین رکھ کر پریزاد کو حوالہ کی کہ وہ جس طرح لیکر آئی تھی اسی طرح لیگئی اور آپ تا دیر اُس کوہ پر
بصد غرور ٹھہرا رہا شراب پیا کیا پھر تخت سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور بعجلت تمام تر باغ سیب مین آیا ارکان سلطنت

داعیان مملکت نے نذرین تعظیم کی تخت پر یہ جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار ساحر با وقار تخت کے گرد بیٹھا اور بار عام ہوا جام مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے میر منشی کو بلا یا و فرمایا اور حکم تحریر نامہ دیا ابیات

بفرمود تا پیش او شد دبیر
سوے شاہ خورشید یہ امر کرد
در گنج بے رنج کبشاد شاہ
ز چیزے کہ شائستہ تر برگزید
دہ اشتر ہمہ بار دینار بود
بہ پیلے کہ پر مایہ تر زین نہاد

قلم خواست رومی و چینی حریر
ہم آنگاہ صد مرد از ساحران
گزین کرد از ان با یہ تاج و کلاہ
ببر و قدسی صد شتر وار بار
صد اشتر ز گنج درم بار بود

نویسندہ از کلک چون خامہ کرد
گزین کرد گویا و شیرین زبان
ہم از گوہر جامۂ تا بریہ
ہمان جامۂ و گوہر شاہوار
بدہ پیل یک تخت زرین نہاد

جب یہ تحفہ تیار ہو چکا منشی ندرت رقم نے نامۂ محبت مشحون تحریر کرکے بادشاہ کو سنایا مضمون یہ تھا

نامہ شاہ افراسیاب بنا بر طلب جہانگیر بن حمزہ بنام خورشید تاج بخش محتوی بہ انکسار و التجا المولفہ

پہلے تعریف سامری کی لکھون
ہے عیان قلب ساحران پہ عیان
اصرو بین سامری کی شان
جرس کاروان صدق و صفا
شاہ خورشید تاج بخش شہان
دل سے کرکے ارادہ با صد ذوق
باغ یکرنگی و محبت کے
اسی گل کی بہار ہم بھی ہین
ہے کرم سبز ابر آذاری
تازگی بخش ہے وہ ہر گل و خار
پیرہن مین جدا جو گوہر ہین
ہے ہماری تمہاری ایک ہی راہ
گرچہ شاہ شہان ہو مین لیکن
دوستی کے ادا نہ رسم کیے
اور اگر کیے تو نے کی غفلت
فکر مین مبتلا بہت مین رہا

اور جمشید کا مین وصف کرون
انکی تعریف کیا لکھے خامہ
مرہم زخم سینۂ ریشان
گل اقبال گلشن شاہی
رہین آباد تا قیام زمان
باغ الفت سے پھول چنتا ہون
گلشن دوستی و الفت کے
خار و گل دونون باغ مین آباد
فیض باد صبا کا ہے جاری
اک شجر مین جو شاخ جدا ہین تمر
رشتہ داری مین سب برابر ہین
سامری کیش ہو جو تم ہم بھی
آب کا میر ایک ہے مامن
نہ کبھی آئے یان نہ کچھ لکھا
ہم سے پہلے جتائی اب تم الفت
یعنی کچھ لوگ بد ظن و باغی

ہونے دو سو خداؤن کے اوصاف
دوست کو اپنے لکھنا ہے نامہ
رہرو راہ دوستی و ولا
زیر فرمان ہوم سے تا ماہی
رسمہائے وداد و خلت و شوق
نقش پرداز مدعا ہوں یون
آب گل مین تو خار ہم بھی ہین
پرورش پاتے ہین بفیض بہار
باغ مین چلتی ہو جو باد بہار
ہین برابر مزے مین سب یکسر
ہے مراد اس سے یہ شہ ذیجاہ
دور اندیش ہو جو تم ہم بھی
حیف ہے یہ کہ آجتک تم نے
وادوادہ یہ ہی چاہیے تھا
شفق من سبب یہ ہے اسکا
مجھ سے آمادہ جنگ مین طاغی

ہین خداوند بابختِ مغلوب
رات دن ہے مجھے یہی وسواس
گو کہ اس حال مین ہون مین مصروف
بھیجتا ہون کہ ہوے لطف انگیز
وہ جہانگیر وصف شکن جرار
سر پہ تاج شہی مین اسکے رکھون
ختم کرتا ہون اس جگہ نامہ
ہو ہمیشہ وزان رہو تم شاد

انکی بھی یاری دل سے ہے مطلوب
اسی اندیشہ و تفکر مین ہون
لیکن ہے تمسے اپنا دل مالوف
اپنے فرزند کو مع لشکر
تیغ زن قاتل خطا کردار
اپنے دشمن کی گوشمالی کو
رک گیا چلتے چلتے بس خامہ

بھیجا کرتا ہون فوج انکے پاس
آئینہ سا ہون مین تحیر مین
اس لیے نامۂ محبت خیز
لے کے تشریف لایے یان پر
آئے اس جا تو ملک و مال مین دون
بھیجون اسکو مین لے شہ خوش خو
گلشن دوستی مین باد مراد

اس نامہ پر مہر بادشاہ کی ثبت ہوئی اور اُن سو ساحرونکو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوئے تھے ایک ساحر عقیل جادو نام کے تحت کر کے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا وہ خلعت سفارت سے مخلع ہوکر اپنے مقام پر آیا اور تیاری چلنے کی کرنے لگا اتفاقاً یہ ساحر دریائے خون کے اُس پار رہتا ہو جب اپنے گھر آیا تو اُسکے جانیکی نامہ لیکر خورشیدیہ کی جانب خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہرخ نے سُنا کہ شاہ طلسم ملک خورشید کو بلاتا ہو پس اُسنے بلور سے کہا کہ اس حال کی خبر شاہ کوکب کو کرنا چاہیے اُسنے فوراً عرضی تحریر کر کے ایک طائر سحر کو روانہ کیا اور ایک داستان گو نے یون بیان کیا ہو کہ شاہ کوکب کو فکر فتح طلسم کی تھی اسی فکر مین اُسنے اپنے اُستاد نور افشان جادو کو عرضی لکھی اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی اُستاد نے مضمون عریضہ مفہوم کر کے اپنے سحر کے زور سے جملہ کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمھارے طلسم کی لوح تو اچھی جگہ ہی کچھ فکر نکرو مگر افراسیاب نے کوہ نیلم پر جاکر جہانگیر بن خورشید کو اُڑتے دیکھا ہو چنانچہ اس شہزادہ مین نشانیان نسل حمزہ کی ہین اس سبب سے اُسکے بلانے کو نامہ لکھا ہو اگر وہ آجائیگا تو تمھارے طلسم کے فتح کر نیکو شاہ جادوان کسے بھوائیگا تمکو اسکی فکر کرنا ضرور ہی جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا اپنے مقام سے ایک پنجہ بھیجا کہ وہ عمرو کو جو قلعہ ہفت رنگ مین شاہان پاس تھے اُٹھا لایا عمرو نے جس طرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اسوقت بھی پایا غرض جھک کر آداب بجالایا بادشاہ نے تخلیہ کر کر مشورہ کیا کہ اس بارہ مین خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ آپ بھی سفیر اپنا ملک خورشید کے پاس بھیجیے اور اُسکو اپنے پاس بلائیے وہ یقین ہے کہ دونون شاہ کو اپنا طالب دیکھ کر کسی طرف نجائیگا دوسرے یہ کہ مجکو بھی شہر خورشیدیہ مین بھیجدیجیے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ مین سے پاؤن تو اُسکو اُسکے حال پیدائش سے آگاہ کر کے راہ راست پر لاؤن تیسرے یہ کہ ایک خط مہرخ کو لکھکر بھیجیے کہ وہ بھی ایک نامہ اپنے شریک ہونیکا ملک خورشید کو لکھکر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے شاید کہ وہ شرکت اسکی قبول کرے شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہرخ کو لکھکر بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہو کہ تم نامہ مشتمل منت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہین یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا جب ملکہ موصوف کو پہونچا اُسنے اپنے بیٹے شکیل کو کہ طلسم کی راہین خوب جانتا ہے نامہ دیکر مع کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا اُسکے ہمراہ مہتر برق عیار بھی چلا اُسکے نامہ کا حال بر وقت پہونچنے ملک خورشید کے بیان کیا جائیگا لیکن حال کوکب سُنیے کہ تحفہ اے گرانبہا اور

کشتی ہائے جواہر پر از اسباب طلا اور چند اشیائے طلسم ایک ساحر ذو فنون جادو نام کو دیکر کئی سو ساحر ہوشیار اسکے ہمراہ کیے اور منشی بذرت طراز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا اُسنے عروس قرطاس کو زیور در ہائے مضمون سے یون آراستہ فرمایا

نامۂ کوکب روشن ضمیر بجانب ملک خورشید تاج بخش مشتمل مضمون تودد و تخمیر و ہدایت تنویر لمولفہ

کرون پہلے حمد خدائے قدیر
خداوند خلاق شمس و قمر
وہی سب کا خالق وہی بادشاہ
جسے چاہے پل بھر مین عزت وہ دے
غرض اسکو ہے سب طرح اختیار
کہ مغرور سے رب ہو بیشک نفور
لکھا جاتا ہے بعد رسم سلام
خرد گستر و حاکم جرم پوش
شہ نامور خسرو روزگار
جہاندار و کیخسرو کج کلاہ
ہے رسم مروت کے شایان یہی
اولوالعزم عاجز کے ہون دستگیر
مدد اسکی کرنا ہے لازم مجھے
ہمیشہ ہین وہ حامی مستمند
درخشان ہین گو نجم افلاک پر
کرے جب تو ہو سنگ لعل خوش آب
نباتات کا دیکھکر حال زار
وہین آب صاف اس سے ظاہر ہے
کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا
خدا کا ہمیشہ ہے اسیر عتاب
تمھین بھی نہین چاہیے اے شفیق
میری سمت آنا گوارا کرو
عمرو مہرخ و حمزۂ نامدار
نصیحت سے خالی نہین یہ پیام

وہی سب کا ہے خالق بے نظیر
جہان اسنے اک کن مین پیدا کیا
اسی کے ہین محتاج شاہ و سپاہ
ذلیلون کو کرتا ہے دم مین جلیل
وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار
اسی وجہ سے شاہ خورشید کو
کہ اے شاہ فرخندہ پے نیکنام
خداوند لشکر خداوند تخت
سرافراز و گردنکش و تاجدار
سعادت قرین ملک زرنگین
ہے دنیا مین کار نمایان یہی
یہی میرے دل کو بھی آیا خیال
کہ خالق جزا اسکی محشر مین دے
فلک گرچہ سرکش ہو بیدادگر
مگر روشنی بخش ہین خاک پر
شجر جلتے ہین بار لائے ہوئے
گہر اشک کے ابر کرتا نثار
اسی طرح سے اے شہ تاجگیر
دکھاتا ہے منھ اسکو روز جزا
نہ تھی اسکی شرکت گوارا مجھے
کہ ایسے کے جا کر بنو تم رفیق
اگر آپ یان آئیے مہربان
یہ سب ہونگے خوش اور مین خاکسار
کہ ہے ملک آباد خلقت بہ شاد

خداوند بخشندہ و دادگر
مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
جسے چاہے دم بھر مین رسوا کرے
جلیلون کو کرتا ہے دم مین ذلیل
نہین چاہیے ہے لب تر کو غرور
شہ دادگر رشک جمشید کو
شہ خسروان صاحب عقل و ہوش
شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت
خداوند دیہیم و ملک و سپاہ
رہے کانپتا تجھ سے مہر مبین
ہمیشہ ہون سرکش سبھی نفرت پذیر
کہ مہرخ جو دنیا مین عاجز کمال
جہان مین ہین جتنے مرتبہ سربلند
مگر وہ زمین پر جھکائے ہے سر
فلک سے نظر مہر کی آفتاب
زمین پر ہین سر کو جھکائے ہوئے
زمین پر بھیجا جو دل کوہ کا
زمانہ مین عاجز کے ہین دستگیر
ہے مغرور سرکش جو افراسیاب
خدا کے غضب کا ہی یارا کسے
غریبون سے لطف و مدارا کرو
تو احسان فرمائیے مہربان
کیا ختم اس جا پہ مین نے کلام
ترقی پہ اقبال و دولت زیاد

صحیفۂ گرامی مہر شاہی سے بعنوان شائستہ مزین ہوا اور ذوفنون تحفہ جات لیکر کئی ساحرون کے ہمراہ مع خواجہ ذیجاہ چلا
اور اسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملک خورشید یہ قریب تھا طلسم کے باہر نکلا اس طرف سے قاصد فرستادۂ
افراسیاب دریاے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اُس دربند پر کہ جدھر سے شہزادہ اسد آئے تھے پہونچا اور طلسم
سے باہر نکلکر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑ کر جانب خورشید یہ روانہ ہوا اُسکے پیچھے پیچھے شکیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر
نکلا اور اُسکے جانے کی خبر افراسیاب کو بھی ہوئی مگر اُسنے اس سبب سے اُسکو نہین روکا کہ نامہ لیکر خورشید کے بلانے کو یہ
بھی جاتا ہے دیکھون تو کہ وہ اوسکو کیا جواب دیتا ہے او کس کے پاس آتا ہے طلیس اہل دربند کو حکم پہونچ گیا کہ
طلسم کے باہر قاصدون کو جانے دینا فی الجملہ یہ سفیر تو اس طرف سے اور ذوفنون اپنے طلسم کی طرف سے وارد ملک
خورشید یہ ہوئے زمین سرسبز اور جاے دلکش و آباد دیکھی صحرا مین درخت لہلہاتے زراعت سینہ بخرم درخت میوہ دار
کل اپنا جوبن دکھاتے دریا اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری قاصدون نے قریب شہر پناہ پہونچکر خیام برپا کرائے
اور نزول کیا عمرو جو ہمراہ سفیر کے کب آیا ہے وہ سب اپنے ہمراہیون سے جدا ہو گیا اور صورت اپنی ساحرون کی
ایسی بنا کے علیحدہ ٹھہرا اُس طرف جہانگیر قلعہ فتح کر کے اپنے پدر نقلی پاس آیا تھا خورشید دار الامارۃ مین سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما تھا فرزند کے فتحیاب ہو کر آنے سے جلسۂ عشرت آغاز کرایا تھا جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہرکارون نے
سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود ایلچیان مسعود عرض کی اُسنے سرداران ذیشان کو اپنے ایلچیون کے لانے کو بھیجا سردار
باہر قلعہ کے آئے تینون ایلچیون سے ملاقات کر کے کہا کہ چلیے حضور مین آپ کی طلب ہے اُنھون نے کہا بہت انسب
ہے پس درباری لباس سے آراستہ و مخلع ہو کر تمام تحفہ ہمراہ لیکر روانہ ہوے دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلاکار پایا
کئی ہزار سوار محافظ بصد وقار پایا اندر آکر شہر تمام گلزار پایا عمارتین استوار و محکم بنین دکانین محرابدار و منقش و
رنگین ہر عمارت کے بالاخانون پر کنگرہ رکھے ہوے کنگرہ چرخ سے برابری کرتے کھڑے بروج فلک کو رشک دیتے کٹہرے
رشک دہ خطوط کہکشان و شعاع آفتاب تھے نیچے مکانات کے صرافہ و بزازہ آراستہ تھا ہر قسم کا تاجر و ہر طرح کی اشیاء
نفیسہ کا بازارون مین انبار تھا ہر ایک بدل و جان اُسکا خریدار تھا گنج مین جھنڈے گڑے تھے اناج کے ڈھیر لگے تھے
ڈنڈے کسالون کی خدمت کر رہے تھے بنیئے چلمین پی رہے تھے تولیے تولتے وقت آوازین دیتے تھے برکت ہے جی برکت ہے
دونیا مین گویا بیتنا ہین تیتنا خرید احتیکی مین اناج لیکر رکھتے تھے اسی طرح سے یہ سفیر و الا تدبیر ہر مقام کی سیر سے سیر ہوتے
دار الامارۃ مین پہونچے قرق زنجیر ہٹی اندر داخلہ ہوا عجب دربار نظر پڑا کہ گرد گرد ان کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہین
ساحران ذی رتبہ او ردلاوران صف شکن ہین قریب تخت شاہی دنگل جواہر آگین بچھا ہے اُسپر شہزادہ جہانگیر خورشید یہ بیٹھا
ہے اور کئی سوزینہ کا سریر یاقوت و زمرد سے آراستہ ہے اُسپر ملک خورشید جلوہ فرما ہے تاج جسکی بہا مین کم ہفت کشور
کا خراج سرپر رکھے ہے اور کئی ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہے چتر یال ہما کا
گردش کرتا ہے پری چہرگان ساز لیے مجرے کو حاضر ہین جام رنگین دست شاہ مین خوشنما ہے **نظم**

زدیباے چینی داز بر بنان	درفشی یہ ہر پردہ اندر میان	تو گوئی بہشت ست یا بزمگاہ

سپہر برین ست یا قرص ماہ	نہادند دربیش تختی زعاج	بآرائش تخت کرسی ساج
نشستہ بران تخت خورشید شاہ	بگرد اندرون پہلوان سپاہ	

ایلچیون نے اس کروفر کو دیکھ کر
مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور ستایش کنان حسب ایمائے شاہ قریب آکر اول تحفے و ہدایا پیشکش کیے اور نامہ دیے پھر حسب
حکم کرسیون پر باادب متمکن ہوے منشی عطارد رقم طلب ہوا بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سراپردہ دارالامارۃ اٹھا کر
جلوہ خانہ مین اسپ و فیل و شتر جو بُراز گنج و درم بادشاہون نے تحفہ مین بھیجے تھے اُنپر نظر کی پھر نامہ وغیرہ پڑھے گئے جس طرح
دونون بادشاہون نے نامہ مین مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا ویسا ہی کچھ مہرخ نے بھی لکھا تھا یعنی یہ قلمبند کیا تھا کہ
اے شاہ شاہان سرتاج خسروان جہان ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ مین عاجز و مسکین بے یار و در نہایت مضطر
ہون اتنے بڑے شاہ ساحرون کے بادشاہ سے مقابلہ ہے اور کوئی سوائے خدا کے نہین وسیلہ ہے امید
ملازمان درگاہ فلک پائیگاہ سے رکھتی ہون کہ میرے حال زار پر غور فرما کر میری مدد فرمائیے دشمن کو میرے روز بد دکھائیے
زیادہ دعائے دولت سگالی یہ کہ خزانہ افزون اور ملک آباد عیش و عشرت مقرون ہو جب یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے
جب سُنے شہزادۂ جہانگیر کی طرف مسکرا کر دیکھا شہزادۂ موصوف نے فرمایا کہ شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہے ہرچند کہ
در پردہ اُسنے ہمکو متکبر اور بے ایمان بنایا ہے مگر مضمون بہت نایاب ہے قول اُسکا براہ صواب ہے عاجزون ہی
کی شراکت کرنا کار مردان ہنرد آزما ہے اسی بات سے خوش خدا ہے پس کوکب شریک مہرخ ہے ہمکو بھی اسی کی
شراکت زیبا ہے افراسیاب تو خود شہنشاہ ساحران ہے اُسکی اعانت کرنا ننگ بہر دان ہے ملک خورشید نے
جب یہ تقریر شہزادہ کی سُنی از بسکہ اصل مین تو اُسکی کچھ حقیقت نہین ہے مثل اور قلمرو داران یہ بھی ہے شہزادہ کے
سبب سے توقیر ملی ہے اسوقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا اُسکو خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہے
ایسا نہو جو شہزادہ مارا جائے ملک و مال ہمارا جائے چنانچہ شریک اسی کے ہونا چاہیے پھر یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہزادہ فرزند
حمزہ ہے ضرور عاجزون کا طرفدار ہوگا پس ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ یہ کسی طرف نہ جائے یہ سوچ کر زبان حیلہ ساز کو مکاری سے
آشنا کیا اور کہا اے فرزند دلبند کوکب کا شریک عمرو عیار ہے جسکا مالک زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ نامدار ہے اور
عمرو سردار لشکر مہرخ ہے پھر مہرخ کو بھی کچھ احتیاج کسی کی استمداد و اعانت کی نہین حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب کو
اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہے کہ کسی جانب بنا بر اعانت عنان عزیمت منعطف نہ کرو اور میرے نزدیک افراسیاب
ہی کی مدد کرنا زیبا ہے کیونکہ وہ خدائے باختر کی طرفداری کرتا ہے اور ہمارا دین اور اُسکا ایک ہے مجھکو چار طرف سے
گھیر کر بے دینون نے روز بد دکھانا چاہا ہے شہزادہ نے جب یہ تقریر سنی فرمایا کہ بہادران جلادت شعار سے یہ کب
ہوسکتا ہے کہ کوئی اُنکو بہر زور آزمائی بلائے اور وہ نجائے اور کوئی اُس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے بیت عروس
مملکت آن مرد در کنار گرفت ✢ کہ اول از گہر تیغ داد کابینش ✢ بلکہ مصرع مہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست
اچھا اس مقدمہ مین خوب غور کرکے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائیگا اب بزم عشرت بہر دعوت ایلچیان شاہان
عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو یہ حکم سنکر ساقیان مہر لقا و مطربان خوش نوا و شیرین ادا حاضر ہوے اول گوشمالی طنبور کو

دی گئی اور طبلون کو طمانچہ تھاپ کے پڑنے لگے قالون سرود بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا۔ نظم

تھی پرج کی وان بندھی ہوئی دھن
بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
کس طرح کرین نہ دل کو تسخیر

سُن سُنکے سب اہل فہم تھے سن
آری تھی زبان پر جو کافی
وہ کھینچتے تھے ہوا پہ تصویر

بھیرون کا تھا بزم مین جو چرچا
تھی غارت ملک دل کو کافی
اُسی ہنگامہ عشرت مین عرض بیگی نے

آکر عرض کیا کہ ایک کلاونت پیر زمین گیر در پر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی دربار ہے کیا حکم ہوتا ہے شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا کلاونت مذکور سامنے آیا دیکھا کہ پیر نہایت نحیف ہے پلکین تک سفید ہین ایسا ضعیف ہے ڈاڑھی تا بہ سینہ ہے پان تک کی پیک بہی ہے گویا آب روان کا گلے مین گلبدن کا پائجامہ بالون مین کمر سے نے لگی پکھاوج ہاتھ مین لیے ہے پگڑی شیر وشکر کی باندھے ہے پس اُس پیر نے سامنے آکر دعا دی کہ سامری بنائے رکھے سرکار کا بھلا ہو مین بھی نام سنکر دور سے آیا ہون دامن آرزو خالی لایا ہون آج مالا مال ہو کر جاؤنگا شہزادہ نے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہے اُسنے کہا بلالون ام الجبال مین رہتا ہون مگر میرا رہنا کیا کا مرد دیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلدیپ سب جگہ پھرا کرتا ہون کل اس بستی مین وارد ہوا تھا آج سرکار مین آیا ہون فلک کا ستایا ہون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اپنا کمال ظاہر کر پیر نے نے کو منھ سے لگا کر بجانا شروع کیا پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا اہل بزم کیا در ودیوار زمین وزمان کو حالت محویت ہوئی نظم

یہان تک بجائی کہ دیوار و در
گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل

کھڑے رہ گئے ہوش کھوئے ہوئے
تو جون شمع اشک آئے سب کے نکل

یہ کہہ اُسنے اور نے کو ہونٹھون پہ دھر
نظر جو پڑے وان سو روئے ہوئے
بعد کچھ بجانے کے توقف پذیر ہوا

شہزادہ نے بیچین ہو کر کہا کہ اے مرد باکمال واسطہ اپنے دین ومذہب کا ہم لوگون کو نیم بسمل نہ چھوڑ پیر نے عرض کیا کہ اے شہزادۂ فلک جاہ یہ بڈھا شراب کا عادی بہت ہے اگر میخانہ میرے سپرد فرمائیے تو البتہ حظ کافی اور لطف وافی اُٹھائیے شہزادہ نے ساقیون کو حکم دیا کہ میکدہ اسکے حوالہ کرو پھر تو ساقیون نے سبو وساغر لا کر حاضر کیا یہ نقشہ ہوا کہ بیت بنکر فقیر بیٹھا بھٹی پہ رند تراد سب بقیچون نے ملکر پیر مغان بنایا، کلاونت کہ اصل مین عمرو ہے اور بیان کیا تھا کہ ایلچی کے ساتھ سے یہ جدا ہو گیا تھا اسوقت گویا بنکر آیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے پاس بھیجون اور اسکی پیدائش کا حال ظاہر کراؤن فی الجملہ اب میخانہ پر قبضہ پاتے ہی شراب کو کنٹر اور گلابیون مین الٹ پھیر کرنے لگا اور کہی مقام پر اسکا میخانہ سجانا بیان ہو چکا ہے اسی طرح یہان بھی درست کرنے لگا اور اسی انتظام مین شراب کو آغشتہ بدار وے بیہوشی کیا اور نے بجاتا جام پر از شراب ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا شہزادہ نے جام اُس سے لیکر پینا چاہا مگر عیار شہزادہ موصوف کا مہتر چابک کہین گیا ہوا تھا وہ آگیا اور اُسنے وقائع نگارون کی تحریرین عمرو کی عیاریان پڑھی ہین اور تعریف گانے کی اور نے بجانے کی لکھی دیکھی ہے پس اسوقت یہان ویسا ہی جلسہ جو اُسنے دیکھا اور از سر تا پا عمرو پر نظر کی بنگاہ اول پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے اور ایلچیون کے ہمراہ آیا ہے دستبرد کیا چاہتا ہے چنانچہ اُسنے پہچان کر جام شہزادہ کے ہاتھ سے لیا اور خواجہ کو دیا کہ اے پیر ساغر پہلے تو پی پھر اور کو پلا نا خواجہ نے اُسکے ہاتھ سے پیمانہ لیکر اُسکو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چہرہ پرے

بدن کا انسان پایا کہ کمند بازوون سے باندھے فلاخن سر سے لپیٹے توڑا پتھر کا لٹکائے بانہائے عیاری
سے درست نہایت چالاک و حسیت ہی بعینہ میرا فرزند معلوم ہوتا ہے میرے لڑکون سے بہت مشابہ مفہوم
ہوتا ہے غرضکہ جب اُسنے جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اُسکی نگاہ بچا کر ایک تباسا گرہ سے نکالا وہ تباسا دافع دارو ے
بیہوشی تھا چاہا کہ اُسکو شراب مین ملا کر جام کو پیے مگر چالاک بہت ہوشیار تھا اُسنے تباسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا
عمرو سمجھا کہ بھید تیرا کھلگیا اب اس ہاشدنی کو بھی گرشتانی دینا چاہیے یہ سمجھکر ذرا جو ہاتھ کو کن دیا ہاتھ جو بدست تھا
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا خواجہ نے ایک دھول اُسکے لگائی اور کلاہ اُسکی لیکر جست کی دیوار پر دار الامارہ کی پہونچا
چالاک دھول کھا کر منفعل ہوا تھا پکارا کہ ساحر کوئی اس ناعیار پر سحر نہ کرے مین ابھی پکڑے لاتا ہون یہ کہکر
آپ بھی دربار سے باہر نکلا چلا لینا لینا کا شور ہوا عمرو اس عرصہ مین دیوار پھاند کر بھاگا ملازمان شاہی چوبدار اور
سپاہی پیچھے دوڑے چالاک نے سب کو روکا اور کہا وہ عیار اکیلا ہی مجکو بھی اکیلا ہی لڑنا زیبا ہے اگر سب نے ملکر گرفتار کیا
تو فن عیاری کے خلاف ہو ایک سے ایک ہی کا بھڑ مصاف ہے غرضکہ سب تو ٹھہر گئے یہ تنہا عقب خواجہ چلا عمرو نے جو
اُسکو آتے دیکھا ایک سپر بھاگتے ہی مین زنبیل سے نکالکر زیر بغل چھپالی حال اس سپر کا آگے بیان ہوگا چنانچہ
اسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی مین شہر کی آیا کہ جدھر رستہ نکلتا تھا ساتھ ہی چالاک بھی ہان
پہونچا اور للکارا کہ او ناعیار اب کہان جائیگا عمرو نے بھی پیچہ زنبیل سے نکالکر کھینچا اور نعرہ کیا کہ آ تو سہی جوانا
مرگ وہ عیار طرار لسان برق جہندہ جا ہی پڑا اور پیچہ مارنے لگا خواجہ نے دو ایکبار تو پیچہ اُسکا خالی دیا پھر جو اُسنے کمر
کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا خواجہ نے وہ سپر جو زنبیل سے نکالی تھی اُسکے سامنے کردی اس سپر پر کاغذ صرف منڈھا تھا
اندر اُسکے غبار بیہوشی بھرا تھا پیچہ جو سپر پر پڑا وہ پھٹ سے شق ہوئی اور غبار بیہوشی مین چہرہ چالاک کا چھپ گیا
تر اتر کی چھینکیں اُسکو آئیں اور بیہوش ہوکر گرا اُسنے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگا کر اُسکو
مثل اپنی صورت کے بنایا اور آپ معجزہ طلب کرکے اُسکی سی صورت بنا اور اُسکو اسی طرح بیہوش مشکلین باندھکر
دوش پر لادکر دار الامارہ مین سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا اُسکو ستون بارگاہ سے باندھکر
ہوشیار کرو اُسنے کہا اُسکو ہوشیار نہ کرایئے ورنہ پھر فتور کریگا آپ جب بزم عیش سے اُٹھیے گا اُسوقت اُسکو ہوشیار کرکے
قتل کیجیے گا شہزادہ نے کہا بہتر ہے اُسنے ستون سے اُسکو اسی طرح بیہوش باندھ دیا اور شہزادہ سے کہا ان لچھون
کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ عیار چلے آئے ہین آپ ساقیون اور فراشون خدمتگارون وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے
نکلوا دیجیے اور میخانہ میرے سپرد کیجیے تاکہ مین شراب پلاؤن مبادا عیار رنگ دین تو بڑی ذلت کا سامنا ہو
شاہزادہ تو اُسکو اپنا بھائی جانتا ہی اُسنے اُسکے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دیدیا وہ تو باہر نکلگئے اور اُسنے
میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب جو پہلے کی تھی اُسکو بظاہر علیحدہ کردیا کہ یہ خراب ہے لیکن وہ سب بیہوشی آلود تھی کچھ بسا
پھیر بدل کیا کہ اسی شراب سے ساغر بھر کر شہزادہ کو دیا اُسنے ایک جرعہ درکشید کیا پھر تو سب انجمن کو وہی شراب
پلائی ہر ایک پر کچھ دیر مین بیہوشی چھائی گرمی جو معلوم ہوئی اُٹھکر ٹہلنے کا ارادہ کیا طمانچہ بیہوشی کا ایسا لگا کہ

اوندھے منھ گرے لمحہ بھر مین تمام محفل بیہوش ہوگئی عمرو نے پہلے ذوفنون کو جو ایلچی شاہ کوکب کا ہی اُٹھا کر زنبیل مین
رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر چابک کو ہوشیار کرکے سلام کیا اُسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا پایا اور
رنگ محفل نہ پایا سمجھا کہ عمرو بلاے بے درماں وہ مجھپر غالب آیا غرض تاؤ پیچ کھا کر چپ ہو رہا اور عمرو نے اسکے جلانے کو پہلے
لوٹنا شروع کیا جہانگیر کو زنبیل مین نہ رکھا تمام دربار کے کپڑے اُتارلیے ملک خورشید کا تاج لیا اسی طرح
یہ لوٹ مچ رہا اب اور ماجرا سنیے یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اُسکو ہوا کہ
دیکھون جہانگیر آتا ہے یا نہین اسی تردد مین آخر اُسکو تاب نہ رہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا
یہان عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار بیہوش ہے اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہے ایک عیار ستون سے بندھا ہے بس یہ
دیکھتے ہی اُسنے کہا کہ ہاے مردیم اسے بڑا غضب ہوا عمرو ملک خورشید یہ مین پہونچ گیا سب کو قتل کیا چاہتا ہے یہ کہکر
چاہا کہ کسی ساحر کو اس طرف بھیجے پھر سوچا کہ جبتک کوئی جائیگا وہان خاتمہ ہو جائیگا تو آپ چل پس اُس اضطرار مین کچھ کسر شان
پر بھی دھیان نہ کیا کڑ کڑا کر اُڑا اور از بسکہ یہ بادشاہ طلسم ہے بہت جلد راہ طے کرتا ہے سوقت یہ دار الامارۃ خورشید
پر آکر چمکا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹ کر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اسکے آنے سے برق شعلہ بار چمکی رعد
گرجا عمرو نے سمجھا کہ مقرر کوئی آفت آئی پس بہت جلد گلیم اوڑھ کر الگ ہوا اس عرصہ مین شاہ جادوان دربار مین اُتر کر ہوا
آیا اور ابر سحر برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھ کر جامہ خانہ مین جا کر لباس پہنا سردارون نے
پوشاک منگوا کر زیب تن کی ادھر شاہ جادوان نے چابک کو ستون سے کھولا ملک خورشید افراسیاب
کو پہچانتا تھا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا آپ باادب تمام زیر تخت بیٹھا شہزادہ جہانگیر سے کہا بابا اُٹھو شہنشاہ
کو تسلیم کرو نذر دو زہے نصیب ہمارے جو حضور تشریف فرما ہوے شہزادہ اُٹھ کر رسم تعظیم بجالایا افراسیاب نے بافرط شفقت
سے پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور کہا کے شہزادے تم نے اُس دزد مکار کو دیکھا اگر مین اسوقت نہ
آجاتا تو وہ سب کو ہلاک کرتا اسی طرح اُسنے میرے تمام طلسم مین تہلکہ ڈال رکھا ہے اب تم کو لازم ہے کہ میرے ساتھ
چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہے اُسکے طلسم کو توڑو تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور مین اور باغیون کا خاتمہ کرون
اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئیگا اگر تم اُسپر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان تمہارا ہے خلا باختر
کو تمام دُنیا سجدہ کریگی تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ کا زمانہ پھر تسخیر ہوگا خداوند باختر طرہ پیغمبری کا دینگے سپہ سالار
قدرت خطاب عنایت کرینگے لشکر ملائکہ خداوند تمہارا مطیع ہوگا مین جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا آیندہ تمھین اختیار ہے
جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا اُسنے جواب دیا کہ اے شہنشاہ مین ملک کوکب مین گھس کر
اتنی تلوارین مارونگا کہ ندیان خون کی بہا دونگا اور اُس نا عیار کو وہ سزا دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا یہ کہکر ایلچی کوکب کو
تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیون لایا ہر چند کہ ایلچی کو قتل کرنا زیبا نہین لیکن اس شرارت کی سزا دینا ضرور
ہوا غرضکہ ہنگام تلاش مہرخ و کوکب کے سفیرون کو نہ پایا اُن کے ساتھیون کو حکم دیا کہ ابھی ہمارے ملک سے
نکل جاؤ اور تحائف بھی پھیر لیجاؤ اور کہہ دینا اپنے مالکون سے کہ ہم آتے ہین ہوشیار رہو وہ سب تو بے نیل و مرام پیام

لیکر پھرے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے افراسیاب کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ عمرو اور برق اندر دار الامارہ کے نہ آسکے سحر ایسا تھا کہ جب قصد اس طرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہو جاتے ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوئے حال انکا بیان ہوگا یہان جام مے ارغوانی کا دور چلا کیا ناچ ہوا اغذیہ لطیف سے نعمت خانہ آراستہ کیا گیا ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا بزم جمشید کو اس انجمن پر رشک آتا تھا راجہ اندر کا اکھاڑا جمع تھا کہ

ابیات

دیوانہ ہر پری دل زار
تعریف سے جسکی بات باہر
نغمون مین شراب کا اثر تھا
قلقل کی صدا کے کان طالب

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
پروانہ ہر چراغ رخسار
آغاز ہوا وہ نغمۂ تر
جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا

جسمین کہ یہ ساز تھا یہ سامان
اللہ رے جوش نغمۂ تر
بیخود ہوئے سُن کے سب برابر
شیشون کا تھا اشتیاق غالب

ایک دن اور شب بھر جلسۂ دعوت رہا جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برآمد ہو کر مہمان کاشانۂ سپہر ہوا اور بزم شبینۂ انجم برخاست ہوئی کہ بہیت دُنیا مین ہوئی جو صبح پیدا خورشید فلک ہوا ہویدا + افراسیاب وہان سے رخصت ہوا جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کر کے مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہ جادوان یہ مژدہ سنکر شادان وخندان کنان اُڑکر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے غرض چند عرصہ مین یہ تو باغ سیب مین پہونچا اور آتے ہی نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ اے خاتون پسندیدہ مادولت لشکر ساحران ہمراہ لیکر بمقابلہ تمکے آمادہ ہیں تم آؤ اور بارگاہ زرلفتی طلسمی ساتھ لاؤ آرائش وزیبائش انجمن عشرت دہ چند ہو تاکہ ایک مہمان بہتر از دل وجان آتا ہے وہ محظوظ وخرسند ہو ہم بھی تمہارے پاس لشکر مین آئینگے اور حسن انتظام تمھارا ملاحظہ فرما کر خلعت سرفرازی تمھین پنھائین گے یہ نامہ طائر سحر جب ملکہ مذکور پاس لایا اُسنے گنبد نور پر سے چلنے کا سامان کیا مع مصور وصورت نگار وابرق وسرمایہ وشکوہ زرین تاج وغیرہ سرداران لشکر وارکان سلطنت کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے بحشم وخدم چھا طلسم سے باہر نکلی اور دریائے خونزدان سے اُتر کر جس مقام پر کہ پہلے اُتری ہوئی تھی اُس جگہ فروکش ہوئی لشکر نشستہ رنگین حصار جوانی مین میدان رزم کا فاصلہ دیکر اُترا ناقوس اسقدر بجے کہ چرخ کے دور مین صدا گونجنے لگی گھنٹے بجتے تھے کہ فلک مختلج مزاج کا دل دھڑکتا تھا طائران سحر اسقدر اُڑے تھے کہ زدے ہوا کالا تھا شعلہ ہائے آتش ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جلکر بشکل آبلہ تھا خیام دخرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا کثرت لشکر سے ارض وغیرہ مین زلزلہ تھا ترسول اور نیسول اس زیادتی سے زمین پر نصب تھے کہ پشت ارض خاردار تھی فلک ستمگر نے یہ پھل زمین کو دیئے کہ گشت عالم مین تیغ وخنجر کے پھل پیدا ہوئے تھے روح رستم وسام خوف سے زمین مین پنہان تھی ہلچل پڑی تھی آفت بے پایان نمایان گھوڑون کے ہمہون سے فیلون کے چنگھارنے اشترون کے بلبلانیسے دشت وکوہ گونجتا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ موجب ہیبت وحیرت بیا مردان رزمگاہ ؛ بجرخ اندرون مہر گم کردہ راہ + مختصر یہ کہ عسکر شقاوت اثر جب اُس دشت مین خیمہ زن ہوا طائران سحر نے یہ

خبر ملکہ مہرخ خوش سیر کو بھی ہو پہنچی کہ حیرت فوج لیکر پھر مقابلہ مین آئی اس حال کو سنکر عیاران نامور کیفیت دریافت
کرنے کو روانہ ہوئے اور مہرخ نے تمام لشکر کے افسرون کو حکم ہوشیاری کا دیا طلایہ لشکر کا بہت زبردست مقرر ہوا
بازارون مین ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا اُدھر عیار یعنی جانسوز و ضرغام صورتین بدلکر
خادم و فراش بنکر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جادو نے بعد آنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت زریر
کو لکھا کہ اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ مین حاضر ہو کر باغیون سے لڑی تھین عجب نہ پر ظفریاب نہوئین تو اپنا لشکر
لیکر حوالی طلسم مین چلی گئین لشکر تمھارا مور و ملخ سے زیادہ ہے اس لشکر کی نسبت میرا ارادہ یہ ہے کہ بہر استقبال مہمان عزیز
شہنشاہ خوش اقبال بلاؤن پس بفور دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے بھی حکم لشکر کشی دیا ہے اور ساحران
نامی کو طلب کیا ہے یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر گیا صنعت لشکر لیکر حوالی گنبد نور کی طرف چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ
تیار کر رہی تھی حال اس سحر کا انشاءاللہ مذکور ہوگا چنانچہ جب اس محبہ کو نامہ ملکہ طلسم پہونچا سحر ہفت بیضہ
درست ہو چکا تھا پس نامہ پڑھکر حکم کوچ دیا اور آپ بھی بصد جاہ و عزت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ ملحق لشکر
حیرت ہوئی فوج کو اس لشکر سے علیحدہ اُترو اکر آپ خدمت ملکہ مسطور مین آئی ملکہ نے بنا بر حکم شاہ جادوان
بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ مین استادہ کرائی جس کے سامنے دریا بصد آب و تاب موجزن تھا
کنارے کنارے اس بحر کے دشت عزت بخش تا لب دریا فرش پر تکلف بچھوایا جھاڑ سر بلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان
گلبدن شراب ارغوانی کے جام و سبو لیکر وہان ٹھہرے رامشگران قمر پیکر ساز عشرت انداز و طرب خیز ساتھ لائے
بارگاہ کے سراچہ اٹھوا دیئے بیچ بارگاہ مین ایک تخت زمرد کا بچھوایا برابر اسکے دست راست کو دنگل یاقوت احمر کا
تراشا ہوا گسترده کرایا اور گرد تخت زمردین کے کرسیان طلائی جواہر کار بچھوائین اور ایک کرسی [illegible] نقش و
نگار فیروزہ کی قریب مہتر چابک کیلیے آراستہ کرائی تخلخے ہوا کے رخ پر رکھے گئے عود سوز و عنبر سوز سے تمام
بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چرخ برین خسرو خورشید مبین کی پست تر اور بے رونق تھی انجمن کواکب کی زینت
اُسکے مقابلہ کے کب لائق تھی زہے کر و فر و خہے حسن انتظام کہ برجیس و کیوان کی زبان ثناخوان زینت محفل پر
نامیدۂ فلک بلاگردان بیت اندر نے نہ دیکھی تھی محفل * پریون کا بھی بیقرار تھا دل * اس محفل کی آرائش
بروقت آنے جہانگیر کے بیان ہوگی اب ملکہ طلسم تو اس آراستگی مین مصروف ہے مگر جہانگیر نے بعد چلے آنے
افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے اُنکے حاکمون کو نامہ روانہ کیے کہ ما بدولت بادشاہ کوکب سے لڑنے
جاتے ہین تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلو یہ نامہ جب شاہان باجگذار کو پہونچے ہر سمت سے
فوجین روانہ ہوئین یہان شاہزادہ ذیجاہ نے در خزانہ وا کیا اپنی ذاتی فوج کو آراستہ کیا کچھ عرصہ میں بارہ لاکھ
کا لشکر سوار و پیدل کا درست ہوا مختصر بہر جنگ چاق و چست ہوا عرابہ زر سرخ و سفید کے ہمراہ ہوئے
علمون کے پھریرے کھل گئے زنگار رنگ کے پرچم بروے ہوا اُڑنے لگے روے ہوا بھی منقش و رنگین نظر آیا یا فلک
شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا آمد سپاہ سے خاطر زمانہ پر غبار گرد لشکر سے سپہر دوار تیرہ و تار جب کارسازی

لشکر ہو چکی ملکہ خورشید تخت پر سوار ہوا شہزادہ کیوان کلاہ پشت توسن تازی پر بعزم رزم سازی بیٹھا
ہزارہا نقارہ بجے ساحران غدار جمشید منش سامری دش طائران و درندگان سحر پر چڑھ کر چلے جھانجھ اور نفیر بجے نالہ
نائے ترکی کا شور ہوا آمادۂ سرکشی پر اہل زور ہوا علم خیبر پیکر کا پھریرا سر پر ضیغم بیشۂ صاحبقرانی یعنی شہزادہ جہانگیر
الثانی کے کھلا پس پشت شہزادہ لاکھ سواران جرار کا انبوہ اور ایک سمت مہتر چالاک اصند دق عیاری پر سوار
گرد اُسکے کئی ہزار شاگرد ملازم عیار اکتارہ بجاتے شلنگین لگاتے چلے آپسمین بانک کے بیچ ہوتے جاتے تھے حقہ ہاے
نفطی چلتے تھے کہین میدان دھوان دھار ہو جاتا ابر چھا جاتا اُسمین تجلی خنجر کی چمکتی کہین مطلع صاف نظر آتا حقہ ہاے
آتشین کی تیزی سے آنکھ جھپکتی ایک طرف ساحر اپنا کمال دکھلاتے تھے گنبد چرخ مین آگ لگاتے تھے اس طرح
شعلۂ آتش چمکاتے تھے کبھی گھٹا کوہسار سے اُٹھتی دنیا مین تاریکی بھی کیفیت دکھاتی بجلی کی چمک رعد کو
مشعل دکھاتی اس بدلی مین سحر کے مور جھنکارتے پر طاؤس منقش پرندشکین سحاب پر نقش و نگار بناتے
خوش فعلی کر کے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہارین پیدا جادوگرنیون کے جوبن پر دل عالم شیدا ترکان ستمگر
غارتگر جان و ایمان طاؤس اُنکی سواریون کے شر رافشان مختصر یہ کہ نہایت جاہ و حشم انتہا کا کر و فر فوج
مبارزان و لشکر ساحران کا مجمع جاہ و شان سپاہ کا آوازین لگا تا

نظم

ہمہ نامداران گیہان بدند
سپہبد بیامد ہمہ گرد کرد
ز دیباے رومی و از تخت عاج
ز دیباے زربفت رومی تخت
رکاب دراز و جناق پلنگ
عنان پیچ گرد افگن و نیزہ زن
خروشی ز گردون و دون برگذشت

ز چین و ز سقلاب و از ہند و دہر
برفتند گردان بدشت نبرد
ز تیر و کمان و ز بر گستوان
ز یاقوت و فیروزہ تابان سہ تخت
دو صد جوشن و تیغ و برگستوان
بباز و قوی پیکر و پیلتن
ہمی بود با گرز و پیلان بدشت

دران دشت بسیار شاہان بدند
ہمہ گنج داران گیرندہ شہر
کمرہاے زرین و بیجادہ تاج
ز گوپال و ز خنجر ہندوان
ز زرین لگام و جناغ خدنگ
ہمان نیزہ و تیر و گرز گران
سیہ بود یکسر ہمہ کوہ و دشت
چنین تا جہانگیر از و در گذشت

اسی حشمت و تجمل سے بعد قطع منازل و طے مراحل ہمراہ ایلچی افراسیاب جاہل طلسم ہوش ربا مین داخل ہوے
یہان کے ناظم و مالکان در بندنے حاضر خدمت ہو کر نذر دی رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم مین بھیجی
افراسیاب خبر آمد اُس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے
سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو اور کوئی دقیقہ تواضع مین اُسکی اُٹھا نہ رکھو ملکہ مذکور نے نامہ پڑھ کر صنعت و
ابریق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو براے استقبال روانہ کیا یہ لوگ راہ مین ملکہ خورشید سے
جا کر ملاقی ہوے اور رسم تعظیم بجا لاے پھر بڑے اعزاز سے لا کر داخل لشکر حیرت کیا ملکہ مذکور نے طبل شادمانی
بجواے اور خود کنارے تک لشکر کے پیشوائی کو آئی ملکہ خورشید بھی تخت سے اُترا اور ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے
اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی پشت پر بلحد شفقت ہاتھ پھیرا لشکر اُسکے ساتھ کا ملحق سپاہ ملکہ کرنے لگا

خیام و بارگاہ نصب ہوئے ملکہ اسی بارگاہ مین کہ جو پہلے سے لب جو آراستہ کرا گئی تھی مہمانان ذیشان کو لائی تخت زمردین پر خورشید کو بٹھایا اور ذنگل یاقوت نگار پر شہزادہ کامگار بیٹھا اور کرسی جواہر آگین پر چابک تیز رفتار بیٹھا گرد تمام گردو گردن کش ساحران نامی کرسیون پر متمکن ہوئے ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جادوان کو لکھ بھیجی وہ بھی بصد بشاشت دفرخندگی ساحران جلیل القدر کو ہمراہ لیکر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہو کر یہان آیا اور بارگاہ مین اُسکے آتے ہی خورشید وغیرہ ہر ایک بنا بر تعظیم اُٹھے تخت اپنا قریب تخت خورشید بچھایا اور اُسکو قسم دیکر بٹھایا باہم دست بوسی ہوئی پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا اس عرصہ مین جوہری قدرت نے یاقوت زرد روئے عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا یہ نقشہ نظر آیا۔

نظم

در فرش سیمین بگسترد ماہ — نہان گشت قندیل زرین روز

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ — برافروخت شب شمع گیتی فروز

سر شام پردے اُس بارگاہ کے بندھوا دیے گئے سامنے دریا مین کیوڑے لہاسے زرین رنگ برنگ جھڑوا دیے گئے ایکطرف اُسکے دریا کی بہار ایک جانب کو صحرا تمام لالہ زار شفق دشت و کوہ مین پھولی ہوئی بہار اپنی رنگینی پر پھولی ہوئی درختون کے زرغہ مین گنبد بلور کے روشن تھے برج سنبلہ مین ستارون کے ظاہر جوبن تھے چشم نرگس حیران تھی کہ شاہ جادوان نے یہ کیسا سبز باغ مہمانون کو دکھایا ہے زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ مفت کا احسان سر پہ آیا ہے کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے لگے جال اُن پر موتیون کے پڑے شاہد بہار کو دام مکر مین پھانسا تھا بلبل دل کو کسی گل کے لبھا کر پابزنجیر کرنا چاہا تھا کہین صحرا مین نرگس دان جواہر کے دھرے تھے کسی جا بحر مین بجرے پڑے تھے درخت جنگل کے باوے سے منڈھے تھے ادھر بارگاہ مین چلمین ہر ایک گلدام نظر تھی پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی صحرا کی بہار قابل عش عش تھی چاندنی کا کھیت کرنا سیمین مقیش کا اُڑنا مشاطہ ماہ کا آئینہ عروس بہار کا دکھانا پھولون کی خوشبو کوڑ یالے کا کھلنا موتیون کا دور تک بچھونا دشت کی بڑھی ہوئی آبرو بارگاہ مین گلرخان قمر پیکر کا جماؤ ساقیان مہر جبین کا بناؤ رقاصون کی ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھی ساقیون کی نگاہ مستی نرا کیفیت دیتی تھی ابیات

بچھا تھا فرش سبزے کا زمین پر
عروسان چمن کا تھا عجب حال
عروج مہ سے رفعت مین ہوئی عرش
بنا تھا درمیان دشت بنگلا
گل اندامون سے صحرا دہ چمن تھا
قیامت قہر تھا انداز اُن کا
مژہ ہر ایک رشک تیر د خنجر
کسی کے دست رنگین مین گلابی

چمن مین بلبلون کے دل ہرے تھے
درختون پر پڑے موتی کے تھے جال
پھلے تھے نخل شب مین گیا تارے
کھلا گرد اُسکے تھا پھولون کا جنگلا
متاع حسن سے تھین سخت مغرور
بلائے جان تھا عشوہ ناز اُنکا
کوئی دست نگارین مین لیے جام
بنی تھی مے سے برج آفتابی

شگفتہ گل تھے سب جامہ سے باہر
مثال جام مستی مین بھرے تھے
زمین پر چاندنی کا بچھ گیا فرش
سراپا نور کے وہ پھل تھے سارے
ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا
سمجھتی آپ کو تھین غیرت حور
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
کوئی بھر گزک لائی تھی با دام
کوئی لائی سلفچی آفتابہ

غزل گاتی تھی کوئی بیحجابہ ملاتی تھین جو ساز رقص وو چار تھے اُنکے اس ہنر مین ہاتھ تیار
کوئی زہرہ صفت آمادہ ناز کیا اُس جا کسی نے رقص آغاز ہوا محظوظ دل جلسہ سے وہ شاہ
زبان پر صاف جاری واہ واہ ہوئی سرشار وہ بزم طرب خیز زبانون پر کلام فرحت آمیز

اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ جہانگیر نے حال جنگ شاہ طلسم سے پوچھا اُسنے کہا کہ اے شہزادہ عیارون نے
میرے ملازمون کو بھگاکر اپنا شریک کر لیا ہی انھین سے فی الحال مقابلہ ہی عیاران مسلمان بڑے قہر کے ہین
اور ہر جلسہ وہر مقام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہونچتے ہین یقین ہی کہ اس جگہ بھی موجود ہون یہ کلام سنکر شہزادہ
تو خاموش ہو رہا مگر چالاک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا یہان ضرغام و جانسوز پہلے سے آئے ہوے تھے
مشورہ پذیر ہوے کہ چالاک ہمکو تلاش کرتا ہی اسیر ہمکو اپنے تئین ظاہر کرنا چاہیے ہر چند کہ ہمارے لیے قبا حت
ہے پھر ہر چہ بادا باد یہ صلاح کرکے دونون نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمھاری سرکوبی
کو موجود ہین اُسنے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہکر انکو گرفتار کرا دون پھر سوچا کہ اسوقت انکا ظاہر اپنے تئین
کرنا اپنی ولادری کا اظہار کرنا ہی تجکو بھی اپنی جرأت اور تحمل دکھانا زیبا ہی اشارتًا انسے گفتگو کریں اُسنے
بھی اشارہ کیا کہ یہ خنجر بران میرا تمھارے ہی گردن کے لیے ہی اُن دونون نے بایان ہاتھ سے سر کو بتایا اور
جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے گھر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیان کھا کر تو آیا ہی اب یہان ہم پاپوش کاری
کرین گے چالاک نے اشارہ سے کہا کہ ہوشیار ہو رہو مین تمھاری بارگاہ مین آتا ہون اور یہ اشارہ کرکے
ضرغام جو خدمتگار بنا ہوا تھا اُسکو پکارا کہ ارے اب خاصہ میرے لیے حاضر کر ضرغام یہ سنکر فورًا ابدار
خانہ سے تھالی جڑاؤ مین گلاس پانی کا لگا کر اور بیہوشی پانی مین ملا کر سامنے لایا چالاک نے وہ گلاس لیکر لبون سے
لگایا منہ مین سفوف بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا
کمر سے نکالکر کہا اے خدمتگار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہی کہ اسمین سے خوشبو آتی ضرغام نے انکو بیضہ
نکالتے دیکھکر ایک بیضہ نگاہ اُسکی بچاکر چکن کی آستین مین رکھ لیا جب اُسنے بیضہ دیا اس ترکیب سے
بچا لاکی لیا کہ اُس کا بیضہ تو آستین مین کھلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا ہاتھ مین آگیا بس اُسی کو
ناک پر رکھکر کہا واقعی حضور اس مین خوشبو مثل مشک کے آتی ہے بیضہ نہین مشک نافہ ہے اور وہ
عجب جانور ہے کہ جسنے یہ انڈا دیا ہے تسلیم کیجیے آپ پھر سونگھیے یہ کہکر جب اُسنے ہاتھ پھیلایا اُسنے
سبکی سے ہاتھ کو گن دیا کہ اپنا بیضہ آستین مین گیا اور جو اُسنے دیا تھا وہی بیضہ پھر ہاتھ مین آگیا وہ
اُسکے حوالہ کیا اُسنے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی ناک کو چھوا چٹکی مین عطر دافع
بیہوشی تھا وہ ناک مین مل لیا پھر اُس بیضہ کو سونگھا اسطرح برمزہ کنایہ اس سے اور دونون عیارون سے عیاری
ہوئی آخر یہ شاہ طلسم سے کہکر اُٹھا کہ اے بادشاہ مین جاتا ہون اور سر آپکے دشمنون کا کاٹ لاتا ہون
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا ضرغام و جانسوز بھی وہان سے اپنی بارگاہ مین آئے اور حال دعوت

جہانگیر بیان کیا اور کہا سب سردار بہت ہوشیار رہین کہ چالاک نے دعوی عیاری کا کیا ہے یہ ماجرا شکر
مہرخ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ مین بھی جلسۂ رقص و سرود آغاز ہو اسلیے کہ شاہ طلسم ہمکو آمد جمشید
سے خوفناک نہ جانے پس بنا بر ارشاد ملکہ خوش نہاد سامان عشرت و نشاط مہیا ہوا ساقیون نے ارباب
محفل کو مست و لایعقل بنایا مغنیون نے بزم جمشید و کے کو خجل کردیا عیار بھی دونون شریک صحبت رہے
اسوجہ سے کہ محافظ انجمن رہین یہان تو یہ کیفیت ہی مگر چالاک جو بارگاہ سے نکلکر چلا اپنے لشکر مین جو خیمہ کہ برلے
استراحت آراستہ اپنے واسطے کرایا تھا اسمین آکر چند شاگردون کو بلایا اور کہا اسطرح کا اسباب جنگل مین مخفی لیجا
شاگرد اُسکے بموجب حکم عمل مین لائے اور یہ آئینہ سامنے رکھکر صورت بدلنے لگا از بسکہ خرد سال ہی روئے زیبا
نرم و نازک تر رکھتا ہی زن حسینہ و جمیلہ کی شکل پر بنکر تیار ہوا کہ کاکل مشکین اُسکی جو دیکھے جیتا و بال ہو سودا
زدۂ محبت مسیح طبیب ٹھہرے پری کا سایہ مثل رمال ہو چشم فتنہ زا کو جو نظر کرے گردش لیل و نہار کا مارا کہلائے
آرام و راحت آباد شہر پر آشوب ہمکو نظر آئے آتش شفق و تیغ فلک کے نیچے سلگا کر سنبلہ کی بالی کا کیوڑا اگر کھینچے جب
بھی عرق جبین کے برابر نہ ہو سکے مژگان وہ تیر جانستان کہ تیر آسمان ترنج توس کو باہمہ بہادری سینہ سپر بناتا ہی خنجر
ابرو کو یاد کرکے بہرام گردون ٹھہراتا ہی روئے خورشید ضیا کے روبرو آئینہ بھر آتے شرماتا ہی گوہر شبچراغ جو بہت کم ہوتا ہی
یہی سبب ہی کہ اُسکے رخ انور سے منفعل ہوکر بطن صدف مین منھ چھپاتا ہی اپنی آبرو بچاتا ہی لالہ و گل جو گلشن عالم مین خونین
کفن ہین اُسکی رخسار کے کشتہ جوبن ہین یاقوت رمانی وہ لب لعلین جو دیکھے رشک سے مہر کھائے غنچہ پہلے منھ بنوائے
جب وہ دہن تنگ کے مقابل آئے گلوئے نازک صباحت مین ہاتھ سحر کو غلط کرکے خامۂ غیرت سے کاٹ دے بردوش
ساکنان جنان کا حورون سی دل اُجاٹ دے سینہ بر وہ اُبھری بھری چھاتیان نیلی نکیلی صفت عاشقونکی اُنھون نے
جان لی جی کی مراد نکلی تھی دلکا حوصلہ نکلا تھا حسن کا گنجینہ تھا دل عشاق کی گرد آبلے تھے و حباب بحر حسن مین آئی تھی شکم لوح بلور
نہین نہین جسا رجو رکمر بال عنقا ناف عقدہ بستہ زانو ساق لبریز خوبی مین طاق پائے رنگین بہتر از شفق جیمہ برین سرتا بقدم
حسن کا نقشہ جاہت کی صورت خوبی و محبوبی کی مورت اس سے اپنی وضع بصد ادا نمائی کر لیسانی اسیر صدقہ ہونے آگی

جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آئے	جان کالبد صورت دیوار مین آئے
سایہ کی طرح ساتھ پھرین سرو و صنوبر	تو اس قد دلکش سے جو گلزار مین آئے
اُس چشم فسون گر کا اگر پائے اشارہ	طوطی کی طرح آئینہ گفتار مین آئے

جب اس صورت خوب اور طرح محبوب سے درست ہو چکا زیور جواہر جسم پر مزین کیا کہ بموجب نظم

الماس کی بالیان منگائین	بالی نے وہ کانون سے لگائین	بالون مین گہر لگا کے پہنے
کانون مین گر لگا کے پہنے	ٹیکے کو لگا جبین جو افشان	اک جا تھے نجوم و مہر تابان
زیور سے ہوئی وہ منہ لگائین	جھومر سے خجل تھا عقد پروین	تھی دلکی کڑی کڑے بھی پہنے
ہیرون کے منگا چھڑے بھی پہنے	خلخال بجا بجا کے چلتی	سینون مین دلون کو تھی وہ ملتی

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھکر پوشیدہ صحرا مین آیا یہان شاگرد اُسکے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندون کی ایسی بنائے تھے گاڑی کے جوے مین ٹاٹ خرجی کی طرح بندھا تھا اُسمین طبلے بستنی مین بندھے رکھے تھے سارنگیان غلاف چڑھی منھ اُنکے ٹاٹ سے نکلے ہوے رکھی تھین سازندے نے دو گاڑی کے اندر بیٹھے ہوے یہ بھی آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا گویا گردون پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا ایک عیار گاڑیبان بنا تھا اُسنے بادھی بیل پر بار کر دُم اُنکی دبائی تک تک کی صدا دی گاڑی چلی سازندے نے کان پر ہاتھ رکھکر تان لگائی + جات نگریا مین بھولی ڈگریا + گاتے روانہ ہوے اور وہان سے چلکر لشکر مہرخ مین آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ناہید اُتری لشکریون نے جو اُسکے حسن خوب کو دیکھا آوازے کسنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کچھ نوجوان ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے کہ بیت دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا + موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی + کوئی کہتا تھا کہ بیت بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ + جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بناتی اُس خیمہ کو دریافت کرکے کہ جہان داروغہ ارباب نشاط تھا آئی داروغہ نے جو اُسکا حسن صبیح دیکھا از خود ہوش روبائی مین دیا خیمہ مین لیجا کر بٹھایا بڑے تپاک سے حال استفسار کیا اُس رنگین بیان نے اٹھلا اٹھلا کر توسن ناز کو عرصۂ تقریر مین جولان کیا کہ ہم لوگ مجرئی ہین آپکے پاس آئے ہین کہ دو پیسے آپکی وجہ سے ملجائین یہ کہکر آنکھون کو گردش دی سسکی بھری اور کہا بستر پر جاتے ہین داروغہ شیفتۂ آن و ادا تھے گویا ہوے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجیے کچھ دیر جلوہ گری فرمایئے اُسنے ہنسکر کہا چہ خوش آپ تو بہت جلد مزے مین آگئے اے میان مین ایسی بیکار نہین نہ ایسی واہی ہون جو تمھین دیکھتے ہی پھسل پڑون اور پہلو تمھارا پہرون گرم رکھون داروغہ نے کہا ہمارے تمھارے وعدۂ وصل ہوجائے تو ابھی تمھارا مطلب بھی برآئے اُس شوخ نے ہنسکر انگوٹھا دکھایا اور کہا اپنا منھ بنواؤ یہ منھ اور مصالحہ مین اور تمھارے قابل لیجاؤ جاؤ میرا کام کرلاؤ بہت باتین نہ بناؤ داروغہ ان باتون سے بیقرار ہوے اور سمجھے کہ یہ راضی ہے بس اٹھکر دربار مین سامنے مہرخ ذی تبار کے آئے اور عرض کیا کہ ایک طوائف ایسی ناچنے اور گانے والی مین نے بہم پہونچائی ہے کہ حضور دیکھینگی تو فرمائینگی کہ زہرہ فلک سے اُتر آئی ہے۔ عیارون نے یہ سنکر کہا نئے آدمی کو دربار مین آجکل رسائی نہین داروغہ نے عرض کیا حضور مین اُسکو مدت سے جانتا ہون مجھ سے اُس سے عرصہ دراز سے رسم و راہ ہے مین خود آجتک یہان نہ لایا تھا اب اسکا جی حضور مین حاضر ہونے کو بہت چاہا تو مین نے اُسکو لانا چاہا یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ اگر تم اُس سے واقف ہو تو کیا مضائقہ ہے لے آؤ داروغہ اجازت پاکر ہنستے ہوے خیمہ مین آئے اور کہا لو اے جان من ہم تمھارا کام کر آئے اپنے بستر پر جاکر سازندون کو لاؤ اور سرکار مین چلو وہ نازنین یہ سنکر وہان سے کنارے لشکر کے آئی اور اپنے سازندون کو ساتھ لیا گٹھری پیشواز کی اور سب سامان ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین ہمراہ داروغۂ مذکور آئی اہل دربار نے جو اُسکی صورت پر فریب کو دیکھا فریفتہ ہوے اور ایسی شکل اُسنے بنائی تھی کہ ہرچند ضرغام نے بنظر عیاری دیکھا

مگر نہ پہچان سکا اور اس زہرہ جبین و قمر پیکر نے اس طرح ہنر اپنا جتانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہے کہ ابیات

وہ ارباب عشرت کا آپس مین رل
ملے سُر طنبوروں کے با یکدگر
کھڑے ہو کے دو گھونٹ حقہ کا لے
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
بنا کنگھی اور کر کے ابرو درست
یکایک وہ صف چیر آنا نکل
اِدھر اور اُدھر رکھ کے کاندھے پہ ہاتھ
سجائی ہوئی چاند سی صورت ایک
اُلٹنا وہ ٹھوکر کو دے دیکے تال
کر تیور اکے عاشق گرے شوق سے

جتانا کھڑے راگ کا دے کے دل
اُدھر کی تو یہ گت اور اُنکا بھاؤ
پھبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے
اُلٹ آستین اور مُہر یکا چاک
جھٹک دامن ایسا رہو کے چالاک و خسیت
پکڑ کان اور گھونگھرو کو اُٹھا
چلی تا چھی آنا سنگت کے ساتھ
کبھی ناچنا اور گانا کبھی
وہ بوٹا سا قد اور کہروے کی چال
خوش آوازیوں سے وہ گانا خیال

وہ ایمن کی تانین اُدھر اور اِدھر
اِدھر اوٹ مین نائکہ کا بناؤ
انگھوٹھی کی لے سامنے آرسی
نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
دوپٹے کو سر پر اُلٹ اور سنبھل
پہن پاؤن مین اپنے سر سے چھوا
فتح چند کے ہاتھ کی مورت ایک
رجھانا کبھی مسکرانا کبھی
کبھی گھٹ سری ناچنا ذوق سے
دکھانا ہر ایک دم مین اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل بیخود ہو گئی اور ہوش بجا نہ رہے اور ضرغام تو ایک جان کیا ہزار جان سے اُسیر شیدا ہو العضون نے اس مقام پر بیان کیا ہے کہ چالاک طلسم مین آچکا ہے اور اسی سے اس عیار سے عیاریان ہوتی ہین اور وہی سوتنت اُسکی صورت سے فریفتہ ہوتا ہے اس حقیر نے چالاک فرزند رشید عمرو کو کہ بجائے عمرو ہے اس چھوکرے سے دھوکا کھانا مناسب جانا اور اُسکی شان کے خلاف تھا کہ وہ اُسکو پہچان نہ سکتا پس ضرغام کے نام پر اس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو کہ صاحب فقرنے حال جہانگیر نہین لکھا ہے بلکہ یہ ٹکڑا میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستانگو ہین اُنھون نے بیان کیا تھا اپنی طبیعت سے اُسکو داستان کہنے والون نے پسند کر کے محفلون مین قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سُنا پس مین نے بخیال اسکے کہ ناظرین میرے کلام کے بھی اس داستان سے حظ اُٹھائین و نیز کوئی یہ نہ کہے کہ اتنا مضمون ہمنے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا اس کتاب مین وہ نہین ہے کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہو چکی تھی آمدم برسر مطلب چایک ایسا گایا اور ناچا کہ ارباب محفل کو محو کر دیا اور ضرغام اُسکے عشق مین بے آرام ہوا سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زر و جواہر انعام مین دیا اُسنے عرض کیا کہ میخانہ اگر میرے حوالہ ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤن بادہ عشرت و سرور سے ہر ایک کو بیخود بناؤن اس نشہ کی ترنگ مین انجام کار کا خیال کسی نے نہ فرمایا میکدہ کا مختار اُسے بنایا اُس نے شراب کو پیمانہ و ساغر مین پھیر بدل کر کے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا ہوا ساغر شراب سب کے سامنے لے گیا ہر ایک اُسکی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر مین رنگ بادہ خواران خراب نظر آیا از بسکہ اہل ظرف تھے بس سب سے جوتی لات لڑنے کی نوبت نہ آئی ہر چند ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکے بیہوش ہو گئے عیار مذکور نے تکمہ در دربار کا مین جا کر دیا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر مہرخ و بہار وغیرہ جملہ سردارون کا جدا کرون لیکن خلاق عالم حافظ حقیقی ہے

سہتر قران جو ہمیشہ صحرا مین رہتا ہے اور بارگاہ مین کبھی کبھی آتا ہے اسوقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب ہونچا سناٹا نظر آیا کسی کو اندر بارگاہ کے بولتے نہ سُنا حیران ہو کر سراچہ چاک کر کے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سردارون کو قتل کیا چاہتی ہے اس حال کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہے لبس اسنے سراچہ پھاڑ کر اندر قدم رکھا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ باش او طفل بے ادب چالاک نعرہ سنکر رُکا اور اُسکی جانب اُسنے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری وجامہ مکاری آئے استہ دیکھا کہ چوالیس من کا بغدہ تانے ہوے میری جانب آتا ہے یہ دیکھ کر اُسنے چاہا کہ مین جست کر کے نکلجاؤن لیکن قران کب جانے دیتا ہے بسان برق چالاک کے اُسکے قریب ہونچا اور چاہا کہ بغدہ مارے اُسوقت شاہ جادوان نے بھی عرصہ ہونے سے عیار مذکور کے جانے مین بزور سحر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے پس اپنے مقام سے اتنا جلد اُٹھ کر سحر سے یہان آیا کہ قران کے زیر بغدہ چالاک تھا اسنے پنجہ بنکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیا اور اُٹھا کر بلند ہوا مہتر قران اُسکے آنے سے پہلے تو جست کر کے سراچہ فرا گیا پھر بارگاہ مین آکر بالی چھڑک کر سب کو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہکر ضرغام اور جانسوز کو بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اسی منھ پر نام اپنا عیار رکھا ہے بیٹھے منھواے نالائقان اس بیغیرتی سے تو تمھارا مرجانا اچھا ہے کہ ایک لونڈے نے تمھین فریب دیا غرضکہ بہت کچھ برا بھلا اُسنے دونون کو کہا اُنھون نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاران اسلام ہے کچھ جواب اُسکو نہ دیا گردن جھکائے چپ سنا کیے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت وانتظام بخوبی کر کے اپنا بدلہ لینے چلا اس مقام پر داستان گو کو اختیار ہے جسقدر چاہے عیاری ضرغام وچالاک کی بیان کرے مین نے بسبب طول ہونے داستان کے نہین بیان کین حاصل مرام کبھی چالاک نے ضرغام کو دھوکھا دیا تو جانسوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اُسکو گرفتار کیا تو افراسیاب آکر چھڑاے گیا ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہوا اسی دوا دوش مین وہ شب جلسۂ عشرت ومسرت بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گردی جسم پرسے اُتارا اور ساقی روز نے شراب سرخ شفق پیمانہ سحر مین بھری **نظم**

کہ جب چمکا جمال مہر ہر سو	نظر آنے لگے رخسار وپہلو
فروغ صبح سے تارے تھے نہان	زمین پر آسمان تھا نور افشان

صبحدم افراسیاب نے چالاک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب تم چندے آسودہ ہو مین جو تجویز کر چکا ہون اُس فکر کو پورا ہو لینے دو پھر عیاری کرنے جانا عیار مذکور نے کہا بہت اچھا اور مجلس نشاط مین بیٹھا شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ مین نہ آنے پایا جب ارادہ یہان آنیکا کیا چادر سیاہ سامنے آنکھون کے پڑ گئی راہ نہ سجھائی دی عیار ناچار اپنے لشکر کی حفاظت مین مصروف ہوے کہ بموجب ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان ۔ شاہ طلسم نے بعد انسداد راہ عیاران رات سے بہتر جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا وہ صبح کی ہواے سرد وہ خنگل کی کیفیت وہ طائرون کی زمزمہ سرائی آفتاب نے یاقوت زرد تمام عالم مین بچھایا تھا زمرد سبزۂ اخضر نے ظلمت کدہ عالم فیروزہ گون بنایا تھا گلہاے خود رو صحرا مین کھلے تھے چرخ زبرجدی کے ستارے اُن کے سامنے ماند ہوے تھے تارے تو چھپے تھے یہ ستارے نکلے ہوے تھے دربار مین

طرح طرح کی بہارین پیدا دل اہل انجمن جسپر شیدا قلب کو سرور آنکھون کو خنکی حاصل دامن کہسار مین پھول بھرے ہوے دامن گلچین جس کے مقابل خجل بارگاہ مین مجمع حسینان صبوحی کا دور چلنا رقص بتان بھیرون کی تانین نرگس مست گل پیرہنان کا خمارین ہو کر ہنگام گردش جام مے رنگین کی گردش دکھانا نیند کے سبب نیچی نیچی نظرونکا اونکی دل لبھانا نظم

گلابی رنگ چھایا بام و در مین
ہزارون تھین بہارین وان نمودار
ٹپکتا تھا لب مینا سے قطرا
وہ رشک مہر روے نازنینان

شفق نے روشنی بخشی نظر مین
ہواے سرد عطر آمیز آتی
کہ تھا گلگون لباس جام و صہبا
صداے نغمہ خوش سرودون کی آواز

نظر پہونچی جو سوے شاخ و اشجار
کلی پھولون کی تھی جوبن دکھاتی
وہ بزم عیش و رقص مہ جبینان
دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز

اسی حالت سرخوشی و عین مستی مین شاہ جادوان نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرماکر ایک نامہ بطور عرضی کے نہایت ادب کے ساتھ ملکہ تاریک صورت کش کو لکھا یہ ساحرہ حجرۂ ہفت بلا کی ایک بلا ہے کہ دوسرا حجرہ اُسی کے نام پر ہے اسکا لڑنے آنا بروقت کھلنے حجرہاے مذکور کے بیان ہوگا خداوند کریم لشکر اسلام کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بلا حجرہ سے نکلکر جمشیدی آلاؤ پر آکر رہتی ہے کہ جس آلاؤ کو پانچ کوس کے گرد مین بنایا ہے پانچ کوس تک آگ بھری ہے زمین برنگ آتشخانہ دہکتی ہے صحراے محشر سے زیادہ ترگرم وہ مقام ہے اُسی آتشکدہ مین یہ بلا رہتی ہے شاہ طلسم کو اسنے دودھ پلایا ہے بادشاہ اُسکو اپنی مان سمجھتا ہے اور نہایت ادب کرتا ہے اور وہ بھی اپنا فرزند جانتی ہے اور شاہ مذکور کو اور کوکب کو بہت دنون سبق سحر کا پڑھایا ہے ان دونون کا رتبہ وہ کچھ نہین جانتی چھوکرا سمجھتی ہے خلاصہ یہ کہ افراسیاب نے نامہ مین یہ مضمون درج کیا کہ اے مادر مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے فرزند کو نمکحرامون نے بہت ستایا ہے ملک مال چھین لینا چاہا ہے اور انھین کو زمکان کا شریک کوکب بھی ہوگیا ہے مجھ سے کئی بار آکر لڑ چکا ہے چنانچہ مین نے اُسکا طلسم بھی باطل کرانا چاہا ہے اور طلسم کشا بجستجوے تمام ہاتھ آیا ہے لوح اُسکے طلسم کی میرے قبضہ سے نکلگئی ہے اگر طلسم کشا کے نصیب مین فتاحی اُسکے طلسم کی ہے تو لوح اُسکو دستیاب ہوجائیگی لیکن مادر گرامی کی شفقت بے پایان سے یہ چاہتا ہون کہ راستہ اُسکے طلسم کے مرحلون کا اور جس مقام پر کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اس گل کے حاصل ہونیکا مفصل مجکو تعلیم فرمایئے تاکہ یہ فرزند آپکا جور عدوان سے رہائی پاکر اپنی مراد کو پہونچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اس عریضہ کے قدمبوسی کو حاضر ہوگا یہ نامہ لکھ کر بزور سحر ایک موسیقار بنایا اور اُسکے گلے مین خط باندھ کر حکم دیا کہ اسی وقت یہ نامہ جمشیدی الاؤ پر پہونچا کر جواب لانا موسیقار پرواز کرکے روانہ ہوا اور بیابان ہستی کو طے کرکے الاؤ پر پہونچا حال بیابان ہستی اور الاؤ کا بروقت جانے افراسیاب اور عمرو کے بیان ہوگا غرضکہ نامہ ساحرۂ مسطورہ کو موسیقار نے لا کر دیا اُسنے پڑھ کر ایک خندہ دندان نما کیا اور الاؤ سے کچھ راکھ اُٹھا کر پانی سے تر کرکے ایک پتلی اُسکی بنائی اور افسون پڑھ کر اُسکو جاندار کیا ایسا حسن اُس پتلی نے پیدا کیا کہ آیندہ مذکور ہوگا اُس زن سحر سے حکم دیا کہ میرے بیلاے پاس جا اور سارا ماجرا طلسم کوکب اُسکے مرحلون کا مع گل حیات کوکب کے بیان کردے اور طلسم کے فتح کرنیکا طریقہ جو کچھ کہ مجھکو معلوم ہے یہی اس طریقہ کو

بھی سمجھا دینا اور اگر فرزند میرا تیرے جمال پر شیفتہ ہو تو شربت وصل اپنا اُسکو پلانا اُسکی اطاعت مین رہنا پتلی یہ سُنکر روانہ ہوئی اور اُس نامہ کا جواب اسنے لکھکر موسیقار کے گلے مین باندھ دیا مضمون یہ تھا کہ اے برخوردار سعادت اطوار نامہ تمھارا پہونچا حال پر تمھارے تاسف ہوا سامری تمکو خوش رکھے ہر چند کہ کوکب بھی میرا فرزند ہے مگر تمھارے برابر اُسکی محبت مجکو نہین اسلیے کہ اپنا خون چوسا کر تمکو پالا ہے وہ میرا شاگرد ہے گود کا پالا ہے ونیز بانیان طلسم نے تمھارے طلسم کے حجرۂ بلا کا مجکو مالک کیا پھر جس کام پر کہ مین مامور ہون اُسکا پاس ضرور کرونگی شاگرد کا خیال نہ رکھونگی ہان ایک مرتبہ آکر فہمائش اُسکو کی جائے گی اگر مانے گا تو بہتری اُسکی ہے ورنہ سزا ے معقول دونگی تمھارے لکھنے کے موافق ایک ساحرہ جلیلہ کو روانہ کیا ہے کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلہ جاطلسم نور افشان وغیرہ کی بیان کر دیگی مگر تمکو یہ لازم ہے کہ اس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا ایسا نہو کہ عیار یا ساحرہ اُسکو قتل کر ڈالین اگر وہ قتل ہو گئی تو پھر کوئی جاننے والا حال طلسم نور افشان کا نہین ہے اور مین بھی پھر نہ بتا سکونگی واضح ہو کہ اس پتلی کے قالب مین اس ملعونہ نے وہ بیر بیٹھایا ہے کہ جو واقف حال طلسم نور افشان ہے اگر کوئی اس بیر کو جلا دیگا تو واقع مین یہ ماجرا مذکور نہ بتا سکیگی اس لیے اُسنے تاکید اُسکی حفاظت کی نسبت لکھی اور پھر یہ لکھا کہ اے فرزند تمھاری معشوقہ ملکہ ظلمات چہار حشم جس پر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو میرے سمجھانے سے تمھارے وصل پر راضی ہوئی ہے مگر اس شرط پر کہ وہ سلطنت طلسم کی چاہتی ہے اگر تم حیرت کو معزول کر کے تخت طلسم ہوش رُبا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر تمھارے برج دل مین آکر منزل کرے اور شب تار ہجران کو نور ماہ وصال سے منور و روشن فرمائے اور اس خورشید آسمان ساحری کو ایسا نہ جاننا میری شاگردہ ہے سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہے بس جو کچھ تمکو اس امر خاص مین منظور ہو مجکو اطلاع دو یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم موسیقار کو دیکر رخصت کیا کہ وہ شاہ مذکور کے پاس لایا وہ مضمون پر واقف ہو کر بہت خوشنود ہوا اور پھر نامہ یہ لکھا کہ مجکو بہزار جان قبول ہے کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو اپنے قدم گلرنگ سے رشک چمن بنائے بیت یار آنجا و من اینجا وہ چہ باشد گر فلک ٭ یار را اینجا رساند یا برد آنجا مرا ٭ یہ پیام جب دایہ ناکام پا چکی اُسنے ملکہ ظلمات کو کہ اسی حوالی مین رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی اُسنے فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑے جاہ و حشم سے کوچ کیا ہنوز وہ پتلی فرستادہ تاریک بھی شاہ جادوان پاس نہین پہونچی ہے اور یہ ساحرہ بھی رو براہ ہے مگر تتمہ حال کوکب سنیئے کہ قلعہ طلسم مین بانتظار خواجہ عمرو تشریف فرما ہے لیکن اُسکا ایک پیر بھائی برہمن روئین تن جادو نام ساحر ذی احتشام کہ سامری کو ابجد خوان اپنے دبستان کا جانتا ہے اور شہیال و جیپال کو طفل مکتب کی طرح مانتا ہو ۷ کشور سحر اُس سے ہے آباد ٭ ساحران جہان کا ہے اُستاد ٭ وہ ملک طلسم نور افشان مین اُس کے زیر حکم ہے جو الاؤ سے جمشید کے قریب تر ہے ایک سمت طلسم ہوشربا کے الاؤ ہے اور اُسکے آگے وہ ملک ہے جو برہمن کا دار الحکومت ہے چنانچہ بپاس خاطر کوکب وہ ہر وقت تاریکی اس امر کی خبر رکھتا ہے کہ ایسا نہو یہ بلا کچھ ضرر پہونچائے غرضکہ طائران سحر بڑے بڑے زبردست بیر بنکر الاؤ کے گرد رہتے ہین اسوقت بیرون نے جملہ کیفیت پتلی کے بھیجنے کی اسکی خدمت مین عرض کی اُسنے جملہ حال معلوم کر کے شاہ کوکب کو لکھا کہ

اے ظفر انویس دیوانکدہ محبت واے املا طراز لوح الفت حقیقت حال اس نحو پر ہے آپ ملاحظہ نامہ تو دو شمار سبق خوان کتاب یکجائی ہون کہ مجھکو کچھ صلاح کرنا ہی یہ خط بتلا جادو کا لیکر کوکب پاس گیا اُسنے نامہ پڑھکر پرواز کی اور اُسکے پاس آیا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا اور رکھا آپنے گل حیات کو لینے خزانہ مین رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہان سے کوئی اُسکو لے نہ سکتا شاہ جواب وہ ہوا کہ اے برادر بیابان عجائب بادشاہان طلسم بنواتے ہین اُسمین عمدہ اور عجیب اشیا رکھواتے ہین مین نے بھی ایسا ہی کیا ہی اور بہت احتیاط سے وہ رکھا ہی کیون اُسکی نسبت تمھین کیا اندیشہ ہی اُسنے سارا ماجرا تاریک کے پتلی بھیجنے کا بیان کرکے کہا کہ جلد تدبیر کرو ورنہ پتلی حال مرحلہ جات طلسم اور مقام گل مذکور بتلا دیگی جہانگیر اُس پتے پر چڑھ آئیگا طلسم پر آفت آئیگی بادشاہ نے یہ تقریر سُنکر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ اے بھائی اب اُسکی تدبیر تمھین کچھ کرو مجھسے تو کچھ نہین ہو سکتا ہے برہمن یہ سُنکر منتحیب تفکر ہوا اور بعد کچھ دیر کے آدم ماش نکالکر ایک پتلا اُسکا بنایا اور افسون دم کرکے جلایا اور شاہ کو دیا کہ اپنے مقام پر جاکر جلد تر اُس پتلے کو روانہ کرنا کیونکہ پتلی بارگاہ فراسیاب مین پہونچگئی ہوگی ایسا نہ ہو کہ وہ حال بیان کرچکے یہان سے اسلیے پتلا مین نے نہین بھیجا کہ شاید تاریک راہ مین پکڑ لے پس تم اس راہ اُس کو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہین کوکب شاد ان و فرحان پتلے کو ساتھ لیکر قلعہ اکو کبیہ مین آیا اور حکم دیا کہ اے سحر کے پتلے جلد جاکر تاریک کی پتلی کو ہلاک کر پتلا پرواز کرکے چلا یہ تو اُدھر سے آتا ہی مگر اتنے عرصہ مین وہ پتلی بارگاہ شاہ جادوان مین آکر پہونچی مجلس عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صداے خلخال و پازیب کان مین آئی جھنکار گھنگرو ؤن کی سُنکر سب نے آنکھ اوپر کو اُٹھائی دیکھا کہ ایک تخت یاقوت نگار پر زن حسینہ و جمیلہ سوار ہی حسن زیبائی اُسکے عجب بہار ہے زلف عنبر بیز کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر روے منور کے مقابل شرمندہ بدر حبہ بہت دل عاقل موشگافی کرے تو بالون کی صفت شاید کرسکے دیار ظلمت مین بغیر اعانت خضر رخسار سکندر فطرت قدم نہ دھر سکے جبین روشن مطلع دیوان نور رنگ صبحان عالم غیرت سے مقابل اُسکے کافور صفحہ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب زیبائی مصداق طلوع صبح خوشنمائی وصف ابرو مین نیا شاخسانہ ہے برات عاشقان پر شاخ آہو اُسکے اشارے کا بہانہ ہے ہلال عید درد دل کی دوا مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا پل کشتی قلزم حیات عاشقان لب تا مل ترکان چشم شمشیر زنی مین طاق قبضہ مین اُنکے جان آفاق ساقی بزم بیخودی ہمیشہ جان رنگین انجمن دلبری طائر ہوش کیلیے صیاد مژگان دام بردوش مرغ جان کب اُس سے آزاد خنجر ایماد اشارہ تیز کیے خون عاشقان سرخی چشم گردن پر لیے بینی موج چشمہ نور یا طور پر شعلہ طور رکان حسن و خوبی کی کان رخ مصفا پر قربان عاشقون کی جان دہان تنگ مثل عنقا معدوم راز نہان نقطہ موہوم لب وا کرے تو میم و وہم ہو گوہر دندان نقطہ بے دہن جسم ہو بیاض گردن صفحہ اسم طفلک خورشید کو لوح تعلیم کیا وصف اُسکا بیان ہو کہ نظم

تابع ہے ہر ایک حسین خوشرو
گردن ہے صفا مین شاخ بلور
آتا ہے جھکا کے گردن آہو
پروانہ ہے جسپہ شمع کافور
الماس تراش ہین وہ بازو

ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو — کیا ساعد صاف نازنین ہے — یہ سیم تو کیسہ آستین ہے
پالے سے عیان قمر کا جوبن — فانوس مین ہے یہ شمع روشن — کف حسن مین برگ گل نما ہے
رشک رگ گل ہر اک خط ہے — سوتی ہے جو پشت دست تابان — انگشت برنگ شاخ مرجان
پنجہ کو وہ نور نور جاوید — پھر جائے گرے جو پنجہ خورشید — القصہ وہ شاہد طرحدار
خوبان زمانہ کی تھی سردار — لکھتا مین ضرور یان سراپا — پر خوف ہے طول داستان کا

وہ بانی صد جور و ستم بیرنگ تبسم تخت سے اُتر کر خرامان خرامان سامنے شاہ جادوان کے آئی اور گردن بہر تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اُسکو کرسی زرین پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حسن بینظیر کو اُسکے ملاحظہ فرمایا تعریف حسن لب سے واہ نکلی اور جگر سے آہ نکلی محو آئینہ رخسار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا بے اختیار زبان پر لایا اور دل اپنا ہم سخن ناشنو کو بنایا

فیصلہ کیا ہوا جان بسمل کا — موت رخ دیکھتی ہی قاتل کا — اپنے مٹنے کی کچھ نہین پروا
آپ دیکھین تو حوصلہ دل کا — ملکے تلوون سے ہنس کے کہتی ہین — تھا زمانہ مین شور اسی دل کا
آپ کو کھو کے تمکو ڈھونڈھ لیا — حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا — ذکر غم بزم یار مین زیبا
رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا

شاہ جادوان نے جب یہ صورت شہزادہ پر شوکت کی دیکھی تسلی دی کہ اے حیرت زدہ آئینہ نیرنگ حسن سیماب وار بیقرار نہو آج شب کو اس محبوبہ سے ہمکنار ہونا وہ نازنین گلبدن بھی بایمائے بادشاہ شہزادہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہو کر عشوہ گری دکھانے لگی اور ہر ایک ناز پر ہوش مغز بیجانے لگی شاہ جادوان نے اشارہ کیا کہ ساقیون نے جام بادۂ ارغوانی سے شہزادہ اور اس شراب حسن سے مخمور کو مست کر دیا حالت مستی مین کچھ کسی کا پاس و لحاظ نرہا دونون سرگرم اختلاط ہوئے باہین گلے مین ڈالدین رخسار پر رخسار رکھدیے یہ بارگاہ ساحران ہمیشہ ہی انکے آپ گل مین ہی سب ساحر اس نازو انداز کو دیکھکے ہنسنے لگے شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی عجب صحبت تھی رنڈیان نوجوان رقص مین اپنی آن و ادا دکھاتین جو منون کے ہم بہار کمر کو لے کی پھڑک پر دل اہل انجمن لبھاتین جب وہ پتلی خوب مستی مین بھری چاہا کہ حال طلسم کو کب بیان کرکے شہزادہ کو تخلیہ مین لیجائے حکم اپنی مالکہ کا بجا لائے نیس لب شکر بیز کو اُس طوطی سرو بستان حسن نے سطرح کھولا کہ اے شاہ جادوان جب سرحد نور افشان پر کوئی شخص پہونچے تو جانب دست راست جائے لیکن وہ یا تو خود ساحر زبردست ہو یا اُسکا کوئی ساحر معین و سرپرست ہو ورنہ ملازمان کوکب اُسکو جانے نہ دینگے اور بڑا فتور برپا کرین گے چنانچہ جب سمت دست راست وہ روانہ ہو تو ایک بیابان اُسکو ملیگا کہ نام اُسکا بیابان تاریک ہی وہ تاریکی وہان ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا ہی زمین تا آسمان کچھ نظر نہیں آتا ہی گویا زمانہ کسی کے غم مین سیہ پوش ہوا ہی یا ملک عدم کا وہ جنگل نا کہ ہیں نہیں سپہر کو اُس بادیہ ظلمت کے اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے ایک گنبد دکھائی دیگا اس گنبد مین تیغہ جمشیدی اور چراغ جمشیدی رکھا ہوا اور مالک اس گنبد اور اسباب کا ایک ساحر ہی جو موسوم جا ... نام ان کو سطرح تسخیر کرے کہ گنبد تک ... ہرچند اسم بلند ...

لکھے ہین وہ اسم چند بار ورد زبان کرے دروازہ گنبد کا کھلجائیگا اور اندر سے جو ہوم نکلیگا اس سے کہے کہ بعظمت
تاثیر اسمائے جمشیدی تو مجکو اندر گنبد کے لیچل اور تیغہ اور چراغ مجکو دے وہ بعد عذر بسیار گنبد کے اندر لیجائیگا اور چراغ
و تیغہ حوالہ کریگا پس اسی چراغ کی روشنی مین اول طلسم کشا صحرائے تاریک مین داخل ہو بعد اسکے لشکر اُسکا داخلہ کرنے
اُس بیابان کا مالک سرحد دار ہیلی پوتیس جادو نام ساحر زبردست و ذی احتشام ہی کہ لشکر ساحران لیے ایک مقام
پہ اُس صحرا مین اترا ہوا ہی اور بسبب اندھیرے کے نظر نہین آتا ہی چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اُسکا دکھائی دیگا
پس طلسم کشا تیغہ جمشیدی سے مقابلہ وہان کرے اور سرحد دار کو قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے
اُس پتلی نے یہانتک اس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا شاہ جادوان اور سب اہل انجمن چپ
بگوش دل کہانی سُن رہے تھے کہ یکایک بڑے ہوا نعرہ ہوا الہ زبان اپنی نگاہ رکھ منم فرستادہ تاریک صنعت نقش
یہ نعرہ سُنکر پتلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب حضار ان مجلس کھڑے ہوگئے ناگاہ ایک جوان حسین با فر و تمکین
روئے ہوا سے نیچے اُترا عجیبی وہ پتلی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ یہ صاحب جمال تھا برس اٹھارہ ایک کا سن و
سال تھا ماہ طلعت مہر رفعت راحت دل مرہم روح بسمل سلطان حسینان زمان خسرو پری رخان غواص دریائے
دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ پر قادر فرمان فرمائی مین نادر شاہون مین جمشید ستارون مین خورشید
کلاہ و گوہر آگین سر پر قبائے جواہر دوز دیبر زر در بر از پا تا سر محبوب و دلبر کہ غزل

گل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن
گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن

مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین
سیمبر سیراب طبع و سیم ساق و سیمتن

نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر
غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن

زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین یہ چارون غلام
مشک تبت مشک چین مشک خطا مشک ختن

مبتلا ہسون کے جو ہوتے وہ ہین اے نظیر
بیقرار و دلفگار و خستہ جان و بے وطن

پس اُس شہریار کشور خوبی نے اُس پتلی سے قریب آکر کہا کہ اے جان جہان و آرام دل مشتاقان تم یون بیباکانہ
پہلوئے غیر مین بیٹھی ہوئی راز طلسم جلیسہ عام بیان کر رہی ہو ہمارا ذرا بھی خیال نہین یہ کہکر قریب اُس کے
اُٹھ گیا جہانگیر یہ سمجھا کہ اسکی زوجہ یہ نازنین ہی پس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم اسی دھوکے مین ہی کہ
یہ فرستادہ تاریک ہی اور وہ پتلی سہمکر منہ اُس فرستادہ کا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مار کر بھاگے مگر اُس
جوان حسین نے گردن مین اسکی ہاتھ اپنے حمائل کرکے لب سے لب ملا کر ایک بوسہ اسکے لب رنگین کا لیا وہ
سوز و درون حسرت بوسہ مین رکھتا تھا کہ بموجب مطلع و لمبن پوشیدہ تب عشق نہان رکھتے ہین ہم
آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین ہکو بوسہ لیتے ہی اس آتش خو نازنین شعلہ رو کے جسم مین گرمی
نے سرایت کی او منہ سے ناک کان آنکھ سے سرخ شعلہ آتش نکلا پھر تو یہ حال ہوا کہ بمقتضائے بیت قرب سرو چراغان ہے
سرگذشت اپنی :: کہ سیر دیکھنے مین شعلہ رو جلا کے ہمین :: سارا جسم اُس خورشید رو کا جلنے لگا دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہوگئی

یہ حال دیکھ کر افراسیاب گھبرایا کہ وائے حسرت و ناکامی یہ کیا ہو گیا اُدھر جہانگیر نے آہ سینہ سوزان سے
کی کہ افسوس میری معشوقہ بادشاہ طلسم حیرت مین کہ ہاے دایہ صاحبہ نے فرمایا تھا اس تیلی کے حافظ رہنا مجھسے
بڑی غفلت ہوئی اسی تحیر مین تھا کہ اس جوان نے نعرہ مارا منم فرستادہ برہمن روئین تن اس قحبہ کو تو جلا چکا
اب جہانگیر کو لیے جاتا ہون یہ کہکر جانب شہزادہ مذکور ہاتھ بڑھایا شہزادہ نے کھڑے ہو کر بقوت تمام ایک گرز دو دستی
مارا مگر گرز اُچٹ گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ جوان ضرب گرز سے پیوند زمین ہو گیا اور پھر نکلکر جانب شہزادہ جھپٹا
افراسیاب تخت پر سے اُٹھکر بیچ مین آ گیا اُسنے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا منھ سے اُسکے بجلی تڑپ کر نکلی اور
جانب فلک گئی پھر بادشاہ پر کڑک کر گری بادشاہ نے دستک سحر کی دی کہ بجلی سر سے رگڑ کھاتی ہوئی زمین
پر گر کے سرد ہو کے غائب ہوئی مگر سر اور منھ بادشاہ کا زخمی ہو گیا اور تاج سر سے اُتر گرد در گرا یہ تاج حکومت
طلسم ہے اسکی حفاظت ہزار ہا پیر کرتے ہین تاج کے گرتے ہی ایک تیلی زمین سے نکلی اور بنا زولداقرینہ اُس جوان
کے آئی ایسا حسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اُسپر مائل ہو کر لپٹنے کو چلا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ جوان فوارہ کی
طرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اُسکا اثر زہر مار زلف سے اُس دن سحر کے پانی ہو کر بہ گیا گو عشق مین اُس پیکر خوبی
کے ہمہ تن چشم بنکر رویا غرضکہ جب وہ پُتلا بہ گیا تیلی نے تاج بادشاہ کے سر پر رکھا اور غائب ہو گئی جہانگیر کو
بہت صدمہ تیلی کے جل جانے کا ہوا ناچ موقوف تھا دل بہلانیکا سامان کیا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان بھی رنجیدہ
ہوا کہ اب کس سے حال طلسم نور افشان دریافت کرون آخر یہ تجویز کیا کہ جسقدر تیلی نے بیان کیا ہے سبھی کی تدبیر
کرنا چاہیے شہزادہ کو چراغ اور تیغہ دلا کر اُس طلسم پر لیجانا لازم ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو از خود کوئی راہبر پیدا ہو جاویگا
اور پتا نخل حیات کا بتائیگا پس اسنے شہزادہ سے کہا کہ آپ اپنی معشوقہ کے جلنے کا بدلا لیجیے وہ رنجیدہ تو تھا ہی
آمادہ ہوا اور کہا اے بادشاہ تیاری کیجیے شاہ طلسم کارسازی لشکر اور درستی اسباب سفر مین مصروف ہوا اسکو تو
اس حال مین رکھیے لیکن بقیہ حال خواجہ عمرو نیک خصائل سنیے کہ یہ قلعہ خورشید سے جب نکلکر روانہ ہوئے تو
برق فرنگی بھی کہ نامہ وار کے ساتھ سے جدا ہو گیا تھا خواجہ کے ساتھ ہو لیا مختصر یہ کہ دونون صورتین بدلے ساحرون
کو راہ مین قتل کرتے داخل طلسم ہوشربا ہوئے اور باہم صلاح کی کہ کوئی ساحر جو طلسم مین جاتا ہو اسکے ہمراہ ہو کر
چلیں تو بھٹکتے نہ پھرینگے راہ مین ناظمان دربند جانے نہ دینگے غرضکہ متلاشی ساحر رہبر ہوئے چنانچہ
خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دوربین لگا کر یک نظر چار سمت دوڑایا ایک سمت دریائے نیل و قلعہ جات
طلسم نظر آئے ایک طرف کوہ بجز ہفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا ایک طرف بیابان وغیرہ طلسمات کے عجائبات
دیکھے اور ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا صحرا مین دیکھا یہ دونون کوہ سے اُترکر اُسی لشکر کی جانب چلے جب
قریب پہونچے دیکھا کہ خیام و سراپردہ زرین دور تک استادہ ہین جھنڈے بازار لشکر مین گڑے ہین طلایہ دار پھرتا
ہے ہر سمت ساحرون کا مجمع ہے سوارون کی لین پڑی ہے پیادون کے بستر لگے ہین جمعیت بڑی ہے خیمون مین
نقارہ ڈھولک بجتا ہے کڑھاؤ چڑھے ہین جابجا ہوم خانہ بنے ہین ساحر لوجا پاٹ کر رہے ہین لشکر کے قریب جو چشمے

بھرے ہین ان کے کنارے مردم لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہین کہین جادوگرنیان مصروف سحر خوانی ہین نیا جوبن ہے اُٹھتی جوانی ہے کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک مین اُسکے خیمہ کی طرف جکر لگا رہا ہے وہ بھی مسکراتی ہے اپنی ادائے دلبری دکھاتی ہے کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہے کسی کو قربت حاصل ہے نزدیک سے باتین کرتا ہے حوصلہ دل کا نکلتا ہے کوئی نامراد کسی کو دیکھ کر آہ سرد بھرتا ہے ہر جانب کھما گھم ہے کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دیکھنے سے جی لگتا ہے بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا استادہ ہے قبہ اُسکا سقف گردون سے باتین کرتا ہے قناتین جواہر دوز مین پردہ ہائے زنبوری جگمگ دمک مین ماہ عالم افروز مین سائبان زرلفتی سامنے اس بارگاہ کے کھنچا ہے سلک گوہری کا اُسکی جھالرون جلوہ ہے نیچے اُس کے تخت عاج جواہر اندود گسترده ہے گرد تخت کرسیان بچھی جو چہرہ طاؤسی رکھتی ہین تخت کاؤسی کو شرماتی ہین اُس تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاج لباس پر زرادہ زرنگار زیور گوہر وجواہر زیب تن فرمائے جلوہ گر ہے فی الحقیقت معشوقون کی افسر ہے اُس نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو یہ غزل قطعہ بند نظیر کی نسبت اُس کے سراپا کے لکھی جاتی ہے

غزل

نظر پڑا ایک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنیئے تو میٹھی میٹھی
جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
یہ راہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے
لڑادے آنکھین تو بیحجابی کہ پھیر لیکے پلک نہ مارے
یہ منچلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ
گلے لپٹتے مین یون تتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی
نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے
نظیر سے جا پرے سرک جا بدل لے صورت چھپالے منھ کو

جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر آفت غضب خدا کا
پہ دل وہ پتھر کہ سر اُڑادے جو نام لیجیے کبھی وفا کا
کسی کو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسی کو گالی نپٹ لڑاکا
کہان کا اونچا کہان کا نیچا خیال کس کو قدم کی جا کا
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا
جو چیرا اُبھرا ابلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا
کہین جو چمکا چمک چمک کر کہین جو لپکا تو پھر چھپا کا
جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا نہ پھر آشنا کا
جو دیکھ لیو یگا یہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھڑا کا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اُس غارتگر کشور دل وجگر کو دیکھا اور اُسکے کر وفر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیون پر ہزارہا زن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہے کہ ایک ایک حشمت مین شاہون سے بہتر ہے بس یہ دیکھ کر **عمرو** متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا کہ بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہین اور تم لوگ مسافر ہو یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہے اور سفر کرنے سے اسکو کیا کام ہے اُسنے جواب دیا کہ اس شہزادی کو **ملکہ ظلمات چہار چشم** کہتے ہین شاہ طلسم ہوشربا نے اُسکو اپنے طلسم کے تخت پر بٹھانے کو بلایا ہے اسلیے اسنے کوچ فرمایا ہے اور اپنے مقام سے شاہ جادوان پاس جاتی ہے اور تاریک کے پاس سے آتی ہے **خواجہ** نے یہ ماجرا سنکر الگ جا کر برق سے کہا اسکو مار لینا چاہیئے ورنہ یہ آئندہ فتور برپا کریگی یہ کہکر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریوزہ گر کی شکل بنا یعنی تہمد باندھ کر کشکول شانے سے لٹکا کر چھڑی ہاتھ مین لیکر صدا لگاتا لشکر کے بازار مین کوڑیان مانگتا سامنے اُس بارگاہ کے

آیا اور ملکہ کو دعا دینے لگا کہ سامری کی دیا ہے جمشید کی کرپا ہے میری لچھمی کے سب کام سپھل ہوں من کی
اچھا پوری ہو میری دھرماتما جگ جگ جیوے آج تو اتنا ملنے کا حکم ہو جائے کہ جبتک جیو رہے بیٹھ لے ساحرہ
نے اسکا سوال کرنا سُنکر بغور اسپر نظر کی سحر نے اُسکے اُسکو خبر دی کہ یہ عمرو عیار ہے بارادہ قتل تیرے آیا ہے بڑا
مکار ہے یہ معلوم ہوتے ہی اسنے صندوقچہ طلب کر کے کھولا اور ایک مٹھی اشرفیوں سے بھر کر کہا کہ اے فقیر لے خواجہ
بھی اُسکی نگاہ بد پہچان گئے اور بخستی وہوشیاری دعا دیتے قریب جاکر ہاتھ پھیلا کر گویا ہوے کہ تم جیتی رہو لاؤ
اُسنے ہاتھ میں اشرفیاں دیکر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈالدیا خواجہ کا ہاتھ چکنا تھا کن دیکر انھوں نے چھڑایا اور ڈھیلی
کھا کر ایک دولتی اُسکے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری لوگ اسکے اُٹھانے کو دوڑے خواجہ نے جست کر کے چند قدم
پر جاکر گلیم اوڑھ لی کہ لشکر ساحران دور تک ہے میں بھاگ نہ سکونگا غرضکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوے
اور ساحرہ کو اُسکے ملازموں نے اُٹھایا مگر خواجہ نے صورت اپنی ساحر کی سی بنائی اور بازار میں لشکر کے پھرنے
لگے اُدھر ساحرہ جب سنبھلکر بیٹھی سحر نے اُسکی خبر دی کہ عمرو ساحر بنا بازار میں پھر رہا ہے اُسنے ایک گھوڑا ساز زرّین
طلاکار سے آراستہ کرا کر ساحر معتبر کے ہمراہ روانہ کیا کہ جاکر عمرو کو باعزاز تمام میرے پاس لاؤ ساحر مرکب لیکر بازار
میں خواجہ پاس آیا اور تسلیم کر کے پیام دیا کہ چلیے ملکہ ظلمات نے آپکو یاد کیا ہے عمرو نے چاہا کہ بھاگ جاوں لیکن ساحر
سامنے کھڑا تھا ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا مرکب پر سوار ہو کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اور باصد عظمت
کرسی پر بٹھایا پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا اس صندوقچہ میں ہزار در ہزار سحر ہیں بس آپ کو مناسب
ہے کہ میرے اوپر عیاری کرنے نہ آئیے گا ورنہ بہت پچھتائیے گا خواجہ نے بجواب ان باتوں کے فرمایا
کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے کہنا میرا مانا بس زر و جواہرات بہت کچھ منگا کر دیا خواجہ
نے کہا اے ملکہ دیکھیے یہ آپ کے پس پشت کون استادہ ہے اُسنے یہ سُنکر پیچھے پھر کر دیکھا انھوں نے وہ صندوقچہ جو
اُسنے دکھایا تھا اُٹھا کر زنبیل میں رکھا اور کہا ہم جاتے ہیں ساحرہ نے یہ سُنکر ادھر دیکھا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا
ساحرہ نے اسوقت خیال کیا کہ یہ سمجھانے سے نہ مانیگا اور کیونکر فہمائش تیری قبول کریگا عمرو دعویٰ مقابلہ شہنشاہ ساحران
رکھتا ہے بس یہ سوچکر دو ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ جس مقام پر اس نا عیار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ ساحر بحکم تلاش کنان روانہ
ہوے اسطرف عمرو ساحرہ پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کسی طرح اس قحبہ پر
قابو نہیں ہوتا ہے اور جس صورت سے سامنے جاؤ پہچان لیتی ہے ملکہ لشکر میں پھرنے سے اسکو ہماری خبر ہوتی ہے یہاں ٹھہرنا
بھی مناسب نہیں ہے یہ کہکر دونوں لشکر سے صحرا میں لے آئے اور کچھ دیر میں ایک طرف جو دیکھا تو دو ساحروں کو دیکھا
کہ کسیکو ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ دیکھکر انکو یقین ہوا کہ ہماری تجسس میں ہیں بس دونوں نے صلاح کر کے صورت اپنی بدلی عمرو تو
گرو بنا اور برق چیلا ایک جگہ زیر درخت دھونی لگائی اور ایک لنگوٹا باندھکر کنارے اُسکے بیٹھکر گانجا ملنے لگے ہاتھوں میں
دونوں کے کڑے لوہے کے پڑے تھے دستینے سامنے کھڑی تھی گرو کی ڈاڑھی تابناف تھی چیلے کے چار دن ابرو صاف تھے لنگ
گھوڑی زنبیل سے نکالکر کھونٹی تھی کہ وہ چرتی تھی اسصورت سے بیٹھے تھے کہ وہ دونوں ساحر ادھر آئے اور انکو دیکھکر پکارے

کہ باباجی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہین آیا ہے انھون نے جواب دیا کہ بجا ہمنے تو نہین دیکھا آؤ چلم پیو پھر چلے جانا وہ
دونون دھونی پاس آکر بیٹھے انھون نے چلم مین بیہوشی بھر دی کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئے انھون نے دونون کے
سر کاٹ ڈالے شور اُنکے مرنیکا بلند ہوا اور رہرون نے یہ خبر ظلمات کو پہونچائی کہ اسطرح عمرو و برق نے تیرے
ساحرون کو مار ڈالا یہ معلوم ہوتے ہی اسکو غصہ آیا اور برق بنکر چلی خواجہ اور برق دونون ساحرون کو قتل کرکے وہ
اسباب جو ہر عیاری زنبیل سے نکالا تھا زنبیل مین ڈھکر جھولیان اُن مقتولون کی تلاش کر رہے تھے کہ یکایک ایک
بجلی کڑک کر گری اور دونون کے گردن و کمر مین زنجیر بنکر لپٹی اور لیکر بلند ہوگئی یہ دونون بیہوش ہوگئے پھر جو
آنکھ کھلی اسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آئی تھی اور ظلمات کو بیٹھے پایا اور اس ساحرہ نے بہت کچھ انسے عتاب
وخطاب کیا پھر ایک قفس آہنی منگاکر دونون کو اُسمین بند کیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکالکر اُس قفس کی کھڑکی
سے مس کرکے ایک ساحر کو کہ متین جادو نام رکھتا تھا بلاکر وہ نقش حوالہ کیا اور کہا یہ نقش جمشید کا لکھا ہوا ہے
جبتک کہ اس قفس سے مس ہوگا یہ نہ کھلیگا بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھو اور ان دونون قیدیون کو بھی
لیجاکر اپنے پہرے مین کرو ضرور اور بہت ہوشیار رہنا اور کسی کو قفس کے نزدیک نہ آنے دینا ساحر مذکور بموجب حکم
قفس مقیدان کا اور نقش لیکر اپنے خیمہ مین آیا اور جہان سوتا بیٹھتا ہے اسی جگہ سقف خیمہ مین لٹکایا اسطرح کہ سینہ کے
مقابل قفس رہے غرض جب ساحرہ عیاران موصوف کو قید کر چکی نقارہ کوچ کا بجواکر جانب شاہ جادوان چلی اور
بعد قطع منازل وطے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی شاہ جادوان کو پہونچائی بادشاہ
بسبب آنے جہانگیر کے باغ سیب مین نہ گیا تھا اسی لشکر مین تھا اور شہزادہ مذکور کو طلسم نور افشان پر بھیجنے کی
تدبیر کر رہا تھا جب خبر آمد ظلمات اُسنے سنی جملہ سردارون کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین اور یہ بھی کہا کہ سب
ساحران جلیل القدر اس ملکہ کو میری بی بی سمجھکر تسلیم کرین یہ کلمہ جو ملکہ حیرت نے سنا تیوریان چڑھاکر پوچھا
کیون صاحب یہ محل تمنے کب کیا تھا اے میان جیبدن کسے مین نگوڑی نصیبون جلی تمھارے گھر پڑی جلتی رہی
مین کیا خوش ہوئی جو دوسری آکر خوش ہوگی وہ تو کہو میری تقدیر سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہین تو وہی ٹوکری
لا چین وتاجداری تمکو نصیب تھی یہ میرے ہی جوتیون کا صدقہ ہے جو تم بادشاہ بنے میری تقدیر مین ہے تو
ہر جگہ چین کرونگی تم مجھکو جلاؤگے کیا میری پاپوش کی نوک کی جھوک پر یہ سلطنت ہے جہان جا بیٹھونگی لالون کی
لال رہونگی مین کیون کسی الزادی کو سوت بناؤن یہ تو وہی مثل ہے کہ گر تار مان نہ کرتا لشیان جو تمھارے ہین
رہے وہی جانے وہ جو کہتے ہین کہ موزے کا گھاؤ میان جانے یا پاؤن افراسیاب نے یہ تقریر سُن کر تیوری بدلکر
جواب دیا کہ اے جی یہ بدزبانی تمھاری مین بہت اُٹھا چکا ہون مین ہی ایسا ہون سامری کی قسم مردہون جو الف سے بے
نہین کہتا ہون کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کہو عورت کو اس مقدمہ مین دخل دینے سے کیا مطلب مرد
سو سو رنڈیان کرتے ہین بادشاہون کے سیکڑون محل ہوتے ہین تو کیا انکی بیبیان نکل نکل جاتی ہین یہ کلام جو
حیرت نے سنے اور ناک کاٹنے کا نام سنا ایک دوہتڑ اپنے منھ پر مارا اور کہا مین خاک مین لاؤن اُس مرلیے کو

جو میری ناک کا نام ہے سامری اسکا ستیاناس کھوئین لو صاحب ابھی سے اس سوت حرامزادی کا ایسا پیارا ہوا کہ اُسکے بدلے ناک ہماری کٹنے لگی ہین اُسکو اپنی ایڑی چوٹی پر صدقہ اُتا رون اُسکو وہان تصدق کر دون جہان میری دائی نے ہاتھ دھوے ہون اس مردوے کی تو وہ مثل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ ابھی اُسکی صورت نہین دیکھی اور اُسکے عوض پھیپھڑا تلنے لگے ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوے جب وہ گلے لگ کر سوئیگی اُسوقت تو میان اپنے ہو تو ن سو تون بھری ناک کاٹین گے مین مردار کے منھ کو مشکل اتوار ساٹ جھاڑو ین ماردن ناصاحب مجھ سے تمسے نباہ نہوگا شاہ نے یہ سُنکر گھر کا کہ بس چپ رہ نہین تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا تو نے مجھکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے بہت چل نکلی ہے جو تڑ تڑ بکے جاتی ہے یہی شرط ہے کہ حکم دون جلاد کو ابھی سر تیرا کاٹ ڈالے ملکہ مذکور یہ سُنکر تخت سے اُتر کر پیٹنے لگی کہ آگ لگا دون اس سلطنت کو اور بھاڑ مین جلے تیرا ساتھ اب کنیزین اور جادوگرنیان معز بیچ مین آگئین بادشاہ مارنے اُٹھا ہر ایک سمجھانے لگی کہ اے میان جانے دیجیے حق بجانب ملکہ ہے کہ آپکے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہا کوئی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے بعض عورتین ملکہ کو سمجھانے لگین کہ اے بی بی بہت مرد کے منھ نہین چڑھتے یہ سب جانتے ہین کہ جو تم ہو گی اور کوئی نہو گی ایسی دنیا یا بیسیون آئینگی اور چلی جائینگی اور بی بی اُسکا برا ماننا کیا وہ مرد ذات ہین ایک جوتا چڑھاتے ہین ایک اُتارتے ہین اور انکو تو سامری نے چار پیسے دیے ہین والی ملک کیا ہے یہان تو غریب آدمی جنکو اس بات کی لت ہے لنگوٹی مین پھاگ کھیلتے ہین پھر بیویان صاحبزادیان جلتی ہین اور بھرتی ہین لے آداب جانے دو یہ کہکر بعض بادشاہ طلسم کے قدمون پر گرین کہ اے مین داری میرے بھولے کنور کنہیا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا اسکا دل تھوڑا ہے بادشاہ بحالت غضب تھرّاتا ہوا جا کر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتین سمجھا کر وہان سے لے چلین اسوقت اس صاحب حسن کا اور ہی نقشہ تھا اُس بگڑنے سے دونا بناؤ ہویدا تھا ہونٹھ غصہ سے تھرّاتے تھے برگ گل کو باد خزان جنبش دے رہی تھی حرارت غیظ سے لب کا نیلا ہونا مجلس حیران ہونٹھون پر گویا آراستہ برگ سوسن کا نقشہ ہویدا یاقوت کا نیلم بنا پیدا مستی کی آداہٹ اُس پر شیدا زلفین پریشان ہو کر تمام رُخ پر بکھری ہوئی اور اسمین وہ چشم نرگسی مخمور رنج سے لال لال گویا میخانہ پہ کالی گھٹا چھائی تھی چہرہ تمتمایا ہوا تھا آفتاب تمازت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا سینہ کھلا ہوا پائنچے پائجامے کے چھوٹے ہوے سلوٹین رانون اور پیڑو اور پنڈلیون کی نمایان صفحہ کتاب جسن پر خطوط عبارت مستانہ عیان حاصل الامر ملکہ کو تو انیسین سمجھا کر ایک باغ مین کہ قریب تر اس مقام سے تھا لائین اور سامان آسائش مہیا کر کے وہان بٹھایا اُسکا رونا رشک سے بلبل انا کنیزون کا سمجھانا بیان ہو گا مگر کسرہ اران ذی مرتبہ تختہاے سحر پر سوار ہو کر برائے استقبال **ظلمات** روانہ ہوے اور اثنائے راہ مین جا کر اُس سے ملے ہر ایک نے گردن پے تسلیم خم کی نذر دی اُس نے خلعت نفیس سے مخلع کیا اور بجاہ و حشم سوار ہو کر چلی **افراسیاب** نے اور زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا ڈنکا نوبت نشان ماہی مراتب یساول و جوبدار تخت روان فوج بیکران بھیجی وہ ملکہ اس تجمل و حشمت سے سوار ہو کر چلی **ابیات**

آہستہ روانہ تھی سواری
رہرو گئے بھول طرز رفتار

ہر گام پہ نہر فیض جاری
بازار ہجوم سے لبالب

رستے ہوے بند لوگ بیکار
فیلون کی قطار خیل در کب

ممکن نہین کلک سے ہو تحریر
جتنے تھے ملازمان خاقان
تھے منتظم ادر آگئے آگے
پیتے ہوئے جا جہا سے زرین

سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر
جو خواجہ سرا تھے باوفا خاص
کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے
ہمراہ تھین پلٹنین رسالے

جتنے تھے مصاحبان سلطان
تھے اُنکے دلون مین نقش اخلاص
خدام و مصاحب و ارا کین
سردارون کے فوج سب حوالے

اسی جاہ و تجمل سے سواری تا بہ لشکر بادشاہ طلسم پہونچی بادشاہ منتظر بیٹھا تھا آنے سے اُس معشوقہ کے خود قریب ہوا دار گیا اور گود مین لیکر اُسکو اُتارا تمام فوج نے سلامی دی لشکر اُسکا اُترا جانب پڑا اتری کثرت فوج کی ہوئی ایک طرف لشکر جہانگیر کا ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی تیسری جانب فوج اُس ملکہ کی اُتری بادشاہ صورت زیبا اُس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھ غش کر گیا اور خاص بارگاہ ملکہ حیرت کے رہنے کی اُسکے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت نشینی فراہم کرکے روز سعید و ساعت حمید برائے جلوس مقرر فرمایا اس روز تجمل و زرشان بھی اسباب خرمی مہیا عشرت فراوان تھی نظم

وہ تخت کہ سلطنت تھی پابوس
گردون پہ نجوم جیسے ظاہر
کیا مہر تھی مُہر بادشاہی
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
خورشید فقط نہ زرنگف تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز
یہ تاج و نگین شہا مبارک
جھولی بھری زر سے ہر گدا نے
عشرت سے ہوا جہان گلستان

اک تختہ ہے اُسکا تخت کا وس
جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
نقش رقم جہان پناہی
دینے لگے نذر اہل دربار
بہرام تلک بھی سر بکف تھا
خدام تھے دست بستہ حاضر
پہونچی تا گوش زہرہ آواز
بخشش ہے یہ وقت شادمانی
محتاجون کو مل گئے خزانے

تھے ایسے جڑے ہوئے جواہر
ٹوپی مہ و مہر اچھالتے تھے
اللہ رے سرور قرب سلطان
لائی صدف اپنا دُر شہوار
جو گل تھا وہ زرنگف جدا تھا
دربار مین سب دو رستہ حاضر
باجون کی یہی صدا مبارک
باران کی طرح گہر فشانی
القصہ ہوا جو عہد سلطان

اسی جشن جلوس مین بادشاہ اس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہو کر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے ہٹا کر تخت ضیا بخشی عالم سے تغیر و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ مبین کا سریر چرخ پر جلوس ہوا نظم

اُٹھا ساقی ذرا پھر شیشہ و جام
ضیائے ماہ بھی صدقے تھی اُس پر
جو حاضر تھین پرستاران گلفام
پھر اپیر مغان نے کوٹ کر رنگ
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت

کہ پھر بن ٹھن کے آئی شاہد شام
اُٹھا وہ بادشہ آیا محل مین
کیے حاضر اُنھون نے شیشہ و جام
جیسے کشتی مین گلدستون کی صورت
فدا ہر جام پہ تھا جام جمشید
فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ

پری سر پہ ستارہ دار چادر
ہوئے شمس و قمر یکجا محل مین
عجب شیشہ سے نکلا ہو نکھر رنگ
مصفا مے سے شیشے بے کدورت
جما یا نشہ نے جب رنگ صحبت
نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ

نکالی نخل خواہش نے وہین شاخ
کہ دوڑے سوے پستان دست گستاخ
نہایت ملگجی بستر کی چادر
پسینے سے ہوئی محرم تلک تر
پری نے بال کھولے بہر پرواز
کلی دار اُسکا تھا جو پائجامہ
نہ تھا بوے چمن کو جبین رستہ
بشکل برج حوت اسکا تھا انداز
ہوا جب غنچۂ بستہ شگفتہ
صفت مین گلفشان ہی شاخ خامہ
دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
گری تب شبنم آب نہفتہ
بنی آغوش رشک برج مہتاب

یہ تو دونون سینہ بسینہ لب بلب مزے وصلت کے اڑا رہے ہین اُدھر باغ مین ملکہ حیرت کو غش پہ غش آرہے ہین عوض دور ساغر پیالہ چشم اشک سُرخ سے مملو یار کے بدلے درد جگر ہم پہلو رشک و حسرت انیس ندامت و رنج و فرقت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مہجور اور حرمان نصیب یہ زبان پر لاتی کہ بموجب

نظم

دیکھو تو خدا کے کارخانے
یان نالے ادھر ہین شادیانے
وہ تخت نشین تاجداری
وان گردش چتر سر پہ ہربار
ہمراہ ہمارے غم کا لشکر
یان فرش زمین و خاکساری
وان رقص وغنا سے گرم محفل
یان گردش بخت سر پہ دستار
جو چاہے خدا گلے کی کیا بات
فرمان پہ اُدھر تو مہر جاری
ہان یہ کہ وصال ہو ہمارا
وہ مالک فوج ہفت کشور
موت آئے اگر بلا سے چھوٹین
یان دل کی تڑپ سے رقص بسمل
یان سینہ مین داغ بیقراری
حاسد ہین ہزار دشمن جان
اب کون ہے صورت ملاقات
یون رفع ملال ہو ہمارا
اب کون وصال کے ہین سامان
دام الم وعنا سے چھوٹین

انیسین دمبدم صدقہ قربان جائین اس طرح سمجھاتین کہ بی بی ان مردون کی چاہت کا کیا اعتبار ہے جب تم ایسی پریزاد کو دم بھر مین چھوڑ دیا تو اس نگوڑی نئی نویلی کی کئے دن محبت یہ کھو ابھی نئے ارمان ہین کچھ دنون یہی کھیل سہی ایک انیس بولی کہ مین سچ کہون ابھی تو کچھ دن اُسکی چڑھی بارگاہ رہیگی پھر دیکھنا بات بھی نہ پوچھین گے دوسری نے کہا اے بوا تمھارے کہنے کی بات ہے ہماری ملکہ کی برابری وہ کیا چڑھ کریگی وہی مثل ہے نیا نو دن اور پُرانا سو دن انکا سنجوگ تو سامری نے شہنشاہ کے ساتھ اُتارا ہی ہے اے دیکھ لینا جو چار دن مین انکو نکالا نہ ملے اے تو سہی میرا نام جو منھ کالا کر کے دیس نکالا نہ ملے تیسری بولی کہ بہن میری بھی اسوقت کی بات لکھ رکھنا یہ بسوا جو آج تخت چڑھی ہین کل کو ئی دو کوڑی کے ان کے ہاتھ سے بیر نہ کھائیگا اسی گفتگو مین ایک مغلانی بولی کہ لے بی ایک میان جی میرے گھر کے پاس رہتے ہین ساہی کا کانٹا خوب پڑھتے ہین ملکہ عالم فرمائین تو پڑھوا لاؤن یہ سنکر آتو جی نے کہا ساتھ جمع ایتن اگر اُس سوت کا نام لیکر ملکہ نیم کی پتی اور نمک کنوئین مین چھوڑین یہ ایک برایک ہے فوراً وہ مالزادی نکل جائے گی یہ تو سب ہر طرح کی باتین بنا رہی تھین اور ملکہ چشم پرنم سے سیل اشک بہا رہی تھی آخر اُسی بیتابی مین عقل نے یہ راہ بتلائی کہ اپنی بہن ملکہ بہار کو بُلاؤن اور بطور مخفی اُسکی شریک ہو کر اس ظلمات کو راہ ظلمت عدم دکھاؤ یہ تجویز کر کے کنیزون اور انیسون سے کہا تمنے کیون بک بک کر کے میرا مغز کھایا ہے جاؤ اپنے اپنے مقام پر سو رہو مجھکو اکیلا رہنے دو زیادہ ہجوم سے میرا دم گھبراتا ہے دل اُلٹا جاتا ہے وہ سب عورتین یہ حکم سنکر اپنی اپنی جگہ پر چلی آئین ملکہ نے

باری ارنیون کو بھی ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھ کر لبسان شمع اشکبار ہو کر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ میرے ساتھ ماں کی کوکھ مین پاؤن پھیلانے والی اے میری ماں جائی اے میرے ساتھ کی دُکھ اُٹھائی اے میری جان جان و دل سے بہتر اے میری نور نظر لخت جگر تیری ماں جائی پر بڑی آفت آئی ہے گھر برباد ہوا جان لینے کے رنج نے دھوم مچائی ہے اے میرے کلیجہ کے ٹکڑے ذرا مجھکو اپنی صورت دکھا جا اے بہنیا ذرا مجھ تک آجا کہ ایک نظر تجھکو دیکھ لون پھر خدا جانے کہ مین جیون یا مرون یہ لکھ کے جوڑے سے ایک تیلی نکالی وہ لوٹ کر خوبصورت پری بنگئی اُسکو وہ خط دیکر کہا جہان میری بہن ملکہ بہار ہے وہان لیجا تیلی اُڑ کر چلی ملکہ بہار اسوقت دربار سے اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آئی تھی کہ تیلی اسی بارگاہ مین آکر اُتری اور ملکہ کو سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے پڑھکر تیلی سے سب پتا اور نشان اُس باغ کا کہ جہان حیرت ساکن ہے دریافت کیا اور کہا تو جا کر کہدینا کہ مین آتی ہون تیلی یہ جواب لیکر پھر گئی اور حیرت سے جا کر بیان کیا اُسنے تیلی کو اُٹھا کر پھر جوڑے مین رکھ لیا اور منتظر بہار بیٹھی مگر بہار بارگاہ سے اُٹھ کر ملکہ مہرخ کے پاس آئی نامہ حیرت دکھا کر اجازت جانے کی مانگی ملکہ مہرخ نے ضرغام وجانسوز کو بلا کر مشورہ لیا انھون نے عرض کیا کہ بہتر ہے ملکہ بہار جائین اور اپنی بہن کو سمجھائین کیا بعید ہے جو وہ ہماری شریک ہو جائے اور ہم مین سے ایک عیار ملکہ موصوفہ کے ہمراہ جائیگا اور انکا معین وہان رہیگا یہ کہکر وہان سے علٰحدہ جا کر ایک زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا نہایت شوخ و چنچل جس کے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پر مسی کی نمود برگ گل پر عکس سوسن کبود دست و پا حنا آلودہ خون کن خاطر گلرخان لباس پر زر پر ذرا عاشقون کی جان سادی بجلیان کانون مین لطافت جان پاکیزہ ان موتیون کے دانون مین پائجامہ مشروع کا پاؤن مین کامدانی کا دوپٹہ سادہ سر پر لادا اُن پر اُسکی تصدق ہر دلبر یاسمن بر غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر کہ بموجب

ابیات

گل رویت عرق کرد از مے ناب
ز شبنم تازہ شد گلبرگ سیراب
بنازان چشم را از خواب بکشاے

ہمان بہتر کہ باشد فتنہ درخواب
تعالی اللہ چہ حسن ست اینکہ ہر روز
دہد سر پنجہ خورشید را تاب

جو در سر سیل ابروے تو دارد
سر او کے فرود آید بہ محراب

اس صورت خوب وحسن مرغوب پر درست ہو کر سامنے ملکہ بہار کے آیا اُسنے مطلق اُسکو نہ پہچانا یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی ملازم یا خواص ہے غرضکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر سحر پڑھکر ایک تخت تیار کیا اور اُس تخت پر بیٹھکر مع عیار مذکور و چند کنیزان کے حکم فرما ہوئی کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت ہے وہان پہونچے تخت سب کی نظر سے غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے سبکے اسی باغ مین اپنے تئین دیکھا کہ جسمین ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہان بیٹھی تھی اسی بارہ دری مین یہ سب پہونچے حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی صورت دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور گود پھیلا کر آگے بڑھی کہ میری آنکھون کی ٹھنڈک میرا دل تجھ بغیر تڑپتا تھا بہار نے سر سینہ سے لگا دیا اُس نے بلائین لین اور سر سے سر اُتارا پھر رونے لگی ملکہ نے کہا باجی اماں آخر کہو تو کیا ہوا اُسنے کہا اے بہنی یہ بھی میرا مقسوم تمھارے دولھا بھائی نے رنڈی کی ہے ہم کو دودھ کی مکھی ایسی جا نکر نکال دیا اے جانی میرا دل اُلٹا ہوا جان دینے کو جی چاہتا ہے وہ جو مثل کہتے ہین کہ لاٹھی مارے پانی جُدا نہین ہوتا

مین نے چاہا کہ تجکو ایک نظر دیکھ لون یہ کہکر جملہ کیفیت رو رو کر آنے ظلمات کی اور تخت نشینی اُسکی بیان کی
بہار نے یہ کہا اے باجی مین تمھاری چھوٹی ہون اور تم کہو گی کہ مجھپر یہ سانحہ جو گذرا اس سبب سے یہ بھی کہتی ہے قصور معاف
مین تو سچ کہون میرا شوہر جو رنڈی کرتا تو اُسکے منھ کو جھلسا دیتی سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا بھڑوے تیری یہ راہ ہے
میری یہ راہ ہے اور اے باجی مجکو جو تم نے بلایا ہے تو مین دولھا بھائی کا کیا کرونگی اگر لڑنے کو کہو تو مین مدت سے لڑتی ہون ہان
اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہو جاؤ تو وہ اس قحبہ ظلمات کی ناک چوٹی کاٹین اور شہنشاہ کو بھی ناک چنے چبوا دین اور
اے میری مان کے برابر یقین جاننا کہ مین جب سے شریک خواجہ سلامت کی جا کر ہوئی ہون ہر وقت تمھارے چھوٹے کا خیال
رہتا ہے کسی وقت آنسو نہین تھمتا ہے باجی اپنے دیدون کی قسم تم بڑی سنگدل ہو کہ بُرے دل سے بھی کبھی یاد نہین کرتی ہو
اچھا اب ان باتون کو تو جانے دو لو آؤ اُٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ مین چلو مین تم کو تخت حکومت پر بٹھا دکھی دولھا بھائی
کو بھی قدر و عافیت کھلجائیگی کہ ہان کسی کو جلانا ایسا ہوتا ہے اور رنڈی بازی کا یہ مزا ہے اور دوسرے مین سچ کہون
مجکو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہے اے بہن اُس دین مین حرام نہین کرتے ہین اکیلے خدا کو پوجتے ہین جادو
کرنے والے کو نام دھرتے ہین غریبون کے حال پر ترس کھاتے ہین ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے
ہین عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہین اور باہم الفت محبت ہوتی ہے ایک دوسرے کی مصیبت مین کام آتا ہے اور جو
کچھ بڑائی اس دین کی ہے مین بیان نہین کر سکتی حیرت نے کہا بیٹی یہ تو سچ کہتی ہے لیکن مین تو مان باپ کی لاج کرتی ہون
جب تو اس موئے کا ساتھ کر کے مصیبت بھرتی ہون اور دوسرے یہ کہ خواجہ صاحب کو بھی یہ موئی ظلمات پکڑ لائی ہے
اسکے ساتھ برق فرنگی ہے اگر خواجہ یہان آتے تو مین اُنسے کچھ شرطین کرتی یہ اُسکا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ
بہار کے آیا ہے قریب ملکہ آیا اور کہا حضور خواجہ کے قید رہنے کی جگہ بتلائیے تو مین چھڑا لاؤن حیرت نے پوچھا تو
کون ہے اُسنے کہا مین ضرغام عیار ہون حیرت کو اسکی صورت دیکھکر حیرت ہوئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہے
بس اسنے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہے اسمین متین جادو رہتا ہے اُسنے قفس جسمین عیار ہین اپنے سینہ کے
مقابل لٹکایا ہے کئی سو ساحرون کا خیمہ پر پہرا ہے اندر خیمہ کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہے اگر کوئی اُسکے پاس جائے تو
دھارا نہ جائیگا اس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑانیکا قصد کرے تو اول کسی تدبیر
سے نقش جمشیدی اس سے لے کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بغیر اُس نقش کے لگائے نہ کھلیگا جب نقش عیار حاصل کر لیگا تو اسکی
تاثیر یہ بھی ہے کہ خواجہ وغیرہ کو کوئی باہر خیمہ کے آتے نہ دیکھے گا ضرغام یہ حقیقت سنکر گویا ہوا کہ اے بی بی مین ابھی
جا کر خواجہ کو لاتا ہون حیرت نے کہا یہان سے نہ جاؤ اپنی جگہ پر سے جانا عیار مذکور تامل پذیر ہوا ملکہ بہار بھی کچھ دیر
ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی ضرغام باغ سے باہر نکلگیا تخت سحر پہ نہ بیٹھا ملکہ نے تو سحر پڑھکر لشکر مین
اپنے تئین پہونچایا اور اُسنے لشکر الملک ظلمات کا راستہ لیا اور اسی خیمہ متین کے پاس حسب نشاندہی حیرت آیا یہان
دربانون نے روکا یہ زن حسینہ تو بنا ہوا تھا ہی اُسنے گویا ہوا کہ موؤ کچھ شامت تمھاری آئی ہے مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے
لو دیکھو سمجھو یہ کہکر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ اے متین ہم نے حسن انتظام سے

بہت خوش ہوے ازبسکہ تم بسبب حفاظت قیدیان شریک جلسۂ عشرت شادی نہوسکے اسیلیے رتبہ بھی تمھارا افزون کیا گیا کہ جسکا حال آیندہ تمھین ظاہر ہوگا اب یہ عطیۂ عوت کیلئے تمھاری بھیجا ہے یہ مضمون اُس کاغذ کا دیکھ کر دربان تو خاموش ہوے اور یہ اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ بہت آراستگی ہے شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین فرش پُرتکلف بچھا ہے پلنگڑی پر جواہر کی ساحر لیٹا ہے قفل اُسکے سینہ پر ٹنگا ہے یہ دیکھ کر اسنے آگے جاکر ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھدیا مستین کچھ نیم خفتہ تھا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا آنکھ ملکر جو دیکھا تو بالین پر آفتاب محشر نظر آیا جس نے خواب عدم سے فتنۂ خفتہ کو جگایا کتنون کو خوابگہ گور مین سلایا یعنی ایک نازنین شوخ و بیباک قاتل خلق پر فن اور سفاک کہ بموجب

بیت این دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے + ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا + باین تشکل و شمائل وہ قمر پیکر میرے سامنے کھڑی ہے شمع و چراغ کو بھی لو اُسکے دیدار کی لگی ہے فروغ و ضیاے رخسار شمع کی روشنی کو اندھا بناتی ہے چھوٹ اُسکے حسن کی پڑرہی ہے یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا اُٹھا اور ہاتھ اُس گلبدن کا تھام کر گویا ہوا کہ

بیت جان من باآنکہ حاصل ز بہر رفتن آمدی + ساعتی بنشین کہ عمر جاودان گویم ترا + اِس نازک اندام نے ہاتھ چھڑا کر ماتھا کوٹ لیا اے میرے ساحری مین نگوڑی جہان لگی مردون نے مستانی ہی سمجھا کے دھر پکڑ کرنے اور سوؤن کو غیرت نہین آتی یہ مستی جتاتے ہوے وہ جو کہتے نہین کہ

بیت ہونٹھون سے ہونٹھ منہ سے ہر سے منھ ملالیا + چھیڑا کچھ اسطرح کہ گلے سے لگالیا + اے میان کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہین ہوگئے کچھ جان کی خیر ہے ذرا اپنے ہوش مین آؤ مین صدقے مین دون ہن نوکری کو جس کے کارن آبرو جاے مین نگوڑی کہتی تھی کہ اے ملکہ اسرار دھ تیا تو مجھے غیر مرد کے پاس اکیلے مین نہ بھیجے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آخر وہی پیش آیا ناکہ یہ مردوا مجکو ادماتی سمجھا کہ

بیت ہر کجا رفتی ہلالی عاقبت رسوا شدی + جاے آن دارد کہ رسواے جہان گویم ترا + مستین نے جو یہ باتین سنین اسکی اداے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ ہوا ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت یہ ناز معشوقانہ تیسرے گوشۂ تنہائی بیتابی دل نے مسند ہوس پر پانون پھیلاے اور پکارا کہ اے جانی خفا نہو میرا دل اسوقت قابو مین نہین ہے کہ

فرد قصد جان کردی کہ یعنی دست کوتہ کن ز من + جان ز کف بگذارم و از دست نگذارم ترا + اور میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہے کہ ایک مدت سے جان دینے پر آمادہ ہون ہن دلربانے ہنس کر کہا مردوے کیون باتین بناتا ہے آج کے سوا تونے میری پرچھائین بھی نہ دیکھی ہوگی اُسنے یہ سمجھا ملکہ ظلمات کے پاس سے یہ آئی ہے اُسی کی یہ ملازم ہے لاؤ اپنا عشق قدیم جتا کر اس بت کو رام کرون یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ واہ واہ اے صاحب آپ ملکہ عالم پاس اُس دن بیٹھی نہین تھین جو مجکو ملکہ نے ایک کام کو بلوایا تھا بس اسی دن مین آپ کو دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا ہن عیار نے یہ تقریر سُنکر دل سے خیال کیا کہ اب خوب عشق مین تیرے بے خبر ہے کہ اپنے دل سے باتین بنا کر مکر تراشتا ہے اور فقرے کرتا ہے یہ معلوم کر کے شرما کر بناز و ادا گردن جھکالی اُسنے یہ ادا دیکھ کر دست ہوس زیادہ دراز کیا اور پکارا کہ

ابیات

پوچھا جو مین نے دل کوئی تمنے چرالیا	اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکالیا
دل مین ہمارے میل ہے تم بھی پرکھ کے لو	کھوٹی کھری پڑی تو یہی ہو بُرا لیا

بعد فنا بھی دل ہے مرا آرزو کی بوٹ / ایسا دھرا نہیں ہے کہ چپکے اُٹھا لیا
بوسے سے جو کتا تھا کہیں دیکھ لے اریاض / لاکھون مین ایک شخص تھا یہ بھی لیا دیا

اس گلفام نے مُسکرا کر کہا مستیان پھر جتانا تو یہ عطیہ بادشاہی تو مین جانتی ہون کہ تم مجھپر مدت سے مرتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو یہ کہکر پاس اسکے پلنگ پر بیٹھ گئی اور ایک خاصدان طلائی کمر سے نکال کر اُسکے سامنے رکھا اس نے اُسکو کھول کر دیکھا تو کچھ گلوریان اور جواہر رکھا تھا اُس پریوش نے سوقت ایک رقعہ بھی نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ اے میتین یہ جواہر تمھاری دعوت کیلئے بھیجا ہے اور چونکہ خالی کوئی چیز نہین بھیجتے ہین پس حسب دستور گلوریان بھیجی ہین غرضکہ یہ عنایت اپنی مالکہ کی دیکھکر وہ ساحر بہت خوش ہوا اور اس نازکبدن سے کہا لے جانی ایک گلوری اُسمین سے مجکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ میرے قتل پر بیڑا اُٹھاؤ اس گلگون پیرہن نے مسکرا کر منھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا پھر ایک گلوری ہاتھ مین لیکر کہا مردوے تو نے بڑی آفت ڈھائی ہے وہی مثل ہے کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان اور پھر نام خدا سے ارمان بھی دل مین بھرے ہین اور مین نگوڑی تو یہان آکر بلا مین پھنس گئی لو منھ کھولو گلوری زہر مار کرو خیر اب تو میری یہ مثل ہے بیت بوجھ وہ سر سے گران ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے ✤ کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے ✤ وہ یہ سنکر گلوری اسکے دیتے ہی کھا گیا اور کہا کہ فرد اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان ✤ شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیئے ✤ یہ کہکر چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری مین بیہوشی ملی تھی اُسنے اثر کیا یہ بیہوش ہو گیا ضرغام نے چاہا کہ سر کاٹ لے پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑ آئینگے خواجہ کو تم رہا نہ کر سکو گے بلکہ خود پھنس جاؤ گے یہ سوچکر اُس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا از بسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا وہ نقش اُسکے ہاتھ آیا تاثیر سے اُسکی یہ آگاہ تھا نقش لیکر قفس سے مس کیا تیلیان اُسکی الگ الگ ہو گئین خواجہ ادر برق چھوٹ گئے اور میتین کو اسی طرح بیہوش چھوڑ کر باہر بارگاہ کے نکلے اُس نقش کی تاثیر یہ بھی کہ دربانان بارگاہ نے مطلق اُنکو نہ روکا جیسے بالکل دیکھا ہی نہین یہ وہان سے اپنے لشکر مین آئے خواجہ سے ہر ایک سردار ملا ملکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بہن ملکہ حیرت کی بیان کی خواجہ نے فرمایا کہ تمھاری ہمشیر اپنا وقت گا نتھی ہے مسلمان کبھی نہ ہوگی اور اُس سے کہدینا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کرینگے یہ کہکر سب عیار اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے اس عرصہ مین قفس ظلمات شب سے فروغ مہر روز نے رہائی پائی اور مُرغ زرین بال آفتاب آشیانہ مشرق سے نکلکر عرصہ فلک مین آیا نظم

نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا
صدا دی طائرون نے ہر شجر پر
کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا
سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر

رات بھر افراسیاب سحر ظلمات داد عشرت و نشاط دیا کیا بادہ وصلت پیا کیا یہ حال تھا کہ نظم

ہنسی اور پاس لیٹی اُسکے وہ حور
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام
کہا منت سے پی اسکو مری جان
ہوئی افسردہ خاطر شہ کی مسرور
ملال سے قسم دی اپنے سر کی
کہ ہون کیفیت خاطر کے سامان
کبھی لپٹے کبھی بس پھر آرام
پھر اُسکے بعد گیسو و کمر کی
ہجوم شوق اُٹھا لیکہ دل پر

گلے سے ملگئی وہ حور پیکر
پسینا آکے چہرہ تمتمایا
بہے ذوق ہوس دست گریبان
شعاع مہر نے جب منہ دکھایا
لگے معشوق و عاشق نہانے
پھوائی لاکے جمعہ آنکو پوشاک
ہوئی پھر جلوہ گر وہ عشرت ماہ
شہنشہ بھی بغل میں آکے بیٹھا
ہوئی وہ انجمن پھر محفل جم

دیے بوسے لیے اُسکے دہن سے
اُسے شرمندۂ عشرت جو پایا
کہ اتنے میں بجی نوبت سحر کی
ہر اک اُٹھکر سوئے حمام آیا
ملا خدمتگذاروں نے بدن کو
چلی حمام سے وہ شوخ و بیباک
جھکائی سب نے گردن بہر تسلیم
دیا ساقی نے لاکر جام مے کا

سنگھائے پھول عارض کی چمن سے
نکالے دل میں تھے جو جو کہ ارمان
نظر آنے لگی صورت سحر کی
ہوے کھیسے کھنچے بالوں میں شانے
کیا پر نور رخسار و دہن کو
سر تخت کیانی پر بصد جاہ
ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
ہوا ساماں عشرت پھر فراہم

اسی ہنگامۂ مستی زا و جلسۂ طرب افزا میں معشوقہ دلربا کا دل گھبرایا بادشاہ نے اسکا چہرہ اداس پایا سیب ذقن کو ہاتھ میں لیکر کہا کہ اے میوۂ نورس باغ دانائی تیرے گل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہے دلکو میرے ستاتی ہو جو آسیب پہونچا ہو اسکا اظہار کر خار غم دور کر نیم خانۂ دل گلزار کر اس غنچہ دہن نے کہا مجکو عیاروں سے کھٹکا ہے ایسا نہو کہ نقش جمشیدی جاتا رہے اور عمرو ایسا باغی چھوٹ جائے یہ کہکر ایک ساحرہ کو بھیجا کہ متین کو بلا لائے ساحرہ اُڑکر بارگاہ میں متین کی آمادہ ہوا کے سرد سحر نسے ہوش میں آیا اُٹھکر آنکھیں مل رہا تھا کہ اسنے پیام ملکہ مذکور دیا وہ اسیطرح اُٹھکر سامنے ملکہ کے آیا اسنے حکم دیا کہ نقش جمشیدی حاضر کر یہ گھبرا کر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا جب نقش نپایا سمجھا کہ بستر پر گر گیا بس یہ کہتا ہوا کہ اے ملکہ میں ابھی لایا اُلٹا پھر کر بارگاہ میں آیا نقش کو ڈھونڈھا نپایا گھبرا کر قفس کو دیکھا وہ بھی ٹوٹا دیکھا سیدھا سامنے ظلمات کے گیا اور قصہ شب یعنی کنیز کا خاصدان لانا بیان کیا ملکہ نے منہ پیٹ لیا اور یہ کہا اے شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آکر اسکے زانو پر بیٹھا اس سے پوچھا کہ اے مرغ زیرک سچ بتا کہ رات کو کس عیار نے آکر عمرو کو چھڑایا ہے اس طائر خوش نوا نے زمزمہ سنجی اسطرح کی کہ ضرغام عیار کنیز بنکر گیا اور یہ ماجرا گذرا اسنے کہا اب وہ کس حال میں ہے اسنے جواب دیا اسوقت صحرا میں پھر رہا ہے یہ سنکر اسنے سحر پڑھا کہ طائر زانو پر سے اُڑ گیا اور یہ ساحرہ خود بھی اُڑکر تلاش عیار میں روانہ ہوئی ضرغام خرامہ سے الگ ہوکر جانب باغ حیرت چلا تھا اور عقب اسکے ملکہ بہار چلی تھی کہ خرابہ کے رہا ہو سے اسکو مطلع کرکے مشورہ در باب قتل ظلمات کر دن چنانچہ ضرغام جنگل میں پہونچا تھا اور بہار بڑے ہوا اُڑتی اسکے پیچھے کچھ دور پر تھی کہ ظلمات آکر پہونچی اور سحر کرکے ضرغام کو محبوس کر دیا اور زمین پر اُترکر کمر سے خنجر کھینچکر قتل کرنا چاہا یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اسنے دیکھا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او قحبہ ارے تو وہ ستانی ہے کہ منزلوں سے میری بہن پر سونا پا دینے آئی ہو یہ کہکر ایک گلدستہ جیب سے نکالکر مارا گلدستہ قریب پہونچکر چمکا اور ایک طاؤس پر ہوکر ضرغام پر گرا اور اسکو پنجہ میں دابکر لے اُڑا ظلمات کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکل گیا مثل شیر غضبناک بپھری اور ایک ناریل جھولی سے نکالکر ملکہ بہار پر مارا ناریل قریب ملکہ مذکور پہونچکر

شق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب بہار چلا بہار نے پھر ایک گلدستہ نکال کر جانب آسمان اچھالا فوراً ابر گھرا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل زعفران کے پیدا ہونے لگے دم بھر مین وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن مین گلگون پوش لالہ جام بکف لشکل رندمیوش تھا سنبل کو عشق بہار مین پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتنا مین حیرانی کلیان چمن مین کھلتی جاتی تھین شبنم گلرخان عالم کا رنگ دکھاتی تھین نظم ۔

تھے سرخ جو ہر طرف شقائق — گل پیرہنوں پہ تھے جو فائق — آرائش بوستان تھی سوسن
طرار تھی وہ زبان تھی سوسن — وہ زلف بنفشہ مشک آگین — ملتا ہی نہیں دماغ تر تھی
شاخین تھین یہ نازکی سے توام — ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم — بلبل نہ تھی چہچہوں سے خالی
صیاد سے تھی فراغ بالی — اثمار کی اسقدر تھی کثرت — ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی — ہر پھول نے جان تازہ پائی — اس تازہ چمن مین اک چمن تھا
خوبان جہان کی انجمن تھا — استادہ تھی اس چمن مین گلفام — سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا — کیا حسن فروش کاروان تھا — وہ لالۂ باغ بے مثالی
وہ چشم و چراغ بیمثالی — شمشاد ریاض کامگاری — بنیاد مکان بختیاری
اس باغ مین یون تھی زیب مجلس — تھا جس سے فروغ چشم نرگس

ملکہ ظلمات اس بہار ربیع پرور اور حسن بہار فتنہ بیز دشمن کو دیکھ کر دیوانی ہوئی عقل و ادراک سے بیگانی ہوئی شعر عاشقانہ بحالت مجنونانہ پڑھتی سمت چمنستان چلی گویا بہار جانب گلستان چلی گویہ شاگردہ تاریک ہے بہت تحفہ الاؤ جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہے بس جیسے ہی یہ چمنستان سحر بہار کی طرف چلی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اسنے دنیا کی دکھائی زن مہر طلعت بنگئی اور ظلمات کو تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ آپ کہان جاتی ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہے سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہے یہ کہکر اسنے ایک ڈبیا کمر سے نکال کر سیندور اسمین سے لیکر ملکہ کے منھ پر مل دیا اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اس سرخ روپر سے سیاہی بیجری کی دفع ہوگئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکۂ ابر سرخ گلستان بہار پر آکر چھایا اور اسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہاے گل لالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ بزرنگ باغ آتش بہار ہوا تن شاہد بہار برنگ جسم بیمار زار و نزار رہا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی غنچہ گل مثل خاطر عشاق جلی کہ مؤلف واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر + آگ تلوؤں سے لگی سارا گلستان جل گیا + ظلمات نے بعد جلانے باغ سحر کے افسون پڑھا کہ ایک پتلی رسن لیے زمین سے نکلی بہار اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہوگئی تھی اس پتلی نے آکر مشکین باندھ سامنے ظلمات کے حاضر کیا اسنے حکم دیا کہ اس مجرمہ کو یہان چھوڑ کر میرے لشکر مین جا اور میری انیس نسیم خوش رفتار جادو کو بلالا پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر مین اسکے وہ بارگاہ جو اسکے رہنے کی ہے اسمین پہنچکر پکاری کہ بیوی تم مین سے

نسیم جادو جسکا نام ہے اُسکو ملکہ عالم بلاتی ہین فلان مقام پر تشریف فرما ہین اور بہار کو قید کیا ہے یہ پیام دیکر
پتلی تو غائب ہوگئی مگر بارگاہ مین سب انیسین کنیزین جمع تھین اور کہہ رہی تھین کہ ملکہ دوران پہ غضب تمام جانب صحرا
گئی ہین اُنکو ڈھونڈھنا چاہیے سنو بیری جان سوت کا مقدمہ ہے لاکھ دشمن ہین تو دو چار دوست ہین اکیلے ملکہ کو چھوڑنا
اچھا نہین اسی تقریر مین پتلی کا جو پیام سنا نسیم جسکا نام تھا وہ اُٹھ کر چلی لیکن حال عمرو برق بیان ہوا تھا کہ اپنے
لشکر سے بفکر قتل ظلمات روانہ ہوئے تھے چنانچہ صورتین بدلے ہوئے اس بارگاہ مین موجود تھے انھون نے بھی
بیان پتلی کا سنا اور جب نسیم یہان سے چلی یہ بھی اسکے ہمراہ ہوئے اور بہت جلد اُس سے آگے جاکر صحرا مین ٹھہرے
اور راز بسکہ شکل اپنی ساحر کی ایسی بنائے ہوئے تھے اور نام سے نسیم کے آگاہ ہوچکے تھے جب وہ اُڑتی ہوئی اُس مقام
پر کہ جہان ٹھہرے تھے پہونچی انھون نے پکارا کہ اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جائیے اور جو کچھ ہم عرض کرین
مسموع فرمائیے ساحرہ انکی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم سے ہین شاید حیرت کا کچھ ذکر کرین گے
پس یہ سمجھ کر اُتر آئی انھون نے سلام کیا اسنے بخندہ پیشانی کہا بھیا مزاج اچھا ہے انھون نے کہا جی ہان دعا کرتے ہین
ہمنے اس لیے آپ کو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جادوان ہین شہنشاہ نے جب ملکہ حیرت کا محل کیا تھا تو ملکہ
مذکور کے لیے ایک روغن حکمائے طلسم سے تیار کرایا تھا جس سے تمام جسم مثل روئی کے نرم اور بعد خوبروئی نازک تر
ہوگیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت ابتک ملکہ کے تن نازک کی ہے چنانچہ وہ روغن ہمکو بھی ایک نہج
سے ملکن ہوا اور ابتک موجود ہے پس وہ تمھاری ملکہ کے بہت کام کا ہے آجکل ہم پریشان حال ہین آپ اُسکو لیجیے
آپ کا احسان ہمپر ہوگا اُسنے یہ تقریر سنکر کہا وہ روغن تمھارے پاس ہے انھون نے کہا حاضر ہے اور ایک بوتل پر
از روغن بیہوشی کمر سے نکال کر اُسکے سامنے پیش کی اسنے بوتل لیکر سونگھی فوراً بیہوش ہوگئی عمرو نے پیرین اُسکا لیکر
صورت اپنی اسی کی ایسی بنائی اور برق سے کہا تم سر اسکا کاٹ کر صحرا مین ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا مین جاکر
ملکہ بہار کو چھڑاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان برق اس ساحرہ کو جھاڑی مین چھپا کر ٹھہرا رہا اس لیے کہ قتل کرنے سے
ایسا نہو کہ ظلمات آگاہ ہوجائے اور پیر سحر روتے ہوئے اُسکے سامنے جائین تو خواجہ کی عیاری مین فرق
آئیگا غرضکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اُسکو تسلیم کی اور کہا واری یہ جنگل مین تنہا آنا اچھا
نہین اُسنے کہا اے نسیم اس مجرمہ کو لیجاکر قید کرین تلاش مین عیارون کے آئی تھی یہ مجھے آکر راہی خراب
مین پھر عیارون کو ڈھونڈھنے جاتی ہون خواجہ نے اُسکے ہاتھ سے بہار کو لیا اور عرض کیا کہ حضور سحر اپنا رد
کرین کہ مین اپنا جادو کر کے اُسکو رکھون اُسنے سحر اپنا دفع کردیا اور خواجہ وہان سے بہار کو بغل مین داب کر کچھ
دور لنکارے ہوے لائے جب سامنے سے اُسکے دور نکل آئے ملکہ مذکور کو پشت پر لاد کر برق جہان تھا وہان
پہونچے اور ملکہ کو زمین پر لٹا کر پانی منہ پر چھڑکا کہ آنکھ ملکہ کی کھلی کیونکہ سحر اپنا ظلمات دفع کرچکی تھی ملکہ اپنے ہی
سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی خواجہ نے کچھ دعائین پڑھ کر دم کین کہ ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے
اسوقت نسیم کو جھاڑی سے نکال کر ذبح کرڈالا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا ابر روتے ہوئے جانب ظلمات چلے

یہان خواجہ نے بہار سے کہا کہ یہ ساحرہ بہت زبردست ہے اے ملکہ تم لشکر مین جاؤ ہم انشاء اللہ قتل کرکے اسکو
آتے ہین تمھین اکیلے ٹھہرنا نچاہیے ایک تو اپنی حفاظت ہمکو کرنا ہوتی ہے دوسرے تمھارا خیال کرنا پڑتا ہے یہ اچھا
نہین ہے تمھین چلے جانا زیبا ہے بہار یہ سُنکر وہان سے جانب لشکر پھری ادھر ظلمات نے بعد چلے جانے
نسیم نقلی کے سحر پڑھا کہ اسوقت عیار کہان ہین سحر نے خبر دی کہ اری احمق عمرو عیار صورت نسیم کی بنکر آیا اور تجھ سے
بہار کو لے گیا اب برق نے فلان مقام پر نسیم کو مارا اور دونون عیار کس جگہ ہین یہ خبر معلوم کرکے حیران ہوئی تھی
کہ بیر سحر کے روتے ہوے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دیکر غائب ہوگئے اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے ہاتھ کے کنگن اتار کر اسی
سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا جلد عیارون کو لا کنگن موج کی طرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع
ہزارہا پیدا ہوکر ہر سمت روانہ ہوے عمرو و برق ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار مشورہ قتل ظلمات کر رہے تھے
کہ یکایک چند سنہرے خط ایک سمت سے آکر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ گئے اور یہ کھنچتے ہوے چلے اُدھر ضرغام
کو جو طائر بہار کا لیکر اُڑا تھا اسنے اُسکو لاکر صحرا مین چھوڑا تھا وہ بھی فکر عیاری مین پھر رہا تھا چند کرنین اسکے بھی جا کر لپٹین
اور کھینچی ہوئی لائین ان تینون عیارون نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے کچھ اونچا بسان خورشید محشر نکلا ہوا ہے
اور قریب اسکے ملکہ ظلمات ایستادہ ہے آفتاب کی کرنین ہمکو کھینچے لیے جاتی ہین حاصل کلام جب سامنے اُس
ماہ سپہر ساحری کے پہونچے اُسنے آفتاب کی جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بنکر ہاتھ مین آیا عیار کرن سے چھوٹ کر
بیحس و حرکت کھڑے رہے اُسنے کنگن پہن لیا اور ان تینون کو بغضب تمام تر گھورا انھون نے دیکھا کہ ساحرہ کو اس وقت
بہت غصہ ہے گال فرط غیظ سے لال ہین آنکھین مانند جام بادہ سُرخ ہین گیسو پیچ کھاتے ہین ظاہر آثار ملال ہین پس
اس لالہ رخسار نے ان سے بعتاب خطاب کیا کہ اے ناعیارو دیکھو تو کس عذاب الیم سے تمکو مارتی ہون بڑی تمنے آفت
ڈھائی ہے مجکو بھی حیرت مقرر کیا ہے کہ عیاریان کرکے جسکو چاہا مار ڈالا اور اُس سے کچھ نہ ہوسکا یہ کیسی خاتون شہنشاہ
ساحران بھی واہ واہ نام بڑا اور درشن تھوڑے عیارون نے کچھ اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا اور اسنے ایک سحر
ایسا پڑھا کہ عیار اسکے ساتھ چلے یہ وہان سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی اپنے لشکر مین نہ گئی اتفاق سے اُس لشکر مین
جب ملکہ بہار پھر کر آئی تو جانسوز عیار یہان موجود تھا اس نے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سُنا کہ صحرا
مین ہے اور خواجہ و برق ارادہ قتل اسکا رکھتے ہین یہ حال سنکر اُسنے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ اسیر پنجہ ستم
ساحرہ ہون مجھے بھی لازم ہے کہ چلکر انکی خبر رکھون یہ سوچکر جانب صحرا چلا اس طرف سے ظلمات آتی تھی یہ اسکو
دیکھ کر راہ کترا کر پہلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بنکر قریب اسکے آیا اور آداب بجا لاکر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ شہنشاہ
جادوان آپ کی تلاش مین ہین انتظار فرما رہے ہین مجکو ڈھونڈھنے بھیجا تھا لائیے ان مجرمون کو مجکو دیجیے اور آپ شہنشاہ
پاس جائیے یہ تقریر سُنکر اور اُس عیار کو ساحر بنا ہوا دیکھ کر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا یہ ہے مگر جب اسنے
قیدیون کو طلب کیا وہ ایکبار عمرو سے در باب بہار دھوکا کھا چکی تھی اندیشہ ناک ہوئی اور دلمین سحر پڑھ کر پھونک
اُسنے کی کہ مجکو ظاہر ہوجائے کہ یہ کون ہے عیار ہے یا ساحر ملازم شاہ ذی تبار ہے سحر نے خبر دی کہ نہین یہ عیار ہے

یہ معلوم کرتے ہی پکاری کہ اب آئے ہو تو جانا نہیں ایسی تاثیر اس کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بحس و حرکت ہو کر اسکے ہمراہ ہوا اسنے کہا کہ موذیو میں اسی فکر میں اس طرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کردون اور طبل جنگ بجا کر نمک حرامون کو بھی سزا دلواؤن چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو پانچوین کو بھی گرفتار کرلون تو اپنے لشکر مین جاؤن یہ کہکر کچھ افسون پڑھ کر مشت خاک اٹھا کر گویا ہوئی کہ اے خاک سرزمین طلسم سچ بتلا کہ قران عیار لشکر نمک حرامان مین ہے یا بیابان مین ہے خاک ناپاک سے آواز آئی کہ اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی کبھی لشکر مین آتی ہے ورنہ ہمیشہ بیابان مین رہتا ہے یہ سنکر ساحرہ وہان سے پھری پھر سحر کے زور سے عیار بھی ساتھ ہوے اور یہ سمت صحرا ابتلاش قران روانہ ہوئی قران درۂ کوہ مین بیٹھا تھا اتفاقاً چند ساحر ملازمان شاہ طلسم اس طرف سے گذرے باہم کہتے جاتے تھے کہ یہ ملکہ بڑی زبردست آئی ہے کہ ابھی کل تو بادشاہ کی بی بی تھی آج عیارون کو پکڑ نے گئی ہے ایک انمین سے بولا کہ بھائی حیرت بھی اگر چاہتی تو عیارون کو پکڑ لاتی لیکن ایسی باتون مین حاکم قتل جلد تر ہو جاتا ہے حیرت خوفناک ہوئی اور گرفتاری عیاران سے باز رہی اور یہی سبب ہوا جو آجتک زندہ ہے ورنہ مار ڈالی جاتی تم دیکھنا یہ ملکہ جلد قتل ہوگی کس لیے کہ ایک تو عیار خود ہی اسکی فکر مین ہین دوسرے ان کو ستایا ہے اب بچنا اس شہزادی کا مشکل ہے دوسرے ساحر نے کہا تم سچ کہتے ہو ملکہ حیرت جو عیارون کی طرف سے چشم پوشی کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے اب یہ بھی عیارون کا ستانا کچھ اچھا تھوڑا ہی ہے یہ باتین سب قران نے جو سنین غور کیا کہ ظلمات ہم عیارون کے قید کرنے کو شاید آتی ہے مجکو بھی فکر اپنی لازم ہے یہ سوچ کر وہان سے اٹھا اور اس سمت کو خیال کیا کہ جہان مین استادہ ہون کونسی سمت ہے معلوم دیا کہ مشرق ہے پس اب جانب مغرب رو بفرار لایا یہ تو ادھر گیا اور ساحرہ اسکے مقام پر پہونچی دیکھا کہ درۂ کوہ نہایت مصفا ہے بسان قلب پارسایان پر از صفا ہے شیر کی کھال ایک مقام پر بچھی ہے اور ایک سمت کو اس درہ مین غار ہے یہ اس غار مین اتری یہان طاق بصد خوبی محراب وار کاٹے تھے اور دریچہ اس طرح بنائے کہ جب اسمین کوئی جائے صحرا مین پہونچ جائے کہین در ایسا بنا تھا کہ پیچھے اسکے غار تھا وہ مقام کوٹھری کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچون سے راہین ہر سمت صحرا مین نکلگئی تھین بھول بھلیان بنی تھی جیسے صحرا مین دریچون کے سامنے بنے تھے ان پر مرگ چھالے بچھے تھے غار کی کوٹھریون مین غلہ اور اسباب مئےکشی و جملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا سر غار ہر سمت سے پوشیدہ تھا کہین اجالا کہین اندھیرا تھا شیر کے رہنے کا مقام تھا یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی مگر نازک مزاج و مہپارہ تھی خوفناک ہو کر باہر نکل آئی کہ مبادا عیار کسی گوشہ مین بیٹھا ہو اور قتل کر ڈالے غرض باہر آکر اسنے ایک طائر ماش کے آٹے کا بنایا اور سحر کا بیر اسمین بٹھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ ہر سمت اڑ کر جا اور پتا لگا لا کر قران عیار کہان ہے طائر اڑ کر گیا اور مہتر کو ایک مقام پر دیکھ کر آیا ساحرہ سے بیان کیا کہ وہ اسی سمت اٹھ کر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ مین کوئی فتور قیدیون کی وجہ سے نہ برپا ہو اور یہ رہا نہو جائین پس درۂ کوہ مین ایک گنبد خاک کا بنا کر تینون عیارون کو اسمین بند کر گئی یہ تو جانب قران چلی اور اسنے ایک خط مخروطی چار گوشہ کا بنا کر چار سمت کا نام

ہر گوشہ پر لکھا اور نیت کی یا خبیر اخبرنی اسوقت ساحرہ کس طرف آتی ہے یہ نیت کر کے آنکھ بند کی اور انگلی خط پر رکھی جس سمت پر انگلی پڑی اس طرف کو چھوڑ کر دوسری جانب بھاگا جب ساحرہ وہان پہونچی کہ جہان طائر نے بتایا تھا کسی کو نہ پایا پھر طائر کو اسنے روانہ کیا کہ وہ جا کر خبر لایا کہ اب اس طرف عیار ہے یہ اس جانب چلی وہان مہتر مذکور پانچ سات کوس پر جا کر ٹھہرا تھا اور دم راست کر کے پھر نقشہ کھینچکر مخبر لفال غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اس جانب آتی ہے پس یہ تیسری جانب چلا اسی طرح اس مہر سپہر ساحری کو اسنے قطع منازل کرانا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر مین ڈالا اور بدر کامل اس ماہ کو پھرایا عجب حال اسکا بنایا کہ پائینچے چھوٹے ہوئے پسینے سے پوشاک بدن کی ہلگجی جسم تمام عرق مین ڈوبا ہوا باغ حسن پر اوس پڑی ہوئی مسی کی اودی پپڑیان ہونٹھون پر رنگ رُخ فق فق صباحت مین صادق مگر بیرنق دل مین تھک جانے سے قلق کھسیانا پن چہرہ سے ظاہر گیسوؤن کا رخسار پر پیچ کھانا گویا افسون خوان ساحرہ بالآخر جب زیادہ دوا دوش اسنے کی غضبناک ہو کر سوچی کہ **عمر** و سرگروہ عیاران عالم ہے اسکو مع دونون عیارون کے چلکر مار ڈال **قران** اسکی رہائی کو خود آئیگا اُسے بھی قید کر لینا یہ تجویز کر کے ہی طرف روانہ ہوئی اُدھر **قران** تو اسکی فکر ہی مین تھا جب خوب اسکو دوڑا چکا ایک مقام پر بیٹھ کر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا کہ ساحرہ جانب جنوب بطرف مسکن کی سمت جاتی ہے یہ معلوم کر کے بہت جلد روان ہوا اور اس سے آگے نکل گیا اور ایک مقام پر دامن کوہ مین بہت سے درخت دیکھ کر اور صحرائے سبزہ زار ملاحظہ کر کے جلدی جلدی خنجر سے چار شجر پُر بار گل و ثمر بیخ سے کھود کر اکھاڑے اور میدان مصفا تجویز کر کے چار کونون پر ان درختون کو لگایا اور سب پھل اُن کے توڑ لیے ہر نہال مین چند پھل باقی رکھ کر اس طرح سے انھین چاک کیا کہ تا چاک ہونا ثابت نہو پس انمین بیہوشی داخل کی اس طرح کہ تمام جگر انکا روغن بیہوشی سے خوب تر ہو گیا جب یہ باغبان گلشن عیاری مین کر چکا بیچ مین اُن درختون کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی اور اسمین اُتر کر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا صرف دو آنکھین اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحرہ غدار مین بیٹھا آپ دفن ہو کر اُسکو زندہ در گور کرنے کی فکر فرمائی نظر کردہ بوتراب کو خاکساری کی عیاری پسند آئی جو فکر کہ یہ مہتر کر کے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ یہ ساحرہ اس طرف کو آئی صحرائے سبز و خرم دیکھ کے تھکی بہت تھی آہستہ آہستہ چلکر اُن چار درختون کے پاس آئی درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے تھالے درختون کے سنگین بنے پائے ہر نہال برنگ تارک الدنیا زبان برگ سے مذمت دُنیا کرتا ہر شاخ خمیدہ مراقبہ مین مثل روشن ضمیران طائر اشجار پر بصفیر بلبل سدرہ ثمر ہائے بے نظیر ہمرنگ اثمار نہال طوبیٰ وہان شگوفہ بر ابنتہ اللہ نباتا حسنا جاری زبان برگ بر طوبیٰ لہم حسن مآب طاری بیچ مین اُن اشجار پر بہار کے میدان لسان قلب اہل صفا پاک کہین نہ خس و خاشاک آئینہ بہار الطاف روح بالکمال ان سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم پر خضر کا بستر لگا ہوا تھا اس زمین صاف و سبزہ پر گمان کہ رومیون نے بحکم اسکندر دہر وہ آئینہ بنایا تھا جس نے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشان چین عکس اُتارا تھا ہمسر طوطی سطحہ غبرا تھا بلکہ اس مقام صاف کا طوطی بولتا تھا کہ بہیت

زمین ان کی لطافت مین روح سے بہتر ‖ درخت چارون تھے جسم زمین کے عنصر

ہر درخت کے تھالون مین جو پتھر لگے تھے اپر کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے جو گی زمین مین گڑا ہوا تپسیا جمشید کی کر رہا ہے خبردار اے آیندہ وروندہ زیادہ تر اس مقام پر پہونچکر نہ ٹھہرنا صرف جوگی کے درشن کرنا اور اپنا راستہ پکڑنا ساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جویا اور مشتاق ہوکر بڑھی ایکسا مقام پر دو آنکھین چمکتی دیکھ کر جوتیان اُتارین اور ہاتھ باندھ کر آگے آئی پہلے سجدہ سامری مین گری اور پھر کچھ اشرفیان اور زیور اپنا اُتار کر سامنے اُن آنکھون کے رکھد یا دیدہ ودانستہ دھوکا کھایا مطلق خیال عیار نہ آیا ہاتھ جوڑ کر گڑ گڑائی کہ اے سامری کے جوگی اے خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھیا پوری کر خاوند میرا مجھ سے تمام عمر راضی رہے اپنے بیریون کو مین مارون لڑائی جیت جاؤن اس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھ کر جوگی کا ذرا سا منھ بھی مٹی سے باہر نکلا اور بہت آہستہ سے کہا بچا جا ایک پھل کسی درخت کا توڑ کر ہمارے درختون مین سے کھاے تیرے سب کام سنپورن ہونگے پھلے پھولے گی اب زیادہ یہان نہ ٹھہر سامری کی یاد مین جمشید کے دھیان مین فرق آتا ہے اسیر ہوتی ہے یہ سنکر ساحرہ اٹھی اور گرد جوگی کے پھری پھر ایک درخت کے قریب جا کر پھل ایکسا توڑا اور سامری کو یاد کر کے جمشید کے دھیان مین ڈوب کر پھل کھایا دو قدم پھل کھا کر چلی تھی کہ چکر آیا بیہوشی نے اثر دکھایا غش کھا کر گری عیار جسنے یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا سا زمین سے نکلکر نعرہ کر کے کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران عبد ذلیل ایزد منان مہتر قران نعرہ

قران حبش مہتر نامدار ‖ نظر کردہ صاحب ذوالفقار

یہ نعرہ کر کے نعرہ تانے جانب صحرا چلا ادھر سے تو یہ چلا اُس طرف پہلوے **افراسیاب** سے اُٹھکر آئے ہوے ساحرہ کو عرصہ بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہ آئی تھی کہ مین عیارون کو قید کرنے جاتی ہون شاہ طلسم کو دیر ہونے سے فکر ہوئی کہ ایسا نہو معشوقہ میری قتل ہو جائے اس خیال سے اُسنے کتاب سامری منگا کر حال اُسکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ **قران** عیار اُسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کر کے کتاب بند کر کے بزور سحر اُڑا اور از بسکہ بادشاہ طلسم ہے مسافت راہ بہت جلد طے کرتا ہے یہ معلوم کر کے اُس میدان مین کہ جہان معشوقہ اُسکی بیہوش ہے اُسوقت پہونچا کہ **قران** نعرہ سر پر ساحرہ کے لگایا چاہتا تھا اُسنے نعرہ کیا کہ باش یہ کلمہ ایسا پر اثر تھا کہ عیار مذکور کے دست و پا مین قوت نہ رہی ہاتھ اسی طرح ادنچا رہ گیا اور پانون سے بھاگا نہ گیا ناچار کھڑا رہا شاہ جادوان نے زمین پر اُتر کر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے پایا ران حیرانی سے آئینہ نمط چمکتی اور کھلی ہوئی تھی زلف بحد پریشانی رخ پر لہرا رہی تھی انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا چھاتی باہر نکلی تھی بلورین گیند سینہ پر دھرا تھا یا قمقمہ رنگ سے بھرا تھا پیرو کا اُبھار سرکشی عیار کا پتا زبان حال سے دے رہا تھا بھٹنی تھی ہاتھ گئی غم چھاتی کے منہ پر چھائی تھی جوبن سارا خاک مین ملنے کی نوبت آئی تھی شاہ جادوان اسکے سینہ سے آکر لپٹ گیا منھ پر منھ رکھ دیا اور رونے لگا گلاب اشک کا رخسار پر چھڑکا آنکھ اُس گلبدن کی کھلی گھبرا کر اُٹھ بیٹھی دوپٹہ سنبھال کر اوڑھا انگیا کی کٹوری اُتاری بدن سب شرما کر ڈھانکا شوہر کو دیکھ کر نیچی نظرون سے کچھ شرمائی لجائی آنکھون کو گھما کر ادائے مستانہ دکھائی تیوری چڑھا کر سنبھلا صاحب نے بان پر

لائی پھر سنسکی بھر کردی یہ کیا آفت ہے کہہ کر اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جانی تو اس طرح بیہوش تھی مین نے
آکر ہوشیار کیا اور اس نابکار کو گرفتار کیا غضب کیا تھا اس ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا چاہا
تھا اور خانۂ عیش میرا تاریک کرنا اس کے دل مین آیا تھا یہ تقریر سنکر ساحرہ بغضب تمام تو تیغہ لے کر جانب قران
چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینہ شمشیر مین دیکھ کر دعا کی کہ اے خالق کل مخلوقات واسطہ شیر خدا کا ابھی میری مدد
فرما اور بھیج میری رہائی کے لیے اپنے بندے کو کہ جسکی یہ شان رفیع ہے **بیت** صورتے گرد مجسم فتح گوید آشکار +
لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار + یہ دعا اُسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی بیت **بہار** جو چھوٹ کر اپنے لشکر
مین گئی حال عیاران ملکہ مہرخ و دیگر ساحران سے بیان کیا ملکہ مہرخ نے مرآت صلاح سامنے رکھ کر یہ صورت
نیک دیکھی کہ یہ ساحرہ زبردست ہے ہم لوگ بھی بطور مخفی عیارون کے معین رہین تو بہتر ہے پس یہ مشورہ کر کے
ازبسکہ آپ بادشاہ لشکر تھی جانا مناسب نہ سمجھی ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا ملکہ مذکور
فوج ساحران کو لیکر ایک صحرا مین ٹھہری اور طاران سحر برائے ادراک حال عیاران خوشخصال روانہ کیے ایکبار
تو طارون نے خبر گرفتاری عمرو و برق و ضرغام دی ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار کر رہی تھی اسوجہ سے
تامل پذیر ہوئی پھر طارون نے خبر دی کہ مہتر قران اس طرح ساحرہ کو جکڑے رہے ہین **بہار** بہت ہنسی پھر
ساحرہ کے بیہوشی کی خبر پہونچی یہ بہت خوش ہوئی آخر آنا شاہ طلسم کا اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا فوراً نفیر سحر کو
بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا ساحر باز اور ربط پر سوار ہو کر چلے ملکہ مع فوج اسوقت آکر یہان پہونچی کہ **ظلمات**
تلوار لیکر **قران** کے قریب پہونچی تھی **بہار** نے پہونچتے ہی ایک گولا سحر کا فولادی اسکے سینہ پر تاک کر مارا گولا لو کا
آگ کا بنا ہوا اسکے سینہ پر آکر پڑا اگر کوئی اور ساحرہ ہوتا تو یقین تھا کہ گولا پشت توڑ کر نکلجاتا مگر یہ ساحرہ زبردست
ہے گولا پڑنے سے بیہوش ہو کر گری اسوقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ بہار رسیدہ روزگار آئے تھے وہ سب بجلیان
بنے اور کڑکڑا کر گرے کہ کام اس ساحرۂ نافرجام کا تمام کردین لیکن شاہ جادوان وہان موجود تھا بیتابانہ دوڑا اور
ایسا افسون پڑھا کہ چالیس سپر من **ظلمات** پر چھا گئین مگر بجلیان انکو کاٹ کر ساحرہ پر چلتی تھین کہ بادشاہ نے
پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقین زمین پر الگ گرین اور بجلیون سے سب نے صورتین ساحرون کی پیدا کین اور
ترسول اور نیسول وغیرہ حربہ سحر کے وہ سب لیکر شاہ پر چلے بادشاہ سمجھا کہ یہ فوج بہت ہے اور ملکہ **بہار**
اس لشکر کی سردار ہے اور یہ معشوقہ گلعذار ہے پس اگر تو لڑیگا تو یہ محبوبہ قتل ہوجائیگی اور عجب کیا ہے جو اس ہنگامہ مین
ظلمات بھی قتل ہوجائے لہذا یہان سے ٹل جانا چاہیے یہ سوچ کر بجبر و کراہ **ظلمات** کو اٹھا کر بلند ہو گیا ساحرون
نے ناریل نارنج ترنج بہت سے مارے مگر وہ بادشاہ ہے کچھ اثر نہوا ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار نے مل کر
اسوقت سحر خوانی ایسی کی کہ شاہ طلسم کا سحر **قران** پر سے دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور اسنے سب حال **خواجہ**
وغیرہ کے گرفتار ہونے کا ملکہ سے بیان کیا اور کہا ساحرہ میرے مقام سکونت پر انکو قید کر آئی ہو تو عجب نہین
کیونکہ اسی جگہ سے میر العاقب اسے کیا تھا ملکہ مذکور یہ ماجرا سنکر اُسکے ہمراہ اُسی جگہ پر آئی اور یہ سحر شاہ طلسم کا نہ تھا

بلکہ ظلمات کے سحر مین خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے پس بہار نے اس سحر کو اکیلے رد کیا عیار سب رہا ہوتے ہی رو بفرار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگری زبردست ہے اس پر سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا چاہیے اور اس کے پنجۂ ظلم سے بچنا زیبا ہے غرضکہ یہ تو سب صحرا و کوہ مین متفرق ہوکر اپنی تدبیر مین مصروف ہوے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہوئی لیکن افراسیاب اپنی محبوبہ کو گلے سے لگاے ایک مقام پر صحرا مین آیا اور وہان ٹھہر کر رد سحر پڑھا کہ ملکہ ظلمات کو ہوش آیا شاہ نے کیفیت سے مطلع کر کے فرمایا کہ اے ملکہ اب لشکر مین چلو عیارون کا تعاقب نہ کرو ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اسنے جواب دیا کہ اے بادشاہ مین غافل تھی جو بہار نے گولا سحر کا مارا اب مین اسکو زندہ نہ چھوڑونگی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہونگے کہ بامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہے اے بادشاہ قسم ہے آپ کو سامری کی کہ لشکر مین جایئے اور اگر ایسا ہی میری تنہائی کا خیال ہے تو میری کچھ فوج اور چند انیسون کو میرے پاس بھیج دیجئے بادشاہ قسم دینے سے ناچار ہوا اور پھر کر لشکر مین آیا اسکی انیسون کو سامنے بلا کر حکم سنایا کہ فوج ہمراہ لیکر اپنی ملکہ کی اعانت کو جاؤ انیسون نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا گھنٹے بجے ناقوس پھنکے سوارون کے پرے فوجون کے دل پیادون کے نشان کھلے پلٹنین اور رسالہ اسلحہ سے آراستہ اسباب سحر سے پیراستہ مرکبہاے پرند و طائران سحر پر چڑھ کر چلے کسی طرف سے دریا جوش مار کر روان ہوا کہین ہوم کا بلند دھوان ہوا کسی جگہ ابر سرخ سحر کا آتش فشان ہوا کہین سانپون کی مار ہوئی کسی سمت عقرب کی بوچھار ہوئی سیل فنا کی طرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جیسے ٹڈی دل آمد آمد بمقتضاے

نظم

روانہ ہوا لشکر لاتعد
کسی سمت کو ساحرہ بیشمار
یقین تھا کہ بہرام خیمہ گذار
وہ اٹھنا یم قہر کی موج کا

نہ کچھ جسکی گنتی نہ پیدا تھی حد
وہ آواز قرناؤ بیرون کا غل
فلک پر سے بھی لائے رو در فرار

کسی جا یہ جادوگرون کی قطار
زمانہ پر از شور بوق و دہل
وہ لہرا کے چلنا ہر اک فوج کا

یہ خبر ملکہ مہرخ کو جاسوس نے پہونچائی اسنے بھی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلد لشکر بندی ہوئی ملکہ موصوفہ نے چند سردارون کو لشکر کے جرارون کو براے حفاظت خیام و خرگاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران نامدار کی جمعیت سے روانہ ہوئی صداے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی جادوگرنیون کی آن بان طاؤس و ہنس و بوتیمار زیر ران ان کے ہر ایک کے جوبن جوانی کے دن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رخ رنگین غیرت گلشن غنچہ سے لب گلنار سیندور کے ٹیکے ماتھے پر لگے آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوے گاتیان دوپٹے کی باندھے کمر مرنے پر کسے چھاتیان نکیلی سنانین آبدار رہتین بے نامے جگر کے پار تھین ابروان خمدار وہ کمان جسمین تیر مژگان جڑے ہوے کہ بیت کم نہین ابروؤن سے یار آنکھین + دو کیا ہوگئین جو چار آنکھین + سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل نارنج ترنج اچھالتین جے استاد کی بولتین جادوگر ہر ایک یادگار جے پال استاد شہپال قشقے ماتھے پر دیے ترسول اور نیشول ہاتھون مین لیے آگے ہر پلٹن کے دہر دہر بجتا کہین

پیادون کی قطار کہین سوارون کا پرا کسی طرف غازیان صف شکن کا مجمع یہ نقشہ **نظم**

ہراک ساحرہ شیر و شمشیر زن	ہزارون جھپین یا دجادو کے فن	چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین
وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئین	کسی کی بھری مانگ صندل سے بھی	کسی کی سیہ آنکھ کاجل سے بھی
تہ ران بھے طاؤس آتش فشان	سرون پر سیہ ابر کے سائبان	برستے ہوے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر		

باین جاہ وجلال یہ لشکر بہ جدال سمت بہارہ باقبال چلا ہر طرف سے

انیسان **ظلمات** فوج لیکر چلین ہنوز یہ دو لشکر راہ مین ہین کہ **ظلمات** شاہ جادوان کو رخصت کرکے جو چلی راہ مین بہار بھی یہ پہونچتے ہی پکاری کہ اری ادجھلو میری سوت کی بہن سوت پرائی خوب تو عیارون کے پیچھے پھیپھڑا اٹکتی ہے یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالون کو کھول کر اپنے رخسار پر چھوڑ لیا اور جوڑے سے ایک نا ریل بھی نکالا زلف کا خورشید عارض پر گھٹا کی طرح آنا تھا کہ اسنے نعرہ کیا میری زلف کی صورت نظر دشمن مین دنیا سیاہ ہوجائے یہ کہتے ہی عالم مین تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اسنے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ اسمین سے سیاہی مثلکہ کاجل کی طرح جھڑنے لگی چادر سیاہی کی مثل چادر آب بڑنے لگی بہار نے ہر چند رد اس افسون کا کیا ممکن ہنوا کچھ دیر مین سب کی آنکھون سے روشنی گم ہوئی اور بینائی کم ہوئی **نظم**

فلک پر ہوا مہر تابان سیاہ	ہوا تیرہ اس درجہ ماہون دراغ
گیا چشم گیتی سے نور نگاہ	بجھا خانۂ چرخ کا بھی چراغ

ملکہ بہار نے چاہا کہ مین پرواز کرکے اس سیاہی سے نکلجاؤن لیکن میسر ہنوا جہان تک نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی لشکریون نے جلد تر مشعل سحر جلائی مشعل بھی جلکر بجھ گئی اس عرصہ مین فوج **ظلمات** کی آ پہونچی اد ایک طرف سے **مہرخ** لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی یہ عالم تھا کہ دونون جانب کوس دمامے گرجتے اور بجتے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے نکڑیان ساحرون کی اور رغول جادوگرون کے پیدا ہوے نشان اور علم کے پھریرے کھلے تھے زمین اور آسمان چارطرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا غریو ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا مہر گردون تھراتا تھا ان لشکریون نے پہونچتے ہی صف آرائی کی گرد اسقدر چھائی تھی کہ خاک سوجھائی نہین دیتا تھا سحر کی ہوا چلی گرد وغبار اڑا لیگئی سقائی ابر سحر نے کی خس وخاشاک کا نام نرہا میدان پاک ہوا گھٹا مین آئین بجلیان چمکین ہلکی ہلکی بوندیان پڑین صفین میمنہ ومیسرہ وغیرہ جم گئین نقیب کڑکیت جادو ش میدان مین مثلکہ پکارے کہ ہان رن چڑھنے والو نام پر مرنے والو آج نام ساحری وجمشید شاد و دشمن کو زیر بدکھا دو یہ میدان ہاتھ سے نہ جائے جان جائے مگر مردون کی بات نہ جائے یہ کہہ کر وہ ہٹے تھے کہ **ظلمات** جانب **مہرخ** بڑھی اور اسی طرح زلف رخ پر بکھراے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے **مہرخ** بھی بڑھی آپسمین چوٹ چلنے لگی کبھی اس نے اس شعلہ خو پر آگ برسائی کبھی اسنے آب سحر برسا کر بجھا دی اسکے سر پر بجلی گرادی تو اسنے رد سحر کا کرکے سنگباری کی اسنے وہ پتھر اسی کے لشکر پر برسا دیے اسنے سحر ایسا کیا کہ لشکریون نے سر اپنے آپ کاٹنا شروع کیے اسنے یہ کرشمہ بھی دفع کیا اور ایسا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوے عقل وخرد سے بیگانے ہوے تیگار ہ علم

برپا ہوا اسی قیامت خیز معرکہ مین ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر مہرخ
پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے دفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم
مین پھیلگئی مہرخ ناچار پیچھے ہٹی ظلمات نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان نمکحرامون کو جانے نہ دینا لشکر کے
سردار ساحران ذی وقار شمشیر ہاے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اس طرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے
تیغ و خنجر بکف بکڈکر بڑھے لیکن انکو اس حال مین چھوڑکر ادھر کا ماجرا سنیئے کہ کوکب جو پتلا تاریک کی تپلی جلانے کے لیے
بھیجکر قلعے مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال پتلے کا معلوم ہو کہ اُس پر کیا سانحہ گذرا اور نہین معلوم کہ خواجہ ہمراہ ایلچی
گئے تھے انکا کیا حال ہوا پس اسی فکر مین اُسنے مرات سحر طلب کیا اور حسب دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکلا اسنے سب حال خواجہ
کے گرفتار ہونے کا اور ظلمات کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور
اسی فکر مین اپنی جگہ سے اُٹھ کر ملکہ حنا دگلگون پوش کے مقام پر آیا ملکہ موصوفہ نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر
بٹھایا حال اسکے گلشن پر بہار کا اول مین تحریر ہو چکا فی الجملہ اُس معشوقہ باوفا نے چہرہ زیبا سے بادشاہ متغیر دیکھکر
سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے من و عن کیفیت بیان فرمائی اسنے عرض کی کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہی
کہ شاگردہ تاریک ہے لیکن اس اپنی کنیزک کو اگر اجازت دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی
اسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ بہار باغ خوش رنگی تو کیونکر اُس خار گلزار کج ادائی کو قتل کرے گی اس گل رعنا نے
جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ جب طلسم ہوش ربا مین غدر نہ تھا اور افراسیاب اور آپ سے دوستی تھی الاویر تاریک
کے پاس گئی تھی اور وہ مجکو گنبد سامری پر لے گئی تھی وہان اسکو بہت تحفہ ملے تھے مگر مجکو ایک ناریل ملا تھا کہ
اسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سواے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جاوے کیسا ہی ساحر ہو مگر جان سلامت نہ لیجاے
پس وہ ناریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہے آج تک کام اس سے نہین لیا ہے بادشاہ نے جب
یہ ماجرا سنا اس لعبت دلفریب بازینت و زیب کو بخندہ پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران تجھ سے
آکے ہمسر ہوگا تو یہ شید ایتر ابد کو تیری آئیگا جا تجکو سپرد کارساز حقیقی کیا اس رشک چمن نے یہ سنکر اُسی وقت
کنیزون اور رانیسون وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ دو
لکہ ابر سرخ و زرد سفید کے آگے لشکر کے ہین اور ان پر نقارہ نقرئی و طلائی لدے ہین اور ان ابرون سے
پتلے دمبدم نکلکر نقارون پر دوال دیتے ہین بام سحاب پر نقار خانہ بارہے یا فیل گردون جلوداری کو دمامہ لادے
تیار ہے اس کارخانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ و خیام اُسپر بار تھے اور اس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ
گرد و غبار بٹھاتی تھی یہ بھی جب نکلگئی پھر ایک طبقہ زمین اُڑتا ہوا نظر آیا کہ اسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہاے
رنگین و اثمار لطیف و شیرین سے پھولا پھلا تھا بروے ہوا اُس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا شاہد بہار کا کوچ و مقام کرنا
ہواے بہارین کا فیض عام ہونا فصل گل کے مع الخیر ہر شہر مین داخلے پھول اُس گلشن کے یہ ثابت ہوا کہ آسمان
بہار کے سیارے بستان بوے گل بہار نے کلیون کی کٹوریون سے نکلکر گلیون مین پھرنا شروع کیا اور رنگ نسیم

گلشن اس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا محبوبۂ گل خرامان خرامان رواں کہ یک ہزار جان سے اسیر قربان اس چمنستان کا
جنگ پہ چڑھنا تو جوانان گلشن کا تنزا تھا گل عباس طرح بجاتا تھا گلگون لالہ داغ دکھاتا تھا نرگس نظر باز تھی زبان
سوسن بحر ساز تھی زلف سنبل کمند گلوگیر جیار کو باد شعلہ باری کی تدبیر غنچہ غصہ سے منھ پھلائے گل چہرہ لال کیے بلبلوں کو
عہدۂ نقابت خاطر خزان مین تجمل بہار کی مہابت بیچ مین اس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا منگیرہ
اسیر کا شاہی تجمل کا کھنچا مسند مغرق زیر منگیرہ بچھی دوہری باڑھ دنگیون کی لگی اسباب عیش و نشاط جنگیزین
چوکھڑے رکھے کنیزان گلرو یاسمن بو ہزارون ہزارون اس گلستان مین ہر ایک کی مستانی چال بانکی ادا گل
انکے عارض رنگین سے شرماتا لالہ انکی شمائل پر داغ کھاتا سرو موزون قامت رعنایان کے قربان یاسمن
کی وہ آرام دل جان ملکہ حنا اس بوستان مین اُتر گئی اور چبوترہ پر جاکر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے
ناندے چینی کے رکھے تھے ان مین درخت مہندی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر پر گواہی دیتی تھی ملکہ کے باغ مین
جانے سے باد صبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساونی پھولی بوندیان پڑنے لگین جھولے درختون مین پڑے تھے
خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ ٹن سن بروے ہوا پرواز کر گیا اسکے جانے کے بعد لشکر ساحران
طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیان نہایت طرحدار ہنستی کھلکھلاتی نیرنگیان سحر کی دکھلاتی گذرین پھر سواران
جرارم کہاے پرند پر سوار لباس زرین پہنے بصد فر و تمکین نکلے کہان تک اس لشکر کا عظم و شان بیان ہو گرد اس بیان کے
سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا تجمل نہ دیکھا تھا اسی سبب سے حیران تھا واقع یہ سامان تھا کہ نظم

زمین شد بگردار کشتی بر آب	تو گفتی سپہر جنگ دارد شتاب	بنر دھرہ بہ کوہ نہ زندہ بہ بیل
زمین گشت جنبان چو دریاے نیل	ہمان پیش پیلان بتیرہ زنان	خروشان و جوشان چو پیل دمان
یکے بزم گاہ ستگفتی بجاے	ز شیپور نالیدن کرنا سے	خروش بتیرہ بر آمد ز در
ہیون نگاہ در بر آوردہ پر	سیاہی بگرداہ مو رد ملخ	نہ بد دشت پیدا نہ کوہ و نہ شخ

اسی کر و فر سے معشوقہ کوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کرکے سر وقت مقابلہ مین ظلمات کے پہونچی کہ مہرخ
اُس سے مغلوب ہو کر ہٹتی آتی تھی کہ یکایک بالاے ہوا نوبت و نقارہ بجتے سنائی دیے اور ابر اترکر نقار خانہ
ایک سمت قائم ہوا اور باغ پر بہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر پرا جمایا اور ملکۂ مذکورہ نے مہرخ کو میدان سے
ہٹا کر آپ ظلمات کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونون طلسم کے بادشاہون کی مقابل
تھین دو مہر تابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا دو ماہ درخشان فلک جمال نے سرد مہری کا نقشہ جمایا تھا دو
شاہ کشور خوبی باہم آمادۂ نبرد دو گوہر قلزم محبوبی کی ابرو پر گرد غرضکہ ظلمات با تیغے ناز سے کلائی بل کھاکر آگے
بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی اسمین سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اس طرح زلف لہرائی
اور شمیم جان پرور ایسی آئی کہ مشام لشکریان حریف بس بیخود ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ بیت تو ادر آرایش خم
کاکل + مین اور اندیشہاے دور و دراز + ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور مار زلف

برپا ہوا اسی قیامت خیز معرکہ مین ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر مہرخ
پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے دفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم
مین پھیلگئی مہرخ ناچار پیچھے ہٹی ظلمات نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان نمکحرامون کو جانے نہ دینا لشکر کے
سردار ساحران ذی وقار شمشیر ہاے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اس طرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے
تیغ و خنجر بکف بڑھکر بڑھے لیکن انکو اسی حال مین چھوڑکر ماجرا سنیئے کہ کوکب جو تپلا تاریک کی تپلی جلانے کے لیے
بھیجکر قلعے مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال تپلے کا معلوم ہو کہ اُس پر کیا سانحہ گذرا اور نہین معلوم کہ خواجہ ہمراہ ایلچی
گئے تھے انکا کیا حال ہوا پس اسی فکر مین اُسنے مرات سحر طلب کیا اور حسب دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکلا اسنے سب حال خواجہ
کے گرفتار ہونے کا اور ظلمات کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور
اسی فکر مین اپنی جگہ سے اُٹھکر ملکہ حنا گلگون پوش کے مقام پر آیا ملکہ موصوفہ نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر
بٹھایا حال اسکے گلشن پر بہار کا اول مین تحریر ہو چکا فی الجملہ اُس معشوقہ باوفا نے چہرۂ زیباے بادشاہ متغیر دیکھکر
سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے من وعن کیفیت بیان فرمائی اسنے عرض کی کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہے
کہ شاگرد وہ تاریک ہے لیکن اس اپنی کنیزک کو اگر اجازت دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی
اسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارا باغ خوش رنگی تو کیونکر اُس خار گلزار کج ادائی کو قتل کرے گی اس گل رعنا نے
جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ جب طلسم ہوش ربا مین غدر نہ تھا اور افراسیاب اور آپ سے دوستی تھی الادیر ناریک
کے پاس گئی تھی اور وہ مجکو گنبد سامری پر لے گئی تھی وہان اسکو بہت تحفہ ملے تھے مگر مجکو ایک ناریل ملا تھا کہ
اسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سواے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جاوے کیسا ہی ساحر ہو مگر جان سلامت نہ لیجاے
پس وہ ناریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہے آج تک کام اس سے نہین لیا ہے بادشاہ نے جب
یہ ماجرا سُنا اس لعبت دلفریب با زینت و زیب کو بخندہ پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران تجھ سے
آکر ہمسر ہوگا تو یہ شیدا تیرا مدد کو تیری آئیگا جا تجکو سپرد کارساز حقیقی کیا اس رشک چمن نے یہ سُنکر اُسی وقت
کنیزون اور رانیسون وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ دو
لکہ ابر سرخ و زرد سفید کے آگے لشکر کے ہین اور ان پر نقارۂ نقرئی و طلائی لدے ہین اور ان ابرون سے
پتلے دمبدم نکلکر نقارون پر دوال دیتے ہین بام سحاب پر نقار خانہ بارہے یا فیل گردون جلوداری کو دمامہ لادے
تیار ہے بعد اس کارخانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ و خیام اُسپر بار تھے اور اس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ
گرد و غبار بٹھاتی تھی یہ بھی جب نکلگئی پھر ایک طبقۂ زمین اُڑتا ہوا نظر آیا کہ اسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہاے
رنگین و اثمار لطیف و شیرین سے پھولا پھلا تھا بروے ہوا اُس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا شاہد بہار کا کوچ و مقام کرنا
ہواے بہارین کا فیض عام ہونا فصل گل کے مع الخیر ہر شہر مین داخلے پھول اُس گلشن کے یہ ثابت ہوا کہ آسمان
بہار کے سیارے بستان بوے گل بہار نے کلیون کی کٹوریون سے نکلکر گلیون مین پھرنا شروع کیا اور رنگ نسیم

گلشن اس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا محبوبۂ گل خرامان خرامان روان کہ یک ہزار جان سے اسیر قربان اس چمنستان کا جنگ پہ چڑھنا نوجوانان گلشن کا تنتا تھا گل عباس طرح بجاتا تھا گلگون لالہ داغ دکھاتا تھا نرگس نظر باز بھی زبان سوسن بحرساز بھی زلف سنبل کمند گلوگیر چنار کو باد شعلہ باری کی تدبیر غنچہ غصہ سے منہ پھولائے گل چہرہ لال کیے بلبلون کو عہدۂ نقابت خاطر خزان مین تجمل بہار کی مہابت بیچ مین اس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا منگیرہ اسیر کا شانی مخمل کا کھنچا مسند مغرق زیر منگیرہ بچھی دوہری باڑھ دنگیون کی لگی اسباب عیش ونشاط جنگیرین چوطرفے رکھے کنیزان گلرو یاسمن بو ہزارون ہزارون اس گلستان مین ہر ایک کی مستانی چال بانکی ادا گل انکے عارض رنگین سے شرماتا لالہ انکی شمائل پر داغ کھاتا سرو موزون قامت رعنایان کے قربان یاسمن کی وہ آرام دل جان ملکہ حنا اس بوستان مین اُتر گئی اور چبوترہ پر جا کر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے نانذ سے چینی کے رکھے تھے ان مین درخت مہندی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر پر گواہی دیتی تھی ملکہ کے باغ مین جانے سے باد صبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساون پھولی بوندیان پڑنے لگین جھولے درختون مین پڑے تھے خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ کشن سن بروئے ہوا پرواز کر گیا اسکے جانے کے بعد لشکر ساحران طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیان نہایت طرحدار ہنستی کھلکھلاتی نیرنگیان سحر کی دکھلاتی گذرین پھر سواران جرارم کہاے پرند پر سوار لباس زرین پہنے بصد فر وتمکین نکلے کہان تک اس لشکر کا عظم وشان بیان ہو گرد اس بیان کے سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا تجمل نہ دیکھا تھا اسی سبب سے حیران تھا واقع یہ سامان تھا کہ نظم

زمین شد بگرداب کشتی بر آب
زمین گشت جنبان چو دریائے نیل
یکے بزم گاہ ستگفتی بجاے
ہیون تگادر بر آوردہ پر

تو گفتی سہے جناب دارو شتاب
ہمان پیش پیلان بتیرہ زنان
زشیپور نالیدن کرنا سے
سیاہی بگردار مور و ملخ

بز دجہرہ بکوہ زندہ بہ پیل
خروشان وجوشان چو پیل دمان
خروش تبیرہ بر آمد ز در
نہ بد دشت پیدا نہ کوہ و نہ شخ

اسی کروفر سے معشوقہ گوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کرکے سرعت مقابلہ مین ظلمات کے پہونچی کہ مہرخ اُس سے مغلوب ہو کر ہٹتی آئی تھی کہ یکا یک بالاے ہوا نوبت ونقارہ بجتے سنائی دیے اور ابر اتر کر نقارخانہ ایک سمت قائم ہوا اور باغ پر بہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر ڈیرا جمایا اور ملکۂ مذکور نے مہرخ کو میدان سے ہٹا کر آپ ظلمات کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونون طلسم کے بادشاہون کی مقابل تھین دو مہر تابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا دو ماہ درخشان فلک جمال نے سر دجہری کا نقشہ جمایا تھا دو شاہ کشور خوبی باہم آمادۂ نبرد دو گوہر قلزم محبوبی کی ابرو پر گرد غرضکہ ظلمات بانیچے ناز سے کلائی بہ مثلانی کر آگے بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی اسمین سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اس طرح زلف لہرائی اور شمیم جان پرور ایسی آئی کہ مشام لشکریان حریف بس بیخود ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ بیت تو اور آرائش خم کاکل + مین اور اندیشہاے دور و دراز + ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور مار زلف

سب کو سونگھ کر بیہوش کر رہا ہے از بسکہ باغ پر بہار سے باہر نکل آئی تھی پس کچھ افسون پڑھ کر دستک زن ہوئی فوراً ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسپر درخت مہندی کے ناندون مین لگے تھے یہ قریب تخت گئی اور اُس گلرو نے مہندی توڑ کر دستک زنی کی زمین مین ملی ہواے سرد کے جھونکے آنے لگے ابر گھر آیا بوندیان پڑین موسم برسات کا ظاہر ہوا پھر تو یہ عالم تھا کہ **لموٗلفہ**

بہار آئی کہان تو ساقیا ہے
ہر اک سو باغ مین سبزہ اُگا ہے
ملارون کی کہین آتی ہے آواز
پپیہے کی کہین پی پی صدا ہے
کہین پر فاختہ کہتی ہے کوکو
غرض ہر سو نیا اک گُل کھلا ہے
حنا معشوقہ رنگین کو کب
رچی ہاتھون مین پاؤنمین حنا ہے
گلابی پائجامہ سُرخ کرتی
کہ سارا جسم عنبر مین بسا ہے
تصور ہر گھڑی مجکو بڑا ہے
وہ پانی نہر مین ہے صاف جاری
کسی جا شاخ مین جھولا پڑا ہے
کسی جا نعرہ زن پھرتی ہے کوئل
کہین طاؤس رنگین ناچتا ہے
وہ جوبن ماہرویون پر ہے اُسدم
اسی صورت سے لبس آراستہ ہے
طلائی ہے پڑا موباف سر مین
دوپٹا گاچ کا دھانی رنگا ہے
وہ ساون کا مہینا اور یہ جوبن
زمرد ہوگئی ساری زمین ہے
کہ جسپر دل مرا لہرا رہا ہے
کہین حق سرّہٗ کہتی ہے قمری
کہین ہر آم کا ٹپکا لگا ہے
ہزارون بلبلین ہین چہچہاتی
پری اور حور بھی اُنپر فدا ہے
مسی ہونٹھون پر اور آنکھونمین سرمہ
جبینی ماتھے پہ افشان خوشنما ہے
ملا ہے عطر مجموعہ کا ایسا
کہون کیا مین کہ یہ کیسا مزا ہے

یہ موسم فرح افزا اور حسن دلربا جو لشکریان **ظلمات** نے دیکھا بیتابانہ گلستان **حنا** کی طرف چلے اور گریبان ہر ایک زن ومرد نے چاک کیے اور اشعار تعریف موسم برشکال اور وصف جمال حناے مہرتمثال مین پڑھنے لگے کوئی پکارا کہ **بیت** یاد تھین ہمکو بھی رنگارنگ بزم آرائیان + لیکن اب نقش ونگار طاق نسیان ہوگئین + کسی نے کہا کہ **فرد** مجھے اب دیکھکر ابر شفق آلودہ یاد آیا + کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر + ایک بولا کہ **مطلع** گلشن مین بندوبست برنگ دگر ہے آج + قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج + کسی کی زبان پر تھا کہ **شعر** باغ مین مجکو نہ بلوا ورنہ میرے حال پر + ہر گل تر ایک چشم خون فشان ہوجائیگا + یہ رنگ جو **ظلمات** نے دیکھا نارگیل اس دشت بہارین پر سحر پڑھکر کھینچ مارا اس نارگیل سے ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض وغیرہ کالا ہوگیا اور وہ مقام دلکشا نزہت انتما نظر مردم سے پوشیدہ ہوا سب کے حواس بجا ہوے ملکہ **حنا** نے ایک سحر یہ حال دیکھکر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ کے کھلتے ہی ایک برق چمکی وہ بجلی بلند ہوکر جب اُس تاریکی مین گئی فوراً روشنی ہوگئی اور وہ تاریکی گھٹا بنکر لشکر **ظلمات** کی طرف چلی اُسنے یہ دیکھکر ایک قہقہہ مارا اسکے منھ سے کہ مشرق آفتاب سخن تھا پُروا ہوا پیدا ہوکر روان ہوئی اور اُس گھٹا کو گھیر کر چمنستان **حنا** پر لے گئی اور اس گھٹا سے پانی برسنے لگا جس تختۂ گلشن پر وہ پانی پڑا سارا تختہ جل گیا پھر تو تیغۂ سحر پکڑ کر **ظلمات** **حنا** پر جا پڑی اور چمنستان کے جلنے سے لشکری بھی ہوشیار ہوگئے تھے اُنکو بھی حکم دیا کہ محاصرۂ لشکر حریف کرو بموجب حکم ساحران لشکر اور جادوگریان ناریخ وتیغ لیکر حملہ آور ہوئین

ملکہ حنا بھی فوج سے لپنا لپنا کہکر چلی ایک طرف سے مہرخ مع لشکر آپڑی گھمسان کی مار ہونے لگی لیکن ظلمات نے قریب پہونچ کر تیغہ سحر بر سر حنا لگایا اُس کمان ابرو نے افسون پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر تیغہ سے لپٹ گیا اُس نے سحر کر کے پنجہ کو جلا دیا پھر وار کیا حنا نے پھر دستک دی کہ سپرین سحر کی سر پر آگئین تلوار اسکی سپرون پر آکر رُکی اُسوقت حنا نعرہ زن ہوئی کہ خبردار ادلتا آتا ہے یہ نہ کہنا آگاہ نہ کیا یہ نعرہ کر کے وہی ناریل گنبد سامری کا کمر سے نکالکر اُسکی پیشانی پر لگایا اُسنے ہزارہا سحر اس کے روکنے کو پڑھے مگر وہ ناریل نہ رُکا اور ماتھے پر جو بیٹھا کھوپڑی توڑ کر نکلگیا بھیجا اُسکا سر سے نکلکر دور گرا اور وہ بھی چرخ کھا کر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی ایک شور قیامت خیز مرنے سے اسکے برپا ہوا اور صدا آئی کہ ہزار افسوس ملکہ ظلمات کی باغ زندگی پر خزان آگئی عین موسم شباب مین وہ گل رعنا مرجھا گئی غرض پیر سحر کے روتے پیٹتے جانب شاہ جادوان چلے اور تاریکی اسکے سحر کی لشکر بہار پر سے دفع ہوئی لشکر نے اسکے جو مرنا اپنی ملکہ کا دیکھا مرنا گوارا کیا اور جی توڑ کر لڑنے لگے اسوقت بہار و حنا و مہرخ نے تین طرف سے حملہ کیا برف باری اور آتشبازی شروع ہوئی برق سحر خرمن ہستی کو جلانے لگی کشتِ حیات پر آفت آنے لگی صرصر فنا چلنے لگی نوجوانان کی حسرت مثل تخم پاشی خاک مین ملنے لگی تلوار کے سامنے دانائی کام نہ آئی لاکھ طرح سے تردد کیا جنگ آپر خوب جتے اور تلے لیکن جانبر نہ ہوسکے بخچہ کار سب کٹ گئے نحیف دھان پان کیسے کٹ مل جوان پامال سم اسپان تھے روبروے صیف شتا لنگ مرد میدان تھے فوج دشمن کی کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان نے اسکے حامل قضا کو قبولیت لکھدی تھی کچھ ہی دیر مین ہلچل اُس لشکر مین پڑگئی برفباری سے کشت لشکر پھر پالا پڑ گیا ایک سمت سے بہار نے لالۂ ار سپید اگر کے ہزارہا کو دیوانہ بنایا ایک جانب سے حنا نے برسات کا موسم ظاہر کر کے حریف کو مثل ربیع قلم کیا اور لبسان حریف زمین مین بو دیا ایک طرف سے مہرخ نے سحر و نیرنگ انواع و اقسام کے کر کے ہزارہا کو مارا جب سحر سے دشمن عاجز ہوے غازیون نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا یہ ہنگامہ تھا کہ نظم

اندیشان ظلمات اندوہگین
ہوئین صورتِ تختۂ گل قلم
کہین سحر کا بحر تھا موجزن
چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ
چمکتی کہین برق شمشیر تیز
دلاور پڑے تھے بہت سرنگون

جو تھین نازنینان و زہرہ جبین
نہ پیرون کا غل اور وہ باجونکا شور
کوئی خرمنِ جان پہ آتش فگن
کڑکنا کمانون کا مانند رعد
کہین خنجر جانستان شعلہ ریز
غرض دو پہر مین یہ تھا حال وان

وہ سب گلعذاران زیبا صنم
یقین تھا کہ اٹھ بیٹھین اہل نشور
پہ لعنت ہوتی تھی اور منتر کی جاپ
برسنا وہ تیرون کا پھر اسکے بعد
روان تھا ہر اک سمت سے بحر خون
نہ لشکر نہ ظلمات تیرہ روان

بہت سے ساحر اسیر ہوے اور ہزارون تہ شمشیر ہوے جو بھاگے جان بچالے گئے جب مطلع صاف ہوا حنا سے مہرخ و بہار ملین اور شکریہ بادشاہ کوکب کا ادا کیا پھر اس سے استدعا کی کہ لشکر مین چلکر کچھ دیر استراحت فرمایئے اُسنے کہا کہ افراسیاب خبر قتل معشوقہ سنکر آئیگا بکھیڑا مچائیگا اسوقت شاہ کوکب کو بھی آنا پڑیگا پھر یہان ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر مین جایئے اور مین اپنے گھر جاؤن بادشاہ کوکب میرے منتظر ہون گے یہ تقریر اسکی اُن لوگون کو پسند آئی اور اُسکو رخصت کر کے مع لشکر مراجعت

فرمائی یہ سب تو اس طرف پھرے مگر شاہ جادوان انتظار مین اپنی محبوبہ کے باغ سیب مین بھی نہ گیا تھا لشکر مین اندر
بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعۃً کچھ طائر سحر کے زمین پر آکر لوٹنے لگے اور ساحر بنکر بصد گریہ و بکا ماجرائے قتل ظلمات
زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نعرہ آہ مارا اور گریبان تا بدامن چاک کیا تاج زمین پر ٹپکا
راکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا ہر سمت شور گریہ برپا ہوا نالہ و شیون سے گیتی خانۂ ماتم تھی
ہر چشم پرنم تھی دود آہ اسقدر بلند تھا کہ سقف آسمان نیلی کالی نظر آئی دنیا اندھیر ہوئی تھی اس عرصہ مین فوج
بقیۃ السیف بھاگی ہوئی روبروے شاہ آئی بادشاہ اپنے وزیرون اور اعیان مملکت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور
اسی دشت مین جہان رن پڑا تھا ہر ایک بے گور و کفن پڑا تھا پہونچا اور پکارا کہ اے آہوئے چشم تو کس جگہ نخچیر کی ہوئی
پڑی ہے کہان تیری رعنائی و زیبائی خاک مین ملی ہے اے ماہ تو کس ابر غم مین پنہان ہے اے میری ہوا خواہ تو کہان
ہے افسوس تو مجکو جواب نہین دیتی ہے اے مالک جان و دل میری جان و تاب و توان کا حساب نہین دیتی یہ
کہتا ہوا لاش پر معشوقہ کی پہونچا دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہے زلف مشک بیز خاک مین اٹی ہے چشم حسرت آلود
مین سرمۂ خاک گور لگا ہے مسی کے بدلے لب ہر ایک زہر مرگ سے نیلا ہے حنا خون کی دست و پا مین لگی ہے
موت طوق بنکر گلوگیر ہوئی ہے چادر خاک اوڑھے دامن خاک سے منھ چھپائے خونی لباس سے شہانی پوشاک
زیب قامت فرمائے وہ دلھن بنی ہوئی وہ سہاگن پڑی ہے اشک خونین کی طرح لہو کی بوندین رخسار پر
ماتھے سے بہی ہین موتی کے سہرے کی جگہ پرے پر لڑی ہے مانگ کو کھو بیٹھا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہے نہ
دودھون نہائی ہے نہ پوتون پھلی ہے صرف خون مین ڈوبی ہے بادشاہ اسکے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار پر
رخسار اپنا رکھکر پکارا کہ اے صاحب ایسا ہوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہین اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہین
اے شرم و حیا دکھانیوالی لوگ آتے جاتے ہین تن اپنا ڈھانکو اے صاحب ہاتھا پائی کرنے مین ہانپو اے جانی
پھر شرما کو نیچی نظرین کر لو پھر جھجک کر گلے سے لپٹو پھر ہمسے روٹھو اپنا ماتھا کوٹو ہاے وہ دور ناز و غمزہ کدھر گیا اس
چاندسی تصویر کو کون خون مین بھر گیا اے میری پیاری اس جنگل کی فضا تمکو بھا گئی شب وصل مین جاگی تھین
جو ایسی نیند آگئی ہاے کون سی نظر بد تھین کھا گئی تخت سلطنت تمھارے بغیر سونا پڑا ہے ارکان دولت مین
ناپھینا پڑا ہوا ہے سب مجرائی کو واسطے تسلیم کے حاضر ہین تمھارے برآمد ہونے کے منتظر ہین اے صاحب نذرین اٹھکر لو
خلعت سرفرازی دو اے دلدار مین تجکو اب کہان پاؤنگا اور کس کہا داکو تیرے دل مضطر سے بھلاؤنگا

ابیات

لحاظ آمیز باتین بھولی بھولی
وہ بچنا ہر طرح کی آرزو سے
نہ ملنے پائے لب لذت چشیدہ
کنار قبر سے ہے تو ہم آغوش
طبیعت کو سنبھالین آپ ہتد

خفا ہونا اگر ہمراز بولی
زبان ساکت رہی عرض ہوس سے
تماشہ رہ گئی دامن کشیدہ
یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شہ کا
نہین بتیا بیون کا وقت اے شاہ

وہ رونا کچھ مردون کی گفتگو سے
کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
ہوا اچھی طرح تجھ سے نہ ہمدوش
کہا دستور نے اے شاہ والا
چلین حضرت نے آتے ہین اٹھین ہم

ہوا اتنا فراج شاہ برہم
اُٹھائی لاش اُس گلرو کی جس دم
کیا مدفن جواہر کار تیار

غرض جب گھر مین آیا وان سے سلطان
گریبان چاک تھے برپا تھا ماتم

ہوے سب جمع خویش واقربا وان
حباب خاک مین سوئی وہ دلدار

شاہ جادوان نے ایک نامہ اس سانحہ جانگزا کا ملکہ تاریک کو لکھا اور سیاہ طائر بزور سحر بنا کر اسکے گلے مین باندھ کر روانہ کیا طائر روتا ہوا جمشیدی الاؤ پر گیا تاریک نے نامہ اس سے لیکر جب پڑھا رونے لگی اور جواب لکھا کہ اے بادشاہ مین وابستہ اس امر کی ہون کہ حجرہ دوم منجملہ حجرہ ہاے ہفت بلا کے مالکہ ہون اور وہ حجرہ جبتک نذر بھینٹ دیکر کھولا نہ جاے بلا اسکے لڑنے نہ جائے اگر جاے گی تو زمین طلسم مین فرق آئیگا فی الجملہ اسی سبب سے میرا آنا ہو نہین سکتا ورنہ اس خون کا قصاص لیا لیتی کہ ہر ایک دیکھ لیتا جگنہ رہا تا اب تم صبر کرو مین تجویز کرکے کسی اپنے شاگرد کو کچھ دلون مین بھیجون گی یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہونچایا وہ خاموش ہو رہا اور راز لسکہ مدت سے فریفتہ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نہ کرتی تھی اب مراد بر آئی تھی لیس جدائی اسکی بہت شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ دیکھو ہمپر یہ سانحہ عظیم تر گذرا لیکن ملکہ حیرت نے جھوٹون بھی مجکو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو کیا بادشاہون کے محل نہین ہوتے ہین پھر اسکا رشک الیسا کرتے ہین کہ اپنے وارث کے دشمن بن جاتے ہین وزیرون نے کہا واقع مین یہ انکی نادانی ہے اب حضور انکی خطا معاف کرین یہ کلمات تو بادشاہ سے کہے اور مخفی ملکہ مذکورہ کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ تمکو لازم ہے کہ نامہ مشتمل عذر لکھ بھیجو حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہونچی اس نے مناسب سمجھ کر نامہ لکھا کہ اے بادشاہ مجکو نہایت صدمہ آپ کی معشوقہ کے مرنے کا ہوا قسم ہے سامری کی کہ مین انکے آنے سے ناراض نہوئی تھی بلکہ اتفاقیہ یہ امر ہوا کہ حضور سے اسوقت کج بحثی ہوگئی اب مین اس فعل پر نادم ہون اور دعا کرتی ہون کہ رنج خاطر شریف دور ہو دوست شاد دشمن پامال رہین ملازم خوشحال اور آپ با اقبال رہین یہ نامہ زمرد جادو لیکر آئی بادشاہ کو نذر دیکر دیدی اور نامہ دیکر کہا ملکہ نے رو رو کر جل تھل بھرے مین یہی کہتی ہین کہ میرے وارث کو سامری اس صدمۂ جانکاہ سے بچالے اور مجھ سے چلتے چلتے کہدیا تھا کہ میری طرف سے بہت سمجھانا میری جان کی قسم دلانا الغرض بادشاہ چلیے ملکہ پاس اور انھین منالایئے شاہ طلسم نے فرمایا کہ وہ میری جان ومال کی مالک ہے سوا اسکے کون میری دلداری کریگا یہ کہہ کر وہان سے اُسی باغ مین کہ جہان حیرت فروکش تھی آیا کنیزون نے تسلیم کی انیسان ملکہ نے بلائین لین ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھ کر رونے لگی بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ سے پاک کیے ملکہ نے ہاتھ ہٹا دیا اور کہا چلو مین ایسے بھلاسون مین نہین آتی وہی مثل ہے کہ جب آنکھین ہوئین چار دلمین آیا پیار آنکھین ہوئین اوٹ دلمین پڑی کھوٹ آجتک پوچھا کہ تم پر کیا گذری جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہان آئے مین ایسی اُلفت سے درگذری انیسون نے یہ کلام سنکر کہا اے شہزادی یہ تمھاری بیکار کی لڑائی ہے لے بیوی رہتا پانی رہ گیا اور بہتا پانی بہ گیا اب اُن باتون کا ذکر کیا شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہین ہمارے سر کی قسم انکی دلجوئی کرو شاہ جادوان نے انیسون سے خطاب کیا کہ

جمشید کی قسم مین ان کی انھین باتون سے گھبراتا ہون جب دیکھیے تب جلی کٹی کرتی ہین انیس نے کہا اے میان ناز کرنا زیبدا ہے اور سودا اگر خریدار سے مثل چلی آتی ہے دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہین کوئی ہاتھ پکڑی تو ہین نہین بھر رنڈی منڈی سے چلبنگی نہین کہ گھر برباد ہوتا ہے آپ کو مناسب ہے کہ ملکہ کو گلے لگا لیجیے بادشاہ نے ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اس انیس کی طرف تیوری چڑھا کر کہا کہ خوب تو نے مجکو خیلا بنایا ہے تو آپ بادشاہ پر مرتی ہے حسرت مین بھری ہے گلے سے کیون نہین لپٹتی ہے انیس نے کہا چلو مین ہی مستانی سہی کیا کرون تمھین تو گلے ملتے دیکھو قصور معاف مین ہی تو رویا کرتی تھی اے بیوی بس باتین بنیا ؤ لو آؤ گلے سے مل جاؤ یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور بادشاہ کے قریب کر دیا اُسنے آغوش محبت مین لیا ملکہ نے غصہ ہو کر کہا کہ اے مردے میرا ہاتھ دُکھا جاتا ہے کچھ تیری شامت آئی واہ مجکو یہ ہنسی نہین بھاتی ہے لو اور جو چلے کی خوبی دیکھو ملکہ کا بکنا کسی نے نہ سُنا گلے لگا کر ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا پھر تو ملکہ نے خوب اپنے دل کا حوصلہ نکالا اور گلے اور شکوون کا دفتر کھولا نظم

مبارک ہو جو بھایا خوب بھایا
بلا سے گو ہجرون مین خوار و مضطر
کسی کے دل پہ مین حاکم نہین ہون
کہ جب چاہا گلے آکر لگایا
مناسب ہے کہ مر جاؤن یہی دم
یقین تھا اُسکو ہو بنجائے جگر پر
یہ صدقے ہوش کیون کھوتی ہو جانی
طبیعت کو نہین پہچانتی ہو
بہم زاری رہی تا دیر باقی

مزا اچھا کوئی دل مین سمایا
بیاس عشق چھوڑا مجکو تنہا
بلا سے ہو تمھاری میرا اگر خون
کبھی تم سے تعلق اب نہ ہوگا
کہ پھر باہم نہون تا حشر تم ہم
وہین سلطان نے روکا ہوکے بیتاب
ابھی دیکھو بہار نوجوانی
یہ کہہ کر بس گلے سے اسکو لپٹا
پھر اسکے بعد بدلا رنگ ساقی

مبارک آپکو ہو آپکا گھر
اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا
بنایا تم نے مجکو فاحشہ کیا
زیادہ اور اس سے اب کہون کیا
یہ کہکر اک نکالا اسنے خنجر
کہا اس سے کہ سُن لے رشک مہتاب
مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو
بہایا اشک لگا آنکھون سے دریا
غرض دونون مین اتفاق ہوا
دو دلون سے نفاق ہوا

انجمن عشرت مرتب ہوئی دور ساغر چلنے لگا خلوت مین وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کر کے لشکر کی بارگاہ مین لایا اور سریر جہانبانی پر بٹھایا تاج حکمرانی سر پر رکھا اہل دربار نے دو دن مبارکباد کی صدا بلند ہوئی منادی نے ندا کی کہ ملکہ حیرت پھر حاکم طلسم ہوئین ہر سمت خوشی پھیلی ابیات

اللہ رے سرور قلب سلطان
کثرت سے تمام بند ہستے
سب کہتے تھے تاج ہو مبارک
دریا تھا کہ موج مارتا تھا
آغاز نمائیان تھین موجود
طاؤس نمط چمن مین رقصان

تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
پی کرنے خرمی کا کاسا
کشور کا خراج ہو مبارک
رقاصون کا کھینچ کے ہاتھ اُٹھانا
آواز بھی ان کی لحن داؤد

اٹھا ہوا شہر خرمی سے
گلشن سے نسیم آئی اُس جا
جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا
قابو مین دلون کا کھینچ کے آنا
ہر سمت وہ انجمن مین رقصان

جب اُس جلسہ عشرت سے فرصت ہوئی بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب

کہ اے مہان عزیز مین باغ سیب مین جاتا ہون آپکا کیا ارادہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ملک گیری کا ہے آپنے بیکار روک رکھا مین ابتک کئی ملک فتح کر چکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اب تیاری کیجیئے مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا یہ سنتا تھا کہ شہزادہ موصوف نے طبل سفر بجوایا لشکر ساحران وہادران تیار ہونے لگا۔
پلٹنین رسالے کوچ کر گئے پیش خیمہ لدگیا شہزادے نے ملک خورشید کو جانب ملک خورشید یہ روانہ کیا کہ انتظام ملک قدیم کرین اور آپ سمت طلسم نور افشان توسن عزم کو جولان کیا گر شاہ جادوان وہان سے باغ سیب مین آیا اور کچھ افسون زبان پر لایا زمین باغ ایک مقام پر شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار شیرین ببر سوار نام وہان سے نکلکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لشکر تھوڑا سا لیکر فوج مین ملکہ مہرخ کے جاؤ اور نمک حرامون کا کام تمام کرو ساحر مذکور اپنے مقام پر یہ حکم سنکر گیا حال اسکا عرض کیا جائیگا بعد جانے اس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ صنعت وزیرہ کو بلا لا طائر روانہ ہوا حال اس ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب مین لشکر لیے اُتری رہتی ہے اور لڑنے وہان سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ ملک بھی اُسکا اسی سمت ہے اسکا انتظام رکھتی ہے سوقت طائر نے جاکر حکم بادشاہ اُسکو سنایا اسی وقت حاضر خدمت ہوئی بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ ان باغیون کو ابھی قتل کرون یا اپنی جان دون ملکہ مذکور بولی کہ تیری جیتی رنج کرے اگر تو کہے تو اے بادشاہ ابھی طبقہ الٹ دون مین تیرے قربان تو حکم تو دے بادشاہ نے کہا اچھا تم طلسم مین جاکر ایسی جگہ پر بارگاہ آراستہ کرو کہ جہان سے کچھ سیر تماشا نظر آئے مین دو گھڑی وہین دل بہلاؤن مجکو ملکہ ظلمات بہت یاد آتی ہین وزیرہ نے کہا بہت خوب ابھی سب سامان ہوا جاتا ہے یہ کہکر وہان سے اُڑی اور اپنے لشکر مین آکر ایک بارگاہ اور چند خیمہ اور دران سحر پر بار کرا کر روانہ ہوئی ارباب نشاط اور ملازمون کو حکم دیتی گئی کہ کنارے دریاے خون روان کے دامن کوہ مین سامان عشرت لیکر حاضر ہو چنانچہ یہ ایک مقام پر سبزہ زار مین پہونچکر ٹھہری بارگاہ استادہ کرائی اور جملہ اسباب عیش مہیا کرکے منتظر بادشاہ طلسم ٹھہری اس طرف بادشاہ باغ سیب سے پھر کر لشکر مین آیا اور شہزادہ جہانگیر باتوقیر سے فرمایا کہ آپ کوچ فرمایئے سامری و جمشید کے سپرد کیا یہ کہکر دو تیلے سحر کے بلائے اور انکو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب اس شہزادہ کے جاؤ اور میرے طلسم کی راہ بتا کر سرحد طلسم نور افشان پر جو گنبد بنا ہے وہان پہونچا دو اور شہزادے سے کہا کہ اُس گنبد پر پہونچکر جیسا کچھ تیلے کی زبانی سنا ہے اسپر عمل کرنا اور وقت مشکل مجکو بھی اسی مقام پر پہونچا جانا تمہین فتح کرنا طلسم نور افشان کا مبارک ہو بوسہ ملدار شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی بادشاہ نے خلعت دیا یہ شہسوار عرصہ شجاعت مرکب پر سوار ہوا چابک عیار رکاب مین مقام کر ساتھ چلا ہمراہ بارہ لاکھ سوارون اور ساحرون کا لشکر جرار ہوا طول ہر جگہ دیتا بڑھا ہے یہ شہزادہ بڑے اہتمام اور تمکنت سے جانب طلسم نور افشان جاتا ہے اُسکا آیندہ انشاء اللہ حال ترقیم ہوگا مشتمہ داستان بعد مقام کی گذارش کی جاتی ہے

داستان آنا شیرین ببر سوار کا اور گرفتار ہونا لشکر مہرخ نامدار کا پھر قتل کرنا اس نابکار کو

عمرو عیار کا اور قید کرنا عمرو کو باغبان قدرت وزیر بدکردار کا اور رہا کرنا اُسکو زوجہ باغبان گلچین گلعذار کا اور ناراض ہونا افراسیاب غدّار کا اس وفادار سے اور رانده کرنا وزیر مذکور کو پھر گرفتار کرنا عمرو کو اور آنا بہر رہائی خواجہ عمرو بران ماہ رخسار کا اور قید ہونا عمرو کا برج غضب مین اور آنا مجمر آتش زبان جادو کا مقابلہ مہرخ مین اور قتل کرنا برق کا اُس زشت خصال کو پھر جانا جانب کوہ نیلم شاہ مکارہ کا المؤلفہ

مقفل کیون ہے یہ میخانہ ساقی
زبان تر ہو ذرا بھر جام لانا
بہار آئی ہے تو یہ ٹوٹتی ہے
یہی رندون کے دلکی دل لگی ہے
رہے ہر دم لگا لب سے مرے جام
بہار آئی ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے
بنا ہے میکدہ سارا گلستان
گل رنگین گلشن کی کلی ہے
صدا شیشون سے جو آتی ہے قلقل
بشکل نہر ہے موج مے ناب
بہار عمر کیفیت ذرا دے
سرور افزا پلادے مے کا اک جام
ملے گر دخت رز کا خون رنگین
شراب تند سے لبریز ہو جام
قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے
ذرا پھر معرکہ سنج بیان ہو

نہین کیا بادۂ خوشرنگ باقی
بہار عمر ہین معشوق و ساغر
کہین اگلی بھی اُلفت چھوٹتی ہے
ہوا ہے دل کو عشق دخت قاضی
وہ بیخود ہون کہ دُنیا سے نہین کام
دل پرخون ہے رنگین صورت باغ
رخ ساقی برنگ گل ہے تابان
خط ساغر ہے مثل سنبل تر
چہکتا باغ مین گویا ہے بلبل
نہال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
لبون سے جام رنگین کو ملادے
جو ارجوانی مجھے دے ساغر مل
لکھون مین ساقیا مضمون رنگین
کہ مثل دورۂ ساغر عدو کو
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے
خبرداران الفاظ و معانی

نہ سوجھی ایسی رندون کو سُنانا
کرون مین ترک تو یہ اسکو کیونکر
محبت دختر رز سے بڑھی ہے
طبیعت شیشہ و خم سے ہے راضی
ہوائے شوق کی چھائی گھٹا ہے
بشکل لالۂ احمر ہے ہر داغ
دل رندان مین جیسی بیکلی ہے
صراحی سرو کی صورت ہے یکسر
بط مے ساقیا ہے مثل سرخاب
بڑھین یون سمت شیشہ دست گستاخ
ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام
کرون مین نغمہ سنجی مثل بلبل
مگر اے ساقیا دلدار و خودکام
رہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو
روان لے جا کے تیغ زبان کو
چنین دانند راہ خوش بیانی

سُرمہ کشان دیدۂ انجام بین و نور افزایان چشم مروت آگین زندانیان سر حلقہ سلاسل ساحری و طوق پوشان زندانخانۂ حسرت و ناچاری دردمندان دیدۂ بے بصارت و جگر فگاران خنجر ظلم و مصیبت کحل الجواہر مضامین سے دیدۂ بے نور داستان کو یون نور افزا فرماتے ہین اور سیل قلم سے چشم شاہد تحریر مین اس طرح سرمہ لگاتے ہین کہ بعد روانگی شہزادۂ جہانگیر ذی تدبیر افراسیاب خیرہ صنعت پُرتزویر مین حیران و دلگیر آیا یاد کر کے اپنی معشوقہ

بے ہر کو رویا پیٹا چلایا خیمہ کے پردے اٹھوا دیے ایک طرف دریا دوسری جانب دامن کوہ صحرائے سبز و مطلا دیکھ کر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اُسوقت اسکا یہ حال تھا نظم

اشک آنکھون مین رنگ رخ پریدہ
بستر پہ پڑا تھا بیخود و زار
منھ ڈھانپ کے چپکے چپکے رونا
ہر وقت نئے نئے تصور
حسرت سے نگاہ سوے کہسار
تصویر خیال پیش دیدہ
ہر وقت نیا نیا تفکر
کوئی کہے ملتفت نہ ہونا

ملکہ صنعت نے جو افراسیاب کی یہ کیفیت دیکھی بادشاہ کی بلائین لین اور کہا مین تیرے واری ہزارون معشوقین طلسم مین ہین تو کہہ تو ابھی حاضر خدمت ہون تیری بلا رنج کرے یہ کہکر قسمین دیکر بستر غم سے اٹھایا سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا رقاصون کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اُسنے جام بادۂ رنگین بادشاہ کو پلایا غرض جلسۂ مسرت شروع ہوا یہ تو اس مقام پر مصروف نشاط و مسرت ہے مگر شیرین ببر سوار جو اپنے مقام پر آیا یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے یہین بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے اُس فوج کو اسنے طیار کرایا ساحر اژدر سحر اور طائرون پر چڑھکر چلے ڈھونبے بجے ناقوس پھنکے شیرین نے بھی جھولا سحر کا گردن مین ڈالا اسکے پاس ایک نیا تحفہ جات طلسم مین سے ہے اور ایک لوح اور ایک انگیٹھی ہے تاثیران اشیا کی یہ ہے کہ اگر تو نے مین خاک بھرکر اڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور جو یہ کسے بجا لائے اور انگیٹھی کا دھوان جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اسکے پاس نہ آسکے اور اگر آئے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار جس صورت سے اسکے سامنے آئے لوح پر نام آنے والے کا نقش ہو جائے چنانچہ ان اشیاء عمدہ کو اسنے خزانہ سے نکلوا کر اپنی جھولی مین رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا آندھیان اٹھین بگولے پیچ و تاب کھانے لگے بارہ ہزار ساحر اسکے ہمراہ روانہ ہوئے ہیبت سحر کے غل مچاتے تھے شور روانگی لشکر سے زمین و زمان مین تہلکہ تھا کہ نظم

ہوئی گو گل کی پیدا ہر طرف لو
بجا ڈھرو کیا بیرون نے پھر غل
گھٹا جادو کی کالی کالی آئی
زمین سے خاک اڑی اٹھے بگولے
اندھیرا چھا گیا پھر بے تامل
زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
بگولون سے ہزارون دیو نکلے
چمک پیدا ہوئی پھر بجلیون کی

اسی صورت سے یہ بوم صحرائے ساحری و جنگل ویرانہ ستمگری دریا سے خون پار اتر کر قریب لشکر حیرت ستمگر ہو پہنچا وہ بارگاہ مین تخت پر جلوہ گستر تھی خبر آمد اس خود سر کی سنی استقبال کر کر بلوایا لشکر اسکا اترو ایا وہ سامنے ملکہ کے جب آیا نذر دی خلعت پایا ہو وقت ملکہ پاس ایک تبلاعریضہ صنعت لایا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ شہنشاہ متصل دریا دامن کوہ عجائب مین خیمہ استادہ کرا کر آرام پذیر ہین مگر رنج فراق معشوقہ سے دلگیر ہین لیس تم اپنے شمع رخسار سے تیرگی غم آکر دور کرو مزاج ہمایون شاہ مسرور کرو یہ عرضی پڑھکر بادشاہ پاس چلنے کا اُسنے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ ترملال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہے اسکا رفع کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت پر کسی کا اجارہ نہین اب یہ غم رفتہ رفتہ برطرف ہوگا دلجوئی تجکو کرنا لازم ہے غرضکہ شیرین سے بروقت چلنے کے کہا مین شہنشاہ پاس جاتی ہون تمکو جو حکم ہو وہ عمل مین لانا اُسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجایے مین بھی بعنایت خدا اور سامری سب نمک حرامون کو گرفتار کرکے لاتا ہون اور لشکر دشمن مین جاتا ہون ملکہ شیرین سے جدا ہوکر علیحدہ گئی اور حمام کر کے لباس زیور

اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا اور بناؤ سنگار کرکے چند کنیزون کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جادوان پاس آئی اور
اپنے غمزہ و ناز و ادائے مستانہ و دلفریب سے پہلوے شاہ مین بیٹھکر دل اسکا لبھانے لگی ادھر بعد اُسکے جانے کے شیرین
اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور تھوڑی دیر آرام کرکے اسباب سحر کو درست کیا پھر اژدر آتشبار پر سوار ہوکر تنہا جانب لشکر
ملکہ مہرخ چلا یہان ملکۂ مذکور مع بہار وغیرہ کے ملکہ حنا سے مرخص ہوکر اپنے لشکر مین آئی تھی اور لشکر نے بھی کمر
کھولی تھی آسودہ ہوا تھا ملکہ دربار مین سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی عیار بھی صحرا سے بارگاہ مین آئے تھے لیکن عمرو
نہ آیا تھا اسکو شاہ کوکب نے پنجہ بھیجکر صحرا سے اُٹھوا لیا تھا یعنی جب حنا بفتح و فیروزی سامنے شاہ موصوف کے
آئی بادشاہ نے پنجہ بھیجکر خواجہ کو بھی بلوایا اور پنجہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو بران پاس پہونچا دے پنجہ خواجہ کو
بران پاس لایا اس جگہ بعشرت تمام بیٹھے اور قران درۂ کوہ مین آکر مسکن گزین ہوا برق بارگاہ مین آکر
کرسی پر بیٹھا اور ضرغام لشکر مین برائے حفاظت پھرنے لگا اور جانسوز برائے جاسوسی لشکر حریف مین گیا چنانچہ
جب شیرین لشکر اسلامیان کی طرف چلا تو اسنے اُس سے پہلے بارگاہ مین آکر مہرخ کو اطلاع دی ملکہ خبر آمد ساحر
سُنکر گھبرائی اسی اثنا مین خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا ملکہ مذکور نے ناچار ساحر پیشوائی کو بھیجے شیرین ہر ایک سے
چین بجبین رہا کسی سے کلام نہ کیا اور نہ کسی کا اُسنے سلام لیا لشکر کو بنظر تیز و بنگاہ ستیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر
دیکھکر گردن برائے استعجاب ہلاتا کہ ان باغیون نے بھی بڑی جمعیت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہے اور یہ شان و شوکت
ہویدا کی ہے کہ لاکھون کا لشکر اُترا ہوا ہے ہزارون بارگاہ استادہ ہے وہ کون ایسا سامان ہے جو نہین مہیا ہے
غرضکہ اسی آتش عناد و عشرت مین جلتا یہ ناری دربارگاہ دارالامارۃ پر پہونچا یہان کا جو سامان دیکھا اور بھی جلکر
کباب ہوگیا کہ سواریان سردارون کی اور ملازم وغیرہ حاضر ہین پالکیان کار گذارون کی حاضر اور سرگرم انتظام
ساحر ہین لشکر کی کیفیت اور اس مقام کی زینت بیان کرنے سے طول ہوگا مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا اس جگہ
لوائے شوکت مہرخ سربلند پایا چہل ستون مین ہزارہا فرش جواہر نگار گسترہ ہے سرداران نامی و گرامی اسپر جلوہ فرما ہین
با ہر چہل ستون کے بھی کرسیان یاقوت نگار بچھی ہین جادوگریان مطیع سرداران بیٹھی ہین خشت زرین آبریز تک جڑی ہین
زمین بارگاہ طلا کی ہے کسی طرف بہار کی کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین کسی جانب مخمور کے اہل عملہ
ہین کسی سمت دفتر کھلا ہے عرضیان گذرتی ہین کسی جا مستغیثون کا مجمع ہے بارگاہ کو شیشہ آلات و تصاویر سے
اس طرح آراستہ کیا ہے کہ واقع مین دولھن بنا دیا ہے مرتبہ لیسا ول فراش و خدمتگار کنارے فرش کے حلقہ باندھے
دست بستہ حاضر ہین قاعدہ ادب سے ماہر ہین مہرخ اورنگ آرائے مملکت ہی تاج کئی سو نگو کا گوہر لعل سے
مرصع سر پر چتر قبائے شاہی جواہر در بر و زر قامت پر عظمت ہے وہ رعب و داب ہے کہ روح کیقباد و منوچہر کا
زہرہ یہان آنے سے آب ہے خسرو خاور بصد تمنا ملکتا ہے یہ نقشہ ہے نظم

ایسا ہے بلند پایہ اس کا	پابوس کو ہے جو سر خمیدہ	خورشید فلک ہے سایہ اسکا
قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال	خاقان کو کہان یہ بخت و اقبال	ہے پیر فلک کمر خمیدہ
		رفعت مین جو دیکھیے فریدون

حکمت مین جو دیکھے فلاطون	خورشید جمال عالم افروز	ہے جسکا غلام بخت فیروز

یہ مرتبہ اسنے دیکھ کر سرشتۂ عقل ہاتھ سے کھویا اور از خود رعب مین آکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے بھی بعنایت تمام آنکھون سے سلام لیا پنجۂ مژگان کو جنبش دیکر فرمایا کہ آیئے یہ کہکر فرش گل جو خالی بچھا تھا ادھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا ملکہ نے ساقی کی جانب اشارہ کیا اسنے جام شراب اُسکو دیا اسوقت اسکو ہوش آیا کہ مین بارادہ رزم آیا تھا نہ بارادۂ آشتی پس للکار کر مہرخ و بہار کی طرف خطاب کیا کہ اے فرقہ گمراہان و خود سران مین فرستادۂ شاہ جادوان آیا ہون پیام مرگ تمہارے لیے لایا ہون بڑے حیف کی بات ہے کہ شہنشاہ جس طلسم مین سریر آرائے سلطنت ہون اس طلسم مین تم سریر جہانبانی پر بیٹھو سچ ہے بیت غضب یہ ہے کہ زاغ تیرہ صورت + کرے مسکن نشیمن پر ہما کے + کیون نہو جبھی جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہے اب جلد ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر چلو کہ خطا تمہاری شہنشاہ سے معاف کرا دون ان باتون کا مہرخ وغیرہ نے کچھ جواب نہ دیا لیکن برق جو کرسی پر متمکن تھا اپنی جگہ سے اٹھا شیرزن تو جوش مین اپنے عتاب کر رہا تھا اُسنے پشت پر سے حلقہاے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ ذنگل سے گرا اسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نکلکر حربہ کیا برق نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑ دی اور جست کرکے باہر بارگاہ کے نکل گیا شیرزن کو قعر زمین مین جاکر شیر نے اُگلا اُسنے خنجر سحر سے حلقہ کمند کاٹے اور زمین کے اندر اندر چلکر لشکر کے کنارے پہونچا اور طبقۂ ارض توڑ کر باہر نکلا اور اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ کمربندی کی جائے لشکری مسلح و مکمل ہونے لگے قرنا کا شور ہوا نفیر سحر بجی ساحر اور جادوگرنیان جھنڈیان ہاتھون مین لیکر اژدر و اژدہا پر سوار ہوئین تھالیان تیل کی لیے قشقے سیندور کے ماتھے پر دیے ڈھیر بجا منقل سلگی بڑی طیاری تھی کہ بموجب نظم

ہر اک بد حقیقت ہر اک تیرہ فام	کہ ڈر جائے شیطان جو لون اُن کا نام	چلے اژدہون کو اڑاتے ہوے
فسون سازیان سب دکھاتے ہوے	کسی نے ہوا مین جلائی تھی آگ	کسی نے دکھائی تھی منتر کی لاگ
وہ آتش سی منقل دہکتی ہوئی	وہ شعلون کی بجلی چمکتی ہوئی	کمائین کڑکتی ہوئی بے شمار
دہل زن دہل زن تھے آگے سوار	سوار اور پیادون کی جم غفیر	وہ آواز قرنا وہ شور نفیر

یہ خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ہوشیار ہو جایئے فوج دشمن قریب آئی ملکہ مذکور نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلدی جلدی تیاری ہوئی لڑنے والون نے کمر جنگ پر کسی شجاعت شعارون کے منھ پر ہنسی آئی نامردون کے رُخ پر اداسی چھائی شمشیر تیز دم کے جوہر کھلے جلادت کے دفتر کھلے ہر غول کا ساتھ بندھا انشاء اللہ مار لیا ہے بہادرون نے کہا نصرت نے ندا دی کہ انجام اچھا ہے یارون کی فتح ہے ایک طرف سے بہار تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دیکر خیمہ سے نکلی گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اُسکا سبزہ رنگ سبزہ آغاز نوجوانون کو حسرت پامالی دلاتا گل بوستان خوبی روبرو رخسار مرجھاتا لڑنے کو جو سینہ تان کر چلی تھی چھاتیون کی سرکشی جان لے لیتی تھی دشمنون کے حوصلے دلون سے اُبھرنے نہ دیتی تھی یا نیچے کلائی پر ڈال کر قریب تخت سحر آئی غل ہوا کہ گلشن لشکر مین بہار آئی ایک طرف سے مخمور عنبری بارگاہ سے نکلی آنکھیں سرخ ساغر اندا[illegible]

متوالیون کی نگاہین اُسپر تھین چہرہ فرط غضب سے تمتمایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیان برہمی انجمن مزاج سے دو جام واژگون مستون کے دل جنپر خون گلوے نازک صراحی داربان کی سرخی ہمین اظہار جیسے شیشہ کی گردن مین بادہ گلنار یہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بڑھی ایک جانب سے مشکین موے کاکل کشا زلف عنبرین سے دشت معنبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی زلف کی ناگن رخسار پر لہرائی تھی غصہ سے روے رنگین پر پسینہ تھا تو ناگن اوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا بروج قلعہ حسن پر ساحرون کا دھاوا تھا کہان تک گذارش ہو یہ سب جادوگرنیان طرحدار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کر بڑھین مہرخ بھی تخت لیتا بڑھا کر چلی ڈنکے پر چوب پڑی نقیب للکارے مبارزون کے ہتیار چمکنے لگے ساحرون کے غول صف باندھکر کچھ زمین پر ٹھہرے کچھ بروے ہوا گئے ہوا ئین سرد آئین طاؤس چنگھاڑے اژدہے پھنکارے اسلحہ کی جھنکار گنبد گردون گردان کے پار رہی فوج کی گھما گھم سے قیامت آشکار ہوئی ابر آتے چاند سورج سحر کی روشنی دکھاتے آگ پتھر برس جاے آفت عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

نشیب عدم کا زمین پر گمان　　کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی　　سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان
نکلتا تھا سورج برستے تھے مار　　صدا تھی یہی ہر طرف مار مار　　اندھیرا کبھی تھا اُجالا کبھی
وہ باجون کا بجنا وہ شور دہل　　　　وہ فوجون کی آمد وہ قرنا کا غل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہو کر ٹھہرا تھا کہ اس طرف سے شیرین ہبر سوار اژدر پر سوار مہیب صورت بنائے منقل طلسمی اس خوف سے سلگائے کہ کوئی پاس نہ آئے تو بنا ہاتھ مین لیے لوح گلے مین ڈالے سانپ کالے سر سے لپیٹے بھبھوت ملے گردن مین ہڈیون کے مالے پہنین پشت پر لپٹین اور رسالے لیے آیا اور ایسا غصہ مین بھرا تھا کہ نہیب بھی اُسنے نہ دی اتنا تو کہا کہ جو پہلے مار چلے وہ میر ہے ہان خبردار رہ جاؤ یہ کہکر اُس تو بنے کا منہ جانب خاک کر دیا خاک جو اُسمین بھر کر لایا تھا وہ زمین پر خاک بسر ہوئی خاک گرتے ہی آندھی جنگل سے آئی اُس نے اور زیادہ ناؤ مین بحر عالم کے خاک اُڑائی تمام عالم مین باعانت باد تند وہ خاک پھیلی زمانہ نے دل کا غبار نکالا یہ مجنون صحراے ساحری تھا خاک اُڑانے سے تسخیر ہوئی ہر ایک لیلی لشکر یان مہرخ نے اس تیرہ رو کو خاک اُڑاتے دیکھکر ابر سحر سے پانی برسایا کہ یہ خاک دب جائے آتش فساد سرد ہو دور یہ گرد ہو لیکن وہ خاک جادو کی نہ تھی بلکہ طلسمی تھی جسنے سحاب بھی مکدر کر دیا ابر شق ہو گیا کچھ پانی برس کر رہ گیا تھوڑی دیر مین عالم تمام گرد آباد تھا آئینہ مہر کالا ہوا چشمہ آفتاب گندلا ہوا خاک برسنے لگی اہل اسلام بو تراب کو یاد کرنے لگے مگر مرأت قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست و دشمن سب یکسان نظر آنے لگے دل صفا منزل خاکساری دکھانے لگا لڑنے کا خیال بالکل نہ رہا سب اپنے اپنے مرکبون اور تختون اور طائرون پر سے اوتر پڑے اور ہاتھ باندھکر منت وثناے شاہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے شیرین نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو فوج نے محاصرہ کر لیا اسنے افسران نامی مثل بہار و مہرخ وغیرہ کئی سو سردان گرامی کو قید کر لیا ہتکڑیان بیڑیان پنہا کر ارابہ کو حکم دیا کہ بس اب تم اس لشکر کو گھیرے ہوے یہین ٹھہرو مین شہنشاہ کے پاس ان باغیون کو لیے جاتا ہون

جب تمکو حکم ہیون سر سبکے کا تکر بھیجدینا فوج بموجب حکم رُکی اور لشکر مسحور نے اسکے ساتھ چلنے کا قصد کیا اس نے
منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ آؤ اسی جگہ ٹھہرو وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ بہت خوب کہکر ٹھہر گئے لشکر نے اُس کے ان بخودون کو
گھیر کر مقام کیا کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھولی آرام کیا اور شیرین ارابہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلا
اسوقت برق جو بارگاہ سے نکلگیا تھا بروقت آمد لشکر یہ لشکر سے بھی دور تھا اس لیے دو در راز مسحور تھا پس یہ پیچھے پیچھے
چلا راہ مین ارابہ پر اپنے سردارون کو دیکھا کہ سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ بیہوش ہین آئینہ رویون کے رخسار تابناک پر
گرد سحر پڑی ہے صورت ہی اور ہوگئی ہے جو کوئی کہ ہوشیار ہے ایسا بیکس و ناچار ہے کہ آپ اپنے تئین نہین پہچانتا ہے
شراب افسون سے کاسہ دماغ پرخمار ہے یہ حال دیکھ کر اُسنے اشک حسرت سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر
سے کچھ آگے بڑھ کر گیا ایک مقام پر پہونچا کہ چند درخت گنجان وہان لگے تھے بہت سایہ دار تھے نیچے اُن کے ایک کنوان
پختہ تھا چبوترہ اسکا پتھر کا تھا گھڑے رکھنے کے تھالے کنارے کنارے بنے تھے چرخ کنوین پر لگا تھا یہ ماجرا جو اُسنے دیکھا
فوراً ایک دھوتی گھٹنون تک باندھکر کمبوی کوڑیان رکھنے کی دھوتی مین بنائی انگوچھا سر سے باندھا بہ فن عیاری
صورت اپنی برہمن کی ایسی بنائی زنار گلے مین ڈالا لٹیا پیتل کی اور ڈول پانی سے بھر کر ڈول کا بجانا شروع کیا
اس عرصہ مین شیرین بھی قیدیون کو لیے اُس مقام پر پہونچا از بسکہ راہ کا تھکا ماندا تھا ٹھنڈا مقام دیکھ کر ٹھہرا ارابے
کے گاڑیبان لٹیا ڈور لیکر اتر پڑے پانی بھرنے چلے برہمن پکارا سداجی رہے جے سنکٹ کی ناس چھتری سے بھگوان
بنائے رکھے موسے مہاتم دھرما ماتا ٹھنڈا جل ہمکا حکم ہوتو پیائی شیرین نے گاڑیبانون سے کہا مہاراج سے پانی
لیکر پیو تم نہ بھرو وہ سب بڑے مہاراج نے لوٹا چٹکی سے مانج کر کیا کنوین مین تین ڈبو دیا پھر وہ پانی اونڈیل کر لوٹا بھرا
اور سب کو پانی دینا شروع کیا اس ساحر نے خوف عیاران سے زیادہ آدمی ساتھ نہ لیے تھے صرف وہی گاڑیبان تھے
جو دم بھر مین سیراب ہوگئے پھر برہمن نقلی نے ڈول پانی سے بھرا اور سامنے شیرین کے لایا کہ پورے گسائیان تم ڈول
سے پیو اُسنے چلو باندھا برہمن نے ہوقت بیہوشی پانی مین ملائی اور دھار پانی کی اُس کے ہاتھ پر ڈالی اُسوقت دو پنجے
پیدا ہوے اور اسکے ہاتھون پر از خود آگئے یہ معاملہ جو اُسنے دیکھا لوح جو گلے مین پڑی تھی اُسپر نظر کی اُسپر نام کندہ پایا
یہ برق عیار ہے یہ دیکھ کر اُسنے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھ کر مارا کہ عیار مذکور بیحس و حرکت ہوا اُسنے جو پنجے پیدا ہوے
تھے اُنکو حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ پنجے غائب ہوگئے اور پھر پیدا ہوے ایک آفتابہ جو آب گرم سے بھرا ہوا تھا لیے تھے
چنانچہ ایک پنجہ نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا منھ پر برق کے پھیرنے لگا رنگ و روغن عیاری سب دھوگیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی شیرین نے اسکو بھی ارابہ پر بٹھایا اور راہی سلسلہ سحر کرکے آگے کا راستہ لیا یہ تو اس طرح
روانہ ہے لیکن عمرو جو بہران کے پاس فرستادہ شاہ کوکب پہونچا تھا ملکہ نے آنے سے اسکی خاطر فرمائی۔
انجمن عیش ترتیب دی اُسنے عرض کی کہ اے ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی ہے اُسنے ضرور کوئی آفت برپا کی
ہوگی فوج میری گرفتار بلا ہوگی آپ جو میرے لشکر کی خبر نگاہ دیجیے ملکہ نے بخاطر خواجہ دم چلے سحر کے راہ نزدیک سے
بھیجے کہ وہ آکر اسیر ہونا مہرخ کا تمام لشکر کا دیکھ کر … ملکہ کے پہونچکر معرض بیان مین لائے۔

خواجہ تمام ماجرا سُنکر گھبرائے بُرّان خود اُٹھی کہ مین جاکر چھڑاتی ہون عمرو نے اُٹھ کر کمر مین ہاتھ ڈال دیے کہ آپ نہ تشریف لے جائیے ایک ساحر پر چڑھ کر جانا آپکی شان کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ شاہ جادوان اُس ساحر کی اعانت کو آجائیگا ایسا نہو کہ مہلکۂ عظیم مین دشمن آپکے گرفتار ہون پھر مین آپکے باپ کو کیا منھ دکھاؤن گا پس مجکو آپ جلد تر روانہ فرمائیے کہ مین کام اُس ساحر نافرجام کا جاتے ہی تمام کرون برّان نے کہا اُس کے پاس تحفۂ طلسم کے ہین تم اُسپر غالب نہ ہوسکوگے خواجہ نے کہا مین بہر صورت سمجھ لونگا ایسا ہی آپکو خیال ہے تو جب مجھ پر کوئی آفت خدانخواستہ آئے اُسوقت آپ آئیے گا ملکہ نے بعد حجت بسیار دو پتلون کو بُلا کر حکم دیا کہ خواجہ کو اپنی گردن پر سوار کر کے جس مقام پر کہ شیرین ہو پہونچا دو یہ سُنکر ایک پُتلے نے خواجہ کو گردن پر بٹھایا اور دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چلکر ایسے مقام پر لائے کہ شیرین قیدیون کو لیکر ادھر آئیگا غرضکہ عمرو نے اس جگہ اُتر کر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہے پُتلون سے کہا تم بطور مخفی میرا حال دیکھتے رہو اگر کچھ آفت مجھپر آئے تو ملکہ سے جاکر خبر کرنا پتلے تو چھپ گئے اور عمرو درّۂ کوہ مین آیا اور کچھ درخت گنجان ڈھونڈھ کر چند تونبے زنبیل سے نکال کر پانی بھر کر اُن درختون مین لٹکا دیے مرگ چھالا بچھا کر آپ بیٹھا صورت اپنی مہنتون کی ایسی بنائی جٹائین بالون کی سر پر پیچ در پیچ باندھین زنجیر کمر سے باندھ کر لنگوٹا کسا موئے زہار باہر نکلے ہوے رکھے جسم مٹی سے بھر لیا کان مین کنڈل ڈالا ایک انگیٹھی آگ سے بھری سامنے رکھی اور بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹکر گرد اپنے انبار کر کے سلگا دیے پھر مالا لیکر مرگ چھالے پر بیٹھا اور جپنے لگا اُدھر شیرین برق کو اسیر کر کے جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختون کے نیچے بیٹھا ہے از بسکہ یہ دھوکا کھا چکا تھا کہ یہ مہنت بھی عیار نہ ہو یہ سوچ کر اُسنے لوح کو دیکھا اسمین منقوش پایا کہ یہ مہنت نہین عمرو عیار ہے یہ معلوم کر کے اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ان عیارون نے مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہے انکی قضا خداوند سامری نے میرے ہی ہاتھ لکھی ہے یہ کہکر برق سے کہا کہ او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہے یہ تیرا باپ ہے اُسنے جواب دیا کہ تمھارا دادا ہے اُس نے جھلا کر کہا ارے یہ عمرو عیار ہے یہ سنتا تھا کہ برق نے چاہا مین پکار کر کہون خواجہ سلامت آپ ہوشیار ہوجائیے اس حرامزادے نے آپکو پہچان لیا ہے شیرین اسکے ارادے کو پہچان گیا کہ یہ چیخ مار کر عمرو کو بھگانا چاہتا ہے پس اُسنے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ برق بول نسکا زبان بند ہوگئی یہ سب ماجرا سامنے سے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر تمکو پہچانا ہے کیونکہ اسنے لوح کو دیکھا ہے اور تم سُن چکے ہو کہ اسکے پاس تونبا اور لوح اور مجمر ہے پس یہ تجویز کر کے کئی سیر خاک بیہوشی لکڑیون پر اسنے چھڑک دی اور جب جھڑک چکا تو اُس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے ساحر نے اپنے دلمین کہا کہ کیا مکار ہے کہ مجکو پوجا دکھاتا ہے تاکہ مین فریب کھاؤن یہ خیال کر کے ارابہ وغیرہ کو چھوڑ کر آپ آگے بڑھا کہ مین پکڑ لاؤن برق بیچارہ اشارے سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جائیے اسنے اشارہ کرتے جو دیکھا سحر سے بالکل دست و پا بیکار کر دیے برق نے بیقراری کرنا شروع کی اچھلنے اور تڑپنے لگا تاکہ خواجہ میرا حال دیکھ کر گلیم اوڑھ لین لیکن

عمرو نے کچھ خیال نہ کیا اور شیرین ہنستا ہوا کہ جیسا تو یہ مکار مہنت بنا ہے ویسا ہی تو بھی اُسکے ساتھ مضحکہ کرکے
اسکو گرفتار کر یکایک قید کر دینا اچھا نہین پھر سوچا کہ یہ وہ عیار ہے کہ جس نے ساحر شمسل و ردمامہ کو مارا ساحران عالم کا
سر اُتارا اُسکی اسیری مین دیر کرنا اپنے حق مین زہر ہے مگر اُسکا سامری کا قہر ہے پھر سوچا کہ ساحر شمس وغیرہ غافل تھے
اب کیا تو ایسا نادان ہے جو پہچان بھی چکا ہے اور دھوکا کھائیگا فی الجملہ ایسے ہی کچھ خیال کرتا ہوا اُن لکڑون کے
قریب آیا خواجہ نے اسکو گھورا کہا سائین جی میرا بھی سلام ہے عمرو نے کہا ایسے او دنیا دار جا اپنے کام لگ اس راہ باٹ
مین پیچ بڑے بڑے ہین یہان عیار فقیر بنکے مار ڈالتے ہین ابھی کسی سے پالا پڑا نہین مین تیرے بھلے کو کہتا ہون اُسنے
جو یہ تقریر سنی شبہ ہوا کہ یہ کیسی باتین کرتا ہے شاید عمرو نہین ہے کوئی فقیر ہے یہ سوچکر اُسنے پھر لوح کو دیکھا اُسمین
وہی نقش تھا کہ عمرو عیار ہے جب یہ معلوم کرکے پکارا کہ باش او دزد مکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے ساتھ ہی عمرو
بھی للکارا کہ رہ تو جا او حرامی کب بچیگا قتل ہونیسے اُسکو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑ لاؤن دھوئین مین لکڑیون کے تو
کھڑا ہی تھا دوڑتے ہی طمانچہ ہوا کا منھ پر لگا بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے دوڑ کر خنجر بران کا ایک ہاتھ مارا خنجر اسکے
جسم پر پڑا اُچٹ گیا اسوقت خواجہ نے سنجیہ زنبیل سے نکالکر اُسی آگ مین خوب لال کیا اور اُس کے مقام براز مین
جلا دیا العیاذ باللہ آنتین دل جگر جل گیا چرچراتا ہوا وہ ناری تڑپ کر سرد ہو گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ابر غباری
سنگ باری ہوئی پھر آواز آئی مارا شیرین ببر سوار جادو کو برق و چہرخ و بہار و حمیلہ سرداران مسحور ہوش
مین آکر قید سے چھوٹے اور خواجہ سے کہا ہم سب جاکر لشکر اس ساحر کا تباہ اور قتل کرتے ہین یہ کہکر پرواز کر گئے
خواجہ نے وہ لوح اور مجمر اور تونبا زنبیل مین ڈال لیا اور جو کچھ مال ساحر کی جھولی سے پایا یہان تک کہ سحر کرنے کیلیے
جو اُسکے پاس نبولے اور ہلدی کی گرہ آرداش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام آئیگا یہ تو جھولی کی تلاشی
لے رہے تھے لیکن اول مین مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کو کب
سے آئے تو اسکو اسیر کر لانا وزیر مذکور نے پھر دریافت حال خواجہ تپلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کیے تھے کہ جب کبھی
عمرو کو طلسم مین یہان کے دیکھنا تو مجکو خبر دینا چنانچہ جب سے ابتک اس طرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا
ظلمات لڑاتی رہی اور اسکے مقدمہ مین دخل دینے کی ممانعت تھی فی الجملہ اسوقت وزیر مذکور اپنے باغ مین زوجہ
پاس اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر کہی کہ اس طرح عمرو عیار نے شیرین کو آکر مارا اور فلان مقام پر بیٹھا ہے
یہ سُنکر وزیر نے تاب نہ اُٹھا زوجہ نے اُسکی کہا بھی کہ صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو عمرو عیار کو تعبید کرو تمھاری جان
رہے گی تو اور نوکری مل رہے گی یہ کام اچھا نہین ہے وزیر نے کہنا اُس وفادار کا نہ مانا اور روانہ ہوا زوجہ بھی اُسکی
فرط محبت سے اُسکے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اُس جگہ آیا کہ جہان عمرو تھا اور اُسنے آتے ہی ایسا سحر کیا
کہ عمرو بیحس ہو گیا بس اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر لاش پر شیرین ببر سوار کی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت
بنکر زندہ ہو گئی اور ایسی شکل اُسکی بنی کہ دھڑ انسان کا چہرہ شیر کا بس زندہ ہوتے ہی اُس لاش نے کمر مین عمرو کے پنجہ
دیا اور بریدہ اکرکے اُڑ گئی برق عیار چھوٹ کر ٹھہرا تھا کہ اُستاد سے ملونگا وزیر کے آنے سے چھپ گیا اور وزیر کے بھی

پھر اُسکا خیال نہ کیا تھا کیونکہ جو لیے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھ کر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کی طرف
پھرا اُس سے پہلے مہرخ و بہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آ گئی تھین یہان لشکر جو مسحور بہ سحر تھا وہ بھی ہوش
آ گیا تھا فوج جو گھیرے ہوے تھی اُسپر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جا کر پہونچے پھر تو سحر کی مار تیرون کی بوچھار
تھی بیر غل مچاتے تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی مرچون کے ہار چلتے جسم دشمنان مین چھالے نکلے ترنج ناریل سینون
کو توڑ کر بغیر جان لیے بیر بیچھا نہ چھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ تھا صفحۂ ہستی پر روان شمشیر کا خامہ تھا
ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی اُلٹ ہوا شیرازہ اجزاے عناصر کھلا ہوا کتاب چار باب عنصر و پنج فصول حواس
سراسر غلط خامۂ تن کارزار تیغ سے سر القط جوہر شمشیر نقاط صحیفۂ شجاعت بلکہ نکات رسالۂ جلادت تار رگ جان
مسطر جریدۂ فرمان قضا خون جسم کا مداوا ہر تحریر حکمنامۂ مرگ ہر ایک راضی برضا مصروف جنگ ہر ایک خورد و سترگ
شورش عظیم برپا لشکر شیرین صرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی
آخر وہ سپاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوے تہ خاک ہوے بہت رو بفرار لائے ملکہ حیرت بھی یہان
نہ تھی اسلیے اوسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اس لشکر بے سردار نے شکست کھائی اور لشکر حیرت کے قریب بھاگ کر
گئی اُسوقت مہرخ نے بھی تعاقب کرنا مناسب نہ جانا طبل فتح و ظفر بجوایا لوٹ مار کر اپنے لشکر پر آکر کمر کھولی
سردار داخل بارگاہ ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دورۂ جام شراب آغاز ہوا جلسۂ چنگ و رباب ہوا
اُسوقت برق عیار نے آکر گرفتار ہوجانا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے کہ خداوندا بچانا یہ سب تو اس
فکر مین ہین لیکن باغبان جو وہان سے چلا خیمۂ صنعت مین آیا یہان افراسیاب کو بستر غم سے ملکہ حیرت
نے آکر اٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر متمکن تھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن آرائی لیے حاضر پہلوے بادشاہ
مین حیرت جلوہ گر اسی ہنگام مین باغبان نے پہونچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاشہ
شیرین کا عمرو کو پنجہ مین دابے اڑتا ہوا خیمہ مین اتر آیا اور پکارا کہ اے بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہہ کر
زمین پر گرا مثل مردۂ صد سالہ بحس و حرکت تھا بادشاہ کو اُس کے قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے
قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج و غم غلط ہوگیا چند ساحرون کو حکم دیا کہ لاش شیرین کی لیجا کر
بڑے سامان سے اُٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل مین لائے بعد فراغ ان امورات کے خواجہ کی طرف شاہ
متوجہ ہوا عمرو سحر سے باغبان کے بیہوش تھا جب بادشاہ نے اسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سحر دم کر کے
ہوشیار کر دیا عمرو کی جو آنکھ کھلی شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے آپ نے آنکھین اپنی بند کر کے کہا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان مجکو نظر آیا کس بخیل و ظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ ان باتون کو
سنکر اُسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود گرفتار ہونے اس آفت کے ایسی باتین کرتا ہے غرضکہ بطور طنز اُسنے کہا
کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا ہے عمرو نے جواب دیا خدا کا شکر ہے مین بہرحال اچھا ہون اے بادشاہ تم کہو
کہ کس آفت مین گرفتار ہو بادشاہ یہ کلام سنکر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا سچ ہے مین بڑی مصیبت مین

گرفتار ہون کہ پانون مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسی کا گھر لینے آتا ہے وہ
زنجیر پہنتا ہے اسکا کچھ غم نہین شاہ نے کہا اُس مرد صحرائی کوکب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ مین بھلا
کیا آتا اب تم قید ہوگئے ہو تو شاید وہ چھوکری بُران آئے لیکن کیا کرسکتی ہے اے عمرو بغیر مار ڈالے اب
تجکو نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے شاہ کوکب کی تیرے مقابلہ مین آنے کی کیا احتیاج ہے
وہین سے بیٹھے بیٹھے وہ تیری سرکوبی کو کافی ہے تو ہمین کیا قتل کریگا اگر ہمکو مارنے اُٹھے تو بحکم خدا پانون تیرا ٹوٹ جائے
اور اگر ہمپر ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا اور تلوار ٹیک کر بغضب
تمامتر اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین جو تخت کے نیچے پانون اُتارا اور جامہ کا کونا تخت مین اٹکا یہ منھ کے بھل گرا اور
عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پانون ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے شخص دوڑا اور صنعت نے
سنبھال کر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان اے بادشاہ اس مجرم کی بات کا برا مانا کیا یہ تو اپنی جان پر کھیل گیا ہے
اور اگر اسکو قتل کرنا منظور ہے تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمایئے وہ سر اُسکا جدا کر ڈالے شاہ نے کہا کہ مین سبکو
دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان جو عقب مین اپنے شوہر کے چلی تھی تہ دریائے لعنت
کر کے اسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام تھے اس نے معلوم کیا کہ بیشک خاوند
تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہے بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ نہ چھوڑینگے غرض بادشاہ کو
سلام کر کے چپ ہو کر پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اس اثنا مین شاہ جادوان نے حکم دیا جلاد حاضر ہو اور
سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ مقام کسب حضور کا دیا ہوا
میرے زیر فرمان ہے اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہے یہان سے بہت قریب ہے
وہ جو سامنے درۂ کوہ ہے اُسکے متصل تعمیر ہے آپ اس مفتری کو دو گھڑی کے لیے اس مکان مین
بھیجدیجئے آپ ہی یہ ہلاک ہو جائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون کہ یہ بعذاب الیم
ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایمار شاہ پا کر ساحرون سے حکم دیا کر عمرو کو اس مکان مین لے جاؤ اور
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمت خانہ آراستہ ہے کچھ تشریف لے چلکر تناول فرمایئے بادشاہ خاصہ
نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت سحر عمرو پر سے دفع کر دیا کہ اب یہ مرنے جاتا ہے پس دو پنجہ سحر کے پیدا ہو کر
عمرو کو اُٹھا کر لے چلے اُسوقت عمرو نے باغبان کی طرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا کہ اگر
عمرو چھوٹ رہا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالے گا اور اگر مارا بھی گیا تو اُسکے شاگرد برق و قران وغیرہ
مار ڈالینگے پس ایکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہے کیونکہ تیرے شوہر کا بیچ ہے جب کوئی اور عمرو کو
پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچ کر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دستر خوان پر گئے
مگر یہ وہان سے چلکر باہر نکلی اور جبتک پنجہ خاجہ عمرو کو آتشکدہ مین لے جائین اُس سے بھی پہلے یہ اس مکان
آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہے مکان ہے یا برج آتشی ہے یا

منازل مریخ مین نہایت درجہ کی گرمی ہے دیوارون سے شرارے نکلتے ہین روے ہوا سے صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہاویہ اُس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت سے سرافگندہ

نظم

گلخن گرم تھی زمین تمام ۔ چرخ بے سرو خانہ یا حمام
گرد میں یون بے جون تھے پرنان ۔ بسکہ گرمی کی آن مانی ہے
رات سوے زمین پہ جو انسان ۔ شرم سے آگ پانی پانی ہے

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھ کر ازبسکہ زوجۂ وزیر ہے ساحرہ پر تدبیر ہے ایک غلولۂ یخ کا اپنی کمر سے نکالا اور افسون تازہ اُسپر دم کرکے زمین پر مارا کہ وہ خانہ آتش لسبان گلزار خلیل بنا آتش نمرود وشان کا بازار گرم سرد ہوا اور جس طرح کسی کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے اُس طرح وہ مکان خشک ہوگیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ واکرا کے اندر مکان کے ڈال کر دروازہ بند کرکے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین اُن کو خوف اپنے جل جانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجہ چلے گئے خواجہ نے اس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اس اثنا مین **گلچین** تہ زمین سے نکلی عمرو کو باادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ اے خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپ کی خدمتگذاری کو حاضر ہے میری تقصیر جو کچھ ہوا اُسکو آپ معاف فرمائین مین ہرچند اُس مردے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانامرگ نہین مانتا ہوا وزارت کے گھمنڈ پر ہے کہتا ہے کہ مین نمک حرامی نہ کرونگا پس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمایئے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیئے گا مین آپ کو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اسکی سفارش کرے گی مثل مشہور ہے کہ بکرے کی مان کبتک خیر منائے گی ایک دن فرزند کو چھری تلے پاے گی ساحرہ نے عرض کیا کہ ابکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمایئے پھر جو بے ادبی کرے تو سمجھ لیجیئے گا خواجہ نے کہا کہ اچھا ابکی خطا اُسکی معاف کی مجکو قید سے رہا کردے ساحرہ نے ایک ماش پڑھ کر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پاؤن مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا کھل گیا اُسنے کہا کہ آپ یہان سے نکل جایئے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اس مکان کو **صنعت** نے ازبسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا اس وجہ سے پیر سحر کے بھی مقرر کیا تھا کہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکل جائے اُسکو حتی الامکان روکین اور نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین بس عمرو جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچائی کہ لینا جاتا ہے خواجہ نے جلد گلیم اوڑھلی پیر آتش کے شعلہ بنکر ہزارون ہر سمت دوڑے لیکن کہین پتا نہ ملا غوغا عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکل گیا شاہ جادوان خاصہ نوش کرکے تخت پر آکر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہے **صنعت** نے کہا ملازمون عمرو عیار مکان آتش مین قید ہے وہ جلکر مرگیا ہوگا اُسی کا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ پیر سحر کے طائر بنے سامنے آگئے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھل کر ایک مجرم نکل گیا ہے ہم نے ہرچند تلاش کیا نہ ملا یہ سنا تھا کہ **صنعت** خود اُٹھکر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دل سے کہا تو نے ناحق اُس مقری کو قتل

ہونے دیا اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ کو مظنہ بد تیری جانب گذریگا اور اب تجکو اُس عیار کو گرفتار کرنا پڑیگا لیکن
بغیر کسی کے شریک ہوے یہ عیار رہا نہین ہوا پس بغضب تمام اُسنے سحر پڑھکر زمین پر دوہتڑ مارا کہ ایک پتلی زمین سے
نکلی اور گویا ہوئی کہ اے ملکہ آپ خفا کیون ہوتی ہین گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ملکہ گلچین جادو پہلے اُس مکان مین
آئین اور ایک بھبھوکا مارا کہ مکان سرد ہوگیا پھر خواجہ کو اس طرح سے نکال دیا یہ کہکر پتلی غائب ہوگئی اور ملکہ
گلچین ایک گوشۂ مکان مذکور مین چھپی کھڑی تھی کہ غل برطرف ہوجائے تو مین نکل جاؤن اب پتلی کا بیان
سُنکر سمجھی کہ تو پکڑی جائیگی پس پرواز کرکے وہان سے چلی پیر وغیرہ اس کے پیچھے چلے صنعت نے بھی کچھ ساحر
اسکے پیچھے بھیجے لیکن عمرو جو اس مکان سے نکلا سوچا کہ اے عمرو اب اس قید کرنے کا بدلہ افراسیاب سے
لینا چاہیئے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی
بنا کر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا اسوقت ہزار ہا پتلہ حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹ جانیسے
خواجہ کے بہت متفکر تھا چار طرف نگاہ کر رہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہوگئی اور اسنے بزور سحر پہچانا
کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ ملتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اسنے تجکو پہچانا پس فوراً جست کرکے چلا کہ بارگاہ سے
نکل جاؤن شاہ جادوان نے افسون پڑھا کہ پتلے جو حاضر تھے انہین سے ایکنے دامن پکڑ لیا خواجہ نے
دامن جلد چاک کر دیا اور بھاگا شاہ نے نعرہ مارا کہ نجانے پائے کئی پتلے پرچھائین بنکر لپٹ گئے دست و پا
بیحس و حرکت ہوے گر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ مشکین باندھ کرلے آؤ پتلے باندھکر سامنے لائے اس عرصہ مین
صنعت مکان آتش سے پھر کر آئی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ کے وزیر کی زوجہ ملکہ گلچین تو عمرو سے
ملگئی ہے اس طرح سے اُسکو رہا کر دیا شاہ نے فرمایا کچھ غم نہین پھر وہ پکڑ لیا گیا اب اس باغیہ کو بھی گرفتار کیے لیتا ہون
یہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے اُسوقت اور ماجرا سنیئے یعنی بقدرت فراش بساط الارض وخیمہ آسمان زیر خیمہ صنعت
نے اس پار دریائے خون رواں کے استادہ کرایا تھا پس برق نے جب لشکر مین جاکر حال گرفتاری خواجہ
بیان کیا اتفاق سے مہتر قران بھی حاضر دربار تھا اُسنے عیارون سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیئے کہ شاہ طلسم
کہان ہے اور مقام پیدا کرکے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہے غرضکہ لشکر حیرت مین جاکر کیفیت معلوم کی کہ بس طرح
صنعت نے خیمہ کنارہ دریا کے استادہ کیا ہے بس جگہ بادشاہ ہے یہ دریافت کرکے سورت اپنی مثل ساحرون کے
بنائی اور لشکر حیرت مین جو طوائفین رہتی ہین اُنہین سے ایک کو خرچی دیکر اپنے ساتھ لیچلا جب صحرا مین پہونچا اُس
طوائف کو بیہوش کرکے ملکہ گلچین کی ایسی صورت اُسکی بنائی اور ایک چادر مین لپیٹ کرکے کندھے پر لادکر بارگاہ
افراسیاب مین آیا بادشاہ اُسوقت خواجہ کو گرفتار کرکے گلچین کے پکڑنے کو سحر کیا چاہتا تھا کہ اسنے تسلیم
کی اُسنے اسکو پشتارہ بدوش دیکھ کر پوچھا کہ کس کو لائے اسنے کہا گلچین کو اے بادشاہ اسکو آپ لیجیے اور عمرو
پر سے سحر دفع کر دیجیے کہ مین ایک ہی ہاتھ مین سر اُسکا جدا کردون مجکو اُس عیار نے بہت ستایا ہے ہزارون مرتبہ
گھر میرا لوٹا ہے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے سحر خواجہ پر سے رد کر دیا اور آپ چادر سے گلچین کو کھلوانے لگا سب

ساحرون کی نگاہ اُسوقت جانب بستارہ گلچین تھی اس ساحرہ نقلی نے جلد خواجہ کو اُٹھا کر پشت پر لادا اور
سرانجہ فرا کر باہر بارگاہ کے پہونچکر نعرہ کیا منم قران عیار بادشاہ نے نعرہ سنکر کہا لینا ساحر دوڑے قران تو کسی
مقام پر چھپ گیا اور عمرو نے گلیم اوڑھلی ساحر ڈھونڈکر پھر گئے اور بادشاہ نے گلچین نقلی کو ہوشیار کرایا
جب اُسکی آنکھ کھلی پکاری دہائی ہے شہنشاہ کی مجکو ساحر طمع زود یکر لایا اور اُسنے یہ میرا حال بنایا بادشاہ نے
منہ اُسکا دھلوایا دیکھا تو ایک زن سیہ فام ہے اُسکو چھوڑ دیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت مین بھجوا دیا
لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا حضور رنجیدہ نہون مین ابھی اُس ناعیار کو لاتی ہون یہ کہکر زمین پر
گری اور مثل مشعل روشن ہوگئی پھر مشعل کی تو مین سے دھوان نکلا اور میل بنکر بلند ہوا اور ایک طرف چلا۔
اس اثنا مین بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی پہرے مین کرلو ساحرون نے باغبان کو
گھیر لیا وزیر چپ کرسی پر بیٹھا رہا بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرو باغ غمخواری دلبر
مہ جبین یعنی زوجہ اُسکی ملکہ گلچین جو رو بفرار لائی نسیم آسا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی دیکھا کہ اس مقام
فرحت آگین مین بہار کی حکومت ہے گل زیب دہ اورنگ سلطنت ہے ہوا ہوا خواہی کا مثل ارکین دولت
دم بھرتی ہے بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہے زلف دام مکر بچھاے ہے کمند گرہ گیر عیاران کی صورت بناے ہے نرگس
زر گل کی نگاہبان ہے سرو ہر ایک پاسبان ہے گل اشرفی کی تحویلداری ہے سوسن کی زبان سے یہ حکم جاری ہے
کہ لالے کی پلٹن تیار ہے گل عباس قرنا پھونکے ترک ہزارا رسالے دار رہے خزان قدم یہان نہ دھر سکے
فوج ہوشیار رہے

نظم

دگلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
دین دوپتی رسالہ گل ہے امیدوار
پس اہلکار لالہ خودرو سے یون کہین
موج ہوا کمک ہو زرہ پوش اکی بار
کہدین کہ چار نہر سے گلشن کے صحن باغ
رنگین سناب مستک نیلان کو بہار
تقسیم کردین فرقہ غنچون مین چلمنین
چار آئینہ کو سج کے رہے مستعد کار

پس اُس مقام نزہت انتما کو دیکھ کر یہ نسیم گلشن حیا زمین پر گری شبنم نمط یا برنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت
اپنی سحر سے ایک گل خوشرنگ کی بنا کر ایک گھنے شجر کو دیکھ کر کہ جسمین ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے پس اُسی درخت
مین اُڑکر پھول بنی ہوئی لگ گئی ساحران باغی جو پیچھے اسکے آتے تھے ہر سمت تلاش کرکے پھر گئے اُس طرف
سے گل بوستان عیاری جو بھاگے راہ مین مہتر قران نے کہا اُستاد درہ کوہ مین چلئے کچھڑی مین پکاؤن
کھائیے خواجہ نے کہا مین گرسنہ جان ساحران ہون جبتک کوئی عیاری معقول کرکے کسی زبردست
ساحر کو نہ قتل کرونگا اُسوقت تک بھوک پیاس مجکو نہین ہے قران یہ سنکر درہ کوہ مین چلا گیا اور خواجہ
فکر عیاری مین چلے مگر یہ گمان تو رفع ہو چکا تھا کہ کبھی میری گرفتاری کو آتا ہوگا اور ہر وقت یہ گلیم اوڑھے بھی
نہین رہتے ہین اب بھی گلیم اوتار کر چلے جیسے ہی کچھ دور گئے کہ ایک طرف سے دھوان پیدا ہوکر چار طرف
اُنکے ہوگیا اور گیسو دھوین کی زنجیر کی طرح گردن وکمر مین لپٹ گیئن سیہ بختی نے نیا رنگ دکھایا
دود سیاہ گرفتاری پیش آیا وہ دھوان گھیرے ہوے سامنے بادشاہ جادوان کے لایا اور وہ دھوان بھی

صنعت بنا اور خواجہ کو بجنس اُسنے کرکے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ مین نے قسم کھائی ہے کہ اسی وقت اس ناعیار کو قتل کرونگی لیس اب حکم قتل دیجیے بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا جلاد ایک ساحر تیرہ رو چوڑہ تیغہ باندھے لنگ کھاردے کا کسے بیرحم و سیہ دل سامنے آیا شاہ نے فرمایا کہ لیجا اس مجرم کو اور سر کاٹ لا جلاد خواجہ کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا بادشاہ بھی برآمد ہوکر سامنے بیٹھا ہزارہا ساحر گرد و پیش استادہ ہوا جلاد نے چبوترہ ریت کا بناکر بوریاے فلاکت اُسپر بچھایا اور خواجہ کو اُسپر بٹھایا اور کوئلے کا خط گردن پر دیا اور حاضر خدمت شاہ جادوان ہوکر عرض رسا ہوا کہ اے شہنشاہ حکم اول ہے ذرا سوچ سمجھ کر دیجیے گا کہ مار ڈالنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہزار حکم کا ایک یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جلد اسکو قتل کر جلاد نے آکر تیغہ اپنا تولا اور پکارا کہ اے گروہ تماشائیان ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے اُسوقت عجب طرح کا غوغا تماش بینون کا بلند تھا کوئی نادان عشرت کر رہا تھا کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کہ افسوس اس چرخ کجرفتار گردون غدار کا یہی طور ہے بسا صاحب جوہر ہے اولو العزمان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہان رہتا ہے سربلندون کا دشمن جان رہتا ہے کہ

ابیات

ہرگز کسی گرہ کے لیے جز خراش دل — وا را نہ آسمان نے کبھی ناخن ہلال
روشن طبیعتون سے بُرا ہے یہ تیرہ عقل — کرتا ہے نور مہر کے سایہ کو پائمال
رکھتا ہے بہر غرور کو جون نیزہ سر بلند — جون جادہ خاکسار کو دے ہے زمین پہ ڈال
ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی — محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال
پارے کو دے ہے رتبۂ اکسیر بعد مرگ — دولت کبھی کسی کو نہ دی اسنے بے زوال

خلقت کا تو یہ حال ہے اور جلاد حکم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا مگر خواجہ نے جو سامنا موت کا دیکھا بجمع قلب درگاہ کبریا مین استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا

نظم

یا امیر المومنین دریاب زود
ورنہ جلاد غمم بسمل نمود — تو کہ سلمان را رہانیدی ز شیر — در خلاص من اسیری ہمت دیر

یہ استغاثہ درگاہ دافع البلیات مین مقبول ہوا یعنی دو چیلے جو اسکو لیکر بران کے حکم سے آئے تھے جب اسکو لاشہ شیر مین کا لیکر اُڑا تھا اُسی وقت سے چیلون نے جاکر بران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا ملکہ نے ہما جادو وغیرہ سے کہا اب کیا منھ دکھائین گے خواجہ کو کہ وہ اس طرح اسیر ہوے اور ہم بیٹھے رہے اے ہما اس راز کو کسی سے نہ کہنا مین یکہ و تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہون یہ کہکر برنگ بوے گل غائب ہوگئی اُس وقت نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام ملکہ ہما رجا دولیس گیا اور ملکہ بران نظر نہ آئی یہ خاموش ہو رہی لیکن وہ چمن بند حدیقۂ سلطنت یعنی ملکہ بران بصد شوکت سناٹا بھر کر اپنے طلسم کی سرحد پر آکر ظاہر ہوئی اور فرط غضب سے لب رنگین مثل برگ بید اسکے کانپنے مسی طائر رنگ حنا کی طرح لبون سے اُڑکر بلند ہوئی تھوڑی دیر مین اودی گھٹا کوہسار کی طرف سے اُٹھی اُسوقت ملکہ کی لبون سے چھوٹ کر اُس گھٹا مین بجلی جا کر

پھر شگفتہ لالہ فام بالیحان دلکش کچھ گنگنائی صداے نغمہ نے صورت طاوس وکبک کی بنائی اور اس گھٹا مین جاکر مور کو کنے اور تدرو قہقہے لگانے لگے پھر ملکہ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر مین پیدا ہوا اُس ماہتاب حسن نے اپنے تئین چاند بنا کر اُس تخت پر پہونچایا اب تو عالم ہی اور نظر آیا کہ اودی گھٹا مین چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی ملکر چاند ٹیکی کو گویا ماتھے پر لگایا تھا نہین نہین فروغ حکم ملکہ بران کو سربلند فلک نے چڑھایا تھا کہ نظم

ہین تخت دوزبرجد مرصع و ماہتاب
لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار
باہم ہے دستہ دستہ جدا ہو کھڑے ہین
ہان وقت کارزار من گل سے نہ کھینچے خار

برج حمل مین بیٹھ کے خاور کا تاجدار
اُن کو یہ امر ہے کہ امیران نامدار
طاوس نام وہ جو ہین اس خواجہ نقیب
ہان جلد باندھ کر کمر کینہ استوار

کھینچے ہے اب خزان پہ صف لشکر بہار
منھ کھولدو خزانہ گلِ اشرفی کا تم
کرتے ہین یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
میدان صاف کرتی ہے جاروب باد تند

مور شور کرتے بجلی چمکتی لواے فتح وظفر کی پرچم ہلتی رعد نقیبون کی طرح گرج کر للکارتا ترک ہوا تیر انداز بنی ہوئی ملکہ نسترن بدن کی سواری جانب حریف روان تھی جدھر سے وہ گھٹا نکلتی کیفیت بہار ظاہر ہوتی صحرا صحرا گلہاے بوقلمون کھل جاتے بلبل کے ترانہ دل لبھاتے یہ تو اس سامان سے روان ہے لیکن بعد اس کے چلے آنے کے ملکہ مجلس جادو لڑکی اس کے مقام پر آئی ملکہ ہما کو چپ اور پریشان دیکھ کر گلے سے لپٹی اور گویا ہوئی میری امان جان سچ بتاؤ تم چپ کیون ہو میری جان کی قسم میری اچھی امان آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو ہما نے کہا کہ تجکو ہر بات مین خیال آتا ہے خواہ مخواہ بھی میرے پیچھے پڑ گئی مین رنجیدہ کیون ہونے لگی اُسنے کہا اچھا بتاؤ امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہان ہین اور اگر نہ بتاؤگی تو مین اپنی جان دیدونگی یہ ضد اسکی دیکھ کر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا بیٹا کسی سے کہنا نہین عمرو گرفتار ہوا ہے اُسکے چھڑانے کو گئی ہین یہ سنکر مجلس خاموش ہو رہی اور کچھ دیر مین بھلاوا دیکر بالاے بام گئی اور کہا مجکو نشہ شراب زیادہ ہے کوئی ہمکلام نہ کرے مین آرام کرونگی کنیزین جو بہر خدمت ہمراہ تھین اُنسے بھی حکم دیا کہ یہان سے چلی جاؤ وہ سب چلی گئین اور جو دیری سے ٹھہر گئین انپر اُسنے الزام رکھ کر نکالا ایک کو خوب مارا کہ حرامزادی تونے مجکو راہ چلنے مین دھکا دیا تھا دوسری کی جانب دیکھ کر کہا گھورتی ہے تیسری سے کہا تو بڑبڑا کر مجکو برا کہتی ہے غرض اس طرح الزام دیکر سب کو وہان سے نکال دیا بالاخانے کا دروازہ بند کر کے آپ ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا رعے ہوا سے اسکے پاس آیا یہ جست کر کے اُسپر سوار ہوئی اور بہ امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوش ربا چلی لیکن اول حال بران سنیے کہ یہ ماہتاب بنی ہوئی ابر سحر مین چمکتی صحرا و کوہ کو سرسبز کرتی ہوئی اُس مقام پر کہ جہان خواجہ زیر تیغ تھے پہونچی شاہ طلسم نے ساحرون سے کہا کہ دیکھو کیا خوشنما گھٹا اٹھی ہے ملکہ حیرت نے کہا موسم برشگال بھی قریب آیا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر محیط ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی عالم محویت ہر ایک پر طاری ہوا مگر صنعت جادوگرنی زبردست ہے یہ اُس گھٹا کو دیکھ کر سمجھی کہ معرکہ اسمین کوئی

آفت ہے پس جلاد کو للکاری کہ جلد اس گنہگار کا سر کاٹ جلاد نے تیغہ بلند کیا اور خواجہ نے بنگاہ یاس جانب فلک دیکھا اُسوقت اس ابر مین بجلی کوندی اور سمٹ کر وہ بجلی چاند بنگئی اور اُس چاند کے دو ٹکڑے ہوے ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بنگئی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بنکر شمشیر کا کام کر گیا جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا اوسمین سے پنجہ پیدا ہوا کہ عمرو کو اُٹھا کر بلند ہوگیا اور اس کے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جادوان نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہین اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوے ہین عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہے پس اسنے گھبرا کر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گمزی سامری کے گنبد کی نکالی اس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشان ہے بغیر تحفہ طلسمی کے زیر نہوگی چنانچہ اُس گمزی کا افسون پڑھکر اس چاند پر کھینچ مارا بس وہ گمزی روے ہوا پر جاکر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اُسکا پیچھے چاند کے آگیا اور دوسرا سر پر چاند کے آکر مثل سرپوش ڈھنکا پھر تو زمانہ اندھیرا ہوا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا گویا زمانہ نے گریبان چاک کیا مور چنگھاڑنے لگے جیسے اہل ماتم شور کرتے ہین کبک عوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے برق سحر کا دل بیقرار ہوا تڑپنے لگی کالی گھٹا نہ تھی دنیا سیاہ پوش ہوئی تھی بہار کی نظر مین عالم تمام خار ابر بسان غمناکان اشکبار کہ بموجب

نظم

زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہی	دلمین لالہ کے جو داغ غم پنہانی ہے	نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہے
دہن غنچہ کو گفتار کی قوت کیسی	پا بگل سرو ہے رفتار کی قوت کیسی	گل بھی سودا زدہ چاک گریبانی ہے
		ملکہ بران عالیشان کا اس برج مین

مقید ہونا تھا نہ اسنے اُسکا زور کیا اور از بسکہ نہایت زبردست ہے مگر کیا کرے کہ ملک پرایا اور مقابلہ شاہ جادوان کا اور سحر بھی وہ سحر کہ تحفہ گنبد سامری کا لیکن یہ شاہزادی باز نہ آئی اس طرح مثل برق اُس گنبد سے تڑپ کر اُڑی کہ چھت اُس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اسکا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ پہونچا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹ کر اُسی گنبد مین گرا اور یہ سناٹا بھر کر جو چلی ایسی خود رفتگی مزاج پر مستولی تھی کہ خواجہ کے گر جانیکا مطلق خیال نہ رہا آپ اُس برج سے نکلکر دور ایک بیابان مین جاکر گری اور اسوقت کی سراسیمگی اُس ماہ سپہر رعنائی کی اور پریشانی گل بوستان زیبائی کی عجیب عالم دکھاتی سر جو شق ہوکر خون بالون مین بھرا تھا شفق شام کا دھوکا تھا یا مانگ مین سیندور بھرا تھا خون بہ کر ماتھا تر ہوگیا تھا گویا خون ریزی عشاق کا اُسکے سر ٹیکا تھا رخسار پر خون کی بوندون کا ڈھلکر آنا اور جم جانا مصحف رخسار پر شنجرفی آیتون کی گنڈیان بنا تھا نہین نہین دو کان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہاے یاقوت رمانی کو چنا تھا وہ دوپٹا سر سے سرکا ہوا ہر عضو بدن کھلا ہوا افراط نزاکت سے ہانپتی ہوئی ران ہر ایک کانپتی ہوئی زلف رُخ پر بکھری ہوئی کافر خونخوار کی طبیعت دل لینے پر پھری ہوئی دل نازک دھڑ دھڑ کرتا تیوری چڑھی ہوئی کمان تین قلاب کھنچی ہوئی غرض یہ کمان ابرو کشیدہ خاطر ہوکر پھر قاصد ہوئی کہ جاکر دوبارہ

اس گنبد پر گرون پھر خیال کیا کہ تو زخمی ہو چکی ہے اور یہ سحر زبردست ہے رد نہ کر سکے گی تو بھی چلکر تحفہ طلسمی لا اور اس سحر پر سبقت بیجا یہ سوچکر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئی راہ مین ملکہ مجلس اسکو ملی کہ عقاب پر سوار آتی تھی اُسنے تسلیم کر کے حال مزاج ہمایون کا پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کر کے کہا کہ اے فرزند اب پھر چلو تدبیر کامل کر کے آیندہ آئین ئے مجلس اس کے ساتھ لاچار ہوئی اور یہ اپنے مقام پر آکر تدبیر مین مصروف ہوئی اس طرف شاہ طلسم ہوشربا نے بزور سحر معلوم کیا کہ بران تو اس برج سے نکلگئی لیکن عمرو رہ گیا ہے اور برج مین شگاف بھی کچھ پڑگیا ہے ایسا نہو کہ وہ عیار رخنہ پرداز نکل جاوے پس اسنے اوڑکر کے اپنے تیئن سقف برج پر پہونچایا اور ہاتھ سے افسون پڑھکر اس شگاف کو بند کیا وہ شگاف برابر ہوگیا خواجہ اسمین بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھلتی ہے تو اندھیر انظر آتا ہے پھر بیہوش ہو جاتے ہین یہ بھی مصلحت خدا کی کہ ان کو بیہوشی طاری ہوتی ہے ورنہ دم اندھیرے مین خفا ہوکر نکل جاتا انکا تو یہ نقشہ ہے لیکن بادشاہ ساحران برج سے اُتر کر دربار گاہ پر آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوے بادشاہ نے صنعت سے کہا کہ اس طرح سے وہ چھوکری کوکب کی آئی تھی مگر میری قید سے نکلگئی اور اسنے چاہا تھا کہ عمرو کو مجھ سے بیجلب بھلا کیا میرا سامنا کرتی مجکو رحم آگیا کہ اسکو نکل جانے دیا ورنہ وہ بھی نہ جا سکتی اب اس مفتری ناعیار دزد مکار کو یون ہی بروے ہوا قید رکھنا چاہیے آپ ہی بے آب و دانہ مرجائیگا دیکھون تو کون اسکو اس برج غضب سے میرے رہا کرتا ہے اب ایسے مین خوب موقع ہے کہ میدان خالی ہے کوکب کی طرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہون وہ اسکی فکر مین ہوگا عمرو میری قید مین ہے بس ایک ساحر زبردست کو بھیج کر سب نمک حرامون کو قتل کرانا چاہیے اور مین کوہ عقیق پر جاتا ہون وہان سے ایک ساحرہ مالک مرحلہ طلسم کو مع تحفہ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجونگا کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کر دے ملکہ صنعت نے عرض کی اے شہنشاہ واقع مین یہ تدبیر اچھی ہے پس بادشاہ نے ملکہ حیرت سے کہا کہ اے ملکہ تم لشکر مین اپنے جاؤ مین ساحر نامی بہر جنگ باغیان بھیجتا ہون ملکہ مذکور سوار ہوکر لشکر مین آئی اور سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار مین قید ہونا خواجہ کا برج غضب مین بیان کیا طائران سحر نے یہ خبر جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کی ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم مین خواجہ کے بیقرار ہوے اور ہر ایک نے قصد کیا کہ اُس گنبد پر جاکر گرین یا اپنی جان دین یا گنبد کو باطل کر کے خواجہ کو رہا کرین لیکن بہار نے ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو بران زخمی ہو کر گئی ہے ضرور اسکا کچھ نتیجہ ہوگا اور اگر کچھ نہ ہو سکے تو آیندہ جان دینے کا اختیار ہے اسکی فہمائش سے ہر شخص دست بدعا ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا اور از بسکہ وہ برج غضب اس پار دریاے خون روان کے ہے تو ساحران لشکر جا جا کر دیکھ آتے ہین اور وہان کی خبر ہر وقت کی رکھتے ہین یہ تو سب اس کاروبار مین ہین لیکن بادشاہ طلسم سے ملکہ صنعت دست بستہ عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ مین امیدوار ہون کہ خطا باغیان و زیرکی معاف فرمائی جاوے

اس بیچارہ نے سوائے نمک حلالی کے کوئی امر خطا کا نہین کیا بادشاہ نے کہنے سے اس کے خطا اُسکی معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جائے وزیر وہان سے روانہ ہوا اور تلاش مین اپنی زوجہ کے چلا حال اسکا بیان ہوگا اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بموجب سحر پڑھ کر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عجیب الخلقت نکلا کہ تمام جسم اُسکا گول مثل منقل کے تھا اور منھ جس طرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہے اس طرح کا تھا اُس منھ مین زبان مثل انگارے کی دہکتی تھی آنکھ برنگ شعلہ جوالہ آتش لیکتی تھی ہر بُن مو سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے خدا کی پناہ ایک بلاء مبرم و آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا بادشاہ نے اُس کا سلام لیکر خطاب کیا کہ اے مجمر آتش زبان جادو تم جا کر ملکہ حیرت کی خدمت مین حاضر ہو اور مقابلہ کر کے لشکر مہرخ نمک حرام غارت و برباد کر دو اُس آفت روزگار نے کہا بہت اچھا بادشاہ نے فرمایا اور کوئی جادوگر تمہارا کچھ نہ کر سکیگا کس لیے کہ تم تو رہنے والے ظلمات طلسم کے ہو عیارون سے بچتے رہنا ہو عیار اب چار باقی ہین انکا سردار اور اُستاد عمرو عیار تو میری قید مین ہے شاگرد اُسکے باقی ہین انھین سے بچنا اور افسوس کہ بران میری قید سے نکل گئی نہین تو اُسکا بھی خوف نہ رہتا خیر تم جاؤ مین سمجھ لونگا اُس نے عرض کیا کہ سامری کی عنایت سے نہ بران میرا کچھ بنا سکتی ہے اور نہ میرا کوئی کب کچھ کر سکتا ہے اقبال حضور کا شریک چاہیئے یہ کہکر آداب بجا لا کر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا پردہ ظلمات مین ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا دخانیہ ہے یہ اس قلعہ کا حاکم ہے لاکھ ساحر اسکا ملازم ہے اس نے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا پچاس ہزار ساحر بہر نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا دُھر دُکی صدا ابر سیر مثل زاغ منڈلائے اژدھے پھنکارتے ہوئے آئے ساحر سوار ہوئے جھجھو کا غل بلند ہوا دل وہر خوف سے دردمند ہوا آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتشبار پر سوار پیچھے اُس تیرہ سر کے طاؤس و بوتیمار و ہنس و باز و اُختر بردار کی قطار اُن پر ساحران غدار و نابکار سوار سحر سے اُن کے تاریک تمام روزگار کہ بموجب

ابیات

کبھی نظرون مین تھے دان روز و شب گم
کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم
کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل
کبھی اس طرح جون برسے ہے بادل
ہُوا کا نام بھی ہوتا نہ زنہار
مگر تھی فوج مین اژدر کی پھنکار
ہزارون تھین بلائین وحشت انگیز
کہ وحشت جنکی تھی عالم کی خونریز
غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل
چلا جاتا تھا بس منزل بہ منزل

باین کر و فر وہ خودسر قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر آمد اسکی ملکہ بے ہنر کو پہونچائی اُس نے گیسوے بن شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو برائے استقبال بھیجا فی الجملہ مجمر بدخصال داخل لشکر ملکہ زشت خصال ہوا لشکر اُسکا اُترا اور اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی خلعت پایا اُس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کر کے آرام کیا دوسرے دن جب مجمر فلک سے آفتاب کا شعلہ سرد ہوا اور رونق

نظم
گرم بازاری روز گرد کہ
موافق تھا جو اقبال شب ماہ
عروج مہر پہونچا جب لب بام
تو لی ظلمات نے دربار کی راہ
ترقی پر تب آیا اختر شام

سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ حیرت بدانجام مین آیا اور بیٹھکر میخواری کرنے لگا جب دماغ نشہ سے گرمایا ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو چکر ہوا زمین تھرائی طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف یہ خبر سُنکر نہایت اندیشہ ناک ہوئی اور رنگ اُس کے چہرے کا متغیر ہو گیا چشم نمناک ہوئی اس لیے کہ یہ ملکہ نانی مہ جبین کی ہے اور عزیز دار بادشاہ طلسم ہے اور بسبب سن زیادہ ہونیکے ساحران نامی اور اُن کے حالات کو جانتی ہے یہ حال ملکہ نیک خصال دیکھکر مہتر برق فرنگی نے کہا کہ اے ملکہ تم کو اس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا اسکا کیا سبب ہے ہم نے بارہا عرض کیا کہ مالک ہمارا رب ہے نظر بفضل کریم کارساز رکھو اور حکم نواخت طبل جنگ دو انشاءاللہ ہم فتح پائینگے اور جو مشیت ایزدی مین ہماری فتح نہین ہے تو مارے جائینگے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اے مہتر خدا اس موذی کے شر سے ہمکو بچائے اس حرامزادے پر سحر نہین اثر کرتا ہے اور نہ اسکی کسی حربہ سے قضا ہے ہان اگر پانی سامری و جمشید کے غسل کا ممکن ہو اور اسمین تلوار بجھائی جائے تب اس خیرہ سر کی قضا آئے برق نے کہا تم ان خیالون مین نہ پڑو نفیر سحر بجاؤ پانی غسل سامری کا کیسا مین آب تیغ مکر و عیاری سے غسل اُسکو دونگا سیسہ گرم کرکے پلا دونگا پانی دانہ دھرا رہیگا جہنم مین ٹھکانا ہوگا ملکہ نے کہا اے مہتر اسپر تم ہرگز عیاری کرنیکا ارادہ نہ کرنا اسنے کہا یہ سب ہم نے سنا ہے ہمارا تو عیاری کرنیکا پیشہ ہے اسوقت ملکہ بہار نے بھی کہا کہ اے ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہین لڑنے مین پس و پیش کیا اگر جہار چشم و دو زبان جادو جو زیر زمین کی اس طلسم مین مالک ہے آئے تو ہم اُس سے بھی لڑین جاہے جان جائے یا رہے ملکہ مہرخ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سنکر نظر بفضل رب اکبر فرما کر نفیر سحر کو دم دیا کوس دمامے جادو کے بجنے لگے دلاور آگاہ و باخبر ہوئے دربار شام کا رکھا گیا ہر بہادر اپنے خیمہ مین بیٹھکر سامان جنگ کرنے لگا ساحر سحر جگانے لگے بیر بلانے لگے کج فہم خم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے دل کی اُلجھن کو کمند گرہ گیر سمجھے ترقی حوصلہ کو باڑھ شمشیر کی جانکر مرنے کی تدبیر سمجھے غرض ہوم کے دھوین سے وہ بن بجلی بن ہو گیا مست ہر بہادر پیلتن تھا نامرد بھاگنے پر تیار مثل ہرن تھا منترون کی جاپ ہر سو تھی آتش سحر کی برنگ معشوق شعلہ خو تھی ہوائے سحر کے سناٹے چراغ خرد گل کرتے تھے آندھیان چلتی تھین کلوا بھیرون کا ساحر دم بھرتے تھے ڈھرد کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا بیر ناچتا تھا ہندوے زحل کا سینچر بنکر سر چڑھنے کا ارادہ تھا ساحر تو اس رنگ مین تھے بہادر تیاری آلات جنگ مین تھے شاہد شجاعت کو سنوارا تھا یسان عاشق جان دینے سے دل نہ ہارا تھا کمند ہر ایک مثل زلف بر پیچ جانان حسین اُلجھا ہوا رشتہ جان بہادران خنجر سب کی نظرون مین ابروے خوبان جس سے ذبح ہونے کا ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقان کمانون پر ابرو سمجھ کر قربان جان جانبازان کہ نظم

دلمین مگر یقین ہی کہ میدانمین جس گھڑی	للکارین وہ پہلوان کے تیغ کھینچکر کٹار	گوہر گرے ہُن آن مین رستم کا گاؤ سر
بیت الخلا کو یاد کرے ساحر ہزار بار	لڑنے جو آئین بہمن دبرز و وغا کے روز	ہو جائین اُن کے سامنے آئینے مین کر فرار
پتلا زیادہ پانی سے ہو انکے بس کہ خوف سے	ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب دار	

لشکر مین تو یہ تیاری ہو رہی ہے لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم وضع کی صورت بنکر داخل بارگاہ ملکہ موصوفہ ہوا دیکھا کہ عجمہ بڑی عزت سے ونگل پر بصد شوکت بیٹھا ہے ملکہ بیز اور ارکان دولت سب خاطر اسکی کر رہی ہین جام شراب چل رہا ہے برق یہ ماجرا کھڑا دریافت کر رہا تھا کہ اسکو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم مین چلی گئی تھی تو عیار بچیان بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھین ملکہ کے آنیسے یہ بھی آئی ہین غرض جب صرصر نے اسکو دیکھا آہستہ سے کہا کہ ارے موے کیون اپنی جان دینے آیا ہے برق تو اور ہی مطلب سے یہان آیا تھا اس وجہ سے اُسکو کچھ جواب دہ نہوا اور جست کرکے سراپچہ فراز نکلگیا یہان غلغلہ ہوا کہ عیار سراپچہ فراز نکلگیا ہے صرصر نے کہا برق تھا جب مین نے پہچانکر اُسکو قید کرنا چاہا تو نکل گیا عجمہ یہ حقیقت سُنکر چپ ہو رہا کچھ بولا تو نہین مگر بطور مخفی اُسنے سحر کیا کہ حال اُسکا آگے کھلیگا فی الجملہ کچھ دیر تو عجمہ ملکہ کی بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اُٹھکر اپنے مقام پر بہر آرام آیا لشکر مین اسکے تیاری رزم کی ہو رہی تھی ساحر ہوم اگیار کر رہے تھے بہادر تیر خنجر و تلوار کر رہے تھے اسنے بھی آکر چند منتر اپنے جگائے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکل گیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دل مین اُسکے آیا کہ اپنے لشکر مین چلو زیادہ رات گئے آکر سمجھ لینا یہ سوچ کر اپنے لشکر مین آکر وہ خیمہ جو اس کے آرام کے لیے معین ہے اسمین آیا اور وہ آرام پذیر ہوا بعد کچھ دیر کے اُٹھا اور قصد کیا کہ اب چلکر کچھ فکر کرون لیکن ایسا نشہ اُسوقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر چکر کھاتا تھا یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی جب دیگدان عالم مین ہیزم شعاع آفتاب جلکر شعلہ ور ہوئی اور منقل شب مین انگارے ستارون کے بجھے کہ ابیات

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار	اُڑا اعنقا صفت رنگ شب تار	جو یہ کالہ ہوا پھر چہرہ حور
ہوا تاریک عالم جملہ پُر نور		

ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا دیکھا تو نفیر سحر بج رہی ہے ڈنکو نپر چوب پڑتی ہے لشکر عازم جنگگاہ ہے وقت صبح کا ہے دلمین اپنے کہا ملے برق تو ایسا سویا کہ صبح ہو گئی اور رات کو از خود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیے ایسا نشہ ہوا کہ تجھ سے اُٹھا نہ گیا اور اسمین مقرر کچھ اسرار ہے بڑا زبردست یہ عجمہ نابکار ہے حاصل کلام خیمہ سے باہر آیا تو لشکر کو مدبراہ پایا ملکہ مہرخ تخت پر سوار برابر اُسکے تخت کے ملکہ بہار گلدستے اُسپر رکھے ابر کے لکے سر پر سایہ کیے ایک طرف ملکہ مخمور نشہ احسن سے مغرور برابر اُسکے ملکہ مہرخ مو زیور جواہر سے آراستہ موجود ایک سمت ملکہ زلف آرا زلف اسکی دام بلا غرض اسی طرح یہ سب شہزادیان لشکر بیکران ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیان دکھاتی روانہ تھین لشکر مین باجے طرح طرح کے بجتے دلمین سوز و گداز پیدا کرتے ہین ٹھنڈی ٹھنڈی آتین ابر برستے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر شگفتہ خاطر ہیں اب بیدل نالان کی زبانی نظم

ترکش لگا کے دینے کو بھیجا بہار	

گلگون پہ اپنے ترک ہزارون ہوئے سوار
امن کو باندھا باندھ ہوئے مستعد سر
ترک صبا کہے ہے مرا تیر بازگشت
قمری ہر ایک کہتی ہے یون نعرہ مار مار
ہو پشت بہ حریف تو نکلے جگر کے پار
ایسا نہو کہ طعن کرین ہمکو بلبلین
بڑھ یو قدم کو گاڑ کے یاران طرح ار

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر دار و معرکہ کارزار ہوا اس طرف سے مجمر بچاس ہزار ساحر سامری منش ہمراہ لیکر رزمگاہ مین آیا ساحرون کے تختون کے آگے ڈنکے اور بانسریان بجتی ہوئین اژدر پھنکارتے تھالیان بتیل کی چمکتین نارنج انیمن رکھے سب نے آکر میدان مین پرا جمایا ملکہ حیرت بھی کئی لاکھ ساحرون کو تیار کراکے علیحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی صفین آراستہ کی گئین میدان جنگی نشیب و فراز سے برابر کیا ابر سحر ساحرون نے برسایا عرصۂ نبرد آئینہ سان صاف نظر آیا نقیب نقابت کر کے ہٹے اسوقت لشکر حریف مین علمہائے سیاہ کے پرچم کھلے دہل جنگ بجا کڑکا ہوا لشکر کے سردار رہوار اپنے بڑھا کر حاضر رکاب افسر ہوئے مجمر نے اپنا اژدر میدان مین نکالا اور بہت کچھ نیرنج و شعبدہ سحر کے دکھا کر نعرہ مارا کہ اے سرگروہ گمراہان و اے فرقۂ نمکحرامان آؤ مقابلۂ مردان مین یہ نہیب اُس ستمگر کی سنکر ملکہ مہرخ کی طرف سے ایک افسون خوان نامور سامنے اُس کینہ پرور کے آیا اور طالب ضرب ہوا مجمر نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرربار روے ہوا پر از خود پیدا ہو کر اس نیک کردار کے اوپر گری ہر چند اسنے رد سحر کیا لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا جسد دو ٹکڑے ہوا شور مرنے کا بیرون نے مچایا مجمر پھر للکارا کہ کسے دیگر را بفرستید تا ذائقہ مرگ بچشید اس طرف سے ملکہ سرخ مو اجازت اپنے حاکم سے لیکر طاؤس اڑا کر سامنے آئی اُسنے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی جب ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کر کے وہ تیغ رکوائی یعنی پنجے اس شمشیر مین لپٹ گئے اُسوقت دوبارہ اس بیحیا نے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور چرخ دیکر ملکہ موصوفہ پر لگائی حلقہ ہائے زنجیر مثل کمند گرہ گیر گردن و کمر مین ملکہ دلگیر کے اُلجھے اُس بیرحم نے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گر کر زمین گیر ہوئی اور ہر چند چاہا کہ رکون مگر سنبھل نہ سکی گھسیٹتی ہوئی چلی اسنے ساحرون سے حکم دیا کہ باندھ لو ساحرون نے آکر گرفتار کر لیا اور ایک زنگی تہ زمین سے پیدا ہو کر اُس بیچاری کو اندر زمین کے لے گیا یہ کیفیت دیکھ کر ملکہ زلف آرا نے کہ جسکا نام مشکین موے کاکل کشا بھی ہے اپنے ہنس کو اُڑایا اور سامنے اُسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک پیکان نکال کر سحر دم کر کے اُسپر مارا اُسنے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا گیا ایک دانہ ماش کا نکال کر منتر پڑھ کر جو مارا ملکہ زلف آرا پتھر کی ہو گئی فلک نے نئی سنگدلی دکھائی کہ اس قسم نہال صورت کی شکل تصویر آذری بنائی یہ حقیقت اُسکی زبردستی کی دیکھ کر لشکر مہرخ برہم و ہراس طاری ہوا مگر زبسکہ مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بہ ہیچوجہ ثابت قدم رہی اور لرزان جادو نے باجازت مہرخ جا کر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اس بدانجام کے لگائی اس خیال سے کہ جو پہلے مار چلے وہی میری ہو لیکن اُسنے ہنسکر ایسا سحر پڑھا کہ چار پنجہ پیدا ہوئے دو پنجے تو تلوار مین لپٹ گئے کہ ضربت سے مجمر محفوظ رہا اور دو پنجون نے لپٹ کر کلائی سے تلوار چھین لی اور مشکین باندھ کے لے گئے اسی طرح اس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کیے بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہرخ کے گرفتار ہوئے اگر شرح

اُسکی کی جاے تو بہت طول کلام ہوگا حاصل مرام جب ساحرۂ شب نے دانۂ انجم پڑھ کر عرصۂ فلک مین پھینکے
ساحر روز روبفرار لایا کہ بہت غرض مثل مرض گھٹنے لگا دن + چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو
مجمر نافرجام نے للکار کر کہا کہ اے فرقہ گمراہان پردۂ شب تمھارے بچنے کے لیے عالم مین حائل ہوگیا اب بھی سرکشی
ونخوت سے باز آؤ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے جان کی تمھاری خریداری ہے یہ کہکر طبل
بازگشت بجوا دیا لشکر میدان سے پھرے حیرت سر پر سے اُس خیرہ سر کے زر نثار کراتی ہوئی اور تعریف کرتی
ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پڑاؤ پر کمر کھولی اس طرف ملکہ مہرخ رنجیدہ و پریشان مراجعت فرماکر
علو شان سے داخل بارگاہ عالیشان ہوئی وہ سردار جو مقید ہوگئے ہین اُن کے ڈنگلون پر غاشیہ ڈلوا دیے اور
اشک حسرت بہاے فوج بھی متردد و پراگندہ خاطر اُتری خصوصًا وہ لشکر کہ جن کے افسر قید ہوے ہین نہایت ہی
مضطر تھا ہر سمت رنج والم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر و کبیر ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا کھڑاگ پھیلا ہوا اُدھر جب
وہ بیدین یعنی مجمر لعین اپنی بارگاہ مین آیا میخواری کرکے گرمایا اور حکم دیا کہ نقارۂ رزم کا بجے بجرد حکم ساحرون
نے طبل جنگی بجایا ساتھ ہی ہزار ہا گھنٹہ اور ناقوس بجا دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا اُس طرف کے
ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم و گنج فخیم پائین گے یعنی مال عدو تاراج کرینگے اور جلدو
فتح رزم مین بادشاہ سے انعام بہت کچھ پاکر راج کرین گے غرضکہ خبر نواخت طبل جنگ مہرخ دلتنگ کو
طائران سحر نے پہونچائی ملکہ کے منھ پر اُداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اُس بہادر شیردل نے کام فرمایا بے اختیار
نفیر سحر کو بجایا کوس حربی ادھر بھی گرد گرد ایا صداے نقارۂ سُنکر لشکر مین بہادر بشاش ہوے بزدل و نامرد
بدحواس ہوے لب پر یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہان اے کاش ہوتے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کر گئے سوچے کہ ہم
یہان ٹھہرے اور ہول کھاکر مر گئے شجاعت شعاران عالی تبار تیاری مین اسباب جنگ کے مصروف ہوے ساحر
سحر خوان تھے ہتھیار رزون کے تیز ہوتے خنجر بران تھے ان کو نہ پرواے مرگ نہ فکر عیال جوش تہوری سے چہرہ لال نامرد کا
خوف سے بُرا حال یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اسکا کیا قلق ہے بزدل کہتے جان بچانیکا حق ہے پھر اسی
بات کا دل کو قلق ہے فی الجملہ یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق بانہاے عیاری سے درست ہوکر پھر روانہ ہوا
اور آج مطلق شراب نہ پی اس لیے کہ کل کا ایسا حال نہو بس جب اپنے لشکر سے نکل کے چند قدم آگے بڑھا راستہ
بھول کر کسی طرف اور چلا گیا کچھ دور چلکر خیال آیا کہ لشکر دشمن اس طرف کہان ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھ کر اُدھر سے پھرا
اور اپنی دانست مین لشکر مجمر کی جانب قدم زن ہوا مگر بہک کر اور سمت پہونچا اب تو اسنے دل سے کہا کہ اے برق
آج راہ لشکر عدو سے گمراہ ایسی دشوار ہوگئی کہ اُس لشکر کا کہین پتہ نہین یہ سحر ہے ہی مجمر حرامزادیکا پس رات بھر مین
ہزار ہا تدبیرین کین مگر اس فوج مین جانا ممکن نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مجمع ستارون کا عرصۂ فلک مین پراگندہ
ہوا اور پنجۂ مہر پنجۂ علم کی طرح دشت عالم مین تابندہ

نظم

بندھی ہر سو صدائے آمد صبح　　سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر
گجرنے دی صدائے آمد صبح　　وہ آئی مشعل خورشید لے کر

صبح کو مہتر برق اپنے لشکر مین آیا لشکر جانب دادگاہ روانہ تھا ملکہ مہرخ ذیشان سوار ہوئی تھی ساحرون کے
پرے پیادون کے غول بعظم وشان تمام جاتے تھے صحرا مین اس فوج کے پہونچنے سے نئے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا
تڑکا اور رنگ گل سبز سبز اور سمین گلرخ جادوگرنیون کا لباس نافرمانی و زعفرانی پہنکر آنا طرح طرح پھولون کا گویا
صحرا مین کھلجانا شفق سحر پھولی تھی لال کرتی کی پلٹن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحر دل مین سوز و گداز بڑھاتی کبھی
ہلکے ہلکے ابر آتے وہ نور صبح مین اور زیادہ لطف بڑھاتے خلاصہ یہ کہ اس طرح وارد عرصہ نبرد ہوئے اُدھر سے مجھم
فوج بیکران لیے آیا حیرت نے بھی آ لشکر کا ایک سمت پر اجمایا ساحرون مین کہ ہر بجا لشکریون نے
قرنا کو دم دیا صفین کھنچین تیغین چمکین علم کولے ساحر جیتے پکارے بہادرون نے نعرۂ ہل من مبارز مارے
نقیب آگے بڑھکر للکارے کہ عالم مین سدا کون رہا ہے دلاورون کا نام بہادرون کا کیا ہے کام لڑکر
ہوجانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹے لڑنے کا حوصلہ بڑھا رن سرچڑھا مجھم اژدر اُڑا اگرا اجازت
حیرت سے لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلبی کر کے للکارا کہ اے گنہگاران مین نے چاہا تھا کہ تم بچ جاؤ مگر تم نے
نہ مانا قضا ہی تمہاری آئی ہے خیر آؤ میرے مقابلہ مین اسوقت زلزلہ جادو نے چاہا کہ مین غرق زمین ہوکر قطعہ
ارض کو جنبش دون لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا ناچار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر
کمان سحر مین رکھکر حریف کے لگایا اسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک پنجہ فولادی پیدا ہوا اُسنے تیر کو کاٹ دیا اور
پھر مجھم نے دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرہ درون پیدا ہوا اور زلزلہ کے آکر لپٹ گیا اوس نے
ہرچند سحر سے اسکو قتل کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا اور اُسنے مشکیں باندھلین اور زمین مین لیکر غائب ہوگیا یہ حال دیکھکر
ملکہ بہار کو تاب نہ رہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا ملکہ مہرخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم نہ جاؤ مگر اُسنے نہ مانا
اور سمت میدان روانہ ہوئی بہار عالم اُسپر بلا گردان ہوئی وہ چہرے پر غصہ آیا ہوا پسینہ پیشانی پر نکلا ہوا
جوڑا ارغوانی بلگجا ہوا تیوری چڑھی زلف رخ پر بکھری ہوئی کعبہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی **نظم**

ناگنی پیچ مین آ سکے نہ ملنگے پانی
اُسکے ابرو سے مشابہ نہ بنا مہ جبتک

کھیل جاے وہین کالا جو ڈسے ہلکی لٹک
رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی چمک

قتل کریگا یہ جوہر ہو شمشیر کے بیچ
آگے غبغب کے نجالت زدہ ہوئیگی ڈلک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اُس خزان رسیدہ کے پہونچی اُسنے ایک نارنج اسپر مارا ملکہ نے انگشت حنا آلودہ
سے اشارہ کیا کہ نارنج اُلٹا پھر گیا مجھم نے نارنج اپنا آپ روکا یعنی زمین مین غرق کردیا اب ملکہ بہار نے ایک
گیند اپنے گلدستہ سے توڑکر اسکا سینہ تاک کر مارا اُسنے گیند اسکو توڑتے دیکھکر غور کیا کہ اس گلعذار کے سحر کا توڑ
مجھ سے نہوسکے گا بس بہت جلد اپنے جوڑے سے ناریل نکال کر افسون دم کرکے اسنے جو گیند مارا اُسنے ناریل
مارا گیند تو جاکر اُسپر پڑا اور ناریل اُسپر پڑا نہ یہ اُسکے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ دفع کرسکا برابر سے جو
سحر ہوا دونون بیہوش ہوگئے انکے بیہوش ہوتے ہی ایک طرف سے بلبل اُڑتا ہوا آیا اور ایک سمت
سے ایک پتلا پیدا ہوا بلبل نے تو پر اپنے ... گلعذار پر پھیلائے اور نغمہ سنجی کی کہا اے بی بی جہان سیرہ خفتہ

پائمال ہونے کو تمھارے دشمن ہوئین نرگس کی طرح ہمیشہ بیدار ہو اُٹھو عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ دداغی غلام
اپنا بناؤ ملکہ بہار ان باتون سے اس بلبل شیوا زبان کی برنگ نسیم گل فرش خاک پر سے اُٹھی اور اُدھر اُس پتلے
نے پانوُن دبا کر مجمر کو ہوشیار کیا جب یہ دونون سیار زنان کینہ خواہ سنبھلکر استادہ ہوے مجمر کو اپنے بیہوش ہوجانیکا
بڑا رنج ہوا اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر ماش لیکر اور افسون اُسپر دم کر کے ملکہ بہار پر بہ جلدی تمام مارے وہ
چھرا ماشون کا ملکہ نے تیرون کی طرح آتے دیکھکر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہو کر جسم کی پناہ ہوگئی مگر وہ ماش آکر لشکر
ملکہ بہار و مہر رخ مین گرے ہزارہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مر کر گرے ہیرون نے غلغل
مچایا شور قیامت خیز بلند ہوا تمام لشکر کی صفون مین تلاطم پڑ گیا ملکہ بہار نے بہت سپرین سحر کی پیدا کر کے اپنے تئین
چھپایا مگر بچاؤ نہ ہوا ایک دانہ ماش کا شانہ پر آکر پڑا اُسنے بہت جلد افسون پڑھکر شانہ پر دم کیا کہ
جس کے سبب شانہ مین زخم تو نہ پڑا مگر چوٹ بہت لگی اور اسنے بھی جھلا کر ایک گلدستہ اُٹھا کر افسون تازہ
پڑھکر کھینچ مارا مجمر فوراً غائب ہوگیا گلدستہ کی پنکھڑیان الگ ہو کر اُسکے لشکر مین گرین اور پھول اُن کے
بکھر گئے لشکریون نے دوڑ کر پھول چُنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار مین از خود رفتہ
ہو کر اپنے سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے اب اُدھر بھی غوغاے عظیم برپا ہوا صفوف لشکر تہ و بالا ہوئین ہیرون
نے شور مچایا جب ملکہ بہار پڑنے نکلی تھی حیرت بیقرار ہوئی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر بہن میری
مغلوب ہوئی تو یہ ساحر بجبر فخر و افتخار کریگا اب جو بہن نے اسکی یہ آفت برپا کی وہ نہایت دل مین خوش
ہوئی اور مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکہ مسطورہ پشت پر آکر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملکہ پر
چھڑک دی ملکہ چرخ کھا کر گری مجمر نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر ملکہ کو اُڑا لے گیا یہ حال جو ملکہ مہر رخ نے
دیکھا تخت پر سے اُڑ کر بیساختہ اسکے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ ارے او دغا باز یہ دھوکے کی لڑائی
لڑتا ہے وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہین اُسکو تو کام مین لایا اور بہار کو روز بد دکھایا اسکی سند کیا ہے
یہ کہکر بغصہ جھپٹ کر تلوار ماری مگر یہ خیال نہ رہا کہ خاک قبر جمشید اسکے ہاتھ مین ہے چنانچہ جیسے ہی اسنے تلوار
ماری اسنے خاک اسپر بھی چھڑکی کہ یہ بھی آپ مین نہ رہی اور بیہوش ہوگئی اور ایسی بیہوش ہوگئی کہ گویا
اسکے ہوش مین آنے کی سب کو امید منقطع ہوگئی یہ حال جو فوج نے اسکی دیکھا لینا لینا کہہ کر چلی مگر اس ساحر نے
سحر پڑھا کہ پنجہ آکر اسکو بھی اُٹھا لیگیا اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا دونون لشکر باہم جنگ آور ہوے
سحر چلنے لگے کلوا بیرون کی پکار ہوئی گھمسان کی کارزار ہوئی کہین پتھر برسنے لگے کسی جگہ انگارے گرے سانپ
پیدا ہو کر ڈسنے لگے لوگون کے چہرے ماش کے دانے پڑنے لگے بوچھار ہوئی العیاذ باللہ سخت عظیم برپا تھی لاش پر لاش
گر رہی تھی غیر ساحر شمشیر زن گرتے تھے تلوارین زہر اُگلتی تھین کمانین چلا رہی تھین کہ بہادر ہو کر توختہ نامردی
مین منھ نہ چھپانا لب سوفار کی صدا تھی کہ لائق تحسین وہ کام کر جانا دہل اور دمامے شور کرتے تھے علم
سربلندی کا نشان بتاتے تھے گرز لاف زنی کرنے کی زبان بتاتے تھے خون کا دریا بہتا تھا تو ہا برس رہا تھا

زمین تھراتی تھی گھوڑون کے سمہے بلند تھے عجب ہنگامہ تھا **نظم**

دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بروزگار
لیکن مین تجسے کیا کہون اے یار اس گھڑی
تھا دود سحر ابر سیاہ تگرگ بار

بے سر ہوئے تھے اتنے ہی سرکش نگر رہا
دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار
ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو

آیا عمل مین تیغ سے اُسدم وہ کارزار
خاک تکی پر ہو تو نہ ٹھہرا لے شاخسار
تھین کرتیان تلنگون کی مانند لالہ زار
گھوڑا ادھر جو تڑپے ہے ادھر پڑا سوار

مجمر بدگہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو بائے ہمت استوار کرکے جان دینے پر آمادہ ہے اور چڑھا چلا آتا ہے پس اسنے ایک حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے فوج دشمن پر مارا اُسوقت ایسی صداے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بسان حباب چرخ دوار دراز ہوکر لشکر مہرخ نکوکار پر محیط ہوا اسدم سب فوج مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہوگئی اور سرپوش کی طرح وہ حباب تمام لشکر مسلمانان پر ڈھک گیا اندر اس حباب کے ہر ایک بیہوش ہوکر گرا وہ شیشہ کا قیدخانہ مثل حصن حصین اُن کے لیے ہوگیا وہ تمام گروہ محلہ خاموشان مین جاکر بسا مردون کی طرح اُس حصار گورتمثال مین بے صدا و ندا ہوکر پڑا ان سبکے گرفتار ہوتے ہی یہ ساحر طبل آسائش بجواکر پھرا اسکے لشکریون نے مال واسباب وخیام بارگاہ پر جاکر قبضہ کرلیا جو فوج کہ پڑاو کی حفاظت کو معین تھی رو بفرار لائی بازارین لٹ گیئن دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک کی زبان پر جاری ناقدردانی چرخ کجمدار سے ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ اے فلک غدار یہ تیری خو ہے سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہے کوئی کہتا تھا کہ اے دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہے تو پھر پرورش کیون کرتا ہے کوئی بھی اپنے پالے ہوے کو مارتا ہے کسی کی زبان پر تھا کہ اگر تجکو دشمنی کرنا ہے تو براے چند روز یاری کرنا کیا ضرور ہے اے دون ہمت جفا کاری ہی تیرا دستور ہے کہ **نظم**

روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلانے سے
ہے سرنگون ازل سے یہ اُسکا سفال

اجزاے کار بند ہی عالم کا اسکے ہاتھ
یعنی کہ بعد مرگ بھی آرام ہے محال
سو پردے مین رکھے ہوے گل کو یہ بے تمیز

جز چشم عاشقان کہ ہین جاری با دھار
ایک تن نوالہ خوار نہو اس سے تا ابد
اٹھائے نقاب روے حیا کی یہ بد خصال

اس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان کیا جاے یہان تو سب اسیر سرپنجہ تقدیر ہین مگر **مجمر** بے پیر شادان و فرحان جنگاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ **حیرت** نے بھی داخلہ بارگاہ مین اپنی فرمایا لشکر لاکھ ساحرون کا گرد اس حباب سحر کے براے نگہبانی لشکر **مہرخ** مقرر کیا باقی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ہر سمت گہماگہمی ہے ہر شخص شاد و خرم ہی جابجا اسباب عشرت و کامرانی مہیا تھا بادہ خواری کا چرچا تھا ملکہ **حیرت** نے عرضی اس فتح کی بادشاہ طلسم کو لکھ کر طائر سحر کو دیکر روانہ کی اور آپ بصد مسرت بیٹھی ادھر **مجمر** نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر پڑھا کہ پنجہ جو **مہرخ** و بہار کو لے گئے تھے وہ اُنکو لیکر حاضر ہوے اُسنے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استادہ کراکر انکو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحرون کا پہرا مقرر کیا غرض جب سب انتظام کرچکا بارگاہ ملکہ **حیرت** مین گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ مین حباب فلک کی قید سے چھوٹکر شاہ خاور جانب ملک مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرا چرخ پر مقرر ہوا کہ بمقتضاے **ابیات**

سر شب کیا شفق شعلہ فشان ہے
نہین سرخ آگ سے بھی آسمان ہے
لٹتا ہے آب گل خورشید کا زر

چمک دکھلا رہے ہین شب کے اختر

شام کو ساحر نافرجام اپنی بارگاہ مین پھر آرام آیا فی الجملہ یہ تو نہایت درجہ
خوشنود ہی مگر قضا سر پر موجود ہے وہ یہ کہ برق جو دو روز سے اسکے قتل کرنیکی فکر مین سرگردان تھا آج اپنے
لشکر کی بربادی دیکھکر مصروف نالہ و فغان رہا آخر وہ ساحر جو دو ہزار لئے تھے انمین سے کئی جادوگرنیون کو ر کا
کہ کہان بھاگی جاتی ہو آؤ میرے ساتھ چلو کہ مین اس ساحر نابکار کو داخل دار البوار کرون وہ بموجب اسکے فرمانیکے ہمراہ
ہوئین یہ ان سب کو درۂ کوہ مین لایا اور کہا تم صورت اپنی بزور سحر تبدیل کرو انھون نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا اسنے
ایک کو انمین سے حکم دیا کہ لشکر مجمر مین جاکر اُس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شاہ طلسم نور افشان تشریف
لائی ہین اور تمسے ملنا چاہتی ہین ساحرہ بموجب حکم اسکے لشکر مجمر مین آئی وہ اپنی بارگاہ مین تھا کہ ساحرہ نے سامنے
آکر سلام کیا اور پیام آنے بران کا دیا یہ بہت خوشنود ہوا اور خود بھر مشیوائی چلا دامن کوہ مین جب آیا یہان
برق بعد پیام بھیجنے کے صورت اپنی بران کی ایسی بناکر زیور و لباس سے آراستہ ہو کر اور جادوگرنیون کو مثل
کنیزون بنکے تیار کرکے ٹھہرا ہوا تھا اسنے وہان پہونچکیا جنگل مین دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشان کی بھرا پنا زو
انداز استادہ ہے صحرا تمام اس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہے مانگ اُسکی موتیون سے بھری ہے تارون بھری رات نظر
آتی ہے زلف شبگون قریب دہن تنگ آکر لہراتی ہے یا سکندر کنارہ چشمۂ حیات کے آیا ہے یا ابر سیاہ گلستان پر چھایا ہے
آنچل ملبوکا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا ہے یا نیچے کنیزین سنبھالے ہین قامت زیبا سرو و شمشاد کو خجلت سے پائگل
بناتا ہے سینہ کا ابھار سیب کو آسیب پہونچاتا ہے کہ بیت ز گلگشت چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد ٭ کشادہ
بال قمری سرو را چاک گریبان شد یہ حال ملکۂ ماہ تمثال کا دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہوا اور تسلیم کرکے قریب آیا
ملکہ نے فرمایا مقدمہ صحرا کا ہے یہان ٹھہرنا اچھا نہین کوئی میرے باپ سے خبر کر دیگا تو برا ہوگا آؤ ہم تم کسی مقام
تنہا مین چلکر بیٹھین یہ کلمہ سننا تھا کہ یقین اسکو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہوا اور عجب نہ تھا کہ شادی مرگ ہو جائے پس
دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے اور آرام فرمائیے ملکہ نے کہا اچھا پھر لیچلو راہ کس کی
دیکھتے ہو اسنے فوراً تخت سحر تیار کرکے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزون سے فرمایا کہ تم اسی جگہ درۂ کوہ مین رہو دیباتین
کر کے ابھی آتی ہون کنیزین سب ٹھہرین اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی مجمر کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ مجھپر فریفتہ ہے جب تو اسنے
کنیزون سے بھی کنارہ کیا الغرض دونون تخت پر سوار باتین کرتے بارگاہ مین آئے ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام
ملازمون کو بارگاہ سے باہر کر دیا تخلیہ کرکے مسند جواہر کار پر ملکہ کو بٹھایا آپ پائین مسند پر بیٹھکر نظارۂ
جمال عدیم المثال کرنے لگا اس عیار نے صورت ملکۂ بران کی بناکر اس ساحر کو پاس اپنے اسلیئے بلایا کہ ساحر مذکور
نے سحر کیا تھا کہ عیار راہ بھول جاتا تھا پس اُسنے اُسکو طلب کرکے اُسکے ساتھ ہو کر اسکی بارگاہ مین داخلہ کیا جو مانع
تھا وہی رہبر ہوا مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را درمان چیست۔ اگر عیار اپنے پاؤن سے چلکر آتا تو راہ بھول جاتا کیونکہ
یہی سحر اُسکا تھا کہ جو عیار آپ سے آئے راہ بھول جائے یہ سحر نہ تھا کہ مین خود لیکر آؤن تو راہ فراموش کرمان۔ فی الجملہ اب
جو بران نقلی مسند ناز پر بصد انداز جلوہ فرما ہوئی لب شکر بار سطرح کھولے ہنگام تکلم موتی رولے کہ بس مجمر مین اپنے آپ سے

سخت عاجز ہون نہ تو وہ میری شادی کہین کرتا ہے نہ وہ بڈھا مرچکتا ہے اکثر شاہان طلسمات نے پیام بھیجے لیکن اُسنے منظور نہ کیے اب یہ نیا گل پھولا ہے کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہے افراسیاب جادو ایسے بادشاہ زبردست سے لڑنیکا دعوی کیا ہے اب میرا ارادہ ہے کہ اپنے بھائی جمشید تن کوکب کو شریک کرکے اسکو گرفتار کرلون اے مجمر تم مجھکو بادشاہ جادوان سے ملوا دو وہ بادشاہ عالیجاہ جسکے ساتھ چاہے میری شادی کردے اور میرے یہ شایان نہین ہے کہ مین بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کیے آپ کسی کو نذر لون اور چھنال مشہور ہون میری شادی مین کرورون روپیہ صرف ہونگے جب ہوگی مجمر نے یہ باتین سُنکر قدم پر اُس سراپا ناز کے سر اپنا رکھدیا اور کہا اے گل بوستان رعنائی وزیبائی مین تیرے سب کام درست کردونگا لیکن مجھکو اپنی غلامی مین قبول کرنا اور مین بھی قلعہ ظلمات کا حاکم ہون علم سحر مین بہت بڑا عالم ہون شاہان طلسمات سے مجکو بھی بادشاہ کہتے ہین جبسے مین نے آپکا دیدار دیکھا ہے دل مضطر سے صبر وقرار جاتا رہا ہے جینا دشوار ہوا ہے اگر تجکو نہ پاؤنگا مر جاؤنگا

نظم

یان چاک ہے سینہ بھی جگر بھی
کسدن کے لیے پھر آشنائی
پھر تم ہوے جو ملول تو کیا
کیا ہمکو اگر بہائے آنسو

کچھ اسکی نہین تمھین خبر بھی
ذرہ ذرہ ہے سب یہ نیست کا لطف
تربت پہ جو سر چڑھائے پھول تو کیا

ہو خون یہ ہے اب تو جان آئی
سمجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
کیا ہمکو کھلے جو غم مین گیسو

ملکہ نے یہ کلام سُنکر مسکرا دیا اور سر اُسکا ٹھوکر سے سرکا دیا جب اُسنے سر اُٹھایا ملکہ نے انگوٹھا دکھایا اور کہا کیا خوب مرُوے ہو اس مین آ اپنا عشق کسی اور سے جتا لو اور دیکھو جو نکلنے کی خوبی ہے یہان ایسے ایسے نفرے ہزارون پڑے ہین کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہین تو صاحب ہین انکے پاس شاہ جادوان سے ملنے کیا آئی کہ یہ دور رہی مجھے قرباق اس سمجھ کے ع برین عقل ودانش بباید گریست ✽ کیا میرے دشمنون کی شامت ہے جو مین ایسون پر گرونگی شاہان جہان اُڑ گئے ہین جو مین اک قلعہ دار کی جورو ہونگی کیا اپنے ملازمون سے بادشاہ تخلیہ مین مشورہ نہین فرماتے ہین پھر کیا وہ ملازم اُنکی عصمت کے خواہان ہو جاتے ہین فین آپ کیا شہنشاہ ساحران کے پاس نہین جا سکتی ہون جو تمکو خصم بنا کر جاؤن مجکو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ سے ہو دا اکبار مین لڑ چکی ہون بغیر وسیلہ سامنا نکرون اسلیئے تمکو رازدار بنایا تمنے منہ چومتے ہی گال کاٹ کیا کہو اگر میرے طلسم کا کوئی ناظم ایسے کلام کرتا تو سخت سزا دیتی اور اب بھی مین شاہ جادوان سے جاکر یہ سب ماجرا بیان کرونگی اور رسوا تو جا ایسے میسے دیکھ تو تیرا حال کیا کراتی ہون یہ کہکر اُٹھی کہ لے اب مین جاتی ہون اس غصہ کو دیکھکر مجمر بدحواس ہو گیا کہ بڑا غضب ہوا اگر اسنے شاہ طلسم سے جاکر یہ حال کہا تو وہ زندہ نچھوڑیگا اسلیئے کہ کوکب اسکا پیر بھائی ہے اسکو وہ اپنی بھتیجی جانتا ہے دوسرے یہ کہ جب اس سے اور بادشاہ سے صفائی ہوگئی تو لڑائی کا بھی دباؤ جاتا رہا اور لڑنیوالونکی بھی قدر نرہیگی تیری بہت بری حالت ہوگی تونے برا ستم کیا کہ یکا یک سوال وصل کر بیٹھا سوچکر اُٹھا اور ملکہ کے پاؤن پر گر کر گویا ہوا کہ اے شہزادی میرا قصور معاف فرما اور ایک لحظہ یہان اور ٹھہر جا دیکھ کیا محل ہے جو نگاہ بد سے دیکھون اپنے ذکر شادی کا کیا پھر شاہی کا پیام غریب امیر کے یہان دے تو کچھ گناہ نہین یہ کہکر رونے لگا ملکہ نے اسکے

آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کیے اور ہنسکر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موئے عورتون کی طرح ٹسوے نہ گھلا جا میرے لیے شراب لا ان اداؤن سے پھر اسکو دلیری ہوئی اور دل سے کہا یہ ناز معشوقانہ ہے تو گھبرا نہین اگر بخت رسا ہے تو قریب میسر وصل جانانہ ہے پس خوشی خوشی کشتی شراب کی سامنے لایا اس عیار نے اُسکو ایسا کچھ بھلایا کہ مطلق اُسکو خیال عیار کا نہ آیا اور وقت عجب طرح کا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی مین چاندنی کا بچھا تھا جنگل مین بھیل طرح طرح کے کھلے تھے کٹورے پھولون کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے ہوائے سرو کے جھونکے آرہے تھے ہوائے محبت بڑھا رہے تھے معشوقہ حور رخ گھر مین مہمان فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزے کا دور طرز انجمن کچھ اور ایک نشۂ محبت سے چور دوسرا بادۂ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ لیشلی دوسرے کی نظر حسرت بھری وہ یاس سے جانب روئے زیبا دیکھتا یہ حال تھا کہ لنظم

کھلیں آنکھیں تو دیکھا اک گلستان
پری پیکر تھی معشوقہ گل اندام
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کر
یہ گرمی کس سے سیکھے ہو بتاؤ

پری پہلو مین ہر صورت کے سامان
کبھی پہلو مین تھی گاہے با آغوش
کبھی مل بیٹھنا ہنس کر برابر
کہان تم اور کہان یہ نام میرا

چراغ و شمع ساقی شیشہ و جام
نئی شوخی کی گھاتین تھین نئے جوش
کبھی کہنا اجی اپنی خبر لو
مگر شامت نے ہے کچھ تم کو گھیرا

اسی ہنگامۂ راز و نیاز مین ملکہ نے جام شراب ارغوانی سے لبریز کیا اور گھبرا کر کہا دیکھو اُدھر سے کوئی جھانکتا ہے مجمر نے اسکے کہنے سے اس طرف دیکھا اسنے شراب مین بیہوشی ملائی اور گردن مین اسکے دست نازک حمائل کرکے کہا اے کمبخت میرا ابھی دل تجھپر آگیا ہے تیری منتون نے ناچار کیا ہے لے یہ بادۂ محبت ہے اسکو پی یہ ادائے دلفریب اُس سفاک کی دیکھکر مجمر کو تو یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بے تامل وہ جام لے کر پی گیا اب چھینک آجی گیا یہان تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہان سے ملکہ حیرت کی بارگاہ مین گیا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ آج تو ہمارے افسر پاس ملکہ بران آئی ہین اندر بڑی دیر سے بارگاہ مین تخلیہ ہے نہین معلوم کیا مشورہ ہو رہا ہے یہ خبر سنتا تھی کہ ملکہ مذکور پریشان ہوئی اور جلد صرصر عیارہ کو طلب کرکے حکم دیا کہ جا دیکھ تو مجمر کے پاس بران کیسی آئی ہے اگر کوئی عیار ہے تو مجمر کو شر سے اسکے بچا اگر اصل مین بران ہے تو اسکا خیال کرنا کہ ایسا کہو مجمر اُس سے ساز کرکے شریک مسلمانان نہ ہو جائے صرصر یہ حکم سنکر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی اور در بارگاہ مجمر پر پہونچی یہان برق عیار نے بعد پلانے جام شراب کے ناز کرکے اُس سے کہا تھا کہ لو اب ہم جاتے ہین وہ اُسکو روکنے کے لیے اُٹھا تھا اُٹھتے ہی بیہوش ہو گیا تھا عیار مسطور نے خنجر بران نکال کر نیام سے گردن پر مارا تھا لیکن خنجر اُچٹ گیا اور خط بھی نہ پڑا اُسوقت تو اُسنے کمند کی پھانسی گردن مین اسکی دیکر چاہا کہ کس دون مگر گردن ایسی کرخت تھی کہ پھانسی بھی نہ لگ سکی اس عرصہ مین صرصر اندر بارگاہ کے آئی برق اسکے پاؤن کی آہٹ سُنکر سمجھا کہ کوئی آتا ہے پس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت بر باد گئی پس اُسی گھبراہٹ مین کہ نہ مہلت سیخ گرم کرکے پلانے کی ملی نہ تیشتارہ لے جانے کا قابو پایا اس اثنا مین صرصر نے جلوخانہ بارگاہ طے کرکے اندر قدم رکھا اسنے بجلدی تمام سنسی سے منہ مجمر کا کھول کر زبان اسکی باہر نکالی اور کاٹ لی بسکہ سارا بدن اسکا سحر بند تھا

مگر زبان روئین تنی سے خارج تھی کیونکہ وہ سخت ہوتی تو کلام کرتا اور رکھانا کھانا دشوار تھا لیس زبان اسکی اسنے
کاٹ لی اسوقت صرصر بھی قریب آکر کہہ رہی تھی ارے موے کیا کرتا ہے دیکھ مین آپہونچی اور خنجر کھینچ کر دوڑی لیکن
اُسنے کچھ سماعت نہ کی زبان کا ٹکڑہ بھاگا یہ کہتا ہوا کہ گستاخی مستانی مین ایکدن اسی طرح تیرے پانون کاٹ ڈالونگا
کہ تو ہر جگہ آکر خلل انداز ہوتی ہے یہ کہہ کر سراچہ فرار ہوا بھاگا صرصر نے مجمر کو اُٹھایا اور ہوشیار کیا اب جو وہ ہوشیار ہوا
منھ سے لہو بہتا تمام گریبان تا بدامن خون سے بھرا منھ سے بولا نہین جاتا کرہ دلہر ٹو کرتا تھا صرصر دلمین اپنے بہت
ہنسی کہ موئے یہ شاگرد عمرو کے بڑے بلا کے ہین جب اُسکا کچھ بس نہ چلا تو زبان ہی کاٹ لے گیا غرضکہ یہ اسکو چھوڑ کر
باہر بارگاہ کے نکلی اور ملازمون کو مجمر کے پکارا جب وہ آئے تو کہا موو تم ایسے غافل ہوگئے کہ عیار تمھارے میان کی
زبان کاٹ لے گیا ملازم اندر بارگاہ کے آکر چارہ ساز ہوئے لیکن مجمر بہت خون پی گیا تھا زبان جڑ سے کٹ گئی تھی
ہر چند ہاتھ کچھ بک کر بعد تھوڑی دیر کے مر گیا العیاذ باللہ شور مرنے سے اُسکے بلند ہوا آشوب دُنیا مین آئی بیرون نے غل
مچایا زمانہ تاریک ہوگیا حیرت گھبرا کر نکلی بارگاہ کی طرف دوڑی اس عرصہ مین صرصر نے آکر سب حقیقت
سُنائی ملکہ کو بڑا رنج ہوا لیکن سوائے صبر کے کیا چارہ تھا ناچار باخاطر ملول و چشم اشکبار اپنی بارگاہ کی طرف پھری لیکن
مرنے سے مجمر کے مہرخ و بہار جو خیمہ مین قریب بارگاہ مجمر قید تھین چھوٹ گئین اور وہ حباب شیشہ کا لشکر
اسلامیان پر سے دفع ہوا لیس ان شیرون کا زنجیر قید و صخرہ اسیری سے چھوٹنا تھا کہ یہ سب تشنہ خون و گرسنہ جان حریف
روباہ سیرت و بزدل ہین لسان ضیغم دیلنگ غضبناک حربہ سحر کے پکڑ کر لشکر مجمر پر جا پڑے ہزارہا بجلیان سحر کی چمک کر
ایکبار گرین خیام و بارگاہ مین آگ لگی اسوقت بدحواسی اہل لشکر کی کیا تحریر ہو بیفکری سے بستر خواب پر پا دراز کیے
ہوئے تھے مطلق سر جانیکا خیال نہ تھا یا اب یہ آفت یکایک آئی بس گھبرا گھبرا کر جو اُٹھے کوئی تو لشکر حیرت پر جا پڑا
کوئی اہل اسلام کی جانب آکر طعمہ نہنگ شمشیر ہوا کوئی اپنی پرچھائین سے گریزان تھا مگر خوف سے کہ دشمن پیچھا ہی
نہین چھوڑتا کچھ دور بھاگ کر گر پڑا تھا کوئی آپس مین لڑنے لگا تھا کوئی ناریل منتر پڑھکر اپنے ساتھیون پر لگاتا کلوا
بھیرون پکارتا بھاگا جاتا جو سحر نہین جانتے تھے وہ ترکش مین تلوار اور نیام مین تیر کو ڈھونڈھتے تھے زیر جامہ کو گلے مین
اور جامہ کو پانون مین پہنتے تھے لشکر کو جو گرد حباب سحر برائے حفاظت لاکھ ساحرون کا اُترا ہوا تھا وہ مسلح تھا اور ان
مین سے ہوشیار وہ لڑنے لگا سحر کی مار ہونے لگی ماش کے دانہ آگ دھتورے کے پھل مسان کی خاک کھا کے
چاک پر کی مٹی مرچون کے ہار چلنے لگے لٹو نعرا بے جلنے لگے اس عرصہ مین وہ ساحر جنکو زنگی زمین سے ظاہر ہوکر لیجاتا
تھا وہ بھی آکر شریک رزم ہوئے کیونکہ زنگی تیلے سحر کے تھے وہ مرگ مجمر سے غائب ہوگئے اور ان قیدیون نے دیکھا
کہ ہم ایک میدان مین کھڑے ہین غرضکہ یہ بھی جب آکر لڑنے لگے مشکین مو نے ستارہ زلف سے گرا کر ستارہ بخت
عدو کو حضیض نکبت مین پہونچایا لرزان و زلزلہ نے کوہ و دشت مین زلزلہ ڈالدیا عدو کو چکر دیکر نشیب عدم دکھایا
ساحر تو اس طرح بھڑے ہوئے تھے لیکن مبارزان شمشیر زن نے خنجر و تیغ سے ان کی زمین پر لاشونکی صفین لمبان فرش بچھادی تھین
نئی انجمن ترتیب ہوئی تھی کہ سر لوٹتے تھے رقص بسمل کا تماشا تھا اس طرح شمشیر تیز دم نے مجمع سر و تن اعضائے بدن

مین فرق ڈالا تھا کہ حواس خمسہ بھی منتشر بغیر لڑے ہوئے جاتے تھے اربع عناصر مثل طائران دشت قفس تن سے اُڑ نا چاہتے تھے اجزا موالید ثلاثہ آتش شمشیر نے منجمد نہ رکھے تھے جانین اس طرح مطیع تیغ تھین کہ برنگ خادمان اشارہ پر خانۂ تن سے نکلکر دوڑتی تھین وجود انسان کا نام عدم تھا روح یون جاتی تھی جیسے کسی معشوق پر جان جاتی ہے قضا اس طرح آتی تھی جیسے کسی محبوب پر دل آتا ہے قوت بازوے دلیران پر مبارزد ہر تعریف کرتا تھا جدھر سینے لوہے کی جھنکار تھی تیر دلدوز کی مثل قطرات باران بوچھار تھی مہرخ اور بہار کی مدح مین ترک فلک

یون ثناخوان تھا کہ **نظم**	ترے کمال کے آگے حریف روز نبرد	کہان سے لائے طاقت جو ہوسکے سیدھا
کہ جسکی تیر کی ہیبت سے آسمان نے کبھو	بغیر خم کیے پشت اپنی سر اُٹھا نہ چلا	تہا عجب ہی وہ شمشیر جسکی صولت سے
ترے عدو کو ہزیمت کا شوق ہے اتنا	گر اسکے بعد مصور جو کھینچے اسکی شبیہ	تو روح اسکی پکارے کہ پہلے پانون بنا

اسی طرح یہ سب لڑتے ہوئے کنارہ لشکر کے جب پہونچے وہان بھی تہلکۂ عظیم برپا تھا چورشعلین اور رن مہتابین پھک رہی تھین ملکۂ حیرت تخت پر سوار فوج کو روکے استادہ تھی لشکریان اسلام ہزارون کو قتل کرکے اس لشکر کے کنارہ سے پھرے اس لیے کہ حیرت سے تو مقابلہ ہی ہے پھر اور کسی دن سمجھ لیا جائیگا فوج محجم کی نالان وگریان جانب دریاے خون روان گئی اسی گیرودار مین وہ رات بھی تمام ہوچکی تھی وہ وقت آیا تھا کہ زال دنیا نے جلی کٹی کرنے کو زبان شعلہ ریز آفتاب دہان مشرق سے نکالی اور خنجر عیار سحر نے ظلمت شب مثل زبان مجم کاٹ ڈالی **نظم**

کہ جب اٹھا زمین سے دامن شب	ہوئے نظرون سے پنہان شیم کوکب	سحر کا نور مثل ابر برسا
جھلکا طاعت مین ہر سو گبر و ترسا		

ہنگام سحر حیرت نے عرضی اس شکست کی بادشاہ کو لکھی اور طائر سحر کو دیکر روانہ کی بادشاہ خیمہ صنعت سے اپنے وعدہ کے بموجب کہ مین لشکر امیر کو غارت کرنے کے لیے کسی ساحر کو بھیجونگا جانب کوہ نیلم جاچکا تھا طائر اُسی سمت عرضی لیکر چلا اس لیے کہ راستہ طلسم کا قبضہ مین حریف کے نہین ہے جہان چاہین ساحر ملازم شاہ اپنا سحر بھیجین کوئی روکنے والا نہین فی الجملہ حیرت تو عرضی بھیجکر رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین بیٹھی اور ملکہ مہرخ اپنا لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیے پڑاؤ پر اپنے آئی خیام و بارگاہ جو لٹ گئے تھے اُنکا سامان ازسر نو کیا ڈھنڈھورا امان کا پٹا رعایا اور سپاہ فراری آکر آباد ہوئی بازارین لشکر کی کھلین رونق تازہ ہوئی خرمی بے اندازہ ہوئی سرداران عالی تبار دربار مین آئے برق بھی آیا ملکہ مہرخ نے بہت بھاری خلعت عطا کیا سب سردار اس کے زبان کاٹنے کا حال سنکر بہت ہنسے اور تعریف عیاری کرنے کی فرمائی پھر شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا جشن اسوجہ سے نہین کیا کہ خواجہ برج غضب مین قید ہین اب انکو تو بعیش اس مقام پر رکھیے مگر تتمہ حال افراسیاب بدخصال اور داخل ہونا چالاک ابن عمرو کا طلسم مین سُنیے

داخل ہونا چالاک سفاک کا طلسم ہوشربا مین اور عیاریان نادرہ کار و عجائب روزگار افراسیاب پر کرنا پھر آنا لشکر مہرخ مین لمؤلفہ

ارے ساقی ترے شیشے مین کیا ہی
بیان نیرنگیون کا تا مزا دے
اُسی مینا پہ ساقی دل ہی مفتون
لکھون نیرنگ بازی کے مضامین
زبان اُس مے سے میری ساقیا تر
مرے کیف بیان سے سب عدو بیہوش
کرون عیاریان مین محتسب سے
زبان وقت بیان ہو مثل خنجر
سرور افزا ہو کچھ ایسا فسانہ
تو رنگین ہوا ابھی سادہ عبارت
چنین شانہ کش گیسوئے تحریر

یہ میری آرزو کا خون بھرا ہے
سحاب آرزو اُمڈا ہوا ہے
جو ہے ہمصورت مینائے گردون
صفا جس مے مین گوہر سی ہو وہ دے
حباب بہشتی ہر دائرہ ہو
ذرا زاہد کو دھوکا دون مین جا کر
بھلا دون جادۂ تقوی کے دھوکے
مسلسل ایسی ہو تحریر مرغوب
کہ جس سے ہوش کھوئے اک زمانہ
بدل اے جا بجا پھر شکل مضامین
معطر ساختہ این زلف تقریر

خدارا جام رنگین اک پلا دے
بہت کچھ جوش پر طبع رسا ہے
اُسی شیشہ سے بھر اک جام رنگین
کہ تا میرا قلم موتی پرو دے
طبیعت کو مری مستی کا ہو جوش
ہنسون اس میکدے مین اُسکو لا کر
کٹین حاسد کے دل میرے بیان پر
کہ ہو جیسے کمند زلف محبوب
جو بدلون شکل عیارونکی صورت
نئی صورت سے کر قصہ کی تزئین
ہنگامہ پردازان معارک عیاری

و عربدہ جویان ہنگامۂ زبان آوری و مکاری قتالان سپاہ مضامین بیہودہ خیالی و جعل کنندگان نقش طلسم غلط کاری ساحران طلسمات ہرزہ گوئی کو شمشیر خامہ صد نویس سے اس طرح نقل کرتے ہین اور طلسم قرطاس مین بدستیاری لوح میدان قلم عیاران شوخ طبع یون قدم دھرتے ہین کہ جب افراسیاب نے سیر محمور کو بہر جنگ مہرخ نامور روانہ کر چکا تو آپ بزور سحر اُڑ کر بتعجیل تمام کوہ نیلم پر آیا سابق مین مذکور ہوا ہے کہ یہ بادشاہ ہے طلسم مین ہر جگہ بہت جلد پہونچتا ہے پہلے یہ بتلاش طلسم کشا مین قلعہ ہائے طلسم پر پھرتا ہوا آیا تھا اسوجہ سے عرصہ مین پہونچا الحاصل جب یہ کوہ مسطور پر آیا نیلم جادو وہان کا حاکم پھر حاضر ہوا شرائط خدمتگذاری بجا لایا بادشاہ کے لیے فرش بچھوایا انجمن عشرت ترتیب دی بادشاہ نے بدستور اول دوربین سحر کی طلب کر کے جانب کوہ عقیق نظر کی لشکر امیر با توقیر کو بڑے کر و فر سے اُترتے دیکھا چنانچہ بارہا اس لشکر کا اوج و مراتب لکھا گیا ہے فی الجملہ اودھر سے پھیر کر لشکر مثلالت اثر لقا بدگہر کی طرف دیکھا تو اس فوج شقاوت موج کو بہت پریشان و مضطر پایا خیمے شبخون مین جو کٹے اور جلے ہین تو مثل خاطر شکستہ شکستہ حال نظر آتے ہین مردمان سپاہ وابستہ ملال پائے جاتے ہین بارگاہین مثل مردمان بیکس گرے بے ستون ہین بازاریونکے دل رنج سے خون ہین اصطبل بادشاہی طویلہ خر سے بدتر ہے فراخی کا نام نہین تنگی سراسر ہے مطبخ سلطانی مین بخت جگر کی ہر روز نہاری ہے خلاصہ کہ جان ہر ایک کو بھاری ہے یہ حال پر ملال لشکر کا اپنے خداوند کے دیکھکر اُسکو بڑا صدمہ ہوا اور وہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر نیلم سے کہا تجکو کچھ معلوم ہے کہ خداوند لقا کس فکر مین رہتے ہین اُسنے عرض کیا کہ اخبار میرے ملک مین بھی کوہ عقیق سے آتا ہے اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند بہت پریشان و مضطر ہین جنون و مجنون بلا جادو وغیرہ سب رفیق مارے گئے اب فقط صبا جادو باقی ہے کہ خداوند عاجز ہو کر عرش اعلی پر چلے جائین یہ کیفیت جب بادشاہ نے سنی دو مین جو لیکر آئے تھے انکو

تو مع دور ہین رخصت کر دیا اور نیلم سے کہا مین سخت حیران ہون کر کس شخص کو برائے اعانت خداوند بھیجون جو کوئی جاتا ہے عیار اُسکو مار ڈالتے ہین نیلم نے عرض کیا کہ اگر میرے کہنے سے حضور شیشہ دار جادو کو روانہ فرمائیے بادشاہ نے کہا اُسکو مین نے اور کام کو رکھا ہے نیلم نے عرض کیا کہ حضور مالک حجرہ ہائے ہفت بلا ہین اگر ایک تحفہ طلسمی ہمراہ ہو انہی کچھ ملازمان عالی کا ہرج اُسکے نہونے سے نہوگا شاہ جادوان اسکی فہمائش سے کچھ سوچا پھر اُٹھا کہ اچھا جا کر اسکو بھیجتا ہون نیلم نے کہا یہ غلام بھی ساتھ چلتا ہے کس لیے کہ راہ مین تاریکی ملیگی جناب عالی پریشان ہونگے یہ کہکر دستک سحر کی دی کہ دو اژدہے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوئے زمین سے نکلے کاٹھے اُنپر کھنچے تھے پس ایک اژدہے پر بادشاہ دوسرے پر نیلم سوار ہوئے اور وہ اُڑکر روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے ایک بیابان آتشناک مین آکر اُترے یہ دونون اژدرون کی پیٹھ سے زمین پر آئے اور ایک سمت روانہ ہوئے جنگل وہ تھا دل عاشق تھا کہ جسمین سے دود آتشین نکلتا ہے اور سوز عشق رہتا ہے جب ہوا چلتی تھی سموم وزان تھی کسی دل جلے کے نفس گرم کا پتا دیتی تھی جو کوئی درخت اُس صحرا مین تھا وہ تمازت مہر اور حرارت سے دھوپ کی زرد بشکل بیمار تھا بعض نخل آتشبار تھا ہمسر چنار تھا جو کوئی شاخ پھولی ہوئی تھی وہ آتشبازی کی پھلجھڑی تھی جہان کہین کوئی چشمہ تھا وہ بخارات فاسدہ زمین سے نزلہ جار کا پانی نظر آتا تھا لب جو غبار مین فرط گرما سے حبابون کے چھالے تھے سینہ ماہی مین فلسون کے نخانے تھے فلک اسجگہ شیشہ آتشی تھا زمین گرم پر گلخن کا گمان ہوتا قدم رکھنے سے وہان جن بھی بیجان ہوتا سایہ ہر غنچے کا دھوپ کھا کر کالا تھا خار دار درختون سے یہ ظاہر کہ پیاس کے مارے زمین کو کانٹا لگا تھا ہر فلک نے بھی پنجہ سے منہ چھپانے کا عزم کیا تھا بلکہ دنیا کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا اور علاوہ اس گرمی کے صحرا ہول خیز تھا نہایت وحشت انگیز تھا جھاڑیان مثل مرد مفلس پریشان سر جھاڑ منہ پہاڑ تھین میدان جنگل کا برنگ کف دست تہیدستان بے نخل برگ بار درخت ہر ایک سوکھا ہوا چٹیل میدان کوسون تک کا کر بموجب

نظم

عجب وہ موضع خوف و خطرناک	نظر آیا عجب صحرائے لق و دق	کہ دیکھے سے جگر ہوشیر کا شق
نہ جائے جن کی اُس سمت آواز	دیا اُنکو دکھائی زیر افلاک	کرے بوم اُسطرف منہ کر نہ پرواز
نہ دیکھا ہو کسی نے جو عجائب	کسی روئیدگی سے تھے نہ واں تا	ہزاروں طرح کے اُسجگہ بلیات
کبھی ہنسنے کبھی رونے کی آواز	نظر آئین وہ حالات عجائب	لگے واں سوز تھا اور گاہ واں ساز

یہ دونون اُس دشت کو طے کر کے کنارہ پر اُسکے پہونچے وہان ایک غار تیرہ و تار نظر آیا اندر غار کے صدہا بنبان ماران سیاہ کی بنی تھین اور گرد اس غار کے بھی بہت سی بنی تھین اندر غار کے سانپ جو پھنکارتے تھے تو آتشین شعلہ چمک جاتے تھے فش فش کی صدا آتی تھی جب وہ مار پھن مارتے تھے تاریکی اندر اسکے ایسی تھی جیسے دوات مین سیاہی بھری تھی اُس اندھیرے سے دم بدم بلائین منہ نکالتی تھین اگر جن بھی وہان آجائے تو ڈرنا سایہ اُسپر ڈالتی تھین شاہ جادوان نے سر غار پر ٹھہر کر نیلم سے فرمایا کہ روشنی کرو کسنے سحر پڑھکر پھونکا یکایک وہ غار [illegible] بنگیا یعنی ایک چاند ساطع الانوار ہو کر بلند ہوا اور اسطرح طالع تھا کہ تمام غار اور جنگل روشنی سے معمور تھا تاثیر اُس ماہتاب سحر کے طالع ہونے سے یہ پیدا ہوگی کہ مار و جن و جملہ بلیات غائب ہوگئین بادشاہ نے اندر اُس

غار کے اپنے تئین گرایا اور علطان و پیچان چلا پیچھے بادشاہ کے نیلم بھی غار مین کود الغرض یہ دونون حد نشیب پر جب پہونچے زمین پر قرار لیا اب جو دیکھا صحراے سبزہ زار ہے گلہاے بوقلمون کی بہار ہے یہ دونون سیر کنان آگے بڑھے تو ایک باغ پر بہار سراپا لالہ زار نظر آیا بادشاہ اندر باغ کے قدم زن ہوا دیکھا کہ باد بہاری نشہ مین متوالی ہے جھومتی نشۂ عشرت سے ہر ایک ڈالی ہے گھٹا سر باغ پر چھائی ہے گویا پری دوش ہوا پر آئی ہے تاک انگور مستی مین بھری ہے مثل دانۂ گوہر چمکتی ہے گل ہر ایک پروردۂ مہد ناز دایۂ ابر بہار ہے تو جوانان گلشن پر عصب کا نکھار ہے جام چشم نرگس

شراب تازگی سے سرشار ہی نظم — زبس باد بہاری مین نشا ہے — بڑا اگیا بجبر تاک اینڈتا ہے
کھلے ذاودی کے غنچے چمن مین — توکف لاے ہین مستی سے دہن مین — اُٹھا سکتی نہین سر ہے یہ بیچس
جھکی ہی جاسے ہی کچھ چشم نرگس — تبا گل پھاڑتے ہین ہوکے سرشار — رہی لپٹی ہوئی سوسن کی دستار
زبس دیتی ہے باد تند جاروب — ہے اصحن چمن آئینہ اسلوب — پڑا ہے خس روش پر عکس گلزار
بچھی ہے اس جگہ قالین خوش کا

بادشاہ طلسم جب اُس باغ مین آیا نیلم نے آگے بڑھ کر مالک باغ کو بادشاہ کے آنے کی اطلاع کی وہ برسم استقبال جانب در گلشن چلی بادشاہ نے دیکھا کہ بارہ دری سے ایک آفتاب سپہر حسن طالع ہوئی جسکی زلف دراز مثل نامۂ اعمال قیامت زدگان سیاہ و طولانی تھی بزنگ کاغذ تحریر علماے صالحان نور آگین پیشانی تھی ابرو ہر ایک مثل طبیعت محبوبان نسبت عاشق کھنچی ہوئی مژگان بسان خلش سینہ بر ارمان پھانس جگر کی بنی ہوئی آنکھ ہر ایک جادو بھری سرمہ کی تحریر اُسمین دی مست کو زنجیر پہنائی نہین نہین متوالے کے ہاتھ مین تلوار آئی چہرہ منور پر صدقہ ہونے کو آفتاب ہر روز چکر لگاتا ہے مگر سامنے آتے شرماتا ہے دہان تنگ زندہ کن دلہاے مردہ چاہ ذقن چشمۂ حیوان اُسمین غوطہ زن مسیحا گلو دیر دوش کی ثنا مین زبان لال ہے ہر ایک بیمثال ہی سینہ صاف ہر چھاتیان جو عاشقون کا دل لبھاتیان اُبھری اُبھری کچین لال لال اُنپر بھٹنی کی اودا ہٹ جیسے روے معشوق پر ستایا خال جوبن اُن سے ٹپکتا خیال کرنے سے دل بیچین ہوجاتا غرضکہ از فرق تا قدم وہ محبوب نہایت خوب کہ بموجب نظم

تعالی اللہ چہ فندق او چہ انگشت — کہ تھین وہ خونبہاے خلق یکمشت — کوئی دیوے جو اُس ظالم کو بس دل
تو جاتی چھوڑ مثل نیم بسمل — دل اُس کے غم مین لاکھون کلفت اندود — ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

بادشاہ کا سامنا ہوتے ہی اُسنے تسلیم کی اور عرض رسا ہوئی کہ ہر چند یہ کلبۂ احزان اس لائق کہان کہ حضور معلی اپنا کفش خانہ بنائین لیکن اب جو یہ توفگن رحمت جسم اقدس ہوا ہے تو بارہ دری مین قدم رنجہ فرمائین خاہ جادوان ہمراہ اُس کافر صنم دربا کے بارہ دری مین آیا اُس مقام کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے نہایت آراستہ پایا شاہ مسند پر جلوہ گر ہوا اُس ماہ پیکر نے جام مے گلفام سے بھر کر دیا شاہ نے پیا دو ایک جام کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ مین تم کو خدمت خداوند لقا مین بھیجنا چاہتا ہون اُس نازنین نے عرض کیا کہ زہے افتخار میرا بادشاہ نے کہا کہ تم شیشہ طلسمی پیالۂ آب چشمۂ سامری لیکر کوہ عقیق مین جاؤ وہان لشکر مسلمانون کا پڑا ہوا ہے اور سرغنہ اُس لشکر کا حمزہ ہے جس نے خداوند کو سخت عاجز کیا ہے پس تم مع اُسکے لشکر کے غارت کر دینا اور عیارون سے بچتی رہنا اُس گنبد نے

ہنس کر جواب دیا کہ اے بادشاہ آپ خوب واقف ہین کہ جب مین سفر مین ہوتی ہون تو کھانا پانی شراب سب
چیزین ترک کر دیتی ہون اگرچہ برسون عالم مسافری مین رہون کچھ نہ کھاؤن پیون میرا طریقہ یہ ہے کہ جب گرسنہ ہوتی
ہون کھانے کا خیال کر لیتی ہون پیٹ بھر جاتا ہے اور پانی کے خیال سے سیراب ہون شراب کا خیال مجکو مخمور کر دیتا ہے
اور شب کو کسی کو نظر نہین آتی ہون اور یون بھی اگر مین نچاہون تو کوئی مجکو دیکھ نہ سکے پھر ان صورتون مین عیار میرا کیا
کر لین گے اور مین بہت دن وہان رہنے کیون لگی آپکے صدقہ سے اور سامری کی عنایت سے حربہ میرے پاس سحر کا تحفۂ
طلسم ہے کہ وہ پانی ادھر لشکر پر چھڑکا اُدھر وہ پتھر کا ہوا اگر مین آپکے لشکر دشمن پر اس پانی کو چھڑکون تو وہ پتھر کا ہو جائے
اور اگر وہ شیشہ احیاناً کوئی توڑ ڈالے جب بھی کچھ ضرر نہین پانی جو اسمین سے گریگا وہ لشکر کو جلا دیگا پھر مین سر لشکر عدو پر جا کر
برد ے ہوا ٹھہر ونگی اگر کوئی عیار یا ناوک انداز شیشہ توڑیگا جب بھی فوج عدو کا خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ نے کہا
حمزہ مالک باطل السحر ہے بہت احتیاط سے مقابلہ کرنا ورنہ جان جاتی رہیگی اُسنے کہا سمجھ لیا جائیگا سحر کو حمزہ باطل
کر سکتا ہے طلسم کو نہین توڑ سکتا ہے میرے پاس تحفہ طلسم کا ہے اسکا مٹانے والا طلسم کشا ہے اور دوسرا نہین نے الجملہ
تا دیر شاہ نے تمام نشیب و فراز اُس سرکش و مغرور کو سمجھایا اور شراب پیا کیا جلسۂ رقص بتان رہا پھر وہان سے اُٹھا اور
کہا اے ملکہ اب جو تم فتح جنگ فرما کر طلسم مین مع الخیر آنا تو اپنے مکان پر نہ آنا کہ مجکو یہان آنے مین تکلیف ہوتی ہے یا تو
کوہ نیلم پر نیلم جادو پاس آنا اور مجکو لکھ بھیجنا کہ یہ ماجرا گذرا یا میرے پاس چلی آنا اُسنے کہا سامری نے چاہا تو ایسا ہی
کرونگی بادشاہ یہ کہہ کر مع نیلم کے جس راہ سے آیا تھا اُسی طرف سے چلکر کوہ نیلم پر آیا یہان جب آکر ٹھہرا طائر سحر نے خبر
ملکہ حیرت کی لا کر دی آہین مرنا مجمر کا پڑھکر بہت رنجیدہ ہوا اور نیلم سے کہا مین کچھ دیر یہان ٹھہر کر آرام کرتا مگر اب رکونگا
نمکحرامون نے پریشان کیا ہے اُنکی فکر مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اُدھر بموجب
اُسکے حکم کے ملکہ شیشہ دار جادو لباس پر زر اور زیور جواہر و گوہر سے آراستہ ہو کر شیشۂ آب تحفۂ طلسم کا جھولی مین
رکھکر اُس غار سے نکلی اور تخت سحر پر بیٹھ کر اکیلی جانب کوہ عقیق چلی ایک کنیز تک ہمراہ نہ لی اور از بسکہ کوہ عقیق
یہان سے نزدیک ہی بہت جلد راستہ طے کر کے قریب لشکر لقا پہونچی لقا بارگاہ مین اپنی بیٹھا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار
چمکی اُس بچیلے نے نعرہ کیا کہ اے شیطان درگاہ مین دیکھ تو مین نے کیا تقدیر کی شیطان اُدھر کر دروازہ بارگاہ پر آیا اس اثنا مین
ساحرہ بھی دروازہ پر اُتری شیطان کو سلام کیا اُسنے کہا اے ملکہ مزاج اچھا ہے اسنے کہا جی دعا کرتی ہون اور ہمراہ شیطان
اندر بارگاہ کے آئی خداوند کو سجدہ کیا اُسنے کہا سر اپنا سجدہ سے اُٹھا کہ رحمت اپنی تجھپر نازل فرماؤن یہ سجدہ سے اُٹھکر دنگل پر
قرار پذیر ہوئی ایک خیمہ زربفت کا اسکے لیے آراستہ ہوا کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہر کر آرام کرنے وہان آئی جملہ اسباب
راحت وہان مہیا ہوا خبر جو اسکے آنے کی مشہور ہوئی صبا بھی اُس سے ملنے آئی یہ ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوئی
دوسرے روز جب طاق شرقی سے شیشۂ طلسم افلاک ساحر روزگار نے اُتارا اور ساحرۂ شب نے طلسم عالم سے کوچ فرمایا نظم

دیکھے چل کے طرح گلشن جا ر	ہوئے پیدا سحر کے سمات آثار	کر دی راہ صفر کی کھلی آنکھا ئی
اُٹھ گئی مہتاب کے رخ پر ہوائی	ہنگام سحر بارگاہ خداوندی مین آئی اور عرض کیا کہ حضور مع چند رفقا کے	

کوہ عقیق پر چلین اور جس دامن کوہ کے نیچے لشکر حمزہ اُترا ہوا ہے اُس طرف چلکر ٹھہرین تمام لشکر مسلمانون کا
غارت کردون لقا یہ سنکر مع چند ارکان دولت وغیرہ و بختیارک کے سوار ہوکر روانہ ہوا اور از بسکہ لشکر امیر
چوبیس فرسخ تک اُترتا ہے تو سر لشکر کا زیر کوہ عقیق ایک النگ کی طرف ہے لقا اُسی سمت آکر ٹھہرا اسوقت
گھٹا گھر آئی تھی کچھ ترشح ہوتا تھا مور جھنگھاڑتے تھے جانور صحرا مین خوش فعلیان کر رہے تھے طائران خوش الحان
زمزمہ سرائی کرتے تھے سراپچہ بارگاہ سلیمانی کے اُٹھتے تھے برسات کی بہار جنگل مین لالہ زار کا لطف دیکھکر سرداران
اسلامیان کا دل اہل گلگشت صحرا ہوا اور خدمت امیر والا تدبیر مین سب نے عرض کیا کہ یہ وقت ایسا فرحت بخش و نزہت
انتما ہے کہ دل بے اختیار سیر کرنے کو چاہتا ہے اور سنا ہے کہ ایک ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی ہے اُسنے لشکر کو ہمارے
ضرر پہونچانیکا ارادہ کیا ہے اور بالائے کوہ عقیق لقا گمراہ کو لائی ہے بس یہان سے کنارہ تک لشکر کے حضور بھی سیر کنان
تشریف فرماوین حفاظت لشکر کی بھی مدنظر رہیگی اور تفریح خاطر بھی منظور ہے امیر نے التماس انکا پذیر فرمایا اور چند
سردارون کو خدمت بادشاہ اسلام مین چھوڑکر باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوے اس طرف سے یہ چلے اُدھر حال
بیان ہوا تھا کہ پارۂ دل خواجہ عمر مہترین مہتر چالاک نامور اجازت طلسم مین جانے کی امیر نہر پرور سے لیچکا ہے
چنانچہ اُسکی جگہ پر اب ابو الفتح کام کرتا ہے اور یہ ہر روز احباب سے رخصت ہوکر جانب طلسم جاتا ہے لیکن راہ نہین
پاتا ہے چنانچہ آج اپنے دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ بارگاہ لقا مین چلیے وہان ساحران طلسم آتے جاتے ہین اُن مین سے
کسی کے ساتھ روانہ ہوجیے پس یہ سوچ کر جانب لشکر لقا روانہ ہوا راستے مین لقا کو جانب کوہ اسنے جاتے دیکھا
یہ بھی ہمراہ ہوا جب لقا قلہ کوہ پر آکر ٹھہرا یہ بھی کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہوکر اپنی گھات سوچنے لگا اس اثنا مین
بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ تم کیا سیر دکھانے کو اس کوہ پر خداوند کو لائی ہو اسنے جملہ کیفیت شیشہ آب طلسمی
کی بیان کی یہ سب حقیقت چالاک نے سنی دل سے کہا خوب ہوا جو تم طلسم مین نہ گئے تھے یہ غیبانی ساحرہ
نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے پھر عیارون کو بہت پریشان کریگی اسپر تم ہی عیاری کرتے چلو یہ سوچ کر نہایت مستعد ہوکر تر دکھنی
سنبھالے پتھر کوپھن مین دیے حقہ ہائے لفظی قارورہ ہائے آتشبازی سے درست تاک مین ساحرہ کی ٹھہرا اور وہان
سلیمان عنبرین مو نے بھی جانا لقا کا جانب کوہ بارادۂ رزم و فساد سنا پس اسنے کہا کہ خداوند کی مشیت مین
نہین معلوم کیا آیا جو کچھ فوج ہمراہ نہ لیگئے انسان ہو تو کچھ کہا جائے خدا ہوکر ایسی غفلت کرے احتیاط شرط ہے اے
افسران لشکر تم فوج تیار کرکے چلو اور زیر کوہ ٹھہرو افسر بحکم فوج مسلح و مکمل کرکے روانہ ہوے اور زیر کوہ آکر
ٹھہرے اُدھر سے امیر کشور گیر بھی تشریف لائے بختیارک نے شیشہ دار سے کہا اب بڑا غضب ہوا حمزہ آتا ہے
ایک کو بھی ہم مین سے زندہ نہ چھوڑیگا اور مع اپنے تمام سردارون کے آتا ہے ساحرہ نے کہا ملک جی تم تو مسلمانون
سے ایسا خوف کھاتے ہو جیسے بز قصاب یا طائر صیاد سے تم گھبراؤ نہین مین ابھی سب کو مثل حرف غلط مٹائے
دیتی ہون یہ کہہ کر شیشہ آب سحر جیب سے نکالا اور تھوڑا سا پانی اُسمین سے اور ظرف مین لیکر زیر کوہ متوجہ ہوئی اور
چونکہ اسکو تو بھی معلوم ہے کہ نیچے کوہ کے شاہ حمزہ خداوند کے ساتھ لیکر یہان نہین آئے بس اُسنے اس لشکر کو

جو برائے حفاظت خداوند زیر کوہ تھا خوب تجویز کرکے وہ پانی پھینکا پانی کا لشکر مین گرنا تھا کہ ہوا سرد چلی اور
لشکری پتھر کے ہونے لگے اُسوقت تو لشکر مین بھگدڑ پڑی ہر سمت سے صدا بلند ہوئی کہ دہائی ہے خداوند لقا کی
بختیارک اپنے افسران لشکر کو پہچانتا تھا اور جب وہ لشکر آیا تھا جب ہی سے خبردار تھا مگر کیا جانتا تھا کہ یہ ساحرہ
ہمارا ہی لشکر تباہ کرے گی بس یہ آفت آنے دیکھکر پکارا ارے ملکہ واہ واہ کیا اچھا خداوند کو یہان لاکر تماشا دکھایا
ارے یہ تو لشکر خداوند ہی کا تھا ساحرہ نے کہا سچ کہو اے لشکر تم سے کس نے بلانے کو کہا تھا اور پھر مجھکو شناخت بھی
نہ کرادیا اچھا اب جلد بتاؤ کہ حمزہ کا لشکر اور وہ کہان ہے شیطان نے اشارہ کیا کہ وہ ہے ساحرہ نے غصہ مین آکر
شیشہ آب سحر بلند کیا کہ چرخ دیکر جانب لشکر حمزہ مارون بس جیسے ہاتھ اسکا بلند ہوا چالاک سوچا کہ ابکی یہ دشمن
امیر پر آفت لائیگی بس بہت جلد پتھر اسنے تاککر اسکی کلائی پر مارا پتھر آکر ہاتھ سے گٹے پر اس زور سے پڑا کہ شیشہ چھٹکر
ہاتھ سے نیچے گرا اور چکناچور ہوا لشکر لقا کچھ پتھر کا ہوا تھا کچھ جو بچا تھا شیشہ گرنے سے شعلہ ہر ایک بدن سے پیدا ہوے
اور جلنے لگا ہر ایک ناری مثل دیو آتشبازی چھوٹنے لگا زمین سے آگ کے شعلے نکلکر جلانے لگے شور الغیاث وفریاد
بلند ہوا تو بہ ارے خداوند جلے جلے پکار پکار کر آخر سب واصل جہنم ہوے امیر کنارے اپنے لشکر کے کھڑے ہوے یہ تماشا
دیکھ رہے تھے سب سردار ہنستے تھے ادھر بختیارک کہہ رہا تھا کہ صلوۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر لقا واہ کیا اقبال
مسلمانان ہے جو بلا آتی ہے ہمارا ہی گھر تاکتی ہے جو تیر قضا آتا ہے ہمارے ہی جگر پر لگتا ہے مسلمان مرنا نہین جانتے
یہ تو ایسا کچھ بکتا تھا اور ساحرہ پتھر کھا کر پہلے تو نظر مردم سے غائب ہوگئی پھر جو ظاہر ہوئی فرط ندامت سے آنکھ نہ چار
کرسکی کہ یہ کیا مین نے کیا بموجب بیت تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے ✤ کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے ✤ بس اسی
ندامت مین ہر سمت اسنے دیکھا چالاک بھی لوگون کے جلنے کا تماشا گھاٹی سے نکلکر دیکھ رہا تھا اسپر نگاہ پڑی بغضب
تمام تراڑی اور چالاک پر گری اور اُٹھا کر بھرّے ہوا ایلگی بختیارک ہر چند پکارا کہ اے ملکہ سنو تو سنو تو ابھی یہ
خبیث حرامزادہ لقا باقی ہے اسکو بھی ہلاک کرتی جاؤ لیکن اسنے نہ سُنا یہ جادوہ جانب طلسم روانہ ہوئی اس خیال سے
کہ اب مین لڑون کا ہے سے تحفہ طلسم تو برباد ہو چکا اگر اپنے ذاتی سحر سے لڑی تو کیا بڑھون مقابلے مین گذرین گے
فوج بھی ہمراہ نہین آئی ہے اس سے بہتر ہے کہ اس عیار کو لیکر حوالہ شاہ جادوان کرکے کہکر آپ سچ فرماتے تھے اسنے
شیشہ توڑ ڈالا عیار بد بلا ہین بادشاہ عیارون کی شرارت سے خوب آگاہ ہے وہ عذر تیرا پذیرا کرکے کوئی اور تحفہ تجکو
دیگا غرضکہ یہ تو اس طرف گئی اور بختیارک نے لقا سے مضحکہ کرنا شروع کیا اور کہا اے خداوند اب جلدی بھاگ نہین تو
حمزہ زیر کوہ پہونچ چکا ہے یہان آکر ناک کاٹ لیگا لقا گھبرا کر اُدھر سمت سے پہاڑ کے نیچے اُتر کر بھاگا اور امیر نے فرمایا
کہ گھیر و اس مردود مشرک خدا کو سردار گھوڑے ڈال کر چلے ہوتے ضیا جادو آکر بزور سحر خداوند اور شیطان کو لیگئی امیر بھی
ہنستے ہوے مراجعت فرما کر بارگاہ مین آئے ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر لقا بھی بارگاہ مین پہونچکر رنجیدہ خاطر متمکن ہوا
یہ تو سب آرام پذیر ہین مگر شیشہ وار چالاک کو لیے کوہ نیلم کے نیچے آئی وہان پہونچکر بالائے کوہ جانے کا ارادہ
کیا لیکن ندامت زدہ تھی تو جسم تمام پسینے مین تر تھا چہرے پر پڑا ہوا غبار سفر تھا پیرہن تنگ ڈھیلا ہوگیا تھا لب نازک

غصہ سے جو چبایا تھا نیلا ہو گیا تھا ہاتھ مین عیار کے اُٹھانے سے درد پیدا ہوا تھا اتنی دور آنے سے چہرہ سونلا ہو گیا تھا
صباحت مین نمک آگیا تھا اور علاوہ ان پریشانیون کے رفع احتیاج کی بھی ضرورت تھی پس زیر کوہ دم لیکر اپنے تئین آراستہ
کرنے لگی بال اپنے آئینہ سحر سامنے رکھکر سنبھالے دوپٹا سنبھالکر اوڑھا پائینچے قاعدہ سے گٹھڑ سے چالاک کو زمین پر لاکر
ڈالدیا اور آپ وہان سے کچھ دور ہٹکر برائے رفع احتیاج آئی لیکن سحر سے وہ جگہ حصار بند کردی کہ عیار اگر اُٹھکر
بھاگے تو کہین جا نہ سکے غرضکہ جب برائے رفع ضرورت بیٹھی سحر سے ایک پردہ کرکے دور تک دشت مین اور جانب کوہ نیلم زور
افسون تان دیا یہ تو بفراغ خاطر ضرورت سے فارغ ہونے لگی مگر وہان چالاک بموج ہوا سے بیہوش تھا ہوشیار ہوا اور اسنے ایک
پردہ سے دیکھی قصد کیا کہ اٹھکر بھاگون اُٹھا نہ گیا سمجھا کہ ساحرہ مجکو قید کرکے کسی کام کو گئی ہے اب آتی ہوگی تو کوئی تدبیر کر یہ
سوچکر ہاتھ اسکے قابو مین تھے اسنے کمند کے حلقے چادر کے نیچے اسطرح لگائے کہ جو کوئی جھککر چادر کو کھولے اور مجکو اٹھائے اچھلکر گردن و کمر دست و پا مین
لپٹ جائے فی الجملہ اس تدبیر سے درست ہو کر لیٹا ادھر شیشہ دار ضرورت سے فارغ ہو کر اسکے قریب آئی اور پہلے
حصار سحر کا دفع کیا پھر عیار جو زمین سے نہ اُٹھ سکتا تھا وہ جادو بھی دور کرکے چادر کو ہٹانے لگی تاکہ ہٹا کر روانہ
ہو بس جیسے ہی چادر کو اُلٹا کمند کے حلقہ گردن و کمر مین لپٹے اور ازبسکہ چالاک سحر سے رہا ہو چکا تھا اسنے بیضہ
بیہوشی ناک پر مارا کہ چھینک مار کر یہ گری چالاک بصد بشاشت اُٹھا اور کپڑے اسکے اُتار کر آئینہ سامنے
رکھکر اسی کی ایسی صورت بنکر پٹی بیہوشی اُسکے دماغ و بینی پر باندھی اور ایک کنوین مین لیجا کر ڈالدیا اور
آپ وہان سے جانب کوہ چلا اتفاقاً نیلم جادو کسی کام کو قلعہ کوہ پر آیا تھا اسنے اسکو آتے دیکھا پرواز کرکے
زیر کوہ قریب اسکے آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کس طرح تشریف لائین کام باغیونکا تمام کیا یا نہین اسنے جواب دیا
کہ مدت ہوئی مین لڑائی فتح کر چکی لشکر حریف مین کوئی بھی باقی نہین سب رہرو ملک عدم ہوئے یہ کلام سنکر نیلم
بہت مسرور ہوا اور کہا اے ملکہ کارے کردی اب مناسب یہ ہے کہ یہان نہ ٹھہرئیے شاہ جادوان کی خدمت مین چلکر
مژدہ فتح دین اور وہین جشن کرین لو آؤ پرواز کرو تاکہ بہت جلد پہونچ جائین عیار یہ کلام سنکر گھبرایا کہ مین پرواز کیونکر کرون
پس مکر تازہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ واہ واہ مین ابھی تو چلی آتی ہون تھکی ماندی ہون اور مجھ مین اتنی طاقت کہان
ہے کہ ابھی بادشاہ پاس جاؤن پس نیلم سمجھا کہ واقعی یہ نازک بدن ہے جو کہتی ہے بہت درست ہے چنانچہ عرض پیرا ہوا
کہ اے ملکہ بالائے کوہ چلکر کچھ دیر آرام فرمائیے ٹھہر کر چلئیے گا اسنے جواب دیا کہ تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر دیکھو کلیجہ ہلتا
ہے پہاڑ پر یکایک کس سے چڑھا جائیگا یہ سنکر نیلم اسی جگہ ٹھہر گیا بعد کچھ دیر کے چالاک ہائے ہائے کرکے لیٹ گیا
نیلم نے پوچھا کہ کیون اے ملکہ خیر تو ہے اسنے کہا مجھکو ایک دورہ مرض شدید کا ہوتا ہے وہی اب بھی شروع ہوا ہے
یہ کہتے کہتے یکایک دانت بیٹھ گئے آنکھ پھر گئی بیہوشی چھا گئی نیلم یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بہت جلد تخت سحر تیار کرکے
اُسکو تخت پر بٹھا کر لے اُڑا اور پہاڑ پر لایا وہان اسکے رہنے کا قصر عالی تعمیر تھا نور آرائش سے طور تنویر تھا۔
شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عشرت و راحت سے پیراستہ فرش و کرسی و میز وغیرہ سے درست بہار جہان قدم رکھنے
سے تندرست۔ حاصل کلام نیلم نے اس گلفام کو لاکر چھپرکھٹ پر لٹا دیا اور کنیزون کو اپنی طلب کرکے حکم دیا کہ خدمتگذاری مین

مصروف ہون وہ سب پنکھا جھلنے اور پانؤن دبانے مین مشغول ہوئین چالاک اپنے دلمین کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہے جو اس مقام تک مین پہونچا اور دیکھتا تھا کہ اس کوہ پر عجیب و غریب شجر اور مکانات ہین ایک ایک درخت اور مکان مثل طلسمات ہین مکانون کے دروازون پر پتھر کے پتلے انسانون کی طرح پہرا دیتے درختون پر جواہر کے جانور زمزمہ سرائی کرتے چشمون سے مچھلیان سر باہر نکالکر باتین کرتین ایسے چھینٹے دیتین کہ انسان پانی ہوجاتا کنارہ سے چشمون کے فوارون کی طرح ستارہ نکلکر بلند ہوتے اور بروئے ہوا چمکتے درختون سے پھل ٹوٹکر گرتے دانون کے عوض طائران خوشرنگ نکلکر اُڑتے مکانونکی دیوارون پر جو طاؤس و ہنس وغیرہ بیٹھے تھے دمبدم پریون کی صورت بنجاتے ناچتے گاتے پھر اصلی صورت پر نظر آتے طرفہ طلسم نظر آتا تھا کہ ابیات

یون منعکس صفائے عمارتین ہر چمن
ٹکڑے بلور صاف کے ہین کھا کے شست و شو
یون جلوہ گر ہے سرو کا سایہ کہ جسطرح
جو ایک رہ و مکان ہو سو معلوم ہو دو دو
جلوہ انھون مین ہو جو رگ گل کی عکس کا
کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو
لنگر ہر ایک جو مین جھکورون سے آب کے
آئے نظر وہ جون رگ یاقوت ہو بہو

غرضکہ عیار تو یہان تو آرام مین ہی مگر ہیلم یہانسے اپنے قلعہ مین آیا اول بیان ہوا کہ اس کوہ کے دامن مین قلعہ آباد ہے کہ وہ زیر حکم اس ساحر کے ہو بس یہ بس قلعہ مین جب پہونچا اخبار نویس کو طلب کرکے پرچہ لکھوایا اور مضمون اسمین یہ تھا کہ اکابران طلسم اور بادشاہ جادوان کو مژدہ ہو اس امر کا کہ ملکہ شیشہ دار جادو نے کوہ عقیق مین جاکر تمام مسلمانون کو ہلاک کیا ایک حمزہ تو بسبب اسم اعظم بھاگ کر بچگیا باقی سب قتل و غارت ہوگئے بیت شکر معبود حقیقی کہ عدو گشت ہلاک + شد از شورش طوفان ہمہ عالم پاک یہ پرچہ اخبار خدمت بادشاہ مین علاوہ اور جگہ بھیجنے کے روانہ کیا شہنشاہ ساحران اس پہاڑ سے جب گیا تھا باغ سیب مین آکر حال قتل مجمر سنکر فکر مین تھا کہ کسی ساحر کو برائے استیصال لشکر مہرخ روانہ کرون اس اثنا مین پرچہ اخبار پیش ہوا اسکو پڑھکر فرط بشاشت سے خندہ دندان نما کیا تمام حاضران دربار مستفسر ہوئے کہ حضور کیا خوشخبری سنی انسے بھی سب کیفیت بیان کی اسوقت دربار مین سہیل حشم جادو و عقاب سینتی اور دوسرے ساحر جنکے نام اکثر لکھے گئے ہین حاضر تھے وہ بھی گلے ملنے لگے مبارکباد کی صدا بلند ہوئی ہر سمت قہقہے کی آواز آتی تھی شاہ جادوان نے مبارکباد نامہ مین لکھکر ملکہ حیرت کو وہ نامہ بھیجا اور چالیس کشتیان جواہر اور اشیائے عمدۂ طلسم سے مملو کرکے ایک تحریر مشتمل بر مضمون مبارکباد خداوند کو لکھی کیفیت یہ اسمین درج تھی کہ یا خداوند تیری قدرت بہت بڑی ہی کہ تونے ایسے ایسے بندہ ہائے زبردست پیدا کیئے جو کسی طرح ہلاک نہ ہوتے تھے پھر تونے ہی ہمکو وہ قدرت و قوت عنایت فرمائی کہ ہمارے ایک ملازم شیشہ دار جادو نے ایک لحہ بھر مین کام ان بندگان سرکش کا تمام کردیا ہم تیری قدرتونکی کہانتک ثنا کرسکین اب ہم بہزار دل تیری اور تیرے سب بندگان مقرب کی خدمت مین مبارکباد اس فتح عظیم کی دیتے ہین کہ کام تمام دشمنونکا تمام ہوا اور ہم سب بندون کو قدرت نے شادکام فرمایا اس خوشی کا جشن مسرت قسیم ہم بھی منعقد کرنے والے ہین خداوند بھی معہ جملہ مالکان مقرب کے مصروف طرب ہون اور یہ کشتیان نذر کی جو ہمراہ سہیل حشم جادو بھیجی گئی ہین قبول و منظور فرمائے باقی ہر کہ و مہ کو مبارکباد ہماری طرف سے

پہونچے فقط یہ عرضی جب تحریر ہو چکی سہیل کو دیکر حکم دیا کہ خدمت خداوندی میں پہونچا وہ چالیس جادوگر نہایت معزز
اپنے ہمراہ لیکر کشتیون کو طاؤس ہائے سحر کی پشت پر بار کر کے روانہ ہوا ادھر لشکر حیرت میں جو بادشاہ نے نامہ بھیجا تھا
چنانچہ وہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اسنے پڑھتے ہی حکم دیا کہ طبل عشرت پر چوب پڑے بموجب فرمان ملکہ ہزارہا نقارہ
بجنے لگا صدائے مبارکباد بلند ہوئی عیارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جاکر عرض کی کہ شیشہ دار جادو لشکر امیر حمزہ
پر گئی تھی سب لشکر کو تباہ وغارت کر کے بہ فتح وفیروزی آئی ہے ملکہ حیرت پاس اسی مضمون کا نامہ بجانب شاہ طلسم
آیا ہے بدینوجہ اسنے یہ خوشی پھیلائی ہے یہ خبر جب مہرخ خوش سیر نے سنی اشک گہر رنگ رخسار انور پر جاری ہوئے
تمام لشکر مین کہرام برپا ہوا ہر سردار نے حال اپنا تباہ کیا عیار جو برق و ضرغام یہان موجود تھے انھون نے ملکہ مہرخ
سے کہا کہ یہ خبر بالکل غلط اور سراپا دروغ ہے ہیش انوار عقل دانشمندان بیفروغ ہے تمام لشکر امیر کا یکایک غارت
ہونا سہل نہین یہ برسون کا کام ہے اور بالفرض اگر لشکر تباہ ہوا تو ہوا سردار تو زندہ رہے اگر وہ ابھی اپنی وجہ ملکہ سمان
پری کو بلائے تو نہین معلوم کیا ہو جائے اے ملکہ ایسے ایسے قران صعب لشکر صاحبقرانی پر بہت آچکے ہین اعدائے
دین بہت کچھ خاک اڑا چکے ہین قیطاس کوہ پر مع حمزہ تمام لشکر کا سوم اہل اسلام کر چکے تھے سنگ صبر دل پر دہر دہر
چکے تھے پھر خدا نے فضل کیا ذکر اسکا جلد چہارم دفاتر داستان حمزہ مسمی بہ ایرج نامہ مین ہے اب اے ملکہ آپ کو لازم ہے
کہ اس خبر مہمل کو محمول بہ افترا و کذب کر کے جزع وفزع کو موقوف فرمایئے اور اپنے لشکر مین یہ منادی کرا دیجیے کہ شیشہ دار
جادو فرستادہ شاہ طلسم لشکر حمزہ سے شکست کھا کر آئی ہے بھاگ کر اسنے اپنی جان بچائی ہے شاہ طلسم نے ہلاکت
لشکر اسلام کی خبر جھوٹ مشہور کر اکر خفت اور شرمندگی اپنی مٹائی ہے پس جو کوئی نسبت لشکر اسلامیان ہمارے
یا ہماری عملداری مین کلمہ زبان سے نکالیگا زبان اسکی قفا سے کھینچی جائیگی سزائے سخت دی جائیگی اے ملکہ اس
گریہ وزاری سے تمام ممالک مفتوحہ مین بدعملی ہو جائیگی فوج مبدل ہوگی صوبہ دار اور عامل قتل ہون گے پس جیسا ہم
عرض کرتے ہین اسی پر عمل کرنا عین مصلحت وحکمت ہے مفید مطلب اعیان سلطنت ہے ملکہ نے یہ صلاح پسند کر کے فوراً
حکم دیا کہ ڈھنڈھورا پٹے اور سامان جشن عشرت مہیا ہو ہر چند کہ خواجہ مقید ہین لیکن اس فتح سے کہ جو شیشہ دار پر اہل اسلام نے
پائی ہے ہم جشن کرینگے بمجرد حکم ملکہ منادی نے منادی کی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ اسلام کا حکم ملکہ مہرخ سحر چشم کا کہ ہر ایک شخص
خوشی کرے مسلمان شیشہ دار پر فتحیاب ہوے وہ خبر جو مشہور ہوئی بالکل جھوٹ ہے اگر کوئی نسبت مسلمانان کلمہ بد کہیگا
سزا بہت بڑی پائیگا یہ منادی ہوتے ہی تمام لشکر مین ہنگامہ عیش ومسرت گرم ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا دورہ جام
ہوا ہر ایک لباس سرخ پہنکر گلفام ہوا اس طرف حیرت کے لشکر مین ہر جگہ انجمن عشرت ترکیب پذیر ادھر سامان
مسرت فراہم نہ کوئی رنجیدہ نہ دلگیر ان کو تو اس کیفیت مین چھوڑیے مگر ادل حال سہیل چشم کا سنیے کہ وہ کس وقت
مبارکباد دینے لقا کو پہونچا

المدد اے شوق دل جوش تمنا مرحبا	آتے ہین وہ مرگ شادی کی مبارکباد مین

آنا سامر کوہی اور قاہر کوہی کا بہ اعانت لقا اور مارنا سہیل چشم کا -

صحائف طرازان صحف بلاغت
لقا جسکو کہتے تھے مشرک خدا
مدد کو تری لشکر بیکران
چلا پیشوائی کو اُٹھ کر وہ خر

رقم کرتے ہین اسطرح یہ حکایت
جو المیس لائے یہ اسکے خبر
لیے قاہر کوہی آیا یہان

کہ تھا تخت نکبت پہ بیٹھا ہوا
کہا اے مالک تخت و دیہیم و زر
سُنی بختیارک نے جب یہ خبر

اثنائے راہ مین کوہی مذکور سے یہ شیطان جاکر ملاقی ہوا دیکھا کہ ساحر قاہر گینڈون پر دونون بھائی سوار پشت پر فوج کوہیان ہتیار آلات حرب سے آراستہ قوی تن درشت جنگال زبردست ہر ایک جوان نوخاستہ وہ لشکر مثل دریائے آہن موج مارتا آتا ہے مع بھیڑ و بنگاہ کئی لاکھ کا مجمع کہ **نظم**

افواج قاہرہ کا ترے کیا بیان کرون
ہنگام کارزار صدا گولہ و تفنگ
ہوجائے کوٹ گردہ جوبل کے بیٹھ جائین

لرزے صدا پاشنہ سے حبس کے روم و زنگ
ایسے وہ جان نثار تھے اسکے کہ اسکی سمت
صف باندھ کر کھڑے ہون تو ہین قلعہ کی الفنگ

شادی کی نقل سمجھے ہو انکی دلاوری
آسیب کیا مجال کرے منھ جو رو جنگ

شیطان لقا ان کو استقبال کرکے لایا لشکر انکا ملحق اپنے لشکر کے اتروایا یہ دونون بھادر سامنے خداوند خیرہ سر کے آئے سجدہ کرکے خلعت سے مخلع ہوکے عنصر بن منصور زاغ ہیتم کوہی نے انکی بڑی تعریف کی کہ یہ ہم سے بدرجہا زور و طاقت مین بڑھے ہوے ہین بلکہ ہم سے کیا تمام کوہیون سے شجیع اور پر قوت ہین لقا نے یہ سنکر کہا کہ قدرت نے انکو تمام عالم سے زور آور پیدا کیا ہے اور اپنا آپ نظر کردہ فرمایا یہ کلام سنتے ہی دونون بھائی خداوند کے تصدق ہوئے اُٹھ کر تخت کے گرد پھرے خداوند نے دوبارہ نظر کردہ کرنے کا خلعت دیا اور دنگلہائے طلا کار پر قریب تخت بٹھایا پیچھے ان کے سرداران کے سونٹہ کسو جوان یلان ارجمند کرسیون پر متمکن ہوے ساقیان زرین لباس و مہ جبین جام شراب دینے لگے رقاصان طلعت سامنے آکر اپنی چھل بل دکھاتے تھے اہل انجمن کو اپنی ادائے مستانہ پر لبھاتے تھے وہ رقص رامشگران گلبدن وہ انکا ستھراپن وہ ان کے حسن کی بہار بلبل کردار ہر دل کو شیدا اپنا بناتی تھی زاہد صد سالہ کی طبیعت مثل جوانان آتی تھی کہ **بیت**

کفر سے اب تو مرا دل ہے نہایت بیزار + درمیان کیا کرون لے شیخ کہے بات بتان +

اسی ہنگامہ ناؤ نوش مین ساحر کوہی مخاطب بجانب بختیارک ہوا اور کہا ملک جی بیان کرو کہ مسلمانون سے لڑائی کس طرح سے ہوئی اور وہ لوگ کیونکر لڑتے ہین وہ شیطان یہ کلمات سُنکر جواب دہ ہوا کہ مسلمان بڑے زبردست ہین دیوون کی گردن دھڑ سے کھینچ لیتے ہین شیران نریان اور فیلان دمان انکے نزدیک بکریان ہین اکثر پہلوانکو قاش زین سے اُٹھا کر اُچھالا اور گرتے وقت بضرب تیغ دو ٹکڑے کیا ہے کبھی خداوند کو کمر مین ہاتھ دیکر جو اُٹھایا خداوند نے ٹانگین اوپر سر نیچے آسمان کیطرح ترٹ دکھایا ہے علاوہ اس زور و قوت کے حسن ایسا کچھ رکھتے ہین کہ خداوند زادیان ان کے ساتھ بھاگ گئی ہین شہزادیان کیسی پریان انکے پاؤن و باقی ہین یہ باتین سُنکر قاہر کوہی کو غصہ آیا اور کہا ملک جی خداوند زادیون کا ذکر بیکار ہے کیونکہ یہ فرقہ نسوان ناقص العقل ہوتا ہے جو کچھ کر گذرے وہ تھوڑا ہے اور زور و طاقت کا جو تم نے ذکر کیا تو ہماری طاقت دیکھو یہ کہہ کر ایک اسپ دورکابہ منگوایا اور صحن بارگاہ مین کھڑے ہوکر ایک ہاتھ سے اس گھوڑے کو اچھالا اور گرتے وقت بیک ضرب شمشیر اسکو دو کیا اور کہا ملک جی

اسی طرح مسلمان پہلوان کو جو زنگ ہوائی کاٹتے ہون گے شیطان کو ازبسکہ اغوا کرکے لڑوانا منظور تھا اسوجہ سے
انکا ثنا خوان ہوا کہ حقیقت مین آپکا بھی مثل ونظیر نہین ہے یہ شوکت اور قوت مسلمانون مین بھی نہین ہے خلاصۂ کلام
وہ تمام دن اسی لہو و لعب مین بسر ہوا اور سر شب یہ پھول ماہتاب کا جھڑا ہوا نظر آیا انجم بسان جوہر تیغ دکھائی
دیے ترک روز نے خنجر مہر کمر سے کھولا کہ بموجب نظم

اسی عرصہ مین مہر عالم فروز
کہ جو تھا اس جہان مین بہرہ اندوز
ہوا وہ جانب مغرب روانہ
بڑھا سامان شب کا شامیانہ

سر شام قاہر کوہی نے خداوند سے عرض کیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے لقا نے حکم نواخت کوس حربی دیا
نقارہ رزمی گڑگڑایا تامیان خیبری و تومیان خیبری بھر کانے لشکر ظفر پیکر اسلام کے جملہ حال بیان کا دریافت کرکے
خدمت باسعادت بادشاہ مین حاضر ہوئے اور زبان عجز بیان کو بعد ادب و ثنا و صفت مین بادشاہ جمجاہ کے کھولا کہ ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
سجود در سے ترے بہرہ ور ہون اہل زمین
رہے یہ کورع مین تا قامت سپہر دوتاہ
بسان رشتہ کہ دانون مین سبحہ کے ہو سلاک
تری ولا کو رہے اسطرح دلون مین راہ
کرے جب آپکا تو عزم سبقت توسن پر
رکاب آپکے اقبال بولے بسم اللہ
جدھر کو ہو تو چلو ریز ظفر ترے آگے
ظفر جو ظفر قوا بولے تو فتح پیش نگاہ

بعد ادائے دعا و ثنا بادشاہ آنا قاہر وسالم کو بیون کا بیان کیا اور طبل جنگ بجانا بھی معرض عرض مین لائے بادشاہ نے
امیر کشور گیر کی جانب کہا امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالفتح جاؤ اور ہمارے لشکر مین بھی بفضل رب اکبر نقارہ حربی بجواؤ
عیار مذکور حسب ارشاد حضور پر نور نقارخانہ مین آیا اور خاشیہ طبل سکندری اور جنگی کسیسے اٹھاکر چوب لگائی
صدائے شر و فساد تمام عالم اور عالمیان مین پھیلی دربار برخاست ہوا دلاوران صف شکن و غازیان بہمتن نے اپنے مقام
پر آکر ہتھیار اسلحہ خانون سے منگوائے چار طرف شور تلوار و نکی جھنکار کا بلند ہوا اہل جنگ و نبرد ہر ایک گرم آراستہ ہو تقسیم مین
چرخ پیر جھومنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب دریا کی موجین بڑھنے لگین زمانہ کو یہ خوف و ہم کا عالم تھا کہ دم بدم
رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکر سنگ بجر آہن تھا موذی کے لیے مار آستین دشمن تھا انکی شان
علیم و جلال کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ بمقتضائے ابیات

صولت و قہر کے آگے ترے یون دیو سیاہ
آگ سے آگ کے جون تاب مین آجائے اہال
روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے بس
کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
اسکی خونریزی سے یون فوج عدو گھٹتی گھٹے
جون مہ نو سے حرم کے پلٹتا ہے سال
شرق سے غرب تلک رعب ترے نیزہ کا
ڈھال ہے تیغ جنوبی کی تری تا بشمال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد
ایک جو رنگ ہے چار و نکالے استیصال
کیا بیان تجھ سے کرون وصف سپہ کا تیرے
سایہ مہر نبوت ہے تری پیٹھ پہ ڈھال

شست انداز لیے تیر سے ہو عدو کب جانبر
دائم انگشت قضا تیر کی تیری ہے بحال

رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین رہی تڑکے سے غازیون نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجا کر سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر مین ہم سر جھکائین اے رب ہم جان دینے مین جان نہ چرائین اسطرف تو عجز وانکساری تھی اُدھر فوج عدو مین لقا پرستی اور کفر شعاری تھی ادھر آواز تکبیر بلند ادھر ناقوس اور گھوڑ نکا شور بیرون کے روبرو ہر ایک مستمند اس سمت غازیون اللہ اکبر کی پکار اس جانب کو المدد یا خداے باختر کے نعرہ ہر بار اسطرف تضرع وزاری ادھر لاف زنی ونخوت شعاری غرضکہ بمصداق ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۔ دونون طرف ہنگامہ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر تیغ نور سحر سے مثل جبین اہل اسلام مٹی اور رشتہ رخط سفیدی سحر پر انجمن نے مثل دانہ تسبیح کے گردش قبول کی ؎ نظم

سجا خورشید نے عمامۂ نور
ہوئی شب کی سیاہی مثل کافور
ہوا اس سے نمایان مہر افلاک
ہوا سینہ فلک کا نا گہان چاک

صبحدم امیر کشور گیر تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر آراستہ فرما کر تخت استقر پر سوار ہوکر جلو خانہ شبستان بادشاہی مین آئے تمام سرداران ذی تبار یہان حاضر تھے آداب بجالائے انتظار آمد شہنشاہ تھا کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا شور بسم اللہ تا بہ گنبد سما ہو نچا سامان جلوس شاہانہ ظاہر ہوا سب اُٹھ کھڑے ہوئے ناگاہ افق بارگاہ سے آفتاب عالمتاب سپہر شہنشاہی بصد عظمت وجلال تابندہ ودرخشندہ ہوا یعنی بادشاہ عالم وعالمیان چراغ لشکر اسلام ناسخ ادیان باطلہ ومنسوخ کن ملل کاذبہ مطیع احکام شریعت ظل اللہ دین پناہ عالی نژاد شہزادہ سعد بن قباد برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا امیر نے بعد تسلیم پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا نوبت ونقارہ بجے سواری جانب جنگاہ بڑھی موج بحر کی طرح جوش مار کر فوج چلی ہتھیار دون کی آواز گھوڑون کے ٹاپ تا بہ فلک جاتے دلاورون کے نعرے دل دہلاتے تھے سردار اپنی آن بان دکھاتے کسی طرف فیل کسی طرف مرکبان اصیل طرارے بھرتے نظر آتے لندھور و مالک علمشاہ و قاسم وایرج ونور الدہر ودارابِ و مندویل و کرب ونعمان بن منظر وقیماس خان و عالم شاہ وآلاگر دفرنگی ومالاگر فرنگی وغیرہ پانچہزار پہلوان یگانہ بے مثل زمانہ اپنی اپنی فوج لیے روانہ تھے کہ ؎ نظم

کثرت اسکی یہ ہے جو لو ہو سوار
فوج کا تیری کر سکے نہ شمار
گو عطارد حساب دان ہووے
جیسے شیشہ بتاب دان ہووے
بسکہ پُر گرد آسمان ہووے
آنکھین مل مل کے پھر ہو بے نور

اس لشکر نصرت اثر کو ہمراہ لیے یہ بادشاہ پر شوکت وجاہ وارد عرصہ کارزار ہوا ادھر سے لقا گمراہ ہاتھیون پر تخت طلا پر سوار ہو کر جنگاہ مین آیا کوہیو نکار اپنے ساتھ لایا سام کوہی اور قاہر کوہی کی للکو ہی ہمراہ لیے سجانی باختری او نچے نے خیل میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے بیلدارون نے میدان ہموار کیا سقون نے گرد وغبار کو بٹھایا نقیبون نے فتنہ وفساد کو اُٹھایا صفین دونون طرف زمین جنگ مین ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی قاہر نے چاہا کہ میدان مین جاؤن سام نے کہا میرے ہوتے تم میدان مین نجاؤ یہ کہکر گینڈے کو مجھا نگ مار کر روان کیا اور سامنے لقا کے آکر اجازت رزم لیکر میدان مین آیا پہلے سلحشوری سے سراپا میدان کا خوب

دکھایا پھر زبان پہ لایا کہ اے فرقہ ناموران پاس نام و ننگ ہے تو آؤ میرے مقابلہ مین یہ نعرہ سنکر صف دست چپ سے
اہل اسلام کے شہزادہ قاسم کے ماموں یعنی فیروز خان خاوری نے گھوڑے کی باگ لی اور سامنے بادشاہ کے
آکر اجازت چاہی شاہ گردون پناہ نے سپرد بخدا فرمایا یہ بہادر مرکب ڈپٹا کر سامنے اس کوہی کے آیا وہ نیزہ پکڑ کر
گینڈے کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اس دلاور نے بھی گھوڑے کو کاوے پہ لگا کر نیزے کو سیدھا لیا سنان پر سنان اور زبان
پر زبان پڑنے لگی برابر سے نیزہ بازی ہوتی تھی جب دو سو طعن رد و بدل ہوئین سنانین اور زبانین بیکار ہوگئین انی انڈ پر
ڈانڈ پڑنے لگی آخر وہ بھی مثل خلال فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے پُرزے اُڑ گئین اسوقت ساحر نے تیغہ گرانبار کمر سے
لیا اور خبردار خبردار کہکر تبا کر سر پر ہاتھ مارا اس شجاع نے سپر کو جہرے کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ تہمتن سوہن کا ایسا آبدار تھا کہ
سپر پر نہ رکا سپر کو توڑ کر خود و بلغہ زرہ لوٹپ سے گذر کر کاسہ سر کو تراش کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا تھا کہ فیروز خان نے دانتا تے
دم تیغ مین مارے دانتانے قلم ہوے کلائیان مجروح ہوئین مگر تیغہ بھی جھنا کر سر سے نکلگیا چادر خون کی منھ پر آگئی
سر ہرنے پر جا لگا کوہی نے چاہا کہ سر کاٹ لون لیکن قیماس خان خاوری بھائی اس دلاور کا بہت جلد ہان ہان کرتا
ہوا بیچ مین آگیا اسوقت شہزادہ ایرج مرکب اُڑا کر سامنے امیر کے آئے اور کہا آپ دیکھتے ہین باوا جان کے ماموں کیسا
بدنام مجھکو کر رہے ہین انکو لشکر سے نکلوا دیجیے امیر نے کہا کہ بابا وہ بھی تو شجاع ہین تلوار کا کام کاٹنا ہے ہاتھ حریف کا پڑگیا
وہ ناچار ہین لیکن بغیر سرخرو ہوے میدان سے پھر تو نہین آئے دشمن کو پشت تو نہین دکھائی شہزادہ نے یہ سنکر موچھون کو تاؤ
دیا اور کہا بجا ارشاد ہوا اب انشاء اللہ اس اپنے غلام کی تلوار کی کاٹ ملاحظہ فرمایئے گا امیر ہنس کر چپ ہو رہے ادھر ساحر نے
وہی تیغہ خونچکان سر قیماس پر بھی لگایا اس شجیع دوراں نے سپر کو سامنے کیا مگر وہ ایسا بازو پر قوت رکھتا تھا کہ سپر کاٹ کر
تا دو ابرو قیماس کے تیغہ اُترا اسنے بھی دستانے مار کر دفع کیا اکی مرتبہ شہزادہ داراب مرکب اُڑا کر سامنے گئے اسنے نعرہ مارا کہ
کیا تم لوگ لاشے پاٹتے میرے سامنے ہو کسی آہن تن کوہ پیکر سنگ بدن کو بھیجو کہ مزا مجھکو شمشیر زنی کا حاصل ہو یہ سنکر شہزادہ
نے فرمایا کہ زبان بند کر اور بازو کھول غرور کرنا مردان عالم کو زیبا نہین قوت بازو پر غرا تا کجا لاضرب کیا رکھتا اسنے کہا مین نے
سنا تھا مسلمانون کو خداوند لقانے سنگ و فولاد سے بنایا ہے اور انکو بنا کر بھول گئے تھے اس لیے قضا انکی بنائی نہین لیکن یہ
کلام مجھکو جھوٹ نظر آتا ہے یہان تو فولاد کیسا ہر مسلمان بالو کا بنا معلوم دیتا ہے کہ آب شمشیر سے کاخ تن انکا بہا جاتا ہے یہ کہکر
وہی تلوار سر پر شہزادہ ذیوقار کے بھی لگائی ستارہ بخت مسلمانان اسوقت برج دو پیکر مین آیا تھا شہزادہ موصوف بھی تا دو ابرو
زخمی ہوا عیار نے اس جان و جگر حمزہ کو بھی میدان سے پھیرا اب تو شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی مرکب اُڑا کر سامنے شاہ اسلام
کے آیا کل لشکر دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے ہزار ہا نقارے شتری فیلی بجنے لگے سرداران شہزادہ دیجاہ پیادہ ہو کر رکاب
مین دوڑے شہزادہ مسطور نے مرکب سے کود کر پایہ تخت ظل اللہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اب جان نثار کو تاب ضبط باقی نہین
ہے یا تو اس گبر لقا پرست کو راہ دار البوار دکھا دونگا یا سر اپنا میدان مین کٹوا کر زندہ جاوید کہلاؤنگا بادشاہ نے شہزادہ
کو خلعت جام کلاہ عفریت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا یہ بہادر پشت توسن پر آیا مرکب کو رانون مین مسلنا تھا کہ
وہ بادپیما طرارہ بھر کر چلا یہ جا وہ جا چلا وہ تھا کہ نظر سے غائب ہو گیا یا شرارہ تھا کہ چمک کر نکلگیا طرفہ طلسم دکھائی دیا کہ نظم

جہان کے باغ مین نقاش نے گلگون کی
کھا مصور باد بہار نے جس کو
نہ دونگا اسکو مین تشبیہ برق و آتش سے
نہین ہے مرکز خاکی پہ اسکے جلدی کا
رکھا کرے ہے صدا گرد اسکی جولانگاہ
اُسے رکاب کے بوسہ کی آرزو تھی وسے

جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچیے تصویر
کرونگا کیا مین بھلا جست و خیز کی تقریر
بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
دماغ آہوے تاتار پر زہوے عبیر
نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھ کے حقیر

مین طرارون مین شہزادہ کو وہ باد پا لیکر مقابل حریف پہونچا دہ نامرد تہیہ کیے تھا گا در گینڈا بڑھا لایا ایسی تگا در تھی کہ چھ قدم گینڈا اُسکا پیچھے ہٹا اور تین قدم گھوڑا شہزادہ کا پسپا ہوا وہ کوہی شرمندہ ہو کر کیچک گینڈے کو مار کر آگے بڑھلایا اور پکارا کہ یہ جانور بدتمیز تھا اس کے ہٹ جانیکا آپ خیال نہ فرمایئے گا شہزادہ نے ہنس کر کہا اچھا اب تم نہ ہٹنا اور کارزار مردانہ وار آغاز کرو ادھر یہ گفتگو تھی لیکن ادھر خواصی مین لقاکی بختیارک جو بیٹھا تھا اُسنے کھڑے ہو کر شہزادہ کو ہم نبرد سام دیکھا ایسی پکارا کہ یا خداوندا اپنے پہلوان کو بلوا لیجیے ورنہ وہ جہنم مسلمانان کی سیر کیا چاہتے ہین ایسا شوم دشت ان کے مقابلہ کو آیا ہے مین نے بہت کم دیکھا ہے کہ کوئی اسکے مقابلہ سے بچ کر پھرا ہے قاہر کوہی گینڈے پہ ہاتھی کی جھول پکڑے کھڑا تھا اسنے بھی یہ تقریر سنی اور کہا الکس جی تم کیا بدشگونی منایا کرتے ہو میرے بھائی نے کئی سو مسلمانوں کو بجو ٹیلا کیا ہے اب یہ بھی دو پر کالہ ہوا چاہتا ہے یہ ایسا کون سورما ہے جو بچ کر چلا جائیگا بختیارک نے کہا اے بیوقوف یہ قدرت کا نواسا ہے نو چکیدہ قدرت کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور خیر میرے بیان پر کیا منحصر ہے اب تم دیکھ لینا کہ بھائی صاحب پر کیا گذری یہ کہہ رہا تھا کہ وہان سام نے دہنے پر گینڈے کو چڑھا کر رکابون مین پانون استوار کر کے خبردار خبردار کہکر بر سر شہزادہ نامو تیغہ اُتارا شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر زیر بغل اسکے پہونچکر سپر کو آگے کیا کہ قبضہ تو سپر پر پڑا اور تیغہ بالکل خالی ہو گیا شہزادہ یا تو بہت جلد زیر بر تھا یا مرکب اس طرح چڑھا لایا کہ حریف کو دست راست کے نیچے سب سے پایا اسوقت شمشیر جانستان کھینچکر نعرہ کیا کہ باش اب ہماری باری ہے یہ کہکر وار کیا اہرمنی نے گھبرا کر سپر کو چہرہ پر پناہ کیا مگر تیغ صاعقہ خصال وہستی سوز عدد کب رکتی تھی سپر کو مثل قرص سپر کاٹکر خود و دبلغہ عرقچین زرہ ٹوپ گدی جھلم کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر مین در آئی ہر چند سام نے دانتانے مارے لیکن اس زور مین وہ حسام آبدار جاتی تھی کہ کلائیان اور دانتانے کٹ گئے مگر تلوار سر سے نہ نکلی کلہ و جبڑے کو تراش کر صندوق سینے سے متاع جان برباد کرتی ہوئی شکم کو کاٹ کر کفل گاہ سے گذری پھر گینڈے کے زین دغیرہ کو کاٹ کر پشت سے گذر کر زیر تنگ آکر زمین پر مثل برق چمکی کوہی کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہل اسلام مین شور تحسین بلند ہوا غازیون نے نعرہ اللہ اکبر کیا عیارون نے دوڑ کر خدمت شہزادہ مین عرض کیا کہ اے شہریار سبحان اللہ

نظم

جب تری تیغ مین موجود ہو برش تا رنگ
تجکو للکار کے میدان مین صف مردان کے

کھینچکر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ
سامنے آئے ترے کون ہے ایسا مرد کے

کیون نہ کوس لمن الملک تو مارے ہر دم
شکل نقارہ کی جوڑی کے دو حصہ ہو فلک

عیار تو سرگرم ثنا خوان تھے لیکن

بختیارک کوہی کے دو پر کالے ہوتے ہی اُچھل پڑا اور کہا وہ مارا میان قاہر صاحب مین آداب عرض کرتا ہون کبھی آپ نے زبردستی ان مسلمانون کی واہ واہ کیا پیارا ہاتھ مارا ہے کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا قاہر کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور گینڈا بڑھا کر فوج کو یہان کو للکارا کہ ہان ہان لینا اس مسلمان خیرہ سر کو فوج ہر سمت سے لینا لینا کہہ کر چلی بدلی سیاہ کی گھری ہوا بدلی تیرون کی بوچھار پڑنے لگی یہ شہزادہ جری تیغ بکف اس بادل مین برق کی طرح چمکنے لگا اور سر مثل قطرات باران برساتا تھا لقا کی فوج بھی حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھوایا امیر کشورستان کا نعرہ بلند ہوا کہ تمام اہل اسلام آگرے تلوار گھمسان کی چلنے لگی زبان شمشیر زہر اُگلنے لگی شعلہ تیغ نے صحرا سے حسد پھونک دیے دیار تن مین آگ لگی ناریون کی گرم بازاری بہادری سرد ہوئی شوکت و جلالت گرد ہوئی جو سامنے آیا فی النار ہوا موت کا گرم بازار ہوا برق شرربار شمشیر سنگی خرمن ہستی کے جلانے پر آندھی ہی دم بھر مین صفین صاف تھین روحین گریزان و روگردان از مصاف تھین شور دار و گیر برپا تھا ہاتھ کہین پانون کہین سر کہین تھا ایسی تحریری تھی کہ اعضاے تن کا بھی ٹھکانا نہ ملتا تھا سواے سلحہ کی جھنکار اور قرنا و طبل کے اور کچھ سنائی نہ دیتا یہ عالم اس میدان جنگ کا تھا

بگرد تند یک تیر باران نخست
زنیکانہاے درفشان چو آب
وزان گرزداران وینزہ دران
زمین سر بسر پاک پر خون شدہ
درودشتہا شد ہمہ لالہ گون

بسان تگرگ بہاران درست
تو گفتی ہوا ابر دارد ہمے
کہ می تاختندے برین خاکدان
بدان شورش اندر میان سپاہ
بدشت و بیابان ہمی رفت خون

بپوشیدہ شد چشمہ آفتاب
وزان ابر الماس بارد ہمے
ہوا زین جہان بود شبگون شدہ
ازان زخم شمشیر دگرز سیاہ

عین گرمی جنگ مین کئی سردارون کو قاہر کوہی نے زخمی کیا اور بغضب تمام تلوارین مارتا لشکر اسلام پر چڑھا چلا آتا تھا جان پر کھیلے تھا اسکا تو یہ نقشہ تھا مگر طلسم سہیل جو روانہ ہوا تھا کشتیان نذر کی لیے ہوے اسوقت یہان آکر پہونچا اور جب درہ کوہ سے کہ جو سرحد طلسم ہے باہر آیا نہیب مبارزان و نعرہ دلاوران کی صدا اُسنے سُنی مع اپنے ہمراہیون کے اُڑ کر قلعہ کوہ عقیق پر آکر ٹھہرا دیکھا تو بڑے زور شور سے تلوار چل رہی ہے اس قلعہ کا سلیمان عنبرین مو کی جانب سے ملکان کوہی قلعہ دار ہے اس سے اسنے پوچھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے اسنے کہا خداوند باخبر نے آج خدا پرستون کو غارت کر ڈالا ہے تم دیکھو اب کچھ دیر مین وہ سب برباد ہوے جاتے ہین اسنے کہا اسوقت تو مسلمان ہی زبردست معلوم دیتے ہین ملکان نے کہا سچ کہتے ہو پھر مشیت خداوندی مین کیا دخل ہے مین نے بھی قلعہ آراستہ کر رکھا ہے اگر خداوند ہزیمت کھا کر اندر قلعہ کے آئے تو مین سب دشمنون کو اُڑا دونگا سہیل نے کہا یہ نوبت ہی کیون آنے پائے مین جا کر سبکو غارت کیے دیتا ہون مجھکو معلوم تھا کہ مسلمان غارت ہو گئے ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ نہین مسلمان زندہ ہین یہ کہکر آپ اُڑ کر جہان لقا ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا آیا تسلیم کرکے سر سجدہ کو جھکایا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ یہ بندہ میرا کون ہے اسنے اسکو ساحر وضع دیکھ کر کہا اسکو شاہ طلسم افراسیاب نے بھیجا ہے یہ کہہ کر سہیل سے مستفسر ہوا کہ تم کون ہو اور کیون آئے ہو اُسنے جواب دیا کہ بادشاہ جادوان کا فرستادہ ہون شیطان نے کہا ایسے بہت سے شاہ جادوان بھیجا کرتا ہی

ایک شیشہ دار آئی تھین کہ اپنون کو جلا کر چلی گئین ہین اب تم آئے ہو دیکھو کیا کرتے ہو اُسنے کہا ملک جی خوب یاد دلایا مسلمان تو تباہ ہو چکے اب یہ لڑائی کس سے ہوتی ہے ملک جی نے جواب دیا کہ یہ رزم امیر کشور گیر صاحب توقیر زلزلہ قاف صاحبقران دوران حمزہ عالیشان سے ہے جنکا ایک ادنی غلام فراری یہ تمھارا خداوند لقا بیٹھا ہے سہیل نے یہ سُنکر منھ پر اپنے طمانچے لگائے اور کہا ملک جی توبہ توبہ کرو یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین انکو بھاگتے تو راستہ نہین ملتا ان سے غلام تو کرورون درجہ اچھا ہے ساحر نے کہا اجی توبہ کرو یہ کلمات سنکر لقا نے کہا اے بندۂ من تو اسکی باتون پر نہ جا یہ شیطان میری درگاہ کا ہے اسکا کام لوگون کو اغوا کرنا ہے اچھا اب اپنا حال بیان کر کہ کس طرح آیا ہے اس نے عرض کیا کہ شاہ جادوان نے سُنا کہ آپنے سب بندگان مغضوب پر فتح پائی چنانچہ چالیس کشتیان نذر کی اور عرضی محتوی مضمون مبارکباد بھیجی ہے پس وہ کشتیان میرے ہمراہی قلعہ پر لیے ٹھیرے ہین اب آپ لڑائی موقوف فرمائین اپنے لشکر کو لشکر مسلمانان سے الگ کر لین مین سب کو دم بھر مین گرفتار کر دون بختیارک نے کہا آپ معاف کیجیے خداوند بھلا آپکی کشتیون کے محتاج نہین ہین جو بنی ہوئی لڑائی بگاڑین بندگان خداوند اسوقت خوب جانبازی کر رہے ہین ساحر نے کہا دیکھیے کہا مانیے سہل کام کو مشکل نہ کیجیے آیندہ آپکو اختیار ہے بختیارک کو تو یہ منظور ہی تھا ساحر کو صرف تیہا دلانا تھا جب اُسنے بہت کہا تو اسنے عرض کیا کہ یا خداوند طبل امان بجوا دیجیے یون لشکر باہم جدا نہ ہون گے خداوند نے کہا بہتر ہے پس شیطان نے حکم دیا کہ لشکر مین طبل امان پر چوب پڑے قاہر کوہی اور عنصر وغیرہ بڑے جوش وخروش سے لڑتے ہوے جھوم جھوم کر تلوارین مارتے چلے جاتے تھے طبل بجنے سے رُکے لشکر آپسمین گتھا ہوا تھا جدا ہوا قاہر کوہی کا بھائی مارا گیا ہے اسکو معلوم بُرا ہوا اور عنصر سے کہا خداوند نے یہ کیا کیا جو طبل بجوا دیا اگر ایسا ہی ڈر انکو ہے تو پھر لڑتے ہی ناحق ہین میرے دل کا حوصلہ دلمین رہ گیا ابکی مین حمزہ کو ٹوک کر مار لیتا پھر لڑائی کا خاتمہ تھا عنصر نے کہا کچھ سبب ہوگا جو خداوند نے طبل بجوایا وہ حال معلوم ہو جائگا یہ امر بیوجہ نہین ہوا غرض سب لشکر میدان سے پھرا قاہر بھی بکتا جھکتا پلٹا ادھر بختیارک نے سہیل سے کہا لو اب لشکر ہمارا الگ ہو گیا اب دیکھین کہ تم کیا کرتے ہو سہیل یہ سنکر اکیلا اُڑ کر چلا اور امیر اس خیال سے کہ دشمنون نے مغلوب ہو کر طبل آسائش بجوایا ہے اب کوئی فساد اسوقت کرنے والا نہین ہے پس غافل پھیرے ہوے جانب بارگاہ جاتے تھے اُن دغاباز نے بلندی پر سے استادہ ہو کر سحر کیا کہ امیر پر غفلت طاری ہوئی عیار جو ساتھ تھے انسے فرمایا کہ ہوادار لے آؤ یہ کہہ کر مرکب پر سے اُترے اُترتے ہی بیہوش ہو گئے لوگ ہوادار پر جبتک لٹائین لٹائین اسوقت تک آواز مہیب آئی کہ تمام لشکر کے لوگ تھرا گئے عیاران لشکر گھبرا کر بتعجیل تمام رو بفرار لائے بعض لشکریون کے گھوڑے اس آواز کو سنکر الف ہوے اور سوارون کو لیکر بھاگے بعض جو لیشت توسن پر سنبھل نہ سکے وہ گر گئے ارکان دولت اور تاجداران ذی مرتبہ گرد تخت شہنشاہ اسلامیان آ گئے اور چاہا کہ بہت جلد روانہ ہو کر بارگاہ سلیمانی مین پہونچ جائین لیکن ممکن نہ ہوا دم بھر مین دنیا اندھیری ہو گئی ایک چادر سیاہ ظلمت کی تمام لشکر پر پڑ گئی تمام فوج گھر گئی لشکر مین غل ہوا کہ اے رب ودود بچانا یہ کہتے ہی تھے کہ دوسری آواز ہولناک پھر آئی ایسی صدائے مہیب تھی کہ گاؤ زمین یقین تھا بار ہستی دگیتی چھوڑ کر بھاگ جائے فلک فرط خوف سے گھٹکر زمین مین سما جائے ہزارہا لشکریون کے کلیجے پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے وہ جو قوی دل تھے

بیہوش ہوگئے چار سمت سے نور اسلام پر ظلمت سحر و کفر چھا گئی وہ سب چہل پہل مٹی تمام کاروان لشکر بے صدا ہوگیا گھوڑون کی شیہے کی آواز ین آتی تھین حصار سیاہ گرد لشکر کئی کوس تک کھنچا تھا یہ خبر عیارون نے جب محلات مخدرات مین پہونچائی کہ گلستان صاحبقرانی پر بربادی آئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک زن مہ سیما نے گیسوے پریشان کیے خاک عزا پیشانیان بھر لین موے مشکین و زلفین عنبرین کو کھول کر کوئی تو سجدے مین گری اور کوئی سمت کعبہ جبین سائی کرنے لگی کوئی ناک گھسنی اور کوئی رو رو کر مذمت دنیاے دنی کرتی تھی

ابیات

اے چرخ مجھے دل دہی کرنی نہین آتی — لو سب کے دل و جان کا خواہان ہے برابر
یونہین جو ہے خاطر مین ترے مین بھی ہون حاضر — یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
دریا مری آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا — مژگان سے مرے پنجۂ مژگان ہے برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہے اک آہ — نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
آنکھون سے مروت تری اور دل سے ترے رحم — قسمت ہے یہ اپنی کہ گریزان ہے برابر
ہے سینہ تفسیدہ ہر اک تختہ گلزار — جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان ہے برابر
آنسو نہ بچھے تجھ سے کبھو میرے کہ تجھ پاس — لخت دل و گلبرگ بدامان ہے برابر

اسی ہنگامہ شور و شیون مین عیارون نے سب کو اندر بارگاہ سلیمانی کے جمع کرکے گرد بارگاہ اپنا انتظام کیا اور کہا اس بارگاہ کی قناتون کے نیچے ٹھہرین کیونکہ سحر اس جگہ اثر نہ کریگا اور لشکر جو بہ قصد تاراجی خیام آئیگا تو سمجھ لین گے غرض تو بُرون مین تیر بھر کر نیچہ لیکر تیر دلدوز کمانون مین دیکر بانہ عیاری سے آراستہ ہوکر ٹھہرے اور چند عیار اس فکر مین روانہ ہوے کہ دیکھین یہ آفت کیونکر آئی ہے یہان تو ایسا کچھ انتظام ہے مگر کسی عیار کی مجال نہین ہے جو اس حصار شاہ سے امیر یا کسی شخص کو نکال لائے فی الجملہ سہیل ہر شخص کو مقید کرکے پھر اس عرصہ مین لقا پھر بارگاہ مین آیا تھا تمام لشکر نے گھر کھولی تھی کچھ لشکر بہر حفاظت مسلمانان مقرر ہوا تھا کہ یہ ساحر خدمت لقا مین آیا اور دو کشتیان جواہر کی شاہ جادوان کی طرف سے نذر پگڑ لین اور عرضی بیش کی لقا نے کہا جب تو نہین مگر اب بندگان معتوب غارت ہوے ساحر نے کہا خیر ان کے غارت ہوجانے سے مطلب ہے شاہ نذر فتح بھیجتے ہی پھر پہلے ہی سے بھیدی یہ کلمات عرض کرکے ذنگل زرین پر حسب اجازت خداوند بیٹھا اس اثنا مین نور روز کو مثل اہل اسلام ظلمت شب نے چار طرف سے گھیر لیا اور صاحبقران عالم افلاک و نجوم پھرا کر پردۂ زرد مغرب مین گیا کہ

کہ ہو روز سیہ کو جبس سے زنہار — چراغ و شمع کا یون نور نایاب
ولے وہ شب بھی ایسی تیرہ و تار — سیاہی مین ہو جیسے قطرۂ آب

قاہر کوہی اپنے بھائی کی لاش اٹھانے مین تھا بعد فراغ امورات غصہ مین بھرا ہوا کہ خداوند سے چلکر جنگاہ سے پھر آنیکا سبب دریافت کرون بارگاہ مین آیا یہان آکر سب سے بالادست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا اس اور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ کو ضبط کرکے قریب بختیارک بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہماری لڑائی تو برابر کی تھی پھر طبل بازگشت کیون بجوا دیا ہمارا بھائی مارا گیا تھا ہم بدلا لیا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے شیطان نے جواب دیا کہ خداوند

نے تقدیر نوکر کے اس بندہ کو طلسم سے فوراً بلوایا کہ اسنے آتے ہی جنگ فتح کر دی مشیت خداوندی مین گذرا تھا کہ بغیر فتح
کیئے نہ پھرین نہیں تمسے یہ لڑائی فتح ہونا ممکن نہ تھی قاہر نے کہا سب کے سر کٹ آئے اب کوئی حریف زندہ تو نہین بختیارک
نے کہا یہ معاملہ مین نہین جانتا تم سہیل سے پوچھو اسمین سہیل نے بھی یہ کلام سُنا اور کہا کہ ملکہ جی کیا معاملہ ہے اُس نے
کہا یہ پوچھتے ہین کہ تم جو لڑے تو کیا بڑھکر کام کیا ساحر نے کہا جو کچھ ہمنے کیا وہ ظاہر ہے یہ پہلوان ہین دو پہر سے لڑ رہے تھے
اور کچھ نہ ہو سکتا تھا ہم نے ایک ہی منتر مین کام تمام کر دیا قاہر تو آگ ہو رہا تھا یہ سخن سُنکر کہ دو پہر لڑے اور کچھ نہ ہوا
اور زیادہ بھڑک اُٹھا اور غضب سے گویا ہوا کہ ارے نالائق کو ہیوز روف ہے تمھاری اوقات پر اور لعنت ہے تمھارے جینے
پر کہ تم سے دو دو پہر لڑنے مین کچھ نہ ہو سکا اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے ہین یہ ساحر ہین سہیل نے ہنس کر کہا پھر اسمین
کچھ شک بھی ہے ہم نہ ہوتے تو یہ دن نصیب نہ ہوتا قاہر نے کہا ابے کیا واہی بکتا ہے یہ کام نامردون کا ہے جو بہادرون
کو سحر سے عاجز کرتے ہین دلاور سینہ سپر کرکے سر کھ ہو کر لڑتے ہین واقع مین مسلمان بڑے بہادر ہین اور اسی وجہ سے ہمیر
فتحیاب ہوتے ہین کہ کوئی مکر نہین کرتے سہیل ازبسکہ طلسم کا رہنے والا تھا کو ہیون کی زبان کم سمجھتا تھا بختیارک سے مستفسر
ہوا کہ یہ کوہی کیا کہتا ہے وہ شیطان لڑوا دینے مین استاد تھا ہنسکر گویا ہوا کہ تمھین گالیان دیتا ہے یہ سننا تھا کہ
وہ غصہ مین آکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او نالائق تو کیا بکتا ہے قاہر بھی کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ تو نالائق تیرا باپ نالائق تیرا جمشید
نالائق تیرا افراسیاب اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق او کمبخت تو میرے منھ چڑھتا ہے ساحر نے چاہا کہ سحر کرے کوہی
دل مین سوچا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیئے جسمین یہ سحر نہ کر سکے یہ سوچ کر فوراً زمین پر آہ کرکے گرا سہیل گھبرا کر بڑھا کہ یہ کیا ہوا
اور اہل دربار بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے مگر قاہر جو زمین پر گرا تھا اُسنے دونون ہاتھ سے ٹانگین خوب مضبوط سہیل
کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گرا اور یہ کھڑا ہو گیا اور جب تک سنبھلے سنبھلے اسوقت اس نے چکر دینا شروع کیا اب اس گھنچکر
بنے سے اور گھنّی یعنی چرخ کھانے سے سحر جادو سب رفو چکر ہو گیا اہل دربار سب ہان ہان کرتے ہین دُور سے پکارتے
ہین ارے کیا کرتا ہے ارے چھوڑ دے لیکن کون سُنتا ہے جو ساحر ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر
بارگاہ کے ایک خیمہ مین اُترے ہوئے تھے غلغلہ سُنکر دوڑے اتنے عرصہ مین قاہر نے ستون بارگاہ پر چرخ دیکر اس ساحر
خیرہ سر کو جو مارا سر اُسکا تڑاق سے چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا زمانہ تاریک ہو گیا آواز
آئی کہ مارا سہیل حشتیم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے اُدھر اہل اسلام کی عورتین بلبلا کر استغاثہ بجناب احدیت کرنے لگین
رو رو کر دعا مانگتی تھین کہ الٰہ العالمین بصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثون کو بچائے اور صحیح وسالم ہم سے تم کو ملا دیکھو جیو

تیری ہی ذات سے متعلق ہے عفو جرم — آنکھون مین دل مین چشم مین ہر جا ہے تو ہی تو
مولا یہ سچ کہین کہ ہوئی ہم سے کیون خطا — مدت سے اپنے دل مین تھی بخشش کی آرزو
تا زیر آسمان ہو زمانہ مین صبح و شام — یا رب یہ تجھسے ہم سے ہے بیکس کی آرزو
روشن ہمارے دوست کی ہر شب ہو شمع عیش — بدخواہ کے نصیب نہ ہو روز خوش کبھو

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا ساحر کے مرتے ہی وہ حصار ظلمت مسلمانون پر سے دفع ہوا امیر کو بھی ہوش آیا

ہر شخص سحر کی آفت سے چھوٹا اور راز بسکہ امیر شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین بدینوجہ لشکر لقا کی فوج اسلام نے خبر نہ لی اور بخیریت تمام سب داخل لشکر ہوئے اور محلات شادان و فرحان اپنے مقام پہ گئے تمام لشکر مین خوشی ہوئی سب بآرام تمام مسکن گزین ہوئے اس طرف لشکر لقا مین تا دیر مرگ ساحر سے غلغلہ رہا وہ ہنگامہ برطرف ہوا وہ چالیسون ساحر ہمراہیان سہیل اب لڑین تو کس سے لڑین بارگاہ خداوندی مین بغیر حکم شاہ جادوان فساد کرنا مناسب تھا ناچار نعش سہیل کی لیکر جانب طلسم روانہ ہوئے اور قاہر بکتا جھکتا باہر بارگاہ کے نکلا بختیارک نے کہا لے عنصر کوہی تم جاکر قاہر کو سمجھاؤ خداوند تمھارے مامون کے مہمان ہین اس لیے کچھ تمھاری برادری کی نسبت تقدیر بدی کی نہین فرماتے ہین انھون نے بہت برا کیا کہ ساحر کو مار ڈالا خداوند کے پاس ساحر آیا کرتے ہین پھر اُن سے بگاڑنا اچھا نہین عنصر یہ سنکر اُٹھا اور قاہر کو اپنے مکان پر لایا اور کہا تم نے یہ کیا کیا کہ شاہ جادوان کے ساحر کو مار ڈالا اب مقرر کوئی آفت آئیگی قاہر نے کہا آفت کیا آئیگی جو کچھ ہوا وہ ہوا مین تو تلوار کو خوب جانتا ہون اور اگر سحر و نیرنگ سے خداوند کو لڑتے مین سنتا تو مین گھر سے کبھی نہ آتا اور سچ تو یہ ہے کہ مجکو خداوند کی جانب سے اعتقاد جاتا رہا مین تو مسلمانون کے دین کو اچھا جانتا ہون عنصر نے کہا ارے میان توبہ کرو تمھارے ایمان مین فرق آگیا ہے لو آؤ اب غصہ جانے دو یہ کہکر اُسکو بزم عیش مین بٹھایا اُسطرف وہ چالیسون ساحر نالان و گریان طلسم مین پہونچے اور قریب دریاے خون روان آکر اُس طرف جانیکا ارادہ رکھتے تھے مگر شاہ جادوان باغ سیب کے کنارے دریاے مذکور کے براے تفریح طبع آیا تھا اور ارادہ رکھتا تھا کہ کوہ نیلم پر جاکر شیشہ دار سے ملے اُسنے اُن چالیسون ساحرون کو دیکھ کر جانب دریا کچھ پڑھ کر پھونکا یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور چالیس پنجہ آہنین سے نکلکر کمر مین اُن ساحرون کی پڑے اور اُٹھا کر سامنے شاہ جادوان کے لائے وہ سب بادشاہ کو تسلیم کرکے پکارے کہ اے بادشاہ سہیل حشیم مارے گئے شاہ نے کہا حریف تو کوئی باقی نہ تھا کس نے اُنکو مارا اُنھون نے کہا بارگاہ مین خداوند کی مارے گئے شاہ نے فرمایا وہان کس نے مارا اُنھون نے عرض کیا کہ اول جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر طبل امان بجا سہیل نے پھرتے وقت کل لشکر حمزہ کو گرفتار کر لیا اور بارگاہ خداوندی مین گئے بعد کچھ عرصہ کے صدا نوحہ بیران ہمنے سنی جاکر جو دیکھا تو لاش اُنکی پڑی تھی ایک آدھ سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاہر کوہی نے اُنکو مارا پس ہم لاش لیکر یہان چلے آئے آگے اور کچھ ہمکو معلوم نہین بادشاہ کی کچھ سمجھ مین بیان اُنکا نہ آیا فرمایا کہ اُنکو معلوم ہوتا ہے کچھ نشہ زیادہ ہے یہ کہہ کر اپنے ہمراہیون سے حکم دیا کہ انکو باغ سیب مین لیجا کر کسی مکان مین ٹھہراؤ صبح کو ان سے حال دریافت کرونگا ملازم حسب ارشاد حکم بجا لائے بادشاہ بھی آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ فرط عطش سے طفلک غنچہ کو چٹکا لگا شبنم سحر سے دایہ بہار نے پیالون کو گلون کے بھرا کہ ابیات

اٹھائی صبح نے جب چادر شب
تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب
ضیائے کر دیا عالم کو معمور
ہوا کچھ دیر مین رخ اسکا پرنور

صبح دم بادشاہ طلسم سریر سلطنت پر آکر جلوہ فرما ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے اور اپنی جگہ پہ بیٹھے بادشاہ نے اُن چالیسون ساحرون کو طلب کرکے حال دوبارہ دریافت کیا انھون نے

پھر وہی کیفیت بیان کی بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شیشہ دار نے جاکر لشکر بندگان معتوب غارت کر دیا یہ کہتے ہین کہ لڑائی ہو رہی تھی پھر کوہی پرستاران خداوند مین سے تھا اُسنے میرے ملازم کو کس لیئے قتل کیا اور نیز اگر اسنے قتل کیا ہے تو مین بھی اُس کوہی کی ٹانگین چروا ڈالونگا اچھا دبیر خوش تدبیر کو بُلاؤ بمجرد حکم منشی سامنے حاضر ہوا اُس سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ بطور عرضی کے متضمن بہ شکایت خداوند لقا کو تحریر کرے اور اُسمین یہ بھی مضمون ہو کہ جس شخص نے میرے ساحر کو مارا ہے اُسکو نامہ دار کے حوالہ فرمایئے تاکہ وہ اُسکو قتل کرے منشی زبندہ رقم نے عریضہ حسب فرمان شاہ ترقیم کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند ہماری جان نثاری کا مطلق پاس ولحاظ نہوا کوہیون کی استقدر خاطر منظور رہوئی کہ اُنسے ہمارے ملازم کو مار ڈالا اب عقاب سہ چشمی ایک ساحر زبردست کو بجمعیت کثیر ساحران خدمت عالی مین بھیجتا ہون اُس کوہی بدکردار کو ساحر مذکور کے حوالہ کر دیجیے گا اور درصورت تامل اپنے بندون کا دلی رنج بڑھتا ہے جب منشی نے پیش کیا بادشاہ نے مہر اپنی عریضہ ادب کے مقام پر ثبت کی اور عقاب کو عرضی دیکر حکم دیا کہ پچاس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیجا کر پہلے تو قاہر کو قتل کرنا پھر لشکر حمزہ جو شیشہ دار کے ہاتھ سے بچ گیا ہے اُسکو تباہ وبرباد کرنا اب مین بھی شیشہ دار پاس جاتا ہون دیکھون کہ وہ کیا کر آئی ہے اخبار کے پرچہ مین لکھا دیکھا تھا کہ حمزہ بچ گیا ہے پس اُسی نے اور فوج بہم پہونچائی ہوگی مُسلمان تو تمام عالم مین بھرے ہین حمزہ نے بہت ملک فتح کیے ہین اور فوج بُلائی ہوگی یہ حکم سُنکر عقاب وہان سے اپنے ملک مین آیا طلسم باطن کے ایک ملک کا یہ حاکم ہے الحاصل اُس نے پچاس ہزار ساحر چیدہ ومنتخب اپنے ہمراہ لیے اور قرنا سحر بجا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر پچاس ہزار ساحر کا پرا لیس پشت طائران سحر پر چڑھکر چلا اژدہر وبجا نفیر پھنکی آتش سحر ایسی شعلہ در رہوئی کہ سقف فلک مین آگ لگ جانیکا گمان تھا ہوم کا دھوان ایسا سربلند تھا کہ منزل خورشید مین کاجل پڑ جانیکا سامان تھا گوگل رال کے شعلے اُڑتے ساحر جے سامری کی بولتے ترسول نیسول اُن کے مثل ستارۂ سحری چمکتے ہنگامۂ عظیم برپا

نظم

غرور وکبر مین ثانی شداد | ہر اک اپنے تئین مردانگی مین | سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد
روان اس طرح تھے افواج وین پر | کہ اُن سے آگے چلتا اُن کا ہمزاد | کبھی رستم سمجھتا گاہ پہلاد
درازی قد کی طول روز میعاد | | ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت

اسی طرح دریائے سحر سے اُتر کر یہ لشکر قطع مراحل کرتا روانہ تھا اتفاق سے ایک روز دوپہر کو لشکر حوالی کوہ نیلم مین پہونچا اس وقت دھوپ کی شدت سے ساحر طائران سحر پر ٹھہر نہ سکتے تھے صحرائے سبز وخرم دیکھکر اُس جگہ اُتر پڑے کہ ٹھنڈے وقت چلین گے جب تمام فوج اُتری زیر درختان سایہ دار ٹھہر کر ضرورتون سے فراغت کرنے لگے کوئی بستر لگا کر لیٹا کوئی چبینا چبانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا کوئی نہانے کی فکر مین جانب تالاب چاہ جانے لگا منجملہ اُن کے چند ساحر ایک چاہ کے کنارے آئے اور لُٹیا کنوئین مین ڈالی وہ لُٹیا پانی پر نہ گئی ایسی آواز ہوئی جیسے چمڑے پر کوئی چیز پڑے اور نرم آواز ہوا اُنھون نے جھک کر دیکھا تو ایک مردہ سا کنوئین مین نظر آیا اُسکے پیٹ پر لُٹیا کو رکھے پایا یہ دیکھ کر یہ عقاب پاس گئے اور ماجرائے دیدہ معرض بیان مین لائے وہ خود بر سر چاہ آیا اور چند آدمیون کو کنوئین مین اُتروا کر اُس نعش کو نکلوایا دیکھا تو یہ ملکہ شیشہ دار جادو ہے مگر عجب ہیئت سے ہے کہ بالکل برہنہ ہے صرف

ایک چادر پھٹی ہوئی کئی پیوند کی سینہ سے تا بزانو بندھی ہے ستر پوشی کسی نے کر دی ہے واضح ہو کہ عیاران اسلام عورت کی ہنگام بیہوشی ستر پوشی ہمیشہ کر دیتے ہین اور نگاہ اُسکے ستر پر نہین کرتے ہین اور اگر نگاہ بد دیکھین تو جب امیر پُر حال کھلے امیر بغیر قتل کیے اُس عیار کے باز نہ رہین فی الجملہ عقاب نے دیکھا کہ ناک مین بتیان رکھی ہوئی ہین ایک پٹی بندھی ہے اسنے وہ پٹی کھولی بتیان نتھنون سے نکالین پانی منھ پر چھڑکا کہ تھوڑی دیر مین شیشہ دار کو ہوش آیا اسنے کشتی زنانہ پوشاک کی طلب کر کے لباس سے تخلیہ فرمایا پھر خیمہ مین اپنے لایا شراب پلائی طعام لطیف کھلایا جب خوب یہ آسودہ ہوئی اُس وقت اُسنے حال پوچھا کہ تم کیونکر یہان آئے اور مجکو کس طرح پایا اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجکو خداوند کے پاس شہنشاہ نے بھیجا ہے حسب اتفاق اس طرف سے میرا گذر ہوا اور تم کو کنوین سے نکالا ساحرہ نے یہ سُنکر کہا مقرر مجھپر عیاری اُس عیار نے کی جسکو مین پنجہ مین داب کر اُس صحرا مین لائی تھی اب نہین معلوم کہ وہ کدھر گیا خیر جہان کہین ہوگا بغیر اُسکے زندہ در گور کیے مین دم نہ لونگی اے عقاب اب تم تو منزل بمنزل جاؤ مین اُس نا عیار خیرہ سر تیرہ روزگار کو لشکر حمزہ سے اس مقام تک ڈھونڈھ کر پیدا کرونگی اور جہان پا جاؤنگی کچا کھا جاؤنگی اور اب مین اپنے گھر جاتی ہون وہان سے اور کچھ تحفہ طلسمی لیکر لشکر حمزہ پر جاؤنگی اور حکم شہنشاہ بجا لاؤنگی یعنی اُس لشکر گمراہ کو غارت اور برباد کرونگی عیار سردار ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگی اگر سہین وہ عیار نابکار بھی کہ جس نے مجکو ذلیل کیا ہے ملگیا تو خیر ورنہ اُسکو ڈھونڈھونگی عقاب نے اُسکو بہت کچھ سمجھایا کہ اے ملکہ شکر سامری کا کرو جو جان تمہاری بچ گئی عیارون کے فراق مین نہ پڑو اور اب بغیر حکم شہنشاہ مسلمانون سے لڑنے نہ جانا وہان اس طرح کا فساد پڑا ہے کہ ایک کوہی نے سہیل کو مار ڈالا ہے اب سامری جانین کہ شہنشاہ مدد خداوند کی کرین یا نہ کرین مین جانتا ہون کہ اُس کوہی کے دینے مین خداوند نے اگر مضائقہ کیا تو شہنشاہ سے بگڑ جائیگی ساحرہ نے کہا اچھا مین نہ لڑونگی مگر اُس عیار کو بغیر قتل کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر تخت سحر سے تیار کر کے اول اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئی حال اُسکے مکان سکونت کا اول مین بیان ہو چکا ہے غرض یہ تو اُس طرف روانہ ہوئی اور عقاب کوچ کر کے سمت عقیق کوہ راہی ہوا مگر افراسیاب خانہ خراب بعد بھیجنے عقاب کے جانب کوہ نیلم روانہ ہوا یہان ایک روز تو چالاک بیمار رہا دوسرے روز جب نیلم جادو آیا یہ اُٹھ بیٹھا تیوری چڑھا منھ اس ناز سے بنایا کہ نیلم کی زندگی کا نقشہ بگڑنے لگا گویا ہوا کہ اے ملکہ اب مزاج کیسا ہے اُس نے کہا شکر ہے سامری کا اب وہ تو کیفیت نہین ہے لیکن کچھ ضعف و کسل مرض کے سبب باقی ہے ساحر مذکور مصروف خاطر داری ہوا اس عرصہ مین شاہ جادوان کی سواری اس مقام پر آپہونچی علامت اس کے آنے کی ظاہر ہوئی یعنی طائران کوہ یا افراسیاب یا افراسیاب کے نعرے مارنے لگے درخت جھومنے لگے ہوا سے سر دوزان ہوئی نیلم اور سب ساحر اُٹھ کر چلے کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین چالاک بھی اُٹھ کھڑا ہوا دیکھا کہ تخت جواہر آگین پر بادشاہ سوار ہے آٹھ نوسو پریزادان طلسم و غلامان وخوبرو ہمراہ ہین لکہ ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہے چار سو کنیز ماہرو یاسمن بو سر پر مروحہ جنبانی کرتی ہین کچھ پریزادین یاقوت کی چنگیر بھراتی جاتی ہین بقیہ ہائے زمرد و یاقوت فوارون مین اچھلتے ہین سونے کے لگن پریون کے سر پر ہین اُنمین فوارے چلتے ہین فوارون سے جو بقیہ اُچھلتا ہے شق ہو جاتا ہے کسی مین سے طائر خوشرنگ نکلکر شہنشاہ جادوان پکارتا ہے کسی بقیہ سے مقیش نکل کر

جھڑتا ہے کسی بیضہ سے ہزار ہا پھول جواہر کا نکلتا ہے نیلم کوہ کے ہزارون ساحر دوڑکر سجدے مین گرے کوئی ڈنڈوت کرتا تھا کوئی نذر لیے کھڑا تھا ہزار ہا گھنٹہ اور ناقوس بجتا تھا غرض باین تجمل وشوکت قصر کوہ کے قریب پہونچکر بادشاہ کا تخت زمین پر اُترا اور شاہ تخت سے جدا ہوکر جانب قصر چلا اُسوقت شیشہ دار و نیلم نے سامنے آکر تسلیم کی بادشاہ نے عجب حسن دلفریب شیشہ دار جادو کا اُسوقت دیکھا کہ تا مانگ رشک کہکشان سر پر نکلی ہوئی زلف ہر ایک کمند گرہ گیر بنی ہوئی کاکل دوش پر چھوٹی ہوئی لہراتی ضحاک کی شبیہ خونخواری مین نظر آتی ورق مہر جہانتاب پیشانی پر نور یا لمعہ شمع تجلی کدہ طور رخ نور آگین مین اختر بخت صبحان کی ضیا وہ آیئنہ کہ آیئنہ مہر وماہ کو اپنا حیرتی جس نے بنایا خوبان پری چہرہ اسی رخ کے دیوانے ماہ خورشید اُسی شمع کے پروانے لب نازک کا یہ قول تھا کہ مین مسیحائے زمان ہون دہن تنگ ثابت کرتا تھا کہ مین چشمۂ حیوان ہون ہر عضو بدن کا یہ دعویٰ تھا کہ مین یکتا ہون بموجب

واسوخت

ثمر پیشرس باغچۂ مہر و وفا
وضع سادی کہ نہ کھائی تھی زمانے کی ہوا

نو شگفتہ گل شاخ ثمر ناز و ادا
غیر کا نام نہ تھا خار تھے دامن سے جدا

پردۂ غنچہ خلوت مین نہان بو کی طرح
ہاتھ چھو جائے تو کمھلائے لجالو کی طرح

نرگسی آنکھ سے ہو دیدۂ نرگس حیران
دہنِ غنچہ کبھی کھل نہ سکے پیش دہان

سامنے گیسوِ پیچان کے ہو سنبل پیچان
لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قد سروِ چمن سوکھ کے کانٹا ہو جائے
پھول آگے رُخ گلرنگ کے پتا ہو جائے

بادشاہ اس حسن زیبا کو اس گوہر گرانمایۂ خوبی کے دیکھ کر نقد دل دے بیٹھا اس گل گلشن محبوبی کا بلبل بنا اس سرو قامت کا قمری بنکر طوق پوش زندان العشق ہوا ہاتھ مین ہاتھ دیکر جانبازی بدکر اندر مشکوئے مشکبوئے نیلم کوہ کے آیا مسند پر پہلو مین اُس گل رعنا کو جگہ دی پریزادین شراب ارغوانی پلانے لگین شاہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کر اس ساقی بیوفا پیمان شکن کو دیا اس نے آنکھون کو گردش دیکر بناز و تبختر عذر کیا کہ مین کل سے ماندی ہوگئی تھی آج مجکو ہوش آیا ہے مین شراب نہ پیونگی اور اگر پیون گی تو پھر بیہوش ہو جاؤنگی لایئے آپکو مین اپنے ہاتھ سے پلاؤن بادشاہ نے منظور کیا یہ فتنہ خانمان برباد شراب سادہ بادشاہ کو پلانے لگا بادشاہ نے اسی شغل میخواری مین استفسار کیا کہ اے ملکہ لشکر مسلمانان پر تم گئی تھین کیا کر آئین اُس نے جواب دیا کہ سب خاتمہ کر دیا شاہ نے کہا کون کون مارا گیا اُس نے کہا مجکو نام ایک کا بھی نہین معلوم مگر ہان کام سب کا تمام کیا بادشاہ گویا ہوا کہ مین نے سہیل کو بھیجا تھا وہ مارا گیا اس کے آدمیونکا بیان ہے کہ جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر تم جو غارت کر آئی تھین تو یہ لڑائی کس سے ہوتی تھی ملکہ مکارہ نے جواب دیا کہ حمزہ کے تمام لشکر سے مجکو آگاہی نہین ہے کہ کتنا ہے جو میرے سامنے لڑنے کو میدان مین آیا تھا اُس کو مین نے غارت کر دیا پھر مجکو نہین معلوم کہ اور لشکر حمزہ نے منگایا یا نہین شاہ نے کہا یہ تم سچ کہتی ہو اُس کے بیٹے پر قیامت

شکار نکلجاتے ہین ممالک تسخیر کرکے فوج بیشمار اپنے ساتھ لاتے ہین چنانچہ **جنون جادو** جب گیا تھا تو اُسکے مقابلہ مین
بھی جنگل سے فوج آئی تھی اچھا اے ملکہ ایک مرتبہ تم اور تکلیف کرنا جو لشکر کہ تمھارے سامنے آئے اُسکو قتل کرکے ٹھہری
رہنا تاوقتیکہ سب مسلمان نہ ہلاک ہون نہ آنا ملکہ نے کہا یہ بہت بڑی مہم ہے کس لیے کہ **حمزہ** کے قبضہ مین تمام ملک باختر
ہے جسکی کہ خدائی خداوند **لقا** کرتے تھے پھر اُسکے لشکر کا کیا ٹھکانا ہے شاہ نے کہا کہ جب تم **حمزہ** کو قتل کر ڈالوگی مین تمام عالم
مین ساحر بھیجکر سب مسلمانون کو گھیر لونگا کچھ دیر ان کے قتل مین نہوگی ملکہ نے کہا بہتر ہے جب آپ فرماوینگے یہ کنیز جائیگی
شاہ نے کہا **عقاب** گیا ہوا ہے وہ آجائے تو پھر تم جانا یہ کہکر اُس غارتگر جہان سے اختلاط کرنے لگا یہ عیار بھی اپنی
اداؤن پر اُسکو لبھانے لگا بھولی بھولی باتین بنانے لگا ابھی خلوت کا موقع نہین ہے **شلیم** اور ساحران دیگر حاضر انجمن
ہین بادشاہ اسی ہیر دے سے ہنس ہنسکر لگاوٹ کی باتین کر رہا ہے دور جام کا چل رہا ہے اسکو اس کیفیت مین چھوڑ کر اب پہلے
حال **عقاب** کا سنئیے کہ وہ بعد قطع منازل وطے مراحل طلسم سے نکلکر قریب لشکر **لقا** پہونچا **لقا** نے خبر سنکر استقبال
کرا کر بلایا لشکر اُسکا الگ لشکر کوہیون سے اُترا اور وہ جب بارگاہ مین آیا خداوند کو سجدہ کرکے دنگل پر بیٹھکر پکارا کہ منم
نامہ دار **لقا** نے نامہ مانگ کر پڑھا اور اُسمین **قاہر** کا طلب کرنا پڑھکر سر ہلایا کچھ جواب دیتے بن نہ آیا **بختیارک** نے
دیکھا کہ **لقا** سر ہلاتا ہے مگر کچھ کہتا نہین یہ دیکھ کر اُسنے کہا یا خداوند نامہ مجکو دیجیے مین یہ گتھی سلجھادون اُسنے نامہ اُسکو دیا
اُسنے پڑھکر کہا وہ کیا ارادہ ہے آپ خداوند اُس کو بھی کو حوالہ کیجیے بندہ خاص عقیدتمند با اخلاص شہنشاہ ساحران سے
نہ بگاڑیے **لقا** نے کہا یہ کوہی بھی ہمارے بندہ خاص ہین مگر خیر خاطر ہے بندہ قدرت یعنی شاہ طلسم کی یہ کلمہ سنکر
بختیارک نے **عنصر** کوہی کو بلوایا اور کہا تم فوج لے کر جاؤ جس طرح ہوسکے **قاہر** کو باندھ کر اُس کے خیمہ سے یہان لے آؤ
عنصر نے عرض کیا کہ وہ میرا عزیز ہے مجھ سے یہ نہوسکے گا دوسرے یہ کہ اُسکا برادر مارا گیا تھا ایک حرکت سہو اُس سے
ہوگئی اب قصور اُسکا خداوند سے معاف کرادو شیطان نے کہا تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ
یہ ساحر طلسم سے آئے ہین ایک کو بھی زندہ نچھوڑینگے **عنصر** نے جواب دیا کہ پھر آج **قاہر** کے لیے یہ سامان ہے کل
ہمارے لیے ہوگا یہ گفتگو **عقاب** نے بھی سنی اور کہا الٰہی جی تم اتنی التجا کیون کرتے ہو یہ کہکر **عنصر** سے کہا کہ معلوم
ہوا تم خداوند مجھ سے ہوے ہو یہ اب ظاہر ہوا کہ باطن مین تم دشمن ہو یہ کہکر ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ **عنصر** کے
ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا اور کہا ایسے ایسے بندہ خداوند کے **افراسیاب** کے پاس بہت ہین تم مین فخر کیا ہے دیکھو اب
کس عذاب الیم سے قتل ہوتے ہو **عنصر** یہ حال اپنا دیکھ کر گھبرایا اور گویا ہوا کہ اچھا جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا **عقاب** نے
قول و قسم لیکر رہا کر دیا یہ وہان سے خیمہ مین **قاہر** کے آیا اور فرط خوف سے اُس بہادر کے پکڑ دینے پر آمادہ ہوا چنانچہ جب
یہ اُس کے خیمہ مین آیا کہا بھائی صاحب ذرا میرے مکان پر تشریف لے چلیے وہ بیچارہ غافل اُٹھکر اپنے زمانہ ہمراہ کے
ساتھ اُسکی جگہ پر آیا وہان دس بیس رفیق بھی اُس کے موجود تھے پس اُسنے اُس دلاور کو بعزت تمام بٹھایا اور
شراب پلائی باتون مین لگایا جب اُسکو نشہ ہوا سب اُٹھ کر لپٹ گئے اور بحالت بیخودی مین باندھ کر **لقا** کی
بارگاہ مین لائے **قاہر** کا نشہ اُسوقت ہرن ہوا وصلاح وقت سمجھ کر **لقا** سے عذر خواہ ہوا کہ خداوند مجھ سے قصور ہوا

مجکو اُسوقت اپنے بھائی کا بڑا رنج تھا اس سبب سے تقصیر ہو گئی یہ خطا اول ہے امیدوار ہون کہ اپنی رحمت سے معاف
فرمایئے لقا نے تضرع و زاری پر مطلق خیال نہ کیا اور کہا یہ ہماری بغیر مرضی کام کرتا ہے ہم اسکو سزا ضرور دیتے ہین یہ
کہہ کر عقاب سے کہا کہ لو یہ گنہگار شاہ جادو ان حاضر ہے جو چاہو وہ سزا دو اُس نے حکم دیا کہ بیرون بارگاہ لے جا کر
سر اُسکا جدا کرو ملازم اس کے اس بیچارے کو بارگاہ کے باہر لائے جلاد طلب ہوا غلغلہ برپا ہوا کہ قاہر کو ہی قتل ہوتا ہے
یہ ہنگامہ جو مچا لشکر قاہر کا اُترا ہوا تھا اُسکو بھی خبر ہوئی کہ افسر و مالک تمھارا مارا جاتا ہے بس یہ سنتے ہی لشکر مین کمر بندی
ہونے لگی ہرکارون نے یہ خبر عقاب کو پہونچائی کہ فوج قاہر کی اپنے افسر کی حمایت کو آیا چاہتی ہے اس حال کو
سُنکر ساحر خود سر پرواز کر کے چلا اور برستے ہوا فوج قاہر کے درمیان مین آکر ٹھہرا اور سحر پڑھ کر دم کیا کہ اس لشکر کے
گرد ایک دیوار آتشین کھنچ گئی لشکری سب گھر گئے راہ آگے بڑھنے کی بند پائی ناچار اُسی مقام پر ٹھہر رہے اور یہ ساحر
وہان سے پھر کر دروازہ بارگاہ لقا پر آیا میدان بارگاہ کے سامنے کا میدان خونی بنایا جلاد نے چبوترہ ریگ کا بنا کر
بوریائے مرگ بچھایا اُسوقت تمام خلقت کا اس میدان مین جماؤ تھا ہنگامہ عبرت و عشرت گرم تھا خوف سے عاقلون کا
دل سخت نرم تھا کوہی اور سنجانی عتاب خداوندی سے لرز رہے تھے مختصر یہ کہ قاہر بے گناہ کو بوریے پر لا کر جلاد نے
بٹھایا اُسوقت اس مظلوم نے پکار کر کہا کہ اے کوہیو تم میری برادری ہو اس وجہ سے تمکو لازم ہے کہ میری وصیت سنو
چند کوہیون نے جواب دیا کہ اچھا کہو ہم سنتے ہین اور اگر اختیار ہوگا تو وصیت بجا لائینگے اسنے کہا وصیت میری یہ ہے
کہ بعد میرے قتل ہو جانے کے نعش میری لے لینا اور سپرد مسلمانان کرنا کہ وہ دفن کرین اس لیے کہ مین نے اس لقا
گمراہ مردود درگاہ اللہ کو بصدق ارادت لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا اب تم سب میرے کلمہ پڑھنے کے شاہد رہنا
اور پیش امیر دین پناہ شہادت دینا یہ کہہ کر اسنے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور کہا افسوس ہے کہ مین قدم
اقدس حمزہ عالیشان سے جدا رہا جب مجھ سے اور ساحر سے فساد ہوا تھا اُسوقت مین نے قصد کیا تھا کہ حضور مین
مجاہد راہ خدا کے جاؤنگا مگر پھر مجکو شرم دامنگیر ہوئی کہ لوگ کہینگے مارے خوف جان کے جب اُدھر بگڑی تو اِدھر
شریک ہوا بس مردان عالم کے لیے خوف جان سے کسی کی اطاعت قبول کرنا بہت نازیبا ہے اور ایسی صورت مین دین کا
بدلنا بھی جائز نہین دین تو خالص واسطے خدا کی محبت کے بدلنا قرین صواب و کار ثواب ہے اور کسی طرح کا لالچ
کر کے بھی مسلمان ہونا ٹھیک نہین مثل اس کے کہ عورت پر فریفتہ ہو کر یا طمع مال و زر سے یا کسی اور حرص و آز سے
دین کا تبدیل کرنا بالکل خلاف ہے پس ان وجوہات سے مین قاصر خدمت رہا امیر کے پاس نہ حاضر ہو سکا اب کہ
پیمانہ عمر میرا لبریز ہوا ہے اس سبب سے اپنے عقائد کو ظاہر کیا ہے کہ اب کوئی مجکو طمع نہین ہے اور فخر کرتا ہون مین خالق
اکبر کا جس نے مجکو کافر پیدا کیا اور صاحب ایمان اُٹھایا وقت مرگ سرچشمہ ہدایت پر پہونچایا جان دینے کا مجکو کچھ غم نہین
دولت ایمان پانے سے شاد ہون یہ کلمات جو کوہیون نے سنے گویا ہوے کہ تو بے ایمان اور ملیچھ ہو گیا ہے تیری وصیت
ہم نہ مانینگے اُسنے جواب دیا کہ مردہ بدست زندہ اگر میری لاش تم سپرد مسلمانان نہ کرو گے تو کیا ہوگا نیت بہتر
ہونا انسان کی چاہیئے تم چاہے مزبلہ پر لاش میری پھینکدو خدائے رحیم میری مغفرت فرمائے اور میرا ایمان لانا

قبول کرے یہ باتین جو اسنے بآواز بلند کین عیاران لشکر اسلام تو بامر خبرگیری لشکر لقا مین رہا ہی کرتے ہین اسوقت بھی اس کوہی کے قتل کا غلغلہ سنکر دو تین عیار تماشا دیکھنے آئے تھے اور گلیم دوش و کلاہ و غیرہ صورت تبدیل کیے ہوے میدان خونی مین کھڑے تھے یہ بیان پاکیزہ عنوان قاہر لطافت و سعادت بنیان کا سنکر رونے لگے اور کہا اے برادران ہم مین سے ایک شخص جا کر امیر کو اس بیچارہ مظلوم کے حال سے اطلاع دے اور ہم یہان حتی الامکان اسکو قتل ہونے سے تا آنے امیر کے بچاتے ہین یہ مشورہ کر کے ایک عیار یہان سے بتعجیل عجیل روانہ ہوا اور دو عیار آگے بڑھ کر اُن لوگون مین جو ملازمان لقا صف بستہ استادہ تھے ملکر برائے حفاظت قاہر کھڑے ہوے اس اثنا مین عقاب نے جلاد سے کہا کیا کھڑا ہوا اس خاطی کا بیان سُن رہا ہے بڑا یہ مسلمانون کا بچہ بنا ہے مار ایک ہاتھ تلوار کا کہ سر اُسکا اُڑ جاے جلاد جب تک قاہر نے دمیت کی تینون حکم پوچھ چکا تھا کوئلے کا خط گردن پر مجرم کے دیکر پیچھے ہٹ کر دوڑتا ہوا تیغہ تولے ہاتھ لگانے چلا اُسوقت عیار نے تیر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی پر جلاد کی پڑا اور قفا کو توڑ کر گذر گیا جلاد قلابازی کھا کر گرا لوگون نے شور بلند کیا کہ ارے میان دیکھنا یہ جلاد کو کیا ہوا جو تیغہ پھرا کر اپنے سر مین آپ مار لیا غلغلہ ہوا کہ مسلمانون کے خدا نے قاہر کی مدد فرمائی بختیارک نے عقاب سے کہا مقرر عیار لشکر حمزہ کا یہان ہے اُسی نے جلاد کو قتل کیا ہے عقاب نے کہا اگر ایسا کچھ ہے تو مین سحر سے اُس عیار کو پکڑے لیتا ہون شیطان نے کہا ان کو آپ نہین پکڑ سکتے کس لیے کہ وہ ایک نہین بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُنکو ستایا تو یہ سمجھ لیجیے کہ آپ بھی نہین ایک کو گرفتار کیجیے گا دوسرا آکر آپکو ابھی قتل کر ڈالے گا سگ و گربہ کو قتل کرتے تو کچھ عرصہ بھی ہوتا ہے آپکے ہلاک ہونے مین ذرا بھی دیر نہوگی اُسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو طلسم مین پانچ عیار گئے ہین پھر اُنھون نے ہزارہا ساحر مارے ہین شہر کے شہر خالی کر دیے ہین اچھا ابکی مرتبہ اور جلاد کو بلاؤ اگر وہ بھی مارا جائے تو مین خود اُسکو قتل کرونگا شیطان نے کہا تم بارادہ قتل آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ کڑاک سے آواز آئیگی اور کھوپڑی چھپکلی کی دُم کی طرح دور لوٹتی دکھائی دیگی یہ سُنکر ساحر کو تردد ہوا اور کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا چارطرف غل ہوا اب کوئی جلاد مارے ڈر کے آتا نہین جب بہت پکار ہوئی ایک جلاد کہ نہایت ضعیف تھا بطمع انعام کثیر حاضر ہوا اُسکو ہزار روپیہ دینے کو کہا وہ تیغہ اٹھا کر چلا جب تلوار تول کر یہ لپکا کڑاک سے آواز آئی ساحر مذکور نے جلد اپنے سر پر ہاتھ رکھا کہ دیکھون میری کھوپڑی ہے یا نہین بختیارک ہنس پڑا اور کہا ابھی تمھارا سر ہے گھبراؤ نہین دیکھو وہ جلاد کا سر گوہ کھا رہا ہے اسنے دیکھا تو واقع مین جلاد کی کھوپڑی اُڑ گئی ہے اب ساحر ناچار ہوا اور قصد کیا کہ مین برق بنکر اُڑون اور تلوار کی طرح سر مجرم پر گر کر کام اُسکا تمام کردون مگر بختیارک نے منع کیا کہ تم ہمیشہ تو بجلی بنے نرہوگے جب بصورت اصل ہوگے مارے جاؤگے یہ سُنکر ساحر بہت ناچار ہوا اور سحر پڑھا کہ کوئی حربہ مجھ تک نہ پہونچ سکے غرض اپنے تئین حصار بند سحر سے کر کے تلوار پکڑ کر بہر قتل قاہر چلا اُسوقت قاہر نے بھی بلبلا کر درگاہ خدا مین فریاد کی کہ اے چارہ ساز درماندگان منتقم حقیقی فریادرس مظلومان مجکو شر سے ان لعینان بیدین کے نجات عنایت فرما

بیت اے مونس شکستہ دلان حال ما ببین ٭ ما را غریب و بیکس و بے آشنا ببین ٭ یہ تو اس فریاد و زاری مین تھا

اُدھر بحر رحمت الٰہی جوش زن ہوا یعنی عیار نے بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بعد دعا وثنا کے تمام حال قاہر کے قتل ہونے اور اسکی وصیت کرنیکا خدمت امیر مین عرض کیا امیر یہ حال سنتے ہی اُٹھے کہ اگر وہ شخص مسلمان ہوگیا ہے تو ہم کو اعانت اُسکی کرنا ضرور ہے یہ فرما کر عقرب سلیمانی کے قبضہ کو تھامے باہر بارگاہ کے آئے اور اشقر کو طلب فرما کر سوار ہوئے پھر تو کئی سو سردارون نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ امیر اکیلے جاتے ہین ہمکو بھی اجازت ہو کہ جاکر جانبازی کرین بادشاہ نے اجازت دی لندھور و بہرام و نور الدہر و ایرج و تورج وغیرہ کئی سو سردار باہر آکر مرکبون پر سوار ہوئے انکو جاتے دیکھ کران کے لشکرون مین جلد جلد کمربندی ہوئی کرناکودم ملا فوج تیار ہوکر چلی مگر امیر باتوقیر جو پیشتر روانہ ہوئے تھے اُنھون نے تازیانہ جناب اسحٰق علیہ السلام کا بلند کیا اشقر اشارہ راکب سمجھا کہ آج آقا کو عجلت منظور ہے اگر تو تامل کریگا تو یہ آقا کوڑا مارین گے یہ سمجھ کر اس تیزی سے وہ صرصر مجسم روان ہوا کہ تیزی بادصبا کا افسانہ سب گرد تھا گرم رفتاری برق کا بازار بالکل سرد تھا کہ بموجب نظم

تعریف نقش سم کی ہے اسکے بہت محال
سرعت مین اُسکی راہ سے یہ کہکے ہمسری
پہونچے وہ اس جگہ کہ نہ پہونچے جہان خیال
سب جن وانس دیو پری اور وحش وطیر

آئینہ سپہر مین پڑتا ہے اُسکا عکس
ساتھ اُسکے دوڑے گرد نگہ دیدۂ غزال
یکپایہ اُسکا تخت سلیمان سے کم نہ جان
حاضر ہون رکاب سعادت مین کیا مجال

تیری سمندگی مین ستائش نہ کرسکون
نادان جانتے ہین کہ نکلا ہے یہ ہلال
جبتک وہ مردکتے نہ پہونچے ترے کے پاس
ہووے جو تو سوار عدو کے پے قتال

امیر ایک آن واحد مین لشکر لقا مین پہونچے لشکری تو تو ہا آپکا ملنے ہوئے ہین کسی نے روکنے کا ارادہ نکیا بلکہ آپسمین گویا ہوئے کہ اب ذرا اسیر دیکھنے کے لائق ہے اس اثنا مین امیر نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا قاہر صرف بمناجات تھا ادھر عقاب اُسکے قتل کو چلا تھا کہ نعرۂ صاحبقرانی نے زہرۂ کفار پانی کیے بختیارک دوڑکر سامنے امیر کے آیا اور کہا یہ غلام قدیم آداب عرض کرتا ہے دیکھیے مین اس ساحر نابکار کو ہرچند سمجھاتا ہون مانتا نہین ایک بیچارہ مسلمان کے خون ناحق پر آمادہ ہے دیکھیے وہ تیغہ پکڑے کھڑا ہے عقاب نعرہ امیر سنکر حیران وا کھڑا تھا شیطان کی گفتگو سنکر سمجھا کہ حمزہ یہی ہے اس کو ہی کی حفاظت اور اعانت کو آیا ہے بس یہ سمجھ کر تیغہ تولتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور سحر پڑھا کہ تلوار برق بنکر سر امیر پر چلی آپنے اسم اعظم پڑھا کہ پھر وہ اصلی تلوار ہوگئی اور امیر عقرب سلیمانی کھینچکر بڑھے اُسوقت وہ ساحر ایک اژدر کی صورت بنکر قلاب آتشین چھوڑتا منہ مثل قعر جہنم کے کھولے امیر پر آیا آپ نے پھر اسم اعظم دم کیا کہ وہ بھی جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا اُسوقت اُسنے اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ دیکھتے ہو لیکن مدد نہین کرتے افسرون نے چارطرف سے گھیر لیا نارنج ترنج ناریل لگانے لگے غلغلہ جو برپا ہوا فوج ساحران تیار ہوکر آنے لگی لیکن امیر کے سایۂ شمشیر کے نیچے عقاب بے پیر تھا اُسکو آپنے نہ جانے دیا جب فوج کا یورش زیادہ ہوا اُسنے چاہا کہ مین نکل جاؤن بس وہ اڑا آپنے اسم اعظم پڑھ کر پھونکا کہ وہ گرا جب بہت عاجز ہوا ہزارون طرح کے سحر کیے بہ برکت اسم اعظم اثر پذیر نہوئے اور امیر نے سر کو تاکر کمر پر جو ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُس کے مرنے کا برپا ہوا اور اُس کے مرنے سے وہ حصار جو گرد لشکر قاہر نامدار تھا دفع ہوگیا اور لشکر مسلح تو تھا ہی سب آگرا امیر کے یہان سے جو

سردار کہ روانہ ہوئے تھے مع فوج آ پہونچے نعرے چار طرف سے منم فلان منم فلان کے بلند ہوئے امیر نے قریب
قاہر پہونچکر قید اُسکی کاٹ دی وہ اُٹھ کر بلاگردان ہوا پھر ہمرکاب چلا لقا جو اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا یہ ہنگامہ
دیکھ کر پشت بارگاہ سے نکلکر بھاگا مگر بختیارک نے کہا تم ناحق بھاگتے ہو تم سے کوئی نہ بولیگا یہ سب آفت تو ساحرون کے
سر ہے مگر خیر احتیاط شرط ہے یہ کہکر بیشتر یہ سب کافر روانہ ہوئے ادھر ساحر جو لڑ رہے تھے افسر کے مارے جانے سے
ایسا بدحواس ہوئے کہ سحر بھولے مسلمانون نے زیر تیغ تیز رکھ لیا ہزارون مارے گئے گورکنارے گئے نیزہ دارون
نے نیستان شجاعت کا شیر بنکر اُن روباہ خصالون کو شکار کیا کمانداروں نے بیچ قوس کا مشتری بنکر اُن زحل
صورتون کی نقد جان کو خرید ا ہوے کبر و غرور کا سودا دماغ سے نکلگئی ہستی پر اجل چھاگئی جی لینے پر جی لوٹ ہوا کہ **نظم**

آئے تھے وہ چنانچہ اسی طرح روز جنگ
پایا تھا جو دلون مین خیال انکے نے قرار
گاتے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے

سایہ مین جھنڈیون کے صفین باندھ ہتھیار
وہ جھنڈیان نظر پڑین اکدم مین اسطرح
گاڑ دین بچھا دین پارچہ جون نہر کے کنار

جیسے ہی اُس گروہ نے پی تھی شراب کبر
کھینچا تھا اُسکے نشہ نے ویساہی کچھ خمار
آخر جو نیچے وہ رو بفرار لائے اور جانب

افراسیاب چلے امیر قاہر کوہی کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی سمت چلے قاہر نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اس لقا
گمراہ کو دیکھتا چلون امیر نے فرمایا کہ اب پھر کسی دن سمجھ لینا آج تو وہ ڈبک رہا ہے پھر اب تم بھی خبر نہو یہ نابکار جائیگا
کہان اس کے زندہ رہنے مین یہ فائدہ ہے کہ اطراف دہر مین جتنے مشرکان بیجا ہین وہ اسکی حمایت کرتے ہین اور ہم اُن کو
بسہل و آسانی پا جاتے ہین اور جہاد کرتے ہین نہین تو اُنکا ڈھونڈھنا کمال ہی دشوار ہوتا اور مین بھی یہ چاہتا ہون کہ
کہ یہ لقا مسلمان ہوجائے اُسکے مسلمان ہونے سے ہزارون ملک اسلام آباد ہون گے یہ فرما کر مع عسکر ظفر پیکر داخل اپنے
لشکر مین ہوئے فوج نے کمر کھولی امیر بارگاہ مین قاہر کو لائے اسنے بادشاہ کو زینت بخش سریر سلیمانی دیکھا تسلیم بجالایا
پھر بارگاہ کی رونق و آرائش دیکھ کر دنگ رہ گیا بادشاہ نے بیرون **چہل ستون** دست راست مین ماتحت لندھور
دنگل عنایت فرمایا اور اہل عملہ کنیزین غلام خیمہ و بارگاہ وغیرہ جملہ سامان سرکار سے اُسکو ملا یہ اور سرداران اسلام سے
ملاقی ہوا پھر انجمن عیش ترتیب ہوئی دورہ جام ارغوانی چلنے لگا کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا
لندھور نے کہا اے قاہر تم بھی اپنی بارگاہ مین چلو یہ سمجھا کہ شاید میرے ملازم بارگاہ میری لے آئے ہین یا یہ کہ
لندھور اپنی بارگاہ مین لے جائیگا یہ سوچ کر پریشان حال اُٹھا کہ اچھا چلو جب باہر آیا دیکھا سواریان ہر طرح کی
لگی ہین چار سو خاص بردار اور کئی سو چوبدار خدمتگار سب طرح کے خدمتی حاضر ہین یہ سوار آگے آگے نقیب پکارتا
ہوا چلا مگر یہی اسکو گمان ہے کہ یہ سب لندھور کے یہان کا سامان ہے جب بارگاہ مین پہونچے اس بارگاہ شاہانہ کو
دیکھ کر اسنے بہت تعریف کی لندھور نے کہا یہ لوگ عملہ کے اور بارگاہ مع جملہ سامان کے حضور بادشاہ اسلام سے مرحمت
ہوئی ہے دستور ہے جو کوئی مسلمان ہوتا ہے اسکو سب اسباب بمعیت خلعت ملتا ہے یہ سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی اور
اندر بارگاہ کے آیا فرش شیشہ آلات سے اسکو آراستہ پایا جواہر خانہ توشک خانہ باورچی خانہ سب مقام آراستہ دیکھے پلنگ
جواہر نگار ایک جگہ لگے تھے ایک سمت کو نعمت خانہ مین دسترخوان بچھا تھا اسنے کھانا کھایا شراب پی لندھور رخصت ہو کر

اپنی بارگاہ کو گیا اس عرصہ مین فوج بھی سکی آکر ملحق لشکر اسلام اُتری ہر ایک افسر نے دین اسلام قبول کیا اور نظل حمایت
وبذیل عاطفت امیر شادان و فرحان رہنا منظور فرمایا اب حال افراسیاب سنیے کہ وقت بھیجنے عقاب کے
اسنے کہا تھا کہ مین کوہ نیلم پر جاؤنگا چنانچہ افسران لشکر عقاب جانتے تھے کہ بادشاہ طلسم کوہ نیلم پر ہوگا اس وجہ سے
جو بھاگے تو کوہ نیلم ہی پر آئے یہان شاہ جادوان شیشہ دار نقلی سے سرگرم اختلاط وصحبت تھا کہ یکایک شور فریاد
وبکا سُنائی دیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون لوگ ہین ملازم نیلم کے فریادیون کو سامنے لائے اُنھون نے سامنے آکر
مجرا کیا اور عرض پیرا ہوے کہ عقاب کو حمزہ نے آکر مار ڈالا شاہ نے پوچھا کہ کیونکر مارا اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند لقا
نے قاہر کو بندھوا کر آپکے لکھنے کے بموجب اُن کے حوالہ کیا اُنھون نے اسے قتل کرنے کو زیر تیغ بٹھایا اُسنے اپنا مسلمان
ہونا ظاہر کیا عیار وہان موجود تھے اُنھون نے حمزہ کو جا کر خبر کی وہ آگرا یک ضرب عقاب کے دو ٹکڑے کیے اور جنگ
عظیم ہوئی آخر ہم سب شکست کھا کر آپکے پاس آئے ہین شاہ نے یہ خبر سنکر گردن جھکا لی شیشہ دار نقلی نے کہا اے
بادشاہ تیری جوتی رنج کرے ابکی یہ کنیز جاکر سب کو مثل حرف غلط کے مٹا دیگی آغوش دایۂ گور مین سُلا دیگی بادشاہ
اس سمجھانے سے پھر مصروف بادہ خواری ہوا ہمین عقاب کے افسرون نے شیشہ دار کو پہچانا کہ یہ وہی ہے جسکو کنوین سے
لشکریون نے نکالا تھا بس ایک ساحر نے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ شیشہ دار جادو سے پوچھیے تو کہ ان پر کیا گذری
تھی انکو تو جمشید نے بچایا نہین تو ہڈیان بھی گل گئی ہوتین افراسیاب نے کہا کہو تو اے شیشہ دار کیا ہوا اتفاقا
یہ عیار کہے تو کیا کہے کچھ معلوم تو تھا ہی نہین مگر فرزند رشید عمرو ہے فوراً بات اسنے بنائی یعنی گویا ہوا کہ اے بادشاہ
کون ایسا عمدہ ذکر ہے جسکو مین بیان کرون دنیا مین جو آیا ہے اُسپر بُری بھلی بہت کچھ گذر گئی ہے شاہ نے اُن
ساحرون سے کہا تمھین بیان کرو کہ اُن پر کیا گذرا تھا اُنھون نے کہا یہ کنوین مین پڑی تھین اتنی لفظ سنتے ہی اس
عیار کو معلوم ہوا کہ شیشہ دار کو جو تو کنوین مین ڈال آیا تھا یقین ہے کہ وہ چھوٹ گئی غرض بادشاہ سے کہا اے شہریار
کوئی اپنی گت اپنے منھ سے بیان نہین کرتا ہے اب جو یہ ساحر کہنے ہی پر آمادہ ہین تو مجھی سے سُنیے میری ناک پر پٹی
بندھی تھی دو بتیان نتھنون مین چھبن کپڑے اُتر گئے تھے ننگی کنوین مین پڑی تھی لشکریان عقاب نے مجھے نکالا اور یہ معاملہ
زیر نیلم کوہ مجھپر گذرا جب مین لشکر حمزہ سے پھری ہوئی آپکے پاس آئی تھی اور مجھکو یہ منظور تھا کہ آپسے حال جنگ
بیان کرکے استفسار کرون کہ ایک غول مسلمانون کا ہلاک ہوا ہے اب اور بھی کچھ باقی ہین یا نہین اور جو باقی ہین
اُن کو کیونکر قتل کرون چنانچہ اب مجکو آپ جملہ حالات اس لشکر کے تعلیم کر دیجیے تا کہ مین جا کر ایک کو زندہ نچھوڑون
بادشاہ نے کہا بڑی خیریت سامری نے فرمائی جو وہ عیار تمکو زندہ چھوڑ گیا شاید کہ تمھاری صورت بنکر خداوند پر جا کر
عیاری کی ہوگی یا طلسم مین آیا ہوگا ہر نہج تمکو جمشید نے بچا لیا شیشہ دار اسوقت رونے لگی گوہر اشک کی لڑی
سہرہ رخسار انور کا ہوئی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اشک پاک کیے اور فریفتہ تو پہلے ہی سے تھا اسوقت اس کے
آرائش زیور کو دیکھ کر اور رونے سے وہ تھمایا تمھاڑا پسند کرکے حاضران انجمن سے اشارہ کیا کہ تخلیہ کر دو نیلم اور
عقاب کے ساحر اور کنیزان طلسمی وغیرہ اس قصر سے نکلکر کوہ پر اور جو مکان بنے ہین وہان چلے گئے اور بعض اُس پہاڑ کی

سیر کرنے لگے کوئی لب جو ٹھہرا کوئی اشجار پر بہار کی دید مین گلگشت چمنستان کرنے لگا ادھر بادشاہ کا جل مستی پر اس محبوب جان دشمن کے پھر نظر فوائی شراب کا تو نشہ خوب تھا طبیعت آندھی کی طرح آئی پکارا کہ اے جانی ذرا میرے پاس آ یہ کہہ کر ران پر ہاتھ رکھ دیا عیار نے رسنکی بھر کر ران ہٹائی اور ہاتھ اپنا ہاتھ کے نیچے رکھ دیا بادشاہ نے کہا اے غارتگر جان واسطہ سامری کا اب نہ ترسا و بت ترسا تیری ہر ایک ادا پر یہ دل دیوانہ ہوا ہے ذرا تو پہلو میں آ گرما سرد مہری نہ دکھلا کہ
بیت اے مرے دل کو دے کے اپنا دل ؛ سنگ کے مول بکتا ہے یہ لعل ؛ اس پائیہ ناز نے بصد انداز تیوری چڑھا کر کہا لو واہ واہ آپ تو ایسی باتین کرتے ہین گویا مجکو اپنی جورو بنائیے گا بادشاہ اس بھولے پن پر اور زیادہ مفتون ہوا اور کہا اگر جورو بنائیں گے تو کیا نقصان ہے یہ کہکر اپنے گلے سے لگایا عیار نے بھی وہ گدرایا ہوا بدن خوب سینہ شاہ سے اور جسم سے ملا پھر جھجک کر الگ ہو گیا کہ اوئی نوج میری جان ہلکان ہو گئی اسی کو جورو بنا کہتے ہین یہ کہکر مثل برق چمک کر بیرون قصر چلا کہ لو مین جاتی ہون بادشاہ اٹھ کر بے تابانہ لپٹا اور پکارا کہ **شعر** اتنا نہ ستم کر جو اٹھون خواب عدم سے سب محشریان بولین عجب فتنہ یہ جاگا ؛ یہ کہہ کر گود مین اٹھا لایا اس مہ پارہ نے ڈھیلے ہاتھون سے اسکو مارا اور چپکے چپکے گالیان کوسنے دینے لگی شاہ بپردہ غلبہ مستی تھا کہ کچھ اسکا مطلق خیال نہ کیا ہنس کر کہنے لگا اے سراپا ناز تیرا تو صاف انداز یہ ہے کہ **فرد** باتین کر دعدے سے سودا کو گالیان دو ؛ قربان ہون آپکی مین اس داد و دہش کا ؛ اب یہان تو یہ ہنگامہ اختلاط گرم ہے بادشاہ کو شوق ہے اُس ترک ستمگر کو بناوٹ کی شرم ہے یعنی یہ عیار بادشاہ کو خوب بیتاب کر کے بیہوش کرنا چاہتا ہے یہ تو اس فکر مین ہے کہ **شیشہ دار** اصلی جو اپنے مکان پر گئی تھی کچھ دیر ٹھہر کر سحر اپنا جگا کر جانب لشکر امیر روانہ ہوئی اور بزور سحر مسل در مسل ہر مقام پر **چالاک** کو ڈھونڈھا لیکن کہین پتہ نہ پایا ناچار وہان سے پھری اور ایک مقام پر ٹھہر کر ماش کے آٹے کا ایک پُتلہ بنا کر سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر بولا کہ اے ملکہ کیا پوچھتی ہو اُسنے کہا سچ بتلا کہ **چالاک** عیار کہان ہے پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھاری صورت بنا ہوا شہنشاہ ساحران کی گود مین بیٹھا ہے یہ کہکر پتلے نے جاہی کی منہ سے شعلہ آگ کا نکلا کہ پتلا جلکر خاک ہو گیا اور یہ ساحرہ غضبناک بنی ہوئی جانب کوہ نیلم چلی جب پہاڑ پر آئی یہان ساحر سب سیر کر رہے تھے وہ حیران ہوے کہ ایک تو **شیشہ دار** بادشاہ طلسم کے پاس ہے ایک یہ آئی پس اس حیرانی مین کسی نے اسکو روکا نہین اور یہ اندر قصر کے آئی دیکھا ایک اور میری صورت کی عورت پہلوے بادشاہ مین بیٹھی ہے اور **افراسیاب** اس کے بوسے لیتا ہے پس اسکو یقین ہوا کہ یہی **چالاک ابن عمرو** ہے چنانچہ اب اس کے قریب آہستہ سے بطور مخفی جا کر ایک دو ہتڑ پیٹھ پر مار کہ یہ جلکر خاک ہو جائے یہ عیار زبردست ہے ایسا نہو کہ تجکو دیکھ کر بھاگ جائے غرض یہ آہستہ آہستہ چلی لیکن پانون کی آہٹ بادشاہ کو معلوم ہوئی اُس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا ساتھ ہی **چالاک** نے بھی پھر کر دیکھا تو **شیشہ دار** اصلی سے آنکھ چار ہو گئی ادھر **شیشہ دار** نے جب دیکھا کہ اُسنے مجکو دیکھ لیا اب دوڑ کر اسکا کام تمام کرین یہ لپکی اور عیار جلدی سے **افراسیاب** کی گود مین لپٹ گیا یہ کہتا ہوا کہ اے شہنشاہ وہی آ گیا جس نے مجکو کنوین مین ڈالا تھا شاہ جادوان سب حال تو سن چکا تھا ہی اور اس وقت حالت مستی مین ساحرہ عیار کو سمجھ کر کام دل حاصل کیا چاہتا تھا اُس کے آنے سے

مزا اُسکا گیا عیش منغص ہوا لبس بحالت غضب جانب ساحرہ دیکھنے لگا اور جیسے ہی قریب پہونچی عیارہ پر سحر بھی نہ کرنے پائی کہ شاہ نے منھ سے اُف جو کی یہ قلابازی کھا کر دور جا کر گری اور بیہوش ہوگئی بادشاہ نے اُسوقت آواز دی کہ اے نیلم جلد حاضر ہو لکھا ہے کہ اگرچہ پکارنے اس قصد سے کہ میری آواز سب سنین تو تمام طلسم کے رہنے والے اسکی آواز سُنین اور اسی وجہ سے بیان ہوا ہے کہ باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے اسنے پکارا ہے اور ساحر دور کا رہنے والا حاضر ہوا ہے اُسکو حریف سے لڑنے اسنے بھیجا ہے فی الجملہ سب ملازموں نے صدا اُسکی سُنی اور دوڑے کہ شہنشاہ پکارتے ہین جب سامنے آئے اسنے نیلم سے حکم دیا کہ یہ عیار جو بشکل شیشہ دار بیہوش پڑا ہے اسکو ہوشیار کرو کہ مین قتل کرونگا یہ حکم سُنکر نیلم تو ہوشیار کرنے بڑھا مگر چالاک گھبرایا کہ اب جو یہ ہوشیار ہوگی تو جان پر تیرے بنے گی راز تیرا فاش ہوگا اس سے لازم ہے کہ کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کر جلد گود سے بادشاہ کی اُٹھا اور کہا اے بادشاہ مارے خوف کے میرا پیشاب خطا ہوا جاتا ہے مین ذرا چوکی پر جاؤنگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے دو کنیزون سے کہا آفتابہ لیکر ملکہ کے ساتھ جاؤ کنیزین ہمراہ ہوئین ہُس قصر سے علٰحدہ چوکی ایک جگہ لگی تھی مخمل کاشانی سے منڈھی تھی طلائی طشت نیچے اُس کے لگا تھا وہ مقام آئینہ وغیرہ سے آراستہ قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھلے ہوئے رکھے نہایت عمدگی سے پیراستہ یہ عیار جو وہان گیا ایک لونڈی سے کہا تو باہر کھڑی رہ اور ایک کو اندر لیکر آیا اور کہا آفتابہ یہان رکھو کر میرے ناف کے مقام پر اور کمر کے نیچے آہستہ آہستہ مل کر رفع احتیاج کرون وہ کنیز آفتابہ رکھنے کو جب جھکی اسنے ناک اسکی ملدی کہ وہ بیہوش ہوئی اسنے فوراً کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اپنی پوشاک اُسکو پہنائی پھر اپنی ایسی صورت اُسکو بنایا اور اسکی ایسی شکل آپ بنا اور اُسکو ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھین کھلین دیکھا از سرتا پا زیور جواہرات مین پہنے ہون یہ دیکھ کر پھولون نہ سمائی پوشاک بھی جسم مین نفیس وعمدہ پائی جامہ سے باہر ہونے لگی عیار نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے بی بی آپ حیران کیون ہین جس طرح خداوند سامری نے صبح منور کو کالا کرکے شام کر دینا فرمایا ہے نمونہ اپنی قدرت کا دکھایا ہے اسی طرح تمکو بی بی بنایا مجکو لونڈی بنایا ابھی خداوند سامری جائے ضرور مین آئے تھے بہت اگھوریون کی روحین ساتھ تھین مین نے پہچانا نہین اور چوکی پر کھڑی ہوگئی لبس مجھپر بہت خفا ہوئے اور کہا ہم تیرے دیکھنے کو بحالت برہنگی آئے تھے اور تو کھڑی ہوگئی ہم نے تجکو لونڈی بنایا اور اس کنیز کو بی بی بنایا یہ کہکر میرے اور تمھارے منھ پر ہاتھ پھیرا مین تم سی اور تم مجھ سی بن گئین لونڈی یہ باتین سُنکر دل مین بہت خوش ہوئی اور کہتی تھی اے سامری پیارے مین تیرے قربان یہ تجھی مین قدرت ہے کہ ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہے عیار موصوف نے کہا لو اب پیشاب کرو اُس کنیز نے کہا مجکو ضرورت نہین اسنے کہا کیا ہوا تم چوکی پر بیٹھ جاؤ اور خبردار خداوند نے تمکو بی بی بنایا ہے کسی سے یہ نہ کہنا کہ مین لونڈی تھی کنیز یہ سُنکر مسکرائی اور چپ ہو رہی ملکہ چوکی پر جا بیٹھی اور یہان یہ عیار تو چوکی پر سے چلا آیا مگر اس کے بعد نیلم نے ملکہ شیشہ دار کو ہوشیار کیا اول مین حال اس ساحرہ کی عظمت کا بیان ہوا تھا کہ بادشاہ صحرائے آفت خیز طے کرکے اس کے لینے کو گیا تھا اور یہ خیال کر لینے سے آسودہ ہو جاتی ہے بھوکی پیاسی نہین ہوتی حاصل کلام

یہ کہ اسوقت اچانک عیار کو گرفتار کرنے قریب شاہ آئی تھی اُسنے پھونک سے بیہوش کردیا ورنہ یہ ساحرہ بادشاہ سے
مقابلہ کر نیکا دعویٰ رکھتی ہے اور بادشاہ اسکی بڑی خاطر کرتا ہے چنانچہ یہ جو ہوشیار ہوئی گھبرا کر اُٹھی شاہ نے ڈانٹا کہ
ایسے خیرہ سر تو کون ہے بس یہ سننا تھا کہ ساحرہ دو ہتڑ تان کر چلی اور پکاری کہ ارے تیرا ستیاناس جائے تو اور
سلطنت کے لائق موے اندھے آگ لگجاتی وہ گھڑی جل جاتی تو تخت بگڑھی تخت پر بیٹھا تھا انھین باتون سے تیری
مہرح الگ ہوگئی یہ کہکر وہ دو ہتڑ اپنے منھ پر آپ مارلیا اور گلے سے ایک ڈور اسیلی کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ
مار سیاہ بن کر شاہ کی سمت چلا افراسیاب کو یقین ہوا کہ شیشہ دار اصلی ہے بس عذر خواہ ہوا کہ اے ملکہ اپنے
سحر کو روکو کہ مین نے پہچانا تم اصل مین شیشہ دار ہو ساحرہ نے اسوقت بازو پر سے ایک تعویذ کھولکر جانب شاہ پھینکا
تعویذ نہ تھا وہ رقعہ جمشید تھا جس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اے بادشاہ طلسم آگاہ ہو کہ ثانی عمرو یعنی مہتر
فرزند رشید خواجہ چالاک سفاک اپنے پدر گرامی قدر کی مدد کو آیا ہے یہ معلوم کرکے بادشاہ گھبرایا کہ ایک عمرو نے کیا کم
آفت برپا کی تھی جواب یہ آیا ہے اور رہے میری گود مین لوٹا کیا اور مین نے گرفتار نہ کیا اور ایسے فتنہ گر کو اپنا معشوق
بنایا جیسا غالب نے فرمایا ہے کہ بیت ع یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ✣ ہوئے تم دوست جسکے دشمن اُس کا
آسمان کیون ہو غرض بعد افسوس بسیار ملکہ شیشہ دار سے کہا کہ تم جلیب رہو اب وہ جوگی پر سے آئیگا اُسوقت
ظاہر ہونا اُسنے کہا مین وہین جاکے مارے ڈالتی ہون یہ کہکر خنجر بکف ملکر اُڑی اور پاٹخانہ کے در پر اُتری چالاک
کنیز کو جوگی پر بٹھا کر باہر نکل آیا تھا اُسنے تسلیم کی ملکہ نے اشارہ سے پوچھا کہ وہ کہان ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ
اندر ہے ساحرہ بے تامل اندر در آئی وہ لونڈی ازار کھولی باندھ رہی تھی کہ یہ ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی باہر لائی اور
دو ایک لاتین دو تین گھونسے پہلے مارے وہ کنیز چلائی اے مجکو کیون مارتی ہو خداوند ساحری ابھی پاٹخانہ مین آئے
تھے مجکو شیشہ دار بنا گئے تمھیں کچھ شک ہو تو دیکھ لو مین عورت ہون چالاک یہ کلام اُس لونڈی کا سنکر گھبرایا
اور براہ چالاکی آگے بڑھکر کہا بی بی انکے قول و فعل پر نہ جایئے یہ عیار کبھی عورت بنجاتے ہین کبھی مرد بنجاتے مین بارہا ایسا
ہوا ہے نہین معلوم ان موون کو کونسی ترکیب معلوم ہے ساحرہ نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار نے کہا اب دیر نہ کیجئے
قتل کیجیے نہین تو نکل جائیگا اور آپ رحم دل ہین تو لائیے مجکو خنجر دیجیے کہ کام تمام کردون یہ کہہ کر خنجر اُس کے ہاتھ سے
لیکر فوراً سر اُس کنیز کا کاٹ ڈالا وہ کنیز کچھ ایسی ہی دیسی ساحرہ تھی منتر اور منتھی وغیرہ جانتی تھی پر اس کے قبضہ
مین نتھے جو اس کے مرنے سے شور مچاتے شیشہ دار اس عیار کو کنیز سمجھ کر بہت خوش ہوئی اور سر اسکا سینہ سے
لگایا کہا تو میری بڑی خیر خواہ ہے بعد اس کے سر اس کنیز کا لیکر بخیال سر عیار رہا سرافراسیاب بدشعار کے آئی اور کہا
لیجیے مین لائی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ جو تم نہ چھوؤ جلدی سامنے مزبلہ پر پھینکدو یہ لوگ دشمن لقا و سامری ہین
انکو ہاتھ لگانا جائز نہین ساحرہ نے قصر کے صحن مین پھینکدیا کہ پڑا رہنے دو اسکو دیکھ کے خوش ہون گے یہ کہکر پاس
بادشاہ کے آکر بیٹھی بادشاہ نے عذر کرنا شروع کیا کہ اے ملکہ مین بہت تم سے شرمندہ ہون کہ مین نے تمکو پہچانا نہین
اور بیہوش کردیا ملکہ نے ہاتھ باندھے اور کہا اے بادشاہ ہم سب ادنیٰ ترین کنیزان حضور ہین اسوقت مجکو غصہ

اُس عیار پر بہت تھا اور آپ بھی شبہہ مین تھے پس میرے منھ سے کلمات بیہودہ جناب مین شہنشاہ کی نکل گئے
اُن باتون کو معاف فرمایئے گا اور حضور کو جمشید نے ایسا ہی صاحب تحمل بنایا ہے اگر آپ ہم کنیزون کی خاطر نہ کرین
اور ہماری باتون کی برداشت نہ فرمایئن تو ہم طلسم مین کیونکر رہین بادشاہ تو اس ساحرہ کے دھوکے عیار سے اختلاط
کر رہا تھا اس سے بھی اسی طرح ہمکلام ہوا کہ اے سیمبر نازک ادا زہے نصیب اُسکے کہ جو تیرے منھ کی گالیان کھائے کہ
بیت بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے ؛ اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے ؛ یہ کہہ کر ساحرہ کو آغوش مین بصد محبت
لیا رُخسار پر اُسکے بوسہ دیا اور کہا حافظ شربت قند و گلاب نہ علاج دل ماست ؛ بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند ؛
یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہوا تھا کہ نیا معرکہ درپیش آیا یعنی وہ سر جو کنیز کا بصورت چالاک بنا ہوا تھا اور ساحرہ نے صحن
مکان مین لاکر ڈال دیا تھا دھوپ جو اُسکو لگی رنگ بروغن اُسکا پگھلا کیونکہ چالاک نے جلدی مین کچا رنگ کنیز کا
لگا کر شیشہ دار اُسکو بنا دیا تھا جیسا اوپر مذکور ہوا اسوقت رنگ کے پگھلنے سے نقشہ اُس سر کا بدلنے لگا اس سے تو
کوئی آگاہ نہ تھا ایک کنیز نے اُس سر کو دیکھ کر اپنی ساتھ والی سے کہا بوا جمشید ان مُوے عیارون کے فن فریب سے
بچائے دیکھو تو مرے پر بھی یہ موا سر رنگ بدلتا ہے اُس دوسری نے یہ سُنکر بغور اُس سر کو دیکھا اور سب کنیزون سے کہا کہ
یہان سے ہٹ چلو اب یہ سر رنگ بدل کر کوئی فتور کیا چاہتا ہے اے بہن یہ سر انہین دیکھو نا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ اور
ہو گیا لونڈیان یہ سُنکر اُس سر کو دیکھ دیکھ کر بھاگین غلغلہ جو ہوا بادشاہ نے پوچھا ارے کیا معرکہ ہے ایک کنیز نے عرض کیا
مین قربان گئی وہ جو سر اُس موئے غارتی عیار کا ہے وہ پڑے پڑے رنگ بدلتا ہے کوئی عیاری کیا چاہتا ہے بادشاہ
نے کہا معقول این گل دیگر شگفت مرے پر رنگ بدلنا آج ہی سُنا ہے جاؤ اُس سر کو اُٹھا لاؤ لونڈیون نے کہا
آپ چاہے مار ڈالیے مگر ہم اُس سر کے پاس ہرگز ہرگز نہ جایئن گے وہ موا آپ تو جی اُٹھیگا ہمکو اپنی جگہ پر کر دیگا یہ سُنکر
شیشہ دار خود اُٹھی اور جا کر اُس سر کو اُٹھا لائی کنیزون سے کہا اری مالزادیو تھا گرم پانی لاؤ اتنا نہ گھبراؤ یہ سر تمھارے
نہین لپٹے گا کنیزین پانی گرم لایئن اور ڈرتے ڈرتے اس سر کو دھویا چربی تیل وغیرہ چھوٹ گیا اصلی صورت جو اُس کنیز کی تھی
ظاہر ہوئی افراسیاب بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا نیلم جادو نے اُس کنیز کو دیکھ کر کہا یہ میری خواص ہے
جب وہ عیار بصورت شیشہ جادو بیمار یہان بنا تھا تو اُسکی خدمت کو مین نے اسے مقرر کیا تھا یہان تو یہ ہنگامہ تھا
مگر چالاک جو کنیز بنا ہوا یہان موجود تھا جب اُس سر کا چرچا پھیلا وہ بھاگ کر کوہ نیلم کے نیچے اُتر گیا اور ایک چشمہ
مین صحرا کے اُتر کر غوطہ مار گیا اس لیے کہ اب راز اسکا فاش ہوگا تو میری تلاش ضرور ہوگی لیکن اس بھاگنے مین اتنی
چالاکی اسنے کی کہ جس طرف سے آیا تھا اُدھر نہ گیا بلکہ اس طرف اُترا کہ جدھر سے طلسم مین جانیکا راستہ تھا فی الجملہ اُدھر
بادشاہ طلسم نے رقعۂ جمشید مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ چالاک مارا نہین گیا اُسنے بعیاری اس کنیز کو قتل کرایا اور آپ پہاڑ کے
نیچے جانب طلسم جو راہ ہے اُتر گیا ہے اتنا حال اُس رقعہ مین معلوم ہوا آگے کچھ اور ثابت نہوا اس لیے کہ ساحر کا سحر
دریا مین اثر نہین کرتا ہے اور نہ آسمان پر جا سکتا ہے مگر ہان اگر سحر کا دریا بنا ہوا ہو تو سحر چلے از انجملہ شاہ طلسم
ایسا ساحر ہے کہ دریا مین سحر اُسکا اثر کرتا ہے مگر جبکہ نادیہ ہوم وغیرہ کرکے سحر کرے حاصل مرام اس کنیز کے

سر کو پھنکوا دیا اور شیشہ وار نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ مین آپ کی تابعدار ہون اگر آپ میرے مشتاق ہین تو غریب خانہ پر تشریف لائیے گا یہان عیار فکر مین ہے شاید کہ مین بھی عیار ہون اور آپکو کوئی دھوکا دون یا آپ عیار ہون مجکو ضرر پہونچا مین اب تو مجکو عیار ہی عیار یہان نظر آتے ہین میرے مکان پر کسی طرح کا کھٹکا نہین جتنی دیر چاہین آئے تشریف رکھیے گا بادشاہ نے بھی کہنا اسکا منظور کیا اور کہا اے ملکہ اب مین جا کر اس عیار کے باپ کو مارے ڈالتا ہون کہ وہ میری قید مین ہے بعد اس مہم کے تمھارے گھر آؤنگا یہ کہکر ساحرہ کو گلے سے لگا کر بوسہ لیکر رخصت کیا وہ پرواز کرکے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی بعد اُس کے شاہ خود بھی جانب باغ سیب چلا لیکن چالاک کچھ دیر تو اُس چشمہ مین غوطہ زن رہا بعد تھوڑی دیر کے چشمہ سے نکلکر صحرا مین ساحر کی ایسی شکل بنکر پھرنے لگا اُسنے دیکھا کہ شیشہ وار ایکطرف اُڑی ہوئی جاتی ہے یہ بھی جھاڑیون مین جھنڈیون مین اپنے تئین چھپاتا نیچے نیچے اُس ساحرہ کے روانہ ہوا جب ساحرہ مذکورہ کئی کوس اُڑی ہوئی آئی ایک مقام پر صحرا مین اُتری کہ اب تو بہت دُور نکل آئی ہون ذرا دم راست کرلون یہان عیار کا نام بھی نہین غرض ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر دم لینے لگی پھر رفع احتیاج کو بیٹھی چالاک بھی اسکے پس پشت ایک درخت کی آڑ مین آکر ٹھہرا تھا اُسکو غافل دیکھ کر دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہی وقت ہے مار اس کو یا تو اسکا کام تمام تونے کیا ورنہ یا یہ تجکو پکڑ لے جائیگی یہ تجویز کرکے کا فلاخن مین پتھر گران وزن دیکر اور کاسہ سر اُسکا تاک کر چرخ دیکر جو مارا کڑاک سے آواز آئی اور کھوپڑی اُسکی ترشن کر دور گری اور وہ زمین پر گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی پھر تو شور دار و گیر برپا ہوا زمانہ سیاہ ہوا کہ نیلم سے اس جگہ تک اندھیرا ہو گیا وہ صحرا جسکو طے کرکے بادشاہ طلسم اسکے گھر گیا تھا تمام برباد ہوا باغ مین اس ساحرہ کے آگ لگی شاہ جادوان اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے بھی یہ غلغلہ سُنا کہ بیر غل مچا رہے ہین افسوس مارا شیشہ وار جادو کو بادشاہ یہ صدا سُنکر پھر اکہ چلکر دیکھون کیا ماجرا گذرا لیکن بائین ہاتھ کو دیکھا اسمین معلوم ہوا کہ اسوقت چند گھڑیان تجھپر سخت ہین کہین جانا نہین بادشاہ ناچار جانے سے باز رہا اور گریبان غم مین ساحرہ کے اُسنے چاک کیا زار زار برنگ ابر بہار رویا اور یہ شعار زبان پر لایا غزل

جاتے ہین لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے	دنیا عجب سرا ہے جہان آکے بس چلے
کہنا صبا پیام ہمارا بہار سے	ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ	جمعیت دلی یہ تری پھول ہنس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے اشک	سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

غرض اسی طرح نالان و گریان شاہ جادوان روانہ ہوا یہان نیلم کوہ کے قلعہ مین خوف سے گل بوستان عمرو کے درد انسے مثل غنچہ کے بند ہین نیلم جادو کو نہایت بیکلی ہے دل سے کہتا ہے کہ اے نیلم تجھے سو برس کا تیرا سن ہوا مگر کبھی ایسا سانحہ پیش نہین ہوا مقر طلسم مین کوئی آفت آنے والی ہے بربادی کے سامان نظر آتے ہین غرض یہ بحالت پریشانی اپنے قلعہ کے بند و بست مین مصروف ہے اور چالاک ساحرہ کو قتل کرکے ایکجانب بصورت مبدل روانہ ہوا قلعہ نیلم کوہ کو چھوڑ کر سیر طلسمات فرماتا دریا و کوہ و دشت مین نیرنگیان طلسم کی دیکھتا چلا جاتا ہے اُدھر افراسیاب ابر سے ہوا اُترا ہوا

روانہ تھا قضائے کارگذر اُسکا کوہ سلیمانی کی جانب ہوا یہ پہاڑ مثل چاندی کے سفید ہے اور سنہری لکیرین اُسمین پڑی ہین یہ معلوم دیتا ہے کہ دور کرۂ ارض ایک حلقۂ خاتم ہے اور یہ کوہ اُسپر سلیمانی نگینہ ہے آرائش عروس دہر کا ظاہر قرینہ ہے پہاڑ پر چشمہ بصد لطافت وصفا جاری ہر سمت وزان باد بہاری درخت تمام سر تراشی کیے ہوے بادلہ سے منڈھے ہوے موتیون کے جال پڑے ہوے کوسون تک سبزہ زار گلہاے بوقلمون کی بہار سبزہ پر کالی گھٹائین جھکی ہوئین یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوٹتی تھین ہر چشمہ کے گرد چمنستان جواہر کے لگے کسی تختہ مین لالہ کسی مین نافرمان کے پھول کھلے تھے سرکو پر ہزار ہا نرگس دان جواہر کے رکھے تھے نا ندے چینی کے اور سنگ سماق ویشب کے دھرے تھے اُنمین درخت سب جواہر کے لگے تھے نگار خانہ ارژنگ چین کو شرماتے تھے جہان کہین ضرغہ درختون کا تھا عروس گلشن کا گھونگھٹ نکلا تھا نرگس چشم نیمباز جہان تھی دلھن کی شرمائی ہوئی آنکھ کا پتہ دیتی تھی لجالو سے صاف شرم وحیا ایک رات کی بیاہی کی ظاہر چھوئی موئی سمٹنے سے جھجک کرتا ہر تختہ سوسن لب مسی آلود کا پتہ دیتا نہین نہین لب رنگین جانان کسی عاشق نے اسوجہ سے نیلا ہونا بتایا گل ہمہ تن گوش اس لیے تھا کہ کسی شاہد گلعذار کا کرن پھول بننا چاہتا تھا سنبل تر کنگھی کے شجر سے شانہ لیکن زلفین عروس چمن کی سنوارنے پر آمادہ لالہ داغ دل کھا کر اس بہار پر دلدادہ بہار یہ کیفیت آشکار نظم

لگی ہے کرنے آکر سوے گلشن
کرآتی ہے پری دوش ہوا پر
گل مخمل پہ بیداری ہے نایاب
جھکی ہی جاے ہے چشم نرگس

چراغ گل نسیم صبح روشن
زبس باد بہاری مین نشا ہے
جہان دیکھو تو ہے آلودۂ خواب
پڑا ہے جس روش پر عکس گلزار

یہ مستی کو گھٹا کی اب نظر کر
پڑا کیا بیخبر تاک اینڈتا ہے
اُٹھا سکتا نہین سر ہے یہ بیحس
بچھی ہے اُس جگہ قالین خوش کا

ملکہ سلیمان جادو اس پہاڑ کی مالک ہے یہ مقام اُسکی سیرگاہ ہے حوالی کوہ مین قلعہ سلیمانیہ آباد ہے وہان کی یہ ملکہ حکومت کرتی ہے اس پہاڑ کے نیچے ایک باغ جنت نظیر لگا ہے کبھی پہاڑ پر کبھی باغ مین وہ ملکہ رہتی ہے اسوقت بالاے کوہ براے تفریح خاطر آئی تھی تمام کوہ پر اُسکے آنے سے آرائش وزیبایش دونی تھی تمامی کا فرش جید تر دن پر بلور کے بچھا تھا کنارے ہر چشمہ کے ہزار ہا جانور کلنگ دبوتیمار وغیرہ پھر رہے تھے جابجا نمگیرے موتی کے جال کے استادہ تھے ملکۂ مذکور سنہری ڈوپٹا اوڑھے دھانی اطلس کا پائجامہ پہنے چھڑی ہاتھ مین لیے ٹہل رہی تھی سن مین تیس برس کی عورت مگر نہایت بناوٹ جتنا سن زیادہ اتنا ہی سلیقہ بڑھا ہوا زن سی سالہ مگر لام زلف اُسکا کشور دل عشاق پر لام باندھتا چڑھائی کا اُس کافر کا ارادہ سیپارۂ دل مین اُسکا مصحف رخسار عظمت رکھتا ابرو اُسکے بلسان مد بسم اللہ پہلی بسم اللہ غلط کراتا یعنی لام الف پڑھا کر ہستی کو نیستی بنا تا دہن تنگ اُسکا میم عدم کا سبق پڑھاتا تا اُسکے دہن کی صورت عاشق بھی گمنام ہونا چاہتا چاہ ذقن کی چاہ کنوئین جھکائی پردہ پوش کی اُلفت جان گنواتی چھاتیان اُسکی نکیلی مثل حوصلہ خاطر اُبھری اور نکلی ہوئین انگیا ایسی ٹھیک کسی کسائی کہ چھاتیون کو سمٹا کر بانکپن کی کثرت یاد آئی زیادہ سرکشی پر آمادہ دل توڑ دینے کا اُن نوکون کا ارادہ شکم صباحت مین بے نظیر تختہ بلور و لوح سیمین روبرو اُسکے بے توقیر کمر رہرو جادہ عدم کو راہ بتاے اپنے عشق مین ملک عدم دکھاے زیر ناف تو عجب عقدہ مالاینحل برج قوس مین

دو ہلال جمع صدف دوبارہ ساق پا کا یہ عالم کہ **بیت**

ساق سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری
شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی

غرض اُس زن مہ سیما کا باوجود تیس برس کے سِن ہونے کے یہ حسن کا عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

قد تھا مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
شعر کا کل سے ہوا اُسکے مثلث ثمما

بیت ابرو کی ہے تضمین سے سبع ایسا
زہا سبع معلق کو بھی اب کچھ رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھوں مضمون
شعر با ریک کرون موئے کمر کا مضمون

قامت راست کو شمشاد کہوں دلبر کہ
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے

الف نور لکھا ہے ید قدرت نے وہ لے
قد رعنا سے پری رو کو قیامت کہیے

فاختہ سرو روان کہہ کے پکارے کوکو
بولے حق سرہ قمری یہ ہوگو یا جادو

پانون پر فخر سے سر رکھتے ہین سر خیل بتان
گلشن دہر مین کیا خوب ہے یہ سرو روان

نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان
مردم چشم سے سہلاتی ہین حورین تلیسان

سجدہ گاہ دل عالم ہے ملہ پا انداز
ٹھوکرون مین ہے مسیحا کا سراپا انداز

سات سو کنیزان دُرِ در گوش مرصع پوش سراپا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ایک ایک حسن مین یگانہ آفت زمانہ گرد و پیش استادہ تھین کہ یکایک ہواے سرد کے جھونکے آئے ملکہ نے جو اوپر آنکھ اُٹھا کر دیکھا شاہ جادوان کو جاتے باپالیس طاؤس سحر پر سوار ہو کر کئی سواشرفی نذر کی لیکر اُٹھی اور قریب بادشاہ بردے ہوا پہونچکر پہلے تسلیم کی پھر نذر لیکر بڑھی اور ہنسکر بولی کہ اے شاہ ہم کنیزون سے بقدر بے التفاتی تو لازم نہین یہ ادہر ہی ادہر جانا اور ہم سے آنکھ نہ ملانا اے شاہ شاہان **بیت** جدہر کو ہو تو جلو ریز جیب ترے آگے ۞ ظفر جو طرقہ ابوے تو فتح پیش نگاہ ۞ سایہ عاطفت اپنا ہم غریبون پر بھی پر تو فگن فرمایئے غریب خانہ پر تشریف لے چلیے کہ **شعر** تطرہ تجھ ابرفیض سے پہونچے جو سوے بحر ۞ جائے رگر ٹلے چرخ کو موج در جوش آب ۞ بادشاہ نے اسکی صفت و ثنا کرنے سے ہر چند کہ رنجیدہ خاطر تھا لیکن بخندہ پیشانی مزاج اُسکا پوچھا اور پہاڑ پر اُتر آیا کہا اے ملکہ مین نیلم کوہ پر گیا تھا مگر وہان بھی مطلب براری نہوئی اب بڑی ضرورت سے جاتا ہون نہین بغیر تمھارے بُلاے یہان آتا ملکہ نے عرض کی کہ آپ سے محکو بڑی اُمید ہے سچ ارشاد فرمایا یہ کہہ کر ایک تخت جواہر نگار پر صحن گلشن مین اُسکو بٹھایا سوا سو اشرفی نذر دی کشتیان جواہر کی پیشکش کین جام مے ارغوانی بھر کر دیا بادشاہ نے جام لیکر آہ سرد بھری ملکہ نے دست بستہ عرض کیا کہ قربان گئی اسوقت آئینہ خاطر مکدر نظر آتا ہے غبار الم دل پر چھایا ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے اسکا کیا باعث ہے شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ طلسم کا حال تو سب پر عیان ہے اُسکا بیان کیا کر ایک شخص اب اور آیا ہے اُسنے ملکہ شیشہ دار کو مارا ہے اور تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہے **سلیمان** جادو نے کہا لونڈی کو سب حال معلوم ہے لیکن بغیر مرضی آپکے کچھ نہین کر سکتی جہان آپنے بٹھا دیا ہے بیٹھے ہین اور اے بادشاہ طلسم کشا جو ... ہے وہ تو گنبد نور پر آپکی قید مین ہے پھر اُسکو آپ قتل کیون نہین کرتے شاہ نے فرمایا موقع و محل ہے غرضکہ اس طرح

کی باتین کرکے حکم دیا کہ طائفے بلواؤ چنانچہ زیر کوہ جو منذکور ہوا کہ باغ ہے اس گلشن مین مکانات بنے ہین تمام خدمتی اس ملکہ کے اسمین رہتے ہین اس ملکہ کی ایک بیٹی کہ ملکہ اختر چشم جادو نام رکھتی ہے وہی قلعہ سلیمانیکی سلطنت کرتی ہے اور یہ ملکہ عیش دوست ہے ہمیشہ اس باغ مین اور اس پہاڑ پر سیر کرتی ہے ناچ دیکھتی ہے بڑے بڑے ساز بجانے والے سرودی ہین کارتنت کار اس کے ملازم ہین اور اسکو خود بھی گانے بجانے کا شوق ہے تعلیم اُستادون سے لیتی ہے علم موسیقی مین بڑی مہارت اور دستگاہ رکھتی ہے فی الجملہ اسنے تو بادشاہ کو پہاڑ پر بٹھلا کر طائفون کو یاد کیا ہے مگر نیا کھٹراگ سنیئے کہ مہتر چالاک بن عمر و جو شیشہ دار کو قتل کرکے روانہ ہوا تھا تمام طلسمات کو طے کرتا آتے آتے یہبھی اسی کوہ سلیمانی کے قریب پہونچا اور ایک باغ اُس نے زیر کوہ بنا دیکھا کہ حصار باغ سنگ رخام کا تھا مگر ایسا مصفا کہ منھ نظر آتا تھا اندر باغ کے جو درخت لگے تھے باہر سے دکھائی دیتے تھے کہ نوجوانون کی طرح جھوم رہے ہین چشم دل کو تراوت دیتے ہین بیچ حصار مین دروازہ جواہر کار لگا ہے ادہر ہر سمت کمرے بنے ہین از بسکہ قاعدہ مستمرہ ہے کہ جس فن کے جہان لوگ جمع ہوتے ہین اُسکا ہر وقت چرچا ہوتا ہے چونکہ یہان گویے جمع تھے تو اُن کمرون سے آواز ساز بجنے کی آتی تھی کوئی سارنگی بجاتا تھا کوئی تانین لگاتا تھا کہین سے بین کی صدا آتی تھی کسی جگہ سے گھنگرو بجنے کی آواز پیدا تھی کوئی کہتا تھا ایک دو تین کہین سے آواز سرگم بھرنے کی بلند سارے گاما پادھانی کی صدا سے ہر ایک خرسند اس عیار شیرین زبان نے یہ صدائین جو سنین خیال کیا کہ شاید یہ باغ برج سنبلہ ہے ناہید آسمان نے اسمین داخلہ کیا ہے پھر اسکو یہ دھن ہوئی کہ اس ماجرے کو دریافت کرنا چاہیئے پس آپ بھی رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک گوئیے کی صورت بنا کر کمر باندھکر ایک سارنگی کمر مین مٹکا کر کاندھے سے لگائی کمانچہ اُسکا ہاتھ مین لیا بالون مین تیل لگا کر گھونگھر بنایا مانگ نکالی کان مین ایک بالی ڈالی نگے دار ٹوپی سر پر رکھی عطر کی روئی کان مین رکھ کر تن کمرچی کا انگرکھا پہنکر گلبدن کا پائجامہ زیب تن کیا اور در باغ پر آکر ٹھہرا اتفاق سے کچھ عرصہ مین دو تین گویے کسی کام کو باہر باغ کے نکلے اسنے اُنکو سلام کیا اُنھون نے اسکی صورت بغور دیکھ کر آپسمین کہا کہ اس شخص کی صورت فتح خان کے بیٹے سے بہت مشابہ ہے بھئی جب سے وہ چلا گیا میان جھنو اور بدو خان کا گانا آدھا رہ گیا اور فتح خان تو اس غم مین مر ہی گئے ایک نے کہا بھئی پوچھو تو شاید وہی ہو یہ سنکر اُسنے اس عیار سے کہا اے بھئی تم فتح خان کے بیٹے ہو چالاک ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ اُستاد جمشید نے پھر آپکی صورت دکھائی وہ سب اس سے بغلگیر ہوے اور کہا اے یار ایسا تمنے گھر بار تجا کہ باپ کو بھی چھوڑا آخر وہ انتقال کر گئے اُس نے کہا اُستاد جی کیا بیان کرون گانے کا ایسا مجکو سودا ہوا کہ دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہون اب تمھارے پاس آیا ہون کچھ ہمین تعلیم کرو باپ مر گئے تو کیا ہوا تمھین سب مائی باپ ہو اُن گویون نے یہ تقریر سنکر ہاتھ اسکا تھاما اور اندر باغ کے لیگئے اسنے اُس گلستان کو نہایت سبز و خرم پایا جہان پہاڑ پر ایسی تیاری تھی وہان کے باغ کا کیا کہنا جو درخت تھا وہ طوبی سے شجرہ اپنا ملاتا تھا جو پھول تھا وہ گلہاے جنت کا رشتہ دار وہمرنگ اپنے تئین بتاتا تھا درختون کی سہانی اور گھنی عمدہ چھاؤن ظل عاطفت سلطان پر طعنہ زن پھولون کی بہار بہار عیش و دولت و نوجوانی پر چشمک فگن کہین بیدطری سر گلعا پر برنگ دست شفقت دہر کا بنتا کہ آسیب خزان سے نخلبند قدرت تجکو بچائے کسی جگہ بنچہ مرجان و

بجنار درازی عمر بقاے رنگ و بوے گلستان کی دعا کرتا ہر سمت طرفہ بہار میوہ دار درخت پھلے گلدار شجر پھولے سامنے ایک بارہ دری نہایت آراستہ کاخ گیتی کی طرح زنگارنگ کا سامان و اسباب اُسمین مہیا مختصر یہ کہ چالاک کو گویے ایک کمرے مین اس باغ کے لیکر آئے وہان اورون سے ملاقات ہوئی سب نے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا میان صاحبزادے ذرا کچھ بجاؤ تو سُنین کہ اتنے دنون بھر کر تم نے کیا پیدا کیا تمھارے باپ تو بڑے نائک تھے چالاک نے کہا بہت خوب اور بغل سے سارنگی نکال اُسکی طربین درست کرکے یا اُستاد کہہ کان اپنا پکڑ ذرا سی خاک جاٹ ایک لہرا بجانا شروع کیا اب تو جتنے وہان اُستاد تھے سب تعریف کرنے لگے اور اسنے تان پلٹا لینا شروع کیا سم پر آکر کیا مجال بھی جو رہ جائے ایسا بجایا کہ عالم وجد ہر ایک پر طاری ہوا اسنے دو تین لہرے بجائے بڑی تعریف ہوئی سب اس سے محبت ظاہر کرنے لگے اس عرصہ مین چوبدار آیا اور کہا جلد چلو ملکہ نے یاد کیا ہے شاہ جادوان تشریف لائے ہین مجرا ہوگا یہ حکم سنکر سب تیار ہونے لگے اُدھر وہ رنڈیان جنکے ساتھ یہ ساز بجاتے تھے تیار ہوئین ان گویون نے اُن طوائفون سے ذکر کیا کہ ایک گویے کا لڑکا آیا ہے کیا خوب بجاتا ہے ایک رنڈی نے اُنمین سے کہا کہ ہمارا طبلیا بہت سُست ہے اس لڑکے کو ہمارے ساتھ کردو اُستاد جی نے عیار کو بُلا کر کہا کہ میان آج ان بیوی کے ساتھ تم بجاؤ اسنے کہا بہت اچھا غرض طبلہ کی جوڑی انھون نے بیٹھ کر دیکھی بائین کو گمکایا دہنے کو ہتھوڑی سے ٹھونکا بڑا اسکا کھینچکر درست کیا بسنتی مین جوڑی باندھ کر تیار ہوے وہ رنڈی بھی مسّی کاجل سے درست ہو کر پیشواز پہنکر آراستگی کرکے سوار ہوئی ادر جانب کوہ چلی سازندے بھی ہمراہ ہوے غرض جب پہاڑ پر پہونچے چالاک نے وہ آرائش و زیبائش یہان کی دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور شاہ جادوان کو تخت جواہر کار پر متمکن دیکھا ایک شہزادی کو قریب تخت بیٹھے پایا یہ اس سامان کو الگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگا اُدھر اس طوائف نے دیکھا کہ وہ گویے کا لڑکا نہین پریشان ہوئی ایکبار پکارا میان فتح خان کے بیٹے چالاک ایسا محو دید تھا کہ جواب نہ دیا جب وہ رنڈی آگے بڑھی یہ بھی سامنے سے آیا ایک سازندے نے کہا آؤ میان کہان گئے تھے بجانا ہے یا نہین اسنے کہا بھلا مین بیوی کے ساتھ بجا سکتا ہون کوئی ایسی ویسی گانے والی ہوتی تو بجا دیتا اُستاد جی جو وہان تھے اُنھون نے کہا بھائی تم خوب بجاتے ہو یہ بھی فتح خان کے نصیب تھے کہ تم ایسا ہگھڑ بیٹا پیدا ہوا غرض یہ آکر طبلہ باندھ کر پشت پر کھڑا ہوا اور وہ رنڈی ناچنے لگی اس عرصہ مین کوہ فیروزہ رنگ سپہر سے شہنشاہ سیارگان رخصت ہوا اور ناہید فلک کا سامنے خسرو ماہ کے مجرا کرنا ٹھہرا کہ

ابیات

سمیٹا مہر کے پیر تونے دامن	اُٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک
ٹھٹا آخر وہ طول روز روشن	ہوا آنکھون سے جشن شام نزدیک

ایسا طبلہ چالاک نے بجایا کہ اُس رنڈی نے سمان ناچنے مین باندھ دیا اور وہ رات ہو جانے سے چاندنی کا کھیت کرنا مقیش کا پہاڑ پر نازنینون کا اُڑانا وہ سبزہ زار وہ پھولون کی بہار چشمون کی کیفیت شبنم کا گرنا نازنینان گل پیرہن کا جماؤ سلیمانی پہاڑ کا چمکنا عمارات کوہ کا معتقلہ چاندی کا وہ چاندنی مین دلکتا تھا اور اسمین اس طرح کا طبلہ بجنا اُس طوائف زہرہ پیکر کا ناچنا عجب عالم محویت ہر ایک پر طاری تھا یہ عالم اسوقت ہوا تھا کہ قطعہ

ہوا اُس جشن کا سُن شادیانہ
کسی عشرت کو دعویٰ ہمسری کا
جواہر اس طرح اسمین ٹکے تھے
اُلش ہے تاجدار خاوری کا
جھکا دی تھی زمرد کی صراحی
صدائے سحر جنکی سامری کا
بنے تھے پھول آرایش کے ایسے
جہان مطلوب تھا گل جعفری کا

خوشی جاندار خشکی و تری کا
لباس نقرئی پہنے تھی کوئی
قرینہ تھا دُکان جوہری کا
چلے تھے جام ساقی سے پیاپے
قدح مین لعل کے بچہ پری کا
لٹادے پل مین رقاص فلک کو
کہ گویا کام تھا وہ زرگری کا
کرے تھا تنگ مین یون شیشہ قلقل

نہین اُس عیش سے عالم مین ہرگز
سراپا کوئی پہنے تھی زری کا
صف مجلس کو گر دیکھو تو گویا
باین صورت شراب دلبری کا
کرون تعریف کیا اہل طرب کی
کرشمہ اُنکی چشم اکبری کا
لگی وان اشرفی تختون کے اوپر
کہ جیسے قہقہہ کبک دری کا

چالاک نے وہ طبلہ بجایا کہ بائین کی گمک سے دلون کو دھمک ہوپہنچی گویا ہر ایک کے دل پر تھاپ پڑتی تھی ملکہ **سلیمان جادو** کے دماغ مین مستی نے ٹھیکا کھایا وہ اس فن کو خوب جانتی تھی شاہ جادوان سے گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ طبلیا کیا کام کر رہا ہے بادشاہ نے کہا اے ملکہ میرا اتنا سن ہوا اور اتنی بڑی سلطنت کرتا رہا مگر مین نے کبھی ایسا طبلہ نہین سُنا اس طبلیے کو تمھاری سرکار سے مین لیجاؤنگا ملکہ نے بے اختیار گلوری ہاتھ مین لیکر طبلیے کو اشارہ کیا رنڈی تھم گئی طبلیا تسلیم کرتا ہوا آگے بڑھا گلوری لیکر پیچھے دعائین دیتا ہٹ گیا منہ پھیر کر گلوری کھائی ملکہ نے سامنے بُلایا اور کہا تم کہان رہتے ہو کون ہو ایک سازندہ نے کہا بلاون وہ جو حضور کے قدیم ملازم فتح خان نایک تھے جنھون نے انتقال کیا اُن کے یہ لڑکے ہین چھوٹے سے سن مین نکل گئے تھے کچھ مزاج مین وحشت ہے لیکن جمشید نے یہ دولت دیدی کہ صاحب کمال ہو کر آئے ملکہ نے تعریف کی **چالاک نے** دس بیس سلام شاہ جادوان کو اور پانچ سات سلام ملکہ کو کیے اور کہا بلبلیان لعین مجکو کیا آتا ہے جمشید نے مجھ سے بہتر بہتر بجانے والے گانے والے صاحب کمال پیدا کیے ہین ملکہ نے کہا میان تم اکیلے اپنا کمال دکھاؤ **چالاک نے** بین اس کے سامنے بجائی اور پکھاوج کی دو ایک گتین اس توڑ جوڑ سے بجائین کہ ملکہ پھڑک گئی بادشاہ طلسم نے موتیون کی سمرن کلائی سے کھول کر دی اس نے تسلیم کی ملکہ نے مالے مروارید کے عنایت کیے اس نے عرض کیا کہ غلام نے بڑی دیر سے شراب نہین پی ہے اور بھوک بھی مجکو لگی ہے ملکہ نے کہا ہم تم سے کچھ سیکھینگے تم ہمارے اُستاد ہو ہمکو بتاؤ پھر شاہ ہمارے تمھین اپنے پاس رکھینگے اسنے عرض کیا مجکو کچھ آتا نہین ہے یہ آپکی قدردانی ہے ملکہ نے حکم دیا کہ ان کو وہ سامنے مکان مین لیجاؤ اور شراب وکباب کھانا عمدہ ان کو کھلاؤ ملازم یہ حکم سنکر اسکو لیگئے یہان اُس رنڈی کو ملکہ نے انعام دیکر رخصت کیا اور طائفہ بدلا گیا پھر شاہ کے لیے نعمت خانہ آراستہ ہوا ملکہ بادشاہ کو بمنت لیگئی نعمتہاے لطیف سے آسودہ کیا بعد تناول طعام پھر انجمن آرائی ہوئی اُدھر **چالاک کے** لیے ملازمان ملکہ نے شراب کباب ہمہ نعمت مہیا کردی اسنے خشک چیزین اور فواکہات وغیرہ کھایا شراب دکھانے کی راہ سے پی اور جو گویے تھے اور اُستاد کہلاتے تھے اُنھون نے آپسمین کہا کہ میان یہان بیٹھے کیا کرتے ہو چلو سامنے کے مکان مین فتح خان کے بیٹے کے پاس چلین شراب پئین حقہ پانی کھانا سب وہان ملیگا یہ مشورہ کرکے دس بارہ

آدمی وہان آئے **چالاک** اُٹھ کھڑا ہوا کہ آئیے جمشید کی قسم آنکھین ڈھونڈھتی تھین یہ کہکر کھانا اُنکے سامنے رکھا شراب
کی بوتل حوالے کی یہ سب پینے لگے اُسطرف **افراسیاب** جب محفل مین بیٹھا اب بعد اس عیار کے گانے بجانے کے کسی کا
گانا کب اُسکو پسند آتا ہے کسی کا رنگ نہ جما شاہ دل سے کہتا تھا کہ ایسا گانا بجانا نہین دیکھا اور نہ سنا معلوم
ہوتا ہے کہ اس گوئیے مین کچھ فتور ہے بس اس طرح کا استعجاب کرکے **سلیمان** سے پوچھا کہ اس گوئیے کا حال مین نے
اچھی طرح نہین سُنا یہ تمھارا کیا نوکر نہین ہے ملکہ نے کہا یہ آج ہی صحرا سے آیا ہے میرا ایک ملازم تھا فتح خان اُسکا
یہ بیٹا ہے اسکو سودا ہو گیا تھا تو نکل گیا تھا ابھی اُستاد بیان کرتا تھا حضور نے نہین سُنا شاہ کو یہ حال سُنکر
خیال آیا کہ آج ہی آیا ہے کہین **چالاک** نہ ہو یہ سوچکر اسنے بازو پر سے اپنے تعویذ کھولا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا
کہ یہ چالاک بن عمرو ہے اے بادشاہ طبلہ بجا کر تجھ سے سمرن لیگیا اب ہوشیار رہنا شاہ نے یہ حال تعویذ مین دیکھکر
سلیمان جادو کو وہ تعویز دکھایا اُس ساحرہ کی جان نکل گئی کہ شاہ کہیگا دشمن گھر مین بٹھا رکھا تھا یہ بھی ملی ہوئی ہے
ادھر اُس عیار کی دلیری پر افراسیاب بھی کانپنے لگا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ مجکو قسم ہے سامری کی
کہ مین اسکے حال سے آگاہ نہ تھی شاہ نے کہا یہ تو میرے ساتھ ساتھ آیا ہے کوہ نیلم سے تم کیا جانو یہان تو آج ہی یہ
پہونچا ہے ملکہ نے کہا پھر بھی موقع خوب ہے مار ڈالیے چلکر کیونکہ وہ غافل ہے ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہو کر چلا جائے یہ
کہکر ایک لونڈی سے کہا کہ تو چپکے سے جا کر دیکھ تو آوے طبلیا اُس مکان مین کیا کرتا ہے وہ کنیز چلی یہان سب
گوئیے کھانا کھا رہے ہین خوش بیٹھے ہین کہ وہ لونڈی دبے پاؤن آئی اور دیکھکر چپکے سے پھری چالاک نے بھی
دیکھا کہ ایک عورت آئی اور جھانک کر چپکی پھر گئی یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ تاکنا جھانکنا کیا معنی معلوم ہوتا ہے
کہ کچھ ہمارا بھید کھلا یہ دیکھنے ہمکو آئی تھی یا یہ کہ اسکا کوئی یار یہان ہے اُسکو دیکھنے آئی تھی بہر صورت کچھ نہ کچھ فتور ہے
اور بالفرض فتور نہ بھی سہی تو غافل تم کیون رہو شاہ طلسم ایسا دشمن موجود ہے کوئی فکر کرو یہ سوچکر ایک گوئیے سے کہا استاد
ذرا میری ایک بات الگ چلکر سننا وہ اسکے ساتھ ہوا یہ اسکو اس مکان کے دوسرے درجہ مین لایا وہان بھی پلنگ لگا ہوا
تھا پردے پڑے تھے سامان راحت مہیا تھا اسنے وہان پہونچتے ہی گوئیے سے کہا استاد دیکھنا میرے ہاتھ مین
کیا خوشبو آتی ہے اُسنے ہاتھ اُسکا سونگھا اور بیہوش ہو گیا اسنے اسکو اپنی صورت کا ایسا بنایا اور اسکی ایسی شکل اپنی بنائی
کپڑے اپنے اسکو پہنائے اُس کے آپ پہنے اور وہانسے جہان سب ورثے اس جگہ آیا اور کہا بھئی یہ لڑکا بیشک سودائی
ہے مجکو خواہ مخواہ وہان لیگیا آپ تو شراب کے نشہ مین وہان پڑ رہا اور مین اکیلا رہ گیا یہ کہکر انکے ساتھ بیٹھکر گلوریان
بانٹنے لگا وہان لونڈی نے جا کر سلیمان سے کہا کہ وہ طبلیا بیٹھا ہی چلیے مگر راہ کترا کر اور سمت سے کھلاوہ دے کر
چلیے ایسا نہ ہو بھاگ جائے یہ سُنکر ساحرہ اُٹھی اور پہاڑ پر سیر کرتی ہر سمت پھرتی اُس مکان مین آئی جہان
کنیز دیکھ گئی تھی وہان اُس طبلیے کو نہ پایا کنیز سے باشارہ پوچھا کہ کہان ہے اُسنے کہا ابھی یہان تھا ساحرہ
اسکی تلاش کرنے لگی اُدھر چالاک نے یہ چالاکی کی کہ شاہ جادوان سے بڑھکر کہا بلا لون فتح خان کے بیٹے نے مفت کی
جو شراب پائی اسقدر پی ہے کہ اُس صحنچی مین پلنگ پر بیہوش پڑا ہے بادشاہ نے یہ سنکر سلیمان کو بلایا اور اُس سے

پوچھا کہ ملکہ یہ تمھارا کب کا ملازم ہی اُسنے کہا یہ قدیم نوکر ہی شاہ نے کہا تو اسکے ساتھ جاؤ اُس عیار کو بتادیگا
ملکہ نے کہا اُستاد جی جسکو تم فتح خان کا لڑکا کہتے ہو وہ عمرو عیار کا بیٹا ہی چلو بتادو کہان سوتا ہی اسنے اسکو ہمراہ
لیا ملکہ نے سب کنیزون سے کہا کہ چار سمت سے پہاڑ کو گھیر لو خبردار کوئی جانے نہ پائے کنیزین ہر سمت محاصرہ کرکے
استادہ ہوئین اور ملکہ اُس مکان مین آئی وہان گویے جمع تھے اُنسے کہا تمکو یہان کسنے آنیکا حکم دیا ہی وہ سب عتاب
سلطانیہ سے خائف ہو کر باہر مکان کے نکل گئے مگر زیر کوہ نجا سکے اور چالاک اسکو اُس درجہ مین کہ جہان گویے کو
صورت بدلکر سلا آیا تھا لایا اُسنے وہان پہونچکر کہا اُستاد جی اب تم بھی چلے جاؤ اُسنے کہا اے ملکہ مقدمہ عیار کا ہی آپکو اکیلا
مین نہ چھوڑونگا یہ سنکر ساحرہ چپ ہو رہی اور چھپی کے اندر گئی چالاک نے برابر سے بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بھی چرخ کھا کر
گری اسنے جلد اسکا پیرہن اُتارا اور چہرہ چمڑے کا بنا ہوا اُسکے منھ پر چڑھا کر رنگ روغن لگا کر ایک لحظہ مین فتح خان
کے بیٹے کی ایسی شکل بنایا اور اُس گویے کو پلنگ پر سے ہٹا کر اُسکو لٹایا اور اسکا زیور لباس خود پہنکر ایک لحظہ مین
اسکی ایسی صورت آپ بنا واضح ہو کہ یہ فرزند رشید عمرو ہی اُنمین اور چار بہتر چودہ سرہنگ جو عیاران اسلام مین
منتخب ہین اُنمین یہی صفت ہی کہ صورتین بہت جلد بدلتے ہین اور جو نسخے رنگ روغن کے اُنکو معلوم ہین اور عیارون
کو نہین معلوم اور خواجہ پاس تبرکات ہین اور نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین اسوجہ سے یہ اُنکے برابر نہین ورنہ اُن سے
بھی یہ عیار دعوی برابری کا رکھتے ہین بڑے بڑے فقرے اور مکر اُنکو یاد ہین اسی وجہ سے سرگروہ عیاران عالم ہین
اور نامور ہین خواجہ ایک لحظہ مین بہتر صورتین بدلتے ہین یہ عیار بھی دو ایک صورتین دم بھر مین بدل لیتے ہین خواجہ
کو معجزہ سے یہ قدرت حاصل ہی انھون نے بغیر معجزہ یہ ملکہ بہم پہونچایا ہی حاصل الامر یہ کہ اسوقت اس عیار نے
اپنی صورت سلیمان کی ایسی بنائی اور اُس گویے کو جسے پہلے بیہوش کیا تھا چہرہ پر سے اُس کے عرق لگا کر روغن
چھڑا ڈالا اور ہوشیار کر دیا جب وہ ہوشیار ہوا کہا اُستاد جی یہ زمانہ نشیب و فراز ہی کہ یہ جو پڑا ہی عمرو کا بیٹا ہی تمکو اسنے
مار ڈالا ہوتا بھلے کو مجکو خبر ہوگئی جو تم بچ گئے اب خبردار اپنا سانحہ کسی سے بیان نہ کرنا نہین قتل کر ڈالونگی لو آؤ میرے
ساتھ چلو یہ کہکر باہر اُس مکان کے آکر گویے کو تو الگ کر دیا اور آپ پاس افراسیاب کے ساحرہ بنا ہوا آیا اُسنے کہا اے ملکہ
اتنی دیر کہان لگائی کیون وہ عیار کیا ہاتھ نہین آیا اسنے ہنسکر کہا آپکے اقبال سے وہ موا کہان جا سکتا ہی لے
شہنشاہ مین جب اُسکا سر کاٹنے گئی تو میرے ذہن مین آیا کہ یہ موذی کاٹا اب بھاگ کر کہان جائیگا لوگون نے دھاک
باندھ رکھی ہی ورنہ یہ کچھ مال نہین پس مین نے چار گھڑی کامل ٹھہر کر اُسکے ہر روئین پر پہرا بٹھایا اور خوب سحر سے
جکڑ دیا پھر چار طرف ساحر نگاہبانی کو مقرر کیے اب وہ بیہوش پڑا ہی اتنی رات گذر جائے تو آپ خود اپنے ہاتھ سے
سب کے سامنے اُسکو قتل کیجئے گا اگر بہت احتیاط منظور ہی اور اُسکے بھاگ جانیکا خوف ہی تو ہوشیار اُسکو نہ فرمائیے گا
عالم بیہوشی مین سر کاٹیے گا بادشاہ نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ ان عیارونکو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کردون اچھا
اے ملکہ تم وہ پلنگ جسپر اُسکو رکھا ہی باہر نکلوا لو کہ مین بھی سحر اپنا مزید احتیاط و حفاظت کر دون ملکہ مصنوعی
نے ساحرونکو ساتھ لیجا کر پلنگ اُٹھوا کر سامنے بادشاہ کے پہنچایا بادشاہ نے بھی حصار سحر کا کر دیا

اب ہزارہا جادوگر نیان پہاڑ پر پہرا دے رہی ہین بادشاہ میخواری کرتا جاتا ہے اور پلنگ کو دیکھتا جاتا ہے روشنی تمام پہاڑ پر بعد سے زیادہ کردی ہے بڑی نگہبانی ہے چنانچہ وہ رات تو اس واقعہ مین کم رہ گئی تھی کچھ ہی دیر مین زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرہ شب کی صورت روغن سفید ضیائے مہر لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ ابیض سحر نے نئی صورت پیدا کی کہ بمقتضائے ابیات

ابیات

پکارے سب کہ جاگو رات کم ہے — کہ چمکا صبح کا جسدم ستارا
اُٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے — لباس ماتمی شب نے اُتارا

ہنگام سحر تمام کوہ پر غلغلہ ہوا کہ رات کو ایک بیٹا عمرو کا قید ہوا ہے اسوقت قتل کیا جائیگا ساحرجو قلعہ سلیمانیہ مین باغ سے گئے قلعہ مذکور مین بھی غلغلہ برپا ہوا ملکہ اختر چشم بیٹی نے سلیمان جادو کی بھی سُنا اُس نے لباس و زیور سے اپنے تئین آراستہ کیا کشتیان جواہر کی نذر بادشاہ کے لیے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہو کر چلی حسن مین یہ گلبدن قمر پیکر تھی حسینان عالم کی افسر تھی پندرہ برس کا سن شباب کے دن اختر آسمان خوبی مہر سپہر محبوبی سینہ اُبھرا ہوا کچین نکلی ہوئی گات سڈول ہر عضو بدن سانچے مین ڈھلا ہوا گول مختصر یہ کہ جان آفاق دلبری مین طاق بصد کرشمہ و ناز پہاڑ پر آکر اتری شاہ جادوان کو تسلیم کی نذر دی ملکہ سلیمان نقلی نے غلغلہ سُنا تھا کہ ہر ایک کہتا تھا صاحبزادی ہماری ملکہ کی آتی ہین پس اُسکو دیکھ کر سمجھا کہ یہ اس ساحرہ کی جسکی تو صورت بنا ہے بیٹی ہے یہ سمجھ کر اُٹھا اور اس ماہ تابان فلک حسن کو گلے سے لگایا بلائین لین دعائین دین اُس نے بھی بہت ادب کیا اور بادشاہ طلسم اُسکو بہ نگاہ محبت دیکھنے لگا اسنے بھی اٹھلا اٹھلا کر باتین کرنا شروع کین اور کہا اے بادشاہ اس کنیز نے سُنا ہے کہ عمرو کا بیٹا مارا جاتا ہے اس لحاظ سے مین بھی حاضر ہوئی کہ جا کر اُس کے قتل مین شریک ہون تا کہ مجکو بھی ثواب حاصل ہو چنانچہ ایک خنجر مین بھی مارونگی شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ سب ساحر ہوشیار ہو جائین اب مین اس عیار کو قتل کرتا ہون ہر سمت سب مستعد اور ہوشیار ہو کر استادہ ہوئے اور شاہ تیغہ بکف کر پلنگ کے پاس گیا جادر ساحر نے کے اوپر سے ہٹا کر تلوار کو تولکر دو قدم پیچھے ہٹا جھپٹ کے اس زور سے ہاتھ مارا کہ گردن صحنی کٹ کر پلنگ کٹا اور تلوار نے زمین پر آ کر بوسہ دیا اسکے قتل ہوتے ہی ایک آواز مہیب آئی اور آندھی چلی بیجو بکٹ بولی کی صدا پیرون نے دی پھر ندا ہوئی کہ افسوس مارا ملکہ سلیمان جادو کو شاہ جادوان کی یہ صدا اُسنکر عجیب حالت ہوئی رنگ رخ سفید ہو گیا پہلے اتنا تو کہا کہ ارے یہ کیا ہوا پھر تو تھر تھر کانپنے لگا اندھیرا چالاک جب اندھیرا ہوا تو نعرہ کر کے ایک سمت کو بھاگا شاہ جادوان کو وہ ندامت ہوئی تھی کہ بیخود ہو گیا تھا اسکا تعاقب کون کرتا یہ تو اس پہاڑ کے کسی گوشہ مین چھپ رہا اور وہان اختر چشم کھڑی ہو کر پیٹنے لگی کہ اے بادشاہ یہ کیا کیا کہ میری مان کو مار ڈالا بادشاہ کہے تو کیا کہے چپ بدن کاٹو تو لہو نہین اور تمام کنیزین پچھاڑین کھا کھا گرین ہائے ملکہ وائے ملکہ ارے یہ کیا غضب ہو گیا یہ بادشاہ موا کیا آیا تھا کہ ملک الموت آیا تھا ارے اس جلاد بے جمشید کی ماریہ ایسا اندھا تھا کہ اپنے پرائے نہ پہچانے کنیزین تو اس طرح برا بھلا کہتی تھین اور اختر چشم اپنی مان کے لاشہ سے لپٹ کو بین کر رہی تھی کہ ہے ہے میری نازون کی اُٹھانے والی افسوس مجھسے محبت جتانے والی میری پالنے والی تو کدھر گئی ہائے ملکہ سوکھے مین سلایا آپ گیلے مین سوئی کس ناز و نعمت سے

مجکو پالا اب مجکو امان تنہا کر گئین میری خبر کون لیگا کون میری ناز برداری کریگا اے امان مجکو بھی اپنے پاس بُلا لو بیٹی اکیلی ہے اسکے سر پر ہاتھ رکھو شاہ طلسم نے جب یہ جزع فزع دیکھی تلوار بڑھ کر ملکۂ مذکور کے ہاتھ مین دی اور کہا اے ملکہ تم اپنی مان کے عوض مجکو قتل کرو یہ کہکر گردن جھکا دی ملکہ سمجھی کہ یہ حاکم ہو کر عذر کرتا ہے اسکی خاطر ضرور ہے یہ سمجھکر گویا ہوئی کہ اے بادشاہ آپکی خطا اسمین کچھ نہین یہ بھی میری قسمت کا لکھا پورا ہوا اور امان کی قضا آکر برابر ہوئی تھی شاہ نے فرمایا تو اب مین جاتا ہون یہان ٹھہرنا مجکو دم بھر دشوار ہے تمھارے لیے بڑا رتبہ دو مرتبہ کرونگا تم رنج نہ کرو ملکہ نے کنیزون کو گھُڑکا کہ خبردار جو کسی نے شاہ کو کوئی کلمہ بد کہا کنیزین خاموش ہوئین لیکن ہزارہا عورت یہان بھی کس کس کو منع کرتی زبان خلق کس نے روکی ہے غرض بادشاہ ندامت زدہ اُڑکر یہان سے روانہ ہوا ادھر **چالاک** جو کسی گوشہ مین مخفی تھا اس ہنگامہ مین پہاڑ سے اوتر کر جانب طلسم روانہ ہوا یہان مرنے سے **سلیمان جادو** کے اُس پہاڑ کی رونق اور بہار برباد اور خزان رسیدہ ہوئی ابر غم ہر ایک کے دل پر چھا گیا نخل ہر ایک چوب تابوت نظر آتا تھا صدائے طائران خوش الحان نوحہ و شیون تھی سیہ پوش جعفری گلشن تھی سنبل بزنگ سودائیان پریشان گل ہر ایک چاک گریبان دیدۂ نرگس پتھرائے ہوئے حسینے جوشش غم سے جوش مین آئے ہوئے سبزہ پامال حسرت و غم بلبل کی جان پر خزان کا ستم شاخون نے ٹوپیان شگوفون کی پھینکدی تھین جنبش صبا سے سینہ زنی کرتی تھین وہ آرائش و نہ پیرائش سب خاک مین ملی تھی ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بموجب **ابیات**

بسان گل کسو نے جیب کی چاک
نہ حرص اسکی رکھے ہے سازِ نہ برد
لگا مت دل کو بلبل اس چمن سے
حباب اُٹھ جلے ہے بھر کر دم سرد

کرے تھا جون صبا سر پہ کوئی گرد
گئے یان سے وہ محبوبان رعنا
نظر جو آج سبز آوے سو کل زرد

عجب گلشن ہے یہ لیکن کسی سے
گل نو رستہ آگے جنکے تھا گرد
لب جو پر سے جسکی کھلتی ہے آنکھ

فی الجملہ بعد گریہ و زاری لاش اُسکی بیٹی نے اُٹھوائی اور انتظام قلعہ داری مین مصروف ہوئی اُدھر **چالاک** جو روانہ ہوا قصد اسنے کیا کہ قلعہ مین جا کر ساحرون کو قتل کرون مگر شاہ طلسم کا ساتھ خیال کیا کہ چھوٹ جائیگا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ طلسم بہت بڑا معلوم دیتا ہے اگر ٹھہرتے چلو گے تو برسون مین لشکر مہرخ تک پہونچو گے پس مارتے لوٹتے یون ہی چلے چلو یہ سوچتا ہوا صورت بدلے چھپتا ہوا چلا جاتا تھا اور **افراسیاب** رنجیدہ با دل بیتاب و بر اضطراب اُڑتا ہوا روانہ تھا دل سے کہتا تھا کہ اے شاہ خود کردہ را درمان نیست تونے افسوس اپنے ہاتھ سے **سلیمان** کو قتل کیا اسی رنج و غم مین آتے آتے قریب ایک قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ لال دو گل جل رہا ہے طائران سحر اُڑ رہے مین اژدھون پر کا تھرے کھنچے ہین تین لاکھ ساحر اسباب ساحری لیے آمادہ سفر ہین بادشاہ بارے دریافت حال قریب آیا یہان کی مالک ایک ساحرہ ملکہ **شعلہ حشیم گوہر دندان جادو** نام ہے نہایت ذی احترام ہے عین شباب جوانی کے دن ہین نہایت کمسن ہے رشک پری غیرت بخش ماہ و مشتری ہے مردمک چشم انسان جان خوبان جہان حشر خرام و آفت جان ہے گلبدن غیرت دہ نسرین و سمن اور غنچہ دہان لب جان بخش پر سب اہل عالم مرتے عیسی بھی اُسکی مسیحائی کا دم بھرتے **مسدس**

حلقۂ میم دہن کو دل ارمان کہیے
قد بالا کو بجا ہے الف جان کہیے

یاد گیسو کو بلائے سر یاران کہیے — لام ظلمات ہے وہ زلف پریشان کہیے

کس طرح عاشق شیدانہ ہمارا دل ہو — کسے ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو

گذر اسکا جو کبھی جانب دریا ہو جائے — جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جائے

کبھی بتخانے مین آئے تو تماشا ہو جائے — کعبہ سان خلق کا مسجد و کلیسا ہو جائے

برہمن دیکھ کے گردون کو کہے واہ رے مین — بت بھی بتخانے مین بول اٹھے کہ امڈرے مین

وہ نازنین بھی جھولا سحر کا گلے مین ڈالے تخت پر سوار سب فوج کے ہمراہ جایا جاتی ہے شاہ رد ہوئے ہوا سے نیچا ہوا درخت جھومنے
لگے غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ آئے ملکہ مذکورہ جلد نذر لیکر تخت سے اتری شاہ کو آداب بجا لا کر نذر دکھائی بادشاہ نے ہاتھ رکھ دیا
کہ نذر معاف کی ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر آج قیام کرے شہنشاہ تشریف لائے ہین انکی خدمت واجب ہے لشکر بموجب حکم بیرون قلعہ
اترا خیمہ و بارگاہ نصب ہو گئے ملکہ بادشاہ کو سوار کر کے اندر قلعہ کے لائی شہر بہت آباد تھا دلچسپ بستی تھی رعیت فرط عشرت سے
ہنستی تھی عمارتین پتھر کی نہایت مصفا اور رفیع تعمیر ہر مکان وسیع خوبی مین پری کی تصویر در و دیوار منقش و رنگین کمرون کی
مثل عروس تزئین کہ بیت ہر سنگ اندر عکس کواکب بوقت شب ÷ در چشم روزگار ز ترصیع بہتر ست ÷ شاہ طلسم سیرکنان
عمارات شاہی مین تشریف فرما ہوا ملکہ نے ایک خانہ باغ مین لا کر ایوان رفیع مین مسند پر تکلف پر بٹھایا چنگیر و گھڑے عطر دان
سامنے رکھے ساقیان مہر طلعت رقاصان ناہید صورت کو بلایا جام مے گلفام شاہ کو دیا ناچ سامنے ہونے لگا بادشاہ
کا کچھ غم بادہ خواری سے غلط ہوا اسوقت باب تکلم وا کیا کہ اے ملکہ یہ لشکر کس لیے مسلح کرایا تھا کہان جانیکا ارادہ تھا کیا
کسی ناظم سرحد دار سے کچھ بگڑ گئی کیا ہوا ملکہ نے عرض کیا کہ اے شہریار حضور کا حال سنتے سنتے کلیجہ پک گیا لونڈی نے ارادہ
کیا تھا کہ چلکر مہرخ کو غارت کر دون شاہ جادوان یہ سنکر رونے لگا اور کہا آہ تم سب رفیق ہماری اعانت و حمایت کرنے کا
ارادہ رکھتے ہو مگر افسوس کہ رہرو ملک عدم ہوتے ہو ابھی یہ سانحہ میرے ہاتھ سے گذر گیا یہ کہہ کر تمام ماجرا سلیمانی پہاڑ
کا کہا پھر مستفسر ہوا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا حال کس سے سنا ملکہ نے پرچے اخبار کے سامنے منگا کر ڈال دیے کہ روز یہ اخبار
آتے ہین اور انھین پرچین کو دیکھ کر مجکو تاب نہ رہی آج چلی تھی کہ حق نمک سے ادا ہون اے بادشاہ ساحرون کا مارا جانا
عیارون کی عیاری کرنا مصور کا شکست کھانا ملکہ صنعت کا آنا اور لڑائی کا بگڑنا اور نمک حرامی ملازمون کی اخبار سے
معلوم کر کے مین نے خیال کیا کہ چلکر سزاے معقول نمک حرامون کو دون یہ باتین ملکہ کر رہی تھی کہ اس کے لشکر کے دو سپہ سالاران
نامور حاضر ہوئے قاز جادو و توسن جادو انکے نام تھے انھون نے آکر شاہ کو نذر دی تسلیم کی اور کہا اے بادشاہ
ہم سب آپس مین قسم کھا چکے ہین کہ بغیر قتل کیے نمک حرامون کے باز نہ آئین گے اب ہم کو رخصت ہی کرنا بہتر ہے شاہ نے کہا
جمشید تمھارے ارادے کو پورا کرین اگر یہی ارادہ ہے تو جاؤ سپرد یونے دو سخداؤن کے کیا تھا تمھارا حامی و مددگار رہے۔
جب ملکہ نے اجازت جانے کی پائی اس دن اور تمام رات دعوت و مدارات مین بادشاہ کی مصروف رہی جب دوسرے
روز نقاش بہار نے رنگ طرازی ورق سپہر بنور خورشید کی فرمائی کہ بیت اٹھی محفل سے شمع بزم فروز ÷ ہوا پیدا اک
پروانہ مین سوز ÷ ہنگام سحر نقارہ کوچ کا بجا ملکہ بادشاہ سے رخصت ہو کر لشکر مین آئی نفیر سحر بجائی ساحر طائران سحر

پر سوار ہوئے بردے ہوا تین لاکھ کا لشکر چلا دل عالم مین تہلکہ پڑگیا بادل جادو کے دنیا مین چھائے بیرون کے غل سے کان جھنا گئے ایک ایک ساحر مثل بلائے سیاہ اژدر پر سوار ما تھے پر تصویرین خوک کی بنائے کالی صورت دانت نکالے آفت کے سب پرکالے جھنڈیان ہاتھ مین لیے سحر طرح طرح کے کیتے روانہ تھے تخت پر شعلہ چشم آگ نگاہ گرم سے صحرا مین لگاتی جاتی تھی یہ تو ادھر گئی مگر بادشاہ اسکے قلعہ سے اور سمت روانہ ہوا اُسکو یہ منظور ہے کہ ایسا کچھ بند و بست کرتا چلوں کہ جاتے ہی عمرو کو قتل کرون چنانچہ حال اسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا شعلہ چشم کا سنیئے کہ بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی اُسنے جب اُسکے آنے کی خبر سُنی ملکہ شگوہ زرین قبا و شہاب جادو وغیرہ ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا یہ جا کر راہ مین اُس سے ملے اور باعزاز تمام لیکر آئے اسنے آکر دیکھا کہ دس بارہ لاکھ کا لشکر پڑا ہے ایک جانب مصور اُترا ہوا ہے ایک سمت ملکہ حیرت کی بارگاہ ہے اور سردارون کے لشکر پڑے ہین کچھ فوج صنعت کی اُتری ہوئی ہے گو وہ اس مقام پر نہین ہے دریائے خون روان موج مار رہا ہے ایک دیوار طلائی کھنچی نظر آتی ہے بارہ ہزار برج بنے ہین بارہ ہزار پریزادین شہنائیان منھ سے لگائے کھڑی ہین گھنٹے گھڑیال بجتے ہین ایک بارگاہ مخمل سُرخ کی استادہ ہے وہی دیوار سرحد طلسم ہے اُس طرف اندرون طلسم ہے یہ بارگاہ زیر دیوار طلسم استادہ ہے جو تمام جواہر دوز ہے اور جملہ اسباب اسکا جواہر نگار ہے قندیلین یاقوت اور زمرد کی لٹکتی ہین بارہ ہزار دنگل بچھا ہے باہر طلسم کے شاہ جس سے ملاقات کرتا ہی تو اسی بارگاہ طلسمی مین بیٹھتا ہے یہ سب سامان شعلہ چشم نے دیکھا اور دل سے کہا باوجود اس عظمت و شان کے فتح شہنشاہ کی نہین ہوتی یہ کیا سبب ہے غرضکہ یہ بارگاہ حیرت مین آکر پہونچی ملکہ کو نذر دی اُس نے خلعت گران بہا دیا اور گلے سے اُسکو لگایا اسکے سپہ سالار بھی آئے یہ دست راست تخت کے بیٹھی چارسو جادوگر پیچھے بیٹھے ملکہ حیرت نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے وہی ماجرا جو بادشاہ سے بیان کیا تھا عرض کیا اور شاہ کا اپنے مقام پر جانا اور اجازت آنے کی دینا کہہ کر بزبانی بادشاہ مارے جانا شیشہ دار و سلیمان کا جو سنا تھا وہ بھی بیان کیا یہ حال جواسیس نے مہرخ سے جا کر کہا کہ اس طرح ایک فرزند خواجہ کے داخل طلسم ہوئے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے آتے ہین یہ خبر سُنکر تمام سردار خوش ہوئے لیکن شعلہ کے آنے سے مہرخ کو تردد ہوا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے پھر آپ ہی کہا کہ خدا مالک ہے وہ کیا کریگی برق عیار بیٹھا ہوا تھا اُٹھا کہ مین ذرا جا کے شعلہ کو دیکھ آؤن مہرخ نے کہا بھیا وہ تدبیر کرو جس سے خوشی حاصل ہو برق نے کہا مین کیا تدبیر کرون خواجہ ایسے مقام پر قید ہین کہ جہان پہونچ نہین اگر میرا وہان گذر ہوتا تو جان لڑا دیتا یہ کہہ کر بارگاہ سے نکلکر ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین آیا یہان بڑا اعظم و شان شعلہ کا دیکھا یہ بھی ایک مقام پر کھڑا ہو رہا اس اثنا مین صرصر عیارہ آئی عیارون کا معمول ہے کہ آتے ہی چار طرف دیکھ لیتے ہین اُسنے بھی چار سمت نگاہ کی برق عیار کو پہچانا اور تاک گئی ادھر اُدھر پھرنے لگی کبھی بیٹھ کر گلوری کھائی کبھی صبا رفتار سے باتین کرنے لگی برق دل سے کہتا ہے کہ عیارہ تجکو دھوکا دے رہی ہے غرضکہ کچھ دیر مین عیارہ نے ایسا غافل تو برق کو نہ پایا کہ جو آپ حملہ کرتی مگر ملکہ شعلہ چشم سے کہہ دیا کہ برق عیار بارگاہ حریف سے آیا ہے وہ کھڑا ہے ساحرہ نے یہ سُنکر رقعہ جمشید جیب سے نکالا برق نے دیکھا کہ عیارہ نے کچھ کہا اُس بد

اُس ساحرہ نے کاغذ نکال کر دیکھا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تمھارا حال عیارہ نے کہہ دیا بس یہ سوچ کر سامنے شعلہ چشم
کے آیا سلام کر کے کہا مین برق عیار فرستادہ ملکہ مہرخ نامدار ہون نامہ لیکر آیا ہون زبانی بھی پیام لایا ہون یہ کہہ کر
نامہ کمر سے نکال کر پیش کیا حیرت نے اُسوقت کہا ارے موے کیا تو ہی نامہ لیکر آنے والا تھا اور کوئی نہ تھا اُسنے کہا مین لایا
تو کیا برائی کی مثل مشہور ہے کہ ایلچی را زوال نیست یہ سنکر صرصر نے آگے بڑھ کر کہا یہی وقت ہے اسکو قید کر لیجیے اس موے
کے پاس نامے بنے ہوے رہتے ہین حیرت نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ یہ قید ہو گیا اور اسنے کہا اے شعلہ
مین نے تمھاری بڑی تعریف سُنی تھی مگر تم تو حد کی بودی ہو کہ بقصور مجکو قید کیا آجتک کسی نے قاصد کو نہین ستایا حیرت
یہ سنکر گویا ہوئی کہ موے جوانا مرگ تجکو مین نے قید کیا ہے ارے آجتک جو کچھ کیا تم عیارون ہی نے کیا مہرخ نے کس کو مارا
بلکہ سب ہمارے نوکرون کو تم ہی نے بہکا کر خراب کر رکھا ہے ورنہ وہ ابتک راہ راست پر آجاتے جو نامی ساحر ہماری
حمایت کو آیا تم ہی غارتیون نے اسکو قتل کیا برق نے کہا اے ملکہ پھر اگر یہی دستور قدیم سے چلا آتا ہے جو ساحر نامی تمھاری
طرف آیا ہمنے قتل کیا تو پھر ہمیشہ جو ہوتا آیا ہے وہ آج بھی ہو گا یہ تو عملدر آمد قدیم ہے اور ہم قید تھوڑی رہین گے کوئی دم مین چھوٹے
اور مارا اسوقت تمنے ہم سے دغا کی ملکہ نے کہا ہم دغا باز نہین ہین یہ تمھارا اُستاد ہی دغا باز تھا جو مکر کرنے آیا تھا شہنشاہ
نے قید کر لیا اُنکے تو بڑے بڑے حامی تھے کوئی چھڑانے نہ آیا نہ ملکہ مہرخ آئین نہ بی بہار نہ مخمورہ اور اُنکے علاوہ بڑے
اُن کے طرفدار بران و کوکب تھے وہ بھی بے خبر گمراہ ہوے برق نے کہا سب امر وقت پر موقوف ہین جب زمانہ
اُنکی رہائی کا آئیگا آپ چھوٹ جائین گے ملکہ نے کہا وہ تو چھوٹین یا نہ چھوٹین تم اپنی فکر کرو یہ کہکر حکم دیا کہ ایک پنجرہ فولادی
خاردار لاؤ کہ اسکو اسمین بند کر کے دریاے خون رواں کے اُس پار اندر والا جو دروازہ ہے اسمین لٹکا دیا جاے یہ حکم سنکر صرصر
اپنے دلمین سوچی کہ یہ عیار تیرے سبب سے قید ہوا ہے اور عیار تجکو بہت پریشان کرینگے پس تجکو لازم ہے کہ یہان نہ ٹھہر اپنے خیمہ
مین چلکر چھپ رہ یہ سوچ کر اپنے خیمہ مین چلی گئی ادھر ملازمان حیرت قفس لینے جو بارگاہ سے نکلے راہ مین ہر ایک سے بیان
کیا کہ ایک عیار اور قید ہوا ضرغام عیار بعقب برق فکر عیاری مین یہان آیا تھا اسنے بھی سنا اور سمجھا کہ برق
پکڑا گیا پس بہت جلد الگ جا کر صورت اسنے صرصر شمشیر زن کی ایسی بنائی کس لیے کہ اُسکو بارگاہ سے جاتے دیکھا
تھا پس جب عیارہ کی ایسی شکل بن چکا ایک کنٹھا یاقوت سرخ کا گلے مین پہنا کہ جسکی ضیا سے تمام سینہ سرخ معلوم دیتا تھا
اور تمام بانے عیاری کے جسم پر لگا کر جوڑا ترچھا باندھ کر گات کو تن کر اُبھارا سینہ کا دکھاتا تیغچہ تولتا ہوا ہمہ تن چشم
بنا ہوا بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا عیار تو قید ہوا ہے اسکو چھوڑ کر کہان گئی تھی یہان موجود رہنا چاہیے اس نے کہا
اے ملکہ مین باہر اس لیے گئی تھی کہ کوئی اور عیار نہ آنے پائے کچھ دور جو لشکر سے بڑھی شہنشاہ کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے
تشریف فرما ہین مین نے پاس جا کر تسلیم کی اور پوچھا کہ حضور یہان کیون بیٹھے ہین فرمایا کہ مین طلسم کی گردآوری کر کے
یہان دم لینے ٹھہر گیا ہون تو اے ملکہ مبارک ہو کہ شہنشاہ اب ملک کی اس طرح خبرگیر ہین پھر شہنشاہ نے مجھ سے
لشکر کا آپکے حال پوچھا مین نے قید ہونا برق کا عرض کیا فرمایا کہ ملکہ ہر چند کہ بڑی منتظمہ ہین لیکن عیار بڑے مکار
ہوتے ہین ایسا نہو کہ پیچ پڑ جائے تو اُس عیار قید شدہ کو میرے پاس لے آ حیرت نے یہ کلمہ سنکر کہا بادشاہ کا اب

فکر ہوئی اب تک غافل تھے گرداوری کرنے لگے ملکہ شعلہ حشیم کہتی ہین کہ میرے مکان پر بھی گئے تھے اچھا تو اس موئے عیار
کو لے جاؤ اور مین بھی جی مین آتا ہے کہ چلون صرصر نے کہا بلا تو ان آپکو تو بلایا نہین اگر آپ کو چلنا ہے تو پہلے مین پوچھ آؤن
پھر آپ چلیے خیر اب اس عیار پر سے سحر اپنا اُتار لیجیے تو مین لیجاؤن ملکہ نے سحر اپنا دفع کر دیا صرصر نقلی نے برق
کو بیضۂ بیہوشی کا مار کر بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ کاندھے پر رکھکر بارگاہ سے نکل یہ جا وہ جا ایک درّہ کوہ مین لاکر پشتارہ
سے نکال کر ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی تو دیکھا صرصر پاس بیٹھی ہے یہ حیران ہوا اُسنے کہا مین ضرغام شیردل
ہون اسنے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کارنمایان تمنے کیا یہ کہکر دونون صورتین بدل کر پھر جانب بارگاہ حیرت
چلے اور یہان آکر علیحدہ ایک گوشہ مین ٹھہرے اس عرصہ مین صرصر اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی کہ دیکھون عیار قید ہوا کیا
یا نہین چنانچہ جب بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا اسے تو پوچھ آئی عیارہ نے کہا مین تو کچھ پوچھ آئی نہ سُن آئی اور آپنے
بھیجا مجکو کہان تھا ملکہ نے کہا اس چڑے کو اب نشہ ہو گیا صرصر نے کہا مجکو تو نشہ نہین ہے وہ جو تخت پر بیٹھی ہین انکو
البتہ نشہ ہے حیرت کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا تخت سے اُٹھ کر مارنے دوڑی صرصر نے کہا بی بی آخر لونڈی نے
کیا قصور کیا جو آپ خفا ہوتی ہین ملکہ نے کہا ارے قحبہ بیسوا تو برق کو لیگئی کہ شاہ جادوان مانگتے ہین مین نے کہا مین بھی
چلون تو کہا تونے مین پوچھ آؤن جب کی گئی ہوئی اب آئی ہے اور باتین بناتی ہے صرصر نے کہا قسم ہے جمشید کی مین آئی
تھی نہ عیار کو لیگئی نہ پوچھنے گئی یہ سُنکر ملکہ نے کہا غضب ہوا کوئی عیار اُس قیدی کو رہا کر کے گیا شعلہ حشیم نے کہا اب بہتر یہ ہے
کہ لشکر حریف غارت کر دیجیے یہ کہکر حکم دیا کہ طشت ذرا صاف کرا دو مین چوکی پر جاؤنگی یہ سُننا تھا کہ برق جلد بارگاہ
کے باہر نکلگیا اور لباس اپنا اُتار کر صورت اپنی خاکروبون کی ایسی بنائی ایک مرزئی گاڑھے کی پہنکر ٹکڑا ایلاس کا کمر سے
لپیٹا لوٹکرا کمر پر رکھا جھاڑو پنجہ ٹوکرے مین رکھ کر منھ مین کپڑا باندھ کر دربارگاہ پر آیا کنیزان شعلہ حشیم نے اُسکو دیکھ کر کہا
اسے مہتر جلد طشت صاف کر بیوی چوکی پر آتی ہین مہتر بیت الخلا مین گیا بارگاہ کے پہلو مین قناتین گھری تھین ملکہ
حیرت کے بیٹھنے کی لگی تھی بڑی آراستگی تھی جیسا کہ بیان ہوا ہے غرضکہ اس مہتر نقلی نے اندر جاکر گرد چوکی کے کمند
کے حلقۂ جال کی طرح لگائے اور یہ ترکیب رکھی کہ جو کوئی پاؤن چوکی پر رکھے کمند کے حلقہ گردن و کمر مین پیچیدہ ہون
بعد اس تدبیر کے طشت بدل کر باہر نکلا اور پشت بر جائے ضرور کے جاکر ٹوکرا رکھ کر بیٹھا اُدھر کنیزون نے اندر جاکر
آفتابہ رکھا اور شعلہ حشیم سے جاکر عرض کیا کہ حضور چوکی پر جائیں وہان اور کنیزون نے مہتر سے کہا ارے ابھی جانا
نہین اُسنے کہا ہم ایک ہی دفعہ فراغت کر کے جائینگے یون ہی تھوڑی ہی جائینگے حاصل مرام شعلہ حشیم
بارگاہ سے نکلکر دامن باندھ کر پائجامہ چڑھا کر چوکی پر آئی جیسے ہی بیٹھی کمند جو اُڑی ساتون بند اُس کے گردن و کمر
و دست و پا مین پیچی ہو گئے اور یہ اونچھ کر چوکی کے نیچے گری اور گلا ایسا گھٹا کہ آمد و شد دم کی بند ہوئی خرخر کرنے لگی
آواز اُسکے غرانے کی باہر لونڈیون نے سنی سمجھین کہ بیوی پادتی ہین اس خیال سے کوئی اندر نہ آئی ادھر
برق نے بھی یہ صدا سُنی سمجھا کہ ساحرہ پھنسی پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اندر آیا اور حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش
کر کے پشتارہ مین باندھ کر پشت ہی کی طرف سے نکلکر چلا راہ مین ساحران لشکر جو پہرے پر تھے اُنھون نے ٹوکا کہ

ارے کیا لیئے جاتا ہے اسنے کہا جو دیا ہے وہ لیئے جاتے ہین پہرے والے نے کہا اس گٹھری مین تو آدمی معلوم ہوتا ہے
اسنے جواب دیا ارے میان چپ رہو اپنے کام سے کام رکھو ناحق نوکری جاتی رہیگی پہرے والا یہ سُنکر قریب آیا اور کہا
ارے کچھ حال تو کہہ کیا ماجرا گذرا ہے مہتر نے کہا میان ملکہ شعلہ چشم نے ایک لونڈی کے سینہ مین مگدر تان کر مارا اُسکے کلیجہ پر لگیا
تڑپکر مرگئی مجھ سے کہا اسکو کسی نالے مین لیجا کر دبا دے اور خبردار کسی سے کہنا نہین اب تم چھیڑ چھیڑ کے پوچھتے ہو
کہو تو لاش یہان رکھ کے مین چلا جاؤن پہرے والے نے کہا بھیا خفا نہ ہو جلد یہ لاشہ لیجاؤ یہ سُنکر برق آگے بڑھا
اور اُس چوکیدار کے پیٹ مین ہول اُٹھا دوڑ کر جمعدار سے کہا کہ ملکہ نے ایک لونڈی کے گھونسا مارا اُس کے کلیجہ مین
لگا مرگئی مہتر کو لاش اُسکی دی وہ پھینکنے ابھی لیگیا ہے جمعدار نے کہا ان خیالون مین نہ پڑو جو ہوا وہ ہوا اُدھر
کنیزون نے آپس مین کہا کہ پائخانہ مین بڑی دیر ہوئی ملکہ آخر کیا کر رہی ہین ایک نے جھانک کے جو دیکھا تو ملکہ ندارد وہین
پھر تو سب اندر آئین ملکہ کو نہ پایا غل مچایا کہ ملکہ کو کوئی پکڑ لے گیا یہ خبر ملکہ حیرت کو ہوئی اُسنے صرصر کو بھیجا کہ دیکھ کیا
سانحہ ہے عیارہ نے آکر پتہ نہ پایا اور حیرت سے جاکر کہا برق فرنگی پکڑ لیگیا ہے حیرت یہ سُنکر گھبرائی
اور قازہ جادو و توسن جادو نے کہا ہم جاکر لشکر مہرخ پر گرتے ہین یہ کہکر باہر نکلے اور نفیر سحر کو دم دیا جلد جلد
کمر بندی ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو بھیجا کہ جلد لشکر مخالف مین جاکر حفاظت شعلہ کی کر کہ وہ ہلاک نہ ہونے پائے
عیارہ صورت بدلکر روانہ ہوئی اُدھر برق جب ساحرہ کو لیکر لشکر حریف سے باہر نکلا صحرا مین آکر پشتارہ سے نکالکر چاہا
کہ سر کاٹ لون بس خنجر کھینچکر جو مارا نوک خنجر کی کر گئی اور ساحرہ پر اثر نہوا اور زمین تھرائی برق سمجھا کہ کوئی آفت
آئی بس پھر اسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور لیکر بھاگا یہانتک کہ اپنی بارگاہ مین سامنے مہرخ کے لایا اور کہا اے ملکہ
مین اس قحبہ شعلہ چشم کو لایا ہون مین نے قتل کرنا چاہا تھا یہ قتل نہو سکی تم مار ڈالو ملکہ نے کہا اچھا مین کام اسکا تمام کرتی
ہون پشتارہ کھولو اسنے پشتارہ کھولا اگر ساحرہ کے پکڑ لانے سے ایسا خوش تھا کہ سوزن اسکی زبان مین دینا یاد نہ رہا نہین جیسے ہی پشتارہ کھولا
ہوائے سرد کا جھونکا از خود آیا اور زمین سرد ہو گئی شعلہ چشم ہوشیار ہو گئی اور اُٹھ بیٹھی دیکھا تو بارگاہ مہرخ کی ہے تمام سالار سردار
جمع ہین ملکہ موصوف سر آرائے سلطنت ہے یہ دیکھکر اسنے نعرہ کیا کہ ارے نمک حرام تمنے مجکو عیار بھیجکر پکڑ بلوایا ہے یہ
کہکر کچھ سحر جو پڑھا کمند جلگئی اور یہ سنبھلکر اُٹھی مہرخ نے ایک نارنج سحر کا اسپر مارا یہ فوراً آیا تو زمین پر مارکر غرق زمین ہوئی
اور تہ زمین پر پہونچکر قلاب زمین کو ہلایا زلزلہ زمین کو آیا جابجا سے زمین پھٹ گئی صدائین مہیب آنے لگین اسوقت
زلزلہ جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ زلزلہ موقوف ہوا اور زمین سخت ہونے لگی شعلہ چشم زمین سے نکلی
مگر اس عرصہ مین صرصر یہان جو آچکی تھی اُسنے چھپکر قازہ جادو اور توسن جادو کو خبر دی کہ جلد چلو ملکہ وہان
تنہا گھر گئین وہ تین لاکھ کا لشکر لیکر برسم لمغیر یہان آپہونچے طائران سحر نے مہرخ کو خبر دی کہ فوج حریف کی آپہونچی
اسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا لشکر بعجلت تمام ادھر بھی مسلح و مکمل ہونے لگا قازہ و توسن تین لاکھ ساحرون نے
آکر گرے تیغ سنبھلنے کی بھی مہلت نہ ملی اہل اسلام قتل ہونے لگے ساحران مطیع الاسلام نے جو پارہ دہ اُٹھالیا
کسی نے جھولا سحر کا گلے مین ڈالا کسی نے دو تین نارنج ہی پائے کوئی تلوار سحر کی لیکر دوڑا کوئی ترسول ہاتھ مین لیکر

چلا اسی طرح ہر ایک آکر بھڑ گیا اُدھر بارگاہ مین جب شعلہ حشیم کو معلوم ہوا کہ فوج میری یہان آ گئی پس یہ بھی
باہر نکل آئی اسوجہ سے کہ اندر یہ گھری ہوئی تھی اُسکے پیچھے تمام سردار بھی باہر آئے اُنکے آنے سے فوج اسلامیان
کو تقویت ہوئی اور بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی ملکہ مہرخ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی نقارہ پر سحر کی چوب پڑی
طائران سحر سر بہ بال دیرانے واکر کے سایہ گستر ہوئے بیردن کے غل سے کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی دُنیا
تہ و بالا تھی رن بولتا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا آتی تھی کہ مارا طائر جادو و اطہر جادو وغیرہ کوان آوازون
سے تمام جنگل ہلتا تھا آندھیان اس زور سے آئی تھین کہ خاکدان عالم برباد ہوا جاتا تھا کسی نے کسی کو جلایا
پھر دریا جاری کرکے اسکے تن سوختہ کو ڈبو دیا آگ لگا کر پانی کو دوڑ تلوار کی بجلی چمکی ابر گھر آیا اندھیرا عالم مین
چھایا سحر نے چشم خورشید فلک مین خاک ایسی جھونکی کہ دیدۂ روزگار مین غبار آ گیا ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا
کو یقین تھا کہ یہ پرانا چھپر آسمان کا اُڑ جائیگا آواز ین ہولناک ایسی آتی تھین کہ اسرافیل بھی گھبراتے تھے یہ دوسرا صور
کس نے پھونکا گیتی تہ و بالا تھی خاک اُڑکر روے ہوا پر ایسی جمی تھی کہ ایک دنیا اور پیدا ہوئی تھی یا یہ کہ زمین
ہنگامہ پردازون نے سر پر اُٹھائی تھی روے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگام تھا کہ **نظم**

لگا کوئی جادو کی کرنے پڑھنت　　کوئی بڑھ کے میدان مین کرتا گرھنت　　ہوا پیچ کھاتی تھی یون بار بار
کہ ہون جیسے درپیش عقدے ہزار　　سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی　　بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
لگائی کسی نے کسی تن مین آگ　　کہین شور برپا ارے سحر جاگ　　کہین ابر گھر کر برستے تھے تیر
کہین کا نور دولیس کے آئے بیر　　کہین سحر کا بحر تھا موج زن　　کوئی کیلتا تھا عدد کا دہن
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا　　یہی وقت جانبازی و جنگ تھا　　اس لڑائی کی سیر دیکھنے کو ملکہ حسرت

بھی گئی لاکھو ساحرون کا لشکر ہمراہ لیکر بلندی پر آکر الگ استادہ ہوئی ہنگامۂ جدال و قتال مین ملکہ مہرخ خوش خصال
نے تخت اپنا آگے بڑھا کر ایک نارنج ملکہ شعلہ حشیم پر ارادہ نارنج آتے دیکھ کر اُڑ گئی اور نارنج جا کر اُسکی فوج پر گرا
ایسا زور اُسمین ملکہ موصوف نے دیا تھا کہ چالیس ساحرون کا سینہ اُسنے توڑا شعلہ حشیم نے روے ہوا پر ٹھہر کر
باران تیر مہرخ پر برسایا اسنے رد سحر پڑھا کہ ہزار ہا پتلا فرولیان سے پیدا ہوا اور تیرون کو قلم کرنے لگا اور ساث
چیزین سحر کی سر مہرخ پر آکر سایہ فگن ہوئین اُسیر بھی ایک تیر سپرون کو توڑکر شانہ پر لگا کہ ملکہ موصوف نے زخم
کاری کھایا جلن اُس زخم مین پیدا ہوئی اُسنے افسون پڑھکر شانہ پر دم کیے کہ وہ جلن مٹی اور لہو بند ہوا
لیکن زخم باقی رہا ادھر ملکہ زلزلہ اور توسن جادو سے مقابلہ ہوا اور اس ملکہ نے ایک ناریل مارا توسن نے
اُس ناریل کو زبردست دیکھ کر پرواز کی لیکن ناریل اُڑے مین اُسکے پانون پر پڑا کہ انگلیان پانچون
اُڑ گئین اسوقت شعلہ حشیم کو غصہ آیا اور زمین پر اُترکر اُسنے دو ہتڑ مارا کہ وائے افسوس اب ہماری یہ لیاقت طلسم مین
رہ گئی ہے کہ ادنیٰ آدمی ہمارے مقابلہ مین آئے رہین بیحد نہین کرتا ساحری کا پوچھنا بیکار ہے کیا خبرداران طلسم مر گئے یہ کہنا تھا
کہ زمین سے غبار اُٹھا اور بونڈرے کی طرح چکر کھاتا ہوا زمین سے چرخ برین تک گیا بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ بہت بڑا

ایک میل فولادی بنا ہے اور اُسمین دریچے بنے ہوئے نظر آتے ہین اُن کھڑکیون مین ایک ایک پتلی مثل زن مہر طلعت کے
استادہ تھی حقیقت مین فلک حسن کی ستارہ تھی مگر ہر ایک پتلی کی آنکھین مثل مشعل روشن تھین اور شعاعین اور شعلے
اُنسے نکلکر گرتے تھے اور چار سمت پھیلتے شعلہ حشتیم گوہر دندان اسی سے اس ساحرہ کا نام ہے کہ سحر آنکھون سے شعلہ
نکلنے کا کرتی ہے چنانچہ اُن پتلیون نے ایسا ڈاٹا لشکر مہرخ کو کہ سبکے دل تھرا گئے ہر ایک پتلی نعرہ زن ہوتی کہ بائید
اے خیرہ سران و تیرہ روزگاران تمنے بہت قدم ادب سے آگے بڑھایا ہے خبردار ہو جاؤ یہ نعرہ کرکے ہاتھ اپنے اُن سبنے
آنکھون پر اپنی رکھ لیے یکایک آواز مہیب آئی اور وہ میل اسقدر دراز ہوا کہ تمام لشکر شعلہ حشتیم کا اُسکے پیچھے ہو گیا
اب اُن پتلیون کی آنکھون سے شعلۂ آتش اسقدر نکلکر بلند ہوئے کہ روے ہوا کہ نارنگیا سائبان چرخ نیلی کا رنگ
سُرخ تھا باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی لشکر مہرخ دلاور جو آگے بڑھا آتا تھا وہ پیچھے ہٹنے لگا ساحران
نامی نکلے سحر کے بنا کر مخفی ہونے لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئین لیکن وہ آتش بڑھنے لگی روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک
نا مہربان نے عجب طرح کی سرد مہری دکھائی کہ خانۂ تن مین آگ ہر ایک کے لگائی اہل اسلام باہم دلسوزی کرتے لیکن
سب گرمجوشی بھول گئے ہر ایک کے دل سے لگی تھی مگر کہان بجھ سکتی تھی شعلہ حشتیم مع لشکر کے الگ جا کھڑی ہوئی
اسکی وہی مثل ٹھیک ہے کہ بھُس مین چنگی ڈال جمالو الگ کھڑی ہوئین آفت عظیم برپا تھی دریاے آتش جوش
مارنے لگا آسمان سے شعلے گر کر پھیلتے تھے یہ پرانا جھونپڑا ازل دنیا کا پھنک جاتا تو کیا بعید تھا اُس آتش کی گرمی
تمام عالم مین پھیلی دنیا ساری دھوین سے لیلی بنی کہ

نظم

تھا ہوا سے تنورِ چرخ یہ گرم
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے
آگ دیتا جہان کو تھا یکسر

تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم
گیا تالاب مین ہر ایک کنول
ابر نیسان سے آگ برسے ہے

ساغر مہر گرم تھا یان تک
کنول کاغذی کی طرح سے جل
شفق آفتاب شام و سحر

مسلمانون نے دست مناجات درگاہ خالق نار و آب مین بلند کی کہ اے حاکم
مخلوقات ببرکت آیۂ دافع ہذا یہ قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراہیم۔ اس آگ کو ہم پر گلزار کردے یہ دعا ان کی
مستجاب ہوئی شعلہ حشتیم سے ملکہ حیرت نے بڑھ کر کہا کہ شہنشاہ کو مار ڈالنا نمکحرامون کا منظور نہین فرماتے تھے کہ
جب اسد اور عمرو مار ڈالا جائیگا اسوقت یہ سب پھر میرے مطیع ہو جائین گے اور حق بجانب شہنشاہ ہے کیونکر
دل انکا چاہے کہ انکو دم بھر مین بلسان حرف غلط مٹا دون جنکو لاکھون روپیہ کھلا کر سایۂ عاطفت مین پرورش کیا ہو کہ
ع ذرون کو فروغ مہر سے ہے ۔ پس لازم یہ ہے کہ ان سب کو قید کرو اور شہنشاہ کو لکھ بھیجو جیسا وہ حکم دین عمل مین لاؤ
شعلہ حشتیم نے کہنا اسکا منظور کیا اور سحر کچھ پڑھا کہ دریاے آتش گرد لشکر یان اسلام ہو گیا اور آگ بھی الگ الگ برسنے
لگی بیچ مین لشکر مہرخ کا آگیا اور جلنے مرنے سے محفوظ رہا خلاق خشک و تر نے رحم فرمایا فی الحال دن بھر یہی ہنگامہ
گرم رہا جب دود آہ اہل اسلام سے زمانہ تاریک ہوا اور شعلہ مہر لرزتا ہوا اس گرمی کو دیکھ کر آتشکدہ سپہر سے نکلکر مغرب کی
بھٹی مین گرا کہ بموجب

ابیات

کہ یعنی وہ لباس نور افشان
زمین جیسے دلھن تھی اسمین پنہان

ہوا میلا کبودی رنگ لایا	بشکل عکس گیسو اُس کو پایا

شعلہ حشیم میدان سے پھری لشکر نے اُسکے پڑاؤ پر آکر کمر کھولی یہ پہلے ہی بارگاہ مین نہ گئی ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آئی سب نے اُسکی بڑی تعریف کی کہا ملکہ کیا کہنا سحر کرے تو ایسا کرے اور یہ نمک حرام کسی طرح رحم کے لائق نہین آپ کل اُنکو قتل کر ڈالیے اسنے یہان آکر نہ شراب پی نہ کچھ راحت کرنا چاہا قلمدان منگا کر عرضیہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ شاہان اس کنیز نے یہان آکر یہ حال نمکحرامون کا کیا اب امیدوار ہون کہ اُن کے مار ڈالنے کی اجازت آپ لکھ بھیجیے تاکہ مین سب کا خاتمہ کر دون اور آپ تشریف لا کر اسد و عمر و کو جو قید مین ہین ہلاک کر ڈالیے تاکہ یہ بکھیڑا جائے اور طلسم پاک ہو جائے اس عرضی کو ایک ساحرہ نور پیرہن جادو کے حوالے کر کے حکم دیا کہ شہنشاہ میرے ملک کے جانب کوہ فیروزہ یا قلعہ سلطانیہ کی طرف تشریف لے گئے ہون گے کیونکہ یہی دورا ہین وہان سے باغ سیب کی زمین بادشاہ سیر کرتے آتے ہین تو ان مقامات مذکورہ پر جا کر تلاش کر کے شہنشاہ عالیجاہ کو عرضی دینا اور جواب لیکر بہت جلد آنا دیر نہ لگانا ساحرہ مذکورہ وہ عرضی لیکر طاؤس سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی لیکن جب یہ چلی تو برق و ضرغام عیار بھی اُسکے ہمراہ ہوئے کیونکہ لشکر مہرخ پر جب آگ برسنے لگی تھی تو یہ لشکر سے بھاگ گئے تھے کس لیے کہ عیار ہنگام آفت اُس مقام پر نہین ٹھہرتے ہین غرضکہ بارگاہ مین یہ دونون عیار بصورت مبدل آکر ٹھہرے تھے اور فکر برائے قتل شعلہ حشیم کر رہے تھے جب نور عرضی لیکر چلی یہ بھی ساتھ ہو لیے اسطرح سے کہ وہ تو اُڑ کر طاؤس پر سوار جاتی ہے اور یہ بطور مخفی نیچے نیچے طاؤس کے جاتے ہین اور ایسا تیز چلتے ہین کہ طاؤس کا اُڑنا اور انکی چال برابر ہے جب بہت دور لشکر سے ساحرہ نکل آئی ایسا کہ بیس کوس پر پہونچی برق نے ضرغام سے کہا کہ جب ہم بارگاہ حیرت مین تھے تو شعلہ حشیم کی زبانی سُنا تھا کہ شاہ طلسم قلعہ سلطانیہ یا فیروزہ کوہ پر ملین گے پس یہ ساحرہ نامہ لیکر وہین جائیگی پھر ایسا نہو کہ کسی مرحلہ طلسم کی طرف یہ جائے کہ وہان ہم جا نہ سکین اس سے بہتر یہ ہے کہ اب اسکو زمین پر اُتار دو اور جو کچھ کرنا ہو وہ کرو لشکر سے بہت دور آچکے ہین اب اسکو ہمرعیار کا گمان بھی نہ ہوگا ضرغام نے یہ تقریر سنکر کہا بہتر جو آپ فرمایئے وہ کرین اسنے کہا اب اتنا چلو کہ اس سے کئی کوس پیشتر جا پہنچین یہ کہکر دونون مثل برق و باد روانہ ہوے اور اُس ساحرہ کے آگے ہوکر صحرا مین ٹھہر کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی دونون نے بنائی مگر خوبصورت جادوگرنیان تھے مانگ مین سیندور بھرا بندی ماتھے پر لگائی سُرخ چُندریان اوڑھین لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سر سے پاؤن تک چاندی کا زیور پہنا پات بالیان کانون مین گلے مین جگنو توڑا طوق ہاتھون مین کڑے بازو پر جوشن پاؤنین کڑے جھانجھ وغیرہ پہنکر ایک سانولے رنگ کی عورت بنا اور ایک گورے رنگ کی ایک کا سن زیادہ ایک کا کم مگر دونون کا حسن نمکپاش جان مجروح فدا جگر عاشقون کی ہاتھوں مین دونون کے مہندی لگی ہوئی کہ بموجب بیت کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا ✦ ان دنون ہاتھون پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا ✦ کاجل دونون کی آنکھون مین لگا ہوا اسکی نسبت یہ کہنا روا کہ شعر کہے ہے

دہر زینت ظالمون پر تیرہ روئی کو ✦ کہ زیب ترک چشم یار سرمہ ہے صفاہانی ✦ زلف چلیپا رخسار پر پریشان ہوکر ہوکر لہراتی تو یہ معلوم ہوتا کہ فوج حبش ملک عرب پر چڑھی آتی بلکہ یہ ثنا اُس زلف کی کرنا زیبا ہے کہ بیت

ناگن کا اُس زلف کی مجھ سے رنگت پوچھو کیا حاصل ✢ خواہ بھی کالی خواہ بیلی اس نے اپنا کام کیا ✢ اسی طرح انکے ہر عضا پر
تیر مژگان کا ان کے دل نخچیر کہ بموجب بیت جا ہی بھرا اُس صف مژگان سے پار ✢ دل تو بڑا سا ہی جگر کر گیا ✢ اس صورت
زیبا پر دونون آراستہ ہو کر باہم کچھ مصلحت کر کے ٹھہرے تھے کہ ساحرہ اُڑتی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئی اُسکو آتے دیکھ کر
دونون نے ایک دوسرے کو گالیان دینا شروع کین وہ جو کمسن تھی اسکو سِن دار نے دوڑ کر پکڑا اور اُسنے بھی اسکے بال پکڑے
دونون مالزادی بیسوا اچھنال کہہ کر غل کرتین ایک کہتی اری قحبہ رہ تو جا مین تیرا کوبے استرے سے سر مونڈونگی تو نے
اچھے گھر بنیا دیا موئی تھتکاری میرے آدمی کے پیچھے بلا ہو کر لپٹی اری تجکو کوئی اور نہ جڑتا تھا وہ دوسری کہتی ہوئی بازارن
تو جب دھگڑے کرتی ہے تو نہین کہتی اور میری پاپوش تیرے خصم سے بات کرتی ہے میرے لاکھون خریدا مین ایسا ہی مجکو
کرنا ہو تو ایک صبح کرون ایک شام کرون اور میری کیا شامت ہے جو تیرے خاوند پر گرونگی یہ تو ہی ایسی ہے کہ میرے
دیو رکے پیچھے پھیل گئی کچھ تیرے میان مین لعل لگے ہین جو مین اپنی آبرو دونگی اُسنے کہا اری چھتیسی مکر تی ہے مین نے
تجکو اور اُسکو ابھی ایک جگہ پکڑا ہے یہ تو کہو وہ بچا بھاگ گئے نہین تو اسوقت دکھا دیتی موئے کو داماد کو تیرا بنا دیتی اُسنے
پھر جواب دیا کہ اری دمدا بیٹی تو کیا مجکو ایک جگہ پکڑے گی نہین ابھی اُس سے کچھ واسطہ تھا تو اب سہی لے دیکھون تو میرا کیا
کرتی ہے یہ کہکر جھونٹے باہم پکڑ کر گھونسے اور طمانچون سے لڑنا شروع کیا اور غل ایسا مچایا کہ نورپیرہن قریب پہونچ چکی تھی
ٹھہر کر انکی لڑائی دیکھنے لگی انھون نے اُسکو دیکھ کر پکار کر کہا حضور ذرا ہمارا انصاف کر دیجیے وہ انکی لڑائی دیکھ کر ہنس رہی
تھی زمین پر اُتر آئی اور کہنے لگی اسے تم دونون کیون لڑتی ہو آپسمین کیون بھڑتی ہو ایک نے کہا سنیئے حضور مین انکے میان کو بلانے
نہین جاتی انکے گھر مین قدم نہین رکھتی پھر یہ مجکو دکھ کیون دیتی ہین وہی مثل ہے کہ اپنے دام کھوٹے تو پرکھیا کو کیا دوس دوسری
نے کہا یہ اسنے سچ کہا لیکن مین آپ سے کہتی ہون کہ جب مجھ سے اس سے بہناپا ہوا اور اسکو مین نے اپنے گھر بلایا جب تو میرے
آدمی نے اسے دیکھا اسکو یہ لازم تھا کہ میرا ہی گھر اجاڑے یہ کٹنون کے پاس جاتی مگر اُس سے نہ بات کرتی اُسنے کہا کٹنون پاس
تو آپ جاتی تیرے ہوتے سوتے جاتے تو موئی بات کرتی ہے کہ گالیان دیتی ہے اب پھر لڑائی شروع ہوئی نور نے کہا سنو بات
سیدھی طرح کرو لڑو نہین اور مجکو تم دونون کی کیفیت معلوم ہوگئی کچھ کہنے کی ضرورت نہین یہ کہکر اس گوری عورت سے
کہا کہ تم اپنے میان کو انسے لگاتی ہو کہ آشنائی ہے سنو میری بو اس پھیڑی سے کیا فائدہ پھر مری جان جو میان تمھارے
گھر بھیجین گے تو جو تم ہوگی وہ کوئی نہوگا یہ بھی چار دان کا ہے چپ رہو دیکھو تو اونٹ کس کل بیٹھتا ہے اُسنے کہا ناصاحب
مین کبھی سوتیا آم نہین لیتی ساجھے کا کام نہین کرتی میرے پڑوس مین دو جورو کا خاوند اگر آ کر رہے تو مین وہ گھر چھوڑ دون
بھلا مجکو اتنی تاب کہان کہ یہ نا جو میرے ہوتے اُس سے اِسمین لسمین مین آگ لگا دون گی انکے منھ کو اس دوسری نے
کہا آگ لگے تیرے منھ کو جھلسا پڑے تیرے گھر مین موئی کے تن مین کیڑے پڑین جمشید کرے کوڑھ ٹپکے جیسا مجکو اسنے
بدنام کیا ہے سب خلق مین رسوا کیا ہے جھنڈے پر چڑھایا ہے سب برادری بھر مین میری ناک کٹگئی دہی جو کہتے نہین
تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو ہوئی سب خلق کہتی ہوگی کہ اب مداری چودھری کی بہو ایسی ہوگئی ایک یار صبح بلاتی ہے
ایک شام کو اسنے جواب دیا کہ اخاہ رنڈی تو نیک بخت تر آنکھ کسی نے نہین دیکھا یہ سلاری کے بیٹے خصم کے جیتے جی مین

بکڑی گئی تھی بدھو میرے ہی یے تو دونے مٹھائیون کے لاتا تھا ایک دن میرے ہی خاوند نے تو آمون کی بغیا مین چھیا سے مجھکو پکڑ لیا تھا آج مین برادری مین بدنام ہوگئی وہ مثل کہتے ہین کہ کوری پیٹھ پیچھنے لگے اُسنے کہا ارے بیٹھ تو کیا میرے ثابت کریگی مین پچاس دھکڑے تو خود تیرے ثابت کردونگی یہ بھشتی کے لونڈے سے کون پھنسا تھا اور وہ چکوے والا میر ہیان (یعنی یہان) آتا تھا اسنے جواب دیا کہ مین تو ہون ہی خراب لیکن تو میرے آدمی سے بات نہ کیا کر اُسنے کہا اب تو مین بدنام ہوئی وہ میان جاتے کہان ہین میرا من منا یئن گے یہ کہکر ملکہ نور کا دامن پکڑا کہ میرا فیصلہ اُس مردسے کرا دیجیے ادھر اس دوسری نے کہا اچھا یا تو یہی رہین یا مین ہون مجکو اس موے سے فارغطی دلوا دیجیے نور نے کہا بی بی یہ کئی دن کا جھگڑا ہے مجھ سے نہ فیصلہ ہوسکیگا مین اپنے مالک کے کام کو جاتی ہون اور کام بھی وہ کام ہے کہ ذرا دیر ہو جائیگی تو نہین معلوم کیا آفت آئیگی موے عیار ایک ہی آفت کے ہین وہ میری ملکہ کو کچھ ستائین اور ضرور ہی ستائین گے کہ ان کمبختون کے دل سے لگی ہوگی سارا لشکر انکا قید ہے یہ جو اُن مصنوعی عورتون نے سُنا کہا آپ کو جاری ایسی ہر کگھڑی بھی اپنے نہین لیجا سکتین ایک عورت نے کہا بھاڑ مین جائے لڑائی چولھے مین جائے قصہ یہ تو آپ بتائیے کہ حضور آئی کہان سے ہین آپنے لشکر کا نام لیا جب مجکو خیال آیا لشکر ملکہ حیرت مین فیروز رجاد و میرے باپ نوکر ہین جنکے بھرسے پر مین میان سے فارغطی مانگتی ہون آپکو کچھ میرے باپ کا بھی حال معلوم ہے اُسنے کہا مین تمھارے باپ سے تو واقف نہین مگر جب سے ہماری ملکہ آئی ہین لشکر حیرت بہت خوش و خرم ہے اسنے کہا آپکی ملکہ کون ساحرہ پارسا ہین اسنے حال ملکہ شعلہ چشم کے آنے اور لشکر مہرخ کو قید کرنے اور اپنے نامہ لیجانیکا شہنشاہ طلسم پاس بیان کیا اس عورت نے ہنسکر کہا کہ اے جمشید شکر ہے تیرا کہ یہ عیارون کے شریک نکحرام سب قید ہوے اس دوسری عورت نے کہا اس بات کی خوشی کیا وہ لوگ ہزار مرتبہ پکڑے گئے اور ہزار دفعہ رہا ہوے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے یہ سب جسدن مارے جائین اُس دن سمجھو کہ فتح ہوئی اور یون تو عیار اپنا کام کرجاتے ہین ساحرہ نے کہا میری ملکہ پر موے عیار ہاتھ نہ ڈال سکین گے اُنکی قضا ہی نہین ہے یہ عورت اس بیان کو سُنکر ساحرہ کے پانون پر گری اور کہا جہان مسلمانون کے قید ہونے کی خوشی سُنائی ہے وہان یہ بھی بتا دو کہ ملکہ کی تمھارے قضا کیون نہین ہے تاکہ دل کو اطمینان ہو اور خوشی زیادہ کرین ساحرہ نے کہا اجی جسے کو مین نہین بیان کرسکتی مجکو حکم نہین ہے اس زن نقلی نے دعائین دینا اور منت کرنا شروع کیا کہ ساحری تمھارا بھلا کرین تمنے ایسی خبر سُنائی کہ دل ہمارا باغ باغ ہوگیا اب اتنا اور بتا دو ہم خوش ہونگے اور کیا کرین گے تم جانتی ہو کہ گانون کی رہنے والی عورت ذات نہ کہین جانے نہ آنے کی کسی سے کہین گے نہین پھر ہمسے چھپانا کیا اُس ساحرہ نے بھی خیال کیا کہ لشکر یہان سے بہت دور ہے اور یہ اگر کسی سے کہیگی بھی تو چار پہر رات کا فاصلہ ہے مین حکم لیکر پھری اور سب باغی قتل ہوے پھر اسکے کہنے سے کوئی کیا کرلیگا یہ سمجھ کر اسنے کہا اے نیک بخت تیری خاطر ہے جو مین بیان کرتی ہون ہماری ملکہ کو اُنکے اُستاد نے ایک تختی بنادی وہ تختی ایک مچھلی کے پیٹ مین ہے اور مچھلی چشمہ سحر مین اور چشمہ سحر بیابان نرگس زار مین جو یہان سے تیس ۳۰ کوس پر جانب شمال ہے بس جو کوئی ملکہ پر فتحیاب ہونا چاہے تو وہ تختی لائے اور اُسکا عکس اُس میل پر کہ جسپر تپلیان کھڑی ہین ڈالے وہ میل برباد ہوجائیگا اور سحر دفع ہوگا پھر اُس تختی کو تلوار سے مس کرکے ملکہ کو مارے یہ کہہ کر فرمایا کہ لو اب مین جاتی ہون تمھارے جھگڑے مین

دیر بہت ہوئی اس زن نقلی نے اپنا دوپٹہ اُتار کر بچھا دیا اور کہا بی بی تمھارے کھڑے کھڑے پانوں تھک گئے ہوں گے
ذرا ٹھہر جائیے دم لیکر چلی جائیے گا نور اسکے کہنے سے بیٹھ گئی اور اُسنے کمر سے بلہر نکالا اُسمین سے گلوری نکال کر اور ایک لائچی
اُسکو دی کہ نوش فرمائیے اُسنے وہ لیکر کھائی حلق سے نیچے اُترتے ہی بیہوش ہو گئی اُسوقت برق نے ضرغام سے کہا
کہ جلد سواری کی تدبیر کرو بیابان نرگس زار یہان سے تیس کوس ہے ہم سے رات بھر مین بھی جایا نہ جائیگا ضرغام
بنا بر حکم اسکے روانہ ہوا اور اطراف مین اس صحرا کے دیہات وغیرہ جو آباد ہین وہان پہونچکر پکارا کہ اے میان کوئی
نوکری کریگا طلسم کی بستیون مین تو جتنے آدمی ہین سحر ضرور جانتے ہین چند آدمی اپنے گھرون سے نکل آئے اور اس سے ملاقات
کر کے مستفسر ہوے کہ بھائی کس کی نوکری ہے کیا تنخواہ ہے اسنے کہا نور پیرہن جادو مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم جادو
بیابان نرگس زار مین جاتی ہین اُنکی کچھ طبیعت یہان کے صحرا مین پہونچکر سُست ہو گئی ہے وہ نوکر رکھتی ہین تخت سحر اپنے
لیے چلو تنخواہ بیش قرار ملیگی تمام عمر کو سرکار ہو جائیگی جیب بھر دیگے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو دو ساحر انمین سے کہ غریب
آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے تخت پر اپنے گھر سے بیٹھ کر اور اس عیار کو بھی اپنے پاس بٹھا کر روانہ ہوے
یہان اس عرصہ مین کہ جبتک ضرغام پھر کر آئے برق نے نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اُتار کر اپنے زیب تن
فرمایا اور رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر کنوئین مین یا کسی
گڑھے مین ڈال دیا اور ایک فرمان ملکہ شعلہ چشم کی جانب سے لکھا مُہر اُسپر ملکہ مذکورہ کی کر کے اپنے پاس رکھا مضمون
اُسکا آگے بیان ہوگا یہ اس صورت سے درست ہو کر بیٹھا تھا کہ ضرغام ساحرون کو لیکر آیا اُن جادوگرون نے ملکہ نقلی
کو بیٹھے پایا تسلیم کے لیے سر جھکایا ملکہ نے فرمایا کہ ہم نے تمھاری پچاس روپیہ مہینہ کیا ہمکو بآرام تمام بیابان نرگس مین پہونچا دو
اور جو کچھ ہمارا کام ہو براہ خیر خواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہونگے تو اور تمھاری ترقی کرینگے ساحرون نے کہا ہم ہمیشہ سرفروشی
اور جانبازی کرین گے اور جو کچھ ہم سے ظہور مین آئیگا حضور ملاحظہ فرمائینگی فی الجملہ نور نقلی تخت پر آکر لیٹی اور ضرغام
بھی ساحر بنا ہوا گوشہ تخت پر آکر بیٹھا ساحرون نے تخت کو بزور سحر اڑایا اور جانب منزل مقصد راہی سحر کے زور سے
طرفۃ العین مین وہ تیس کوس زمین طے ہوئی برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اُترا اور ساحران ملازم شدہ
سے حکم دیا کہ تم کنارے اس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو جبتک ہم نہ آوین قدم آگے نہ بڑھانا نہ یہان سے کسی اور
طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہے سراسر پر آفات ہے مین بحکم شاہ یہان آئی ہون ورنہ جو کوئی یہان آئے گرفتار
آفت ہو جائے وہ ساحر وابستہ حکم تھے ایک درخت کے نیچے تخت لیکر ٹھہرے اور ضرغام و برق آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہے نئی طرح کی بہار ہے چاندنی رات مین نرگس کے پھول کھلے ہین نرگستان کواکب کو
شرماتے ہین دیدہ ثوابت کے مجسم نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجتمع ہین ہر درخت
نہال ہو کر آنکھین ایک دوسرے سے لڑاتا تھا مصروف نظر بازی تھا ہوا سرد چلتی تھی جو کلی تھی وہ یہ پتہ دیتی تھی
کہ کوئی معشوق آنکھین بند کیے سوتا ہے جو پھول زمین پر ٹوٹ کر گرے تھے وہ یہ بتاتے تھے کہ خفتگان خاک آنکھین
کھولے تماشائے عالم دیکھ رہے ہین اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا اشارہ کرتے ہین صفحہ کتاب عالم پر

منشی بہار نے جابجا صاد کیے تھے مضمون رنگین صفت چشم معشوقان مین نئے ایجاد کیے تھے وہ ہوا سے پھولون کا ہلنا معشوقان خوش چشم کا نگاہ کسی عاشق سے پھیر لینا نظر آتا غنچہ خاطر اُس ہوائے فرحناک کو دیکھ کر کھلجاتا یہ عالم وہان کا تھا کہ **نظم**

ہوا کے وصف مین ہن جا کے گر لکھون مین غزل
مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار

زبس ہوا کو تراوٹ نے وان کیا ہے نثار
شرار سنگ مین ہے رشک دانہائے انار

گذر صبا کا جو ہو جاے اس چمن کی طرف
نہو سواے زمرد عقیق وان زنہار

جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش
ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لائے بہار

غرض مین کیا کہون یارو چمن مین قدرت کے
عجب ہے لطف کی اس قطعہ زمین پہ بہار

یقین ہے دل کو اگر ساکنان جنت سے
جو کوئی سیر کرے اُس دیار کا گلزار

زبس تماشے سے آنکھون کو وان نہو سیری
پلک کو موند نا نرگس کی طرح ہو دشوار

بیچ مین اُس صحراے سبز و خرم کے ایک چشمہ آب لصید آب و تاب موجزن تھا فرط صفا و لطافت سے چشمہ آفتاب پر چشمک فگن کرتا رہے وہ بحر کہ خجلت سے جسکی چشمہ خضر ہمیشہ پردہ ظلمات مین رہے چھپا **برق** و **ضرغام** یہ کیفیت دیکھتے جب بیچ صحرا مین پہونچے کچھ طائر اپنے آشیانون سے نکلکر اُڑے اور پکارے کہ اے آنے والو جلد تر اپنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تاکہ ہم خبر تمھاری اپنے مالک سے جاکر کرین **برق** نے اپنے دل مین کہا کہ یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک بھی ہے اب اُسنے تو ہم سے مفصل راز نہین بتایا مگر ہمکو عقل سے کام لینا چاہیئے یہ سوچ کر اسنے جواب دیا کہ اے طائران سحر اپنے مالک کو جاکر اطلاع دو کہ **نور** پیرہن مصاحبہ ملکہ **شعلہ چشم** آئی ہین یہ سنکر وہ طائر اُڑ کر ایک سمت گئے ایک ساحر ملازم ملکہ **شعلہ چشم شمشاد جادو** اس جنگل کا ملکہ مذکور کی طرف سے محافظ ہی اُسنے ایک بنگلہ میں نرگس زار مین صندل کا بنواکر سکونت اختیار کی ہے وہ چبوترے پر بنگلہ کے آگے بیٹھا سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائران سحر نے جاکر خبر آمد **نور** بیان کی وہ خبر سنکر اپنے مقام پر بیٹھا اور قریب **نور** جب آیا تو اُسکو پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ ملکہ **شعلہ چشم** اُسکو دیکھا تھا بس پہچان کر سلام کیا اور کہا اے **نور جادو** تم اسوقت کہان اسنے کہا اپنے مقام پر چلو ذرا دم لیلون تو بتاؤن کہ کس آفت مین مبتلا ہون یہ وہان سے اپنی جگہ پر اُسکو لیچلا **برق** نے اس طرح ادائین دلفریب اور مستی افزا دکھائین کہ دل اُسکا اُسپر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائینچے کلائی پر اس طرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھولدی کبھی ڈوپٹہ ڈھلکا دیا کہ شکم و سینہ کھل گیا وہ سینہ کا ابھار گات کی بہار دیکھ کر دل اُسکا سینے مین ہلنے لگا پیٹ کا کھل جانا اُسمین ناف کا مثل عقدہ سربستہ درپیش آتا تھا وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی حسینہ و جمیلہ عورت ساتھ کہ بمقتضاے **مسدس**

ہوئے اُس قامت دلکش پہ قیامت صدقے
سرو جنت بھی اُسے دیکھ کے غش کھاکے گرے

پائینچے تھام کے چٹکی مین وہ جسوقت چلے
ہوگے بیہوش گرین پریون کے گرہو مین پرے

یہ ہوا اُس زہرہ جبین ماہ لقا پر جوبن
صدقے جوبن کے ستارون پہ ہو سورج کی کرن

جانفزا ہو دم رفتار صدائے خلخال	وضع مستانہ ہوا اور اسیہ ہوا اک ناز کی چال
پانوں وہ ناز سے جس جا پہ رکھے بدر کمال	خاک اُس جاے کی لیجاے پری آنکھ مین ڈال
اتفاقاً کہین وہ نقش قدم دیکھو تم	آئینہ پھر نہ کبھی تا بعدم دیکھو تم

غرض اُس نقش مراد کو شمشاد بنگلہ کے چبوترے پر لایا مسند پُر تکلف پر بٹھایا گلابی شراب سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ **بیت** مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف ✤ مائل کیا دل اُس ستم ایجاد کی طرف ✤ اس شعبدہ پرداز نیرنگ حسن نے ہنس کر جواب دیا کہ **شعر** زندگی کیون نہو دے تجھے بشاق ✤ یار بے اعتنا و دل مشتاق ✤ اسی طور حسب مصداق **بیت** یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوے ✤ اسی لطف سے یہ تو بیدم ہوے ✤ اسی گرمجوشی مین **نور** نے کہا ہم تو جاتے ہین جمشید بلائیگا تو پھر ملین گے ملکہ **شعلہ چشم** مقابلہ مین **مہرخ** کے گئی ہین وہان عیار زبردست ہین بس ملکہ کو یہ خیال وہان پہونچ کر آیا ایسا نہو کوئی جا کر لوح چشمہ سحر سے لے آئے میری قضا بُلائے مجھے سادہ لوح بنائے اس امر کو سوچکر بھیجا کہ جا کر تو لوح چشمۂ مذکور سے لے آ چنانچہ مین چشمہ پر جاتی ہون اُسنے کہا اے ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالو گی اسنے کہا مردوے تو باتین بہت نہ بنا چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ مین کیونکر لوح لیتی ہون اُسنے کہا تم جاتی ہو تو ہم کو کیا کہے جاتی ہو ہم یون ہی رہے ایکبار تو وصل سے شاد کرتی جاؤ اسوقت اس کافر کیش نے ہنس کر کہا **فرد** اب رہوگے اسی تمنا مین ✤ منھ دھو رکھو اپنا دھو کر گڑھیا مین ✤ یہ کہہ کر اُٹھی تھی کہ شمشاد نے اُٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے ترک ستمگر تجھکو ملکہ نے لوح کا کیا پتہ بتایا ہے اسنے جواب دیا کہ خوب کیا مجھکو تو نے اوپری آدمی بنایا ہے لوح شکم مین ماہی کے ہے کیا مین جانتی نہین ہون اُسنے کہا تو کس طرح تم ماہی کو پاؤگی کچھ نشانی ملکہ کی تمھارے پاس ہے اسنے کہا اے شخص تو نے ڈیڑھ پہر باتون مین لگا کر اور زیادہ دیر کی میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی فرمان ہے اُسنے کہا وہ فرمان مجکو دو مین لوح تمکو منگا دون اسنے وہ فرمان جو بنایا تھا کمر سے نکال کر اُسکو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ساکنان بیابان نرگس زار بلور پیرہن میری مصاحب وہان آتی ہے اسکو تختی دیکر جلد روانہ کرنا مہر اُسپر **شعلہ چشم** کی دیکھ کر اور یہ مضمون پڑھ کر **شمشاد** اُٹھا اور **نور** بھی اسکے ساتھ ہوئی دونون کنارے چشمہ کے آئے **شمشاد** نے کچھ سحر پڑھا کہ پانی نے اس چشمہ کے جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر بدر کیا ہر فلس اُسکا مثل انجم آسمان چمکتا تھا اور برنگ نیر تابان سارا جسم دمکتا تھا قامت اُسکا بہت ہی بہت دراز تھا برج حوت پر اُسکو ناز تھا پس اس مچھلی سے اس ساحر نے کہا کہ اے **ماہیان جادو** ملکہ **شعلہ چشم** نے لوح مانگی ہے اب یا تو انکی قضا آگر برابر ہوئی ہے یا وہ فتحیاب ہونگی لوح یہان سے جائیگی وہ دشمن کے ہاتھ آئیگی لوح کا جانا یہان سے اچھا نہین لیکن ہمتو اُنکے وابستہ حکم ہین تم لوح دیدو اُس مچھلی نے کہا تمکو کیا ہی آگاہی ہے کہ ملکہ نے لوح مانگی ہے اسنے جوابدیا کہ فرمان انکا لیکر یہ نور پیرہن جادو انکی آئی ہے یہ سامنے موجود ہین اس کلام کو سُنکر اُس مچھلی نے انگڑائی لی اور لوح اُگل دی **نور** نقلی نے دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی ایک طلسم نجف سبز اسپر کندہ ہے پڑھا نہین جاتا ہے اسنے اُس لوح کو لیکر گلے مین پہنا اور ہمراہ شمشاد چبوترے پر آیا یہان **ضرغام** نے انکے بعد جانے کے تمام شراب مین بیہوشی ملا رکھی تھی اور چپکا بیٹھا تھا جب یہ دونون آئے اُسنے اشارہ **برق**

سے کیا کہ میں اپنا کام کر چکا ہوں برق اسکا اشارہ سمجھا اور منہ سکر ساحر سے کہا کہ ارے موے اب تو مجکو جانے کیوں
نہیں دیتا آخر تیرا مطلب کیا ہے اسنے جواب دیا کہ اب واسطہ جمشید کا نہ ترسا او بت ترسا اور اسپے سے لپٹ جا اسنے کہا
ہر دمے ذرا حواس میں آؤ صاحب مین لوح لینے گیا تھا انگوستی سوجھی جسمین ملکہ لاکھ برس اب جہان وہ مجکو بھیجا کرینگی وہان کے
لوگون کی میں جورو ہونگی تم خوب مزے میں آئے کیا کیا ہنسنے کہنے لگے ساحر یہ باتیں سن کر منتیں کہنے لگا پاؤں پر سر دھرنے لگا اور
گویا ہوا کہ بیت دلکو ٹکڑے نہ کرائے آئینہ رو ہاتھوں ہاتھ :: جنس یہ وہ نہیں جو ہوئے رفو ہاتھوں ہاتھ
اُسکی منت کرنے سے یہ عیار مسکرایا اور جام شراب سے لبریز کرکے اُسکے منہ سے لگایا وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوئی ہے
وہ ساغر بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہ ارے یہ کیا تونے پلا دیا اُٹھنا تھا کہ مارا طمانچہ بیہوشی نے سر سے
پانون اور برق نے قتل کرنا اسکا اسمقام پر مناسب نجانا کہ صحرا تمام سحر سے بھرا ہے تیشہ سحر موج مارتا ہی مبادا
تم اسیر بلا ہو جاؤ اور لشکر تمہارا کام آجائے لوح لیکر تم نہ پہونچ سکو بس بدین مصلحت اُسکو اور بھی زیادہ تر بیہوش کرکے اندر
بنگلے کے لیجا کر لٹا دیا اور باہر سے آکر دروازہ بند کرکے اپنا راستہ لیا کنارے اُس نرگس زار کے پہونچکر تخت اپنا ساحرون
سے طلب کیا وہ تخت لیکر حاضر ہوئے یہ دونون تخت پر بیٹھکر حکم فرما ہوئے کہ جلد ہمکو لشکر حیرت میں لیچلو کہ وہین ملکہ
شعلہ حشیم ہیں ہم انکا کام پورا کر چکے ساحر تخت اڑا کر حسب الحکم روانہ ہوئے اس اثنا میں وہ ہنگام آگیا کہ لوح زرین آفتاب
کو ماہی مشرق نے اُگلا اور شراب سرخ شفق سحر نے ساحر شب بیہوش کیا کہ نظر گئی ظلمات شب مطلع ہوا صاف ::
نکل آیا ورق گردون کا شفاف :: ہوا نخل سحر جبدم ہویدا :: ہوا اُس سے گل خورشید پیدا :: تخت ان عیارونکا کہ ملازم
ثانی سلیمان میں بڑے ہوا میں سن سن اڑتا ہوا نسیم سحری سے باتیں کرتا جاتا تھا کچھ ہی عرصہ میں قریب لشکر مہرخ نامور
پہونچا اُسوقت انہنے تخت زمین پر اُتروا کر ساحران نو ملازم سے کہا کہ اب تمسے صاف حال کہا جاتا ہے کہ وہ ہم عیار
طرفدار ملکہ مہرخ ذی وقار ہیں نور جادو نہیں ہیں لشکر ہمارا آتش سحر میں محصور تھا اسوجہ سے ہم بیابان نرگس میں ایک
کام کو گئے تھے اب تمکو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار کرو ورنہ اپنا راستہ لو تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا
اس سبب سے ہمنے تمکو قتل نہیں کیا ورنہ ہم ساحر کو مار ڈالتے ہیں یہ مضمون سنکر ان ساحرونکے حواس منتشر ہوئے کہ کیا
زبردست لوگ ہیں آخر کچھ سوچکر عرض پیرا ہوئے کہ ہم آپکے مطیع فرمان ہیں جو آپنے فرمایا ہمکو بدل قبول و منظور ہے
اسنے انکو اُمیدوار مراحم و بہبودی فرما کر حکم دیا کہ اب تخت کو میرے لشکر حیرت میں لیچلو وہ سحر خوان ہوئے کہ تخت روانہ
ہوا ضرغام تو یہان سے علیحدہ ہو گیا اور اُسکا تخت چلا یہان ہنگام سحر ملکہ حیرت سریر حکومت پر آکر بیٹھی تھی شعلہ
حشیم بھی اُسکی بارگاہ میں آئی تھی سردار جمع ہوتے جاتے تھے ذکر ہو رہا تھا کہ نور پیراہن ابھی تک نہیں پھری دیکھیے
شہنشاہ کیا حکم دیتے ہیں اسی تذکرہ میں یکایک غلغلہ ہوا کہ نور جادو آئیں لوگ دوڑے نور بھی دربار گاہ پر تخت سے
اتری اسکی کنیزیں جو یہان تھیں باہر نکل آئیں اور خوشی کرنے لگیں کہ بی بی آئیں ہاتھوں ہاتھ اُسکو اُتارا یہ اُتر کر اندر
بارگاہ کے آئی اور شعلہ حشیم و حیرت کو تسلیم کی پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کا کمر سے نکالکر ملکہ شعلہ حشیم کو دیا اسنے
پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ ہم تم سے بہت خوش ہوئے کہ تمنے مکاروں کو سزا دی ہر چند کہ سب باتیں لائق رحم ہیں

کہ میرا دل اُنکے قتل کو نہین چاہتا ہو لیکن اب کلیجہ پک گیا تاب ضبط نہین ہو اسلیے کہ تمکو اجازت دی جاتی ہو کہ کام
اُن سب کا تمام کر دو اور نام و نشان ہر ایک کا صفحۂ ہستی سے مٹا دو یہ مضمون پڑھکر شعلہ حشیم بہت خرسند ہوئی اور حیرت
کو وہ نامہ دیا اس نے بھی پڑھا پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے کمر بندی ہوئی یہ بھی باہر نکلکر سوار
ہوئی حیرت کو بھی اپنے ساتھ لیا اب پھر وہی ہنگامہ افروزی کا زمانہ آیا لشکر ذنگا چلنا نفیر و کرنا کا بجنا باجون کا غل
ہائے ہو کی صدا ابر سحر کی نیرنگیان ظاہر طائران سحر کا اُڑنا عجب غلغلہ برپا تھا اسیطرح میدان جنگ مین پہونچکر
پشت میل پر تمام لشکر اپنا شعلہ نے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا کہ اب مین سبکو غارت کرتی ہون اسنے کہا مین تو ہمیشہ
سے یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچار تھی اچھا تم اپنا کام کرو اسنے یہ سُنکر چاہا کہ سحر کرے اُسوقت نور پیرہن جو
اپنی کنیزون سے طاؤس بنوا کر سوار ہوئی تھی اور برابر ملکہ مذکور کے استادہ تھی ملکہ سے گویا ہوئی کہ آپ کیون تکلیف
فرماتی ہین مین سبکو ایک آن مین قتل کیے ڈالتی ہون یہ کہکر طاؤس اپنا کنیز سے کہکر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا کہ آپ
میرے ساتھ آئیے وہ اسکے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اُس میل کے آئی اور عرض پیرا ہوئی کہ میرے سحر سے ملاحظہ
فرمائیے گا کہ کیا آفت آتی ہو ایک تو زندہ نبچے گا نہین اب حضور ایک کام کرین کہ گھڑی بھر گردن جھکا کر اور آنکھین
بند کر کے استادہ ہون پھر جو آنکھین کھولیئے گا تو نیا تماشہ دیکھیئے گا ملکہ اسکے کہنے سے آنکھین بند کر کے گردن جھکا کر
کھڑی ہوئی اسنے تختی کمر سے نکالکر خنجر پر مس کی اور اُس میل کے قریب جاکر عکس تختی کا اُس پر ڈالا ایکبارگی صدائے
مہیب آئی کہ تمام لشکریون کے دل دہل گئے اور وہ میل جسطرح پہلے غبار کا بنا تھا ویسے ہی بگولے کی طرح چکر کھاتا
جانب زمین چلا اور زمین پر پہونچکر غائب ہوا وہ جو شعلے ہر سمت پھیلے تھے وہ سمٹکر ایک سمت کو جاکر بجھ گئے
اور وہ دریائے آتش بھی غائب ہو گیا صدائے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈر کر آنکھین کھولدین اور گردن اُٹھائی
تھی یہ سامان نظر آیا تھا کہ میل سحر کا برباد ہو رہا ہے یہ دیکھکر حیران تھی کہ نور پیرہن سحر برباد کرتی ہو یا دشمنون کو
مارتی ہو یہ تو حیران تھی اُدھر برق لیٹے ان دونون ساحرون سے کہ جنکو ملازم کر کے لایا تھا کہہ چکا تھا کہ میری
خبر رکھنا وہ بھی اس لشکر کے ساتھ طائران سحر پر سوار ہو کر آئے تھے میل کو غائب ہوتے دیکھا آگے بڑھ آئے
اور شعلہ حشیم آگے بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ اے نور پیرہن تونے کیا کیا اُدھر سے برق آگے بڑھا یہ کہتا ہوا کہ باش اور قحبہ کہان
جاتی ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر لوح نکالکر اُسکو دکھائی لوح کے دیکھتے ہی ایک چیخ اسنے ماری اور میل کے غائب ہونے سے
لشکر کا بھی اسکے سامنا تھا سارا لشکر بھی حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہو اب جو اسنے چیخ ماری لشکری اور کنیزین
دوڑ مین کہ ارے ملکۂ عالم کو کیا ہو گیا کوئی بولا کہ سحر بہت زبردست کیا تھا کچھ اسمین فرق پڑ گیا کوئی گویا ہوا کہ سحر اُلٹ گیا
غرضکہ لشکر تو اس دھوکے مین تھا اور سختی دیکھکر شعلہ حشیم چاہتی تھی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا پاس
تو پہونچ چکا تھا خنجر مس شدہ لوح جو مارتا ہو گردن پر اسکی پڑا کہ سر کٹکر دور گرا صدائے شور نشور برپا ہوئی آندھی
پانی آیا ہنگامہ پیدا ہوا اسیرون نے غل مچایا کہ مارا شعلہ حشیم گوہر دندان جادو کو اسی ہنگامہ مین برق نے
نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی ساحر۔ اسیر لیکے اُسوقت وہ دونون ساحر ملازم شدہ پنجہ بنکر جو گرے علیہ

مذکور کو لیکر بلند ہو گئے اور ایک جنگل مین لا کر اُتار دیا اسنے ان ساحرونکی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب ملکۂ مہرخ
رہا ہو گئی ہین انکی ملازمت کراکر تمکو خطاب اور عہدہ دلواؤنگا یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی کہ ضرغام عیار بھی آیا
اُن دونون ساحرون کو ہمراہ لیکر یہ عیار اپنے لشکر کی طرف چلے کہ آؤ حال دشمن کی فوج کا لوٹین ادھر تو
یہ ماجرا گذرا اُدھر لشکر ملکۂ مہرخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور اسنے جو سامنے لشکر حریف مسلح پایا فوراً حربے
سحر کے لیکر حملہ کیا اُدھر سے توسن و قار سپہ سالاران شعلہ حشم بڑھے لیکن تمام فوج بیدل ہو رہی تھی اور
ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا کہ اب جو اتنی بڑی ساحرہ ملکۂ شعلہ حشم ایسی مارڈالی گئی تو ہمارا بچنا
مشکل ہے ہرچند کہ سب کو خوف تھا مگر سپہ سالارون کے بھڑ جانے سے لشکری بھی حملہ آور ہوے پھر تو جادو کی
چوٹین چلنے لگین منترون کی کھوپڑیں برین نارنج سحر نے ترش رویون کے دانت کھٹے کردیے تھے شربت اجل سے
پیٹ بھر دیے تھے ترنج سے تو رنج پیدا ہی تھا چاشنی مرگ چکھا کر جان شیرین لیتا تھا ناریل ہر ایک پل کو
نار مین بھیجتا پیر سحر کا بھینٹ نہ پاتا تو کلیجے کا لہو گراتا کلو اسیر پر کھیل جاتا ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے بہادر
ہنر شجاعت کے ظاہر کرتے داد تھوڑی پاتے تھے زبان شمشیر کے وہ نعرے گرما گرم تھے کہ سنگدل موم
کی طرح نرم تھے ہر ایک ناری فی النار تھا موت کا گرم بازار تھا گھاٹ نے تیغ کے نام آورونکا نام ڈبو دیا
تھا نیزون نے کجبازون کو سیدھا جہنم مین بھیجا تھا ضرب سے گرز کی سر تھا نہ بھیجا تھا سحاب باران تیر نے
حریف کو ٹھنڈا کیا تھا اس جنگ کا یہ ہنگامہ تھا کہ نظم

برآسیختند این دو لشکر بہم
بران بوم کس جائے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوے
بگشتند چندی بہ باران تیر

جہان شد ز پرخاش جویان دژم
ز باران ژوبین و باران تیر
نگشتند دیدند بر ہر سوئے

زمین آن سپہ راہی برنتافت
زمین شد ز خون چون یکے آبگیر
زن و کودکان شان بر بند اسیر

اُسی شورش جنگ مین توسن و قار سپہ سالاران لشکر شعلہ واصل جہنم
ہوے بقیۃ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی جب لشکر مین بھگدڑ پڑی ملکۂ حیرت نے طبل امان بجوایا کیونکہ اسکو
حکم شاہ طلسم کا یہ رزم نہ تھا غرض مہرخ بھی شادان و فرحان ہزارون کو قتل کرکے مراجعت فرما ہوئی لشکر تمام
آرام پذیر ہوا سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا عیار بھی بارگاہ مین آئے مہرخ نے برق و ضرغام
کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام مین بیشمار مال و زر دیا ان عیارون نے ساحران نو ملازم کی سفارش کی ملکہ نے
انکو خطاب و خلعت سے سرفراز فرماکر ملازم کیا اور لشکر عیش و عشرت قیام پذیر ہوئی اُدھر حیرت رنجیدہ و غمگین برجستہ
آمد شاہ طلسم ٹھہری اُنکو اس جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنئے بیت گرم گرم از بادہ من مغز را :: نو نسیم کے قصہ
نغز را :: چہرہ پردازان عرائس خیال شاہد بیان کو اسطرح جلوہ پذیر جلۂ تحریر مین فرماتے ہین کہ جب شہنشاہ اقلیم
عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نہال برومند حدیقۂ فیلسوفی و گل شاداب گلشن عمرو بن امیہ ضمیری
افسر افسران زہے بہتر بہتران اعنی چالاک علی الشان سلیمانی کوہ سے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی رفتہ رفتہ قلعہ شعلہ دار کے

پہونچا اور اسجگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا یہ بھی صورت بدلکر شب بھر فکر عیاری مین پھرا کیا لیکن پنجہ اسکا قابض نہ ہوا ہنگام سحر جب شعبدہ پرداز روزگار نے شعلۂ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور مہرپارے کواکب کو نابود فرمایا کہ بیت فروغ صبح کے سامان دیکھے :: کواکب چند دم مہمان دیکھے :: صبح کو شعلہ وار تو لشکر لیکر بہر رزم ملکۂ ماہرخ روانہ ہوئی جیسا اوپر بیان ہو چکا بعد اسکے جانے کے شاہ جادوان بھی یہان سے روانہ ہوا اسکے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کر کے اُس سے کچھ دور آگے جا کر ایک مقام پر ٹھہرا اور بشاطلگی عیاری صورت اپنی مثل زن مہرسیما و نہال جمال بنائی سر سے پانک آفت کا پرکالہ حسن حسینان روزگار سے نرالا قیامت خیز جسکا قد بالا مختصر یہ کہ اُس ذی حسن کی نسبت یہ بیاکہ مسدس

وہ حسین ہے کہ نہین اُسکا زمانے مین جواب   داغ کھاتا ہے اُسے دیکھ کے ہر شب مہتاب
رُخ نازک کو نہین ہے نگہ گرم کی تاب   چشم خورشید سے بھی اُسکو ہے منظور حجاب
شمع قامت سے نہین گرم شبستان ابتک   رُخ روشن ہی چراغ تہ دامان ابتک
جلوہ اُس حسن خداداد کا جو آئے نظر   ٹکٹکی باندھ لے نرگس نہ رہے تن کی خبر
کرے اُس چشم فسون ساز کا افسون یہ اثر   اختیار اپنا رہے دل پہ نہ قابو مین جگر
رونق بزم جو وہ آئینہ تمثال ہو جائے   دل بیتاب کا حیرت سے عجب حال ہو جائے

اس صورت سے آراستہ ہو کر لباس پر زر زیب قامت فرمایا مگر نہایت درجہ شکستہ اور میلا جابجا سے چاک سر پر غم سے خاک گریبان پھٹا ہوا سینہ کھلا ہوا لب پہ آہ جانکاہ ایک طرف بیٹھکر زار زار برنگ ابر بہار رونے لگا برق کیطرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا اشکون سے جنگل سینچنے لگا سیل گریہ سے بیابان سیراب فرماتا تھا اس اثنا مین شاہ جادوان پران اُس مقام پر پہونچا اس مہر طلعت کو کسوف رنج مین مبتلا دیکھکر مستفسر حال ہوا کہ اے غنچہ دہن و نازکبدن کس صرصر ظلم سے بستان بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہے کونسا تجکو رنج و محن ہے اُس گلعذار نے آنسو پونچھکر بادشاہ کی طرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا شعر ہو وہی ہے وہ آخر شدنی ہوتا ہے :: اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر ایک روتا ہے :: از بسکہ مین طلسم کی رہنے والی ہون اس سبب سے پہچانتی ہون کہ آپ بادشاہ ہین بہ نیو جہ ماجرائے غم اندوز و سانحہ ستم آلود اپنا عرض کرتی ہون اور کسی سے ہرگز مین کلام نہ کرتی اے بادشاہ عالیجاہ و شہنشاہ کیوان کلاہ خزان آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہے گھربار عزیز و اقارب ہر ایک مجھسے چھوٹا ہے دامن کوہ سلیمانی مین میرا مسکن تھا میرا باپ بھی ملازم ملکہ سلیمان پُر محن تھا اب مین تنگ خاندان آوارہ و سرگردان اس بیابان مین بحالت پریشانی پھرتی ہون ہر قدم پہ ضعف سے گرتی ہون نہ وہ شوکت ہے نہ شان ہے سراسر مصیبت کا سامان ہے سچ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بیت مبارکباد ماتم ہے گردان زمانہ جائے آسائش کہان ہے :: چالاک نامے ایک عیار سفاک میرے گھر پر آیا اور مکر سے شوہر و پدر کو میرے خوابگاہ عدم مین سُلایا سب گھر لوٹ لیا ہر ایک کو قتل کیا مین سخت جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت مین پھنسی کہ نہ کوئی دوست ہے نہ غمخوار ہے صرف بیکسی و تنہائی یار ہے بادشاہ طلسم اسکی صورت زیبا دیکھکر قتیل خنجر ابرو و ذبیح تیغ ادا

ہو چکا تھا حال پر ملال اسکا سنکر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کرکے گھر گیا ہوگا بیشک بیان اسکا صحیح ہے گزند اسکو پہونچا ہوگا یہ سوچ کر دست شفقت اُسکے زنخدان تلے رکھا اور کہا اے غیرت عاشق نیمجان تیرا عوض اُس عیار سے مین لونگا تو غم نہ کھا وہ ستمگر بادشاہ کو مائل دیکھ کر ناز و کرشمہ دکھانے لگی غنج و دلال سے بادشاہ کے دل کو لبھانے لگی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ نظم

ہوا برہم مزاج نوجوانی — نگہ پہونچی جو سوئے سینہ صاف — یکایک شوق نے کی مہربانی
قریب پختگی پستان کو پایا — ہوس نے اور بھی مطلب سمجھایا — نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
گھر آیا ابر مستی جابجا سے — لگی لو اٹھنے شمع ساق پا سے

اس زن مصنوعی نے بھی غمزہ کرنا آغاز کیا یہ لقشہ اسکا بھی تھا کہ بیت

مزاج ایمائے دل سے گر بہکتا ✤ سخن تا لب حیا سے آنہ سکتا ✤ اسی گرمجوشی اور اختلاط مین بادشاہ کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسا نہو یہ مہروش بھی عیار ہو کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بس یہ خیال آتے ہی بنگاہ گرم و سحر آلود اُسنے جانب **چالاک** دیکھا فوراً بیرون نے سحر کے خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہے بادشاہ یہ معلوم کرکے نعرہ زن ہوا کہ او نا عیار پہچانا مین نے تجکو عیار موصوف نے چاہا کہ خنجر کھینچکر اسکے مارون مگر بادشاہ نے سحر پڑھا کہ یہ بیحس و حرکت ہوگیا شاہ نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن بموجب مثل جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے ✤ بال نہ بیکا کر سکے کہ دو جگ بیری ہووے ✤ بادشاہ کو خیال آیا کہ باپ بھی اسکا قید ہے اسکو اُسکے سامنے اور اُسکو اسکے سامنے قتل کرنے مین زیادہ لطف ہے کہ داغ بالائے داغ جگر دشمن پر پڑے بس ایسا کچھ تجویز کرکے اسنے افسون پڑھا کہ زمین سے عیار اُڑ کر بلند ہوا اور لمحہ بھر مین پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا چھت بھی اُسکی خام تھی اور بارہ در بھی کچے بنے تھے اور باہر سے وہ بالکل گول مثل گنبد کے دکھائی دیتے تھے بس اُس بارہ دری مین اس عیار کو اُٹھا کر اُسنے ڈال دیا اور پھر دستک دی کہ باہر سے سب در اُسکے بند ہوگئے اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اُٹھتا ہوا نظر آتا تھا جب یہ تدبیر کر چکا تو کچھ سنگریزے اُٹھا کر سحر اُن پر دم کرکے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائران خوشرنگ بنکر اُڑ گئے گھڑی بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی ظلمت خراب آباد عالم مین چھائی جب وہ آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روے ہوا سے نیچے اُترا اس تخت پر ایک عورت پریزاد کو سوار دیکھا کہ جمال مہر تمثال اسکا آئینہ رویون کے رخ شفاف کو زنگ سے مکدر فرماتا تھا بال اُسکا ہر ایک آئینہ رخسار حوران کا جوہر نظر آتا تھا پیشانی کی صباحت دیکھکر نور سحر ایسا شرماتا تھا کہ شفق صبح نہ کہنا چاہیئے جگر خون سحر کا ہو گیا تھا یا چشم روزگار مین خون اُتر آیا تھا رخسار تابان اُسکا زندہ پاژند آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم فتنہ خیز کے گوشہ مین قیامت نہان اسی طرح ہر اعضا اُسکا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بیمثال بنایا تھا۔ چھاتیون کو اُسکے فیہ دین یا شش گاہ عاشقان کا نیچانہ کیا تھا غلط غلط یہ تشبیہ کچھ نہین وہ چھاتیان دمدمہ میدان جنگ تھین اور دوپٹے کی آڑ چھاتی تھی دل عشاق کا صبر مٹانا چاہا تھا شکست تاب توان تاکی تھی کہ ابیات

طول ہوگا جو سراپا کا بیان ہو مذکور	مختصر یہ کہ سراپا تھی وہ اللہ کا نور

دعوے حسن کرے اس سے کوئی کیا مقدور
کرمِ شب تاب نہ چمکے مہ تابان کے حضور
شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب سے کیا
نسبت ذرہ ہے خورشید جہانتاب سے کیا

اُس مہ پارہ نے ہلالِ آسا خم ہوکر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ اے سلطان جادو تمھارا مزاج اچھا ہے اور سلیمان تاجدار جادو سرشار ساغر پیمائے جادو اچھی ہیں اُس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا کہ مین بھی اور وہ دونون کنیزین بھی جناب عالی کی جان و مال کو دعا کرتی ہین آج نہین معلوم کیا تھا جو حضور اس طرف تشریف لائے اور آئے بھی تو کنیز کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا اس جنگل مین ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار بادشاہ نے کہا تمھاری جان کی قسم مین تمھارے ہی یہان آتا تھا دو سبب سے اس جگہ ٹھہر گیا ایک تو یہ کہ یہان سے کچھ دور پر ایک چشمہ ہے کہ اُس چشمہ پر ایک روز سامری آئے تھے اور اس کے کنارے اُنھون نے پیشاب کرکے اُسمین اپنے پانوُن دھوئے تھے پس مین اُس چشمہ مین نہانے جاتا تھا اور دوسرا سبب یہ کہ راہ مین ایک آفت روزگار سے اور مجھ سے سامنا ہوا اُسنے مجکو روک رکھا چنانچہ اُس قضا مبرم کو اس گنبد بے در مین مین نے قید کیا ہے اور تمکو اُسکی حفاظت کے لیے بُلایا ہے اُس نازنین نے آگے بڑھکر دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا جمشید قسم اب مین آپکو کہین نہ جانے دونگی میرے گھر پہلے چلیے پھر جہان جی چاہے جایے گا بادشاہ نے کہا مین قسم کھاتا ہون کہ اُس چشمہ مین غسل کرکے مین تمھارے قلعہ مین ضرور آؤنگا تم اس گنبد بے در کی حفاظت کرو اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اسکی نگہبانی مین کرنا کیونکہ اسمین وہ افعی پر زہر بند ہے کہ جس کے کاٹے کا منتر نہین اور وہ آتش اسمین مخفی ہے کہ جسنے خانمان ساحران پھونک دیے ہین ملکہ نے کہا آخر بتلایے تو کہ اسمین کون مقید ہے شاہ نے کہا چالاک عیار بیٹا عمرو کا ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا اچھا آپ جایے اپنا قیدی مجھ سے لیجیے گا اور اے شہنشاہ اگر آفت کوئی اس گنبد پر آئے یہ قیدی اُسکے اندر کوئی فتور اٹھائے تو یہ کنیز اس گنبد کے اندر کیونکر جائے پس اپنا رد سحر کرنا مجکو تعلیم فرماتے جایے اور کچھ اندیشہ دل مین نہ لایے اور مین یہان سے اپنے قلعہ مین جاتی ہون آپ وہین تشریف لایے گا مین نگہبانی اس قیدی کی بخوبی کرون گی بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارا ٹھہرنا یہان بہت انسب ہے اُسنے کہا آپ مطمئن رہین خواہ مین رہون یا نہ رہون بادشاہ یہ سنکر وہان سے روانہ ہوا اور اس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار تیلا سحر کا پیدا ہوا اور از بسکہ بادشاہ چلتے وقت رد سحر کرنا اپنا اسکو بتا گیا تھا پس اسنے سحر کا رد پڑھا تو اُس بارہ دری مین پھر دروازے پیدا ہوے اور اوسنے عیار کو بھی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت حقیر بےحس و حرکت پڑا ہے اسنے دل مین کہا کہ بادشاہ اس ضعیف الجثہ لاغر اندام کی بہت تعریف کرتے تھے اس مشت استخوان سے کیا ہو سکتا ہوگا یہ سوچ کر ہر دروازے پر تیلھا سے سحر بٹھائے اور چاہا کہ پھر اس بارہ دری کو غائب کردے چالاک نے بھی اُس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو نہ پایا بحر عیاری سے گوہر مکاری نکالا اور دام تزویر مین نہنگ فطرت کو گرفتار کیا وہ یہ کہ زبان سے کام لیا آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شکایت چرخ کجرفتار مین اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور چونکہ اشعار مؤلف کے ہین اسلیے درد آلود ہین اشعار

جور گردون سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال
جنبش برگ یہ ہے دل کے تڑپنے کا خیال
داغ کی شکل نظر آتے ہین گلشن مین گل
نالہ کش دیکھیے ہے باغ مین جان بلبل

صرصر قہر سے ہر نخل ہے نخل ماتم
ابر اندوہ گھرا آتا ہے غافل ہر دم

کف افسوس ہوے چرخ کے ہاتھون تپے
داغدار ہوگئے تن دیکھیے طاؤسون کے

ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد
داغدار ہوگیا لالہ بھی اُٹھا دل مین یہ درد

چشم نرگس کو ہیسان ہر گھڑی حیرانی ہے
زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہے

ازبسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہے جنکو لحن داؤدی خدا نے عنایت فرمایا ہے یہ بھی ایسا ہمیتل گاتا ہے زہرہ کا ترانہ بیہودہ خیال اسکے سامنے سمجھا جاتا ہے بس ان اشعار مین ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل آئے کیونکہ اسنے کبھی ایسی صداے خوش نہ سُنی تھی بس بیتابانہ قریب چالاک بن عمرو آئی اور کہنے لگی کہ اے گرفتار اندوہ و مصیبت اگر مین تیری خطا شہنشاہ سے معاف کرادون تو مجکو بھی گانا تو بتلا ایگا اور تعلیم بطور معقول دیگا مجھ سے دغا تو نہ کریگا عیار مذکور نے کہا اے ملکہ یہ آپکا خیال سراسر بیجا ہے کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ برائی کرتا ہے مگر بادشاہ مجکو کسی طرح نہ چھوڑیگا ایسا مجکو دشمن سخت وہ جانتا ہے کہ کسی کی سفارش نہ مانیگا مگر آپنے جو میرے حال پر رحم کیا ہے اور میرا حال پوچھا ہے تو اب مجکو بھی لازم ہے کہ ایسی چیز آپکی نذر کرون جس کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بے حقیقت ہو اے ملکہ اگر تم خوف نہ کھاؤ اور میرا اتنا اعتبار کرو کہ یہ بُرائی نہ کریگا تو ہاتھ میرے دونون قابو مین میرے کردو تو مین ایک طاؤس ایسی کسوت سے نکالکر تمکو دون کہ وہ زمرد کا ترشا ہوا ہے اور داغ اُسکے جسم پر یاقوت سے بچے کیے ہین بوٹے سے اس مور کے رنگ شہاب کا جسمین سونا جل گیا ہے کل دبانے سے نکلتا ہے اور آنکھون سے اشک گلاب کیوڑا بید مشک کا فوارہ چلتا ہے اور منھ سے اُسکے شراب ارغوانی و زعفرانی نکلتی ہے اور زمین پر ایکبار اُسکو زد سے اگر رکھدو تو کمر کے پاس پرون مین چھپی ہوئی ایسی کل لگی ہے کہ وہ ناچنے لگتا ہے شاہان روے زمین کو ہمیشہ ایسی نادر شے کی تمنا رہتی ہے کہ ملے مگر ممکن نہین ہوتی یہ بادشاہ لشکر مسلمانان کو خدا نے شرف دیا ہے کہ اُن کے ادنیٰ ترین ملازمون کو یہ چیزین میسر ہین مین یہ تحفہ شاہ کوکب کے لیے لایا تھا لیکن جانتا ہون کہ شاہ جادوان مجکو زندہ نہ چھوڑیگا پھر وہ تحفہ نایاب آپ ہی کے کام آئے تو بہتر ہے سلطان ایسی نایاب چیز کا بیان سنکر بہت مشتاق ہوئی اور سحر کا رد پڑھکر ہاتھ اسکے قابو مین کر دیے اسنے کمر مین ہاتھ ڈالکر پہلے ایک تختی الماس کی نکالی اور کہا اجی لاحول ولا قوۃ نہین معلوم کیا ہے کہ جس چیز کو ڈھونڈھو نہین ملتی ہے اس تختی مین تڑپ ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور پکاری کہ دیکھون یہ کیا ہے اسنے کہا یہ تمھارے کام کی نہین ہے تم طاؤس مجھ سے لو اسنے کہا تم جبتک وہ نکالو مین اسے دیکھون یہ کہکر وہ تختی اسکے ہاتھ سے زبردستی لی اسمین دیکھا تو دو تین سوراخ بھی ہین پوچھا یہ چھید کیسے ہین اسنے کہا اے ملکہ یہ تختی بھی عجب صفت رکھتی ہے یہ جو اسمین سوراخ ہین انمین عطر سلیمانی بھرا ہے جو کوئی اُسکو سونگھے تو پریان ناچتی دکھائی دین حمزہ بردہ قاف سے اسکو لایا تھا کسی حکیم نے اُسکو بنایا ہے یہ ماجرا سنکر ساحرہ نے بصد اشتیاق اس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنون سے لگایا اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مارکر بیہوش ہوگئی عیار مذکور نے اُسکو کمند سے باندھا کیونکہ ہاتھ اُسکے قابو مین تھے اور وہ قریب اسکے بیٹھی تھی غرض اسکو باندھکر زبان

مین اسکی سوزن دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی ہاتھ پانون اپنے بندھے دیکھے زبان مین سوا چھدا پایا اشارہ کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عیار نے کہا کہ اے ملکہ اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور دین اسلام قبول کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے صاف چلا جاؤنگا دیکھا تم نے قدرت خدا کا تماشا کہ مجھ عاجز و بیدست و پا کو تم پر اُسنے غالب کر دیا اور اے ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو بربوبیت ماننا کار جاہلان و گمراہان ہے اُس خدا کو پوجو کہ جس نے عالم عالم ہست کیا اُسی کے قبضۂ قدرت مین کون و مکان ہے ہم سب کی جان ہے خالق روزی رسان معین و یاور یکسان ہے۔ **نظم**

چمن مین ذکر سے اُسکے ہے تفریح
اثر ہے نالۂ بلبل مین اُس سے

مرا دل نام پر اُسکے ہے شیدا
گلون کا دانۂ شبنم ہے تسبیح
دلون کا عاشقون کے محرم راز

کیا ہے جس نے حسن و عشق پیدا
یہ جلوہ حسن کا ہے گل مین اُس نے
ادا و ناز کا خوبان کے دمساز

اُسنے اس طرح وحدانیت پروردگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینۂ دل پر سے زنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل مین جی اپنے اُسنے غور کیا کہ بیشک دین اسکا سچا ہے کیونکہ بادشاہ طلسم نے اسکو قید کیا پھر ایسا کچھ اُسکے خدا نے اُسکے دلمین ڈالا کہ اُسنے اسکو قتل نہ کیا اور مجھپر یہ باتون باتون مین غالب آیا بس یہ سوچ کر اُسنے اشارہ کیا کہ مجکو چھوڑ دے مین مطیع ہونگی اسنے زبان سے اسکی سوزن نکال کر کھول دیا اُسنے کہا کہ اے عیار طرار تونے میری جان بخشی فرمائی مین ممنون عنایت ہوئی اب مین تجکو اس گنبد بے در سے نکالے دیتی ہون اور یہان سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہے کہ کوہ سلطانی اسکو کہتے ہین اُسکے دامن مین ایک قلعہ ہے قلعہ سلطانیہ کہتے ہین اُس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنین حاکم ہین میرا نام **سلطان جادو** اور اُن دونون کا نام **سلیمان** و **سرشار جادو** ہے مین یہان سے جا کر ان دونون کو بھی سمجھاؤنگی بادشاہ طلسم بھی وہان آئیگا بعد اسکی دعوت و ضیافت کے جیسا مشورہ ہوگا وہ کرونگی **چالاک** یہ باتین سُن کر غور فرما ہوا کہ یہان سے رہائی تمکو ملتی ہے اسکو غنیمت سمجھو اور اسکے ساتھ اسکے قلعہ مین تم بھی چھپ کر چلو اگر یہ قابض ہوجائے تو مع شاہ طلسم ساحرون کو مار دو اسکو پھر وہان سمجھانا اگواہ نے بہتر نہین ابکی مرتبہ قتل کر ڈالنا یہ سوچ کر اسنے کہا اے ملکہ مین تمکو فہمائش کر چکا ہون اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے اچھا مجکو رہا کرو ساحرہ نے سحر پڑھ کر اسکے دست و پا مین قوت کر دی اور کہا یہان سے نکلو عیار نے چلتے وقت کہا کہ اے ملکہ مین پھر تمہارے ساتھ احسان کرتا ہون وہ یہ کہ مجکو جو تم نکالے دیتی ہو اگر شاہ طلسم پوچھے گا کہ قیدی کو کیا کیا تو جواب کیا دوگی اُسنے کہا ہان یہ بات تو سچ کہتے ہو پھر کیا تدبیر کرون اسوقت اسنے اپنی کسوت سے ایک سر تقوے کا بنا ہوا نکالا اور اسپر رنگ و روغن لگا کر اپنی صورت کا ایسا اُسکو بنایا اور ساحرہ کے حوالے کیا گلے کی رگون سے خون ٹپکتا تھا آنکھین حسرت آلود اسکی کھلی تھین وہ سر ساحرہ دیکھ کر خوش ہوئی اُسنے سمجھا دیا کہ شاہ جو پوچھے کہہ دینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا مین نے سر کاٹ لیا یہ سر اُسکو دکھا دینا غرضکہ ساحرہ اپنے پیر وغیرہ یعنی پتلے سحر کے لیکر امداد گنبد بے در نابود کرکے اپنے قلعہ مین گئی **چالاک** بھی یہان سے عقب مین اُسکے چلا اور صورت ساحرون کی ایسی بناکر قریب قلعہ سلطانیہ پہونچا ایکطرف کو پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہے یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا دیکھا کہ درخت انواع و اقسام کے

اسپر لگے گلہاے خوشرنگ پایٔین سے تا بہ قلعہ کوہ کھلے ہین اوپر پہاڑ کے جھاڑیان سرتراشی کی ہوئی بادیے سے منڈھی ہین
چشمے ہر سمت جاری ہین چمنستان بنے ہین مکانات تعمیر ہین سامنے مکانون کے نمگیرے باسلک مروارید کھنچے ہین پہاڑ
پر تو یہ کیفیت ہے سامنے ایک جانب کوہ کے دروازہ شہر پناہ کا ہے برج اُسمین بنے ہین کنگرے فصیلین تعمیر ہین ہر برج مین
ساحرون کا مجمع ہے دروازے پر کئی ہزار محافظ کا پڑاؤ پڑا ہے یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ مین داخل ہوا
دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہے عمارتین پتھر کی بنی ہین در و دیوار کی صفائی پر غش خاطر ہر زہرہ جبین ہے بازار مثل بازار
محبت گرم ہے ہر چیز لطیف و نرم ہے دُکانین مثل خانہ چشم فتان معشوقان اشیاے عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہین
چشمان تماشائیان حسرت سے اشک تر کا چھڑکاؤ وہان لگاتی ہین چوک بہت چوڑا چکلا آراستہ ہے گلبدنان
نازک اندام کا ہر سمت مجمع ہے کہان تک وصف شہر بیان ہو یہ اشعار اُسکی ثنا مین کافی ہین **نظم**

خوانچے والے کہین پر کہین کھانے والے
تھے مگر دل کی لگی کے وہ بجھانے والے
حقّے والے کہین پر دل کے جلانے والے
گلفروشون کی دکانون پہ یہی گل کی بہار
تھے بہشتی جو وہان پانی پلانے والے
بلبل دل تھا ہر اک شخص کا ہجا پہ نثار

بلکہ ہر سمت یہ حال تھا کہ **بیت** ہر طرف شہر مین برپا تھا حسینون کا ہجوم * خوشی اس طرح سے تھی جیسے کہ شادی
مین ہو دھوم * **چالاک** ہر سمت تماشا کنان قریب دار الامارۃ شاہی آیا یہان بھی بڑا انتظام اور سامان بلا پایا
عمارت شاہانہ بنی تھی ایک ایک کوٹھی طاق کسرے و قصر فریدون پر طعنہ زنی کرتی تھی عیار نے بسبب ہجوم
دربانان اندر دار الامارۃ کے جانا مناسب نجانا اس لیے کہ شاہ جادوان یہان آنیوالا ہے وہ آئے تو پھر جانا چاہیے
فی الجملہ یہ تو باہر دار الامارۃ کے اپنی تدبیر مین ٹھہرا اور اُدھر **سلطان جادو** جو داخل دار الامارۃ ہوئی تو اُسنے اپنی
بہنون سے کہا کہ بادشاہ نے مجھکو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی میرے سپرد کیا تھا اُسکا تو مین نے سر کاٹ لیا لیکن شہنشاہ
نے آنے کا یہان وعدہ فرمایا ہے پس سامان دعوت اور جشن مہیا کیا جائے اُسکی بہنون نے یہ سنکر حکم دیا کہ شہر مین
منادی کی جائے یعنی ہر شخص سرخ پوش ہو اور اپنے مکان کو آراستہ کرے شب کو روشنی دروازون پر ہو گلی کوچون مین
خس و خاشاک کا نام نہ رہے تمام شہر آئینہ بند ہو یہ حکم سنکر کوتوال شہر سرگرم اہتمام ہوا ہر مکان پر مصقلہ ہونے لگا استرکاری
سے عالم کو چمکا دیا ہر مکان چاندی سونیکا ڈلا نظر آتا تھا برج خورشید و قمر اُن کے سامنے شرماتا تھا دکانین اور کمرے
منقش و رنگین ہوئے مکانون کی دیوارون پر طرح طرح کی گلکاری کیگئی ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر
فرمایا دوکانداروں نے اشیاے عمدہ کا ڈھیر لگایا ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہے سواری دیکھنے کو
تمام خلقت شہر کی در و بام پر جمع ہونے لگی یہان تو یہ کیفیت اور دھوم ہے وفور عشرت ہے تماشائیون کا
ہجوم ہے اُدھر **سلطان** وغیرہ نے ایک سو قصر عالیشان جو باغ پر بہار کے اندر تعمیر تھا نقش و نگار مین بے نظیر
تھا جلسہ دعوت کے لیے مقرر فرمایا اور اُس باغ کو بموجب حکم شاہان کار پردازون نے آراستہ فرمایا یہ نقشہ اُسکا
بنایا کہ جوش طراوت سے ہر تختہ زمین رشک گلزار جنان تھا فلک اخضر وہ بوستان تھا ہر روش کا اُس کے نقشہ
برنگ کہکشان تھا فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا ہر خوشہ ڈالی مین مثل عقد ثریا تھا نہرین بصد لطافت ہر طرف روان

آب مصفاے چشمۂ مہر تابان پھول ہر ایک غیرت بخش مہتاب رخ حور کے چہرہ سے بڑھکر آئین آب وتاب لالۂ حمرا کے تختے مثل چراغان روشن بہار پر نسرین و سمن چشم نرگس گل خورشید پر چشمک زن گیسوے غلمان پر زلف مسلسل سنبل طعنہ فگن اب اس باغ پر بہار کی دیوارون پر گلکاری کیگئی طرفہ بہار پیدا ہوئی خاطر رضوان بھی اُسپر شیدا ہوئی بارہ دری مین اس باغ کی آراستگی کیگئی پردہ ہاے زنبوری و زربفتی درون مین چھوڑے گئے مسندین آراستہ ہوئین اور جملہ سامان عشرت مہیا کیا جسکا بیان نظم مین کیا جاتا ہے کہ **نظم**

گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کا سمان
قمریان بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغان

ابر کو دیکھ کے طاؤس گلستان رقصان
سرو پر قمریان اور گل پہ عنادل قربان

چہچہے اُن کے ہر اک زمزمہ پرداز کے ساتھ
جس طرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ

واسطے شہ کے مہیا ہوے سامان کیا کیا
فرش واسباب سے آراستہ ایوان کیا کیا

گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستان کیا کیا
چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحان کیا کیا

خوش نوا ڈومنیان سامنے گانے کے لیے
ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے

وہ خواصین کہ جو آراستہ زیور سے تمام
وہ جلیبین کہ مے حسن سے سرمست مدام

جنکے دیوانے ہین غلمان و پری چہرہ غلام
وہ کنیزین کہ میسر جنھین حورون کے مقام

لائین جنت سے شرابین جو طلب جام کرو
پانون چپی کو وہ بیٹھین اگر آرام کرو

اسی طرح اس مکان مینو نشان مین ایک طرف میخانہ آراستہ کیا ایک سمت نعمتخانہ سجا گیا اس جگہ کا یہ حال تھا کہ مبیت پر ہمانے کیے وا اپنے مگس رانی کو، روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی کو، اس سامان کے مہیا کرنے مین وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم روز چشمۂ ظلمت مین تو ابت مجھ کر ڈوبا ساحرۂ شب نے بہر دعوت شاہ انجم سپاہ باغ فلک آراستہ کیا کہ بمقتضاے ابیات

بشکل عارض الفاظ تحریر
بڑھی اک سمت سے دھندلی سی زنجیر

غرض مانند شوق عاشق زار
ہوا خورشید تابان گرم رفتار

سر شام یہ تینون شہزادیان بالاے بارہ دری آکر جلوہ گر ہوئین نیچے اس بام کے تمام شہر آباد نظر آتا تھا اُس کوٹھے کا وہ شہر جیسے پائین باغ تھا شہر مین روشنی خوب ہو رہی تھی خلقت کا ایسا جماو تھا کہ میلہ لگا تھا سوانگ طرح طرح کے بنکر آتے تھے اور اس کوٹھے کے نیچے سے گذرتے وہ قلعہ قلعۂ افلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغان قنادیل انجم کی طرح تابان شعبدہ بازی بازیگران برنگ عربدہ سازی گردش دوران و آسمان اُسی آرائش و زیبائش مین چالاک نے صورت اپنی مثل صورت آتشبازان بنائی یعنی لباس سے بو گندھک کی اور بارود کی آتی جا بجا پیرہن جلا ہوا دو تین انار کمر مین ایک دو چرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ مین لیے اسی طرح عیاروزن دکھانے کے واسطے لیکر سامنے اس کوٹھے کے آیا شہزادیون کو تسلیم کر کے دعائین دیکر عرض کیا کہ حضور مین آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ کسی لبستر نے تو کیا چرخ پیر نے باین ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہوگی آج میری چرخی کے سامنے چرخی چرخ کی رنگ نہین بدل سکتی کیا مجال ہے۔

مہتابی کو مہتاب کی میری مہتابی کے ہموزن کر سکے اور پھلجھڑی عقد ثریا کی مقابل میری پھلجھڑی کے ہو گو فلک لاکھ پھلجھڑی چھوڑے اور شررہ باری آتش فتنہ کی کرے لیکن میری برق اندازی سے برنگ طاؤس آتشبازی آتش حسرت مین جلے حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے یہ کہہ کر دو ایک گھنیچ ایسے چھوڑے کہ عقل سب کی چکر مین آئی مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منھ پر چھٹنے لگی ہوائی ملکہ **سلیمان** وغیرہ نے کمال درجہ پسند کیا اور فرمایا کہ اسوقت بادشاہ طلسم آنے والے ہین کچھ عرصہ نہین ہے سردست آتشبازی تیار کر سکتے ہو اس نے کہا دو پہر رات تک حضور اور جلیسہ شاہ کو دکھلاؤن دو پہر شب کے بعد آتشبازی مجھ سے تیار لین لیکن سب مصالحہ جو جو مجکو چاہیے ہو عنایت کرین شہزادیون نے اُسی وقت بارود شورہ گندھک لوہ چون وغیرہ منگوا دینے کا حکم دیا منتظمان دعوت نے اُسی وقت سب سامان مہیا کر دیا جو اس قلعہ مین کہ آتشباز رہتے تھے اُنکو طلب کرا کر چالاک نے اپنا شریک حال کیا اور انعام کثیر کا انکو امیدوار فرمایا وہ قلعہ آتشبازی ور نیز و دیگر سامان اپنے یہان سے تیار اُٹھوا لائے **عیار** مذکور الگ سب کاریگرون کو لیکر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا اُسمین شریک کرانے لگا کہ جس کے دھوین سے انسان بیہوش ہو جائے یہ تو اس تدبیر مین ہے اُدھر شاہ طلسم نے جا کر چشمۂ پاشوئے سامری مین غسل کیا جب وہان سے جانب قلعہ سلطانیہ روانہ ہوا دل مین اُس کے خیال آیا کہ ملکہ **سلطان جادو** نے جا کر میرے آنے کی خبر دی ہوگی سب اہل قلعہ منتظر میرے ہون گے بڑی تیاری کی ہوگی پس لازم ہے کہ مین بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعہ مذکور مین جاؤن یہ غور کر کے ایک مقام پر ٹھہر کر اسنے سحر پڑھا کہ پریزاد طلسم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہو کر قلعہ مذکور مین آیا اہل شہر منتظر تھے کہ یکایک غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا دیکھا کہ اول چار سو تخت جن پر جواہر کے درختون کی چمن بندی کی ہوئی مثل قطعہ گلزار کے ظاہر ہوئے پھر بارہ سو جادوگر سرخ پوشاک پہنے منھ سے آتش فشانی کرتے تلوارین کھینچے مریخ صولت بنے ہوئے نکلے انکے بعد کئی ہزار سوار مرکب برزر پر سوار نکلے کہ گھوڑے انکے جواہر کے ساز و یراق سے آراستہ تھے ان کے گذرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل ہیبتناک اژدہون پر سوار پیدا ہوئے کہ زحل بھی اُنکی صورتین دیکھ کر خوف کھاتا تھا ہندوے فلک چکراتا تھا جھنڈیاں ہاتھون مین لیے جھوٹے گلون مین نارنج اُچھالتے گذر گئے ان کے بعد کئی ہزار رنڈی کا غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا غرق دریاے جواہر تھی فن عشق و حُسن سے ماہر تھی لباس ہر ایک گلابی زیب قامت کیے مہندی ہاتھ پاؤن مین لگائے بقول **مؤلف** ہاتھون مین دل لو اگر تم پھر مزا کیونکر نہو * یہ کباب آتشی رنگ حنا کیونکر نہو * ہر ایک گلبدن مہ جبین حور تمکین جوانی کا عالم کمسن آپسمین قہقہے لگاتین پیر گردون کو اپنی ستمگری کے سامنے چٹکیون مین اُڑاتین گذر گئین پھر کئی سو رنڈیان ساز ہاتھون مین لیے تختون پر سوار نکلین زد نٹا سارنگی کا کھنچتا تھا آپ طبلے پر چڑھتی ناچ بر دے ہوا ہوتا ہوا پر بھی ہوا بندھی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہوا پر اُتر آئی ہے سا کنان ہوا کی انجمن آرائی ہے انکے گذر جانے کے بعد چار ہزار نازنینان زرین پوش زیور یاقوت پہنے نکلین ہر ایک انمین کرشمہ سنجی ایسی کرتی کہ

سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان اُنکی عربدہ پردازی فتنہ دہر کو سکھاتی گاتیان دوپٹے کی باندھے سینہ پر کچین ابھری ہوئین عاشقون کے دل کا ارمان بڑھاتین کہ ابھرا بھر کر دو فور شوق زیادہ فرمائین کیا وصف اُن چھاتیون کا کیا جائے

مسدس

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
ثمر پیش رس نخل سر طور ہین یہ
آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہوجائے
کہتے ہین شمس و قمر قمقمۂ نور ہین یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچین کہ بہت دور ہین یہ
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

اور وصف اُنکے حسن کا کیا بیان ہو خوف یہ ہے کہ بہت طولانی نہ داستان ہو وہ یگانہ حسن وجمال یاقوت احمری ترشی ہوئی چکیان پھراتی تھین دل دہر کو لٹو بناتی تھین آفتاب ہے گویا بزبان ایما داشارت فرماتی تھین کہ بھلا حسن مین سامنے ہمارے آ تو سہی یہ گو ہے اور یہ میدان ہے کیا تیرے پاس سامان ہے وہ چکیان یاقوت سرخ کی جب پھرتی تھین تو انگارے آگ کے بروے ہوا اُڑ رہے تھے یہ گل رخسارین ملائک فریب تھین شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھین یا انجم فلک کو چٹکیون مین اڑاتی تھین ان کے نکلجانے کے بعد چار ہزار جادوگر طاؤس سوار جہرے اُنکے پریزادون کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ مین چکر لیے ایک سمت کو نکل گئے پھر آٹھ نو سو چوبدار عصا بردار عصاے جواہر نگار ہاتھون مین لیے آواز طرقوا لگاتے بڑھے عمر و دولت پکارتے ردے ہوا پہ اُڑتے گذر گئے اُنکے بعد سترہ سو عورتین کم سن بچکاریان اور گگریان لیے رنگ کھیلتی رنگ مین شرابور منھہ پر عبیر و گلال ملا ہوا حسن کی دونی بہار اُنکا غضب کا نکھار وہ رنگ کھیلنے مین انکا بیساختہ پن عجب رنگ دکھاتا گورا گورا نازک نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا رخسار اُنکا رنگ مین بھرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد مین دھرے ہین یا دو یکہ نور روشن ہوے ہین یا جوش پر رنگ شباب آیا ہے بحر حسن نے پرجوش ہو کر حبابون کو بہایا ہے غرضکہ جب یہ بھی گذر گئین ایک ابر پیدا ہوا بجلی اُسمین چمکنے لگی اور ترشح ہونے لگا موتی برسنے لگے باجون کی آواز غنون دار صوت ہزار آنے لگی اب شہر کی تمام خلقت مین غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جادو شاہ شاہان کی سواری قریب آئی کہ بمقتضائے

مسدس

تو وہ آتا ہے جو ہے موجد نیرنگ و فسون
جس کے آگے سر تسلیم زمانہ ہے نگون
جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
جو مسلمان کا رہتا ہے سدا تشنۂ خون
سر جھکائے ہے قدمبوسی کو جس کے گردون
سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہے

یہ غلغلہ سن کر سلطان وسلیمان وسرشار مع تمام اپنے امراے دولت کے اُٹھ کر بہر استقبال چلین کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ مین تخت سحر پر سوار ہو کر بلند ہوئین اس اثنا مین ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا بنگلہ اُسپہ موتیون کا پڑا افراسیاب شاہ طلسم اس تخت پر جلوہ فرما تھا گرد تخت چلمنین سونے چاندی کے تیلیون کی پڑی تھین اور ہزارہا نازنین

پیغولہ بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی تھیں جلمنین آدھی بندھی اور آدھی کھلی تھیں ساحران خوک پیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے بادشاہ بھی صورت اپنی مثل جوانون کے بنائے موتیون کا تاج سر پر رکھے سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمرد کی سمرنین ہاتھون مین باندھے تھا ان تینون شہزادیون نے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر سواری کے ہمراہ مثل کنیز ون کے چلین شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسہ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک و حشتام کو رخصت کردیا فرمایا کہ مین یہان سے جانب کوہ فیروز جاؤنگا پھرتا ہوا باغ سیب آؤنگا پس اس ساز و سامان کسے گرد اور طلسم کی کرنہ سادن گا حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفۃ العین مین سامنے سے غائب ہو گیا اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا بادشاہ بھی بالا ے بام جو کمرے وغیرہ اور برج عمارت مین وہان مبٹھا نیچے اُس بام کے شہر کی سیر دیکھتا تھا اس طرف باغ پر بہار مین مقیش اُڑ رہا تھا نازنینان ماہ پیکر کا جمع تھا غرض ناچ دیکھنے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا ملکہ سرشار وغیرہ تینون بہنین جوان اور حسین طرحدار مین وہ پہلو مین بیٹھین پھر تو اس جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جشن جمشیدی مقابل اسکے ایک گدا کی صحبت تھی کہ

بمقتضاے مسدس

ناچنے والون نے وہ دھوم مچائی آکر	کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
یورپان ایسی جو بیٹھین اترے رُخ شمس و قمر	نیچی آنکھین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر
اُٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اُٹھی	پانون کی ٹھوکر دن سے گرد قیامت اُٹھی
ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک	تا یون کی درا افلاک پر پہونچی دستک
گہ کمر مین تھی لچک گاہ تھی اعضا مین بھڑک	گہ جوان گاہ بنے پیر کسی دم کودک
کبھی زاہد کبھی میخوار بنے تیزی سے	زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے
دو پہر رات گئے تک تو یہ جلسے وان پر	بعد ازان مشغلۂ بادہ و دور ساغر
ہمنشین پہنے ہوے گرد مرصع زیور	چور سب نشہ مین جامے سے سراپا باہر
شان جام مے گلگون مین گل خندان کی	قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی
بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان	چُن دیے لا کے وہ خاصے جو تھے نایاب جہان
میز پر ہر طرف تھے انجم کی طرح نور افشان	لائین حورون سے کہو مائدۂ باغ جنان
چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آئے	نان خورشید و پنیر مہ تابان آئے

دو پہر رات گئے آتشباز نقلی نے آکر عرض کیا کہ آتشبازی تیار ہے کہان گاڑی جاے شہزادیان بولین کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہے ادھر ایوان شاہی مین راستہ نہین چلتا ہے اسی طرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہے اس کوٹھے کے نیچے کہ جسپر بیٹھے ہین شہر آباد ہے تمام خلق دیکھنے کو جمع ہوگی ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہوگا پس یہ تجویز کرکے حکم دیا کہ باغ کے دروازے پر جو میدان ہے وہان گڑے چنانچہ اسی جگہ آتشبازی

نصب ہوئی اور در باغ پر ایک کمرے مین فرش مکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے مین مسند بادشاہ
کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیون کے لیے بھی اُسی جگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی اور امیران سلطنت اور دروں مین
ٹھہرنے کو معین ہوے بادشاہ کو لاکر اُنھون نے اُس مسند پر بٹھایا آپ سر پر رومال جھلنے کھڑی ہوئین شاہ نے
ہاتھ پکڑ کر اسی درمین بٹھالیا باقی کچھ لوگ میدان مین کچھ در باغ پر کچھ اور مکانات کے کمرون مین تماشا دیکھنے ٹھہرے
لیکن وہی لوگ یہان ہین جو رسوخیت رکھتے ہین اور مقرب ومعزز ہین بہت بھیڑ اور ہجوم نہین ہے اس
اثنا مین شاہ کو خیال قیدی کا آیا سلطان سے پوچھا کہ ہمارے قیدی کو کس کے حوالے کیا جو تم یہان بیٹھی ہو
اسنے عرض کیا کہ بعد آپکے تشریف لے جانے کے مین چند کنیزین بہ حفاظت چھوڑ کر قلعہ مین اپنے آئی وہان
اُس عیار نے نہین معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اس گنبد کے در کے کنیزون کو بلا کر بیہوش کردیا وہ لوگ میں نے بیرسحر کے
معین کر رکھے تھے کہ مجکو خبر دیتے رہین اُنھون نے مجکو اطلاع دی کہ جلد خبر لو کنیزین قتل ہوتی ہین مین بہت جلد
یہان سے گئی دو ایک کنیزین قتل ہوگئی تھین مین نے جا کر غصہ مین اسکا سر کاٹ لیا اور آپکے دکھانے کو
سر لیتی آئی یہ کہہ کر ایک کنیز سے فرمایا کہ میری خوابگاہ مین صندوق رکھا ہے اسمین سر لاکر مین نے
رکھدیا ہے لے آ وہ کنیز سر مصنوعی چالاک کا لے آئی شاہ نے اُسکو دیکھ کر فرمایا کہ شکر ہے سامری کا جو دشمن
صعب قتل ہوا یہ کہہ کر سر تو مزبلہ پر پھینکوا دیا اور مصروف تماشاے آتشبازی ہوا چالاک نے حکم چھوڑنے
آتشبازی کا جو پایا کرۂ ارض مین آگ لگا دی پہلے تو غبارے ہزارون اُڑا دیے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج
آسمان سے اُتر آے ہین اُنمین ستارے چمکتے ہین وہ اُن غبارون کا ہوا کے رُخ پر جانا اور ڈگمگانا یہ ظاہر
تھا کہ سبعہ سیارہ راہ مین بھٹکتے ہین بروے ہوا برج اور بنگلے بنے تھے شاہدان شعلہ رخسار انمین بیٹھے تھے
نہین نہین گنبد عیاری کے دل جلون کے دل مردہ تھے اور غبارے ان کے مقبرے تھے یا سرکشون کے
سر کمال فروغ سے ہوا مین بھرے تھے اسی طرح ایک سمت تو بین آتشبازی کی دغنے لگین صدا نے
انکی ارض غبرا مین کیا قلعہ افلاک مین تزلزل ڈال دیا ہوائیان ایسی چھوٹین کہ کرۂ ہوا کرہ نار بنگیا
وہ فلک پر سے ستارونکا کرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا کبھی کوئی ستارہ مریخ تھا
دم بھر مین وہ زہرہ وعطارد نظر آتا تھا چار سمت سے آتشبازون نے جنگ بڑھائیں اور انکی کہنیون
مین چرخیان باندھی اور پھلجھڑی دم کی جگہ باندھ کر آگ لگا دی جب وہ جنگ بلند ہوئین پھلجھڑی
کی آگ چرخ تک پہونچی روے ہوا پر جو سب چرخیان چھوٹین چرخ متعدد گردش مین آیا لوگون کو گمان
ہوا کہ ہدہا آفتاب آسمان سے اُتر آیا ہزارہا گیند درختون مین لٹکتے تھے ان مین جو آگ دی
اناروں کی طرح وہ چھوٹے ایک گلزار زرین کوسون تک نظر آنے لگا زمین وآسمان شرر ریز وشعلہ خیز
تھا عدم آباد عالم کا یزداور شک کوہ طور بنا خاکدان ظلمت عالم نور بنا مسدس

بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی		لگ اٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی

تھا تماشا کہین فیلسوفون کی دغا پردازی — جلکے طاؤسون کی بھی چار طرف طنازی

چرخیان چھٹکے ملین گیند دولابی سے — ہوگئی رات بھی دن زردی مہتابی سے

قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوے آتشبار — آگ نے کرۂ خاکی کیا دم بھر مین حصار

صفت سرو چراغان تھے شرر بار انار — جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کے شرار

ہوئین مہتابیان روشن مہ انور کی طرح — چادرین چھٹنے لگین پانی کی چادر کی طرح

اس آتشبازی کے دیکھنے مین بادشاہ اور اہل غیور محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند کرتے تھے ادھر ہتھ پھول جائی جوہی انار پھلجھڑی دیوبری پٹاخے بناکے چھوٹ رہے تھے اور چالاک نے اُس رُخ سے آتشبازی کو گاڑا تھا کہ دھوان اُسکا باغ کے کمرون کی طرف جاتا تھا ہوا کے رُخ پر اُن کمرون کو رکھا تھا تھوڑے ہی عرصہ مین دھوان گھٹا اور تمام مکانون مین بھر کر ایسا گھٹا کہ ہر ایک شخص کی آنکھون مین ناک مین سرایت کرگیا اور چھینکین مار کر تمام اہل تماشا بیہوش ہوے اور آتشبازون کے ساتھ اقسم جادو و قائم جادو نام سپہ سالار انتظام کرتے پھرتے تھے انھون نے آپس مین اثر نشۂ بیہوشی سے بھول دھپا شروع کیا اقسم نے قائم کے دھول ماری اُسنے کہا اے یکیا بھیا کو اٹھائے سر کا خود لیے جاتا ہے قائم نے گھبر کر پکارا اے مشعلچی تیل لا مشعلچی ایسا گھبرایا کہ اُسکے سامنے چلو باندھ کر آیا کہ لے بولا قائم نے کہا اے اور چلو مین پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی مین بھر کر مشعل پر ڈال میرے پیشاب مین چراغ جلتا ہے ایک سپاہی نے آکر ایک لات ماری کہ ابے ہمارے سامنے یہ شیخی لات کھا کر یہ گرا اور بیہوش ہوا دوسرا سپاہی سپاہی کو پکڑ نے چلا وہ بھاگا یہ دونون بھی بیہوش آتشباز بھی آپس مین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے پیرہن مین آگ لگادی کہ آتشبازی کا زیور بھاگا جاتا ہے کسی نے کسی کا ازار بند آکر تھاما کہ اس پُتلے کا یہ فلیتہ ہے اِدھر کمون سے آواز تڑاق تڑاق چھینکون کی آرہی تھی آخر اس میدان دیوانات کے سب آدمی بیہوش ہوگئے چالاک خنجر کھینچ کر اُس کمرے پر آیا کہ جسمین شاہ طلسم بیٹھا تھا وہان آتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا خنجر اُسنے روک لیا یہ عیار سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے جب تو غفلت مین بھی سحر اُسکا چلتا ہے خیر حال اسکے قتل کا بھی طلسم مین رہنے سے معلوم ہوجائیگا غرض بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اُٹھا کر جلد جلد اور ساحرون کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور سر بہت کے کاٹے غل اور ہنگامہ بیرون نے مچایا آندھیان آئین ساحر جو یہان علحدہ تھے وہ دوڑے اتنے عرصے مین اسنے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے اُسوقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین ہوا سرد چلی شاہ جادو ہوشیار ہوکر اُٹھا عیار موصوف نعرہ کرکے کہ منم چالاک بن عمرو ایک سمت کو جست کرکے بھاگا ادھر سے ساحر آئے بادشاہ یکایک اُٹھا تھا حیران و ار چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا عیار تو کہین جاکر چھپ رہا اور بادشاہ نے پانی زیادہ برساکر سب کو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ نے دعوت کے عوض ایسی عداوت کی ہے کہ کشتہ بخون ساحران بنگی ہین جسم تن ساری کشتہ ہے جسمندر بنکر جہاز ڈبویا ہے غرضکہ اُسکو غضب طاری ہوا اور دل سے سوچا کہ سلطان نے تجھ سے بیان کیا کہ میرے عیار کا سر کاٹ لائی ہون اور یہان

وہ عیار زندہ نکلا اور اسی نے آتشبازی بنائی بس معلوم ہوا کہ یہ شہزادیان قلعہ کے عیار سے ملگئی ہین یہ خیال کرکے اسنے شہزادیون سے کہا کہ اری قحبا بڑا غضب کیا تم نے کہ نمک حرامی پر کمر باندھی اور مجھ سے دغا کی انھون نے ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا عذر کیا کہ اے شہنشاہ کنیزین بالکل بیخطا ہین اور اگر کوئی شبہ ہماری جانب سے حضور کو ہو تو معاف فرمایئے بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری کہ سر اُن کے قدم پر سے اُٹھ گئے اور منھ سے بادشاہ نے اُف کیا ایک شعلہ منھ سے نکلا یہ تینون شہزادیان بیہوش ہوگئین اس وقت سب کنیزون اور انیسون کو اُن کی بادشاہ نے طلب کرکے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے اُنھون نے قسمین کھائین کہ ہم نہین واقف ہین شاہ نے کہا اچھا اگر تم شریک حال میرے ہو تو ان مالزادیون کو گرفتار کیے ہوے کوہ شگوفہ پر لاؤ وہان ان کو قتل کرونگا اور افسران لشکر کو اسی قلعہ سے بلایا اور ایسا سحر اُن پر دم کیا اور حکم دیا کہ اپنے سر کاٹ ڈالو سب نے اپنے ہاتھ سے سر کاٹنا شروع کیے قلعہ مین غوغاے عظیم برپا ہوا ان افسرون کی بیبیان لڑکے بہنین شاہ کے قدم پر آگرین شور و فریاد و نوحہ بلند کیا اور عرض کیا کہ وہ عیار اس مین خوش ہوگا یعنے جو میرے قتل کرنے سے بچ گئے انکو شاہ نے قتل کیا اس کلمہ سے بادشاہ کو رحم آیا اور انکے قتل و ہلاک سے ہاتھ اُٹھایا اور ایک معزز ساحر کو حکومت وہان کی سپرد کرکے چند پتلیان بزور سحر مٹی کی بنا کر بیران کے قالب مین بٹھا کر سب کنیزون اور انیسون کو شہزادیون کے مقید کرکے تختہاے سحر پر بٹھلایا اور کہا مجکو تم سے بھی شک ہے پہلے مین نے قید ان حرامزادیون کی تمھارے سپرد کرنا چاہی تھی مگر نہین جنکی مالکین باغی ہین انکی کنیزین کیونکر نہ باغی ہونگی یہ کہکر اُن تینون شہزادیون کو بھی ایک سحر کے تخت پر زنجیرون مین باندھکر بٹھایا اور ہوشیار کردیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھین بس اُن مٹی کی پتلیون کے یہ سب تخت سپرد کرکے فرمایا کہ کوہ شگوفہ پر انھین لاؤ اور آپ یہان سے پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن اس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ کے جلسے مین وہ رات گذر چکی تھی خلعت پرزر ستارہ دار جسم فلک سے حاکم طلسم فطرت نے اُتار لیا لباس عریانی تن عنایت فرمایا کہ اطلس گرد و غبار کا جامہ روزگار غدار کو دیا **نظم**

سحر کی پھر گئی ہر سو دہائی
درختون سے ہوے خشک اشک شبنم
کہ جسدم زلف شب گھٹنے کو آئی
حرارت مہر نے بخشی مگر کم

بادشاہ تو جا چکا تھا صبح کو پتلیان تخت مقیدون کے اُڑا کر روانہ ہوئین قلعہ مین عجیب طرح کا ماتم تھا نوحہ ذکیون کی صدا ہر گھر سے بلند تھی بخت سیاہ زلف بنکر چھا رہی گلیون مین دے رہا تھا اشک ترکا چھڑکاؤ سر راہ تھا غم و اندوہ کی سیاہ دور دیہ استادہ تھی چشم حسرت آلودہ کی طرح ہر دکان کھلی تھی شہر تمام وحشت آباد تھا خانہ خمابی خانہ بجانہ تھی ہر دیوار دو رفرط غم سے ششدر ہر ایک دل مثل آئینہ ملکدر غرفے اور دریچے مثل آغوش پر تمنا کھلے تھے دروازے لبہان باب مطالب کم نصیبان بند تھے کہان تک یہ رنج بیان ہو کسی کو جوش الم سے ہوش نہ تھا چالاک بھی شہر سے اسی ہنگامہ مین سبح کو نکلگیا اور اُن تختون کے ہمراہ یہ بھی چلا دل سے کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب سے قتل کردائی جاتی اسنے تجکو قید بادشاہ سے رہا کردیا تھا تجکو بھی چاہیے کہ اسکو چھڑا دے اور اب بادشاہ اس سے بغی ہوگیا ہے یہ جابیگی کہان مع اپنی بہنون کے یقین ہے کہ تیری شریک ہو جاسے یہ تجویز کرکے اسنے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی

بارہ چودہ برس کے سن کی عورت کی ایسی بنائی لیکن چہرہ پرنور پر زردی غم کی چھائی ہوئی زلف سیاہ پر پریشانی آئی ہوئی حسن صبیح مین شورہ رنج کا نمک جو ملا تھا تو اور زیادہ مزا پیدا ہوگیا تھا مگر شہرہ رنج مین نمک کس کام کا سراسر بے لذت و بدذائقہ تھا یعنی گرد غم منھہ پر پڑی آنکھون سے بندھی اشکون کی لڑی دوپٹے کا ایک آنچل سر پر ایک زمین پر گھسٹتا ہوا پائینچے چھوٹے ٹخنے پاؤن کانٹے تلوون مین چبھے انگیا مسکی ہوئی چھاتی نکلی ہوئی منھہ پر دوہتڑ مارتی ہی ہی امی جان کہتی زار زار روتی اُس تخت کے نیچے کہ جسپر شہزادیان قید تھین بیٹھی دوڑتی چلی اسکے حال زار کو تپلیون نے کہ اصل مین وہ تپلیان ارواح خبیثات ہین دیکھ کر رحم کھایا اور تختون کو زمین پر اُتار کر کہا اے شوریدہ بخت یہ کیا تیرا حال ہے کیون تو اسیر سلسلۂ ملال ہے مجرمون کے سایہ سے بھاگنا زیبا ہے نہ کہ تو انکے ہمراہ آتی ہے اشک غم انکے رنج پر بہاتی ہے اس وابستہ زنجیر اندوہ نے جواب دیا کہ اے بہنو ان شہزادیون نے مجکو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا انکی بدولت دُنیا بھر کے چین عیش کیے کس ناز و نعمت سے پلکر ہم اتنے بڑے ہوے اب یہ ہماری پالنے والیان لباس عذاب مین گرفتار رہون اور ہم گھر مین بیٹھے رہین یہ ہم سے نہو سکا گھر سے نکلے ہین نہ دانا کھائین گے نہ پانی پئین گے یونھین تڑپ کر جان دینگے اگر تم ہمپر اتنا احسان کرو بہت اچھا ہے کہ مشکین ہماری باندھ کر انھین کے پاس بٹھا لو تو ہم اُنکو دیکھتے چلین شاہ سے کہدینا کہ یہ ان گنھگارون کی بیٹی ہے قید ہونے سے رہائی تھی ہم نے گرفتار کر لیا شاہ ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا یہ کلمات حسرت آیات سُنکر وہ تپلیان بولین کہ اے ہے نگوڑی غیر ہے لیکن پالی جو ہے تو کیا محبت اُسکو ہے اچھا اسکو بٹھالینا چاہیئے ایک نے کہا جو بادشاہ خفا ہو تو کیا ہو دوسری بولی کہ جب مقام قریب شہنشاہ آئیگا تو اُسکو اُتار دینگے یہ کہکر اس سے کہا اچھا بدبخت تخت پر بیٹھ جا مگر غل نہ مچانا نہین ہم اُتار دینگے یہ نازنین اُسی تخت پر کہ جسپر شہزادیان قید تھین جا بیٹھی اور گردن مین انکی باہین ڈال کر کہا امی جان کچھ کھایا بھی وہ تینون حیران ہین کہ یہ کون ہے ہماری تو کوئی لے پالک نہین مگر یہ سوچتی ہین کہ تم تو قید ہو اسکے حال کی تفتیش نہ کرو کوئی ہوگی تم سے تو بہ لطف و مدارا پیش آتی ہے غمخواری جتاتی ہے غرضکہ جب اسنے پوچھا کہ تم نے کچھ کھایا انھون نے کہا کہ اے بیٹی قید مین کھانا پانی کہان اس گلرو نے کہا ہم لڈو موتی چور کے تمھارے لیے لائے ہین تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائین اُنھون نے کہا اس غضب مین کھانے پینے کا کسے ہوش ہے اچھا ان تپلیون سے کہو اگر یہ تخت ٹھہرا رکھین تو ہم کھائین اُس گلبدن نے لڈو بہت سے نکال کر ان تپلیون کے آگے رکھے کہ یہ آپ بھی کھایئے اور تخت ٹھہرائے رکھیے کہ ہماری مائین بھی کھالین اُنھون نے وہ لڈو لیکر کھانا شروع کیے اور کہا جلد تم بھی کھالو کھلا نو اسنے کچھ لڈو خالی از بیہوشی نکالے اور شہزادیون کو دیے وہ بھی کھانے لگین مگر تپلیون کو لڈو بیہوشی ملے ہوے دیئے تھے وہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئین اسوقت شہزادیون نے پوچھا کہ اے بیٹی تو کون ہے اسنے کہا مین وہ ہون جسکو **سلطان** نے گنبد بے در سے نکال دیا تھا اب تم سحر پڑھو اور سب ملکر یہ زنجیر اپنے پاؤن سے دفع کرو اور میرے ساتھ چلو یہ سننا تھا کہ اُن تینون نے سحر پڑھا اور از بسکہ ناظمہ ممالک طلسم مین سحر کو بادشاہ کے تینون نے ملکر رد کر دیا اور ان پر سے کیا سحر اُترا سب کنیزون انیسون پر سے بھی اُتر گیا اُنھون نے جلد ایک

تخت اپنے سحر سے بنایا اور چالاک کو اُسپر بٹھا کر آپ بھی سوار ہوئین اور کنیزون انیسون وغیرہ سے کہا کہ زمین آسمان مین غائب ہوکر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہرخ مین جائین گے وہ سب پرواز کرکے چھپ کر روانہ ہوئین اور یہ شہزادیان بھی چلین اُن تیلیون کو اسی طرح بیہوش چھوڑا اس لیے کہ یہ قتل نہو سکینگی راہ مین شہزادیون نے عیار سے کہا کہ ہم بدل مطیع الاسلام ہوے اطاعت خواجہ عمرو کی مثل مہرخ ہم نے قبول کی تم ہم کو اس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مہرخ مین پہونچا دو اور راے عیار طرار یہان سے لشکر مہرخ بہت دور ہے تم تمام بیابانون مین سرگردان پھرتے مگر لشکر مذکور تک نہ پہونچتے ہم بھی جانبازی و سرفروشی کرکے آپ کو پہونچا دینگے ہرچند کہ اس موذی بادشاہ سے بچکر جانا مشکل ہے لیکن یہان سے کسی گانون مین چلکر دیکھین جو کوئی آنے جانے والا ادھر کا ہوگا اُسکے ہمراہ چلین گے چالاک نے کہا تم گھبراؤ نہین ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہونچ رہین گے یہ باتین کرتے ہوے ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے ادھر شاہ جادوان جو روانہ ہوا تھا تو کوہ شگوفہ پر آکر پہونچا اس پہاڑ پر درخت پھولون کے لگے تھے مشاطہ بہار نے شاہد گل کو بجمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا قلعہ کوہ سے پائین کوہ تک درخت سرسبز و شاداب لگے تھے غنچے چٹکتے تھے تو صداے گلبانگ عنادل آتی تھی غنچۂ خاطر کھلاتی تھی غنچہ سربستہ پر عکس جو برگ ہاے سبز کا پڑا تھا تو سرخ گلابی مین بادۂ سبز کا ہونا ظاہر تھا پہاڑ پر آئینہ نہر بعید صفا رخ حور کو شرماتا جوش ترادت سے سبزہ لہراتا درخت میوہ دار بھی پھلے پھولے تھے مثل توانگران نخل وغیرہ وثمر سے ہر ایک ڈالی نہال تھی فرط عشرت سے جھومتی مالا مال تھی **نظم**

رشک گلزار جنان جوش طراوت سے چمن
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
چشم نرگس گل خورشید پہ بھی چشمک زن
رشک مین حور کے چہرہ سے رخ گل بڑھکر
زلف غلمان سے کہین گیسوے سنبل بڑھکر

بادشاہ طلسم نے اس کوہ پر پہونچکر سحر کی دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو پتلے چینی کے تہ ارض سے نکلے اور ایک طرف اُڑ کر گئے پھر جو آئے تو کرسیان جواہر کار لیکر اور جملہ سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ و ساغر نازنینان قمر پیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیان بچھا کر فرش تکلف آراستہ کیا جام سے ارغوانی بھر کر شاہ کو دیا چنگیر جو گجرے مسند کے قریب رکھدیے بادشاہ گل اندامون کو پہلو مین لیکر بیٹھا اور شراب پینے لگا کچھ پریان سازلیکر ایک سمت سے آئین اور سامنے گانے بجانے ناچنے لگین بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے محافظان سلطان جادو وغیرہ تم قیدیون کو لیکر کہان بیٹھ رہین جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو یہ آواز دیتے ہی وہ پتلیان جنکو چالاک نے بیہوش کردیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھین ہوشیار تو نہوئین مگر تخت انکا آپ سے آپ اُڑکر چلا اور کچھ دیر مین کوہ شگوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آیا وہ بھی خالی آیا پتلیان بیہوش پڑی ہین قیدی کا نام نہین ہے افراسیاب نے کچھ پانی لیکر سحر دم کرکے اُنپر چھڑکا کہ وہ پتلیان ہوشیار ہوکر اُٹھین اُنسے پوچھا کہ قیدیون کو کیا کیا اُن پتلیون نے کہا ہم آپ کی قدرت سے پیدا ہوے

آپنے سُلا دیا ہم سو گئے آپنے جگا دیا ہم جاگے ہمین نہین معلوم کہ وہ اسیر کہان گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو مین نے کس طرح اسوقت سُلایا تھا اُنھون نے کہا ایک عورت کمسن آئی تھی لڈو اُسنے کھانے کو دیے تھے پھر ہم کو نہین خبر کیا گذری شاہ یہ کلام سُنکر غضبناک ہوا اور کہا تم سب جل جاؤ کہ تم نے حفاظت اچھی طرح نہ کی یہ کہنا تھا کہ پتلیون کے منھ سے شعلۂ آتش نکلا اور سر سے جو آگ لگی سب جلکر خاکستر ہوگئین بعد ان کے جلانے کے اُٹھ کر اُس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دل سے کہتا تھا کہ چلکر عمرو کو مار ڈال غرض اُس کوہ کے داہنی جانب بہت دور آکر ٹھہرا وہان عجیب وغریب درخت لگے تھے پھولون سے چہرے پریون کے نکلے تھے پھل سبوے کلان کے برابر لگے تھے اُن مین سے مار سیاہ پردار نکلتے تھے پتے آپس مین لڑکر جھانجھ کی طرح بجتے تھے پریون کے چہرے جو ظاہر تھے اُنکے کان آنکھ ناک منھ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی اور اسی طرح ہزارہا عجائبات ظاہر تھے۔

نظم

زبان پہ کچھ سخن مانند انسان
پکارا ریچھ اک یون کھول کر لب
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ خوش اسلوب
کہا اس سے کہ ہم ہین تیرے شیدا

نظر آیا اُسے اک طائر خوب
کبھی خندان کبھی گریان وحیران
کہ جاتا ہے کدھر آ اس طرف آ
پکارا چند ساعت کوہ پر خوب
شجر دیکھے ہوے دریاے زخار

سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
بڑھا وہ کچھ قدم پس دشت مین جب
مین اک مدت سے ہون مشتاق تیرا
ہوے فوراً ہزارون زاغ پیدا
بنے دریا سے پھر وہ شکل اشجار

بادشاہ نے وہان ٹھہر کر افسون پڑھا سب درخت جس طرح آندھی آنے سے ہلتے ہین اسطرح ہلے اور سر ہر نخل پر ایک ایک پریزاد غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حُسن مین گل حدیقۂ خوبی و غنچۂ گلستان محبوبی بلکہ دھانی لباس ہر ایک زیب قامت کیے کھیتی کو حسن کی سرسبز کیے تراوت کشت جمال کو دیے بُلبل شیدائی دل کو بنا ئین کہ بموجب **مسدس**

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق
لکھنؤ کا وہ غضب ٹھسکا پریرو وقاق
صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
حُسن کشمیر تھا مشہور میان آفاق
چشم پنجاب کمر دہلی کی شمامہ کی گات
جسم لاہور کا اور قامت وقد گجرات

اُن پریون نے بادشاہ کو دیکھ کر قہقہہ لگایا بادشاہ نے فرمایا کہ اے نہال پری چل جلدی یہ کہنا تھا کہ ایک درخت کی جڑ سے نازنین گلفام سمن اندام پیدا ہوئی یہ سب پریون سے زیادہ حسین تھی ہر جگہ تعریف جمال مہر تمثال بیان کرنے مین طول ہوگا مختصر یہ کہ اُس پری سے بادشاہ نے خطاب کیا کہ ملکہ **مقراض دو زبان جادو** کو بلا لاوہ پریزاد یہ سُنکر زمین مین سما گئی بعد لمحہ بھر کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پر لوٹ کر صورت اُسنے اک بلاے سیاہ کی پیدا کی منھ سے ہنگام تکلم شعلہ نکلکر دو زبانین بنجاتے اور مثل مقراض نظر آتے اور سراپا اس غیبانی کا یہ تھا **نظم**

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
لب بالا فراز دوش آیا

گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

لب زیرین نے سینہ کو چھپایا
زمین کیسی پہاڑون کے گلو گیر

اُس بلاے سیاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور جھوے سے چھری نکال کر سر اپنا کاٹ کر ہتھیلی پر رکھا اور بادشاہ

کو نذر زمین دیا شاہ نے سر اُٹھا کر اُسکی گردن سے ملحق کر دیا اور کہا اے ملکہ نذر تمھاری ہم نے قبول کی یہ سر میدان کارزار مین جا کر ہمارے کام پر نثار کرو جاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سب نمک حرامون کا سر کاٹ کر لاؤ اور ہم کو نذر دو یہ کہکر پھر کچھ جادو پڑھکر دم کیا کہ سامنے سے ایک دریاے زخار موج مارتا ہوا پیدا ہوا ہر موج اس بحر پر جوش کی مثل مردم خونخوار غصے سے چڑھائے آستین تھی اور لب بان انسان غضبناک چین بر جبین تھی ایسا جوش و خروش اس سے پیدا تھا کہ مینڈھا بانسون اچھل رہا تھا گویا دریا جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا کہ بموجب

نظم

پیمانہ بحر بھر کے چھلکا
ہر چشمہ کی آنکھ مین تھا ڈھلکا
اُمڈا اٹھا بڑھا ہوا تھا دریا

زورون پہ چڑھا ہوا تھا دریا
سر تنکے حباب اُٹھا رہے تھے
چشمے آنکھین دکھا رہے تھے

دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھار
تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار

اس بحر مین ایک سونے کی کشتی پر ایک جادوگر سوار جسکی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے روان پانی کی دھار کشتی کو کھیتا ہوا کنارے پر آیا شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سمندر خیز جادو ملکہ مقراض لشکر حریفون پر میرے جاتی ہین تم بھی انکے ساتھ جاؤ اور دشمنون کو میرے غرق قلزم عدم کرو وہ ساحرہ وہ ساحر یہ سنکر پھر اُچھ دیر مین وہ بحر خشک ہو گیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے رخصت ہو کر غائب ہو گئی یہ دونون ساحر و ساحرہ اسی کوہ کی حوالی مین رہتے ہین اور تین لاکھ ساحران کے مطیع ہین پس دونون نے اپنے مقام پر پہونچکر لشکر تیار کرایا اور حکم روانگی فوج کو دیا پھر تو بجا نجہ نفیر کا شور طبل فلک تک پہونچا ترسول سنبول کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی ناقوس کی صدا گوش ہندوے چرخ کے پار تھی طاران سحر نے اُڑکر روے گیتی چھپایا تھا ابر جادو کا چھایا تھا ہتھیارون کی جھنکار بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوئی تھی حرارت جسم خورشید مین آئی تھی ساحر تختہاے سحر و اژدر و طاؤس پر سوار تھے زمین پر روان فوج کے جرار تھے زیر ران ہر ایک کے اصیل رہوار تھے آفت تازہ بیکسون پر چلی تھی کہ

نظم

کبھی ظاہر کہ دیکھے اسکو انسان
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا
کبھی ہوتی تھی وہ آنکھون سے پنہان

زبانین دوسنان کی طرح سے تیز
بشکل نیش عقرب زہر آمیز
زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا

بگولے بنکے اُڑتے بعض ساحر
بشکل ابر ہر جانب سے چھاتے
یہی سامان تھا لشکر مین ظاہر

سبے طاؤس زرین بال تھے چند
نہایت تیز پر محفوظ و خرسند
اندھیرا ان کے نظر دن مین سماتے

ملکہ مقراض اژدھے چالیس زنجیر سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اسپر کھنچوا کر سوار ہوئی اور سمندر جادو نے اسی طرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر سونے کی سوار ہو کر یہ ہروی اختیار کی وہ دریا پیچھے سے خشک ہوتا جاتا تھا اور آگے جدھر جاتی بھی بڑھتا جاتا تھا سانپ کی طرح لہراتا تھا لشکر تو بیچاری مہرخ پر جاتا ہے اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہے کہ اب عمرو کو مین جاتے ہی قتل کر ڈالون پہلے مطیع و ہوا خواہ اُسکے قتل ہو جائین اسلیے اب کی سرحد اران طلسم ساحرون کو لڑنے بھیجا ہے کہ ان کو نہ عیار قتل کر سکین گے نہ ساحر مار سکینگے اگر طلسم کشا ہو تو انکو مارے یا مثل بادشاہ طلسم کوئی ساحر ہو تو مارے

فی الجملہ یہ بلائین تو راہ مین ہین لیکن **افراسیاب** لبدان کے بھیجنے کے کوہ شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سناٹا مارکر ایک
جنگل مین ہو نچکر اُترا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے **مرنخ سیاہ زبان جادو** آؤ آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور
سمٹ کر صورت اپنی ساحر کی ایسی پیدا کی لباس جسم مین سرخ پہنے تھا رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا زبان منھ مین سیاہ تھی
کل جھبتا لقب اُسکا تھا بدن بد قوارہ اور رکاوک سب تھا اس بیہودہ نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے اس سے
یہ کلام کیا کہ اے **مرنخ** تم یہان سے جلد جاؤ **سلطان** و **سلیمان** و سرشار حاکمان قلعہ سلطانیہ مجھ سے منحرف
ہوگئی ہین اُنکو پکڑ لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ کس طرف وہ ہین مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ پتا اُنکا پاؤن
بادشاہ نے یہ سن کر پھر سحر پڑھا اور آواز دی کہ اے جاسوس و خبردار جادو میرے پاس آکر جلد
حاضر ہو صدا دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ شہنشاہ کا بول بالا رہے مرتبہ اعلیٰ رہے حاکمان
قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ مین قریب آہو کوہ کے بیٹھے ہین اور ایک عیار اُنکے ساتھ ہے یہ کہہ کر وہ پتلا پھر زمین مین سما گیا
شاہ نے اُس ساحر سے فرمایا کہ تو نے نشان اُنکا پایا اسنے عرض کیا کہ بخوبی سمجھ گیا ہون یہ ارشاد فرمایئے کہ اُنکو گرفتار کر کے
کہان لاؤن حضور یہان سے کس مقام پر رونق افروز ہون گے شاہ نے کہا کوہ فیروزہ پر اور اگر وہان مین نہ ملون تو بیابان
گلزار مین آنا کہ وہان ضرور ہونگا وہ ساحر یہ حکم سنکر پرواز کر کے چلا اور بادشاہ بھی ایک طرف روانہ ہوا لیکن ساحر
مذکور کچھ ہی دیر مین اس پہاڑ کے قریب آکر زمین پر اُترا کہ جہان شہزادیان اور **چالاک** تھے یہ ساحر درہ کوہستان
مین شہزادیون کو ڈھونڈھنے لگا اور وہان سلیمان نے **چالاک** سے کہا کہ مسافر کے پاس لوٹا ضرور چاہیے تمھاری
عنایت سے کھانا تو ممکن ہوا مگر پانی نہین پیا اب یہان سے چلو کسی چشمہ پر پانی پئین **چالاک** نے کہا تم ٹھہرو مین پانی
لاتا ہون جب اس جگہ کھا پی کر اپنی ضرورتون سے فارغ ہو تو ایک ہی مرتبہ چلین گے کہ راہ مین ٹھہرنا نہ پڑے انھون نے
کہا اچھا عیار موصوف درہ سے نکلکر ایک کنوان تلاش کر کے کنارہ پر آیا اور کسوت عیاری سے ڈولچی نکال کر زنجیر مین
کانٹے دیکر پانی بھرنے لگا یہ تو پانی بھرتا تھا مگر وہان **مرنخ** تلاش کنان اُس درہ مین بھی آیا کہ جسمین وہ شہزادیان
بیٹھی تھین اُسنے آتے ہی للکارا کہ ارے فراریان کہان بچ کر شہنشاہ سے جاؤگی شہزادیون نے اُسکو دیکھ کر سحر پڑھا کہ
ہزارہا سانپ زمین سے پیدا ہو کر اُسپر لپکا اُسنے کچھ ایسا افسون دم کیا کہ وہ سانپ جلکر خاک ہو گئے اور یہ ساحر اور
آگے بڑھا اُن بیچاریون نے دوبارہ جادو کیا کہ چار سمت سے سو سو پتلے برہنہ شمشیر ہاتھ مین لیے پیدا ہوئے اور
اسپر حملہ کیا اُسنے پھر پڑھ کر پھونکا کہ وہ پتلے آپسمین لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے پتلے کی پڑتی تھی وہ جلجاتا
تھا اسی طرح جو سحر انھون نے کیا اسنے رد کر کے زمین پر دوہتڑ مار کر آواز دی کہ بجاؤ تم بھیڑیان یہ تینون زمین پر بونین
مگر **سلطان** نے اتنی چالاکی کی کہ جب اسنے دوہتڑ مارا اسوقت نیل کا قلم انگیا سے نکال کر اپنے دوپٹے پر لکھا کہ ہمکو
مرنخ جادو بھیڑ بنا کر پکڑے لیے جاتا ہے یہ لکھا ہوا پھاڑ کر وہین پھینکدیا اور یہ بھی لوٹنے لگی آخر یہ تینون بھیڑ بنگئین اسنے
ایک زنجیر اپنی کمر سے کھول کر اُنکی گردنون مین باندھی اور کھینچتا ہوا لیکر چلا اور اسی جانب آیا کہ جدھر **چالاک**
کنوئین پر پانی بھر رہا تھا اور دیر اُسکو اسوجہ سے ہوئی تھی کہ ایک ڈولچی بھر کر پہلے اسنے پانی پیا ہاتھ منھ دھویا

ذرا تفریح ہوا کھائی پھر دوسری ڈولچی بھری کہ لے چلون اس اثنا مین ساحر کو دیکھا تین بھیڑین زنجیر مین باندھے لیے جاتا ہے اسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیان گرفتار ہوئین مین سمجھا کوئی ساحر ہوگا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت بنکر پانی بھر رہا تھا تو مرتخ بھی اسکو دیکھتا چلا کچھ مزاحم نہوا اور یہ پانی لیکر درہ کوہ مین آیا وہان شہزادیون کو نہ پایا کچھ سحر کا اسباب ناریل وغیرہ پڑے دیکھے آخر وہ ٹکڑا دوپٹے کا پایا اور اُسپر لکھا دیکھا کہ ہم اس طرح اسیر ہوے یہ دیکھکر سوچا کہ غضب ہوا وہ ساحر انھین کو بھیڑ بنائے لیے جاتا تھا تجکو روکنا چاہیے تھا الحاصل بعد افسوس بسیار ایک لہنگا اطلس زر اندود کا نکالکر پہنا پانون مہاور سے رنگین کیے کڑے چھڑے توڑے چھاجھ پہنی کمر مین زنجیر سونے کی باندھی گلے مین ہاتھون مین بہت سا زیور پہنا اور سرخ دوپٹا اوڑھکر زن ماہ طلعت ایسی بنائی اُسکی زلف حسن لیلی عذار کو نظر آئی الفت مین جینا وبال ہوا مجنون کردار بنا سودائی پیشانی اُسکی عید کا چاند ضیاے خورشید جبین کے آگے ماند ابروے خمدار اُسکی طاق محراب کعبہ چلہ کش اُسکے پیے زاہدان پیر یا مژگان نیشتر رگ جان عاشقان چشم جادو خیز توسن ناز ابلق لیل و نہار نے نہ دیکھے ہون وہ انداز دنبالہ سرمہ کا اس توسن کی شوخی کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اُسپر زمانہ اس طرح از سر تا پا وہ آفت جل زمانہ یگانہ دہر بنگئی کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار ملائم از بس — عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
مفت ہے جان کے عوض بھی جو میسر ہو ہوس — بل بے مدھ ٹپکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس
دیکھ کر کہتے ہین صورت کو ملک صل علی — رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

گال مین اُنکے قیامت وہ گلوری کا ابھار — شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ مین چبانا ہر بار — ٹھہرا دگال اُنکا نہ دینا وہ دم بوس و کنار
رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا — اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

اس صورت سے تیار ہوکر گھونگھٹ نکالا ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر پوجا کرنے کا سامان اسمین رکھا ہوا چومکھ روشن کنول کا پھول دھرا ہوا چھم چھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر بھیڑیان لیجاتے ساحر کو دیکھا تھا اُس طرف آیا دیکھا تو وہ سامنے ایک درہ کوہ مین بھیڑون کو لیکر چلا گیا یہ بھی اسی سمت کو آیا ساحر کو تو نہ پایا مگر دوسرے درہ مین پہاڑ کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا یہ سمجھا کہ آہوی صحرائی ہے اور وہ ساحرہ تھی نام اُسکا آہوے جادو تھا غرض جب یہ درہ کے قریب پہونچا اُس ہرن نے پکار کر کہا کہ ارے ادھر راستہ نہین ہے بحکم شاہ طلسم اس درہ کی محافظ ہون یہ مقام آہو کوہ کہلاتا ہے چالاک یہ کلام اس کے سنکر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہے تو اس ساحرہ کا نام بھی غزال یا آہوے جادو ہوگا بس یہ سوچ کر بکمال اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے ملکہ آہوے جادو مین تمھارے ہی پاس آئی ہون وہ ہرن اُٹھکر اُسکے قریب آیا اور کہا بتاؤ تم کون ہو اور مجھ سے کیا کام ہے اُسنے کہا میرے گھر مین سامری کی پوجا ہوتی تھی ہم لوگ پجاری ہین دوسرے دن پوجا کرنے کے پھول جو سامری کی مورت پر چڑھتے ہین وہ بانٹنے نکلتے ہین مرد ہمارے مردون کے پاس جاتے ہین اور ہم عورتین عورتون پاس اور لائق جگہ

ہمیشہ قیام نہین کرتے ہین یونہین گانون گانون شہر شہر پھرتے ہین آجکل اس طرف آنکلے اور سُنا کہ آہوے جادو
رہتی ہین پس آپکو یہ پھول دینے مین آئی ہون ڈنڈوت کیجیے اور یہ پرساد لیجیے مین اسیس دون اور اپنے
گھر جاؤن یہ سُنکر وہ ہرن غلط کہ مار کر ساحرہ بنا اسنے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہے مگر آنکھین
غزالان صحراے خوبی کو چوکڑی بھلاتی ہین ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی ہین لباس و زیور سے آراستہ ہے نہایت
پیراستہ ہے یہ دیکھ کر اسنے ایک پھول کنول کا کمر سے نکال کر تھالی مین رکھا اور تھالی کا پھول ہاتھ پر رکھ کر دیا
اُسنے ڈنڈوت کرکے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نکال کر تھالی مین ڈالے اور پھول لیکر سونگھا اور آنکھون سے
لگایا ہنوز یہ پجارن اسیس بھی دینے نہ پائی تھی کہ بیہوشی اُسپر طاری ہوئی چرخ کھا کر گری اسنے فوراً سر اُسکا
کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا کہ افسوس مارا آہوے جادو کو چالاک اسوقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت
تم نے کی جو اُسکو مارا اگر غل سُنکر اور ساحر یا مرّیخ دوڑ آئے تو کیا کروگے اسی سوچ مین ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلدی
سے چھپا کر دوپٹا اوتار کر جلدی سے الگ پھینکا اور دوہتڑ زانو اور منھ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا ساحرہ کے
لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ہے ہے میری بی بی ہی ہی میری چاہنے والی افسوس میری پالنے والی کس نے تجکو
خاک و خون مین لٹایا ہاے یہ چاند ایسی صورت خاک مین ملگئی اے میری بی بی مین آنے بھی نہ پائی کہ
کسی جلاد نے کام تمھارا تمام کیا صداے غوغا و شور گریہ اور غل بیرون کا سُنکر مرّیخ جو درہ کوہ مین گیا تھا اور
آہوے جادو کا وہ بھی متلاشی تھا جا ترددہ سے نکلکر دوڑا یہان آکر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہے اور ایک
نازنین عنبرین گیسو اس سے لپٹی رو رہی ہے جو آنسو اُسکی آنکھ سے نکلتا ہے یہ نقشہ ہے کہ بیت دُرّ ابلق کسے
کم دید موجود + لیکن ز اشک چشم سرمہ آلود + اور اُس حالت رنج مین تن بدن کی اُسکو خبر نہین ہے ڈوپٹہ جو اُتر گیا ہے
پردہ حسن کا پردہ فاش ہوا ہے گیسوان مشکین جو رخ پر پریشان ہین تو ہزار ہا نافے تتار مین پڑے ہین رخسار پر
طمانچون کے نیل پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کد نور حقیقی نے طرفہ نیرنگ دکھایا ہے گل سُرخ مین گل سوسن
اُگایا ہے وہ اُسکا سینہ کھلا ہوا انگیا مین دو قمقمے رنگین وہرے ہوے وہ رس مین گولے بھرے ہوے وہ
گورا گورا نرم مخمل سا پیٹ کھلا ہوا پیڑو اُبھرا ہوا کر پتلی ساق پا بلورین زانو پیٹنے سے کھل جاتے تمنا سر بزانو ہوتی
نظر آتی آرزو یہ پاؤن پھیلاتی کہ کسی طرح جا بجا زانو سے لڑین شائق شمع سے وصل ہمسری کرین از سر تا پا اس
آئینہ رو کے جمال کا یہ عالم **نظم**

چشم جادو روش گردش ایام گرفت
وے خرام تو بپامالی سرہا گستاخ

خوش قدی لالہ رخی گلبدنی غنچہ لبی
طرّۂ گیسوی پیچش سلسلۂ دام گرفت
تا بپا سرمہ کش نرگس جادوے تو بود

قاتلی رخنہ گری شوخ نگاری عجمی
اے نگاہ تو بتاراج نظرہا گستاخ
شبنم خلد نظر بار گل بوے تو بود

اس شکل شمائل کو اس ماہ کامل کی دیکھکر مرّیخ کا دل قابو مین نرہا اور قریب آکر کہا کہ اے گل باغ وفا کس کی
لاش ہے جس کے غم مین تجکو یہ خراش ہے اسنے روکر کہا میری پالنے والی کی یہ میّت ہے مجکو اسنے بچا سا مول لیا تھا
اور فرزندون کی طرح پالا بیٹی کہتے ہر وقت منھ سوکھتا تھا ہاے مین کس کی ہوکر رہون مجکو تو یہ اکیلا کر گئین

اے ملکہ آہو مین تمکو کس بن مین ڈھونڈھون مرصع نے جب نام سُنا کہا افسوس یہ لاش آہوے جادو کی ہے اے نیکبخت
یہ اکیلی اس صحرا مین رہتی تھین یا اور بھی کوئی ساتھ تھا اُسنے کہا سبھی کوئی تھے مگر یہان سے کہین کو بس یہ ملازم اُنکے
مین یہ فقط مجکو لیکر اس پہاڑ کی حفاظت کرنے کو یہان رہتی تھین اُسوقت مین ایک کام کو گئی تھی کسی نے ملکہ
کو مار ڈالا اسنے ماجرا سُنکر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان پر جاتا ہے تو قیدی تیرے ساتھ مین
مبادا کوئی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام مین بھی عرصہ ہو گا اسکو یہان راضی کر کے اپنے ساتھ لیجانا چاہیے یہ
سوچکر اسنے اس ماہ دو ہفتہ سے کہا کہ بی بی تو تیری خدمت مین جمشید کے گئین اب اگر تو مجھکو اپنا غلام تصور
کرے اور میرے ہمراہ چلے تو مین شہنشاہ ساحران کے پاس قیدیون کو لیے جاتا ہون یہ بھیڑیان ساحرہ مجرمان
شہنشاہ ہین بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک ہو اور تیرا بھی اسسے کہکر مین تیرا مرتبہ کرا دونگا اور
اپنے ساتھ تیرا بیاہ کر دونگا اسنے یہ باتین سُنکر کہا خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہے مین اسکو چھوڑ کر تمھارے ساتھ
مزے اڑانے چلون دنیا مجھکو کیا تھوکے گی اسنے کہا مین جنازہ انکا انکے گھر پہونچائے دیتا ہون تم چھپ رہو لوگ
کہین گے جسنے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ لیگیا ہو گا عیار نے بعد انکار بسیار کہا اچھا مین بھی سوچتی ہون
کہ میرے اب کون ہین جنکے پاس رہونگی خیر تمھارا ہی ساتھ ہوا سبھی بی بی کا جنازہ بھجواؤ ساحر نے زور
سحر کے چند پتلے بنا کر حکم دیا کہ اس لاش کو قلعہ آہوان مین لیجاؤ وہان پہونچا کر چلے آنا پتلے لاش اُٹھا کر روانہ ہوے
اور اس نے ایک تخت سحر سے بنا کر بھیڑیون کو اُسپر ڈالکر آپ بھی مع اُس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ
فیروز روانہ ہوا لیکن ایسا محبوب پری پیکر و گل اندام پہلو مین بیٹھا تھا کہ جسپر شباب چھایا تھا تمام اعضا سے مستی
ٹپکتی تھی جسم گدرایا تھا وہ صحرا مین ہوائے سحر کا چلنا سناٹے کا عالم پہاڑون کی دانگ پر جانورون کی کلیل صحرا
مین وحش و طیر کا پھرنا دریاؤن کا بہنا چشمون کا لہرانا اُنپر درختون کا جھکنا نمونہ گلستان رحمت باری تھا
فیض خالق خزان و بہار عالم پر جاری تھا ایسے مقام پر یار دلنواز کا پہلو مین ہونا ع یار جوان و من
جوان دیدہ شوخ و چہ میشود + اگر زاہد ہفتاد سالہ بھی ہوتا تو یہ توڑ ڈالتا اس ساحر کو تاب نہ رہی
بے اختیار اُس گلعذار کو آغوش مین لیا دست ہوس دراز کیا اُسنے ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے مارا اور ہنسکر
کہا مردوے تجھے خیر ہے دنیا کی شرم و حیا بھی نگوڑے اُڑ گئی یہ بھیڑیان بھی تو انسان ہی ہین انکے سامنے
بےحیائی کرنا تیرا ہی کام ہے اور تو نے تو اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہکر مین تیرے ساتھ بیاہ کرونگا پس جب
بیاہ ہو گا اُسوقت کچھ امر ہو رہے گا ابھی مین تیرے ہتّے نہ چڑھونگی تو اپنا تو یہ مطلب نکالکر جو مجھے چھوڑ دے
تو میری موتی کی ایسی آب اُتر جائیگی آبرو گئی ہاتھ آنا دشوار ہے اور تیرا گیا وہی مثل ہے کہ جیر و جار کھا رہ
پانچ پھر ویسے ہی کے ویسے ساحر نے عذر سُنکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا اے جانمن میری جان نکلی جاتی ہے واسطہ
[illegible] کا شربت وصل ایک مرتبہ پلا دے مین تمام عمر غلامی کرونگا جو کہا ہے اُس سے زیادہ اطاعت کا دم بھرونگا اسنے
شرما کر بعد عذر بسیار کہا اے شخص مین تیرے بس مین ہون جو تیرا جی چاہے کر مگر مین اسطرح تو راضی نہ ہونگی کہ تخت اڑتا

جائے اور قیدی سامنے بیٹھے ہون اگر تجکو منظور ہو تو تخت زمین پر اُتار دو گھڑی تنہائی مین ہمنشین ہولین
پھر آگے چلین گے یہ سننا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک ذرعہ درختون کا کنارے ندی کے دیکھکر
تخت اُتار ا بھیڑیون کو درخت کی آڑ مین باندھ دیا اور چادر ندی کے کنارے بچھا کر بیٹھا معشوقہ کو
گود مین لیا اور کہا بیت عبث تو گھر بناتا ہے میری آنکھون مین اے پیارے + کسی نے آجتک دیکھا نہین
پانی پہ گھر ٹھہرا + اس نازنین نے جواب دیا کہ مردوئے کیون باتین بناتا ہے بھلا مین تجھ سے پوچھتی ہون کہ اسجگہ
جو تو ٹھہرا ہے تو کیا لطف ہی نہ شراب نہ کباب بغیر نشہ مجکو تو کوئی بات اچھی نہین معلوم ہوتی اسنے کہا تم ٹھہرو
مین کسی درہ سے جاکر شراب لاؤن اسنے کہا اب عرصہ ہوگا میرے پاس ایک گلابی شراب کی ہے وہی ہم
اور تم کام مین لائین اسنے کہا بہتر ہے معلوم ہوا کہ تم شراب بہت پیتی ہو عورت بولی کہ اس جنگل مین آہو کو سوائے
شرابنوازی کے اور شغل ہی کیا تھا اور مین اُنکے پاس رہتی تھی یہی باعث ہو کہ شراب میرے پاس ہے یہ کہکر
دوپٹے مین ہاتھ ڈالکر ایک بوتل شراب سرخ کی نکالی اور اس ساحر کی گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا جانی یہان
ساغر نہین ہے گلابی منھ سے لگالو اسنے یہ پیار دیکھکر منھ کھول دیا اسنے آدھی بوتل حلق مین اونڈیل دی وہ
پی گیا یہ عیار اُسکی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکارا کہ جانی پہلو مین بیٹھ جا گود سے میری اور کہین نہ جا
اسنے کہا ابے اُلّو تو مجھکو کیا سمجھا ہے مین تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہون یہ سننا تھا کہ وہ بغضب
تمام سحر پڑھنے لگا اس عیار نے دامن سے پنکھا منھ پر جھل دیا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے بے تامل خنجر سے سر
اُسکا جدا کر ڈالا غل وشور برپا ہوا وہ شہزادیان پھر حالت اصلی پر آگئین اور قدم پر عیار مذکور کے گرین
کہ آپنے بڑی آفت سے ہمکو چھڑایا اُدھر وہ تیلے جو لاش آہو کی لیکر چلے تھے مرخ کے مرنے سے وہ بھی غائب
ہوگئے لاش ساحرہ کی جنگل مین پڑی رہی اور طعمۂ زاغ و زغن ہوئی ملکہ سلطان قمر وغیرہ نے تخت سحر سے بنایا اور
چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصود کا راستہ لیا یہ تو اسطرف آتے ہین مگر اب حال مقراض و سمندر کا سنیے بیت
رجز خوانان میدان فصاحت یون بیان کرتے ہین از راہِ حکایت کہ بعد قطع مسافت مقراض و سمندر قریب
لشکر حیرت خود سر پہونچے اُسنے خبر اُنکے آنیکی سنکر استقبال کرایا لشکر اُنکا مقام عمدہ پر اُتروایا بارگاہ
اُنکے لیئے آراستہ کرائی یہ دونون ایک روز کسل سفر سے آسودہ ہوئے دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکور مین آکر
دنگل پر متمکن ہوئے اور حال رزم وغیرہ دریافت کرکے بہت کچھ لاف وگزاف کیا ان کے آنیکی خبر
ہرکارون نے ملکہ مرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف قدیم سے عزیزدار شاہ طلسم ہے اسکی نواسی مہ جبین بروز
نوروز جب تخت پر جلوس کرتی تھی تو تمام ناظمان طلسم آکر نذر دیتے تھے بدینوجہ یہ سب سرحد داران طلسم
کو پہچانتی ہے پس ان ساحرون کا آنا جو سنا لرزہ اندام پر طاری ہوا سبھون سے کہا اب بیشک موت
آئی کیونکہ خواجہ مقید ہین عیار ساحرون کو قتل نہ کر سکین گے ہم لوگ ایک ادنیٰ سحر بھی انکا رد نہ کر سکین گے
دیکھئے کہ خالق کو کیا منظور ہے الحاصل البیان رات قریب آئی یعنی جب زورق طلائی مہر دریائے مغرب مین

جاکر ڈوبی اور سمندر فلک مین کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ بمقتضائے **ابیات**

سیہ پوش آج کیون ہے شاہد شام
نہین پیدا نہین تارون کا ہے نام
قمر کی بھی سفید اسدم ہے رنگت
بڑے گی شیرگی غرب پہ آفت

سر شام بحکم **مقراض** خود کام طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی طائران سحر خود رفت دریا کرکے سامنے ملکہ **مہرخ** کے آئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی خبر نواخت نقارہ رزم عرض کی ملکہ نے نظر بہ رحمت کارساز عالم کرکے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا پھر تو کوس و بوق بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار اپنے مقام پر آئے جابجا پوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈہرو بجانے لگے بھینٹ ہیرطھانے لگے منترون کی صدا بلند ہوئی بیرون کے آنے سے سناٹے آتے جاپ کرنے والے جھوم جاتے اسی طرح اس طرف بھی خوک و بز جھٹکا ہوتے تھے مسان کی مٹی جو را ہے کی اور ویرانے کی اور جہان گدھا لوٹے وہان کی خاک جمع ہوئی تھی دف دائرہ اور خنجری بجتی تھی دھول اچھو متا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ساحرون مین تو یہ نقشہ تھا بہادرون نے سلح خانے کھلوائے تھے ہتھیار چھانٹ کر سامنے منگوائے تھے ان کے سامنے دعوی مردی کسی کو کیا خاک ہوتا کہ اُس شب کو قمر بھی ہالے کی جوڑی ہاتھ مین پہنے تھا تیغ تیز کے خوف سے گردون کی سپر پنجہ مہر چھوڑ کر جانب مغرب بھاگا تھا خنجر بُرّان طوق بنکر گلو گیر عدو ہونا چاہتا تھا دلاور ہمہ تن مصروف جدال ہوگئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مردم چشم یہ ہین اور تیغ نظر ہاتھ مین ہے حریف رگ رگ سے شمشیر انکی واقف اس طرح تھی کہ جیسے نبض مین جملہ اعضائے تن کی خبر ملتی ہے نیزہ سرکشی کا دعوا کررہے تھے گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی شورش و ہنگامے مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ مقراض سحر نے پیراہن مشکین شب قطع کیا اور موج ضیائے بحر آفتاب نے عالم کو ڈبو لیا کہ **ابیات**

وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا
جہان کو نور کا عالم بنایا
یہ آمد پھر ہوا خورشید پرنور
ہوا عالم ضیا سے اسکی معمور

ہنگام سحر ملکہ **مہرخ** شبستان سے برآمد ہوئی اور ہر سمت سے جادوگر نیان اور ساحر نام آور حاضر ہوکر تسلیم بجالائے اور ملکہ موصوف کو لیکر جانب رزمگاہ چلے اُسوقت ہزار ہا نقارے بجے ابر سحر کے سر پر سایہ فگن ہوے تخت اور طاؤس ساحرون کے اُڑکر چلے **ملکہ بہار** وغیرہ سردارون کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت اُن پر ہزار جان سے قربان تھی کہ بموجب **نظم**

سارے عالم مین نہ کس طرح ہون یہ فتح نصیب
اہل جوہر ہین لڑائی کا ہنر ہاتھ مین ہے

کیون نہ میدان شجاعت کے یہ ہون شاہ سوار
کہ عنان فرس فتح و ظفر ہاتھ مین ہے

جنگجو انسے ہو مریخ کی طاقت یہ نہین
کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ مین ہے

جگر دشمن دین پشت عدو فرق نصیب
پاش پاش انکے ہر اک وار سے ہر ہاتھ مین ہے

جب یہ چمکاتے ہین تیغ اہل نظر کہتے ہین
برق ہے پنجۂ روشن مین شرر ہاتھ مین ہے

پڑلا اور بڑے کروفر سے وارد میدان قتال ہوے اُسوقت صحرا مین ہوا سرد چل رہی تھی بہار طرون پر طائر یاد خالق اکبر مین مصروف تھے کہ یکایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصۂ قتال مین پھولے پھلے آئے میدان مین سب نے

برے جائے ہوا بدل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان نیزہ وسنان زہر اگلنے لگی یعنی آمد آمد لشکر حریف ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار برق اُڑتی نظر آئی آگے سب کے مقراض اژدہون پر تخت کھچوائے سوار پشت ابر تین لاکھ ساحران غدار شعلہ چمکاتے صورتین ہیبتناک بنائے ہاتھ میں تھالیاں تھی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم ہوتا کہ آسمان ہیبت کا تہ فلک پیدا ہوا ہے ہر طرف نارنج ونارئیل اُچھلتا تھا جیحو کا سامری کے غل پڑا تھا ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر تھا کشتی پہ سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے بجلیان سحر کی کڑک کڑک کے گرین اور جھاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئین پھر ہوائے سحر کے جھونکے آئے گرد وغبار خس وخاشاک اُڑائے گئے ابر سحر برسا غبار بیٹھا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھ کر للکارے دلاورون کو پکارے کہ ہان اے مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہے خبردار سر کٹے جان جائے مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دل کا بڑھا رہے جا ہے مرمٹے جب نقیب رغبت جنگ دلا کر پیچھے ہٹے مقراض نے پکار کر سمندر سے کہا کہ بھیا ان نمک حرامون سے لڑائی کا طول دینا بیکار ہے تم چار سمت سے ان کو گھیر لو مین ایک ہی سحر مین ان سب کو صفحہ ہستی سے مٹادون جیسے یہ صف باندھ کر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی ہین ویسے ہی یہ مرقع تم دم بھر مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر مہرخ سے نکل گئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے وہ بھی کنارہ کر گئے سب کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہے ادھر سمندر نے کہنا ساحر مقراض کا جو سُنا کہا اے مالکہ آپ سچ کہتی ہین جلد ان باغیون کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہے آپ ملکہ حیرت کو بُلا لیجئے کہ وہ آکر اپنے دشمنون کا حال خراب ملاحظہ فرمائین اسنے جواب دیا کہ ملکہ حیرت سے مین نے کہا تھا کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگین کہ مین خاتون معظمہ شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصہ جنگ مین میرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل بجوا کر گیا جب وہ مارا گیا تب مجھکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی لوگ کہتے ہون گے کہ بی بی شاہ جادوان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے اور درستی فوج وغیرہ کے لیے یہان بحکم بادشاہ اُتری ہون جب تم فتح کر لینا تو مجھکو بُلانا اور سچ بھی یہ ہے کہ انسان اپنے ہمسر سے لڑتا ہے نہ کہ ادنیٰ سے ملازمان ملکہ کیا کم ہین لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے یہ باتین سُنکر کہا کہ بہتر ہے مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر مہرخ منھ کر کے پکارا کہ اے نمک حرامان ہوشیار ہو جاؤ قضا تمھاری آگئی ادھر سے جادو گردن نے جواب دیا کہ ارے اوخیرہ سر بیحیا کیا گو کھاتا ہے قضا تیرے اُس افراسیاب کی آئی ہے جو ہمیشہ سے نمک حرام ہے اور محسن کش ہے بادشاہ طلسم جو اصل مین لاچین تاجدار جادو تھا جسکی پشتیون سے حکومت اس طلسم پر چلی آتی تھی یہ افراسیاب ملازم تھا اُس بادشاہ کو اس حرامزادے نے قید کیا ہے اور آپ بادشاہ بنا ہے نمک حرام وہ ہے یا ہم ہین ارے کافر دھمکاتا کیا ہے جو تجھ سے ہو سکے اُٹھا نہ رکھ خدا ہمارا حامی ومددگار ہے یہ سننا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اُسکے ناک اور منھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین

دریائے زخار وقہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلۂ عاشقان ایسا بڑھا کہ چار طرف لشکر ملکہ مہرخ کے
ہوگیا بیچ میں یہ سب دریا دل آگئے اور سحر پڑھکر دریا پر پھونکتے تھے لیکن وہ اب عدم کیطرح نابود نہوتا تھا
گویا اجرام ارض اور موالید ثلاثہ سب پانی ہوگئے تھے زمین کو عارضہ استسقائے آبی ہوا تھا کشتی آسمان
ڈوبا چاہتی تھی چشمۂ مہر تک پانی پہونچا چاہتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف
سے پانی ہوئے جاتے تھے حباب آنکھیں دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا اسطرح جوش و
خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش میں آتا ہو پانی پہاڑوں کی بلندی سے بھی بلند ہو یقین تھا
کہ بحر خضر فلک سے جا کہ دھارا اُسکا ملے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بدبختان
کے پھیر کہ ہونگے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسیطرح یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا نظم

بدلی ہوئی بے طرح نظر تھی	آشوب بہ چشم ابر تر تھی	مانند سرشک بادل اُمڈے
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے	بادل کی گرج ہوا کے جھونکے	موج باد صبا کے جھونکے
گھنگھور گھٹا میں آرہی تھیں	بام گردون پہ چھا رہی تھیں	بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور
کوندے کی لپک وہ رعد کا شور		

اس پانی کے پڑنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت جاتی رہی
اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آرہا دریا نہ تھا طوفان نوح تھا بند راستہ فتوح تھا ہر ایک کو یقین اتنا
ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے ان ساحروں نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری فرمایا اپنے
عقائد کی تجدید کی اور برجوع قلب سے درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے اُدھر جب تمام لشکر کو محصور
بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو روک کر تنہا
اثر در اپنا بڑھا یہاں ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس نارنج کو جو یہ قطامہ لیئے ہے پہچانتی ہو ہزار
در ہزار بلا میں اسمیں مخفی ہیں اسنے پھینکا اُسکو مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہو گیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا
مرگ سے چارہ ہی کیا یہ کہکر لشکر کے دست راست و چپ نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی
و قلزم حسن و محبوبی گھٹنوں تک پانی میں ڈوب گئے ہیں سحر کی چھتری اور بنگلے سب بیکار ہیں کوئی کام نہیں
دیتے ہیں حنائی ہاتھ نگاران گلبدن کے کھو گئے ہیں دل سینوں میں پانی ہو بدن سب کا بھیگا ہے اُس گلستان
وناز پر پڑ گئی ہے غمزہ و ادا الھیکا کیا بالکل کنارہ کر گئے ہیں رُخ اُنکے دریا میں کنول کے پھول بنگئے
ہیں یاس و حرمان سے رنگ رُخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا بتخانہ آذری کنارے
دریا کے کلاہ ابراہیم خلیل اللہ بڑھتا تھا وہ دریا آتشکدہ نمرودی انکے حق میں تھا ایک جگہ لڑنیوالے
بہادر رکے کھڑے تھے دریا کے دہانے کو تلوار کی دھار سمجھتے تھے موت کے گھاٹ پر پہونچ گئے تھے خدا
ہی انکا بیڑا پار لگانیوالا ہے ورنہ ہر موج سیف کی بہ روانی دکھاتا ہے یہ حال کثیر الاختلال اپنے
لشکر کا ملکہ نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ میں جہاز ڈوبتا دیکھکر دست مناجات بدرگاہ

خالق بحر و بر بلند کئے بہار نے لیشت پر بال کھولکر آمین کہنا شروع کی اور ملکہ موصوف بلبلا کر پکاری کہ بمقتضائے نظم

یارب ترے انس و جن ہین تسبیحین
ہر بو مین جو لطف ہے وہ تو ہے
غائب قدرت سے تیری موجود
ہو ہست سے نیست نیست سے ہست
مولا میرے مجھ پہ تو کرم کر

ہین انس کی جنس ساری رسمین
تو چشمۂ چشم انس و جان ہے
نابود ہو بود بود نابود
گویا ہین لب ملاء اعلےٰ
دشمن کو تو مرگ سے بہم کر

ہر نخل مین گل ہی گل مین بو ہے
چشمہ ترے فیض کا روان ہے
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو لیست
سبحانک شانہ تعالےٰ
یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول

ہوئی وہ اسطرح کہ جب عمرو کو چھڑانے بران آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر جو گئی تو قلعۂ ہفت رنگ مین نہ گئی اس فکر مین ایک طرف اپنے طلسم کے مجلس کے سمجھانے سے روانہ ہوئی کہ کسی طرح پیچ غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لون چنانچہ جب اسکو عرصہ ہوا کہ قلعہ مین اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب مین گیا اور بعد ادب عرض پیرا ہوا کہ ختم وچراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکہ دوران دختر نیک اختر حضور ذیشان دام اقبالہا چندروز سے قلعہ مین تشریف فرما نہین ہین جانب طلسم ہوشربا گئی تھین مراجعت فرما نہین ہوئین ارکان دولت و اعیان مملکت نے لشکر مہرخ مین بھی ڈھونڈھا وہان بھی پتہ نہ ملا وہ طلسم تمام پر آشوب ہے لڑائی شاہ سے اس طلسم کے پڑی ہے غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہے کہ کنیزان ملکہ گردون احتشام کو اس بادشاہ ناکام نے کسی آفت مین نہ پھنسایا ہو اور دشمنون کو زندان مصیبت مین نہ ڈالا ہو خاک در دہان من باد ملکہ عالم کا بول بالا ہے میرا اندیشہ سراسر بیجا ہو کوکب نے یہ خبر سنکر خیال کیا کہ اگر کسی کو خبر لینے بھیجتا ہون تو وہ حیز طلسم کے مقامات طلسمی پر جا نہ سکے گا مثل دریائے نور و ظلمات وغیرہ پس مین خود چلون اور اگر مرات وقعہ سے خبر دریافت کرون اور مبادا دشمن ملکہ کو مبتلائے آفت پاؤن تو لامحالہ جانا پڑیگا اور عرصہ کا عرصہ ہوگا اس سے مناسب ہے کہ ابھی جاؤن یہ سوچکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور طلسم ہوشربا مین آیا پہلے لشکر حیرت مین اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اسطرف آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ مہرخ مصیبت مین گھری ہے وہ ساحرین لاکھ کے لشکر سے آمادۂ قتل اسلامیان ہین وہ بچانے مین مصروف وحالت گریہ و بکا ہین یہ دیکھکر اسنے اپنے تئین زمین پر اُتارا وہ وقت تھا کہ مقراض ناسخ ہاتھ مین لیکر لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی کہ اسنے قریب بحر سحر ہو کر نعرہ کیا کہ باش او مجبہ مقراض اسکی جانب متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان وجیہ و شکیل جسکا چہرہ مثل مہر تابان منور و روشن ہے مجکو للکارتا ہے یہ ہنستی ہوئی قریب آئی کہا اجل گرفتہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے جا اپنے کام مین مصروف ہو نہین جانتا کہ ہم سے لڑکر کوئی زندہ نہین بچا شاہ موصوف نے سر جھکا کر کہا کہ بجا آپکا ارشاد ہے میری لیاقت نہین جو آپ سے مقابلہ کرون مین تو تماشا دیکھنے آیا ہون سنا ہے کہ آپ اور یہ ساحر جو دریا مین ناؤ پر سوار ہے خوب باہم مقابلہ کرتے ہین یہ کلمات سحر آگین ایسے تھے کہ مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا شاہ نے کہا ضرور اسنے کہا اچھا بلا اسکو ناؤ پر سے شاہ نے پکار کر کہا کہ اے او ممنہ جیز نطفۂ ناتحقیق ادھر آ وہ ساحر بھی ناؤ کنارے پر لے آیا اور زمین پر اُترا شاہ نے کہا تم دونون آپس مین لڑو ہم تماشا دیکھینگے وہ سعد برزم بیکار ہوا اسوقت بادشاہ ستارہ بنکر فلک پر گیا اور وہان سے مثل شہاب ثاقب ان شیاطین پر لوٹتا اور زمین پر آکر پھر

ظاہر ہوا اب ان دونون نے دیکھا کہ بادشاہ پرشوکت وجاہ ہے زیور الماس مین سراپا غرق ہے تاج شہریاری برسر
چارقب شہنشاہی در بر اُنھون نے جھک کر تسلیم کی شاہ نے فرمایا کہ لڑو آپس مین دیر نہ کرو مقراضی نے وہی
نارنج حرجنج دیکر نعرہ کیا کہ او سمندر خبردار اسنے وہ نارنج جو دیکھا سمجھا کہ اس سے جانبر نہونگا پہلے مین اپنا وار کرون
لیکن یہ نارنج لگایا ہی چاہتی ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے لپٹ جاؤن یہ سوچ کر نارنج وہ لگانے نہ پائی تھی کہ یہ
دوڑکر لپٹ گیا اسنے ہاتھون سے اسے روکا اور کہا او کمبخت مجھ ایسی حسینہ وجمیلہ سے تو لپٹ گیا میرے بدن کو تونے
اپنے جسم سے مس کیا میرا حُسن کنوڈا ہوگیا آبرو مین بٹا لگا یا بادشاہان طلسمات میرے عشق مین سر ٹکراتے پھرتے ہین زہر
کھاتے ہین اب مین کسی کو کیا منھ دکھاؤن لے اپنی جان دیے دیتی ہون یہ کہہ کر کارد سحر کمر سے کھینچکر اپنے پیٹ مین آپ
مار لی لیکن اس سے پہلے جب سمندر یہ آمادۂ حرب ہوا تھا تو لشکر تین لاکھ کا جو یہ سحر ے کر لینا لینا کہہ کر چلا اٹھا
اس وقت شاہ ہاتھ اونچا کرکے اشارہ فرماہوا کہ اے لشکریان مقراضی آدھے ایک طرف ہوجاؤ اور آدھے
ایک سمت اور آپس مین لڑو کہ ہم تماشا دیکھین ازبسکہ یہ بادشاہ بھی ہے اور ہم مکتب شاہ جادوان بھی ہے
سواے افراسیاب کوئی اسکا ہمسر نہین وہ رد اسکے سحر کا کرسکتا ہے اور دوسرا اس سے نہین لڑ سکتا
ہان وہ لوگ بزرگ افراسیاب مثل ماہی زمرد رنگ وآفات چار دست و تاریک رفتہ
وغیرہ جو شاہ طلسم ہوشربا پر غالب آتے ہین وہی اسپر بھی غالب آسکتے ہین حاصل مرام لشکر نصف نصف ہوکر
سرگرم پیکار ہوا اور ادھر مقراضی نے کارد مار کر کام اپنا تمام کیا غل وشور برپا ہوا تاریکی چھاگئی صدا آئی
مارا مقراضی دوزبان جادو کو یہ سانحہ جو سمندر نے دیکھا نعرہ آہ بلند کرکے پکارا کہ افسوس ایسی
صاحب حسن وجمال ماہ پیکر مہر تمثال مرجائے اور مین زندہ رہون شاہ کوکب نے کہا شرط وفاداری یہی ہے
کہ تم بھی اسکا ساتھ تابہ جہنم دوہان دیکھین تو کہ تم کیونکر مرتے ہو یہ سنکر اسنے بھی خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا
شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراضی اپنا سر کاٹ ڈالتی تھی اور زندہ رہتی تھی پس اُسنے وہی نارنج یاقوت نگار
جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی وہ ایک تحفہ طلسمی تھا جو اسکے مرنے سے غائب نہ ہوا تھا اُٹھا کر اُس کے
پیٹ پر مارا ایک صداے مہیب آئی اور ہزارون شیر وگرگ صحرا سے پیدا ہوکر نعش اُسکی نوچ نوچ کر کھانے
لگے اور ہزارون پتلے اور مار واژدہ وعقرب وغیرہ پیدا ہوکر لشکر جو باہم لڑ رہے تھے اسپر گرے ادھر سمندر کے مرنے سے
غوغاے عظیم بلند ہوا اور وہ بحر زخار سحر دفعۃً روغن کی طرح اُڑ گیا مہرخ نے مع اپنے لشکر کے نجات پائی اہل اسلام
کی بن آئی تیغ بُران کے جوہر کھلے شجاعت کے دفتر کھلے ازبسکہ وہ فوج تو باہم لڑ رہی تھی دم بھر مین مثل باغ
خزان دیدہ کے قلم ہوگئی بہار اس لشکر کی صیادان وگلچینیان گلزار جرات نے لوٹ لی فصل مہرگان مین جس طرح
گلستان برباد ہوتا ہے ویسا ہی نقشہ اس لشکر کا تھا یعنی کوئی مثل شجر سالخوردہ تیشہ شمشیر سے کٹتا تھا کوئی برنگ
قباے گل گریبان چاک نظر آتا کسی کا سبزہ ریش جسم پامال تھا کہین نقد جان کو بیسان سوسن کہ ہم رنگ مسی آلودہ
لب جانان تھی دھڑی دھڑی کرکے لوٹتا تھا صرصر قہر وآفت تلوارون کے چلنے سے چلتی تھی خنجر جب گلا کاٹتے تھے

طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے نیزون نے سینون مین گھر کیا تھا گویا عشق شاہدان کی طرح دل مین گھر کیا خون کا دریا روان تھا جنگل لاشون سے پٹا تھا ایک بھی اُن لشکریون سے جان سلامت نہ لیگیا ایسا کھیت پڑا کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

نشست از بر تازی اسپ سیاہ
نباید کہ گیرند مارا زبون
ہمہ جسم دشمن بشاید زدن
گرفتند شان یکسر اندر میان
ندیدست ہرکس چنین رزمگاہ

فیروہ بخت از دیدہ خون ابر تیما
بباید کہ خوانند بر ما فسون
زہر سو چو ایشان بگیرند راہ
سواران مہرخ چو شیر ژیان

چو بشنید مہرخ خروش سپاہ
یکے بانگ زد تند بر لشکرش
کنون نیزہ و گرزہ باید زدن
کنون کرد بر کہ کشند تیغ ماہ
یکے رزم کردہ کہ خورشید و ماہ

جب وہ لشکر نابکار واصل دار البوار ہو چکا شاہ کوکب کے نعرہ کی صدا آئی کہ منم شہنشاہ طلسم نور افشان شاہ کوکب عالیشان مہرخ تخت پر سے اُتر کر دوڑی اور پکاری کہ اے بادشاہ تشریف لائیے میرے حال پر کرم فرمائیے آواز آئی کہ یہ کون سا بڑا کام تھا جو مین تفاخر کرون اور مین ہم شبیہ شاہ کوکب ہون اصل مین کوکب نہین ہون یہ آواز دیکر وہ غائب ہوگیا یہ بادشاہ تو اپنی دختر نیک اختر کی تلاش مین روانہ ہوا اور ملکہ حیرت نے جب حال بربادی لشکر مقراض سُنا تھا تو مقابلہ کوکب مین جانا بہتر نہ جانا اب یہ جا کر قتل لشکر سُن کر غمگین ہوئی اور حملہ کیفیت لکھکر نامہ سحر کے پتلے کو دیکر شاہ افراسیاب کے پاس روانہ کیا اس طرف ملکہ مہرخ طبل فتح ودھو بجاتی خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی لشکر نے پڑاو پر پہونچ کر کمر کھولی ہر طرف قہقہے اور چہچہے اُڑنے لگے سردار داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتب ہوا ہر جگہ عشرت ونشاط کا ہنگامہ تھا مگر بوجہ قید ہونے خواجہ عمرو کے چندان انبساط کا جلسہ نہ تھا اور ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس فتح ہونے سے مفر ہم کو نہین ہے ابھی جنگ ہونا باقی ہے یعنی بادشاہ جادوان اب مرحلون کے ساحر بھیجتا ہے اگر شاہ کوکب یا ہم شبیہ اُسکا نہ آتا تو اسی وقت ہمارا خاتمہ تھا بس مین تو یہان سے اپنے ملک کو جاتی ہون اور چلہ کھینچ کر سحر تیار کرکے آؤنگی کیونکہ بے بسی سے جان نہ دونگی ہاتھ پاؤن ہلا کر مرونگی یہ کہہ کر تخت سحر تیار کرکے مع اپنی خاصون کے روانہ ہوئی اور ہر سردار کو یہ خیال ہوا کہ شہنشاہ طلسم جب عمرو کو قتل کرنے آئیگا تو بہت بڑی لڑائی پڑیگی چنانچہ اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ان سب کو تو اس حال مین رکھیے مگر شمہ حال خجستہ مآل رہائی خواجہ عمرو کا سُنیئے

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب کا عمرو کے قتل کرنے کو اور بُلانا ناظمان طلسم کا اور آنا مقابلہ مین ملکہ بُرّان شمشیر زن کا مع لشکر کثیر کے برائے رہائی عمرو اور آمادہ ہونا مہرخ کا جان دینے پر اور جمع ہونا ہر سمت سے لشکر ہائے عظیم کا اور توڑنا بُرّان کا برج غضب افراسیاب کو اور چھڑانا عمرو کو اور لڑنا مجلس کا ملکہ کج ابروے خنجر زن سے

اور چھیڑنا رعد و برق کو پھر مقابلہ افراسیاب کا بُران شمشیر زن سے اور گرفتار ہونا بُران کا بہ عیاری صبا رفتار عیارہ اور قید کرنا بُران کو افراسیاب کا زندان ظلمات مین اور ضمناً حالات دیگر مناسب اس داستان کے

للمولفہ

کدھر ہے غمگسار بادہ خواران
دل مردہ کو تو کرتا ہے زندہ
طلسم جسم کا دل ہے شہنشاہ
مقید اسمین جان زار اب ہے
بڑھا ہے ضعف جسم ناتوان مین
تڑپتا یون ہی دل اپنا ہے ہر بار
گھٹی طاقت بڑھا ہے ضعف ایسا
ترے دم کا رہے اُن کو سہارا
مجھے یہ میکدہ دار الشفا ہے
کہ جان آئے تن بیجان مین میرے
جو فرصت کچھ ملے آہ و فغان سے
کہان پھر ہم کہان یہ نوجوانی
دل محزون بہلتا ہی نہین ہے
تو ساقی اپنا دل ٹوٹا ہوا ہے
اُٹھا لا جام اور منھ سے لگا دے
ہے در پردہ جو لذت جھانکتی ہے
پلا وہ مے کہ دُنیا ہو فراموش
بیان جاہ لنے جانا نہ بشنو

کہان ہے ساقی غمخوار یاران
ہوا ہون ان دنون بیمار ساقی
وہ ہے ناراض مجھ سے اندنون آہ
دماغ ایسا ہوا ہے گرم میرا
جدائی ہو عجب کیا جسم و جان مین
دل بیتاب یون رہتا ہے بیتاب
بڑھا ہو حوصلہ عاشق کا جیسا
وہ دارو اب پلادے ہم کو ساقی
یہ دارو درد کی میرے دوا ہے
تو ہی ہے چارہ ساز بیقراران
قدم لون آکے پھر پیر مغان کے
یہ قصہ غم کا جب ہو گیا طے
خدارا ساقیا مئے بھی کہین ہے
سحاب رحمت افضال باری
مزاج شوق تا تجھکو دعا دے
زبان سے جوش دل یہ کہ رہا ہے
فسانہ بنکے ٹپکے دل کا یہ جوش
سخن سنجان این رنگین حکایت

تو ہی ہے بادہ خوارون کا مسیحا
شب ہجران سے ہون ناچار ساقی
حصار تن مرا برج غضب ہے
کہ جلتا ہے صد اقندیل آسا
تڑپتا جس طرح ہے عاشق زار
تڑپتی جیسے ہے ماہی بے آب
نہ کر پرہیز ساقی ہم سے اتنا
کہ درد دل نہ کچھ رہ جائے باقی
نہ کر تاخیر اب درمان مین میرے
مداوائے دل اُمیدواران
غنیمت ہے بہار زندگانی
نہ پھر ساقی نہ جلسہ یارون کا ہے
جو شیشہ ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہے
وہ چھایا تو گئی وہ بیقراری
ہوس پھر دے ساغر تاکتی ہے
کہ ہان اظہار وقت مدعا ہے
بیا اے ہمنشین افسانہ بشنو
گہر سفتند در سلک روایت

بیماران بستر ناکامی و مقیدان زندان بے آرامی چارہ سازان امراض درد والم و مداوا پردازان بیماری ظلم و ستم راحت افزایان دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر نا مسرور محصوران حصور جور و جفا سر حلقہ روزگار سلسلۂ عہد و وفا عارضۂ ضعف دل سے بعنایت شافی مطلق و حکیم علی الاطلاق اس طرح قوت و شفا پاتے ہین اور رہا درد والم سے محصوران زندان غم کو یون چھڑاتے ہین کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مقراض وغیرہ کو بھیجکر

جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا رفتہ رفتہ اس کوہ پرشکوہ پر پہونچا یہ پہاڑ صانع بحر و بر نے فیروزہ کا بنایا تھا نقشہ اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا عکس کوہ سے دور تک زمین سبز ہمرنگ فلک اخضر تھی گویا دیوان کدۂ بہار کی دفتر تھی درخت پہاڑ پر سرسبز شاداب تھے آب سحاب قدرت سے سیراب تھے طلسمی حالت سے ابر زنگاری سر کوہ پر چھایا زمین فیروزہ رنگ پر گلہاے سُرخ کا کھلنا طرفہ تماشا تھا نیرنگ طرازی کلک قدرت منشی بہار نظر آتی تھی لوح فیروزہ پر نقاط سرخ کا ہونا نئی کیفیت تھی کہ دل سیاحان روضہ رضوان کا لبھاتی تھی درخت ایک لخت بسان حلہ پوشان جنان سبز پوش نہرون کے دلون مین جوش پھول اپنا رنگ سجاتے گل لٹاتے ہوا کا دماغ بسا ہوا عرش پر پہونچا ہوا **النظم**

معطر ہے زبس خاک گلستان	صبا سیار سی ہے عنبر افشان	مگر زلفون کی سنبل مین مہک ہے
سراپا سرو مین قد کی لچک ہے	غرض اہل چمن ہین اسقدر مست	کہ بہکے بولتے ہین مرغ یکدست
جہان دیکھو تو وان گلہاے خودرو	نظر جس جا پڑے سبزہ ہے اور جو	

بادشاہ اُس کوہ فرحت آگین پر پہونچکر افسون خوان ہوا طائران خوش نوا جو اشجار پر بہار پر زمزمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوے اُترے اور قلعۂ فیروزہ نگار جو دامن کوہ مین آباد ہے وہان پہونچے حاکم اس قلعہ کا **فیروز شاہ** تاجدار جادو سریر حکومت پر بصد عزت متمکن تھا کہ طائرون نے سامنے آکر دعا دی اور آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی شاہ قلعہ خبر سُنکر بہ تعجیل تمام مع ارکان دولت کے اُٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت شاہ جادوان مین آیا سر عجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پر جو عمارت اس کے سکونت کی بطور سیر گاہ تعمیر تھی اُسکو فرش و مسند و شیشہ آلات سے کارپردازون نے بہت جلد آراستہ کیا سامان عیش و عشرت مہیا کیا بادشاہ لب نہر ایک بنگلہ مین آکر بیٹھا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان نے اُسوقت فرمایا کہ تمھارے ذمے اے **فیروز شاہ** ہمیشہ سے نقابت طلسم کی ہے مین **عمرو** کو قتل کرنا چاہتا ہون تمھین لازم ہے کہ تمام طلسم مین منادی کردو کہ دوست ہمارے آکر تماشا اُسکے قتل ہونے کا دیکھین اور خوشی کرین اور دشمن اس خبر کو سنکر آتش غم مین جل جل مرین اور نقارچی یہ بھی پکار دے کہ فلان روز بادشاہ طلسم اس نا عیار کو قتل کریگا جس کسی کو دعویٰ ہو وہ آکر چھڑاے قتل و غارت سے اُسکے کشور جان و جسد کو بچائے یہ حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سنکر **فیروز شاہ** نے دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان ہم غلامون کی یہ مجال نہین جو میدان عدول حکمی مین قدم رکھین اور حکم معلے سے سر پھیرین بموجب **بیت**

خادمان را بر سر خود حکم نیست	انچہ فرمان تو باشد آن کنند

قتل **عمرو** بنا بر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیے آیندہ جو راے اقدس و اعلیٰ بادشاہ نے یہ عذر سُن کر حساب کیا تو **عمرو** کو قید ہوے تیس روز گذرے تھے دس روز باقی تھے بعد اس حساب کے کتاب سامری طلب کی اور حسب دستور نذر وغیرہ دیکر کھولی حال **عمرو** کے قتل کرنے کا دیکھا کہ اُسکو کب ہلاک کرنا چاہیے کتاب مین یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے مناسب ہے درمیان مین قتل نہو سکیگا اور راے بادشاہ لشکر مہرخ مجکو غارت

کرنا چاہیے عمرو کسی زمانہ اور کسی وقت مین قتل نہو گا کیونکہ وہ قاتل ساحران ہے مقتول ساحران نہین ہے یہ ماجرا کتاب سے دیکھ کر نبجتہ کتاب کو بند کیا اور سر اٹھا کر کہا اے فیروز جب دن برے آتے ہین تو آدمی کیا خدا تک برگشتہ بخت سے بگڑ جاتے ہین خداوند سامری کو دیکھو کہ مسلمانون کے طرفدار ہوے ہین مجھ سے برخلاف ہین جب انکی کتاب دیکھتا ہون مسلمانون کا سراسر جنبہ پاتا ہون اسوقت بھی یہی حکم کتاب مین نکلا ہے کہ عمرو قتل نہو گا بھلا مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ مین کیسا بادشاہ ہون کیا ایک آن مین ساری دنیا درہم برہم نہین کر سکتا کیا مین آسمان کے خدا سے نہین لڑ سکتا کیا مین کوہ بلند کو چٹکی سے ملکر خاک نہین کر سکتا کیا مین جامہ ہستی عالم چاک نہین کر سکتا مین چاہون تو ایک دنیا اور بنا دون اور از سر نو عالم خلق کر دون مین آپ طرح آجتک دیتا رہا ورنہ ان مسلمانون کو رائی سے کائی کر ڈالتا اب مین اپنا رتبہ آج ایسا دیکھتا ہون کہ

نظم

جو آ ڈر یہ ڈالون غضب کی نگاہ
گرے تیغ بہرام کے ہاتھ سے
غضب میرا شاید ہے یاد آ گیا

بھلا سامری کی ہے یہ کب مجال
تو وہ بانی بانی ہو بے اشتباہ
کرون سمت گردون جو ترچھی نظر
جو خورشید گردون پہ تھر آ گیا

کرے سامنے میرے کچھ قیل وقال
اگر دیکھے میرے تیور بڑے
تو دو ٹکڑے ہو جاوے شب کو قمر

اگر عمرو کو مین نے قتل کر ڈالا تو ساری کی پرستش کرنا چھوڑ دونگا اسکی وجہ کیا کہ وہ حکم میری مرضی کے خلاف دیتے ہین اور اگر عمرو کو مین قتل نہ کر سکا تو بیشک انکو سچا جانونگا تو یہ ممکن نہین کہ جس بات کا مین ارادہ کرون اور وہ نہو فیروز شاہ یہ لاف وگزاف براہ تکبر اس شیطان مجسم کا سنکر دل مین غور فرما ہوا کہ اب بیشک اس بادشاہ کا ادبار آیا آدمیون سے لڑتے لڑتے خداوندون سے لڑنے لگا سامری اسکے ایسے تابعدار ہین کہ اسکے مزاج کے موافق کتاب لکھتے دل مین تو ایسا کچھ سوچا لیکن بظاہر صفت وثنا بادشاہ کی کرنے لگا کہ اے شہنشاہ سچ ہے کہ آپکا ارادہ کون رد کر سکتا ہے اور کون آپکا ہمسر ہے کون ملازمان عالی سے لڑ سکتا ہے آپکا ارادہ ارادہ جمشیدی ہے جو حکم ہو غلام اسکو بجا لاے آپ غصہ نہ فرماوین شاہ نے فرمایا کہ دس روز چالیس دن مین باقی ہین عمرو کو قید ہوے اس دس روز مین تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹ جائے اور تمام ناظمان طلسم کو فرمان پہونچ جائین کہ فلان روز لشکر حیرت کے متصل کنارے دریائے خون روان کے مع لشکر سب جمع ہو جائین مین عمرو کو ضرور قتل کرونگا یہ کلام سنکر فیروز شاہ نے سحر پڑھا دفعۃً ایک آندھی آئی بعد اس آفت کے ایک دیو قوی ہیکل پیدا ہوا کہ منھ اسکا بھاڑ کی طرح کھلا تھا دانت مثل دندان فیل باہر منھ کے نکلے تھے سر برج قلعہ نظر آتا تھا قامت دراز تاڑ ایسا تھا سیاہ رو وہی تن عفص گردن بدن پر دھوئین نکلے کی طرح دراز سر مین نخوت دل مین بھری حرص وآز ایک ڈھول مثل خم فلک زنجیرون سے بندھا گلے مین ڈالے اور دو چوبین مثل ستون ہاتھون مین لیے سامنے آیا اس سے حکم دیا کہ اے دہل کوب جادو سارے طلسم مین جا کر ڈھنڈھورا پیٹ دو کہ فلان روز عمرو قتل ہو گا ساکنان طلسم آکر تماشا دیکھین اور ابتدا ڈھنڈھورا پیٹنے کی لشکر حیرت ومہرخ سے کرنا اور نعرہ دہل زنی کیے بغیر آرام نہ کرنا اسنے کہا

یہ ڈہل بھی طلسمی ہے اور مین بھی اسیلیئے ہون کہ منادی کیا کرون میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہین اور سات ستر کوس تک چار سمت مین اسکی صدا جاتی ہی یہ کہکر ڈھول کو سنبھالتا پرواز کرکے روانہ ہوا اور بہت جلد لشکر حیرت مین آیا اول بارگاہ مین پہونچکر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور گویا ہوئی کہ جلد جا ڈھنڈھورا پیٹ وہ کنارے لشکر کے آیا اور ڈہل پر اُسنے چوب لگائی سب ساحر لشکر حیرت و مہرخ کے گوش بر آواز ہوے کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہے اس اثنا مین اس ڈہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز لگائی کہ خلق خدا وند لقا د سامری وغیرہ یونے دو سو خداوندونکی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو کا کہ تاریخ اُٹھارویں ماہ بہمن روز دہشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل کے دن عمرو عیار برج غضب سے نکالکر قتل کیا جائیگا جو اُسکا عدو ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اور جو اُسکا محب ہو وہ آمادہ بجنگ ہو رہے یہ منادی کرکے دو چوبین اور ڈھول پر مارکر آگے بڑھا تماشہ بینون اور لونڈونکا غول اسکے ساتھ ہوا اُدھر طرفداران شاہ طلسم نے جو یہ ڈھنڈھورا سُنا باہم گویا ہوے کہ کبھی عمرو کا قتل ہونا تو یقین نہین آتا مدت سے یہ خبر سنتے آتے ہین کہ اب شہنشاہ کو غصہ آتا ہے اب سب باغی قتل ہوتے ہین خیر دور کے ڈھول سہاونے ہین ڈھنڈھورا سُنکر خوش تو ہوئے ادھر لشکریان مہرخ نے جو منادی سُنی ہر ایک آبدیدہ ہو کر دعا کرنے لگا کہ خدا یتعالے خواجہ کو شر سے ظالم کے بچائے سرداروں نے باہم کہا کہ ڈھول کے اندر خول پر فقط سنانے کے غرے ڈبے ہین شاہ طلسم خواجہ کو کیا قتل کریگا جادوگرنیان دامن پھیلا کر کوسنے لگین کہ موئے ڈھنڈھورے کے منہ مین خاک خداوند دشمن کا جیتا ہو افراسیاب آپ مارا جائے اسی موے کی ارتھی نکلے خدا کرے مونڈی کاٹے کی لاش چیل کوے کھائین حیرت رانڈ ہو کے بیٹھے جسے وارث کیے مہرخ کو صدا سُنکر بڑا تردد ہوا ہے حال اسکے لشکر کے جمع کرنیکا بیان کیا جائیگا مگر عمرو کا حال سنیے کہ ڈھنڈھورا جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر اپنا کم کردیا اسیلیے کہ عمرو بھی صدا ڈھنڈھورے کی سنے چنانچہ خواجہ تیئس[۲۳] روز کے قید ہوے بیہوش تھے اب جو ہوش آیا دیکھا کہ اندھیری کوٹھری مین قید ہون جسم پر آبلے پڑگئے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ زمین مین ہون یا آسمان پر ہون بستر کی آواز کان مین آتی ہے یہ کہکر از بسکہ بھوکا پیاسا تھا کسوت عیاری سے کچھ میوہ نکالکر کھایا پانی پیا شکر خدا کیا کہ اے پروردگار تو سچا ہے کہ جب تک منہ سے موت اپنے نہ مانگون اُسوقت تک نہ مرون اسوقت اپنے تئین زندہ گور مین پاتا ہون تو ہی اس ظلمت سے نکالنے والا ہے اور قید ستم سے رہائی دینے والا اسی سوچ مین تھا کہ یکایک ڈھنڈھورے کی آواز سُنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ معلوم ہوئی دل سے کہا کوئی تدبیر کرنا چاہیئے اسی فکر مین یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی کیونکہ شاہ نے کچھ دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اُسکو بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہیگا تو رہا ہو جائیگا چنانچہ بدستور اولی یہ تو مقید ہین اُدھر حسب فرمان شاہ طلسم فیروز شاہ نے فرمان اور ناظمان و شاہان طلسم کو تحریر کیئے اور تیلہ ہائے سحر اور طائر دن کو دیکر روانہ کیے آنا اُن بادشاہون کا بیان ہو گا لیکن جب ملکہ حیرت اور

اُسکے سرداروں نے ڈھنڈھورا سنا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے آئین اتنے عرصہ مین ہم ایک لڑائی ایسی ساکھے کی لڑین کہ جملہ باغیون کا کام تمام کردین یہ صلاح ہوئی ہی تھی کہ صنعت سحر ساز ڈھنڈھورا سنکر بارگاہ ملکہ مین اپنے مقام پر سے آئی ایک سمت سے مصور جو جلہ مین تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے آیا پھر تو اور بھی ساحران نامی مثل شکوہ زرین قبا وغیرہ کے ملکہ مذکورہ پاس آکر جمع ہوئے اور کہا اے ملکہ مقراض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہم شبیہ کو کب نے آکر قتل کیا ہم جانتے ہین کہ یون ہی قتل عمرو مین بھی رخنہ پڑیگا حیرت نے کہا تم سچ کہتی ہو انھین باتون سے جی مین آتا ہے کہ خنجر مار کر مر جایئے او رخواہ افراسیاب اجازت دے یا نہ دے قسمیہ ہو کر نمک حرامون سے لڑنا چاہیئے یا تو ان کو ہم نے مار لیا یا ہمکو انھون نے مار کر طلسم پر قبضہ کیا ملکہ شکوہ نے کہا مناسب یہی ہے جو آپ فرماتی ہین ملکہ صنعت نے بال سر کے پکڑ کر سب کی طرف مخاطب ہو کر خطاب کیا کہ اے لوگو بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی کے کیا کرنا ہے ساحران عالم کو کیا منھ دکھاؤنگی اس بغیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور نکٹا جیا برے احوال لازم یہی ہے کہ لڑکر جان دیدون مصور وصورت نگار جو ذلتین کئی بار اُٹھا چکے تھے اس وجہ سے ہان ہان تو کرتے ہین مگر ٹال رہے ہین انکا یہ قصد ہے کہ عمرو قتل ہو جائے تو پھر مقابلہ کرین غرضکہ جو جس کے مزاج مین آیا صلاح پذیر ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران سے اجازت لڑنے کی منگوا ئین پھر صنعت کی رائے پلٹی اور اُسنے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ افسوس ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائین اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہین یہ کبھی نہ ہوگا اسی وقت طبل جنگ بجواتی ہون حیرت نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہے اور اجازت نہین ہے تو پھر کس لیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہے کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہین ہے مگر اتنی بات کا مجھکو خیال ہمیشہ سے ہے کہ میری بہن ملکہ بہار شریک نمک حرامان ہے اور وہ کسی طرح قتل نہ ہوگی کیونکہ شاہ جادوان نے بہت کچھ بتایا ہے اور دوسرے یہ کہ رعد و برق یہ دونون مان بیٹے مرحلہ طلسم کے ساحر ہین بر تھاے طلسم مین سے برق جادو ہے پس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہے یہ کلام سُنکر ایک ساحر نے نے کہا اے ملکہ آپکی بہن آجکل لشکر مین نہین ہین جانب کوہ آرام گئی ہین ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا اب رعد و برق رہے ان کو پکڑوا لینا چاہیئے یہ کہہ کر عیار بچیون کو طلب کیا اور دربار برخاست کرکے ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب تخلیہ ہوا صنعت نے تنہا کہا مین بزور سحر روئے ہوا پر آ کر کہدونگی اے صرصر تو کسی بہانہ سے رعد و برق کو اکیلے مین لانا مین سحر کرکے غافل کردون گی اور پکڑ لاؤنگی ملکہ حیرت نے کہا یہان نہ لانا باغ عشرت مین ملکہ جنین جادو رہتی ہین وہان پہونچا دینا راوی کہتا ہے کہ یہ دونون مان بیٹے پہلے ہی سے قید ہو کر جنین کی سپردگی مین رہتے ہین اس لیے کہ ساحر دست ہین اگر لشکر مین رہتے تو شاہ طلسم کی فوج ہمیشہ مغلوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر اُن کو بھی قید سخت مین رکھا ہے اول مین جس طرح جیسے قید ہوئے تو وہ تمام بیان ہو چکے مثل ہاشمے کہ دختر مقصود الماس پری چہرہ پر رعد عاشق ہو کر قید ہوتا ہے یا یہ کہ مہتر قران دیوانہ بنکر

ایک بار جھپٹاتے اور کسی مقام پر قید ہونا انکا دفتر مین دیکھا نہین اور نہ انکی کوئی لڑائی دیکھی بہر صورت انکا قید ہونا اول
اگر بیان ہوگیا ہے جب بھی یہ قید مین اور اگر نہین بیان ہوچکا تو اب بیان کیا جاتا ہے کہ **صنعت** تو بطور مخفی
صرصر کے ساتھ ہوئی اور **صرصر** صورت ایک ساحر کی ایسی بنا کر بارگاہ مین **برق** کے آئی
تسلیم کرکے عرض پیرا ہوئی کہ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی کھڑے ہین مجھ سے اُنھون نے فرمایا کہ جلد جا کر رعد جادو کو
مع اُنکی ماں کے میرے پاس بھیجدے چنانچہ مین نے حسب ارشاد آپ سے اطلاع کردی یہ عرض کرکے آپ بارگاہ سے
چلی گئی **رعد و برق** کو خیال ہوا کہ نہین معلوم کیا کام ہے جو مہتر صاحب نے بلایا ہے چلنا چاہیے اور ایسی بے لگاؤ بات
سُننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا کیونکہ **صرصر** بنام دیگر وہان ٹھہری بھی نہین پھر کیونکر اُن کو دھیان عیاری کرنے کا
آتا فی الجملہ یہ دونون بارگاہ سے نکلکر کنارے لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکلکر صحرا مین تلاش کرنے لگے
صنعت نے روے ہوا سے خاک قبر جمشید اُن پر چھڑکی کہ یہ دونون بیہوش ہوے **صنعت** نے بزور سحر ایک تخت
بنایا اور دونون کو اُس پر ڈال کر روانہ ہوئی اور باغ عشرت مین لیکر آئی یہ باغ **افراسیاب** کا بنوایا ہوا ہے کئی مقام پر
تعریف اسکی تحریر ہوئی ہے ملکہ **حنین** کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر آئی ہے تو بادشاہ نے اسکا رتبہ ایسا کیا ہے کہ اسی
باغ مین رکھا ہے اور اول بیان ہوچکا ہے کہ مجلس نے پتلا اسکی گرفتاری کو بھیجا تھا وہ پتلا شاہ جادو ان کے ہاتھ
مارا گیا اُس روز سے اسکو باغ عشرت مین بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لے جائے حاصل امر وہ ایک نہر کے کنارے
بیٹھی مشغول میخواری تھی کہ صنعت پہونچی اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اُسنے اُن قیدیون کو اُسکے سپرد کیا اُسنے اپنا سحر قیدیون پر
کرکے کہا آپ ٹھہریے مین آتی ہون اور تخت جس پر قیدی تھے اُسکو اُڑا کر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب آکر دونون کو
تخت پر سے اُتارا اور خوب سحر سے بےبس اُن کو کرکے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلین اُڑکر قریب
قیدیون کے آئین اُن سلون سے حکم دیا کہ ان مجرمون کو کمر تک نگل لو سلین فوراً شق ہوگئین اور پانون سے کمر تک
یہ دونون اُن پتھرون مین سما گئے ساحرہ اپنے سحر کا حصار گرد اُس درہ کوہ کے قائم کرکے باغ مین آئی اور **صنعت**
کی خاطر تواضع مین مصروف ہوئی مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ مین لڑنے باغیون سے
جاتی ہون طلسم مین یہ ماجرا گذرا ہے اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہے غرضکہ وہان سے روانہ ہوکر بارگاہ ملکہ حیرت مین
آئی تمام کیفیت معرض بیان مین لائی اور کہا اب دیر نہ کیجیے ان نمک حرامون کو مار بھیجیے ملکہ نے کہا تم مختار ہو جو چاہو کرو
یہ سنکر اُسنے نارنج ایک مارا وہ زمین پر گر کر شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلا نکلا اُس پتلے سے اُسنے حکم دیا کہ گنبد نور سے
تا پشتۂ حنا اور کنارے تک دریاے خون روان کے میر لشکر پڑا ہے وہان جاکے پانچ لاکھ کا لشکر تیار کرا کر یہان
لے آ پتلا یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور اُسکے لشکر مین پہونچ کر پکارا کہ اے افسران فوج ملکہ **صنعت** نے پانچ لاکھ کا لشکر
طلب فرمایا ہے ایسی آواز اُس پتلے کی دراز تھی کہ تمامی لشکر نے اُسکی صدا سنی اور جلد جلد کمر بندی لشکر مین ہوئی ساحر
اژدر و گاؤ خر پر سوار ہوے بیرقین ہوا مین اُڑنے لگین ترسول پسول چمکنے لگے سامری کی جے کا غل تا افلاک پہونچا
ہزارہا نارنج ترنج جا بجا اُچھال کر ساحرون نے رد کا تو یہ معلوم دیا کہ گولہ انداز فلک نے بارش گولون کی ماری

ہوم کا دھوان بلند سحر کی بجلی چمکتی توپ خانہ مین دہر کے رنجک اُڑتی ابر سُرخ روے ہوا پر چھایا ہوا نبرد کا
میدان سامنے جو تھا آتش بہار نظر آتا چار سمت سے جو ابر سیاہ اُٹھا قلعہ آہن بنگیا تھا اسی طرح عجائبات
سحر کے نمایان کہین بدلی کہین ظاہر آفتاب تابان گوگل مرجین لوگین کافور صندل جلتا اژدہے بنکے سانپ
ہر ایک زہر اُگلتا ساحرون کا تو یہ حال نبرد آزمایان عرصۂ قتال کی ایک سمت ہو رہا حال وہ خنجر و شمشیر کی چمک
دیدۂ ترک فلک کو خیرہ کرتی چراغ خانۂ تن کو تیرہ کرتی اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردون کے پار غرضکہ بڑے
جوش و خروش سے مثل بحر غضب و سیل فنا یہ لشکر روان تھا اور کچھ ہی عرصے مین یہان سے وہان تھا یعنی قریب بارگاہ
حیرت کے نشان تھا ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر مہر آگیا خود بھی تخت اژدہون پر اپنا کھچوا کر سوار ہوئی
اور خدام ہوش کا بھی انتظار نہ کیا کہ طبل جنگ بجواتی اسی وقت سمت لشکر مہرخ چلی اور جب قریب اُس فوج
کے پہونچی خنجری سحر دقتائے جنگی اور دہل طبل کا شور گوش ہمایون مہرخ مین پہونچا اس عرصہ مین طائران سحر نے
خبر دی کہ اے ملکہ فوج دشمن سر پر آگئی ملکہ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا غازیان صف شکن بعجلت تمام تر
تیار ہوے سواران لشکر بارگاہ سے نکل آئے خیام و خرگاہ مین ہلچل پڑ گئی بازارین بند ہو گئین بعض مقام پر تو
بھگدڑ پڑی مہرخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئی اس عرصہ مین صنعت کے حکم سے اُسکے لشکر نے
اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور اُسکے آنے کے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا یہ بھی کئی لاکھ سے چلا تھا حیرت بھی
سوار ہوئی تھی یہ دونون بھی بجمعیت کثیر آ پہونچے اور دو طرف دو راہون کو روک کر کھڑے ہوے چار طرف سے بزنید
بکشید کی صدا بلند ہوئی صنعت تیغہ سحر بکر ٹکر پانچ لاکھ سے لشکر مہرخ پر جا گری اس طرف سے مہرخ بھی
مع فوج بڑھ کر غت پٹ ہو گئی ابر تو نکلے ابر کے آنے لگے پیکان تیر و مار و عقرب برسانے لگے ناریل ترنج سینون کے پار جانے
لگے مہرخ پر صنعت نے ایک بیضہ سحر کا مارا وہ نارنج پھٹا ہزارہا شعلہ اسمین سے نکلا اور لشکر مہرخ پر گرا اسنے سحر پڑھکر کہا
کہ دشمنون کو یہ آگ جلائے اور ہمارے دوستون پر پانی ہو جائے یہ کلمہ ایسا پر تاثیر تھا کہ وہ آگ سمٹ کر فوج صنعت
پر جا پڑی ایک لاکھ ساحر جلنے لگا صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا وہ آگ بجھی اسوقت
مہرخ نے ایک نارنج سحر کا مارا صنعت نے خالی دیکر ترنج مارا مہرخ کا شانہ زخمی ہوا تب سے ساحرہ مگر مہرخ نے
پھر سحر پڑھا کہ تیر برسنے لگے صنعت نے سپر سحر کی پیدا کین ہر سمت گولے ناریل ماش کا چھرا سوئیون کے پیچھے
چلنے لگے مہرخ نے گچھا سوئیون کا مارا کہ سترہ سو پیکان آبدار کا گچھا پیدا ہو کر فوج پر گرنے لگے جس کے وہ پیکان لگتا
سینے سے پار نکلجاتا فوج دونون قدم ادھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی ادھر کی لیسپا ہوتی ہے لاش پر لاش
مُردہ پر مُردہ گر رہا ہے دریا خون کا بہتا ہے ساحر مچھلیون کی طرح تڑپتے ہین مہرخ و یاقوت و سرخمو و مخمور
وغیرہ کے خون کہنیون سے بہ رہا ہے قبضۂ شمشیر ہاتھ مین جم گئے ہین سرخمو اور نافرمان وغیرہ نے غول مین گھس کر
ایسے نارنج ترنج مارے ہین کہ سو سو دو دو سو کا ایک ہی ایک وار مین کام تمام کیا ہے ادھر سے صنعت وغیرہ چڑھتی چلی آتی
ہین نقارون پر چوب پڑتی ہے نقیب للکارتے ہین کہ رزم کا دن ہے نام کر جاؤ + زندگی ہے کہ لڑکے مرجاؤ

دلیرو جوانو بہادرو آج کا دن ہے نمک حلالی کر جاؤ مار لیا ہے شیرون یہ معرکہ تمھارے ہی ہاتھ ہے نہ گھبراتا تیغ ظفر کا
ساتھ ہے تلوار کٹار چل رہی ہے چیلین منڈلا رہی ہین کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا بازو کٹ گیا کسی کا پاؤن کٹا دریاے خون
مین سُرخ سُرخ مچھلیان تڑپتی نظر آتی تھین اعضاے تن کی بھی حالت تھی سر کچھوؤن کی طرح تیرتے تھے مرکبون
کے سُم خون مین غرق دم بھر مین جدا گردن دفرق اس لڑائی مین صنعت نے ایک ناریل سبز رنگ چھوٹی وا
اپنے جوڑے سے نکالا اس ناریل کو دیکھ کر ملکہ طاؤس نے مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ اس ناریل سے کنارا کرو یہ
باغ جمشید کا ناریل ہے ملکہ مذکور نے کہا ہرچہ باداباد جمشید کے باغ کا ہوگا تو کیا کر لیگا اس عرصہ مین وہ ناریل
اسنے چرخ دیکر مارا وہ شق ہوا کئی ہزار پُتلا اُسمین سے نکلا اور بڑھکر مثل انسان ہو گیا تلوارین ہاتھون مین لیکر ہر ایک
آگے بڑھا صنعت نے حکم دیا کہ اے پتلہاے سحر جاؤ دشمنون کو قتل کر دو یہ سُنکر ایک ایک نعرہ زن ہوا کہ ہم غلام
جمشید ہین تلوارین مارتا ہر ایک چلا جس کے تلوار ماری دو ٹکڑے کیا نارنج ترنج تلوار ان پر پڑنے لگی مگر کچھ اثر نہین
کوئی پتلا نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے مہرخ نے جو یہ ماجرا دیکھا فوج کو للکارا کہ ہان لینا جانے نہ دینا اور آپ ایسا
سحر کیا کہ خنجر آسمان پر سے برسنے لگے مخمورہ نے سحر کر کے گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے اب تو مشکین مو
زلف کھول کر آگے بڑھی طاؤس ولرزان وزلزلہ نافرمان وہلال سحر افگن تنہا سے سحر لے کر غول مین
درآئین اور نعرہ مہرخ سے ساحر مرکبون پر سے کود پڑے کہین خنجر چلنے لگا کہین کٹار چلنے لگی قرادلیون کے
کھولنے چلتے تھے کہین کشتی ہوتی تھی ناریل نارنج ترنج اُچھلتے تھے سحر کی لاگین اور چوٹین چلتی تھین نیزہ باز عدو کو
کباب بالاے سیخ بناتے تھے ایک طرف سحر کے جانور باہم گتھ گئے تھے شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی اژدر سے اژدر لڑ رہا
تھا شور دار و گیر برپا تھا فوج اُمڈی ہوئی تھی ہزارہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی فوج مہرخ اسلیے قلیل تھی اور پُتلے
سحر کے قتل نہو سکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے بدینوجہ اسکی فوج کے گھونگھٹ کھایا بھگدڑ پڑی بارگاہ
چھٹ گئی بازارین لُٹنے لگین غول کے غول بھاگے جدھر جسکا منہ اُٹھا چل نکلا مصور نے نعرہ مارا کہ خبردار جانے
نہ پائین فوج نے تعاقب کیا یہان تو یہ ماجرا ہے لیکن عیار ہمیشہ آفت مین لشکر سے نکل جاتے ہین اور قران تو جنگل مین
راہی کرتا ہے اسنے جو نعرہ مبارزان کا سُنا اور شور و غوغا جو زیادہ بلند ہوا تو اُسنے قلعہ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر
ہماری جانب کا قتل و غارت ہو رہا ہے کوئی بچتا نہین نظر آتا یہ دیکھ کر زار زار رو دیا اور برہنہ سر کر کے دعا درگاہ
کبریا مین کرنے لگا آخر پہاڑ پر سے اُتر کر ایک سمت کو صحرا مین بھاگا تلاش گل مراد کرتا جاتا تھا رحم خالق جزو کل
خضر راہ بنا کہ اسکا گذر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درہ مین پہونچا کبھی ایسا کوہ بلند اسکی نظر
سے نہ گذرا تھا وہان دیکھا تو رعد و برق کو کمر کمر پتھر مین غرق پایا اُن سے پوچھا کہ یہ کیا تمھارا حال ہوا انھون نے
بھی اس عیار کو پہچانا اور کہا اے مہتر عالی گہر ہمارے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہے اور ہم قید مین جنین
کے ہین ایک ایک روٹی جو کی اور کوزہ آب ہمکو ملتا ہے قران نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا
انھون نے کہا اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے قران نے کہا پھر وہ جنین فحبہ کہان ہے انھون نے کہا اسمین جو سامنے ہے

عیار مذکور ان سے پتہ معلوم کرکے ساحر کی ایسی صورت بنکر چلا اتفاقاً باغ عشرت مین جنین نہ تھی اسنے متصل
اسی باغ کے ایک باغ اور نیا بنوایا ہے کس لیے کہ باغ عشرت مین یار کو اپنے بغیر حکم بادشاہ طلسم نہین رکھ سکتی ہے
شاہ نے صرف اسکے رہنے کی اجازت دی ہے اور کوئی رہ نہین سکتا ہے اسوقت اسی نئے باغ مین وہ گئی تھی اور
تخلیہ تھا یار کو اپنے بلا بھیجا تھا کہ قران بھی اسی باغ کے دروازے پر آکر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب
بازنین کا ہے اسنے کہا ملکہ جنین کا اسنے کہا اگر تم کہو تو ہم جائین نوکری کی تلاش مین آئے ہین شاید تقدیر لڑجائے
اور ملکہ رکھ لین تو تمھاری بدولت روزگار ہو جائیگا بال بچے ہمارے دعا دینگے دربان نے کہا دوسرے دروازے
پر جاؤ ہمین حکم نہین کہ ہم جانے دین قران یہ سنکر وہان سے چلا اور ایک سمت اُس باغ کے بنگلہ تھا اُسکی دیوار
چھوٹی تھی یہ سمجھا کہ دوسرے دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دیگا اور اس جانے آنے مین عرصہ بھی ہوگا ادھر سے چلکر
اپنا کام کرو یہ سوچ کر اُس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھ کر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا پھر چبوترہ سنگ سُرخ کا
بنا تھا فرش تکلف اُسپر بچھا تھا ملکہ جنین اُسپر بیٹھی اسنے جھک کر اُسکو سلام کیا اسنے پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا ملکہ
ہم بھی جادوگر ہین سامری کے نام لینے والے ماں باپ کے بدولت خوب عیش و آرام کیا سب دولت لٹا دی بڑے
چین کیے اب محتاج ہو گئے مجبور ہو کر نوکری کو نکلے آپکا نام سنکر آئے ہین اگر آدھ سیر آٹے سے لگ جائین گے سرکار کا
بول بالا منائین گے جنین نے یہ کلام سنکر کہا اچھا ہمنے تجکو نوکر رکھا یہ کلمہ جیسے ہی اسکی زبان سے نکلا ویسے ہی زمین
شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ اے ملکہ یہان نوکر رکھنا کیا باغ عشرت مین نوکر رکھ لیجیے گا آپ تو نہ کچھ سمجھتی
ہین نہ بوجھتی ہین نوکر رکھ لیتی ہین جنین یہ سنکر کچھ سوچنے لگی اسمین قران نے کہا یہ بھی قسمت کی خوبی کہ تیسرے
فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے نیش زنی کی جنین نے کہا اچھا باغ سحر مین آنا یہان سے کچھ دور نہین ہے
نوکری ہو جائے گی قران چند قدم وہان سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا کہ اری پتلی تو نے مجھکو جھوٹا اور دغا باز سمجھا
میرے باپ نے ایسی ایسی ہزار ہا پتلیان بنا کر توڑ ڈالین تیری کیا حقیقت ہے یہ سنکر جنین نے کہا اے پتلی اگر تجکو
اس ساحر پر عیار کا شبہ ہے تو بلا کر ہاتھ سونگھ اگر عیار ہے تو پکڑ لین گے اور جو نہین ہے تو نوکر رکھین گے پتلی نے کہا
اچھا جنین نے کہا میان ساحر ادھر آؤ پتلی کو ہاتھ دکھاؤ قران جھپٹ کر جنین کے قریب آیا اور کہا اے ملکہ
پتلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہے اور مین بڑا عالی خاندان ہون یہ کہہ کر ایک کاغذ
نکالا کہ مکتوب کی طرح لپٹا تھا وہ اُسکے ہاتھ مین دیدیا اُسنے کھولنا اُس مکتوب کا شروع کیا اور کہا عنوان لکھنے
والے نے بہت چھوڑا ہے غرض جب بہت سی تہین کھولین ایک مقام پر کچھ لکھا دیکھا وہ بغور اُسکو پڑھنے مین
مشغول ہوئی اُسمین نعرہ قران کا لکھا تھا وہ پڑھنے لگی ع تیم مہتر قران شیر تریا نم ؛ ادھر پہلو پر عیار مذکور
کھڑا تھا اسنے بغدہ کھینچ کر کھوپڑی پر لگایا پتلی جو پاس کھڑی تھی کہتی تھی ارے کیا کرتا ہے ہاتھ دکھا اسنے کہا
ہاتھ گیا دیکھے گی ہاتھ کی صفائی دیکھ غرض بغدہ جو سر پر پڑا مغز اسکا پراگندہ ہو کر دور گرا اور وہ اچھلکر زمین
پر گری اور سرد ہوئی آوازین آنے لگین کہ مارا مجکو نام میرا جنین جادو تھا وہ ویرانہ بیابان مین آگ لگی مکانات

پھٹ گئے تڑاق تڑاق چھتین اُڑنے لگین سحر کی نمود بے بود باطل ہوگئی دربان ساحران ملازم دوڑے قران جست کرکے بھاگ گیا تیلی وغیرہ جلگی درۂ کوہ مین رعد و برق چھوٹ گئے اور لمحہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق و توانا ہوکر ٹھہرے تھے کہ مہتر قران بھی آکر پہونچا اور ہمراہ انکے روانہ ہوا یہ دونون طرفۃ العین مین قریب جنگاہ پہونچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھکر رعد زمین مین پانوٗن مار کر سمایا اور فوج مخالف جو عقب مین قتل کرتی آتی تھی اُسکے بیچ مین نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہوکر گرا اور پر سے کڑکے کی آواز آئی اور برق جادو تجلی بنکر جو گری خرمن ہستی کو جلا کر پھر بلند ہوگئی اور آڑی ترچھی ہوکر ہر سمت گرنے لگی رعد نے چیخنا شروع کیا حیرت نے شکوہ زرین قبا سے کہا کہ بڑا غضب ہوا رعد و برق چھوٹ آئے یہ وہ بلائے بے درمان ہین کہ جہان فتح نہ ہوتی تھی افراسیاب اُس مہم پر انکو بھیجتا تھا اس گفتگو مین جسقدر عرصہ ہوا اُتنی دیر مین ہزارہا ساحر جلکر دو ٹکڑے ہوگیا ہر چند صنعت نے ان دونون کا رد سحر چاہا ممکن نہوا اُدھر بھاگی ہوئی فوج ہر طرح کی پھر پڑی لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا اس اثنا مین رعد جادو کو یاد آیا کہ جب مین شہر داؤد یہ مین خداوند داؤد کے سجدہ کو گیا تھا تو اُنھون نے تھوڑی خاک اپنی اگیاری کی عنایت فرمائی تھی خاصیت اسکی یہ بتائی تھی کہ کیسا ہی ساحر زبردست یار دُمن تن بزور سحر ہو یا الک مرحلہ یا صاحب تحفہ طلسم یا تیلہ سحر کا ہوگا اس خاک کو بکھیر پراگندہ کرنا وہ جل جائیگا بس اسنے زمین مین سما کر اپنے تین غول مین ان پتلون کے جو صنعت کے ناریل سے نکلے تھے پہونچایا اور اُدھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ تیرے پتلے کسی سے نہ مارے جائینگے تو اُنکو حکم دے کر سب ایک بار مجتمع ہوکر جب رعد زمین سے نکلے تو اسیر جا پڑین اور اُسکو اسیر کرلین دوبارہ ان کو بھی اسی طرح سپرین چنانچہ ایسا ہی پنجم پتلون کو حکم دیا وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہوکر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائین اتنی اثنا مین رعد زمین سے نکلا اور ان سب کو ایک مقام پر جمع دیکھکر قدرت نمائی کارساز حقیقی سمجھا اور جو ڑے سے پڑیا نکالکر خاک اُنپر چھڑکی وہ پتلے اسکو پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جو ان پر پڑی جسم طلسمی مین اُنکے آگ لگی تلوون کی لگی سر مین بھی دھڑ دھڑ جلنے لگے بڑی تقویت لشکر حریف کو اُن پتلون کی تھی انکے جلنے سے فوج کے پانوٗن اُٹھے فتح کی شکست ہوئی ہر چند صنعت و مصور وغیرہ نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رکتی ہے دل ہار چکے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا اس عرصہ مین رعد قریب تخت صنعت جاکر نکلا اور چیخ ماری گرد و پیش تخت صنعت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش ہوکر گرے اور صنعت از بسکہ ساحر زبردست ہے بیہوش تو نہ ہوئی مگر جھوم گئی اوپر سے برق کڑکڑا کر گری سناٹھ ستر پنجہ سپر ین لیکر سپر بر سایہ فگن ہوا مگر برق نے سپر دن اور پنجون سب کو جلایا صنعت جلدی مین سمٹکر تخت کے ایک گوشے پر گئی تجلی جو تخت پر گری تخت کٹا اور وہ اژدر جنپر تخت کھنچا تھا سب جلگئے تخت جو اُلٹا صنعت بھی اوندھے منہ گری بہت چوٹ لگی لوگون نے اُٹھا کر ہوادار پر لٹایا اور لے کر بھاگے دوبارہ رعد لشکر مصوّر مین جاکر چیخا ہزارہا کے کان کے پردے پھٹ گئے اوپر سے تجلی نے گر کر ہزارون کو جلایا آٹھ نو سو جادوگر جھلس گئے حیرت نے شکوہ سے کہا اب یہان سے چلو

اسوقت کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی یہ وہ بلا ہے کہ شاہ جادوان بہ مشکل اُسکو روکتا ہے یہ باتین ہی تھین کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی ہزار بارہ سو ساحر ہلاک ہوا حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی تمام مصاحبین اسکی کمر سے لپٹ گئین اور کہا اے خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زیر دست ہو لے انسے آپ لڑتین یہ جنگ مغلوبہ ہے سامری جانین کیا آفت آئے آپ بچایئے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا تو فوج بھاگ چکی ہے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی اس فہمائش سے ملکہ مذکور رکی اور آخر کار لوگ اُسکو سمجھا کر بھگا لیچلے ادھر مقصود کو صورت نگار زوجہ اسکی پھیر کرلے چلی ان سرداروں کا عرصہ قتال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی اُدھر گلستان خزان دیدہ مہرخ مین پھر بہار آئی نسیم فتح نے نہال رایت نصرت کو جنبش دی دشمنون کو پامال کیا برنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا ہر طرف لاشین سبزہ نمط بچھی تھین آنکھین نرگس آسا کھلی تھین چشم حسرت سے دیکھ رہی تھین کہ یا لک مارے گیا سے کیا ہو گیا سنبل کی طرح پریشان وزار کسی کو اٹھنے کی بھی طاقت نہین نظرون مین ذلیل و خوار دل ہی دل مین خار کھاتے برگ چنار کی طرح کف افسوس مل کر بجاتے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے نپاتے جدھر نگاہ جاتی زخم تن پر گلون کیطرح کھلے تھے لالہ وار داغدار نظر آتے سرو کی صورت تلخ زندگی سے آزاد تھے حاصل مرام لشکر مہرخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری گلشن شجاعت مین فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے نہ دیا باغبانان نہال قامت نے نوجوانون کو کاٹ چھانٹ کرکے برابر کر دیا سر تراشی کرنا شروع کی دلون پر بیل ڈالدی بوستان جوہر تیغ کی بہار دکھائی

نظم

صریر قلم ہے ہنسی کی صدا
تبہ جان و اسباب اور مال تھا
کسی کے روان جسم سے جوے خون
پدر کی لیے نعش لاتا کوئی
ہوا سر مین نخوت کی تھی جو بھری

قلم فوج دشمن پہ ہے ہنس رہا
کسی کے جو تھی تیغ کاری لگی
کوئی خاک مین ہو کے بسمل زبون
کوئی بیٹا نعش فرزند پر
تو یون فوج بھاگی کہ آندھی چلی

لکھے کیا جو اُس فوج کا حال تھا
تو تھی نخل قامت پہ آری لگی
برادر کا لاشہ اُٹھاتا کوئی
کہے ہے جوان مرگ میرے پسر
آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل

وخوار ہوکر رو بفرار لایا ان شجاعت شعارون نے پڑاؤ تک انکے اُسکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر پڑاؤ پر پہونچے اُسوقت مارنے سے بھگانا بہتر سمجھ کر مہرخ نے طبل بازگشت بجوایا اور بہ فتح و فیروزی مراجعت فرما ہوئی برق و رعد پر سے بہت زر نثار کیا فقیرون کو مالدار کیا لاشین اپنے لشکریون کی اُٹھائین اور دفن کرائین بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر مین بازارین کھلین مبارزون نے بستر پر آکر کمر کھولی سردار ہر ایک داخل بارگاہ ہوے ادھر ملکہ حیرت بخاطر رنجور بارگاہ مین آئی بھگیلے سب جمع ہوئے صنعت بھی آئی ملکہ مذکور کی حالت تباہ پائی آنکھون مین آنسو بھرے دیدۂ نرگسی اشک سے مملو گریبان چاک لب پر آہ سوزناک صنعت ہر چند کہ زخمی اور اپنے درد مین مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی کہ واری اس شکست کا رنج نہ کیجیے آخر یہ نمک حرام کہان بچکے جائینگے

اور کب تک آفت ڈھائینگے جب شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر مین فنا ہونگے شہنشاہ نے طرح دیکر انکو
یہ قوت دیدی اچھا دیر آید درست آید کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتون کا جواب دیا اگر تم
سچ کہتی ہو لیکن مجکو اب تاب نہین ہے کل مین شہنشاہ سے جاکر رضائے حرب لونگی اگر اجازت دی بہتر
ورنہ اپنی جان دونگی میرے اوپر دانہ پانی حرام ہے جبتک نمک حرامون کو مار نہ لون صنعت نے کہا یہ بھی
قدرت کا کھیل ہے تقدیری امور مین کہنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی کیا وقت پر رعد و برق آئے نہین معلوم
یہ چھوٹے کیونکر حیرت نے یہ سُن کر رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ بیک ضرب مہتر قران کا رحنین تمام شد
شکوہ کو اس عبارت کے سننے سے پسینہ آگیا یہان تو یہ چرچا ہے وہان رعد نے مہرخ سے کہا کہ ہماری جان
بحکم خدا قران نے بچائی مہرخ نے کہا اللہ ہم ایسے گنہگار نہین کہ ہماری بارگاہ مین بھی مہتر صاحب نہین
آتے قران بھی اُسوقت موجود تھا اسنے کہا الگی کونسی عیارہ عمدہ کی کس ساحر زبردست کو مارا جو بارگاہ مین تمھاری
بیٹھون ملکہ نے کہا کوئی دم تو ٹھہر جایئے اسنے کہا مین حاضر ہون ملکہ نے ایک دنگل یاقوت کا قریب کرسی خواجہ
عمرو بچھوا دیا اور کہا تشریف رکھیے مہتر مذکور کی عادت نہین جو بیٹھے بارگاہ سلیمانی مین بھی جو آتا تھا. تو
خشت زرین پر کھڑا رہتا تھا اسوقت بھی برابر اس دنگل یاقوت کے ٹہلنے لگا مہرخ نے کہا بیٹھ جایئے برق
عیار نے کہا اے ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہین ہم چلے جائین گے اس عرصہ مین شراب کا جام ساقی نے ملکہ کو دیا ملکہ نے
قران کو وہی جام عنایت فرمایا اسنے کسوت عیاری سے گلابی نکالکر شراب پی اور وہ جام نہ پیا دفتر اول
مین نوشیروان نامہ مین مذکور ہے کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہے لڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا اپنے چچا
کی بیٹی پر عاشق ہوے اور وہ دختر ان سے منسوب ہوئی تھی جب پدر انکا انتقال کر گیا تو چچا نے انکی طرف سے
سلطنت کرنا شروع کی مگر دل مین فتور آیا بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر مذکور کو قتل کرنا چاہا
انھون نے صحرا مین جاکر پھانسی لگائی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی روح مقدسہ نے آکر نظر کرم
کیا اور فرمایا جا کر عمرو کا شاگرد ہو خدا تعالیٰ مجھے معاف فرمائیگا کبھی تو قید کسی شب بھر کسی جگہ نہ رہے گا اور جب
شب بھر قید رہے گا تو قضا تیری آئے گی اب جا چچا تجکو سلطنت تیرے باپ کی دیگا دختر کی اپنی شادی کر دیگا
قران وہان سے سامنے اپنے چچا کے آئے اسنے سلطنت اُسکو تفویض کر کے اپنی دختر کو انسے منعقد کیا اُنھون نے
شوق مین عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھون روپیہ خرچ کر کے بانہ عیاری کے بنوائے اور خدمت خواجہ عمرو
مین آکر شاگردی اختیار کی منجملہ بانہائے عیاری کے جو بنوائے تھے ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت
اسکی یہ ہے کہ اگر شراب مین بیہوشی یا کسی طرح کی آمیزش ہو اور اس گلابی مین وہ شراب رکھی جائے تو رنگ
اس شراب کا بدل جائیگا اسنے اسمین بنا بر احتیاط شراب پینا اختیار کی ہے فی الجملہ اسوقت بھی اُسی گلابی سے شراب
پی جب نشہ ہوا ایک مرتبہ افسوس کہکر رو دیا مہرخ نے کہا کیون اے مہتر دلا گھبرا گیا ہے برق عیار نے کہا خواجہ کو
یاد کیا ہے یہ سنتے ہی جتنی جادوگرنیان تھین سب کو سناٹا آگیا اور گلعذاران یاسمن پیکر ساحرہ جو تھین

انکے کاسۂ چشم برنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہوگئے گلستان حُسن مین اشکون سے آبیاری ہوئی قران نے نسیم آسا آہ سرد بھری اور کہا لعنت ہی ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہونیکا ڈھنڈھورا ابھی پٹگیا اور ہم سے کچھ نہ ہوسکا اچھا اے ملکہ خدا حافظ یہ کہکر حسبت کر کے سراچۂ بارگاہ فرایا اور سمت صحرا چلا گیا بعد اسکے جانیکے کچھ دیر تو سب اہل بارگاہ رو کا کئے پھر ساقیان گلعذار جام مے سرخ لیکر آئے اور شراب پلانے لگے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن مہتر قران بھی ان کے پیچھے بارگاہ سے روتا ہوا چلا گیا جب عیارون سے وہ مقام خالی ہوا صرصر عیارہ ساحرہ کی ایسی صورت بنکر در بارگاہ پر کھڑی ہوئی تھی بخوف عیاران اندر نہ آئی تھی اب داخل بارگاہ ہوئی اور حسب دستور عیاران خبر یہان کی دریافت کرنے لگی اسی اثنا مین اسکو خیال آیا کہ اسوقت عیارون سے یہ مقام خالی ہی بن پڑے تو رعد و برق کو پکڑ لیچلون کیونکہ اُنھون نے لڑائی بھی فتح کی ہو ملکہ حیرت انکے گرفتار کر لیجانے سے بہت خوش ہوگی اور تیرا رتبہ زیادہ کریگی اور اگر یہ مان بیٹے دونون نہ ہاتھ آئین تو ایک ہی کو لیچل کس لیے کہ دو مین ایک نہ ہوگا تو دوسرا بھی بیکار ہو جائیگا ظاہر ہے کہ رعد چیختا ہے اور بیہوش کرتا ہے مان اُس کی بجلی بنکر گرتی ہے پھر اگر مان نہ ہوتی تو خالی بیہوش کرنے سے کیا فائدہ ہے اور یہ بھی سوچی کہ جہانتک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لیچل کر بجلی بنکر اکیلی بھی کام دیسکتی ہے یہ تو اس سوچ مین تھی وہان حسب اتفاق برق جادو نے جو شراب پی اسکو خوب نشہ ہوا اسلیے کہ قید سے چھوٹ کر آئی ہے بہت دنون کے بعد جو شراب خواری کی نہایت بدمست ہوگئی دل سے سوچی کہ بارگاہ مین بادشاہ لشکر کے سامنے پر آنا یا بری حالت ہونا خلاف ادب ہی تو یہان سے اُٹھ جا اور کچھ ترشائی وغیرہ کھا کر اپنی بارگاہ مین ٹھہر کر جب نشہ کم ہوا اسوقت دربار مین آنا ورنہ سب لوگ تجکو کم ظرف کہینگے یہ سوچکر اپنی جگہ پر سے اُٹھی کنیزین جو ساتھ چلین اُنکو بھی منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ مین ابھی آتی ہون اسلیے کہ کوئی نجانین کہ دربار سے بسبب زیادتی نشہ رخصت ہوگئی حاصل مرام جب یہ اپنی مقام پر سے اُٹھی صرصر پہلے سے باہر بارگاہ کے نکلگئی اور ایک مقام پر راہ مین کھڑی تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہونچی عیارہ نے کہا ملالون نشہ آپکو بہت معلوم ہوتا ہے برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسی کی کنیز یا ملازم ہی یہ سمجھکر اسنے کہا اے نیکبخت تیرے پاس اور کچھ ہو تو دے اور نہین تو دوڑ کر بازار سے لامین تجکو انعام دونگی اسنے کہا قربان گئی مین ابھی لائی یہ کہکر چند قدم جاکر اور کچھ بیہوشی آمیز کسوت سے نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور پاس آئی کہا لیجیے یہ حاضر ہے اسنے وہ لیتے ہی کھائی اور پکاری کہ آؤ کہین روکتا مجھے چکر آتا ہے عیارہ نے ہاتھون پر روک کر گود مین لیا اور ازبسکہ لشکر مین یہ معاملہ گذرا تھا وہان سے لیجانا باندھکر مناسب نہ سمجھی اور اُسکو بارگاہ مین اُسکے لاکر پلنگ پر لٹا دیا چونکہ کنیزین تو اُسکی بارگاہ شاہی مین تھین یہان تنہائی تھی عیارہ نے اور ملازمون کو اندر آنے سے منع کر کے بارگاہ کے سراچہ کو گرادیے پردے مین تکمہ لگا کر پشتارہ مین اُسکو باندھا اور پشت کی جانب سے سراچہ چاک کر کے نکل بھاگی قریب صبح تھی لشکر سے نکلکر سیدھی بارگاہ حیرت

مین آئی یہان تو پہلے ہی مشورہ ہو رہا تھا کہ شاہ طلسم سے چل کر اجازت حرب لین چنانچہ حسب دستور حیرت و صنعت و شکوہ
وغیرہ طاؤس ہاے سحر پر بیٹھ کر چلین صرصر جو بارگاہ مین آئی سُنا کہ ملکہ شہنشاہ پاس گئی ہین یہ سنکر وہان سے پھر کر اپنے
خیمہ مین آئی اور صبا رفتار و تیز تگ و خنجر زن سے کہا مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون افسوس ہے کہ ملکہ حیرت نہین
ہین اُنھون نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ صنعت نے قسم کھائی ہے کہ جب رعد و برق قید ہون گے مین فوراً سر انکا کاٹ
ڈالون گی بس اُنھین کی بارگاہ مین اُسکو لے چلیے اگر وہ ملکہ کے ساتھ نہ گئی ہون گی تو سر کاٹ لینگی صرصر نے کہا مجکو خوب
معلوم ہے کہ وہ بھی نہین ہین یہ کہکر برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ مصروف حفاظت ہوئی ادھر حیرت وغیرہ جو روانہ
ہوئی تھین ایک پہاڑ پر پہونچین اور اسم پڑھ کر دستک دی پنجہ پیدا ہوکر اُٹھا لے گئے شاہ جادوان کوہ فیروزہ پر
بیٹھا ہوا انتظام قتل عمرو کا کر رہا تھا کہ پنجون نے اُن کو لا کر پہونچایا انھون نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے پریشان حیرت
کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ملکہ کیون مزاج تمھارا کیسا ہے ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون
شاہ نے کہا نہین تم کچھ سُست بولتی ہو یہ سنکر شکوہ نے کہا اے شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو دشمنون کے ہاتھ سے
کیا ناک مین دم ہے آپنے مقراض و سمندر کو بھیجا تھا اُنھون نے کام دشمنون کا تمام کر دیا تھا شاہ کو کب یا اُسکا
ہمصورت آگیا اُسنے سحر کیا کہ آپکے ساحر آپس مین لڑ کر مر گئے ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا یہ چڑھ دوڑین
سب کا کام تمام کر چکی تھین کہ رعد و برق آگئے آفت آسمانی کی خبر نہ تھی بنی لڑائی بگڑ گئی شکست فاش ہوئی
تین لاکھ ساحر ہماری طرف کے مارے گئے پانچ ہزار ساحر مصور کا جل گیا اب ہم سے ان ذلتون کی برداشت نہین
ہو سکتی آپنے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہے کہ تم ہر کس و ناکس کا مقابلہ نہ کرنا ان باغیون سے کہ تمھارے قابل نہین ہین نہ لڑنا
پھر اب یا تو اجازت حرب دیجیے یا ہمکو حکم دیجیے کہ اپنی جان دیدین شاہ نے کہا مین منادی کرا چکا ہون عمرو کو قتل کر کے ہلاک
کر ڈالون گا تم گھبراؤ نہین اور اگر تم کو بہت ہی غصہ ہے تو مین تمھاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہون تم جاؤ مین ملکہ کج ابرو
خنجر زن کو بھیجونگا وہ رعد و برق کا علاج کر دین گی اور اے حیرت تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا جبتک طلسم مین تمھاری بلا لڑے
یہ کہکر اون کی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دخت غضب سے جا کر کج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہوا اور ساحرہ کو جا کر حکم شاہ سے
اطلاع دی ساحرہ تخت پر بیٹھ کر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی ہے اور حسن و جمال مین
بیمثال تھی ابرو اُسکے اسطرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا ادھر کرتی تھی آنکھین زیر ابرو ایسی تھین گویا بدمست محراب
مین زاہدون کو بہکانے آئے ہین مردم چشم سے یہ ظاہر کہ عابدان گوشہ گیر محراب سے نکلکر میخانہ مین تشریف لائے ہین روے زیبا آئینہ سے
صاف صاف کہتا کہ کچھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے منھ چڑھتا ہے
بیاض گردن کے سامنے بیاض سحر اپنی بیاض تہ کرتا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھتے ہوئے بھول جاتا گیسوے مشکین اُسکا
سورۂ واللیل زاہدون کو حفظ کراتا سینہ پر چھاتیون کا تن تن کرنا یہ سے یہ کہنا کہ اتنا نہ رنج اُٹھا تو میرے برابر نہ ہو سکے گا
خاطر عشاق کے حوصلے کو ہر دم شرماتین کہ دیکھ نکلنے والے یون نکلتے ہین اور اس طرح اُبھرتے ہین ابیات

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ	سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک
تکلم پر تصدق بلبل باغ	

وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین تھے یاقوت

بشکل صبح پیشانی تھی خندان
نہون گے ایسے جادو نرگسی چشم
الف بینی ورق عارض دہن میم
ستارے تھے میانۂ خانۂ حوت

چھڑی خنجر کٹاری تیر مژگان
کمان یا قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم
اس آفت جان نے بادشاہ کو

مجرا کیا شاہ نے فرمایا کہ تم جاؤ رعد و برق کو قید کرکے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اگر مہرخ کچھ مزاحم ہو تو اس سے بھی سمجھ لینا اسنے یہ حکم سنکر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آکر تیاری سفر مین مصروف ہوئی اُدھر بادشاہ نے نامہ لکھا کہ اے رعد و برق تم ملکہ کنج ابروے خنجر زن کو پہچانتے ہو اُس سے لڑوگے اور اے ملکہ مہرخ تو کبتک حیلہ و حوالہ کرکے بچے گی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ نامہ حیرت کو دیکر رخصت کیا اور کہا مہرخ کو جا کر بھیجدینا ملکہ مذکورہ مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوئی پہنچے پہاڑ پر اُٹھا لائی وہان سے یہ لشکر مین آئی اور نامہ مہرخ کو بھجوایا یہان برق کے گم ہونیکا غل مچا ہوا تھا رعد نے یہ مضمون نامہ سنکر کہا مجھ سے اکیلے کیا ہو سکے گا جب امان جان نہین ہین برق عیار بھی آیا تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور تمھاری مان کو خدا چاہتا ہے تو لاتا ہون یہ کہہ کر صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حریف مین آکر دروازہ پر بارگاہ حیرت کے آیا اور ملازمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا اس عرصہ مین صرصر نے خبر سنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہین یہ خبر سنکر بارگاہ مین آئی اور ملکہ مذکورہ سے عرض کیا کہ مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا جلد لا مین نے قسم کھائی ہے کہ اسکا سر کاٹونگی صرصر یہ حکم پاکر چلی برق عیار نے سب حال سُنا اور صرصر سے پہلے بارگاہ سے نکلکر ایک درخت پر جو راستہ مین آنے جانے والون کے واقع ہوا تھا چڑھ گیا اور کمند کے حلقے شاخونکے پیچ سے لٹکا کر چپکا بیٹھ رہا صرصر کے خیمے کا راستہ ادھر ہی تھا یہ بھی زیر درخت آکر پہونچی اور غافل تھی اپنی دھن مین جاتی تھی حلقہاے کمند کا مطلق خیال نہ تھا جیسے ہی پیچ درخت کی جگہ پر آئی سر سے اُتر کر حلقہ کمند گردن مین پہونچا اور صیاد حسن بستی کی آڑ مین شکار کھیلا تھا جھٹکا دیا کہ ہماے اوج حسن اُس پھندے مین پھنسی اور گردن پھنسنے سے ایسے کھنکا اسنے اوپر منہ اٹھا کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوئی عیار مذکور درخت پر سے اُترا اور چادر مین اُسکو باندھ کر کسی درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہان سے تنہائی مین جاکر صورت صرصر کی ایسی بنا کر اُسی کا پیرہن جو بیہوش کرکے اُتار لیا تھا پہنا اور خیمے مین اُسکے آیا اور صبا رفتار سے کہا کہ حیرت تشریف لائی ہین مین برق کو لیے جاتی ہون لیکن اس عیار کے پیچھے نگوڑا سارا دن فاقہ سے گذرا منہ پھیل اُڑ کر نہین گئی خیر کھانا کھانے کی تو مہلت نہین کچھ مٹھائی کھا لون ساری جانے اب کب فرصت ملے یہ کہکر مٹھائی کمر سے نکال کر کھانے لگا صبا رفتار سے کہا تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی وغیرہ اُسکو بھی دیے وہ تو اُسکو صرصر جانتی ہی تھی بے تامل وہ مٹھائی کھانے لگی دو ایک ڈلیان کھائی تھین کہ بیہوش ہو گئی اور عیارچیان کہین گئی تھین ورنہ انکو بھی یہ بیہوش کرتا غرضکہ صبا رفتار کو اسنے جب بیہوش کیا ملکہ برق جادو کو ہوشیار کرکے حال سب بیان کیا اور کہا اپنا لباس مجکو دیکر تم چلی جاؤ برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور بزور سحر اُڑ کر چلی گئی عیار نے صبا رفتار کو

اسکی ایسی صورت بنا کر لباس اسکا پہنا کر پشتارہ مین باندھا اور اسی طرح پلنگ پر بٹھا کر آپ صبا رفتار کی
ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھ کر صرصر کو اُتارا اور ہوشیار کر کے کہا داری آپ کو عیار لیے جاتا تھا بھلے کو
مین ادھر آ گئی جو اُس سے آپ کو چھینا چلیے ملکہ حیرت بُلاتی ہین صرصر نے کہا بڑا کام کیا مین برق کو جو
لائی ہون تو عیار ہوے میری فکر مین ہین یہ کہہ کر اپنے خیمے مین آئی ملکہ برق کو اسی طرح لیٹا دیکھ کر پشتارہ اُٹھا کر
خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے حیرت کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشتارہ کھولا سب نے دیکھا کہ برق جادو ہے
حیرت نے بہت بھاری خلعت منگا کر دیا اور کہا اے صرصر بڑا کام کیا اسنے کہا حضور مین بارگاہ حریف مین
جا کر بڑی جانبازی کر کے دن کو بیچ لشکر سے لائی ہون صنعت نے کہا پھر اب اسکو مارنا چاہیے حیرت و شکوہ
نے کہا جو رنگ کا ٹیکے اسنے کہا سچ کہتی ہو یہی بہتر ہے پس سب جادوگرنیون نے تلوارین اسلحخانہ سے منگوائین
کسی نے دم طمانچہ پسند کیا اور کسی نے سوسن پتہ لیا کوئی الیمانی لیکر مستعد ہوئی غرض سب قبضہ مین ہاتھ ڈالکر
اور تلوارون کے پرے کھول کر کھینچکر ہاتھون مین تولنے لگین اور چار سمت دس دس بیس بیس قدم پیچھے
ہٹ کر جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئین برق فرنگی بھی صبا رفتار بنا ہوا صرصر کے پاس کھڑا تھا اسنے چپکے
سے کہا اُستانی کیا خلیفہ کی ہماری لونڈی کو قتل کر ڈالیے گا صرصر نے کہا ارے کیا کہتی ہے اسنے کہا میری
طرف پھر مخاطب ہو جیئے گا وہان ہاتھ پڑا چاہتے ہین ذرا خبر لیجیے صرصر نے سب کو کہا ذرا حضور ٹھہریے گا
اور آپ جھک کر رنگ روغن روے برق پر سے چھڑانے لگی کہ دیکھون اصلی صورت ہے یا بنائی ہوئی چنانچہ
منھ پر جو رنگ لگا تھا وہ اسکے ہاتھ مین بھر گیا اسنے اور جو دوا ڈالکر چھڑایا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی
اسوقت یہ رنگ چھڑانے کو جھکی ہوئی تھی برق فرنگی نے ہاتھ پھینک کر ایک دھول جمائی کہ اُستانی خوب
چھڑوائی ہو ناک کاٹنے کا اسوقت کام کیا تھا صرصر دھب سے کہا کر پٹی تھی کہ برق عیار جست کر کے سراچہ پھرا
گیا اور نعرہ کر کے بھاگا جملہ ساحر حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا اس حیرت مین آئینہ وار سب دنگ رہے کسی نے
عیار کا تعاقب بھی نہ کیا اور صرصر بھی اس خیال سے نہ دوڑی کہ مین جاؤن اور صبا رفتار پر ہاتھ پڑ جائین
وہین سر پکڑ کر یہ کہتی ہوئی کہ خدا کرے موئے کے ہاتھ ٹوٹین میرا سر گھوم گیا بیٹھ گئی حیرت نے کہا ارے یہ
کیا ماجرا ہے اسنے کہا بی بی موا برق عیاری کر گیا یہ برق جادو نہین ہے صبا رفتار عیارہ ہے یہ سنکر سب
جادوگرنیون نے تلوارین ہاتھ سے پھینکدین اور نہایت خفیف ہوئین اور صرصر نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر
عیارہ کو ہوشیار کیا صبا رفتار اُٹھ بیٹھی اور حیران وار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے اسکی تو یہ کیفیت
تھی اُدھر برق جادو کے قید ہونیکا لشکر مین جو غل ہوا تھا تو چالسوز بھی عیاری کو چلا تھا راہ مین اسکو قران
ملا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا الحاصل یہ دونون بھی بارگاہ حیرت مین بشکل مبدل موجود تھے جب برق فرنگی
نکل گیا اور صبا رفتار کو ہوش آیا قران نے آگے بڑھ کر کہا کہ اے گستاخ میری معشوقہ کو تم نے آج مروایا تھا ایک
بندہ مارونگا کہ فرش ہو جاؤ گی جواب بھی ایسی حرکت کی صرصر تو یہ سنکر دم بخود فرط خوف سے ہو گئی لیکن حیرت

تخت پر آکر بیٹھ چکی تھی اسنے بھی یہ کلمات سُنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اس غصہ مین کرنا یاد نرہا تھا تھر اکر تخت پر سے
یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے ماروان موؤن نے کتنا گھیرا ہے ہمکو ذلیل بنایا ہے یہ جیسے ہی تخت پر سے اُٹھ کر
بڑھنے لگی پشت پر جادوگرنی بنا ہوا جانسوز کھڑا ہوا تھا اُسنے ایک ایسا اڑنگا مارا کہ اڑا اڑا دھم سے منھ کے بل تخت
کے نیچے گری سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہہ کر اُٹھانے کو دوڑے قران جانسوز نعرہ کرکے سراجہ پھاند کر
بھاگے اور صاف نکل گئے کس لیے کہ فوج کے ساحر عیارون سے ایسا ڈرتے ہین کہ وہ پیچھے نہین دوڑتے نہ اُن کے
پکڑنے کا قصد کرتے ہین الحاصل عیار تو نکل گئے اور حیرت کو لوگون نے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اسکے منھ مین اور کولے
وغیرہ مین بہت چوٹ لگی نہایت ذلیل اور زبون ہو کر پھر تخت پر بیٹھی صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو مرجانا
بہتر ہے اب یہ تخت تختہ تابوت سے زیادہ بدتر ہے طلسم کا رنگ بیرنگ نظر آتا ہے دیکھیے کہ کیا ہونے والا ہے
لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین حضور پھر آپ آپ ہی ہین یہ موے عیار کہان حضور کے مقابل ہو سکتے ہین
یہ بھی وقت کی بات ہے حیرت یہ سُنکر خاموش ہو رہی اس طرف عیار اور ملکہ برق جادو بارگاہ مہرخ مین
آئے انکے آنے کی خوشی ہوئی عیارون کو ملکہ مہرخ نے خلعت دیا شراب ارغوانی کا جام چلنے لگا تعیش ونشاط
ہر ایک انجمن آرا ہوا انکو تو عشرت تمامتر رہنے دیجیے لیکن ماجرا سنیے کہ ملکہ کج ابروے خنجر زن جا اپنے مقام
پر سے آئی فوج ساحران اسنے تیار کرائی ظلمات طلسم کے قریب ایک بیابان ہے کہ اسکو دشت غضب کہتے
ہین کئی لاکھ ساحر وہان رہتے ہین ان سب کی یہ حاکم ہے بہت بڑی ناظم ہے اس دشت کو مثل شہر کے
شاہ طلسم نے آباد کرایا ہے اور اسکو مالک اسکا بنایا ہے اسی طرح اس طلسم مین ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ
قلعہائے طلسم مین یہ بھی حکمت اور مشیت صانع طلسمات کون و مکان کی ہے کہ جبتک شہزادہ اسد چھوٹ کر
طلسم کشائی کرین اُسوقت تک بہت سے ناظم قتل ہو رہین ورنہ وہ شہزادۂ عالی جاہ کہان تک لڑتے اور ان بلاؤن
کو دفع کرتے کے بعد رہائی شہزادہ باوجود ان سب کے مارے جانے کے ہزارون مرحلہائے طلسم باقی رہتے ہین اور بڑی
فوج ساتھ لے کر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہے چنانچہ حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤن کا وہان کی نکلنا اور
دریائے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریائے نیل کے ساحرون کا آنا انشاء اللہ سب بیان ہوگا حاصل
کلام یہ ساحرہ نافرجام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے چنکر اژدر خونخوار پر سوار ہوئی نفیر سحر پھنکی نقارون
چوب پڑی ساحران غدار قشون قشون انبوہ انبوہ طائران سحر پر چڑھکر ہمراہ ہوئے رال و تیل کے شعلے
اُڑنے لگے دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے چلنے کی علامت ظاہر ہوئی یہ حالت تھی کہ

نظم

بڑے جوش سے فوج لشکر شکن
وہ آواز قرنا وہ شور دہل
برنجی چمکتی تھین یون تھالیان
فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار

روان تھی کہ تھا بحر اک موجزن
غبار اس طرح تھا زمین سے اڑا
کہ سونے کا دریا ہو جیسے روان
جو ترسول و نیزے چمکنے لگے

وہ بیرون کے نعرے وہ جھجی کا غل
کہ گویا تہ و بالا عالم ہوا
اُچھلتے تھے نارنج یون بار بار
ستارے فلک سے اُترنے لگے

بڑے سجاد سے اور بڑی شان ہے | روان ساحرہ بھی بڑی آن ہے | اسی طرح بعد قطع مسافت راہ یہ

لشکر گمراہ قریب لشکر مہرخ عالیجاہ پہونچا اتنا فاصلہ اُس مقام سے لشکر اسلامیان کا رہ گیا کہ تیس کوس
وہان سے تھا اُس ساحرہ نے ایک بیابان سرسبز دیکھ کر فرمایا کہ اس جگہ قیام ہمارے لشکر کو کرنا بہتر ہے کیونکہ یہان سے
لشکر باغیان چندان دور نہین اور جاے خرم و دلکشا ہے جھیلین لبریز ہین درختان صحرا پُربہار و فرحت بیز ہین کوہ و سربلند
ورے ان کے مثل درون صافی دلان ارجمند جملہ بیابان کوسون تک سبزہ زار پھولون کا انبار ہے عجائب غرائب ہر رنگ کی
بہار ہے ملازمون نے حسب حکم ملکہ اس جگہ بارگاہ اسکی استادہ کی لشکر تمام اتر پڑا ڈیرا پڑ گیا خیمے نصب ہوگئے بازار
لشکر مین لگ گئی بارگاہ کے آگے زیر سائبان زربفت کج ابرو تخت پر بیٹھ کر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی عجب بہار نظر آئی
دہنی طرف کو دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیتے امریون مین چھوٹے پڑے کوئلین بولتین پپیہے شور کرتے
مور کوک رہے سامنے جنگل مین جھیلین پُرآب تالاب لبالب چکر گرداب مارتے ہوے کنول کھلے ہوے سنگھاڑون کی
بیلین پڑین کوکابیلی کو کنار پھولا ہوا طائر ہر طرف کو غول کے غول اُڑتے کھیتون مین گرتے ایک سمت کو کھیت
دھانون کے سرسبز لہلہے برابر برابر بانسواڑی اور ریہون اور تھوہر کا پشتہ دیا ہوا ڈھیکلی چلتی کسان سجائی
کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دامان کوہ گلہاے خودرو سے بھرا ہوا کوڑیالا عشق پیچان
پھولا ہوا لالہ کھلا ہوا زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اسکو یہ سیر بہت پسند آئی دیر تک ٹھہر کر وہان آسودہ ہوئی
پھر کئی سو خواصون کو اپنے ساتھ لیکر بزور سحر چلی اور بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے تعظیم کرا کے بٹھایا مزاج پوچھا
اور کہا آپکی بارگاہ و لشکر کہان ہے اسنے کہا مین یہان سے تیس کوس پر اُتری ہون اس لیے لشکر یہان
نہین لائی کہ دن بھر کے لیے تو آئی ہون کار حریف تمام کر کے چلی جاؤنگی پھر آپکو تکلیف زیادہ کیون دون آپ
ملکہ یقین ملاقات آپکی واجب تھی وہ ہوگئی اب جاکر مہرخ کو سمجھاتی ہون اگر اُسنے مانا تو خیر نہین کل ملاحظہ
فرما لیجیے گا کہ کیا اُسپر گذر گئی حیرت نے کہا مین تم کو منع نہین کرتی جاؤ لیکن وہ کسی طرح نہ مانے گی اگر ماننے والی
ہوتی تو یہ نوبت کاہے کو پہونچتی اسنے کہا اے ملکہ آپ صحیح فرماتی ہین اچھا آج طبل جنگ آپ بجوا دیجیے مین
صبح حاضر ہونگی شب بھر کسل سفر سے آرام کرونگی حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہہ کر ساقیون کو اشارہ کیا
جام شراب گردش مین آیا شام تک ہنگامہ عشرت گرم رہا جب خنجر بغدادی آفتاب نیام غرب مین رکھا گیا
اور ہلال فلک بسان ابروے معشوق کج نظر آیا۔

نظم

گھٹا ایسا ہوا آنکھون سے پنہان	کہ ہو دن مثل دہان تنگ جانان
کواکب صورت امید مُردہ	فلک پہ تھے مگر افسوس خوردہ

سر تمام حیرت ناہنجام نے طبل جنگ بجوایا کج ابرو وہان سے رخصت ہوکر اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور اُسنے
بھی نفیر سحر بجوائی لشکر مین اسکے تیاری حرب ہونے لگی ادھر جاسوسان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہرخ کو خبر
نواختن کوس رزمی پہونچائی اسنے بھی نظر بفضل خدا تعالیٰ رکھکر نفیر سحر کو دم دیا دربار سویرے سے برخاست ہوا
ہر سردار نامدار اپنے مقام پر آکر تیاری کرنے لگا بھینٹین چڑھنے لگین مرچین جلنے لگین اگیاری ہوئی بیر آنے لگے

دھولے جھومنے لگے دہڑو بجا بجا کے کانورودیس کے ساحر سحر جگانے لگے ایک طرف کو شجاعان عرصہ نبرد نامی نامور جواہر ہتھیارون کو صیقل فرماتے تھے جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے تھے خامہ شمشیر ایسا تصویر کشی مین مشتاق تھا نقا فون کا ایسا ہاتھ صاف تھا کہ ایک صورت دو صورتین دم بھر مین کرنے کو تیار تھا نقش ہستی کا نقش غلط کا رتھا اجل کی صورت آنکھون مین پھرتی یقین خاک مین مل جانے کا خاکہ خیال مین برنگ تصویر خیالی جما تھا جوہر تیغ موقلم کا نقشہ دکھاتا تھا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ سر موتسیہ شجاعت مین عیب نہ ہے جان دینے مین فرق نہ آئے جاہے سر کٹ جائے نظم

کہین کہتے تھے یہ کڑکیت کرکا / نہ رکھنا اسے جوانو دل مین دھڑکا / قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جا

کہین ایسا ہو توقیر گھٹ جائے / صدا سے کرنا جاتی تھی فلک پر / یقین تھا گوش کردنی بھی ہون کر

کہین گرزون کو حاصل سربلندی / کہین صیقل ہوئی تھی تیغ ہندی / کہین نیزے کھڑے تھے ایک پا سے

سپاہی تھے جسے میدان مین آئیے

رات بھر یوہی ڈھنگ رہا لڑنا اسے کے ٹھاٹھ کا نقشہ جما کیا جب مزاج شب کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک دہر نے شمشیر خورشید عرصۂ افلاک مین چمکائی نظم

ضیائے مہر پھیلی مثل چادر / سو مغرب بڑھا خورشید خاور / ہوا آغاز صبح نو نمودار

رہی ہر چشم وا مصروف دیدار

صبحدم مہرخ فرخ لقبد جاہ وجلال سوار ہوئی ایک سمت سے حیرت باہزاران تمکنت وشوکت عازم عرصۂ کارزار ہوئی ادھر صحرا سے کیج ابرو مثل پیچ گیسو کے بل کھاتی ہوئی فرط غضب سے بیرنگی سحر کی دکھاتی ہوئی فوج اژدر سواران وساحران نکبت نشان ہمراہ لیکر روان ہوئی ہزارہا ساحر غول کے غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزارون سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے نشانہاے کفر وضلالت ایک طرف رایت نصرت آیت دوسری جانب کھلے ہوئے لگے ابر کے سیاہ وسفید و زرد وسبز وسرخ اڑتے آتے جادوگر دہوتیان تہمبری باندھے ہوئے ماتھے پر قشقے سیندور کے کھینچے ہوئے کھوپڑ جیندن کا کیا ہوا پیوریا سے پیشانی رنگی ہاتھ مین بھبھوت رما ہوا ترسول چھاتی پر بنا ہوا کانون مین کنڈل پڑے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوے آگ وقصوے کے پھل اچھلنے لگے گوگل کی چرھایند آنے لگی ماش سرسون رائی مہوے دونے مرچے کے پتے جھولیون مین بھرے ہوے اژدرون اور طاؤسون اورمرکبون پر ہر ایک سوار تھے ناریل نارنج ترنج کوے دمبدم اچھالتے بول استاد تیری صدا جے پکارتے لونگدار لڑیان ساری اڑاتی لونگ کا ہار ہاتھون مین پہنے مریون کے ہار گلے مین پڑے کہان تک انکی کیفیت بیان کی جائے دونون جانب جنگاہ مین صف آرائی جب ہو چکی کچھ جادوگر زمین بزور سحر سما گئے کچھ جانب آسمان اڑے نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوے کیج ابرو آکر اپنے اژدہے سے بلند ہوئی اور ایک نارنج لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ نارنج پھٹا اور کئی ہزار سوئیان آتشین سے نکلکر لشکریون کے سر پر گرین سر کو چھید کر سینون مین اتر آئین ہزارون ساحر مہرخ کے ہلاک ہوے زبردست جادوگر سحر کرنے کیج ابرو نے نعرہ مارا کہ ہان ان نمک حرامون کو لینا تیس ہزار اژدر سوار ساحر حربہ ہاے سحر لیکر آگرے برق شمشیر سحر چمکنے لگی ایک سے دوسرا بھڑ گیا ہنگامہ دار وگیر برپا ہوا گرم بازاری

رزم ہوئی متاع جان کا سودا ارزان تھا اقلیم جسد لٹنے لگی زخم دکانون کی طرح کھلگئے سیاح کشور شجاعت جان بیچ کر
نام وننگ کے خریدار بنے عین گرمی جنگ مین کج ابرو ملکہ مہرخ کے تخت پر آکر اتری اُسنے ایک گولا جو بڑا زبردست
سحر تھا اُسپر مارا وہ دھوان بنکر غائب ہوگئی گولا خالی گیا پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہرخ پر لگائی مہرخ سطح
لرزی کہ تلوار بھی خالی گئی اُسوقت کج ابرو نے خنجر جمشید کمر سے نکالا اور کہا اے مہرخ میرا نام خنجر زن ہی واسطے
رکھا گیا ہے کہ یہ خنجر اپنے پاس رکھتی ہون تو اسکو پہچانتی ہے رعد برق قریب تخت مہرخ کھڑے تھے چنانچہ
رعد نے کہا امان جان ملکہ مہرخ صفت ماری جھکتی ہین مین تو جاکر ایک چیخ مارتا ہون کہ پردے کان کے پھٹ جائین
برق نے کہا بیٹا تامل کرو اس اثنا مین کج ابرو خنجر پکڑکر آگے بڑھی ساٹھ ستر ساحرون نے مرنا گوارا کیا اور
بیچ مین آگئے مہرخ کو بچایا وہ خنجر جو اسنے بلند کیا اور ان ساحرون پر مارا دمن کے سر ایک مرتبہ مین قلم ہوے
وہ اسی طرح قتل کرتی ہوئی آگے بڑھی اور گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر انبوہ لشکر پر مارا اس مالے کا موتی جسکے
ماتھے اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گذرا لشکر مین بدحواسی پھیلی یقین تھا کہ بھگدڑ پڑے اسوقت رعد زمین مین سماکر
پاس کج ابرو کے نکلا اور ایک چیخ ماری لیکن خنجر جمشید اسکے ہاتھ مین تھا وہ بیہوش نہوئی ادہر سے برق جادو چمک کر گری مگر
کج ابرو کے گلے مین ایک زنجیر پڑی تھی وہ زنجیر گلے سے کھول کر اسنے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی برق بنکر اس بجلی
سے لپٹ گئی اور دیر تک دو بجلیان باہم گتھی رہین آخر زنجیر نے کھینچ کر زمین پر برق کو پہونچایا کج ابرو نے زنجیر
کو پکڑ کر کھینچا ملکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہوگئی تھی اور وہ زنجیر دست و پا و گردن و کمر مین لپٹی تھی اور ملکہ
مذکور بیہوش تھی کج ابرو نے ساحرون کے حوالے اُسکو کیا کہ قید کرو اور حکم دیا کہ آج طبل آسائش بجے کہ جنکو
گرفتار کرنیکا حکم بادشاہی تھا اُنکو پکڑ لیا اب کل اس مہرخ سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مہرخ سے کہا کہ اگر آجکی
شب تو نے فرمانبرداری شہنشاہ افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر تیرے اور تجکو غارت کرونگی یہ کہہ کر ہوا پر
آپ چلی اور طبل امان بجوا کر لشکر پھرا یہ اپنے لشکر کو لیئے اُسی صحرا کی طرف جہان اُتری ہے روانہ ہوئی ملکہ حیرت
سے بھی ملاقات نہ کی سب کو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب پاس لیگئی غرضکہ حیرت لشکر لیکر پھری اور مہرخ
خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آکر آسودہ ہوئے ملکہ مہرخ دربار مین تخت پر بیٹھی رعد جادو
اپنے مان کے لیئے غمگین تھا رونے لگا برق عیار نے کہا مین تلاش کرنے جاتا ہون مہرخ نے کہا وہ افراسیاب
پاس لیگئی ہے تمکو ملنا اس ساحرہ کا دشوار ہے برق نے کہا اچھا جان تو کھل جائیگا جان نے گئی ہوگی یہ کہکر روانہ
ہوا اُدھر کج ابرو اپنے لشکر مین داخل ہوئی ہر ایک اُسکے مصاحب نے تعریف کی کہ اے ملکہ آپنے بڑا کام کیا شہنشاہ
جادوان کی بات رکھ لی اسنے ایک صندوق فولاد کا منگاکر برق جادو کو اسمین بند کیا برق کا یہ عالم تھا کہ سحر
مین بند بند جکڑا ہوا تمام بدن زنجیر آتشین کے لپٹنے سے جھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اسنے بند کر کے
صندوق اپنی بارگاہ مین بنابر احتیاط رکھا اُدھر شاہ طلسم نے پتلے خبر کے لیئے بھیجے وہ آکر گرفتار ہونا ملکہ
برق کا معلوم کر کے خدمت شاہ مین گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معرض عرض مین

لائے لکھا ہو کہ جیسے بادشاہ باعنبان وزیر سے بدظن ہوا ہے اسوقت سے وزیر مذکور خدمت شاہ مین بہت حاضر
رہتا ہے اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہی چنانچہ شاہ کو فیروزہ کوہ پر آئے ہوئے سنکر وزیر مسطور بھی
گیا اور حاضر خدمت شاہ تھا کہ یتلون سے خبر فتح بادشاہ نے سنکر وزیر کی جانب اسلیئے دیکھا کہ میری تعریف کرے
وزیر نے لب عجز بہر ثنائے شہنشاہ کھولے اور دامن دامن موتی رولے کہ اے شہنشاہ خورشید جلال تیری نظر غضب کی
کسکو تاب ہے تو دم بھر مین جسکو چاہے مارڈالے اور جسکی چاہے جان بخشی کرے شاہ نے فرمایا کہ اب برق بھی چمک چکین
اور کوکب کا فروغ بھی دیکھ لونگا اور وہ جنگلی میر آگیا کہ لیگا وزیر نے کہا کہ کوکب ایسے تیرے یہان نوکر پڑے ہین یہ تو
زبان سے کہا مگر دل سے کہا کہ کوکب ایسا ہی ہے جو ہر گھڑی اُسی کا خیال ہے اور اُسی کا نام زبان پر جاری ہی
بادشاہ نے بعد اپنی ثناخوانی کرانیکے ایک نامہ ملکہ کج ابرو کو لکھا حال یہ تحریر تھا کہ ہمین تمہارے لڑنیکی حقیقت
معلوم ہوئی خیر خواہان جانباز جیسا کرتے ہین ویسا ہی تمنے کیا ہم تمسے خوش ہوے شاباش مرحبا نمک حلال ایسے ہی ہوتے
ہین خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ ہو بھیجتا ہی آیندہ بھی عنایت خسروانی کی اُمیدوار رہو اور برق کو نگاہ رکھو اُسکی حفاظت کی
تکلیف نہ اُٹھاؤ سر اُسکا کاٹ کر بھیجدو نامہ نیلے کو دیکر روانہ کیا یہان کج ابرو تخت پر سایبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی
تھی سامنے تخت کے صندوق رکھ لیا شراب پی رہی تھی رقاص ناچتے تھے خواصین انیسین حاضر خدمت تھین
کہ نیلے نے لاکر نامہ شاہ دیا اسنے نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا زر نثار کرایا پھر نامہ کو تسلیم کرکے وا کیا اور مضمون
سے آگاہ ہو کر بصد فخر خلعت زیب تن کرکے صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ کے بھیجدے وہ برق کا تمام
جسم آتش سحر مین پھنک رہا تھا اُسپر سے اتنا سحر رد کیا کہ ہوشیار ہوئی ہوشیار ہوتے ہی بیقرار ہوئی آنکھون مین
دم آگیا کج ابرو نے کہا تیرا سر شہنشاہ نے مانگا ہے اب پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا کوئی دم مین قضا آیا چاہتی ہے
برق نے یہ سُن کر بحسرت و یاس سمت فلک دیکھا کہ کیون اے عمرو کے خدا مجکو تو نہ بچائیگا اسوقت مین بجز تیری
ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنیوالا ہے نہ کوئی یار رہے نہ یاور نہ مددگار رہے نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق
نہ آشنا نہ خویش نہ اقربا مجکو تیری ہی ذات کا سہارا ہے تو ہی بچانے والا ہے کہ بموجب نظم

خداوندا بے آل پیمبر
پہ تیرے فضل کا دریا ہی کیا کم
کہ جس جا کہ ترا فضل و عطا ہے
مجھے دے قید دشمن سے رہائی

بحق مرتضےٰ و زوج اطہر
شفیعون پر مرے یارب نظر کر
مین کیا اور کسقدر میری خطا ہے

مین ہون گر قابل نار جہنم
اس آتش کو تو اس پانی سے تر کر
عطا کر مجکو یارب تندرستی

یہ دعا اسکی درگاہ جناب احدیت مین قبول ہوئی کیفیت اول مین مذکور ہوا کہ
مجلس جادو ملکہ بہار کو سمجھا کر پھیر لیگئی تھی چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ ہفت رنگ مین نہ گئی خکر مین رہائی عمرو کی ایک مقام پر
اپنے طلسم مین تھی اسنے مجلس سے فرمایا کہ بیٹا تم جا کر خبر تو لاؤ کہ طلسم ہوشربا مین کیا ہو رہا ہے مجلس یہ حکم سنکر پرواز کرکے
چلی اور اُس دشت مین جہان برق قتل ہوا چاہتی تھی آئی اور اوڑتے ہوئے اسنے دیکھا کہ ایک عورت شعلہائے سحر
مین گرفتار پڑی ہے اور ایک عورت خنجر کھینچے اسکے سر پر کھڑی ہے سر اسکا جدا کیا چاہتی ہی یہ دیکھکر

زمین پر اُتری اور قریب گنج ابرو آکر پوچھنے لگی کہ بی بی تم کون ہو اور یہ مجرمہ کون ہے اسنے کیا تمہارا باپ مارا ہے کونسا
گناہ اس سے سرزد ہوا جسکے عوض یہ قتل ہوتی ہے گنج ابرو نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک بہتی ہوئی زیر پا کی
پاؤن مین کرتے مین رومال ناک پوچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی مجھ سے حال پوچھتی ہے یہ دیکھ کر اسنے کہا بیٹی تم شاید
یہان کسی گانوُن مین رہتی ہو اکیلی نکل آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ تمہارے مان باپ بھی افراسیاب کے فرمانبردار
ہین اور مین بھی پس والدین تمہارے شکایت کرینگے کہ لڑکی کو منع نہ کیا مجلس پہلے جانتی تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہرخ
کا ہے اب اسنے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہے یہ سمجھکر سنبھلی اسکے ساتھ بطور مخفی چار پتلے
آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اسکے پاس ہے کہ اُسکے دونون سرون پر الماس جڑا
ہے خاصیت اُسکی یہ ہے کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید و سامری کا ہو تو اُسکو باطل کرکے کام اس ساحر
کا تمام کرتا ہے اور علاوہ اسکے یہ ساحرہ صحبت یافتہ بران و کوکب ہے سردار زادی طلسم نور افشان ہے۔ پس
گنج ابرو سے اسنے تیور بدلکر کہا کہ یہ کیا تو نے جھک مارا کہ والدین تمہارے ملازم افراسیاب کے ہین مین اس مفتری
افراسیاب خانہ خراب کو کیا جانون گنج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ ملتی اور چلبلی سی ہے اسکی بات کا برا ماننا نہ
چاہیے یہ سمجھکر اسنے ہنس دیا اور کہا لڑکی کچھ گھر سے لڑکے تو نہین آئی ہے جا چلی جا نہین روتی جائیگی
مین دو طمانچون مین سیدھا کردونگی مجلس نے جواب دیا کہ بالزادی تو ہے کس گھمنڈ پر اپنے دھگڑے افراسیاب
پر بھولی ہے تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہے اپنے دل مین یہ کلام سنکر کنیزین گنج ابرو کی بولین کہ اے بی بی صاحبزادی
تم شاید کچھ خفا ہو جو ایسی باتین کرتی ہو یہ ملکہ گنج ابروے خنجر زن ہین بہت جادو کو لشکر اسلام سے پکڑ لائی ہین
تم اُنکو گالیان دیتی ہو بری بات مجلس جادو نے جو قید مہ نامہ رق کا سنا وہی گولا جسکا بیان ہو چکا نکالا
اور اپنے تئین درست کرکے پہننے کرتے کی آستین اُلٹ کے دامن چڑھا کے تنتی ہوئی تیرے ہلتی چلی اسوقت
دس بارہ لونڈیان یہ کہتی ہوئین کہ لو بوی اس چھوکری سے کوئی نہ بولے نہ جانے آپ سے آپ بگڑی جاتی ہے
اے لڑکی کچھ تو دیوانی ہے بیچ مین آگئین تھین لڑکی نے کہا مالزادیو اپنی بی بی سے کہو کہ سنبھل جائے یہ کہکر
وہی گولا مارا لونڈیان جو بیچ مین آگئین تھین انکے سینہ کو اس گولے نے توڑ کر گنج ابرو تک اپنے تئین پہونچایا
اسنے ہر چند اپنے تئین بچایا لیکن مثل قضائے مبرم کے وہ گولا نہ ٹلا اسکے سینہ پر گر پڑا اور پار گذرا اور زمین
مین سما گیا گنج ابرو تڑپ کر ہلاک ہوئی شور قیامت زا اسکے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا گنج ابروے خنجر زن کو کنیزین
اور انیسین اسکی بھاگین لشکر جو اترا ہوا تھا وہ جلد حربہ سحر کا لیکر تیار ہوا لیکن ساحرہ مذکور کے مرتے ہی ملکہ
برق رہا ہو گئی اور آتش سحر اسکے جسم پر سے دور ہو گئی بجلی بنکر جانب آسمان گئی اور آڑی ترچھی ہو کر لشکر
پر گرنے لگی ادھر دو بارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ آتشی آبی فولادی وہ آکر گرے آتشی پتلون کے منہ سے
آگ کے شعلے نکلے تھے جو ساحر سامنے آتا خاک تن اپنا جلاتا خیام و بارگاہ مین آگ بھڑکنے لگی آفت
برپا ہوئی ہر طرف شور و غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بدحواسی سے لوگون کی عجیب کیفیت

تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا آبی تیلون کے منہ سے اسقدر پانی بہا کہ دریا پیدا ہو کر موج مارنے لگا مجلس نے خوب مینڈھے لڑائے آگ لگا کر پانی کو دوڑی فولادی تیلے تیغہ پکڑ کر قتل کرنے لگے اوپر سے بجلی گر رہی تھی عجب آفت اس فوج پر آئی تھی لشکری ہزاروں طرح سے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ تیلے مرتے تھے نہ بجلی گرنا موقوف ہوتی تھی مجلس ایک طرف کھڑی ہنس رہی تھی اور کہتی تھی امی جان کے سر کی قسم کیا اچھا کھیل مین کھیلی ہون واہ کیا تماشہ ہو رہا ہے آخر ہزارہا ساحر آتش فنا مین جلکر خاکستر ہوئے اس ہوس نے طلائے جان دشمن کو آنچ دیکر کشتہ کیا خوب تاؤ دیا ہزارون جادوگر غرق بحر قضا ہوئے اس شناور قلزم سحر نے بہت کو گور کے کنارے پہونچایا دم بھر مین نگاہ ایسی پھیری کہ کسی کی آشنا نہ تھی سیکڑون افسون خوان فولادی تیلون کے ہاتھ سے سختی موت کی اٹھا کر فنا ہوئے اور بہت سے خرمن جان بجلی گرنے سے جلے لشکر تمام برباد ویران ہو رو بفرار لایا جو بھاگ کر بچے وہ سمت کوہ فیروز گئے جب وہ فوج بحر نحوست کی موج بھاگ گئی ملکہ برق روئے ہوا سے اتر کر مجلس کے پاس آئی شکریہ مین اُس کے تر زبان ہوئی اور کہا آپ کون ہین اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ملکہ بران کی بھتیجی ہون مین آئی تھی برق نے کہا اچھا اب لشکر مہرخ مین تشریف لے چلیئے اسنے کہا مجھکو تو وہان کی خبر لینے جانا منظور ہی ہے چلیئے یہ باتین کرکے دونون وہان سے روانہ ہوئین راہ مین برق فرنگی جو تلاش مین برق کی چلا تھا ملا اور اُنکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوا جب بارگاہ مین پہونچا یہان غلغلہ اعظم برپا تھا رعد نے اپنی مان کے لیئے حال اپنا تباہ کیا ہر ایک رو رہا تھا کہ یہ آکر پہونچین سب اُٹھکر بغلگیر ہوئے رعد مان کے گلے لپٹکر رونے لگا آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہرخ سے کہا ان صاحبزادی کی وجہ سے میری رہائی ہوئی مہرخ تو ملکہ بران کے یہان ہو آئی تھی مجلس کو پہچانتی تھی تخت سے اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا مجلس کی خاطر ہر ایک نے بہت کچھ کی خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان کیا اور کہا ڈھونڈھو ابھی انکے قتل ہونیکا پٹ گیا مجلس نے کہا گھبراؤ نہین امی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہین غرضکہ یہان تو عشرت و نشاط مین ہر شخص معروف ہے اُدھر فوج ہزیمت خوردہ کج ابرو وہ کوہ فیروزہ پر پہونچی اور افسران فوج سامنے شاہ طلسم کے آکر پکارے کہ ملکہ کج ابرو ماری گئین شاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کسنے مارا اُنھون نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت جدال و قتال بیان کی یہ سنتے ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا اس چھوکری مجلس نے بہت سر اُٹھایا ہے دیکھو تو کیا حال مین اسکا کرتا ہون یہ کہکر فیروز شاہ سے کہا تمہارے قلعہ مین اسرار جادو رہتی ہے بلاؤ تو اسکو شاہ نے اسکو قلعہ مذکور سے لانے کیلیئے آدمی روانہ کیا اور اسرار کو بلایا یہ ساحرہ کنیز شاہ جادوان تھی بادشاہ نے اسکو آزاد کردیا ہے یہ اس قلعہ مین رہتی ہے اور سامری کی بیٹی کہلاتی ہے اسوقت اسنے اگر شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تہمد گیروا باندھے ہے مالے مردون کی ہڈیون کے گلے مین پہنے ہے بھبوت جسم پر ملا ہے ایک چادر گیروی سر پر پڑی ہے ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہے گینڈا ہے ہر چند کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہے مگر سن چالیس برس کا ہے چہرہ پر جھریان پڑتی جاتی ہین کتاب سامری

مین سطر بین مسطر کی نظر آتی ہین کانون مین کنڈل پڑے ہین حلقہ بگوش کرنے کا معشوقان عالم کے دعوی رکھتے ہین
سر مین دو چار بال جو سفید ہو گئے شب زلف مین دمدار ستارے نکلے ہین بھبوت جسم مین ملا ہے یا حسن نے
پردہ کیا ہے نہین نہین کبر سنی کے سبب آئینہ تن جو مکدر ہے تو اُسے صیقل کرنا چاہا ہے حاصل مرام جب آس
ساحرہ ناز جام نے شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی اور کہا یہان سے مہرخ
کی بارگاہ مین تم جاؤ مجلس جادو وہان ہوگی یہ کنٹھی اُسکے گلے مین پہنانا اور اپنے گلے مین بھی پہنے رہنا تم دونون
میرے پاس چلی آؤگی یہ حکم سُنکر ساحرہ نے وہ کنٹھی تسلیم کرکے لی اور پرواز کرکے اپنے مقام پر آئی دل سے سوچی کہ اس
ہیئت سے تو اگر جائے گی تو کنٹھی پہنا نہ سکے گی لازم ہے کہ تبدیل لباس کرکے بصورت اسلامیان روانہ ہو
غرض اُسنے بڑے پائینچون کا پائجامہ پہنا محرم کرتی پہنکر ایک دوپٹا پر زر اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ
کرکے چلی وہان کا ماجرا سنیے کہ مجلس کچھ دیر تو شریک جلسہ مسرت رہی اسکو عمرو سے بہت محبت ہے اُنکی گود
مین لوٹا کرتی تھی اور نے بجا کر سنتی تھی مطربون کے گانے سے خواجہ یاد آئے یہ رونے لگی سب اسکے رونے پر
رونے لگے یہ اُٹھ کر چلی مہرخ نے کہا اے بیٹی کہان جاتی ہو اُسنے کہا امی جان کے پاس مہرخ نے کہا تم
ٹھہر جاؤ اور تبادو مین آدمی بھیجکر ان کو بلا نہ بھیجون اُسنے کہا مجکو اب وحشت ہے نہ بیٹھون گی یہ کہکر بارگاہ سے
نکلکر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی اُدھر اسرار جادو بارگاہ مین آئی ایک عورت تنہا تھی
حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہے یہ سمجھ کر منع نہ کیا اسنے اندر بارگاہ کے آکر ہر سمت یک نظر دوڑایا
اور مجلس کو تلاش کیا حسب نشان دہی شاہ طلسم کسی ساحرہ کو لڑکی نہ ہوے نہ پایا دل سے خیال کیا کہ
کہین ہوگی آئیگی اچھا یہان ٹھہرو اور لوگون سے اُسکا ذکر سنو معلوم ہو جائیگا جو یہان ہوگی یہ سوچ کر اس
خیال سے کہ مجھے کوئی پہچان نہ لے ایک مقام پر نہ ٹھہری ادھر ادھر ٹہلنے لگی اسپر برق عیار کی نگاہ پڑی
دلمین اُسنے کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہین معلوم دیتی ہے اور اس طرح پھرتی ہے کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھتی
ہے اے برق اسکو گرفتار کر اگر ہمارے یہان کی ہے تو چھوڑ دی جائے گی اور نہین تو شر سے اسکے محفوظ رہین گے
یہ تجویز کرکے یہ بھی اُٹھ کر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کی طرف اسرار کے آیا وہ اور سمت مخاطب تھی اسنے گانٹھ کر
کمند جو ماری ساتون حلقے گردن و کمر مین پیچی ہو گئے وہ اُلجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش کر دیا اور شکلین اسکی باندھکر
زبان مین سوزن دیا اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا سب اہل بارگاہ حیرت مین تھے کہ مہر صاحب نے یہ کیا کیا
مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کہ بھیا یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا اے ملکہ یہ عورت ہمارے یہان کی نہین معلوم ہوتی ہے مہرخ
نے اور سب نے بغور دیکھا اور کہا تم سچ کہتے ہو یہ کسی تدبیر کو یہان آئی ہے اسنے کہا تم سب اسکی حفاظت کرنا کہ یہ
سحر کرکے نکل نہ جائے اور مجکو کوئی آزار نہ پہونچائے مین اسکی زبان سے سوزن نکالتا ہون یہ سنکر جملہ ساحر نارنج
و ترنج بکر لیکر مستعد ہوے برق نے اُسکی زبان سے سوزن نکالا سوزن نکلتے ہی وہ پکاری کہ منم اسرار جادو
کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو پکڑنے آئی تھی ارے موے تو نے مجکو باندھا ہے رہ تو جا دیکھ کیسی تیسی

شہنشاہ سے کہہ کر تیری بوٹیاں اُڑوا دونگی یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگی ازبسکہ کنگھی شہنشاہ کی لیے تھی اسیر سحر کسی ساحر کا
اثر پذیر نہوا اور ایک پتلا رو سے ہوا سے جھک کر گرا پنجہ مین اُسکو داب کر مع کمند لے اُڑا ساحرون نے نارنج
گولے مارے لیکن پتلا بلند ہو کر یہ جادہ جا زدانہ ہو گیا برق عیار نے کہا لیجیے اور نقصان ہوا کہ کمند بھی گئی
اور بنا نا پڑے گی سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے ادھر پتلا لیے ہوے اسرار کو فروزہ کوہ پر پہونچا
ساحرون نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہے یہ دیکھ سمجھے کہ اسرار مجلس کو لائی
لبس دوڑ کر خدمت بادشاہ مین اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند اسرار اسکو لائین شاہ نے یہ سنکر تاج کو
کج کیا باغبان نے کہا کیونکر نہ لاتین آپنے کنگھی دی تھی مجلس کی طاقت تھی جو نہ آتی یہ باتین تھین کہ پتلا پہونچا
شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند مین لپٹی ہے پتلے سے حال پوچھا اُسنے کہا اس طرح عیار نے انکو باندھا تھا مین اٹھا لایا
شاہ نے اسکی گردن و کمر سے حلقہاے کمند کٹوائے اور کہا تم کنگھی دیدو تم سے یہ کام انصرام ہوگا چنانچہ کنگھی لیکر اُس کو
رخصت کر دیا اور نامہ ملکہ حیرت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ کج ابرو کو مجلس نے لاکر مارا مین نے اسرار کو کنگھی دیکر
پھر گرفتاری مجلس بھیجا تھا اسکو برق نے پکڑ کو باندھا تھا پتلا اُٹھا لایا پس اے ملکہ تم عیارہ کو بھیجکر مجلس کو
گرفتار کراؤ اور قتل کر ڈالو یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر ملکہ مذکور پاس آیا اُسنے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیارنیون کو بلوائے
اسوقت شہاب جادو نے کہا مین نے سُنا ہے کہ مجلس آئی تھی مگر چلی گئی حیرت نے کہا چلی جاتی تو شہنشاہ
مجکو نہ لکھتے یہ باتین تھین کہ صرصر عیارہ آئی ملکہ نے حکم بادشاہ سے اُسے آگاہی دی وہ روانہ ہوئی اور ایک ساحرہ
حسینہ و جمیلہ بنکر لشکر مہرخ مین آئی یہان مجلس سیر کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اُس دکان پر ٹھہر جاتی
تھی اسی وجہ سے اسکو جانے مین دیر بھی ہوئی کہ عیارہ آکر پہونچی اور اسکے ساتھ چلی وہ سمجھی کہ مہرخ کی کوئی نوکر یہ
بھی ہے غرض ایک ایسے مقام پر جب یہ پہونچی کہ وہان تنہائی تھی صرصر نے موقع پاکر عرض کیا کہ واری
آپکے وہ جو سامنے کبابی کی دکان ہے اُسکے کباب نہین کھائے عجب لذیذ کباب اُسکے ہوتے ہین کہ کھانے
سے آپکو معلوم ہوگا اور یہ مزا بھی یاد رہے گا جو لوگ اُسکے مزے سے لذت یاب ہو چکے ہین سیخ آہ پر کباب
دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہین مطبخ دہر مین جسکو یہ کباب پسند خاطر ہوے ہین وہ آتش عشق مین کباب آسا
بھنتے ہین یہ تعریف اُسکی زبان سے سنکر مجلس نے کہا چلو مول لین اُسنے عرض کیا کہ آپ جوہری وغیرہ کی
دکان پر ٹھہرین تو مضائقہ نہین لیکن کبابی کی دکان پر جانا حضور کی شان کے خلاف ہے آپ یہان غرفہ
مین ٹھہر جائیے مین ابھی لائی یہ کہکر اُسکو ٹھہرا کر روانہ ہوئی اور کچھ دور جا کر کباب آغشتہ بیہوشی کسوت سے نکالکر
طشتری مین لگا کر سامنے لائی مجلس نے بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہو گئی اسنے کمند سے گردن و کمر کو
باندھ کر پشتارہ باندھا اور تنہائی مین تو تھی ہی بے منت واذیت لیے ہوے بارگاہ حیرت مین آئی اور کہا
لیجیے مین حکم شہنشاہ بجا لائی حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا منھ دھلوایا جب کچھ شک باقی نرہا کہا صاحبو
کوکب کے ہاتھ سے میرے کلیجے مین داغ پڑ گئے ہین مین اسکو تمام بارگاہ مین کچوا کر قتل کرونگی کج ابرو کا بدلا

لون گی سب نے کہا حق بجانب ہے آپکے اے ملکہ ضبط کرنے کی بھی کچھ انتہا ہے مناسب ہے کہ تامل نہ فرمایئے
یہان تو یہ گفتگو ہے اور اُدھر مہرخ کو اس امر کی مطلق خبر نہین ہے چنانچہ جب حیرت آمادہ قتل کرنے پر ہوئی
صرصر ڈری کہ عیار ہجا جیتا نہ چھوڑین گے پس عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ اسکو قید کرنا بہتر ہے حیرت نے
یہ سُنکر کہا اری تو میری اتالیق ہے ہر بات مین دخل در معقولات بس چپ رہ اُسنے عرض کیا کہ آپ مالک ہم تابع رہین
ہمری مجال ہے جو آپ کو نصیحت کرین حیرت نے بعد خفا ہونے کے موتیون کا مال الانعام مین دیا اور ساحرون سے حکم کیا
کہ اس مجرمہ کے پانوئن مین رسی باندھکر کھینچو ساحر اُٹھے لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مجلس جادو
اس طرح قتل ہوتی ہے مہرخ یہحال سُنکر بیقرار ہوئی اور کہا اے لوگو مین بران اور کوکب کو کیا منھ دکھاؤن گی
یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور کہا مین اپنی جان دونگی جس کو چلنا ہو وہ میرے ساتھ آئے چھ لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار
ہوا ملکہ مذکور مع سب سرداروں کے نکلکر سوار ہوئی لشکر کے مسلح ہونیکا غلغلہ عظیم برپا ہوا شعلہ تیغ شمع مجلس
عالم تھا بزم دہر مین ہلچل پڑی تھی کمال برہمی تھی ہتھیارون کی جھنکار زنگولہ پاے رقاص نبی نفیرون کی
آواز سے مزاج روزگار ناساز تھی کہین کا ہٹرے اژدرون پر کسے جاتے کسی جگہ پر سحر کے بیرغل مچاتے جادو کے
سبب سے تاریکی ہر سمت چھائی تھی کالی گھٹا آئی تھی زیر فلک شعبدہ باز اور ایک آسمان تیرہ رو پیدا
ہوا تھا یا مجلس عالم کی آرائش کے لیے شامیانہ تنا تھا اُس اندھیرے مین پیکان وسنانون کا چمکنا شب
انجمن آرائی مین شمعون کا روشن ہونا نظر آتا تھا یا تارون بھری رات کا دھوکا ہوتا لشکر کے گرد روشنی اور
بیچ مین تاریکی تھی سویداے خاطر عابد ہر معلوم دیتی فوج مین تو یہ سامان تھا اور مہرخ کے ہمراہ جادوگرنیان
نوجوان تھین بہار عالم کی جان تھین گلشن دہر کی گلہاے پُرارمان تھین غرضکہ یہ سب طاؤسان سحر پر سوار
ہوئین انکا سج دھج اور بناؤ زینت پسندان عالم کو لُبھاتا تھا یہ عالم تھا کہ مسدس

کھنچ گئی ابروے پرخم کی سر دست کمان
سینہ ابھرا سر پستان کی ہوئی تیز سنان
ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان
ہان مرے شیر یہی گو ہے یہی ہے میدان
کچھ فرنگی بھی ہوے جنگ کو تیار رزن
لیس جارون صف مژگان سے ہوے جار زبون

عجب انداز سے ہر عربدہ پرداز چلا
کبک کے صید کو گویا کوئی شہباز چلا
ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا
مثل طاؤس چمن غمزۂ طناز چلا
آنکھین کہتی تھین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تھین بہت سہل ہے پلٹن کی شکست

یہ لشکر تو اس انداز سے روانہ ہوا اُدھر بحکم حیرت خیرہ سر رسن پاے مجلس مین باندھکر جب ساحران کھینچنے
لگے اس کے ساتھ بطور مخفی تیلہاے سحر ہین چنانچہ سحر نے اُسکے اسے ہوشیار کردیا آنکھ جو اُسکی کھلی گویا فتنہ
خوابیدہ جاگا ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال وابستہ ملال کو اُسنے دیکھا دود غضب آتش عناد سے اُٹھکر کاخ دماغ سے
نکلگیا ازبسکہ حیرت نے اُسکے قید ہونیکی خوشی مین سحر بھی اسیر نہ کیا تھا کہ یکایک وہ رہا نہ ہوسکتی اب اُسنے فسون پڑھا

کہ وہ رسنہاے بستہ جل گئین اور وہ سنبھلکر اُٹھی اُسوقت حیرت نے گھبرا کر ایک نارنج اپنی انگیا سے نکالا اور سحر دم کر کے
مارا مجلس کے ساتھ جو پتلے تھے اُن مین سے ایک پتلے نے ظاہر ہو کر نارنج پکڑ لیا مجلس نے وہی نارنج پتلے سے
لے کر کھلاے پیرے پھینکنے کے گنبد کچھ تماشا دکھایا یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھٹ کر بلند ہوا اور پھٹ گیا اُسمین سے
چادر آگ کی نکلکر ساحران حیرت پر گری بہتسے واصل جہنم ہوے حیرت یہ ماجرا دیکھ کر مثل بید کانپی اور دھوان
بنکر بلند ہو گئی کہ جلنے سے بچی اور ساحر ہزارون مجلس پر حربہ سحر کے لیے کر حملہ آور ہوے اس اثنا مین مجلس
بھی بزور سحر لڑی اور ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار و سوراخدار ہوا حیرت پھر ظاہر ہو کر
للکاری کہ او چھوکری تو کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جاے گی مین نے ایسی ایسی چھوکریان بہت تعلیم کر دی ہین
یہ کہہ کر اپنا جوڑا کھولا دو پتلیان اُسمین سے نکلین کہ ایک پتلی آئینہ اور دوسری شانہ ہاتھ مین لیے تھی آئینہ
پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اُس نے بھی جلد اپنا جوڑا کھولا اور دو گڑیان اُسمین سے نکالین ایک گڑیا نے
کہا لڑکو رہی مین تیری ٹانگین چیر ڈالون گی حیرت نے بھی اپنی پتلیون سے یہی کہا کہ مالزادیون مین تمھاری
ٹانگین چیر ڈالونگی تم نہی حرامزادی ہو گئی ہو کہنا میرا نہین مانتی ہو یہ سب باتین گڑیون سے کہتی تھی کہ اس اثنا مین
مجلس نے گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالین حیرت نے بھی پتلیون کو پکڑ کے ٹانگین چیر ڈالین مجلس قہقہہ مار کر ہنسی
حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے اُسوقت مہرخ مع فوج کینہ توز آ کر پہونچی حیرت کی
فوج بھی تیار ہو چکی تھی بارگاہ مین ہزارہا ساحر سحر خوان تھے مجلس پر نارنج نارنج کی بوچھار تھی مجلس کے
پتلے وہ حربہ سحر کے رد کر رہے تھے اور سب لڑتے ہوے بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے مجلس نے جب مہرخ کو
دیکھا اُٹھ کر قریب آئی اور کہا آپنے کیون تکلیف کی خیر آئی ہین تو میرا ہی تماشا دیکھیے مہرخ نے کہا کب یہ سکتا ہے
کہ تم کو تنہا چھوڑ دون غرضکہ فوج مہرخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی جھانجھ اور قرنا اور نفیر و بوق کا شور
برپا ہوا سحر کی چوبٹین چلنے لگین آگ اور پتھر برسنے لگے قیامت کبری برپا تھی شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑ گیا
یہ عالم تھا کہ

نظم

ہوئی جیسے چرخ پر مثل مریخ جنگ
کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ
دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کہ ارمان نکالین گے دل کھول کے
ہوا گرم بازار مرگ و ستیز
کیا عافیت نے وہان سے گریز
پیام اجل تیر لانے لگے
گھر ٹیڑھی سیدھی سُنانے لگے
چمکتی تھی شمشیر و پیکان بیتہ
پئے جان دشمن تھی وہ جوے تیر
روان ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار
کہ موجین ہون دریا مین جون آشکار
اُدھر تو بپا تیغ و خنجر سے جنگ
ادھر ساحرون مین یہ پیدا تھا رنگ
اندھیرا کہین تھا کہین روشنی
ہر اک جا پہ نیرنگی سحر تھی
کہین تیرگی اور کہین نور و ماہ
زمانے کا ظاہر سفید و سیاہ
کہین سانپ کالے اُگلتے تھے زہر
کہین برق گرتی تھی نازل تھا قہر
کہین لوہے پر رال گوگل کی تھی
شرر ریزی جادو کے بادل کی تھی

مجلس کا اس عرصۂ نبرد مین یہ
حال تھا کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک سمیٹ کر گھرونا بناتی لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑ کر گھرونا بناتے

اور کبھی گھروندے مین بچھونا بچھاتی اور گڑیان نکال کر رکھتی اور کہتی کہ میری گڑیا کے یہان لڑکا ہوا ہے سمدھنین آئی ہین انکو گالیان دینا چاہیئے یہ کہکر ڈھول بجاتی اور گالیان گاتی حیرت کی فوج مین بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادوگرنیان آپسمین سمدھنین بنکر ڈھول بجاتین اور گالیان گاتین پھکر رہتین باہم ڈھول جھگڑا ہوتا ہر ایک اپنی خودی سے گم دل لگی کا عالم کہ **نظم**

دکھلاتی تھی جھبی کوئی آئینہ بنا کے ۔۔۔ مٹکاتی تھی پیڑو کوئی تالی کو بجا کے
آنکھون کو کوئی پھیر کے چمکاتی تھی ابرو ۔۔۔ کہتی تھی کہ یون دیکھو اُلٹ جاتا ہے جادو
بیخود کوئی ایسی تھی کہ پشواز اُلٹ کر ۔۔۔ ہوجاتی تھی غصے سے کوئی جامے سے باہر
دکھلا کے انگوٹھے کو بجاتی کوئی تالی ۔۔۔ ہنس ہنس کے کوئی دیتی تھی سمدھن کو گالی
بھاتا نہین سمدھن ترا غمزہ مجھے پھیکا ۔۔۔ ہانڈی کا مزا تیری جو چکھے تو ہے میٹھا
کیاری تری کیا پیاری ہے سبزہ بھی اُگا ہے ۔۔۔ ہلوت اُسی سبزہ پہ سمدھی کا ہے بکرا
سب چاک دُلائی ہے ترے نیچے سے سمدھن ۔۔۔ ثابت نہین استر ہے نہ مضبوط ہے ابرا

انجام کو مجلس اپنی گڑیون کی ٹانگین چیر ڈالتی جادوگرنیان لشکر حریف کی باہم لڑکر ہلاک ہوتین ایک سمت پتلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کرکے آفت برپا کر رہے تھے فولادی پتلے بھی لڑ رہے تھے یہ حال دیکھ کر حیرت ازبسکہ زوجہ شاہ طلسم ہے اُسکو بہت غصہ آیا اور ایک دو تہتر زمین پر مارا مجلس جہان کھڑی تھی وہان سے اُس کے پاس پہنچ آئی اُسنے ہاتھ پھیلا کر پکڑ لیا اور اُسوقت حیرت کی شکل مثل عفریتہ خونخوار زنگی تھی وہ پرزاد دیونی ہوئی تھی ہیبت بچہ حبشی کی طرح غنچ تھا کڑی تھی ایڑی + انگلیان پانون کی بدقطع تھین ٹیڑھی ٹیڑھی اُسنے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالون رعد نے دور سے اس حال کو دیکھ کر اپنی مان سے کہا کہ بڑا غضب ہوا مجلس جادو ہلاک ہوتی ہے یہ کہہ کر زمین مین سمایا اور قریب حیرت آکر نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت جھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ نہ چھوڑا اسوقت کڑ کڑا کر برق جادو ابر سے گری پھر تو یہ چاہا یہ مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین مین ہوئی اگر نہ چھوڑتی تو دونون ہاتھ قلم ہوجاتے اور جب یہ زمین مین سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین آے گی اس خیال سے یہ تہ زمین پر پانی کے قریب جا کر ٹھہری اور برق جو گری زمین مین غار ڈال کر پھر بلند ہوگئی اور آڑی ترچھی ہوکر لشکر پر گرنے لگی چالیس چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ جلے زمین مین غار جابجا پڑ گئے جتنے ساحر زبردست تھے مثل مصور صورت نگار و شکوہ وغیرہ سب غرق زمین ہوگئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہرخ و مخمور سرخمو وغیرہ سب زخمی ہوگئین کہ اس اثنا مین حیرت پھر زمین سے نکلی اور روے ہوا پر جا کر نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ حیرت جادو اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھ کر ایک سحر ایسا پڑھا کہ جسکا رد ہونا ساحری سے بھی دشوار تھا فوراً آسمان سے ستارے زمردین رنگ کے ٹوٹ کر گرنے لگے تمام لشکر مہرخ کا سیر دیکھنے مین مشغول ہوا لڑنا سب نے فراموش کیا اہا ہا کا شور ہر سمت بلند تھا مہرخ چونکہ ساحرہ

زبردست ہو اور نہایت عقیلہ ہے سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہ ہو گا اور ہر ایک نشانہ تیر شہاب بنیگا مجلس جادو
کہ مہمان عزیز ہے ایسا نہ ہو کہ اس لڑائی مین کام آئے یہ سمجھکر اپنے مقام پر سے اُڑی اور قریب مجلس پہونچکر
اُسکو پنجہ مین داب کر زمین مین سما گئی ادھر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ سر پر لشکریون کے ٹوٹنے لگے اور جسکے اوپر
تارہ ٹوٹا وہ از سر تا پا جھلس کر رہگیا ہزار ہا ساحر رہرو ملک عدم ہونے لگا کشت زار لشکر پر یا لاگر رہا تھا یا
زلزلہ حار حبد افواج پر گرا تھا ستارے گولیون کی طرح سر پر گرتے اور ٹانگون سے نکلتے تھے ستارۂ قسمت اسلاعیان
گردش مین آیا ستارے مریخ خاک مین ملگیا شیاطین انگارے اُچھالتے تھے ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکرون اور
مہر طلعتون پر صدقے اُتارے تھے یہ ثابت قدمان عرصۂ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے مگر اب سیارے تھے
بالکل جی ہارے تھے لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا یا اب بھاگنے لگا چرخ ظلم نے نیا چکر دیا سب کا جدھر منھ اُٹھ
گیا بھاگ نکلا دم بھر مین سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزارون آدمی کام آیا صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ
شاہ افراسیاب جو بنگلے مین کوہ فیروزہ پر بیٹھا تھا اُس بنگلے کے سامنے ایک درخت بیلے کا لگا تھا مگر بزور
سحر یہ اُسکا خواص مقرر کیا تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئے اس شجر مین آگ لگجائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر
پہونچ سے آکر ٹھہرا ہے کہ لشکر حیرت کا اس مقام پر سے حال ظاہر ہوتا ہے پس یہان لشکر مین جو لڑائی پڑی بس
درخت سحر مین آگ لگی اسکے جلنے سے بادشاہ نے کہا کہ غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑ گئی بی بی میری آج بگڑ گئی
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطنت پر ہاتھ مار کر پکارا کہ جلد تخت لیکر اے پریزادان طلسم آنا مین جاتا ہون اسکو یہ خیال آیا مجلس
ساحرہ زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ میری زوجہ ضرر دیکھے یا عمرو کی قید مین کوئی پیچ پڑے غرضکہ تخت کو حکم لانیکا
دیکر غائب ہو گیا اور آن واحد مین آکر لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہے اس اثنا مین مہرخ
جو مجلس کو لیکر زمین مین غرق ہوئی تھی باہر آئی اور اُسنے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہان موجود ہے اب ٹھہرنا اچھا نہین
پس یہ اُڑ کر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی اور اسی طرح اور جادوگرنیان جو زمین مین سما گئی تھین نکلکر ولبفرار لائین اور
شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو جو بہت غصہ مین پایا کہا ہان ہان لے ملکہ آج کیا ہے ملکہ نے کہا تم ہمیشہ انکی امونکی
پچ کرتے ہو آج بھی خفا ہونے مجھے آئے ہو لو اپنا طلسم رکھو چھوڑو مجکو کچھ کام نہین افراسیاب نے کہا تمھارا ابھی غصہ بڑے
غضب کا ہے دو لاکھ ساحر اپنا قتل کر ڈالا ملکہ نے کہا ابتو مہرخ کے لشکر کو غارت کیے دیتی ہون اُنکو بھاگنے بھی نہ دونگی
بہت اُنھون نے سر اُٹھایا ہے یہ کہکر ایک گولا مقیش کا اپنے جوڑے سے نکالا شاہ جادوان دوڑ کر جھپٹ گیا کہا ملکہ
یہ گیند مقیش کا نہ غارت کر دے جان عزیز جانے دو یہ سحر کو کب کے لئے ہے ایسے وسیون پر یہ نہین کرتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ
اٹھارہ اُنیس سو پریزادین تخت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوا اور ملکہ کو بھی ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور میدان
جنگ سے پھر طبل امان بجوا دیا صدائے طبل امان لشکریان مہرخ نے جو سُنی اُنکو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوئی ہے
بادشاہ طلسم ہمارے بڑا دیر بھی آ پہنچا اب جو طبل امان بجا یہ سن بھاگنے کو موقوف کر کے اپنے بستر دنبر آئے مگر کھولی اسپہ
ہوے ساحر وغیرہ سردار جو تھے وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام پر آکر بآرام تمام ٹھہرے لیکن مہرخ ٹھہر کر نہ آئی

معلوم نہین کہ کس طرف کو گئی اور مجلس کا بھی حال نہ کھلا ہر ایک پریشان و متردد تھا طائران سحر خبر گو روانہ کیے اسطرف
شاہ جادوان بارگاہ مین آیا بی بی کو اپنی بہت کچھ سمجھایا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین اب عمرو کا سر کاٹے ڈالتا
ہون اور در بارگاہ مہرخ مین جا کر سب لشکریون کو گرفتار لاؤنگا ملکہ یہ باتین سنکر شاد ہوگئی اور کہا اے شہنشاہ یہ تدبیر
بہت خوب ہے شاہ نے گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا اے جانی تم رنجیدہ نہ ہونا ہمارے سیر کی قسم ناچ دیکھنا عیش کرنا ہم
جاتے مین یہ کہکر روانہ ہوا اور کوہ فیروزہ پر آکر بیٹھا ادھر مہرخ جو مجلس کو لیکر بھاگی تھی تو سناٹا بھرے ہوئے دور
نکلگئی تھی منزل پر آکر ایک جنگل مین اُتری مجلس بیہوش تھی سحر حیرت سے از خود فراموش تھی اسنے دامن کی ہوا دیکر
ہوشیار کیا اسکو جب وہ ہوشیار ہوئی مستفسر حال ہوئی اسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا اے فرزند یہ ستارہ زمرد
جسکے اوپر گرتا وہ جانبر نہ ہوتا مین تمکو لیکر زمین مین سما گئی تھی پھر جو باہر نکلی تو از اسباب کو وہان دیکھا مین جنگل مین تمکو
لے آئی کہ تم میری فرزند اور جان و جگر ہو مین میدان سے نہ بھاگتی مگر تمھارے باعث سے یہ بھی گوارا کیا یہ حال جو
مجلس نے سنا کہا اے ملکہ بھاگنے مین عزت ہے یا مرجانے مین مہرخ نے جواب دیا کہ یہ فن سپہ گری ہے جیسا موقع دیکھتے ہین ویسا
کرتے ہین اسوقت جو تمھارے دشمن مارے جاتے تو مدعی کی مراد پوری ہوتی ہمکو کیا حصول ہوتا اسنے کہا یہ تم بجا کہتی
ہو لیکن مین بغیر مارے اس تجبہ حیرت کے نہ ہونگی مہرخ نے کہا غصہ تمھارا جائز ہے لیکن وہ ایسی نہین ہے جو یکایک قتل ہو جائیگی
تم میری بارگاہ مین چلو تدبیر کرکے لڑینگے اسنے کہا تو خیر اب مین ماں جان کے پاس جاتی ہون اور انکو لیکر آتی ہون یہ کہکر
ایک سمت کو پرواز کرکے روانہ ہوئی اور مہرخ بھی وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلی راہ مین درہ کوہ کے آگے صحرائے سبز
و خرم نظر آیا کہ دامن کوہ نور گل سے مالامال تھا مثل جوان نخجان سر سبزی مین مرفہ الحال تھا چشمہ لسان جوش طبع
نوجوانان بیقراران جوش مین طائران نغمہ خوان منگیری سے خروش مین کنارے چشمون کے فرش زنگاری سبزہ کا
بچھا تھا اسپر ایک غول طاؤسون کا مثل معشوقان طنار رہزن اور دل ناز تبختر سے گرم خرام ناز تھا مگر نیا ماجرا نظر آیا
تھا کہ طاؤسونکا جسم پائین فولادی تھا ملکہ مذکور اس جائے نزہت آگین پر یحی ہوا کیسے اُتری اور سیر کنان ہر سمت
پھرنے لگی یہانتک کہ درہ کوہ مین بھی قدم رکھا دیکھا درہ کے اندرون کو کاٹ کر عمارت نہایت عمدہ کسی نے بنائی ہے
مہرخ اوس صناعی کو دیکھکر شرماتی ہے پتھرون مین جالیان اور گلکاریان کی ہین بڑی طرحداریان کی ہین جسکو دیکھکر
سختی رنج کی نرمی سے بدل ہوتی ہے جو گلبدن یہان آتی ہے لب شیرین سے دعا دیتی ہے اندر قصر کے جب قدم رکھا ایوان
مین فرش دیبا و قاقم بچھا پایا اور صحن خانہ مین ایک تخت پر ساحر بیٹھا پایا دھوتی پیمبری باندھے مالے موتیون کے
گلے مین ڈالے جواہر کے بت کھنیون مین باندھے تھا یہ ساحر شاہ طلسم کی طرف سے اس پہاڑ کے درہ کا مالک ہے یہین
رہتا ہے اور نام اسکا طاؤس فولاد جسم مشہور ہے وہ طاؤس جو صحرا مین ملکہ نے دیکھے تھے انہی کے سحر تھے الحاصل جب
اِس ساحر نے ملکہ کو دیکھا ازبسکہ یہ بادشاہ لشکر عمرو کا ہے اور قدیم سے عزیزہ شاہ طلسم کہلاتی ہے جملہ ساکنان طلسم
اسکو خوب پہچانتے ہین اسنے بیک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اُٹھا شرائط تعظیم و مراسم تکریم بجا لایا او سر
بعقیدت گذاری آگے جھکایا عرض کیا حضور نے آج کیونکر اس کلبہ لحزان مین قدم رنجہ فرمایا سر احقر اوج

عزت وافتخار پر پہونچا کہ بیت ہمارے گھر مین وہ آئین خدا کی قدرت ہے کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین
اے ملکہ آئیے کرم فرمائیے ملکہ اسکی خوش دلی دیکھ کر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا کہ ہم مطیعان شاہ سے ہو جیسے ہمارا
پیش آنا تمھارا مقام تعجب سے اسنے عرض کیا کہ یہ حال بھی آپکو دم بھر مین کھلا جاتا ہے یہ کہکر اُٹھا اور اپنے
ہاتھ سے جاکر کشتیان شراب کی لایا ملازم بھی اسکے دو چار اس مقام پر تھے اسنے حکم دیا کہ طائفے ناچ کے لاؤ ہر طرح
انتظام کنان دھوکا دیکر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید چٹکی مین دابے تھا ملکہ پر چھڑک دی کہ وہ بیہوش
ہوگئی اسنے ملازمون سے کہا کہ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا مین اس باغیہ کو لیکر ملکہ حیرت کے پاس جاتا
ہون یہ کہہ کر ایک چادر مین ملکہ موصوفہ کو باندھ کر پشت پر لادا اور پرواز کر کے روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین
پہونچا زمین پر اُترا اس لیے کہ اکثر سردارون سے ملاقات تھی انسے صاحب سلامت کرنا منظور ہوئی چنانچہ جب دو چار
قدم چلا دو ایک دوست و آشنا ملگئے بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم یہ پشتارہ کیسا لائے ہو اسنے
کہا مہرخ نمکحرامہ کو لایا ہون ایسا ہی کچھ ہر ایک سے بتاتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہونچا بارگاہ بادشاہ کی
سات ڈیوڑھیان ہوتی ہین چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر معین تھے انمین سے چند تو پہرے چوکی پر تھے اور چند
آرام و آسائش مین تھے اور ایک بدارہ بیٹھے چاول پکا رہا تھا اور قران عیار جو بہر جاسوسی یہان آیا تھا
اسنے اس ساحر کو دیکھ کر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو مین ہانڈی اُچک لے جاؤن اسی فکر مین صورت بدلے
پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا ملکہ حیرت سے ساحر خبر کر کے دوڑے کہ مبارک ہو مہرخ کو طاؤس پکڑ لایا
ہے یہ غلغلہ قران نے سنا اور ادھر حیرت خوش ہو جانب دربار گاہ چلی پہلی ڈیوڑھی پر آکر اس خیال سے
رُک رہی کہ ادنی ساحر کے استقبال کرنے کا ہر ایک کو گمان ہوگا غرضکہ پردے ڈیوڑھیون کے اُٹھوا دیے
اور منتظر آمد ساحر مذکور ٹھہری اسکے برابر اور اسکی انیسین بھی آکھڑی ہوئین اور صرصر بھی ایک طرف استادہ
تھی کہ طاؤس اول ڈیوڑھی پر آکر پہونچا قران نے دیکھا کہ غضب ہوا اب یہ بچ جائیگا بس دوڑ کر قریب آیا
اور پکارا کہ واہ واہ ملے بھائی کیا کام کیا ہے سچ تو یہ ہے کہ کسی سے نہو سکا جو تم سے ہوا طاؤس نے یہ تعریف
سنکر سلام کیا اور کہا مین کس لائق ہون یہ بھی آپ لوگون کی دعا اور مالک کا اقبال ہے جو میرا اینچہ اسیر قابض
ہوگیا یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا قران نے سر برا آکر پیچھے سے کہا تم تو اس محنت سے لائے ہو اسکو اگر
کوئی چھڑا لے جائے تو کیا کروگے اُسنے کہا مارڈالونگا اور کیا کرونگا مہتر نے کہا چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے مین
یہ سنکے اُسنے دوسرے پہلو کی طرف دیکھا قران نے بغدہ کمر سے نکال کر برابر تو کھڑا ہی تھا اسکے سر پر مارا کہ
کھوپڑی کے ٹکڑے ہوگئے اور لہو اسکے سر سے مثل دریا کے جاری ہوا پشتارہ ایک طرف اسی لہو مین گرا اور وہ ایک جانب
گرا اور تڑپ کر ہلاک ہوا گیر ودار کی صدا برپا ہوئی تاریکی ہوگئی مہرخ کو پشتارہ مین ہوش آگیا یہ تاثیر ہے کہ جو
خاک قبر جمشید ڈال کر بیہوش کسی کو کرے پس اسکا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو وہ ہوشیار ہو جائے اسوقت مہرخ
بھی ہوشیار ہوگئی پشتارہ پھاڑ کر باہر نکلی اور قران نعرہ کر کے بھاگا حیرت جو سامنے اول ڈیوڑھی پر کھڑی تھی

قران پر اسنے سحر کرنا چاہا کہ بھاگ گئے نہ دون لیکن صرصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ دار ای اس ہوے کا لیے
کو نہ چھیڑیے یہ بلا کا ہمت چھٹ ہے ایسا نہو کہ حضور کے دشمنون کو کچھ گزند پہونچے ملکہ مذکور اس کے کہنے سے
خاموش ہوئی حاجب و دربان تو طاؤس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے ملکہ مہرخ بھی پرواز کر کے روانہ ہوئی
لشکریان حیرت ابھی تو مجلس سے لڑ چکے تھے خستہ و شکستہ خبر بھی نہ ہوے کہ یہ کون جاتا ہے مہرخ وہان
اڑتی ہوئی اپنے لشکر مین آئی حیرت دانت پیس کر رہ گئی یہان سرداران اسلام منتظر اپنے مالکہ کے تھے
کہ وہ جا پہونچی سب کو نہایت خوشی ہوئی ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو رونق بخشی ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر
حیرت پھر کر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی اور مصور و شکوہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نے زبردستی
عیارون کی دیکھی ہم سب کا ادبار ہے ان لوگون کا اقبال ہے دیکھا چاہیے کہ سامری نے کیا چاہا ہے مگر
اتنا مین سب سے کہے دیتی ہون کہ جسکو جانبازی کرنا و لڑنا منظور ہو اور یہ قبول کرلے کہ ہم مارے جائین گے
کوکب کے ہاتھ کے گولے سینے پر کھائین گے اور عیارون کے ہاتھ سے ذلت اٹھائین گے بس وہ تو میری بارگاہ مین
رہے اور جسکو یہ امر منظور نہو اسکو گھر بیٹھے تنخواہ جو ملتی ہے ملیگی ایہا الناس مین نے تو اب مرنے پر کمر باندھ لی کلمات
جو اہل دربار نے سنے سب متفق اللفظ ایک زبان ہو کر بولے کہ اے ملکہ ہم جان نثاری کو حاضر ہین تمام عمر بدولت
شہنشاہ کے گھر بیٹھے چین کیا کیسے شرافت سے بعید ہے جو ایسے وقت پر کام نہ آئین اور لڑنے مرنے سے جان چرائین
ملکہ نے کہا مین نے اسی واسطے پہلے کہدیا کہ وقت پر کوئی طرح نہ دے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین اور ادھر
افراسیاب خانہ خراب کو سحر اسکا خبر دے رہا ہے کہ ملکہ طلسم بیٹھی غصے مین پیچ و تاب کھا رہی ہین آخر اسنے انتظام
قتل کرنے کا عمرو کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی برف گری آگ برسی بعد ان
آفتون کے ایک ساحر سیاہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار روے ہوا سے زمین پر اترکر سامنے
آیا کہ قد اسکا درخت تناور کی طرح بلند تھا سر مثل گنبد کاخ بلکہ اس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون قصر
ساحری روے زشت و نامیمون طاق ایوان نیرنگی و مکاری کاسہ دماغ مملو از شراب کبر و غرور نکوئی اس سے
منزلون دور رحم دلی انتہا کی نفور طینت پر فتور مردم آزاری کا پتلا بیحیائی کا نقشہ کہ بمقتضاے **ابیات**

بیحیا بانی شر نطفۂ شیطان بدذات
تندخو عربدہ جو بیہدہ و زشت صفات
نام پر اسکے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول

دیو کو صورت بد دیکھ کے آتا تھا ہول
ظالم ایسا کہ وہ دے پیر فلک کو تعلیم
جھک کے ابلیس کیا کرتا تھا اسکی تعظیم

صورت نحس کو جو اسکی سنیچر دیکھے
چرخ پر چرخ مین پڑ جائے یہ حکم ہوا سے
اسکی نامردی کا گر وصف کرون مین تحریر

بھاگ جائین صفت ہر سطر سے حرف تحریر

جب اپنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ اے پشتیبان جادو
تم چالیس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیکر لشکر حیرت کی جانب جاؤ مگر خاص لشکر مین نہ جانا صحراے
بستہ رنگین حصار مین لشکر سے کچھ فاصلہ پر اترکر دریاے ہفت رنگ کی جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام
کرنا کہ کوکب یا اسکا کوئی ملازم یا افسر فوج یا اسکی بیٹی تنہا یا با فوج کثیر لشکر ملکہ مذکور تک نہ آنے پائے

اور مہرخ کے لشکر کا خیال رکھنا کہ یہ بھی یورش نہ کرنے پائے ہم آتے ہین عمرو کو دار پر کھینچین گے ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا قلعہ فیروزہ کود کے برابر ایک قلعہ ہے کہ وہان سے ظلمات طلسم کی سرحد ہے اور نام اُس قلعہ کا قیصر ہے یہ ساحر اس قلعہ کا حاکم ہے اور ساحران ظلمات طلسم سے ہے کہ وہان کے ساحر طلسم ظاہر و باطن کے ساحرون سے بدرجہا بڑھے ہین انشاء اللہ حال ان نابکارون کا بمقابلہ طلسم کشا بیان ہوگا غرضکہ اُس مردود ازلی و ابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور ساز سفر درست کیا حسب حکم کا ٹھڑے اژدہون پر کھنچ گئے ہوم خانے لد گئے خیام و بارگاہ طائران سحر پر بار ہوئین جادوگرنیان ہنس پر سوار ہوئین ڈہر و بجا نفیر سحر کا غور تا بہ چرخ پہونچا آگے اس فوج تفاوت موج کے وہ ساحر غدار فیل آتشین پر سوار ہو کر چلا **نظم**

اژدہے شعلہ فشان ردے ہوا مثل تنور	خوف سے زرد ہوا تھا رخ خورشید کا نور
ظلمت سحر سے عالم مین بپا تھا اندھیر	اور خورشید درخشان نے لیا تھا منھ پھیر
شور ہیرون کا کہین اور کہین باجون کا غل	شور سے بھر گیا تھا خانۂ دنیا بالکل
آندھیون کا کہین طوفان کہین بارش بر	بیقراری سے اُٹھا تھا دل عالم سے صبر

اسی کر و فر سے یہ ساحرہ خیرہ سر روانہ ہوا اور شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم رنج نہ کرو مین عمرو کو ضرور آکر قتل کرونگا منادی بھی کرادی ہے اور لشیتبان جادو کو بافوج کثیر روانہ کیا ہے وہ آکر راہ روکے گا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائین ہر چند کہ ان سب لوگون کو خبر مدت سے ہے کوئی چھڑانے نہ آیا اب کیا میرے مقابلہ مین کوئی آئیگا مگر احتیاطاً انتظام کر دیا گیا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر ملکہ مذکور کے پاس آیا اسنے پڑھکر نہایت خوشی کی اور ملکہ شکوہ وغیرہ سے کہا کہ لو مبارک ہو یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہے یہ کہکر نامہ کو باآواز بلند پڑھا جاسوسان لشکر مہرخ یہان موجود تھے مضمون نامے سے واقف ہو کر خدمت مہرخ مین حاضر ہوے اور بعد ادائے دعا و ثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی مہرخ نے خبر سنکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا مجلس بھی آئی تھین نہین معلوم کہان جا کر بیٹھ رہین افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست ہو رہا ہے اور لشیتبان راہ روکنے آتا ہے لیکن ہمارے یہان کچھ انتظام نہین کاش عوض خواجہ کے شاہ جادوان مجکو قتل کرتا خیر اب کل پرسون ہم بھی جان دیدینگے یادگار یہ لڑائی بھی رہے گی یا تو شاہ نے خواجہ کو ضرر پہونچایا یا ہمنے جان بیچ کر چھڑا لیا یہ کلمات حسرت و افسوس سنکر تمام حاضرین دربار بقسم گویا ہوے کہ اے ملکہ ایسے ساتھے کی لڑائی روز قتل خواجہ ہم لڑین گے کہ شاہ جادوان کے دانت کھٹے کر دین گے اور ہم سب سر بکف منتظر وقت بیٹھے ہین برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا یہ کلام سُن رہا تھا کہ ایک اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا جبتک خواجہ کے دشمن کو شاہ روز بد دکھائے اسوقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم گم تو کردین اور ہین پڑھے تو حیرت ہی کو جہنم کی سیر کے لیے بھیجدین یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین ہو بجکر ایک نشلی نوجوان کی ایسی صورت بنا لہنگا نہایت پر زر پہنا قیمتی جسمین گوٹ کی جگہ بیٹھا ٹکا تھا اور اسکے بوجھ سے کمر فرط ناز کی سے لچکا کھاتی چھڑیان چٹکی کی ٹکی ہوئین شاخ پر گل گلزار کو چٹکیون مین اُڑاتی تھین کرتی ناف تک کی

آستینون دار گلے مین دوپٹا ایسا رنگا ہوا کہ جسمین تصویرین سور اور خچر اونٹ کی بنی تھین سبز گوٹ لگی تھی لچکا لگا تھا آڑا کر کے گات چھپائے ایک آنچل کاندھے پر دوسرا لٹکتا ہوا سر پہ مانگ نکلی او سمین سیندور بھرا ماتھے پر بندی بینہ بہی لگی کانون مین ادراج اُلٹے ہوے چاندی کے جھمکے لو مین پڑے ہوے ہاتھون مین کڑے چاندی کے برٹے پانون مین گھنگرو بندھے بوٹا سا قد رفتار مین ظاہر قیامت بالون کا جوڑا بندھا ہزار ہا دل عشاق کو کالے جیلخانے مین قید کیا کہ **بیت** ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے ✤ اُسکی زلفون کے سب اسیر ہوے ✤ پیشانی اسکی سراسر زیبائی کی نشانی لوح دیوان کلیم وطور چین جبین مطلع دیوان نور ابرو کلید قفل در حسن وجمال فلک خوبی کے ہلال مژگان اُستاد شاہد کجباز یا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہین نہین صومعہ نشینان حلقہ چشم مردم دیدہ تھے اور بہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے پرکالے کو سمیع و بصیر نظر بد سے بچائے ٹیڑھی نظر سے کوئی اُسپر آنکھ اُٹھائے تو جلاد دہر اسکے دیدے نکالے آنکھ ہر ایک اُسپہ نہ ہو جائے آنکھین گردش دہر کو آنکھین دکھاتین فلک شعبدہ باز کو نیرنگی سکھاتین رخسار نازک باغ جنان کے دو پھول بلبل دل جنکے عشق مین ملول دہن تنگ قفل در راز سربستہ یا حقہ گوہر ہائے ناسفتہ بیاض گردن سحر سے بہتر سیب ذقن سیب جنان سے خوشتر **بیت**

گول گول اُبھرا کڑا اونچا نکیلا سینہ صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ	گنج خوبی کا ہے وہ مہر لبسر گنجینہ حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
حسن وخوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور	چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور
کمر کلک مین آئے گا نہین گر لچکا مو شگافی سے پریشان ہو طبع شعرا	بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے جیتا
گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض	خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صاف بیاض
حسرت تکیہ زانو مین مجھے ہے گھٹنا طور کی شمع نہین ساق کو لازم کہنا	سر بزانو اسی حیرت مین مجھے ہے رہنا پر فرشتون کے جلین ہوئین پری پروانا
ہو کے بے پر نہ پڑین پیر دن کہین آکر	اور مین جلکے رقابت سے بنون خاکستر

اس شکل وشمائل سے آراستہ ہو کر ناگ مین براق ڈال کر بصد ناز وادا لشکر **حیرت** مین آیا اور اس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار مین ہو اور کوئی سردار اپنے پاس بُلائے تو کام میرا بن آئے یہ تصور کر کے قریب بارگاہ **حیرت** جو خاص بازار تھا اُسمین ہر دکان مین کھڑے ہو کر گاتا اور کہروا ناچتا دو دو آنہ اور چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھرتا بعض دوکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اُسکو پہناتے اور کہروا نچاتے یہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لہنگا چٹکی مین پکڑ کر توڑا لیتا اور چکر باندھ کر ناچتا اور گاتا کہ ✤ کونے رسیانے مارے ہین بان ✤ مارے ہین بان مورا نکسے پران ✤ یہ تو اس طرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ **حیرت** سے ملکہ شکوہ زرین قبا اُٹھ کر اپنی بارگاہ کو جو روانہ ہوئی تو سواری اُسکی بازار مین سے ہو کر نکلی سامان جلوس ہمراہ تھا ہٹو بچو کا غوغا تھا نٹنی نے اُسکو جاتے دیکھ کر اپنے کو قریب ہوادار کے پہونچایا پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی

اُسنے بھی ہوادار کو روک لیا کنیزون جو ساتھ تھین ملکہ سے عرض رسا ہوئین کہ حضور اس چھوکری کی کیا پیاری صورت ہے اور رنگوڑی ہے تو بھولی بھولی ملکہ نے نٹنی سے پوچھا کہ اری تیرے ساتھ نچانے والے نہین ہین نٹنی نے کہا بلبیان لون سب کوئی ہین لیکن اسوقت کوئی تھا نہین مین اکیلی چلی آئی ملکہ نے دو روپیہ دلوائے اور ملازمون سے کہا کہ اسکو ساتھ لیتے چلو اور کنیزین لیکر روانہ ہوئین اور ملکہ بارگاہ مین آئی نٹنی نے دیکھا کہ بارگاہ مین سب طرح کی سامان عیش و نشاط مہیا ہے پلنگڑی عمدہ بچھی ہے نیچے اسکے مسند آراستہ ہے ایک طرف مسہری جواہر نگار رنگی ہے چنگیر جوگھڑے عطردان دھرے ہین ملکہ آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے یہان کے سازندون کو بلا کر حکم دیا کہ اس نٹنی کے ساتھ سنگت کرو سازندون نے ساز ملا کر بجانا شروع کیا اور نٹنی نے غزل ہائے عاشقانہ گانا آغاز کیا اُسوقت سمان بندھ گیا اگر قاضی یہان آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال دستار نہ رہتا یہ عالم تھا کہ

نظم

تاج پر چشم پری کی بھی نظر جاسے جھپک — شور زنگولہ سے شور رس زسماتا بہ سمک
دقف نظارہ ادھر دیدہ انجم سے فلک — نقش دیوار یہان محو تماشا سے ملک
چھب بلا قہر ادا غارت ایمان جیتون — دل اڑا ہے لیے جاتی تھی ہو ادامن

ہر طرف سے صدائے احسنت بلند ہوئی اور سب کی ٹکٹکی نرگس آسا جمال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی تھی اسوقت نٹنی زار زار برنگ ابر بہار روئی آنسوؤنکا تار رخسار پر بندھ گیا دل سینہ مین طپان ہو کر مثل رقاصہ تھا شاید کمانچہ ابروی یار رباد آیا تھا آہ برنگ نے لبون سے دمساز تھی بڑی دردناک آواز تھی سم اسکے لیے سم ہوا دل پر طاری غم ہوا اسی اندوہ و ملال مین اپنے رد و کد ول کا مزا جتایا اس غزل کو گایا اہل محفل کو بھی رولایا غزل

یہی حیرت رہی گر جلوہ قاتل سے خلقت کو — تو اُٹھے کا جنازہ اُسکے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز — کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہے شام فرقت کو
ادا سے دونون زلفین کھول دینا دوش پر اپنے — یہی تعزیر کافی ہے ترے مجنون کی وحشت کو
نئے مہر سے جو روز آفرینش آئے دنیا مین — تو بدلون بخت دشمن سے الٰہی اپنی قسمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہے مرے آگے اگر کوئی — تو کس کس یاس مین دیکھتا ہون اسکی صورت کو
تکہ کرتے ہی نواب اُس پری پر ہو گئے حیران — بڑے دعوی سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سنکے شکوہ بھی روئی اور نٹنی سے کہا مین نے تجکو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اُسنے ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی ملکہ نے کہا اری تیرا رنگ سا رُخ کیون زرد ہے عرض کیا میرے دل مین درد ہی اے ملکہ سامری نہ کرے جو ایسی برہ کا تیر کسی کلیجہ کے پار ہو اور کسی کا جفا کار یار ہو ملکہ نے کہا معلوم ہوا تو کسی پر عاشق ہے اُسنے جواب دیا کہ اگر حضور میری تھا شنین تو بیان اکیا اکرادین ملکہ نے کہا کہ سب حاضرین دربار اٹھ جائین بموجب حکم تخلیہ ہو گیا نٹنی نے اُسوقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا کہ مین جوہری کے لڑکے پر عاشق ہون اور وہ بھی

میرے عشق مین زہر اکھانے کو تیار ہے اُسکے ساتھ مجکو سونا نہین ملتا ہے میرے بھائی بند زبھی اس سے لیتے ہین پھر بھی
آتش فساد سلگا کر اُس سیم بدن کو جلاتے ہین اگر حضور مجھ کشتہ رنج والم پر رحم فرمائین اور میرے عزیزون کو ملکہ
حیرت سے کہہ کر کشتہ کرائین تو مین پارس ہو جاؤن اور تمام عمر کی لونڈی آپکی بنون اور علاوہ اس کے
لاکھ روپیہ بھی نذر پکڑاؤن ملکہ نے کہا اری تو تو کوڑی کوکان مانگنے والی لاکھ روپیہ کہان سے لائیگی مین تو
ابھی تیری برادری کو بلوا کے قتل کر سکتی ہون مگر روپیہ ملنے کا یقین نہین اسنے کہا روپیہ ابھی لیجیے یہ کہہ کر ایک بط شراب
زمرد کی ایک ڈال تراشی ہوئی نکالی اور کہا یہ مجکو جوہری بچے نے دی تھی اور کہا تھا لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہے
آپ اسکو اپنے پاس رکھیے محفل کی آرائش ہے ملکہ نے جو اُسکو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل و گوہر کی اسکی دُم
اور منقار واقع مین کبھی لاکھ کو ارزان ہے سمجھی کہ یہ نٹنی تو نادان ہے تو اسکو لے لے بس نٹنی کے ہاتھ سے وہ ہنسکر
لینے لگی اسنے منھ کے سامنے اسکو رکھ کر دیتے وقت دبا دیا وہ بط حباب کی تھی یکایک پھٹ سے ٹوٹ گئی اور
بیہوشی کا رنگ اسمین بھرا تھا وہ سب منھ پر شگوہ کے پڑا اسنے اتنا تو کہا اری یہ کیا اتنا ہی کہہ کر بیہوش ہو گئی
اُس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اسکی صورت بنکر اسکو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازمون کو آواز
دی کہ یہان آؤ وہ سب حاضر ہوے اسنے کہا یہ نٹنی اپنے عزیزون سے چھپ کر نکل آئی ہے سراچہ بارگاہ سے
اُٹھا کر اپنے گھر گئی ہے تم بھی کوئی اسکا حال کسی سے نہ کہنا کنیزون وغیرہ نے عرض کیا کہ واری کیا مجال جو زبان
نکلے یہ عرض کر کے سب کار خدمت مین مصروف ہوئین اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا لیکن حیرت بھی ملکہ
شگوہ کے آنے کے بعد داخل آرامگاہ ہوئی تھی اور از بسکہ اب بہت انتظام کرنے پر مستعد ہے تو چند تختیان سحر
کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سراچہ بارگاہ مین مثل آئینہ کے لگائی تھین ان تختیون کے حسب حال کے
دیکھنے کی نیت کر دیتے ظاہر ہوتا تھا اتفاق سے اسنے یہی نیت کی کہ اسوقت ملکہ شگوہ کیا کرتی ہے تختی معائنہ
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا اور وہ بیہوش پلنگ کے نیچے مثل مردہ کے پڑی ہے یہ ملاحظہ کرتے ہی اسنے
اپنے دونون ہاتھ اونچے کیے رو سے ہوا سے اس شبستان مین پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکور وہان سے غائب
ہو گئی اور یکایک بارگاہ مین شگوہ کے آگے ظاہر ہوئی برق نے دیکھا کہ حیرت آئی مگر غضبناک تیوری چڑھائے
ہے بہت بُری نگاہ سے دیکھتی ہے دیکھیے کیا کرتی ہے دل سے کہا خدا خیر کرے بس جلد پلنگ پر سے اُٹھا ملکہ
کو تعظیم دی اور کہا آپ تشریف لائیے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ جی لونڈی حاضر ہے آپ تکلیف نہ فرمائین یہ کلمہ سنکر
اسکو یقین واثق ہو گیا کہ ضرور یہ مجھے پہچان گئی ہے اور رقعہ جمشیدی مین تیرا حال دیکھ کر آئی ہے لازم ہے کہ
بھاگ جاؤن پھر سوچا کہ یہ سر پر پہونچ چکی ہے بھاگنا دشوار ہے یہ تصور کر کے پلنگ پر سے اُترا اور ملکہ کے قدمون
پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مین برق عیار ہون ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جا کر گرا اور وہان سے سنبھلکر
جو جست کرتا ہے سراچہ بارگاہ فرا کیا ملکہ نے پکار کر کہا کہ جہان پہونچا ہے وہین رہ جانا یہ کلمہ سحر کا تھا آگے
نہ بڑھنا عیار کے پانون زمین نے پکڑ لیے ملکہ نے جا کر وہان سے گرفتار کیا اور بارگاہ مین لائی اور کہا موے

غضب کیا تھا تو نے کہ میری انیس کو قتل کیا تھا یہ کہکر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا کپڑے پہنائے تمام ملازم اسکے
یہ ماجرا دیکھ کر دنگ تھے اور تعریف حیرت کی کرتے تھے کہ حقیقت مین ہماری شاہزادی کی جان آپنے بچائی
واہ واہ سحر اسکو کہتے ہین کہ یون عیار کو پہچان لیا الغرض شکوہ کو ہوشیار کیا اسنے سارا حال سُنکر ملکہ کا شکریہ
ادا کیا اب ملکہ عیار کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ بتا ارے موذی کہ کیا حال تیرا کرون اسنے جواب دیا اگر میرے
ہی بتانے پر منحصر ہے تو ایک خلعت بہت عمدہ مجھکو دیکر چھوڑ دیجیے ملکہ یہ کلام سُنکر ہنس پڑی اور شکوہ نے
کہا او بدذات نگوڑے مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جسکا عوض تو نے یہ کیا عیار نے کہا مین نے تو آپکے ساتھ
کوئی بُرائی نہین کی اگر مین آپکا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا یہ احسان تو آپنے بھلا دیا اور اُلٹی شکایت کرتی ہین اور
مین جب بھوکا ہوتا تھا تیری صورت بنکر آتا تھا اور رکھا ہوا تیرا کھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہوا تھا ایک دو دکھانے کھانے
آیا تھا حیرت نے کہا کھاموے تو اپنے ہوتون سوتون کو آج تو شکوہ کی صورت بنکر میرے کھانے کو آیا تھا
اُسنے کہا ہان یہ سچ ہے اگر ارے تو تجکو مارے کہ تو مالک طلسم ہوشربا ہے اور بادشاہون ہی کو خلقت بُرا کہتی ہے
اور وہی مار بھی ڈالے جاتے ہین اگر مین مار ڈالتا تو کچھ بُرا نہ کرتا ملکہ پھر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا اب ہم تجکو قتل کرینگے
تو کچھ گناہ نہین عیار نے کہا آپ جو مجکو قتل کرینگی تو آپ کو کون ماریگا آپکو لازم ہے کہ ہمین چھوڑ دیجیے ملکہ نے کہا
ارے کمبخت تو مجکو باتون مین لگا کر نکل جانا چاہتا ہے یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے لائی اور آمادہ قتل پر ہوئی
ادھر افراسیاب کو بھی تیلون نے خبر پہونچائی کہ برق عیار اس طرح گرفتار ہوا ہے اور ملکہ سے بحث رہی
شاہ نے یہ خبر سنکر نامہ لکھا کہ اے ملکہ اس عیار سے تم کچھ گفتگو نہ کرو فوراً سر کاٹ کر بھیجدو نامہ تیلے نے ملکہ کو پہونچایا اور پکار کر
بھی کہا کہ شاہ فرماتے ہین جلد اسکو قتل کرو اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا اسنے بھی سُنا اور الگ جا کر
اپنے سارے جسم پر ٹیکے زرد و سرخ و سیاہ و سبز دیے اور چار جوڑے سر پر باندھے ان جوڑون مین نقش کے پھندنے
لگائے صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا اتنی ہیبت اور زیادہ کر کے سامنے حیرت کے آیا اور چاہتا تھا کہ قریب
جا کر کوئی عیاری کرے حیرت کے سحر نے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو سامنے آتا ہے قران عیار ہے ملکہ نے
یہ معلوم کر کے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہے اس عیار کا قتل ہونا اس جگہ مشکل ہے یہ سمجھ کر نیچے مین برق
کو داب کر لے اُڑی اور ایک درہ کوہ کے متصل کئی منزل پر جا کر اوتری اور چاہا کہ کام برق کا تمام کرون
اسوقت رعد سے ہوا پر نفیر سحر اور ناقوس کی صدا پیدا ہوئی اور ابر کے لکے اُڑتے نظر آئے ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھون یہ کون
آتا ہے اس تنہا مین ساحر ہوے ہوا سے اُترنے لگے اور شیتبان جادو جو بحشم و خدم راہ رد کیتے روانہ ہوا تھا
یہان آکر پہونچا اور اژدر سے اُترکر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھ کر قریب آیا اور تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ ملکہ عالم
اس بیابان مین کیون تنہا استادہ ہین اور یہ مجرم کون ہے ملکہ حمیلہ کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی کہ تم کہان چلے
اسنے اپنا راہ روکنے آنا بیان کیا ملکہ نے کہا مجکو اس حال کی خبر ہے اچھا تم اس بیابان مین ٹھہرو اسنے کہا
آپ یا تو میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے یا اپنے لشکر مین جائیے اس گنہگار کو میرے حوالے کیجیے مین اسکا سر

کاٹ کر شاہ پاس بھیجونگا اور گوشت جسم کا مین کھاؤنگا کہ بہت دنون سے گوشت آدم مین نے نہین کھایا ہے
ملکہ نے التماس اسکی سُنکر خیال کیا کہ شاید تو کسی آفت مین گرفتار ہوجائے قران سے بچا کر تو یہان اسکو
لائی ہے شاید یہان بھی کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اسکے عیار تیرے دشمن جان ہوجائینگے اسی کو دیدینا
اسکا مناسب ہے یہ سوچ کر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کے کیا اور آپ اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آئی یہان اس
ساحر نے لشکر اپنا دامن کوہ مین اُتروایا اور دریاے ہفت رنگ کی طرف روک کر خیمہ و خرگاہ نصب کرائے سردار
اسکے اُترے بارگاہ اسکی بھی استادہ ہوئی سامنے بارگاہون کے ہوم خانے بنگئے لشکر مین بازار کھلی گھما گھم ہونے لگی
لشکری اُتر کر اشنان گیان دھیان کرنے لگے کڑھاؤ چڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا پشتیبان بھی اپنی
بارگاہ کے سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسحور کرکے روبرو بٹھالیا قصد ذبح کرنے کا کیا برق نے جو دایۂ
اجل کی آغوش کھلی دیکھی بے اختیار درگاہ رہانندۂ عاجزان مین لب استغاثہ وا کیے اور پکارا کہ اے کریم کارساز عاجز
نواز تو وہ خالق اکبر ہے کہ جناب ایوبؑ کو عوارض جسمانی سے تو نے شفا بخشی اور جناب جرجیسؑ کو ظلم بادشاہ جابر
سے رہائی دی مجکو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا دے ربیت مین عاصی ہون خداوندا کرم کر اور رہا کر مجکو از دست
ستمگر یہ بابِ اجابت بہرِ دعا وا ہوا آسمان پر سے ایک تخت بسان رحمت خدا نازل ہوا اس تخت پر سلطان و
سرشارہ و سلیمان جو چالاک کو لیکر چلی تھین سوار تھین کس لیے کہ یہ سب جو اس دشت مین پہونچین لشکر اُترے
ہوے دیکھ کر چالاک نے کہا یہان اُترو اور دیکھو کہ یہ لشکر کس کا ہے یہ سنکر جادوگرنیون نے تخت اُتارا اور لشکر
ساحرہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آئے ہو اُسنے سب ماجرا راہ روکنے آنے کا اور برق کے گرفتار ہونے کا اور
اور قتل کے لیے بٹھائے جانیکا بیان کیا چالاک نے اپنے ساتھ والون سے کہا اگر یہان نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا
غرض بہت جلد سامنے پشتیبان کے یہ سب آئے چالاک بھی صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا جب یہ روبرو
پہونچے پشتیبان اپنی جگہ سے بنا بر تعظیم اُٹھا انھون نے بھی سلام کیا اور برابر تخت کے جا بیٹھے اور کہا آپنے ہمین
پہچانا ہم سلطان و سرشارہ وغیرہ ہین اسکو تو انکی بغاوت معلوم نہ تھی یہ معلوم کرکے کہ یہ شہزادیان مالک قلعہاے
طلسم ہین بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب و کباب کی منگائین انھون نے پوچھا کہ یہ مجرم کون ہے جو سامنے کھڑا ہے
اسنے کہا کہ یہ بڑا زبردست عیار ہے اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے یہ حال سنکر چالاک نے اپنے دلمین کہا کہ
اللہ میان برق نے اس طلسم مین آکر بڑا نام پیدا کیا ہے الحاصل پشتیبان کے تمام مصاحب بھی سلطان وغیرہ
سے آکر ملے اور اپنی اپنی جگہ پر سب بیٹھے اس وقت پشتیبان نے ہر ایک سے پوچھا کہ بتاؤ گوشت کس جانور کا اچھا
ہوتا ہے کسی نے کہا مرغ کا کسی نے کہا ہرن کا کوئی بولا تیتر کا اچھا ہوتا ہے چالاک نے کہا مجکو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہے
پشتیبان نے کہا اے بھائی تمنے میرے دل کی بات کہی لو اب اس خداپرست کے کباب کھاؤ یہ کہہ کر
برق پر سے سحر برطرف کرکے زنجیرون سے باندھا اس مین چالاک نے کہا اے سلطان کہین گوشت
کے لالچ مین آکر وہ حال نہ کہنا اسنے کہا نہین کیا مجکو تم نے دیوانہ بنایا ہے گو مگو کا حال مین کیون کہنے لگی

پشتیبان نے کہا کون سا حال چالاک نے کہا جی کچھ نہین قاعدہ ہے کہ جس کے سامنے ایسی باتین کرو وہ حیران ہو جاتا ہے اور اس حال کے سننے کا مشتاق ہوتا ہے اور چالاک نے اسی واسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان تو جانتی ہی ہے کہ یہ عیار ہے بے معنے بات نہین کہتا ہے اسمین بھی کچھ مطلب ہے پس اسنے بھی اقرار کیا تھا کہ مین نہ کہون گی تب پشتیبان بیقرار ہو گیا اور کہا بتاؤ وہ کیا بات ہے برق یہ جملہ سنکر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا ہے اس جادوگرنی نے کیا سمجھ کر کہا پس بغور جو دیکھا تو چالاک کو پہچانا دل مین خوش ہوا کہ مرشدزادے اچھے وقت پر آئے اور ادھر جب بہت کچھ پشتیبان نے اصرار کیا کہ وہ بتاؤ کیا بات ہے چالاک نے کہا خاطر ہے آپکی اکیلے بارگاہ مین چلیے تو بتا دین یہ اٹھکر بارگاہ مین آیا چالاک اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا کہ مجرم کو بھی اندر بلا لیجیے ایسا نہو کہ آپ یہان باتون مین رہین اور وہ عیار ہے چھوٹ جائے اسنے برق کو بھی اندر بلا لیا اور پردے بارگاہ کے چھٹوا دیے جملہ ملازمون کو آنے سے منع کر دیا اور کہا اے ملکہ ہان اب کہو وہ کیا حال ہے سلطان نے چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہون اسنے کہا کہ کیون نہین کہہ دیتی ہو اچھا تم شرماتی ہو تو مین کہے دیتا ہون یہ کہہ کر کہا حضور مجھ سے سنیے پشتیبان منھ اٹھا کر اسی کی طرف مخاطب ہوا کہ کہو اسنے ایک حباب بیہوشی کا مارا کہ وہ منھ پر پڑا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسنے خنجر کھینچ کر مارا خنجر کی نوک چھر لگی اور برق نے کہا بھائی صاحب مزاج اچھا ہے یہ جادوگرنیان آپکے ساتھ کون ہین چالاک نے کہا یہ میری شریک حال ہین اسنے کہا تو ان سے کہیے کہ اس ملعون کا روئین تن ہونا سحر سے دفع کرین یہ سنکر سلیمان وغیرہ نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ جسم پشتیبان کا نرم ہوا اسوقت ایک گولا سحر کا سرشارہ نے مارا کہ سینہ کو توڑ گیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا افسوس پشتیبان جادو کو آندھی پانی ہزارون طرح کی آفتین پیدا ہوئین سردار جو باہر بارگاہ کے ٹھہرے ہوے تھے اندر دوڑ کر آئے کہ یہ کیا آفت آئی سلطان و سرشارہ و سلیمان سب چالاک و برق کو بغل مین داب کر اڑ گئین اور ایک سناٹے مین دور نکلکر ایک مقام پر چھپ رہین یہان سرداران پشتیبان نے لاش اسکی اٹھائی اور لشکر کو اس جگہ چھوڑ کر آپ شاہ افراسیاب پاس فیروزہ کوہ پر آئے اور کہا اے شہنشاہ پشتیبان جادو مارے گئے اس سے پہلے دو پتلون نے بھی خبر عرض کی تھی شاہ نے تیر سحر کمان مین رکھ کر جو مارا پتلے جل گئے شاہ نے فرمایا کہ طلسم مین جو غدر ہو رہا ہے تو پتلے بھی جھوٹ بولتے ہین قسم ہے جمشید کی مین نے ایسے زبردست رکن طلسم کو نہین بھیجا ہے جو کسی کے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہے جو راہ کوکب کی روکے گا اور مجال نہین مہرخ کی جو اسکا مقابلہ کر سکے اسی گفتگو مین تھا کہ سردار لاش اسکی لیکر آگئے اب یقین اسکو آیا اور رقعہ جمشید دیکھا تمام حال چالاک وغیرہ کے آنے کا معلوم ہوا شاہ کے آنسو نکل آئے اور کہا اے باغبان قدرت نمک حرامون کا کیا زور ہے اس طرح پشتیبان جادو مارے گئے وزیر نے کہا اے بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجیے کہ جسنے کاشمیر کاشغر عنطلی آباد کے ایسے ساحرون کو مارا ہے سب کا بدلہ ہو جائے گا شاہ نے یہ سنکر اسی وقت تم ناظمان طلسم کو نامے بھجوائے کہ جلد لشکر اپنے

لے کر حیرت کے پاس حاضر ہوا ادھر سلطان نے جب غوغائے ساحران اپنے قریب دیکھا قصد چلنے کا کیا برق نے کہا اب تم لوگ لشکر میں ہمارے چلو خواجہ قید ہو گئے ہیں ان کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے ہم سب جان دینے پر آمادہ ہیں چالاک نے کہا اے بھائی ہم قریب لشکر تو آ چکے ہیں ابھی لشکر میں کیا منھ لیکے جائیں بر وقت ہم بھی آ جائیں گے تمہارا جی چاہے چلے جاؤ برق یہ سنکر اُن سے رخصت ہوا اور یہ سب بھی ایک طرف کو سوار ہو کر تخت سحر پر چلے برق اپنے لشکر میں آیا اور حال چالاک کا آئندہ بیان ہوگا لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ دارون کو شاہ طلسم نے لکھے تھے وہ سب تیاری کر کے روانہ ہوئے مثل ان لوگون کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد۔

ملکہ دریابار ماہی گیر۔ ملکہ پری چہرہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دلکش۔ ملکہ اژدر سوار سنہری پوش۔ ملکہ برق شمشیر زن۔ ملکہ روشن نگاہ سر بلند۔ ملکہ سمار بن سیاہ چشم۔ ملکہ سفاکہ روئین تن۔ ملکہ طوفان دریا نشین۔ ملکہ ماہ رنگ روئین تن۔ ملکہ خورشید مثال آتش زبان۔ ملکہ مار سر موئے دراز۔ ملکہ ریحان گلزار چشم۔ ملکہ ترسان کوہ افگن۔ ملکہ بلور دندان۔ ملکہ مشعل نگاہ۔ ملکہ زنار بلا خیز۔ ملکہ روشن زبان دراز۔ ملکہ اظلم زبردست۔ ملکہ ناقوس بلا افگن۔ ملکہ ستارہ چشم آہن دست۔ ملکہ دیلم زبردست۔ ملکہ شیاطین بت پرست۔ ملک قائم دو سر ملک مقیم دو سر۔ ملک فولاد خوار۔

اب کہان تک نام ان کے لکھے جائیں یہ سب دربندون کے مالک ساٹھ ساٹھ ہزار اور ستر ستر ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لیکر جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے کہا جا تیری زوجہ کی خطا معاف کی تو اپنی بی بی کو لیکر ملکہ حیرت کے لشکر میں جا اور دریائے خون روان کے کنارے سے تا لشتہ فنا اور گنبد نور میدان صاف کرا دینا بیابان اور کوہستان سب برابر اور ہموار ہون جو درخت میدان میں ہون کٹوا ڈالنا اور جھنڈیان لگھوا دینا صحرا برنگ آئینہ پاک و صاف ہون کنکر پتھر وغیرہ کا نام نہ رہے زمین مسطح ہو کہ تمام ناظمان طلسم وہان آکر اُتریں گے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمر و ضرور قتل ہوگا جسکو دعوی اُسکے چھڑا لینے کا ہو وہ ہوشیار رہے وزیر حسب ارشاد بادشاہ شہنشاد وہان سے روانہ ہوا اور پہلے اس دشت دلکشا کی طرف کہ جہان زوجہ نے اسکی یہ چمنستان بنا کر اپنے تئیں پوشیدہ کیا تھا اول میں لکھا گیا ہے کہ گلچین بخوف عتاب شاہ طلسم ایک گلزار صحرا میں بنا کر پھول بنکر شاخ شجر میں لٹکی تھی چنانچہ وزیر مذکور تو اسکا شوہر ہے اور اسکے سحر سے ماہر ہے بوئے گل کے پتلے اُسکی خبر کو اپنے روانہ کیے کچھ دیر میں مشام جان اسکا بوئے خبر سے معطر ہوا کہ اس دشت میں تیری زوجہ گلبدن ہے یہ اسی جنگل میں آیا اور ہمیشہ ایک گلشن پھولون سے رنگین و پر بہار پایا جیسا پہلے تحریر ہو چکا ہون

اس مقام فرحت بخش پر بیٹھ کر بزبان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ اے گل باغ عشرت تو کس نہال مین پھولی ہے کہ بہار گلبن عالم تیرے ہجر مین بھولی ہے کے بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہے کہ تیرے فراق مین فوج خزان غم نے سارا مجی بہار لوٹی ہے

نظم

نشاط افزا ہے بزم عیش و عشرت
تو پھر صورت کہان ہے زندگی کی

کدھر ہے اے گل گلزار خوبی
سراپا صورت آرام و راحت

کہان ہے رونق بازار خوبی
جو پہلو ہو گیا ہو دل سے خالی

یہ تو اس طرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور **گلچین** نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی تو وہ شاخ شجر سے چھوٹ کر زمین پر آتی تھی انسان بنکر کچھ کھاتی پیتی تھی احتیاج سے فارغ ہو کر قریب سحر پھر درخت کا پھول بن جاتی تھی اسوقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے کہ شاید شاہ جادوان نے دھوکا دینے میرے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بنا کر کسی ساحر کو بھیجا ہو اسی اندیشہ مین سامنے شوہر کے نہ آئی جب **باغبان** اس گلستان مین کچھ دیر ٹھہرا اور اسی شجر کے نیچے کہ جسمین یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگاو سے آکر بیٹھا اس نے خوب پہچان کر برنگ بوے گل اپنے تئین ظاہر کیا یعنی پھول تو بنی تھی ہی شاخ سے ٹوٹ کر شوہر کی گود مین گری او غنچہ سان وہ گل کھلکھلا کر ہنسی اور زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ گودی مین سیان کی گیندا ہو جاونگی **باغبان** نے اس پھول کو اٹھانا چاہا تھا کہ اسنے صورت اصلی بنائی اور شوہر کے گلے کا ہار ہوئی باہین گردن مین ڈال دین اور اشک شبنم سے چمنستان حسن کو اپنے سینچنے لگی شوہر بھی اسکا رو دیا پھر تمام ماجرا بادشاہ کی خطا معاف کرنے کا اور قتل **عمرو** کے انتظام کرنے کا حکم ملنا اس سے بیان کیا زوجہ نے جواب دیا کہ تم نے پھر میرے جلانے کی باتین کرنا شروع کین **عمرو** کے قتل کا انتظام مین نہ کرنے دونگی عیارون کے ہاتھ سے تمکو خدا بچاے یہ تم نے اقرار ہی کیون کیا کہ مین بندوبست کرونگا وزیر نے کہا جو کچھ ہوا وہ ہوا چلو شاہ کی ملازمت کرین ہماری مجال ہے کہ جو حکم بادشاہ دے اور ہم نہ مانین بی بی نے کہا تم جاو تمھارا کام جانے اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو یہ کہکر اپنی گود پھیلا کر پکاری کہ اے سامری میرے خاوند کی جلد ری بچاؤ میرے جمشید میری مدد کو آو یہ بادشاہ نگوڑا ایسا میرے وارث کا دشمن ہو گیا ہے مجکو کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگا کر نکل جاؤن وزیر نے کہا اے بی بی بادشاہ کی شان مین کچھ نہ کہو ابھی تو خطا معاف ہوئی ہے ویسا نہو کوئی آفت اور آئے لو آو گھر چلو مین انتظام کرنے نہ جاؤنگا یہ کہکر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت مین لایا اسنے آتے ہی گھر مین آرام و راحت کا سامان مہیا فرمایا باغ مین گویا فصل گل آئی بہار صحبت منا دل آئی کنیزون نے حمام گرم کیا وزیر و زوجہ وزیر نے حمام کر کے لباس پر تکلف زیب بدن فرمایا رقاصون کو بلایا تا دیر ناچ گانے کی کیفیت دیکھی پھر تخلیہ ہو گیا زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے۔

نظم

اشارون سے تمنائین ہوئین ہویدا
جبین و ابرو و رخسار چومے
نگاہون سے ملین باہم نگاہین

نگاہون سے غرض کچھ اور پیدا
مزے دینے لگی آواز قلقل
محبت کی کھلین آپس مین راہین

لپٹ کر عارض دلدار چومے
ہوا لائی شمیم زلف سنبل
لیا آغوش مین بانو کو اسنے

کیا فرش بدن زانو کو اُسنے
مزے بوسون کے مستی پر جو آئے
تھی نے سے ہوئی آغوش مینا
نگاہون نے چھپایا چہرہ یار
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
فراغت پائی ناز شوق اُٹھا کر
ہوئین رُخ پر نقاب حُسن دلدار
لپٹ کر لگیا سینہ سے سینا
اُداسی آئی روسے مدعا پر

پر دونون پھر اُٹھ کر حمام مین گئے اور بعد فراغ غسل وزیر مندیل وزارت سر پر رکھکر برائے ابلاغ حکم بادشاہ روانہ ہوا زوجہ بھی اُسکی کنیزین ہمراہ لیکر خدمت حیرت مین چلی غرض یہ دونون بارگاہ بانوے شاہ طلسم مین آئے اور حکم سے اطلاع دی اور کہا بادشاہ نے جمشید و سامری و گائے کے بچھڑے کی جو سال بھر کے بعد باتین کرتا ہے قسم کھائی ہے کہ عمرو کو ضرور قتل کرینگا ساٹھ ہزار ناظمان قلعہ ہائے طلسم جو قتل ہونے سے بچ گئے ہین اونکو نامے پہلے بھیج چکے ہین وہ سب آتے ہین آپ تیاری فرمائیے ملکہ یہ سنکر گھبرا گئی اور بولی کہ تم سچ کہتے ہو ملک پشتیبان بھی آچکا ہے شاہ ضرور اُس ناعیار کو ہلاک فرمائین گے وزیر نے کہا اے ملکہ پشتیبان بھی اس طرح چالاک کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ نے کہا تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہے اب بیشک بازار موت کا گرم ہوگا اسی گفتگو مین شکوہ نے پوچھا کہ چالاک کون ہے ملکہ نے کہا بیٹا عمرو کا اُسنے کہا چالاکی بہت کرتا ہے یا نام ہی اُسکا چالاک ہے وزیر نے کہا نہین نام ہی یہ ہے شکوہ نے کہا تو اے ملکہ جلد تیاری کیجیے کہ عمرو قتل ہو جائے ملکہ نے اُسی وقت افسر کو بیلدارون کے بُلا کر حکم دیا کہ جا کر کنارے دریائے سحر بیضا تا گنبد نور بلوار شکستہ تاریک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو ساحرون کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیان گرا کر درخت جلا دین ہوا چلا کر گرد و غبار اُڑا دین لیکن تم غار و مغاک وغیرہ برابر کرو نشیب و فراز ہموار ہو سکے جا کر آبپاشی کرو ان درختون مین گنبد لٹکا دیے جائین پہاڑون کے درے آئینہ کی طرح مصفا ہون بیلدار یہ حکم سنکر روانہ ہوئے جمعدار بیلدارون کا سر پر سُرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمغہ لگائے ساتھ ہوئے پیمایش جاننے والے جریب تختہ مسطح لیکر چلے اور ہزار ہا ساحر منتظم بھی روانہ ہوئے ملکہ خود اُٹھ کر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ استادہ کرا کے دخیمہ پر کرسی بچھا کر بیٹھی وزیر اور اسکی زوجہ بھی مصروف انتظام ہوئے جنگل صاف ہونے لگا شجر جو بار آور تھے لگا دیے گئے باقی جو رہے اُن کی سر تراشی کیگئی بادلے سے منڈھے گئے قمقمے اور گنبد بلور کے رنگین لٹکا دیے پہاڑون کے درے اس طرح کھلے کہ جیسے فیاضون کے دل کھلتے ہین ہر جگہ چمنستان بنائے گئے زاغ بلبلین پڑ گئین جواہر کان سے رکھ دیے گئے جنمین درخت پھولون کے لگے تھے پہاڑون سے جھرنا جو جھڑتا تھا اور گھاٹیون سے پانی گرتا تھا اُن گھاٹیون کے نیچے سے نہرین سیکڑون کھودنے لگین نہرون کی لب گردان ہر ایک پختہ کر کے استر کاری رنگ برنگ کی کردی گئی کنارے کنارے جانوران آبی بگلے بط قاز و مرغابی سحر کے زور سے موم کے بنا کر کھڑے کر دیے جو جواہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے درختون پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے میدان مین جو ٹیکرے تھے اُنکو چھانٹ کر مثل میل کے بنا دیا درختون کی بیلون کو اُن پر چڑھا دیا چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کو پھلدار درخت لگا کر گلدستہ کر دیا درہ ہائے کوہ مین رستہ کر دیا اب وہ جنگل بہتر چرخ اخضر سے ہوا نہرین کہکشان

فلک پر طعنہ زن ٹیکرے برج سنبلہ پر خشک فگن صفائی پر یدان کی آئینۂ آفتاب غیرت سے مکدر نظر آتا قمقمون کو دیکھ کر بدر کامل دل غمکھاتا درخت جو بادنے سے منڈھے گئے تھے شاہد بہار نے کپڑے بدلے تھے تھیلیان جو اثمار پر چڑھی تھین معشوقون کی انگیا کو شرماتی تھین طائر جو اسپر تھے جو نغمہ سنج تھے دافع خفقان و رنج تھے داغ بلبلین معشوقان دہر کی مانگ سے بہتر ہوجانیکا سودا اسمین رکھتی تھین چمنستان مین کلیان مثل دہان جانان ہنستی تھین پہاڑون سے جھرنا جھرتا تھا یا دامن صحرا کو بہار موتیون سے بھرتا تھا ابر سحر کے سبب ہوا پر چھائے پہاڑ کی دامن پر طاؤسان مست ناچتے تھے ہر سمت آرائش و زیبائش جان غمگین کی آسائش **نظم**

جو کوئی پہونچا وہان نور کا سامان دیکھا | جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا
گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا | آنکھ حورون پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا

فرش تا دور خزو اطلس و کمخواب کا تھا | ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا

چلمنین نور کی چھوٹی تھین درون مین نایاب | آئینے تھے ایسے حسین جنپہ تصدق تھا شباب
صاف چلمن سے عیان زیور و ملبوس کی تاب | بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ چھڑکے تھے گلاب

نکہت زلف رسا مشک فشان ہوتی تھی | مشک کی بو گئی پردون مین نہان ہوتی تھی

بارگاہین اور سرا پردے دور تک نصب ہوگئے ملکہ **حیرت** مع ہزارہا کنیز و انیس کے ایسا کچھ انتظام کرکے انتظار آمد مہمانان ہوئی کہ یکایک روئے خورشید پنہان ہوا نوبت و نقارے رکھے ہوئے ابر بجتے سنائی دیے دنیا ساری درہم و برہم نظر آئی ہر سمت باجون اور نفیرون و بوقون کا شور ایسا تھا گویا ہزارہا صور پھونکا طائران صحرا اور اژدرون سے دنیا بھر گئی جدھر نگاہ کام کرتی تھی ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا کسی سمت سرخ پوشون کا غول ہویدا تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ لگی ہے کہین زرد پوشون کا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا کہ خوف سے دنیا زرد ہوئی ہے کسی جا سبز پوش جمع تھے تو صاف پیدا تھا کہ زہر جسم عالم مین اتر گیا ہے دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے کسی جانب سیاہ پوش جادوگرنیان جنسے اندھیر جہان مین پیدا شیران ثریان سے بیشۂ عالم بھر گیا فیلان سحر سارا زمانہ جنگل بن ہوا اژدہون نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا آفت آباد اسکا نام کر دیا **حیرت** یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ آمد مالکان درمند کی شروع ہوئی نقیبون کے للکارنے کی صدا آئی نقارون کی آواز سے گوش فلک کر ہوا ہزارہا نشان جنکے پرچم رنگ برنگ کے ہوا مین اڑتے نظر آئے تعریف ان پر سامری و جمشید اور گوسالہ کی لکھی تھی ساحران اژدر سوار ہاتھون مین لیے جلوہ دیتے تھے انکے بعد اٹھارہ انیس ہزار مرکب پرند کوتل دکھائی دیے پھر ہزارہا فیل جنپر ہودجہائے زرنگار و عماری ہائے طرحدار رکھی تھین ظاہر ہوئے جھالر کی جھریون مین موتیون کی لڑی لٹکی پیشانی ہر فیل کی رنگی ہوئی ان کے ظاہر ہوتے ہی پالکیان نالکیان مغرق زرکار ظاہر ہوئین پھر ہزارون سانڈنیان سجی ہوئی چھم چھم کرتی نکلین اور گرد کا ردے ہوا پیدا ہونے لگا غضا برد اور خاص بردار غول باندھے ردے ہوا پر اڑے نکل آئے پھر سقائے ابر چھڑکاؤ کرتے نکلے اور ہزارہا ساحر اور جادوگرنیان منقل نہین عود و عنبر سلگائے ظاہر ہوئین نکلنے کے لوٹون نے مشام دہر بسا دیا اس

تجمل اور جلوس کے بعد اژدہون پر تخت کھینچے جواہر کے بنگلے پڑے شاہان قلعہ تختون پر بیٹھے بعض طاؤسان زرّین بال پر سوار بعض ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب اژدرا اژدہے اسباب سحر و ساحری ہمراہ تختون کے کونون پر برجیان بنین انمین تھالیان سونے کی رکھین تھالیون مین انڈے۔ چھالیا سپاری لونگ لا رلونگین۔ ماش۔ آک دھتورے کے پھل۔ ماش کا آٹا سیندور کی ٹریان۔ گوگل مشک۔ زعفران الائچیان۔ کالی مرچین ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب بدن کیے تاج گوہر نگار سر پر رکھے زیور جواہر زیب جسم کیے کسی کے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کسی کے ساتھ ستر ہزار کوئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ساحران لشکر باز و بط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھینچے ترسول لیے گھنور چندن کے لگائے کلچڑیان بھجنگے بھبنیٹ دینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہاے خوک گود مین بٹھاے صورتین سحر سے ہیبتناک بنائے آئے کوئی اژدہے کا چہرہ رکھتا تھا کسی کا منھ شیر کا ایسا تھا کوئی فیل تن کوئی کرگدن بدن کوئی بصورت انسان مگر روئین تن جادوگر شہزادیان بعض جوان بعض مسن۔ جو مسن تھین وہ مہیب صورتین بنائے تھین کسی کے چار منھ دس ہاتھ کسی کے دس سر اور چار ہاتھ ہر سر مین کئی منھ جن سے شعلے نکلتے ہوے سر مثل شمع روشن روئین تن کی طرح جلتے نوجوان شہزادیان آسمان حسن مہر تابان جسم منور انکا برنگ ماہ درخشان اگر سنبل انکی زلف رسا کو دیکھے ہمیشہ باغ عالم مین پریشان رہے نرگس چشم فتان کو دیکھ کر حیران رہے گل انکے رخسارون پر نظر کر کے چاک گریبان رہے غنچہ دہن تنگ کو دیکھ کر سدا دل بستہ دو ٹکڑے ہونے پر آمادہ بستہ اُسی دُھن کی گالیون سے دل ہر عشاق کا بستا گردن پران کی جو نظر پڑ جاے کیسا ہی بہادر ہو مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جائے چھاتیون کی نوکین برچھی کی نوکون پر طعن کرتین بہادران معرکہ عشق کے سینون مین گڑتین سرو قدان گلشن عالم ان کے قد رعنا کو ملاحظہ کر کے دنیا سے آزاد سرو و شمشاد باغ عالم مین ہمیشہ برباد یہ سب جوان و پیر بصد حسن و زیبائش ایک کے بعد ایک آنے لگے اور اسقدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ و شہزادی کی سواری آنہ چکتی تھی کہ دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا تار نہ ٹوٹتا تھا ہر سمت طلسم مین یہی آرائش سواریون کی جو بیان ہوئی نظر آتی تھی دنیا مین ہلچل پڑی تھی تین چار دن تک برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا فوج کا آمد آمد رہا

نظم

ہوا بر ہمی یہ کثرت ساحران
کہ ہو جیسے عاشق کا دل بیقرار
ہوا تھا زمانے مین محشر عیان
نہ یہ جانتا تھا کوئی کس جا ہین ہم
کسی سمت تھی اژدرون کی قطار
کہ دل سے کسی کے ہو جیسے لگی
زمانے مین غل ایسا کچھ مچ گیا

کہ تھا تیرہ و تار روشن جہان
بہت چرخ مکار حیران تھا
یہ غل تھا کہ دنیا نے کی تھی فغان
زمانہ ہوا تھا جو تیرہ سیاہ
اگلتی تھی زہر اور تھی شعلہ بار
اُڑے طائر سحر تھے اسقدر
فلک ماہ سے پنبہ در گوش تھا

زمین کو تزلزل تھا یون آشکار
کیے پر وہ اپنے پشیمان تھا
اندھیرے سے تھا دہر ملک عدم
سیہ روز بیش آیا تھا ہر شاہ
ہوئی تیز یون آتش سحر تھی
نکالے تھے دنیا نے اٹھنے کو پر
ہر ایک لشکر کے ساتھ ہیر و بنگاہ خیمہ د

بارگاہ مین اژدر دن پہ بار ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ انکا کدرون مین شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے
جو کوئی آتا جا کر مقام پاکیزہ پر اُتر واتے باغبان اور اُسکی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزین پہونچاتین ملکہ حیرت
کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی ملکہ مذکور بھی آٹھ پہر مین چند گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام مین مصروف
رہتی آخر تمام ناظمون کی بارگاہین استادہ ہوئین اور لشکر اُترے پڑاؤ پڑ گئے بازار ہر ایک لشکر مین کھلگئین
منزلون تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی ہر جگہ میلہ لگا تھا دکانین کھلی تھین تاجر بھی ہر دیار و امصار سے ہمراہ ناظمین
کے آئے کبھی کاہیکو ایسا جماؤ ہوا تھا یہ مجمع طلسم مین کسی کی نگاہ سے کم گذرا تھا ہر جگہ میلا جما تھا اور نقارے
دمبدم بجتے تھے اور دوکاندار پھیری پھرتے تھے کہین حلوائی مٹھائی نفیس نفیس بنا کے تھالون مین لگا کے نکلے تھے
گلابی حلوا سوہن کی صدا آتی تھی بزازہ صرافہ کھلا تھا ایک طرف کھلونے بک رہے تھے کہین شیشہ موتی والے
بیٹھے تھے کہین ہنڈولا گڑا تھا کسی جانب بازیگر بازی کر رہا تھا نٹنیان ناچتی تھین سوانگ ہو رہا تھا غول کے
غول ساحرون کے پھر رہے ہین ہر ایک خیمے مین ناچ ہو رہا ہی بڑے بڑے جادوگر سیر دیکھنے نکلے ہین کلوار کی
دوکان پر جماؤ تھا شراب پی کر مست لڑکھڑاتے ہین بعضے بکا رتے ہین کوئی کہتا ہے ابے ایک گھونٹ اور
دے کوئی اپنے کنبہ بھر کا حال کہتا ہے کہین جو سر ہوتی ہے کہین نوتری کا داؤن لگ رہا ہے کہین جھنجھنے کا
ڈھیر ہے کہین سٹہ کے داؤن کے ہار ہین کسی جا نگھیان اور رمال نے لگ رہی ہین چار طرف پیادے کوتوالی
کے پھرتے ہین کوتوال گشت کو اُٹھا ہے جہان قضیہ سنا ہے دوڑ گئی ہے کسی شرابی کو باندھ لیا ہے کسی سے
دھمکا کے کچھ لے لیا ہے کسی کسبی کو دھمکا یا دو روپے وصول کر لیئے ہین نرسنگا پھنکتا ہے کہین تلوار چلی ہے
ایک دو زخمی پڑے ہین دو ایک مر گئے ہین باقی کو پیادے گرفتار کر کے لیئے جاتے ہین ایک آدھ رنڈی پکڑی گئی
ہے مالکہ اسکی پاینچے پھڑکاتی پیچھے پیچھے چلی جاتی ہے یار آشنا کا غول رنگین بنا ساتھ ہے کسی کا لڑکا کھو گیا
ہے ڈھونڈھ رہا ہے فقیر بازارون مین جمشید و سامری و لقا کا واسطہ دلا رہا ہے کچھ اندھے لنگڑے بیٹھے ہین
چادرین بچھا بچھا کے کوڑی پیسا پھینکتا جاتا ہے دس بیس اندھے گھڑا بجا کر گا رہے ہین دس بیس ساحر بھجن کر رہے
ہین ہر مقام پر سحر ہو رہا ہے گگل تیل رال سیندور کی چراہند آ رہی ہے آگ دھتورے کے پھل اُچھل رہے ہین
چکیون پر بیٹھے ہین آگ دہک رہی ہے گھنٹ گھڑیال بجتے ہین ناقوس پھنکتا ہے ایک طرف سوارون کی پلٹین
میں غل مچا ہے کوئی گھوڑا چھوٹ کر گھوڑی پر جا پڑا ہے کہین پیادے بستروں پر سپر تلوار رکھ کر بیٹھے ہین قرابینون
کے پائے چڑھا رہے ہین آتشبین بانکے گھورم گھمار اکڑ رہے ہین کسی طرف مجھولیاں رنڈیون کی کھڑی ہین
تماشبین جمع ہین کوئی دور سے رنڈی پر آواز ہے کستا ہے کوئی اشارے کر رہا ہے کہین بھنگ گھٹتی ہے سو
پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہین کسی جگہ ڈھمڈھی بجتی ہے کہین شعر خوانی ہو رہی ہے طرے گا رہے ہین ساحرہ
جادوگرنیان پیچ قوم بنیا رانگت کا گہنا انوٹ بچھوے کڑیان خرید رہی ہین ہر سمت غل دستور رہا ہے موندچڑے
فقیر دکانون پر کھڑے گلون مین تسمے بندھے ہوئے ہاتھون مین استرے سر چیر لہو بہتا ہاتھون مین سنکھ

لیئے لنگوٹا باندھے ہوئے نشیمن باہر نکلی ہوئین جھومتے ہین تالابون مین جادوگر جادوگرنیان نہاتے وان بن جمشید کے نام پر کرتے کوڑا ہر سمت کھنکتا گنج آباد جھنڈے استادہ اُدھر شاہان طلسم بارگاہون مین تخت پر جلوہ فرمانا ناچ سامنے ہوتا دور شراب ناب جلسہ رنگ در باب آغاز حیرت کے ہیان سے خوان دعوت کے ہر ایک کے ملنے جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکارین ایک جا ساٹھ ہزار دربار ورئے زمین بارگاہ و خیام سے بھر گیا تھا کہ نظم

تھی کوئی نہ چیز وان پہ مفقود
جو شے تھی وہان وہ تھی خوش اسلوب
پیدا عجب اژدہام مردم
دلالون کی اور رہی زبانین

سامان جہان بھر کا موجود
جو خیمہ تھا منزل قمر تھا
ہر سمت ہجوم عام مردم
تھے جمع ہر اک طرف فسون ساز

آراستہ ہر جگہ بہت خوب
خیمہ نہین نور کا وہ گھر تھا
آراستہ ہر طرف دکانین
موجود فسون کا ہر طرف ساز

یہ سب تو بعشرت تمامتر اس مقام پر اُترے اُدھر جب یہ ہنگامہ آمد شاہان طلسم فرخ کو ظاہر ہوا مع اپنے تمام سردارون کے بارگاہ سے نکلکر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہو کر تماشا دیکھنے لگی پھر اپنی بارگاہ مین جا کر مبٹھی اور نفیر سحر کو دم دیا سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا اُنکے افسرون کو حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے یہ کہکر باہر نکلکر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی جا کر جنگ آغاز کرون کیونکہ ابھی شاہ طلسم نہین آیا ہے پھر آگئے بڑا ہنگامہ ہوگا اسی خیال مین چند قدم چلی تھی کہ صدائے مہیب آئی اور چار موجہ پیدا ہوا ہزار ہا پھول گلاب کے برسنے لگے طائرون نے صدا دی کہ بہار آئی بہار آئی سب ساحر ادیہ دیکھنے لگے ایک تخت طاؤسی پر اُس بہار عالم کی جان سردار معشوقان یعنی ملکہ بہار دلستان کو سوار دیکھا کہ پھولون کا گہنا پہنے ہے ہاتھون مین گل طرہ کی چھڑی ہے چار ہزار جادوگرنیان ہمراہ ہین اُس گلبدن کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کوہ ارام مین گئی تھی کہ وہ مقام اُس کی سکونت کا ہے اور حال اُس مقام کا بھی تصریح وار تحریر ہو چکا چنانچہ یہ رشک چمن جب وہان گئی سحر اپنا تیار کرکے اب مراجعت فرما ہوئی فرخ تخت سے اُترکر اس سے ملی اور کہا اچھے وقت آگئین کہ آخر وقت مین تمنے ہمین اور ہمنے تمہین دیکھ لیا ہمتو مرنے کو چلے تھے یہ کہکر تمام ماجرا ناظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا ہماری فوج اس لشکر کثیر کے مقابلے ایسی ہے کہ جیسے دال مین نمک کہان کرورون اور کہان پانچ لاکھ لیکن لڑکر ہم مر جائین گے دنیا مین نام کر جائینگے بہار نے جواب دیا کہ مین ہر حال مین شریک ہون جو تمہارا حال ہوگا وہ میرا بھی ہوگا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ یکایک خبر سُنی ملکہ ماہ رنگ رو گلگین تن۔ و خوبخو اور دلربا شاہ طلسم کے پاس گئے اُنکے قلعے میرے ملک سے قریب ہین مین نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب ناظمان طلسم جاتے ہین یہ کیفیت معلوم کرکے مین بھی بتعجیل تمام روانہ ہوئی یہان پہونچکر آپ کو آمادہ مرگ پایا اے ملکہ میری رائے یہ ہے کہ اپنی جانب سے جنگ مین پیش قدمی نہ کرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو دیکھو کہ پردۂ غیب سے

کیا ظہور مین آتا ہے مہرخ نے کہا یہ جی چاہتا ہے کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مرجائیے اسنے کہا اپنا بھی ارادہ یہی ہے اور اس مرنے مین گویا تمام عمر جیتے رہین گے لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے جان دینے کا موقع اور محل ہے کیا بعید ہے کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ رہا ہوجائین کس لیے کہ بمقتضائے ابیات

گل ہوکے ہنسا وہ بے تامل — تن کو جو ہلال نے گھٹایا — دلگیر رہا جو غنچۂ گل
غم سے جو کمان ہوئی زلیخا — آخر کو جوان ہوئی زلیخا — آخر کو وہ بدر بنکے آیا
آخر کو ہے بعد رنج راحت — اللہ کرے گا رحم ہمپر — زیبا نہین شکوۂ مصیبت
فریاد مین ہے اثر مقرر

اس کے سمجھانے سے مہرخ بھی دل کو سمجھا کر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ نصف لشکر کمر کھولے اور نصف ہر وقت مسلح و مکمل رہے اس لیے کہ غفلت مین حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ ہو پہنچے حسب ارشاد لشکری اسی طرح کاربند ہوے اور ملکہ داخل بارگاہ ہوئی اسوقت ہزارون طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے کہا کہ لشکر حیرت مین آج بڑی خوشی ہے ہم سب بھی جان دینگے پھر آخر مرنا ہے آج کی شب ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ خوب داد عیش و کامرانی دین اور تمام رات جشن کرین جسمین دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو ایسی ہی قوت ان کو ہے جو اتنی بڑی فوج کا اندیشہ نہین کرتے ہین اور نہایت محظوظ و خرم ہین مہرخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت ساحرون کو حکم دیا کہ صحرا مین چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش و عشرت مہیا ہو حسب ارشاد مختار کارخانہ سلطنت انتظام مین مصروف ہوے عیار بھی یہان اس لیے موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہو کہ لشکر بیدل ہو کر بھاگ جائے اور علاوہ برین عیاری کہنے کس پر جائین ایک دو ساحر ہون تو اُن پر دست اندازی کرین لاکھون کرورون کو کیونکر ہلاک کرین چنانچہ عیاری ایسے وقت مین کرنا بے سود سمجھ کر اپنے ہی لشکر کی نگران حال رہے اور تیاری سامان مسرت مین مشغول ہوے قران بھی صحرا سے یہان آگیا غرضکہ اپنی جانب جو بیشہ و کوہستان مین واقع ہوا تھا اسکو جھاڑ کر صاف کرایا چاندی سونے کی ٹٹیان استاد کرائین آتشبازی گڑ گئی درخت تمامی سے منڈھ دیے ہزارہا آئینہ منقش کے لٹکا دیے فرش قاقم و سنجاب کنارے نہرون کے بچھا دیا نمگیرے یا سلک مروارید استادہ ہوے مسندین مغرق زرتار بچھ گئین ہزارہا کشتیان شراب کی لگا دی گئین صدہا طائفے ٹولیان مہر طلعت کے حاضر ہوے اس سامان کے ہونے سے آخر وہ زمانہ آیا کہ نگاہ چشم شائقان سے نور ماہ تابان لیستان نور حسن جانان دست گریبان ہوا اور آفتاب درخشان مقید ہو کر مثل عمر و برج ظلمت شب مین پنہان ہوا ناظمان قلعۂ طلسم افلاک کی آمد کا سامان ہوا **نظم**

سیاہی مثل زلف یار پھیلی — اک ابر نیلگون مغرب سے آیا — فروغ مہر دامن مین چھپایا
تماشا دیکھنے آئی تھی لیلی — شام ہوتے ہی دشت مین ہزارہا

قندیل روشن ہوگئی جھاڑ فرشی فروغ پذیر ہوے دشت مین شاہد بہار کے نصیب چمکے واقعی طرفہ کیفیت تھی کہ کبھی پیر گردون کو خواب مین بھی دیکھنا نصیب نہوئی جنگل مین گل پھولے تھے طائر آشیانہ پھولے تھے فصل بہاری کا جوش تھا بلبل کا خروش تھا ہر شاخ بلبل دل کے لیے شاہ منزل تھی اوج پر تقدیر نقش باطل تھی

جو شجر وہان تھا رشک طوبےٰ تھا طوطیون کا بھی طوطی بولتا تھا ہوا اُس ہشت فرحت افزا کی جان بخش گلہائے خاطر پژمردہ پھول کی طرح سے غنچہ دل کھلجاتا جان تازہ پاتا ہر چشمہ مثل مہر روشن نہرین لطافت دہر پر طعنہ زن مچھلیان رنگ رنگ کی آسمین ترین سوجان سے حوت فلک اُن پر نثار مہتاب کا دل تصدق ایسی ایسی چادر آبشار کنارے انکے روشن شنو ستی کا جھاڑ جنگل مین جھاڑ طور روشن تھے فروغ افزائے تقاریر دشت زمین تھے ٹیکرون پر اور قلعہ ہائے کوہ پر روشنی تھی شمع طور کا جلوہ دیتی تھی ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور بروے فرش تھا قمقمین اور گیند ہائے بلورین پر نثار گوہر عقد پرین زمین پر مشجری فرش کی تزئین دور تک کھلا ہوا نگار خانہ چین کرسی کی کیا احتیاج مدح پرسی ہر ایک عرش پایہ اُس نور آگین انجمن پر اقدہ کا سایہ پلنگ زرنگار ہر سمت تخت کاؤس جنکے پایہ مین چوب نا تراشیدہ و ناکاستہ ہر خیمہ خیمہ آسمان سے رتبہ مین بلند پردے اُن مین بظاہر گرے پڑے باطن مین سربلند ہانڈیان بلور کی قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش اُن کی بتیان مسندین کمخواب کی بوٹے دار اشرفیان دیتین زمین کو ہر بار سامنے اُن کے چنگیرین رکھین باغ و بہار دل کا پتا دیتین جو گھڑے ایسے جنکے مقابل نفاست وزینت پانی بھرے ساغر ہائے زرین جام جمشید کو کم ظرف کہتے بوتلون کے سامنے جام مہر و ماہ گردن جھکائے رہتے گلابیان بادۂ گلگون سے بریز جنکے سامنے تریاکی بوتل ریزہ ریز ہر سمت ناہید طلعتان اور مہر پیکرون کا مجمع غنچہ دہنون کا جلسہ جمع چاندنی جنگل مین چھٹکی ہوئی روح خضر بھٹکی ہوئی ایک ایک نازنین بقصد تزئین سرگرم اہتمام جشن مین رشک ماہ تمام شاخ ابرو جنکی تلوار پھل مژگان کا نام تیر اجل زلف سنبل کی طرح بہار گیسو جو نوبہاران باغ عالم دیکھین پیچ مین پڑین سوکھ کے کانٹا ہوجائین رخ پریان کے شمس و قمر بلا گردان کیا وصف کیا جائے نور کے سانچے مین سب بدن ڈھلا ہوا یہ آرائش وزیبائش جشن کیکاؤس وجم اگر دیکھتے یقین تھا کہ اسی دشت مین بر رنگ نخل جم جاتے خبر اس جشن کی سُن پاتے تو ملک عدم جانے سے تھم جاتے فلک پر ثابت ہر ایک سیارہ تھا اسی جانب سرگرم نظارہ تھا نظم

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان	جسمین کہ یہ ساز تھے یہ سامان	اوصاف کی انتہا نہین ہے
ایسا کوئی دوسرا نہین ہے	آراستہ وہ جگہ تھی نایاب	پُر نور لبہان برج مہتاب
تھی بوے شراب روح پرور	آنکھون کو نصیب دور ساغر	سرسبز وہ جائے دلکشا تھی
اُس دشت مین خلد کی ہوا تھی	دیکھے نہین فرش روشن ایسے	گل تکیے تھے مہر و ماہ جنکے

ملکہ مہرخ و بہار و مخمور وسرخ جمو بعد درستی مقام جشن مع سردارون کے آکر مسندون پر رونق افروز ہوئین اور ساغر بادۂ گلنار ساقیان گلعذار نے دینا شروع کیے رقاصون نے ناچنا اور مطربان خوش گلو نے گانا آغاز کیا فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا یہ جلسۂ عیش و مسرت نظم

وہان چار دن طرف شادی کی تھی دھوم	نشان رنج و غم دنیا سے معدوم	دکانون پر ہجوم روشنی ہے
گلی بزم عروسانہ بنی ہے	مہیا ہر طرف اسباب شادی	کھلا روے جہان پر باب شادی

سجے تھے چار سو نقار خانے
بدن پر تھے مزین سرخ خلعت
کنول اور جھاڑ روشن اُس مکان مین
پے خدمت مہیا سب وہان پہ
دھرین قابین مرصع کار اُسیر
پھر آئے ساز و سامان لیکے نقال
نہو گی لولی جرخ اُن سے بہتر
نہ ایسے ساز تھے آنکھون نے دیکھے

ہر اک جانب خوشی کے کارخانے
ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن
ستارے جیسے سقف آسمان مین
بچھا تھا ایک دسترخوان عالی
طلائی اور چاندی کی برابر
جمایا رنگ گانے والیون نے
نہ تھا روئے زمین پہ اُنکا ہمسر

عجب کھڑے ہوے ارکان دولت
کھلا تھا روشنی کا ایک گلستن
خواصین ماہر و خورشید پیکر
جنمین ہر ایک تھی اُس پر نرالی
ہوئے کھانے سے جسدم فارغ البال
بیان ہو گیا قلم سے وصف اُنکے
نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے

یہ سب تو اسطرح بعشرت تمامتر بیٹھی ہین اُدھر حیرت کے یہان بڑی تیاری تھی منزلون تک روشنی اُدھر بھی تھی ادھر بھی تھی سارے طلسم مین رات کا دن ہو گیا تھا حیرت خلعت ہزارہا دے رہی تھی سردار مالا مال ہو گئے تھے جا بجا آرہ کش تسمہ کش جلاد برائے قتل خواجہ پھر رہے تھے چبوترے رنگ کے بنے تھے میدان خونی تیار تھا اور ایک چبوترہ بہت اونچا بنایا تھا اُسکے گرد سحر کے آتش بوئے تھے اور ایک سولی کھڑی کی تھی کہ اُسپر خواجہ کو بٹھا کر تیر لگائین گے ادھر طائران سحر یہ خبرین پہونچاتے تھے ملکہ مہرخ آہ سرد بھرتی تھی عیار بھی حاضر تھے وہ کہتے تھے کہ اے ملکہ کو کیا ارادہ ہے یہ جواب دیتی کہ آج کی شب غنیمت ہے صبح جانب ملک عدم کو چ ہے ہم جسوقت سنین گے کہ عمرو کو برج عنبر سے نکالا ہے اُسی وقت جا پڑین گے یا تو چھڑا لائے یا مارے گئے قران نے کہا پہلے ہی سے کیون نہ چلکر اُس برج پر گرد ملکہ نے کہا اُس برج تک کسکا مقدور ہے جو جا سکے قران نے کہا کوئی نہ جا سکے گا تو وہ ضرور جائین گے بہار نے کہا وہ کون اُسنے کہا مولا مشکلکشا علی شیر خدا علیہ السلام اور کون یہ سنتے ہی سب شہزادیون نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالون پر انگلیان چڑ چڑ چٹکائین کہ یا مولا تمہارے نام کے قربان ہماری مشکل بحکم خدا المدد آسان کر دو یہ کہکر سب کی آنکھون مین آنسو بھر آئے رو رو مین کھڑے ہو گئے کہا بیشک ہمارے مولا مدد کرینگے اسی ہنگامے مین عیار بچیون کا حال سنیے کہ لشکر سے اپنے نکلکر علیحدہ آئین اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا کہ اے بہن ابکی خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہے شاہ جادوان نے بڑا انتظام کیا یقین ہے کہ خواجہ قتل ہو جائین مین سچ کہون مجکو بڑا رنج ہے صبا رفتار یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا وارے تجکو رنج نہ ہوگا تو کس کو ہو گا سچ ہے مقام ہی رنج کا ہے صرصر نے غصہ مین آکر کہا مین نے تو دنیا کی ایک بات کہی تو یہ سمجھی کہ مین عمرو کی عاشق ہون تو لگی طعن کرنے اُسنے کہا نہین صدقے گئی طعن مین نہین کرتی ہون سچ ہے کہ اُس کے عیار اور اُس کے شاگردون نے بارہا ہمکو زیر کیا لیکن قتل نہین کیا اور حق تو یہ ہے کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے مین نہین ہے اب عیاری کا چراغ گل ہو جائیگا صرصر نے یہ باتین جب سنین غصہ جاتا رہا اور کہا اے بوا ذرا چلکر دیکھنا چاہیے کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ مین ہین اور کیا تدبیر کر رہے ہین کیونکہ عمرو ہی کی زندگی سے سب کی زندگی ہے بعد خواجہ کے سب ہلاک ہو جائین گے صبا رفتار نے کہا بہتر چلیے یہ

وہان سے دونون کنارے لشکر مہرخ کے آئین یہان جشن کا سامان دیکھا متحیر ہوکر باہم مشورہ کیا کہ ان لوگون کو تو کوئی ملال نہین معلوم ہوتا ہے یقین ہے کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر مستحکم اُنھون نے کی ہو اچھا اب ان کے دلون کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش مین ہین یا جلسہ دکھانے کو کیا ہے یہ کہکر دونون نے جادوگرنیون کی ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہرخ کے سامنے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اُنھون نے کہا ہم اسی اطراف مین رہتے ہین مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے بارے آج طالع یاور ہوے جو حضور مین حاضر ہوے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا گھر ہے تمھارا بیٹھو یہ دونون ایک مقام پر بیٹھین اور ناچ دیکھنے لگین قران عیار ملکہ سے باتین کر کے کسی طرف چلا گیا تھا بعد لمحہ کے پھر جو آیا ان دونون کو بیٹھے دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ دونون عیارہ بچیان ہین چنانچہ پہچان کر پھر باہر چلا گیا اور بارگاہ کا سراچہ پھاڑ کر چپکے سے ان دونون کے سر پر آکر استادہ ہوا اتفاقاً مہرخ نے اسکی جانب دیکھا اور کہا بھیا آؤ کھڑے کیون ہو بیٹھو یہ کلام عیار بچیون نے جو سُنا گردن اُٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہے غرضکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا جان نکلگئی چاہا کہ بھاگ جائین قران نے دونون ہاتھ پھیلا کر دونون کو کولے مین داب لیا اور ذرا زور جو کیا صرصر چلائی کہ ارے موے میری پسلیان ٹوٹین قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے صرصر تڑپکر نکلی اور صبا رفتار کو قران نے خود چھوڑ دیا یہ دونون بھاگ کر چلین قران نے پکار کر کہا کہ اے صرصر اگر آجکی شب تو نے ارادہ عیاری کا کیا تو خواجہ خواہ ناراض ہون یا خوش ہون مین تجھکو مار ڈالون گا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نچھوڑونگا صرصر یہ سنتی ہوئی دور نکل گئی اور صبا رفتار سے گویا ہوئی کہ ان موؤن کو ذرا رنج نہین ہے مقرر یہ خواجہ کو چھڑا لین گے اس نے کہا واری اس موے کا لیئے نے قسم کھائی ہو اب یہان نہ آئیے گا نہین تو وہ ہرگز نہ چھوڑیگا یہ باتین کرتی ہوئی دونون چلین مگر ضرغام و جانسوز ان کے تعاقب مین چلے کہ بن پڑے تو ان دونون کو اسیر کر لین کہ بروقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہونگی چنانچہ ان کے ساتھ ان عیارون کو جانے دیجئے لیکن اب حال سعادت اشتمال بران شمشیرزن بیان کیا جاتا ہو کہ ملکہ مجلس جو ہمراہی مہرخ سے روانہ ہوئی بران کی خدمت مین پہونچی اور تمام احوال یہان کا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈھورا پٹ گیا ہے اب کچھ ان کے قتل مین دیر نہین ہے ملکہ مذکور نے سب حقیقت سُن کر دل سے غور کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہو گیا تو بڑا غضب ہو جلد لشکرکشی کرنا چاہیے بس جس دامن کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی وہین سے کچھ مٹی لے کر گوندھی اور اس کے پتلے بنائے اور سحر کے بیر انکے پیٹ مین بٹھائے اور انھین حکم دیا کہ جاؤ ناظمان طلسم کو ہمارے اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لے کر طلسم ہوش ربا آؤ تیلہ ہائے گلی ہزار در ہزار اُڑکر روانہ ہوے اور مالکان در تبدکو طلسم نور افشان کے حکم ملکہ سے اطلاع دی ہر ایک ناظم اور ناظر تیاری کر کے روانہ ہوے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھون ساحر نکلے چنانچہ نام ان شاہان در بند کے یہ ہین۔

ملکہ طولان بن قاہر ماہی خوار جادو۔ ملکہ طوفان آسمان نشین جادو۔ ملکہ مشیر بن معمار کوہ افگن جادو
ملکہ توسن بن خرسان سنگ انداز جادو۔ ملکہ قرناس بن خونخوار روئین تن جادو۔ ملکہ طول بن دراز
اژدر خوار جادو۔ ملکہ کلان بن قہر خرس دندان جادو۔ ملکہ زہرہ بن کوہ پیکر فیل سوار جادو۔ ملکہ لرزان
بن زلزلہ تیر افگن جادو۔ ملکہ توسن بن ناقوس فیل افگن جادو۔ ملکہ نسیم بن صباحی ستارہ چشم جادو
ملکہ کمیت بن کوہ فیل پیشانی جادو۔ ملکہ نسرین گلگون بدن جادو۔ ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو۔ ملکہ
نازکبدن کاکل کشاہی جادو۔ ملکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو۔ ملکہ سلیمان زرین ہیکل جادو و
ملکہ شور افگن اژدر نگاہ جادو۔ ملکہ الماس تن شوخ چشم جادو۔ ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت
جادو۔ ملکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو۔ ملکہ خونخوار قہر نگاہ جادو۔ ملکہ گوہر بدن زمرد پوش جادو۔
ملکہ خورشید افگن جادو۔ ملکہ تاجدار ماہ لقا جادو۔ ملکہ محبوب نارنجی پوش جادو۔ ملکہ سلطان شعلہ افگن
جادو۔ ملکہ مہ تو گیسو دراز جادو۔ ملکہ زہرہ تاجدار جادو۔ ملکہ یاسمن تاجدار جادو۔ ملکہ ہمائے تاجدار
جادو۔ ملک کامل کوتاہ چشم جادو۔ ملک قلاب دیا بار سرکش۔ ملک سہراب تاجدار جادو۔
ملک ببر سوار تاجدار جادو۔ ملک سنجر تاجدار جادو۔ ملک مخیر شاہ تاجدار جادو۔ ملک
فیروز رخ جادو۔ ملکہ شہزور آسمان شگاف جادو۔ ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو۔ ملکہ
ناوک پران روئین تن جادو۔ ملکہ قمر سپہر انجم سیاہ جادو۔ ملکہ نوطر زمرد پوش جادو۔ ملک
مہیب دیو سوار جادو۔ ملک بہرام مریخ افتخار جادو۔ ملک شورہ زار نمک پاش جادو
ملک فیلان بن خرس خرسان جادو۔ ملک صحرانورد گرد باد آفرین جادو۔ ملک عقرب خوار
زانو سیاہ جادو۔ ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو۔ ملک سحاب قطرہ زن جادو۔
ملک رعد آواز بلند جنگل جادو۔ اور علاوہ ان بادشاہوں کے صحرا و کوہستان کے جو ساحر کہ مالک ہیں
وہ بھی روانہ ہوئے مثل ان کے قرار جادو۔ فرجام جادو۔ القاس جادو۔ عمران جادو۔ صدف جادو
ہدف جادو۔ گوہر جادو۔ اقدس جادو۔ محکم جادو۔ حاکم جادو۔ حکام جادو۔ محکوم جادو۔ آواز جادو
اعزار جادو۔ کاہن جادو۔ کھیل جادو۔ قائم جادو۔ مقیم جادو۔ مقام جادو۔ اسرن جادو۔

امثال جادو۔ طغیان جادو۔ یہ سب ساحران نامی لاکھون جادوگران گرامی سے چلے روئے گیتی سیاہ ہوگیا عالم مین طوفان برپا ہوگیا ہرزان وزیر کے پاس اول یہ سب طلسم نورافشان مین جمع ہوئے وزیر مذکور ان سب کو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ موصوفہ مین چلا ملکہ منتظر آمد لشکر تھی کہ یکایک ابر زرد وسرخ وسبز ظاہر ہوئے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی کہ روے ہوا پر ایک اور دنیا بسی ہوئی دکھائی دی اول ہرزان وزیر نے آکر مجرا کیا پھر ہر ایک شاہ اور شہزادی آآکر باریاب خدمت اور فیضیاب تسلیم وکورنش ہوئے ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر اپنا اپنا طیار رکھو مین سوار ہوتی ہون برسم یلغار چلون گی یہ حکم سنکر سلطان شعلہ بدن نے عرض کیا کہ آج کی شب جی چاہتا ہے کہ اس بیابان مین روشنی دیکھتے بیران نے کہا ہان روشنی دیکھیگی یہ کہکر منھ پھیرا اور اختر مروارید بالون سے نکالا تمام جنگل مین روشنی ہوگئی سب نے کہا اے ملکہ یہ عجب چیز دیکھنے مین آئی ملکہ نے کہا یہ روشنی اب چلکر لشکر افراسیاب مین دیکھنا یہ کہکر تمام حال شاہ جادوان کے لشکر جمع کرنے کا بہر قتل عمرو بیان کیا سب نے کہا جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ فوجین کہین جاتی ہین اچھا پھر ہم سب فرمائیے تو کوچ کر جائین ملکہ نے کہا مین خود چلتی ہون دیر نہین ہے یہ کہکر وزیر خوش تدبیر کی طرف دیکھا وہ تو سب سامان سے آیا ہی تھا اُسنے اشارہ ملکہ دوران کا جب پایا خیمہ دل بادل نام اژدر پیکر لایا بارگاہ زربفتی چالیس ہزار ساحرہ کی حفاظت مین آگے بڑھی ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہوگیا ملکہ اس خیمہ مین گئی کشتی لباس فاخرہ کی سامنے آئی تاج پر از لعل وگوہر سر پہ رکھا جسکا یہ مرتبہ تھا کہ ابیات

تخلِ گل باغ سلطنت ہے
ہے فصل ربیع کا وہ خورشید

فانوس چراغ سلطنت ہے
ہے نقطۂ گل یہ تاج زرتار

ہے اسکے سبب بہار جاوید
دور فلکی ہے خط پرکار

قبائے فرمان روائی کو زیب جسم نازک فرماکر خاتم نگین دولت طرازی انگشت مین پہنی نظم

کیا مہر ہے مُہر بادشاہی
ہے مہر سکوت اپنے لب پر

نقش رقم جہان پناہی
کچھ خاتم جم سے نہین کم

ظاہر ہوتا ہے مہر کیونکر
ہے زیر نگین تمام عالم

اختر مروارید جوڑے مین رکھا پنجہ سحر ہاتھ مین لیکر برآمد ہوئی ایک فیل سفید پر تخت کھنچا تھا بنگلہ زمردنگار اسپر پڑا تھا تخت کے چارون کونون پر گلدستے جواہر آگین رکھے تھے کہ ابیات

تسلیم کو آسمان بھی خم ہے
زیبندہ اگرچہ فرش پر ہے
رفعت مین بلند جیسے ہو تخت
اس فیل پہ ہو کوئی جو اسوار
تھا فوج مین اسطرح سرانجام
پیش نظر جو آسمان ہے

گردون سے بلند پایہ اوسکا
رفعت یہ ملی کہ عرش پر ہے
وہ فیل کہ جس سے تھا جہان پست
عیسےٰ سے ہے سہل اسکو گفتار
جادو کا سجا تھا توپ خانہ
بیشک اسی سحر کا دھوان ہے

وہ تخت کہ مثل تخت جم ہے
ہے قطب فلک یہ سایہ اسکا
وہ فیل سفید جسپہ تھا تخت
مانند زمین تھا آسمان پست
بیٹھی سر تخت جب وہ گلفام
تھرآئے نہ کس طرح زمانہ
پیدا جو دھوئین مین تھے شرارے

گویا کہ ہیں رات کو ستارے
رہتا ہے کہاں عدد کا انبوہ
مغلوب ہوں کیوں نہ بیبابے اعدا

گولے کرتے تھے کار دوزخ
آواز سے شق ہو جب دل کوہ

دشمن کے لیئے شرار دوزخ
فوج ایسی ہو شہر یار ایسا

ملکۂ ذیستان جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے بادلے کے کھلنے
تعریف اسیر کوکب و شنشمیر اور بزرگان طلسم نورفشان کی لکھی تھی ہزارہا نقارۂ سیمین وطلائی
اثردرون پر جو بار تھے بجنے لگے ساحران نامی سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے اب منزلون تک زمین سحر مین
مبتلا ہوگئی دریاے زخار سحر سے بہنے لگے کسی دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا اسیر آگ کی ناوین
اور بیل نظر آتے تھے جانور آتشی بہے جاتے تھے دس دس منزل تک شعلۂ جوالہ سرکشیدہ ہوتا آگ کا پرکالہ اُڑ کر
جاتا دیو آتش شرار جسکو دیکھ کر خوف کھاتا ہزارہا گیا مینال آگ برساتے جنگل مین نظر آتے غوغاے بیابانی
غل مچاتے ایک ایک ساحراژدر صورت جب پھنکارتے مار فلک کو دم دا کر بھاگنا یاد دلاتے کسی طرف روئے ہوا سے
موتی برستے ہزارہا چاند بدلیون سے نکلتے اور غائب ہوجاتے آفتاب بن کر پھر نظر آتے کبھی اندھیرا ہوجاتا اُسمین
ہزارہا ستارہ ٹوٹتا صحرا مین شرارے جگنو کی طرح اُڑ کے فتنہ و شرارت کے خوف سے بھاگنے کو منھ موڑتے کبھی
ہزارون ابر پیدا ہوکر نیچے جھکتے اُن پر لاکھون پتلے جینی اور بلور کے نظر آتے تحانہ آوزی کو شرماتے کبھی
ہزارہا بجلیان چمک جاتین آنکھین بند ہوجاتین رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشین نظر پڑتا جس مین
ہزارون نہال شرربارسی کرتا آگ کے پھول پھولتے طائران ہمنفس کقفس شاخون پر جھولتے گردرون اژدرمان
خونخوار مہیب صورت طویل قامت منھ اپنے نیچے کرکے ماربار پکارتے شعلہ نیری سے جی نہ ہارتے بالائے جہان ایک
جہان اور پیدا ہوا تھا ہزارہا کیا لکھو کھا برج و گنبد نقرئی وطلائی وجواہرین روئے ہوا پر بنے تھے اُنمین سے
ستارے جھڑتے تھے ساحران فیل صورت و شیر پیکر واژدر چشم سر نکالتے تھے جے جے سامری کے نعرے مارتے تھے
ملکۂ بران کا فیل سفید کبھی آفتاب بنجاتا کبھی مثل کوہ بلند کے نظر آتا گرد اُس کے شہزادیان قلعون کے حلقہ کیے تھے
اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب سحر و ساحری ہاتھون مین لیے گھنٹے اور ناقوس بجاتین سر پر ملکہ کے چتر گردش
مین تصویرین دہم کی سامنے دمبدم آتین گاتی بجاتین جیسے ملکہ کو علم سیمیا خوب معلوم تھا کہ شبیہ اوہام کو حکم رقاصی پاتھ
لاچ ہوتا تھا آفتاب کا دف فلک نے شرمندہ ہوکر چھپالیا تھا زہرہ کو فلک سوم پر غش تھا زبان ناہید چرخ پر
عش عش تھا گرد ملکہ کے جو شہزادیان تھین وہ سب آفت جہان تھین طاؤس اور ہمس سوار تھین نہایت حسین
و طرحدار تھین اگر بلبل گلزار اُنکے بدن پر نگاہ کرے آتش گل کو اشکون سے بجھاے تمام عمر آہ کرے تن
ہر ایک کا وہ آئینۂ مصفا تھا کہ ہر عضو بدن مین عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا یہ لطافت کا
نقشہ تھا وہ اُنکا رخ شفاف آئینۂ سکندری کیا آئینۂ مہر و ماہ صاف نگاہ بسان شہباز مژگان مثل
چنگل شہباز دراز ابرو مژگان ہمراہ شمشیر بران و خدنگ جانستان یہ سب بعظم و شان
تاج سرون پر رکھے گاتیان ددیوتون کی باندھے پان کھائے ہوئے بیڑا قتل دشمن پر اٹھائے ہوئے

افسون خوانی کرتین شعبدہ باز فلک کو نام دھرتین روانہ تھین گھٹائین سر پر چھائی ہوئین بہارین باغ سحر مین آئی ہوئین طائران سحر اُس بدلی مین زمزمہ سرائی کرتے گل طرح طرح کے کھلتے اس سامان کے علاوہ بہادران رستم وقت و سہراب توانان بھی مرکبہائے پرندہ پر سوار تھے ہزار ہا مرکب کوتل بازین مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جن پر ہودج کسے ہوئے زرنگار تھے اور ہزارہا طرح کے عمدہ رہوار تھے بہادرون کی جسم پر ہتھیار سجے تلوارون کی چمک سے خنجر بہرام کے ہاتھ سے گرتا نیزہ کو دیکھکر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا خلاصہ یہ کہ کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس لشکر مین نہو تا خیمہ و خرگاہ اسکین راوٹیان قلندریان بیچوبے وغیرہ فیلان پرندہ پر بار کر کے خیمہ اگرون جنیر سوجان سے نثار اس کروفر اور جاہ و جلال سے یہ لشکر ظفر پیکر روانہ تھا کہ

نظم

عجائب اور غرائب سب جہان کی
کہین نیرنگی گردون سے بہتر
کرتسمہ سنج یون ہوتے تھے ساحر
دھری اُس آتش سوزان مین لکڑی
ہوا پیدا وہین اک بحر زخار
اُٹھا اک جوش تب دریا کے اندر
ہوئین پریان بہت اُس سے نمودار
لگے آتش کے پھر شعلے نکلنے
عروسان گلستان تھے ہوا پر
خوشی سے اُڑ چلے پھر نخل شمشاد
ہوئی پھر روشنی کچھ آشکارا
زہے دولت زہے حشمت زہے جاہ
گلون مین ساحرون کے سرخ جوڑے
نہ تھا دنیا مین ہرگز مثل انکا
لباس انکے جواہر کار و پرزر
تماشائی ہوا رنگ جہان سب
کہ شب وہ جلسۂ عشرت مین گذری
کیا رنگ سحر نے اسکو جو رنگ
کھلایا حسن جادو نے یہ گلشن
ہزارون رنگ کے پیدا تماشے
ہزارون برج اور گنبد تھی زرکار
وہ جادوگرنیان افسون کے ماہر
ہوا تاگہ دُھوان آتش سے پیدا
بلند ایسا ہوا پانی ہر اک بار
ہوا کچھ دیر مین شق آب دریا
نہایت خوبصورت نیک اطوار
ہوا دم بھر مین پھر غائب وہ دریا
نکالے طائر رنگ حنا پر
ہوا پر اڑ رہے تھے جو شرربار
شب تیرہ مین ماہ کا چمکا ستارا
جلو مین سب روان ارکان دولت
سجے ساز طلائی سے تھے گھوڑے
سوا اُنکے کنیزین سب طرحدار
فدا ہون حور و غلمان صورتو نپر
اسی صورت سے یہ تو راہ مین تھے
سحر پیدا ہوئی اُس شام غم کی
ستارون نے حیرانی سے آنکھ اک بار
ہزارون تھے گل مہتاب روشن
تماشائے پری رویان ہوا پر
ستارے اُنسے ہوتے تھے نمودار
انگیٹھی سحر کی جو شعلہ زن تھی
بڑھا ایسا کہ سب عالم تھا کالا
ہوا فوق سما سے حب برابر
پھر لایا رنگ وہ سیلاب دریا
یکایک منہ سے اور نتھنون سے اُنکے
ہوا پر پھر ہوا اک باغ پیدا
سنے پھر قمریون کی کون فریاد
نکلتے تھے دہن سے مار ہر بار
کہانتک یہ بیان سامان ہو واہ
برستی ہر طرف تھی شان و شوکت
مرصع ساز تھا اُنکا سراپا
سراپا نور اور خورشید رخسار
سواری شان عظمت سے بڑھی جب
ادھر احوال ابرج کا سنئے تو
شب آخر کا بالکل فق ہوا رنگ
سجی خورشید کی گردون نے دستار

صبحدم صبح شاخ سنجہ آفتاب لشکر انجام مین روشن ہوا اور سواری خسرو خاور کی طلسم افلاک سے روانہ ہوئی

عالم مین نور افشان ہوئی لشکر حیرت مین طبل گڑگڑائے منادی نے ندا کی آج قتل عمرو ہے جسکو دعویٰ لڑنیکا ہو وہ ہوشیار ہو جائے یہ صدا کان مین مہرخ و بہار کے بھی پہونچی بس اُسی وقت لشکر ظفر پیکر مین طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی کہ ؎ چو آواز از طبل آمد برون ٭ بہ پیچید بر خود فلک نیلگون ٭ و بعجلت تمامتر تیغہاے جانستان جو دشمن کے سر کھانے پر زہر کھائے ہوئے تھین بہادرون نے زیب کمر فرمائین جانین نثار ہونے کو آیئن زرہ و بکتر خود و عمود چار آئینے روے فتح و ظفر کو جبین معائنہ فرماتے آراستہ تن کیے پیدا مخالف دشمن کے نیزون کی سنان سینہ عدو کی مدعی وار پار ہونے کی شرط بدی ہوئی سنانین نہ تھین ستارہ طالع حریفان کو بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھین تنکہ سرکشون سے نوک کی لیتی تھین خنجر طلبگار عنجر دشمن تھے عمود کلہ شکن تھے ہر سمت ٹڈی دل اُمڈا اتھا ملک شجاعت کا یہ میدان ڈانڈ اتھا ساحرون نے رات بھر سحر اپنے جگائے تھے پیر جو قابو مین آئے تھے انھین اُسوقت بُلایا تھا بھینٹ مین جان کھانے کی حریف کے ہر ایک آیا تھا کلوا بھیرون نارسنگہ کی چوکیون کو گوگل دیکر سمجھایا ہر سمت سے بگیر و بہ بند و بکش کی صدائین آتی تھین بغیر قتل و قمع خوف سے جانین جاتی تھین لشکر مین کسی طرف پکارتی کہ مار لیا ہے کہین سے یہ صدائین آتی تھین کہ نام کیا ہی اور سر دیا ہے کوئی جوان تن کر کہتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہمنبرد کی ٹانگین نہ چیرین تو کچھ کام ہی نہ کیا کوئی پکارتا کہ جو رنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو نام ہی برباد دیا کہین یہ غلغلہ تھا کہ یہ گو ہے یہ میدان ہے بڑا مجلو آج ہی کے رن کا ارمان تھا اب وہی سامان ہے غرضکہ کسی جانب سے سوار آمادہ کارزار چلے کسی طرف سے پیادے جان دینے پر آمادہ ہو کر منچلے پن سے بڑھے ساحرون کے غول بردے ہوا اُڑتے نظر آئے فتنہ و آشوب مثل بلا فلک سے اُتر آئے ہنس و طاؤس و اژدر فیل کے غول تھے شعلہ فشان شیاطین و خبیثات و غول تھے مہرخ و شکیل و نافرمان و مخمور و طاؤس لرزان و زلزلہ و سرخمو و مشکین و رعد و برق و ہلال سحر افگن و بہار و آفت وغیرہ تختہاے سحر پر سوار ہوے اور گردان کے سب سردار ہوے ناقوس نوازون نے جوف ارض و فلاک کو ناقوس بنا دیا طائران سحر کی رنگین بدنی نے روے ہوا کو طاؤس بنا دیا اُدھر باد سحری سے خندہ گل کا دشت مین کڑکا اِدھر نقیبون کا کڑکا وہ نور کا تڑکا نوبت کی ٹکو جھانجھو کا شور ہوا ٹھنڈھی ٹھنڈی آتی ہواے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملا تا نور دیدہ بصارت ہمت شجاعان کو بڑھاتا صحرا مین تراوٹ شبنم کی پائی جاتی اُبس گلزار لشکر اسلام پر پڑی تھی گل ہمہ تن گوش ہو کر برنگ وحشیان خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہوا کیا ہوا پوچھتے ستارہ ہاے فلک خوف سے چھپ گئے تھے سنان ہاے نیزہ لبان ستارہ چرخ چمکتے تھے نسیم سحری جو دشت مین سن سن چلتی تھی دلاوران بہار کی تیر افگنی تھی کہ

نظم

سردار ہر ایک جسکا صفدر	دیکھی ہے جو اُنکی تیغ خوش آب
بخشا وہ خدا نے زور وہ دل	جگر مین ہے بحر مثل گرداب
اللہ رے احتشام لشکر	رستم بھی نہ ہو سکے مقابل
آئینہ تیغ برق تمثال	

دعوائے اجل کا صورت حال
عالم پہ ہوا تھا خوف طاری
رخسارۂ فتح پر تھا غازہ
قربان در شکوہ تعظیم
تھا نعرۂ دور باش جاری
کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم
شمشیر سے اُسکے خون تازہ

یہ لشکر تو اس آن و بان سے اور اس شوکت و شان سے مرنے چلا تھا اُدھر حیرت نے اپنے تئین لباس و زیور سے مثل عروس شب اول کے آج اس لیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیان قلعہ ہائے طلسم کی بعد حسن و آرایش یہان موجود ہین جمال مہر تمثال پریون کے مقابل اُنکے ہیچ و نابود ہین شاہ طلسم اگر اونھین کو دیکھے گا بازار ناز و ادا میرا سرد ہوجائیگا پس ایسا بناؤ کرون کہ میرا بناؤ شاہ سے رہے کسی پر نگاہ اُسکی نہ پڑے اور سے بناؤ نہ بنے چنانچہ ایسی آراستگی اُس زہرہ فلک حسن و ناز نے کی تھی کہ **نظم**

زم کردین دل مریخ وہ پرزیب کڑے ۔ جو لگائین دل زہرہ کو بھی چھڑیان وہ چھڑے
کہ وہ ماہ دوہفتہ سے جو رتبہ مین بڑے ۔ دیکھے پازیب تو خورشید فلک پانون پڑے
ڈھنگ بالون سے عیان دائرۂ نور کے تھے ۔ تھے وہ برق کہ تیے شجر طور کے تھے

اور حسن بھی اس شاہد رعنا کا بہتر از مہر و ماہ تھا بار ہا اُسکا بیان کیا گیا ہے چنانچہ یہ تو اس طرح تیار ہوئی ایک طرف لشکر شاہان دربند طلسم کا کمر باندھ رہا تھا ہر اہا نشان کھلا تھا تمام دنیا لرزتی تھی آسمان سے آفت برستی تھی اس ہنگامے مین یکایک ہزارون نفیرون کو دم ملا اور شور ربوق و دہل تا بہ گنبد سما پہونچا ملکہ حیرت سوار ہوئی فیل پرند پر زین پڑا تھا اُس پر تخت جواہر آگین بچھا تھا اسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک روانہ کاوس ہوا میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا کثرت مردم سے پُر دشت و کہسار تھا پڑاو ہی پر کمر بندی ہوکر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنے کی بھی نہ تھی صرف منظور تھا کہ خواجہ عمرو کو قتل کرین اور اُن کے حمایت کرنے والون کو روکین الحاصل جب لشکر تیار ہوا ابر سحر چار سمت سے اُٹھکر برسا گرد و غبار بیٹھا فتنہ و فساد اُٹھا ادھرون کا لشکر جمع ہونیکا سامان ہوا ملک الموت تخت حکومت پر بیٹھا دریائے آہن جوش پر تھا جدھر نگاہ جاتی تھی اور جہان تک نظر کام کرتی علمہائے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقیبہائے بلند آواز شور کرتے تھے چوب نقارون پر پڑتی تھی کہ **ابیات**

وہ شور کہ ہوش گرم پرواز ۔ تھے بوق و نفیر لب سے دمساز
لشکر کا ہجوم و شور ناقوس ۔ فیلون کی قطار رخیل طاؤس
تھا رنگ جہان مگر دگرگون ۔ اُس روز نیا تھا دور گردون
تارے نہین اسقدر فلک پر ۔ جتنا کہ تھا وان پہ جمع لشکر
تھی کون سی جو بلا نہین تھی ۔ آفت کی کچھ انتہا نہین تھی

اس طرف لشکر ہمراہ لیکر چہرخ نامور جو روانہ ہوئی تھی راہ مین قران سے کہتی تھی کہ افسوس اے برادر دل کی حسرت دل ہی مین رہی اور اجل آگئی شہزادہ اسد کو بھی ہم چھڑا نہ سکے تخت سلطنت پر طلسم کے

بٹھا نہ سکے کہ رہبر و ملک عدم ہوئے قران کہتا تھا کہ اے ملکہ بمصداق آیہ دانی ہدایہ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ
نظر بافضال پروردگار رکھو اور خیر اگر ہم سے اور کچھ نہ ہوگا تو یہ ضرور کرینگے کہ ایک نعرہ سر پر افراسیاب کے
لگا مینگے ہو سکا تو راہ ملک عدم اس نابکار کو بھی دکھا مینگے اسی طرح اور سردار بھی کفن سر سے باندھے جان
دینے پر آمادہ باتین بانکپن کی کرتے روان تھے آخر لشکر دریا مثال دشمن کے قریب پہونچگئے اور صلاح کی کہ ایک
طرف جا ہی پڑو یا اس انبوہ کو خاک مین ملا دو یا اپنی ہستی مٹا دو ملک نیستی کی بستی بسا دو نام تو کر جاؤ تہلکہ ڈال
دو شجاعت دکھا کر مر جاؤ یہ مشورہ کر کے ہمرہان سنجر تمام کر سب یکدل دیگر دہو کر نعرہ لگاتے کوہ شگاف
کھینچکر جا ہی پڑے سرے بہ بحر ناپیدا کنار کے ملکہ اختر بن طول دراز قد کی فوج صف کشیدہ تھی اسی پہ
مثل آفت کے یہ سب ٹوٹ پڑے شور قیامت خیز برپا ہوا کسیحر کی تلوار چلنے لگی گولون کی بوچھار ہوئی مہرخ
نے ماش کا چھرا مارا ملکہ اختر نیشتر پر سوار استادہ تھی اس کے شیر پر وہ چھرا پڑا کہ اسکو حلہ آ گیا اس اثنا مین
ایک تیر بھی شیر کے آ کر لگا کہ وہ گرا اختر اس کے گرنے سے زمین پر کودی فوج نے اس کے جانا کہ ملکہ ہماری
کام آئی یہ معلوم کر کے بیدل تمام لشکر ہوا اور فوج نے جھٹ کھایا پیچھے قدم ہٹایا لشکر اسلامیان آگے بڑھا
اور ملکہ مشکین مو نے ایک سل کئی ہزار من کی سحر سے اڑائی سترہ سو گز اس سل کا تھا اور لشکر پر دشمن کے گرا سترہ
سو ساحر ہلاک ہوئے بیرون نے اسکے غل مچایا اندھیر اچھا یا اس لشکر کے بعد ملکہ دریا بار ماہی گیر جو بڑی زبردست
ساحرہ ہے مع اپنی فوج کے صف آرا تھی اس نے کہا اے لوگو یہ بیرکیون شور مچاتے ہین کیا ہوا ہے اسقدر
کثرت سپاہ ہے کہ کسی کو مہرخ کے آنے کی خبر نہین ہے اسوجہ سے یہ حال اسنے پوچھا ہنوز کوئی کچھ بتانے
نہ پایا تھا کہ مطیعان اسلام نعرہ زنان آپہونچے دریا بار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی بہار نے اسکو آتے دیکھکر
ایک گیند اپنے گلدستے سے لیکر زمین پر مارا جہان وہ گیند گرا وہان سے پانی جوش مار کے نکلا اور بڑھکر
مثل دریائے ذخار موج زن ہوا مچھلی اس بحر سے تڑپ کر کنارے پر آئی بہار پکاری کہ ملکہ دریا بار
یہ مچھلی قابل شکار ہے یہ کلمہ سحر کا تھا دریا بار نہنگ سے اپنے دریا مین کودگئی اور مچھلی کی تلاش مین آگے بڑھی
اسوقت ایک نہنگ دریا سے پیدا ہوا اور اسکو نگل گیا ملکہ بہار کی سب نے تعریف کی کہ اے ملکہ یہ صنعت آپ
ہی کے واسطے ہے کہ جیسا اسکا نام دریا بار تھا ویسا ہی آپ نے سحر اسیر کیا ملکہ نے کہا یہ وقت مدح و ثنا کا نہین ہے یون
ہی لڑتے بھڑتے کسی طرح حیرت تک پہونچ جاؤ یہ سننا تھا کہ برق جلوہ چمک کر چلی اور رعد غرق زمین ہوا دریا بار
کی فوج مین آ کر نکلا اور چیخا ساحر بیہوش ہو کر گرے اور یہی برق آ کے گرتی صفحے لشکر صاف ہونے لگین
تیرون کی بوچھار ہونے لگین لشکر مین آگ برسنے لگی فوج دریا بار تو اپنے مالک کے غائب ہونے سے شکستہ دل
تھی ہی بھاگ کھڑی ہوئی پشت پر سے سحر کی مار تیر فرنگی بوچھار نیزون کی انی پشت کے پار تیر و شمشیر و خنجر کی دھار
مسلمانون نے حملہ کیا اور دشمن کی صف پہلی پہلا اسلام آ گرے پھر تو تیغ بران جو لبان مصیبت زدگان بازخم سے پشت خم رکھتی
تھی اہل دم ظلم ہوئی شجاعون کی بن پڑی خنجر گلوگیر خنجر ہو جو شمشیر و خنجر اسی حسرت مین دانت نکالے تھے کہ دشمن کو بہم

کرین سنان نیزہ کی زبان پر کہ سینون سے ملین تیر آہ مظلومان بن کر جگر کے پار ہون کمانین کشیدہ خاطرون کی طرح کشیدہ
تیر ٹیڑھی سیدھی سوفار کی گفتار ہر بات پر تکرار چلے سپر کر کٹک کر چلاتے نیزے وار پر دشمن کو چڑھاتے برنگ سرہنگ
غدار ہاتھون ہاتھ قدم بڑھاتے آب و تاب آہن چشمۂ خورشید پر چشمک فگن تلوار کی دھار کا دریا بار مار پر جیسے ندی چڑھنے
کے دن اساڑھ پر سفینۂ جان بہادران تلاطم مین حوصلہ کا بادبان کھلا ہوا غرق قلزم رزم ایسے کہ ہوش مجھ مین نہ تم
مین شجاعون مین تو یہ ہنگامہ برپا تھا ساحرون مین یہ معرکہ تھا کہ آندھیان سیاہ آتی تھین بدلیان چھائی تھین
بلائون کا دنیا مین نزول تھا آتش فشان ہر ایک غول تھا روے زال دنیا کو مکارہ سمجھ کر کالا کیا تھا چہرہ فلک پر
ابر نے برقع ڈالا تھا نہین نہین دہر غدار پر کمبل ڈال کر لوٹنے کا ارادہ تھا عیاروں نے مڑ کر چشم آفتاب مین خاک
جھونکی تھی پر آشوب زمانہ تھا ترنج نارنج نازل گلستان جان وتن کے پھل تھے گرے اور سورہ کے جا بجا جھپٹے پل تھے
لہو برستا تھا لوہا بادل تھا اسلحہ کی چقاچاق صدائے رعد تھی جادو کی بجلی چمکتی تھی کہ

ابیات

ہر سمت تھی سحر آزمائی
سپر دن کی گھٹا تھی بارش تیر
ذرون کو بناتے مہر تابان
گرتے تھے وہان سے بگلے ایسے
حلقوم کٹی ہوئین قضا مین

اُس سحر سے کفر کی صفائی
جادوگہان وسحرکاران
برساتے تھے سنگ جائے باران
اسجا سے کبھی وہان لگی آگ
ہر جا تھین ہزار کربلا مین

اُڑتے تھے بگولے جلتے تھے بیر
کیا کیا نہ اُٹھا رہے تھے طوفان
جلتے تھے جو چرخ تک شرارے
بڑھتی ہوئی فوج مین جلی آگ

ہر چند منچلون نے یہ آفت برپا کی
تھی لیکن وہ جمعیت ایسی نہ تھی کہ پریشان ہو جاتی اور وہ فوج ایسی نہ تھی کہ شکست کھاتی لشکر ساحران تھا خاطر
پریشان نہ تھی فوج شاہان تھی دل شکستہ عاشقان نہ تھی کہ درہم برہم ہو جاتی ہزارون ساحر لشکر ماہرخ کے کٹ گئے
مرنیوالا ایک بہت ہوتا ہی یہان تو اتنے تھے اُنھون نے بھی جانبازی کر کے لاکھون کو مارا مگر ایک کنارہ بھی اُس بحر
ناپیدا کنار لشکر کا کم نہ ہوا کسی کو کسی کے مرنیکا غم نہ ہوا خیال بھی کسی کو نہ تھا کہ کون لڑنے آیا ہے اور یہ ہنگامہ
کسنے مچایا ہی جب زیادہ شورش فوج اسلامیان کی بڑھی ناظمان طلسم نے افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ ایک ایک
ساحر لشکر دشمن پر دس دس ساحر ملکر سحر کرین اور ہو سکے تو لپیٹ کر اُنکو اسیر کر لین افسر یہ حکم پاکر ایک ایک پر دس
دس ٹوٹنے چلے تھے کہ یکایک اسی ہزار نقارے پر چوب پڑی دریائے خون رودان جوش مین آیا زمین و آسمان کو تزلزل
ہوا آمد شاہ ساحران یعنی افراسیاب بے ایمان کی ہوئی تمام فوج تھم کر تماشا دیکھنے لگی سامان جاہ وحشم نظر آیا ہزارہا
نشان سحر کے پتلے لیے کھلا ہوا ہر ایک کا پرچم نظر آیا پھر گیارہ سو نازنینان زہرہ جبین ہاتھون مین جھنڈے لیئے
گذرین پھر کئی سو پریزادین جھکیان یاقوت کی پھراتی دکھائی دین اور کئی سو رنگ کھیلتی ہوئی نکلین انکے بعد ایک تخت
بیچ مین فیروزہ کا اور گرد اُسکے کئی سو تخت چاندی سونیکے تخت فیروزہ کٹہرہ یاقوت کا مسند زرنگار بچھا ہوا اسپر
شاہ جادوان بیٹھا ہوا اور گرد جو تخت تھے اُنپر لولیان قمر طلعت و رامشگران پری صورت سوار تھے آب طبلے پر پڑتی
سارنگیان بجتی ناچ ہوتا اس رقص کو دیکھ کر سر پر فلک پر خورشید بھی ناچتا دل پیر فلک کا پھڑک گیا تھا سر پر

بادشاہ کے ابر سرخ رنگ سا چھایا اُس ابر کے کنارے سے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا الماس روپے ہوا سرخ تھا
اس مین روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی رنگ زمانیکا بدلا ہوا صورت خلاف تھی اس بادشاہ کی سواری کا تجمل
بارہا بیان ہوا ہے اوسی شوکت و شان سے یہ نابہنجار آیا اور شور لشکریان جو اُسنے راہ مین سُنا تھا تو باغبان و
فیروزشاہ وغیرہ سے پوچھتا آتا تھا کہ یہ غوغا کیسا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہو رہی ہے بیر غل
کرتے ہین ساحر مر رہے ہین غرض یہان جب آکر پہونچا دیکھا کہ لشکر مہرخ آگر میری فوج پر گرا ہے برق جادو
تڑپ رہی ہے رعد گرج رہا ہے قران عیار نعرہ مارتا پھرتا ہے یہ دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا ایک گھوڑا
بہت بلند کوہ پیکر پرند ساز و یراق سے درست چالاک و چست اُڑتا ہوا آیا یہ جست کرکے اُس مرکب پر
سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہوکر نعرہ زن ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ اسکا تمام لشکر
مہرخ نے سُنا برق جادو تو سر دھنی رعد کا دم بند ہوا عیار بچالاکی بھاگ گئے لشکر سے دور نکل گئے
اور تمام لشکر لڑنے سے رُک کر جانب بادشاہ دیکھ رہے تھے کہ یکایک شاہ نے ایک نارنج اپنی کمر سے نکالا
اور لشکر مخالف پر مارا اُس نارنج کے شق ہونے سے پانی برسنے لگا اور ایک ایک بوند اُسکی ہر ساحرہ اور ساحر
کے سر پر پڑی اُسوقت بادشاہ نے گھوڑا اپنا نیچے اُتارا اور سر لشکر پر پہونچا دوسرا نعرہ مارا کہ اے ملکہ مہرخ و بہار
و فلان فلان تم سب معہ اپنے لشکر کے پھر جاؤ اور غم مین عمرو کے جتنا تم سے ہو سکے خوب روؤ اور جس قدر
پیٹا جائے پیٹو سر و منہ پر خاک اُڑاؤ پچھاڑین کھاؤ کیونکہ اب عمرو کو مین قتل کرونگا پھر تمہارا ایسا شفیق
قتل ہوا اور تم ماتم نہ کرو حیف ہے کہ اُسکا غم نہ کرو بس جلد ہتھیار پھینکدو اسباب ساحری دور کردو دل رنجور اپنے
ناصبور نہ کرو یہ کلمات ایسے پُر اثر تھے کہ بمجرد سُننے اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان اپنے پھاڑے
اور سواریون پر سے سحر کی اُتر کر جانب صحرا ہائے عمرو وائے عمرو کرتے چلے علمہائے لشکر سرنگون ہوئے
طبل و بوق نعرہ ماتم و شیون لگاتے تھے نقیبون کے دل خون ہوئے طاؤسان سحر کے آتش رنج سے جسم داغدار
ققنس سوز دل سے آتش بار اژدر زہر غم سے ہلاک پرچم سے علم سرنگون ہوئے جادوگریان شمشاد قامت
برنگ طوطیان فریاد کنان نونہالان ارجمندی پژمردہ لبان گلہائے بوستان گھوڑے غم سے سہمے
بھرتے ہاتھی خرطوم اُٹھا کر سر پیٹتے فریاد کرتے جاہ و حشم لشکر کا خاک مین ملا ہوا سینہ داغون سے ہر ایک کا
گلستان بنا ہوا گرد و غبار مین ہر شخص اَٹا ہوا سر برہنہ گریبان پھٹا ہوا سر و زانو پیٹتا منہ پر طمانچے ہر ایک
لگاتا پھرتا یہ سب سردار مع فوج جرار کے پڑاؤ پر بھی نہ آئے اسی ہیئت سے جنگل مین آکر ٹھہرے اور رو رو کر آب
اشک سے جل تھل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے جب یہ لشکر مسحور سحر ہو کر پھر ا تھا قران نے دور سے
اس ماجرے کو دیکھا دل سے کہا وائے مردیم یہ کیا غضب ہوا بس صورت ساحر کی ایسی بنانے تو پہلے ہی سے
تھا اور ہمراہ مہرخ لڑتا تھا چنانچہ یا تو بھاگا تھا یا پھر لشکر دشمن مین آیا یہان شاہ جادوان مرکب سے
اُترا تھا ناظمان طلسم بہر تسلیم دوڑے تھے نذرین گذر رہی تھین بڑا ہنگامہ تھا یہ اسی ہنگامہ مین قریب

افراسیاب خانہ خراب بادل بیتاب آیا اور تان کر ایک بنوہ اُسکے سر نحس پر لگایا از بسکہ وہ بادشاہ طلسم ہے کئی سو سپرن از خود نمودار ہوگئین عیار مذکور ناچار رو بفرار لایا کہ بیکار ہے جان دینا یہ مارا نہ جائے گا شاہ جادوان مخاطب بجانب شاہان در بند طلسم تھا عیار مذکور کا خیال نہ رکھتا تھا اسوقت اُسکی طرف نظر تیز دیکھا اور پکارا کہ اے زمین طلسم بگیر قران کے پانون زمین نے پکڑ لیے اسنے دل مین کہا کہ انا للہ اب قضا آگئی لیکن پروردگار کو خیریت کرنا تھی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا لے قران مین جب تھیں چاہون لبیان حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹادون لیکن اب جاؤ اور اپنے اُستاد کا قتل ہونا دیکھو اس کلام سے قران کے پانون زمین سے چھوٹ گئے اور یہ بھی بھاگ کر جنگل مین آیا اور زنبیل بجائی برق و ضرغام وجانسوز دوڑ آئے اُسنے کہا دیکھا تم نے کہ دفتر لشکر اُلٹ گیا اب کہو کیا صلاح ہے انھون نے کہا خنجر کھینچکر بروقت قتل اُستاد لشکر پر جاپڑین گے اور جان دیدین گے مہتر مذکور نے کہا خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر اک مقام بلند پر چلکر رجوع بدرگاہ عاجز نواز کرین اور خدائے تعالیٰ کو بتضرع و زاری پکارین کہ وہ ارحم الراحمین ہم سب پر رحم کرے یہ کہکر تینون عیارون کو ہمراہ لیکر ایک گروہ پہاڑی پر آیا کہ وہان سے لشکر شاہ طلسم بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیون کا بھی دکھائی دیتا تھا چنانچہ ایک جانب تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی مجرائی برائے تسلیم گردن جھکائے تھے نعرے خوشی کے بلند تھے ادھر جنگل مین لشکریان مہرخ دردمند تھے العیاذ باللہ سات لاکھ آدمی لشکر کا ہائے عمرو ہائے عمرو کہکے روتا تھا زمانہ تمام ماتمکدہ تھا شور ماتم سے دُنیا بھر گئی تھی ہائے ہائے کی آواز در و دشت و کوہ کمر بر سے پیدا تھی ان لوگون کی صدا جہان تک چوٹ کھاتی تھی خالی مکان مین بولنے کی طرح آواز آتی تھی وہ سخت ماتم تھا کہ آہ بھی در و دشت سے سر ٹکراتی تھی کوہ و بیابان کے دل پر چوٹ لگی تھی آہ بھی مدالف پر ہونے سے سر پیٹتی تھی دود آہ ایسا بلند تھا کہ عالم سیاہ ہو اٹھا سوز درون سے دنیا جلتی تھی گھوڑے روتے ہاتھی چنگھاڑتے مور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پر ڈالتے خاک تیر بشکل آہ لب سوفار پر جاری نالہ جانکاہ کمانین پشت خم کیے نیزے فرط دہشت سے زمین مین گڑے عمود دکھلے زمین پر رکھ کر خاکسار بنے تلوارین حسرت سے دانت نکالے دیدہ جوہر سے عجب کیا جو بہین خون کے پرنالے نازنینان ماہ پیکر خاک پر پانون پھیلائے بیٹھین زمین پر پچھاڑین کھاتین زمین برنگ گل زمین گلستان تھی یہ گل ٹوٹے پڑے تھے ہوائے رنج سے نوٹتے پھرتے تھے لاکھون آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان مین نسیم چلتی تھی چشمہ ہائے چشم سے اشک جاری تھے تو نہرون کی کیفیت نظر آتی تھی کانٹون پر ہر ایک کا دامان چاک چاک گریبان موج ہوائے رنج پانون کی زنجیر دلون مین جنون کی تاثیر آبلہ دل کانٹون کے مشتاق آرام سے بیٹھنا شاق پہلو مین دل جلتا منھ سے دھوان نکلتا رگ رگ مین جوش خون سودا تصویر جنون تن سراپا جوش اشکباری نہایت بیقراری بہار حسن صرف خزان ہر ماہ وش خراش غم سے بشکل کتان خرمن صبر مین آگ لگی متاع ہوش و حواس لٹی ہوئی ہر شخص اُسی حالت جنون مین اور بزبان حزن اس طرح نوحہ خوان تھا

کہ بموجب
نظم

ٹکڑے ہوئے آستین و دامان
کمبخت کہان گئی ہے تاثیر
تاثیر ہے کس طرف بتادو
معلوم نہین کہ کیا ہوا ہے
ہے ہے کرین اب دل و جگر کو

نالون نے ہمین جہان سے کھویا
سینے کی طرح پھٹا گریبان
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہے
بہ کر ہمین اُس طرف بہادو
قابو مین نہین ہے اب دل زار
پیٹین رو رو کے اب عمر و کو

رو رو کے ان آنکھون نے ڈبویا
ہر دم ہے زبان یہ آہ شبگیر
اے آنسوؤ تم کو کیا ہوا ہے
نازل نئی ہمپہ یہ بلا ہے
آنکھین ہین پُر آب زرد رخسار
یہان نالے تھے لشکر افراسیاب

مین شادیانے تھے شاہ مذکور نے بعد مزاج پُرسی شاہان دربدا اُس بُرج کی طرف کہ جسمین عمرو قید تھا سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ وہ جلکر کھاتا ہوا آخر اعیار یہ حال دیکھ کر بلبلائے اور کارساز عالم رب اکرم کی درگاہ مین جبین سائی کرنے لگے کہ یا الہ العالمین بتصدق نور ہدایت معمور جناب ختم المرسلین و آلہ الطیبین ہمپر رحم کر اور ہمارے استاد کو قید غم سے چھڑا۔

نظم

سو جان سے غلام مرتضیٰ ہون
شاہنشہ و رونق ارانگ
امداد کو اپنی آئین حیدرؓ
کیا حرز ہے نام شاہ مردان

ہمنام خدائے پاک عادل
کی عقدہ کشائی مثل ایک
جو فتح کوہین گے جنگ خیبر
اپنی مشکل بھی ہوگی آسان

ہر چند فقیر و بینوا ہون
ہین عقدہ کشائے کار مشکل
ہے تجھ سے دعا یہ رب اکبر
دو اُنگلیون پر اُٹھائین گے در

یہ تو مصروف دُعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے مقتدی قبول آمین کہتا تھا اُدھر شاہ جادوان نے برج کی طرف افسون دم کیا کہ وہ دھوان بنکر اُڑ گیا عمرو اُس مین سے نکلا سب نے دیکھا کہ رنگ رُخ سفید ہے جسم زار و نزار ہے آبلون سے تن لاغر ہے شاہ نے اُسوقت ہنسکر خطاب کیا کہ کیون خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو ہمپر کرو خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ مین جادوگر پر لعنت کرتا ہون شاہ نے کہا اب حال لعنت ملامت کا کھلا جاتا ہے کچھ ہی دیر مین دھڑ پر سر نہوگا یہ کہکر رقعہ جمشید دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ عمرو کو جلد قتل کر اُس سے کچھ گفتگو نہ کر ورنہ وہ رہا ہوجائیگا اور اُسکو برج سے نکالنا اچھا نہوا قید رکھنا بہتر تھا اس حال کو معلوم کرکے اپنے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اُٹھکر ایک بنگلہ بنکر عمرو کے گرد ہوگیا پھر اپنے ساحرون سے کہا کہ مین جب اس بنگلہ کو غائب کرون تم عمرو پر تیغہائے سحر کرکے ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے اسکے کرڈالنا ساحر حسب ارشاد تلوارین اور حربہ ہائے سحر لیکر گرد بنگلے کے استادہ ہوئے اور اپنے چاہا کہ بنگلے کو غارت کرون ناگاہ بروے ہوا نوبت و نقارے بجے شاہ بہر نظارہ اُسی سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار اژدر تشتی آتے ہین اُن پر دو جادوگر علمہائے رنگ برنگ لیے بیٹھے ہین پرچم ہر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ عمرو و امیر تحریر ہے یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حمایتی آئے معلوم ہوتا ہے کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہے ملکہ نے عرض کیا کہ پھر عمرو کو جلد مار ڈالیے شاہ نے کہا اب اُن کو بھی آلینے دو حوصلہ دل کا اُن کے بھی نہ رہ جائے دیکھو تو

کہ مین کیونکر سب کو غارت کرتا ہون یہ کہہ کر ایک نارنج جانب فلک اُچھالا وہ نارنج بروے ہوا پہونچ کے پھٹا اور
دھوان اسمین سے نکلکر بادل بنا اور سر پر ان چار لاکھ ساحرون کے چھایا کچھ ترشح ہونے لگا بوندیان جو ان جادوگرون
پر پڑین سب کاغذ کے پتلے جیسے بھیگے کہ گھل کر مع اژدر کے زمین پر گرے چار لاکھ علم سرنگون ہوے بادشاہ
نے ایک قہقہہ مارا تمام شاہان قلعہ نے تعریف کی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا واہ سامری کو بھی یہ سحر نہ آتا ہوگا۔
اسی تعریف کرنے مین صداے نفیر سحر سُنائی دی اور دو لاکھ سوار مرکب ہاے سحر پر بیٹھے لباس زرین پہنے ظاہر ہوے
شاہ جادوان نے اُن سوارون کو دیکھ کر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دو سوار پیدا ہوے اور بادشاہ
سے قریب آکر عرض پیرا ہوے کہ آپ کیا حکم دیتے ہین اسنے کہا یہ جو فوج سوارون کی آتی ہے دیکھین تو یہ کیونکر
آپس مین لڑتی ہے یہ حکم سُنکر وہ دونون سوار غائب ہوگئے وہ فوج آتی تھی یکایک دو لاکھ سوار داہنی جانب
ہوگئے اور دو لاکھ بائین جانب بیچ مین میدان کھل گیا اور آپس مین ایکنے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے
لگی روے ہوا خون سے گلنار ہوا کھاے زخم سے تختہ گلزار ہوا تلوار رجب علم ہوئی گردون نے سر اونچا کرنا چاہا
بہرام الامان زبان پر لایا کھچاکے کی آواز منزلون گئی تھیارون کی چقاچاق سے دُنیا بھر گئی روے ہوا سے
خون برسا عالم برزخ عرصہ جنگاہ ہوا طائر اور خلقت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا یہ جنگ جو باہم آغاز ہوئی پیچھے
اس لشکر کے ملکہ مہ مثال نرگسی چشم آتی تھی اُسپر یہ حقیقت کھلی اپنا تخت اُڑا کر قریب تخت ملکہ بران
آئی اور پکاری کہ اے ملکہ دوران آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا کام آیا برسر جنگ افراسیاب ناکام
آیا ملکہ موصوف کے کانون تک جب یہ پیام آیا فوراً اختر مروارید کو ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ جہان کہین سحر
افراسیاب کا لڑتا ہو چل جائے ہمارا لشکر اُس لڑنے سے سنبھل جائے ایک لو اُس اختر سے جدا ہو کر غائب
ہوئی اور زیر زمین مین پہونچی وہان وہ دونون سوار جو افراسیاب پاس آئے تھے باہم لڑ رہے تھے اور انھین کے لڑنے
سے سب فوج بروے ہوا جنگ آزماتی تھی پس اُن سوارون کے جسم مین یکایک آگ لگی جلکر خاک ہوے ادھر سواران
ملکہ بران ہوش مین آکر لڑنے سے باز رہے شاہ جادوان نے اُن کو ہوش مین آتے دیکھ کر شاہان دربند سے کہا
ہوشیار ہو جاؤ حریف آپہونچا سب ناظمون کا لشکر مسلح تو کھڑا ہی تھا حربہاے سحر و شمشیرہاے آلودہ زہرناک
لیکر جانب حریف متوجہ ہوا ادھر ملکہ بران نے حکم اپنے ناظمون کو دیا کہ ہان لے شیران دشت ساحری و نبرد آزمائی اب دیر کیا ہے
صید زبون تمھارا تمھارے سامنے کھڑا ہے لو اور شکار کرو یہ حکم دینا تھا کہ ہزار ہا بوق و نفیر پھنکی فوج تو سجی ہوئی تھی
لینا لینا کہہ کر حملہ آور ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ شور محشر اُسکا ایک نمونہ تھا اُدھر سے فوج افراسیاب چلی ادھر
ادھر سے یہ ندی موج مار کر بڑھی ملکہ بران فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیکر آپ غائب ہوگئی یہان فوجین جو باہم
حملہ آور ہوئین تو یہ ظاہر ہوا کہ دو جہان ٹکرا گئے کون و مکان کے ساکنون کو غش آگئے ہواے تیغ کے سناٹے
کے سوا کچھ سُنائی نہ دیتا تھا ہر سمت بگیر و بکش کا غوغا تھا شمع جان عالم بجھ رہی تھی صرصر شمشیر چلتی تھی تلوار
علم ہنگام جنگ تھی آسمان و زمین چونرنگ تھے آب سیماب رنگ آب و تاب صمصام و خنجر رزدان تھا

شکست لنگر زمین و آسمان تھا خشکی مین ڈوبتا جہاز جسم و جہان تھا موجین قہرناک اٹھتی تھین موت کی
بھیا آئی تھی ماہی جان گرداب تن مین قیمہ ہوئی تھی زندگی جہان کی حباب آسا ہوئی تھی پہلے ہی حملے مین
لاکھون سینے تیرون نے فگار کیے تھے سیف و خنجر نے چہرۂ نگار کیے تھے جوف زمین و فلک بصورت ترکش تیرون سے
مملو نظر آتا پر عقاب سے جہان پر کھول کر اڑا چاہتا تھا شاہان دربند طلسمات ایک دوسرے پر جو حملہ آور ہوے
تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے یا دو دریاے زخار موج مار کر قرین یکدگر آگئے فوجون کی مورچال سے
بحر اعظم کا لہرانا ظاہر موج آب سنان و خنجر قاہر کہین تیرون کا سنسنانا کمانون کا بزور و شور کڑکنا کہین خنجر و تیغ کا
کھچا کا دل عالم دہلاتا اسلحہ سے تو اس طرح کام لیا جاتا تھا جادوگرون کا یہ حال ہوا تھا کہ نخل عالم نارنج
و ترنج ہی سے پھلا تھا ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا پھلا تھا ایک ایک ناریل ہزارہا کے سینے توڑتا بیر بغیر جان
لیے منھ نہ موڑتا تھا کہین سیندور کا چوکا دیا تھا کنڈ لاکھا تھا ماش کے آٹے کا سانپ لہراتا تھا لاکھون
جوت کا دیا جلتا تھا دن کو ستارہ نکلنے کا گمان تھا لاکھون سورج سحر کا زیر آسمان تابان تھا ہزارون چاند
نکلا ہوا تھا اور ہزارون ستارہ اُڑ کر گر رہا تھا بجلیون کے گرنے کا تار بندھا تھا شیر سے بنڈیلا مارے عقرب
فیل سے گینڈا ابھر گیا تھا اژدر سے اژدر لپٹا ہوا تھا لاکھ ہا پنچہ چمک چمک کر گر رہا تھا بیرون کا تانتا بندھا تھا کلوا بھیرون
سے اٹکا ہوا تھا ڈہرو بجتا تھا نرسنگھ سے جوگی جبیال کا مقابلہ تھا ساحرون کے چھومنتر نے ساحر دہر کو چھچھوتا
دیا تھا عجوزۂ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگایا تھا نیرنگی عالم وہان کے سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اُس ساحر
سازی کے مقابل ایک ادنی شعبہ کوئی ساحر خون تھوکتا کسی کا کلیجہ کٹ کر گر رہا تھا سلین برستین برف گرتی
ابر چھائے ہوے طبق زمین کے تھرّاتے غبار ایسا اُڑا تھا کہ زمین کا طبق بربوے ہوا تھا پتھر پہاڑون سے
اکھڑ اکھڑ کر گرتے غار مین پڑے ہوے پہاڑون کو زلزلہ باہم ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روے زمین کے خشک تھے
ناریل برستے تھے یا شکم آہوے دہر سے گرتے نافۂ مشک تھے شاہ جادوان بھی سحر پڑھکر بلند ہوا تھا اور سحر کرنا
چاہتا تھا نعرہ کر رہا تھا کہ اے یادگار سامری و جمشید گھبرانہ جانا کثرت لشکر دشمن سے خوف نہ کھانا مین سب کو
غارت کیے دیتا ہون اسی ہنگام مین برّان جو اپنے لشکر سے غائب ہوئی تھی پہلو پر اسکے ظاہر ہوئی اور
پکاری کہ اے افراسیاب اگر اختر مرواریدتیرے سامنے آجاے تو کیا کرے شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر
دیکھا ملکہ مذکور نے اختر کو دکھا دیا اسکا جسم کانپا اور چکر آیا اسکے ساتھ عشاق دودست جادو و
شیاطین بُت پرست وغیرہ راست و چپ پر استادہ تھے اُنھون نے سحر پڑھا کہ گھٹاٹوپ ازخود
پیدا ہوکر بادشاہ پر چھا گیا اور شاہ اسکے اندر آگیا گرنے سے بچا اور ہوشیار ہوا اس اثنا مین برّان نے ایک
نارنج سحر پڑھکر لشکر پر مارا کہ اُس نارنج کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا بیرون نے
اُن مقتولون کے غل مچایا فوجین تو لپٹی ہی تھین لاش پر لاش گر رہی تھی شور و غوغاے مبارزان سے علاوہ
صداے بیرہاے سحر نے زمانہ سر پر اٹھا لیا برّان ہیچہ سحر کا پکڑ کر اور اختر ہاتھ پر رکھ کر صف لشکر عدو مین در آئی

اور ایک ایک وار مین چالیس چالیس کا کام تمام کرتی تھی ادھر ملکہ مثال نے ایک ہلال جو مارا تو سو ہلال جو بنکر گرے ایک ایک ہلال سے ساحرون کے دو دو ٹکڑے کیے یہ حال دیکھ کر حیرت آگے بڑھی اور پکاری اے شہنشاہ آپ کس طرف ہین وہ سحر کے گھٹاٹوپ مین تھا جواب کون دے اسکو یقین ہوا کہ بادشاہ چلے گئے اوسوقت ایک نارنج ملکہ بران پر اسنے مارا وہ نارنج ملکہ مذکور کے سینے پر لگا کہ اس کے صدمہ سے بیہوش ہوگئی شہزادیون نے دربند کے اسکو سنبھالا اس اثنا مین باغبان وزیر پھول برساتا ہوا آگے بڑھا ملکہ قمر سپہر انجم حشیم نے مشت گوہر جھولی سے نکال کر مارے کہ وزیر مذکور کے جسم پر بسان تیر وہ آکر پڑے یہ بھی زخمی ہوا اتنے عرصہ مین بران کو ہوش آیا مجلس اسکے پاس کھڑی تھی اور اس کے بیہوش ہونے سے متردد تھی اب اسکو ہوش مین پاکر شمشیر سحر پکڑ کر لشکر عدو پر گری اور اسی طرح مثل بازی طفلان سحر کے لشکریون کو ہلاک و غارت کرنے لگی ادھر ملکہ بران نے شاہان دربند طلسم سے اپنے پوچھا کہ مجھکو نارنج کس نے مارا تھا انھون نے کہا حیرت نے یہ سنکر اسنے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کر مارا وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی پیشانی پر آکر لگا کہ وہ چکر کھا کر گرا حیرت بھی جانب زمین چلی ایک پنجہ از خود پیدا ہوا کہ اسکو اٹھائے چلا اُسوقت اسنے پکار کر نہیب دی کہ اے بران پنجہ سحر کا مجکو لے جائے اور تجکو زمین کھا جائے بران یہ کلمہ سنکر زمین پر اتر آئی اور غرق زمین ہونے لگی اور پکاری کہ اے حیرت مین تجکو چھوڑاتی ہون تو مجکو چھوڑا دے اس کلام سے پنجہ نے حیرت کو زمین پر اُتار دیا اور زمین نے بران کو چھوڑا پھر یہ دونون اُڑ کر برد ہے ہوا ہم نبرد ہوئین اور بران قتل و قمع کرتی ہوئی ایک طرف چلی حیرت اسکی فوج مین در آئی اس اثنا مین شاہ افراسیاب گھٹاٹوپ سے باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے سبب سے ہے تو اب اسکو مار ڈال یہ سوچ کر تیغہ سحر پکڑ کے بنگلہ کی جانب چلا لیکن اور ماجرا سنیے یعنی چالاک و سرشار و سلطان وغیرہ جو برق عیار سے جدا ہو گئے تھے غوغاے اجتماع لشکر سنکر اس طرف آئے اور پہلے اُس طرف انکا گذر ہوا کہ صحرا مین مہرخ و بہار وغیرہ مع اپنے لشکر کے غم عمرو مین رو پیٹ رہی تھین اور مستعد بہ سحر افراسیاب تھین یہ حال ان لوگون کا دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک بلندی پر عیارون کو مصروف دعا پاکر پاس اُن کے جاکر حال دریافت کیا اُنھون نے سب ماجرا کہا اسوقت چالاک نے خوب مضبوط ہو کر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کچھ تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو انھون نے جواب دیا کہ شاہ طلسم کا سحر ہم رد نہیں کر سکتے اس مین سلیمان نے سلطان سے کہا مجکو یاد پڑتا ہے کہ شاہ جادوان نے بروز نوروز ایک تعویذ تانبے پکھراج ہاتھ کو دیا تھا اور ایک برات کو اپنے سحر سے اسی طرح دیو بنا کر تم سے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھو کے پانی براتیون پہ چھڑکو چنانچہ ایسا ہی تم نے کیا تھا وہ ساری برات ہوشیار ہوگئی تھی پھر اگر وہ تعویذ تمھارے پاس ہو تو ان لوگون پر بھی پانی اُسے دھو کے چھڑکو سلطان نے کہا تم نے خوب یاد دلایا ہان وہ نقش میرے پاس موجود ہے یہ سنکر چالاک تخت پر سے کود ا اور چشمہ سے جاکر مشکیزہ پانی سے بھر لایا اُس نقش کو دھو کر پانی مین ملایا اور ایک ساحر رُ ے ہوا پر جاکر قائم ہوا اور لشکر جہان سے

جہان تک سحر مین مبتلا تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرنے لگا کہ ایک اُس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور شمیم مسحوران مین لگی وہ سب اول تو بیہوش ہو گئے پھر جو ہوشیار ہوئے آپ مین آ گئے اور حربہ ہائے سحر لیکر پھر لشکر افراسیاب پر چلے اُس وقت قران اور سب عیار چالاک سے ملے اور کہا اے برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے ہوش مین نہ تھے اور تمکو ہم نے پہچانا نہ تھا اچھا اب چلکر فوج دشمن پر گرد اور خواجہ کو یہ حل وقت اُنکو رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ جا کر شریک مہرخ ہو کر مقابلہ کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کر کے ایک طرف روانہ ہوا اور قران و برق وغیرہ ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچ کر لڑنے لگے اور لشکر مہرخ و بہار وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب نہ تھا جو آسمان پھٹ پڑے شاہ جادوان ان ساحرون کے آنے سے حیران ہو کر انھین کی طرف دیکھنے لگا کہ ان کو کس نے رہا کیا از بسکہ تیغ لیکر قریب بنگلہ کے آچکا تھا ان لوگون کی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق بن کر بنگلے کی جانب چلی بادشاہ اسکی طرف متوجہ ہوا تھا کہ ایک طرف سے لیغزہ قران کا سر پر پڑا تیزین سحر کی سر پر آرہ ہوئین اور یہ قران کی طرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے کمند ماری کمند تو جل گئی مگر بادشاہ ادھر پھر اقران اس عرصہ مین اور طرف ہو گیا اسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار کرون کہ ایک سمت سے ضرغام نے خنجر مارا بچہ نے خنجر روکا اور اُسی کی جانب پھرا تھا کہ جانسوز نے حباب بیہوشی ناک پر مارا یہ چکر کھا کر گرا تپلے سحر کے پیدا ہو کر ہوشیار کرنے لگے اور عیار سب اُس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جب تک بادشاہ ہوشیار ہوئے اسوقت تک ملکہ بران بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اُڑا عمرو ظاہر ہوا اور اُسنے جو بران کو دیکھا پکارا کہ اے ملکہ جلد مجکو لے چلو ایسا نہو کہ لڑنے مین مجکو بھول جاؤ اور اس غوغائے لشکر مین ہر چند عمرو چیخا مگر کچھ سنائی نہ دیا لیکن ملکہ اسکے چھڑانے کو تو گری ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈال کر لے اُڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کرکے چلے کہ لینا لیے جاتی ہے ملکہ نے اختر کی ضیا اُن ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہو کر گرے اور ملکہ بلند ہو کر سناٹا مار کر چلی ادھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا گئی لے گئی کا غوغا سنکر اُڑا لاکھون ساحر اُڑکر عقب ملکہ چلے تھے اُنکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سد راہ تھی اور بادشاہ جو اُڑا سرداران بُران نے روکنا شروع کیا اسنے ایسا افسون دم کیا کہ سب نے اُسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا مار کر چلا لیکن بُران اس عرصہ مین بہت جلد دور نکل گئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ رہونگا یہ دونون تو آگے پیچھے جاتے ہین لیکن بُران کے خواجہ کو لے جانے سے تمام ناظمان در بیدہ طلسم ہوش ربا کو ایسی خجالت ہوئی کہ جان دینے پر آمادہ ہوئے اور بڑے جوش و خروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ زن ہوئی کہ خورشید کو اُسکی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دُنیا سیاہ خانہ بنی گھمسان کی مار ہوئی بگیر و بہ بندکی

پکار رہی تھی منزلون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریائے خون روان کے برابر اور ایک دریائے
خون روان تھا وقت فراق جسم و جان تھا ایک طرف سے ملکہ مہرخ ایک جانب سے فوج بران گری
ہوئی تھی کہ ابیات

قسمت نے تھی وہ زمین دکھائی
آتش کے کلام طعنہ آئینہ
ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم
آب دم تیغ و خنجر تیز
تلوار غضب کی چل رہی تھی
کھاتی تھی اُسے بزنگ اژدر

گویا زمانہ ٹھہر گیا تھا
کوسون نہ تھی بوئے آشنائی
ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے
نیش اُنکا روان تھا بشکل کژدم
تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھی سانپ کہ زہر اگل رہی تھی

کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا
سینون مین تھی آتش حسد تیز
مثل دم اژدر اُن کے دم تھے
پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
آتا تھا جو دشمن اُسکے منہ پر

ملکہ حیرت نے ہر چند جد و جہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہ ہوئی
آخر تھک کر طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رُکے اور آپس سے جدا ہوئے لشکر یان بران شاہان طلسم
در بند نورافشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالیشان مراجعت فرما ہوئے اور متصل لشکر ملکہ مذکور یہ بادشاہ
بھی اُترے اُدھر حیرت نے داخل لشکر ہو کر ہر ایک کو اُترنے کا حکم دیا منزلون تک دونون جانب لشکر
اُترے حیرت کے یہان تو مجمع عظیم پہلے ہی سے تھا مہرخ کے یہان بھی ویسا ہی ہجوم ہوا کہ جہان تک
نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر پڑتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا کہ حیرت کی طرف بیان ہو چکا یہان بھی تھا
یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اس فکر مین جانب دشت چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران
سے کیا گذرتی ہے یہان ملکہ مہرخ سے سرشار و سلیمان و سلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکور نے
ان کو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ دربارگاہ رہنے کو دیا کفاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہی خوشی سے
مقیم ہوئے ان کو اس حال مین چھوڑ کر شاہ طلسم کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ یہ جو عقب بران چلا
وہ دور جا چکی تھی اور راہ مین سوچتی جاتی تھی کہ تو براے طلسم مین کامیاب نہ ہوگی خاصکر شاہ طلسم سے سر بر
ہونا مشکل ہے اور وہ تیرے پیچھے آتا ہے کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کر کے صحرا مین اُتر گئی
اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کر کے ڈال دیا اور آپ بھی جا کر درۂ کوہ مین چھپ رہی اس لیے کہ جو
گذرے اس کو زہر کھلا دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کر ہی نہ سکے گی طلسم کچھ فتح تو
آج ہوا نہین جاتا پھر بیکار ہے لڑنا خواجہ کو چھڑانا تھا وہ تو ہو گیا غرض جب یہ پوشیدہ ہو گئی شاہ طلسم
کچھ دیر مین وہان آیا ہر سمت اُسکا تجسس کیا کہین اُسکا پتہ نہ پایا اپنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران
کہان ہے سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس اختر مروارید ہے اسکو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ
مذکور اپنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا
باغ سیب مین آ کر کچھ دیر ٹھہرا پھر سمجھا کہ یہان بھی ساحر میری ملاقات کو آئین گے اُنسے شرمندگی ہوگی

یہ سمجھ کر ظلمات مین چلا گیا اور ایک مکان مین وہان کے آکر منھ اپنا لپیٹ کر پڑ رہا دل سے کہتا تھا کہ اتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجکو ہوئی یہ نشانی تیرے ادبار کی ہے اب طلسم بھی تو حوالہ باغبان کر دے اسد کو اور نہ پیچ کو چھوڑ دے پھر آپ ہی دل سے کہتا کہ اے افراسیاب تو کیا ہے بران کو اُسکے گھر سے جاکر پکڑ لائے اور اسد کیند جہان پر قید ہے اُسکو کون چھڑا سکتا ہے لوح کا حال کسی کو معلوم نہین ایسا کہ تو جدا ان طلسم اور رکن رکین طلسم بھی نہین جانتے پھر تو گھبراتا کیون ہے ایسی باتین دل سے بناتا رنج و امید کی حالت مین پڑا تھا ادھر تو برا اسکے چلے آنے کے کچھ دیر تو بران مخفی رہی از بسکہ جنگ عظیم چار روز رہی تھی آج جو تھا دن تھا کہ اپنے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگنے اور چھپنے مین گذرا تھا ملکہ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ تھی درہ کوہ سے باہر نکلی اور بنا بر احتیاط کے خواجہ کو غار سے نہ نکالا جب شہنشاہ سیاران میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات مین گیا اور ملکہ ناہید نے پردہ تیرگی شب سے نکلکر فروغ پکڑا کہ نظم

ستارون سے کھلا پھر تختہ شام
ہوئے مہتاب سے روشن در و بام
ستارے بھی شگفتہ دل تھے کچھ آج
سر شب پر دھرا تھا ماہ کا تاج

بران نے عمرو کو غار سے نکال کر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا اختر مراد کے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا خواجہ نے بھی گلہاے کلام اُس لالہ فام پر نثار کیے اور گلستان شکر مین عندلیب وار ترنم سرا ہوا کہ اے ملکہ تمھارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی تم نے بڑا احسان مجھپر کیا ہے مین اُسکا شکریہ ادا نہین کر سکتا واقعی تیرا یہ رتبہ ہے کہ نظم

شرمندۂ فیض اہل امکان
کیا شکر ادا کرون مین تیرا
شہرہ ترے فیض کا ہے ہر جا
زر مہر سے مہ سے سیم برسے
قبضہ مین ہر ایک دل کا ایوان
دیکھے جو تو فیض کی نظر سے
یہ جوبن یہ زور یہ حکومت
یا رب رہے تا ابد سلامت

بران نے سحاب بیان سے گہر باری کی کہ خواجہ مین آپکی دختر کے برابر ہون اور حوا کی کنیزی کا بھی ہون آپ بزرگی فرماتے ہین جو ایسا کچھ زبان پر لاتے ہین یہ جنگ مین نے اپنی راے سے کی پدر عالی قدر کو اسکی خبر نہین خواجہ نے کہا شاہ کوکب اس حال کو سنکر ناراض نہ ہون گے بلکہ خوش ہون گے ملکہ نے فرمایا خیر ہر چہ بادا باد لیکن افراسیاب جس طرح مجھ سے لڑا اس طرح میرے باپ سے نہ لڑ سکتا مرد عورت مین بڑا فرق ہوتا ہے اور بہت سے سحر ایسے ہین کہ عورت سے نہین ہو سکتے ہین اگر تم قید نہ ہوتے تو مین بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر مین تشریف فرما تھے تو مین نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لیکر آپکی مدد کو چلون گی اب لشکر کشی ہو چکی میرا جی نہین چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤن دل مین آتا ہے کہ دریاے خون رواں خشک کر دون اور نیل پر یزدان توڑ ڈالون خواجہ نے کہا اب براے چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہے آیندہ جیسی صلاح تمھارے باپ کی ہوگی وہ کرین گے ملکہ نے کہا اچھا سمجھا جائیگا اب تو ذرا دم لے لین یہ کہہ کر دامان کوہستان مین گئی اور کوس بھر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھ کر سحر پڑھا

کہ چند نازنینان مہر طلعت زمین سے نکلکر سامنے آئین اُنسے حکم کیا کہ سامان آرام و راحت مہیا کرو یہ حکم پا کر وہ غائب
ہوگئین بعد لمحہ کے پھر آئین لب چشمہ مسند مغرق بچھا دیا ملکہ و خواجہ آکر بیٹھے چنگیرین اُن گلعذارون نے سامنے
رکھدین پھر دو عورتین آئین اور دسترخوان اُنھون نے بچھا دیا کھانا انواع و اقسام کا لذیذ سلانی بھی
اور آفتابہ سامنے لائین خواجہ اور ملکہ نے ہاتھ دھو کر کھانا نوش فرمایا
بعد فراغ اکل و شرب نازنینان زرین پوش آئین اور کشتیان شراب ارغوانی ساتھ لائین
ملکہ مے نوشی کرنے مین مصروف ہوئی اُسی اثنا مین چاندنی نے کھیت کیا دشت و در
چاندنی کا بنا ہوا سر و چلنے لگی پانی چشمون کا لہرین لیتا تھا جنگل مین پھول رنگ رنگ
کے کھلے تھے ملکہ کیفیت لالہ زار چاندنی دیکھتی تھی اور عمرو اس کی خاطر سے آہستہ
آہستہ کچھ گاتا تھا یہ تو اس کیفیت مین ہین لیکن عیار جو برائے دریافت حال خواجہ نیک کردار
ملکہ خوش اطوار صحرا مین آئے تھے اُنھون نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا سمجھے کہ بران
اسکو نہین ملی پس یہ بھی شاد شاد اپنے لشکر کی طرف پھرے راہ مین اُنسے اور چالاک سے ملاقات ہوئی
اور اوسکو قسمین دین کہ مرشدزادے لشکر مین تشریف لے چلو اُسنے کہا وہان خواجہ سے حجاب ہوگا ابھی
کوئی کارنمایان مین نے نہین کیا ہے عیارون نے کہا ابھی خواجہ لشکر مین نہین ہین اور بڑا کام تو تمنے یہ کیا
کہ تمام لشکر کو سحر سے شاہ جادوان کے چھڑا یا اچھا بروقت آئے خواجہ صاحب چلے جانا عیار مذکوران کے
بجد ہونے سے ہمراہ ان کے چلا اور یہ سب اول جانب لشکر حیرت آئے یہان حیرت کے حکم سے لاشین
مقتولون کی اُٹھ رہی تھین ملکہ مسطورہ اندر بارگاہ کے چُپ غم مین مبتلا بیٹھی تھی ناچ گانا موقوف سناٹا تھا
لشکر دن مین بھی وہ گھما گھم اور رونق نہ تھی جابجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب طلسم بچنے کا نہین مناسب ہے کہ یہان سے
نکل چلین ورنہ دین دنیا ان سب برباد ہوگا بعض خیام سے غم پدر و پسر و برادر سے صداے نوحہ و شیون
برپا تھی عیار یہ تمام سب دیکھتے ہوے اپنے لشکر مین آئے یہان مقتول دفن ہو رہے تھے نقارۂ شادمانی
پر چوب پڑ رہی ہر خیمہ مین ناچ ہو رہا تھا بازار عیش و عشرت گرم تھا عیار سب طرف پھر کر بارگاہ مین آئے
ضرغام نے سب سے کہا کہ یہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہین ہر ایک سردار بڑی گرمجوشی سے ملا چالاک نے
بھی صفت و ثنا ہر ایک کی ادا فرمائی مہرخ نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی خلعت سے مخلع کیا اس کیفیت مین
مہتر قران نے خبر دی کہ ملکہ ہماے جادو آتی ہین مہرخ نے استقبال کرکے بلوایا اسکے ہمراہ مجلس جادو
بھی تھی غرض ان کو بتعظیم تمام بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہے ہماے نے کہا مین اسی واسطے
آئی ہون کہ تم سے صلاح کرون میری راے یہ ہے کہ شب کو شاہان دربند طلسم کو چلکر اپنی بارگاہ مین لے آؤ مہرخ
نے کہا بہتر ہے چلو یہ کہکر مع ہماے کے سوار ہوئی قران بھی ساتھ چلا آخر اُس لشکر مین پہونچ کر ہر ایک سے
ملاقات کی اور اپنے لشکر مین چلنے کے لیے اصرار فرمایا ہر سردار عرض پیرا ہوا کہ ہم تابع فرمان ملکۂ بران

ہین وہ ہم سے کچھ فرما نہین گئین نہ یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے اپنے ملکون کو جانا نہ یہ فرمایا کہ یہین رہنا ہم کو آپ ابھی
اسی جگہ رہنے دین صرف اتنا بندوبست کردین کہ ایک صحرا سے فراخ و وسیع مین ہم کو اتروا دین کہ یہان
تکلیف بہت ہے یہ سنکر مہرخ نے مہتر قران سے کہا کہ یہان سے پانچ کوس پہ ایک کوہ سیاہ ہے وہان ان
سب کو لیجا کر اتروا دو سب بادشاہون نے کوچ کیا قران ان کو لیکر ہمراہ چلا او ردامن کوہ مین جب پہونچے
دیکھا کہ ایک میدان تیس ۳۰ کوس کا ہے جسمین نہ کوئی درخت ہے نہ جھیل ایک تختہ صندل کا ایسا ہموار و مصفا
زمین کا تھا غرض وہان لشکر اترا لیکن بازار سے ملکہ مہرخ کے سب اس لشکر کا آکر ملگیا اب سب ساحرون کو
بفراغت جاے سکونت ملی مہرخ و قران پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے اور مصروف عیش ہوے اس وقت
صرصر عیارہ بھی بقصد عیاری اس لشکر مین آئی اور یہان ہزارہا ساحرون کو لشکر بھر مین سے آتے جاتے
دیکھا اسنے انھین کو دیکھ کر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اندر کرسی جواہر نگار
پر ایک عیار کو اسنے بیٹھے دیکھا یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اسکو پہچانتا تھا لیکن اسنے قیافہ
سے دریافت کیا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر امیر سے آیا ہے مگر خواجہ کی صورت سے شکل اسکی بہت مشابہ ہے
غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھ کر آگے بڑھی اور مہرخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا ملکہ نے
پڑھا لکھا تھا کہ منہ بران اے مہرخ مین غمزہ کو لیکر فلان پہاڑ کے دامن مین آئی ہون اور اپنے طلسم کو
جایا چاہتی ہون اگر تمھارا جی چاہے تو میری ملاقات کو آؤ اور غمزہ بھی میرے ہمراہ جائینگے اُن سے بھی ملجاؤ
اور ایک چیز مینے سحر سے تیار کر کے اس ساحرہ کے ہاتھ تمکو بھیجی ہے اُس چیز کو اس سے لیکر سونگھنا تم کو سب
واضح ہو جاے گا کہ مین کس وجہ سے تمھارے پاس نہین آئی اور اُس کو تنہائی مین جا کر سونگھنا تاکہ میرا راز
اوروں پر نہ ظاہر ہو ملکہ مہرخ مضمون نامے سے آگاہ ہو کر اُٹھی اور بارگاہ کے دونون سمت راوٹیان بنی ہین
عیارہ کے ہمراہ ایک راوٹی مین آئی یہان چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی اسی لشکر کی ہے کوئی بات پوشیدہ ہوگی
اُسکو بیان کرنے کو علٰحدہ لے گئی ہے یہ سمجھ کر چپکا بیٹھا رہا اس اثنا مین بہار اپنی بارگاہ سے یہان آئی چالاک
کو یہ پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام مین داخل ہوئی ہے اسوقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھ کر باتین کرنے لگی
ہنگام تکلم مین اسکو خیال جو آیا تو پوچھا کہ ملکہ مہرخ کہان ہین چالاک نے کہا کہ ابھی ایک ساحرہ نامہ
لیکر آئی تھی اُسکو لے کر الگ گئی ہین کچھ مشورہ کرنے کو بہار نے کہا اکثر شاہ جادوان کے یہان کی عیار
بچیان جادوگرنیان بنکر آتی ہین اور پکڑ لے جاتی ہین انکو کیا ضرور تھا کہ اکیلے گئی ہین چالاک نے پوچھا
عیار بچیون کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا عیار بچیان پانچ ہین صرصر شمشیر زن۔ صبا رفتار۔
شرارہ نقب زن۔ شمیمہ سنگ انداز۔ تیز نگاہ خنجر زن۔ انھون نے تمھارے باپ اور
بھائیون سے سامنا کیا ہے اور دعوی برابری کا رکھتی ہین عیار مذکور نے کہا تو پھر چلکر ملکہ کی خبر لینا چاہیے
یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور راوٹی مین آیا یہان صرصر مہرخ کو جب لائی ملکہ مذکور نے کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے جو

بتران نے بھیجی ہے عیارہ نے کمر سے ایک حباب بیہوشی نکال کر اُسکے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی اُسنے پشتارہ باندھ کر قنات چاک کر کے راستہ پکڑا چالاک نے جو آکر دیکھا جہاں مہرخ کا پانون پڑا تھا وہاں کا فرش تو دب گیا تھا اور عیارہ کے پانون کا بالکل نشان بھی نہ تھا عیار یہ دیکھ کر جھپٹا اور تلاش کنان صحرا مین پہونچا صرصر ہنوز جنگل مین پہونچی تھی کہ اسنے پہونچ کر نعرہ کیا باش کہ ما ہم رسیدیم صرصر سمجھی کہ مین پشتارہ بدوش بھاگ نہ سکونگی بس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی عیار کے عقب مین بہار بھی آئی تھی چالاک نے اُس سے کہا کہ تم مہرخ کو ہوشیار کر کے لے جاؤ مین اس عیارہ سے سمجھ لون یہ کہہ کر جانب کوہ چڑھا صرصر وہان سے بھی چلی اور پکاری کہ ارے مین جانتی ہون کہ تو عمرو کا بیٹا ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ چلا جا اسنے جواب دیا کہ اری چڈو تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ مین بیٹھا رہا اور تو عیاری کر گئی تیرا نام کیا ہے عیارہ نے کہا منم صرصر یہ کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اُتر کر چلی چالاک سمجھا کہ یون قید نہو گی بس دھوکا دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھ کر منھ ہاتھ دھونے لگا صرصر نے پھر کر دیکھا کہ دیکھون میرے تعاقب مین آتا ہے یا نہین اُسکا منھ جو پھیر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اسنے ایک گولی بیہوشی کی بھری کاغذ کی کمان مین رکھ کر جو ماری صرصر کی ناک پر آکر پڑی وجہ اسکے ناک پر پڑنے کی یہ ہوئی کہ جب اُسنے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا یہ بھی تو بے نظیر عیارہ ہے سمجھی کہ یہ عیار مجکو دھوکا دیتا ہے آپکا صرصر مجکو پکڑے نے بس یہ سمجھ کر سامنے بیٹھ گئی اور حلقہ ہاے کمند اپنے سامنے کی طرف اس طرح بچھانے لگی کہ جو کوئی ادھر سے گذرے وہ اسمین پھنسے یہ کمند بچھانے مین مشغول تھی کہ گولی آکر ناک پر پڑی اور حباب کی طرح پھوٹ گئی بیہوشی تیر کی طرح اسکے دماغ مین سرایت کر گئی تڑاتڑ کئی بار چھینکی اور بیہوش ہوگئی چالاک خوشی خوشی دوڑا جب قریب اُسکے پہونچا کمند کے حلقون پر پانون پڑا سا تون بند کمند کے اچھل کر گردن و کمر مین آگئے اور یہ بندھ کر گرا اُس کے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ کچی ہو گئے چونکہ جنگل مین ہوا سرد چلتی تھی عیارہ بھی جلد ہوشیار ہو گئی اور اسنے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہے یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی لیکن کمند مین چالیس گرہین ہوتی ہین اور بڑے عیار جو زبردست ہوتے ہین وہ یہ طریقہ جانتے ہین کہ ایک طرف سے سر اکمند کا پکڑ کر جھٹکا مارتے ہین سب گرہین کھل جاتی ہین چالاک بھی یہ خیال کر رہا تھا کہ کدھر سے جھٹکا مارون جو گرہین کھل جائین اسی خیال مین تھا کہ صرصر کود کے اس پر آ ہی تو پڑی اسنے بعجلت تمامتر جھٹکا سر اکمند کا تھام کر لگایا کہ سب حلقہ اُس کے کھل گئے اسوقت اسنے صرصر کے اس زور سے ایک لات ماری کہ دور ڈھلک کر ایک غار مین گری یہ جست کر کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا صرصر کو کچھ نہ بن آیا اُسنے انثیین اسکے پکڑے اتفاق سے صبا رفتار بھی اس طرف آئی اور پکاری کہ گھبرانا نہین ہم بھی آپہونچے صرصر سمجھی کہ شاید قران آیا یہ سمجھ کر اسنے چالاک کو چھوڑا اور جست کر کے چلی چالاک بھی کود کر اسکے برابر ہی پہونچا ناچار اسنے نیمچہ کھینچا چالاک بھی نیمچہ

کھینچ کر مقابل ہوا دونون عیار زنیان اسپر چوٹین ڈالنے لگین اور یہ بھی روک روک وار کرتا تھا
چالیس چوٹین اسنے مارین صرصر نے سب روکین فقط اتنا فرق ہے کہ وہ دو ہین یہ اکیلا ہے اب اسکو
بھی غصہ آیا اور اسنے قصد کیا کہ مار ڈالون لیکن جب اسکو آئے ہوئے صحرا مین دیر ہوئی تو قران لشکر
سے اسکو ڈھونڈھنے چلا اور یہان آکر پہونچا دیکھا تو برق شمشیر چمک رہی ہے دل سے کہا کہ عجب
خونریز زمین ہے کہ جہان دیکھو تلوار چلتی ہے آگے بڑھکر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار و چالاک سے
تلوار چل رہی ہے یہ دیکھ کر پکارا کہ واہ واہ اے مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا لیکن اتنا خیال رہے
کہ اسمین ایک کنیز بے تمیز میری بھی ہے یہ آواز سنکر صبا رفتار کی تو جان نکلگئی صرصر سے گویا
ہوئی کہ اے بی بی وہ موا کالیا حبشی جلاد فلک آگیا یہ سنکر صرصر ایک سمت کو بھاگی یہ بھی اُس کے
ساتھ روان ہوئی چالاک بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا اسنے کہا بھیا اس مالزادی قحبہ نے
بڑا غضب کیا مہرخ کو مار ہی ڈالا تھا وہ تو مین دوڑ پڑا نہین کام تمام تھا قران نے کہا ہان ہان
گالی نہ دو اسکو خواجہ سلامت لونڈی بنایا چاہتے اور وہ دوسری میری لونڈی ہے عیار زنیون نے
جو یہ بھاگتے مین سنا پھر کر گالیان دینے لگین کہ خدا غارت کرے موؤن نے ہمکو لونڈیان مقرر کیا ہے ان کو
اور ان کے اُستاد کو گہری گور مین تو بین جمشید ستم گران مرہتون نے ہم کو سارے طلسم مین چھنال مشہور کر رکھا ہے
یہ کہتی ہوئی بھاگین قران نے پکار کر کہا کہ اُستانی صاحبہ آج جو مین نہ آتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ
وہ جانتے نہ تھے اب جو تم نے ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالون گا یا اندھے کوئین مین اُٹھا کر ڈال دونگا
عیار زنیان کوسنے دیتی ہوئین ایک طرف چلی گئین اور یہ دونون پھر کر بارگاہ مہرخ مین آئے بہار
ملکہ مذکور کو لا چکی تھی اُسنے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا پھر مصروف عیش و نشاط ہوئی قران سے کہا
تم بھی بیٹھو اُسنے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤن ملکہ نے کہا یقین ہے کہ بران
اپنے طلسم مین لیے چلی گئین چالاک نے کہا اُن کا طلسم کہان ہے قران نے کہا اُس وقت سب حال
از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تا کہ یہ جملہ کوائف سے آگاہ ہوکر دوست دشمن کو پہچان جائے غرضکہ اسی گفتگو
مین مہتر برق باہر سے آیا اور اُسنے بیان کیا کہ مین بران کے لشکر مین ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکور کے
کہتے تھے کہ ہماری جانین خواجہ عمرو و بران پر نثار ہین اور اے ملکہ اُس لشکر مین بڑے بڑے ساحر ہین
مہرخ نے کہا اب انشاء اللہ اسی طرح حملہ کرکے شہزادہ اسد کو بھی چھڑا لائین گے اب مین انتظار مین ہون کہ
خواجہ میرے لشکر مین آئین تو جشن کرون قران نے کہا مین جا کے لاتا ہون برق نے کہا مین بھی چلتا
ہون ملکہ نے کہا کہ تم سب چلے جاؤگے تو چالاک کا دم گھبرائیگا یہ سنکر قران تنہا روانہ ہوا ادھر بارگاہ
حیرت مین صرصر آکے پہونچی اور جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا حیرت نے کہا عمرو اگر رہا ہوگیا تو کچھ
پرواہ نہین شہنشاہ سے بچ کر کہان جائیگا اسوقت اور جادوگرنیون نے کہا ہمکو یہی تعجب ہے کہ بران

کے ہاتھ سے بچ کر نکلگئی یہ سنکر سفاک روئین تن نے کہا مین دیکھتی تھی جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے ان کو رسی مین باندہ دیا رسی سحر سے جلگئی تھی لیکن اتنے عرصہ مین برّان بھی نکل گئی تھی صرصر نے کہا بی بی یہی بڑا ستم ہوا کہ عیارون نے شہنشاہ کو روک رکھا حاصل امر انکا رنج و الم کہان تک بیان کرون اسی حرف و حکایات مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جو شرمندہ ہوکر پردۂ شب مین چھپ گیا تھا اب اپنے گریبان سحر سے بسان متفکران سر اٹھایا کہ نظم

یہ باتین تھین کہ آئی شب کی قیامت ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت
کیا خورشید نے روشن سحر کو پھنسایا نور کا جوشن سحر کو

صبح کو افراسیاب برنگ دود جگر بستر خواب سے اٹھا اور ظلمات طلسم سے نکلکر قلعہ ہاے طلسمی کی سیر کرنے لگا اس لیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہل جائے چنانچہ ہر سمت پھر کر باغ مینا مین آیا یہان اسکے آنے کی خبر سنکر چند ساحر حاضر ہوے یہ تخت پر بخاطر حزین و بجان غمگین بیٹھا اور شراب پینے لگا ادھر صحرا مین برّان و عمرو شب بھر عشرت پذیر ہوے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیاہ دل وسر جادو نام کہ بہیہ منتظر و بد انجام ان کے اس مقام پر رہنے سے آگاہ ہوا یہ ساحر اس پہاڑ او صحرا کا افراسیاب کی طرف سے محافظ ہے چنانچہ جہان برّان بیٹھی ہے اُس کے چار سمت پہاڑ ہے بیچ مین یہ میدان ہے یہ ساحر سوچا کہ مین برّان کا سامنا نہ کرسکون گا کیونکہ وہ مالک اخترمروارید ہے پس یہ اُس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک سحر جو خوب عمدہ اُسکو یاد تھا پڑھا کہ سلین بڑی بڑی اُڑکر درۂ کوہ مین آڑہ ہوگئین راہ آمد و رفت کی بند ہوگئی اور اُس میدان مین کہ جہان خواجہ و برّان بیٹھے تھے اندھیرا ہوگیا خواجہ نے کہا خداوندا خیر کرنا برّان نے کہا خواجہ گھبرانا نہ چاہیے ہم جو یہان غافل بیٹھے تھے اس سبب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ آمد و رفت ہماری بند کی ورنہ میرے پاس اخترمروارید ہے کسی کا بچہ مجھپر قابو ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہونگی نکل جاؤن گی تم بیٹھے رہو کچھ فکر نہ کرو یہ تو سطح کی فکر مین ہے لیکن سیاہ دل وسر جادو ان کو اپنی دانست مین مقید کرکے افراسیاب کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کرکے دریاے نور کے کنارے آیا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران مین آپکی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون اسکے پکارتے ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لیگیا شاہ طلسم باغ مینا مین بیٹھا تھا اور اسکے پاس اسوقت نامہ لقا کا آیا تھا اُسکو پڑھ رہا تھا اُسمین وہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھول گیا ہے مدت سے ہماری مدد کے لیے تو نے کسی کو نہ بھیجا یہان خداپرستون نے مجکو پریشان کر رکھا ہے سب ساحر مارے گئے صرف ایک صبا جادو باقی ہے وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی بھاگی پھرتی ہے اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہان بھیج کہ وہ آکر کام خداپرستون کا تمام کرے اور اگر تو نے تامل در باب اعانت کیا تو مین جانب ہفت کوہ چلا جاؤنگا اور وہان سے سلیمان کوہ کی جانب روانہ ہونگا غرض یہ نامہ پڑھ کر بادشاہ ساحرون کو کہہ رہا تھا کہ کیا خداپرستون نے سر اُٹھایا ہے اب کسی ساحر کو

میرا قصد ہے کہ خداوند کے پاس بھیجون وہ لیقین ہے کہ مسلمانون کا خاتمہ کردے کیونکہ پہلے جو ساحر وہان جاتا تھا چالاک مارڈالتا تھا اب تو وہ عیار یہان آگیا ہے کوئی اور عیاران عیارون کے برابر کا ہے کہے اب کھٹکا وہان کا کچھ نہین ہے انھین باتون مین بنجے نے جاکر سیاہ دل کو سامنے پہونچا یا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے پوچھا کہ آج کدھر سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے عرض کیا کہ اول تو قدمبوسی کو دل چاہتا تھا دوسرے یہ کہ مین جس غار مین رہتا ہون وہان سے گردآوری کے لیے جو اُٹھا تو کوہ کے میدان مین یہ ان شمشیر زن کو دیکھا کہ ایک مرد سے سرگرم سخن ہے مین سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو یہ بھاگی تھی اس جگہ آکر مخفی ہوئی ہے پس مین نے مقابلہ کرنا مناسب نہ جانا لیکن ذرّہ کو چار سمت سے بند کر دیے اور خدمت بندگان بادشاہ مین خبر کرنے حاضر ہوا بادشاہ نے جو یہ خبر سُنی فرط عشرت سے چہرہ گلنار ہو گیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ امر سچ ہے اُسنے قسم کھا کر بیان کیا بادشاہ نے اُسپر بھی بنا بر احتیاط رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین بھی معلوم ہوا کہ بیان سیاہ دل سچ ہے پس یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا اور سیاہ دل سے گویا ہوا کہ آگے چل مین بھی آتا ہون وہ یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اسکے پیچھے چلا مگر سیاہ دل کنارے دریا کے پہونچا بنجے نے اُٹھا کر دریا کے پار پہونچا دیا یہ اپنے غار کی جانب روان ہوا لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار عمرو کو ڈھونڈھنے نکلا تھا اور دریاے خون روان کے کنارے تلاش کنان پھر رہا تھا اسنے اسکو دیکھا کہ ایک ساحر دریا سے اُس پار اُتر کر ایک طرف جاتا ہے عیار ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دوڑ کر اسکے قریب گیا اور صاحب سلامت کرکے کہا بھائی صاحب جس کام کو گئے تھے وہ کر آئے اور کیون نہ کرتے ہمیشہ جس کام پر تم نے ہاتھ ڈالا اُسکا انجام خوب ہوا ہے سیاہ دل اس گفتگو کو سُن کے سمجھا کہ شاید یہ ساحر بھی میرا حال جانتا ہے پس جملہ ماجرا بیان کیا قران نے کہا اگر تم کچھ برائی نہ سمجھو تو جہان وہ باغی قید ہین ہم بھی تمھارے ساتھ چلین اُسنے کہا ہم تم ملازم شاہ طلسم ہین دونون ایک ہین بُرائی کیا ہے ایک سے دو بہتر آؤ چلو یہ عیار اُسکے ساتھ ہوا اور دونون اُس پہاڑ کے قریب آئے قران نے وہان پہونچکر کہا وہ قیدی کہان ہین اُسنے کہا اس پہاڑ کے اندر اسنے کہا پھر اسکو نکالو یا اندر چلکر گرفتار کرو اسنے کہا بران بڑی زبردست ساحرہ ہے ہم تم مقابلہ نہ کرسکین گے افراسیاب کو بُلا آیا ہون وہ آیا ہی چاہتے ہین تامل کرو یہان تو یہ گفتگو ہے وہان بران سے خواجہ نے کہا اے ملکہ تم یہان کبتک رہو گی اب اپنے گھر چلو یا میرے لشکر مین یہان بیٹھنے سے فائدہ کیا دوسرے کھٹکے کی جگہ دل نہین لگتا ہے ملکہ نے یہ سنکر اختر مروارید اپنے جوڑے سے نکالا تمام درّے مین روشنی ہو گئی اس اختر کا یہ ماجرا ہے کہ جاڑ سو برس بیشتر بلغ جمشید و سامری مین ایک میلہ ہوا تھا اُس روز بران کے دادا پردادا نے قبر سامری پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے یہ اختر لٹکا کرتا تھا اب اس ملکہ کو وہان جانے سے پجاریون نے وہان کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا بڑے بڑے سحر اس اختر سے ظاہر ہوتے ہین چنانچہ ملکۂ مذکور نے اس اختر سے لوین کاٹ کر چاہا کہ درہ کوہ مین

راستہ پیدا کرون اسنے تو یہ چاہا اُدھر بیرون درّہ قران نے سیاہ دل سے کہا کہ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے وہ تو ابھی تک نہ آئے لیکن اور کوئی اُدھر سے آتا ہے اُسنے کہا کہان اسنے کہا اسے بھائی جھک کے دیکھو وہ درختون سے نظر آتا ہے اُسنے اسکے کہنے سے جھک کر اُسی طرف دیکھا کھوپری خوب سامنے تھی قران نے پشت پر سے اچھی طرح تان کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا دس ٹکڑے ہو گیا بھیجا نکلکر دور گرا اور صداہاے مہیب پیدا ہوئین تڑاق پڑاق وہ سلین جو درّہ کوہ مین آڑ تھین گر پڑین آندھی آئی اور آواز پیدا ہوئی کہ مارا سیاہ دل دو شعلہ کو بہران آمادہ سحر تھی یہ ہنگامہ دیکھ کر پکاری کہ وہ مارا کسی نے سکو جسنے ہمین قید کیا تھا اس اثنا مین قران دوڑکر اندر درّے کے آیا اور اپنا نام لیکر نعرہ کیا عمرو نے نعرہ سُنکر کہا کہ آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ قران دوڑکر قدم پر گرنے چلا عمرو نے چھاتی سے لگا لیا اور تنگا تنگ بغلگیر کیا قران نے پھر حال سیاہ دل کا بیان کر کے کہا کہ افراسیاب آتا ہوگا مناسب ہے کہ یہان سے لشکر مین تشریف لے چلیے سب مشتاق دیدار ہین اور چشم براہ تمام سردار ہین عمرو اور ملکہ یہ سنکر اُٹھے کہ اچھا چلو یہ تو چلنے پر آمادہ ہوے اُدھر شاہ جادوان بھی نکل چکا تھا اور الیا قریب پہونچ چکا تھا کہ سیاہ دل کے مرنے کا شور اُسنے بھی سُنا اور وہین سے نعرہ مارا کہ منم شہنشاہ ساحران اس نعرے کو سنکر قران تو ایک غار مین کود پڑا اور سر غار پر بنا بر احتیاط حلقے کمند کے لگا دیے اور اندر غار کے نقب کھودتا چلا کہ شاید یہان کوئی آئے تو مجکو نہ پائے ادھر عمرو بھی بھاگا لیکن لالیج دامنگیر ہوئی فرش اُٹھانے لگا بران نے کہا فرش کو چولھے بھاڑ مین ڈالو خواجہ تم نکل جاؤ یہ سنکے چاندنی کھینچتا ہوا بھاگا اس اثنا مین زمین کو زلزلہ آیا برق شرربار چمکی پہاڑ پھٹ پڑے پکارے کہ یا افراسیاب جادو یا افراسیاب دو خواجہ تو ناچار گلیم اوڑھ لی ملکہ تنہا اُس صحرا مین رہ گئی یکایک ایک شعلہ چمک کر فلک کی طرف سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھا کہ اُس شعلہ مین تپلہ یاقوت کا بصورت افراسیاب استادہ ہے یہ دیکھتے ہی اسنے ایک نارنج زمین پر مارا جہان وہ نارنج گرا وہان کی زمین شق ہوئی اور پانی اُسمین سے جاری ہوا اور دم بھر مین واحد مین دریا ہوا اور مثل قلزم زخار موج مارنے لگا دفعتاً ایک کشتی مثل ہلال فلک چمکتی ہوئی سرتاپا جواہر جڑی پیدا ہوئی اور کنارے آگئی یہ یم خوبی و قلزم محبوبی جست کر کے اُس زورق پر جا بیٹھی اُسوقت حسن و جمال اُس بحر حسن کا ایسا تھا کہ خوبان عالم اگر دیکھتے تو بحر ندامت مین ڈوب مرتے عرق تصویر پیشانی پر آتا حسینان جہان کنیز بنکر پانی بھرتے زلف مشکفام پر چشمۂ ظلمات قربان اسکندر دل اُسکے عشق مین پریشان جبین مبین بحر نور جبین جبین موج قلزم حیات ضرور ابرو کشتی ماہ نو پر طعنہ زن مژہ خط شعاع چشمۂ مہر پر چشمک افگن چشم سحر آفرین کے تعشق مین مثل مردم آبی عسین گرداب بحر الم مین ڈوبے ہوے دو چشمے ناز و غمزہ کرشمہ سے بھرے ہوے چشمۂ خورشید مین وہ آب و تاب کہان جو اُسکے روے انور مین تھی وہ آب کہان آب گوہر مین تھی غنچہ دہن محیط عالم مین صورت حباب چاہ ذقن مین لطافت و صفا کا آب اسی طرح سب تن گلبدن کا دریاے عالم مین بے رنگ گوہر نایاب کہ بمقتضاے ابیات

عارض سے چمن نے فیض پایا	گیسو سے ختن نے فیض پایا	کی جسنے نظر جہان سے کھویا

اک جام دیا جسے ڈبو یا	سینے کیے چاک دل ہلائے
	مٹی مین بہت قمر ملا ئے

اُس ناؤ پر جا بیٹھنے سے یہ ظاہر کہ آفتاب حسن برج آبی مین آیا برج حوت نے اُس کشتی پر رشک کھایا اسکے ناؤ پر جانے سے وہ شعلہ جبین پتلہ یاقوت کا تھا کنارے دریا کے آیا اور وہ شعلہ لہرایا پتلا اُسمین سے نکلا اُس وقت اُس عربدہ ساز نے نیا تماشا دکھایا آگ پانی ساتھ ملایا پانی دریا کا بلند ہو کر چادر پڑنے لگی اگر لب ساحل پر آکر آتش ہر موج بنتی اور پتلے پر شرر بنکر گرتی اُسوقت پتلے سے شاہ جادوان نے جسم اصلی پیدا کیا اور نعرہ مارا کہ منم افراسیاب نعرہ کرنے سے دریا تھم گیا شاہ نے پکار کر کہا کہ او چھوکری یہ سحر تو نے ایسا کیا ہے کہ میری جگہ پہ اگر دوسرا ساحر ہوتا تو تیری صورت پر مبتلا ہو کر دیوانہ ہوتا لیکن میرا کیا کر سکتی ہے تو وہی ہے کہ میری گود مین ننگی آتی تھی اور پیشاب کر دیتی تھی اچھا اب یہ بتا کہ اُنکو کیا کیا جنکے لیے یہ مصیبت اُٹھائی تیرے باپ کو لازم نہ تھا کہ میرے مقابلے مین تجکو بھیجتا اُس دزد عمرو کو تو نے کہا کیا بران نے جواب دیا کہ عمرو عیار تین دن پہلے اُس لڑائی سے تیرے برج غضب سے نکل گیا تھا تو جانتا ہے کہ مین لے آئی ہون بھلا وہ میرے چھڑانے کا محتاج رہتا وہ شہنشاہ عیاران ہے شاہ نے فرمایا کہ خیر وہ تو نکل گیا مگر تو کہان جائے گی لے لڑکی اگر تو میرے پاؤن پر گرے اور کہے کہ جیسے کوکب میرے باپ ویسے آپ تو مین تیری جان بخشی کرون بران نے کہا میرے باپ نے کچھ تجکو مجھے حوالے نہین کر دیا کچھ تیرا ہم دیا نہین کھاتے محتاج تیرے نہین رعیت نہین پھر ہم منت کیون کرین شاہ جادوان نے کہا پھر کیا تو لڑے گی ملکہ نے کہا ہزار بار لڑون گی لڑنا نہ ہوتا تو گھر سے کیون آتی شاہ طلسم نے یہ سنکر کچھ ایسا سحر پڑھ کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ سب پانی دریا کا جم گیا بران کشتی سے کود کر سامنے آئی کشتی بھی دھوان بنکر اُڑ گئی شاہ نے ایک گولا فولاد کا نکالا اور کہا لے چھوکری جان سے کیا تجھکو مارون لیکن کچھ تنبیہ کر دینا لازم ہے تاکہ ادب آجائے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ اسی موم کے گولے سے ادب سکھاؤ گے جو تمھارے ہاتھ مین چھپا ہوا ہے یہ کلام سحر آگین تھے گولا موم ہو کر ہاتھ مین چمٹ گیا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ گولا ہاتھ سے چھٹ گیا اور اسنے ایکی مرتبہ منھ سے افسون پڑھ کر پھونکا کہ بران کو غش آنے لگا اسنے جلد سحر دم کیا کہ ایک پتلی زمین سے نکلی گلاب کا شیشہ لیے تھی گلاب اُسنے ملکہ پر چھڑکا کہ ہوش آیا پتلی تو غائب ہو گئی اور ملکہ نے اختر مروارید نکال کر شاہ کو دکھایا کہ بادشاہ کو غش آیا دو پتلیان اسکی طرف سے پیدا ہوئین اور گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر ملکہ نے اختر کو زمین پر پھینکا شاہ جادوان کمر تک زمین مین غرق ہو گیا اور پکارا کہ اری چھوکری خوب تجکو اُس یار بیوفا نے تعلیم کیا ہے لیکن میرے ہاتھ سے کہان جائے گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ نے تو شاہ کی کمر تھام کر زمین سے نکالا اور ایک نے بران کی گردن پکڑ لی اس مقام پر صاحب دفتر نے تو یہ لکھا ہے کہ ملکہ مذکورہ کو شاہ جادوان نے گرفتار کر لیا لیکن استاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنؤ مین تھے اُنکا بیان ہے کہ ملکہ مذکورہ کو عیار بچی نے آکر قید کیا چنانچہ صاحبون کی تقریر یہ احقر (جاہ) ترزیق بیان بتصریح تمام بیان کرتا ہے اول بیان صاحب دفتر۔ یہ کہ جب پنجے نے بران کو

پکڑ لیا اور بادشاہ طلسم زمین سے نکلا تو اُسنے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی بادشاہ نے ہاتھ ڈال کر ایک زنجیر اور طوق الماس رنگ نکالا اور براان کی گردن مین طوق پہنا کر زنجیر سے باندھا اور ادخر ... ریدہ چھین لیا یہ ماجرا سب عمرو جو گلیم اوڑھے علٰحدہ کھڑا تھا اُسنے بھی دیکھا اور فکر مین رہائی ملکہ کے ہوا اور جس صورت پر کہ تیار ہو ابیان کیا جائے گا لیکن اب افراسیاب قید کرکے ملکہ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ اسکو مار ڈالون پھر آپ ہی آپ سوچا کہ اس لڑکی کو کوکب کے پاس بھیجدون تاکہ وہ شرمندہ ہو اور پھر مجھ سے لڑنے کا ارادہ نہ کرے غرض یہ اسی فکر مین دل سے مصلحت کر رہا تھا کہ دفعتہ ایک آواز تڑاقے کی آئی اسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس مین غرق تھا گٹے بازو پر ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے مین پڑے بُت جواہر کے کہنی سے شانے تک بندھے تاج ہیرے کا سر پر رکھے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے سامنے آیا ملکہ براان نے پہچانا کہ میرے والد ماجد شاہ کوکب ہین بس اُسنے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوف سے لرزنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہین مین ابھی خوشی سے ناحق لڑنے آئی نہین معلوم کیا اِنھون نے سُنا جو خود چلے آئے اور اس طرح اس جلاد بادشاہ کے مقابلے مین جو یہ آئے ہین اگر کوئی خدانخواستہ ان کو ذلت درپیش ہوئی تو تمام شہرون مین طلسمات کے میرے باعث سے انکو ندامت ہوگی اب یہ مجکو ولیعہدہ سلطنت پر نہ رکھین گے اگر ان کو کوئی ذلت ہو تو زہر کھا کر مر جانا الحاصل یہ تو خوف کھا رہی ہے اُدھر شاہ کوکب کو افراسیاب نے بھی پہچانا اور دونون باہم دست بہم ہوئے اور شاہ افراسیاب نے کہا اے یار بیمروت کوئی حق محبت تمنے یاد نہ رکھا سب رسم آشنائی بھلا دی آج بیٹی کی حمایت منظور تھی جو تنہائی مین آکر ملاقات کی وہ بھی معلوم نہین کیا لڑنے آئے یا ملنے افسوس۔ نظم

نگاہین کیون پھیرین یہ کیا ہوا ہے
یہی ہے حق الفت یار پرفن
اگر کچھ رحم ہو دل مین پیارے
کہ کیونکر ساتھ تھے جب تھا لڑکپن

اگر تیری خوشی یون ہے بھلا ہے
کمی ہمت مین کیون ہے آج ہمسے
سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے
مراد بے نیازی سے سروکار

بتا تو مجھ سے او پوشیدہ دشمن
نہ ریزش ہوگی اب ابر کرم سے
وہ باتین یاد کرا اے یار پرفن
تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتین اُسکی سُنکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور پکارا کہ اے یار وفادار مجھسے کوئی بات بیوفائی کی نہین ہوئی پہلے تمھین سے چھیڑ نکلی ہم تخت پر سوار جاتے تھے تم نے اُس تخت کی اُٹھانے والی پتلیون سے ایک پتلی کو مار ڈالا جب نامہ ہمین لکھا تو اُسکا جواب اگر تمھارے خلاف تھا تو خود میرے یہان چلے آتے تمھارا گھر تھا کوئی منع نہ کرتا مجھ سے آکر لپٹ جاتے اسپر طرہ یہ کیا کہ مجلس کے پتلے کو مار ڈالا اُسکی لونڈی کو بٹھا رکھا آج اپنی دختر کو مین اسیر دیکھ رہا ہون مجکو قسم ہے جمشید معلیٰ جناب وساحری والا خطاب کی کہ مین نے اُسکو تم سے لڑنے نہین بھیجا یہ آپ سے چلی آئی تھی پھر از خرد ان خطا واز بزرگان عطا اس پر تم رحم فرماتے تو واہ واہ اور اُلٹے آپ مجھ سے شکایت کرتے ہین افراسیاب کو یہ بیان سنکر حجاب ہوا اور جلد ملکہ براان پرسے

سحر اُتار لیا اور کہا اے برادر تمکو اُس دزد مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا وہی سُن سُن کے مجھکو بھی غصہ آ گیا تھا اب سامری نے عنایت فرمائی جو تمہاری طبیعت راستی پر آئی کوکب نے جواب دیا کہ اس ابلیس کی شکر رنجی کو عاقل کب مانتے ہین ذراسی بات مین دوستون سے نہین بگاڑتے ہین اچھا اب بمصداق مضی مامضی۔ گذرے ہوی رنجورون کا ذکر کیا آؤ گلے ملجاؤ کہ بموجب نظم

وہ جو گذرا سو گذرا او جفا کار
خفا ہوتے نہین ہمان سے ظالم
وفا تجھ مین کہان نا آشنا ہے
یہ دھوکا ہی برائے حسن انجام

نہین لازم کہ اب دے ہمکو آزار
خفا ہوکے اُلٹے گر نہ شک ہے
کسی کا آشنا بھی ہو تو کیا ہے
بسر کر زندگی اُلفت سے اے یار

حذر کر آہ مظلوم ان سے ظالم
بگاڑا ہمنے کیا تیرا بتا دے
نہین دنیائے فانی جائے آرام
نہ اب ہم ہین نہ ہی تو کچھ گنہگار

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا اُدھر سے کوکب اپنی خوردی جتانے کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر رکھنے چلا شاہ جادوان نے ہان ہان کرتے شانہ پکڑ کر اُٹھایا جیسے ہی منھ کوکب کا بمقابلہ مین اُسکے آیا کوکب نے پف جو کیا بیہوشی کا سفوف ناک مین شاہ جادوان کے تیر کیطرح پہونچا اور دہ چکر کھا کر زمین پر گرا کوکب نے نعرہ کیا کہ انا شاہ عیاران عمرو بن اُمیہ عیار اور نعرہ کرکے اختر مرداریدشاہ جادوان سے لیکر براں کو دیا وہ تو خوف سے لرزہ رہی تھی یا ہنس پڑی اور گویا ہوئی کہ واہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا آپنے اسوقت وہ کام کیا ہو کہ اگر شاہ کوکب ہوتے تو داد تمہاری عیاری کی دیتے یہ کہکر ایک ناریج سینہ افراسیاب پر لگا دیا وہ ناریج ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن شاہ طلسم پر اثر پذیر نہوا اور ناریج پڑتے ہی بادشاہ مذکور زمین مین سما گیا براں سمجھی کہ مارا جائیگا اور اب جو ہوشیار ہوگا آفت اور قیامت ڈھائیگا بس یہ سمجھکر خواجہ کو لیکر اُڑ گئی اور ایک پہاڑ پر جا کر اُتری اور وہان خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا میری عقل اے خواجہ حیران تھی کہ میرے باپ نے کبھی ایسی گفتگو تو اپنے ادنی غلام سے بھی نہین کی آج یہ کیا ماجرا ہی جو افراسیاب سے ایسی باتین منت آمیز کرتا ہی خواجہ نے کہا یہ تمہین نہ دکھا کر دو لوئی بادشاہون کا حفظ مراتب مین نے لکیسا کیا اے ملکہ یہی ہم لوگونکی عیاری ہو کہ جیسا موقع دیکھتے ہین ویسی ہی عیاری کرکے کام حریف کا تمام کرتے ہین کچھ خوف ایسی باتون کا تم اپنے دلمین نہ کیا کرو اب چاہیے کہ دم بھر یہان بھی نہ ٹھہرو اور میرے لشکر مین چلو وہ مقام یہان سے نزدیک ہی ایسا نہ ہو کہ شاہ طلسم پھر آ کر فساد کرے ملکہ نے کہا بہتر ہے چلو خواجہ نے بنا بر احتیاط کے اپنی بھی صورت بدلی اور ملکہ کی شکل بھی تبدیل کر دی دونون صورت بدلکر روانہ ہوئے اُدھر شاہ جادوان بھی بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوا اور حیران تھا کہ یہ کوکب نے میرے ساتھ کیا کیا غرض زمین سے نکلا اور رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو عیار بصورت کوکب آ کر براں کو چھڑا لے گیا اور جمشید نے تجکو بچا لیا ورنہ براں صاحب اختر سحر تھی بیہوش ہونے پر تجکو مار ڈالتی وہ تو تیرے ساتھ سحر کے زبردست تیر رہتے ہین اور تو بندہ مقبول سامری ہے اسوجہ سے بچ گیا انسان کو چاہیے کہ ایک بات سے تیرھ ہاتھ دھوکے نہ پڑھائے تدبیر جنگ کیا اور طرح سے نہین ہو سکتی جو تو قتل عمرو کے پیچھے پڑا اب لازم ہی کہ چندے صبر کر اور آرام پذیر ہو یون دو تین

پھرنا اچھا نہین ایسا نہ ہو کہ ایک روز تو کسی عیار کے ہتے چڑھ جائے اور وہ تجکو مار ڈالے یہ مضمون رقعہ سے معلوم کر کے
یہ بھی باغ کی طرف روانہ ہوا ۔ دوم بیان انبیر شادہ صاحب وہ یہ کہ جب بران کو بیجہ سحر افراسیاب نے
پکڑ لیا بران نے اُف کر کے کہا یہ بیجہ سحر کا جلجائے اُف کرتے ہی اُن دونون بیجون مین آگ لگی اور مثل شعلہ بھڑک کر
جل گئے بادشاہ زمین سے تڑپ کر آپ باہر نکلا اور ہاتھ بڑھا کر پکارا کہ لاؤ اس کے ہاتھ مین کمند سحر آگئی وہ
کمند ملکہ پر لگائی ملکہ نے کہا خاک مین ملے افراسیاب اپنے سحر مین آپ ہی لسان کمند سحیاب کھائے اتنا
کہتے ہی زمین کو زلزلہ ہوا اور شاہ طلسم کے پاؤن لڑکھڑائے اور بھرا کے چار دن شانے چت زمین پر گرا
وہ کمند جھٹکا کھا کر اسی کے جسم مین لپٹ گئی گلا بھی پھنسا اور دم گھٹنے لگا اسوقت بقدرت کردگار صبا رفتار
اس طرف آنکلی اور دور سے تمام کیفیت اس نے دیکھی اور از بسکہ عمرو و قران بھاگ گئے تھے میدان خالی
پاکر اُسنے صورت اپنی مثل صورت عمرو بنائی اور سامنے ملکہ کے آکر پکاری کہ اے ملکہ کچھ غم نہ ہو وہ اسکے کسی شخص کی بیٹی ہو
اسی طرح تعریف کنان برابر آگے پہونچی اور بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ ملکہ بیہوش ہو گئی اس اثنا مین ایک
پتلا بلور کا آیا کہ شیشہ پانی کا لئے تھا بس اُسنے تین چھینٹے اُس پانی کے افراسیاب پر مارے کہ
وہ کمند سحر کھل گئی شاہ مذکور نے اُٹھکر اختر مروارید بران سے لیا اور عیارہ سے کہا کہ زبان مین اُس کی
سوزن دگیر اُسکو باندھ لے اُسنے ایسا ہی کیا شاہ نے پھر حکم دیا کہ اب تو جاکر حیرت کی بارگاہ مین ٹھہر مین
اس گیسو بریدہ کو زندان ظلمات مین قید کر کے آتا ہون تجکو اسکی عیاری کے صلہ مین مالا مال کرونگا کہ تو نے
واقعی کار نمایان کیا ہے عیارہ نے یہ سُنکر اپنی راہ لی اور بادشاہ بران کو لیکر جانب ظلمات گیا اور
وہان پہونچا زندان خانہ مین آیا ملکہ اسی طرح بیہوش ہے شاہ نے زندان مین آکر سحر پڑھا کہ افعی سحر و اژدر
ظلمات جادو دونون محافظ داروغہ زندان خانہ کو خبر ہوئی وہ حاضر خدمت ہوئے اُسنے بتاکید تمام
حکم دیا کہ تم اپنا زبر دست سحر اس مجرمہ پر کر لو ایسا کہ یہ محض بحس و حرکت ہو جائے پھر طوق و سلاسل مین
جکڑ کر اُسکو ہوشیار کرنا اور ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اسے آٹھ پہر مین دینا اور صبح و شام ہر وقت
حفاظت کرنا اس کی جانب سے کبھی غفلت نہ کرنا کیونکہ یہ بلائے مبرم اور آفت زمانہ دختر شاہ کوکب
ہے اور پرندون کی طرح ایسا ویسا ساحر اُسکو نہ جاننا اگر یہ چھوٹ جائیگی تو ہزارون کو قتل کریگی قیامت
ڈھائیگی پھر ہاتھ نہ آئیگی صاف یہان سے نکلجائیگی یہ قدغن شاہ کی زبانی سُنکے اُن دونون ساحرون
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ یہ تو کیا ہے اگر ہم اس کے باپ کو اس طرح غافل پائین اور اپنا سحر
اُس پر کر لین تو ساری عزت اُس کی خاک مین ملجائے کبھی ہمارے پنجہ سے وہ رہائی نہ پائے آپ اطمینان
رکھیے یہ زندان ظلمات ہے سات کوس تک سوا تاریکی کے کچھ نظر نہین آتا پھر یہان سے کوئی بھاگے
گا تو کدھر جائے گا اور راستہ کیونکر ملیگا اندھیرے مین ٹکراتا پھریگا اور ہم خانہ زاد مورثی اسی حفاظت
اور پاسبانی ہی کے لیئے ہین رات دن یہان سے ہٹتے بھی نہین اس مجرمہ سے کبھی

غافل نہ ہوں گے بادشاہ نے فرمایا کہ ہاں بس یہی چاہیئے یہ کہکر وہاں سے پھر کر جانب بارگاہ ملکہ حیرت روانہ ہوا یہاں محافظان زندان نے بران کو خوب اسیر سحر کرکے ہوشیار کیا اس پروردۂ مہد ناز و نعم نے کاہے کو ایسا مقام تنگ و تاریک دیکھا تھا اور ایسی صعوبت میں مبتلا ہو کر رنج و غم کا ہے کو اٹھایا تھا آنکھ کھلتے ہی عجب سامان نظر آیا فلک تیرہ رو نے غضب کا روز سیاہ دکھلایا زندان سیاہ میں پھنسایا کہ ابیات

دیکھا تو عجب خراب زندان
جیسے کہ مہیب غار اژدر
کیا کہیے کہ کیسی چھت پرانی
کڑیوں کی کڑک کہ شور محشر
کیا کہیے ہوئی جو کچھ تھی ہونی
ماندے ہیں بہت اکھڑے کھڑے ہم
اول تو نہ تھا نشان روزن
مکڑی نے لگا دیا تھا جالا
اندوہ کا گھر کے آیا بادل
معلوم نہ تھا کہ ہیں کہاں ہم
گھبرا کے وہ بار بار اٹھنا
تاریکی سخت ایک ہمدم
اس گھر سے کشادہ ہوگی ہر گور

تھے دیو نژاد سے نگہبان
آسیب جو آئیں ڈر جائے
اک سر پر بلائے آسمانی
کڑیوں کا یہ کھن سے ماجرا تھا
دیواروں سے جھڑ رہی تھی لونی
رخصت جو لگا ہماں سے پائیں
ہو جس سے سیاہ خانہ روشن
گردوں نے عجب زمین دکھائی
نہ شمع نہ روشنی نہ مشعل
الجھن وہ غضب کی کہ نزع کا حال
ہر مرتبہ بیقرار اٹھنا
کہنا یہ خدا سے کرکے نالے
تا چند رہوں میں زندہ در گور

زندان وہ سیہ خراب ابتر
دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے
تھے دیدۂ دیو روزن در
باران بلا برس رہا تھا
دیوار کا تھا یہ قول ہر دم
کل کو کہیں آج بیٹھ جائیں
تھا بھی تو یہ رنگ تھا نرالا
تھی بیٹھنے کو فقط چٹائی
اک تیرگی لحد کا عالم
دل ہلنے لگا تو آیا یہ خیال
وہ یاس وہ بیکسی کا عالم
دنیا سے مجھے بس اب اٹھالے
یہ ماہتاب فلک حسن تو اس طرح

خسوف الم میں مبتلا ہے اسکے قید ہونے کو صاحب دفتر نے بھی لکھا ہے چنانچہ قول انبہ پرشاد تمام ہوا۔ اب یہاں سے مقولۂ صاحب دفتر اس طرح ہے کہ عمرو اور بران صورت بدل کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے افراسیاب ابھی زمین سے بیگانہ ہوشیار رہا اور رفتہ رفتہ جمشید کسنے دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو صورت بدلے ملکہ کو لیے ہوئے جانب لشکر مہرخ جاتا ہے یہ معلوم کرکے اسنے ایکسا پتلہ سحر سے بصورت کوکب بنایا اور اسکو کچھ تعلیم کرکے اڑا دیا اور آپ بھی اسکے پیچھے چلا ہنوز عمرو و بران راہ میں تھے کہ یکایک کوکب کو آڑتے ہوئے آتے دیکھا دونوں ٹھہر گئے شاہ مذکور قریب آکر اترا انھوں نے سلام کیا اسنے یہ کلام کیا کہ اے بران میں تیری تلاش میں ادہر یہاں ایکبار آیا تھا اور معتراض و سمندر کو قتل کر گیا تھا ملکہ کو یہ سنکر یقین ہوا کہ یہ ہمشبیہ شاہ کوکب ہے غرض ہمشبیہ مذکور نے کہا کہ اختر مروارید لیکر یا تو میرے ہمراہ چل کہ کوہ بلور پر تصویر سامری کی زیارت آج ہونی ہے اختر کو مس ہمشبیہ سے مس کرنا ہوگا اور تجکو چلنا منظور نہو تو اختر مجھے دے کہ میں لے جاؤں ملکہ نے کہا لیجیے میں ابھی ٹھہر آؤنگی یہ کہکر اختر حوالہ کیا

اُسکے دیتے ہی ایک صدائے مہیب آئی عمرو تو فوراً غائب ہوگیا کہ پھر کوئی آفت آئی اور ہنوز ان حیران کھڑی تھی کہ زمین شق ہوئی اور شاہ جادوان نے نکلکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پنجے سحر کے بہت پیدا ہوکر ملکہ مذکور کو رسے لپیٹ گئے ملکہ بیہوش ہوگئی شاہ جادوان نے اس پتلیے سے اختر مروارید لیا اور ملکہ کو زنجیر سحر مین باندھکر پرواز کی اور پنجہ مین دابے بہ سظلمات مین آیا اور محافظان زندان خانہ ظلمات کو بلاکر ان کے حوالہ کرکے برائے حفاظت تاکید فرماکر آپ جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اور ملکہ مذکور کو محافظ زندان نے قید کیا اور وہی صعوبت جو بیان ہوچکی ملکہ پر گذرنے لگی چنانچہ اسی رنج و گزند مین اس شہر اِرِ اقلیم محبوبی کو چھوڑکر بقیہ حال شہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری جو داخل طلسم گوہر گرہ ہیں سنیے

داستان رنگین بیان داخل ہونا شہزادۂ قاسم کا گوہر گرہ مین اور قید کرنا اُن کو نافرمان جادو دآیہ بنفشہ جادو کا اور چھڑا لے جانا بنفشہ کا شہزادہ کو عاشق ہوکر اور لانا مزار عشاق پر اور کیفیت دیکھنا مزار عاشقان کی قاسم کا پھر واسطے فتح طلسم کے سعی کرنا انجام کار توڑنا طلسم مذکور کو اور تحائف طلسمی لیکر پھرنا جانب لشکر امیر یہان ساحران فرستادۂ افراسیاب کا آنا اور وقت پر شہزادہ قاسم کا آکر ان ساحرون سے لڑنا و دیگر حالات متضمن اس داستان کے اور ختم ہونا اس جلد نادر بیان کا لموٴلفہ

سوکھی نہ ہمین سنا تو ساقی
ایک ہی پیمانہ ہم کو دے اور
ہون کشتی مے پہ ہوکے اسوار
بگرداب الم مین دل پھنسا ہے
ہے موج ہوائے تو بہ زنجیر
وابستہ سلاسل ستم ہون
پابندی شرع سے ہے کیا کام
زنجیر ہے موج بادۂ خام
دیکھون بھی تو دیکھون روے ساغر

لادہ بھی دے مے جو کچھ ہو باقی
ہے دل کو جو دخت رز سے الفت
دریاے طلسم نشہ کے پار
ڈوبا ہومین بحر بیخودی مین
پابندی زہد کی ہے تدبیر
کچھ ہوگئی نہ چھوٹنے مین دیری
ہون قیدی میکدہ مین ناکام
ہان ساقی مہربان خدا را
بھکون بھی اگر تو سوے ساغر

آخر ہوا چاہتا ہے یہ دور
نازل ہوا چاہتی ہے آفت
ہے دلمین جو موج نشہ مے
اڑن گا نہ آپے مین کبھی مین
کیا غم ہے جو قیدی الم ہون
ہے پیر مغان مدد پہ میری
ہے طوق گلو جو دورہ جام
بیرنگ طلسم جام دکھلا
میخانہ بنے جو میرا زندان

دیکھوں میں بہار بزم رندان
جب منت عنب ہو ساتھ میرے
لالہ مرے دل کے داغ کا ہو
غنچہ ہو ہر ایک گلابی کی شکل
زلف سنبل اسی کو سمجھیں ہو
گھر آئے جو مے کے شوق کا ابر
جس سے نظر آئے شکل انجام
گلدستۂ بزم ہوں معانی
نادر ہے کلام جاہ دلگیر
اقلیم سخن کا شاہ ہے یہ
تارے ٹوٹے ہیں آسمان سے
جان آگئی جب پڑھا فسانہ
اچھی نہیں آپ اپنی تعریف
افسانہ کے ناظرین ذیشان
اس ذرہ کو آفتاب کرتے
برخاستہ دل ہوا ہے تیرا
شاید کہ قلم نہ تو اٹھائے
یہ رنج جو تجکو ہے بجا ہے
نسبت در گرین گے تیری آگے
زندہ کن مردۂ معانی

پھر دیکھوں میں دخت رز کا جوبن
گردن مینا کی ہاتھ میرے
ہو جام ہر ایک صورت گل
سو سچ کبھی آفتابی کی شکل
جو دل سے ہوائے شوق نکلے
لیجائے وہ دل سے رند کے صبر
میں فتح کردن طلسم تحریر
رونق محفل کی خوش بیانی
دیکھا نہ سنا کلام ایسا
گردون ہنر کا ماہ ہے یہ
زندہ اسی دم سے شاعری ہے
واللہ ہے علیے زمانہ
اے ہیچدان یہ یاوہ گوئی
ذی فہم و ہنر ور و سخندان
اسوقت تھا فخر تجکو زیبا
ہے قول سے تیرے رنج پیدا
پیدا نہیں جبکہ قدردان ہی
لیکن اتنا نہیں روا ہے
معلوم نہیں کہ آگے کیا ہو
جان داد بہ جسم خوش بیانی

ہاتھ اپنا صراحیوں کی گردن
نظارہ بہار باغ کا ہو
ہو قلقل مینا صوت بلبل
الجھن ہو جو ہجر مے سے ہمین
گلشن میں نسیم کے ہوں جھونکے
چشم نرگس ہو صورت جام
اور کشور دل ہر ایک کا تسخیر
ہر اک کی زبان پہ ہو یہ تقریر
فردوسی کا کب ہو نام ایسا
پیدا ہے فروغ وہ بیان سے
مردہ مضمون میں جان دی ہے
بس جاہ کہاں تلک یہ توصیف
عزت ہے سخن کی تونے کھوئی
گر دیکھتے مہر کی نظر سے
لیکن مطلب میں تیرا سمجھا
یہ تیسری جلد ختم کر کے
محنت بے سود رائگان ہے
امید قوی ہے یہ خدا سے
اچھا لکھا اب در داستان کو

رونق افزایان انجمن علم و فن و قدردانان جواہر بے بہائے سخن خریداران متاع دلستان ہنر پروری و مشتاقان لقائے شاہد سخن گستری زورق نشینان بحر زخار معانی و کشتی شکستگان دریائے نادانی گوہر آبدار کلام فصاحت نظام کو زیب گوش شنوا ہائے سخن سنجی اسطرح فرماتے ہیں اور سفینۂ ہنر پروری پر چڑھ کر دریائے بیمروتی سے یوں اتر جاتے ہیں کہ جب شہریار اقلیم شجاعت در روئے سہارت و فنون علم شجاعت گل عالم یعنی شہزادہ ملک قاسم ہمراہ ایک معشوق زیبا اور ساحرہ کے کشتی پر بیٹھکر دریا میں روانہ ہوا اور اس نازنین زہرہ تمکین نے شراب پینے کو اشارہ سے منع فرمایا ساحرہ کو غصہ آیا آخر وہ کشتی بیچ دریا میں ہو کر ڈوبی سیارہ عیار نے سب کیفیت کنارے پر دیکھی ناچار وہاں سے مراجعت کی لشکریان شہزادہ کے پاس آ کر تمام کیفیت کہی اور سرداروں سے رخصت ہو کر آپ بھی

جانب طلسم روانہ ہوا سرداران لشکر نے اسی مقام پر انتظار شہزادہ نامدار مین خیمہ کیا حال اس عیار کا آئندہ بیان ہوگا لیکن ماجرائے شہزادہ بیان کیا جاتا ہے کہ کشتی جب غرق دریا ہوئی آنکھ شہزادہ کی بند ہو گئی بعد کچھ عرصہ کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین قید آہن مین جکڑا ہوا ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین بند پایا سر زانوے تفکر پہ جھکایا اور نظر بفضل داور کرکے جیب ہو رہا رجوع قلب سے دعائے مخلصی کی کرتا تھا کہ بموجب **نظم**

نہ تھا انسان جو کوئی پوچھتا حال	فقط وہ تھا اسی جادو کا جنجال
زبان پر تھا یہی ہر دم کہ یا رب	رہونگا کب تک اسمین مین معذب
اُمید مخلصی ہے دل سے مسدود	کرم کر مجھ پہ اپنا میرے معبود
کوئی صورت تو ایسی بھی دکھاوے	کہ بوئے مخلصی کچھ مدعا دے

شہزادہ مذکور تو زندان الم مین مصروف دعا ہے لیکن وہ شہزادی جو کشتی پر ہمراہ بادشاہ طلسم کے آسمان کی ماہ تھی اور نام اسکا بنفشہ جادو ہے اور وہ ضعیف جو اس نازنین کے ساتھ تھی اسکی دایہ ہو تجارت مکر و زر کی سرمایہ ہے بادشاہ طلسم کی طرف سے اس کام پر یہ مامور ہے اسکا یہ دستور ہے کہ شہزادی کو ناو پر سوار کرکے لیجائے اور جو کوئی دریا پر آئے اسکو حسن و جمال پر ملکہ کے لبھائے اور گرفتار کرکے لے آئے زندان رنج و مصیبت مین پھنسائے اور ملکہ کو جائے سکونت پر پہنچاوے اور آپ شاہ طلسم سے جاکر اطلاع کر دے کہ مین آنیوالے کو دریا کے گرفتار کر آئی چنانچہ جو کوئی کہ شراب اس نازنین کے ہاتھ سے کشتی پر پی لیتا ہے فوراً غرق دریا مین آپ کو دکر ہوتا ہے اور محافظ زندان طلسم اسکو لیجا کر قید کرتے ہین از بسکہ قاسم نے شراب کشتی پر نہ پی تھی اسوجہ سے اس دایہ نے سحر پڑھکر ناو کو ڈبو یا اور اپنے مکان مین شہزادہ کو لاکر حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کیا اور آپ خبر کرنے بادشاہ پاس گئی اور شہزادی کو اُس کے باغ مین پہونچاتی گئی چونکہ یہ غنچۂ گلستان خوبی و سرو بوستان محبوبی نازک اندام دشمن بو ملکہ **بنفشہ جادو** عندلیب آسا گلعذار **شہزادہ قاسم** پر فریفتہ ہو چکی تھی جب اپنے باغ مین آئی فراق شہزادہ کا بہت شاق ہوا کبھی حیلہ سے روئی بیٹی چلائی یہ ملکہ ہمیشہ ماں باپ سے علحدہ اس باغ مین رہتی ہے انیسین جلیسین کنیزین بہر خدمت معین ہین اور اسی باغ مین جو لوگ کہ اس پر عاشق ہو کر قتل ہوے ہین انکے مدفن ہین غرضکہ اس گلزار مین تخلیہ تو تھا ہی یہ ملکہ چبوترے پر سنگ مرمر کے جو وسط باغ مین بنا تھا مسند بچھوا کر جلوہ گر ہوئی اور سیر باغ کی کرنے لگی تا غنچۂ خاطر بستہ شگفتہ ہو لیکن ہجر دلدار دین کا کانٹا سا کھٹکتا تھا گریبان صبر و ضبط برنگ گریبان گل پھٹا تھا بیتابی سیر گلشن سے اور زیادہ بڑھی پر چبوترے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئی کنیزون اور انیسون کو پاس سے سرکا دیا جب تنہائی ہوئی دفتر عشق کھولا مضطربانہ خیال جاناں کیا اور تصویر تصور سے کہنا آغاز فرمایا کہ لو سنو اب ہم اپنے حال کا آغاز کرتے ہین مضامین بیتابی معشوق بن کر آغوش تمنا مین ناز کرتے ہین شکر ہے زمانہ فراق کا کہ ہر لحظہ طبیعت کو مثل ماہی بے آب اضطراب حاصل ہے اور بڑا احسان ہے صدمات جدائی کا کہ دامن چشم تر کو خشک ہونا مشکل ہے دہن گو ہجوم

نالہ و آہ سے بند ہونے مین کلام ہے کبھی معشوق تھے اب عاشقون مین ہمارا نام ہے راحت کسی پہلو نصیب نہین وہ کونسا وقت ہے جو دوچار بلائین ہم سے قریب نہین بہرحال اے جانی تمھارے شکرگذار ہین اپنے دل کی طرح بے اختیار ہین خدا جلد اس حجاب ظاہری کو درمیان سے اُٹھائے تمھارا جمال رشک آفتاب ہم کو دکھائے وہ قیدخانہ جو دل مشتاق سے بھی زیادہ تنگ ہے مانند عمر سخن دراز ہو کر تم کو آزاد کرے بعض قدم گلہ تنگ سے تمھارے اس باغ ویران کو اللہ آباد کرے ہم بھی رنج فرقت سے فرصت پائین خوشیان منائین اب جی ہمارا تنگ ہے طبیعت کا یہ رنگ ہے کہ بات کرنا مشکل ہے آرزؤن کی سونی محفل ہے گیسو کے تصور مین آشفتہ سری ہے کیا کہین کہ کیا بے خبری ہے۔

غزل

راحت ہمین نصیب کہان ہجر یار سے
آہین نکل رہی ہین دل بیقرار سے

اللہ رے طول مردم دیدہ ہوے ہین پیر
آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے

کس وقت زلف یار کا ہم کو نہین خیال
فرصت کہان ہے سلسلۂ انتظار سے

فیض ہوا سے رُخ ہے سوے قصر آسمان
پیدا ہے شوق اوج مزاج غبار سے

بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین
کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے

برآئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو
اتنا گلا رہا ہمین آغوش یار سے

اے جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون
پھر غم نہین ہے کشمکش روزگار سے

یہ بیان فرقت یار کرتے کرتے شوق وصال نے اور ہی کچھ سمجھایا دل مین یہ خیال آیا کہ اے نادان جو کوئی عشق کر کے بدنامی سے ڈرا کبھی منزل مقصد تک نہین پہونچا اور جس کسی نے بحر ناپیدا کنار محبت کے کنارے پہونچ کر کشتی سلامتی پر بیٹھنا چاہا اور زیادہ دریاے غم اور گرداب الم مین ڈوب کر مر گیا بیڑا پار نہ ہوا بلا سے تیرے والدین تیرے عاشق ہونے سے ماہر ہون گے ہزارون دشمن ظاہر ہون گے بدنامی حد سے آگے بڑھے گی رسوائی بلا بن کر سر چڑھے گی آفت بہر استقبال پیشقدمی کرے گی مگر ایک رات تو ہنس بول لین گے عقدۂ سربستہ غم دل کھول کر کھول لین گے دایہ تو کشتی پر دیکھ ہی چکی ہے کہ تو شہزادہ پر مائل ہوئی تھی اب دیر نہ کر بسم اللہ روانہ جانب جانانہ ہو اور خانۂ دایہ سے اسکو یہان لے آ رات بھر مزے اڑا آیندہ جو کچھ ہوگا سمجھ لینا یہ مشورہ جو بیتابی دل نے سمجھایا اُسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئی خود تو سحر جانتی نہ تھی کنیزین جو ساحرہ تھین اُنسے سحر پڑھوا کر تخت بنوایا اور مع چند انیسون کے سوار ہو کر خانۂ دایہ مکار مین اپنے تئین پہونچایا یہان چند ملازم دایہ کے حاضر تھے اور وہ براے اطلاع دربار شاہ طلسم مین گئی تھی اسنے ان نوکرون سے پوچھا کہ دایہ کہان ہین اُنھون نے بیان کیا کہ بادشاہ کے یہان ہین اسنے کہا وہ قیدی کہان ہین اسکو لی جاؤنگی اور اپنے مکان مین قید کرونگی ملازم یہ سنکر آمادہ بفساد ہوے ملکہ نے اپنی کنیزون سے کہا کہ سزا دو ان کو کنیزون نے ایک ایک کو پکڑ پکڑ جوتیان مارنا شروع کین جب تو وہ داد بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ بھاگے اور ملکہ نے اس حجرہ کا کہ جسمین قاسم مقید تھا قفل توڑ دیا اور اندر آ کر

کنیزون سے فرمایا کہ قید سے اسکو سحر پڑھ کر رہا کرو کنیزون نے افسون خوانی کر کے ہتکڑیان بیڑیان جادو کی جسم شہزادے پرسے دور کین ملکہ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین نے آپ پر جان و مال سب نثار کیا آپئے تشریف لے چلیئے دیکھ لین گے جو کچھ آئیندہ خدا دکھائیگا ہم بھی آپکے عشق مین جان دین گے شہزادہ اُٹھ کر اسکے ہمراہ ہوا اور باہر حجرۂ زندان سے نکل کر دونون تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوئے راہ مین شہزادہ شکریہ احسان اس ماہ تابان سپہر کا ادا کرتا تھا اور کہتا کہ

ابیات

خالق کا ہے رحم دور غم ہے
زنجیر کے گھر سے گھر مین آیا
تکلیف ہوئی تھین سراسر
فرمائی تھی ہنس کے یہ مکرر
کیا مین نے کیا ہے تمپہ احسان
جمکی نہین اب تلک تو تقدیر
القصہ اسی طرح کی تقریر
رضوان کو تھا جس کے ہجر کا داغ
رکھتے تھے جو انتظار اشجار
مالک کا ہائے ہے بول بالا
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار
لکھتے ہین یہ گل کھلا کے خامہ
ہو خطِ غبار خطِ گلزار
سامان تھا جس قدر مہیا
فرہاد تھا جسکا ایک مزدور
گلزار تھا فرش جس مکان کا
گویا وہ زمردین تھا ایوان
اسباب نشاط وعیش ہرجا
ہوجاتی تھی جنسے دل ہر اک شاد
آراستہ مے کی کشتیان تھین
تھی ہر بطِ مے جواب بلبل

تائید ہے فضل ہے کرم ہے
اللہ نے لی خبر ہوئی خیر
احسان یہ آپکا ہے مجھ پر
مین تیری ہون اک کنیز ناچیز
قربان ہے تمپر اب دل وجان
ہوتے ہین ابھی ملال کیا کیا
کرتے ہوئے گھر مین پہونچے دلگیر
آنے سے جو اُن کے باخبر تھا
باندھے ہوئے تھے قطار اشجار
وہ پھولے پھلے ہو جسکا یہ باغ
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہو تختۂ لالہ راز نامہ
گلچین کی نظر نہ تھی خزان پر
باہر ہے بیان سے ذکر انکا
تھے نقش و نگار سے وہ گلزار
وہ قطعہ تھا گلشن جنان کا
جس گھر مین تھا فرش زرد تیار
کثرت سے وہان پہ تھا مہیا
اراستہ مسندین بہت خوب
دراصل وہ جان میکشان تھین
ہر ایک خواص نازک اندام

اللہ نے قید سے چھڑایا
آئی تھی بلا مگر ہوئی خیر
شہزادی جو تھی فدائے دلبر
ہے آتش عشق شعلہ انگیز
کیا جانیے کب بن آئے تدبیر
یہ چرخ کرے گا حال کیا کیا
شہزادہ نے دیکھا ایسا اک باغ
استادہ چمن مین ہر شجر تھا
کہتے تھے یہ بیش حق تعالے
حاسد کا ہمیشہ سینہ پر داغ
ایسی روشین تھین صاف ہموار
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد
دکھلائے قضا قلم کی رفتار
تھا اُسکا دماغ آسمان پر
پتھر کے مکان وہ چشم بد دور
مانی بھی جہان ہو نقش دیوار
جس گھر مین تھا سبز سارا سامان
گویا وہ مکان تھا زعفران زار
تزئین مکان شیشہ آلات
چنگیر مین دھری ہوئین خوش اسلوب
ہر ساغر بادہ ہمسر گل
مہ پارہ و دلفریب و گلفام

اندر کے اکھاڑے کی بھی پریان | رفتار پہ ان کے دل تھا قربان | ملکہ نے شہزادے کو ایک مکان
مین لاکر مسند زرین پر بٹھایا اور آپ پہلو مین جلوہ گر ہوئی جام مے گلفام سے لبریز کرکے پیشکش فرمایا شہزادے
نے سوال اسلام کیا اس بُت نے خدا کا کلمہ پڑھا پھر تو دور ساغر چلنے لگا جلسہ عشرت جمال مطربان خوش نوا کے
بادہ نغمہ سرا سے مست کیا نظم

نغمون مین شراب کا اثر تھا
ہر دل کی تڑپ تھی رقص بسمل
تھا بزم مین اجتماع یاران
صورت مین جو غیرت قمر تھی
تھا جوش بہار شادمانی

جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا
تھا پیر مغان کا حکم جاری
آراستہ جشن میگساران
یاقوتی لب کی بس گزک تھی
زوروں پہ تھا عالم جوانی

تھی رقص و غنا سے گرم محفل
تھی دختر رز سے ہم کناری
پہلو مین پری وہ جلوہ گر تھی
نہ غم تھا کوئی نہ کوئی زک تھی
اسی جوش طرب مین بسان حوصلہ

نغمہ طرفان دن کم ہوا اور جوش خاطر مہر آسمان گھٹا کہ نظم

جھکا جس طرح چشم مائل خواب
بشکل شفق آخر منھ چھپایا
اسی ہنگام مین مہر جہانتاب
نیا نیرنگ گردون نے دکھایا

یعنی کنیزان ملکہ موصوف نے عرض کیا کہ اے شہزادی آج پنجشنبہ کا روز ہے یہ شب غم اندوز ہے حسب دستور
تشریف لے چلیے اور روح عاشقان کو شاد کیجیے شہزادے نے یہ سنکر فرمایا کہ اے ملکہ کیا تمھارے اور بھی
عاشق ہین ملکہ نے ہنس کر کہا اوئی دور گور کیا میرے دشمن ہرجائی ہین یہ کہکر پہلوے شہزادے سے اٹھی
شہزادہ فرط رشک سے ساتھ ہوا کہ دیکھون یہ کہان جاتی ہے غرضکہ ملکہ اس مکان سے نکلکر باغ مین روان ہوئی
اور ایکطرف کو بہت دور جاکر ٹھہری شہزادے نے دیکھا کہ کٹہرہ گرد چمنستان کے کھنچا ہے رقبہ بہت معقول
نظر آتا ہے زنگ کٹہرہ آسمانی ہے اور اسپر نقش زنگار ایسا ہے جسپر دنگ شہزادہ اور حیرت زدہ مانی ہے شب کے
اس کٹہرے مین بنے ہین اور گوہر آبدار شبگون ٹکے ہین جیسے ستارے آسمان مین نکلے ہین اندر اسکے جو
رقبہ ہے خیابان جنان کا تختہ ہے گلہاے زنگار نگ کھلے ہین درخت برگ و بار سے لدے ہین پھولے
پھلے ہین زیر درختان قبرین پختہ بنی ہین مسافران عدم کی منزل گاہین خوب سجی ہین قبرون پر شامیانے
استادہ ہین طنابین انکی سیاہ ہین کشتہ زلف ہونے پر مدفونون کے گواہ ہین عود سوز و عنبر سوز گرد ہر قبر کے
رکھے ہین دل جلون کا دل جل جل کر خاک مین ملنا بتاتے ہین سپند آتش پر خیال آتشین رخسار کا پتہ بتاتا ہے ہم
سویدا سے خاطر سوختہ سماں نظر آتا ہے گھنی گھنی چھاؤن درختون کی قبرون پر ہے بے پھلے پھولے ناشاد و
نامراد مرنا اہل قبور کا ظاہر ہے بخورات کا دھوان جو پیچ و تاب کھاکر بلند ہوتا ہے یہ کہتا ہے کہ عاشق سنبل گیسو
اسی طرح خوابگاہ لحد مین سوتا ہے خاموش عبرت دور باش سُناتا ہے یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ دل
خوف سے تھراتا ہے نظم

بیداغم و یاس کی نشانی
دیکھا عجب اک مکان ہو کا
کچھ قبرین بنی ہین کچھ پرانی
خاموش چراغ آرزو کا
ممتاز نہین گدا سے سلطان

جو مور وہان وہی سلیمان
سب قیدی محبس تاسف
دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے
دنیا کی طمع نہ حرص دولت
سب خواب مین بیخبر برابر
یون بلبل و فاختہ کی فریاد

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر
ہر چاہ مین بند چند یوسف
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک
اک عالم بیکسی و غربت
انسردہ ہر ایک برگ کا دل
وہ گل ہین کہان کہان وہ شمشاد

خاموش برنگ بزم تصویر
سو کھے منھ ایکسبھی نہ کھولے
تن خاک ہر ایک آرزو خاک
نہ خانون کے بند در برابر
سائے مین بھی اسکے دھوپ شامل

ملکہ بنفشہ مع شہزادہ قاسم کے اندر اس رقبہ کے آئی اور شہزادے کو ٹھہرا کر شمع و گل چادر اپنے ہمراہ لیکر ایک قبر کی جانب بڑھی اور جب اس مزار پر پہونچی صاحب قبر نے زبان حال سے یہ صدا دی کہ بیت لحد پر یار آیا ہے مرے شرمندہ کرنے کو ❊ نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا ❊ ملکہ نے موئے مشکین زلفین عنبرین کھول دینے اور شمع روشن کی پھر تار نفس سر مین گوہر اشک گوندھ کر اس نوشاہ عروس مرگ کی قبر پر سہرا چڑھایا اور اس طرح نالہ کیا کہ نظم

ذرا الفت کا کچھ تو نے نہ پایا
یہ چشمے رات دن رہتے ہین جاری

کہان ہے اے مرے دلدار ہمدم
فلک نے خاک مین تجکو ملایا
لحد پر تیری ہے مسکن بنایا

میری جان میرے عاشق زار
مجھے ہے غم مین تیرے اشکباری
نشان خانہ راحت مٹایا

یہ نالہ کرکے دوسری قبر پر آئی لب گور سے مرنے نے یہ آواز سنائی کہ بیت اس طرح قدم گور غریبان پہ نہ رکھو ❊ مردون کو زمین مین تہ و بالا نہ کرو ❊ ملکہ نے قبر پر شمع روشن کی اور گلہائے ارمان آرزو چڑھائے اشک مسلسل رخسار پر بہائے موتیون کی لڑیان رو کر بنائین آب اشک کی چادرین چڑھائین پھر اسطرح درد دل زبان پر لائی کہ ۲ بیت

چھپے ہین دلمین لاکھون تیرے غم کے
عیان ہے دیدۂ گریان سے برسات

بڑے بھالے ہین سینے پر الم کے
روان چشمون سے ہر دم اشک گلناک

تصور دلمین ہے تیرا ہی دن رات
فقط رونے سے ہی تجکو سروکار

اسی طرح وہ نازنین بادل اندوہگین اور ایک قبر کی طرف باموے پریشان و نالان آئی اپنے عکس زلف کی سیاہ چادر اس پر چڑھائی گلین تمنا سے پھول بر سر تربت لائی صاحب قبر نے دہان گور سے یہ آواز سنائی کہ بیت کیسا رونا کس کی شمع کیسی چادر کس کے پھول ❊ خشک پتے ہین مزار عاشق مفلس کے پھول ❊ اس مایۂ ناز نے اس لحد پر بھی ماتم کیا اور نوحہ آغاز فرمایا۔ نظم

نہ تیری یاد ہے دل سے فراموش
نہین مٹتا کسی صورت سے یہ غم

رہا کرتی ہون بت کی طرح خاموش
پڑی ہے خانۂ دلمین تباہی

کیا کرتی ہون دلمین تیرا ماتم
مٹی ہے میری ساری بادشاہی

شہزادۂ قاسم فرط رشک سے اس معشوقہ کو تور عشاق پر ہرگز رونے نہ دیتا لیکن وہ خود محو آئینہ عبرت ہو کر سکتے کے عالم مین تھا گویا بدم تھا نخل باغ ہر ایک نظر مین نخل ماتم تھا نرگس بیمار کو جاما غنچے کے پھولنے سے جسم گل پر ورم تھا سنبل زلف کھولے ماتمدار بہار تھی بسان زن سوگوار بھی خاطر گلشن کو

خزان کا کھٹکا لگا تھا گل کا گریبان پھٹا تھا اسوقت یہ سامان پیش نظر تھا کہ تمام باغ عبرت کا گھر تھا زبان حال سے یہ ندا آتی تھی کہ جب فصل مہرگان برنگ اجل شاہد بہار کی گریبان گیر ہوگی کچھ کسی سے تدبیر بن نہ آئے گی یہ بیماری جان لیکر جائیگی ہر چند گل اشرفی اپنا خزانہ لٹائے زر گل وداعین اُٹھائے ممکن نہین کہ خزان ٹل جائے بلبل شیون کنان قمری نعرہ زنان لالہ داغ بر دل سرو پا بگل نہر بسان چشمہ چشم اشکباران سوسن بزبان بے زبانی آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار گویان شمشاد اسی خوف سے آزاد مقام فنا شہر گلشن آباد برگ ہر ایک کف افسوس داغ بالائے جسم داغ طاؤس سبزہ برنگ صف ماتم بچھا ہوا مین دم والپسین کا ہے بوئے گل بیرون چمن نکلتی یا باغ کی جان تن سے نکلتی کلیون کا چٹکنا وقت نزع لیسین کا پڑھنا تھا سحاب گلشن شامیانہ تربت نظر آتا غنچہ مقبرو گنبد کی صورت دکھاتا زمزمہ طائران سے صدائے کل من علیہا فان پیدا کہ بیت بر سر شاخ گل ہے باغ جہان ؞ غلغل کل من علیہا فان ؞ شہزادہ ازبسکہ فرزندان حمزہ مین سے تھا فرط رحم دلی سے ہمراہ ملکہ خود بھی رونے لگا اور انجام کار شاہ وگدا کا خیال کرکے محو حیرت تھا اس عرصہ مین ملکہ نے عاشقون کی قبر پر روشنی کی روتی بیٹھی بیان حسرت آلود کرتی رہی ناگاہ نگاہ اس مہربان عاشقان کی شہزادہ پر پڑی اور اُسکو روتا ہوا دیکھ کر اپنا رونا بھول گئی سمجھی کہ یہ شہزادہ بھی اپنا قتل ہوکر اس جگہ دفن ہونیکا خیال رکھتا ہے اسی سبب سے روتا ہے پس یہ معلوم کرکے قریب شہزادہ آئی اور اپنے دوپٹے سے آنسو پوچھ کر پکاری کہ اے جانی واے سرمایۂ زندگانی خدا تجھکو نہ رولائے اگر تیرے اوپر کسی طرح کی آفت آئیگی پہلے نشانۂ تیر آفت یہ کنیز بن جائیگی اب کی مرتبہ دو قبرین یکجا بنینگی ۔

نظم

لہو کیسی طبیعت ہے مری جان
یہ کہہ کر خوب روئی وہ گل اندام
لگا دی آگ سی سوز جگر نے

یہ کیون آئے ہین آنسو تا بدامن
گہر ریزی سے آنکھون کو رہا کام
پھر اسنے اُسکو قسمین دین کئی بار

ملا یا منہہ سے منہہ بولی کہ قربان
یہ کیون بھیگی صف مژگان کی چلمن
بھگو یا پیرہن کو چشم تر نے
کہا کہ رنج دل تو اپنا اظہار

شہزادے کو اس کے پوچھنے سے وہ جوش عبرت کم ہوا اور کہا اے ملکہ مین انجام کار ہر انسان کا یاد کرکے رو یا تھا اب یہان سے چلکر بارہ دری مین بیٹھو اور ان قبرون پر رونے کا حال مجھ سے بیان کرو کیا یہ سب تمھارے عزیزون کی قبرین ہین جو تم ان کے غم مین ماتم کرتی ہو چشم نرگسی پر نم کرتی ہو تم تو عاشق کہہ کر روتی تھین یہ کلمہ مجکو بہت ناگوار معلوم ہوا اسکا ماجرا مفصل بتاؤ ملکہ یہ سنکر شہزادہ کو بارہ دری مین لائی اور مسند پر بٹھا کر گویا ہوئی کہ اے یار عزیز مین دختر اس طلسم کے بادشاہ کی ہون جسکا نام گوہر شاہ ہے پس میرے باپ نے یہ عہد کیا ہے کہ مین دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ کرونگا فی الجملہ مجکو ہمراہ دایہ دریائے طلسم پر بھیجتا ہے اور آنے والے کو دریا کے میرے حسن پر فریفتہ کرکے قید کرتا ہے اور وہ شخص چالیس روز تک قید رہتا ہے اس لیے کہ اگر یہ طلسم کا فتاح ہے تو اس مدت مین چھوٹ کر طلسم کو فتح کرے گا اور

ملکہ کو عقد مین لائے گا چنانچہ بعد چلّے کے جب وہ نہین رہا ہوتا ہے تو اُسکو قتل کرتا ہے مین اس مقتول
کی لاش منگا کر اس رقبہ مین کہ جو آپنے دیکھا ہے گڑوا دیتی ہون ابتک بہت سے عاشقان نامراد یہان
آے اور قتل ہو کر دفن ہوے مین ہر پنجشنبہ کو ان کی قبرون پر جاتی ہون روح کو انکی شاد کرتی ہون شمع
جلاتی ہون گل چڑھاتی ہون آج بھی حسب دستور گئی تھی وہان تمکو روتے دیکھکر سمجھی کہ شاید تم اس راز سے
واقف ہو اپنا قتل ہونا یاد کرکے روتے ہو شہزادے نے یہ حال جب سُنا ہنس فرمایا کہ اے
ملکہ آج تک حالت کفر مین جو چاہا تمنے وہ کیا لیکن اب تم نے اسلام اختیار کیا ہے ہم سے واسطہ تم کو
ہوا ہے خبردار اب کبھی ان نامحرمون کی قبرون پر نہ جانا تم کو شرم نہین آتی کہ معشوق ہوکر جاتی ہو کلمات
بیہودہ زبان پر لاتی ہو اور مین اپنی مرگ یاد کرکے نہین رویا تھا وہ عبرت کا ماجرا تھا میرا تو یہ قول ہے کہ
بیت کسی کی مرگ پر ہرگز نہ کیجئے چشم تر اے دل + بہت سا روئیے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہین +
مین پوتا حمزہ کا ہون انشاء اللہ اس طلسم کو فتح کرونگا اور تم کو اپنے عقد مین لاؤنگا نظر بافضال کارساز عالم
رکھو اور اس حرکت لاطائل سے باز آؤ میرے سامنے اسکے ترک کی قسم کھاؤ یہ کہہ کر بعتاب جانب ملکہ نگاہ کی
وہ مطلوب کی خفگی دیکھ کر ڈری اور سیکڑون قسمین کھانے لگی پھر ہاتھ باندھ کر زار زار روئی شہزادے نے گلے سے
لگایا بوسہ لب و رخسار لیکر خوشنود فرمایا پھر جلسۂ عشرت جما مغنیان خوش آواز نے ترانہ عیش ونشاط گایا جام شراب
گردش مین آیا شب وصل تو ہمیشہ سے کوتاہ ہوتی ہے کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ شب مثل مزاج آشفتہ
برہم ہوئی و بسان زلف جانان پریشان ہوکر روے شاہد سحر پر سے ہٹی رخ آفتاب نظر آیا کہ **نظم**

شباب شب زمانہ نے کیا کم
ہوئی پھر انجمن انجم کی برہم
ابر بڑھے سامان محفل گھٹ گئے تھے
رہی محروم مطلب کثرت ذوق

وہان ملازمان دایہ گمراہ جو داد بیداد کرتے جانب دربار شاہ روانہ
ہوے تھے دارالامارة کے در پر پہونچے دایہ بادشاہ سے عرض کر چکی تھی کہ آج آپ کی صاحبزادی نے
طلسم کے آنے والے کو شراب پینے سے منع کر دیا تھا مین نے سحر سے کشتی کو ڈبو دیا اور اُسکو اپنے گھر مین لا کر قید کیا
بادشاہ نے بجواب اس بیان کے فرمایا تھا کہ شب بھر اس مجرم کو اپنے یہان رہنے دو صبح کو مین زندان طلسم مین
بھجوا دونگا غرض دایہ مذکور وہان سے رخصت ہوکر باہر آئی تھی کہ ملازم اسکے ملے اور تمام کیفیت معرض بیان
مین لائے دایہ کو غصہ آیا اور پھر کر دربار مین آئی بادشاہ کے کان مین سب حقیقت اسنے ملکہ کی کہہ سُنائی
شاہ نے فرمایا کہ تو جا کر اس حال کو تحقیق کر کہ ملکہ نے اس مجرم کو لیجا کر قید کیا اپنے مکان مین یا اپنے پہلو مین بٹھایا جیسا کچھ
ثابت ہو وہ مجھ سے بیان کر دایہ حکم پا کر اپنے گھر مین آئی اور کچھ دیر ٹھہر کر آسودہ ہوئی کھانا کھایا شراب پی پھر
بزور سحر طائر بنکر ملکہ کے باغ مین آئی اور ایک شاخ درخت پر بیٹھ کر شب جو باقی تھی اسمین حال ملکہ اور شہزادہ
دریافت کرتی رہی مزار عاشقان کی کیفیت جتبک دیکھی ملکہ کو بے لوث سمجھتی رہی جب شہزادے سے دار مدار کیے
دیکھا جلگئی آخر صبح کو اُڑ کر بادشاہ پاس گئی اور ماجراے شبینہ حرف بحرف زبان پر لائی بادشاہ کو غصہ آیا اور خود

اُٹھکر روانہ ہوا یہان شہزادے نے صبح کو وضو کیا نماز پڑھی پھر ہمراہ ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگا مگر ملکہ کا رنگ رخسارہ خوف سے زرد تھا جانتی تھی کہ اب کوئی بلا آیا چاہتی ہے شہزادے نے یہ حال دیکھکر اسکی تسکین کی کہا اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا رحم کریگا بعد تشفی استفسار فرمایا کہ قاعدہ طلسم یہ ہے کہ بغیر لوح طلسم ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین تمکو کچھ حال لوح کا اس طلسم کی معلوم ہے ملکہ نے یہ سُن کر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور گویا ہوئی کہا ابیات

کہ آہ اب ہم کہان ہو وائے افسوس
کہ جوش خاطر مشتاق ٹھہرے
جدائی ہم مین تم مین چاہتا ہے
عوض راحت کے دل کا بڑھگیا غم
کہ جسکے بدلے ہین غم مین گرفتار

رہا تا حشر یہ غم ہائے افسوس
نہین معلوم تجکو اے پریزاد
فراق ظاہری اب مدعا ہے
فراق دائمی کا وقت آیا
ہوے قہر محبت کے گنہگار

گلے مل بوسہ عارض ہمین دے
کہ ہے چرخ ستم زا مجو بیداد
خدا حافظ کہان تم کہا اور کہا ہم
مزا اتنا نہ تھا ہم نے اُٹھایا

اے شہزادہ عالی مرتبت لوح طلسم کی کیا کیفیت بیان کردن اسکا ہاتھ آنا دشوار ہے خود بادشاہ طلسم اس کا طلبگار ہے صورت حال یہ ہے کہ اس طلسم کا اصلی دروازہ اور ہے اور اسی دروازہ کے متصل ایک شہر آباد ہے کہ نام اس شہر کا شہر جام ہے اور عقاب بن جام جادو اسکا حاکم ہے پہلے باپ اُسکا جام جادو مالک تھا اور اس کے پاس لوح تھی اب جیسے وہ مرگیا نہین معلوم کہ لوح کیا کر گیا کہان دھر گیا بیٹا اسکا ہر چند کہ مالک سلطنت مال ہو لیکن لوح کے حال سے ناواقف کمال ہے اور بادشاہ طلسم سے باغی ہو نہ خراج دیتا ہے نہ اطاعت کرتا ہے اور اسکے پاس ایک گلدستہ ہو کہ اس گلدستہ کی وجہ سے اسپر سحر کسی کا اثر نہین کرتا ہے اور نہ کوئی اسپر غالب آتا ہے جس جگہ وہ گلدستہ رکھا ہوتا ہو اس مکان مین جو ساحر کہ جاتا ہو سحر بھول جاتا ہو بس جب اسنے بادشاہ سے سرکشی کی بادشاہ مذکور اسکا کچھ نہ کرسکا تو اسنے طلسم کے آنے جانیوالون کیلیئے راہ دوسری بنائی ساکنان طلسم ادھر سے آمد و رفت رکھتے ہین اور مقیدان طلسم کیلیئے یہ راہ دریا کی مقرر ہو جدھر سے کہ آپ آئے ہین اور سُنا ہو کہ شہر جام مین جو دروازہ ہو وہ اسی پہاڑ پر ہو کہ جسکے دامن مین بیشہ حیرت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ پہلے مین بیشہ حیرت ہی مین آیا تھا وہان ایک زنگی شہزادی کو گرفتار کیے لیئے جاتا تھا کہ وہ زوجہ ملک سلطان تاج بخش کی تھی بس زنگی کو مین نے قتل کرکے اس شہزادی کو چھڑایا اور اس کی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر اسکا اس طلسم مین آکر قید ہوگیا ہے یہ معلوم کرکے مین اس پہاڑ پر گیا اور وہان ایک حصار بنا تھا دروازہ بھی لگا تھا بس وہ وہی دروازہ ہے کہ جسکا تم پتہ دیتی ہو اور سلطان اسی دروازہ سے داخل ہوکر شاید شہر جام مین قید ہے اے ملکہ مین اسی بادشاہ کے چھڑانے کو اس طلسم مین آیا ہون یہ شیدائے یکدیگر یعنی ملکہ و شہزادہ اسی طرح سرگرم سخن تھے کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی اور ہر سمت تاریکی چھائی ملکہ گھبرا کر پکاری کہ خداوندا خیر کرنا شہزادہ قاسم گھبرا کر دست بقبضہ ہوا اور اٹھا تھا کہ زمین تھرائی زلزلہ آیا پھسلکر گرا بیہوش ہوگیا اور یہی کیفیت بنفشہ جادو اور تمام کنیزون کی ہوئی جب یہ سب بیہوش ہوگئے ملک گوہر شاہ

مادر دایہ روئے ہوا سے نیچے اُتری اور شاہ نے دایہ سے کہا کہ ان دونون مجرمون کو تخت سحر پر بٹھا کر بارگاہ مین لاکر سر
انکے جدا کر کے وصال روحانی سے دونون کو شاد کرو یہ حکم دے کر آپ جانب دربار روانہ ہوا دایہ نے زنجیر ہائے سحر
سے ان گرفتاران سلسلۂ عشق کو باندھا اور سحر پڑھکر کنیزون کو تو ہوشیار کر دیا ان دونون کو تخت سحر پر ڈالکر
لے چلی کنیزون نے جو یہ ماجرا دیکھا سر اور سینہ پیٹنے لگین اور دائی کو برا بھلا کہتی تھین اور جازم ہوئین کہ سحر سے
لڑکر دایہ کو قتل کرین اور ملکہ کو چھین لین لیکن خوف شاہ طلسم ایسا غالب تھا کہ جسارت نہ کر سکین اور ٹکتی جھکتی
ملکہ کی مان پاس چلین راہ مین باہم کہتی جاتی تھین کہ لوگو یہ نگوڑی دائی کیسا ہاتھ دھوکر ہماری ملکہ کے پیچھے
پڑ گئی خدا کی مارا اس کی صورت کو سات اتوار آٹھون منگل کی جھاڑو اس کو اڑھائی گھڑی کی موت آئے بی
انس دائی کو دودھ پلانے کی بھی کچھ محبت نہین دائی کاہے کو ہے قصائنی ہے ہے ہے بوا میرا لاڈ یا تھا چھ
مین اپنی جان نثار کرتی تھی ایک انمین سے بولی کہ تمھارا تو لاڈ یا تھا مین نے تو فقط مرزا کے لڑکے کو منھ سے بیٹا
ہی کہا ہے خدا گواہ ہے کہ بغیر دیکھے اسکے قرار نہین آتا اسی طرح کی باتین یہ کنیزین باہم بناتی بہت جلد محل
مین آئین یہان ہزارہا کنیزین اور ماما اصیل مغلانی پیش خدمت حاضر تھین ایوان ملکۂ بادشاہ نہایت وسیع
و عمدہ تھا ہر فرقہ و عملہ کے لوگ اپنے اپنے کام مین مشغول حسب معمول تھے ان عورتون کو روتے ہوے دیکھکر سب
عورات پوچھنے لگین کہ ارے کیا ہوا خیر تو ہے انھون نے کہا اے بی بی دائی نافرمان کی جان کو روتے ہین جلد
کی آمی جان کو بتاؤ ارے لوگو بڑی حضور کہان ہین ان سے کہو کہ چھوٹی حضور کو یہ موئی اناگیر ے لیے
جاتی ہے یہ سُننا تھا کہ سب انیسین مصاحبین دوڑین بارہ دری مین ملکہ ماہ پیکر پری تمثال جادو
بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی تھی کہ ان سب نے کہا حضور صاحبزادی کے نوکر آئے ہین کہتے ہین کہ انکے
دشمن کھینے والی بندی قید ہو گئی یہ سُنتے ہی بڑی حضور کے بھی چھکے چھوٹے طپچہ سر الٹ کر بارہ دری کے
باہر آئی بنفشہ کی نوکرین سب دوڑ دوڑ کے قدمون پر گرین اور چیخ مار کر روئین اور سب حال بیان کر کے
کہا لیے بیوی ملکہ فقط اتنی گنہگار ہین کہ اس مردوے کو دائی کے گھر سے جاکر لے آئین سو وہ بھی اسواسطے کہ
اسکو قبر ین اور قتل ہو دُن کی دکھائین تاکہ وہ عبرت پذیر ہو اس جرم پر اس قطامہ دائی نے نہین معلوم کیا
کیا ان کے باپ سے جاکر لگایا کہ بادشاہ خود تشریف لائے اور ملکہ کو اب دائی پکڑے لیے جاتی ہو ان ! تون کو جو
ماہ پیکر نے سنا فوراً اپنے یہان کے خدمتگار جو ہزار خواجہ سرا اور جملہ کے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور دائی کے
جوتیان مار کر میری بچی کو چھین لاؤ اگر وہ قحبہ دائی دربار شاہی مین پہونچ گئی ہو تو اندر دارالامارۃ کے
گھسکر چھین لاتا کچھ بادشاہ کا خوف و لحاظ نہ کرنا اس بھڑ نے کو تو سودا ہو گیا ہے پہلے تو اماں نافرمان سے کہا کہ
لڑکی کو مردودن کے رہانے کیلئے لیجا یا کرے اب بڑی غیرت موئے کو آئی اے کوری میٹھ کھنے لگے مین سچ
کہون میری بچی ہر بار مرد کو دیکھتی ہے اور ترس کر رہجاتی ہے آخر لوگو وہ بھی جوان جہان ہے اسکے بھی جی ہے کہ نہین
یہ باتین سُنکر کنیزدن اور محل کی عورتون نے تائید کلام کی کہ اے ملکہ آپ سچ فرماتی ہین ۔ جس بات کا خیال

نہ کرو تو برسون نہ کرو اور جو ہر بار اسکا سامنا ہو تو حضور خطا معاف بڑی بڑی پارساؤن سے نہین رہا جاتا ہے
ایک ان مین سے بولی کہ اے بیوی ہماری صاحبزادی کچھ تو سیدھی بات نہ کرنا آتی تھی اب تک رو کر نام خدا سے
روٹی مانگتی ہین اسی دائی مالزادی نے ورغلایا یہ لیجا لیجا کے دیدہ دلیر بنایا وہ تو ملکہ ہی سی نیک کوکھ کی
بیٹی تھین جو دبی دبائی رہین بھی دوسری ہوتی تو آسمان مین تھگلی لگاتی غرضکہ یہان تو عورتین غوغا کر رہی ہین ادھر
کئی سو ملازم بڑھی ملکہ کے جو دوڑے دائی راستہ ہی مین تھی کہ یہ جا پہونچے اور پکارے رہ تو جا او غیبانی
مارے جوتیون کے جو تجھکو فرش نہ کیا تو کچھ کام ہی نہ کیا دائی یہ کلام سنکر گھبرائی اور اُنسے پوچھا ناکہ یہ سب ملازم
ملکہ کی مان کے ہین ملکہ کو لینے آئے ہین اگر تو نے ذرا بھی انکار دینے مین کیا تو یہ بہت بُری گت بنا دینگے
خیر پھر مجھے کیا مطلب ہے جو اپنی آبرو گنوائے اور نوکرون کی مار کھائے یہ معلوم کر کے گویا ہوئی کہ صاحبو
مین تو آپ ہی ملکہ کو انکی مان پاس لائی تھی میرا کیا قصور ہے تم صاحبزادی کو لیجاؤ بھلا مین ان کے
دشمنون کو رنج پہونچاؤنگی مجھ سے کب ہوگا کہ کوئی ان کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے جب ان نوکرون نے یہ باتین
عذر آمیز سنین ملکہ کو اس سے لیکر تخت سحر پر بٹھا کر محل کی طرف لے گئے اور دائی شہزادہ قاسم کو لے کر جانب دربار
بادشاہ گئی ملازمان مادر ملکہ نے ملکہ کو محل مین لا کر پہونچایا اور سحر اس پر سے برطرف کیا کہ اسکو ہوش آیا اپنے
تئین محل مین اپنی مان کے پایا اور مادر کو سامنے دیکھا فراق یار سے دم گھٹنے لگا لیکن ضبط کر کے مان کو سلام
کیا اور دل تو بھرا تھا ہی بدنام ہونیکا حیلہ کر کے رونے لگی مان نے اُٹھ کر براہ خشم غنائی اور تنبیہ دو طمانچے مارے
اور کہا او مردار بڑا غضب کیا تو نے کہ حرمت مٹادی غیر مرد کو پہلو مین لیکر بیٹھی ملکہ یہ باتین سنکر الیسار دفی کہ ہچکی
بندھ گئی اسوقت مان نے اُٹھ کے گلے سے لگایا پیار کیا ملکہ نے کہا آپ نے بھی بے تحقیق کیے امی جان مجھکو
الزام دیا آپ دریافت کر لیجیے جو کوئی بے حرمتی ہوئی ہو مین نے تو ترس کھا کر اس قیدی کو اپنے باغ مین
بلا لیا تھا دایہ اماں نے مجھ پر یہ غضب ڈھایا کہ چھنال بنایا اسوقت سب محل والیان صدقے قربان ملکہ پر
ہوتی تھین اور کہتی تھین ہے ہے ہماری صاحبزادی کا لہو پانی اس مردار دائی نے ایک کر دیا اے لوگو
ابھی یہ سن یاری آشنائی کرنے کے قابل ہے ابھی چھوٹی حضور ہین کیا مین اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہون
اس سال سے تو ذرا اتنا بھی ہوئین ہین کہ جوان معلوم دیتی ہین کیون بڑی کھلائی ابھی ان کو تیرھا برس
کہان لگا ہے بڑی کھلائی نے کچھ پورون پر انگلیون سے حساب کر کے کہا اس مہینے کی پندرھوین کو میرے
منھ مین خاک ہو نستی نہین ہون تیرھوان برس بھر کے چودھوان شروع ہوا ہے یہ سنکر ایک مغلانی نے ماتھا
کوٹ لیا حیرت زدہ ہو کر کہا دولی بیوی یہ اتنی سی چھوکری کو دائی چھنالا لگایا وہ جو کہتے ہین کہ لڑکو
میرے تو سُن کے حواس جاتے رہے حاصل الامر مان نے ملکہ کی بیٹی کا منھ ہاتھ دھلوایا کچھ کھانا کھلایا
اسکو یاد شہزادہ نامدار تھی کھانے سے طبیعت کو نفرت دلمین محبت یار تھی روتی رہی کچھ کھالیا اور منھ لپیٹ کے
چھپر کھٹ پر پڑ رہی مان نے کہا دیکھو صاحبو میری بچی کو بخار چڑھ آیا ہے اگر اسکا ایک بال بھی بیکا ہوگا

تو مین آگ لگا کر اس گھر کو نکل جاؤنگی کیسی سلطنت مین خاک مین ملاؤن ایسی حکومت کو جہان میری بچی کو دکھ
اس دائی کو وہان صدقہ اُتارون جہان ملکہ کی دائی نے ہاتھ دھوے ہون سب انیسین یہ سُنکر سسورنے لگین
اور پلنگ کے پاس جاکر ملکہ کے پنڈے کو دیکھتی تھین اور سرد آہین بھرتی تھین ان کو تو اس حال مین
رکھیے اب حال دایہ سنیے کہ وہ شہزادہ کو لے کر دربار بادشاہ مین پہونچی اور دار الامارۃ کے دروازہ پر
تخت کو اُتار کر شہزادہ کو ہوشیار کیا اور زنجیر کا سرا پکڑ کر اندر دربار کے لائی شہزادہ نے ایک بارگاہ کفر ملاء
کو دیکھا کہ ایک بادشاہ کئی زینے کے تخت پر جلوہ فرما ہے تاج کئی سو کنگرہ کا سر پر جسمین لعل و گوہر صدہا
جڑا ہے قبلے قلم کار و زر اندوز گلے مین ہے کنٹھا زمرد کا گردن مین پڑا ہے لباس فنا ہی سے تمام جسم پیراستہ
ہے اور تمام اہل دربار ساحران غدار ہین جنکے منہ آنکھ کان سے شعلے آگ کے نکلتے ہین کرسیان ذکھل [illegible]
بچھے ہین قرق زنجیر قریب دروازہ کھنچی ہے کچہریان لگی ہین باادب دربار مین سب حاضر ہین بہت سے
پہلوان خود سر ہین اور ایک عیار تیز و طرار بانہ ہاے عیاری سے آراستہ جھولا اسباب ساحری کا گلے
مین ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے اس شمع بزم صاحبقرانی نے بیچ بارگاہ مین پہونچ کر بطور خدا پرستون کے
سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق اور واحد جانتا ہو اور اُس کے پیغمبر کو مانتا ہو سب ساحرون
نے یہ آواز جو سُنی نہایت برہم ہوے اور بادشاہ نے دایہ سے فرمایا کہ تو اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ
کو گرفتار کرکے کیون نہ لائی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا مین لاتی تھی آپ کی بیوی کے ملازم آکر مجھ سے چھین لیگئے
یہ سنتے ہی بادشاہ اُٹھا اور اندر محل کے چلا نواب ناظر اور خواجہ سراؤن نے دوڑ کر خبر تشریف آوری
بادشاہ بانوے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے سب اپنی کنیزون انیسون وغیرہ کو بلا کر ایک جا استادہ کیا اور
فرمایا کہ تم سب آگاہ ہو کہ اسوقت بادشاہ اس دا یتیمکی لگائی بجھائی سے یہان آتے ہین اور میری لڑکی
کو پکڑ لے جانے کا ارادہ رکھتے ہین اور وہ نگوڑی ابھی روتے روتے ذرا سوئی ہے تم سب کو میری جان
کی قسم بادشاہ اگر ہون سے تو ون کرے تو سب اُن کے لپٹ جانا اور خوب مارنا اگر تم نے کچھ اس کام مین
قصور کیا تو مین ابھی سر پیٹتی سر کھلے نکل جاؤنگی کنیزون نے عرض کیا ہم سب آپ کے تابع ہین اگر آپ خداوند
سامری و جمشید سے لڑنے کو کہین تو ہم اُن سے بھی لڑین یہ عرض کرکے وہ سب آمادۂ جنگ ہوئین اور
لاٹھی پتھر وغیرہ بعض نے لیے اور بعض نے دست پناہ پھکنی پرانی ہانڈی جلتی ہوئی لکڑی سوختے وغیرہ
سنبھالے اور زوجۂ بادشاہ بیچ صحن مین مکان کے فرش خاک پر پاؤن پھیلا کر پائنچے چڑھا کر بال سر کے
پریشان کرکے بیٹھی اور سب عورتین گاتیان باندھکر پاینچون مین گرہ دیکر ملکہ کے گرد کھڑی ہوئین اس عرصہ
مین بادشاہ داخل شبستان ہوا کنیزون نے تسلیم بھی نہ کی بادشاہ یہ حال محل کا دیکھ کر پریشان ہوا بی بی کو
اپنی زمین پر بیٹھے دیکھ کر دل سے کہتا تھا کہ یہ کونسی آفت گھر مین آئی غرض زوجہ کے قریب آکر بیٹھ گیا اور
گویا ہوا کہ صاحب کچھ تم نے اپنی بیٹی کا بھی کرتوت سُنا اور یہ اپنا حال یون تم نے ابتر کیا ہے خدا یا کس خیال سے

کہ مین بیٹی کے عوض تم کو کچھ کہون تو ایسا نہین ہے تم اس گیسو بریدہ کو میرے حوالے کرو تم سے کچھ واسطہ نہین یہ
کلام سُنکر ملکہ نے جواب دیا کہ بیٹھ اُدھر موئے بوباٹ تجکو صدقے اُتارون اپنی بچی پر سے کہ تونے اس دائی قحبہ کے
کہنے سے میری لڑکی کو مار اُتارا اور ابھی تک بھرٹے تجھکو چین نہین بادشاہ نے یہ جواب نامعقول جو سُنا
فرط غضب سے آگ ہوگیا اور پکارا کہ مالزادی کچھ تیری قضا تو نہین آئی ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک دوہتڑ زمین پر
مارکے کہا ارے تجھ مالزادی کہنے والے کو خاک مین ملاؤن گہری گور مین تو یون تجھکو ہی ہی کرو ان تیرا جلو ایکا کون
لومڑی کاٹے نے مجھ کو بے وارثی سمجھا ہے اپنی حکومت پر دھمکاتا ہے ابھی طلسم ہوشربا آباد ہے میرے
ماں باپ بھی جیتے ہین شاہ افراسیاب کو سامری سلامت رکھین وہ شاہ تو میرا حال سُنکر ان چھلی
ٹھوک دیگا یہ نہ جاننا کہ مین ایسی ویسی ہون مین بھی ملک احمر سبزپوش کی بیٹی ہون جو بھائی ہے
ملک اخضر سبزپوش کا اور ملک اخضر باپ ہے ملکہ لعل سخندان کا جو شہنشاہ افراسیاب
کی منگیتر ہے میرے چچا نے حیرت کیگھر مین ڈال لینے سے آجتک بادشاہ کے ساتھ شادی نہین کی ملک
گوہر شاہ نے یہ باتین جو بی بی سے سُنین غصے مین تو بھرا تھا ہی ایک طمانچہ اُسکے رخسار پر لگایا کہ غیبانی
ٹرائے جاتی ہے کیا کریگا وہ افراسیاب بیر السی طمانچے کا مارنا تھا کہ آفت آگئی بی بی نے اور زیادہ پیٹنا
شروع کیا ہی ہی وہ بندی رانڈ ہوگئی گوہر مرگیا اُسکی لاش نکلی ادھر تو بی بی پیٹنے لگی اُدھر کنیزین وغیرہ
محل کی سب عورتین دوڑین اور کہتی تھین واہ واہ میان مبج تو ماں باپ کی بیٹی نہ بنا یا کوئی لونڈی بنائی
کہ جب پایا دھن کٹی کرلیا ایک بولی موئے کے ہاتھ ٹوٹین گے جیسا پٹ ہے ہماری بی بی کو مار بیٹھا
دوسری نے کہا کہ اسی طرح سامری کرے اسکی بھی ٹنڈیان کسی جائین تیسری نے کہا نا صاحب ہماری بی بی کا
ایسے جلاد موئے قصائی کے یہان گذر کہان آگ لگا کے نکل بھی جائین پھر ایک اور گمنین سے بولی کہ
ہان بی سچ تو ہے جس شہزادی کے کبھی ماں باپ نے پھول کی چھڑی نہ چھوائی ہو اُسپر یہ مار پڑے یہ تو کہو
ملکہ ہی ایسی نیک ساعت کی پیدا اور نیک کوکھ کی جنی تھین جو اتنے دن ایسے ظلمی سے نباہ بھی کر گئین
دوسری نے جواب دیا کہ پھر آخر کہان تک کلیجے پر پتھر رکھین اور چپ بیٹھی رہین وہ بھی آدمی ہی ہین نہ رہا
گیا بول اُٹھین پھر بولین تو آفت آئی بادشاہ نے چار طرف سے جو یہ کاؤن کاؤن سُنی ہر ایک کو گھرکا کہ
چُپ رہو مالزادیو یہ کیا غوغا مچا رکھا ہے عورتون نے کہا لو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری علاج کرنے
سے گئے اور اُلٹے آنکھین نکالنے لگے تو یہان کوئی دبنے والا نہین جب سے ہماری ملکہ کو مارا ہے ہماری
آنکھون مین خون اُتر آیا ہے جی مین آتا ہے کہ چھاتی پر چڑھ کر دُھائی چُلو لہو پی جائین بادشاہ یہ سُنکر
اُن سب کو مارنے چلا وہان تو صلاح ہو کے جناب پر سب آمادہ ہی ہو رہی تھین بادشاہ کے بڑھتے ہی چار سمت سے
عورتین ٹوٹ پڑین اور لاٹھی پتھر چلکیان دستنے پڑنے لگے اور چونکہ یہ سب عورتین ملکہ مذکورہ کے میکے
کی ہین اور شاہ افراسیاب سے تعلق رکھتی ہین اُنکو بڑا غرور ہے کچھ خوف اس بادشاہ کی حکومت کا

ان کو نہین بھیجا یا بادشاہ پر حملہ آور ہوئین اتھو ہائین ہائین لگنے لگے مار ہوئے کو لینا گھیرنا کی صدا بلند ہوئی
اور تڑ اتڑ چٹاق پٹاق دھون ہون کیون اور کی آواز آنے لگی بادشاہ ازبسکہ مرد میدان نبرد تھا ان کے
حملہ کو رد کرکے قریب تر پہونچا اور دو تین کو لات سے تین چار کو ہاتھ سے دھکا دیکر گرا دیتا اور گھونسیان مارتا
اسوقت ایک لونڈی کہ ٹھگنے قد کی گول بدن سیاہ رنگ سیاہی کی گانٹھ بنی ہوئی کرتہ اطلس سر مین
ڈالے ڈوپٹے کی کاتی باندھے تھی اُسنے جھک کر ٹانگون مین بادشاہ کے اپنے تئین پہونچایا اور انکی دونون
ہاتھ سے مضبوط تھامے بادشاہ پکارا ارے مالزادی یہ کیا کرتی ہے ارے چھوڑ دے میری جان گئی ادھر تو وہ
کنیز پکڑ کر لوٹ گئی ادھر بادشاہ گر کر تڑپنے لگا اور راہ پر سے عورتون نے بری گت بنا دی تاج کہین گرا
قبائے فرو یا نزدائی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی کسی عورت نے منہ مین توے کی سیاہی بھر دی کسی نے جوتیون کا
ہار بنا کر گلے مین پہنا دیا کسی نے ہانڈی کا ٹھیکرا گردن مین ڈالا کسی نے داڑھی نوچ لی اور خوب مارا جب
دیکھا کہ بادشاہ کی جان پر بن گئی ہے اُسوقت ملکہ نے اس کنیز سے کہا کہ انھین چھوڑ دے اُسنے چھوڑ دیے
سب عورتین سامنے سے بھاگ گئین بادشاہ بھی جان چھڑا کر اُٹھ کے بھاگا اور اسی حال سے باہر
دارالامارہ کے جو آیا سب اہل دربار ہنسنے لگے اور بعض مقربان نے دست بستہ استفسار حال کیا
اُسنے جھلا کے کہا کیا بیان کرون مین نے بارہا کہا ہے کہ بیگم کا مزاج بہت برا ہے انکا غصہ سامری کی پلید
نکچھ سمجھتی ہین نہ بوجھتی ہین بوچھار کرنے لگتی ہین یہ کلام سنکر ایک درباری لطیفہ گو نے چپکے سے دوسرے سے کہا
آج ساری حکومت انھین ملگئی یہ تو بے راہ ادب چپکے چپکے باتین کرنے لگے اور بادشاہ نے ہاتھ منہ دھو کر لباس
تبدیل کیا اور بموجب مثل نزلہ بر اعضائے ضعیف میریزد فوراً حکم دیا کہ یہ مسلمان جو قید بیٹھا ہے اُسکو قتل کرو
اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ جلاد قوی تن سامنے آکر حاضر ہوا اور شہزادۂ قاسم کو اُسی وقت برابر آبریز کے
لے جا کر ریگ کے چبوترے پر بٹھایا اور آمادہ قتل ہو کر کولے کا خط گردن پر کھینچا پھر جلاد دوسرا حکم پوچھنے
سامنے شاہ کے آیا اُس وقت شہزادۂ قاسم کو اپنے مرنے کا یقین کامل ہوا جس طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتا
تھا سوائے بیکسی و تنہائی کے کوئی یار و مددگار نظر نہ آتا تھا شہزادے نے اپنے عقائد کی تجدید دلمین کی
اور کلمۂ شہادت پڑھا اور ازبسکہ خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ تھا تہ دل سے دعا بدرگاہ کبریا کرنے لگا

بصد عجز پکارا **نظم**

غمخوار مرے کفیل میرے	اے خالق بے عدیل میرے	
زندان بلا مین ہون مین محبوس	ہے تو ہی بلاؤن سے بچاتا	ہر دکھ مین ہے تو ہی کام آتا
زندان غم و عنا سے چھوٹون	تو چاہے تو اس بلا سے چھوٹون	جینے سے بھی اب ہوا ہون مایوس

یہ دعا اسکی مستجاب بدرگاہ مسبب الاسباب ہوئی یکایک دارالامارہ کے دروازے پر غلغلہ برپا ہوا
کہ خداوند تشریف لائے بادشاہ سر دربار برہنہ مع ارکان سلطنت کے اُٹھ کر جانب دروازہ دوڑا جلاد کو قتل
شہزادے سے منع کر گیا وہ کنارے جا کر ٹھہرا آخر شہزادے نے دیکھا کہ ایک پیر مرد کو ہر ایک ساحر پرتزویر

بتعظیم تمام لیے ہوے آیا کہ اُسکی داڑھی تا بہ سینہ ہی یہ اُسکا نقشہ ہے نظم

ملتا تھا الم سے دست افسوس
آہستہ خرام نرم رفتار
ہے پردۂ دوستی مین دشمن
گھٹا تھا سجود کا جبین مین
تسبیح کے بطن مین تھا زنار
رہرو کو وہ غول تھا سر راہ
ظاہر مین بلالؓ دل مین بوجہل

پیدا ہوئی در سے ایک صورت
جبہ بر دوش سر پہ دستار
ظاہر مین تو تھا فرشتہ خصلت
پوشیدہ بُت اُسکی آستین مین
کچھ دل مین تھا قول کچھ زبان کا
یوسف کے لیے بنا تھا چاہ

بیٹھا تھا وہ اس جگہ جو مایوس
ظاہر مین کمال نیک سیرت
جو راہ نما وہی ہے رہزن
باطن مین تمام دیو سیرت
دُنیا کے لیے بنا تھا دیندار
تھا فرق زمین و آسمان کا
نیکی کے حساب مین بدی سہل

اس غول صحرائے گمراہی کو اسکندر بن سامری لوگ کہتے تھے اور خدا اُسکو سب جانتے تھے بادشاہ پاس یہ کبھی کبھی آتا ہے اور ایک ایوان عظیم الشان اسکا بنا ہے وہان رہتا ہے خلقت اس طلسم کی ہر ماہ مین جمع ہو کر اسکی پرستش کرتی ہے حال اسکا آئندہ بیان ہوگا اسوقت بادشاہ نے اُسکو لاکر تخت پر بٹھایا ہر شخص نے خاک پا کو اُسکی آنکھون سے لگایا جب وہ بیٹھا اور سجدہ وغیرہ سے سب نے فرصت پائی ساقی نے جام شراب لاکر دیا وہ پی کر سرخوش ہوا تو شہزادہ قاسم پر اُسنے نگاہ کر کے پوچھا کہ کون شخص ہے اور کس جرم پر قتل ہوتا ہے قدرت کو سب خبر ہے مگر تم سے اسکا حال سننا چاہتے ہین بادشاہ نے سب حقیقت شہزادے کی بیان کی خداوند نے یہ حال سنتے ہی کہا کہ تم نے فرمان بڑے خداوند یعنی سامری کا اپنے دل سے فراموش کیا کہ وہ فرما گئے ہین کہ جہان خون مسلمان کا گرے گا وہ جگہ برباد ہوگی اور باران رحمت ہمارا وہان نہ برسے گا بادشاہ نے فریاد کی کہ یا خداوند پھر اس گنہگار کو کیونکر ہم قتل کرین اسنے تو ہمارے نام و ننگ کو مٹانا چاہا ہے اس ثانی ابلیس نے فرمایا کہ اسکو اپنے طلسم کے بیابان حیرت مین پھنکوا دو وہان یہ آپ ہی بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا بادشاہ یہ سنکر اُٹھا اور خداوند کے گرد پھرا قدمون کو اُسکے بوسہ دیا کہ یا خداوند کار مشکل کا حل کرنا آپ ہی کی ذات پر ختم ہے یہ کہہ کر نافرمان اور ایک ساحر اور شمشاد جادو نام کو حکم دیا کہ اس خطاوار کو لے جاؤ بیابان مذکور مین چھوڑ کر چلے آنا بمجرد استماع حکم بادشاہ ساحران خیرہ سر شہزادۂ نامور کو بزور سحر بیہوش کر تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوے یہ تو اُس طرف گئے یہان محل سے خواجہ سرائے آکر عرض کیا کہ سب اہل دربار اُٹھ جائین ملکہ طلسم زیارت خداوند کو آتی ہین یہ خبر جو سُنی خداوند نے فرمایا کہ ہم خود اُس بندی کے پاس جائینگے خواجہ سرا اس کلام کو سُنکر پھر گیا محل مین ملکہ نے جب آنا خداوند کا سُنا آراستگی مکان و آرائش اسباب عشرت کرنے لگی سب عورتین نذر بھینٹ تیار کر کے منتظر ہوئین اس اثناء مین شور مچا کہ خداوند آتے ہین ملکہ مع خادمان محل بہر استقبال گئی زنانی ڈیوڑھی کے قریب پہونچکر سجدہ کیا اور خاک پائے خداوند کو لیا آنکھون سے لگایا پھر ہمراہ لیکر روان ہوئی سب عورتین بھی گرد پھرتی تصدق ہوتی ایوان مین لائین

مسند پر بٹھایا شراب پلائی داڑھی مین عطر لگایا نذرین جواہرات بہت کچھ دیا ملکہ نے اشارہ کیا عورات نے
محل کی ہار پھول دونے مٹھائیون کے زر نقد سامنے لاکر رکھا ہاتھ باندھ کر اپنی اپنی مرادین مانگنے لگین اس شیطان نے
جو کچھ انھون نے سوال کیا قیافہ سے دریافت کرکے جیسا موقع دیکھا ویسا جواب دیا اس اثنا مین اسکو خیال
ملکہ بنفشہ کا آیا اُسکی مان سے پوچھا کہ ہماری بندی بنفشہ کیا کرتی ہے اور کیون سامنے نہین آئی ملکہ نے یہ سُنکر
رو رو کے تمام حال دایہ کا اور بادشاہ کا بیان کرکے عرض کیا کہ بادشاہ کو حضور سمجھاتے جائین کہ وہ دختر سے اور
مجھ سے بدی نہ کرے یہ کہہ کر کچھ عورتون سے حکم دیا کہ صاحبزادی کو بُلا لاؤ وہ گیئن اور ملکہ کو منت تمام لیکر آئین
ملکہ ازبسکہ مسلمان ہوچکی تھی سوچی کہ مجھکو سجدہ کرنا پڑے گا لازم ہے کہ کچھ مکر کرون یہ سوچ کر سامنے جب آئی چیخین
مار کر رونے لگی مان نے اُٹھ کر گلے سے لگایا اور سامنے خداوند کے بٹھایا یہ گردن جھکائے چپ بیٹھی رہی خداوند نے
اسکا حال دیکھ کر فرمایا کہ سچ ہے لڑکی تمھاری سہم گئی ہے اسکے ہوش درست نہین ہین یہ کہکر حکم دیا کہ گوہر شاہ
کو یہان حاضر کرو خواجہ سرا وغیرہ دوڑے اور شاہ سے جاکر عرض کیا کہ جلد چلیے خداوند آپ کو بُلاتے ہین بادشاہ
محل مین جانے سے ننگ و عار رکھتا تھا مگر حکم خداوند سے ناچار ہو کر داخل محل ہوا سب کنیزین تو ہٹ گئین
کہ ہم نے شاہ کو مارا ہے کیا سامنا کرین اور زوجہ اُسکی اُسی جگہ منھ پھیر کر بیٹھی رہی الغرض جب بادشاہ سامنے
خداوند کے آیا وہ بہت خفا ہوا اور بغصہ اُسنے کہا کہ کیون او گوہر شاہ تو نے اب بیدینی پر کمر باندھی ہے تو نہین جانتا
کہ بڑے خداوند استری کا کیا آدر کرتے تھے پیشاب اُسکا پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ باعث زندگی اور سبب
لذت انسانی یہی ہے اے بادشاہ اسکی پرستش ہر صبح کرنا لازم ہے برخلاف اسکے تو نے اپنی عورت کو ناراض کیا کہ
اُسنے ہم سے تیری فریاد کی بس خیریت اسی مین ہے کہ اسکے پانون پر گر اور تقصیر معاف کروا بادشاہ کی کیا مجال
تھی کہ حکم خداوند کے خلاف کرتا فوراً ہاتھ باندھ کر قدمون پر اپنی بی بی کے گرا اور معذرت خواہ ہوا خداوند نے
اُسوقت ملکہ سے فرمایا کہ تم بھی گلے سے اب لگجاؤ اور خبردار کبھی خلاف حکم اپنے شوہر کے نہ کرنا ملکہ نے شوہر کو
گلے سے لگایا اور دونون نے باہم بوسے لیے اور ملگئے پھر تو سب محل کی عورتون کو خداوند نے بلوایا وہ ہر ایک
قدم پر بادشاہ کے آکر گری بادشاہ نے خطا معاف کی پھر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور بہت کچھ نشیب و فراز
عالم سمجھایا بنفشہ نے رو کر کہا کہ اگر اجازت اپنے باغ مین رہنے کی نہ پاؤنگی اسی طرح رو رو کر جان دونگی
نہ پانی پیونگی نہ کھانا کھاؤنگی خداوند نے یہ سنکر فرمایا کہ اے بادشاہ باغ مین اسکو اب جانے کیون نہین دیتا
وہ مسلمان بیابان حیرت سے کیا محل آئیگا بادشاہ نے جواب دیا کہ ممکن نہین جو وہ زندہ رہے یہ کہکر بیٹی سے
کہا اچھا اے فرزند تم اپنے باغ مین جانا ملکہ یہ سُنکر ہنسی اور باپ کے گلے سے لپٹ گئی آخر سب شاد و خرم
ہوے اور خداوند اُٹھکر محل سے اپنے گھر گئے بادشاہ داخل دارالامارۃ ہوا ملکہ بنفشہ نے اپنی مان کی بلائین
لین اور کہا میری اچھی امی جان مجھکو باغ مین جانے دیجیے مان نے کہا اچھا جاؤ گل و غنچہ سے اپنا دل بہلاؤ
لیکن اب کوئی ایسا امر نہ کرنا جسمین مجھکو بولنا پڑے اور تم بھی بدنام ہو اُسنے کہا نہین اب ایسا نہ ہوگا

یہ کہکر سواری طلب کی کنیزین شہزادی کی تخت سحر تیار کرکے لائین ملکہ سوار ہوکر روانہ ہوئی اور راہ مین تصور شہزادہ قاسم کرکے گوہر اشک تار نفس مین پرونے لگی اور بیقرار ہوکر یہ اشعار زبان پر لائی کہ

قطعہ

الفت کا برا ہو جسنے مارا	ہے عشق کا یہ فنا وسارا	برگشتہ ہوئے نصیب میرے
ہین دشمن جان حبیب میرے	اس دام بلا مین ہون گرفتار	اللہ سے ہے امید دیدار

اسی طرح زاری کنان باغ مین حبیب آئی وحشت نے اس گلشن کو صحرا بنا دیا جوش گریہ نے اس گھر کو دریا بنا دیا تیرگی بخت شب دیجور کا رنگ دکھانے لگی اس ایوان کو سیہ خانہ بنانے لگی یہ سوختہ جان شمع محبت جلانے لگی شمع کا شعلہ بھی اس سے بھڑکا ہوا تھا گزر آتشین تو نتا تھا ہر ذرہ مکان دیدہ غزال تھا زمان ہجر کے اندیشہ کو بہت طول تھا طالع سے اپنے لڑتی تھی اپنے دل سے رہ رہ کے بگڑتی تھی کبھی با زلف مین پیش نظر اندھیر اتھا کبھی داغ دل چراغ کی صورت جلتا تھا بیتابیون نے گھیر اتھا کبھی آنسوؤن کا تار باندھکر سمرن موتیون کی بناتی اور بہر مرگ استخارہ فرماتی گھری کی شکل نظر مین گور تھی سفیدی رخسار کا نور تھی بستر کو کفن سمجھتی شکن بستر کو اژدہا کا پھن سمجھتی جب بیتابی کا زور ہوتا دل بہت مجبور ہوتا تو یہ کہتی کہ

نظم

آنکھین رہین اپنی تر ہمیشہ	دو چار پہ گر آئے گھر ہمیشہ	اشکون کا وہ متصل ٹپکنا
دیوار پہ سر کو دے پٹکنا	بیٹھی جو کبھی ملول ہوکر	گردون سے کیا خطاب رو کر
اے خانہ خراب اے جفاکار	گردش ہے تری عجب دل آزار	کس کس کو کیا نہ تونے برباد
کس کس کو کیا نہ تونے ناشاد	آنکھون کو بنا نہ بحر زخار	اتنا تو ہنسی نہ تھی مین زنہار
عشرت کا بیا تھا کب پیالہ	ہے داغ جو دل مین مثل لالہ	نکلی تھی کہان وصال کی راہ
ایسا غم ہجر ہے جو جانکاہ	جام مے خرمی پلا دے	بچھڑے ہوئے یار سے ملائے
پھر آنکھون کو ہو نصیب دیدار	پھر کان اٹھا مین لطف گفتار	

اسی بیتابی مین یہ خیال آیا کہ میرے باپ نے خداوند سے کہا تھا کہ میں نے اس مجرم کو بیابان حسرت مین بھجوایا اور وہ ایسی جگہ ہے کہ اب اس کا رہا ہونا وہان سے ممکن نہین بس وہ ایسی ہی جائے سخت وصعب ہے کہ جہان زندہ رہنا دشوار ہے مجھکو لازم ہے کہ اس سرگشتہ صحرائے الفت کی خبر منگا ایسا نہ ہو کہ وہ شمع حریم صاحبقرانی صرصر صعوبت بیتہ طلسم سے بجھ جائے اور شیر نیستان حمزہ شکار صیاد اجل ہو یہ سوچکر پاس رسوائی کو طاق نسیان پر دھر دو کنیزون کو اپنے پاس بلاکر چپکے چپکے راز دل سے آگاہ کیا اور منت کہا کہ تم مجھکو خبر میرے یوسف گم گشتہ کی لادو تو مین تمھاری کنیز ہو جاؤن گی انھون نے جب یہ حال اس زلیخائی مصر عاشقی کا دیکھا پند ونصیحت کو بیفائدہ سمجھکر بدنامی کو گوارا کیا اور تخت سحر سے بنا کر سوار ہوئین نام ان دونون کے شعلہ جادو وشرارہ جادو ہین چلتے وقت ملکہ کو سمجھاتی گئین کہ اپنا حال تباہ نہ کرو اسقدر نالہ وآہ نکرو ہم جاتے ہین خدا کو منظور ہے تو اس شیدا کو آپکے لاتے ہین مدد نہ اے ملکہ

بیت جان دی جان اگر گر گئی بات چیتی ہو تو ہوگی پھر ملاقات * ملکہ نے کہا اے مونسان ہمدم وائے رفیقان محرم مین تمھارے ہی آسرے زندہ ہون جلد آنا اگر دیر لگاؤ گی تو مجھکو زندہ نہ پاؤ گی لو جاؤ خدائے کریم کو تمھین سونپا یہ سنکر وہ دونون تخت اُڑا کر روانہ ہوئین یہ تو ادھر سے چلین لیکن اُدھر شہزادہ نافرمان شہزادہ کو اُسی بیابان مین لائے اور تخت سے زمین پر اُتار کر دونون بزور سحر بلند ہوگئے شہزادہ کو سحر سے بیہوش رکھا جب بلندی پر پہونچے رد سحر پڑھ کر ہوشیار کر دیا اور آپ روانہ ہوئے یہان تک کہ دربار بادشاہ مین پہونچے اور رفیر ہیہ؟ ادنے شہزادے کی عرض کر کے اپنے اپنے گھر گئے یہان جب آنکھ شہزادے سیاح دشت محبت و قیس نجد اُلفت کی کھلی ایسا جنگل ہول خیز اور وحشت انگیز دیکھا کہ دل خوف سے تھر آگیا تن ناتوان مین لرزہ آگیا دل کو قوی کر کے اُٹھا اور ایک سمت روانہ ہوا دھوپ کی شدت سے بیتاب تھا ایک تو سوز مفارقت سے دل جلتا دوسرے طپش عیاذاً باللہ منھ سے سانس لینے مین شرارہ نکلتا گرد ش صحرائے پُرخار کے پہاڑ تھے قُلہ کوہ تا بفلک دوار تھے اُن کے پتھرون سے شرر نکلتے ذرہ ہائے کوہ انا اسفل السافلین کا دم بھرتے دامن صحرا دامن محشر کو شرم سے چاک کرتا آفتاب وہان آفتاب قیامت کو شرمناک کرتا ہر خار پائے دل و رگ جان کے لیے نشتر کا نوک ہی کا کوسون تک بستر از درغار دہان مین منھ کھولے بیٹھے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوا گرم زہر آلود چلتی کانٹے جلے پھپھولے پھوڑتے بگولے سیاہ بسان دود آہ پیچ و تاب کھاتے دیو بنکر ڈراتے درخت کا کوسون کیا منزلون نام نہین دھوپ بھی ٹھہراتی اسے آرام نہین اس شہریار اقلیم جنون کی اس دشت مین عجب شوکت تھی فوج یاس والم وحرمان کی بھرتی لشکر تاب و توان دیا وحشم کی رخصت تھی شامیانہ غبار صحرا کھنچا تھا آفتاب کا کنول اسمین جلتا تھا گردش قسمت بسان چتر بلا گرد وان تخت وہی تختہ بیابان بیکسی و تنہائی حاضرین جلسہ دربار مصاحب اور رفیق قدیم خیال یار صحرا کی سائین سائین آواز اس لشکر کی شہنا نواز وحشت کا ڈنکا بجتا خاک صحرائی کی قبا تن پر آراستہ محتاجی کا تاج سر پر دھرا غولون کے نعرے نقیب کی صدا اس تجمل و شان سے زار و نالان بگولے کی طرح اس بیابان مین ہر سمت روان تھا خیال جانان مین سیل اشک بہاتا جب دل جلتا تو یہ زبان پر لاتا فرد - لطف لے اے فلک کہ جان شمع گھلا جاتا ہون مین رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤنگا * یہ پروردۂ ناز و مہد دولت وہ دشت پر آفت پانون مین چھالے حلق مین کانٹے پڑے عجب عالم تھا کہ نظم

وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم
کپڑے ہوئے تر عرق مین سارے

گرمی کی وہ فصل دوپہر بھٹیاب
جھونکا تھا ہوا کا شعلۂ غم
رہ دور دراز کوس کالے

منزل ہوئی سخت راہ باریک
دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
کانٹے کف پا مین اور چھالے

اس تشنہ دیدار یار کا پیاس سے جب حال خراب ہوا بہت بیتاب ہوا اس دشت مین آب کجا اس کو دور سے ایک ریگ کا دریا نظر پڑا اس سراب کو یہ بحر آب سمجھ کر لپکا اور اسکے پاس جب پہونچا وہ اور آگے لہراتا نظر آیا یہ ایسا بیخود تھا کہ نشیب و فراز سمجھے بغیر قدم آگے بڑھایا جیسے ہی چند قدم آگے چلا اس بالو مین گھٹنون

تک دھنس گیا از بسکہ صاحب قوت و طاقت تھا زور کرکے جو نکلا ابکی کمر تک سما گیا پھر جو زور کیا سینہ تک داخل ریگ ہوا اس کشمکش مین تیغہ کہین گرا خود کسی جگہ اُتر کر رہ گیا اس دشت مین جو کسی کو چھوڑتے تھے تو لباس اور اسلحہ بھی اُسکے ساتھ کر دیتے شہزادے کو بھی اسی وجہ سے مسلح یہان لائے تھے وہ سب ہتھیار جا بجا گر پڑے اور یہ ماہی قلزم شاہی سینے تک جو بالو مین گیا مثل ماہی بے آب تڑپا اب کی بالکل غرق اس محیط خاک مین ہوا یہ گوہر خزینہ صاحبقرانی درج زمین رکھا گیا یا گنجینہ بہادری تھا کہ دفن زمین ہوا قارون خزانہ لیکر زمین مین سمایا تھا یہ تہیدست نقد محبت سینے مین لیے ہمسر قارون ہوا مگر اتنا فرق البتہ رہا کہ وہ بخیل تھا اسنے جان تک دی ایسی سخاوت کی الغرض جب بالکل لقمۂ نہنگ بحر ریگ ہوا دل سے کہا واے ناکامی کشتی حیات گرداب ہلاکت مین پھنسی ساحل نجات اب ہزارون دور ہے تقدیر سے بشر مجبور ہے موج آہ کا بھی روان ہونا دشوار ہے اسے مرگ ناکامی تیرا بیڑا پار ہے نفس در قفس بالو کا محبس سانس لینا دشوار دم سے کرتا ہستی کا بار اس آفت مین نظر بافضال کردگار

نظم

ہوتا ہے فشار اب کہان چین
راضی ہے تو تو کیا ہے کاہش
تو چاہے تو پار ہے یہ بیڑا
بچ جائے گی مجھ غریب کی جان

سمجھا کہ ہماری آگئی موت
آئے ہین سوال کو نکیرین
ہے تو ہی تو بے نیاز یارب
طے ہے ورنہ زیست کا بکھیڑا

پہونچے تہ خاک ہو گئے فوت
خالق سے یہ بار بار خواہش
ہے تو ہی تو کارساز یارب
تو چاہے تو ہو یہ مشکل آسان

اسی کشمکش رنج خاکی مین یقین تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے کہ خالق بحر و بر کو اسکے حال سقیم پر رحم آیا کنیزان ملکہ جو اسکی خبر کو چلی تھین اس جنگل مین آکر پہونچین اور ہر سمت ڈھونڈھنے لگین جب کہین پتہ نہ ملا سحر سے بلند ہوکر یک نگاہ کو چار سو دوڑایا ایک مقام پر ستارہ بالو مین چمکتا نظر آیا جب وہان پر آئین خود شہزادے کو پڑا دیکھا اور آگے بڑھین تو تیغہ چمکتا دیکھا سمجھین کہ وہ دریاے محبت کا نہنگ اس ریگزار مین برنگ حباب بحر فنا ہو گیا یہ سمجھ کر وہ بیتاب ہوئین اور رونے لگین اور ایسا روئین کہ دامن صحراے آتش فشان بھگونے لگین اور بعید زاری نوحہ آغاز کیا کہ اے جوان مرگ دنا شاد تھے اپنے ساتھ اور ایک نوجوان نامراد کو غرق بحر مرگ کیا ہے جب ہم اس کشتۂ حسرت دار ان سے جاکر یہ تیرا حال کہین گے کیا اسپر گذرے گی افسوس کہ وہ زندہ نہ رہے گی بموجب

نظم

ہر اک دم تازہ اسکو اک خلش ہے
گئے ہے جون نرگس غبار بیمار
اُٹھنے گی ہمیں جب تیرا یہ وہ حال
کرے گی گل کی صورت پیرہن چاک

مقیم سینہ جائے دل تپش ہے
ہے اسکے حال مین ہر دم تباہی
تو جینا اسکو ہو جائے گا جنجال
اسی اندوہ مین ملتی تھین وہ ہاتھ

بنگ زلف آگہ آشفتہ اطوار
تپان ہو جس طرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا اُڑائے گی بہت خاک
غم و رنج و الم البسا نکے تھا ساتھ

کہ ناگاہ وہ یونس ماہی بریک طپان ہوا ریگ کو جنبش ہوئی گویا وہ سراب ابھی اسکی غم مین بیقرار ہے ان کنیزون نے معلوم کیا کہ ابھی یہ بیجان زندہ ہے برنگ گوہر غلطان ہے بس بیتاب ہو اُٹھ کر اس جگہ گئین کہ جہان گنجینہ مراد دفن تھا اور تخت سحر کو پانون کے نیچے رکھ کر کھڑی ہوئین اور ہاتھ ریگ مین ڈال کر شہزادہ کا بازو

وسر تھا اور زور کیا کہ وہ ابھرا اور جب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ زمانہ رہائی قریب آیا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے اسنے بھی اُبھر کر زور کیا کہ تخت سحر پر آگیا کنیزین اُس گنجینہ آرزو کو پاکر بہت خوش ہوئین اور پنجہ سحر سے خود و تیغہ وغیرہ اُٹھوا کر تخت کو بلند کیا شہزادہ اس مصیبت سے چور ہو رہا تھا باہر آتے ہی بیہوش ہوگیا کنیزون نے بالو جسم انور سے چھڑائی خود پہنایا لباس درست کیا پھر سحر کا ابر پیدا کر کے سر پر سایہ کیا دامن کی ہوا دی اور اپنے بستر اوقات پر لائی یعنے جو پانی کھانا ساتھ لائین تھین اُسمین سے پانی حلق مین ٹپکایا کہ اس بیہوش بادۂ ناکامی کو ہوش آیا تخت پر اُٹھکر بیٹھا سجدۂ شکر خدا کیا پھر اُن دونون سے مزاج ملکہ کا پوچھا اُنھون نے ماجرا خداوند **سکندر بن سامری** کا محل مین آنا اور ملکہ کے باپ کو بلوانا بیان کیا شہزادہ ملکہ کی اُلفت اپنی نسبت معلوم کر کے بتیابیان کرنے لگا ادھر انتظار کنیزان مین ملکہ مغموم کا یہ حال تھا **رباعی**

ہم دردِ فراق سے جو گھبراتے ہین	گہ روتے ہین گاہ سر کو ٹکراتے ہین
آنا ہو تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہین	دم پا بر کاب ہے ہمارا پیارے

اسی گریہ وزاری مین دیو شب غم نے منھ دکھایا دن کا رخ زرد ہوا کسی کے شباب کی طرح ڈھل گیا آخر دود آہ سے عالم سیہ خانہ بنا کہ بموجب **نظم**

اک سانس مین سو مقام لینا	دل ہاتھون سے اپنا تھام لینا	اسپر یہ غضب کہ شام آئی
اندھیر ہوا اوداسی چھائی	وہ خوف وہ غم وہ ہجر دلدار	وہ شام وہ آمد شب تار
بستر پہ پڑی تھی یون فسردہ	جیسے کہ پڑا ہو کوئی مردہ	در پردہ شکایتین زبان پر
کہنا اسے رکھ کے آسمان پر	کیون اے ستم و جفا کے بنیاد	ہوئیون ہی یہ مشت خاک برباد
فرقت مین جو مر گئے تو پھر کیا	ہم جی سے گذر گئے تو پھر کیا	یہ کہہ کے وفور اشکباری
پھر بستر غم پہ بیقراری		

یہ بستر ناکامی پر تڑپ رہی تھی کہ کنیزین شہزادے کو باغ مین بیٹھا کر پہونچین اور ایک صرشے مین درختون کے اُسکو بطور مخفی استادہ کر کے آپ خدمت ملکہ مین حاضر ہوئین یہ ان کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھی اور پکاری **بیت** اے پیک ما دلستان خبر یار بگو ✤ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ✤ کنیزون نے پہلے کچھ ٹال کے ادھر ادھر دیکھ بھال کے شادی مرگ ہوجانے کے خیال سے اور ہی ذکر چھیڑا انجام کو چپکے سے کہا کہ ہم اس عنقاے اوج حسن کو ڈھونڈھ لائے درختون مین چھپا کر سامنے آئے ہین یہ سنتے ہی ملکہ کو غش آگیا کچھ دیر مین جب افاقہ ہوا اُٹھ کر جانب یار چلی کنیزون نے عرض کیا کہ آپ اس باغ مین ان کو بیکر رہیے گا کوئی دراندازی پھر آپکے باپ جاکر لگا دیگا ابکی مرتبہ اس آفت کا سامنا ہوگا جس سے مشکل دم بھر کا جینا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چند رفیقون کو اپنے ساتھ لیجیے ہم تخت سحر تیار کرین آپ معہ شہزادہ سوار ہو کر ایک سمت کی راہ لین اور بیرون طلسم نکل چلین ملکہ نے کہا کیا مضایقہ ہے لیکن انکا مقدم راضی ہونا ہے کنیزون نے کہا وہ فرزند صاحبقران ہین کبھی بھاگنے پر راضی نہون گے اسے بیوی جو انکو بھاگنا ہی ہوتا تو وہ آپ سے اس طلسم مین کیون آتے اپنی جان آفت مین کس لیے پھنساتے

ان سے کہنا اور یہ تدبیر کرنا بیکار رہے ہم ان کو سحر سے بیہوش کر دین گے اور تخت پر ڈال کر منزل مقصد کی راہ لین گے اسنے کہا تم سچ کہتی ہو خیر اچھا تو ہے یہ کہہ کر صندوقچہ ہاے جواہر اور اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ لیا اور چند رفیقون و انیسون وغیرہ کو طلب کر کے اس راز سے آگاہ کیا وہ بھی جلد جلد برائے سفر تیار ہوئین اس عرصے مین ملکہ شہزادے کے پاس آئی شہزادہ نے اسکو گلے سے لگایا بوسۂ لب و رخسار سے ذائقہ پایا ماجراے فراق یاد کر کے دونون روے پھر وصل ہونے سے شاد کام ہوے ملکہ انھین درختون مین فرش بچھوا کر بیٹھی اتنی دیر تیاری سفر مین بسر ہوئی کنیزین دونون ملکہ کے پاس آئین اور افسون خوان ہوئین کہ شہزادہ زانوے ملکہ پر سر رکھ کر سو گیا ملکہ نے تخت سحر سے بنوا کر شہزادے کو لٹایا اور آپ بھی سوار ہوئی کنیزین بھی سحر سے اڑتی ہوئی ہمراہ ہوئین تخت کو اڑایا اور صحرا کا راستہ لیا اور تمام رات رہروی کی صدہا کوس راہ طے کر گئی لیکن طلسم کا ایسا مقام نہین ہے کہ جسکا جی چاہے چلا آئے اور مبتلاے بلا نہو صحیح و سالم نکل جاے اس شہزادی رہگزار الطریق الفت و بادیہ نورد منزل محبت نے ہر چند چاہا کہ باہر طلسم کے جاؤن ممکن نہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ نجم سیار طلسم افلاک سے منھ چھپا کر ردبغرا رلایا اور شہنشاہ کواکب براے تجسس فراریان عرصۂ سپہر مین قدم زن ہوا کہ بموجب

نظم

نظر نے صبح کی صحبت طلب کی | کہ جب دیدار شب سے بھر گیا جی
اٹھین آنکھین بشوق روے خورشید | لگے ہونے نظارے سوے خورشید

وقت سحر ایک کوہ بلند پر کنیزون نے تخت سحر کو اتارا اور آپ بھی اتر ین ملکہ نے کنیزون سے فرمایا کہ اس جگہ ٹھہر کر کچھ دیر آسائش کرین اور شہزادہ بھی دیر سے بیہوش ہے ایسا نہو کہ کوئی رنج اسکی جان حزین پر پہونچ جاے اسکو بھی ہوشیار کر دین اب تو بڑی دور گھر سے نکل آئے ہین شہزادہ پھر کر جا ہے کہ پھر وہین چلا جاے ممکن نہین کنیزون نے حسب الارشاد ملکہ شہزادۂ ذیجاہ کو ہوشیار کر دیا اس مسافر صحراے غفلت کی جب آنکھ کھلی دیکھا کہ پہاڑ پر ملکہ مع چند کنیزون کے جلوہ فرما ہے یہ دیکھ کر متحیر ہو کر مستفسر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ملکہ نے کہا گھبراتے کیون ہو جو کچھ ماجرا ہوگا معلوم ہو جائے گا یہ کہکر کنیزون سے کہا کچھ فرش اس مکان مین ہو تو بچھا دو انھون نے چادرین سر سے اتار کر ایک چشمہ کے کنارے بچھائین یہ دونون سالک دشت غربت و محبت وہان بیٹھے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ اے مایۂ ناز مین تجھکو اس مقام آفت زا سے کہ دراصل مصیبت خانہ اور غمکدہ تھا لے کر بھاگی ہون اور چاہتی ہون کہ باہر اس طلسم سے لے جاؤن شہزادے نے جملہ کیفیت سے ماہر ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تمنے میری جان اس ریگستان سے بچائی ہے اس سبب سے مین شرمندۂ احسان اور بندۂ کرم ہون ورنہ اس حرکت بیجا کی سزا دیتا خبردار مجھ سے ربط رکھکے کبھی ایسی بات نہ کرنا اے ملکہ تم دیکھنا کہ میری قضا اگر نہین ہے تو ضرور اس طلسم کو مین فتح کرونگا اور ہرگز مین باہر اس طلسم کے نہ جاؤنگا اور تم کیا یہان لا کر آفت و مصیبت سے بچ جاؤگی رنج و غم مین مبتلا ہوگی دیکھو تو کہ ابھی فلک شعبدہ باز کیا نیرنگی دکھلاتا ہے اور کس کس رنج و غم آفت مین مبتلا کرتا ہے اور پردۂ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور صانع طلسم کونین نے

کیا چاہا ہے یہ فرما کر بعجلت تمام اُس معشوقۂ نازک بدن نازنین سیمتن سراپا ناز کے گلے مین ہاتھ ڈال کر
پیار کیا ملکہ جو چند گلابیان شراب کی اپنے ہمراہ لیکر چلی تھی وہ کنیزون سے طلب کر کے مصروف بادہ کشی ہوئی
کنیزین اُس پہاڑ پر سیر کرنے لگین وہ عجب وقت تھا کہ نور کا تڑکا یوہین سی خنکی چشمہ کا لہرین لینا آفتاب کا
نکلتے آنا پہاڑ پر سبزہ کا لہلہانا گلون کا کھلنا ستارون کا میدان فلک سے گم ہونا مطلع صاف صبح کی سفیدی
جانوران آبی کا کنارہ نہرون کے کلیلین کرنا پانی منقارون مین لیکر پرون پر چھڑکنا پھر پریان لینا غوطہ پانی مین
مارنا اور سیدھے ہونا چوگڑا اور کوڑیالا کھلا ہوا جانوران چوپایہ کا جست و خیز کرنا ہرن پاڑھے چیتل نیلگاے
وغیرہ کا چرتے پھرنا طائران خوش نوا کا چہچہانا مورونکا چنگھاڑنا جھاڑیان فرش مخملی سبزہ پر فرشی جھاڑ تھین گلون کی کنول روشن
تھے بلبلیں مغنی بہر کار بہار تھیں کہ نظم

صحرا مین تھی جوش گل ہے ہر سو — پھولوں کی چھڑی ہے شاخ آہو
خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز — تھی صبح بہار صبح نوروز
لبریز شراب سے پیالے — آتے تھے نظر تمام تھالے
چشمے کے کنارے پر برابر — مستون کے لگے ہوئے تھے بستر
تھی کبک کے قہقہے کی آواز — طاؤس کا رقص تھا خدا ساز
کھوتی تھی بہار دل کا سب رنج — تھی طائر خوش نوا نوا سنج
چلاتی تھی بلبل آہ آہ — نالہ کوئی با اثر سنا کے

ایسی بہار مین یہ نئی کیفیت آشکار تھی کہ معشوقہ گلبدن و یاسمن پیکر زیب آغوش و زینت پہلو تھی خوف بادشاہ طلسم سے
کبھی رنگ رخ زرد لبین محبت کا ورد چاہنے والے کا پہلو نصیب ہم آغوش حبیب شہزادہ کا کبھی زلف سونگھنا کبھی
لب و رخسار چومنا کبھی گلے ملنا گاہ سنبھلکر کپڑون کو درست کرنا گاہ ہنس دینا کبھی رونا ایک لحظہ مین
تیوریان چڑھ جاتین کمانین کھنچکر طائر دل کے صید کرنے پر لیس ہوتین کبھی باتین برنگ لیلی و قیس ہوتین
یہ ہنگامہ راز و نیاز برپا دونون دیار عاشقی کے سر بہ فرمان روا کہ نظم

نہ ٹھہری ایک لحظہ کثرت ذوق — بڑھے سینہ پہ ہاتھ اور ملگئے لب — پھر آخر بڑھ گئی بیتابی شوق
اٹھا وہ شمع ساق نور افزا — مین حاضر پھر توقف کا سبب کیا — ہوس بولی کہ مہلت دیتے ہین کب
صدف کا خون سے منہ ہو جائے پھر تر — نبے یاقوت یہ بلور شفاف — دکھائے ملازادہ اپنا جوہر
جمے بطن صدف مین اشک نیسان — مبارکباد دینے آئے ارمان — کھلے کچھ رخنۂ آئینہ صاف
ابھی لازم نہین ایسا ارادا — غرض معشوق و عاشق ہو کے باہم — کہا پاس شرع نے ہان یہی کیا
ہوئین شرمندہ مستی خیز آنکھین — جھکین دامن پہ مطلب خیز آنکھین — رہے راحت فراموش دو عالم

یہ شیرین و فرہاد اس پہاڑ پر سرگرم اختلاط تھے مہیا سامان انبساط تھے کہ فلک کو رشک آیا یعنی پھر ان بیچارون کو فراق کی مصیبت
مین پھنسایا وہ یہ کہ شاہ طلسم کا عیار آہو تک جادو نام کہ عیار بھی ہے اور ساحر غدار بھی اور صبح کو
بزور سحر اڑکر تمام طلسم مین پھرتا ہے گرد آوری کرتا ہے جو نئی بات دیکھتا ہے بادشاہ کو اُس سے آگاہ
کرتا ہے آج بھی حسب دستور وہ بے شعور طلسم مین پھرتا ہوا اس طرف آیا اور دور سے پہاڑ پر مجمع خوبان کا

دیکھ کر بزور سحر ہرن کی صورت بنکر کوہ پر آیا اور جو کچھ ملکہ وشہزادہ مین ہنگامہ محبت گرم تھا وہ سب اسنے دیکھا
اور غضبناک ہوا چاہا کہ اسی وقت دونون کو گرفتار کرون مگر شہزادے نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک ہرن ہم کو دیکھ رہا ہی
اسنے تیر کمان مین جوڑ کر سر کیا ہرن جو کڑی بھر کر روانہ ہوا تیر آکر ٹانگ مین ترازو ہوا اُس وقت تو ہرن
نے پر نکالے اور اُڑ کر چلا مگر کہتا گیا کہ یاش او مجرم ناشاد بڑا غضب کیا تونے کہ بیت ابھی تو موت سے
ناآشنا ہے ٭ مزا ان لذتون کا دیکھ کیا ہے ٭ یہ کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہوگیا ملکہ نے جو یہ ماجرا دیکھا شہزادے
سے کہا اے شہریار یہ کوئی ساحر میرے باپ کا ملازم تھا اب جا کر پدر سے جو کچھ دیکھ گیا ہے بیان کرے گا وہ
بہم گرفتاری آئے گا ہم کو روز بد دکھائیگا شہزادے نے فرمایا خداوند عالم مدد ہماری فرمائے گا ملکہ نے کہا اب
یہان سے اور سمت بھاگ چلین اور چھپ رہین شہزادے نے فرمایا کہ ہم اب کہین نہ جائین گے اور جو تم ہمکو سحر سے
بیہوش کر کے لے جاؤگی تو اپنی جان گنوائین گے ملکہ مضطر ناچار ہوکر چپ ہو رہی اور ترسناک بیٹھی نہ وہ چہرہ پر
بشاشت رہی نہ وہ انجمن آرائی نہ ہنسی نہ دل لگی کنیزین بھی ہر سمت پھرنا موقوف کر کے ملکہ کے گرد جمع ہوگئین
ملکہ یاس سے منھ ہر ایک کا تکنے لگی یہان تو حالت خوف ورجا مین ٹھہرے ہین اودھر وہ عیار شاہ طلسم کی
خدمت مین اسی حال زار سے آیا بادشاہ دربار مین سحر کو شبستان سے آکر بیٹھا تھا امراے دولت حاضر تھے کہ
عیار نے حاضر ہوکر مجرا کیا اور تیر اپنے پاؤن پر لگا ہوا دکھایا اور ماجراے شہزادہ وملکہ قسم کھا کر کہہ سنایا شاہ کو غصہ آیا
اسی وقت چند جادوگرون سے فرمایا کہ جاؤ اور اُن مجرمون کو گرفتار کرو دو ساحر **آتش بیان واخگر زبان**
جادو اپنے مطیع اور ساحر لیکر روانہ ہوے اور بزور سحر اُڑ کر بہت جلد اُس پہاڑ پر کہ جہان شہزادہ وملکہ تھے آئے
اور زمین پر اُتر کر نعرہ زن ہوے کہ باشید اے تیرہ روزگاران تم کہان اب بھاگ کر جاؤگے شہزادہ اُن کو دیکھ کر بلا ک
افراسیابی کھینچ کر اُن کی جانب لپکا ایک ساحر نے کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ یہ کمر تک زمین مین سما گیا شہزادے کا
یہ حال دیکھ کر ملکہ کو تاب نہ رہی گود پھیلا کر کبھی ساحرون کو کوستی کبھی دعا کرتی اور روتی تھی **شعلہ وشرارہ** کنیزین
ملکہ کا رونا دیکھ کر آگے بڑھین اور پکارین کہ مُردون ہماری صاحبزادی تڑپی جاتی ہین خدا تم کو غارت کرے اسکی
بھولی صورت پر تمھین رحم نہین آتا ہے یہ کہکر شعلہ نے ایک ناریل اُس ساحر پر کہ سحر پڑھ کر مارا کہ جس نے شہزادہ کو غرق
زمین کیا تھا وہ ناریل اس ساحر کے سینے کو توڑ گیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیرا ہوگیا شہزادہ زمین سے نکلا اور
تلوار لیکر اُس گروہ بدکردار پر ٹوٹ پڑا پہلے ہی حملہ مین دو چار ساحرون کو مار گرایا پھر اور چند ساحرون نے افسون
پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہوکے زمین پر گرا ملکہ کی کنیزین بھی نارنج ترنج مار رہی تھین اور سحر کی نیرنگیان دکھاتی
تھین ہنگامہ عظیم برپا تھا کبھی روشنی تھی کبھی اوجالا تھا ابھی آفت خیز حال مین **آتش بیان** نے ایک ترنج
شعلہ پر مارا وہ ترنج کو آتے دیکھ فوراً زمین سما گئی اور پشت پر **آتش** کے آکر نکلی اور ایک تیر آتش کا اُسپر ایسا
مارا کہ اسکی پیٹھ کو توڑ کر سینے سے نکلگیا اور وہ مر کر گرا اودھر **اخگر** اور **شرارہ** سے سامنا ہوا اخگر نے چکر سحر کا اُسپر
مارا کہ اسکا سر زخمی ہوا اسنے بھی پیکان سحر کا مارا کہ اخگر کا شانہ زخم رسیدہ ہوا اس اثنا مین اور ساحر فرستادہ

شاہ طلسم

شاہ طلسم یہان آئے فوج ہشیار ساتھ لائے نفیر سحر پھنکی جھانجھ بجنے لگے بیر شور مچانے لگے ڈھر وکچھ ابنی سی گانے لگے
ہزارہا ساحران جنگ عورتون پر ٹوٹ پڑے رائی ماش بنولون کا چھر آپ چلنے لگا ابر سحر برسا یہ شکستہ کنیزان ملکہ
بھی خوب لڑین کیا کر سکتی تھین آخر زخمون سے چور ہو کر گرین ساحرون نے انکو قید سحر مین مبتلا کیے ملکہ پر بھی سحر کیا
کہ وہ بھی بیہوش ہوئی ان سب کو اسیر کر کے تخت پر ڈال لیا اور روانہ ہوے بادشاہ طلسم منتظر بیٹھا تھا کہ
یہ جا کر پہونچے اور تخت پر سے اُتار کر ملکہ و شہزادے کو مع کنیزان سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے
ان کو ہوشیار کرایا جب یہ اسیران سلسلۂ محبت ہوشیار ہوے دربار شاہی مین اپنے تئین پایا شہزادہ دیجاہ
نے پھر حمد و ثنا خدا تعالی کی زبان پر جاری فرمائی بادشاہ نے سب اسیرون کو حکم قتل کرنے کا دیا اسوقت
ملکۂ مظلومہ کا عجب حال تھا کہ بال سر کے نقاب رخسار تھے عارض زرد گلنار تھے پنجۂ مژگان مردم دیدہ کا
ماتم کرتے تھے اشک خونی روتی تھی گریبان صبر چاک دست ستم دراز کرتے تھے دمبدم شہزادہ کو بنظر یاس و
حسرت دیکھتی اور فرماتی کہ ہزار جانین میری تیرے ناخن پا پر نثار ہین اے شہر یار مجھکو تجھپر تصدق کرین
اور قتل کر ڈالین تو خون اپنا بحل کرتی ہون بشرطیکہ تجھکو رہا کردین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے سرمایۂ زندگی
عاشق کب مجھ سے ہوگا کہ تجھ ایسے یار وفادار کا مرنا دیکھون جبتک زندہ ہون کبھی تجھکو قتل نہ ہونے دونگا
آگے جو مرضی خدا ملکہ بلبلا کر یہ فرماتی تھی کہ ہاے تونے کچھ مزا اپنے شباب کا نہ پایا میرے یہان تجکو ان ظالمون
نے ستایا اب **نظم**

مزا کچھ بھی نہ پایا ہاے تقدیر	مقدر نے وہ سامان ہے دکھایا	کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
محبت مین چلی ہے مفت مین جان	عدوے جان ہوا ہے چرخ بے پیر	نہ نکلا ہاے دل کا کچھ بھی ارمان
جو زندہ رہنا دنیا مین مری جان	خدا حافظ ہے اب تیرا چلے ہم	لیے جاتے ہین دلمین ہجر کا غم
شگفتہ غنچۂ دل میرا کرنا	لحد پر میری آکر کرنا احسان	چڑھانا پھول دم بھر وان ٹھہرنا

یہ کلمات حسرت و محبت عاشق و معشوق کے سنکر بادشاہ کمال برہم ہوا
اور جلاد سے بتاکید تمام فرمایا کہ جلد تر سران بیحیاؤن کے جدا کر جلاد تعمیل مستعد قتل ہوا لیکن اہل دربار بھی
ملکہ کے بیان پر زار زار روتے تھے دست بستہ خدمت شاہ مین عرض رسا ہوے کہ اے بادشاہ **بیت**
مقبول ہو عرض یہ ہماری ٭ سکہ ترا مہر و مہ پہ جاری ٭ اس مجرم کو خداوند بیابان حیرت مین بھنکوا گئے
تھے اب نہین معلوم کیا انکی نسبت مین گذرا جو یہان سے رہا ہو گیا از بسکہ یہ مقدر خداوند نے حکم بین بغیر انکی اطلاع
قتل اس گنہگار کو کرنا اچھا نہین ونیز ملکہ کی مادر گرامی قدر ایک مرتبہ تو ناراض در باب تنبیہ ملکہ ہو چکی ہین ابکی
مرتبہ تو یقین ہے کہ اپنے دشمنون کو ہلاک کر ڈالینگی ہم جان نثارون کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ خداوند سے
اس امر مین اجازت لینا ضرور چاہیے اُن کے حکم سے مادر ملکہ بھی سرتابی نہ فرمائینگی اور حضور کے لیے بھی باعث
بہبودی ہے یہ عرض مقربان بارگاہ سنکر بادشاہ نے اپنے وزیر **صدف جادو** کو حکم دیا کہ تم خدمت خداوند
مین جاؤ اور سب حال عرض کر دو اور جو کچھ وہ ارشاد فرمائین سُن آؤ وزیر حسب فرمان شاہ باتوقیر خدمت خداوند

مین حاضر ہوکو جملہ کوائف زبان پر لایا خداوند حال سُن کے خود سوار ہوکر بادشاہ پاس آئے بادشاہ نے
بدستور قدیم شرائط تعظیم وتکریم ادا کرکے برابر اپنے بٹھایا اس عرصہ مین خبر گرفتاری ملکہ محل مین بھی ہوپنچی ملکہ کی
اَنّا دائیان کھلائیان چھوچھو وغیرہ سر وسینہ پٹینے لگین کوئی کہتی تھی افسوس میرے گود کی پالی کسی نے کہا
ہے ہے بچی تیری جوانی کوئی پکارتی یا سامری میری فریاد کو پہونچو میری صاحبزادی پر سے یہ بلا دور کرد
کسی نے کہا ارے لوگو مین کدھر جاؤن ایک بولی مین اپنی پلائی کی اَلّا بَلّا لیکر مرجاؤن یہ حالت مادر
ملکہ نے جو اُن سب کی دیکھی چادر سر سے پھینکا بال پریشان کر یہ کہتی ہوئی شبستان سے باہر چلی کہ مین ابھی
اس گھر کو پھونکا دے کے سر بصحرا جاتی ہون اپنی بچی کا مرنا آنکھ سے نہ دیکھون گی جب بادشاہ بیگم اس ہیئت سے
باہر چلی سب عورتین محل کی روتی پیٹتی ساتھ ہوئین کہرام پڑ گیا ہائے یہ کیسا غضب ہے اے صاحبو یہ
کیون چھُری بیگناہ پر پھیرتے ہو اسی طرح کے کلمات کہتی ہوئین جلوخانہ ایوان شاہی مین سب کی سب
آئین خواجہ سراؤن نے دوڑ دوڑ کر خبر بادشاہ کو دی کہ بیگم صاحبہ روتی ہوئی دربار مین آتی ہین یہ سُننا تھا
کہ بادشاہ نے خداوند کی جانب دیکھا اُس مردود بارگاہ ایزدی نے حکم دیا کہ ملکہ کو مع اُسکی کنیزون کے
قید سے رہا کرکے اُسکی مان پاس پہونچا دو ہم اُسکا ایسا علاج کردینگے کہ وہ نام بھی اس مسلمان کا اب نہ لیگی
اور اس گنہگار کو بھی فی الحال قتل کرنا مناسب نہین اس لیے کہ شہزادی اسکی عاشق ہے وہ فرط غم سے
ہلاک ہوجائے گی جب مین اُسکا علاج کرلون اُسوقت اُسکو قتل کرنا یہ حکم سُنتے ہی ملازمان بادشاہ نے بہت
جلد تعمیل حکم کی ملکہ پر سے قید سحر اُتاری اس کشتۂ خنجر عشق نے شہزادے سے کہا کہ مجھکو بغیر تیرے رہا ہونا
منظور نہین سرکار عشق مین عاشق کی رہائی کا دستور نہین شہزادہ قتیل ابرو ے یار نے فرمایا کہ اے ملکہ جو
قید غم سے چھوٹا وہی سہی تم رہا ہوکر محل مین جاؤ خدا نے چاہا تو مین بھی چھوٹ جاؤنگا میری اسیری کا تم کچھ
خیال نہ کرو نظر بفضل خدا رکھو ملکۂ مضطر یہ نصیحت سُنکر مصلحت اپنے رہا ہونے مین سمجھ کر داخل محلسرا ہوئی
مادر ملکہ سے پہلے ہی عرض کیا گیا تھا کہ حضور باہر نہ جائین ہم ملکہ کو لاتے ہین وہ انتظار مین قریب در استادہ
تھی کہ ملکہ آکر لپٹ گئی اور رونے لگی مان نے کہا اری چھوکری تیرے غم نے مجکو جیتے جی مارا ہے تو نے خوب
پیٹ سے پانون نکالے ہین شاباش بچی کیا کہنا خوب باوا کا نام روشن کیا اور امان نگوڑی کا سر مونڈا
ارے میرے یہان کی لونڈیان بھی نہین بھاگین ادرچھا لین مشہور نہین ہوئین نہ کہ بیبیان خیر شکر ہے
سامری کا یہ بھی نصیبون کا ہمارے لکھا یہ کہتی ہوئی بیٹی کو لیکر اپنی جگہ پر آئی اور باسائش رہنے کو جگہ دی اُدھر
شاہزادے کو ساحرون نے لے جاکر ایک زندان تنگ وتاریک مین قید کیا کئی ہزار ساحرون کا اُس
مکان مین پہرا مقرر ہوا شہزادہ یاد مین ملکہ کے بیقراریان کرتا کبھی درگاہ خدا مین اپنے چھوٹنے کے لیے گریہ و
زاریان کرتا ادھر ملکہ دل ہی دل مین اس گرفتار زنجیر ستم کا غم کرتی ارمانون کا اپنے دل مین ماتم کرتی حال
ان دونون وابستگان سررشتہ زلف وگیسو کا آئندہ بیان ہوگا۔ اب ذکر **سیارہ بن عمرو عیار**

مذکور ہوتا ہے۔ کہ یہ عیار رنگ کردار جب سرداران شہزادۂ نامدار سے رخصت ہو کر جانب کوہ چلا گھاٹیان
پہاڑ کی طے کرکے قلعہ کوہ پر پہونچا وہان ایک حصار بلند نظر آیا ہزارہا دروازہ ثمین بنا تھا بیچ مین ایک دروازہ
بہت بڑا تھا اور کھلا تھا یہ بسم اللہ کہہ کر اُس دروازے مین داخل ہوا اندر قدم رکھتے ہی ایک آواز مہیب
آئی دروازہ بند ہوگیا اور سُنائی دیا کہ لیے اجل گرفتہ ماندی ماندی تا دو قیامت اینجا ماندی عیار نے
اس آواز کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور آگے کی راہ لی چند گام چلا تھا کہ ایک صحرائے پرخار دشت پر آزار
مین گذر ہوا جہان کی زمین بھی تابش آفتاب سے سیاہ تھی تیرہ بختی مسافران صحرا کی گواہ تھی غار
ہر ایک تنور گرم تھا پتھر حرارت سے موم کی طرح نرم تھا ہوائے گرم کے جھونکے ہوائے خاطر
مفلسان سے کہین بڑھے چڑھے دل و جگر جلاتے فرط تپش سے رہرو دہان طپش کھائے پانی نام کو
نہین چشمہ چشم بھی اشکون سے خالی زبان خرگان سی سوکھی سناٹے چٹیل میدان انسان نہ حیوان کف دست
کی طرح منزلون کا بیابان بگولے اُڑتے درندے بھوکے پیاسے پھرتے طائر ہوش سرگرم پرواز ہر سمت
سائین سائین کی آواز تپش آفتاب سے تمام بیابان تپتا ریت کا ہر ذرہ آفتاب سے ہمسری کرتا
کہین کہین جانور جو نظر آتا نکلتا تا پانی کی تلاش مین پھڑپھڑاتا زبان باہر نکالے تڑپتا کسی جگہ جو ایک
دو درخت تھے جلے ہوئے سوکھے ڈنڈ کھڑے تھے ان پر دو تین چیلین پوٹے ٹیکے آنکھین بند کیے بیٹھی تھین
اور ہانپ رہی تھین سوز جگر کی سرد مہری سے کانپ رہی تھین دل روزگار جلتا تھا زمین کے قلب سے
شعلہ نکلتا تھا ٹھیک دوپہر کو تودہ جنگل آگ کی بھٹیک بن جاتا دانہ گرتا تو بھن جاتا کہ **ابیات**

ٹھیک ہوتی ہے جب گھڑی دوپہر پر فرشتون کے جلنے لاگے ہین غرض ایسی ہی دھوپ پڑتی سخت وقنا ربنا عذاب النار	جلنے لگتا ہے دھڑ دھڑ اگر دھر مہر ماتھے پہ اپنے نیجہ دھر جن و انسان وحش و طیر و درخت	چیلین کیا انڈے چھوڑ بھاگے ہین کرے ذرات پر جہان کے نظر ہاتھ اُٹھا کر کہے ہین مثل چنار

یہ عیار طرار بتیادے پانون مین نرم و نازک باندھ کر قدم اٹھائے اُس
زمین آتش بیز کو طے کرتا چلا جاتا تھا جب بہت پیاسا ہوتا پانی مشکیزے سے نکالکر حلق تر کرلیتا اور طلسم کا معاملہ
سمجھ کر کچھ دعائین اپنے اوپر دم کرلیتا تشنگی اسوقت کم پاتا دوڑ کر بہت دُور نکل جاتا اسی طرح جب دن ڈھلا
اور آفتاب کی عرصہ فلک مین دوڑ دھوپ کم ہونیکا وقت آیا اُس میدان گرم سے یہ بھی نکلکر ایک ایسے
مقام پر پہونچا کہ جہان کچھ درخت سبز لگے تھے گھانس بھی ہری تھی چشمۂ آب بھی جاری تھا ہوا ٹھنڈی جو
اس کے بدن مین لگی جان تازہ جسم مین آئی یہ ایک چشمہ کے کنارے گیا ہاتھ منھ دھو پانی پیا دن جو کم رہ گیا
تھا سوچا کہ شب بھر اسی مقام پر رہنا اچھا ہے بس وہان ٹھہر کر تماشائے سبزہ زار سے دل پرسوز کو تراوت بخش
کرنے لگا دیکھا دور تک درختان سرسبز کے ضرغے ہین اُن کے نیچے ہزار در ہزار جانور چرتے پھرتے ہین نیل گائے
ہرن بارہ سنگھے وغیرہ بشیار ہر سمت دوڑتے ہین لیکن طرفہ ماجرا ہے کہ وہ جانور کبھی کلیلین کرتے ہین اور خوش

ہوتے ہنستے ہین اور کبھی ایک مقام پر سب اکھٹا ہو کر شاخین ایک دوسرے سے ملا کر اس طرح روتے ہین
کہ دل سنگ بھی اُن کے رونے پر آب ہوتا ہے اشک کے دریا مین ہر ایک تن اپنا ڈبوتا ہے عیارہ
کو اس تماشے کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوا پھر دل سے سوچا کہ یہ مقدمہ طلسم ہے ان جانورون مین کچھ اسرار ہے
آگاہ اُس سے پروردگار ہے تم بھی یہان بہیئت انسانی نہ ٹھہرو جانور بنو دیکھو تو کیا خداوند عالم دکھاتا ہے
اور فلک کیا بازی تازہ بروے کار لاتا ہے یہ سوچ کر کسوت عیاری سے ہرن کی کھال نکالی اور اپنے جسم پر
آراستہ کی گھنڈیان قریب سینہ کے لگا کر زمین پر گرا اور ہرن کی طرح جست و خیز کرتا دور نکل گیا پھر وہان سے
دوڑ کر انھین جانورون مین آکر ملا اور انھین کی طرح گریہ و زاری کرنے لگا وہ دن تو کم باقی ہی رہ گیا تھا
کچھ ہی دیر مین وہ زمانہ آیا کہ ساکن برج اسد نے غار مغرب مین منھ چھپایا اور آہوے شب جست و خیز کرکے عرصۂ عالم مین آیا۔ نظم

جو چھم چھم کرکے آیا آہوے شام ۔ بچھایا چاندنی کا ماہ نے دام
پھنسے اُسمین چکارے بنکے تارے ۔ بھرے تھے گلستان نے جو شرارے

سرِ شام وہ جانور سب کے سب ایک سمت کو جستین کرکے چلے یہ عیار بھی
اُنکے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب کچھ دور جا کر ایک میدان مین جمع ہوئے ناگاہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام پیدا
ہوا کہ ہر تن مو اُسکا مثل شمع کے روشن تھا اور کئی ہاتھ رکھتا تھا ہر ایک ہاتھون مین جھولیان میوے اور شیرینی کی
اور روٹی سے بھری تھین پس اُس ساحر نے اُس میدان مین آکر تھالے بنائے اور اُس مین کھانا میوہ وغیرہ بھر کر آواز
دی کہاے مقیدان طلسم آؤ اور اپنا اپنا حصہ لیکر کھاؤ سب جانور اس صدا کو سن کر دوڑے اور اُن تھالون مین منھ
ڈالکر کھانے لگے عیار ندگور بھی ایک تھالے مین منھ ڈالکر کھڑا رہا اس اثنا مین وہ ساحر جب ایک تھالے مین کھانا
رکھ چکا جس سمت سے کہ آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا عیار ندگور بھی کھانا چھوڑ کر اُسی طرف چلا لیکن اس طرح سے
کہ وہ ساحر تیر بھر کے فاصلے سے آگے اور یہ جھاڑیون مین چھپتا ہوا اُس کے پیچھے روان تھا صحرا مین چاندنی
کی کیفیت تھی کوسون تک چادر نور بچھی تھی کوڑیالا کھلا تھا سبزہ سبز تھا اُس پر شبنم پڑی تھی معلوم ہوتا تھا کہ دانہ ہاے
مروارید ریشم سبز مین پروئے ہین جانور آوازے کے چپ ہو رہتے ہین تالاب اور جھیلین برنگ آئینہ مصفا ہین بگلے
ایک پاؤن سے بغلون مین چونچ دابے کھڑے ہین مرغابیون کے غول کے غول کنارے اور ٹاپوؤن پر بیٹھے ہین
قرقرے ایک جگہ پرون مین سر ڈالے کھڑے ہین جنگل سے ایک آدھ ہرن بھی نکل آتا ہے مینڈک جھیل خیمہ مین
اترا تا ہے جھینگر جھین جھین کرتے ٹیڑی ٹراتی ہے یہ عیار ہرن بنا اس کیفیت کو دیکھتا اُس ساحر
کے پیچھے دور تک گیا آخر وہ جادوگر پر پیدا کرکے اُڑا یہ عیار تھم گیا اور اُسنے دیکھا کہ اس مقام پر دو راہین
ہین ایک راہ تو وہ ہے جدھر وہ ساحر گیا ہے اور دوسری اُس کے خلاف ہے عیارہ اُس ساحر کا
ساتھ چھوڑ دوسری جانب چلا اور ہرن کی کھال جسم پر سے اُتار کر ساحر کی صورت بنا پھر کچھ دور چلکر ایک درخت
کے نیچے ٹھہرا کیونکہ کئی پہر کا تھکا ماندہ تھا آرام پذیر ہوا کچھ کھا پی کر لیٹ رہا اور باقی رات اُسی مقام پر بسر کی
جب تارے ڈوب گئے بڑے بڑے تارے نظر آنے لگے ہوا سرد چلنے لگی درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے ہرن کی ڈارین

دامان کوہ اور بہیڑ سے نکلین جا بجا سو سو پچاس پچاس کے غول پھرنے لگے کسی طرف سے باڑھے کسی جانب سے نیل گائین ظاہر ہوئین کچھار مین شیر ڈکارا ہاتھی چنگھاڑا درختون پر مرغ جھنڈ کے جھنڈ بولنے لگے ڈھیر چہکارے جھیلون پر بگلون نے پھریری لی مچھلیان دُم مارنے لگین مرغابیون نے گردنین بلند کین قرقرون نے پر پھیلائے چڑیان غول باندھکر اُڑین آفتاب بلند ہوا درختون کے پتے چمکنے لگے ملمع ساز قدرت نے زیور زمردین دشت پر کار طلائے زردی آفتاب فرمایا کہ بمقتضائے ابیات

کہ یعنی جب وہ شب مثل رخ یار — ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے یکبار
فروغ صبح پھیلا جیسے دامن — صدا دینے لگے مرغان گلشن

سیارہ نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ ادھر جاؤن یا اُس طرف روانہ ہون اسی خیال مین تھا کہ ایک ساحر کو دہنی جانب سے اُسنے آتے دیکھا دوڑکر اُسکے پاس گیا اور بطور ساحران سلام کیا اُسنے جواب سلام دے کر کہا اے بھائی کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا یہ بھی آپکو معلوم ہو جائیگا مگر اتنا مجکو بتلائیے کہ جدھر آپ جاتے ہین یہ راستہ کہان گیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اے عزیز معلوم ہوا کہ تو اس طلسم کا رہنے والا نہین ہے عیار نے کہا آپنے خوب پہچانا مین حوالی مین اس کی رہتا ہون اور پہلے وطن میرا طلسم ہوش ربا تھا بعض اُمور سے ترک وطن کر کے حوالی مین اس طلسم کے آرہا ازبسکہ مجکو سیاحی کا مزا بہت ہی اس طلسم مین بھی آگیا اُس ساحر نے کہا تو ادھر اُلٹا تم آگئے طلسم کی چار راہین چار سمت کی طرف ہین ایک راہ دریا پر سے دوسری مبتلۂ حیرت کے پہاڑ پر سے اور دو راہین جو اور ہین وہ ساکنان طلسم ہوش ربا اور دیگر طلسمات کے لیئے ہین اور اُن راہون سے جو آتا ہے وہ گویا پشت پر سے اس طلسم کی آتا ہی تم اُدھر سے جو آئے تو اس طرف کیونکر آ گئے شاید راہ بھول کر چلے آئے اور تم ساحر تھے اسوجہ سے بچ گئے ورنہ اسیر ہو جاتے عیار نے یہ سُنکر کہا ہان مدت سے آوارۂ دشت و کوہ پھر رہا ہون آپ دستگیری فرماکر راہ پر لگا دیجیے اُس ساحر نے کہا اے عزیز جدھر مین چلتا ہون یہ راستہ قلعۂ طلسم کا ہی اور جدھر سے تو آتا ہی یہ راہ شہر جام کی ہی اور حاکم اس شہر کا عقاب بن جام ہی اور صحرائے طلسم مین وہ لوگ جو اہل حصار سے طلسم مین ہوے ہین انکو نیل گائے ہرن اُسنے بنا دیا ہے اور ہر شام و سحر کو ایک ساحر کھانا لیکر اُن جانورون کے لیئے جاتا ہے جو کوئی نیا وارد نظر آتا ہی اُسکو بھی وہ جانور بنا دیتا ہی اب تم یہان سے کچھ ہی دور آگے بڑھتے تو جانور بنجاتے خوب ہوا جو مجھ سے آکر ملے لو آؤ میرے ساتھ قلعہ مین چلو اور میرے گھر پر ٹھہرو ورنہ بادشاہ طلسم کو خبر تمہارے آنیکی ہو گی تو جب بھی قید ہو جاؤگے یہان کسی غیر کے آنیکا حکم نہین ہی مالک طلسم گوہر شاہ ہی اور سکندر بن سامری ہم سب کا خدا ہی مین ایک کام کو شہر جام مین گیا تھا لیکن زمانہ پرستش خداوند قریب تھا اسلیئے جلدی واپس آیا سیارہ یہ گفتگو اُس ساحر کی سُن کر دل مین کہتا تھا کہ خوب ہوا جو تو ہرن بنکر اُس صحرا مین ٹھہر رہا ورنہ وہ ساحر جو کھانا لیکر آیا تھا انسان دیکھکر مجکو بھی جانور بنا دیتا غرض اُس ساحر کے ہمراہ یہ بھی اپنی گرنا وہان لگا کچھ ہی عرصے مین قریب قلعۂ طلسم پہونچا ایک حصن حصین بصد فر و تمکین بنا دیکھا ساحران بشر صورت ہوشیار ہیکر کا پہرا دیکھا سامنے قلعہ کے جو میدان تھا وہان ہجوم نقارے بجتے تھے اور بہت کچھ زحمت کا سامان تھا

سیارہ مع اُس ساحر کے اندر دروازہ کے داخل ہوا ازبسکہ روک ٹوک اول درجہ پر طلسم کے ہو یہان کچھ ممانعت نہ تھی
یہ عیار سیر کنان آگے بڑھا عجب شہر عظیم الشان آباد دیکھا کہ معمار عقل صنا عان وہان کی عمارت دیکھکر حیران ذہن رسا
ہر فقیر کا اُنکی بلندی دیکھکر سرگردان سر فلک پن پختہ و ہموار زمین مصفا بسان آئینہ تھین کہکشان فلک ہر راہ پر دل و
جان سے قربان دکانون کی شانون پر تصدق بروج آسمان رعایا وہان کی جوان و حسین ہر ایک شہر یار ملک تزئین
دکانین اشیائے عمدہ سے مملو دکاندار ہر ایک خوبرو ہر سمت مہ جبینون کی طرحداری ناز و غمزہ کی گرم بازاری
زلف کا سودا ارزان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان کہین صرافہ کھلا اُس کے جواب مین دوسری جانب
بزازہ جسمین ہر قسم کا کپڑا بہت خاصہ تھا شفق کی اطلس سرخ وہان کی اطلس کے سامنے شرم سے برنگ کتان
گلبدن زیب تن گلبدنان جہان اسی طرح صرافے مین بھی وہ وہ جواہر نایاب کہ جسکے سامنے نگینہ آفتاب داغی
بے نور مہتاب اشرفیون کے سامنے گنج ستارگان فلک کی کیا حقیقت نقرہ سفیدی قمر روپیون کے روبرو
کم قیمت یہ عیار سیر کرتا جب چوک مین آیا یہان ہر قسم کا اسباب عمدہ پایا کہین حلوائی کہین نانبائی کسی جانب کبڑتی
سنگترے سرمایہ حسن و ناز جمع کیے سب بیٹھے ہوے حلوائیون کی مٹھائی پر شیرین کا سامان جہان کی رال ٹپکتی نانبائیون
کے کھانون کو دیکھکر نان ہوس سینون کے تنور مین پکتی کبڑتون کی ترکاریون پر سبزرنگان عالم کا دل برنگ سبزہ
پامال ہوتا ہر اہر اساگ سبزۂ خلد سے مقابلہ کرنے پر تیار رہتا کہان تک بیان شہر کیا جائے الحق وہ مقام گلستن
رضوان سے بہتر تھا نظم

غرض تمین تنون کا گرم بازار　　ہوا تھا ہر مشتاقان دیدار
کوئی زر دے کے سودا مول لیتا　　کوئی نقد دل و جان و تنون دیتا　　کوئی دکان پہ جاتا لینے سودا
پریشانی برنگ زلف لاتا　　کوئی زرین لباسون پر تھا شیدا　　برنگ زر تھی زردی رخ پہ پیدا

سیارہ کو وہ شہر بہت پسند آیا اُس ساحر ہمراہی سے تعریف کرتا ہوا آخر اُسکے گھر پر آیا اُسنے اپنے مکان کے ایک
کمرہ مین مقیم کیا ہاتھ منھ دھلوایا بوتل شراب کی منگائی سیارہ نے کہا مین اپنے شہر سے شراب لیکر چلا تھا وہ بہت
نایاب ہو اُسکو پیو یہ کہکر اپنے پاس سے گلابی شراب کی نکالی اُسکو بھی پلائی آپ بھی نوش فرمائی اپنے ہی پاس سے
میوہ مٹھائی نکالکر کھلائی آسودہ ہوا پھر سررشتہ سخن آغاز کیا کہ اے برادر آپکا نام کیا ہو اُسنے کہا مجکو مقسوم
جادو کہتے ہین اُسنے کہا آپ قدیم سے یہین رہتے ہین اُسنے کہا ہان اسنے پوچھا کہ آپکو تو عجائبات طلسم خوب دیکھنے
مین آئے ہونگے اُسنے کہا سب عجیب واقعون سے بڑھکر ماجرا آجکل دیکھنے مین آیا ہو کہ ایک شہزادہ نبیرہ حمزہ اسطرح
سے داخل طلسم ہوا اور یہ یہ سانحہ گذرا جملہ ماجرا ابتدا سے انتہا تک اسنے شہزادہ قاسم اور ملکہ کا بیان کرکے کہا کہ
اب وہ شہزادہ قید ہے کل روز جشن خداوند ہو شہزادی کو بادشاہ برائے علاج سامنے خداوند کے لائیگا کیونکہ خداوند نے
وعدہ فرمایا ہو کہ ہم شہزادی کے دل سے عشق اُس مسلمان کا دور کر دینگے یہ ماجرا اس عیار نے سُنکر دل سے کہا شکر
ہے خدا کا کہ پتہ شہزادہ کا معلوم ہوا الحاصل اتنا دن اور ایک رات یہ اُس مقام پر مقیم رہا جب دوسرے دن مینائے دہر سے
شراب نور ساغر مہر مین لبریز ہوئی آتش بازی تمازت خورشید کا گرم تو سن برق آسا گرمی پر ہوئی کہ بموجب ابیات

جمال صبح نے کی بارش نور	جبین خاک چمکی مثل بلور	جدا پروانون سے ہونے لگی شمع
غم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع		

وقت سحر سیارہ نامور کمرے مین بیٹھکر تماشائے بازار دیکھ رہا تھا کہ یکایک صدائے نقارہ و دہل کان مین آئی اور خلقت گروہ گروہ ایک سمت جاتے ہوئے دکھائی دی یہ حیران ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اِس اثنا مین اُس ساحر نے آکر کہا کہ اے برادر تیاری کر دآج خداوند کے دیدار کا میلہ ہے تمام خلقت اِس شہر کی اور ہر سمت کی اِس طلسم سے آکر جمع ہوتی ہے مین بھی جاونگا آپکو بھی چاہیے تشریف لیچلیے سیارہ نے کہا میری سعادت ہے سر سے ایسے مقام پر چلونگا پس گروہ ساحر اندر مکان کے گیا اور لباس تبدیل کرکے ایک جوڑا کپڑون کا اِس عیار کو بھی لاکر دیا کہ تم بھی کپڑے بدل لو اسنے بھی سر ہن بدل لیا اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوئے شہر کی سیر کرتے جب بہت دور نکل گئے ایک میدان کوسون تک کا نظر آیا کہ اسمین ہزارہا درخت سایہ دار نہایت بلند لگا تھا سایہ زمین پر چھایا تھا اُس سے آگے بڑھکر ایک جھیل پانی سے بھری تھی پس میدان مین خلقت کا جمگھٹ ہوتا جاتا تھا دکاندار حلوائی بزاز صراف خوانچہ والے کھلونے والے آتے جاتے تھے خیمے استادہ ہو رہے تھے بازارین آراستہ تھین سیکڑون بارگاہین مخملی اور بادتانی نصب تھین چوبین اُن کی الماس نگار سب تھین کلس اُنپر رنگ برنگ کے چڑھے تھے جو سونے چاندی کے تھے ساحران نامی سرداران گرامی فوج فوج قشون قشون آتے جاتے تھے بیلدار لگے تھے چبوترے بنتے تھے دکاندار دکان جماتے جاتے تھے بیچ بے پالین راوٹیان کندے سنگلے کھڑے ہوتے تھے نشان بازارون مین سربلندی دکھاتے تر سول اُنپر چڑھتے تھے پرچم اُڑتے ہر پرچم پر تعریف سکندر بن سامری کی تحریر ہوئے دو سو خداوندان باطل کا وصف سطر تھیں کے کنارے چبوترہ زمردین بنا اور اِس میدان سے آگے بڑھکر ایک گنبد بہت بڑا سنگ سبز کا بنا تھا آگے اُس گنبد کے باغ لگا تھا گرد باغ کے کٹہرہ کھنچا تھا وہ بھی طلائے احمر کا تھا اندر باغ کے طرفہ بہار تھی صنعت صانع گلشن عالم آشکار تھی جو انان بوستان مثل جنات پاک و نیک روش نیچہ مرجان بر ہمگہ دست حنائے عابد خوشخو صدر مین سبزہ صد دانہ کا شمار جعفری مطیع جعفر تیار نسیم سحر مین متبرک نفس زاہدان کا اثر دفتر قدرت خدا کا ورق ہر برگ و شجر سوسن زبان شکر کنندگان و اور مہندی برنگ پنجہ ضمیران صاف باطن بوئے گل مشام اہل رس کی ساکن غنچہ مثل وہان حقیقت آگاہان خاموش قمریون کی زبان پر ضرب حق سرہٗ کا جوش کلیان سو معرفت زاہدان خوشبو سنبل یاد گیسوئے قدرت مین آشفتہ موسر و آزاد سان تارک الدنیا نہین نہین قمریون کے لیئے عشق حقیقی کا زینہ لالہ ہر چند کہ بسان دریوزہ گر پیالہ بدست لیکن قانع مست پیمانۂ الست بلبل وظیفہ خوان عبادت خانۂ بہار دیدۂ نرگس سے حقیقت مبنی آشکار یاسمن و نسرین و نسترن معتقد ہوئے بفضل آثار کرامات

ابیات

شنددان بہین اسی کو دیکھ کر گل	اُس گل کو پکارتی ہی بلبل	غنچون مین ہے صورت تفکر
کیا اُنکو اُسی کا تھا تصور	جاری مئے معرفت جہان مست	گل مست چمن مین ہی جہان مست

وہ گنبد جو سرتاج باغ تھا واقعی سرتاج بہار تھا چرخ مقرنس اُسپر سو جان سے نثار تھا قبہ چرخ اخضر

کہتا تو غلط ہی برج فلک چہارم فقط ہو دروازہ اُس گنبد کا بند تھا دروازہ پر رہبان دمغ وکشیشان بیٹھے تھے
یاد خداوند سامری وسکندر کرتے تھے جھانجھ ونفیر ناقوس رکھے تھے گھنٹے ٹنگے تھے سیارہ سے اُس ساحر نے کہا
اِس باغ مین چلکر گنبد کے سامنے سجدہ کرو اُسنے کہا جب خداوند کے سامنے جائینگے اُسوقت سجدہ کرینگے
ابھی ایک مقام پر ٹھہر کر میلے کی سیر جاکر کرین وہ ساحر یہ سُن کے پھر اور ایک ٹیکرے پر آکر دونون بیٹھے میلہ
جمتا جاتا تھا یہ سیر دیکھنے لگے حسن چمن کا بیش نظر ہوا یہ رنگ دیکھا کہ جادوگرنیان کمسن ساریان پُرزر اور
بیش قیمت باندھے کہ جس سے جسم نازک نظر آتا ساق کی شمع فانوس پیرہن مین روشن پیڑو اُبھرے چھاتیان
تنی اُنپر ہزار دن جوبن ہاتھون پر تھالیان برنجی رکھے جو کلین اُنمین جلائے مونہہ میں بھوگ اور پھول رکھے سر
سے پانوتک آپ جڑاؤ گہنا پہنے چھم چھم کرتی جھیل کے کنارے آئین اور مع پیرہن نہائین جب غوطہ مارکر اُبھرتین
مہر تابان ہیچ آبی سے باہر آتا پیرہن جو بدن مین لپٹ جاتا زیر ناف برج حوت نظر آتا واقعی وہ ماہی بحر حسن و
جمال تھین گوہر تابندہ قلزم بیمثال تھین ایک طرف نوان قمر پیکرون کا مجمع تھا ایک کثرت میلہ جمع تھا دکانداران
کی پالین تنی تھین دکانین ہر رنگ کے اسباب واجناس کی آراستہ اور سجی تھین حلوائی تھالون مین مٹھائی
لگائے بیٹھے تھال آفتاب و ماہ کی تھالیون کو شرماتے تھے مٹھائی وہ ذائقہ رکھتی کہ سکندر جیسے آبحیات کیلیے
ترستا رہگیا ویسے ہی اِس مٹھائی کو یاد کرکے ہر ایک ترسے گا اور مونہہ چاٹتا رہیگا ایک طرف ہر قسم کی ترکاری ڈھیر
لگی کنجڑن اپنا جوبن دکھاتی سیب ذقن اُسکا دیکھکر آسیب دور رہتا انارستان کا جو دیکھتا سینے مین جوش محبت
ضرور ہوتا شفتالو بوسہ شفتین کی عنت دلاتے جامن کو دیکھکر لب مسی آلود اُسکے ہمیشہ یاد آتے ایک جگہ بھنگیر تین
اپنا جلسہ جمائے تھین دکانین لگائے تھین پالے کے اندر سبزون پر چھتے رکھے تھے بیچ لگن مین بھیگتے تھے تپائیون
مین خلمین گھر سی تھین چرس پر دم پڑتے تھے سالجہان کا سارا جہان شیدا کشمیر پر چرسیون کا دم فدا یار قند کے
گھونٹ تو یار قند کے گھونٹ سمجھتے ساقیون کے شربت وصل پینے پر دم نکلتے دف ودائرہ بجتا مقابلہ سامنے کھلا آئینہ لگا
شعر خوانی ہوتی ڈھولک بجتی عاشق تن سامنے اُنکے ٹہلتے عشق کی آگ مین جلتے کہین بھولتین اپنا رنگ جما رہی تھین
سُرخ دُئی جتا رہی تھین عاشقان بے ساز و برگ کو جان سپاری کا خیال اُن سبزہ رنگون کے وصف مین زبان لال اُنکا گال
اُنکے منھ کا یاقوت رنگ بہر عاشقان قوت سرخی لب اُنکے ایسی خوشنما کہ بموجب شعر سرخی لب کے وصف مین جسنے + ایک مصرع
کہا تو خون تھوکا + دکانداروں کا کیا وصف کیا جائے ہر سمت عجب آرائش تھی عمدہ زیبائش کی دکان کے آگے
نٹنیان آکر ناچتین پھرتے ڈھولک بجا کر گاتے دوکان پر اڑ جاتے راستے کے کنارے فقیر چادرین بچھاتے
بیٹھے کوڑیان سیپ پھیلے مشعبدہ باز تخت پر مونڈھے بچھائے بیٹھے تھے تخت کہار ہر سمت اُٹھائے پھرتے ڈفلے
بانسری بجتی ترسول مینول وہ نکلتے لاگین دکھاتے چاندی سونے کا گہنا پہنے استاد کی جے بولتے ایک
طرف گل فروش ہار بیلے کے پکارتے ساقی حقہ پلانے والے کہلاتے ہر ایک کے سامنے حقہ لیجاتے ہر سمت
دھوم دھام خلقت کا اژدہام تمگیرے جا بجا تنے بیٹھے رئیس بنے ہوئے بیٹھے نزلے اُڑاتے

چلمون پردم لگاتے اندرسبھا بھگت سپیر اگرد چیلے وغیرہ کا ناچ ہوتا آپس کی دل لگی ہٹیرون کا کھانا نئی کیفیت
عیش کا زمانہ بہت ساحر سیکیان کرتے جاتے گنبد کی طرف زمین ناپ کرقدم اٹھاتے امراے عظام پالکیون پر آتے
آگے لڑکون کو بٹھاتے کھلونے سامنے خرید کر کے رکھے بہت ہاتھیون پر سوار پھرتے ہر مقام بلند پر فرش بچھا
مہذبون کا وہان مجمع بعض مقام پر افیونی بیٹھے گھولا چلتا داستان ہوتی گنے چھلتے بازار مین کوتوال پیادے گشت
کرتے بے ربد معاش گھرتے اسی طرح جب دن کم رہا یکایک نفیر و بوق کی صدا سنائی دی لکے ابر کے سرخ و زرد روے
ہوا پر ظاہر ہوے اُن کے نیچے کئی سو تخت چمن بندی کیا ہوا گلزار ظاہر ہوا آگے اُن تختون کے باجے بجتے بارہ سو
ساحر تلوارین کھینچے مرکب پرند پر سوار گرد اُن کے اور ایک تخت پر ملک گوہر شاہ جلوہ فرما اور تختون پر ناظمان طلسم
و مالکان قلعہ طلسم سوار تھے اور اُن کے ہمراہ کئی سو مشیران سلطنت وزیران اُبہت اور بہت سی کنیزین جادوگرنیان
پوشاکین نفیس و پُر زر پہنے غرق دریاے جواہر یہ سب آکر ایک میدان وسیع مین اُترے ابتو اکابرین شہر ساحران
نامی ہر سمت سے آنے لگے بارگاہ بادشاہ کی استادہ ہوئی خیام عالی شان رؤسا کے نصب کیے گئے بادشاہ
تخت سے اُتر کر کئی سو کشتیان زر و گوہر و جواہر کی ہمراہ لیکر براے دیدار خداوند چلا اسکے ہمراہ تمام امیر و وزیر روانہ
ہوے اور اُسی باغ مین آکر جب قریب گنبد پہونچے پجاریون نے گنبد کا دروازہ کھولا اندر گنبد کے تخت بہت بلند
بچھا تھا جو اہر و زر مخملی چادر سے منڈھا تھا اُس تخت پر وہی بچہ شیطان سکندر بن سامری بیٹھا تھا گرد
تخت کے چوکیان صندل کی اور سنگ موسیٰ وغیرہ کی بچھی تھین اُن پر بُت پونے دو سو خداوند رکھے ہوے تھے۔
بعض کے نام اُن مین سے لکھے جاتے ہین۔ تیتا مینا دم خبیثا - توڑہی اُگاے کا بچھڑا۔ گوسالہ سخنور۔
ثمرات سخنگو بقیا زرین تن۔ تابوت معلق صندوق معلق لات منات لقا فرعون شاہ
نمرود شاہ شداد شاہ لحم۔ لوٹک جھوٹم جھوٹک سامری جمشید وغیرہ اور ان سب کے گرد عود سوز و اگر سوز
رکھے تھے بخور مہنا تھا بادشاہ اور سب امرا نے ان سب کو سجدہ کیا پھر سکندر کو سجدہ کر کے نذر چڑھائی اور ہاتھ باندھکر
سامنے کھڑے رہے بعد کچھ دیر کے اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی عرض کرنے لگے خداوندی حسب مدعا سب کو جواب با بادشاہ نے
عرض کیا کہ یا خداوند میری دختر کا علاج فرما دیجیے کہ اُس مسلمان کا عشق اُس کے دل سے جاتا رہے اُس ابلیس زادے
نے کہا آج کل مخلوق کو ہم اپنا دیدار دکھائینگے اور اُن کے مطالب بموجب اپنی مشیت کے برلائینگے کل تو اپنی
لڑکی کو لانا اُسکے لیے تدبیر معقول کیجائیگی ایسی کہ وہ بالکل اچھی ہوجائے گی بادشاہ نے یہ سُنکر سجدہ کیا پجاریون نے سنکھ
اور نفیر اور گھنٹے بجاے جے جے کا شور ہر سمت سے بلند ہوا بادشاہ گنبد سے باہر آیا اب ہر شخص میلے کا آنے والا اندر
گنبد کے جانے لگا پوجا کرنا شروع ہوا نذرین چڑھنے لگین ہزار ہا روپیہ اور دونے مٹھائیون کے چڑھ گئے
ہار پھول کی وہ کثرت ہوئی کہ تمام باغ کے درختون مین صدہا ہار لٹکتے تھے اور گنبد کے آگے پھولون کا انبار
لگا تھا بکرے بھیڑ وغیرہ ہزارون چڑھاے تھے ہر پجاری کے آگے دونون کے ڈھیر لگے روپیہ اشرفی بیشمار چڑھے

تھے گنبد کے ایک طرف سے پرشاد یعنی تبرک تقسیم ہو رہا تھا عورتین ہاتھ باندھے گنبد کے در سے دور تک استادہ تھین بعض ڈنڈوت کرتین بعض آنکھین بند کیے خداوند کے دھیان مین بیٹھین اسی پوجا پاٹ مین وہ دن آخر ہوا اور آفتاب مثل گوہر شاہ گنبد فلک اخضر سے باہر آکر بارگاہ مغرب مین گیا اور مجمع کواکب و سیارگان برنگ سیاحان میلہ گنبد افلاک مین بہر پرستش خدائے یگانہ آیا

نظم

پڑا جب رخ بیدن کے پردہ شب	بڑھا صحن فلک مین جیل کو کب
چراغ شام کا روشن ہوا نام	پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام

شام ہوئی بادشاہ مذکور تو اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر میلے کی سیر کرنے لگا اور تمام میدان مین چراغون کی روشنی ہوئی طبلون کی آواز دور تک ٹھیکا کھانے لگی غوغائے مردمان سے سارا طلسم پر ہو گیا کچھ لوگ پھر کر گھر جانے لگے کچھ اُس طرف سے آنے لگے کوئی ہمراہی کو اپنے پکارتا تھا اے میان کس طرف ہو کوئی اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ رہا تھا رنڈیون کے ڈیرون پر تماش بینون کا جماؤ تھا داد عیش دیتے تھے جھیل مین کنول جلا کر چھوڑ دیے تھے تیرتے پھرتے تھے بھنگیڑون کی دکانو نکے سامنے مہتابین چھوٹتی تھین کسی کا کچھ گر گیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا کہین جھگڑا قضیہ ہوا تھا لوگ دوڑتے جاتے تھے سرکاری ملازم پھر رہے تھے طول تقریر تا کجا **سیارہ** عیار نے بھی اندر گنبد کے جا کر اس ساحر کے ساتھ جملہ کیفیت ملاحظہ کی اور اُس سے کہا کہ اے برادر تمہارے سبب سے آرام بھی پایا اور سیر بھی خوب کی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہان سے ہمارے شہر کو کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا ہم بھی اُس کے ساتھ چلے جائین گے اُس ساحر نے کہا واہ صاحب ایسی بیمروتی تو نہ چاہیئے اور دو چار دن تشریف رکھیے اس میلے کے آنے والے کئی دن رہتے ہین جلدی کیا ہے چلے جائیے گا عیار نے اُسکا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اُس کے ہمراہ مکان پر اُسکے آیا اور بعد فراغ اکل و شرب جب وہ گھر مین جا کر سو رہا یہ وہان سے اُٹھ کر باہر آیا اور میلے کی طرف چلا جب آبادی شہر سے نکلکر قریب اُسی میدان کے کہ جہان میلہ تھا پہونچا ایک گوشہ مین بیٹھ کر موم پیچ روشن کیا اور آئینہ سامنے رکھ کر ایک عورت نہایت شکیلہ کی ایسی صورت بنا طرۂ زلف مشکفام نے یہ طرہ کیا کہ فرمان خوشبو جاری فرما کر چین وختن سے خراج لیا روئے منور نے وہ نور پیدا کیا کہ سکۂ مہر و ماہ کو کھوٹا کر دیا آئینہ کو حیران بنایا حلب سے باج لینا چاہا پیشانی نے یہ فوق پیدا کیا کہ شمع طور کو بجھا دیا شعلۂ حسن مہ جبینان کی سرکشی کو مٹا دیا ابروے خمدار نے وہ بانکپن ظاہر فرمایا کہ زاہدون نے سر محراب اطاعت مین اُنکی جھکایا تیر نے گوشۂ کمان مین راستی کار کے لیے چلہ بیٹھنا چاہا آنکھین عین خود بینی سے آگاہ بینی الف ما مین نتھنا ماہ کان جوہری حسن کی دکان لب سرخ غیرت بخش لعل بدخشان دانتون کی چمک سا دمکسیر گوہر غلطان غلطان اور لوٹ ہیرے کے دل پر چوٹ سیب ذقن کا زنگ دیکھکر سیب قمر داغی گردن کی خوبی دیکھ کر صراحی کا قلب خالی وہ دوش لطافت سے ہم آغوش سینہ پر چھاتیان دل عشاق کو بیتاب بناتیان حباب بحر نور دو بھٹنیان کنول کے پھول پر زنبور غرض ہمہ تن تصویر حور حسن کی کان جوہری دل عاشق کی جان

غزل

بقصد جان من زار و ناتوان انداخت	شراب خوردہ وخوی کردہ کہ خدی بچمن	خمی کہ ابروی شوخ تو در کمان انداخت
بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد	فریب چشم تو صد فتنہ در جہان انداخت	کہ ابروی تو آتش درار غوان انداخت
		زشرم آنکہ بروی تو نسبتش کردند

سمن بدست صبا خاک در دہان انداخت ۔ بزمگاہ چمن دوش مست بگذشتم ۔ کہ از دہان توام غنچہ در گمان انداخت

بنفشہ طرۂ مفتول خود گرہ میزد ۔ صبا حکایت زلف تو در میان انداخت

جب اس شکل و شمائل سے بسان ماہ کامل درست ہو چکا ساری زردوزی باندھ کر دوپٹہ شبنم کا اوڑھا آنکھوں میں سرمہ دیا لبوں کو مسی آلودہ کیا مانگ میں سیندور بھرا دست و پا کو مہندی سے رنگین کیا مرصع کار زیور کانوں میں اور باقی موقع و مناسب سے طلائی و نقرئی پہنا برنجی تھالی میں چومک آٹے کی جلا کر رکھی مٹھائی اور کچھ روپے رکھ کر تھالی اُٹھا کر چھم چھم کرتا چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ **بیت** راہ چلتے ہو تو مردے ہیں تکلم کرتے ٭ زندہ اعجاز مسیحا کو ہو اب تم کرتے ٭ اسی طرح میلے میں پہونچکر جہاں مجمع نوجوانوں کا دیکھتا انھیں میں سے ہو کر نکلتا اکیلی عورت رات کے وقت ایسی حسینہ یاروں نے جو اُسکو دیکھا لگاوٹیں کرتے ہوئے ساتھ ہوئے کوئی کہتا واہ اتنا غرور نہ چاہیئے کسی نے کہا یہ مرادوں کی گٹھری کہاں دیکھیئے کھلتی ہے ایک نے آوازہ کسا کہ دیکھا چاہیئے یہ نقد النقد مال یہ دولت کس کو ملتی ہے دوسرا بکارا ذرا ایک نگاہ ادھر بھی تیسرا بولا یہ دل حاضر ہے اور جگر بھی کسی نے کہا ذرا پھر منھ پھیر کر ہنس دینا پھر ایک قریب آکر گویا ہوا ارے او ظالم نگاہ محبت سے ہاں دیکھ لینا بعض جو معزز شریف کے لڑکے نئے بگڑے ہوئے تھے وہ معقول گفتگو سے پیش آئے کسی نے کہا اے دولت بیدار کیا گنجینۂ شرم و حیا تو نہ لٹائے گی اور نقد دل ہمارا ہی لے جائیگی ایک مچھی تیری بہت اچھی ہوگی ذرا ٹھہر جا میری پیاری مجھ رسیا کو اپنا مزا چکھا کوئی دوہا پڑھنے لگا کوئی شعر عاشقانہ زبان پر لایا کہ **بیت** نہ جیا تیری چتون کا مارا ٭ نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا ٭ ایک نے بحسرت و یاس کہا کہ **فرد** نہ بھی توفیق اگر بوسے کی تو اتنا ہی کہہ دیتے ٭ جو آیا ہے تو خالی تو نہ پھر دشنام لیتا جا ٭ پھر دوسرے نے یہ شعر پڑھا کہ **شعر** صد شکر کہ مرنے کی خلش اُٹھ گئی دل سے ٭ جب سے ہوئے پیدا ہم اُسی دن سے مرے ہیں ٭ اُس نازنین نے جب یہ کلمات عاشقانہ سُنے ناز و غمزہ کے لشکر کو اُن جوانوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا یعنی کبھی تیوریاں چڑھا کر آستین پیرہن ہستی کو چین بچین کر دیا گاہے نگاہ قہر زا سے خرمن دل پر برق بلا کو گرا دیا شہید خنجر نظر کیا کبھی ہنس کر نمک خندہ سے زخم جگر کو آلہ کیا لیکن سخنان شیرین سے لبہائے شکرین کو نہ آشنا کیا دہن بے نشان کا پتہ نہ دیا اُن جوانوں کو جلو میں لیے یہ شہر یار ملک حسن و جمال قریب گنبد خداوند پہونچی وہ مجمع عشاق وہاں اس امید پہ تھم گیا کہ جب یہ بُت رعنا پرستش خداوندی کر کے باہر آئے گی اُسوقت اُسکو رام کرینگے غرض یہ تو رُکے اور وہ قریب در گنبد پہونچی رات چونکہ زیادہ آچکی تھی پجاریوں نے گنبد بند کر دیا تھا پوجا ہو چکا تھا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ دوسرے دن پوجا کرنے کو ٹھہرے ہوئے تھے جب یہ عیار دروازہ کے پاس آیا پجاریوں نے کہا پھر جا کہ یہ وقت خداوند کے آرام کرنے کا ہے اور عرش اعلیٰ پر جانے کا ہے اُسنے کہا میں شب کو یہاں نہیں ٹھہر سکتی اسیوقت گھر جاؤنگی تم دروازہ کھول دو خداوند میری آواز سنکر عرش پر سے فرش پر آجائینگے مجکو بلا کر آپ کیا فلک اعظم پر چلے جائینگے پجاریوں نے کہا تمکو کیا خداوند نے بلایا ہے اُس نے جواب دیا میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکایک آپ ہنستے ہوئے گئے اور کہا جلد ہمارے پاس آ کہ تجھ بغیر ہم بیچین ہیں یہ سُنکر میں حاضر ہوئی ہوں تم نہ جانے دوگے تو میں شکایت تمھاری خداوند سے کرونگی پجاری یہ کلام سُنکر ڈرے

اور ایک اُن مین سے اندر گنبد کے گیا سکندر گنبد کے ایک مقام عمدہ مین جواہر نگار پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور جاگتا تھا سونے اور آرام کرنے کا اسکے یہ مقام تھا کہ لپشت پر اُس تبخانے کے جہان تخت بچھا تھا واقع ہوا تھا دروازہ تبخانے مین یہان آنے کے لیے لگا تھا اُس پجاری نے اُسی در کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا کہ یا خداوند آپ جاگتے ہین خداوند نے اُسکو پاس بُلایا اُسنے جملہ حال زن با حسن وجمال کے آنے کا عرض کیا خداوند نے اپنی کرامت ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بندی قدرت کی سیج فرماتی ہے ہان ہمین نے اُسکو یاد کیا ہے جا جلد اُسکو بھیجدے پجاری اُسی وقت باہر آیا در گنبد وا کیا اور اُس نازنین سے کہا آ آ تو بندی مقبولۂ خداوند ہے یہ عیار تھا لی سنبھالتا اندر گنبد کے پہونچا ہر ایک چھوٹے بڑے بتون کو دیکھتا ڈنڈوت کرتا یہان تک کہ لپشت تبخانے کے در پر آیا پجاری اسکو اندر اُس گنبد کے پہونچا کر آپ پھر گیا اور یہ جو دروازہ سے نکلا ایک دالان مین فرش بچھا تھا شمعہاے مومی وکافوری روشن تھین خداوند پلنگ پر لیٹے تھے سامان عیش وراحت مہیا تھا یہ صورت دیکھ کر اس عیار نے گرد پلنگ کے آکر پھرنا شروع کیا اور دوپٹہ رُخ پر سے ہٹا کر روے منوّر اپنا خداوند کو دکھایا ایسی صورت یہ بنا تھا کہ اُس گبھرنے ہر چند کہ ہزارون پری پیکرون کو دیکھا تھا لیکن ایسا حسن دلفریب اُسکی نظر سے نہ گذرا تھا شکل دیکھتے ہی بیتاب وبیقرار ہوگیا اور پلنگ سے اُٹھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کھینچ کر پاس بٹھایا اُسنے ایسی نشیلی نگاہ سے چہرہ خداوند کا دیکھا اور اس ادا سے شرما کر جھکایا کہ خدائی کو خداوند کی خاک مین ملا یا میخانہ چشم سے وہ ساغر بیخودی پلایا کہ اُس پیر فرتوت کو نوجوانی کا مزا دل مین سمایا پاس بٹھلاتے ہی لپٹنے لگا خرمستی کرنے لگا اُس صنم نے اپنے خم ابرو کی محراب کا ساجد بنا لیا اُسکے لپٹنے سے اُسنے سسکی بھر کر کہا یا خداوند مجکو اور بات یاد کر کے ڈر معلوم ہوتا ہے میرا ابھی سن کیا ہے خداوند نے کہا اے مایۂ ناز **بیت** مجھے بن یاد تیرے دم گذرتا ہو تو کافر ہون ✣ سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون ✣ اس شعلہ رو نے ہنس کے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ منھ پر خداوند کے مارا اور کہا **بیت** عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا قسم خدا کی ترے دل مین اب وہ پیار نہین ✣ خداوند نے اس بات کو سُنکر منھ بڑھایا اور بوسہ لب شیرین لینا چاہا اُس غنچہ دہن نے منھ ہاتھ سے سرکا دیا اور آہ سرد بھر کر کہا ہر چند اس وقت خداوند کی منظور نظر ہون مگر میری قسمت ایسی ہے کہ آپ ابھی کچھ دیر مین خوار و بے اعتبار کر کے نکال دینگے خداوند کو اسکا رنج کب گوارا تھا گویا ہوا کہ اے باعث خدائی وزندگی حُسن گو مین تمام عالم کا خدا ہون لیکن تجھ ایسے بُت کا بندہ ہون کہ **شعر** فداے پیرہن ماہرویان باد ✣ ہزار جامۂ تقوی وخرقۂ پرہیز ✣ یہ کہہ کر اُس ماہرو سے لپٹ گیا وہ بسان خوصلہ و مانند شعلہ جوالہ خاطر آغوش سے تڑپ کر نکلی اب ہنگامہ اختلاط جانبین سے گرم ہوا کبھی معشوقہ سے عاشق ہم بغل خیال ہجر سے دل مین خلل گاہ وہ نازک بدن بانہین گردن مین حمائل کرتی کبھی خنجر ابرو سے غصہ جتا کر گھائل کرتی کبھی عاشق منت کرتا پانون پر سر دھرتا معشوقہ کبھی نیچی آنکھین کر کے شرماتی نیرنگی چشم فتان گردش دوران کا رنگ دکھاتی عاشق زانو سے زانو مسل پستان پر ہاتھ بڑھاتا یہ سسکی بھر کر رہ جاتی اسی اختلاط مین جملہ کیفیت خدائی کرنے کی اس معشوقہ پُر فریب نے اُس دغاباز سے دریافت کی اور انگیا سے عطر بیہوشی کی شیشی نکالی اور کھول کر اپنے جسم مین عطر ملنے لگی خداوند نے کہا ہمین

نہین اُسنے انگوٹھا دکھا دیا وہ بیتابانہ لپٹ گیا اُسنے بھی گلے مین باہین ڈالدین اُسنے خوب سلیقہ دلربخ دشکم پر سندر اپنا رگڑا خوشبوئے عطر نے دماغ مین اثر کیا سر وپا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہو گیا عیار طرار نے بجالاکی اُٹھکر دست مکان مین تلاش کر کے ایک صندوق بہم پہونچایا اور اُس کے کپڑے اُتار کر پہنے رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو صندوق مین لٹا کر پٹی بیہوشی کی ناک پر باندھکر صندوق کو مقفل کر دیا اور ایک کوٹھری مین اُٹھا کر رکھا کوٹھری مین بھی قفل لگا دیا جب اس امر عظیم سے فرصت پائی پلنگ پر خداوند کے لیٹ رہا اور بآرام تمام سو گیا جب عیار دہر نے صندوق مغرب واکر کے خداوند سیارگان کو نکالا اور حجرۂ عدم مین کواکب ظلمت شب کو بند کیا **نظم**

سپہر نیلگون نے ڈھنگ بدلا — روش عیار کی پھر رنگ بدلا
در آیا مہ میان برج عقرب — اُٹھا پھر روئے شب سے پردۂ شب

وقت سحر خداوند نقلی بیدار ہوے پجاریون نے آکر ڈنڈوت کی اور گنبد مین لاکر تخت پر بٹھایا خداوند نے ارشاد فرمایا کہ شب کو مادولت نے ایک حور اپنے پاس سلانے کو بلائی تھی اب اُسکو جنت مین بھیجدیا ہے بس اپنا بھی دل اُسکے پاس جانے کو چاہتا ہے پجاریون نے عرض کیا رات کو پھر اُسکو بلوا لیجیے گا آپکے جانے سے سب بندے محروم رہجائینگے دیدار آپکا نہ پائینگے خداوند نے کہا اچھا بادشاہ طلسم کو حاضر کرو آج ہم اُسکے مقاصد پہلے پورے کرینگے یہ حکم سنکر ملازمان دیر دوڑ پڑے گوہر شاہ کو خبر دی کہ جلد چلیے زہے نصیب آپکی کہ خداوند نے آپکو طلب کیا بادشاہ مع ارکان دولت کے کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لیکر جانب گنبد چلا اُدھر پجاریون نے گھنٹے ناقوس ڈنکے بجائے ہر ایک خبردار ہوا کہ خداوند نعمت تخت خدائی پر آئے جوق جوق زن و مرد سامنے گنبد کے آنے لگے دروازہ گنبد کا کھلا درشن سب کو نصیب ہوا اُدھر وہ ساحر جسکے گھر مین سیارہ مہمان رہا تھا صبح کو مقام عیار مذکور پر آیا اُسکو نہ پایا سمجھا وہ کل ہی سے جانے کو کہتے تھے شاید رات کو چلے گئے الحاصل لباس تبدیل کر کے خداوند کا دیدار دیکھنے تنہا روانہ ہوا اور جب نقارۂ دیر بجا وہ بھی سامنے آکر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا سیارہ نے اُسکو پہچانا اور اُن ساحرون سے کیش مذہب پر خندۂ دندان نما کیا اس اثنا مین بادشاہ طلسم سامنے حاضر ہوا اُسکو اندر گنبد کے طلب فرمایا اُسنے آکر تخت خداوندی کا طواف کیا پایۂ سریر کو بوسہ دیا نذر چڑھائی پھر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ اپنا مطلب دلی بیان کر دریائے رحمت میرا اسوقت جوش زن ہے سب تمنائین تیری پوری کرونگا بادشاہ نے یہ سنکر برائے صحت دختر دعا کی خداوند نے فرمایا کہ ہمنے اُسکو شفائے کامل عطا فرمائی شاہ نے اس عنایت کو دیکھکر سجدہ کیا اور بار دیگر شہزادہ قاسم کے قتل کرنے کو یاد دلایا خداوند نے فرمایا کہ اس گنہگار کو یہان حاضر کر ہم اپنے سامنے اسکو ذبح کرائینگے بمجرد حکم کارپردازان سلطنت دوڑے شہزادۂ مذکور کو قید خانہ سے نکلوایا تخت سحر پر ڈالکر ہزارون ساحر حصار کیے افسون پڑھتے ہوے سامنے خداوند کے لائے خداوندکی جب نگاہ شہزادۂ ذیجاہ پر پڑی حال زار اُسکا دیکھکر آنسو بھر آئے دل مضطر نے بیتابی کی یہ عالم نظر آیا کہ بال سر کے بڑھ گئے ہین آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین صورت سے پریشانی کا اظہار دل مین یاد گیسوئے یار ہے پیرہن بھی میلا کچیلا ماہتابان

سپھر صاحبقرانی سحاب مصیبت مین پوشیدہ ہے یہ پروردہ مہد ناز و نعمت یہان قید کی آفت دل مین معشوق کا رنج فرقت پھر خموشی بر دہان فرحت و عشرت گریزان دل سکستگی عیان بہ صورت نمایان ابیات

جی خاک تن پر بہ رنگ نہ مین
گرچون خشک ہو نرگس بوستان
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
سو وہ ہو گئے بڑھ کے بدکمال

گرآنسو جیسے نکلے ہی پتلہ کہین
وہ تن سرخ جو تھا سو پیلا ہوا
خزان دیدہ ہو بطرح برگ گل

نہ آنکھون مین رونق نہ تن مین توان
وہ چہرا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ ناخن جو تھے اُسکے رنگت لال

خداوند نے دل مین تو ملال کیا بظاہر غصہ سے منھ لال کیا اور بادشاہ سے کہا کہ اس مجرم کو پجاریون نے ہمراہ جا کر پشت پر اس گنبد کے جو مکان کہ مابدولت کی آرامگاہ ہے وہان اسیر کرو آج رات کو مین اپنا غضب اسپر نازل کرونگا تاکہ ہنگام قتل خدائے نادیدہ جو اسکا خدا ہے مدد اسکی نہ کریگا اور یہ باسانی قتل ہو جائیگا آج اگر قتل کیا جائیگا تو ہلاک نہ ہوگا اور کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائیگا کہ یہ چھوٹ کر آفت ڈھائیگا بادشاہ نے یہ فرمان خداوند سنکر کہا سچ ہے بیشک یہ مسلمان ایسے ہی سخت جان ہوتے ہین کہ مرنا نہین جانتے ہین یہ کہکر ساحرون سے شہزادہ کو تخت پر سے اُتروایا اور بیہوش بزور سحر کر کے کاندھے پر ایک ساحر کے لدوا کر پجاری کے ہمراہ مقام خوابگاہ خداوند پر بادشاہ خود آیا اور ایک ایوان مین شہزادہ کو ہوشیار کر کے بٹھا دیا زنجیر مین جکڑا رکھا سحر کی قید کو دور کر دیا پھر خدمت خداوند مین آکر دست بستہ استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ آجکی شب اور اتنا دن تیاری قتل مین اس مسلمان کے بسر کر سب سامان مہیا کر وہ یہ کہ کئی ہزار نقارے اور قرنائین شہنائیان ڈہل اور بوق و نفیر لیکر گرد گنبد کے ہزارون ساحر ٹھہرین اور ہزارون مشعلین آتش کی سلگائی جائین اُن مین عود و رال و گوگل وغیرہ جلے اور جب صبح کو مین اُس مجرم کو بہر ذبح لٹاؤن ساحر ہزارون بجلیان سحر کی چمکائین اور آندھیان چلائین یہ اسلیئے کہ جب ہنگام ذبح وہ چیخے گا جو کوئی اُس کی آواز جس زمین سُن لیگا فوراً ہلاک ہوگا اس ہنگامے مین اُس کی صدا کسی کے کان مین نہ جائیگی اور اُسپر بھی بنا بر احتیاط ہر ایک شخص حاضر وقت کو لازم ہے کہ کان مین روئی دے لے یہ سامان توکل کے لیئے کیا جاے اور جشن دنیا ہو جائے کہ کوئی شخص میلے سے جائے نہین اُس مسلمان کا غارت ہونا کہ دیکھے اور جو شخص کہ میلے مین نہین آئے ہین اُنکے لیئے تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ وہ بھی آکر تماشہ دیکھین اور تو اسباب سامری کے پوجا کا مہیا کر کے سوا پہر پوجا کر کہ اُنھون نے یہ عنایت تیرے حال پر فرمائی یعنی الیسا مربہ تجھکو دیا کہ تو نے اتنے بڑے ملچھ کو قتل کرایا ایسا ثواب کمایا بعد شکر ادا کرنے سامری کے جشن کرنا اور شب بھر جلسہ عشرت جما کر داد عیش و کامرانی دینا صبح کو ہم اُس مسلمان کے خون سے ایک ایک ٹیکا سب کے ماتھے پر دینگے کیونکہ اُسکا خون جہان گرتا ہے وہ جگہ برباد ہو جاتی ہے بس دفع نحوست خونریزی ٹیکا دینے سے ہو جائیگی تیری اُمید بر آئے گی اور سب کے کارج سنپورن ہونگے عمر و دولت بڑھ جائیگی سامری کا نام لے تجھپر ہاری دیا ہے جا اپنے کام لگ تیرا بھلا ہو بادشاہ یہ نصیحت سنکر بادل شاد گنبد سے باہر آیا کارگذارون کو حکم محکم خداوند سنایا اُسیوقت نقارخانے گرداگرد درست ہو گئے

منقلہائے آتشین ہر سمت بیشمار رکھدی گئین منون رال و گوگل ڈھیر ہوگیا ساحران نامی افسون خوانان گرامی ہزارہا آمادۂ سحر خوانی ہوئے ہوم خانے بنگئے یہ عالم ہوا کہ

ابیات

بجے ہر سو طرب کے شادیانے
ہزارون من منگایا عود و عنبر
اُسی صورت یہ بٹوایا ڈھنڈھورا
تماشا جو کبھی دیکھا نہ ہوگا
نہ آیا گھر سے جو ہو وہ بھی آئے

انگیٹھی سیکڑون گرد اُسکے رکھین
رکھین سب خوشبوئین ہر سمت لاکر
کہ اک میدان بڑی ہو جسمین وسعت
نظر آئے گا وہ ہر اک کو اُس جا

ہزارون ہی بجے نقارخانے
جو گنبد تھا خدائی کا بہ تزئین
خداوند جہان نے جو کہا تھا
وہان ہو جمع آکر ساری خلقت
کوئی میلے سے ہرگز گھر نہ جائے

صدائے دہل زن سنکر میلے مین اور تمام طلسم مین غوغا مچ گیا نادان قبل شہزادہ سنکر خندان ہوئے دانشمند نیرنگی فلک یاد کرکے پریشان ہوئے کسی طرف قہقہے بلند تھے کسی جگہ اہل دل دردمند تھے زبان پر یہ مذکور تھا کہ اس دور زمانہ کا یہ ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ اولوالعزمون کو خاک مین ملایا گیا ناموردن کو مٹایا کیا

خمسہ

ایک دن ہونا ہے سب ادنی و اعلیٰ کو فنا
سلطنت دُنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا
یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

غرض جوق جوق ساحر ہر سمت سے میدان وسیع مین جمع ہونے لگے اور فرط عشرت سے قہقہہ لگاتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ ہمارے ہی دل پر داغ پر یہ بہار ہے فلک کجرفتار بر سر آزار ہے یہ نقارہ کوس رحیل ہمارے ہی ہین یہ سب دوست خوار و ذلیل ہمارے ہی ہین یہ گھر ہمارا ہی برباد ہوتا ہے دل ہماری ہی جان کو روتا ہے **مولف** گر یگی جسپہ یہ بجلی وہ خرمن تو ہمارا ہے + جسے ہم دوست سمجھے ہین وہ دشمن تو ہمارا ہے + حاصل مرام یہ سب بدانجام تو مجتمع ہو کر مشتاق تماشائے قتل شہزادہ نیکنام ہوئے لیکن یہ خبر وحشت اثر اس کشتہ ابروے دلبر **ملکہ نفشہ** نمک سیر کو بھی پہونچی کہ شہزادہ والا گہر کل تہ خنجر ہوگا اس خبر کو اُسکی مادر خستہ جگر نے بہت چھپایا کہ ایسا نہ ہو کہ میری دختر فرط محبت و جوش الفت سے اس سراپا مصیبت کے قتل سے ماہر ہو کر اپنے تئین جوہر کرے لیکن اس خبر کا چھپنا بہت دشوار تھا قاعدۂ مستمرہ ہے کہ جدھر مالک کی طبیعت کا میلان دیکھتے ہین ملازم اس سبب کو بڑے تپاک سے لیتے ہین کنیزون مین جدا انیسون مین علحدہ چرچا ہو رہا تھا ملکہ مضطر نے چپکے سے ایک کو بُلا کر پوچھا کہ یہ کیا تم باہم باتین کرتی ہو اور روتی ہو اُسنے بلائین لیکر کہا بی بی کیا کہون ڈیوڑھی پر کا ہرکارہ کہتا تھا کہ کل شہزادے کے دلتمن کہنے والی بندی کو وہ موا خداوند لوکب قتل کرائیگا یہ سُننا تھا کہ ملکہ پہلے تو بیہوش ہوگئی پھر جو غش سے فرصت ملی گریبان صبر چاک کیا بیتابی دل سے چلا چلا کر رونے لگی مان نے بھی اُسکی چشم پوشی کی اُس ایوان سے دوسرے قصر مین چلی گئی اور مخفی ملازمون کو مقرر کر گئی کہ یہ کہین جانے نہ پائے یہان تنہائی جو ہوئی ملکہ شوریدہ سر نے حال اپنا تباہ کیا فرش پر جا بیٹھی اور خاک اُڑانے لگی اپنی بربادی دکھانے لگی وہ آہ جانکاہ کی کہ فلک کو اپنی چھاتی چھپانی پڑی

وہ رُخ پُر نور جو خاک مین بھرا تھا چاند پر خاک ڈالنے کا غم نے ارادہ کیا تھا۔ بلبلاتی تھی یہ زبان پر لاتی تھی مخمسہ

کیونکہ خونناب سے چشم اُسکی نہ پُرنم ہووے ۔ نوحہ گر کیون نہ وہ ماتم زدہ ہر دم ہووے
محفل عیش مین کیا خاک وہ خرم ہووے ۔ جسکو اے جان جُدائی کا تری غم ہووے
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے

سب طبیبون نے جواب اُسکو دیا ہے اب تو ۔ بستر غم پہ وہ مردہ سا پڑا ہے اب تو
حال کیا پوچھتے ہو حال بُرا ہے اب تو ۔ ترے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اب تو
دست و پا دیکھتے ہین لوگ کہین دم ہووے

اُسکے بن دیکھے ہوئی ہے مری حالت جیسی ۔ کسی دشمن کے بھی دشمن کی نہ ہووے ایسی
چپکے بیٹھے ہو یہ ہے دوستی مجھ سے کیسی ۔ ہمدمو کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی
دیکھنا اُسکا میسر جو کوئی دم ہووے

اہ میں سن لگی مرے دیکھے تو بجلی بھی ڈرے ۔ اُسکے فریاد جگر رعد بھی بھاگے ہے پرے
اور اس دیدۂ گریان مین وہ آنسو ہین بھرے ۔ اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
دو بدو اُس سے جو یہ دیدۂ پُرنم ہووے

بستر غم سے بھلا اٹھ کے مین کیونکر جاؤن ۔ محنت و رنج و الم تیرے سوا کس سے کہون
اس مرض سے تو مرا حال ہوا ہے یہ زبون ۔ جرأت اب اتنی بھی یان مین تو نہ سکتا ہون
ایسی کر فکر کہ یہ درد تو کچھ کم ہووے

اسی گریہ و زاری مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب بھی غار مغرب مین جا کر حجلہ نشین ماتم ہوا اور دیدۂ ثوابت اشک شبنم سے نم ہوا کہ بموجب

نظم

حرارت دھوپ کی ہونے لگی سرد ۔ کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے یکبار
بشکل آہ مظلومان پُر درد ۔ ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
سایۂ دیو شب ہجر جو اس پری پیکر

پر ہوا بیہوش ہوگئی کنیزین گود مین اٹھا کر دالان مین لائین پلنگ پر مردے کی طرح ڈال دیا تلوے سہلانے لگین بعض رونے لگین اور کلمات افسوس زبان پر لائین ایک نے کہا ہاے اُس ناشاد کی تقدیر جو اسیر مائل ہوا تیغ اجل سے گھائل ہوا نامراد تہ خاک گیا دوسری نے کہا بھلا اور تو اتنا ہی داغ دیتے تھے کہ مر کر معشوقہ کو فراغ دیتے تھے اس شہزادہ کے ساتھ تو ملکہ بیکس نے کیا کیا پاپڑ نہین بیلے تیسری نے کہا سچ تو ہے چھنال اتنے سے سن مین یہ مشہور ہوئین تھوکتو اب سے دو تھکاریان اس ننھی سی جان کے پیچھے نہین خون خرابے ہوتے ہزارون کی جان جاتے انھون نے دیکھی واے مقدر کہ وہ پھر ہاتھ نہ آیا فلک نے یون دونون کو ترسایا ایک شب چین سے نہ گذری کوئی حسرت بھی نہ نکلی آئیسا او ربولی کہ اب اس ترارمان کا بچنا مشکل ہے دریش صبح ہی شام عدم کی منزل ہے دوسری گویا ہوئی ہاے یہ چاند خاک مین مل جائیگا ارے لوگو سکندر بھر ٹوا کیا پاے گا جوان

دونون کی جان لے گا ایک اور گویا ہوئی کہ اے بی ایسے تماشے میری آنکھون نے بہت دیکھے ہین گھر سیکڑون بگڑ جاتے دیکھے ہین اس محبت پر خدا کی مار اسنے ہزارون باغ پھلے پھولے برباد کیے کیا کیا نہ داغ دیے کون کون سے خانمان نہ اُجڑے کس کس کے گھر نہ بے چراغ کیے کوئی دشت مصیبت مین آوارہ ہوا کوئی شہر بشہر مارا مارا پھرا فلک بھی اخترون سے سینہ پر داغ رکھتا ہے غنچون سے داغ ہر باغ رکھتا ہے

نظم

گہ سلسلہ بپا ہے مجنون
چھالا ہے کبھی تو یہ کبھی خار
گہ سوزش جان بیقراران

زخمون کے لیے کبھی نمکدان
منصور کبھی ہے یہ کبھی دار

لیلےٰ کی کبھی یہ زلف شبگون
سینے مین کبھی یہ نوک پیکان
گہ بارش اشک اشکباران

یہ تو اس اندوہ وغم مین مصروف نالہ وشیون ہین ملکہ کی جان پر ہزارون طرح کے رنج ومحن ہین جب آنکھ غش سے کھل جاتی ہے کیا بیان ہو جو گذر جاتی ہے روپیٹ کر پھر بیہوش ہوتی عالم رویا مین بھی روتی ادھر تو یہ حال ہے اس طرف خداوند لقلی یعنی سیارہ بعد پند وعظ قریب شام تخت خدائی سے اُتر کر اپنے مقام آرام مین آیا یہان سر یر صندلین ارض پر شہزادہ با توقیر جلوہ فرما تھا شور زنجیر جادش بارگاہ تھا صداے دورباش دے رہا تھا عیار نے جاتے ہی دروازے اس مکان کے بند کر دیے اور قدم اقدس پر اُس شہریار اقلیم شجاعت کے گرا شہزادہ حیران تھا کہ یہ مسجود خلقت طلسم میرے پانون پر سر جھکائے ہے اس اثنا مین عیار مذکور نے عرض کیا کہ آپ متحیر نہ ہون مین آپکا خادم دیرینہ سیارہ ہون شہزادے نے یہ سُنکر قید توڑنا چاہا عیار نے منع کیا کہ اس زنجیر کو برباد خراب نہ فرمایئے یہ کہکر سوہن سے ہتھکڑی بیڑی دور کر دین اور حجرہ وا کر کے صندوق سے سکندر کو نکالا پھر رنگ وروغن عیاری لگا کر شہزادہ قاسم کی ایسی صورت اُسکو بنایا اور شہزادہ مذکور کو اُسکی صورت پر درست کر کے لباس شہزادہ کا اُسکو اور اسکا لباس جو آپ پہنے تھا وہ شہزادہ مذکور کو پہنایا اور جملہ راز خدائی کا شہزادہ سے عرض کر کے بتا دیا کہ صبح کو اس طرح اس گبر کے قتل کرنے کا مین نے سامان کیا ہے آپ وقت سحر سامنے گنبد کے اسکو لٹا کر ذبح کیجیے گا جب اس کے بیر غل مچائین گے لوگ نقارے بجائین گے ساحو بجلیان چمکائین گے علامت اسکے مرنے کی کسی پر ظاہر نہوگی آپ چند مدت خدائی کیجیے اور پھر راز طلسم سے آگاہ ہوکر طلسم کشائی کیجیے شہزادہ نے کہا جو کچھ تمنے کہا مین نے قبول کیا لیکن سجدہ مین اپنے تئین نہ کراؤنگا مسجود خلائق نہ بناؤنگا عیار نے عرض کیا کہ اس مصلحت سے آپ تو یہ سجدہ کرائین گے تاکہ ابد تک رسم بُت پرستی کو مٹائین گے خدائے یگانہ کا آیندہ کو ساجد ہر ایک کو بنائین گے حق تعالی آپ کی نیت سے آگاہ ہے معاف فرمائے گا مواخذہ نہ کرے گا یہ کلمات سُنکر شہزادہ نے فرمایا اچھا یہ بھی ہمنے مانا مگر میرے قتل کا ڈھنڈھورا جو تمنے پٹوا دیا ہے اگر ملکہ منفشہ نے اس حال کو سُنا ہوگا تو اپنا کام تمام کیا ہوگا اُسکی کیا تدبیر ہے عیار نے عرض کیا آپ یہان کھانا نوش فرما کر آرام کرین مین ملکہ کی خبر کو جاتا ہون اور اُن کو بھی اس حال سے مطلع کیے دیتا ہون صبح کو بادشاہ سے حکم دیجیے گا کہ اپنی دختر کو بُلا ہم علاج اُسکا کر دین جب وہ بُلائے کہیے گا چندے اسی گنبد مین ملکہ رہے تو اچھی ہو جائے گی شہزادہ یہ باتین سُنکر خوشنود ہوا اور عیارہ نے کلیجہ وکباب کسوت سے نکال کر شہزادہ کو کھانا کھلایا گلابیان شراب کی نکالین اور جام سامنے رکھ کر کہا مین جاتا ہون آپ کسی کہاری کو بُلا کر پانون دلوایئے اور آرام فرمایئے یہ کہکر

سکندر کو وہی طوق و زنجیر شہزادہ کا اُترا ہوا پہنا کر ہوشیار کر دیا اُسکی جو آنکھ کھلی خدائی کا پایا نیٹ ہو گئی تھی ہر چند تڑپا پھڑ کا مگر منھ
سوزن زبان سے بند دست و پابستۂ زنجیر کیا کر سکتا تھا ناچار چپ ہو رہا لیکن دلسے کہتا تھا کہ واے ناکامی ساری
خدائی غائب غلہ یہ ماجرا ہی کیا ہے غرض بعد درستی حلیہ امر عیار مدکو زمین دار کر دیوا اس مکان کی پھاند کر جانب ایوان شاہی روانہ ہوا
اور دروازے پر شبستان کے آکر ایک سپاہی کی ایسی صورت بنکر کھڑا ہوا کچھ عرصہ مین ایک کہاری کسی کام کو اندر سے نکلی اسنے اُسکو سلام
کیا اور کہا مین بڑی دیر سے منتظر آپکا استادہ تھا اُسنے کہا تو کون ہے کہا مین بادشاہ کے پاس سے آیا ہون اُنھون نے میلے سے یہ کنٹر عطر کا
خرید کر کے بیگم صاحب کو بھیجا ہے کہاری نے کہا لاؤ وہ کہان ہے اسنے ایک کنٹر عطر بیہوشی آمیز کا کمر سے نکالکر چاندی کی کشتی مین رکھکر
تورہ پوش ڈالکر اُسکو دیا جب وہ لے جانے لگی اسنے کہا بی جھری لو یہ شیشی تم بھی لو اسمین سے نہ لینا مجھ پر بدنامی آیگی
اُس نے کہا دو بی مین کیسا چور ہون اُسنے کہا نہین کیا ہوا تو یہ شیشی لو یہ کہہ کر ایک شیشی اُسکو بھی دی اُسنے
لے کر سونگھی کہ دیکھون یہ عطر کیسا ہے سونگھنا تھا کہ بیہوش ہوئی اُس نے وہ کنٹر اور کشتی وغیرہ
لیکر پھر کسوت مین رکھی اور پرانی چادر سے ستر پوشی اُسکی کر کے کپڑے اُسکے لیئے اور اُسی کی ایسی صورت
بن کر داخل شبستان ہوا ہر سمت محل والیون کا ہجوم دیکھا قصر و الوان کی زینت و شان نے آئینہ وار حیران
بنایا ششدر ہو کر بے اختیار زبان پر لایا کہ بہشت باغ رضوان مین کہان ایسی ہے دلچسپ بہار ٹھیان کی معشوقون
پہ سو جان سے حورین ہین نثار ہر سمت شاہدان طناز پاتنجے کلائیون پر ڈھلے دوپٹے کاندھون پر ڈھلکائے
ہوئے ہزارون انداز و ناز سے پھرتے وم خرام محشر بپا کرتے رات کا وقت شمع و چراغان روشن صحن مین چوکا لگا
پلنگون پر جوبن کوئی نیند مین غافل کوئی اکل و شرب مین کوئی لہو و لعب کا شاغل کہین چوسر کہین گنجیفہ کہین
ستار بجتا ہے کہین ڈھیکا کہین کہانی ہو رہی کہین شعر خوانی ہو رہی کہین پردے پڑے ہوئے چاہنے والے
در پردہ مزے اُڑاتے شام ہی سے ہو بچے ہوئے کہین دو ئی آہ کی صد کسی جا قہقہے اُڑتے پھلتیان کہنے
کی آواز برپا قلماقنیان داغہ مانیان کاندھے پر رکھے پھرے پرحسین بار بردارنیان اڈون کے قریب جاگ
رہین مسہریان پھولون سے آراستہ پلنگون پر اوقچون کا چاندنی مین تڑپنا لڑکیان محل کے نوکرون کی گڑیا کا
بیاہ رچائے ہوئے صحن مین کڑھائی چڑھائی ہوئی کچھ عورتون کا وہان مجمع بعض کمسنین چھلی چھلبان ڈھیلتین
غنچہ دہان نازنینان زیبا کسی جالونڈیان لڑ رہین عیب تو آپس مین انگشتین یار و جھگڑے پٹنے جاتے کسی طرف سے
آواز آتی اری ہرمزی دہ جواب دیتی جی باجی جان آئی حاضر ہوئی کوئی اپنی کنیز کو پکارتی اری نرگس تو کدھر
مر گئی کہین آواز آتی کہ جلد آحضور رحیم کی پر گئی ہین کہین سے صدا آئی اکر ذرا ڈیوڑھی پر دیکھو آمغلانی کے گھر سے
مرزا آئے۔ غرض یہ عیار بھی اٹھلاتا آپ ہی آپ کچھ بکتا کسی کو دھکا دیتا چلتا تھا وہ کہتی تھی کیوں بی دہری
آج کیا تمنے بھنگ پی ہی جو دھکے دیتی چلتی ہو یہ کہتا یہ تمھین ہو کہ ہر وقت بوتلین چڑھاتی ہو اور ایک ایک
کو گالیان سناتی ہو لو صاحب مین نے ہزار دفعہ کہا ہے تم میرے منھ نہ لگا کرو بھلا مین دھکے دیتی ہون
یا تم ہر ایک پر گرتی پھرتی ہو یہ کہکر چمکتی ہوئی لہنگا پھڑکاتی آگے بڑھ گئی اور کہا صاحبو آج چھوٹی حضور کی

کوئی خبر نہین لیتا یہ جو اس نے کہا ایک مسن عورت نے اُسکو بلایا کہ مہری ذرا ادھر آؤ اُسنے دیکھا کہ جو کا تخت کا بچھا ہے
اسپر ایک عورت بکمال زیب و زینت تکیہ لگائے بیٹھی ہے یہ سمجھا کہ اس عورت کو عہدہ کوئی ہے یہ سمجھکر اسنے قریب
جاکر تسلیم کی اسنے کہا بی مہری بیٹھو یہ سلام کرکے تخت کے کونے پر بیٹھا اس عورت نے اُسکے نزدیک آکر کہا بی مہری
چھوٹی حضور نے جب سے اس شہزادہ کا قتل ہونا سُنا ہے اپنا حال تباہ کیا ہے بھاڑ مین جائے ایسی عاشقی جس سے
اپنی لعل سی جان جائے آیا کہے چھنال گیا کہے چھنال ہین تو آگ لگاتی ایسی محبت کو اب چھوٹی حویلی مین مردہ سی
پڑی ہین نہ کھاتی ہین نہ کچھ بات کرتی ہین تم دیکھ لینا یہ لڑکی اپنی جان دیگی۔ مہری نے کہا آپ سچ کہتی ہین
لیکن قصور معاف کبھی حضور نے بھی یہ کھیل کھیلا تھا اُسنے کہا دو دُئی نوج چھا مین بلو مین مجکو یہ مرض کبھی نہین ہوا
کہاری مٹک کر اُٹھی کر بی بیٹھو ایسا کوئی چھیتا چھیتی نہین وہ کون ایسی شمشمش ہے کہ جسمین لکڑی نہین اچھا
جب آپ اس مزہ سے آگاہ ہی نہین تو مین آپ سے کیا بیان کرون یہ کہہ کر وہان سے ہنستی ہوئی چلی پتہ تو
معلوم ہوچکا تھا چھوٹی حویلی مین آئی یہان ملکہ پلنگ پر مردہ کی طرح پڑی تھین کنیزین رو رہی تھین کہ اسنے
آتے ہی کہا مین اپنی شہزادی کے صدقے قربان نثار کیا جی ہے میری حضور کا یہ کہکر پلنگ پاس آکر
پاؤن دابنے لگا ملکہ نے آنکھ کھول دی اور آہ کی اسنے بلائین لینے کے بہانے سے جھک کر چپکے سے کہا مین شہزادے
کی خبر لیکر آئی ہون تنہائی پاؤن تو کچھ عرض کرون ملکہ یہ کلمہ سُن کر جلد اُٹھ بیٹھی اور گویا ہوئی کہ ارے لوگو
یہ ہجوم کیسا کر رکھا ہے کانون سے اور بھی دل اُڑا جاتا ہے جاؤ سب اپنے اپنے مقام پر مجکو کیون
گھیرا ہے کنیزون یہ سُن کر حیرت کرگئین کہ یہ کہاری کچھ پیام لائی ہے بس تخلیہ اُس مقام پر کر دیا اُسوقت کہاری نے
کہا اے ملکہ شہزادہ عالم کا مین عیار ہون نام میرا ستارہ ہے تمھین اطلاع دینے آیا ہون کہ شہزادہ کو مین نے
چھڑا لیا ہے اور خداوند سکندر کو پکڑ لیا ہے کل خداوند ذبح کیا جائیگا اور شہزادہ بشکل سکندر رہے وہ تمکو
بادشاہ سے کہکر بلائیگا پھر آگے جیسا ہوگا تمھارے سامنے ظہور مین آئیگا اطمینان کامل رکھو اور رنج سے
آرام کرو غم والم جانے دو ملکہ یہ سُن کر فرط عشرت سے دلشاد بند غم سے آزاد ہوئی چہرہ پر سرخی آگئی غنچہ
گل شگفتہ خاطر ہوئی پھر دل سے کہتی تھی کہ ایسے نصیب میرے کہان ہین جو کوئی دم خوشی سے گذرے اسی کہاری
نے میری جان بچ جانے کے لیے یہ فقرہ بنایا ہے عیار نے اُسکو دوبارہ مکدر دیکھ کر رنگ روغن رخسار
سے اپنے دور کیا اور اپنی اصلی شکل ملکہ کو دکھا دی اُسوقت تو ملکہ کو کچھ یقین آیا اور تسکین ہوئی
اپنی محرم راز کنیزون اور انیسون کو بلا کر اس راز سے آگاہ کیا اور زر و جواہر منگا کر بہت کچھ ستارہ
کو دیا اس نے عرض کیا کہ باقبال حضور و بافضال رب غفور سب کچھ میرے پاس موجود ہے یہ میری جانب
سے کنیزون کو دیدیجیے یہ کہہ کر شہزادے کی انگشتری نشانی لیتا آیا تھا وہ ملکہ کو دی اور اپنے سامنے
کھانا کھلایا پانی پلایا پھر رخصت ہوا اور اُسی قصر کے دروازہ سے ملکہ نے اپنی کنیز کے ہمراہ باہر پہونچوا دیا
اُدھر بعد کچھ عرصہ کے وہ کہاری جس کو عیار بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ننگا اپنے تئین۔

دیکھ کر سمجھی کہ وہ ٹھگ تھا جو عطر دینے آیا تھا خیریت گذری کہ تیری جان بچ گئی مگر اب اسی ہیئت سے بادشاہ بیگم کے سامنے چل ورنہ سونے کی مچھلی اور تمغہ جو تیرے سر پر لگا تھا اُسکے جانے کا کسی کو یقین نہ آئیگا سب کہین گے اسی نے بیچ لیا ہوگا غرض وہان سے در دولت پر آکر رونے پیٹنے لگی کہ فریاد ہے مین لوٹی گئی سپاہیون نے قریب آکر پہچانا اور حال پوچھا اسنے کیفیت بیان کی وہ سب خائف ہوے کہ اُسکے لوٹنے کا ہمین لوگون پر الزام عائد ہوگا کہاری سے کہا جا محل مین حضور سے اپنا ماجرا بیان کر یہ اندر محل کے آئی بادشاہ بیگم سے آکر سب کیفیت عرض کی اس اثنا مین وہ عورت جس کے پاس سیّارہ تخت پر بیٹھا تھا آئی اور اُسنے بیگم سے کہا ابھی کچھ دیر ہوئی جو یہ کہاری جھوٹی حضور کا حال مجھ سے پوچھتی تھی کہاری نے کہا مین واقف بھی نہین کہ آپ کیا کہتی ہین بادشاہ بیگم عاقلہ ہے سمجھ گئی کہ یہ کچھ میری لڑکی ہی کا بھید ہے بس اس کہاری کو زر نقد لباس و تمغہ کے عوض عنایت فرما کے حکم دیا کہ اب کچھ منھ سے نہ نکالنا ہم تحقیق کر کے ٹھگ کو سزا دینگے کہاری اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئی اُدھر عیار مذکور جو محل سے روانہ ہوا میلے مین آکر ساحر کی صورت بنکر سیر کرتا رہا یہان تک کہ وہ رات تمام ہوئی یعنی ظلمت شب سنولیا کہاری کی طرح بیہوش ہوئی اور آفتاب مثل عیار محل سے مشرق کے نکلکر میدان فلک مین آیا میلہ کواکب کا برخاست ہوا نظم

نیا لایا ہے چرخ نیلگون رنگ ‏ ‏ ‏ شفق کا صاف چمکا مثل خون رنگ
یکایک شور کا اُٹھا جو طوفان ‏ ‏ ‏ نکل شب کی گئی اکبارگی جان

آج میلے مین ڈھنڈھورا پٹنے سے بڑا مجمع ہوا تھا جو لوگ نہ آئے تھے اس میلے مین وہ بھی آئے تھے پہلے روز سے بھی آج دونا جماؤ ہوا تھا صبح ہوتے ہی گنبد کے سامنے بہر زیارت خداوند سب جمع ہوے خداوند نقلی یعنی شہزادۂ قاسم بھی خلوت خانہ سے باہر آکر تخت خدائی پر جلوہ گر ہوے ہر ایک نے سجدہ کیا سیّارہ بھی سامنے خداوند کے گیا اور اُسنے وضع اپنی ساحرون کی ایسی بنائی ہے صورت اپنی اصلی رکھی ہے اسلیے کہ یہان مجکو کوئی جانتا نہین ہے پھر صورت بدلنا کیا ضرور ہے غرض جب یہ سامنے آیا خداوند نے اُسکو قریب بُلایا اور کہا ہم نے تجکو ملازم کیا تو ہمارا بندۂ خاص ہے یہین حاضر رہا کر اُسنے ڈنڈوت کی اور پشت بر خداوند کے آکر مروحہ جنبانی کرنے لگا اس اثنا مین بادشاہ بھی حاضر خدمت خداوند ہوا خداوند نے فرمایا کہ ساحران نامی اندر گنبد کے جائین اور اُس مسلمان کو باہر لائین لیکن آنکھین اپنی نیچی کیے رہین اُسکے رُخ پر نگاہ نہ کرین کیونکہ وہ الحاح و زاری اشارہ سے بہت کچھ کریگا جس کسی کے دلمین ذرا بھی رحم اُسکی جانب آئیگا مین اُسکو جہنم مین بھیجونگا تو بہ اسکی قبول نہ ہوگی ہمارے دشمنون مین نام اُسکا لکھا جائیگا یہ حکم سُنکر ساحر آنکھون مین پٹیان باندھ کر اور گردنین جھکا کر داخل خوابگاہ خداوند ہوے اور اُس بچۂ ابلیس کو شہزادہ سمجھ کر گردن و کمر پکڑ کر کھینچتے ہوے اور جوتیان لات گھونسے مارتے ہوے باہر گنبد کے لائے وہ بہت کچھ تڑپا اور پھر کا اشارے کیے لیکن کسی نے اُسپر نظر ہی نہ کی عیار مذکور نے جب وہ باہر آیا سامنے چمن مین گڑھا کھود کر مثل گوسفند قربانی لٹایا اور ساحرون سے کہا اب دُور جا کر کانون مین روئی دیکر کھڑے ہو تمام ساحر باہر جا کر پنبہ در گوش استادہ ہوے اور نقارے ہزارون بجنے لگے ناقوس پھنکنے قرناؤن کو دم ملا میلے والون نے جے ہی سامری کی کہہ کر غل مچایا اُس دہر پر آشوب مین وہ غوغا بلند تھا کہ سقف گردون کے

بھیٹ پڑنے کا اندیشہ تھا ہر سمت سے ساحر سحر خوان تھے مشغول تماشائے ذبیح ہر پیر و جوان تھے منقلہائے آتشین پر
عود ال گوگل جلتا تھا فلک دودی کے نیچے ایک اور آسمان دود کا بنگیا قدرت رب ودود آشکار تھی کہ ایسے نمرود پر
شہزادہ فرزند خلیل اللہ کو نصرت دی تھی سب میلہ سمٹ کر ایک ہی جا ہو گیا تھا آدمی پر آدمی نظر آتا تھا بہت
درختون پر انسان چڑھ گئے تھے ٹیلے اور ٹیکرے مملو تھے درختون کے ڈالے بوجھ سے پھٹے جاتے تھے چرخ بھی
ہرچند کہ بڑا مکار ہے لیکن سیّارہ کی اس عیاری کو دیکھ کر عقل اُسکی بھی چرخ مین تھی آفتاب بچشم عبرت یہ حال
دیکھ کر تھرّاتا تھا دل مین جلتا تھا اور تاؤ کھاتا تھا اُف رے مکار زمان بدلاتا تھا ازل دُنیا بھی اس نوجوان کو مانی
اُستاد جان گئی تھی الغرض شہزادہ قاسم نے سینہ پر اُس نابکار کے سوار ہو کر ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور سوزن
زبان سے کھینچا اور فرمایا کہ خدا رے ایسے بے ہمتا کے سجدہ کرنے کو قبول کر تو مین تجکو رہا کردون وہ زادۂ ابلیس سوزن
دور ہوتے ہی بادشاہ طلسم کو پکارا کہ ارے گوہر شاہ اپنے خداوند کی آبرو بچا یہ کیا معرکہ ہے جو تو مجکو قتل کراتا ہے اُسکی
آواز اُس شور و غوغائے مردمان و صدائے دہل و نقارہ مین کون سنتا ادھر شہزادہ نے تین بار اسکو جانب اسلام بلایا
اُسنے سحر پڑھ کر رہا ہونا چاہا شہزادہ سمجھا کہ اس بیدین کو مزہ خدائی کرنے کا پڑا ہے راہ راست پر نہ آئیگا پس حجت ختم
کر کے گلا اُسکا ایسا دابا کہ وہ سحر نہ پڑھ سکا اور خنجر بران حلق پر پھیرا سمت اسفل السافلین وہ کافر روانہ ہوا پھر تو
قیامت کبریٰ کا ایسا ہنگامہ برپا ہوا آندھیان آئین آگ برسی بجلیان گرین اُسوقت جلد جلد نقارے اور
قرنائین گھنٹے وغیرہ بجنے لگے اور ساحر آندھیان چلانے اور بجلیان گرانے لگے اُسکے مرنے کا حال کسی کو مطلق
ثابت نہ ہوا سب نے یہی جانا کہ یہ غوغا سحر کرنیکا ہے بعد کچھ عرصہ کے صدا آئی کہ مارا اسکندر بن ساحری کو یہ آواز بھی
بسبب پنبہ در گوش ہونے کے کسی نے نہ سنی جب وہ ہنگامہ تھوڑی دیر مین موقوف ہوا سیّارہ نے بادشاہ سے
دوڑ کر کہا کہ خداوند فرماتے ہین اب نقارہ نوازی موقوف کی جائے اور ہر شخص اس گنہگار کے خون کا ٹیکا ماتھے پر
لگائے یہ حکم سنکر بادشاہ نے نقارون کا بجنا موقوف کرایا اور پہلے آپ خدمت خداوند نقلی مین آیا خداوند نے
بانون کا انگوچھا اُس نجس کے خون سے تر کر کے شاہ کے ماتھے پر ٹیکا دیا پھر ارکان دولت حاضر ہوئے اُن کے
ماتھون پر ٹیکا دیکر حکم دیا کہ اب اپنے اپنے ہاتھ سے ٹیکے سب دین اُسوقت ساحر پر ساحر ٹوٹنے لگا کہ ایسا نہو
خون ہو جائے اور ہم اس ثواب سے محروم رہ جائین غرض کچھ دیر مین سب خون اُس کافر کا ان کافرون کے
ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا بنکر چڑھا انھین سب کے ماتھے گئی شہزادے کا کیا بگڑا اسرار مظلمہ انھین کے سر رہا
خداوند انھین کے سر ہو رہے سب ماتھے اپنے رنگین کر کے شاد شاد وہان سے پھرے اس بھید کے خاک بھی
سر نہ ہوئے کہ یہ کیا پیش آئی تھی ہماری ہی کمبختی کی نشانی تھی حاصل مرام شہزادے نے لاش اس بدمعاش کی
اُٹھوا کر جھیل مین پھنکوا دی اور میلے والون کو رخصت کیا حکم پھر جانے کا دیا اُسی وقت خیمے ڈیرے لد گئے
دوکانین اُٹھنے لگین ساحر سواری ہائے سحر پر سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف راہی ہوئے بادشاہ کو حکم خداوند
ہوا کہ اب اپنی دختر نیک اختر کو یہان لائے تاکہ اُسکی بھی دوا ہو جائے بحکم بادشاہ خود سوار ہو کر روانہ ہوا

اور شبستان مین داخل ہو کر اپنی بی بی سے کہا صاحب دختر کو اپنی نہلا دھلا کر پوشاک عمدہ پہنا کر جلد سے چلو کہ خداوند کو میرے حال پر رحم آیا ہے صاحبزادی کو اچھا کرنے کے لیئے بلایا ہے اور اُس مسلمان کو قتل فرمایا ہے بی بی نے اُسکی کہا بہت النسب و مناسب ہے آپ کچھ دیر توقف فرمائین مین تیاری کرتی ہون یہ کہہ کر دوسرے قصر مین جہان شہزادی ہے آئی یہان جب سے ستارہ ملکہ کو مژدۂ وصل دلدار سنا آیا تھا ملکہ کا فرط عشرت سے یہ حال تھا کہ وہ رات انتظار مین پہاڑ ہو گئی تھی نیند نہ آتی تھی ہاتھ پانون ڈھنتی تھی کروٹین بدلتی دل سے کہتی تھی کہ کل گردن یار مین باہین حمائل ہونگی وہ ہمکو چھیڑینگے ہم خفا ہو کر روٹھینگے اُنھین رُلائینگے پھر منہ سے بلائین لے گدگدا کر ہنسائینگے ناگاہ دل کو یہ خیال آتا کہ بادشاہ نے شہزادے کے دشمنون کو روز بد دکھایا ہو میری تسکین کے لیئے کسی کو عیار بنا کر جو کچھ تو سن چکی ہے وہ کہلا بھجوایا ہو جب یہ دھیان آتا تو وہ گلبدن مُرجھا جاتی ساری خوشی بھول جاتی پھر دل مضطر کو اس بات پر قرار آتا کہ ایسا سانحہ ہوتا تو اس دل کی تڑپ زیادہ ہوتی آج تو فرط غم سے خانۂ گور مین سوتی کبھی کہتی خداوندا کہین جلد سحر آشکار ہو نصیب وصل یار ہو **نظم**

دل کو یہ خوشی کہ کل تو ہے عید — اللہ کی ہے فقط یہ تائید — وہ بزم کہان کہان مین ناشاد
سُن لی ہے مری خدا نے فریاد — ہر وقت یہ دل کو بیقراری — کس طرح کٹے گی رات ساری
حجرے سے نکل کے باہر آنا — گردون کی طرف نظر اُٹھانا — یہ فکر کہ کتنی رہ گئی رات
ہو صبح کسی طرح ملاقات — تارے چھپین آفتاب نکلے — خاطر کی ہوس شتاب نکلے
ناگاہ گجر بجا سحر کا — مژدہ تھا کہ شور تھا سحر کا — مرغ سحری نے دی یہ آواز
لے باب اُمید ہو گیا باز

سحر کو اس مضطر نے بھی ہزارہا مخبر خبر کو بھیجے یہان تک کہ اب اسکی مادر نے آکر بلائین لین اور کہا اے راحت جان حمام کر و اور بہر دیدار خداوند چلو شاید تمھارا دل سنبھل جائے میری قسمت کا یہ بل جائے یہ ناکام مادر کے دکھانے کو زار نزار سنگی کنیزون پر تھام کر حمام مین لائین یہ نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے خوب آرائش و تزئین کی وصل یار کی خوشی مین بنی سنوری کہ **فرد** وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب اے ترک + آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا + جب یہ آراستہ و پیراستہ ہو چکی مادر نے اسکی صورت دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھی سر سے پاتک چٹ چٹ بلائین لین ایک انیس بولی میرے آنکھون مین خاک آج چھوٹی حضور کی طبیعت بحال ہے مادر ملکہ نے کہا یہ خداوند کے یہان جانے کا اثر ہے اُن کے نام کے صدقے اُن کے قربان میرے دل کو یقین ہے کہ بچی میری اچھی ہو جائے گی یہ کہہ کر سکھپال طلب کیا اور ملکہ کو لے کر سوار ہوئی ملکہ کی کنیزین انیسین بھی ہمراہ چلین لقیبون اور چاؤشون کی صدا بلند ہوئی چتر زری کا سکھپال پر سایہ ہزارہا سوار و پیدل اردلی مین دوان پیچھے کنیزون اور انیسون وغیرہ کی سواریان اسی عظم و شان سے گنبد خداوند کے سامنے آکر پہونچی بادشاہ بھی آکر حاضر ہوا اور خداوند سے عرض کیا کہ دختر علیلہ حاضر ہے خداوند نے فرمایا کہ مادر ملکہ اُسکو لے کر میری خوابگاہ مین اُترین بادشاہ نے حسب الحکم وہان اُتار دیا بچاریون کو وہان سے

ہٹا دیا بادشاہ باہر گنبد کے رہا اور خداوند اندر تشریف فرما ہوئے اور ملکہ سے کہا کہ آپ سامنے کے ایوان مین جا بیٹھیے مین اپنی رحمت نازل کر کے ملکہ کو اچھا کیے دیتا ہون مادر ملکہ وہان سے ایوان مذکور مین چلی گئی جب تخلیہ ہوا خداوند نے ملکہ سے کہا اے جانی وامے مایۂ زندگانی خاطر حزین شاد رکھ بند غم سے آزاد رکھ کہ مین ہون شیدا تیرا شہزادۂ قاسم ملکہ اب تک دل مین اپنے خائف و ترسان تھی کہ شاید شہزادہ یہ خداوند ہو لیکن اب شہزادہ کی آواز پہچانی آنکھ سے آنکھ لڑی دل کا شک گیا خاطر مضطر تسکین پذیر ہوئی شہزادہ نے خوب اپنے تئین شناخت کرا کے بادشاہ بیگم کو بلایا اُسنے آکر جو دیکھا تو ملکہ ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کہ یا خداوند مین اب کبھی اُس مسلمان کا نام بھی نہ لونگی آپنے خوب کیا جو اُسکو ذبح کر ڈالا یہ کلمات سنکر بادشاہ بیگم بہت خوشنود ہوئی بیٹی کو گلے لگایا خداوند کو سجدہ کیا اور شکریہ ادا کرنے لگی پھر بادشاہ کو بلایا وہ بھی بیٹی کو صحت مین دیکھ کر خوش ہوا خداوند نے کہا اب مناسب یہ ہے کہ چند روز یہ بیمار ہماری سرکار مین رہے تاکہ بالکل صحیح و سالم ہو جائے گھر جائیگی تو پھر علیل ہو جائیگی مادر ملکہ نے کہا ازین چہ بہتر یہان رہنا سعادت دو جہان ہے یہ کہہ کر بیٹی سے پوچھا کہ کیون اے فرزند خداوند کے گھر مین رہوگی اسنے جواب دیا جیسی آپ کی مرضی جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ چند روز زیارت خداوند کی کرون مادر نے اُسکی اُسی وقت بہت سی کنیزون اور انیسون کو بہر خدمت مقرر کیا اور چھپر کھٹ طلب فرمایا میخانہ آبدار خانہ جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا کرادیا پھر مع بادشاہ کے خداوند سے رخصت ہو کر اپنے محل مین آئی خداوند نے بعد اُسکے جانے کے یہ انتظام کیا کہ یہان جتنے پجاری ہین اُنکو حکم دیا کہ باہر اس باغ کے جھیل کے کنارے تم لوگ منڈھیان ڈال کر استقامت پذیر ہو یہان مین چلہ مین بیٹھونگا ملاقات کسی سے نہ کرونگا یہ کہہ کر جو کچھ زر و جواہر کہ میلے مین چڑھا تھا اُسکا حصہ اُن پجاریون کو دیا وہ سب جھیل پر جا کر ساکن ہوے وہ مکان اور باغ بالکل جب خالی ہو گیا خلوت آرائی اور انجمن پیرائی کا شہزادہ نے سامان کیا ملکہ کو اصلی صورت اپنی بنا کر دکھائی وہ نہایت خوشنود ہوئی سیارہ عیار نے فرش عمدہ لب نہر بچھوا کر کشتیان شراب کی ڈالیان میوون کی دہان چُن دین کنیزان محرم راز سازلے کر گانے بجانے پر آمادہ ہوئین ملکہ کا یہ عالم ہے کہ بموجب مثل سّیان بھئے کتوال اب ڈر کاہے کا۔ فرط عشرت سے پھولون نہ سماتی تھی کہ یہ خواب ہے یا بیداری ہے الحاصل جب وہ دن تمام ہوا اور ابن اللیل صحیح و سالم ہو کے گنبد آسمان مین آیا اور ماہ شب چہاردہم بشکل ضیا بار مثل عذار شاہد نور پیکر ہوا کہ ابیات

سحاب شام نے عالم کو گھیرا
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور
کنول روشن ہوے دی شمع نے لو
ملے لب سے لب جام مکرر
لیسے بوسے گلے ملکہ جو دو چار

نگاہون سے ملا ہر سو اندھیرا
بڑھی اُمید مشتاقان شب دو ست
زیادہ دن سے پائی کثرت ضو
ترقی پر طلوع کیف آیا
ہوے نیلے نزاکت سے وہ رُخسار

جمال شمع نے پیدا کیا نور
چلے ہر سمت پیمانہ ان طرب دو ست
ہوے حاضر مے و مینا و ساغر
مزا جوش جوانی نے دکھایا
کہا ملکہ نے کیا حال دردن ہے

کہا اُسنے کہ درد دل فزون ہے	ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا	اُٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
نہ مونس تھا نہ کوئی مہربان تھا	فقط ہمراہ لطفِ آسمان تھا	کہا ملکہ نے پھر گذرا ہوا حال
کہ فرقت مین تری جینا تھا جنجال	کہا سب حال اور لپٹے صنم سے	مزے اُٹھنے لگے عیش بہم سے

سینہ بسینہ لب بلب بوسون کے چٹاخے ساق پائے ملکہ عریان انگیا مسکی ہوئی رخسارہ تابان تمتمائے ہوئے جسم مین پسینے آئے ہوئے شرم وحیا دور بیباکیان ظاہر دل ناصبور نشۂ عشرت کا وفور اُدھر ملکہ کی وزیرزادی ماہ پیکر خوش چشم سے سیارہ کی چھیڑ چھاڑ جب وہ شرم سے جھکی بیٹھتی یہ کہتا کہ لیجیے ان پر تو کوئی صاحب چڑھ بیٹھے وہ کہتی کہ چڑھے مُوذی کاٹے تیرے ہونٹ سوتون پر عیار یہ سنکر ہاتھ اُسکے زانو پر مارتا وہ غصہ مین آکر تیوری چڑھا کر ہاتھ تان کر جو اسپر مارتی یہ ہٹ جاتا ہاتھ اُسکا زمین پر پڑتا چوٹ لگنے سے وہ بیتاب ہو جاتی اور ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑ کر منھ اس طرح بناتی کہ باغ حُسن مین کلی کھلتی ہوئی نظر آتی اور تیوریان چڑھا کر عیار کو وہ کوسنے دیتی یہ کہتا اے جانی لاؤ مین چوٹ لگی ہو تو دبا دون وہ کہتی مرے تو دبا جا کے اپنی گھروالیون کو صاحب میرا تو ہاتھ ٹوٹ گیا یہ مردوا جو گا جگت بولتا ہے آخر شہزادی کے لحاظ سے وہ قمر پیکر وہان سے اُٹھ کر چلی عیار بھی اُسکے پیچھے روان ہوا اور ایک مقام تنہا مین اُسکے آگے ہاتھ باندھے اُسنے بھی کھلکھلا کر ہنس دیا اُسنے گود مین اُٹھا لیا وہ نہین نہین کرتی رہی اور کہتی تھی اے مردوے تونے مجکو بھی کیا ملکہ بنایا یہ وہی ایسی کچی نہین جو ذرا مین لٹسو لے گھلاوٹ لگین ارے میری آبرو مین فرق آجائیگا مین اوتاولی نہین ہون وہ جو تیرے جی مین ہے وہ بارہ بارہ چوبیس برس بھی نہ ہوگا یہ ہر چند چلائی عیار مذکور نے ایک بھی نہ سُنی اُسکو لاکر لب نہر غرفہ مین درختون کے بٹھایا اور فرش بچھا کر جام و صراحی لا کر بعشرت تمام بیٹھا اب کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا وہ بھی کسی حیلے سے اسکے گلے مین باہین ڈالتی پھر شرما کر ہٹ جاتی یہ کبھی لب نازک کو چوس لیتا سینے پر ہاتھ رکھ کر خانۂ حُسن مسوس لیتا وہ کہتی اللہ قسم تونے مجھکو ہلکان کرڈالا یہ کہہ کر اُسکا ہاتھ سینے اور سب اعضا پر رکھ کر دکھاتی کہ دیکھو میرا بدن پھیکا پھیکا ہے یہ عیار اُسکے لپٹ جاتا خوب مزے اُڑاتا دو چار جام شراب ارغوانی کے جو اُس نازنین نے پیے جوش جوانی مین کچھ شرم و لحاظ نہ رہا پھر تو یہ حال ہوا کہ ساق سیمین طوق کمر دلدار بنین آنکھون مین سُرخ سُرخ ڈورے پڑ گئے کرتی چڑھ گئی چھاتیون نے نقاب رخ اُٹھا کر بیحجابی کی سسکیون کی صدا بلند ہوئی کہ بموجب

نظم

لبون سے آشنا ہم تھے ساغر	تسلسل دور ساغر کا برابر	دکھایا نشہ نے جب عالم نور
ہوئی شرم و حیا بھی پاس سے دور	بڑھے پھر بے تکلف ہاتھ اسدم	ہوے وہ راز سے انگیا کے محرم
لیا جھک کر کبھی بوسہ لبون کا	بنے موے کمر کے ہاتھ حلقا	جھٹکتی تھی کبھی وہ نازسے ہاتھ
کبھی دیتی تھی بوسہ لطف کے ساتھ	چھڑاتی تھی کبھی وہ گل بدن کو	ہلاتی تھی کبھی منھ سے دہن کو

چاندنی کھلی ہوئی شبنم سے رات بھیگی ہوئی گلون کی بہار فوارون کا آبشار اُدھر ملکہ و شہزادہ اِدھر وزیرزادی

اور عیار سرمست بادہ رات بھر مصروف عیش و مسرت رہے جب آغوش دہر مین شاہد صبح نے جلوہ گری کی اور شب مثل رنج گذشتہ خاطر روزگار سے دور ہوئی **نظم**

اُڑا رنگ اختر ون کا صورت دود	نشانِ شب ہوا عالم سے نابود
سحر پھر دھر کے تاج مہر سر پر	ہوئی رونق فزا باحشمت و فر

صبح کو شہزادے نے بعد فراغ طاعت الٰہی پھر انجمن آرائی کی صبح کی ٹھنڈھی ہوا دلون مین محبت کی ہوا دُہتا اوس سے بھیگے ہوے پھول کھلے ہوے جانورون کی زمزمہ سرائی ہر ایک مصروف یاد الٰہی بغل مین گل بوستان رعنائی رات کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ہونٹون پر مسی اُڑی ہوئی چوٹی کھلی زلف بکھری ہر ایک سرمست و بیہوش دین و دنیا فراموش ساکن عشرت خانہ ایک دوسرے کا دیوانہ یہ تو اب بیخوف و خطر یہان بصد آرام و راحت رہتے ہین لیکن **سیارہ** عیار اُنسے رخصت ہوا اور بہر تجسس مقصد چلا اسلیے کہ یہان کبتک بیٹھین گے ایک روز یہ حال ضرور کھلے گا پھر سوائے پشیمانی کے اور کچھ بن نہ پڑیگا غرضکہ صورت ساحر کی ایسی بنا کر اس طلسم مین چارسمت دس دس بیس بیس کوس جاتا تھا اور از بسکہ **مقسوم جادو** سے پتہ شہر جام کا خوب معلوم کر لیا تھا ایک روز اُسی جانب روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اُس شہر کے قریب پہونچا حصار شہر پناہ منزلہا منزل تک کھنچا تھا دروازہ جواہر آگین بصد فر و تمکین لگا تھا کئی ہزار ساحرون کا وہان پہرا تھا بستر اُن کے لگے درجہ ہائے آرام و سکونت بنے تھے لوگ آتے جاتے تھے یہ بھی اُنھین آنے جانے والون مین ملکر داخل شہر ہوا نہایت پاکیزہ و عمدہ بستی دیکھی خلق سب ہستی دیکھی دوکانین سرمایۂ حسن و خوبی سے معمور ہر کوچے مین خرمی کا وفور مکانات سنگین و پختہ تعمیر سراپا پری کی تصویر دیوار و در کی صفا پر آئینہ حیران سکندر کی روح ان پر قربان جس دوکان مین کہ آئینہ لگا تھا وہان سکندر کا دل لگا تھا کیخسرو کو وہان کی سیر کا سودا تھا سڑکون پر گلاب اور کیوڑے بیدمشک کا چھڑکاؤ آئندو روند کا دماغ معطر حسینون کا جماؤ ہر سمت قہقہے اور چہچہے ساز خوشی کے بجتے کٹورا کھنکتا گرم بازاری طرحدار دوکاندار حسین بیوپاری کہ بموجب **ابیات**

نہایت ملک وہ آراستہ تھا	سب آرائش سے وہ پیراستہ تھا	مکان تھے گنبد کی صورت مدور
بنے انمین ستون سنگ مرمر	سڑک ہر ایک تھی اک کہکشان تھی	بروج چرخ سے بہتر دکان تھی
دکان ہر سو گروہ ماہ رویان	فدا ہو دیکھ کر جسکو دل و جان	دکانون مین بھرا سرمایۂ ناز
خریدارون کا معشوقانہ انداز		

سیارہ سیر کرتا ہوا دارالامارۂ شاہی کو دریافت کر کے اُسی جگہ آیا یہان ایک قصر اس طرح کا دیکھا کہ چار سمت سے کھلا ہوا تھا قصر کے سامنے بہت بڑا میدان تھا پُر از گل بر رنگ بوستان تھا طائران خوش الحان نغمہ سنج تھے ہزار ہا اشجار سیب و بہ و نارنج تھے درختون کا سایہ دل آسیب زدہ کو صحت بخشتا شاخ گل کا سایہ بلبل کے لیے سایہ رحمت خدا تھا جوش بہار سے ہرا بھرا گلزار **نظم**

ہم بھی بلبلون کی گل سے تقریر	شفا کی صحن گلشن مین ہے تاثیر	جو کوئی مُردہ دل اُس جا پہ آئے
تو فوراً جان تازہ دم مین پائے	وہ جوبن تھا عروسان چمن پر	زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر

وہ مرغان خوش الحان تھے غزلخوان	کہ آجاتی تھی جسم زار مین جان	اُس کاخ عالی شان مین دالان بنا

تھا اُسمین تخت بچھا تھا گرد تخت کے کُرسیان لگی تھین تخت مثل تخت آفتاب طلاے احمر کا تھا یاقوت رُمانی اُسمین جڑا تھا کرسیان سب زمرد نگار تھین نہایت طرحدار تھین سریر بازیب اگر خورشید سپہر کمنت تھا تو کرسیان اختر آسمان اُبہت تھین ماہ فلک حکومت و ثروت تھین تخت پر ایک بادشاہ بصد شوکت وجاہ تاج شہریاری سر پچھاؤ تب شہنشاہی در بر جلوہ گستر تھا کرسیون پر وزیر امیر ارکین سلطنت بیٹھے تھے چتر شاہ کے سر پر پھیرتا تھا اور ایک میز خوبی آمیز سامنے تخت کے بچھی تھی اُسپر کئی سو گلدستے گلزار ارم کو فرط رنگینی سے ہنستا رکھتے تھے بیچ مین اُن گلدستون کے ایک ایسا گلدستہ تھا کہ عروسان بہار اُسپر سو جان سے صدقے شاہدان فرخار ہزار دل سے قربان گویا تار نگاہ حوران جنان و گلہاے خندہ حسینان جہان کو یکجا کر کے یہ گلدستہ باندھا تھا اُس گلدستہ پر بارش نور کا قدرت خدا سے از خود ظہور تھا اور جہان وہ رکھا تھا اس جگہ سے سقف دالان کو شگافتہ کر دیا تھا لکہ ابر اُسپر سایہ کیے تھا اور موتی برساتا تھا اور جو ساحر قریب اُسکے جاتا تھا سحر بھول جاتا تھا بدن مین سوزش پاتا تھا **سیارہ** نے باغ مین ٹھہر کر یہ سب کیفیت دیکھی اور دل سے اپنے کہا کہ مقرر اسی گلدستہ مین جسپر موتی برستے ہین لوح ہے اِسکو کسی طرح سے لینا چاہیئے پھر سوچا کہ تجکو اسکا ملنا دشوار ہے شہزادے کو یہان لاکر تدبیر کرنا چاہیئے اسی سوچ مین یہان یہ ٹھہرا تھا کہ وہ ساحر جو صحرا مین مقیدان طلسم کو جانور بناتا ہے اور کھانا دینے روز جاتا ہے سامنے بادشاہ کے آیا دست ادب باندھکر یہ زبان پر لایا کہ اب قیدی بہت سے ہو گئے ہین اگر ارشاد ہو تو قدیم مقید قتل کر ڈالے جائین جدید بدستور جانور بنے رہین بادشاہ نے کہا مین نے سُنا ہے کہ سکندر نے آجکل اپنی خدائی خوب چمکائی ہے پس میرا ارادہ یہ ہوا ہے کہ جملہ مقیدان طلسم کو چھوڑ دون بلکہ اُنکو ایسی کچھ مدد دون کہ وہ جا کر اُس خداوند باطل کو نابود و معدوم کرین اچھا اے محافظ قیدیان تو سب اُن بیچارے جانورون کو یہان لے آ وہ ساحر حسب الحکم بزور سحر اُڑ کر صحراے طلسم مین گیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ جملہ قیدی بصورت بہائم دوڑتے ہوے اُسکے پیچھے پیچھے چلے اور یہ اُڑ کر پھر سامنے بادشاہ کے آیا وہ جانور اسی میدان سبزہ زار مین آکر ٹھہرے اُنکو دیکھ کر بادشاہ تخت پر سے اُٹھا اور اُس گلدستہ طلسمی کو میز پر سے اُٹھا کر بہت بڑے لگن مین رکھ کر آب طاہر وصاف سے دھویا گلدستہ کو پھر میز پر رکھ دیا اور پانی کو اور پانی مین ملا کر بہت سا کیا اور جو ساحر سامنے کھڑے تھے اُن کو دیا کہ ان جانورون پر پیجا کر چھڑک دو ساحرون نے آ کر وہ پانی سب جانورون پر چھڑکا وہ سب زمین پر گر کر لوٹنے لگے بعد کچھ دیر کے انسان بن گئے اور سامنے بادشاہ جو استادہ تھا اسکے قدمون پر آکر گرے اور گویا ہوے کہ خالق عالم تجکو سلامت بصد اقبال رکھے کہ تو نے ہم کو پھر جامۂ انسانی پہنایا ان آدمیون کی بسبب اس کے کہ مدت سے قید تھے یہ صورت تھی کہ تن لاغر ناتوان بال سر پر وبال جان برہنہ تن خاک صحرا کا جسم پر پیرہن کوئی اُن مین وزیر کوئی سوداگر کوئی بادشاہ کوئی فقیر ان مین ایک شخص وجیہ و شکیل تاج شاہی سے آراستہ لباس فرمانروائی سے پیراستہ تھا لیکن خاطر زار و حزین بجان غمگین ہمیشہ غم سے نخل عیش اُسکا کاستہ تھا جب **عقاب** ابن جام کے سب قدم پر وہ قیدی گرے اس جوان نے

منت اور خوشامد کرنا مکروہ جانکر بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ بیت عدو سے دل نہ جھکا یا تھا
جان من مجھکو + اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجھکو + عقاب نے سب قیدیون کا حال دریافت کیا ہر ایک نے
اپنی اپنی کیفیت بیان کی اُس نوجوان نے بھی بکراہت کچھ ماجرا اپنا کہا کہ نام میر الملک سلطان تاج بخش
ہے فریب دینے سے دشمن کے مین وارد طلسم ہو کر گرفتار عذاب الیم ہوا عقاب نے اسکی وضع اور بانکپن کو
کمال پسند کیا اور خلعت منگوا کر دیا اپنے مصاحبون مین مقرر کیا اور سب قیدیون کو ایک مکان مین بھجوا دیا اور
حکم کیا براحت و آرام یہ لوگ قیام کرتے ہین ہم باہر طلسم کے انکو پہونچوا دینگے غرض بعد اس انتظام کے ساحر مذکور
تخت پر آکر بیٹھا سلطان بھی کرسی پر متمکن ہوا اس اثنا مین سیارہ بھی جو لوگ کہ دربار مین آتے جاتے تھے
اُن مین سے ایک کو بیہوش کر کے اُسی کی ایسی صورت بنکر دربار مین آکر ٹھہرا یہان دور جام مے ارغوانی تھا
جلسۂ عیش و شادمانی تھا جب دماغ بادۂ ناب سے عقاب کا گرم ہوا سلطان سے مخاطب ہو کر گرم سخن ہوا کہ
اے برادر تم بھی بادشاہ ہو کشور پناہ ہو اس لیے تم سے کہتا ہون کہ میرا ایک دشمن ہے ملک گوہر شاہ
اور اسکا ایک خداوند ہے سکندر پس مین چاہتا ہون کہ اُس عدو پر لشکر کشی کرون اور اُس خداوند کو بھی مارون
اس مقدمہ مین کیا تمھاری صلاح ہے مین نے سپہ سالار اپنے لشکر کا تمھین کو کیا سلطان نے جب یہ مہربانی
اُسکی دیکھی تیغ زبان کے جوہر اس طرح دکھائے کہ اے بادشاہ عالی جاہ بیت - دیکھے جو تو قہر کی نظر سے +
خورشید فلک بھی تھرتھرائے + میری عقل ناقص مین تدبیر اس مہم کی اس طرح ہے کہ فوج ظفر موج اگر بہر
قتل خداوند بدخواہ جائے گی بادشاہ طلسم مقابلہ کرے گا اور بادشاہ طلسم کا قتل ہونا بغیر طلسم کشا کے دشوار ہے
پس خداوند کے پاس جانا نہو گا قتل کرنا کیسا اس سے مناسب ہے کہ مع چند ارکان سلطنت اس حیلہ سے
کہ ہم خداوند کی زیارت کرینگے حضور یہان سے چلین اور جب گنبد مین پاس اُس دغا باز کے پہونچین مین اسکو
پچھاڑ کر خنجر سے فوراً دل و جگر چاک کر دونگا دم بھر مین ہلاک کر دونگا بادشاہ کو خبر جب اُسکے مرنے کی ہوئی آئیگا
قریب گنبد فوج دریا موج تیار رہے اُس سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ رائے عقاب کو بہت پسند آئی ہمت
مردانہ پر سلطان کی تحسین و آفرین کی اور اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلا کر حکم تیاری کا دیا فی الفور
لشکر اسکا آراستہ سلاح حرب و اسباب سحر سے ہوا اور پلٹنین رسالے یکے بعد دیگرے گنبد سکندر کی طرف
روانہ ہو گئے ظاہری تزک اور احتشام کا ہنگامہ نہ کیا بعد روانگی لشکر بادشاہ برلہ کر کشتیان زر و جواہر کی
نذر خداوند کے لیئے تیار کرا کر سوار ہوا سلطان کو بھی مرکب پری پیکر پر سوار کرا کر ساتھ لیا
سیارہ جملہ کیفیت معلوم کر کے اسکے روانہ ہونے سے پہلے وہان سے چلا اور خدمت شہزادہ قاسم مین
آکر جملہ ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا آپ بہت ہوشیار رہیئے سلطان اس ارادہ سے آتا ہے
یہ کہہ کر شہزادے سے پیام بادشاہ کو بھجوایا کہ جلد یہان آکر حاضر ہو گوہر شاہ فوراً حاضر ہوا خداوند نے اندر
گنبد کے بلایا بادشاہ نے اپنی دختر کو بشاش و فرحناک پایا بہت خوش ہوا شکریہ خداوند کا ادا کیا خداوند نے

فرمایا کہ مجھکو فرشتگان قدرت نے خبر دی ہے کہ عقاب بن جام اس ارادہ سے آتا ہے اور فوج بھی
پوشیدہ طور سے ساتھ لاتا ہے پس تو بھی اپنی فوج کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دے لیکن شور و ہنگامہ نہو کہ وہ غلغلہ
سنکر اور ہم سب کو ہوشیار سمجھکر یہان نہ آئے بادشاہ یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا اور سرداران لشکر کو بلا کر حکم خداوند سے
خبردار کیا یہان بھی سب آلات حرب سے درست ہوکر اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے اور ہرکارے بادشاہ نے
گرد گنبد خداوند مقرر کردیے کہ جب کوئی ہنگامہ دیکھین فوراً خبر دین کہ مین فوج لیکر پہونچ جاؤن اسی انتظام مین
ایک روز عقاب بحشم و خدم داخل قلعہ ہوا فوج اسکی گرد قلعہ کے پہلے ہی آکر اطراف مین چھپی ہوئی ٹھہری تھی
وہ اسی میدان مین سامنے گنبد کے پہونچ کر خیمہ زن ہوا اور اپنے سردارون کو ساتھ لیکر برائے زیارت خداوند
سامنے گنبد کے آیا خداوند بھی آرامگاہ مین ملکہ کو چھوڑ کر تخت خدائی پر گنبد مین آکر بیٹھے عقاب بے تامل اندر گنبد کے
آیا اور اُس کے ساتھ سلطان بھی داخل ہوا انسنے نہ خداوند کو سجدہ کیا نہ سلام اور ایک طرف تخت کے
کرسی پر عقاب اور دوسری جانب سلطان اپنی دانست مین خداوند کو گھیر کر بیٹھے خداوند نے انکو
ڈانٹا کہ اے بندگان بے ادب تمنے کچھ تعظیم میری نہ کی ہے شرط کہ تم سب کو مین زندہ جہنم مین بھیجدون اتنا کہنا تھا
کہ خنجر کھینچکر سلطان خداوند پر آہی پڑا شہزادہ تو اس کیفیت سے آگاہ تھا ہی ہمہ تن چشم بنا ہوا تھا خنجر مارتے ہی
تھپکی دی کہ خنجر پٹ پڑا اسنے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا کہ خنجر اسکے ہاتھ سے چھوٹا اُسوقت تلوار کھینچکر عقاب
نے بھی وار کیا شہزادہ نے باڑھ تلوار کی بچا کر اسکے بند دست کو بھی تھام کر جھٹکا مارا کہ تیغہ اس کے ہاتھ سے بھی
چھوٹا اور اُن دونون نے لپٹ جانیکا قصد کیا شہزادہ نے اُن کے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ ڈالکر پھول
کی طرح دونون کو اُٹھا لیا اس کے ساتھ کے سردارون نے تیغین کھینچکر حملہ کیا شہزادے نے ایک کو تو زمین پر
ٹپکا کہ سیارہ نے حباب مار کر بیہوش کیا اور دوسرے کو بجائے سپر ہاتھ پر چڑھا کر اور تیغہ لیکر لڑنا شروع کیا
سردار جب تلوار مارتے تھے شہزادے کو اُس کے سامنے کرتا تھا سردار اب شمشیر زنی کس پر کرتے ناچار گنبد سے
روبفرار ہوئے شہزادے نے اُن دونون کو کمندون سے باندھا سردار جو عقاب کے سحر پڑھنے پر تیار ہوئے تو خداوند
کے پجاری بڑے زبردست ساحر ہین اُنکے سامنے یہ سحر نہ کرسکے کیونکہ بادشاہ کی آمد سنکر شہزادہ نے انکو بھی
بلا لیا تھا حاصل کلام جب ان دونون کو باندھا در گنبد بند کر لیا پجاریون کو بھی باہر نکال دیا راوی بیان
کرتا ہے کہ عقاب بسبب گلدستہ لوح طلسمی کے رکھنے کے سحر نہین جانتا ہے اور سلطان تو ظاہر ہے
کہ ساحر نہین ہے اب جو یہ دونون گرفتار ہوئے سخت ناچار ہوئے اور شہزادے نے تنہائی مین ان سے
فرمایا کہ اے سلطان آگاہ ہو کہ مین سکندر نہین ہون نبیرۂ حمزہ بن قاسم نوجوان ہون تیری زوجہ
کو پنجۂ ظلم زنگی سے چھڑا کر تیری رہائی کے لیے اس طلسم مین آیا یہ کہکر سب حال گذشتہ ابتدا سے انتہا تک
کہہ سنایا جب سب حال سلطان نے سُنا سمجھا کہ یہ تو میر المحسن ہے کہ اسنے میرے ناموس کو بچایا اور
میرے ہی لیے اتنی آفت جھیلی مصیبت مین آکر اپنے تئین پھنسایا یہ سمجھکر اسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین تو بندہ

بے دام آپکا ہون غلام کا غلام آپکا ہون شہزادے نے اُسکو کھول دیا وہ قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے سر اُسکا سینے سے لگایا پھر عقاب سے سوال اسلام لانے کا کیا وہ دشمن سکندر تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ اس شہزادے نے دشمن کو ہلاک کیا اور اب قصد قتل ملک گوہر شاہ رکھتا ہے فتح طلسم بھی کریگا یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور بخندہ پیشانی شہزادہ سے عرض کیا کہ مین بھی آپکا تابع فرمان ہون شہزادۂ قاسم نے اسکو بھی کھول دیا یہ بھی قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے دونون کو کلمہ بتایا بصدق دل وہ مسلمان ہوے اس اثنا مین سردار وغیرہ جو بھاگ کر گئے تھے انھون نے فوج عقاب کو فساد کی خبر دی اُدھر ہرکارون نے بادشاہ طلسم کو اس ہنگامہ سے باخبر کیا کہ خداوند سے فساد ہو گیا دونون مقامون پر لشکر جلد جلد تیار ہو کر روانہ ہوا یہا خداوند ان دونون کو مسلمان کرکے باہر گنبد کے آئے اور سوار ہو کر بڑھے تھے کہ بادشاہ طلسم فوج لیے آیا اور غوغا سُنائی دیا کہ ایک لشکر بیرون شہر سے قتل وغارت کرتا آتا ہے خداوند نے عقاب سے فرمایا کہ شاید یہ تیرا لشکر ہے جا اُسکو لڑنے سے منع کر وہ ادھر روانہ ہوا اور اپنی فوج مین پہونچکر لشکریون کو لڑنے سے منع کرکے افسران کو خدمت خداوند مین لایا یہان خداوند نے بادشاہ طلسم کو لڑنے سے باز رکھ کر فرمایا کہ مین نے عقاب کو مطیع اپنا کر لیا اور وہ بالکل بیوقوف تھا مجھ سے لڑنے آیا تھا کیونکہ بندون سے سب لڑتے ہین خدا سے کوئی لڑ کر سر بر نہین ہوتا ہے شاہ طلسم کا اعتقاد اور زیادہ خداوند کی طرف ہوا اور فرزند لوحدار کے مطیع ہونے سے مسرور و شاد ہو کر شکریہ خداوند ادا کرتا تھا خداوند جملہ انتظام فرما کر پھر داخل گنبد ہوے دونون سمت کے لشکریون نے بھی کمر کھولی خداوند نے عقاب کی دعوت کی جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا رقاصان مہر طلعت و ساقیان قمر صورت حاضر ہوے جام مے گلفام گردش مین آیا رقاصون اور مطربون نے حاضرین انجمن کو اپنا شیفتہ بنایا ایک رات اور دن بھر جلسہ رہا جب دوسرے روز بوج زرین آفتاب گلدستۂ مغرب سے ظاہر ہوئی اور چرخ جو ستارون سے بشکل پلنگ تھا صورت اصلی پر آیا **نظم**

ہوا ہر چیز کو ہر چیز سے فصل
لب مینا سے ساغر خم سے پیالے
کہ وہ شب جب گھٹی مثل شب وصل
چھٹے باہم پڑے ساقی کے پالے

سیارہ نے عقاب کو سمجھا دیا تھا کہ خداوند کو منت کرکے اپنے شہر مین لے چلنا چنانچہ اسنے حسب فہمائش عیار خداوند سے عرض کیا کہ حضور میرے ملک مین چلکر سب کو سجدہ کرائیے اور راہ راست پر لائیے خداوند نے اسکے کہنے کو قبول کیا اور شاہ طلسم سے فرمایا کہ تو اپنے قلعہ مین بہ آرام واطمینان مقیم رہ مین شہر جام مین جاتا ہون گوہر شاہ نے عرض کیا کہ شاید خداوند کو تنہا پاکر یہ لوگ کچھ ضرر نہ پہونچائین لیس مین حضور کے ہمراہ مع لشکر چلنا مناسب جانتا ہون خداوند یہ سنکر خوب ہنسے اور کہا مجکو تو تنہا سمجھتا ہے میرے ہمراہ لاکھون فرشتے ہین اور مین جب چاہون ساری دنیا کو تقدیر کرکے غارت کر دون شاہ نے کہا بیشک اسمین کچھ فرق نہین آپ جائیے جو ستکے خداوند ہین اچھا میری دختر کے لیے کیا حکم ہوتا ہے خداوند نے فرمایا کہ بیٹی تیری اگرچہ بدر دم میرے ساتھ اور رہی صحت کامل اور شفا سے عاجل پائی اب تجکو اختیار ہے خواہ اپنے گھر مین اُسکو لے جا یا میرے ساتھ کر دے

بادشاہ نے جواب دیا کہ مجکو جبتک آپ اجازت نہ دینگے بخوشی اپنے گھر لیجانے کی نہ لیجاؤنگا بے تامل خداوند اُسکو ساتھ لیجائین یہ کہکر اپنی بیٹی پاس آیا اور کہلائے فرزند خداوند یہان سے ملک جام کی طرف جاتے ہین تم گھر مین چلکر رہوگی یا خداوند کے ساتھ جاؤگی یہ کلام باپ کا سُن کر ملکہ نے آہ کی اور رونے لگی کچھ جواب نہ دیا پدر نے اسکو بیمار جانا اور سمجھا کہ گھر مین لیجانے سے یہ پھر ویسی ہی ماندی ہوجاویگی پس اُسنے سامان سفر بھی دختر بھی درست کردیا اسکھپال ملکہ کے لیئے آیا کنیزان محرم راز دانیسان دلسوز فنس و چوپہلے وغیرہ پر سوار ہوئین خداوند کے جلو مین عقاب و سلطان و سیارہ روان ہوئے لشکر مین طبل و بوق بجے سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ ہوئے تخت خداوندی کے آگے نقارے بجتے طائران سحر سر پر سایہ کیئے نقیبون کی صدا بلند دور باش پکارتے جاؤ شان ارجمند خلاصہ یہ کہ بڑے عظم و شان سے سواری روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طی مراحل شہر جام مین پہونچے عقاب نے ملکہ کو ایک باغ پر بہار مین اُتارا اور شہزادہ یعنی خداوند نقلی کو دار الامارۃ مین لایا فوج چھاؤنی مین جاکر مقیم ہوئی شہزادہ نے دار الامارۃ مین آکر اُس گلدستہ کو جس کا ذکر اول بیان ہوا دیکھا اور اُس کو ہاتھ مین لیکر اُس کی مٹھیک کو کچل کر توڑ ڈالا غل اور شور برپا ہوا آوازین مہیب از خود آئین پھر ایک دیو زرد ہوا سے اُترا جسکا سر آسمان سے گویا لگا تھا اور ہاتھ ہر ایک برگد کا ٹہنا تھا منہ مثل قعر عدم کے کھلا تھا دار شمشاد کاندھے پر رکھے ڈانٹتا ہوا سامنے آیا کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار غضب کیا تونے کہ گلدستہ لوح طلسمی کو توڑا شہزادہ نے جلد اُس گلدستہ سے لوح کو نکالا دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی جسپر زمردین حرف کے طلسم لکھے ہین اور سلک گوہر مین گندھی ہے پس اس لوح کو گلے مین پہنکر منتظرہ بد لکر اُس دیو کا سامنا کیا اسنے وار شمشاد چرخ دے کر شہزادہ پر لگائی اُس بہادر نے جست کر کے خالی دی اور تیغ کھینچکر کمر بھلا وادے کر اس زور سے ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا برنگ شجر تناور وہ ملعون گرکر شور دار و گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا محافظ لوح طلسم کو ہر گرہ نہنگان جادو کو برکت اسمائے الٰہی جو لوح طلسم مین تحریر تھے بعد قتل ہونے کے وہ دیو جلنے لگا گندہ دوزخ کا ہوا عقاب نے قوت بازوے شہزادہ پر آفرین کی دست زبردست کو بوسہ دیا پھر انجمن عشرت آراستہ کی شہزادے نے اب صورت اپنی اصلی بنائی اور اکابرین شہر کو طلب فرمایا منادی کرادی کہ ہر شخص یہان حاضر ہوکر دین اسلام قبول کرے مردمان شہر گروہ گروہ حاضر ہوکر اطاعت اسلام قبول کرنے لگے شہر مین بتکدے منہدم ہوئے مسجدین بنگئین دربار مین نذرین شہزادے کو گذرنے لگین بعد اس انتظام کے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی مطرب و ساقی نے ہنگامہ عشرت و مسرت برپا کیا عقاب نے بڑے دھوم سے دعوت کی آرائش و زینت بزم اگر بیان ہو طول داستان ہو بسبیل اختصار یہ حال اظہار ہے اس گلزار عیش کی یہ بہار ہے کہ

نظم

صدائے نغمہ خوشتر دیون کی آواز
عجب نزہت فضا کو سجا کا تھا عجب

دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز
ہر اک سو عیش کا سامان مہیا

حضور انجمن ہونے لگا رقص
کہ نکلے جس سے سب ارمان دل کا

دہن ترتھے مۓ عشرت فزا سے
اُمنگون مین جوانی کے بھری تھی
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے
ہر اک معشوقہ دان رشک پری تھی

دن بھر یہ شہریار کشور شجاعت دربار مین جلوہ فرما رہا شب کو باغ بہار آگین مین جاکر ہمراہ ملکہ کے داد عیش دینے لگا رات بھر گردن مین باہین حمائل رہین دل سے دل تو ملا ہی تھا ظاہر مین بھی کلیجہ سے کلیجہ ملا رہا حرف و حکایات محبت کی ملاقات مین رات بسر کی کبھی ساق سے ساق لڑ گئی مسی لب کی اُڑ گئی افشان ماتھے کی بگڑ گئی سوائے اسی لڑائی اور بگاڑ کے اور کسی لڑائی کا ذکر بھی نہ تھا گاہے ہاتھا پائی کبھی دھینگا مشتی کبھی ملکہ کا کھلکھل ہنسنا پلنگ پر لوٹنا شہزادہ کا گڑگڑانا کبھی منھ بنا کر بسورنا شہزادی کا بلائین لینا ملکہ کا ہنسدینا چوڑیون کا ٹوٹنا ملکہ کا منھ بنانا سرہانے سے ہاتھ کھینچ لینا فرط نزاکت سے ہاتھ کا نیلا ہو جانا لعاب شوق سے لب تر ہم بغل شدائے گلبدن بگیر **نظم**

نگاہون سے کبھی پیدا غضب تھے
کبھی مسّی بگڑتی تھی لبون پر
یہ باتین تھین ابھی نوبت سحر کی
ہجوم شوق کے ٹھنڈے ہوئے جوش
کبھی وہ آشنا بوسہ سے لب تھے
کبھی دونون تھے محو حسن رخسار
جمی تقویت سامان سفر کی
کبھی تھی ساق پاجامے سے باہر
مریض آرزو ہے چشم بیمار
سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش

جب پردہ شب پیمان شعاع آفتاب سے بندھا اور معشوقہ لیلی نے آغوش دہر سے کنارہ کیا قاسم نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اس قلعہ مین بآرام تمام رہو مین سیّارہ عیار کو تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کرکے تمھین سپرد خدائے کریم کرتا ہون اور پھر فاتحی طلسم جاتا ہون انشاءاللہ چند روز مین پھر آکر ملونگا تمھارا اب میرا حال سن کر اگر اس شہر کے برباد کرنے کو آئیگا تو عقاب اس سے لڑیگا پروردگار شر سے دشمن کے بچائیگا یہ فرما کر عقاب و سلطان کو طلب فرمایا ملکہ ہٹ گئی شہزادہ نے انسے بھی در باب حفاظت ملکہ تاکید فرمائی اور سب نشیب و فراز سمجھا کر ارشاد کیا کہ ہر وقت لشکر اپنا تیار رکھنا دشمن سے غفلت نہ کرنا مین طلسم توڑ کر جب آؤنگا مالک طلسم تمکو بحکم خدا بناؤنگا یہ کہکر انکو رخصت کرکے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کرکے لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا اسمین ظاہر ہوا کہ اے فاتح طلسم وسیارہ عجائبات زمین پر نیرنگ اگر تو عازم جنگ ساحران ہے تو اس مقام پر تو جا کہ جہان عقاب سریر حکومت پر بیٹھا ہے اس تخت کو اُٹھوانا ایک سنگ ہیبتر زمین مین نصب ہو قلاب اُس پتھر مین لگا ہے قلاب مین ہاتھ ڈالکر بقوت نسل صاحبقرانی پتھر کو اُکھاڑ دہانہ نقب ظاہر ہوگا اُس مین اُتر جانا پھر جہان کہین پہونچنا بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا جو کوئی دوست ملے اسکو دشمن خانہ راحت کو مدفن جاننا یہان جو تریاق ہے وہ زہر ہے محبت یہان کی قہر ہے انگبین حنظل ہو گلزار ہر ایک جنگل ہے نوش یہان نیش ہو ہر قدم پر آفت درپیش ہو یہ حال لوح سے دریافت کرکے ہتھیار جسم پر آراستہ کیے اور ملکہ سے کہا۔ع۔ تمہاراللہ حافظ ہو ترا اللہ والی ہو ؏ وہ ناکام تاب ہجر کہان رکھتی تھی زار زار رونے لگی انیسین کنیزین گرد شہزادہ کے جمع ہو کر رونے لگین سب کو شہزادہ نے تسکین و تشفی دی ملکہ نے نذر امام ضامن ثامن علیہ السلام کی اشرفیان باندھین ہر ایک عورت دعا کرنے لگی کہ خداتعالی ہمارے وارث و مالک کو کامیاب کرے اور

جلد تر صحیح وسالم ہم سے لا ملا دے بھر ہر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمھارا منھ جلد دکھائے بلائین لیکر رخصت کیا ملکہ نے اُسوقت گھبرا کر بیتابانہ یہ کہا کہ کوئی خط تو ہمکو لکھنا لے بیوفا دشت غربت مین بھول نہ جانا نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا
تسلیان تو کچھ اے اضطراب دیتا جا
لیے ہین کتنے دل ایک ایک نازیر تونے
بغل مین بیٹھ کے اُنکا حساب دیتا جا

الغرض شہزادہ ذیجاہ ان سب سے رخصت ہوکر دارالامارۃ مین آیا اور تخت عقاب کے بیٹھنے کا اُٹھا کر تختہ سنگ کو دیکھا دامن گردان کے قلاب مین ہاتھ دیکر نعرۂ المدد یا یزدان پاک کیا اور کئی ہزار من کے پتھر کو پہلے ہی زور مین گھٹنے ٹیک کر اُکھیڑا اور علحدہ رکھ دیا ہر ایک کو اس زور بازو پر حیرت ہوگئی مگر اس فرزند نیلیتن نے نقب دیکھ کر بسم اللہ کہہ کر اپنے تئین گرا دیا غلطان وپیچان تحت الثری کی طرف چلا بعد کچھ عرصہ کے پانون زمین سے آشنا ہوے ایک صحراے لق ودق مین اپنے تئین پایا جرأت رستمانہ سے قدم بقصد ہمت آگے بڑھایا اب اس مرحلہ طلسم کی حقیقت سنیئے کہ یہ اول مرحلہ طلسم ہے اور اُسکی مالک وہی دایہ ملکہ کی نافرمان جادو ہے مکان تو اس ابلیسیہ کا وہان ہے کہ جہان اُسنے شہزادے کو لاکر قید کیا تھا لیکن قلعہ حکومت اسکا اس مقام پر ہے یہ صحرا جہان شہزادہ کا گذر ہوا ہے اُسی کی عملداری مین ہے جب شہزادہ اس جنگل مین وارد ہوا غبار زمین سے اُڑکر بگولا بنا اور اس قحبہ کو خبر کرنے چلا وہ لکاتہ بادشاہ طلسم سے بعد مقید کرا دینے شہزادے کے رخصت ہوکر اپنی جاے حکومت پر آئی تھی اور دارالامارۃ مین اورنگ حکومت پر بعشرت تمام مترجلوہ گستر تھی کہ بگولے اُڑتے ہوے سامنے آئے اور ان مین سے بیر نکلے اور مجسم بشکل انسانی ہوکر گویا ہوے کہ اے ملکہ ہماری آپ غافل کیا بیٹھی ہین دشمن سر پر آپہونچا یعنی وہی شہزادہ جسکو آپ نے پیشتر قید کیا تھا لوح طلسم پاکر آپکے علاقہ مین آیا ہے خبر شرط تھی وہ کی گئی آئندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہہ کر پھر وہ بیر بگولے بنکر اُڑ گئے اور اُس مفسدہ نے یہ خبر سنکر دست تاسف ملے اندوہ غم مین پر ملال ہوکر سر بگریبان ہوئی اور کہا افسوس بادشاہ طلسم کا گھر برباد ہوا واے غضب اُسنے خداوند کو بھی مارا اور دختر شاہ کو بھی خراب کیا اب مناسب ہے کہ شاہ طلسم کسے جاکر اسکا حال کہون پھر آپ ہی کہا کہ اب تو یہ مفسد میرے گھر آگیا ہے اسکو قید کیے لیتی چلون یہ کہہ کر اپنی بیٹی شرارہ جادو کو طلب کیا اور اُسکو جو کچھ فہمائش کی آئندہ بیان اسکا ہوگا اور یہ سب انتظام کرکے بہر گرفتاری شہزادہ روانہ ہوئی اسکا حال بھی مذکور ہوگا۔ مگر کیفیت شہزادہ والا گہر لکھی جاتی ہے کہ وہ دلاور جب بیابان پُرخطر مین قدم زن ہوا بگولون کو دشمن طرح چکر مین دیکھا جھاڑیون سے یہ ظاہر تھا کہ برنگ زلف خاطر دفست مین بھی اُلجھن ہے دھوپ کی تپش سے دل حاسد کی طرح جلن ہے پہاڑون کے پتھر جو شرر ریز ہین شمع مجلس مصیبت انگیز ہین درہ ہاے کوہ نقشہ دہان حریص دکھاتے پھاڑ سے کھلے نظر آتے ہین تمام جنگل خانہ بخیل تھا آنے والا جہان کا ذلیل تھا کھانا ملنا کیسا پانی تک نایاب تھا ہر طائر بیخود خواب تھا مسافر صحراے اندوہ ومحن بے دانہ وآب خستہ وخراب بدشواری راہ طے کرتا تھا نہ دریا ملتا کہ پیاس بجھاتا نہ سایۂ درخت پاتا کہ ٹھہر جاتا کہ موجب ابیات

ہوا این چلکے لپٹین سارے تن سے
طلسمی سب زمین و آسمان تھے
وہان سے غیر ممکن بچ کے جائے

ہوے شعلے سے پیدا سب بدن سے
بشر جانبر نہ ہوتا تھا وہان سے
گرفتار اجل آئے تو آئے

سراسر سحر کے سامان وہان تھے
نکل سکتا نہ تھا قید مکان سے
شہزادہ ببرکت لوح طلسم ہوشربا سے

محفوظ تھا اور قدم بہت بڑھائے چلا جاتا تھا یہان تک کہ دو پہر کامل رہروی کی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور رہرو دشت فلک قریب الملک مغرب پہونچا اس بادیہ گرد صحرائے پر آفت نے بھی اُس جنگل کو طے کیا نیرنگی طلسم سے ایکمرتبہ لالہ زار بیشہ پر بہار مین گذر ہوا یہ مسافت کشیدہ و گرسنہ ضرغہ مین درختان سایہ دار کے آکر ٹھہرا ہوش بجا نہ تھے جان آگئی سبزے نے تراوٹ آنکھون مین بخشی وہان بیٹھ کر دم لینے لگا کیفیت سرسبزی صحرا خرمی بخش دل ہوئی محنت کی طے منزل ہوئی ہر سمت گل پھولے نظر آئے شاہدان دہر گویا انجمن مین بہار عارض رنگین دکھلاتے تھے میوون کی سقدر کثرت تھی کہ زمین وہان کی خوان پر الوان نعمت تھی بتے جو زمین پر گرے تھے گویا فرش مشجری بچھا تھا گلون کی سرخی سے شمع انجمن بہار مین روشن کرنا ظاہر تھا شاہدان چمن برنگ معشوقان لباس سبز سے مزین ہوکر زیب دہ محفل بہار رنگ رلیان مناتے تھے نہالان دشت ایسے پھلے پھولے تھے کہ پھولون نہ سماتے تھے جانوران خوش الحان شاخون پر چہچہاتے ترانے خوشی کے گاتے تھے چشمے وجد مین آکر جوش مین ملبلین خروش مین ابیات لمولفہ

سنو لب جو تھا لہلہاتا
جس طرح سے مسکرائے جانان
ہر نخل تھا رشک قامت یار

گلشن کی طرح وہ دشت سارا
ہر گل جوبن نیا دکھاتا
شاخون پہ تھے مرغ چہچہاتے
ہر گل تھا بہار روے دلدار

بوئے گل سے مہک رہا تھا
یون کھل رہی تھین گلون کی کلیان
اپنی اپنی سی وہ بھی گاتے

شہزادہ اس بہار کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک روبرو سامنے چند تخت اُترے آسمین سے ایک تخت جواہر نگار تھا کمال ہی طرحدار تھا اُس تخت پر ایک معشوق طرحدار سوار تھی اور دوسرے تختون پر کنیزین اُسکی کہ ہر ایک کنیز حور کردار تھی اس غیرت بخش صد بہار کے حسن کی یہ صورت آشکار تھی کہ زلف اُسکی مار سیاہ سے زیادہ زہریلی جس کے کاٹے کا منتر نہین اُسکی ہمسر سنبل تر نہین صیاد حسن کی یہ دام ہے آزاد اس سے کہان مرغ دل ناکام ہے دل عاشقون کے اس سے یون چسپان جیسے سنبل پر قطرہ شبنم آویزان روے پُر نور لیسان آفتاب شبنم اُس کے روبرو تجلی طور شعاع مہر اُسکو دیکھ کر بیتاب جبین وہ نور آگین کہ رخ سحر اسکے سامنے فق آفتاب حسن کی وہ افق آئینہ خجلت سے روبرو اُسکے پانی پانی سکندر کو سراسر حیرانی صانع خط جبین سے ایسا محظوظ ہوا کہ اسکو لوح محفوظ کہنا زیبا تھا وصف ابرو کیا تحریر ہو کلک شاخ آہو سے تسطیر ہو طاق حرم تعلی بجد نہین نہین بسم اللہ کتاب حسن مد چشم نرگسی معجز نما یا کالا کافر بلکہ ساحر خود ہی ساقی وخود ہی ساغر طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش غمزہ و ناز مین اُستاد وصف دہن مین باریکی سخن درکار ہے مطلب گم ہر بار ہے سینہ پر چھاتیان باغ خوبی کی ناشپاتیان دل عشاق لبھاتیان ان خلاصہ یہ کہ از سر تا پا وہ صنم زیبا خدا کی شان تھی یہ اُسکی آن بان بھی نظم

سراپا اس مین پیدا تھی نزاکت
اُڑائے اس نے معشوقانہ انداز
قیامت تھی وہ آنکھین سحر آمیز
بنے دل نرگسی آنکھونکا بیمار
گل عارض نئے تھا گل کھلاتا
ضیائے سہ تھی جو صحرا پہ اُتری

بلا کا قد بالا تھا قیامت
بلائے جان تھے گیسوے سیہ فام
نگہ کرتی تھی ہر دل ہو بہو تیز
طبیعت جال مین زلفون کے الجھے
کنوان چاہ زنخدان کا جھنکا تھا
چلی لٹکا کے دامن ناز کے ساتھ

بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز
جنھین دیکھے سے جائے صبر و آرام
پتہ پائے نہ ہرگز عاشق زار
پڑے ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھے
غرض وہ تخت سے اُس جا پہ اُتری
اُٹھایا ہر قدم انداز کے ساتھ

کنیزان سمنبر نے ایک چشمہ کے کنارہ سبزۂ زنگاری پر فرش اطلس سرخ بچھایا چشمون کو سرخرو بنایا کشتیان شراب ارغوانی کی ساغر بلورین اور جنگبیر جو گھڑے وغیرہ سامنے مسند کے چن دیئے جب بزم آراستہ ہو چکی وہ زینت انجمن مسند پہ آکر جلوہ فگن ہوئی اُسوقت اُس صحرا کی رونق و سرسبزی کا عجب عالم تھا کہ گلہائے عارض شاہدان سبز رنگ کھلے تھے چاندنی کا لب جو مزا ہر کیف تھا اُس گلبدن کا گیسوئے مشک بار دماغ شاہد بہار بسا تا تھا چار گھڑی دن باقی عجب انجمن اور عجب ساقی دھوپ کی ہلکی ہلکی زردی سلطان بہار کے ملازمون کی سنہری وردی جانوران صحرا خوش فعلیان کرتے پرند اُڑتے پھرتے مرغان آبی ندیون پہ لوٹ لوٹ کر گرتے سبزۂ نوخیز لہلہاتا پانی چشمون کا تراوٹ آنکھون مین دیتا ایسی بہار مین معشوقان گل پیرہن کا برلب جو محفل آرا ہونا زاہدان خشک دماغ کو تر دامنی کرا تا دل سے توبہ کو بھلاتا غرضکہ جب وہ رونق کاشانۂ بہار مسند پہ بیٹھی لہرین پانی کی دیکھتی تھی اور ساغر مے لبونسے لگا کر چشمہ حیوان مین حباب پیدا کرتی تھی اُسی کیفیت فرح افزا مین یکایک گوشہ صحرا کی طرف سے نعرۂ عاشقانہ کی صدا پیدا ہوئی اس بہار کے لیئے دیوانہ بھی درکار تھا بغیر قیس سونا یہ دشت پر خار تھا اس لیلی عذار کا مجنون بھی آیا دل پر داغ و جگر پر خون بھی آیا آشفتہ گیسو ژولیدہ مو گریبان چاک سر پہ اُڑاتا خاک آنکھون سے سیل اشک روان نہ تا بہ آستین نہ دامان اس ہیئت سے ایک شخص بے سر و سامان دکھائی دیا عقل و خرد سے دور انسان دکھائی دیا جب خاک اُڑاتا تھا دامن صحرا کی دھجیان بناتا تھا اور حالت دیوانگی مین یہ اشعار زبان پر لاتا تھا آہ سرد کی ہوا چلاتا تھا کہ نظم

بھیجا ہے بلانے پیک جنون کو
آئے ہین پیام طوق و زنجیر
ہے ہم سے جنون کا گرم بازار

زنجیر بلا رہی ہے ہم کو
اب قید ہی ہم ہین اور زندان
جب ہم نہ ہوئے کہان یہ دربار

اب وحشت کہان کہان یہ دلگیر
سنسان رہیگا یہ بیابان

جب وہ دیوانہ قریب اُس پری کے جو کنارہ سایہ فگن تھی ہو نچا بے اختیار پکارا کہ اے سفاکہ و قتالہ خنجر ابرو کا ایک وار ادھر بھی للہ دیکھ کر دل بھی ہے اور جگر بھی اُس غارتگر ہوش نے یہ صدا سن کر عاشق شوریدہ سر کی طرف دیکھا اور تیغ نگاہ سے کام اُسکا تمام کیا یہ عالم ہوا کہ ابیات لمولفہ

جھجک کر ٹھٹھک رہ گئی ایکبار
بلائے جنون لاکھ اُدا بن شا[illegible]
سمٹ کر بدن کو چرانے لگی

حیا نیچی نظریں دکھانے لگی تو / کبھی ہنس کے دیکھا کبھی رو دیا
کبھی چوری چوری سے دیکھا ادھر / کبھی ہاتھ مل کر تاسف کیا
کبھی منہ کو شرما کے دیکھا اُدھر / پھر بصد انداز اُس سراپا ناز نے

آہستہ سے کہا کہ اے عاشق بیتاب واسطہ اپنے دین و مشرب کا اپنی جوانی پر رحم فرما جلد یہاں سے چلا جا اور میں ظالم کے بس میں ہوں طائر اسا مقید قفس میں ہوں تو کیوں اپنی جان گنواتا ہے یہ کہکر رونے لگی گوہر اشک پرونے لگی پھر تو شیدائے یکدیگر میں یہ عالم ہوا کہ مثل اُنکی بیکسی پر یہ پڑھتا تھا نظم مثنوی بانداز داستان گو

یہ کہتے دونوں سے بچور و خواب
رہجاتی تھی وہ لبسور کرکے
کہتا تھا کہ جان ہے یہ جاتی
معشوق بن اپنا تھی دکھاتی
ورنہ میں اپنی جان دونگا
رسوا نہ کرو بس اب چلے جاؤ
واہی ہو زیادہ مت بکو تم
فصدیں کھلواؤ اپنے گھر جا

تھی صدمہ عشق سے وہ بیتاب
پر لیتا تھا وہ سر سے بلا میں
انگلی تھی وہ دانت سے دباتی
کہتا یہ جواب بات کا دو
تنکے چن چن کے میں مرونگا
ناحق تھی ٹھنڈی سانس بھرتے
جا کر کہیں اور جان دو تم

کرتا تھا یہ باتیں شور کرکے
دکھلاتی تھی وہ اپنی وہ ادائیں
ہو چین بجبین وہ شرماتی
پھر پھیر کے مری طرف کو دیکھو
وہ کہتی خفا ہو نہیں مت لاؤ
خون اپنا عبث ہو ہم یہ کرتے
ہے ایسا جو دشمنوں کو سودا

اُس عاشق پریشان نے رکھائی جانان کی دیکھکر منت کہا کہ اے ساقی بیحجاب مجکو یہ تمنا ہے کہ ایک جام شراب اپنے لبوں سے لگا کر تو مجکو عطا کر کہ میں اسی وسیلہ سے تجھسے لب بلب ہوں کہ بیت

با یار رشک لب و گل اندام / بے بوس و کنار خوش نباشد

اس نازنین نے آنکھوں کو پھیر الیعنی ساغر انکار کو چھلکا دیا کہ نہیں اُس عاشق نے پھر منت کی ناچار معشوقہ نے تیوریاں چڑھا کر جام مے گلفام سے لبریز کیا اور اپنے لبوں سے لگا کر پیمانہ چشم کو گردش دی اور دست نگارین سمت شیدا بڑھایا آفتاب مرحمت نے ذرہ نوازی کی کمین محبت سے طلوع ہوا عاشق سر شار وہ ذرہ کم قریب اُس ساقی کے آیا چاہتا تھا کہ جام دست رنگین یار سے لوں لیکن فلک کو رشک آیا آمد می پیدا ہوکر ایک دیو زبردست تیورو ڈانٹتا ہوا صحرا سے اُس پری کے پاس آیا اور پکارا کہ بیت سب نا زاُٹھا ئینگے یہ بہ دکھیانہ جائیگا ؛ دیکھو رقیب آج کیا اپنا پائیگا ؛ اس گلبدن نے بگڑ کر کہا اور دیو میں نے تجھسے ہزار مرتبہ کہا تھا کہ تو میرے مقدمہ میں دخل نہ دیا کر ہم نے اس بیچارے سے واسطہ ہی کیا ہے میں قسم کھاتی ہوں کہ اس شخص کی پہلو میں کبھی نہیں بیٹھی ہوں یہ ہمیشہ میرا عاشق ترستا ہی رہا پھر اگر میرے دیکھنے کو یہ آگیا تو کچھ گناہ نہ کیا نہ صاحب میں ایسی قید تیری نہ اُٹھاؤنگی اور موے تو کیا میرا حاکم ہے کہ تیرے مارے میں کسی سے بات نہ کروں میں کسی کی لونڈی باندی نہیں ہوں دیو نے کہا اے جان من اس تیرے عاشق کو آج بغیر قتل کیئے نہ رہونگا یہ کہکر جانب عاشق لپکا اس سیمتن نے اُسے اُٹھکر روکا اور کہا اے دیو تجکو میری جان کی قسم تجکو حضرت سلیمان کی قسم جو تو اس بیچارے کو ستائے دیکھ میں کہے دیتی ہوں کہ میرا کہنا جو تو نہ مانیگا پھر میں تیرے

پاس نہ رہون گی اور ہر ایک سے ہنسا بولا کرونگی دیو نے کہنا اس ماہ پارہ کا مطلق نہ سُنا اور اس عاشق خستہ تن سے لپٹ گیا وہ گلرو بیلنے لگی اور کہتی تھی کہ اے عاشق نامراد و ناشاد مین تجھ سے کہتی تھی کہ یہان نہ ٹھہر مجھ سے بات نہ کر تو نے نہ مانا آخر اس ظالم کے ہاتھون تیری جان گئی یہ معشوقہ باتین تو کر ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے شور فریاد اور سنائی دیا اور ایک ادھیڑ عورت کو دیکھا کہ برہنہ سر زانو پیٹتی منھ پر طمانچے لگاتی ہائے فرزند ہائے ہائے بیٹا کہتی آتی ہے اور اُسکے ساتھ اور بہت سی عورتین سر و سینہ پیٹتی اے میرے شہزادے ہائے ہائے گود ون کے پالے کہتی آتی ہین اور وہ عورت جو ادھیڑ ہے اس طرح روتی ہے کہ دل سنگ بھی آب ہوتا ہے صبر و قرار آرام خاطر طائران و وحشیان صحرا کے دل سے جاتا ہے اور یہ بین کرتی ہے

نظم

ہے ہے میرے دل کے چین بیٹا
دم بھر بھی ہوئے نہ شاد فرزند
اب گھر کو چلی یہ ماں کدھر جائے
کیونکر دیکھون گی دم نکلتے
کب رات کو چین سے مین سوئی
یون دیو کو منھ مین دھرتے دیکھون

ہے ہے مرے نور عین بیٹا
پالا تھا تمھین برائے عفریت
آتی نہین موت بھی کہ مرجائے
پائی جب وارثی تو بیتی
تم روئے تو رات بھر مین روئی

ہے ہے مرے نامراد فرزند
مین زندہ ہون تمکو کھائے عفریت
بچے لوگو یونھین ہین پلتے
صدقے ہو ہو کے تمپہ جیتی
آج اس طرح تمکو مرتے دیکھون

اسی طرح زاری کنان وہ سب عورتین متصل اُس جوان کے پہونچین اور دیو کی بھی منتین کرنے لگین لیکن اس لعین نے نہ مانا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان کو چیر پھاڑ کر کھا جائے اسوقت اُس ادھیڑ عورت نے بلبلا کر چار طرف نگاہ کی اور شہزادہ قاسم کو ایک سمت استادہ دیکھ کر پکاری کہ اے نوجوان مین نے سُنا ہے کہ آپ وارث غریبان و والی بیکسان ہین فرزند حمزہ صاحبقران ہین واسطہ اپنے دین و مذہب کا میرے بچے کی جان بچایئے اس بلا سے چھڑایئے یہ فریاد اسکی سنکر شہزادہ دلاور نے نعرہ مارا کہ باش اے دیو جفا کار اور جھپٹ کر اپنے تئین قریب اسکے پہونچایا دیو اس نوجوان کو چھوڑ کر اُس بہادر سے لپٹ گیا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی سحر چلنے لگی وہ عورت اور عورتون سے گویا ہوئی کہ ارے لوگو دعا کرو کہ یہ پرایا پوت اپنی میّا کا لال جو مجھ دکھیا کے لیے اس آفت مین پھنسا ہے اس موذی کے ہاتھ سے نجات پائے سب عورتین گود پھیلا کر شہزادہ کو دعائین دینے لگین اور وہ ادھیڑ عورت شہزادے کے پاس اُسی کشتی لڑنے مین آئی اور بلائین بار بار لیتی تھی کہ تیرے صدقے تیرے قربان تیری جننے والی کا کلیجہ ٹھنڈا رہے خدا کرے وہ اپنی مانگ کوکھ سے آباد رہے جیسا اُسکا بچہ میرے اسوقت آڑے آیا یہ کہتی تھی اور بلائین پشت کی طرف ہاتھ پھیر کر شہزادے کی لیتی تھی اُسی دست بُردی مین تعویذ لوح کا اُسکی گردن مین سے اسنے کاٹ دیا اور دوسرے ہاتھ سے لوح کو کھینچ کر اپنے قابو مین کیا شہزادہ بہ برکت لوح اُس دیو پر غالب تھا اور اُسکو پچھاڑا چاہتا تھا لوح کے جانے سے ٹھیانے لگا دست و پا بیطاقت ہوے یقین تھا کہ زیر ہوجائے اسوقت بموجب ع - خدا مہربان ہو تو کل مہربان ؛ نیکی آگے آئی وہ جوان عاشق کہ بیٹا ہے نافرمان کا اور وہ ادھیڑ عورت وہی دایہ اسکی ماں ہے اُسی شیطانیہ نے

ایک عورت کو پہلے معشوقہ بناکر بھیجا تھا اور دیو ااک مرحلہ سے کہہ دیا تھا کہ تو ایسا کرنا پس اس مکر سے لوح اُس نے
شہزادے سے لی ہے چنانچہ فرزند دایہ مذکور ہمت مردانہ شہزادہ دیکھ کر بر سر ترحم ہوا کہ اس بیچارے نے میرے واسطے
اپنی جان گرامی کو دریغ نہ کیا کیسا میرے بدلے اس دیو سے لڑنے لگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا بہادر
مبتلاے بلا ہوکر مارا جاے چنانچہ ایسا کچھ سوچ کر دوڑا اور اپنی ماں کے گلے سے لپٹ گیا اُسنے محبت سینے سے لپٹا لیا
اُسنے ایک ہاتھ اُسکے منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُس طرح دبایا کہ وہ بڑھیا پیرزال فرہادکش جان شیرین
سلامت نہ لیجا سکی روح نجس اسکی بُرے مقام کی طرف سے نکلکر قعر جہنم مین پہونچی اور اُس رحم دل نے لوح
لیکر شہزادے کو بنہائی شہزادہ نے دیو کو اُکھیڑ کر زمین پر مارا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا ادھر اس دایہ کے مرنے کا
شور برپا تھا اب دیو کے مرنے کا غلغلہ بلند ہوا اور تمام جنگل برباد ہوا درخت جڑ سے اُکھڑ گئے پانی چشمون کا
خشک ہوگیا اندھیان آئین بیرون نے اُس کے فریاد کی اسی تاریکی مین وہ نازنین عورت مع سب عورتون کے
بھاگ کر اور لاشہ دایہ اُٹھا کر جانب بادشاہ طلسم گئی جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا فرزند دایہ شرارہ جادو نے سر عجز
قدم اقدس شہزادہ پر جھکایا اور اپنی ماں کے مکر سے آگاہ کیا شہزادے نے سر اُسکا سینہ سے لگا کر اُسکی خیرخواہی کا شکریہ
ادا کیا اور فرمایا اے بہادر انصاف پسند تو میرا بھائی ہے مین عمر بھر تیرا احسان مانونگا اسنے عرض کیا کہ میرے قلعہ
مین تشریف لے چلیے سب کو مطیع اپنا کیجیے شہزادہ اُسکے ہمراہ کچھ دور چلکر قلعہ نافرمانیہ مین آیا اور اُس سے فرمایا کہ
تم میرا خط لیکر اپنے ہمراہ اُن لوگون کو لو کہ جو تمھارے دوست ہون اور جانب قلعہ جام روانہ ہو کیونکہ بادشاہ
طلسم میرا حال سُنکر یہان آئیگا اور مین فتاحی طلسم کو جاتا ہون تم کو تنہا پاکر ضرر پہونچائے گا یہ حکم سُنکر وہ آمادہ سفر
ہوا اپنے افسران لشکر اور اکابرین شہر کو بلا کر سوال اطاعت کرنے کا کیا جسنے کہ اطاعت کی اُسکو اپنے ہمراہ لیا
اور مال و اسباب بار کراکے شہزادہ سے نامہ لیا شہزادہ نے عقاب بن جاحم کو سرفراز نامہ لکھا کہ اے
بادشاہ شہر جام یہ دوست صادق اور محب واثق ہمارا تمھارے پاس آتا ہے بجاے ہمارے اُسکو سمجھنا اور بڑی
آسائش سے رکھنا یہ نامہ لیکر وہ روانہ ہوا اور مرحلہ ٹوٹنے سے راستہ تو کھل گیا تھا ہی بہت جلد شہر جام مین آکر
مقیم ہوا اُدھر شہزادہ اس قلعہ سے نکلکر اور آگے چلا لیکن بادشاہ طلسم کا ماجرا سنیے کہ وہ اپنے دربار مین کہہ رہا تھا
کہ شہر جام کے تسخیر کرنے کا مدت سے مین ارادہ رکھتا تھا دیکھیے خداوند نے ایسی قدرت نمائی کی کہ وہ شہر آپ ہی
تسخیر ہوگیا اور نبیرہ حمزہ بھی قتل کیا گیا سب کام میرے بنگئے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا کان مین
آئی اور وردے ہوا سے کنیزین لاشہ نافرمان لیے اُترین اور پکارین کہ اے شاہ طلسم دایہ اس طرح سے ہلاک
ہوئین جملہ ماجرا دایہ کے مکر کرنے کا عرض کیا شاہ یہ حال سُنکر سُن ہوگیا اور کف افسوس ملکر گویا ہوا کہ ہاے افسوس
یہ خداوند نہ تھے وہی مسلمان تھا جس نے خداوند کو ذبح کیا اور خون اُنکا ہمارے ماتھے پر لگایا اب ملک بھی گیا
بیٹی بھی خراب ہوئی مین جانتا ہون یہ میری دختر نے کچھ تدبیر کرکے خداوند کو قتل کرایا غرض دیر تک یہ بادشاہ اپنے
حال پر زدیا پھر لاشہ دایہ کے اُٹھنے کا حکم دیا اور آپ طلسم کشا کی گرفتاری کے لیے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت

ایک ساحرہ ہبران جادو نام سردارذی احترام دربار مین حاضر تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض پیرا ہوا کہ حضور
جانب شہر حام جاہیٔن اور مطیعان شہزادۂ ناکام کو گرفتار فرمائین مین جاتا ہون اور اُس بدانجام کو بوج جھین کر
قید کرکے لاتا ہون بادشاہ نے اُسکو خلعت رخصت عنایت فرمایا کہ وہ روانہ ہوا حال اسکا وقت پر
بیان ہوگا بعد اُس کے جانے کے بادشاہ نے حکم آراستگی لشکر دیا نفیر سحر پھنکی کرناکا شور بلند ہوا نا ے ترکی کی
صدا سے ترک فلک چکرایا ہر ساحر توسن غضب پر سوار ہوا قہر خدا آشکار ہوا اردے ہوا ابر سحر سے رنگین تھا
رشک دہ نگارخانۂ چین تھا مار و عقرب کی بارش تھی بیرون سے سازش تھی کئی لاکھ ساحر طائر و اژدر پر سوار
تھے ہاتھون مین تازیانۂ مار تھے جادو کی بڑھنت ساحری کے مہنت پڑھتے اپنے کرتب دکھاتے تھے پرے
جمائے ہوئے ہوا پر نظر آتے تھے جب لشکر تیار ہوچکا بادشاہ نے سوار ہونیکا قصد کیا اُس وقت اور دو
سرداروں نے کہ نام اُن کے نیران و ہومان جادو ہین عرض کیا کہ اے شاہ آپ توقف فرمائین
ہم جاتے ہین اور سب مفسدون کو پکڑ لاتے ہین بادشاہ نے اُن کو رخصت فرمایا اور کہہ دیا کہ میری دختر کو بھی
اسیر کرکے بحال خراب لانا یہ دونون اژدر سحر پر سوار ہوکر اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر روانہ ہوے اور کسی جگہ
راہ مین قیام نہ کیا برسم یلغر چلے یہان تک کہ بہت جلد قریب قلعہ حام پہونچ کر سواری قلعہ مذکور کو لینا چاہا
یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ فوج دشمن سر پر آگئی وہ بھی اپنی فوج تیار کراکر باہر قلعہ کے نکلا ساحر اُڑتے
ہوے آئے دلاورون نے پرے جمائے غول ہرسمت چلائے اگیا بیتالون نے اُس انجمن سحر مین چراغ جلائے
بیرون نے بھنبیٹین بائین یونہین مہان آئین برہچی تھا لیون کی چھت بندھ گئی شعلہ ہاے سحر رقصان ہوے ڈھرو
بجا بیرون کے راگ شروع ہوے مہر سحر ایسا ہوا کہ ڈھولا جھومنے لگا غرض ساحرون نے دیے سحر کے جلائے
بیر جو لیے دیے تھے اُسوقت کام آئے زمین ہیبت سے شق ہوگئی ابر چھا گیا آندھیون کا طوفان عالمگیر ہوا
اسی ہنگامہ آفت زا مین برق شمشیر چمکی یعنی ہومان و نیران نے حکم دیا کہ فوج ہماری کئی لاکھ ہے اور گروہ
مخالف چند ہزار پھر کیا ضرور ہے کہ ایک ایک سے لڑکر دیر لگائے ان کو ہر سمت سے گھیر کر مار لینا چاہیے
افسران لشکر یہ حکم سُنکر محاصرہ پذیر ہوے چار طرف سے گھیر کر فوج نے حملہ کیا مار مار کی صدا بلند ہوئی اژدر ڈھکار
دلاورون نے نعرے مارے ساحر تو ناچاری کو دھنتر کے پاس لا بچ دینے لگے دشمن کی جان لینے لگے ہزارہا
نشان کفر و ضلالت کی جنبین شان کھلگئے میدان جنگ مین مرنا مردے لگئے غولون کے غولون نے جسد کو مسافر روح کیلئے
دشت ہولخیز بنا دیا آتش غیظ و غضب بھڑکا کر جنگل جلا دیا نارنج ترنج ناریل گولے وغیرہ اُچھلنے لگے یہ گو
اور یہ میدان گویا کہتے تھے آگ دھتورے کے پھل پر ہر ایک ابن بھنگیائی تھی گو گل کی چراہندر جان
چرھندی ہوکر بھاگی تھی ایک طرف دلاورون نے ترکش خالی کردیے تھے تیرون کے بیرون نے کلیجے بھنبیٹ
مین بیے تھے سپہ من کالی کالی تھین بلکہ کالی کلکتے والی تھین تلوار خون آلودہ جوان پر پڑتی تھین کالی کی
نکلی ہوئی زبان کا نشان دیتی تھین کمانین چلا چلا کر سحر ایسا پڑھتی تھین کہ سُن سُنکر تن سے جانین نکلتی تھین۔

یترون کی سایئن سایئن بھی زال ہتیا سحر پڑھتی تھی یون کی صورت چھائی تنتی تھی تلوارون کے شیا کے چھو منتر کی صدا تھی خنجر عامل جان کے لیے حصار تھے کلہ عمود کا چلتا تھا گویا ساحر سحر پڑھتا تھا تیغ کا افسون بڑا جلالی تھا۔ مقدمہ حالی تھا کہ بموجب ابیات

وہ بادمخالف بھی رن مین چلی
روان تیر کا بیسر فوراً ہوا
کہ سر چڑھ کے وہ جان کو لیتے تھے

نہ کلوا نہ پھیرون کا یہ شور تھا
گئی نخل ہستی کی مرجھا کلی
جو تھے سحر خوان کلہ ہاے عمود
اُنھین بھنبیٹ مین مغز سب دیتے تھے

جو کچھ بیر کا تیغ کے زور تھا
جو سوفار کے لب نے منتر پڑھا
بڑھی اُنکے جادو کی دل مین نمود

ازلبسکہ عقاب فوج کم رکھتا تھا البسبب گلدستہ طلسم کے ہمیشہ بادشاہ طلسم پر غالب آتا تھا کیونکہ اُسکے باعث سے سحر اُس پر اثر نہ کرتا تھا وہ گلدستہ اب باقی نہین پس لشکر سارا کام آیا بہت سے ساحر فرار ہوے ملک سلطان وعقاب زخمون مین چور ہو کر میدان مین گر پڑے ساحران عدو نے بلوہ کر کے سب کو گرفتار کر لیا بہت ساحر ہلاک ہوے باقی بھاگ کر زندہ بچے دشمنون نے طبل فتح وظفر بجایا ہومان دتیران نے قلعہ پر حملہ کیا رعایاے شہر دست ادب باندھ کر باہر نکل آئی اور عرض رسا ہوئی کہ ہم بے خطا ہین اُن کو امان ملی تمام شہر تسخیر ہوا سیا عیار بھاگ گیا اور قیدیون کو طوق وسلاسل پہنا کر ہومان محل مین گیا اور ملکہ بنفشہ کو مع انیسون وغیرہ کے اسیر کیا اس قدر عزت اسکی رکھی کہ زنجیر طلائی پانون مین ڈال کر پالکی مین سوار کر لیا ملکہ کا یاد مین شہزادے کی بیقرار کرنا گریہ وزاری کرنا آگے بیان ہوگا الغرض سحر کے تختہ پر قیدیون کو ڈال کر شادان وفرحان یہ ساحر بادشاہ طلسم کی طرف روانہ ہوے اور بہت جلد راہ طے کر کے پہونچ گئے شاہ نے قیدیون کو زندان سخت وصعب مین بھیجا اور فرمایا کہ وہ نبیرہ حمزہ بھی گرفتار ہو کر آئے تو اُسی کے ساتھ سب کو قتل کرونگا یہ سب تو بیچارے قید مین ہین بادشاہ طلسم انتظار بہران مین ہے لیکن شہزادہ قاسم جو قلعہ نافرمانیہ سے نکلکر روانہ ہوے نیرنگی طلسم راہ مین دیکھتے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک روز صحراے سبزہ نارسیدہ خرم وپُربہار مین گذر ہوا کبھی ایسا گلشن بھی نظر سے نہ گذرا تھا صحرا ایسا تھا کہ چشمے ہزاردن جاری وزان باد بہاری درختون کی سبزی زبان برگ سے آنکھون کو ٹھنڈک کہتی گلہاے رنگارنگ کی سرخی آنکھون مین کھبتی شاخین مال اثمار سے جو نہال تھین ہر ایک اہل کرم سی جھکی ہوئین بے ساز وبرگی سے بری دست خزان کے ظلم سے رُکی ہوئین چمن آراے باغ عالم نے وہ وہ گلکاریان اُس صفحہ غبرا پر بنائی تھین کہ مرقع دہر مین ایسی صنعتین کہان نظر آئی تھین گلہاے خودرو سے چراغ ایوان بہار مین روشن صدرنشینان انجمن گلہاے چمن تھے پھولون کا جگہ جگہ انبار طرفہ بہار نظم

گل کھلنے تھے ہر طرف کو بیشمار
وہ کنول تھے شمع ایوان بہار

چھا گئے نغمہ سنجان بہار
جنگ مین فوج خزان سے ترک غل

تھے کنول کے پھول چشمون مین کھلے
تختۂ صحرا تھا میدان بہار

اُس دشت رنگین مین ایک طرف کو ایک دیو لکڑی کا استادہ اور ایک ہاتھ مین اس کے طنبورہ تھا

دوسرے مین گرز رکھتا تھا اور دوسری جانب کو ایک جوگن کھڑی تھی وہ بھی تصویر لکڑی کی تھی اُس کی صورت مثل پری تھی حلقہ زری سر پر تھا کنڈل اور مندرے کانون مین پڑے تھے بال سر کے بکھرے ہوے تھے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی تھین پشواز زرتار پہنے تھی وہ حسن وصورت رکھتی تھی کہ واقعی تصویر آذری تھی زلف اُسکی پیچھے ہوے کافرکیشی تھی آنکھ ہر ایک جادو بھری تھی چتون سے فریب بیدا سر تا پا ستمگری کا نقشہ بین کاندھے پر رکھے لبون سے تبسم ظاہر نگاہون سے عشوہ وغمزہ ہویدا دیو کو دیکھ رہی تھی گویا دیو کے مقابل مین پری تھی شہزادہ یہ حسن زیبا اُسکا دیکھ کر عالم حیرت مین تھا کہ یکایک ایک طوطا اڑتا ہوا آیا اور جوگن کے سر پر بیٹھ کر پکارا کہ اے ناہیدۂ طلسم شہزادہ والا نژاد ایسا شخص قدردان اس دشت مین اتفاق سے تشریف فرما ہوا ہے کچھ ہنر اپنا اُسکو دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ تصویر انسان ہوئی اور بین بجانے لگی جوگیا گانے لگی اور اس طرح ناچی کہ دل قابو مین شہزادے کا نہ رہا گویا ناہیدہ فلک کا ناچ برج سنبلہ مین ہوتا تھا یہ اُس کا عالم تھا کہ بقول میر حسن

مثنوی

ہوئین بین پر انگلیان یون دوان　　کہ ہاتھون سے اسکے ہوا دل روان
روان و دوان کر دیا جان کو　　رُلایا ہر ایک جن و انسان کو
نظر حسن پر گاہ گہ بین پہ تھی　　سراپا دل اس لعبت چین پر
رہا تن بدن کا نہ کچھ اسکو ہوش　　بنا گل وہ جون نقش پا چشم و گوش

یعنے شہزادہ اسکے گانے بجانے پر ایسا شیفتہ ہوا کہ آئینہ کی طرح حیران سکتے مین کھڑا تھا اس اثنا مین وہ جوگن ناچتی ہوئی سامنے اُس دیو کے گئی وہ بھی گرز پھینک کر طنبورہ بجانے لگا اور ناچنے لگا شہزادہ مالک لوح طلسم تھا اس سبب سے ہوشیار رہا ورنہ بیہوش ہوجاتا از خود فراموش ہوجاتا اُسی بیخودی مین یہ خیال آیا کہ لوح کو ذرا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے بس فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نکلا کہ اے فاتح طلسم یہ سب نیرنگی طلسم ہے جادو کا ڈھکوسلا ہے تو لوح طلسم کو ان دونون جوگن اور دیو کے درمیان مین ڈال دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے شہزادہ نے فوراً لوح کو اُتار کر درمیان مین ان دونون کے ڈالا لوح کے گرتے ہی وہ طوطا جو جوگن کے سر پر بیٹھا تھا اُڑ کر دیو کے سر پر جا بیٹھا اور پکارا کہ اے دیو مار اس غیبانی کو کہ اسنے خواہ مخواہ کی نتنی بجا رکھی ہے یہ سننا تھا کہ اس دیو نے طنبورہ پھینک کر گرز ہاتھ مین لیا اور چرخ دیکر سر پر جوگن کے مارا جوگن نے بین کو دیو کے سر پر مارا کہ بین سے شرر نکل کر اُسکو جلانے لگا اور گرز سے آتش پیدا ہو کر رخت ہستی جوگن کو جلانے لگی دھڑ دھڑ دونون جلکر خاک ہوے صحرا بھی سب برباد ہوا اور طوطا بھی جل گیا آندھی آئی آگ برسی آواز آئی کہ مارا ناہیدہ جادو کو بعد کچھ عرصہ کے جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا ایک ساحرہ کی لاش پڑی دیکھی پھر اُس نعش کو بگولے اُڑا کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوے اور شہزادہ سجدۂ شکر بجا لاکر آگے روانہ ہوا اور جب بہت دور نکل گیا ایک کوہ پر شکوہ نظر پڑا درہ مین اس پہاڑ کے قدم رکھا تاریکی پائی بدشواری وہ راہ طے فرمائی جب درہ سے باہر نکلا وہی بیشہ حیرت کہ جہان ملک سلطان کی زوجہ کو قید سے زنگی کے چھڑایا تھا نظر آیا اور اپنے لشکر کو اُترا ہوا پایا اندر لشکر کے قدم زن ہوا سمجھا کہ یہ مرحلہ جو ٹوٹا تو شاید اس طرف کا راستہ طلسم کا کھل گیا

لشکریون نے شہزادے کو پہچان کر غلغلۂ شادمانی بلند کیا ہمایون بن شداد سالم شیر شکار ترک جوشن پوش معظم خان بن بہرام اپنے سرداروں کو دیکھا کہ میرے غم مین لباس فقیرانہ پہنے اس وقت فرط عشرت سے ہنستے ہوے آتے ہین شہزادہ نے اُن کو بڑھ کر گلے سے لگایا اور اندر بارگاہ کے تشریف لایا مسند مغرق پر تشریف فرما ہوا سرداروں سے حال فتاحی طلسم بیان کیا پھر خاصہ منگایا میوہ کچھ نوش فرمایا اور بسبب خستگی راہ کے پلنگڑی بچھی تھی اُسپر جاکر آرام فرمایا ہنوز اچھی طرح نہ سویا تھا کہ آواز ہیبتناک کان مین آئی گھبرا کر اُسکی آنکھ کھلی ایک ساحر خبیث صورت کو سرہانے استادہ پایا کہ لوح طلسم اُسنے گلے سے اُتار لی ہے اور کھڑا ہنس رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی گھبرا کر اُٹھنے کا قصد کیا دیکھا تو آدھے دھڑ کا دم نکل گیا ہے ناچار خاموش ہو رہا اور اس ساحر شیطان سیرت نے نعرہ کیا کہ منم ببران جادو ارے مفسد بہت دنون اُڑتا پھرا سارا طلسم تونے برباد کیا کاہے کو تو پھنستا جو مین یہ دام تزویر تیرے لشکر کی شبیہ بنا کر نہ بچھاتا یہ کہہ کر اُس ملعون نے خوب سحر مین اُس بہادر کو جکڑا اور اپنے ساتھ کے ساحرون کو لیکر شہزادہ دلاور کو تخت پر ڈال کر روانہ ہوا اور خدمت شاہ طلسم مین لایا بادشاہ طلسم شہزادہ کو مقید دیکھ کر اُچھل پڑا اور کلاہ اپنی اچھالی رانون پر ہاتھ مارے سب اہل دربار مبارکباد دینے لگے فرط عشرت سے باہم گلے ملتے تھے نعرے خوشی کے مارتے تھے بادشاہ نے اُسی وقت حکم دیا کہ اور سب قیدیون کو لاکر زیر تیغ بٹھاؤ یہ حکم سنتے ہی جلادان قوی بازو زشت رو حاضر ہوے مجرمون کو لاکر بوریون پر بٹھا دیا ڈھنڈھورا پٹ گیا کہ سب رعایائے شہر آکر قتل ہونا مفسدون کا دیکھے ملکہ بنفشہ کو بھی مشکین باندھ کر پہلوے شہزادہ مین زیر تیغ بٹھایا اُسکی مادر ناکام نے بھی حال اسیری دختر نیک انجام سنا لیکن خداوند سکندر کے قتل ہونے کا ماجرا یاد کر کے اور بربادی طلسم خیال کر کے ایسی مرتبہ شر و فساد شوہر سے کرنا مناسب جانا صبر کر کے چپ ہو رہی یہان سامنے دار الامارۃ کے جو میدان تھا اُس مین دارین استادہ ہوئین فوج مسلح و مکمل ہو کر بہر حفاظت آگئی خلقت شہر کی جمع ہوئی ہر زن و مرد حال ملکہ بیکس پر رحم کر کے گریہ کرتے تھے کہ عجب بد قسمت یہ طلعت ہو اس سن و سال مین یہ غم داغ ناکامی و ستم بعض اُنمین سے کہتے تھے کہ اے برادران یہ وہی سرکش ہی کہ جسنے خداوند کو قتل کر کے ہملوگون کو گنہگار رنا یا جہنم کے جانے کے لائق کیا خوب ہوا جو یہ قید ہوا بعض بیوفائی دہر غدار بیان کرتے تھے کہ ہائے نبیرۂ صاحبقران مالک جملہ جہان اسطرح گرفتار ہے اے فلک کج رفتار یہ کیا تیری خو ہے کہ عالی مرتبہ لوگون کو ذلیل و خوار کرتا ہی ذلیلون کو سردار کرتا ہے۔ تخت نشینون کو تختۂ تابوت دیتا ہے

نظم

چنین ست آئین چرخ روان — توانا بہر کار و ما ناتوان
چنین ست کردار گردندہ دہر — نگر کن کز و چند یابی تو بہر

سب تو اس حال مین ہین اور ملکہ شہزادہ کو دیکھ دیکھ کر روتی تھی اور کہتی تھی اے یار جانی افسوس تیری نوجوانی پر میرے گھر آکر تونے راحت نہ پائی میری محبت مین جان گنوائی ہائے یہ حال دیکھنے کو مین جیتی رہی مجکو موت نہ آئی شہزادہ بھی اُسکے حال پر آنسو بہاتا تھا یہ بیقرار ہو کر کہتی تھی کہ

غزل

از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتم
گرچہ داغ لالہ در آتش نشیمن داشتم
شعلہ بر میخاست از مطابقتی و مے نشست
من بہ جنبیدم ز جا جا تنہا بہ گلخن داشتم
بہر ہر نامحرمے چاک جگر خواہم نمود
من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم
در زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم
من کہ چشم از تشنگی بہ آب آہن داشتم
روشنی از بزم من دریوزہ میکرد آفتاب
در چراغ عیش تا از بادہ روغن داشتم
ہمچو ماہی غیر داغم پوششش دیگر نبود
تا کفن آید ہمین یک جامہ بر تن داشتم
داغ را جز برکنار زخم ننہادہ کلیم
بہر گلگشت تو من در خانہ گلشن داشتم

ملکہ تو یہ گریہ کر رہی تھی جلاد شاہ طلسم سے حکم قتل کرانے کا لیتے تھے **سلطان وعقاب وشرارہ** وکنیزان ملکہ سب بیتاب ہو کر روتے تھے شہزادہ از بسکہ قوی دل تھا ہر ایک کو تسکین دیتا تھا اور نظر بہ کرم رب اکرم رکھ کر تہ دل سے مناجات کرتا کہ اے خالق کل مخلوقات تیرے سوا اسوقت کون مددگار ہے **نظم**

یارب غمگین رہوں گا کب تک
یہ رنج والم سہوں گا کب تک
اے چارہ کار دردمنداں
لے داروئے دردمنداں
اس فوج ستم میں ہوں پھنسا میں
تو چاہے تو ہوں ابھی رہا میں
اس قید میں آج ہوں گرفتار
ہے کون ترے سوا مددگار
طالب میں ہوں کریم تو ہے
خاطی میں ہوں رحیم تو ہے

یہ دعا اس بیقرار کی مستجاب بدرگاہ کردگار ہوئی یعنی ارکان دولت واعیان مملکت نے بادشاہ طلسم سے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہ گردون پائگاہ آج بلند اقبال طالع یاور نصیب رہبر ہیں کہ قاتل خداوند سکندر زیر تیغ وخنجر ہیں اب ہمکو لازم ہے کہ جو خوشی کریں وہ کم ہے دل چاہتا ہے کہ تمام رات آج کی جلسۂ عشرت آراستہ کر کے داد عیش وکامرانی دیں اور اس بد دین کو خوب لادین جب صبح عشرت اسکے حال پر خندہ زن ہو اسی وقت تہ تیغ یہ خستہ تن موجود ست اسکے ہیں بستر ناکامی پر شب بھر تڑپیں اور کچھ کر سکیں رات بھر دنیا آنکھوں میں اندھیر رہے ستارہ طالع بد کا پھیر رہے اتنے میں سب ارکان طلسم بھی جمع ہو جائیں گے دوست شاد دشمن آپکے رنج اٹھائیں گے یہ عرض اہل دربار کی بادشاہ نے قبول فرمائی جلادوں کو حکم توقف درباب قتل دیا اور فراہمی اسباب عشرت کا اشارہ کیا اسیوقت تہ پولیئے جا بجا نصب ہو گئے نوبتخانے بنگئے نوبتیں بجنے لگیں دار الامارہ سے کئی کوس تک اندر شہر کے ہنگامۂ عشرت کی گرم بازاری ہوئی دو رویہ ٹھاٹھر بندی ہو گئی جھاڑ فرشی قد آدم بلند استادہ ہو گئے دکانیں جھلکیں دکاندار پوشاکیں رنگین پہن کر بیٹھے آئینہ دکانوں میں لگا دیے شیشہ آلات سجا گیا ہر کمرہ ہمسر برج آسمان بنا لولیاں قمر پیکر کا جماؤ اُنپر تھا سڑکوں پر تماشائیں پھرنے چلنے لگے ہر جگہ ناچ گانے کا سمان بندھا بادشاہ اور اہل دربار نے لباس رنگین زیب قامت فرمایا میخانہ بصد حسن وتزئین آراستہ ہوا ساغر بلورین وسبوے زرین نے بادہ کشوں کو للچایا نسل پری رو گل اندام ورقاصان سمنبر ولالہ فام زینت آرائے انجمن ہوئے غیرت بخش بہار چمن ہوئے اس عرصہ میں د

روز الم اندوز شہزادہ بسر ہوا یعنی فلک ستمگر نے مہر تابان کو مثل اپنی مہر دلی کے نظر عالم سے معدوم کیا اور تاریکی ظلم و ستم پھیلا کر شب تیرہ اُس کو موسوم کیا

نظم

سر محفل جو آیا مطرب شام — دف مہتاب سے اُسنے لیا کام
ستارون کا ستارا اُسنے بجایا — کہین زہرہ سے بڑھکر خوب گایا

سر شام سے ہر سمت وہ روشنی ضیا بخش ہوئی کہ روز روشن جس سے شرماکر روپوش تھا قنادیل و کنولہائے بلورین سے یہ ثابت کہ فلک عشرت پر ستارے نکلے ہین سرخوشان شہر نے کلیجہ شب کا خون کردیا تھا مردمان سلاح قہقہے لگاتے پھرتے تھے بلبلان باغ مسرت کی طرح چہچہاتے پھرتے تھے ہر جگہ ساز عیش بجتا تھا ہنگامۂ طرب برپا تھا میکشی کا چرچا تھا شہریون مین یہ کیفیت تھی بارگاہ شاہی کی یہ حالت تھی کہ شاہ سریر سلطنت پر بہزار خوشی و خرمی جلوہ گر اہل دربار حاضر ساقی ساغر شراب روح پرور پلاتے باجہ کش اور لاؤ لاؤ کا شور مچاتے مغنی غزلہائے عاشقانہ گاتے یہ انجمن کبھی کیقباد نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور کیکاؤس نے قصہ کہانی مین بھی نہ سُنی ہوگی جمشید کی روح ہر پیمانہ تھا شراب کے رنگ پر قربان حسن جانانہ تھا آئینہ خانہ ایسا بنا تھا کہ سکندر کا وہان دل لگا تھا نازنینان پری تمثال کے ناچ نے ناہید فلک کو آسیب زدہ کی طرح چرخ مین ڈالا تھا راجہ اندر کو پردیس نکالا تھا یہ اس انجمن عشرت کا نقشہ تھا کہ

ابیات

تھا جلسۂ جشن کیقبادی — ہنگامۂ عیش و بزم شادی — نازک بدنون سے تھا ہویدا
ہے نازبو اس جگہ سے پیدا — رقاصون کے ناچ کا یہ سامان — تھی لولی چرخ انپہ قربان
تھی روشنی اسقدر ضیا بار — ہر جھاڑ تھا رشک نجم سیارہ — ہانڈی کو تھا دعوۂ انا الشمس
دعوی کی دلیل تھی من الامس — یہ مجمع گلرخان تھا ہر سو — جیسے تھا کھلا گلستان ہر سو
تھا مطرب و ساقی بادہ و جام — عشرت سے وہان تھا دلکو آرام — یہ سب تو مصروف عیش و نشاط

ہین لیکن سیارہ عیار جو شہر جام سے رو بفرار لایا تھا صورت اپنی ساکنان طلسم کی ایسی بنا کر یہ بھی اسی قلعہ مین آیا اور شہریون کے ہمراہ حال شہزادے کے قتل کا دیکھکر چھپا ہوا روتا تھا اب جو رات بھر کا وقفہ قتل ہونے مین اُسکو ثابت ہوا اور جلسۂ عشرت آراستہ ہونے لگا اُسنے بھی بزم عیاری مین شمع خردروشن کی اور بادۂ فطرت سے دماغ جان گرم کیا ولولہ ایسا جوش زن ہوا کہ رقاص بنا دیا عقل ضیائے باطن سے آئینہ بند ہوا ایک ہنگامہ اُٹھانا اُسکو بھی یاد آیا اُس جلسہ گاہ مین ہر سمت پھرنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ جلسہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھلائے غرض یہ پھرتا ہوا ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان بادشاہ کی مجرئی رنڈیان اُتری ہوئی تھین میدان مین خیمہ استادہ تھا فرش آگے خیمہ کے سفید بچھا تھا تکیہ پر کہنی ٹیکے ناگمہ بیٹھی تھی پاندان کھلا تھا گرد اُس کے نوچیان جوان جوان جلوہ فرما تھین باغ حسن کا گل لالہ کھلا تھا پشوازین پُرزر ہر ایک پہنے سرون پر جھبکے لگائے ماتھے پر افشان ٹیکی دیئے ہر دماہ سے بازی جیتے ہوئے تھین رئیسان شہر کے جوان لڑکے ناگمہ پاس رنڈیون سے آنکھین لڑانے کو بیٹھے باہم اشارے ہوتے فرمائشین ہوتین بعض نوچیان خیمے سے نکلکر آتین

امی جان کہہ کر ناٹکہ کو تسلیم کرتین وہ دعا دیتی کسی کو پاس بلا کر منہ چومتی بلائین لیتی کسی کو گھٹنے پر بٹھا لیتی شہر کے نوجوان لوگ اُسی جگہ جماؤ کیئے ہوے ایک طرف کو سازندے ساز چھیڑتے۔ راہرو ٹھہر کر آوازہ کستے کوئی ناٹکہ کی طرف دیکھکر خطاب کرتا بیت

حذر بہتر ہے مکاری سے تیری ۔ کھٹکتا ہون مین عیاری سے تیری

سیارہ نے یہ حال وہان کا دیکھکر سلطانی مردہے کی صورت پر اپنے تئین بنایا چکوے دار پگڑی جسمین تمغہ طلائی لگا سر پر رکھی چکین چنی ہوئی پہنی عصا گنگا جمنی بنا ہوا ہاتھ مین لیا اور سامنے ناٹکہ کے آیا اُسنے اُسکو بادشاہی نوکر سمجھ کر کہا فرمایئے صاحب آیئے گلوری کھایئے اسنے کہا بی صاحب مین بادشاہ کے بہنوئی پاس سے آیا ہون اور ایک رنڈی جو بہت حسین تھی اُسکو بتا کر اُنکے لیئے کچھ پیام لایا ہون آپ ان سے کہین کہ ذرا خیمہ مین الگ چلین ناٹکہ نے اُس نازنین سے کہا کہ اے مرادن ذرا جا کر سُن آ کہ یہ کیا کہتے ہین وہ گلبدن کمر کو بل دے کر تیوری چڑھا کر اُٹھی اور پھر ناک بھون سمیٹ کر بیٹھ گئی آخر بڑے ناز و انداز سے اندر خیمہ کے آئی مردہے نے وہان پہونچتے ہی کمر سے خاصدان نکالا کہ مرصع کار تھا اور اس ماہ پیکر کو دیا اور کہا کہ حضور ہمارے آپ پر مرتے ہین ہجر مین آہ و نالے کرتے ہین یہ اُنھون نے بھیجا ہے اور مجھ سے کہہ دیا تھا کہ چھپا کے سب سے علیحدہ بلا کے دینا نہین تو ناٹکہ لے لیگی اور قسم دی تھی کہ ایک گلوری اپنے ہاتھ سے کھلا کر آنا رنڈی نے خاصدان جو کھولا پچاس اشرفیان اس مین رکھی دیکھین اور گلوریان خوشبو سے بسی ورق لگی رکھی پائین ایک گلوری اُسمین سے ہنسکر کھائی اور پوچھا اُنکا مزاج تو اچھا ہے مردہے نے جواب نہ دیا تھا کہ یک بیک حلق کے نیچے اُتری اور وہ عورت بیہوش ہوئی اسنے جلد کپڑے اُسکے اُتارے اور آئینہ سامنے رکھکر بہت جلد اُسی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو دری مین لپیٹ کر ایک قنات کی آڑ مین کھڑا کر دیا اور آپ وہان سے اٹھلاتا ہوا ناز دکھاتا کبھی مسکراتا کبھی تیوری چڑھاتا ناٹکہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ مردہے کیا کہہ گئے اُسنے شرما کے آنکھین جھکا کے کہا پوچھتے تھے اتنا کہہ کر بولی بھئی ہمکو تو نگوڑی شرم آتی ہے ناٹکہ نے کہا سچ تو ہے وہ کمبخت ابھی بچہ کیا جانے مردہے بھی خوب آدمی ہین کہ غرض کر کے الگ اُسے بلا لے گئے اے کہو یہ نگوڑی کون ایسی بات تھی جو مجھ سے نہ کہی اور رنڈیان جو کھیلی کھائی کمائی کرنے والی تھین وہ قہقہہ مار کر ہنسین اور مرادن کو چھیڑنے لگین ایک بولی ہان ہان بتا تو مردوا کیا کہتا تھا دوسری نے کہا اری چھوکری شرماتی کیون ہے لو صاحب پیدا تو ہوئین کسی کے یہان شرم کرنے مین بہو بیٹیون کے کان کاٹتی ہین تیسری نے کہا کہتا کیا ہوگا کسی امیر نے سر ڈھانکنے کا پیام دیا ہوگا مرادن نے یہ کلمہ سُنکر ناٹکہ کے گلے مین باہین ڈال کر کہا میری اچھی امی جان کیا میرا سر کھلا رہا کرتا ہے جو یہ سر ڈھانکنے کو کہتی ہین سچ بتا دو سر ڈھانکنا کیا ہے سب رنڈیان اسکے پوچھنے پر اور زیادہ ہنسین ناٹکہ بھی خوب ہنسی مرادن نیچی نگاہ کر کے رونے لگی کہ واہ سب نے مجکو کھیلا بنایا ہے ناٹکہ نے اُس کی بلائین لین اور کہا بیٹا سر ڈھانکنا ایک رسم ہے وہ تمکو معلوم ہو جائیگی مین صدقے روؤ نہین سر مین درد ہونے لگے گا۔ یہ باتین یہان ہو رہی تھین کہ داروغۂ ارباب نشاط کا آدمی آ کر کہہ گیا بی سندر جلد تیار ہو کر چلو کہ گجراتن

مجرا کر چکی ہین طائفہ بدلنے کا حکم ہے اتنا سنتے ہی نائکہ نے صندوقچہ زیور کا منگا کر مرادن کو گہنا پہنایا خوب آراستہ کیا اور سازندے درست کرکے ہمراہ ہوئے نائکہ بھی سادی وضع بنائے ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پہنے بازو پر اکے نورتن باندھے کانون مین انتیان ڈالے اونچا جوڑا نالورکا باندھے مرادن کو جو پہلے مین بٹھا کر روانہ ہوئی اور رنڈیان بھی ڈولیون مین سوار ہوکر چلین خیمے کی نگہبانی کو ایک بڑھیا رہ گئی یہ سب دربار شاہی کے مقام پر پہونچکر مودب تسلیمین بجا لاکر بیٹھین انکے آتے ہی طائفہ بدل گیا تھا اب طبلے پر لگی ادھر کے سازندے نے بائین کو الگا ہتوڑی سے ٹھونکا سارنگی کی طربین ملاکر گت بجانا شروع کیا مرادن پاؤن بجاتی طبلے کی لستنی پر انگلیان رکھ کر کھڑی ہوئی **گوہر شاہ** اور سب انجمن پیراؤن نے جو اسکی صورت زیبا اور طلعت رعنا کو دیکھا عالم عشقی طاری ہوا سکتہ مین ہوکر ٹکٹکی باندھی یہ حالم نظر آیا کہ پیشانی پر اُسکے جو چین پڑی تھی دریائے نزاکت مین لہر اُٹھی تھی زلف شبگون شامت عاشقان سے بڑھی ہوئی تھی نگاہ ہرچند کہ بھوے تین سے سیدھی تھی پھر بھی تیغ نظر فسان تغافل پر چڑھی تھی رخسار آتشین کی لو نے شمع و لولہ ایوان کی خاطر مین روشن کی تھی بلکہ بموجب بیت

واہ کیا تاثیر ہو رخسار آتشناک کی ✤ شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے ✤ زلف کا رخسار پر لہرانا چشمۂ خورشید مین موج کا آنا تھا دل عشاق کی طرح لٹکا ہوا بالون مین موتی کا دانہ تھا جو بار بار کانون مین کچھ اپنا بھید کہتا تھا حال آرزو و امید کہتا تھا دہان تنگ باغ اُمید کی کلی بات ہر اک نبات کی ڈلی اسی طرح سرتاپا تمام سنگ سے درست بہت چاق و چوبت سینہ پر چھاتیان گدرائی ہوئے پھل کا رنگ دکھاتی ہوئین کرتی کا چاک کھلا انگیا کسی ہوئی اُس مین سے رنگ چھاتیون کا بھوٹا نکلتا شکم تختہ نور زیر ناف تختی بلور شمع طور فانوس

پیرہن مین نور کا ظہور بموجب مسدس

وصفِ پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے جام صہبائے صفا کاسۂ زانو کیسے	صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے دو ہین پیالے حسن سے مملو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے	جس مین عکس رخ قدرت ہو وہ آئینہ ہے
ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین	ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین جھوٹ سب سچ ہو وہی ہم جو خبر کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہین	پرتو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہو
پاؤن وہ پاؤن کہ جن کی ہے جگہ دیدۂ حور کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہے نور	آنکھین پریان بھی ملین پائین اگر قرب حضور چشم بد انجم افلاک کی اس سے رہے دور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین	فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

بادشاہ اس کی شکل دیکھ کر دیوانہ ہوا اُس پریوش نے بھی ٹھوکر سے دامن پیشواز اُلٹکر اسطرح کا ناز و انداز ناچنے مین دکھایا کہ خاطر اہل انجمن کو پامال کر دیا عضو نے پھڑک کر یکتائی کا دعویٰ کیا وہ گردن ہلانا وہ آنکھین پھرانا

بھوؤن کو چڑھانا ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر ناچتے آنا پیشواز کا اُڑ کر ران کھل جانا اُنگلی سے اُنگلی گانٹھ کر ماتھے پر لانا فلک حسن پر چاند کا نکل آنا عجب انداز جانانہ تھا کہ دل اُس پر ہر ایک کا دیوانہ تھا بادشاہ کو تاب نہ رہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ نائکہ کو اُس کمرے مین جلد لے جائے وہ فوراً نائکہ کو وہان لے گیا بادشاہ بھی اُٹھ کر وہان گیا نائکہ نے نذر دی بادشاہ نے نذر معاف کر کے خلعت فاخرہ دیا اور ایک توڑا اشرفی کا عنایت فرما کر ارشاد کیا کہ اپنی نوچی کو یہان بھیجدے ہم اُسکا محل کرین گے جاگیر مین علاقہ دین گے اُس نے کہا بہت خوب زہے نصیب میرے یہ کہکر بلائین لین اور کہا واری ابھی وہ الڑھ ہے اُسکو زیادہ ستانا نہین کیونکہ چھوٹی آنکھ کا ایک دیدہ ہی مجھ نہ دیکھی کھٹیا ہے اپنی روح مین اُسکو سمجھتی ہون مین سچ کہون مجھ سے اُسکا تڑپنا نہ دیکھا جائیگا بادشاہ نے کہا بی جی تم گھبراؤ نہین بہت چین سے وہ رہے گی نائکہ وہان سے شاد باہر آئی ملازمان بادشاہ نے جلد طائفہ بدلوا دیا انجمن مین تو اسی طرح ناچ کا جلسہ رہا اور مرادن کو نائکہ سمجھاتی دم دلاسا دیتی گہنے کا لالچ دلاتی بادشاہ پاس لائی یہان شبستان آراستہ ہوئی اسباب عیش ونشاط مہیا ہو گیا مرادن مسند پر پہلوے بادشاہ مین بیٹھی نائکہ پاس سے جانے لگی مرادن بھی اُٹھی کہ امی جان مین بھی چلتی ہون اکیلے مین مردوے پاس مجکو چھوڑ کر آپ کہان جاتی ہین بادشاہ نے ایک عطردان جواہر کا جو مور کی صورت پر بنا تھا اور فوارہ کی طرح چھوٹتا تھا اُٹھا کر مرادن کا ہاتھ پکڑ کر کہا لو یہ لو انھین جانے بھی دو بس اس نازک بدن نے وہ عطردان لیا اور بادشاہ کی گود مین بیٹھ کر پیچ اُسکا کھولنے لگی نائکہ چلی گئی شاہ نے گلے سے لگایا اور بوسہ رخسار لینا چاہا اسنے منھ ہٹا لیا اور کہا واہ تم ہم کو پیار کرنے والے کون ہو ہماری امی جان نے منع کر دیا ہے کہ پیار کسی کو نہ کرانا بادشاہ نے یہ بھولا پن دیکھ کر کہا کہ پھر دیکھا کروگی بتاؤ تو آگے ،، تم قیامت ابھی سے ڈھاتی ہو ،، یہ کہہ کر اُسکے شلوار بند پر ہاتھ ڈالا اُس نے تیوریان چڑھا کر کہا واہ تم مجکو کیا ننگا کروگے یہ عطردان اسی واسطے تم نے دیا ہے بھاڑ مین جائے عطردان لو اپنا دھر چھوڑو اے لو اب مین سمجھی امی جان کہا کرتی تھین کہ ننگا کر کے مردوے جورو بناتے ہین ہان ہان یہی بات ہی بس بس مین تاڑ گئی سو یہ ہونا نہین یہ کہہ کر آنکھون مین آنسو بھر لائی اور آپ ہی وہ آنسو پونچھے ہاتھ مین سرمہ کا سفوف بیہوشی بھرا ہوا تھا آنسو جو پونچھے گال پر وہ سفوف لگا لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کاجل بہ آیا ہی اور گال مین بھرا ہی بادشاہ نے ہاتھ گردن مین ڈالے اور کہا رو نہین اے جانی میرے دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہین اس نازک بدن نے رخسار پر رخسار رکھ دیا اُسنے بوسہ گال پر لیا کاجل ہونٹون مین اُسکے بھرا اور کچھ ناک مین بھی لگا ایسا تیز سفوف تھا کہ دماغ اسکی خوشبو کا متحمل نہ ہو سکا فوراً ناک مین بھرتے ہی تڑاق سے اُسکو چھینک آئی اس شوخ نے کہا ودی مجکو چھینکتے ہوئے تو پیار نہ کرد نہ صاحب ناک اپنی ملدو یہ کہہ کر خشکی سے ناک بادشاہ کی آپ ملدی وہ دو تین چھینکین مار کر بیہوش ہو گیا اس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر اس جگہ ٹھہر کر صورت اپنی اُسکی ایسی بنائی تاج سر پر پہنکر اُسکی زبان مین سوزن دیکر خوب بیہوش کر کے تیغے چھپا دیا اور آپ باہر آکر کمرہ بند کر کے ملازمون کو حکم دیا کہ اسمین معشوق ما بدولت آرام کرتی ہے خبردار اندر اسکے کوئی نجائے ملازمون نے پہرا کر لیا اور یہ وہان سے آکر تخت شاہی پر انجمن مین بیٹھا نائکہ مرادن کی اپنے بستر پر چلی گئی وہان اتفاق سے کسی نے اُس دری کو بھی کھولا کہ جسمین مرادن

لیٹی ہوئی تھی اُسکو بہ ہئیت اُسی طرح بیہوش نائکہ کے سامنے لایا اُسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مرادن نے حال کہا کہ مردھے نے مجکو یون گلوری کھلائی تھی پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا ہوا نائکہ دل مین اپنے ڈری کہ بادشاہ دیکھیے میرا کیا حال کرتا ہی وہ شاید کوئی عیار ہے جو شاہ کے پاس مرادن بنکر گیا ہے اب مناسب ہے کہ چُپ ہو رہ کسی سے یہ حال نہ کہہ دیکھ تو کیا ہوتا ہے پھر خیال آیا کہ مبادا بادشاہ کو کچھ پتری سازش عیار سے ثابت ہو اور تجکو ضرر پہونچائے بس تو بادشاہ سے چلکر مرادن کا بیہوش ہونا اور جملہ کیفیت بیان کر دے یہ سوچ کر وہان سے چلی اور دربار مین آئی یہان بادشاہ نقلی کو تخت پر بیٹھے دیکھا فرط رعب سے کچھ عبارت نہ کر سکی چپکی کھڑی رہی لیکن بادشاہ یعنی عیار نے سب اہل دربار افسران لشکر و وزیران سلطنت سے فرمایا کہ مین تم لوگون سے داد طلب ہون اس امر کا کہ اگر طلسم کشا کا کوئی طرفدار یہان آکر ہمکو ضرر پہونچائے اور اُسکو قید سے چھڑا لے تو دین اُسکا سچا ہے یا نہین سب نے عرض کیا کہ بیشک دین اُسکا برحق ہے شاہ نے فرمایا کہ اُسکا اقبال ایسا بلند ہے کہ خداوند سکندر کو اُسنے مارا شہر جام کو تسخیر کیا دایہ قتل ہوئی مرحلہ ناہید توڑا اگر قید بھی ہوا تو بظاہر رہائی کی کوئی تدبیر نہین لیکن بباطن وہ قید نہین ہے اگر ہم اُسکو قتل کرینگے تو قتل نہ ہوگا اور اُسکو جو کوئی ضرر پہونچائے گا دادا اُسکا **حمزہ** قاتل کی ذریات کو بھی زندہ نہ رکھے گا اور **عمرو** عیار جو شاہ جادوان **افراسیاب** سے لڑ رہا ہے آفت ڈھائیگا سوا اس کے باپ بھائی وغیرہ اس شہزادے کے صاحبان ملک و مال ہین دیوکش باطل کنندہ سحر و طلسمات ہین وہ نہین معلوم کہ کیا قیامت برپا کرین گے لہذا مین تو مطیع اسلام ہوتا ہون تم سب اُس مقدمہ مین کیا کہتے ہو۔ ہر ایک نے عرض کیا کہ جو آپنے فرمایا بہت درست ہے ہم سب آپ سے عرض نہ کر سکتے تھے اب جو حضور اس شہزادے کی اطاعت پر آمادہ ہین تو ہم بدل راضی ہین یہ سُننا تھا کہ اسنے حکم دیا شہزادہ کو سامنے لاؤ ملازم قریب لائے اسنے سر قدم پر اُسکے رکھا اور قید سحر کو دفع کرا کر رہا کرایا سب رفیق شہزادہ بھی رہا ہوے ملکہ **بنفشہ** کو رہا کر کے محل مین بھیجا ادر نے اُسکی بادشاہ کا مطیع الاسلام ہونا سنکر خوشی کی کہ دختر کی جان بچی بیٹی کی بلا مُین لین سب محل کی عورتون مین صداے مبارکباد بلند ہوئی دربار مین شہزادہ **قاسم** نے ہر سردار لشکر اور اعیان مملکت کو مطیع الاسلام کیا جو اکابرین شہر جشن مین حاضر تھے سب نے اطاعت کی شہر مین غلغلہ بانگ و صلوٰۃ بلند ہوا وہ جشن جو قتل کے لیے ہوا تھا فسخ ہوگیا **بران** سے بادشاہ نقلی نے لوح طلسم مانگ کر شہزادہ کو دی جب لوح قبضہ مین آچکی اسوقت بادشاہ نے نعرہ کیا کہ جو کوئی مجھکو جانتا ہے جانتا ہے اور جو نہین جانتا ہے وہ اب جانے کہ مین ہون **سیارہ** بن **عمرو** عیار شہزادۂ نامدار شاہ طلسم کو مین نے گرفتار کیا ہے اب تم سب کی کیا صلاح ہے ہر ایک نے عرض کیا کہ واقعی شہزادہ صاحب اقبال ہے ہم سب مطیع ہو چکے ہین فرمانبردار ہین یہ کلام اُن سے سنکر عیار مذکور مطمئن ہوا اس انتظام مین آخر وہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور کو مثل شاہزادۂ خاوری عیار زہرے نے قید طلسم شب سے رہا کر دیا کہ

نظم

چو برزد سر از کوہ رخشان چراغ	زمین شد بگہر دار زرین ایاغ
نہادند بر چادر لاجوزد	تو گفتی کہ جامے زیاقوت زرد

وقت سحر شہزادۂ نامور نے بادشاہ طلسم کو کمرے سے نکلوایا وہ ہوشیار ہو کر قید آہن پہنے بندھا سامنے آیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ہر سمت دیکھا کہ یہ کیا غضب ہوا اور یہ کیا انقلاب ہوگیا کہ میری جگہ پر طلسم کشا اور اُسکی جگہ پر مین آگیا واہ رے سپہر بازیگر

دار گون جیسا تو اوندھا ہے ویسی ہی عقل بھی اوندھی رکھتا ہے جو کچھ تو کرتا ہے الٹی ہی کرتا ہے شام عشرت کو صبح مصیبت کرتا ہے انجمن عیش کو خانہ تعزیت بناتا ہے یہ کیا تیرا معمول ہے کہ مقتول قاتل قاتل مقتول ہے دوست سب غیر مین دشمن کی طرح دلون مین سب کے بیر ہین ہنسنے والون کو رُلاتا ہے رونے والون کو ہنساتا ہے کہ بموجب **ابیات**

چنین ست کردار چرخ بلند | دل اندر سرائے سپنجی مبند | یکے گنج یابیم از وگاہ رنج
پس از ہر دور رفتن سرائے سپنج | سرانجام بستر بود تیرہ خاک | یکے را فراز و یکے را مغاک

حاصل مرام عیار شہزادہ عالیمقام نے شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ دیکھا تو نے قدرت خدائے قادر مطلق کو کہ شہزادہ کو کس طرح تجھ پر غالب کیا اب کیا کہتا ہے اطاعت اسلام مین تجکو شرم نہین آتی کہ اُس بندۂ نجس یعنی سکندر کو پوجتا ہے کہ جس کو مین نے تیرے سامنے کس ذلت کے ساتھ قتل کیا اور اُسکا خون تیرے ماتھے پر لگایا ارے خدائے برحق وہ ہے کہ جسنے اپنی قدرت دکھانے کو ہمین تجھ پر غالب کیا طلسم عالم کو بنایا باغ دنیا مین کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے نیرنگ اپنی قدرت کے دکھائے مالک الملک نے کسی کو دم بھر مین تخت عزت سے اُتار کر ذلیل و خوار کیا کسی کو خاک مذلت سے اُٹھا کر تاجدار کیا **نظم**

کسے را کہ خواہد کند ارجمند | الٰہ مان او لیست گیتی بپاے | ہم او بست بر نیکوے رہنماے
بلندی و ژرفی و مہر آفرید | زلستی برآرد بچرخ بلند | بدان دادگر کو سپہر آفرید
| خداوند کیوان و خورشید و ماہ | خداوند پیروزی و دستگاہ

جب حمد الٰہی اس طرح زبان پر جاری کی زنگ کفر آئینہ خاطر شاہ طلسم پر سے دور ہوا بادۂ وحدت کے نشہ کا سرور ہوا زبان ایما سے بیان کیا کہ مجکو رہا کرو مین مطیع الاسلام ہوا شہزادہ کا بجان و دل غلام ہوا عیار نے اُسکو کھول دیا زبان سے سوزن نکالا شاہ نے بھی شہزادہ کے قدم پر بوسہ دیکر سر رکھ دیا شہزادہ نے سر اُسکا سینہ سے لگایا طنطنہ شادی و غلغلۂ مبارکباد دی بلند ہوا نئے سر سے جلسۂ عیش و مسرت کی بنیاد ہوئی تاآنکہ مرادن کی حاضر دربار بھی بصدق دل مسلمان ہوئی تمام شہر مین اسلام شائع ہوا بعد فراغ جشن عشرت شہزادۂ پرشوکت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمین معلوم ہوا کہ یہ طلسم کو بانیان طلسم ہوش ربا نے ایک تحفہ رکھنے کیلئے بنایا تھا اس لیے بہت سے مرحلے اسمین قائم نہ کیے تھے صرف ایک مرحلہ بنایا تھا اور وہ تحفہ رکھ دیا تھا اور اس مقام کو آباد کرکے ایک بادشاہ مقرر کردیا تھا اور لوح قلعہ جام مین رکھ دی تھی راستہ دونون قلعون کا مسدود کردیا تھا اب تو نے جو دو مرحلے شکست کیے طلسم کے بانے والون نے نہ بنائے تھے بلکہ اس شاہ طلسم کے بنائے تھے اسی وجہ سے وہان کچھ نیرنگ نہ تھا ساحرون کے سحر کا ڈھکوسلا تھا لہذا اُس مقام کو کہ جہان مسکن رہتا تھا بالکل کھدوانا چاہیئے زیر زمین ایک قصر عالی بنا ہوا ہے وہی مقام ہوا یا ہوا بانیان طلسم ہوشربا کا ہے اسی جگہ خزانہ اور مال و اسباب طلسمی رکھا ہے اور وہ تحفہ کہ جس کے لیے یہ طلسم بنا ہے اسی جگہ ہے۔ یہ حال لوح سے معلوم کرکے شہزادہ دیباچہ مع بادشاہ و ارکان مملکت مکان مذکور کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بجادون کو بھی مطیع الاسلام کیا اور حکم دیا کہ اس گنبد کو منہدم کردو حسب الحکم ہزار ہا بیلدار مشغول کار ہوا دم بھر مین نشان بھی اُسکا باقی نہ رکھا جب زمین کئی گز نیچے کھدی ایک کاخ رفیع پر از نقش و نگار بنا ہوا ظاہر ہوا کہ شکوہ عالم پر نیرنگ مین ایسی نگارستان رنگین کوئی نہ تھی ایوان عظیم الشان ہر دالان مین

زرنشین بصد فر و تمکین بنی تھی طاق دلبری و خوبی میں طاق عمدگی سے جفت محرابوں کی قیمت میں دل و جان بھی مفت گردُن
قصر کے ہزارہا برج و گنبد تعمیر تھے خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر تھے صحن مکان میں باغ رنگین و پربہار لگا دل اُسیر رشید اُٹھا پھولوں کی
جان تہ عجب طلسمی وہ ایوان اور بوستان تھا کہ ہر بلبل دل کو سکی سیر کا ارمان تھا **نظم**

بدو اندر ایوان گوہر نگار
برا از اندرون چند گونہ گہر
زمین درخشان تر از چرخ ماہ
ز رشکش ہمہ خاک زرینش خشت

بدو اندرون کاخ و ایوان و باغ
یکے گنبد از آبنوس و زعاج
ز باغ و ز میدان و آب روان
اندرش ز یاقوت و آبش گلاب

بیک دست رود و بیک دست باغ
بہ پیکر ز پلپستہ شیر و ساج
ہمی تازہ شد پیر گشتہ جوان
زمینش سپہر آسمان آفتاب

یکے کاخ دید اندرون شہریار
ہمہ طاقہا سر بسر سیم و زر
جگر دید برگرد آن کاخ شاہ
کسے کو ندید است خرم بہشت

اُن ایوان عظیم میں جو گرد اگرد اُس کاخ بزرگ کے تھے گنج شایگان و خزانہ فراوان تھا صندوقہائے پر از جواہر و خمہائے زر و خفتان و خود یاقوت
احمر کے رکھے تھے مرکبہائے پری پیکر رفتار میں ہمسر صرصر بندھے تھے اور اندر مکانات کے پریزادان طلسم و نازنینان گل اندام
وسیمن بو رہتی تھیں اور وہاں راستہ طلسم ہوشربا میں جانے کا تھا کہ وہ لوگ آمد و رفت رکھتے تھے شہزادہ سب تماشا
ملاحظہ کرتا ہوا قریب ایک گنبد کے آیا کہ وہ طلائی تھا اور قفل اُسمین لگا تھا وہان لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو قفل سے لگا دے
دروازہ کھل جائیگا اندر اس گنبد کے جانا طلسم بنا پائیگا بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شہزادے نے
لوح کو قفل سے لگا کے دروازہ وا کیا اور اندر قدم رکھا عجب تماشا نظر آیا کہ ہر سمت آئینے دیواروں میں لگے ہیں فرش دیبا
بچھا ہے تخت یاقوت نگار گسترده ہیں اُن تختوں پر پری پیکران مہر صورت و معشوقان قمر طلعت بیٹھی ہیں مگر سب پتھر
کی ہیں اور ایک سمت سب تختوں سے خوبی میں دوچند جائے بلند پر ایک تخت بچھا تھا اُسپر ایک عورت
نہایت حسین بصد فر و تمکین بیٹھی تھی ناز اُسکا غلام شوخی اُسکی کنیزی کا دم بھرتی تھی اور وہ مایۂ ناز گیسوے دراز اپنے کھولے
بھی اور زار زار برنگ ابر بہار روتی تھی یہ ماجرا اٹھا **نظم**

ازین سو ز انسو پرستندگان
زمان تا زمان دست بر یار وے
کہ بگریست بر حال خود زار زار

پس پشت و پیش اندرون بندگان
سر خسکے ز مژگان ببندد از وے
دو رخ سرخ و مژگان چو ابر بہار

نشستہ بلے خوب بر تخت ناز
نشستہ بران تخت بے گفتگو
ہر آنکس کہ دیدی مراد از دو...

پر از شرم با جامہای دراز
بگریان زنے ماند آن ماہرو
زنے یا پری خیفتہ پر ز نور

شہزادۂ والا گہر جب ان سنگین پیکروں کے قریب آیا تجانہ آذری
کا نقشہ پایا ہر ایک صنم سنگدل کی صورت پتھر کی تصویر تھی حسن میں بے نظیر تھی واقعی بدر منیر تھی دہن غنچہ رنگ اُن کے
شہزادہ سیار باغ طلسم کو دیکھ کر کھل گئے سب قہقہہ مار کر ہنسیں شہزادہ بھی اُنکو ہنستے دیکھ کر ہنسنے لگا اور یہی طلسم اُن تصویروں
میں ہے کہ جو وہ کریگی آنے والا بھی یہاں کا وہی کریگا شہزادہ از بسکہ مالک لوح طلسم تھا ہنسنے پر اُن کے ہنسا تو لیکن
ساتھ ہی لوح کو بھی دیکھا معلوم ہوا کہ اے فاتح طلسم یہ تصویریں ابھی تو ہنستی ہیں کچھ دیر میں روئینگی اور وہ عورت جو
سب کی افسر بنی ہوئی تخت پر بیٹھی ہے اُسکو یہ سب رو رو کر سمجھائینگی پس اس دعا کو جو حاشیہ لوح پر لکھی ہے تو ورد زبان
کر اور جیکا کھڑے رہ کر انکی باتیں سُن کہ وہ سب تیرے کام آئینگی اور دعا کو پڑھنا موقوف نہ کرنا ورنہ اگر یہ روئینگی تو گریہ
تجھپر بھی طاری ہوگا اور یہاں تک روئیگا کہ مثل تجھپر ہنسیگی روتے روتے جان جائیگی شہزادے نے یہ معلوم کرکے جلد

دعائے حاشیۂ لوح کو یاد کر کے پڑھنا شروع کیا کہ ہنسنا موقوف ہوا ادھر وہ سب قمر پیکران سنگین بدن یکایک ہنستے ہنستے
منہ پر آنچل دوپٹون کے لیکر رونے لگین اور اپنی جگہ سے اُٹھکر اُس تخت نشین کے پاس آئین گرد تخت پھرین بلا گردان ہوکر
گویا ہوئین کہ اے بیوی مسافر کے پیچھے رونا زبون ہے یہ اچھا نہین شگون ہے ایک بولی کہ سامری تیرے وارث کو زندہ پھر لاکر
ملائین گے دوسری نے کہا اس بھڑوے افراسیاب نے سارا طلسم برباد کرایا ہمیشہ جورو کی بغل مین پڑا رہا کچھ خیال ملک و
مال نہ رکھا تیسری نے جواب دیا کہ اب جو سلمانون نے میخ ماری ہے تو تیرا امیر اگھر اجاڑتا ہے ہر ایک کو لڑائی پر بھیجتا ہے پھر یہ
فکر نہین ہے کہ کوئی کیا کرتا ہے مرتا ہے کہ جیتا ہے چوتھی نے کہا اُسے یہی تو غضب ہے اور رونا کا ہیکا ہے ہمارے میان گوہر
سلک عقدہ جاگیر جادو کو حمزہ سے لڑنے بھیجا ہے اُسکے بیٹے نے ہماری بی بی ملکہ سنگین بدن کے تمام گھر کو
غارت کر دیا ہے اور اب ملکہ موصوفہ سے تیغۂ گوہر نگار لینے آیا ہے انھین سے اور بولی کہ اس مرے لیے افراسیاب نے ذرا بھی خبر نلی
کہ طلسم کو ہر گرہ پر کیا گذری پھر اور ایک نے کہا اب ہوا ہے وہ خبر لے یا نہ لے جو ہونا تھا وہ ہوگیا اور عورت بولی کہ یہ رونا دھونا
موقوف کرو شاہ جادوان خبر نہین لیتا تو نہ لے بنیرۂ حمزہ ایسا اور فا ہم سب کا یہان آگیا ہے اب اسکی منت خوشامد کر کے اپنی
جان بچاؤ یہ کلام اُس عورت کا سُنکر وہ تخت نشین اُٹھی اور شہزادے سے آنکھ ملا کر گرم تکلم ہوئی کہ اے شہزادۂ ذیجاہ ہم غریبون
کے پشت پناہ یہان تشریف لائیے ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم فرمائیے اس آن واد سے یہ کلمے اُس گل پیرہن سنگین بدن
نے کہے کہ کیسا ہی سنگدل ہو تو موم ہو جائے شہزادے نے فوراً لوح کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اس عربدہ جو سے کہہ کہ تو مجکو کلید اُس
صندوق کی جسمین تیغۂ گوہر نگار ہے دے تو مین تیرے پاس آؤن اور تیرے کہنے کو مانون شہزادہ نے حسب ہدایت لوح فرمایا کہ اے
مایۂ ناز و سراپا انداز سبب ہے کہ مین نے تیرا جمال حور مثال دیکھا ہے کیا کہون جو کچھ حال میرے دل کا ہے مگر ناچار ہون کیا کرون
عہد کر چکا ہون کہ تیغۂ گوہر نگار جبتک پاؤنگا کسی محبوب کے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور کسی تیغ ابرو کا گھائل نہ ہونگا بس تو مجھے
کلید صندوق تیغۂ مذکور عنایت کر کہ اپنی مراد کو پہونچون اور جو کچھ تو ارشاد کرے بجا لاؤن اُس زن طلسمی نے یہ سنکر تیغ ابرو کو
کج کیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہیہات ہیہات کہا وہ سب پتھر کی پتلیان شہزادے کو سمجھانے لگین کہ اے شہزادۂ جوان بخت
جو کوئی اپنے سے محبت کرے ترسانا اُسکو نہ چاہیئے غم مفارقت مین رُلانا نہ چاہیئے یہ بیچاری آفت کی ماری کیا جانین کہ تیغہ
کہان رکھا ہے اور کنجی کہان ہے سارا گھر لُٹ چکا ہے ہزارہا کنجیان انکے پاس ہین ان کو کیا معلوم ہے کہ آپ کسکی کنجی مانگتے ہین
شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ تو کہہ وہ کنجی مین مانگتا ہون جو انکے جوڑے مین ہے شہزادہ نے یہی کہا کہ انکو اگر میری
تمنائے ملاقات ہے تو مجکو وہ کنجی دین جو اُن کے جوڑے مین ہے ان پتلیون نے کہا اے میان اُس کنجی کو یہ کیون دینگی کہ اُسمین تو
اُن کے شوہر کی جان ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر یہ شوہر پر اپنے فریفتہ ہین تو پھر مجھ سے محبت کرنا بیکار ہے مین شراکت کی اُلفت
نہین کرتا ایک دل دو طرف نہین ہوتا اس تخت نشین عورت نے ان پتلیون کو گھڑکا کہ کیا بیہودہ تقریر کر رہی ہو میرا شوہر
کون ہے مین تو اسی شہریار کی دلدادہ ہون یہ کہکر شہزادے سے کہا اے یار دلنواز آئیے تشریف لائیے جو آپ مانگتے ہین مین
وہی دونگی شہزادہ نے اسکے اقرار کرنے سے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اسکے پاس جاؤ ہزارہا کنجیان تمھین دکھلائے گی تم
سب کنجیون پر عکس لوح ڈالنا جو کنجی کہ شمع کی طرح روشن ہو جاوے وہ لے لینا یہ زن مکارہ اس کلید کو تم سے چھیننا چاہے گی

فوراً لوح طلسم کو اسکے جسم سے مس کرنا اور رنگیر نگی طلسم کا تماشا دیکھنا یہ معلوم کرکے شہزادے نے قدم آگے بڑھایا اور کہا اے ملکہ تمھاری محبت نے مجکو دیوانہ بنایا ہے اُسنے بھی آگے بڑھ کر دست نگارین سے ہاتھ شہزادے کا تھاما اور کہا **فرد**

مہربان یار جفا کار ہوا ہے مجپر ٭ دل مضطر کا ہے اب میرے خدا ہی حافظ ٭

غرضکہ دونون ہنستے ہوئے بالائے تخت پہونچے اُس بُت نے رام ہو کر گردن مین باہین ڈالدین پیشانی و رخسار کے بوسے لینا چاہے اس خودکام نے منھ ہٹا کر کہا واہ اے پیمان شکن ابھی سے وعدہ اپنا فراموش کیا **بیت** او تغافل شعار و عیار ٭ او فراموش کار عاشق زار ٭ جلد میرے سوال کو پورا کر اُسنے اس کلام پر ہنس کر جوڑا اپنا کھولا اور ایک ہار کئی ہزار کنجیون کا نکال کر سامنے رکھا شہزادے نے لوح کا عکس سب کنجیون پر ڈالا ایک کنجی بہ قدرت فروغ بخش مشعل شمع و قمر برنگ شمع منور ہوگئی شہزادے نے وہی کلید ہاتھ مین لیکر ہار سے نکالنا چاہی اُسوقت تو وہ عورت اُسکے ہاتھون سے لپٹ گئی اسنے لوح طلسم اسکے سینہ و شکم مین لگادی پھر تو آواز مہیب آئی اور سر اُس عورت کا پھٹ گیا اسمین سے دھوان نکلنے لگا اسی طرح ہر ایک پتلی کا سر شق ہوا وہ مقام توپخانہ بنگیا قلعہ حسن سے توپین چھوٹنے لگین فتح طلسم کی خوشی مین شہزادے کی سلامی اُڑنے لگی تادیر آوازین مہیب آیا کین آخر وہ سب پتلیان مع اُس زن تخت نشین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھریان ہوگئین دھوان سمٹ کر کوئلے کی طرح ہوا اور ایک سمت صدا دیتا ہوا چلا کہ اے طلسم کشا مین مدت سے قید تھا تیری بدولت رہا ہوا تو بھی یہان اب نہ ٹھہر مال طلسمی لیکر اپنے دادا کے لشکر مین جا کہ وہ آفت مین مبتلا ہے مصیبت مین گھرا ہے یہ آواز دے کر دھوان غائب ہوا شہزادہ وہ کنجی لیکر اپنے رُفقا کے پاس آیا اور اس قصر کے گنبد و برج کو کھلوایا ہزارہا خمہائے زر قلا بون سے لگے دیکھے ہزارون صندوق پر از جواہر رکھے پائے نقارون کی طلائی اور نقرئی جوڑیان نکلین صندوقون مین خفتانین اور اسلحہ جواہر نگار بھرا پایا اور ایک صندوق طلائے احمر کا ایک تخت پر رکھا تھا جسپر غلاف مخمل کا جواہر دوز چڑھا تھا شہزادے نے اسی کلید سے جسکا ذکر اول مین بیان ہوا اس صندوق کو کھولا ایک تلوار آبدار و دشمن شکار اسمین رکھی تھی جسپر دستہ جواہر جڑا تھا موتی اُسمین لگے تھے نیام مین بھی موتی ٹنکے تھے شہزادے نے خوش ہو کر اُس شمشیر کو لیا اور کھینچکر دیکھا عجب جوہر دار تیغہ پایا کہ دیدۂ جوہر مریخ پر آنکھین نکالتے تھے زبان تیغ ہندے و فلک کے لٹکاتی تھی **نظم**

اس تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر ٭ چلنے مین وہ بھی زبان طرار
یا دامن کہکشان مین اختر ٭ کھنچنے مین بھی صاف دامن یار
حرفون بے مثال کیون نہ مین دون ٭ الکدم ہوا جو اس سے صحبت تیر
لکھا ہے قضا نے قصۂ خون ٭ لیلے سے ہو قطع اُلفت قیس

بعد اس تیغہ پر قبضہ کرنے کے اور تمام اسباب طلسمی کو نکلوایا ایسی متاع خوب کو پایا کہ **ابیات**

زدیباج و دیبا و خز و حریر ٭ زعود و زعنبر زمشک و عبیر
دو فرشی درفشان زدیبای چین ٭ کہ پیدا نبودی زدیبا زمین
جہلہ زدیبای زربفت گون ٭ کشیدہ زبرجد بر اندرون
ایا ہر یکے افسر شاہوار ٭ صد اسپ و صد اشتر ترین و بیالہ
ہم از بارہ و گوہر شاہوار ٭ ہم از طوق و از افسر و گوشوار
بصد مرد فرزجاے برداشتی ٭ زہامون بگردون برافراختی
زدینار و گوہر زطوق و زتاج ٭ ہمان مہد پیروزہ و تخت عاج

پھر یہ شہریار با تمکین و وقار بارگاہ مین تشریف لایا اسی طرح کا جیسا پہلے جلسۂ عشرت جما تھا ہنگامہ مسرت آراستہ فرمایا اسی جشن نشاط مین ملکہ بنفشہ سے اپنا اور وزیرزادی سے

اُسکی ستارہ عیار کا عقد کیا دن بھر داد عیش دیتا رہا جب عروس شب افشان ستاروں کی چُنکر دولھن بنی اور آفتاب سہرا خطوط شعاع کا باندھے حجلۂ مغرب میں بہر آرام گیا کہ **نظم**

ہوا افسانہ کش ہر گیسوئے شام | فراج شاہ نے آرام چاہا | ہوس نے دل کی اپنا کام چاہا | کیا مشاطگی کا شوق نے کام

شہزادہ عیار حجلۂ عروسی میں داماد بنے ہوئے بصد اشتیاق آئے یہاں کی تیاریاں اور آرائش بیحساب کا کیا شمار ہو شبستان کے صحن میں اشجار جواہر کے اور گلدستہ رکھے تھے شمیم گل کا دریا بہ رہا تھا مسہریاں لاجواب پھولوں سے ملو تھیں اور پھولوں کے کھڑے تھے جواہر آگین پلنگ آراستہ تھے عود و عنبر سُلگ رہا تھا قرابے گلاب و کیوڑے کے مولکے رنچپر رکھے ہوئے تھی عطر کی شیشیاں خوشبو انگیز تھیں مسندیں زرریز تھیں جام و سبو بادۂ ارغوانی مہیا معشوقیں بناؤ سنگار کرکے مسندوں پر جلوہ فرما کنیزان سہ پارہ سرگرم کار و بار یہ کیفیت و بہار آشکار **نظم**

شہ قاسم شہنشاہ خوش اقبال | کہ تھا مشتاق معشوقہ بہر حال | شبستان میں ہوا پھر جلوہ افروز | چلا جام شراب فرحت اندوز
بھرا سینوں میں تھا جوش محبت | ہوئے دونوں ہم آغوش محبت | بہم تھے بادۂ مستی سے مدہوش | وہ کھل کھیلے یہاں ہو کر ہم آغوش
پڑا شلوار پر بے ساختہ ہاتھ | کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ | ہوئی رجسدم جدا پاؤں سے شلوار | ہوا پیدا ستارہ اسمیں دمدار
دہن تھا قفل غنچہ اسکا بستہ | نہ تھا بوئے چمن کو جسمیں رستہ | ادھر بھی تھی وہ شاخ گلفشاں تیر | چھٹا گوشہ سے جو یہ بیکیان تیر
گرا فوارۂ نیسان صدف پر | خشال تیر جب پہونچا ہدف پر | بر آیا کام دل حسب تمنا | ملا آرام دل حسب تمنا
رہا شب بھر یہی عیش جوانی | ہوا روشن چراغ آسمانی | ستاروں کے بجھے آئے ستارے | ہوئے نظروں سے پوشیدہ وہ سارے

جب چادر سحر چادر رلنگ عروس خون شفق سے رنگین ہوئی یہ ظاہر تھا کہ عروس دہر کا ازالہ بکر ہوا ہے شہزادہ شبستان سے اٹھکر حمام میں گیا اور نہا دھوکر فریضہ نماز سحر ادا کیا ملکہ بھی نہائی دھوئی وزیرزادی بھی خلوت سرا سے باہر آئی ہمنشینیں چھیڑ چھاڑ کرنے لگیں قہقہے اڑنے لگے جلسۂ عشرت جا بہاں تو یہ رنگ تھا ادھر شہزادہ عیار نے دربار میں آکر اپنے مقام پر جلوہ گستری کی سرداروں نے آکر تسلیم کی بادشاہ طلسم اور وزیر نے خلعت دامادی پایا شہزادے نے ملک جام کی حکومت **عقاب** کو عنایت کی شرارہ کو قلعۂ نافرمانیہ عطا فرمایا بادشاہ کو اسی طرح حاکم طلسم کی زمین کا رکھا جب انتظام سب کر چکا حکم تیاری لشکر دیا ملک **سلطان** تاج بخش کو اپنے ہمراہ لیکر خفا نہائے طلسمی لشکریوں کو عنایت فرماکر ساٹھ ہزار سواران جرار آزمودہ کار کو آراستہ فرمایا ڈنکے بجے نائے ترکی کا شور بلند ہوا ارابے زر سرخ و سفید سے لد گئے بارگاہیں طلسمی فیلوں پر بار ہوئیں شہزادہ آپ بھی آراستہ ہوکر تیغ طلسمی زیب کمر فرماکر مرکب پری پیکر پر سوار ہوا ملکہ بنفشہ کو سکھپال میں اور رانیوں کنیزوں وغیرہ کو چوپہلوں میں بٹھاکر بڑے کر و فر و عظم و شان سے کوچ کیا شاہ طلسم بھی کچھ دور کے لیے ساتھ چلا **نظم**

چو برخاست آواز طبل رحیل | بخاک اندر آمد سر شیر و پیل | ز گوران از ہند و از چین و روم | ز ہر کشورے کان بد آباد و بوم
غلام و پرستندہ از ہر درے | ز دیبا و یاقوت و ہر گوہرے | ز دینار و گنجش کرانہ نہ بود | چو خرد اندر زمانہ نہ بود
دگر پیل جنگی ہزار و دویست | کہ گفتی ازان در زمین جائے نیست | دگر اسپ جنگی چہل و شش ہزار | کہ بودند ہمراہ آن شہریار
دگر دہ ہزار اشتر سرخ موے | کہ کس را نبود آن زمان یک جوے | دہ و دو ہزار اشتر بار کش | عماری کش و گامزن شصت و شش

سواران جنگی ہزاران ہزار | طلسمی و از ساحران بے شمار
ز کرسی و خرگاہ و پردہ سرائے | ہمان خیمہ آخور و چارپائے
چو از کوہ و از دشت برداشت بہر | ہمی رفت شادی کنان سوے شہر
ز نالیدن بوق و بانگ سرود | ہوا گشت ز آواز بے تار و پود

باین کر و فر و عظمت و جلال یہ اختر آسمان اقبال اس سرزمین طلسم سے نکلکر بیشہ حیرت مین تشریف فرما ہوا یہان وہ قلعہ لور سبحان سبزہ زار و دریا جو علامت طلسمی تھی وہ سب غائب تھی پہاڑ کے دامن مین سرداران شہزادہ اُترے ہوے تھے آمد سے اپنے مالک کی خوشنود ہو کر حاضر خدمت ہوے ہمایون بن شداد و غیرہ سوارون کو دیکھا کہ میرے غم ہجر مین لباس فقیری پہنے مین شہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیا یہان زوجہ ملک سلطان کے جاسوس خبر کو حاضر تھے وہ دوڑ کر دولت ملکہ مذکور پر آئے اور خبر آمد شہزادہ دیگر ملکہ کو مسرور کیا وہ اُسیوقت سوار ہو کر شہزادے کے پاس آئی اور خیمہ مین شہزادہ کو بلا کر گرد پھری نثار ہوئی اور قدم پر سر رکھکر منت کنان عرض پیرا ہوئی کہ بھتیا ایک شب میرے غریبخانہ پر قدم رنجہ فرمایئے کہ مین اچھی طرح آپ کو دیکھ لون شہزادے نے کہنا اُس کا قبول کر کے کوچ کیا ملکہ موصوفہ سبقت کر کے برائے انتظام آرائش ملک و ایوان روانہ ہوئی اور قلعہ مین آکر فوج کو بہر استقبال روانہ کیا توپخانہ تیار ہو کر سلامی اُڑنے لگی طبل بشارت پر چوب پڑی تمام شہر مین غلغلہ بلند ہوا کہ ہمارا بادشاہ جو طلسم مین قید ہو گیا تھا آتا ہے اور وہ شہزادہ جسنے شہزادی کو پنجہ زنگی سے چھڑایا تھا بادشاہ کے ساتھ ہے وہی شاہ کو طلسم سے رہا کر کے لایا ہے اس خبر کے منتشر ہونے سے تمام رئیسان و ساکنان شہر سواری دیکھنے کو سرراہ جمع ہوے زن و مرد کا در و بام پر ہجوم ہوا ملکہ شہر کے حکم سے شہر آئینہ بند ہوا یہ عالم تھا کہ

نظم

بفرمود تا گاو دم بردرش | دمیدند و پر بانگ شد کشورش
بہ بستند آذین بہ بیراہ و راہ | بر آواز خیر من خاور سیاہ
بر آمد ہم آواز رامشگران | درین شہر از ایوان کران تا کران
بزرگانش از جاے برخاستند | بنزدیک شہ جاے را ساختند
ز جائے فراز و ز جائے نشیب | نسیم گلان آمد و بوے طیب
لب شاہ قاسم پر از خندہ گشت | ہمہ کہتران خندہ رانندہ گشت

اسی آرائش مین یکبارگی نگاہ نے خبر دیکہ وہ شہزادہ والا گہر کی سواری آئی سب نے نگاہ ہی سمت لڑائی وہ عظیم و شان نظر آئی کہ کسی نے خواب مین بھی نہ دیکھی تھی۔

نظم

زدیبائے زربفت تاج و کمر | ہمان تخت زرین و زرین سپر
چو آمد بہ نزدیکی شہر شاہ | سپاہی پذیرہ شدندش براہ
دو صد مرد برنا ز فرمان بران | ابا دستہ نرگس و زعفران
دو صد مرد تا مجمر افروختند | بر و عود و عنبر ہمے سوختند
ہم از پیش آنکس کہ با بوسے خوش | ہمیرفت با مشک صد آبکش
ہمی پیش بودند تا باد بوے | چو آئینہ ہر سو رساندند بوے
جو شاہان برنائے سی صد سوار | ہمیراند با نامور شہریار
ہمہ رہ ہمی آب را بر زدند | تو گفتی گلابے بہ عنبر زدند
ہمی راند با تاج دیبا کو شوار | بزریافتہ جامۂ شہریار
ہمہ جامہا سرخ و زرد و بنفش | شہنشاہ با کاویانی درفش

تمام خلق نے سواری کو دیکھکر نعرہ خوشی کا بلند کیا اور تالیان بجائیں تسلیم کو گردنین جھکائین ملکہ شہر کے ملازم زر سر شہزادہ پر سے نثار کرنے لگے محتاجان شہر کثرت بارش زر سے تونگر ہو گئے اسی طرح ایوان شاہی مین سواری پہونچی وزراے سلطنت و اُمرائے مملکت اپنے بادشاہ سے ملے شہزادہ کو بادشاہ ہمراہ لیکر داخل شبستان ہوا یہان تمام سامان عشرت مہیا تھا ملکہ لبسان کنیزان کمترین کار و بار دعوت خود کر رہی تھی شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا

ہنگامہ انشاط نے گرمی کی ساقیان ماہ پیکر کی ادائین مستی خیز چشم مخمور پیمانہ شراب فرحت انگیز معشوقان جادونگاہ کا ہنسنا فیرنگی باغ حسن دکھاتا عین مستی مین شراب دوآتشہ کا مزہ آتا لبون مین جام مین شراب سرخ پیمانہ آفتاب مین شفق کا رنگ دکھاتا اس انجمن مین مستونکا جھومنا لب ساغر کو چومنا متاع جان کے بدلے خریدار حسن وغمزہ کا گرم بازار قلقل کی صراحیون سے آواز حسینون کا ناز ونشہ کی ترنگ دلمین اُمنگ چاندنیون مین شکن پیشانیون پر چین معشوقان کا جوبن مستی مین جھومکر چلنا دلونکا مچلنا شراب کا دور مستونکا زرالا طور گانے کا شور عشرت کا وفور عجب رنگ کا تماشا سنگدل بھی موم ہوجاتا رقاصونکی ٹھوکر کارمسیحائی کرتی مردہ دلونکو جلاتی **نظم**

اگران مایہ کاخے بیارا ستند	ہمہ تخت زرین بہ پیراستند	ہمہ روز با زوج سلطان بدے	ہمون بر شبستان مہمان بدے
کنیزان رقاص ہمہ ماہروے	بہ بستند بر قصدہ بازنگ وبوے	زررین وسیمین وگوہر نگار	ہمہ مایہ عیش بدشاہوار

دور روز ازاس مقام پر دعوت وضیافت مین بسر ہوے تیسرے دن جب بزم دہر قندیل گیتی فروز مہر سے منور ہوئی کہ **بیت** چو پیدا شد آن فرخ خورشید زرد + بہ پیچید زلف شب لاجورد + **قاسم** نے حکم تیاری لشکر دیا اور رملک **سلطان** سے مع اُسکی زوجہ کے رخصت لیکر جانب لشکر **امیر** کشور گیر روانہ ہوا یہ شہزادہ فلک مرتبت تو اس طرف سے چلتے ہین لیکن تتمہ حال لشکر **امیر** سُنیے **للمولفہ**

ساقیا ایسی پلا سرخ بطبعہ کاسی شراب
قلقل شیشہ بنے نعرۂ مرد میدان
کس لیے ہونکا سب حال طلسمات بیان
ابتو پھر جنگ کا لکھنا ہو مجھے کچھ احوال
وہی جمعیت لشکر وہی قتل کفار
پھر وہی رزم وقتال اور وہی افسون خوانی
چون سرائید ہمی تو این قصۂ نادر مضمون

جیسے ہو وقت غضب رنگ رخ شیخ وشاب
خون زاہد سے سوا سرخ ہو بادہ اس آن
بزم معشوق پری چہرہ کے تازہ سامان
پھر وہی لشکر جنگی وہی تیغ وگوپال
وہی میدان جدل تیغ کی جسمین جھنکار
وہی مکاریان عیارون کی اور لسانی
جاہ از نائے قلم تازہ دمیدی افسون

تیغ آزمایان معرکۂ سخندانی ۔ وسپہ فگنان عرصۂ افسانہ خوانی ۔ جوہر شمشیر داستان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین اور تیغ زباندانی سے کشور سخن یون تسخیر فرماتے ہین کہ لقائے بقا راندہ درگاہ آکر زمردشاہ بمقابلہ امیر عالم پناہ پریشان حال وہ البتہ ملال اُترا ہوا تھا اور بعض دربار اسکا سوائے **صبائے جادو** کے اور کوئی باقی نہ تھا وہ قحبہ بھی خوف خیال اُن سے مقابلہ اسلامیان نہ کرتی تھی ہلکہ دشت وکوہ مین مخفی رہتی تھی چنانچہ کئی نامے اسنے درباب طلب امداد خدمت شاہ جادوان **افراسیاب** بے ایمان مین بھیجے تھے کہ مین یہان تنہا ہون کسی ساحر کو میری مدد کیلیے روانہ کیجیے شاہ مذکور نے حسب الطلب اکثر ساحران نامی مثل **جنون** و **مجنون** وغیرہ بھیجے گروہ سب طعمۂ نہنگ شمشیر اسلامیان ہوے غرضکہ بس بچا یعنی صبا نے پھر عریضہ بادشاہ طلسم کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ خداوند لقا بندگان خوابی سے بہت پریشان ہین جلد انکی خبر لیجیے ورنہ وہ ناراض ہو کر یہان سے چلے جاینگے یہ نامہ شاہ جادوان کو بار گاہ حیرت مین ملا کیونکہ بران کو ظلمات مین قید کر کے وہ بارگاہ ملکہ کو مین آیا تھا اور نہایت مسرور بیٹھا تھا الحاصل جب مضمون عرضی کا اُسنے پڑھا حیرت سے کہا

کہ اے ملکہ اب صرصر وغیرہ نمکحراموں کا قتل کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ اُس جھوکری بُران کو مین قید کر چکا ہون اور اُسکے باپ کوکب کی سرکوبی کو جہانگیر جا چکا ہے میرے جی مین آتا ہے کہ مسلمانون کی ذریات کو بردۂ دنیا پر باقی نہ رکھون یہان سے خانہ کعبہ تک سب کو غارت و برباد کرون اور خداے باختر کو تخت خدائی پر بٹھاؤن اب تک جتنے ساحر کہ بہ استعانت خداوند گئے عیارون نے قتل کیے ابکی ایسے ساحر کو بھیجتا ہون نہ کبھی مرے نہ کٹے نہ اسم اعظم اُسپر اثر کرے نہ کوئی عیار اُسکو بیہوش کرکے ہلاک کر سکے حیرت نے یہ کلام سُنکر کہا اے بادشاہ ازین چہ بہتر مین تو سامری سے چاہتی ہون کہ یہ مسلمان غارت ہون شاہ نے اُسی وقت اپنے جوڑے سے ایک بیضہ نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ شکم ماکیان ارض مین سما گیا بعد کچھ دیر کے پر و بال اس بیضہ نے نکالے کہ لکہ ہاے ابر آسمان پر نمودار ہوئے اور موتی برسانے لگے پھر ایک مرغ زرین بال اُڑتا ہوا آیا جو درازی قامت مین ہمسر جو العنا نسر اسکے سامنے گنجشک کا بچہ تھا طائر اژدہا جو انفیل شکار سیمرغ خوف سے اسکے کوہ قاف مین پنہان بہموت ارض نام سے اُسکے تہ زمین لرزان منقار بزرگ مثل خرطوم فیل پیچ در پیچ دراز اسکے سینہ خرخیز مثل کوہ نظم

جہان بود مرغے کہ اپسے بتن — بہ بر برد گیسو سیہ چون رسن
تنش زرد گوش و دمانش سیاہ — ندیدہ سے کس ادر الگر گرم گاہ
دو چنگش بکردار چنگ ہزبر — خروشش ہمی برگذشتی ز ابر

اُس مرغ نے سامنے بادشاہ کے ایک انڈا دیا کہ وہ بیضہ مثل ایک برج و گنبد کے مقابل لحہ کے وہ بیضہ شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر بندے چرخ کو بھی غش آجاتا شیطان کے لیے اُستاد پیدا ہوا تھا جیسا طائر تھا ویسا ہی بچہ بھی اُسنے دیا تھا۔ نظم

تنش زشت و بینی کژ و در و نے زرد — بداندیش و کوتاہ دل پر ز درد
ہمان بہ دل و سفلہ و بیفروغ — سرش پر ز کین و زبان پر دروغ
دو چشمش کژ و سبز و دندان بزرگ — برہ اندرون کژ رود ہمچو گرگ

اُس ملعون دون بداختر و سیہ روسے بادشاہ ساحران کو سلام کیا بادشاہ اُسکی صورت دیکھکر ہنسا تمام اہل دربار بھی قہقہہ مارنے لگے بادشاہ نے پھر ارشاد کیا کہ اے گوہر سلک عقدہ گیر جادو بہت دنون اُمرے اُڑتے پھرے اب لڑنیکا تمھارے زمانہ آگیا جاؤ خداوند باختر کی زیارت بھی کرو اور اُنکے دشمنون کو بھی مارو اس خیرہ سر نے ایک آہ بھر کر کہا اے بادشاہ مجکو سامری نے جو پیدا کیا ہے تو یہ وعدہ رکھا ہے کہ جو کوئی مجکو بلاے تسخیر مین پیدا ہون اور پھر بطن ساحر مین چلا جاؤن لیکن مرون نہین بس یہ طائر جسکے بیضہ سے مین خلق ہوا ہون اگر زندہ رہا تو مین تمام مسلمانون کو ہلاک کرونگا اور اگر یہ طائر جلگیا تو البتہ میری زندگی مین شک ہے یہ سخن ہنوز ناتمام تھا کہ وہ طائر منقار وا کرکے چیخا اور دہن سے اُسکے شعلہ نکلا کہ سراپا جلنے لگا آخر جلکر خاک ہو گیا شاہ بھی اسکے جلنے سے محزون ہوا مگر اس ساحر کو سمجھانے لگا کہ یہ مسکن تیرا تھا اسکے جلنے سے غمگین نہ ہونا چاہیئے یہ کوئی دلیل تیرے مرنے کی نہین ہے مین خوب جانتا ہون کہ قضا تیری خداوند سامری نے خلق نہین کی اب توقف نہ کر زیارت خداوند سے مشرف ہو وہ یہ حکم سن کر آمادہ چلنے پر ہوا اور شاہ طلسم نے بارہ ہزار ساحران خدار انتخاب روزگار اُسکے ہمراہ کیے وہ بھی تخت پر سوار ہو کر چلے نفیر بھی بجی نائے ترکی کو دم ملا ابر سحر چھا گئے ساحر طائر و اژدر پر چڑھکر روانہ ہوے نظم

خروش آمد از نائے و زگاو دم — ہمان نعرہ پیل و رو ئیدہ خم
تو گفتی بر جنبید ہمید شت راغ — شدہ روے خورشید چون پر زاغ
ہمہ ساحران برکشیدند صف — ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بکف
زمین سر بسر گفتی از جوشن ست — ستارہ ز نوک سنان روشن ست

ہمہ ساحران پرزکبر و منی	ابا جوشن و تیغ آہرمنی	جفا پیشہ برپیل تنہا برفت	بسوئے لقا ہم خرامیدہ تفت

اسی کروفر سے بعد قطع منازل وطے مراحل طلسم سے باہر نکلکر قریب لشکر لقا کے خود سر پہونچا یہان وہ لعین تخت خدائی پر بیٹھا تقدیرین بگھار رہا تھا کہ یکایک لکہ ہاے ابر پیدا ہوکر موتی برسانے لگے اُس بے آبرو نے علامت سحر برپا دیکھکر کہا تقدیر کی مین نے کہ بندہ خاص اسوقت آکر سجدہ کرے مجکو شیطان درگاہ اسکا بہر استقبال روانہ ہوا اور اثناء راہ مین ساحر مذکور سے ملا لشکر اُسکا مقام عمدہ پر اوترا یا اُسکو باعزاز سامنے خداوند کے لایا اسنے سجدہ کیا خلعت سرفرازی پایا اور کرسی زرّین پر بیٹھا ساقی نے جام مئے سُرخ دیا جب دماغ اُسکا مئے سُرخ سے گرم ہوا ملک بختیارک نے شیطنت شروع کی پوچھا کہ اے جمشید روزگار یہان کیون آئے کچھ اپنی جان گرامی کا پاس نہ آیا اسنے کہا ملکجی مین مدت سے مشتاق زیارت خداوند تھا ہمارے آج طالع یاور ہوے جو دیدار نصیب ہوا شیطان نے کہا اچھا زیارت خداوند کر چکے اب جان بچانا بھی ضرور ہے روبفرار رکھو اور یہان آنے سے اپنے اوپر آپ ہزار دفعہ بار لعنت کرو طلسم مین رہتے تو زندگی بآرام کچھ دن بسر ہو جاتی اور یہان تو یہ حال ہے کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند ہلکو ہر یہ کلمات سُنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ ملکجی تمکو میرے مرنے کا خیال بیکار ہے مین مرنا جانتا ہی نہین تمکو یقین نہ ہو تو خداوند سے پوچھ لو کہ میری موت پیدا کی ہے یا نہین لقا یہ کلمہ سنکر سمجھا کہ اس ساحر مین کچھ تو ایسی صفت ہے جب تو دعویٰ اس طرح کا کرتا ہے تو بھی تقدیر اسی کے کہنے کے بموجب کر بس یہ گبر بھی للکارا کہ اے شیطان درگاہ مین یہ بندہ میرا سچ کہتا ہے مین نے اسکو زندگی جاوید عطا کی ہے مرنا جانتا ہی نہین ہے شیطان نے کہا اور جو اسکا خود مرنے کو جی چاہے تو کیا ہوگا لقا نے کہا تو جھک مارتا ہے یہ کبھی نہ مریگا وہ ساحر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ملکجی تم سچ ہی جانو مین مرنا نہین جانتا ہون کوئی حربہ مجھپر اثر نہین کرتا نہ عیار بیہوش کرکے ہلاک کر سکے گا شیطان نے کہا اندھا جب بتائے جب دو آنکھیں پائے یہان بھی ایسے بندے خداوند کے ہین جو مرنا سکھا دیتے ہین بغیر قضا آئے تہ خاک سُلا دیتے ہین یہ باتین تھین کہ ساحر نے ایک گوشہ بارگاہ کی طرف دیکھا وہان دو عیار فراش بنے ہوے اہل اسلام کے کھڑے تھے کیونکہ عیاران لشکر امیر صورت بدلے اکثر یہان رہتے ہین اسوقت غلغلہ آمد ساحر مذکور سُنکر ابوالفتح وسمک یہان آئے تھے اور ساحر کی تقریر مُہمل سُن رہے تھے اور دل سے کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ اسکے شر سے لشکر خدا پرستان کو بچائے غرضکہ ساحر مذکور نے انکی جانب دیکھتے ہی بختیارک سے کہا کہ ملکجی دو عیار وہ دیکھو فراش بنے کھڑے ہین یہ کلام اسنے کہا ہی تھا کہ عیار رو بفرار لائے لیکن اسنے پکار کر کہا کہ اے ابوالفتح وسمک کہان جاتے ہو ہماری ملاقات کو تو آؤ اتنی بے مروتی تمھین زیبا نہین روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی یہ تقریر اسکی ایسی پر تاثیر تھی کہ عیار فوراً پھر کر سامنے اسکے آئے اسنے کرسیان بیٹھنے کو دین اور بہت خاطر کی پھر زبان کو تقریر کی سان پر چڑھایا کہ اے عیارو مین خوب جانتا ہون کہ تم اپنے کام مین بڑے لائق وفائق ہو بلکہ یکتا ہو لیکن مجھپر عیاری کرنا ایسا ہے کہ جیسے حباب کو گوہر جاننا آئینہ کو دریا سمجھنا ہوا کو مٹھی مین ناپنا اپنے عکس سے آپ کشتی لڑنا ہے اور ساحر جتنے آئے سب مرنا بھی جانتے تھے مین یہ سبق بھول کر بھی نہین پڑھا قضا میری تھنا گئی بار احسان ہستی میرے سر پر دھر گئی تم میرا کچھ نہ کر سکوگے لہذا تم مجھپر عیاری نہ کرنا ورنہ مین تمکو

قتل کرونگا - اس لیے اول تم کو خبردار کر دیا تاکہ عذر بھین کوئی باقی نہ رہے اب تم جاکر حمزہ کو بھی سمجھاؤ کہ سرکشی سے باز
آئے اور خداوند کو سجدہ کرے سلطنت تمام عالم کی اسکو ملیگی جان بھی بچے گی ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا اسکا محال ہے
اسم اعظم بھی چھپر نہ چلیگا دم بھر مین سب جاہ وجلال اُسکا خاک مین ملیگا - عیارون نے یہ تقریر اس پر تقصیر کی سُنکر
خندہُ دندان نما کیا اور کہا بجا ارشاد آپکا ہے لیکن ہم یہ عرض کرتے ہین کہ خداوند جو آپ کے ہین وہ بھی مرنا جانتے ہین پھر
آپ کی زندگی دائمی کیونکر ہوسکتی ہے جہان فانی مین کون ایسا ہے جو مرنا نہ جانتا ہو اور مرے نہین کہ بیت چہ مردم
چہ آہرمن بتا پرست * زمرگ اندر برسر نہادہ دو دست * معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری قضا کسی تحفہ طلسمی سے ہے اسی وجہ سے
تم کو فخر وناز ہے کہ میری موت نہین ہے - اور اگر ایسا بھی ہے کہ آپکی موت شیطان کی طرح تا بروز قیام نہین ہے تو ما اچہ
ہم تمام عمر عیاری کرتے رہے ہین اب بھی کرینگے اور صاحبقران کا فرکشی کا شیوہ رکھتے ہین وہ ایسا آپکے مرنا نہ جاننے
سے کیونکر لڑنا چھوڑ دینگے یہ آپ کا خیال خام اور تصور نا تمام ہے اچھا آپ اپنی جان لیے بیٹھے رہیے ہم جاتے ہین اور ہو سکتا ہے
تو آپکے مرنے کی تدبیر یاد کر کے آتے ہین یہ کہہ کر وہان سے جست وخیز کرکے روانہ ہوے گوہر یہ تقریر سُنکر ششدر ہوگیا
بختیارک نے اسوقت کہا کہ کیون میان گوہر تمنے سُنا کہ ان عیارون نے کیا کہا سچ کہا کیا تہ کی بات کہی اب تو
مان گئے ہوگے اور خیریت اسی مین ہے کہ اپنے ارادہ کو یاد کرو اور دال پتلی دو چلو سبق پڑھو ساحر نے کہا عیار یہ بھین
واہیات بکتے ہین ملک جی ان مسلمانون کی قضا ہی آگئی ہے تم دیکھ لینا کہ کس عذاب الیم سے ہلاک ہوتے ہین یہ کہہ کر
اپنی بارگاہ مین اُٹھ گیا اور ایک شب وروز آرام پذیر رہا جب دوسرے روز ساحر گیتی افروز ظلمت شب تدبیر
مرنے کی بتائی اور تاریکی نے عالمگیر ہوکر ضیائے خورشید خاک مین ملائی **نظم**

جو شب چادر قیر گون کرد فر | بھی ساخت ہر مہترے جائے خواب
جو بزمردہ شد چہرہ آفتاب | ز شہر و ز بازار برخاست غر

گوہر بارگاہ لقا مین آیا اور شراب انگواری کرکے مست ہوا حکم طبل جنگ بجنے کا دیا موجب حکم نفیر سحر جمی طبل جمشیدی پر
چوب پڑی ہرکارے لشکر امیر کے خبر لیکر خدمت فیضدرجت جناب شہنشاہ اسلامیان مین آئے اور گوشہ سریر ادب
کو چوم کر دعا و ثنا و بادشاہی زبان پر لائے - **نظم**

مبادا ہمیشہ مگر شاد شاد | مبادا جہان بے چنین شہریار | زسیروز گر آفرین بر تو باد
مبینا و کس روز بےکام تو | نشستہ بخورشید بر نام تو | بر دمند یاد اور ان روزگار
بر و بوم بے لشکر تو مباد | | جہان بے سر و افسر تو مباد

بعد لسبا طاگستری دعا جملہ ماجرا آمد گوہر اسکے دعوئی باطل کرنے کا اور طبل جنگ
بجوانے کا معرض بیان مین لائے اُسوقت **ابوالفتح** وسمک آئے بھی حاضر ہوکر اپنا حال بیان کیا کہ یون ہم کو ساحر نے سحر سے
بلا کر فہمائش کی بادشاہ وامیر نے فرمایا کہ بمدد ایزد برحق ہمارے لشکر مین بھی کوس رزم پر چوب پڑے **ابوالفتح** کہ اب عمرو
کی جگہ افسر ہے حسب ارشاد شاہ والا نژاد نقارخانے مین آیا اور رند قلابچینی کی لیکر خواجہ کے نام پر جمع کرادی پھر نقارہ
سکندری کا غاشیہ اُٹھا کر دوالدی تمام عالم پر از غلغلہ شور وفساد ہوا نا سے ترکی وصبح کو مرتی کو دم بلا ہیبت سے
عجب تھا جو پیر فلک کا دم نکلتا دلاوران عرصہ کارزار جلادت شعار آگاہ و خبردار ہوے کہ کل معرکہ جدال ہے روز نبرد

یوم قتال ہوا اور ایسے دشمن صعب سے مقابلہ ہے جو مرنا نہین جانتا ہے دیکھیے فردا روز فردا ہوگا قیامت کا ہنگامہ ہوگا بادشاہ نے دربار برخاست فرماکر شبستان مین داخلہ کیا امیر مسجد کرباس مین آکر مصروف عبادت خدا ہوے سرداران لشکر اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوا لیے ہتھیار نکلنے لگے فرط اسلحہ سے خانہ دہر آہن کدہ تھا تیغہاے آبدار کی چمک موج دریاے قہر تھی آفت کی طغیانی تھی بلا کی لہر تھی زبان تیغ کا بیان تھا کہ وہی مرد دانا ہے جو گھاٹ گھاٹ کا ہمارے پانی پیے ہو ہزارون بار آب شمشیر سے دہان زخم ترکیے ہو زبان سنان نیزہ یہ سناتی کہ راست بازوہی ہے جو سینہ تانکر میدان مین کھڑا ہو کمانین چلاتی تھین کہ زہ سمجھدار ہے جو لب سوفار کی بات سمجھتا ہو زبان پیکان کہتی کہ اے گوشہ گیران عرصہ جنگ لائق زہ کام کرنا تیرون کو بزنگ آرزو دراز سینون مین دھرنا کلہ گوپال لاف زنی پر تیار سربلند کیے زبان حال سے کہتے اے سرداران سر دینے مین کمی نہ کرنا خبردار رہنا خودنخود بینی کا دعوے باندھے ہوے زرہ ہر حلقے سے آنکھین نکالے ہوے تبر عدو کو تبر کرنیکا ارادہ رکھے تفنگ دم شجاعت کا دم بھرتے ناے ترکی کا شور نفخ صور کا ہمدم شور محشر اس ہنگامہ کے روبرو بہت کم نقیب ہر سمت للکارتے بہادر نعرہ مارتے گھوڑے شیہے بھرتے پیادے تنتے سوارون کے پرے سامان رزم کرتے کوئی تلوار کو صیقل کرتا کوئی تیرون کو زہر آبدار بناتا کوئی کمانین سینک کر درست کرتا کوئی کمر ہمت چست کرتا رن مہتابین اور مشعلین روشن بہار پر شجاعت کا گلشن ہر سمت پخشا خے گلہاے باغ تھے تلوار و خنجر چمکتے یا جلتے چراغ تھے چہرہ ہاے بہادران بسان شمع منور گلہاے سپر سے دماغ ہاے بہادران معطر چقا چاق شمشیران سے ارض و سما مین تہلکہ تھا اس طرف تو یہ ہنگامہ تھا اُدھر ساحران نامی نے کڑاہیان چڑھائی تھین پونین مہمان بُلائی تھین بھینٹ مین جھٹکے چڑھ رہے تھے لشکریان کفار بوہا صاف کرتے تھے یہ نقشہ تھا **نظم**

چو در شب خروش آمد از کرنای / بجستند سالار جنگی زجای / ز لشکر بر آمد ہر انسان خروش
کہ شیر ژیان را بدرید گوش / یکی مرد گر راند انست باز / شب تیرہ و نیزہ ہاے دراز
بہ خنجر ہمہ آتش افروختند / ہوا و زمین را ہمہ سوختند

چار پہر رات اسی جوش و خروش مین بسر ہوئی جب طلسم دہر کا دروازہ کھلا اور آفتاب بصد آب و تاب فتاح طلسم ظلمت شب بنا ہوا لوح زرین لیے اُس در سے باہر آیا کہ **ابیات**

چو پنہان شد آن چادر آبنوس / بگوش آمد از دور بانگ خروس
چنان تا سپیدہ دمان بر دمید / شب تیرہ گون دامن اندر کشید

ہنگام سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل فشون فشون ہر ملک کے لوگ ہر طرح کی قومین جانب میدان مصاف روانہ ہوئین زمانہ گرد سیاہ سے سیاہ ہوا وہ وقت تھا کہ نوبت پر ٹکور لگتی تھی نسیم آہستہ آہستہ چلتی تھی شمع مہر روشن ہوا چاہتی تھی شمع انجمن کے رُخ پر اُداسی تھی اسوقت سرداران نے جلد جلد نہا کر نماز سے فراغت کی سلاح حربی تن پر آراستہ کیے مرکبون پر سوار ہو کر خدمت امیر باکرم مین آئے امیر ذی حشم نے بھی دعا کرکے ہتھیار جسم پر لگائے **فندق** نے اشقر دیو زاد کو حاضر کیا حضور سوار ہوے **بہرام** گرد خاقان چین مقبل وفادار نے ادل مجرا کیا پھر تو تمام سردارون نے تسلیم کی اور حضور کے ہمراہ ہوے ایک سمت سے **ابوالفتح** و **سماک** نے آکر داہنے بائین رکابون کو تھاما علم اژدہا پیکر کا سر پر

سایہ ہوا دو شاخے پنجشاخے روشن نقیبوں کی آواز خوش لحن اسی طرح سواری مجاہد راہ خدا کی جلوخانہ بادشاہی
مین پہونچی کچھ ہی دیر مین علیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا جلوس سواری حضرت قدر قدرت نکلنے لگا ہزار
بارہ سو پنجشاخہ پھنکتا نظر آیا سترہ سو فانوس مینا کار روشن تھی پھر کہیں سو تخت آرائش کا جنپر گلدستے جواہر کے
چُنے تھے نکلے ڈیوڑھی تک عورتین یہ سامان لیے آئین اور مردون کو دیکر کنارے ہوگئین طفلان ماہ طلعت لوکے
کھلونے لیکر بڑھے بان دار خاص بردار چوبدار پرے باندھ کر دور کھڑے ہوے نقیبون نے یکایک بسم اللہ
کا شور بلند کیا امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جا کر کھڑے تھے کہ سلطان عالم پناہ سلیمان جاہ دارا دربان برآمد
ہوے مرو ہا پکارا بلی راج رہے دھرم کاج رہے دیگ تیگ کے مالک رہین جہان پناہ سلامت رہین نگاہ
روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھائی امیر نے مجرا کیا پھر تو سب سرداران کو سلام لیکر سرفراز شاہ نے
فرمایا سینہ پر ہاتھ رکھ کر امیر کو اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر دوبارہ آداب بجا لاکر سوار ہوے اور چالیس قدم سرداری کے
آگے بڑھ کر چلے پیچھے تمام سردار ہوے قلب لشکر مین تخت شاہی قائم ہوا ابتو قشون قشون بہادر ساتھ چلے سترہ
اٹھارہ سو سقی تامی کی لنگیان باندھے مشکون کے دہانے پر فوارے چڑھائے چھینٹون سے گرد و غبار بٹھاتے
روانہ ہوے زمین و زمان مین ایک تزلزل پڑ گیا شور طبل و بوق تا بہ گنبد سما پہونچا کہ **ابیات**

سیہ شد ہمہ کشور از گرد سم
در و دشت شد سرخ و زرد و سیاہ
سپہ بود بر میمنہ چہل ہزار
ہمہ ناوک انداز و پرخاش خر

برآمد خروشیدن گاؤ دم
دران جاے چون آن سپہ برکشید
سواران ژوبین در و نیزہ دار
بقلب اندرون نامور چہل ہزار

چنین راند در دست آن شہ سپاہ
ہوا نیلگون شد زمین ناپدید
ابر میسرہ چہل ہزار دگر
چہ نیزہ گذار و چہ خنجر گذار

اسی طرح جب میدان حرب مین پہونچے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈی کاٹ دی بیلداروں نے میدان صاف
کیا سقے آبپاشی کر گئے میدان میدان اجل بنگیا ادھر سے لقا اکیس ہاتھیون کے تخت پر سوار آیا ساٹھ لاکھ سوار کی
جمعیت ہمراہ تھی ایک سمت سے آمد فوج ساحران ہوئی گوہر اژدر بر تخت کھنچواے پشت پر بارہ ہزار سوار ساحر غدار
پرا جمائے رال گوگل اڑاتے آئے روے دہر سحر کے دھوئین سے کالا تھا عالم زمانہ کا نرالا تھا ابر سحر چھائے تھے نقارے
سحر کے بجتے نشان ہر سمت رنگ برنگ کے کھلے تھے غرضکہ صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون نے تکلگر نقابت کی
کرکیٹ مے کرو لکا کہنے لگے اسوقت گوہر اژدر اپنا بڑھا کر سامنے تخت لقا کے آیا اور سجدہ کر کے طالب اجازت ہوا
لقا نے کہا یہ قدرت کے سپرد کیا شیطان نے کہا اے گوہر آگ کا کام ہے جلا دینا پانی کا کام ہے بہا دینا تلوار
کا کام ہے کاٹ ڈالنا ذرا خوب سمجھ بوجھ کے لڑنا او خداوند آپ بھی اپنے ید قدرت کی خرم کیجیے گا اس گبر نے کہا
ابکی خوب مستحکم تقدیر کی ہے شیطان نے کہا دونوں مٹھیان اچھی طرح بند رکھیے گا ایسا نہو کہ کھلجائین خداوند نے
کہا تو مجھ سے بھی چہل کرتا ہے اسنے کہا آپ کی تقدیرات سے مین خوب باخبر ہون یہ تو سطرح مضحکہ کر رہا ہے
ادھر گوہر تخت پر بیٹھ کر اژدر اڑ کر وسط میدان مین آیا اور پکارا کہ اے فرقہ خدا پرستان ابھی کچھ نہین

گیا ہے آؤ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ کچھ دیر مین نقشہ زیست تمھارا بدل جائیگا ملک ہستی اُجڑ کر شہر فنا بن جائیگا سرداران اسلام نے بجواب ان باتون کے لعن وطعن کر کے فرمایا کہ جو تجھ سے ہو سکے اُسمین کمی نہ کرنا خدا ہمارا نگہبان ہے یہ سننا تھا کہ اُسنے بغضب تمامتر ایک ناریل کمر سے نکال کر جانب آسمان مارا کہ وہ بلند ہو کر شق ہوا اور دھوان اسمین سے نکلا فوراً ابر تیرہ و تار ہر سمت سے گھر آیا دُنیا سیاہ ہو گئی اندھیرا چھایا اور موتی برسنے لگے عیاران لشکر اسلام لشکر سے نکلکر روبہ فرار لائے اور بہت سردار پکارے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے چاہا کہ پڑھون مگر پہلو پر ایک روشنی دکھائی دی جب اس طرف نگاہ کی ایک عورت قبول صورت نظر پڑی یہ اُسکے شمع رخسار کی روشنی تھی امیر نے پردۂ قاف کی برسون سیر کی ہے لیکن ایسی شکل زیبا کسی پری کی بھی دیکھی تھی زلف پر پیچ اُسکی شامت لانے پر اسلامیون کے کمر باندھے مثل کافر تھی جادوگری سے خوب ماہر تھی برون مین کلو ابیر تھی جعلسازی کی یاد اُسکو تدبیر تھی مانگ اُسکی راست بازون کو اپنے عشق کی کجروی سکھاتی کہکشان ہنگام مقابلہ ٹیڑھی سیدھی سُناتی پیشانی آئینہ صورت نمائے نیرنگی ابرو ہر ایک مائل بہ سرکشی مژگان وہ تیر کہ ہر طائر دل جس سے نخچیر آنکھ ہر ایک فتنہ پرداز غمزہ کا ساحرانہ انداز حدقۂ چشم حلقۂ زنجیر مردم نگاہ عشاق جسکی اسیر رخسار گلستان ساحری کے دو پھول غارتگری خانمان خاطر عشاق جسکا معمول دہن تنگ پوشیدہ مسلمانون کا دشمن آسیب رسان سیب ذقن بیاض گردن حسن و خوبی کی دفتر سینہ پر چھاتیان سرکش وخودسر اسی طرح ازسرتاپا قیامت کا ٹکڑا غضب کا نقشہ آفت کا پرکالہ کہ بموجب شعر

بالا چو سرو و سینہ چو سیم
زگوہر بیاراستہ موی بموے
درو لعل و بینی چو سیمین قلم
بجستی بنوک مژہ روے ماہ

بدیدار نیکو چو در یتیم
برخسارہ چون روز و گیسو چو شب
دو بیجادہ خندان و نرگس دژم

بہ ابرو کمان و بہ چہرہ نکوے
ہمی دُر ببارید گفتی ز لب
چو بار زم کردی بگردون نگاہ

دین و ایمان رونمائی مین دیا لمؤلفہ

اُس ماہ وش کو دیکھتے ہی امیر نے عقل و ہوش کھویا اسم اعظم پڑھنا گیا

بھولے قرآن جو اُسکا رخ روشن دیکھے
رکھدے پوتھی کو اگر پاٹھ برہمن دیکھے

اس کافر ادا کو خطاب کر کے پکارے کہ فردمنہ زوے زمین آنکھون کا ہے تیرے غلام + خامہ غمزون کی تیرے گردش افلاک ہے + اس پریوش نے ہنس کر برق تبسم سے خرمن صبر کو جلا دیا اور کہا آپ میرے اگر شیدا و فریفتہ ہین تو میرے باغ مین آئیے دو گھڑی میرے گلزار حسن کی سیر دیکھ کر چلے آئیے گا یہ کہکر آن و ادا دکھاتی کمر کو بل دیتی روانہ ہوئی امیر بھی اشقر اُٹھا کر اُسکے پیچھے چلے اس اندھیرے اور ہنگامۂ سحر مین کسی نے نہ دیکھا کہ امیر پر کیا ماجرا گذرا اور کدھر گئے جب امیر عقب زن سحر لشکر سے نکل گئے بارش ابر سحر نے طغیانی کی موتی کثرت سے برسنے لگے سپرون کو سرداران لشکر نے سر پر آڑ کیا مگر وہ موتی جس کے سر پر گرا مع راکب و مرکب اُسکو پتھر کا کیا صف اول لشکر اسلام بالکل پتھر کی ہو گئی فلک سنگدل نے نرم دلون کو یہ سختی دکھائی بتخانہ آذری لشکر خلیلی کی صورت بنائی یہ نقشہ جو عیارون نے کنارے لشکر سے دیکھا دوڑ کر قریب اسپ داران کے آئے اور حباب بیہوشی مار کر اُنکو بیہوش کر کے

بیٹھ پر لاد کرکے بھاگ گئے اسی طرح بادشاہ لشکر اسلام کو بھی فیروز بن عمر و بیہوش کرکے لے گیا اسوقت بختیارک نے قریب گوہر اپنے تئین پہونچایا تعریف سحر بہت کچھ کرکے کہا کہ مسلمانون کا دستور ہے اول بھاگ جاتے ہین پھر آکر اپنا بدلہ لیتے ہین ان کو جانے نہ دو اور گھیر کر مار لو گوہر نے ساحرون کو حکم محاصرہ کرنے کا دیا اور لقا پکارا کہ ہان ان بندگان معتوب کو جانے نہ دینا پھر تو ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا اُدھر بادشاہ اور سردارون کے چلے جانے سے لشکر اسلام مین بھگدر پڑی منچلون نے اتنا تو کیا کہ کچھ دیر اس معرکہ مین ہنر شجاعت کر دکھائے کہ جان بیچ کر لشکر حریف پر جا پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے دو لشکر باہم لپٹ گئے دار و گیر و بکش کی صدا بلند ہوئی لیکن ساحرون نے مہلت نہ دی ظائران سحر بڑھ کر آگے آئے لکہائے ابر رنگ برنگ کے اڑنے لگے گڑ گڑاہٹ کی آوازین آنے لگین پیکان و تیر برسنے لگے اولے پڑنے لگے پتھر برسے آتش سحر شعلہ زد ہوئی گولے گرنے لگے بجلیان کڑکنے لگین جنگل سے اژدر و قیل و ضیغم نعرہ زن آکر شکار دشمن کرنے لگے اسوقت تو تمام لشکر مین بھگدر پڑ گئی کفار عقب مین چلے جابجا غار زمین مین پڑ گئے لشکریان **لقا** ایسے وقت مین بسان شیر غضبناک شمشیر زنی کرتے تھے ہزارہا مسلمان مارے گئے تھے صدہا خاک و خون مین پڑے تڑپ رہے تھے کفن پوش بستر خاک بیکسی سے ہر ایک ہلاک کہ **نظم**

لبس پشت او اندر آمد سپاہ | شدہ مہر از پر پیکان سیاہ | بجستند خرطوم پیلان بہ تیر
ز خون شد رود دشت چون آبگیر | سر سروران شد بخاک اندرون | بریز اندرش جائے شد غرق خون
شد آن تاجور شاہ چندین سپاہ | ہمان تخت زرین و زرین کلاہ | چنین ست کردار گردان سپہر
نہ تا مہربانیش پیدا نہ مہر

جب یہ آفت لشکر اسلام پر آئی ملکہ گردیہ بانو و زبیدہ شیر گیر کہ محلات مین یہ دونون بجائے امیر مین جیسے امیر سپہ سالار ہین ویسے ہی یہ عورات مین افسر ہین اور ملکہ مہر گیر تاجدار دختر نوشیروان ہمشیرہ مہر نگار مرحومہ بانوے بانوان ہے غرضکہ ان دونون افسرون نے عورات کے جملہ عورات ملازم کو مردانہ لباس پہنایا اور نقابین اپنے چہرون پر ڈال کر سب کو نقاب پوش بنا کر جملہ شہزادیون کو فنس وغیرہ مین سوار کرا کر شبستان سے نکلکر صحرا کا راستہ پکڑا یہ حال تھا کہ آگے آگے گردیہ و زبیدہ تلوارین کھینچے مرکبون پر سوار پیچھے جملہ عورتین گھوڑون پر تلوارون کا فنسون پر سایہ کیے روانہ ہوئین جب یہ گروہ اس طرح سے چلا صحرا مین عیاران اسلام نے ان کو جاتے دیکھا وہ سب بھی بانہائے عیاری پکڑ پکڑ کر ان کے ہمراہ ہوئے اُدھر بہت سے عیار لشکر سردارون اور بادشاہ کے لیے آئے باقی بارگاہ سلیمانی و اسباب صاحبقرانی سب چھوٹ گیا کچھ ہمراہ نہ لا سکے یہان تک کہ یہ سب بھاگ کر دس کوس پر وہان سے ایک پہاڑ تھا آئے اور قلعہ کوہ پر چڑھ گئے سردارون اور بادشاہ کو فرش خاک پر لٹا دیا اور اس مصلحت سے ہوشیار نہ کیا کہ یہ بہادر ہوشیار ہوتے ہی بمقابلہ عدو جائین گے لڑنے سے باز نہ آئین گے غرض گرد تمام سردارون کی عورتین بال کھولکر با موے پریشان و با سر عریان درگاہ باری تعالیٰ مین رو رو کر دعا کرتی تھین کہ اے خالق اکبر ہمارے وارثون کی جان بچالے اور ہماری

عصمت پر نگاہ رکھ کہ **نظم**

بغلطید در پیش یزدان پاک | ہمی ریختہ بر سر و روے خاک

خدایا درین رزم آرام دہ ازین جنگ ماگیتی آباد کن
برین ساحران مردر اکام دہ پراگندہ گردان عدو در اسپاہ
مرا د سپاہ مرا شاد کن نگونسار باشد ہمہ روسیاہ

عیار سب گھاٹیان پہاڑ کی روک کر تیر و پتھر وغیرہ لے کر آمادہ مرگ و مہیا ے قضا استادہ ہوے یہان تو یہ سب سامان تھا ادھر تمام لشکری تباہ و برباد ہوے بہت بھاگ کر جنگل مین گئے اور کوہ و مغاک مین متواری ہوے اور ہزارون بارش گوہر ہاے سحر سے پتھر کے ہو گئے دشت لاشون سے بھر گیا ہر جگہ لاشون کے ڈھیر تھے ساحران نابکار و لشکریان لقا سے غدار خندہ زنان بہ فتح و فیروزی قتل و غارت کرتے ہوے پڑاؤ پر آئے مال و اسباب اسلامیان پر قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی مین لقا آکر اُترا اور گنجور سے اپنے تحتھا ے یاقوت نگار و تاج مرصع کار و خلعت زرتار مع فرمان کئی ملک کے منگا کر گوہر کو عنایت فرمایا اور چاہا کہ جشن فتح اس مقام پر کرون اُسوقت بختیارک نے کہا کہ دشمن کو چین نہ لینے دینا چاہیے اس فتح کو فتح نہ سمجھو ابھی امیر اور سب سردار زندہ ہین عیارہ آفت روزگار باقی ہین دوم یہ کہ خداوند کی تقدیرات کا کچھ اعتبار نہین گا ہے چنین گاہے چنان کبھی ادھر کبھی اودھر بھالی کے سنگین ہین پس لازم ہے کہ ڈھونڈھ کر ان مسلمانون کو قتل کرو اور اطمینان سے بعد اُن کے فیصلہ کرنے کے بعشرت تمامتر بیٹھو گوہر نے یہ تقریر سنکر کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو لقا بھی پکارا کہ یہ تقدیر ہزار برس پیشتر کی ہے کہ آج جملہ بندگان باغی ہلاک کیے جائین گے گوہر نے فوراً طائران سحر خبر کو بھیجے کہ یہ سب باغی کدھر گئے ہین اُنکی خبر لائین طائر اُڑ کر گئے اور کچھ دیر مین آکر مخبر ہوے کہ فلان پہاڑ پر سب ہین یہ سنا تھا کہ گوہر فوج اپنی لیکر اُسی طرف روانہ ہوا پیچھے اُسکے لقا بھی مع لشکر کوہیان و سنجابی باختری وغیرہ کے ہنستا ہوا فیل پر سوار ہو کر چلا اور بر سبیل یلغار قریب اُس پہاڑ کے جسپر اہل اسلام پناہ گزین تھے پہونچا اور حکم محاصرہ کرنے کا چار سمت سے پہاڑ کا دیا کہ تمام لشکر گرد کوہ کے ہو گیا اُسوقت ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائین عیاران اسلام مرنے پر کمر باندھ کر حقہ ہاے نفتی بیہوشی آمیز لیکر بڑھے اور ایک باڑھ حقون کی ماری کہ تمام میدان دامن کوہ پر از دود بیہوشی ہوا اور بہت سے ساحر بیہوش ہوے اور بہت ساحرون کے جسم مین آگ لگی رہواروں نے الف ہو کر ہتھون کو گرا دیا عیارون نے تیر اور پتھر مار کر سیکڑون کو واصل جہنم کیا منہ ساحرون کا پھرا اور ایسا گھبرائے کہ سحر کرنا بھولے بھاگ کھڑے ہوے بختیارک نے کہا اے گوہر کسی ساحر کی مجال نہین جو اوپر جا سکے تم یہین سے سحر کرو کہ عیار وغیرہ دبکے ہو جائین پھر پہاڑ پر جا کر قتل و غارت کرنا ساحر نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ عیار ایک جگہ پر نہین ہین پوشیدہ اور منتشر ہین مین کچھ دیر سحر پڑھکر ایسا جادو کرون کہ یہ عیار سب آپس مین لڑ کر اپنی جان دیدین یہ کہہ کر دامن کوہ مین لشکر کے قیام کرنے کا حکم دیا خیام و بارگاہ نصب ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اُتری اسی اثنا مین دن تمام ہو گیا تھا لشکر انجم خسرو نجم پر تاخت لایا اور خورشید عرصۂ افلاک سے بھاگ کر شل اسلامیان کوہ مغرب مین گیا۔ **نظم**

شب تیرہ خرگاہ بر دن کشید چو بنمود شب بر فلک تیرہ روے
ہمانگہ چو خورشید شد ناپدید گریزان شدہ مہر از جنگ اوے

سرشام سے گوہر بعد اکل و شرب تنہا بارگاہ مین آکر سحر خوانی مین مصروف ہوا اور لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے اور

شراب پینے مین مشغول ہوا جلسۂ عشرت اُسنے جمایا اُدھر بہاڑ پر سب عورتین گریہ و بکا کرتی ہین درگاہ خدا مین دعا کرتی ہین اُنکو اس حال مین چھوڑکر حال افراسیاب خیرہ سر سُنیئے کہ یہ ملعون بارگاہ حیرت مین بیٹھا داد عیش و کامرانی دے رہا تھا کہ ناگاہ چند ساحر طلسم گوہر گرد سے بھاگے ہوے دربارگاہ پر آئے اور فریاد کرنے لگے شاہ طلسم نے اُن کو سامنے بُلا کر ماجرا استفسار فرمایا انھون نے جملہ کیفیت بربادی طلسم گوہر کی بیان کر کے کہا کہ اب نبیرۂ حمزہ تیغۂ گوہر نگار لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا ہی یہ حال سنتے ہی بادشاہ گھبرایا اور فرمایا کہ ملک گوہر شاہ سے تو مین بعد کو سمجھونگا لیکن کوئی ایسا ساحر جائے کہ شہزادہ قاسم سے تیغۂ گوہر نگار چھین کر اُسکو پکڑ لائے یہ حکم سُنکر ایک ساحر غدار بت پرست تیرہ باطن جادوکہ حاضر دربار تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض رسا ہوا کہ مین جا کر اُس باغی کو لاتا ہون یہ کہہ کر تخت سحر تیار کر کے عازم روانگی ہوا اُسوقت بادشاہ نے صرصر عیارہ کو بُلا کر اُس کے ساتھ کیا اور کہا تو عیاری کر کے تیغہ کو قاسم سے لینا یہ ساحر اُسکو پکڑ لائیگا غرض یہ دونون تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوے اور بہت جلد طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین آئے صرصر اس ساحر سے علٰحدہ ہو کر فکر عیاری مین گئی اور وہ بھی سحر تازہ کی تدبیر کرنے لگا اُدھر شہزادہ قاسم جانب لشکر امیر رواں تھے تماشا راہ مین ایک صحرائے سبزہ زار وادی پُر بہار دیکھا جسمین ہزارون چشمے جاری اور ہر سمت صدہا طیور و وحوش دلفریب شکاری شہزادہ صید افگنی مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آہو نظر پڑا کہ خوش چشمان دہر کی جان تھا بت رم خوردہ عاشق کا ایمان تھا شہزادے نے اُسکو زندہ گرفتار کرنا چاہا اور اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکر سے کئی کوس تنہا نکل آیا وہان ہرن غائب ہوا یہ ٹھہر کر دم لینے لگا سپاہ بھی پیچھے رہ گئی تھی بالکل یہ اکیلا تھا اُسوقت ایک ساحر ڈانٹتا سامنے سے آیا اور پکارا کہ اے اجل رسیدہ کیون تو اس بیشۂ پُر نیرنگ مین قدمزن ہوا شہزادہ نے اول تو اُس سے بہت عذر ناواقفی کیا جب اُسنے نہ مانا تو آمادۂ حرب ہوا اور تیغۂ گوہر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اُس وقت پہلو کی طرف سے زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نہایت حسینہ تہ زمین سے نکلی اور پکاری کہ اے شہزادہ یہ ساحر وابستۂ طلسم ہے اس تیغہ سے نہ مارا جائیگا یہ کہتی ہوئی وہ قریب آئی اور بیضۂ بیہوشی شہزادہ کی ناک پر مار کر بیہوش کیا تیغہ اور لوح لیکر تخت سحر پر ڈالکر اپنا راستہ پکڑا ۔ اب خاکسار رجاء اس جلد کو تمام کرتا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی رہی اور ناظریان والا تبار نے قدردانی فرمائی تو آیندہ جلد چہارم بھی لکھے گا اور اُس جلد مین نتیجہ ان تینون جلدون کی ہر داستان کا بیان کریگا یعنی شہزادہ قاسم کا حال اور لشکر امیر و لقا کی کیفیت بران کے چھوٹنے کا ذکر کہ زندان طلسمات سے کیونکر رہائی ہوئی پل پریزادان کا ٹوٹنا حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا شہزادۂ اسد کا گنبد نور سے چھوٹنا شہزادہ جہانگیر کا طلسم کوکب کے مرحلے توڑنا خواجکی جابک عیار سے عیار یان کرنا بران کا کشتۂ سحر ہونا بیابان گلہ ریز سے معمار قدرت کا آنا کرنا لاب بنانا اُسمین نعش بران کا رکھنا سیتور بن تمیز اور جمشید بن کوکب کی لڑائیان باغبان وزیر کا اندھا ہونا اور شرکت عمرو کی کرنا صنعت وزیرہ کا مارا جانا کوہ زلازل کا بیان شہر داودیہ کا تسخیر ہونا خداوند داؤد جادو کا مسلمان ہونا عمرو کا کتاب سامری افراسیاب کے ہاتھ سے ڈھلوانا آخر طلسم ہوشربا کا ٹوٹنا سب کچھ لکھا جائیگا اب امید ناظرینان قدردان سے یہ ہے کہ نظر

اس سراپا تقصیر کی غلطیون پر نہ فرمائین دامن عفو مین چھپائین کہ بڑے انتشار و پریشانی مین اس جلد کو مین نے لکھا ہے اولاد کا غم دل کو رہا ہے بہت عرصہ تک خود علیل رہا ضعف دل اور دماغ ہوا اُسپر بھی اپنا طریقہ تحریر نہ چھوڑا اب قسم لکھتا ہون کہ مسودہ کے سوا دوبارہ اُسکو صاف بھی نہین کیا جو ایکبار قلم سے نکلگیا وہی لکھا ہر جلد کا طرز تحریر جدا رکھا لڑائیان سحر رزم و بزم سراپلے معشوقان و باغ و صحرا وغیرہ کا بیان ہرچند کہ ایک بات ہے مگر اس حقیر نے الگ الگ سب کا بیان کیا اُسپر بھی عجب نہین جو حاسد کہین کہ طول بہت دیا سنئے ظاہر ہے کہ بچے بھی کہانی کہتے ہین تو اپنی ہمت عقل کے موافق اس طرح کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان بلبلین چہکتی ہین میوہ گونا گون لگا ہے الحق مزطول ہی دینا مزا ہے قصہ کوتاہ کا + فی الجملہ حضرات سخن سنج داد سخن دینگے اور مجکو بہنیکی یاد کرینگے اور مین خدا چاہے گا تو آئندہ قصہ بیان کرنے کی نسبت بذریعہ اشتہار اطلاع دون گا خداوندا جبتک طلسم عالم آباد رہے پڑھنے والون کو اس فسانہ کے اور سُننے والون کو آباد و دلشاد رکھ میرے دوست بھی بعزت و حرمت مسرور و صحیح و سالم رہین اور مجھ ہیچمدان کی بھی مرادین دلی برآئین ایمان و امان رہے آبرو و عزت سے بسر ہو آمین

قطعہ

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب نتیجہ طبع احقر العباد خاک راہ سخن سنجان مؤلف

واقعی ہوش ربا ہے یہ طلسم
شعر جو اس مین ہے لاثانی ہے
کہین ہے خشکی صحرا کا بیان
واہ کیا حسن زبان دانی ہے
سحر و نیرنگ و طلسمات کی سیر
وصف گل مین جو گل افشانی ہے
ہے کہین ہجر و مصیبت کا بیان
اپنی بیکار ثنا خوانی ہے

جس کے ہر لفظ مین سو معنی ہین
کیا فصاحت کا مرقع ہے کھنچا
کہین دریاؤن کی طغیانی ہے
عرصہ جنگ مین پریون کا جماؤ
رزم سازی و فسون خوانی ہے
ہے کہین وصل مین عاشق کو مزا
صورت آئینہ حیرانی ہے
فکر تاریخ تھی ہاتف نے کہا

نثر پر اُسکے دل و جان قربان
دیکھکر ڈھنگ جسے مانی ہے
جو تجلے کرنا دہ معشوقون کا
رزم بھی بزم سلیمانی ہے
ہے وہان باغ بلاغت کی بہار
عیش و عشرت کی فراوانی ہے
خود سمجھ لین گے زمانے کے فصیح
جاہ کیون اتنی پریشانی ہے

سن ہجری مین لکھو یہ مصرع
زینت بزم سخندانی ہے ١٣٠٧ھ

اعلان

افسانہ طلسم ہوشربا سات جلدون مین ترتیب دیا گیا ہے کل ساتون جلد کا مجموعہ بھی موجود ہے اور علیحدہ علیحدہ جلدین خریداران کو بہم پہونچ سکتی ہین ہر ایک شہر کے کتب فروشان سے اور بھی مطبع نولکشور لکھنؤ و کانپور سے

(برقی آرٹ پریس پٹودی ہاؤس دریا گنج نئی دہلی)